ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

پارہ

۱۱-۱۵

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی
پاکستان

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145

شعبہ ناظرہ: 200

درسِ نظامی: 105

شعبہ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ

شعبہ درسِ نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2

خادم: 4

چوکیدار: 2

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:0050002565700 3 - branchcode:0050

@markazuloloom

waseem ziyai

www.waseemziyai.com

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

تفسیر الحسنات

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

جلد سوم

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ

۱۵ — ۱۱

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

تفسیر الحسنات کے جملہ حقوقِ اشاعت بحق جامعہ حسنات العلوم محفوظ ہیں

نام کتاب	تفسیر الحسنات (جلد سوم)
مفسر	علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
ایڈیشن	بارنہم
تاریخ اشاعت	دسمبر 2017ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	QT23

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 37225085-37247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-32212011-32630411۔ فیکس:۔ 021-32210212

e-mail: info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

جامعہ حسنات العلوم کے تمام اراکین تہہ دل سے محترم سلیم شاہد صاحب، والدین وعزیز واقارب (مبشر الیکٹرک سٹور نشتر روڈ لاہور) کے مشکور ہیں کہ انہوں نے تفسیر الحسنات کے سلسلہ میں جامعہ حسنات العلوم کے ساتھ تعاون کیا اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔ دعا گو

ناظم اعلیٰ جامع حسنات العلوم

الحاج عبدالقیوم قادری اشرفی

www.waseemziyai.com

امام اہلسنت غزالی دوراں
استاذ العلماء حضرت
شیخ الحدیث علامہ
سید احمد سعید کاظمی
رحمۃ اللہ علیہ
شاہ صاحب

تفسیر "الحسنات بآیات بینات" مؤلفہ مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا سُبحَانَ اللہ، تفسیری محاسن کا حسین و جمیل مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضل اجل عالم بے بدل حافظ قاری علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قدس اللہ سرہٗ العزیز جو آبا عن جد اُدارث علوم قرآن و حدیث ہیں۔ فنون متداولہ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر قرآن کریم حافظ اور قاری تفسیر و حدیث فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع بلکہ طب یونانی کے بھی عظیم فاضل طبیب حاذق صالح متقی شریعت و طریقت کے حامل تصنیف و تالیف میں بے مثال ان کی لکھی ہوئی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی جسے تفسیر کہا جاسکتا ہے۔ وہ تفسیر الحسنات ہے لفظی ترجمہ میں لغات قرآن کو حل کر دیا اور بامحاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک کو آسان کر دیا شان نزول تحریر فرما کر مطالب قرآن کو مزید واضح فرما دیا افسوس ہے کہ تا حال فقیر کو بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا جو کچھ دیکھا جہاں تک دیکھا صفحات اوراق پر جواہر پارے اور دریائے نایاب بکھرے ہوئے پائے سورۂ ق تک حضرت مولف قدس سرہٗ تفسیر الحسنات لکھنے پائے تھے کہ رب العلمین کی بارگاہ عظمت میں حاضری کا وقت آگیا۔ اے کاش بقیہ تفسیر ہی مکمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید نعمتیں نصیب ہوتیں بہر نوع اور جتنا بفضلہ اللہ جو کچھ ہمیں ملا ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور حضرت مولف علیہ الرحمۃ کے لخت جگر صاحبزادہ سید خلیل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسان عظیم پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے اس علمی خزانہ کو محفوظ رکھا اور تفسیر الحسنات کو بحسن و خوبی کے ساتھ زیور تصحیح و ترتیب سے آراستہ کر کے تشنگان علوم تک پہنچا دیا اللہ حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اسلاف کرام کے ساتھ جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت کے ساتھ زندہ و سلامت رکھے کہ وہ اپنے اسلاف کرام کی چمکتی ہوئی نشانی ہیں۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

www.waseemziyai.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْفَدِيْمِ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلٰی خَلْقِهٖ مِنْ عَظِیْمِ الْاِقْتِدَارِ سِهَامًا۔ وَحَکَمَ عَلَیْهِمْ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ فَلَمْ یَتْرُکِ الْمَوْتُ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ دَمَامًا۔ وَشَتَّتَ بِهَا ذِمَ اللَّذَّاتِ شَمْلًا وَّفَرَّقَ نِظَامًا۔ فَتَرَکُوا الْحَلَائِلَ اَرَامِلَ وَالْاَوْلَادَ اَیْتَامًا۔ اَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَاَشْکُرُهٗ اَنَالَ بِهٖ فَضْلًا وَّاِنْعَامًا۔ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ شَهَادَةً مَنْ شَهِدَهَا نَالَ بِهَا عِزًّا وَّکَرَامًا۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ کَانَ یَشْفِیْ بِرِیْقِهِ الشَّرِیْفِ اَسْقَامًا وَّاٰلَامًا۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحِبَّائِهٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اما بعد فقیر حقیر درماندۂ نفس شریر ابوالحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خاں صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان و امیر مرکزی حزب الاحناف پاکستان خلف الرشید امام اہل سنت ماحی بدعت حامی سنت محدث اعظم فقیہ اتم حضرت استاذ العلماء علامہ ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب حنفی قادری نقشبندی رضوی مشہدی نور اللہ مرقدہ بانی و امیر حزب الاحناف لاہور

زمانہ تحریک ختم نبوت میں جبکہ فقیر کو اپنے رفقاء کے ساتھ ۲۶-۲۷ فروری ۵۳ء کی درمیانی شب کراچی میں رات کے تین بجے ناظم الدین حکومت نے سکیورٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر کے ایک سال کے لیے کراچی جیل میں نظر بند کر دیا تو خیال آیا کہ اس اسیری کے لیل و نہار خدمت دین میں ہی گذارے جائیں چنانچہ کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا کہ دور حاضر میں احناف اہلسنت کیلئے کوئی مفصل مدلل جامع تفسیر قرآن کریم اردو زبان میں عوام کے سامنے پیش نہ ہو سکی لہذا مجھے اس دور فرصت میں اس کام کو انجام دینا چاہئے لیکن چونکہ ہمیں سی کلاس میں رکھا گیا تھا اور یہ کام بھی معمولی نہ تھا اس وجہ سے قید و بند کے دو تین ماہ اسی شش و پنج لیت و لعل میں گذر گئے ادھر لخت جگر نور بصر اعز الاخص امین الحسنات سید خلیل احمد قادری صانہ اللہ عَنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ بھی لاہور میں جامع مسجد وزیر خاں سے تحریک کی قیادت کرتے ہوئے شاہی قلعہ لاہور میں ایسے مخفی ہوئے کہ ان کی موت و حیات سے بھی لاعلمی رہی حتیٰ کہ مختلف افواہوں اور پریشاں کن خبروں سے پریشانی میں اضافہ ہوتا رہا اور تفسیر کا کام شروع نہ ہو سکا بالآخر کراچی جیل سے ہم کو بمعہ رفقاء سکھر جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ایک سو پچیس ڈگری گرمی پڑ رہی تھی آخر کش فقیر نے عزم صمیم کے ماتحت اس کام کو شروع کر دیا اور اس کا نام تفسیر الحسنات بایات بینات خلاصۃ تفسیر الایات باقوال حسنات رکھا گیا ایک سال کے بعد بفضلہ تعالیٰ آٹھ پارے مکمل کر لیے گئے تھے لاہور میں ہائی کورٹ کے ہیبس کارپس کے ذریعہ ہماری نظر بندی کو حبس بے جا قرار دے کر ہم کو بمعہ رفقاء رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد بھی اس فریضہ کو جاری رکھا اور باوجود پریشانیوں کے بحمدہ تعالیٰ قرآن کی تفسیر مکمل کر چکا ہوں بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ مولا کریم اپنے محبوب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کام کو قبول فرمائے اور مقبول عام کرے۔

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

www.waseemziyai.com

فہرست مضامین

سبب تالیف از قلم حضرت علامہ صاحب (رحمہ اللہ)	3	مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کی ممانعت	48
تقریظ	4	محققین کے اقوال	48
بامحاورہ ترجمہ رکوع بارہ سورۃ توبہ پارہ ۱۱	23	ابوطالب کے ایمان پر بحث	49
حل لغات	24	تحکم علیٰ روایات المنقولۃ	50
مختصر تفسیر	25	اوّاہٌ کی بحث	52
شان نزول	26	حلیم کے معانی پر بحث	52
بامحاورہ ترجمہ رکوع تیرہ پارہ ۱۱	28	بامحاورہ ترجمہ رکوع پندرہ سورۃ توبہ پارہ ۱۱	54
حل لغات	29	حل لغات	55
مختصر تفسیر	31	مختصر تفسیر	56
فضائل انصار	33	تبلیغ کا بیان	58
منافقین کے حالات	34	بامحاورہ ترجمہ رکوع سولہ سورۃ توبہ پارہ ۱۱	59
مومنین کاملین کے حالات	35	حل لغات	60
سات صحابہ علیہم رضوان کی توبہ قبول کی گئی	36	مختصر تفسیر	61
ان کی تعداد پر مفصل بحث	36	میلاد النبی ﷺ کا ثبوت	62
صدقہ کی قبولیت پر بحث	37	المنزل الثالث سورۃ یونس	64
صدقہ کی فضیلت	38	بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۃ یونس پارہ ۱۱	64
متخلفین کی بحث	39	حل لغات	65
مسجد ضرار کے صحیح حالات اور اس کی تعمیر کا سبب	40	مختصر تفسیر	67
بامحاورہ ترجمہ رکوع چودہ سورۃ توبہ پارہ ۱۱	43	الٓرٰ کی تحقیق	67
حل لغات	44	حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی نعت کی تشریح	68
مختصر تفسیر	45	در یتیم کی بحث	69
مومنین کی علامات کا بیان	47	مشرکین کے اعتراض کا جواب	70
جہاد فی سبیل اللہ سیاحت	47	تخلیق سماوات وارض پر بحث	71

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

استویٰ کی بحث 72
حشر نشر و معاد خلق کا بیان 73
آفتاب کی منزلیں 73
جنتیوں کی تسبیح 74
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 74
حل لغات 75
مختصر تفسیر 77
شان نزول 78
ظالم کی تعریف 79
تمام مخلوق ایک دین پر تھی 79
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 80
حل لغات 82
مختصر تفسیر 84
خصب کے لغوی معنی 84
ریح عاصف کی تعریف 85
اس کے اقسام 86
نکث کی تعریف 87
بغی کی تعریف 87
جنت میں جنتیوں کے حالات 89
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 90
حل لغات 91
مختصر تفسیر 93
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 95
حل لغات 97
مختصر تفسیر 98
انبیاء علیہم السلام کی دعوت حق 99
موت کے وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں 100
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 101
حل لغات 101
مختصر تفسیر اردو 102
موعظت، شفاء، ہدایت و رحمت کی تعریف 103
سرور و فرح کی تعریف 104
فلسفہ میلاد 105
فضائل رسالت پناہ ﷺ توریت سے 106
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا میلاد خود پڑھا 106
فاتحہ خوانی کا ثبوت 107
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 108
حل لغات 109
مختصر تفسیر اردو 110
ولی کی تعریف و فضیلت 110
تقویٰ کی تعریف 112
ولی کی تعریف میں حضور کا ارشاد گرامی 112
لَهُمُ الْبُشرىٰ کی تشریح 113
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 116
حل لغات 118
مختصر تفسیر اردو 119
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 121
حل لغات 122
مختصر تفسیر اردو 123
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے فرعونیوں کی ہر
چیز پتھر بن گئی 125
دعا کی تشریح 126
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱ 128
حل لغات 130

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو	131	نوح علیہ السلام کی کشتی کا ذکر	167
قوم یونس علیہ السلام پر عذاب کے آثار ظاہر ہوئے	134	تنور کا ذکر	169
حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں جانا	135	دفع دخل مقدر	171
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ یونس پارہ ۱۱	136	نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے	175
حل لغات	137	اقول وباللہ التوفیق	177
مختصر تفسیر اردو	138	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	178
سورۃ ہود	139	حل لغات	179
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۱	139	مختصر تفسیر	181
حل لغات	140	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	183
مختصر تفسیر اردو	141	حل لغات	184
شان نزول	142	مختصر تفسیر	186
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	143	قوم صالح علیہ السلام کے حالات	187
حل لغات	143	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	188
مختصر تفسیر اردو	144	حل لغات	189
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	145	مختصر تفسیر	191
حل لغات	146	قوم لوط علیہ السلام کے حالات	191
مختصر تفسیر	149	مومن لڑکی کا عقد کافر کے ساتھ جائز تھا	197
لعل کی مفصل بحث	150	مختلف اقوال	198
فاتوا بسورة من مثله	151	حضرت لوط علیہ السلام کی ہجرت	199
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	154	قوم لوط علیہ السلام پر عذاب کے فرشتے	200
حل لغات	156	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	201
مختصر تفسیر	157	حل لغات	202
مختلف اعتراضات کے جواب	160	مختصر تفسیر	204
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	161	حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم کی طرف آنا	204
حل لغات	163	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲	207
مختصر تفسیر	165	حل لغات	208
بوس کی مفصل بحث	165	مختصر تفسیر	210

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

یوم حشر کی تفصیلات 211
مختلف اقوال 212
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ ہود پارہ ۱۲ 213
حل لغات 214
مختصر تفسیر 216
شان نزول 217
سورۃ ہود ختم ہوئی 218
سورۃ یوسف 219
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۲ 219
حل لغات 219
مختصر تفسیر 220
فضائل وشرافت زبان عربی 221
اہل جنت کی زبان عربی ہوگی 222
شان نزول سورۃ یوسف 222
سجدہ کی تعریف 225
خواب کی تحقیق 228
خواب کے درجات 229
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۲ 230
حل لغات 232
مختصر تفسیر اردو 233
ضلال کی تحقیق 235
یوسف علیہ السلام کا کنویں میں گرانا 241
حضرت جبریل علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہونا 242
کنویں کی مکمل تحقیق 244
حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کے بقایا صاحبزادوں کا آنا 244
حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیہوش ہونا 245
اقول وباللہ التوفیق 246
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۲ 249
حل لغات 250
مختصر تفسیر اردو 251
زلیخا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا مفصل واقعہ 254
حضرت یوسف علیہ السلام کا پاک دامن ثابت ہونا 260
ایک شیر خوار بچہ کی شہادت 260
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۲ 262
حل لغات 263
مختصر تفسیر اردو 264
مصر کی عورتوں کا زلیخا کو طعنہ دینا 264
حسن یوسف کی جھلک سے مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں 265
حسن یوسف حسن مصطفیٰ سے تہائی حصہ تھا 265
حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا 267
حضرت یوسف علیہ السلام کا قید میں جانا 267
قید کی مدت کا تعین 269
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۲ 269
حل لغات 270
مختصر تفسیر اردو 271
قید خانہ میں خواب دیکھا تعبیر دی 271
دونوں قید خانہ بھیج دیئے گئے 272
قید خانہ میں شان نبوت کا اظہار 274
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۲ 276
حل لغات 276
مختصر تفسیر اردو 277

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

بادشاہ کا خواب اور آپ کا تعبیر دینا 277
حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کا لقب 279
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۲ 280
حل لغات 281
مختصر تفسیر اردو 281
شرفا مصر کی عورتوں کی اور زلیخا کا بادشاہ کے دربار میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت 282
پارہ نمبر ۱۳ 284
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۳ 284
حل لغات 284
مختصر تفسیر اردو 285
مضمون منقولہ عربی کا خلاصہ یہ ہے 287
حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ کے دربار میں تشریف لے جانا 287
خزانے کی ذمہ داری سپرد کرنے کی خواہش 288
ایک سال بعد تاج پوشی 288
حضرت یوسف علیہ السلام سے زلیخا کا عقد 289
قحط کا دور 290
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۳ 290
حل لغات 291
مختصر تفسیر اردو 292
یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا یوسف علیہ السلام کے دربار میں پیش ہونا 292
برادران یوسف کا باپ کی خدمت میں بنیامین کو ساتھ بھیجنے کا اصرار 295
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۳ 296
حل لغات 297
مختصر تفسیر اردو 299
پھوپھی کی الزام تراشی 303
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۳ 304
حل لغات 305
مختصر تفسیر اردو 307
حضرت یوسف علیہ السلام کا بنیامین کو اپنے پاس رکھنا بھائیوں کا حیلہ بہانا کرنا 307
برادران یوسف سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی ناراضگی 309
حضرت یعقوب علیہ السلام کی ضعف بصارت 309
رونا رحمت ہے 310
حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کی حضرت یعقوب علیہ السلام کو بشارت 311
حضرت یعقوب علیہ السلام کا عزیز مصر کے نام خط 313
یہ خط حضرت یوسف علیہ السلام نے پڑھا اور گریہ زاری کی 314
حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی قمیص حضرت یوسف علیہ السلام نے بھیجی 315
آنکھوں میں بصارت آ گئی 315
یہ قمیص جنت سے آئی تھی 315
قمیص سے آنکھوں میں شفا ہوئی 316
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۳ 316
حل لغات 317
مختصر تفسیر اردو 319
حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بشارت 319

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کا برادران یوسف کے لئے بخشش کی دعا کرنا اور قبول ہونا 320

حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے والد اور کنبہ کے افراد کا استقبال 320

سجدۂ عبادت غیر خدا عزوجل کو جائز نہیں 321

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۃ یوسف پارہ ۱۳ 324

حل لغات 325

مختصر تفسیر اردو 326

سورۃ یوسف بخیر وخوبی ختم ہوئی 329

سورۃ رعد پارہ ۱۳ 329

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ رعد پارہ ۱۳ 329

حل لغات 330

مختصر تفسیر اردو 331

آسمان کی تشریح 332

سورج چاند کی رفتار پر بحث 333

رواسی پر بحث 334

اقالیم پر بحث 335

نہروں کی بحث 336

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ رعد پارہ ۱۳ 338

حل لغات 340

مختصر تفسیر اردو 341

بارگاہ رب العزت عزوجل میں ملائکہ علیہم السلام کی حاضری 342

ہر مومن پر تین سو ساٹھ فرشتے محافظ مقرر ہیں 343

داہنا فرشتہ نیکیوں کا ہے جو بائیں فرشتہ کا امیر ہوتا ہے 344

عامر بن طفیل نے قتل حضور ﷺ کا منصوبہ بنایا 344

ہاتھ شل ہوگیا 345

یسبح الرعد پر مفسرین کے اقوال 346

سعد نے رعد گرج کے بارے میں سوال کیا 346

رعد کے بارے میں تحقیق 348

بجلی گرجنے کے وقت کی دعا 348

بجلی ذاکر پر نہیں پڑتی 348

ایک جابر حاکم پر بجلی گری اور ہلاک ہوگیا 349

مختلف اقوال 349

حضور ﷺ کے نام پاک سے ندا ممنوع قرار دے دی گئی 350

ندا کی مفصل بحث 350

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ رعد پارہ ۱۳ 354

حل لغات 354

مختصر تفسیر اردو 356

ارباب قبور سے استعانت پر بحث 357

شہداء رحمہم اللہ کی قبور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر سال آنا اور اہل قبور کو سلام کرنا 358

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ رعد پارہ ۱۳ 359

حل لغات 360

مختصر تفسیر اردو 361

فصاحت وبلاغت 361

شان نزول 362

ارواح واجسام کی بحث 363

طوبیٰ کی بحث 364

توحید پر دلائل 365

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ رعد پارہ ۱۳ 367

حل لغات 368

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو 369
بتوں کی مذمت 370
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ رعد پارہ ۱۳ 372
حل لغات 373
مختصر تفسیر اردو 374
قرآن پاک معجزہ ہے 375
مختلف اقوال 375
عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ علماء یہود میں سے 379
اسلام لائے 379
سورۃ ابراہیم 379
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳ 380
حل لغات 381
مختصر تفسیر اردو 382
وحی ہر پیغمبر پر عربی میں ہوئی 383
ایام اللہ سب سے بڑی نعمت ہے 384
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳ 385
حل لغات 386
مختصر تفسیر اردو 386
شکر کی تعریف 388
ریب کی مفصل بحث 389
بشر مثلنا کی بحث 389
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳ 390
حل لغات 391
مختصر تفسیر اردو 392
ماء صدید کی بحث 393
آسمان زمین کی تخلیق 394
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳ 395
حل لغات 396
مختصر تفسیر اردو 397
شیطان کو ملامت 397
شیطان سے سوال و جواب 398
کلمہ طیبہ کی تشریح مختلف اقوال 400
شجرۂ خبیثہ کی تشریح 401
ترجمہ رازی قدس سرہ العزیز 402
قبر میں سوال و جواب 403
قبر میں مشرک و کافر کا حلی زار 404
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳ 404
حل لغات 405
مختصر تفسیر اردو 406
تسخیر کائنات 408
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳ 409
حل لغات 410
مختصر تفسیر اردو 410
دعاء ابراہیمی 411
زمزم شریف کی تعریف 412
وادی مقدس کی آبادی
بیت اللہ شریف کی تعمیر بابرکت اور حضرت ہاجرہ
علیہا السلام کا وصال 413
اہل مکہ کو ہر موسم کا پھل ملتا ہے 414
بارگاہ رب العزت عزوجل میں حضرت ابراہیم علیہ
السلام کا اظہار عبودیت 415
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳ 417
حل لغات 418
مختصر تفسیر اردو 419

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مکر کی تعریف اور مفصل بحث 422
زمین وآسمان کی تبدیلی کے لئے مفسرین کے اقوال 423
سورۃ الحجر مکیہ 424
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ الحجر پارہ ۱۳ 425
حل لغات 425
مختصر تفسیر اردو 425
پارہ نمبر ۱۴ 426
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ الحجر پارہ ۱۴ 426
حل لغات 426
مختصر تفسیر اردو 427
مشرکین کا طعنہ معصیت شعاروں کیلئے 428
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ الحجر پارہ ۱۴ 431
حل لغات 432
مختصر تفسیر اردو 432
بروج کی بحث 433
شہاب کی تعریف 433
نجوم یا شہاب ثاقب کے متعلق زمانہ جہالت کے نظریات 434
زمین کی تخلیق 436
صف اول کے فضائل 437
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ الحجر پارہ ۱۴ 438
حل لغات 439
مختصر تفسیر اردو 440
جنوں کی اقسام 441
حضرت عمر کا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما حاکم قادسیہ کے نام حکم 442
حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے عراق فتح کیا 442
واپسی پر اذان دینا غیبی آواز کا آنا 442
ذریب ابن مرتملہ جن سے ملاقات 442
علامات قیامت 443
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سلام پہنچانا 444
زید بن عمرو بن نفیل کا مکہ معظمہ سے نکلنا اور قوم کا مخالف ہونا 444
قوم کے نکالنے کی وجوہات 444
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک کاہن کی ملاقات 445
جنوں کی زبان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت اور جنہوں نے حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک وشمائل شریف بیان کئے 445
ابو عامر راہب روانہ ہوگیا بیہودہ گفتگو 445
نبی آخر الزمان کی بشارات 446
حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا واقعہ 447
عجیب وغریب واقعہ 449
ہامہ جن کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آنا اور اسلام قبول کرنا 449
بتوں سے جنوں کی آوازیں 450
بتوں پر جانوروں نے پیشاب کئے 450
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب دہن سے زمین سرسبز وشاداب ہوگئی 451
حضرت ماذن قصریہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بت کا حال بیان کیا 451
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ماذن کی بری عادتیں چھوٹ گئیں۔ کئی حج کئے قرآن یاد کیا نکاح کیا اولاد ہوئی 451
جنین۔ جنت کی تشریح 453

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سجدہ کی مفصل بحث 453
شیطان کا رب العزت عزوجل سے مہلت مانگنا 454
نفخہ اولیٰ میں سب کچھ فنا ہوگا۔ ملک الموت سے آدم علیہ السلام کا دریافت کرنا 454
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ الحجر پارہ ۱۴ 456
حل لغات 457
مختصر تفسیر اردو 458
متقی کی تعریف 459
عیون کی تعریف 460
اولاد کی بشارت 463
حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت 463
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس برس اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی ننانوے سال 463
قوم لوط علیہ السلام پر عذاب 464
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ الحجر پارہ ۱۴ 464
حل لغات 465
مختصر تفسیر اردو 466
لوط علیہ السلام کے گھر میں فرشتوں کا آنا 466
قوم لوط علیہ السلام پر عذاب کا آنا 468
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ الحجر پارہ ۱۴ 469
حل لغات 470
مختصر تفسیر اردو 471
حجر کی تشریح 471
ناقہ سے پانچ معجزے ظاہر ہونا 472
صفح کے معانی 473
سبع مثانی کے نام اور اس کی فضیلت 473
رب جل وعلا کی راہ کے سات راستہ ہیں ہر راستہ کے دروازے کی کنجی اعوذ ہے 475
ساتوں راستہ کھل جاتے ہیں سات دروازے ہیں 475
سورۃ قرآن عظیم سورۃ رحمت میں سات حروف سات 475
مختصر فضائل سورۃ مبارکہ 475
سورۃ فاتحہ کے فضائل میں احادیث مبارکہ 476
عضین کی تشریح 477
جادو کرنے والے پر لعنت 478
استہزاء و مذاق کرنے والے ذلت کی موت ہلاک ہوئے 480
تین چیزیں پسند فرمائیں 480
سورۃ نحل 481
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴ 481
حل لغات 482
مختصر تفسیر اردو 483
شان نزول 483
انسان کی تخلیق قطرۂ منی سے 484
شان نزول 484
دابۃ الارض 485
چوپایوں کے فضائل 485
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴ 486
حل لغات 487
مختصر تفسیر اردو 488
کھجوروں کی اقسام 489
ستاروں کی بحث 490
اعضائے انسانی کی تحقیق واقسام 491
ایک آنکھ کے بدلے نصف سلطنت کا واقعہ 491
تحقیق تدعو 492

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴	493
حل لغات	493
مختصر تفسیر اردو	494
شان نزول	495
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴	495
حل لغات	496
مختصر تفسیر اردو	497
مکر کی تعریف	497
نمرود بن کنعان نے بابل میں ایک منارہ بنایا	498
دوفرسخ	498
شان نزول	500
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴	501
حل لغات	502
مختصر تفسیر اردو	503
حرص کی تعریف	506
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴	506
حل لغات	507
مختصر تفسیر اردو	508
شان نزول	508
سجدہ اطاعت، انقیاد پر بحث	513
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴	514
حل لغات	515
مختصر تفسیر اردو	515
زمانہ جاہلیت میں لڑکی کو معیوب سمجھا جاتا تھا، قتل کر دیا جاتا۔	517
لڑکی کو زندہ درگور کرنا	518
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴	519
حل لغات	520
مختصر تفسیر اردو	521
ولی بمعنی ناصر	522
موت کے مراحل	523
موت کی مفصل بحث	523
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴	524
حل لغات	525
مختصر تفسیر اردو	525
گوبر خون کے درمیان دودھ آسانی سے اترتا ہے	
مفصل بحث	526
قدرت کاملہ کا مظاہرہ علیٰ وجہ الکمال	526
حضرت فخر الدین رازی رحمہ اللہ کے دلائل	527
خون سے دودھ بن جاتا ہے	
سکر۔ سرکہ کی مفصل بحث منشی چیزوں کی حرمت	529
الہام کیا تیرے رب نے مکھی کو اس کی مفصل بحث	530
یعسوب امیر النحل	530
اقول وباللہ التوفیق	531
نشاط باغ گھر کے چند واقعات	531
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے بیان کردہ فضائل	531
وحی پر علامہ راغب رحمہ اللہ کی بحث	532
وحی، الہام، مشاہدہ میں فرق	532
غیر نبی اگر دعویٰ وحی کرے تو اظلم ترین خلق ہے۔	533
آیات قرآنی سے وحی کی بحث	534
منجد میں وحی لغوی وعرفی کی تحقیق	534
شہد کے بنانے کا طریقہ اس کے فضائل	535
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما زخموں کا علاج شہد سے کیا کرتے تھے	536

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

عہد ماموں کا واقعہ طبی بحث 537
ذلیل حقیر عمر سے پناہ 537
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ نحل پارہ ۱۴ 538
حل لغات 538
مختصر تفسیر اردو 539
حفدہ کی مفصل بحث 540
بت پرستی کی مذمت 540
شان نزول 540
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴ 541
حل لغات 542
مختصر تفسیر اردو 543
علم خمس کی بحث 544
علم غیب کی بحث 545
غیب کے معانی 545
علم غیب ذاتی کی بحث 546
علم غیب پر منقولات 548
اقوال محققین 549
ترجمہ 550
قیامت کے متعلق روح الامین نے سوال کیا مفصل بحث 551
مینہ بارش کے متعلق علم 552
رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی اس کی بحث 552
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دینا 552
کل کی بات جاننا 553
خود سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے وصال اور مدفن کے بارے میں بتایا 554
حرکت کی بحث 555
شیون قدرت نے ظہور فرمایا 555
ظلال سربال کی بحث 556
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴ 556
حل لغات 557
مختصر تفسیر اردو 558
ہر گروہ میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے آپ کو شاہد بنا کر لائیں گے 560
تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے ہیں 561
شہید سے مراد شہدا امم ہیں 561
اقوال و باللہ التوفیق 562
آنے والے فتنوں کی خبریں 562
امت کے تمام علوم حدیث کی شرح حدیث پاک 562
قرآن کی شرح 562
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ 562
جو حکم ہمارا رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو 563
قرآن کریم جامع ہے علوم اولین و آخرین کا 564
بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴ 565
حل لغات 566
مختصر تفسیر اردو 568
احسان کی تعریف 569
احسان کے متعلق ابن عباس کی تشریح 570
والبغی کی تعریف۔ قوائے شہوانیہ 571
اکتم بن صیفی کے قاصد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں 572
آیت کریمہ کا نزول۔ تین چیزوں کا حکم 573
ولید ابوجہل کی زبانی تعریف اکتم بن صیفی کا بیان

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اسلام 573
غزل کی تعریف 573
ربطہ بنت سعد تمیمی رضی اللہ عنہا کا صحت کے لئے دعا کا واقعہ 575
دنیا کے بدلے دین فروخت نہ کرو 576
جنت کی زندگی بلاموت ہوگی۔غنی بلافقر ہوگا 577
حرام سے پلا ہوا جسم آگ میں جلے گا 578
جب تم قرآن پڑھو تو تعوذ پڑھا کرو 578
بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴ 579
حل لغات 580
مختصر تفسیر اردو 582
شان نزول 582
بدل کی تحقیق 582
ناسخ منسوخ کی بحث 583
ناسخ منسوخ منصوص بالقرآن ہے 584
متعدد اقوال مشرکین کی بکواس سے سلمان فارسی مدینہ منورہ میں ایمان لائے حضرت صدیق اکبر نے خرید کر آزاد کیا 586
یہ قرآن کریم فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے 587
جو حسد و عناد کے تحت ایمان نہیں لاتے ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ 588
قریش نے عمار بن یاسران کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہم پر جبر عام کیا انہوں نے مرتد ہونے سے انکار کیا 588
حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے شہادت قبول کر لی
حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے 589
حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جبر سے کہہ دیا حضور علیہ السلام نے فرمایا عمار
مفصل بحث 589
حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت نوک سناں پر ایک روایت 589
مسیلمہ کذاب کا واقعہ 590
ابن اسحٰق رحمہ اللہ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اقوال 591
بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴ 591
حل لغات 592
مختصر تفسیر اردو 593
روح و جسم کے درمیان جھگڑا اور اندھے لولے کی مثال 593
ایک مثال 594
اہل مکہ کا قحط سے پریشان ہونا 595
ماأهل لغير الله کی بحث 596
فاتحہ نیاز کا جواز 597
اضطرار کی مفصل بحث 598
زمانہ جاہلیت میں حلال حرام کی بحث 598
بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع سورۃ النحل پارہ ۱۴ 601
حل لغات 602
مختصر تفسیر اردو 602
خطیب انبیاء خلیل اللہ علیہم السلام کا تذکرہ۔تیسری صفت فرمائی آپ مہمان کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔ 603
اجتباہ کی مفصل بحث 603
صالحین قرآن کریم۔متعدد مقام پر۔صالحین سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں 604
تمام انبیاء علیہم السلام اور جمیع خلائق سے حضور علیہ السلام کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے 605
شنبہ کی تعظیم اس دن شکار ترک کرنے کا حکم 605

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حکمت نصیحت سے دعوت دو 605
شان نزول 606
حضرت حمزہ و دیگر شہداء کے جسم اور چہرہ تبدیل کیا 606
چودھواں پارہ ختم ہوا 607
پارہ پندرہواں 608
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ 608
حل لغات 609
مختصر تفسیر اردو 610
نام پاک کا انتخاب 611
معراج کے معنی کی تحقیق 611
یونا کا مکاشفہ 612
فلسفی تاریکیاں 613
اوہام باطلہ کے اعتراضات 613
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک 614
جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کا حضور ﷺ کی خدمت میں آنا 614
واقعہ معراج سے مشرکین و منافقین کا انکار 615
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی تصدیق 615
ایک مثال 615
قافلہ کی تعداد اور سامان کی کیفیت کا بیان کرنا 616
مختلف اقوال 618
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث 618
آپ کی رخصتی کے وقت عمر مبارک 618
نہایت واضح اور مدلل بحث 619
حضور علیہ السلام کی خصوصیات 620
ایک قول کا جواب 620
ابوجہل کے سوال کا مفصل جواب 621
معراج زمین سے ساتوں آسمانوں تک ہے 622
معراج جسمانی بنظر تفلسف 623
جمہور اہل سنت کا عقیدہ 623
آسمان کے دروازے پر بحث 625
حرکت کی فلسفیانہ بحث 626
لیلۃ الاسراء میں پانچ سواریاں 627
علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دلائل 627
شق صدر پر بحث 628
قصیدہ معراجیہ 629
معراج رات میں ہونے کا فلسفہ 629
نماز اقصیٰ 632
حضرت نوح علیہ السلام کی شان شکر 634
حضرت زکریا علیہ السلام کی شہادت 634
مختلف اقوال 635
حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل 636
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ 638
حل لغات 640
مختصر تفسیر اردو 641
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ 645
حل لغات 646
مختصر تفسیر اردو 647
والدین سے حسن سلوک کا حکم 647
فضول خرچی کی ممانعت 648
شان نزول 648
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ 650
حل لغات 651
مختصر تفسیر اردو 652

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

عہد کے پورا کرنے کا حکم 654
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل 656
پارہ ۱۵ 657
حل لغات 658
مختصر تفسیر اردو 659
ہر شے اللہ کی تسبیح کرتی ہے 660
انگشتہائے مبارک سے پانی کا چشمہ جاری ہونا 661
ہر گروہ کی تسبیح 662
شان نزول سورۃ تبت یدا 663
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ 666
حل لغات 667
مختصر تفسیر اردو 669
شان نزول 669
انبیاء علیہم السلام کے مخصوص فضائل 670
تحقیق زبور 671
حضرت مہدی علیہ السلام کی معیت میں جہاد 674
شان نزول 675
قوم ثمود کی نافرمانی کا ذکر 675
شتر مرغ کی غذا آتش فشاں پہاڑوں کا ذکر 677
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل 678
حل لغات 680
مختصر تفسیر اردو 681
شیطان کی بارگاہ رب العزت عزوجل میں معروض 682
خسف کی تعریف مفصل بحث 685
قاصف ہوا کی تعریف ووضاحت 686
کرمنا بنی آدم پر بارہ اقوال 687
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل 688
حل لغات 689
مختصر تفسیر اردو 690
قیامت کے دن ہر جماعت اپنے امام کے ساتھ بلائی جائے گی 690
فتیل کی تعریف 690
شان نزول 691
قبیلہ بنی ثقیف کی بیعت کی شرائط 691
ہجرت کا حکم 694
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل 695
حل لغات 695
مختصر تفسیر اردو 696
نمازوں کے اوقات 696
تہجد کی تعریف 697
نماز تہجد ہمارے حضور ﷺ پر فرض تھی 698
تہجد کی رکعات کی تعداد 698
انبیاء کرام علیہم السلام کی نمازوں کے اوقات 699
قیامت کے دن سب عریاں اٹھیں گے 700
مقام محمود 700
سات قول 700
آیات شفا کے متعلق احادیث 702
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل 703
حل لغات 704
مختصر تفسیر اردو 705
یہود کا حضور علیہ السلام سے روح کے متعلق سوال 706
تعریف روح 706
فلسفہ آلہیات کی روشنی میں روح کا مفہوم 707
روح پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث 708

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مفصل شان نزول 709
یہود کے تین سوال 709
محققین کے دو قول 710
ارواح انبیاء علیہم السلام وشہداء رحمہم اللہ کا حال 712
قرآن پاک کی ایک آیت کے عمل پیش کرنے سے عاجز رہے 712
آیات قرآنی کے مقابل شاعری 714
شان نزول 714
سرداران قریش جمع ہوکر حضور ﷺ کی خدمت میں آخری فیصلے کے لئے آئے 715
مشرکین کے حضور ﷺ سے مطالبات 715
حضور علیہ السلام کے مدلل جواب 716
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل 716
حل لغات 717
مختصر تفسیر اردو 718
قیامت کے دن لوگ محشور ہوں گے تین قسم کے ہوں گے 720
کافر آگ کا ایندھن ہوں گے 721
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۃ بنی اسرائیل 722
حل لغات 723
مختصر تفسیر اردو 724
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں دی گئیں 724
خواص آیت کریمہ و بالحق انزلناہ 726
نزول قرآن کریم کے متعلق چند ایک روایات 727
شان نزول 729
شان نزول 730
اسماء الٰہی عزوجل کی تخصیص پر دلیل 731
چور کا واقعہ 732
خلفاء اربعہ کی نماز میں مختلف کیفیات 732
آیات متلوہ کے فضائل۔ چند احادیث 733
سورۃ الکہف 734
فضائل سورۃ الکہف 734
اس سورۃ مبارکہ کا نام کہف ہے 734
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 735
حل لغات 736
مختصر تفسیر اردو 737
قیم کی تعریف میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے چھ قول نقل فرمائے ہیں 737
اصحاب کہف کا غار میں جانا 741
ایک صندوق میں تختی ملی جس پر سب کے نام کندہ تھے 743
غار میں پناہ گزین ہوئے۔ مفصل بحث 744
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 746
حل لغات 747
مختصر تفسیر اردو 748
دیوار کے آگے دیوار چنی گئی 749
فجوۃ کی تحقیق۔ بحث 750
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 752
حل لغات 753
مختصر تفسیر اردو 754
تین سو نو سال سوتے رہے 755
عنوانی بحث 757
بزرگوں کے مزارات کے قریب مساجد بنانا قدیم طریقہ ہے 759

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

زیارت قبور کی بحث 759
امام غزالی رحمہ اللہ کا قول 760
اصحاب کہف کا واقعہ میلاد نبوی ﷺ سے بارہ تیرہ سال قبل ہوا 763
تاریخی تحقیق۔ معلومات 764
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 765
حل لغات 766
مختصر تفسیر اردو 768
شان نزول 768
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تین سو نو سال پر تحقیق 768
شان نزول علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے بیان کیا 769
سرادق پر بحث 773
جنات کی تعریف 774
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 775
حل لغات 777
مختصر تفسیر اردو 778
چھ قول مفسرین کے 778
تحقیق لکن 781
حسبان پر بحث 783
احیط کے معنی 783
عروش کی بحث 783
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 784
حل لغات 785
مختصر تفسیر اردو 785
باقیات صالحات سے اعمال خیر مراد ہیں 786
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 788
حل لغات 788
مختصر تفسیر اردو 789
شرک کی مذمت 790
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 791
حل لغات 792
مختصر تفسیر اردو 793
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 795
حل لغات 796
مختصر تفسیر اردو 797
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم میں زیادہ ہونے کا دعویٰ 798
مچھلی توشہ دان میں رکھی اور روانہ ہوئے 799
مچھلی کے زندہ ہونے کی مفصل بحث 800
جمہور کی تحقیق 802
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات 803
حضرت خضر علیہ السلام آج زندہ ہیں یا نہیں 804
ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق سوال 804
آدم علیہ السلام کا قد 806
صوفیاء کرام کے اقوال 806
حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام کی عمر زیادہ طویل ہوئی 807
غسل مبارک کے وقت غیبی ندا 808
حضرت خضر علیہ السلام کی غسل مبارک اور جنازہ میں شرکت 809
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۵ 812
حل لغات 812

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو 813

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت یوشع علیہ السلام کا تذکرہ مفصل بحث 813

حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو مار دیا 814

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات 816

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۶ 819

حل لغات 820

مختصر تفسیر اردو 821

گاؤں والوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا مفصل بحث 821

دیوار سو گز تھی بعض کہتے ہیں پانچ سو گز 822

لڑکے کے حالات 823

ان تمام افعال میں حکمت الٰہیہ عزوجل کا ظہور 824

توحید کا بیان 825

ولی کو نبی پر فوقیت دینا گمراہی ہے 825

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں کوع سورۃ کہف پارہ ۱۶ 826

حل لغات 828

مختصر تفسیر اردو 830

ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ 831

شہر شیراز میں انتقال کیا 832

یاجوج ماجوج کی تحقیق 835

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۃ کہف پارہ ۱۶ 847

حل لغات 848

مختصر تفسیر اردو 849

شان نزول آیہ کریمہ 851

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بامحاورہ اردو ترجمہ رکوع بارہ-سورۃ توبہ-پ ۱۱

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾

جب تم ان کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے آپ کہہ دیں بالکل عذر نہ کرو ہم تمہارا اعتبار نہ کریں گے اللہ نے ہم کو تمہاری خبریں بتا دی ہیں اور عنقریب دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل پھر تم غیب اور حاضر جاننے والے کی جناب میں پیش کئے جاؤ گے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبریں دے گا۔

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾

جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے کچھ نہ کہو سو تم ان سے منہ پھیر لو وہ گندے لوگ ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کمائی کرتے تھے۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾

وہ تمہارے سامنے قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ فاسق قوم سے راضی نہیں ہوتا۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾

دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بڑے سخت ہیں اور اس کے بہت لائق ہیں کہ جو حدیں اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہیں ان کو نہ جانیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾

اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے متعلق زمانہ کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں انہی پر ہے بری گردش اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ ع

اور بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے تقرب اور رسول کی دعاؤں کا سبب جانتے ہیں خبردار یہ واقعی ان کے لئے تقرب ہے عنقریب ان کو اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حل لغات رکوع بارہ-سورۃ توبہ-پ ۱۱

يَعْتَذِرُوْنَ۔عذر کریں گے
اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف
لَنْ۔ہرگز نہ
نَبَّاَ۔بتادی ہیں
وَ۔اور
وَ۔اور
اِلٰى۔طرف
الشَّهَادَةِ۔حاضر کی
تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے
لَكُمْ۔تمہارے سامنے
لِتُعْرِضُوْا۔تاکہ منہ پھیرو
اِنَّهُمْ۔بے شک وہ
جَهَنَّمُ۔جہنم ہے
يَكْسِبُوْنَ۔کماتے
عَنْهُمْ۔ان سے
فَاِنَّ۔تو بے شک
عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔فاسق قوم سے
كُفْرًا۔کفر
اَجْدَرُ۔بہت لائق ہیں
حُدُوْدَ۔حدیں
عَلٰى۔اوپر
عَلِيْمٌ۔جاننے والا
وہ ہیں
يُنْفِقُ۔خرچ کرتے ہیں
بِكُمْ۔تمہارے متعلق
السَّوْءِ۔بری
عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے

اِلَيْكُمْ۔تمہاری طرف
قُلْ۔کہہ دیں
تُؤْمِنَ۔اعتبار کریں گے ہم
نَا۔ہم کو
سَيَرَى۔جلدی دیکھے گا
رَسُوْلُهٗ۔اس کا رسول
عٰلِمِ۔جاننے والے
فَيُنَبِّئُكُمْ۔تو بتائے گا تم کو
سَيَحْلِفُوْنَ۔جلدی قسمیں اٹھائیں گے
اِذَا۔جب
عَنْهُمْ۔ان سے
رِجْسٌ۔ناپاک ہیں
جَزَآءً۔بدلہ
يَحْلِفُوْنَ۔قسمیں اٹھائیں گے
فَاِنْ۔تو اگر
اللّٰهَ۔اللہ
اَنْ۔یہ کہ
مَآ۔اس کی جو
رَسُوْلِهٖ۔اپنے رسول کے
حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے
مَنْ۔جو
مَغْرَمًا۔تاوان
الدَّوَآئِرَ۔گردش کا
وَ۔اور
وَ۔اور

اِذَا۔جب
لَا۔نہ
لَكُمْ۔تمہارا
اللّٰهُ۔اللہ نے
اللّٰهُ۔اللہ
ثُمَّ۔پھر
الْغَيْبِ۔غیب
بِمَا۔جو
اِذَا۔جب
انْقَلَبْتُمْ۔واپس جاؤ گے
فَاَعْرِضُوْا۔تو منہ پھیرلو
وَ۔اور
بِمَا۔اس کا
لَكُمْ۔تمہارے سامنے
تَرْضَوْا۔تم راضی ہوجاؤ
لَا۔نہیں
اَلْاَعْرَابُ۔دیہاتی لوگ
نِفَاقًا۔نفاق میں
لَا۔نہ
اَنْزَلَ۔اتاری
وَ۔اور
وَ۔اور
يَتَّخِذُ۔سمجھتے ہیں
وَ۔اور
عَلَيْهِمْ۔انہی پر ہے
اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور

رَجَعْتُمْ۔واپس جاؤ گے
تَعْتَذِرُوْا۔عذر کرو
قَدْ۔بے شک
مِنْ اَخْبَارِكُمْ۔تمہاری خبریں
عَمَلَكُمْ۔تمہارے عمل
تُرَدُّوْنَ۔پھیرے جاؤ گے
وَ۔اور
كُنْتُمْ۔تھے تم
بِاللّٰهِ۔اللہ کی
اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف
عَنْهُمْ۔ان سے
مَاْوٰىهُمْ۔ان کا ٹھکانہ
كَانُوْا۔جو تھے
لِتَرْضَوْا۔تاکہ تم راضی ہو
عَنْهُمْ۔ان سے
يَرْضٰى۔راضی ہوتا
اَشَدُّ۔بہت سخت ہیں
وَ۔اور
يَعْلَمُوْا۔جانیں
اللّٰهُ۔اللہ نے
اللّٰهُ۔اللہ
مِنَ الْاَعْرَابِ۔بعض دیہاتی
مَا۔اس کو جو
يَتَرَبَّصُ۔انتظار کرتے ہیں
دَآئِرَةُ۔گردش
سَمِيْعٌ۔سننے والا

مِنَ الْاَعْرَابِ۔بعض دیہاتی وہ ہیں

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مَنْ۔جو	یُّؤْمِنُ۔ایمان لاتے ہیں	بِاللّٰہِ۔اللہ	وَ۔اور
الْیَوْمِ۔دن	الْاٰخِرِ۔پچھلے پر	وَ۔اور	یَتَّخِذُ۔سمجھتے ہیں
مَا۔جو	یُنْفِقُ۔خرچ کرتے ہیں	قُرُبٰتٍ۔قربت کا سبب	عِنْدَ۔نزدیک
اللّٰہِ۔اللہ کے	وَ۔اور	صَلَوٰتِ۔دعاؤں	الرَّسُوْلِ۔رسول کا سبب
اَلَآ۔خبردار	اِنَّهَا۔بے شک وہ	قُرْبَةٌ۔قربت ہے	لَّهُمْ۔ان کے لئے
سَیُدْخِلُهُمُ۔جلدی داخل کرے گا ان کو	اللّٰهُ۔اللہ		فِیْ۔بیچ
رَحْمَتِهٖ۔اپنی رحمت کے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا
رَّحِیْمٌ۔مہربان ہے			

مختصر تفسیر اردو رکوع بارہ-سورۃ توبہ-پ ۱۱

یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ

''بہانہ بنائیں گے آپ سے'' اور باطل عذر پیش کریں گے یہ جہاد سے رہ جانے والے منافق (یہاں جمع مخاطب کا صیغہ تعظیماً ہے اس لئے کہ جمع تعظیمی بھی ہوتی ہے) ''جب آپ ان کی طرف لوٹ کر جائیں گے'' یعنی آپ اس سفر سے واپس ہوں گے۔ ''آپ فرمادیں بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے'' اسلئے کہ تم نے اپنے نفاق اور آرام طلبی سے تعمیل حکم میں کوتاہی کی ہے۔ ''بے شک مطلع فرمادیا ہمیں اللہ نے تمہارا حال'' تو اب تمہارا عذر عبث ہے اس لئے کہ ہمیں تمہاری اندرونی کیفیت بذریعہ وحی معلوم ہو چکی ہے۔ ''اور عنقریب اللہ دیکھے گا تمہارے عمل اور اس کا رسول بھی ملاحظہ فرمائے گا'' کہ تم نفاق سے تائب ہوتے ہو یا اسی نفاق پر قائم رہتے ہو۔ ''پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو عالم الغیب و الشہادۃ ہے وہ تمہیں جتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے''۔ اس لئے کہ علم سبحانہ وتعالیٰ تمام اعمال ظاہرہ اور باطنہ پر محیط ہے بلکہ اس کا علم احوال بارزہ و کامنہ پر محیط ہے تو وہی تمہارے اعمال خفیہ وجلیہ سے مطلع فرمائے گا۔ ''اب تمہارے حضور اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے تاکہ ان پر عتاب نہ کرو تو تم اے محبوب ان کا تفحص نہ کرو اور ان کی طرف سے خیال ہٹالو'' یعنی جب آپ یہاں سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لائیں گے تو وہ اس لئے معذرت پر یقین دلانے کو اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ آپ ان پر عتاب و ملامت نہ کریں تو ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ ان سے عتاب و ملامت کے بجائے ان سے اجتناب فرمائیں۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس حکم سے یہ مراد ہے کہ ان سے بولنا، ان میں بیٹھنا ممنوع فرمادیا جائے چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو صحابہ کرام علیہم رضوان کو حکم دے دیا کہ ان مخالفین سے بولنا چالنا ان میں بیٹھنا اٹھنا ترک کردیا جائے اس لئے کہ ''بے شک وہ نرے گندے ہیں'' اور رجس محض کا پاک ہونا کسی طرح ممکن نہیں'' اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ ان کے کسب کا'' جو اعمال خبیثہ کرتے تھے اس کا شان نزول یہ ہے کہ

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت جد بن قیس اور معتب بن قشیر اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی یہ اسی منافق تھے جن سے ملنے جلنے اور بات کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تھا۔

www.waseemziyai.com

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھائی تھی کہ وہ آئندہ کبھی جہاد میں جانے سے سستی نہ کرے گا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اب راضی ہو جائیں اس پر یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ'' اور ان کا عذر تسلیم فرما لو تو اس سے انہیں کچھ نفع نہ ہوگا کیونکہ اگر تم ان کی قسموں کا اعتبار بھی کر لو'' تو بے شک اللہ نہیں راضی ہوگا فاسق لوگوں سے'' اس لئے کہ اس کے علم میں ان کا فسق و فجور اور کفر و نفاق ہے۔

''اعراب یعنی گاؤں والے زیادہ سخت ہیں کفر و نفاق میں اور وہ اسی کے حقدار ہیں کہ نہ سمجھیں وہ حدیں جو اللہ نے نازل کیں اپنے رسول پر اور اللہ علم و حکمت والا ہے''۔

وَّ اَجْدَرُ اَنْ یَّعْلَمُوْا۔ میں اجدر کے معنی علامہ آلوسی فرماتے ہیں: اَیْ اَحَقُّ وَاَخْلَقُ اور طبرسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَجْدَرُ جُدُر سے ماخوذ ہے اور جدر دیوار کے معنی میں مستعمل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنگل کے رہنے والے دہقان دیہاتی کفر و نفاق میں شدید ترین ہیں اس لئے کہ وہ مجالس علم اور صحبت علماء سے دور اور محروم ہوتے ہیں تو اجدر اس لئے فرمایا کہ ان کی تشبیہ دیوار سے صحیح ہو جائے جیسے دیوار رہنے والے اور باہر والے کو نہیں جانتی حقدار اور غیر حقدار کو نہیں سمجھتی ایسے ہی گنوار جنگل والے حدود اور قانون الٰہی سے بے خبر ہوتے ہیں۔

ابو الشیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: یَقُوْلُ الضَّحَّاکُ حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ یَعْنِی الْفَرَائِضَ وَمَا اُمِرُوْابِهٖ مِنَ الْجِهَادِ یعنی وہ فرائض الٰہی نہیں سمجھتے اور جو اللہ تعالیٰ نے احکام جہاد کی اہمیت ظاہر کی اس سے بے خبر ہیں۔

''اور بعض دہقانی گنوار وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (مگر) اسے تاوان یا ڈنڈ تصور کرتے ہیں'' لِاَنَّهُمْ لَایُنْفِقُوْنَهٗ اِحْتِسَابًا وَّ رَجَاءً لِثَوَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی اس لئے کہ ان کا خرچ کرنا اللہ کے لئے اور ثواب کی نیت سے نہیں ہوتا بلکہ محض دکھاوے کے لئے ہے۔

''اور انتظار کرتے ہیں تم پر گردشیں آنے کا'' اور اس امر کے منتظر ہیں کہ کب مسلمانوں کا زور کم ہو اور وہ مغلوب ہوں تو ہمیں اس قسم کے خرچ سے نجات ملے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے: ''عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ انہی پر ہے بری گردش'' اور وہی رنج و ابتلا کے شکار ہیں'' اور بدحالی میں گرفتار اور اللہ سنتا جانتا ہے''۔

شان نزول

یہ آیت قبیلہ اسد و غطفان اور تمیم کے اعرابیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ آگے ان میں سے جنہیں مستثنیٰ کیا گیا ان کا ذکر فرمایا۔ (خازن)

''اور بعض دہقانی گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں لینے کا موجب جانتے ہیں''۔

مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ لوگ قبیلہ مزنیہ میں سے بنی مقرن ہیں۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ لوگ قبیلہ اسلم اور غفار اور جہینہ ہیں۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

www.waseemziyai.com

کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزنیہ اور اسلم اور اشجع اور غفار موالی ہیں۔ اللہ اور رسول کے سوا ان کا کوئی مولیٰ نہیں کَمَا اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ وَغَیْرُھُمَا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُھَیْنَۃُ وَ مُزَنِیَّۃُ وَاَشْجَعُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارُ مَوَالِی اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِہٖ لَا مَوَالِیَ لَھُمْ غَیْرُہٗ وَجَاءَ عَنْہُ اَیْضًا اَنَّہٗ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَقُلْھَا لٰکِنْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُوْلِ۔ پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تقریر۔

عَطْفٌ عَلٰی قُرُبَاتٍ اَیْ وَسَبَبًا لِدُعَائِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ لِلْمُتَصَدِّقِیْنَ بِالْخَیْرِ وَالْبَرَکَۃِ وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمْ وَلِذَالِکَ یُسَنُّ لِلْمُتَصَدَّقِ عَلَیْہِ اَنْ یَدْعُوَ لِلْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ اَخْذِ صَدَقَتِہٖ لٰکِنْ لَیْسَ لَہٗ اَنْ یُصَلِّیَ عَلَیْہِ۔

یعنی وہ صدقہ دینے والے اس صدقہ کو حضور ﷺ کی دعا کا سبب جانتے تھے اس لئے کہ حضور ﷺ صدقہ دینے والوں کے حق میں خیر و برکت کی دعا فرماتے اور ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے تھے۔

اسی وجہ سے مسنون ہو گیا کہ صدقہ دینے والے کے لئے دعا کی جائے جب وہ صدقہ دے مگر یہ جائز نہیں کہ اس پر صلوۃ کی جائے اس لئے کہ فَقَدْ قَالُوْا لَایُصَلّٰی عَلٰی غَیْرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمَلٰئِکَۃِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلَّا بِالتَّبَعِ لِاَنَّ فِی الصَّلٰوۃِ مِنَ التَّعْظِیْمِ مَا لَیْسَ فِیْ غَیْرِھَا مِنَ الدَّعَوَاتِ کہا گیا ہے کہ غیر انبیاء اور غیر ملائکہ علیہم الصلوۃ پر صلوۃ نہ پڑھی جائے مگر تبعاً بالدعا اس لئے کہ لفظ صلوۃ میں تعظیم ہے جو غیر نبی و ملک کے لئے نہیں دعا ان میں بلکہ دوسرے الفاظ سے دعا کرے۔

شرح الاشباہ میں ہے: مَنْ صَلّٰی عَلٰی غَیْرِھِمْ اَثِمَ وَکُرِہَ وَھُوَ الصَّحِیْحُ۔

اور جو صحاح ستہ میں علاوہ ترمذی کے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی یہ حجت نہیں اس لئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق پہنچتا ہے جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمائیں۔

آگے فرماتے ہیں:

قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ عِلَّۃِ مَنْعِ الصَّلٰوۃِ مِنْ اَنَّ ذَالِکَ شِعَارُ اَھْلِ الْبِدْعِ وَاِنَّہٗ مَخْصُوْصٌ فِیْ لِسَانِ السَّلَفِ بِالْاَنْبِیَآءِ وَالْمَلَائِکَۃِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ کَمَا اَنَّ قَوْلَنَا "عَزَّوَجَلَّ" مَخْصُوْصٌ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فَلَا یُقَالُ مُحَمَّدٌ عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ کَانَ عَزِیْزًا جَلِیْلًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ممانعت صلوۃ غیر انبیاء و ملائکہ کی علت یہ ہے کہ یہ اہل بدعت کا شعار بن گیا ہے اور "صلوۃ" لسان سلف میں مخصوص ہے انبیاء و ملائکہ کے لئے جیسے ہم کہتے ہیں "عزوجل" یہ مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک پر "عزوجل" نہیں کہا جائے گا اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس عزیز و جلیل ہے۔

پھر قاضی اللقانی رحمہ اللہ نے فرمایا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا: اَلَّذِیْ ذَھَبَ اِلَیْہِ الْمُحَقِّقُوْنَ وَاَمِیْلُ اِلَیْہِ مَا قَالَہٗ مَالِکٌ وَسُفْیَانُ وَاخْتَارَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْفُقَھَآءِ وَالْمُتَکَلِّمِیْنَ اَنَّہٗ یَجِبُ تَخْصِیْصُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِالصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ

www.waseemziyai.com

كَمَا يُخْتَصُّ اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ عِنْدَ ذِكْرِهٖ بِالتَّقْدِيْسِ وَالتَّنْزِيْهِ وَيُذْكَرُ مَنْ سِوَاهُمْ بِالْغُفْرَانِ وَالرِّضَا كَمَا قَالَ تَعَالٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ الخ

(روح المعانی) آگے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خبردار رہو وہ صدقہ ان کے لئے موجب قرب ہے۔ عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع تیرہ-سورۃ توبہ-پ ۱۱

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

اور سب میں سبقت لے جانے والے پہلے مہاجر اور انصار ہیں اور وہ جو پیرو ہوئے ان کے بھلائی میں راضی ہے اللہ ان سے اور وہ راضی اللہ سے اور تیار رکھی ہے اللہ نے ان کے لئے جنت جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

اور جو تمہارے گرداگرد منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ جو خوگر ہیں نفاق کے تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔ ہم عنقریب انہیں عذاب دیں گے دوبارہ پھر پھیرے جائیں گے دردناک عذاب کی طرف۔

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

اور دوسرے ایسے ہیں جو معترف ہیں اپنے گناہوں کے اور ملایا انہوں نے عمل صالح اور دوسرا عمل بد عنقریب اللہ ان کی توبہ قبول کرلے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

لو ان کے مالوں سے صدقہ جس سے تم (اے محبوب) انہیں ستھرا اور پاک کرو اور ان کے لئے دعائے خیر کرو بے شک آپ کی دعا ان کے لئے موجب سکون ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے اور بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ

اور فرما دیجئے عمل کرو تو عنقریب اللہ دیکھے گا تمہارے عمل اور اس کا رسول اور مسلمان اور تم عنقریب اس کی طرف

www.waseemziyai.com

الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

پلٹو گے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے تو وہ تم کو جتا دے گا تمہارے کام۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

اور کچھ موقوف رکھے گئے ہیں اللہ کے حکم پر تو اللہ ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور وہ جنہوں نے بنائی مسجد ضرار نقصان دینے کو اور کفر کے لئے اور تفرقہ ڈالنے کو مومنین میں اور انتظار میں اس کے جو مخالف ہے اللہ اور اس کے رسول کا پہلے سے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ نہ تھا مگر نیک اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

اس مسجد میں تم کھڑے نہ ہونا ہرگز بے شک مسجد وہ ہے کہ جس کی بنیاد پرہیزگاری پر ہے اول ہی دن سے وہ اس کی حقدار ہے کہ تم کھڑے ہو اس میں۔ اس میں وہ لوگ ہیں کہ محبوب رکھتے ہیں پاک رہنا اور اللہ محبوب رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

تو کیا جس نے بنیاد رکھی اللہ کے ڈر پر اور اس کی رضا پر وہ اچھی یا وہ جس کی بنیاد رکھی گئی ہو ایک گڑھے گرنے والے پر کے کنارے پر تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں منہدم ہوا اور اللہ نہیں ہدایت دیتا قوم ظالم کو۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

ہمیشہ ہے وہ بنیاد جو ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ حکمت والا جاننے والا ہے۔

حل لغات رکوع تیرہ۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۱

وَالسّٰبِقُوْنَ۔ اور آگے بڑھنے والے
الْاَوَّلُوْنَ۔ پہلے
مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ۔ مہاجرین
وَالْاَنْصَارِ۔ اور انصار سے
وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ جنہوں نے
اتَّبَعُوْهُمْ۔ ان کی پیروی کی
بِاِحْسَانٍ۔ نیکی کے ساتھ
رَّضِيَ اللّٰهُ۔ اللہ راضی ہوا
عَنْهُمْ۔ ان سے
وَرَضُوْا۔ اور وہ راضی ہوئے
عَنْهُ۔ اس سے
وَاَعَدَّ۔ اور تیار کیا اس نے
لَهُمْ۔ ان کے لئے
جَنّٰتٍ۔ باغ
تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں

www.waseemziyai.com

تَحْتَهَا۔اس کے نیچے
الْاَنْهٰرُ۔نہریں
خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہنے والے ہیں
فِيْهَآ۔اس میں
اَبَدًا۔ہمیشہ ہمیشہ تک
ذٰلِكَ۔یہ ہے
الْفَوْزُ۔کامیابی
الْعَظِيْمُ۔بڑی
وَمِمَّنْ۔اوران سے
حَوْلَكُمْ۔جوتمہارے گرداگرد ہیں
مِّنَ الْاَعْرَابِ۔دیہاتیوں سے
مُنٰفِقُوْنَ۔منافق ہیں
وَمِنْ۔اورمدینہ
اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔والوں میں سے
مَرَدُوْا۔جواڑ گئے
عَلَى النِّفَاقِ۔نفاق پر
لَا تَعْلَمُهُمْ۔توان کونہیں جانتا
نَحْنُ۔ہم
نَعْلَمُهُمْ۔ان کوجانتے ہیں
سَنُعَذِّبُهُمْ۔جلدی سزادیں گےہم ان کو
مَّرَّتَيْنِ۔دومرتبہ
ثُمَّ يُرَدُّوْنَ۔ پھر پھیرے
جائیں گے
اِلٰى۔طرف
عَذَابٍ۔عذاب
عَظِيْمٍ۔بڑے کی
وَاٰخَرُوْنَ۔اور کچھ وہ ہیں
اعْتَرَفُوْا۔جنہوں نے اقرار کیا
بِذُنُوْبِهِمْ۔اپنے گناہوں کا
خَلَطُوْا۔انہوں نے ملائے
عَمَلًا۔عمل
صَالِحًا۔نیک
وَّاٰخَرَ۔اور کچھ
سَيِّئًا۔برے
عَسَى۔قریب ہے
اللّٰهُ۔اللہ تعالیٰ
اَنْ يَّتُوْبَ۔کہ توبہ قبول
کرے
عَلَيْهِمْ۔ان کی
اِنَّ اللّٰهَ۔بے شک اللہ
غَفُوْرٌ۔بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے
خُذْ۔پکڑان کے
مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔مالوں سے
صَدَقَةً۔صدقہ
تُطَهِّرُهُمْ۔ستھرا کران کو
وَتُزَكِّيْهِمْ۔اورپاک کران کو
بِهَا۔اس کے ساتھ
وَصَلِّ۔اوردعا کر
عَلَيْهِمْ۔ان کے لئے
اِنَّ۔بے شک
صَلٰوتَكَ۔تیری دعا
سَكَنٌ۔تسلی ہے
لَّهُمْ۔ان کے لئے
وَاللّٰهُ۔اوراللہ
سَمِيْعٌ۔سننے والا
عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے
اَلَمْ۔کیانہیں
يَعْلَمُوْٓا۔جانا انہوں نے
اَنَّ اللّٰهَ۔کہ بے شک اللہ
هُوَ۔وہی ہے جو
يَقْبَلُ۔قبول کرتا ہے
التَّوْبَةَ۔توبہ
عَنْ عِبَادِهٖ۔اپنے بندوں سے
وَيَاْخُذُ۔اورلیتا ہے
الصَّدَقٰتِ۔صدقے
وَاَنَّ۔اور بے شک
اللّٰهَ هُوَ۔اللہ ہی
التَّوَّابُ۔توبہ قبول کرنے والا
الرَّحِيْمُ۔مہربان ہے
وَقُلِ۔اورکہہ
اعْمَلُوْا۔عمل کرو
فَسَيَرَى۔پھرجلدی دیکھے گا
اللّٰهُ۔اللہ
عَمَلَكُمْ۔تمہارے عمل
وَرَسُوْلُهٗ۔اوراس کا رسول
وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔اورمومن
وَسَتُرَدُّوْنَ۔اورجلدی پھیرے جاؤ گے تم
اِلٰى۔طرف
عٰلِمِ۔جاننے والے
الْغَيْبِ۔غیب
وَالشَّهَادَةِ۔اورحاضر کی
فَيُنَبِّئُكُمْ ۔ پھر وہ تمہیں
بِمَا۔جوکچھ
كُنْتُمْ۔تھےتم
تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے
وَاٰخَرُوْنَ۔اور کچھ دوسرے ہیں
مُرْجَوْنَ۔جومہلت دیئے گئے
لِاَمْرِ اللّٰهِ۔اللہ کے حکم تک
اِمَّا۔یاتو
يُعَذِّبُهُمْ۔ان کوسزادے
وَاِمَّا۔اوریا پھر
يَتُوْبُ۔توبہ قبول کرے
عَلَيْهِمْ۔ان کی
وَاللّٰهُ۔اوراللہ
عَلِيْمٌ۔جاننے والا
حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے
وَالَّذِيْنَ۔اوروہ جنہوں نے
اتَّخَذُوْا۔بنائی
مَسْجِدًا۔مسجد
ضِرَارًا۔دکھ دینے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

وَّكُفْرًا۔اور کفر کرنے
الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کے
حَارَبَ۔لڑائی کی
مِنْ قَبْلُ۔اس سے پہلے
اَرَدْنَآ۔ارادہ کیا ہم نے
اِنَّهُمْ۔کہ یقیناً وہ
اَبَدًا۔کبھی بھی
التَّقْوٰى۔پرہیزگاری کے
اَنْ تَقُوْمَ۔کہ تو کھڑا ہو
يُّحِبُّوْنَ۔جو پسند کرتے ہیں
يُحِبُّ۔پسند کرتا ہے
بُنْيَانَهٗ۔اس کی بنیاد
خَيْرٌ۔بہتر ہے
عَلٰى شَفَا۔اوپر کنارے
بِهٖ۔اس کے ساتھ
لَا يَهْدِي۔نہیں ہدایت دیتا
بُنْيَانُهُمُ۔ان کی عمارت
فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں میں
قُلُوْبُهُمْ۔ان کے دل

وَّتَفْرِيْقًا۔اور پھوٹ ڈالنے کے لئے
وَاِرْصَادًا۔اور اس کی انتظار میں
اللّٰهَ۔اللہ
وَلَيَحْلِفُنَّ۔اور ضرور قسمیں کھائیں گے
اِلَّا الْحُسْنٰى۔مگر نیکی کا
لَكٰذِبُوْنَ۔جھوٹے ہیں
لَمَسْجِدٌ۔یقیناً وہ مسجد
مِنْ اَوَّلِ۔پہلے ہی
فِيْهِ۔اس میں
اَنْ۔یہ کہ
الْمُطَّهِّرِيْنَ۔پاک لوگوں کو
عَلٰى تَقْوٰى۔پرہیزگاری پر
اَمَّنْ۔یا وہ جس نے
جُرُفٍ۔کھائی
هَارٍ۔گرنے والی کے
فِيْ نَارِ۔آگ
الْقَوْمَ۔قوم
الَّذِيْ۔جو

بَنَوْا۔انہوں نے بنائی
اِلَّآ اَنْ۔مگر یہ کہ
عَلِيْمٌ۔جاننے والا

بَيْنَ۔درمیان
لِّمَنْ۔جس نے
وَرَسُوْلَهٗ۔اور اس کے رسول سے
اِنْ۔نہیں
وَاللّٰهُ۔اور اللہ
لَا تَقُمْ۔نہ کھڑا ہو تو
اُسِّسَ۔جس کی بنیاد رکھی گئی
يَوْمٍ۔دن سے
فِيْهِ۔اس میں
يَّتَطَهَّرُوْا۔وہ پاک رہیں
اَفَمَنْ۔کیا پھر جس نے
مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
اَسَّسَ۔رکھی
جُرُفٍ۔کھائی
هَارٍ۔گرنے والی کے
جَهَنَّمَ۔دوزخ میں
الظّٰلِمِيْنَ۔ظالم کو
رِيْبَةً۔کسک
تَقَطَّعَ۔ٹکڑے ہو جائیں
حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے

وَرِضْوَانٍ۔اور رضامندی پر
بُنْيَانَهٗ۔اس کی بنیاد
فَانْهَارَ۔پھر وہ گرا
وَاللّٰهُ۔اور اللہ
لَا يَزَالُ۔ہمیشہ رہے گی
رِجَالٌ۔ایسے بندے ہیں
وَاللّٰهُ۔اور اللہ
اَسَّسَ۔رکھی
وَرِضْوَانٍ۔اور رضامندی پر
بُنْيَانَهٗ۔اس کی بنیاد
فَانْهَارَ۔پھر وہ گرا
وَاللّٰهُ۔اور اللہ
لَا يَزَالُ۔ہمیشہ رہے گی
رِيْبَةً۔کسک
تَقَطَّعَ۔ٹکڑے ہو جائیں
حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے

مختصر تفسیر اردو رکوع تیرہ-سورۃ توبہ-پ ۱۱

''اور سبقت لے جانے والے ہیں پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے راضی ہے اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی'' یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام لانے کے بعد دونوں قبلوں کی طرف نمازیں ادا کیں۔بعض کے نزدیک اہل بدر ہیں اور بعض نے بیعت رضوان والے لکھے ہیں۔

چنانچہ سعید، قتادہ، ابن سیرین رحمہم اللہ کی روایت میں اہل قبلتین مراد ہیں۔اور عطاء بن رباح رحمہ اللہ کے نزدیک اہل بدر اور شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے موقع پر جنہوں نے بیعت رضوان کی وہ مراد ہیں۔

بہرحال سابقین اولین تینوں ہیں اپنی اپنی تحقیق میں جو جس نے سمجھا لکھا۔اسی وجہ سے ایک قول یہ بھی ہے۔کہ اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو ہجرت سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور انصار سے مراد بیعت عقبہ والے ہیں۔جو ۱۱ نبوت میں بیعت سے مشرف ہوئے اور یہ کل سات صحابہ علیہم رضوان تھے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اور بیعت عقبہ ثانیہ ۱۲ نبوت میں ہوئی اس میں ستر آدمی اور دو عورتیں تھیں اور وہ بھی تھے جو حضور علیہ السلام نے مسلمان کئے تھے اور ان میں تبلیغ اسلام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھیجے گئے اور وہ دو تھے ابوزرارہ اور مصعب بن عمیر بن ہاشم رضی اللہ عنہما انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عقبہ ثانیہ کے ساتھ بھیجا تھا کہ انہیں قرآن پڑھائیں اور تفقہ فی الدین کی استعداد پیدا کریں۔ اب تیسرا طبقہ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کا بیان فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے'' یہ وہ ہیں جو بقیہ انصار و مہاجرین ہیں اس سلسلہ میں جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آ گئے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ تمام پیرو ہیں جو قیامت تک ایمان و اطاعت میں انصار و مہاجرین کی راہ پر چلیں۔

تو اب خلاصہ یہ ہوا کہ

السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ تو اَوَّلُوْنَ ہی ہیں۔ اَلْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ لیکن بہ نسبت تمام مسلمانوں کے جو متبع اخلاق حسنہ ہیں سب ہی اس میں داخل ہیں اور سب کے لئے رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی بشارت ہے چنانچہ محققین کی اکثریت اسی طرف ہے۔

اور حمید بن زیاد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

قُلْتُ یَوْمًا لِمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ نِالْقُرَظِیِّ اَلَا تُخْبِرُنِیْ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا کَانَ بَیْنَھُمْ مِّنَ الْفِتَنِ۔ میں نے ایک دن محمد بن کعب قرظی سے عرض کیا کہ مجھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمائیے جو ابتداء اسلام میں کفار کے فتنوں میں رہے ان کا کیا درجہ ہے؟

فَقَالَ لِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لِجَمِیْعِھِمْ وَ اَوْجَبَ لَھُمُ الْجَنَّۃَ فِیْ کِتَابِہٖ مُحْسِنِھِمْ وَمُسِیْئِھِمْ فَقُلْتُ لَہٗ فِیْ اَیِّ مَوْضِعٍ اَوْجَبَ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ تو مجھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بخش دیا اور ان کے لئے جنت لازم فرما دی اپنی کتاب مقدس میں اچھے کام اور برے کام کرنے والے سب کے لئے۔

تو میں نے عرض کیا کس جگہ قرآن کریم میں ان کے لئے جنت لازم کی گئی ہے؟

فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلَا تَقْرَأُ قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْاٰیَۃَ۔ تو فرمایا سبحان اللہ کیا تو نے فرمان الٰہی وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ نہیں پڑھا؟

تو اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اَوْجَبَ لِجَمِیْعِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَنَّۃَ وَ الرِّضْوَانَ وَشَرَطَ عَلَی التَّابِعِیْنَ شَرْطًا۔ واجب فرما دی ہے تمام صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جنت اور رضوان اور تابعین کے لئے ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے۔

قُلْتُ وَمَا ذَالِکَ الشَّرْطُ ؟ قَالَ شَرَطَ عَلَیْھِمْ اَنْ یَّتَّبِعُوْ ھُمْ بِاِحْسَانٍ وَّھُوَ اَنْ یَقْتَدُوْا بِھِمْ فِیْ اَعْمَالِھِمُ الْحَسَنَۃِ وَلَا یَقْتَدُوْا بِھِمْ فِیْ غَیْرِ ذَالِکَ۔ میں نے عرض کیا وہ کیا شرط ہے؟ تو فرمایا شرط ان پر یہ ہے کہ وہ اتباع کریں السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی اور اعمال حسنہ میں ان کی اقتداء کرتے رہیں اور ان کے سوا کسی اور کی اقتداء کی طرف نہ جائیں۔

www.waseemziyai.com

حضرت حمید بن زیاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں نے یہ آیت اس سے قبل پڑھی ہی نہ تھی اور یہ آیت کریمہ فضیلت صحابہ میں خاص ہے۔

آگے علامہ آلوسی رحمہ اللہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہاں مہاجرین و انصار سے مراد وہی مہاجرین و انصار ہیں جو اول ہجرت ونصرۃ میں سابق تھے اس لئے کہ ہر ایک مہاجر اور ہر ایک انصاری جو اول اول مسابقت میں تھے یہ فعل نہایت شاق تھا تو جو اول اول اس میں شریک تھا وہ ممتاز ہے اس سے غیر میں اور یہ طاعت مقوی قلب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اور خاطر عاطر شریفہ کے زوال وحشت کا موجب تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی اور کیوں نہ فرمائی جاتی جبکہ وہ ایسے حال میں ایمان لائے کہ تعداد بھی مسلمانوں کی مکہ اور مدینہ میں کم تھی اور ایسے میں کہ مسلمان ضعیف تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب سے اسلام کو قوی فرمایا اور تعداد بھی مسلمانوں کی بڑھائی۔ گویا وہ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ کا مصداق ہوئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ حدیث حسن ہے تو ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ان کی اطاعت قبول فرما کر

اور مہاجرین کو انصار پر مقدم کرنے سے یہ امر ظاہر ہو رہا ہے کہ انصار پر مہاجرین کو افضلیت حاصل ہے اور اس پر قصۂ سقیفہ سے انصار کی فضیلت جو ظاہر ہے وہ مہاجرین کے بعد ہے۔ چنانچہ فضیلت انصار میں کئی ایک احادیث موجود ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ۔ ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے اور نفاق کی علامت بغض انصار ہے۔ طبرانی میں سائب بن یزید رحمہ اللہ سے ایک واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مال فے تقسیم کیا جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حنین سے دیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کو زیادہ عطا فرمایا اس پر انصار کچھ بگڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف لائے اور فرمایا: ''اے مسلمانو! کیا اللہ نے تم پر ایمان عطا فرما کر احسان نہ کیا اور تمہیں عزت و کرامت سے نوازا اور تمہارا نام تمام ناموں سے اچھا نہیں رکھا کہ تمہیں انصار اللہ اور انصار رسول اللہ فرمایا۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی ایک انصار سے ہوتا اور اگر لوگ جنگل کو جاتے اور تم بھی جنگل کا رخ کرتے تو میں یقیناً تمہارے جنگل کا رخ کرتا''۔ پھر فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَدْ بَلَغَنِىْ مِنْ حَدِيْثِكُمْ فِىْ هٰذِهِ الْمَغَانِمِ الَّتِىْ اثَرْتُ بِهَا اُنَاسًا اَتَاَلَّفُهُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَعَلَّهُمْ اَنْ يَّشْهَدُوْا بَعْدَ الْيَوْمِ وَقَدْ اَدْخَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِسْلَامَ۔

اے انصاریو! مجھے تمہاری باتیں پہنچی ہیں اس غنیمت کے معاملہ میں جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی۔ میں نے بہ خیال تالیف قلوب قریش مکہ کو زیادہ دے دیں تا کہ آج کے بعد وہ قربانی دینے میں پیش پیش رہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یقیناً اسلام داخل فرمایا ہے۔ پھر فرمایا:

اَفَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِهٰذِهِ الْغَنَائِمِ الْبَعِيْرِ وَالشَّاةِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ۔

''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ اس غنیمت کے اونٹ اور بکری لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لو''۔ اس پر تمام انصار پکار اٹھے: رَضِيْنَا حضور ہم راضی ہو گئے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَجِيْبُوْنِىْ فِيْمَا قُلْتُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَجَدْتَّنَا فِىْ ظُلْمَةٍ فَاَخْرَجَنَا

www.waseemziyai.com

اللّٰهُ بِکَ اِلَی النُّوْرِ وَوَجَدْتَّنَا عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَنَا اللّٰهُ بِکَ وَوَجَدْتَّنَا ضَلَّالًا فَهَدَانَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِکَ فَرَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا۔

جواب دو مجھے جو میں کہتا ہوں اس پر تمام انصار پکارے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں تاریکی میں پڑا دیکھ کر ہمیں نور کی طرف نکالا۔

آپ نے ہمیں آگ کے گڑھے کے کنارے دیکھا تو اللہ نے آپ کی برکت سے ہمیں بچایا۔

آپ نے ہمیں گمراہ دیکھا تو اللہ کی طرف ہماری ہدایت فرمائی۔

تو اب ہم راضی ہیں اللہ کو رب جان کر، اسلام کو دین حق سمجھ کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو نبی جان کر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ سے اس کے سوا یوں کہتے کہ آپ مکہ سے نکل کر آئے تو ہم نے آپ کو پناہ دی۔

آپ کو مکہ والوں نے جھٹلایا تو ہم نے آپ کی تصدیق کی۔

آپ خالی جان سے آئے تو ہم نے مدد کی اور آپ کو قبول کیا۔

تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ یقیناً تم سچے ہو۔

تو تمام انصار کہنے لگے نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول نے احسان اور فضل فرمایا اور ہمارے سوا اوروں پر بھی کرم کیا۔

تو فضائل انصار یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کیا فرمایا اور انہوں نے کیا جواب دیا رضی اللہ عنہم۔

اس لئے سب کو یعنی مہاجرین و انصار اور متبعین کو واؤ عاطفہ کے ساتھ جمع کر کے فرمایا وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ۔ یعنی ان کے لئے تیار رکھے ہیں آخرت میں باغ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا۔ ہمیشہ رہیں اس میں ہمیشہ تک ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ایسی بڑی کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم رضوان کے مرتبہ کے برابر کوئی غیر صحابی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ۔ میرے صحابہ کو برا نہ کہو اس لئے کہ اگر تم میں سے کوئی مثل جبل احد سونا خرچ کرے تو ان کی ایک مد یا نصف مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ آگے ارشاد ہے:

اُمَّتِیْ کَالْمَطَرِ لَایُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ میری امت مثل بارش کے ہے تم نہیں جان سکتے کہ پہلے قطرے بہتر ہیں یا بعد کے۔ گویا فرمایا ان کے مراتب کی حیثیت ہم ہی جانتے ہیں۔

اب منافقین مدینہ اور حوالی مدینہ کا حال بیان فرمانا شروع کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اور بعض تمہارے اردگرد کے اعراب منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے خوگر ہو گئے ہیں نفاق پر تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔ عنقریب ہم انہیں دوبارہ عذاب دیں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے''۔ گویا فرمایا گیا ہے کہ وہ منافق جو مدینہ اور ماحول مدینہ میں ہیں وہ کیا ہیں؟ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ قاموس میں ہے مَرَدَ بروزن نَصَرَ و کَرُمَ مُرُوْدًا او مُرُوْدَةً و مِرَادَةً فهو مَارِدٌ و مُتَمَرِّدٌ و مَرِیْدٌ وَ فَسَّرُوْهُ بِالْاِعْتِیَادِ وَالتَّدَرُّبِ فِی الْاَمْرِ حَتّٰی یَصِیْرَ مَاهِرًا فِیْهِ وَهُوَ قَرِیْبٌ مِّمَّا ذَکَرَهٗ فِی الْقَامُوْسِ مِنْ بُلُوْغِ الْغَایَةِ وَلَا یَکَادُ یُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِی

www.waseemziyai.com

الشَّرِّ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمرد وقساوۃ وغیرہ مہارت فی الشر کے معنی میں مستعمل ہے اسے شر کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے جیسے مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْن۔ سرکش شیطان تو شر کے اندر بدرجہ غایت انسان پہنچ جائے تو اسے مَرَدَ کہیں گے۔ یہی قرآن کریم میں فرمایا: مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ یہ پہنچ چکے ہیں نفاق کی حد کو۔ یعنی ان کی خو بو ہی نفاق ہوگئی ہے۔ ابن عرفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَصْلُهُ الظُّهُوْرُ وَمِنْهُ قَوْلُهُمْ شَجَرَةٌ مَرْدَاءُ اِذَا تَسَاقَطَ وَرَقُهَا۔ اصل اس کی ظہور ہے جیسے بولتے ہیں شجرۃ مَرْدَاءَ جبکہ اس کے پتے جھڑ چکے ہوں۔ علی بن عیسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْمَلَاسَةُ وَمِنْهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ وَالْاَمْرَدُ الَّذِیْ لَا شَعْرَ عَلٰی وَجْهِهٖ وَالْجَرْدَاءُ الرَّمْلَةُ الَّتِیْ لَا تُنْبِتُ شَيْئًا – صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ۔ صاف چھت۔ اور امرد وہ ہے جس کے چہرے پر بال نہ آئے ہوں اور جَرْدَاءَ اس ریت کو کہتے ہیں جس پر کچھ نہ اگے۔

لَا تَعْلَمُهُمْ لِتَمَرُّدِهِمْ۔ الخ یعنی آپ ان کے تمرد اور قساوت کو نہیں جانتے اس لئے کہ وہ مہارت نفاق میں حد کو پہنچے ہوئے ہیں۔ آپ کی فطانت وصدق وفراست اگر چہ صحیح ہے تو لَا تَعْلَمُهُمْ کہنے سے آپ کی نفی علم لازم نہیں آتی اس لئے کہ ایسا جاننا کہ جس کا اثر انہیں معلوم ہو وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے انہیں عذاب دینے والا وہی قہار وجبار ہے۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے منافقین کے جاننے کی نفی باعتبار ماسبق ہے اور وہ علم عطا فرما دیا گیا جیسا کہ ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيْبًا فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَاخْرُجْ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ فَاَخْرَجَهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ فَفَضَحَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ شَهِدَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ لِحَاجَتِهٖ كَانَتْ لَهٗ فَلَقِيَهُمْ وَهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَبَأَ مِنْهُمْ حَيَاءً اَنَّهٗ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ وَظَنَّ اَنَّ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوْا وَاخْتَبَأُوْا مِنْهُ وَظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ عَلِمَ بِاَمْرِهِمْ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا النَّاسُ لَمْ يَنْصَرِفُوْا فَقَالَ الرَّجُلُ اَبْشِرْ يَا عُمَرُ فَقَدْ فَضَحَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ فَهٰذَا الْعَذَابُ الْاَوَّلُ وَالْعَذَابُ الثَّانِیْ عَذَابُ الْقَبْرِ۔

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو مسجد سے نکل جا کیونکہ تو منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے تو آپ نے ان کو ان کا نام لے کر رسوا کر کے نکالا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی حاجت کی وجہ سے اس جمعہ میں شریک نہ ہوئے تو منافقین ان کو مسجد سے نکلتے ہوئے ملے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے کترا گئے کیونکہ آپ نے جمعہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے شرمندگی محسوس کی کہ لوگ تو جمعہ پڑھ کر لوٹ رہے ہیں اور وہ منافق جو مسجد سے نکالے گئے تھے وہ حضرت عمر سے اس گمان کی وجہ سے جھینپ گئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے نکالے جانے کا علم ہو گیا ہے۔ بس حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا مسجد میں نمازی موجود ہیں تو ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب بنا کر کہا آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے منافقین کو ذلیل ورسوا فرمایا منافقین کے لئے یہ عذاب اول ہے اور دوسرا عذاب قبر میں ہوگا۔

اور ابن مردویہ رحمہ اللہ کی روایت میں ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس دن منبر پر رونق افروز ہوئے تو چھتیس آدمی نکالے گئے اور يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ سے مراد عذاب جہنم ہے۔

اب اس جماعت مسلمین کا حال بیان فرمایا جاتا ہے جو ضعیف الہمت تھے اور امر دین میں سست تھے مگر منافق نہ تھے۔

www.waseemziyai.com

ایک قول یہ ہے کہ وہ بھی طائفہ منافقین سے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق توبہ عطا فرما کر ان کی توبہ قبول فرمائی۔

چنانچہ ارشاد ہے:

''اور کچھ اور ہیں جو اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور انہوں نے اچھے عملوں کے ساتھ برے اعمال مخلوط کئے قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

یہ آیۂ کریمہ مدینہ منورہ کی ایک مسلمان جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے مگر نہ جانے سے اتنے نادم ہوئے کہ توبہ بھی صرف زبانی ہی نہیں کی بلکہ ایسی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو توبہ قبول کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شان نزول میں اس کی تفصیل اسی طرح ہے کہ

جب حضور ﷺ معہ صحابہ کرام علیہم رضوان غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ تشریف لائے تو ان لوگوں نے باہمی قسمیں کھائیں کہ ہم اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور جب تک دست اقدس سے نہ کھولیں گے ہم اسی طرح رہیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا یہ لوگ بروایت بیہقی رحمہ اللہ دس تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

عَشَرَةٌ تَخَلَّفُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَلَمَّا حَضَرَ رُجُوْعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْثَقَ سَبْعَةٌ مِّنْهُمْ اَنْفُسَهُمْ بِسَوَارِى الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَمَرُّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ یہ دس آدمی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا وقت قریب آیا تو ان میں سے سات آدمیوں نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گزرگاہ پر بندھے ہوئے تھے۔

فَلَمَّا رَاٰهُمْ قَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْمُوْثِقُوْنَ اَنْفُسَهُمْ قَالُوْا هٰذَا اَبُوْلُبَابَةَ وَاَصْحَابٌ لَّهٗ تَخَلَّفُوْا عَنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ اَقْسَمُوْا اَنْ لَّا يُطْلِقُوْا اَنْفُسَهُمْ حَتّٰى تَكُوْنَ اَنْتَ الَّذِىْ تُطْلِقُهُمْ۔ تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا یہ کون ہیں جنہوں نے اپنے کو باندھ رکھا ہے تو عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابولبابہ اور ان کے وہ ساتھی ہیں جو غزوہ تبوک میں جانے سے رہ گئے انہوں نے قسمیں کھائی ہیں کہ یہ اپنے کو ان ستونوں سے نہ کھولیں گے جب تک کہ آپ خود انہیں نہ کھولیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُقْسِمُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى لَا اُطْلِقُهُمْ وَلَا اَعْذِرُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَالَّذِىْ اَطْلَقَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے بھی قسم کھائی ہے کہ انہیں نہ میں کھولوں گا نہ ان کا عذر قبول کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ انہیں نہ کھلوائے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَاَرْسَلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلَيْهِمْ فَاَطْلَقَهُمْ وَاَعْذَرَهُمْ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لائے اور انہیں کھول کر ان کا عذر منظور فرمایا۔

اب باعتبار رواۃ اس امر میں اختلاف ہے کہ وہ کتنے آدمی تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ تین تھے۔

ابن ابی حاتم زید رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آٹھ تھے۔

www.waseemziyai.com

ایک روایت ہے کہ وہ پانچ تھے۔لیکن

حضرت ابولبابہ کے متعلق تمام رواۃ متفق ہیں کہ وہ ابولبابہ بن عبدالمنذر تھے۔(روح المعانی)

اور مسجد نبوی میں آج تک وہ ستون جہاں آپ نے اپنے کو باندھا تھا وہاں سنگین ستون بنا ہوا ہے جو سلطان عبدالحمید خاں نے توسیع مسجد کے وقت روایات ماضیہ کا لحاظ رکھتے ہوئے بنوایا ہے اس پر طلائی خط میں لکھا ہوا ہے اُسْتُوَانَةُ اَبِیْ لُبَابَةَ یہ ستون ابولبابہ والا ہے۔اور یہ واقعہ غزوۂ بنی قریظہ کا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ لوگ ستونوں سے کھولے گئے تو یہ گھروں کو گئے اور وہاں اپنے اپنے مال لے کر حاضر آئے اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارے مال ہیں انہیں ہماری طرف سے صدقہ میں قبول فرمائیں اور ہمارے لئے بخشش کی دعا کریں فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا اُمِرْتُ اَنْ اٰخُذَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ شَيْئًا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں ملا کہ میں تمہارے مالوں کو قبول کروں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

(اے محبوب) ان کے مالوں سے صدقہ لو جس سے تم انہیں پاک کرو اور ستھرا بناؤ اور ان کے حق میں دعا کرو بے شک آپ کی دعا ان کے لئے سکون ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: فَاَخَذَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا الثُّلُثَ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تہائی مال صدقہ کے لئے وصول فرمایا۔

كَمَا جَآءَ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ فَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الصَّدَقَةِ الصَّدَقَةُ الْمَفْرُوْضَةُ اَعْنِي الزَّكٰوةَ لِكَوْنِهَا مَامُوْرًا بِهَا وَاِنَّمَا هِيَ عَلٰى مَا قِيْلَ كَفَّارَةٌ لِّذُنُوْبِهِمْ حَسْبَمَا يُنَبِّئُ عَنْهُ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ۔

جیسا کہ بعض روایات میں ہے تو اس صدقہ سے مراد صدقہ مفروضہ یعنی زکوٰۃ نہیں اس لئے کہ وہ مامور تھا اور یہ بقول ابولبابہ اور ان کے ہمراہیوں کے کفارہ تھا ان کے گناہ کا جیسے کہ قرآن کریم میں فرمایا: تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔

البتہ جبائی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ یہ صدقہ اس لئے کہ منافق سے زکوٰۃ نہیں لی جاتی تو ان سے زکوٰۃ لینے میں رفع توہم تھا اس امر کا کہ انہیں منافق نہ سمجھا جائے بلکہ یہ مسلمان ہی تھے۔اور صَلِّ عَلَيْهِمْ کے معنی مفسرین نے اُدْعُ لَهُمْ وَاسْتَغْفِرْ کئے ہیں اور اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ کی تفسیر میں کہتے ہیں اَیْ اِنَّ دُعَاءَكَ تَسْكُنُ نُفُوْسُهُمْ وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِهٖ (روح المعانی) آگے ارشاد ہے: اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ..... الایۃ

''کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ قبول فرماتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور لیتا ہے صدقے اور یہ کہ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔اس آیت میں توبہ کرنے والے کو بشارت دی گئی ہے کہ ان کی توبہ اور ان کا صدقہ قبول ہے۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیہ کریمہ میں انہیں بشارت ہے جنہوں نے ابھی تک توبہ نہیں کی۔

اور خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ فرما کر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ جو صدقہ لیا اور آگے يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ کہہ کر یہ ظاہر کیا کہ ہم خود اس صدقہ کو لیتے ہیں اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اِنَّ اَخْذَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ

www.waseemziyai.com

مَقَامَ اَخْذِ اللّٰهِ تَعَالٰی تَعْظِیْماً لِشَانِ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ۔

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لینا قائم مقام ہے اللہ تعالیٰ کے لینے کے یہ تعظیم شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا بے شک وہ جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ یقیناً اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہے اور وہ ہاتھ جو ان کے ہاتھ پر تھا وہ اللہ ہی کا ہاتھ تھا۔ (روح المعانی)

عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: اِنَّ اللّٰهَ یَقْبَلُ الصَّدَقَةَ اِذَا کَانَتْ مِنْ طَیِّبٍ وَیَاْخُذُهَا بِیَمِیْنِهٖ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَصَدَّقُ بِمِثْلِ اللُّقْمَةِ فَیُرَبِّیْهَا لَهٗ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَصِیْلَهٗ اَوْ مُهْرَهٗ فَتَرْبُوْ فِیْ کَفِّ اللّٰهِ تَعَالٰی حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ اُحُدٍ۔

بے شک اللہ صدقہ قبول فرماتا ہے جب کہ وہ پاک مال سے ہو اور اسے دست یمین میں لیتا ہے اور بندہ اگر ایک لقمہ بھی صدقہ کرتا ہے تو وہ ایسا بڑھتا ہے جیسے تمہارا کسی اونٹ کا بچہ یا گھوڑے کا بچہ نشو ونما پاتا ہے۔ مہر گھوڑے کے بچہ کو کہتے ہیں تو وہ لقمہ بھر صدقہ بہ قدرت الٰہی ایسا بڑھتا ہے کہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

اور دار قطنی رحمہ اللہ افراد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا فَاِنَّ اَحَدَکُمْ یُعْطِی اللُّقْمَةَ اَوْ بِشَیْءٍ فَیَقَعُ فِیْ یَدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ فِیْ یَدِ السَّائِلِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدقہ دیا کرو اس لئے کہ تم میں سے جب کوئی ایک لقمہ صدقہ کرتا ہے یا کوئی شے دیتا ہے تو وہ ید الٰہی میں اس سے پہلے جاتا ہے کہ سائل کے ہاتھ میں جائے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی یَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ۔ الخ

ابن منذر وغیرہ حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ عَبْدٍ یَّتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ طَیِّبَةٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا طَیِّبًا وَلَا یَصْعَدُ اِلَی السَّمَاءِ اِلَّا طَیِّبًا فَیَضَعُهَا فِیْ حَقِّ اِلَّا کَانَتْ کَانَّمَا یَضَعُهَا فِیْ یَدِ الرَّحْمٰنِ فَیُرَبِّیْهَا لَهٗ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ فَصِیْلَهٗ حَتّٰی اِنَّ اللُّقْمَةَ اَوِ التَّمْرَةَ لَتَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِثْلَ الْجَبَلِ الْعَظِیْمِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ نہیں جو صدقہ کرے صدقہ طیبہ کسب طیب سے اور اللہ تعالیٰ سوا پاک چیز کے کوئی صدقہ قبول نہیں کرتا اور آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا مگر پاک تو جب وہ صدقہ حق کو نکالتا ہے تو وہ ید رحمان میں پہنچتا ہے تو وہ بڑھ جاتا ہے جیسے تمہارا بچھیرا بڑھتا ہے یا اونٹ کا بچہ بڑھتا ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ یا کھجور اتنی بڑھتی ہے کہ بروز قیامت لائی جائے گی ایک بڑے پہاڑ کی صورت میں۔ فَلُوّ عربی میں بچھیرا کو کہتے ہیں۔ (منجد) (روح المعانی) آگے ارشاد ہے۔

''اور فرما دیجئے کئے جاؤ جیسے چاہو فَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَکُمْ تو دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول اور مومنین اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو ہر چھپا ہوا غیب اور کھلا ہوا جانتا ہے تو وہ جتا دے گا تمہیں جو کچھ تم کرتے رہے۔''

یعنی تم جو چاہو کئے جاؤ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے اچھے عمل ہوں یا برے اور اللہ عزوجل کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیکھتا ہے یعنی اطلاع اعمال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تو بایں معنی ہے کہ اس کا علم علم جلی اور محیط علی العالم ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com

کی طرف علم کی نسبت بایں معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے کچھ مخفی نہیں رکھتا کَمَا قَالَ الْاَلُوْسِیُ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِاِعْتِبَارِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْفِیُ عَنْهُمْ ذَالِکَ وَيُطْلِعُهُمْ عَلَيْهِ اِمَّا بِالْوَحْیِ اَوْ بِغَيْرِهٖ۔ اور اسی اعتبار سے مومنین خاص کی طرف نسبت کی۔ چنانچہ احمد بن ابی الدنیا رحمہ اللہ اور وہ حضرت ابوسعید خدری سے راوی ہیں:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدُكُمْ يَعْمَلُ فِیْ صَخْرَةٍ صَمَّاءَ لَيْسَ لَهَا بَابٌ وَّلَا كُوَّةٌ لَاَخْرَجَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَمَلَهٗ لِلنَّاسِ كَائِنًا مَّا كَانَ۔ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا کوئی شخص ٹھوس پتھر میں عمل کرے جس میں نہ کوئی در ہو نہ روشندان تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا جو ہو چکے یا ہوں گے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: وَفَسَّرَ بَعْضُهُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْمَلَائِكَةِ الَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْاَعْمَالَ – وَ لَيْسَ بِشَیْءٍ۔ بعض نے تصریح کی ہے کہ مومنین سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو اعمال لکھتے ہیں۔ لیکن یہ تصریح کچھ نہیں۔

اب اسی پہلی آیت پر عطف فرما کر ارشاد ہے کہ۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

اور ایک آخر طبقہ اور ہے جو امیدوار ہے اللہ کے حکم کا یا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

متخلفین یعنی غزوۂ تبوک سے رہ جانے والوں کا یہ تیسرا طبقہ ہے۔

درحقیقت پہلا طبقہ تو وہ تھا جس نے منافقانہ طریقہ سے عذر کیا کہ اگر مجھے یا ہمیں وہاں لے جایا گیا تو ہم عورتوں کے فتنے میں پڑ جائیں گے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان میں عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں ان کا ذکر رکوع بارہ میں ہو چکا۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے ایمان کے ساتھ خرچ کیا مگر بوقت جہاد سستی سے رہ گئے جیسے حضرت ابولبابہ اور ان کے ہمراہی تین پانچ یا آٹھ علیہم رضوان جن کی توبہ قبول ہوئی۔

تیسرا طبقہ یہ ہے جن کا مفصل تذکرہ آگے آرہا ہے۔

کہ انہوں نے توقف کیا اور جلدی توبہ نہ کی بلکہ انتظار میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہمارے لئے کیا حکم ہوتا ہے عذاب ہوتا ہے یا معافی ملتی ہے اس لئے کہ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ہم مومن ضرور ہیں وَلَا عَذَابَ مَعَ الْاِيْمَانِ فَلَمْ يَبْقَ لِلْمَعْصِيَةِ عِنْدَهُمْ اَثَرٌ۔ حالانکہ یہ عقیدہ صرف مرجیہ طبقہ کا ہے وہ کہتے ہیں: لَا يَضُرُّ مَعَ الْاِيْمَانِ مَعْصِيَةٌ۔ ان میں ہلال بن امیہ اور کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ تھے۔

مگر جو ان میں سے رہ گئے تھے وہ ہرگز نفاق سے نہیں رہے بلکہ وہ مخلصین سے تھے۔ چنانچہ جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے تو انہوں نے صاف صاف عرض کر دیا کہ لَا عُذْرَ لَنَا اِلَّا الْخَطِيْئَةُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کوئی عذر نہیں سوائے اعتراف قصور کے۔ لیکن اس قصور پر نہ تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی طرح انہوں نے اپنے کو ستونوں سے باندھا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم رضوان کو ان سے

www.waseemziyai.com

مجتنب رہنے کا حکم دے دیا۔ اور یہ حال ان پر پچاس دن رات مسلسل رہا تو اس کے بعد آیہ کریمہ۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ۔ نازل ہوئی۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ اور یہ تشدد بھی ان پر بغرض شفقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس لئے کہ یہ وہ تھے جنہوں نے خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر یوم خندق میں بیعت کی تھی۔ ورنہ جہاد فرض کفایہ ہے جیسا کہ ابن بطال رحمہ اللہ اپنی کتاب روضۃ الانف میں لکھتے ہیں: وَالْجِهَادُ فَرْضُ كِفَايَةٍ۔

لیکن یہ جنہوں نے بیعت کی تھی ان پر فرض عین ہو چکا تھا اس لئے کہ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ان کا یہ رجز تھا:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

اب یہاں سے مسجد ضرار والی بے ایمان جماعت کا تذکرہ شروع ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور تفرقہ اندازی کے لئے مسلمانوں میں اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے محارب ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ نہیں مگر بھلائی کا خیال کر کے ہی یہ مسجد بنائی گئی ہے اور اللہ گواہ ہے وہ جھوٹے ہیں۔

مسجد ضرار کے صحیح حالات اور اس کی تعمیر کا سبب

اَبُوْ عَامِرٍ وَالِدُ حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ كَانَ تَرَهَّبَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَبِسَ الْمُسُوْحَ وَتَنَصَّرَ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَهُ اَبُوْعَامِرٍ مَا هٰذَا الدِّيْنُ الَّذِيْ جِئْتَ بِهٖ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَنِيْفِيَّةَ الْبَيْضَاءَ دِيْنَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فَاَنَا عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّكَ لَسْتَ عَلَيْهَا فَقَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّكَ اَنْتَ اَدْخَلْتَ فِيْهَا مَا لَيْسَ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلْتُ وَلٰكِنْ جِئْتُ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً فَقَالَ اَبُوْعَامِرٍ اَمَاتَ اللّٰهُ الْكَاذِبَ مِنَّا طَرِيْدًا وَحِيْدًا فَاَمَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ النَّاسُ اَبَاعَامِرِنِ الْكَذَّابَ وَسَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَاسِقَ وَ قَالَ اَبُوْعَامِرٍ لَا اَجِدُ قَوْمًا يُقَاتِلُوْنَكَ اِلَّا قَاتَلْتُكَ مَعَهُمْ فَلَمْ يَزَلْ كَذَالِكَ اِلٰى يَوْمِ حُنَيْنٍ فَلَمَّا انْهَزَمَتْ هَوَازِنُ يَوْمَئِذٍ وَلّٰى هَارِبًا اِلَى الشَّامِ وَاَرْسَلَ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ يَحُثُّهُمْ عَلٰى بِنَاءِ مَسْجِدٍ كَمَا ذَكَرْنَاهَا عَنِ الْحِبْرِ فَبَنَوْهُ وَبَقَوْا مُنْتَظِرِيْنَ قُدُوْمَهُ لِيُصَلِّيَ فِيْهِ وَيَظْهَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُدِمَ كَمَا مَرَّ وَمَاتَ اَبُوْعَامِرٍ وَحِيْدًا بِقَنْسَرِيْنَ وَبَقِيَ مَا اَضْمَرُوْهُ حَرَّةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔

ابو عامر حضرت حنظلہ غسیل الملائکۃ کا والد زمانۂ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ یہ کون سا دین لائے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ملت حنیفیہ دین ابراہیم لایا ہوں۔ ابو عامر بولا میں اس دین پر ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہرگز اس دین پر نہیں۔

www.waseemziyai.com

اس نے کہا کیوں نہیں میں تو اسی دین پر ہوں لیکن تم نے اس دین میں کچھ داخل کر دیا ہے جو اس سے پہلے نہ تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس میں کچھ نہیں ملایا میں تو صاف اور خالص دین لایا ہوں۔ ابو عامر بولا ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اسے مسافرت میں تنہا اور بے کس ہلاک کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کہا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر کذاب رکھ دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فاسق فرمایا۔ ابو عامر نے حسد میں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عہد کیا کہ آج سے میں جس کسی کو آپ کے ساتھ جنگ کرتے دیکھوں گا اس کے ساتھ مل کر آپ سے ضرور جنگ کیا کروں گا۔

چنانچہ وہ برابر ایسا ہی کرتا رہا روز احد سے لے کر غزوۂ حنین تک وہ ایسا ہی کرتا رہا جب غزوہ ہوازن میں قبائل ہوازن کو شکست ہوئی تو وہ بھی مایوس ہو کر ملک شام کی طرف بھاگا اور منافقین کو خبر بھیجی کہ تم سے جو سامان جنگ مہیا ہو سکے وہ کرو اور میرے لئے ایک مسجد قبا کی مسجد کے پاس بناؤ اور میں شاہ روم کے پاس جا رہا ہوں وہاں سے اس کا لشکر لے کر آؤں گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا۔ چنانچہ اس اطلاع پر لوگوں نے مسجد ضرار بنائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آ کر عرض کیا: اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نیت اس مسجد کی تعمیر میں نیک ہے اور محض اس غرض سے بنائی ہے کہ ضعیف و کمزور سردی میں اور بارش میں آرام سے یہاں نماز پڑھ لیا کریں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور اس میں نماز پڑھیں اور دعاء برکت اس میں فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو میں تبوک کے لئے پا برکاب ہوں واپسی پر اگر خدا نے چاہا تو وہاں سے آ کر نماز پڑھ لوں گا۔

اسی کے ہم مثل ابن جریر وغیرہ رحمہم اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں:

اِنَّ جَمَاعَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ لَهُمْ اَبُوْعَامِرٍ اِبْنُوْا مَسْجِدًا وَاسْتَعِدُّوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ سَلَاحٍ فَاِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی قَيْصَرَ مَلِكِ الرُّوْمِ فَاٰتِیْ جُنْدًا مِنَ الرُّوْمِ فَاُخْرِجُ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَهٗ فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ مَسْجِدِهِمْ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا قَدْ فَرَغْنَا مِنْ بِنَاءِ مَسْجِدِنَا فَنُحِبُّ اَنْ تُصَلِّیَ فِيْهِ وَتَدْعُوَا بِالْبَرَكَةِ فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ۔

ایک جماعت انصار سے ابو عامر نے کہا ایک مسجد بناؤ اور جتنا کر سکو قوت و سلاح سے طاقت حاصل کرو۔ اور میں قیصر ملک روم کی طرف جا رہا ہوں تو وہاں سے رومی لشکر لاؤں گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا۔

چنانچہ جب وہ مسجد بنا چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم تعمیر مسجد سے فارغ ہو چکے ہیں اب ہم چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں نماز پڑھیں اور دعا برکت فرما دیں تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اور ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہم اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

کہ مسجد ضرار والے حضور کی خدمت میں حاضر آئے اس وقت حضور تبوک کی تیاری فرما رہے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے ایک مسجد تعمیر کی ہے۔ حاجت مندوں، غریبوں، ضعیفوں کے لئے تا کہ وہ بارش کی راتوں اور ٹھنڈی شبوں میں آرام سے نماز پڑھا کریں۔ ہماری خواہش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں چل کر ہمیں نماز پڑھائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تو میں پا برکاب ہوں اور نہایت مشغول ہوں اگر وہاں سے واپس ہوا تو ان شاء اللہ آؤں گا اور

www.waseemziyai.com

تمہیں نماز پڑھاؤں گا۔

جب حضور سفر (تبوک) سے واپس تشریف لائے اور ابھی ایسے مقام پر تھے جہاں سے مدینہ منورہ اور ان کے مابین ایک گھنٹہ کی راہ پر پہنچنا ہو سکے تو یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس مسجد ضرار کی حقیقت بتائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن دخشم بنی سالم کی برادری والے اور معن بن عدی اور ان کے بھائی عاصم بن عدی علیہم رضوان کو حکم دیا اور فرمایا:

اِنْطَلِقَا اِلٰی هٰذَا الْمَسْجِدِ الظَّالِمِ اَهْلُهٗ فَاهْدِمَاهُ۔

جاؤ اس ظالموں کی مسجد کو جا کر گرادو اور آگ لگا دو۔

چنانچہ یہ جلدی سے گئے قبیلہ بنی سالم بن عوف کی طرف آئے۔

مختصر یہ کہ اس مسجد کو جلا کر منہدم کر دیا۔ اس کے بعد ایک روایت میں ہے کہ مسجد جلا دینے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس جگہ گندگی کا ذخیرہ بنا دیا جائے

چنانچہ آج تک اس جگہ گندہ نالا موجود ہے۔ مسجد قبا شریف کی زیارت کرنے والے اس کی تصدیق کریں گے۔ انہوں نے جہاں مسجد قباء کی زیارت کی ہوگی وہاں مسجد ضرار کی جگہ گندہ نالہ بھی دیکھا ہوگا۔ چنانچہ آیات متلوہ میں اس واقعہ کو اجمالاً بیان فرمایا۔

اب اس کے بعد اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ''اس مسجد میں آپ نہ کھڑے ہوں کبھی بھی بے شک وہ مسجد کہ جس کی بنیاد رکھی گئی پرہیز گاری پر اول دن سے وہ اس کی حقدار ہے کہ (اے محبوب) تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں وہ لوگ ہیں کہ پسند کرتے ہیں یہ کہ پاک رہیں اور اللہ پاک بندوں کو محبوب رکھتا ہے''۔

مسجد ضرار شرعاً وہ مسجد کہلاتی ہے جو فخر و ریا اور نمود و نمائش یا کسی افتراق و فتنہ پردازی کے لئے تعمیر کی جائے یا مال حرام سے بنائی جائے۔ (مدارک)

اس مسجد میں چونکہ ابو عامر کی نیت بد داخل تھی اور اس کی جماعت نے افتراق بین المسلمین کے لئے اسے بنایا تھا اس بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جلوا کر منہدم کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرما دیا کہ اس مسجد میں آپ کبھی نہ کھڑے ہوں اس کے بعد مسجد قباء کے لئے ارشاد ہوا کہ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى الاية۔

''تو کیا جس نے بنیاد رکھی اللہ سے ڈر کر اور اس کی رضا پر وہ بہتر ہے'' یعنی مسجد قباء جس کی بنیاد خود حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست سے رکھی گئی وہ بہتر ہے۔

''یا وہ مسجد جس کی نیو چنی گئی ایک گراؤ گڑھے کے کنارے تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھ گیا''۔ اس سے مراد مسجد ضرار ہے کہ اس کی بنیاد ابو عامر راہب نصرانی کے نفاق پر رکھی گئی تھی۔

چنانچہ مسجد قباء کے فضائل میں حدیثیں ہیں جو مختصراً منقول ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ مسجد قباء میں تشریف لاتے تھے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر فرمایا۔

www.waseemziyai.com

''اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی''۔ یعنی وہ مسجد ضرار جو جلائی گئی منہدم کی گئی اس کا صدمہ ان کے دلوں میں رہے گا۔ ''مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں'' یعنی وہ قتل ہوں یا مر جائیں۔ گو ان کا غم و غصہ مرنے کے بعد ہی ختم ہوگا۔ ''اور اللہ علم و حکمت والا ہے''۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چودہ۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۱

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۟ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

بے شک اللہ نے خرید لئے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ لڑیں اللہ کی راہ میں تو ماریں اور مریں وعدہ ہے ان پر سچا توریت میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور کون ہے قول پورا کرنے میں اللہ سے زیادہ تو خوشی حاصل کرو اپنے اس سودے کی جو تم نے بیچا اللہ کو اور یہی کامیابی ہے بڑی۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزے رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، حکم کرنے والے بھلائی کا اور منع کرنے والے برائی سے اور حفاظت کرنے والے اللہ کی حدود کی اور بشارت دے مومنین کو۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

زیبا نہیں نبی کو اور انہیں جو مومن ہیں کہ یہ بخشش چاہیں مشرکوں کے لئے اگرچہ ہوں وہ رشتہ دار بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا کہ یہ جہنم والے ہیں۔

وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

اور نہیں تھا بخشش چاہنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے مگر ایک وعدہ کے باعث جو اس نے کیا تھا اس سے تو جب ظاہر ہو گیا اس کو کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو بیزار ہو گیا اس سے بے شک ابراہیم آہیں کرنے والے اور متحمل ہیں۔

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ کرے بعد اس کے کہ ہدایت فرما چکا ہو جب تک ظاہر نہ کر دے کہ کس سے پرہیز کرنا ہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

بے شک اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی جلاتا اور مارتا ہے اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی والی نہ مددگار۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

بے شک رجوع فرمایا اللہ نے نبی اور مہاجرین اور انصار پر اور ان لوگوں پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ اس سے کچھ لوگوں کے دلوں میں کجی آ جائے پھر قبول فرمایا بے شک وہ ان کے ساتھ مہربان اور رحم والا ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے حتیٰ کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی وسیع ہوتے ہوئے اور تنگ ہوگئی ان پر جان ان کی اور وہ سمجھ گئے کہ پناہ نہیں اللہ سے مگر اللہ کے ساتھ پھر ان کی توبہ قبول کی تاکہ تائب رہیں شرک سے اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حل لغات رکوع چودہ-سورۃ توبہ-پ ۱۱

اِنَّ-بے شک	اللّٰهَ-اللہ نے	اشْتَرٰى-خرید لیں	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ-مومنوں
سے	اَنْفُسَهُمْ-ان کی جانیں	وَاَمْوَالَهُمْ-اور ان کے مال	بِاَنَّ-اس بدلے میں
لَهُمُ-کہ ان کے لئے	الْجَنَّةَ-جنت ہے	يُقَاتِلُوْنَ-لڑتے ہیں	فِيْ سَبِيْلِ-بیچ راہ
اللّٰهِ-اللہ کے	فَيَقْتُلُوْنَ-پھر مارتے ہیں	وَيُقْتَلُوْنَ-اور مرتے ہیں	وَعْدًا-وعدہ ہے
عَلَيْهِ-اس پر	حَقًّا-سچا	فِي التَّوْرٰىةِ-تورات	وَالْاِنْجِيْلِ-اور انجیل
وَالْقُرْاٰنِ-اور قرآن میں	وَمَنْ-اور کون	اَوْفٰى-زیادہ پورا کرنے والا ہے	بِعَهْدِهٖ-اپنے عہد کو
مِنَ اللّٰهِ-اللہ سے	فَاسْتَبْشِرُوْا-تو خوش ہو	بِبَيْعِكُمُ-اپنے سودے سے	الَّذِيْ-وہ جو
بَايَعْتُمْ-سودا کیا تم نے	بِهٖ-اس کے ساتھ	وَذٰلِكَ-اور یہ ہے	هُوَ الْفَوْزُ-کامیابی
الْعَظِيْمُ-بڑی	التَّآئِبُوْنَ-توبہ کرنے والے	الْعٰبِدُوْنَ-عبادت گزار	الْحٰمِدُوْنَ-تعریف کرنے
والے	السَّآئِحُوْنَ-روزہ رکھنے والے	الرّٰكِعُوْنَ-رکوع کرنے والے	السّٰجِدُوْنَ-سجدہ کرنے والے
الْاٰمِرُوْنَ-حکم کرنے والے	بِالْمَعْرُوْفِ-بھلائی کا	وَالنَّاهُوْنَ-اور روکنے والے	عَنِ الْمُنْكَرِ-برائی سے
وَالْحٰفِظُوْنَ-اور حفاظت کرنے والے		لِحُدُوْدِ-واسطے حدود	اللّٰهِ-الٰہی کے
وَبَشِّرِ-اور خوشخبری دے	الْمُؤْمِنِيْنَ-ایمان والوں کو	مَا كَانَ-نہیں ہے	لِلنَّبِيِّ-واسطے نبی کے
وَالَّذِيْنَ-اور ان لوگوں کے	اٰمَنُوْۤا-جو ایمان لائے	اَنْ-یہ کہ	يَّسْتَغْفِرُوْا-بخشش مانگیں
لِلْمُشْرِكِيْنَ-واسطے مشرکین کے		وَلَوْ كَانُوْۤا-اگرچہ ہوں وہ	اُولِيْ-صاحب
قُرْبٰى-قرابت	مِنْۢ بَعْدِ-بعد اس کے	مَا تَبَيَّنَ-کہ ظاہر ہوگیا	لَهُمْ-ان کے لئے

www.waseemziyai.com

اَنَّهُمْ۔ کہ وہ
اَصْحٰبُ۔ صاحب
الْجَحِيْمِ۔ دوزخ ہیں
وَمَا كَانَ۔ اور نہیں تھا
اسْتِغْفَارُ۔ بخشش مانگنا
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کا
لِاَبِيْهِ۔ اپنے باپ کے لئے
اِلَّا عَنْ۔ مگر
مَّوْعِدَةٍ۔ وعدہ سے
وَّعَدَهَآ۔ جو وعدہ کیا
اِيَّاهُ۔ اس سے
فَلَمَّا۔ پھر جب
تَبَيَّنَ۔ ظاہر ہو گیا
لَهٗٓ۔ اس کے لئے
اَنَّهٗ۔ کہ وہ
عَدُوٌّ۔ دشمن ہے
لِّلّٰهِ۔ اللہ کا
تَبَرَّاَ۔ تو بیزار ہو گیا
مِنْهُ۔ اس سے
اِنَّ۔ بے شک
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم
لَاَوَّاهٌ۔ یقیناً دردمند تھا
حَلِيْمٌ۔ حوصلے والا
وَمَا۔ اور نہیں
كَانَ اللّٰهُ۔ ہے اللہ
لِيُضِلَّ۔ کہ گمراہ کرے
قَوْمًا۔ کسی قوم کو
بَعْدَ اِذْ۔ بعد اس کے کہ
هَدٰىهُمْ۔ ان کو ہدایت دی
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يُبَيِّنَ۔ ظاہر ہو جائے
لَهُمْ۔ ان کے لئے
مَّا۔ وہ جس سے
يَتَّقُوْنَ۔ بچیں
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ تعالیٰ
بِكُلِّ۔ ہر
شَيْءٍ۔ چیز کو
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے
اِنَّ اللّٰهَ۔ بے شک اللہ
لَهٗ۔ اسی کے لئے ہے
مُلْكُ۔ بادشاہی
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کی
يُحْيٖ۔ وہ زندہ کرتا ہے
وَيُمِيْتُ۔ اور مارتا ہے
وَمَا۔ اور نہیں
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
مِّنْ دُوْنِ۔ سوا
اللّٰهِ۔ اللہ کے
مِنْ وَّلِيٍّ۔ کوئی دوست
وَّلَا۔ اور نہ
نَصِيْرٍ۔ مددگار
لَقَدْ۔ بے شک
تَّابَ۔ رجوع کیا
اللّٰهُ۔ اللہ نے
عَلَى۔ اوپر
النَّبِيِّ۔ نبی
وَالْمُهٰجِرِيْنَ۔ اور مہاجرین
وَالْاَنْصَارِ۔ اور انصار کے
وَالَّذِيْنَ۔ اور ان کے جنہوں نے
اتَّبَعُوْهُ۔ پیروی کی ان کی
فِيْ سَاعَةِ۔ وقت
الْعُسْرَةِ۔ تنگی کے
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد اس کے کہ
كَادَ۔ قریب تھے کہ
يَزِيْغُ۔ ٹیڑھے ہو جائیں
قُلُوْبُ۔ دل
فَرِيْقٍ۔ ایک فرقے کے
مِّنْهُمْ۔ ان سے
ثُمَّ تَابَ۔ پھر رجوع کیا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
بِهِمْ۔ ان پر
رَءُوْفٌ۔ شفقت کرنے والا
رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے
وَّعَلَى۔ اور اوپر
الثَّلٰثَةِ۔ ان تینوں کے
الَّذِيْنَ۔ جو
خُلِّفُوْا۔ پیچھے رہ گئے
حَتّٰٓى۔ یہاں تک کہ
اِذَا۔ جب
ضَاقَتْ۔ تنگ ہو گئی
عَلَيْهِمُ۔ ان پر
الْاَرْضُ۔ زمین
بِمَا۔ باوجود
رَحُبَتْ۔ فراخ ہونے کے
وَضَاقَتْ۔ اور تنگ ہو گئیں
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
اَنْفُسُهُمْ۔ ان کی جانیں
وَظَنُّوْٓا۔ اور خیال کیا انہوں نے
اَنْ لَّا۔ کہ نہیں ہے
مَلْجَاَ۔ کوئی پناہ کی جگہ
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
اِلَّآ اِلَيْهِ۔ مگر اسی کی طرف
ثُمَّ تَابَ۔ پھر رجوع کیا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
لِيَتُوْبُوْا۔ تاکہ وہ توبہ کریں
اِنَّ اللّٰهَ۔ بے شک اللہ
هُوَ۔ وہی ہے
التَّوَّابُ۔ توبہ قبول کرنے والا
الرَّحِيْمُ۔ مہربان

مختصر تفسیر اردو رکوع چودہ۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۱

''بے شک اللہ نے خرید لئے مومنین سے ان کی جان اور مال اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے''۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ نِالْقُرَظِيِّ وَغَيْرِهِ اِنَّهُمْ قَالُوْا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِطْ لِرَبِّكَ وَلِنَفْسِكَ مَا شِئْتَ قَالَ اَشْتَرِطُ لِرَبِّيْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاَشْتَرِطُ لِنَفْسِيْ اَنْ تَمْنَعُوْنِيْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ عَنْهُ اَنْفُسَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالُوْا فَمَا لَنَا قَالَ الْجَنَّةُ قَالُوْا رَبِحَ الْبَيْعُ لَا نَقِيْلُ وَلَا نَسْتَقِيْلُ فَنَزَلَتْ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى الاٰيه ۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرمائیں جو آپ چاہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنی جان و مال کو محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو انہوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا فرمایا جنت کہنے لگے کتنا فائدہ مند سودا ہے نہ ہم اسے واپس کریں گے اور نہ چاہیں گے کہ یہ سودا واپس ہو تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

گویا راہ الٰہی عزوجل میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والوں کی ایک مثال دی گئی اور وہ مثال ایسی شاندار ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا انتہائی لطف و کرم ظاہر ہوتا ہے کہ رب العزت جل مجدہ وعزاسمہ نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کی جان و مال کا بدلہ قرار دیا اور اپنی ذات ارفع و اعلیٰ کو خریدار فرمایا یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے اس چیز کو خریدے جو نہ ہماری ملک ہے نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہم نے اسے پیدا کیا نہ وہ ہمارے قبضہ میں ہے یعنی جان جو ظاہر ہے کہ اسی کی بنائی ہوئی ہے اور اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اسی کے قبضہ میں ہے وہ جب چاہے لے لے جب تک چاہے ہمارے اندر رہنے دے گویا اسی کا مال ہے اور اسی کا عطا کیا ہوا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''مقاتلہ کریں اللہ کی راہ میں تو ماریں اور مریں''۔ یعنی دشمنان حق و ہدایت سے لڑیں اور راہ خدا میں ماریں اور مریں اس سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ تمام شریعتوں میں جہاد فی سبیل اللہ عزوجل کا حکم تھا اور دوسرے مقامات پر بھی شریعت موسوی وغیرہ کا حال جہاں آتا ہے وہاں بھی جہاد کا تذکرہ ہے جیسے قوم جبارین سے موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ جالوت سے طالوت کا مقابلہ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وغیرہ اس پر ذمہ کرم اور وعدۂ اتم فرمایا جاتا ہے کہ

''وعدہ ہے اس پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے معاہدہ میں کون پورا ہے تو خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہ بڑی کامیابی ہے''۔

اس آیۂ کریمہ میں یہ ظاہر کر دیا گیا کہ مجاہدین کے مجاہدات پر جنت کے صلہ کا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم میں ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنے میں کوئی سچا نہیں ہو سکتا اس سے زیادہ سچا وعدہ میں کون ہو سکتا ہے۔ پھر اس بیع و شرا کی انوکھی شان پر تمہیں خوشیاں منانی چاہئیں اس لئے کہ اپنے مال کو صاحب مال تم سے خرید لینے کا اعلان فرما رہا ہے۔ حالانکہ بائع وہی ہو سکتا ہے جو مبیع کا مالک ہو اور یہ سودا انوکھا ہے کہ مالک اپنی ملک ان سے خرید رہا ہے جن کے پاس وہ مبیع محض عاریۃً دی گئی ہے۔ یہ مشتری کا خاص کرم ہے اور بائعین کے لئے ایسی کامیابی کہ اَلَّذِیْ لَا فَوْزَ اَعْظَمُ مِنْهُ اس سے بڑھ کر اور کامیابی

www.waseemziyai.com

نہیں۔ چنانچہ حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رباعی فرما کر جو فرمایا وہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس طرح نقل فرماتے ہیں:

وَالْمَشْهُوْرُ عَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لَيْسَ لِاَبْدَانِكُمْ ثَمَنٌ اِلَّا الْجَنَّةُ فَلَا تَبِيْعُوْهَا اِلَّا بِهَا وَهُوَ ظَاهِرٌ فِيْ اَنَّهُ الْمَبِيْعُ هُوَ الْاَبْدَانُ۔ یعنی تمہارے بدنوں کی قیمت سوائے جنت کے کچھ نہیں تو اسے نہ فروخت کرو سوا جنت کے بدلے کے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو تمہاری بیع ہوئی ہے۔ اس میں مبیع بدن ہے۔

اس کے بعد مومنین کی نعت فرمائی گئی اور اس میں ان کی علامتیں بیان کیں چنانچہ ارشاد ہے:

اَلتَّآئِبُوْنَ۔ یعنی توبہ کرنے والے تمام گناہوں سے۔ اَلْعٰبِدُوْنَ۔ عبادت کرنے والے یعنی اللہ عزوجل کے وہ بندے جو فرمانبردار ہیں اور اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں۔ اَلْحٰمِدُوْنَ۔ یعنی حمد کرنے والے جو ہر حال میں اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں۔ اَلسَّآئِحُوْنَ۔ یعنی روزے رکھنے والے۔ چنانچہ ابن مردویہ، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سَائِحٌ کے متعلق پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں وہی فرمایا جو ذکر ہو چکا اور اسی طرف اجلہ صحابہ و تابعین ہیں اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سَيَاحَةُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الصِّيَامُ سیاحت اس امت کی روزہ ہے اگرچہ اس کے متعلق تین قول اور بھی ہیں۔ لَيْسَ فِيْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَاحَةٌ اِلَّا الْهِجْرَةُ۔ یعنی سیاحت سے مراد ہجرت ہے۔

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّهُمْ طَلَبَةُ الْعِلْمِ لِاَنَّهُمْ يَسِيْحُوْنَ فِي الْاَرْضِ لِطَلَبِهٖ۔ یعنی اس سے مراد طلبائے علم دین ہیں۔

ابو امامہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاحت کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: سَيَاحَةُ اُمَّتِيْ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ میری امت کا جہاد فی سبیل اللہ سیاحت ہے۔

آخر میں محاکمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالْمُخْتَارُ مَا تَقَدَّمَ فِي الشُّرُوْعِ۔ مختار قول یہی ہے کہ سیاحت سے مراد روزہ ہی ہے۔

اَلرّٰكِعُوْنَ۔ نمازوں میں رکوع کرنے والے۔ اَلسّٰجِدُوْنَ۔ اور سجدہ کرنے والے اَيْ فِي الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوْضَاتِ كَمَا رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ فَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى مَعْنَاهُمَا الْحَقِيْقِيِّ۔ یعنی رکوع اور سجدہ اپنے حقیقی معنوں میں ہیں اور اس کے ماحصل معنی اَلْمُصَلُّوْنَ ہو سکتے ہیں یعنی نمازی۔

اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ۔ یعنی حکم کرنے والے بھلائی کا جو ایمان کے معنی دیتا ہے یعنی ایمان پر رہنے کا حکم دینے والے وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور برائی سے روکنے والے اور برائیوں میں سب سے بڑی برائی شرک ہے كَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔ اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَلْقَائِمِيْنَ عَلٰى طَاعَتِهٖ سُبْحٰنَهٗ۔ یعنی اطاعت الٰہی پر قائم رہنے والے۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور خوشخبری دے دو ایمان والوں کو۔ اَيْ هٰؤُلَاءِ الْمَوْصُوْفِيْنَ بِتِلْكَ الصِّفَاتِ الْجَلِيْلَةِ۔ یعنی یہ آٹھ صفتیں جن میں ہیں وہ مومنین ہیں۔ انہیں بشارت دے دی گئی۔

www.waseemziyai.com

اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے لئے صاف حکم تَجَنُّبْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ آیا حتیٰ کہ ان کے لئے دعاء مغفرت کی قطعی ممانعت کر دی گئی۔

اور ابراہیم علیہ السلام کی جو دعا باپ کے لئے مذکور ہے اس کی وجہ وجیہ بیان فرما کر انہیں مستثنیٰ کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''نہیں ہے نبی اور ایمان والوں کو زیبا کہ مشرکوں کے لئے استغفار کر کے بخشش چاہیں اگر چہ ہوں وہ رشتہ دار بعد اس کے کہ کھل چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں''۔

آیہ کریمہ کے شان نزول میں چند قول ہیں:

پہلا قول تو یہ ہے کہ جب ابو طالب پر موت کا وقت آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ وہاں موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو فرمایا اے چچا آپ لاالہ الا اللّٰہ کہہ لیں تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کی بخشش کے لئے دلیل پیش کر سکوں تو ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ بولے ابو طالب کیا عبدالمطلب کے دین کو ناپسند کرتے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم برابر کلمہ پیش فرما رہے تھے اور ابو جہل اور ابن امیہ برابر بکواس کر رہے تھے۔ ابو طالب کا آخر کلمہ جو تھا وہ یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور کلمہ پڑھنے سے انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ - فَنَزَلَتْ یعنی جب تک میرا رب منع نہ فرمائے گا میں تمہاری بخشش کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى۔

اس پر علامہ حسین بن الفضل رحمہ اللہ جرح فرما کر اس شان نزول کو صحیح نہیں مانتے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ابو طالب کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے ہوا اور یہ سورۂ مبارکہ بعد ہجرت مدینہ میں نازل ہوئی لہٰذا یہ مستبعد ہے کہ شان نزول اس واقعہ پر مانا جائے۔

علامہ واحدی رحمہ اللہ اس استبعاد کو مستبعد مان کر فرماتے ہیں:

کہ کیا حرج ہے کہ اگر شان نزول اس بنا پر صحیح مان لیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے لئے استغفار فرماتے رہے ہوں اس آیہ کریمہ کے نازل ہونے تک اس لئے کہ آیہ کریمہ جب مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تو حضور استغفار میں اتنے دن مسلسل مشغول رہے حتیٰ کہ آیہ کریمہ نازل ہوگئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جسے ابن سعد ابن عساکر رحمہ اللہ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موت ابو طالب کی خبر دی تو فَبَكٰى فَقَالَ اذْهَبْ فَغَسِّلْهُ وَكَفِّنْهُ وَوَارِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَرَحِمَهٗ فَفَعَلْتُ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ اَيَّامًا وَلَا يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو نکل آئے اور فرمایا جاؤ اور غسل دے کر کفناؤ اور چادر ڈالو اللہ انہیں بخش دے اور رحم فرمائے چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشش مانگنی شروع کی اور چند روز تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم باب عالی سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر آئے۔

www.waseemziyai.com

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول آیہ کریمہ قبل ہجرت تھا مگر یہ روایت ضعیف ہے۔

اور آیہ کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ جب ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بحالت کفر مرے اور مذہب اہلسنت میں یہی مشہور ہے۔ اور نزول آیت مدینہ منورہ میں اس کے منافی نہیں۔

تیسرا قول ابن اسحاق رحمہ اللہ کا ان کی سیرت میں عباس بن عبداللہ بن معبد رحمہ اللہ سے ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو مرض موت پر فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ چاہا چنانچہ فرمایا اے چچا آپ فرما دیجئے لا الہ الا اللہ تا کہ میں اپنی شفاعت بروز قیامت آپ کے لئے حلال کرالوں اور کافی کوشش فرمائی تو ابوطالب نے کہا:

وَاللّٰهِ يَا ابْنَ اَخِيْ لَوْلَا مَخَافَةُ السَّيِّئَةِ عَلَيْكَ وَعَلٰى بَنِيْ اَبِيْكَ مِنْ بَعْدِيْ وَاَنْ تَظُنَّ قُرَيْشٌ اِلٰى اَنَّمَا قُلْتُهَا جَزَعًا مِنَ الْمَوْتِ لَقُلْتُهَا وَلَا اَقُوْلُهَا اِلَّا لِاُسِرَّكَ بِهَا فَلَمَّا تَقَارَبَ مِنْ اَبِيْ طَالِبِ نِ الْمَوْتُ نَظَرَ الْعَبَّاسُ يُحَرِّكُ بِشَفَتَيْهِ فَاَصْغٰى اِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ لَقَدْ قَالَ اَخِي الْكَلِمَةَ الَّتِيْ اَمَرْتَهُ اَنْ يَقُوْلَهَا۔

قسم بخدا اے بھتیجے اگر مجھے خوف سب وشتم تم پر ہونے کا میرے بعد نہ ہوتا اور یہ گمان قریش کا نہ ہوتا کہ میں نے موت سے گھبرا کر یہ کلمہ پڑھا تو ضرور میں کلمہ پڑھ لیتا اور میں نے کلمہ تو نہ پڑھا مگر میں تمہیں محبوب رکھتا ہوں تو جب موت بالکل قریب ہوئی تو حضرت عباس نے ہونٹ ہلتے دیکھے تو ان کے منہ سے بالکل قریب کان لگا دیئے تو وہ کہہ رہے تھے۔ اے بھتیجے یقیناً میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا تھا جس کا تم نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس کلمہ کو پڑھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا ذکر فرماتے سنا لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ۔ یقیناً میری شفاعت قیامت کے دن انہیں اتنا نفع دے گی کہ انہیں جہنم کے کنارے پر لے آئے گی۔ ضحضاح کا ترجمہ منجد میں ہے اَلضَّحْضَاحُ الْمَاءُ الْيَسِيْرُ وَالْقَرِيْبُ الظَّفَرِ۔

وَجَاءَ فِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهُ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَمَّكَ اَبَاطَالِبٍ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَنْصُرُكَ فَهَلْ يَنْفَعُهُ ذَالِكَ فَقَالَ نَعَمْ وَجَدْتُّهُ فِيْ غَمَرَاتِ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهُ اِلٰى ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ وَسَبُّهُ عِنْدِيْ مَذْمُوْمٌ جِدًّا لَا سِيَّمَا اِذَا كَانَ اِيْذَاءٌ لِبَعْضِ الْعُلْوِيِّيْنَ اِذْ قَدْ وَرَدَ لَا تُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ بِسَبَبِ الْاَمْوَاتِ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ کے چچا ابوطالب ہر طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے رہے ہیں تو کیا انہیں وہ خدمات نفع دیں گی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے انہیں آگ کی تنگیوں میں پایا تو میں نے انہیں اس کے کنارے پر آگ سے نکال لیا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں اور انہیں سب وشتم کرنا میرے نزدیک بہت مذموم ہے۔ خصوصاً جبکہ اس میں علویوں کو ایذا

www.waseemziyai.com

پہنچانا مقصود ہو اس لئے کہ وارد ہے کہ نہ ایذا پہنچاؤ زندوں کو مرے ہوؤں کے برا کہنے سے۔

وَمِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْهِ۔ اور اسلام کا حسن انسان کے لئے اسی میں ہے کہ ان باتوں کو ترک کر دے جو لایعنی اور بے معنی ہوں۔

بعض اس طرف گئے ہیں کہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا۔ آیہ کریمہ اس کے علاوہ دوسرے معاملہ میں نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ بیہقی رحمہ اللہ دلائل میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقابر کی طرف تشریف لائے حتیٰ کہ ایک قبر پر تشریف رکھ کر بہت طویل دعا فرمائی اور گریہ کیا تو ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گریہ سے رو پڑے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرما کر دو رکعت نفل پڑھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قبر کی طرف کھڑے ہوئے اور دعا کی پھر ہم نے بھی دعا کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ کیوں روئے ہم نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گریہ سے ہم بھی روئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر جس کے قریب میں بیٹھا وہ آمنہ خاتون کی قبر تھی تو میں نے اجازت طلب کی اپنے رب سے اس کی زیارت کے لئے تو مجھے اجازت مل گئی پھر میں نے اس پر استغفار کی اجازت طلب کی تو اس کی اجازت نہ ملی اور یہ آیہ کریمہ مجھ پر نازل ہوئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ۔

تو اس ممانعت نے مجھ پر وہ گرفت کی جو ایک بیٹے کو اپنی والدہ کے معاملہ میں ہوتی ہے بوجہ رقت کے تو یہ وہ سبب ہے جس نے مجھے رلایا۔ ایسا ہی مسلم، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

محاکمہ علیٰ روایات المنقولۃ

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو طالب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کے متعلق جو کچھ روایات و احادیث نقل کیں ان کی تضعیف بھی کرتے گئے ہیں بنابریں ہمیں سید المحدثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''التعظیم والمنۃ'' کو ترجیح دینی چاہئے اس میں انہوں نے اس مضمون کی جملہ احادیث کو معلول لکھا ہے لہٰذا شان نزول آیہ کریمہ اس معاملہ میں صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

پھر اس پر کافی دلائل قائم ہو چکے ہیں کہ

سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ موحدہ تھیں اور دین ابراہیم آپ کا دین تھا۔

بلکہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا کا شان نزول یہی صحیح ہے کہ بعض صحابہ علیہم رضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آباء کے لئے استغفار کرنے کی درخواست کی تھی اس پر یہ حکم آیا۔

اب رہا معاملہ اِسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ کا تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس طرح ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾۔

اور ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ (آذر) کی بخشش چاہنا نہ تھا مگر ایک وعدہ کے سبب جو اس سے کر چکا تھا تو جب اسے

www.waseemziyai.com

ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزاری فرمائی بے شک ابراہیم بہت آہیں کرنے والے اور متحمل مزاج ہیں۔

اس کا شان نزول حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ۔ تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے دعا مغفرت کر رہا ہے اور اس کے والدین مشرک تھے تو میں نے اسے منع کیا اور بتایا کہ مشرکوں کے حق میں دعاء مغفرت ممنوع ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر کے لئے دعا فرمائی حالانکہ آذر بت تراش اور مشرک تھا۔ میں یہ سن کر بارگاہ رسالت میں حاضر آیا اور واقعہ سنایا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں جواب دیا گیا کہ دعاء ابراہیم بامید اسلام تھی جس کا وعدہ آپ سے آذر کر چکا تھا اور آپ آذر سے وعدہ فرما چکے تھے کہ سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ۔ میں تیرے لئے بخشش کی دعا اپنے رب سے کروں گا۔

تو جب آپ پر واضح ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزاری کا اظہار فرما دیا اور انقطاع امید کے بعد قطع تعلق کر لیا اس کے بعد استغفار بحق آذر ترک کر دی۔

چنانچہ علامہ آلوسی صاحب روح المعانی رحمہ اللہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ دعاء ابراہیم علیہ السلام حق آذر میں یہی تھی کہ اللہ اسے ایمان کی توفیق دے (جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا عمر اور ابوجہل کے لئے تھی: اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلٍ اَوْ عُمَرَ۔

اور ابوالشیخ اور ابن عساکر طریق ابوسفیان بن عیینہ سے عمرو بن دینار رحمہم اللہ کی روایت نقل فرماتے ہیں:

قَالَ لَمَّا مَاتَ اَبُوطَالِبٍ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَحِمَکَ اللّٰهُ وَغَفَرَ لَکَ لَا اَزَالُ اَسْتَغْفِرُ لَکَ حَتّٰى يَنْهَانِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَخَذَ الْمُسْلِمُوْنَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَوْتَاهُمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَسْتَغْفِرُ وْا لِلْمُشْرِكِيْنَ فَقَالُوْا قَدِ اسْتَغْفَرَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ فَاَنْزَلَ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى وَمَا كَانَ اِسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ۔

جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اللہ تم پر رحم کرے اور بخشش فرمائے میں ہمیشہ تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا جب تک اللہ مجھے منع نہ فرمائے تو مسلمانوں نے بھی اپنے ان موتی کے لئے بخشش مانگی جو مشرک مر گئے تو یہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے باپ آذر کے لئے دعا فرمائی تھی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ۔

آگے فرماتے ہیں کہ حاصل معنی آیہ کریمہ کے یہ ہوئے کہ تمہیں اسْتِغْفَارُ لِلْمُشْرِكِيْنَ اس وقت ممنوع ہے جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ مشرک تھا اور استغفار ابراہیم علیہ السلام بھی ایک وعدہ کے ماتحت تھی اور یہ قبل تبیین تھی فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ تو جب ظاہر ہوگیا کہ آپ کو اَنَّهٗ اَیْ اَنَّ اَبَاهُ یہ کہ آپ کے باپ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ اَیْ مُسْتَمِرٌّ عَلٰى عَدَاوَتِهٖ تَعَالٰى وَعَدَمِ الْاِيْمَانِ بِهٖ اللہ کے دشمن ہیں یعنی قائم ہیں اللہ تعالیٰ کی عداوت پر اور ایمان نہ لانے پر اور ظاہر ہوا کس طرح وَذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ مَصِرٌّ عَلَى الْكُفْرِ اور یہ ایسے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کر دی

www.waseemziyai.com

آپ پر کہ آذر مصر علی الکفر ہے۔

ابن منذر اور ابن جریر اور ایک جماعت رحمہم اللہ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں اِنَّ ذَالِکَ التَّبَیُّنَ کَانَ بِمَوْتِہٖ کَافِرًا یہ تبین اس امر کی تھی کہ آذر کی موت کفر پر ہے اور اسی تحقیق پر قتادہ گئے ہیں تو پھر تَبَرَّاَ مِنْہُ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے بیزاری فرمائی اور استغفار کرنی ترک کردی۔

اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ۔ بے شک ابراہیم بہت آہیں کرنے والے متحمل مزاج ہیں اَوَّاہٌ کے معنی کثیر الدعا کے بھی ہیں اور ایک جماعت اس سے کنایہ سمجھتی ہے کمال رافت ورقت سے۔

اور ابن جریر، ابن ابی حاتم وغیرہ رحمہم اللہ عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں: قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاَوَّاہُ قَالَ الْخَاشِعُ الْمُتَضَرِّعُ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اَوَّاہٌ کی تشریح دریافت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خشوع وتضرع کرنے والا دعا میں۔

ابوالشیخ زید بن اسلم رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّہٗ دُعَاءُ الْمُسْتَکِنِّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی کَھَیْئَۃِ الْمَرِیْضِ الْمُتَاوِّہِ مِنْ مَرَضِہٖ۔ وہ دعا جو طلب سکون کے لئے اللہ تعالیٰ سے کرے وہ اواہ ہے جیسے مریض کہ اپنے مرض میں تاوہ کرتا ہے اور لغت حبشہ میں اس کا معنی ہیں یقین کرنے والا۔

عمرو بن شرجیل رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے معنی رحیم یعنی رحم کرنے والے کے ہیں۔

علامہ شعبی رحمہ اللہ اس کے معنی مسبح یعنی تسبیح کرنے والا بتاتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: اِنَّہُ الَّذِیْ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ اواہ وہ ہے جس کا دل اللہ کے پاس معلق ہو۔

اور قطرب وغیرہ رحمہ اللہ ارباب لغت اواہ کے معنی میں کہتے ہیں کہ یہ لفظ آہ یا ہائے کے معنی میں مستعمل ہے۔ جیسے عشقب عبدی رحمہ اللہ کہتا ہے:

اِذَا مَا قُمْتُ اَرْحَلُھَا بِلَیْلٍ تَاَوَّہَ اٰھَۃَ الرَّجُلِ الْحَزِیْنِ

جب میں رات کو اس (اونٹنی) پر کجاوہ ڈالنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو وہ ایسی آہیں بھرتی ہے جیسے کوئی غمگین آدمی آہ کرتا ہے۔

تو اصل تاوہ کا وہی آواز ہے جو ایک حزین وغمگین پکارتا ہے۔

اور حلیم کے معنی صَبُوْرٌ عَلَی الْاَذٰی – صَفُوْحٌ عَنِ الْجَنَایَۃِ کے ہیں یعنی حلم اور چشم پوشی کرنے والے تکالیف سے اور گناہوں سے بہت پرہیز کرنے والے۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ کَانَ مِنْ حِلْمِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّہٗ اِذَا اٰذَاہُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِہٖ قَالَ لَہٗ ھَدَاکَ اللّٰہُ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حلم کی یہ شان تھی کہ جب ان کی قوم کا کوئی آدمی آپ ایذا دیتا تو آپ فرماتے اللہ تجھے ہدایت دے۔ (روح المعانی)

چنانچہ سورہ مریم کے تیسرے رکوع میں آذر کا بیان اور حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کا جواب بھی آپ کے حلیم

www.waseemziyai.com

الطبع ہونے کی بین دلیل ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِیْ مَلِیًّا۔ بولا (آذر) کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے ماروں گا اور دور ہو جا زمانہ دراز تک۔

تو اس کے جواب میں آپ کا حلیمانہ جواب یہ تھا: قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سلام ہے تجھے۔ عنقریب میں تیرے لئے اپنے رب سے معافی مانگوں گا بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے۔

اور یہ معافی مانگنا بایں معنی ہے کہ اللہ اسے ہدایت دے اور توفیق ایمان بخشے۔ اس لئے آپ کی صفت میں لفظ حلیم کہا گیا کہ آپ کا جواب ہمیشہ نرم ہوتا تھا۔ آپ کے کلام میں بھی یہی نرمی اور حلم تھا۔

آگے ارشاد ہے:

''اور اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو گمراہ فرمائے بعد اس کے کہ اسے ہدیت دی ہو حتیٰ کہ ظاہر نہ فرما دے اسے کہ کس چیز سے اسے پرہیز کرنا ہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے''۔

کسی قوم کو گمراہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ان پر گمراہی کا حکم فرمائے یا انہیں گمراہوں میں داخل کرے جب تک کہ وہ ممنوعات میں نہ پڑے اس لئے کہ اسلام میں ہر ممنوع سے اجتناب واجب ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر گرفت نہیں فرماتا جب تک اسے ممانعت کا صاف صاف بیان نہ پہنچا دے اور قبل از ممانعت کسی فعل پر گرفت نہیں۔ (خازن، مدارک)

اسی بنا پر ارباب اصول نے تسلیم کیا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے تو جس چیز کی ممانعت ثابت نہیں وہ جائز ہے اور عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں۔ شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے:

جب مسلمانوں کو مشرکین کے لئے استغفار کرنے کی ممانعت ہو چکی تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہم اس حکم کے نزول سے قبل اپنے مشرک موتی کے لئے استغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو تو اس آیت کریمہ میں انہیں تسکین دی گئی اور بتایا کہ بیان ممانعت کے بعد اس پر عمل کرنا قابل مواخذہ ہے اس سے قبل مواخذہ نہیں۔

''بے شک اللہ کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور نہیں کوئی تمہارا اللہ کے سوا والی و مددگار۔ بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں نبی پر اور مہاجرین و انصار پر جو متبع رہے اور ساتھ دیا مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر ان پر اللہ رحمت سے متوجہ ہوا بے شک وہ ان پر مہربان رحم والا ہے''۔

ساعت عسرۃ سے مراد غزوۂ تبوک کی تنگی والی گھڑیاں ہیں اسی وجہ میں اس غزوہ کو غزوۂ عسرۃ بھی کہتے ہیں یہاں تنگی کی یہ شان تھی کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لئے ایک اونٹ تھا باری باری سے سوار ہوتے اور اترتے تھے اور غذائی قلت کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی کئی آدمی بسر کرتے تھے اس طرح کہ ایک کھجور چند آدمی چوس کر پانی پیتے یا ایک کھجور کے چند حصے کر کے تقسیم کر لیتے۔ پانی کی بھی قلت تھی اس پر گرمی شدید تھی۔ پیاس کا غلبہ اس پر پانی ناپید اس حال میں بھی صحابہ کرام علیہم رضوان اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص میں ثابت قدم رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نثاری کرنے سے پیچھے نہ ہٹے۔

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض پیرا ہوئے کہ حضور دعا فرمائیں۔ حضور صلی

www.waseemziyai.com

اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ فرما کر سوال فرمایا کہ تمہاری یہ خواہش ہے تو صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی جی ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست دعا اٹھائے ابھی ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابر بھیجا اور ایسی بارش ہوئی جس سے لشکر ہی سیراب نہ ہوا بلکہ لشکر والوں نے اپنے مشکیزے اور اپنی پکھالیں بھی بھر لیں۔

اور یہ ہوا بھی معجزانہ شان سے کہ تبوک میں لشکر اسلامی ہی سیراب ہوا۔ دشمن کا لشکر اسی طرح پیاسا رہا۔ اگرچہ بعض دلوں میں اتنی کجی پیدا ہونے لگی تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونا گوارا کرنے کے قریب ہو چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں صابر و ثابت قدم رکھا اور وہ اپنے اخلاص میں اتنے محفوظ رہے کہ جو خطرہ ان کے دل میں آ رہا تھا اس سے بھی نادم ہوئے۔

''اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے''۔ جن کا ذکر آیہ کریمہ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ میں ہے اور یہ تین صاحب کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع علیہم رضوان ہیں۔

یہ سب انصاری تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپس ہو کر ان سے جہاد میں حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا ٹھہرو جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں کوئی فیصلہ فرمائے۔

اور عام مسلمانوں کو ان لوگوں سے ملنے جلنے اور کلام کرنے سے ممانعت فرما دی تھی حتیٰ کہ ان کے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کر دیا حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی پہچانتا ہی نہیں اس حال پر ان کے پچاس روز گزرے جس کی تفصیل سورۂ توبہ کے گیارہویں رکوع میں گزر چکی۔ جہاں متخلفین کے تین طبقوں کا ذکر کیا گیا ہے یہ تیسرے طبقہ والے ہیں۔

''حتیٰ کہ جب زمین تنگ ہو گئی ان پر باوجود اتنی وسیع ہونے کے اور وہ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ انہیں اللہ کے (عذاب سے) پناہ نہیں مگر اسی کے پاس۔ پھر قبول فرمائی اللہ نے ان کی توبہ تاکہ وہ ثابت قدم تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔

یعنی اس تجنب کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہیں کہیں بیٹھنے بات کرنے کو جگہ نہ رہی جہاں وہ ایک لمحہ کے لئے قرار و سکون لیتے ہر وقت پریشانی و بے چینی، غم اور اضطرار و اضطراب میں رہنے لگے ان کا نہ کوئی انیس رہا نہ جلیس نہ ایسا غمخوار جسے حال دل سنائے تو وحشت و تنہائی میں شب و روز رہنے لگے اور گریہ زاری کرتے رہے آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی اسی قول کی تائید میں فرماتے ہیں اَیِ الَّذِیْنَ تَخَلَّفُوْا عَنِ الْغَزْوِ وَ هُمْ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ مِنْ بَنِیْ سَلْمَةَ وَ هِلَالُ بْنُ اُمَیَّةَ مِنْ بَنِیْ وَاقِفٍ وَ مُرَارَةُ بْنُ رَبِیْعٍ مِنْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَ یُقَالُ فِیْهِ ابْنُ رَبِیْعَةَ۔ باقی تمام واقعہ وہی مفصل بیان فرما رہے ہیں۔ (روح المعانی)

اس کے بعد ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے بخوف طوالت نہیں لکھی گئی مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پندرہ۔ سورۃ توبہ۔ پ ۱۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

www.waseemziyai.com

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۱۲۰﴾

نہیں زیبا تھا اہل مدینہ اور ان کے گرد والے اعراب کو یہ کہ پیچھے بیٹھ رہیں اللہ کے رسول سے اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان مرغوب رکھیں یہ اس لئے کہ انہیں نہ پہنچی پیاس نہ کوئی تکلیف اور نہ پریشان کن بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ قدم رکھیں ایسی جگہ جو کافروں کو غضب ناک کرے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں اس کے بدلے ان کے لئے لکھا جاتا ہے عمل صالح بے شک اللہ نہیں ضائع کرتا بدلہ نیکوں کا۔

وَ لَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً وَّ لَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

اور نہیں خرچ کرتے ہیں وہ چھوٹا نہ بڑا اور نہیں طے کرتے ہیں نالہ مگر لکھا جاتا ہے ان کے لئے تاکہ صلہ دے انہیں اللہ ان کے بہتر کاموں کا جو کرتے ہیں۔

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور نہیں مومنین پر یہ کہ نکلیں سب کے سب تو کیوں نہ ہوا یہ کہ نکلتا ہر ایک سے ایک فرقہ تاکہ سمجھ اور تفقہ حاصل کرتا دین میں اور ڈراتا اپنی قوم کو جب لوٹ کر واپس آتا تاکہ وہ (برے کاموں سے) بچتے۔

حل لغات رکوع پندرہ - سورۃ توبہ - پ ۱۱

يٰۤاَيُّهَا - اے	الَّذِيْنَ - لوگو جو	اٰمَنُوْا - ایمان لائے ہو	اتَّقُوا - ڈرو
اللّٰهَ - اللہ سے	وَكُوْنُوْا - اور ہو جاؤ	مَعَ - ساتھ	الصّٰدِقِيْنَ - سچے لوگوں کے
مَا كَانَ - نہیں ہے حق	لِاَهْلِ - مدینے	الْمَدِيْنَةِ - والوں کا	وَمَنْ - اور ان کا جو
حَوْلَهُمْ - ان کے اردگرد ہیں	مِّنَ الْاَعْرَابِ - دیہاتیوں سے	اَنْ - یہ کہ وہ	يَّتَخَلَّفُوْا - پیچھے رہیں
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ - اللہ کے رسول سے		وَلَا - اور نہ	يَرْغَبُوْا - ترجیح دیں
بِاَنْفُسِهِمْ - اپنی جانوں کو	عَنْ نَّفْسِهٖ - اس کی جان سے	ذٰلِكَ - یہ	بِاَنَّهُمْ - اس لئے کہ
لَا يُصِيْبُهُمْ - نہیں پہنچتی ان کو	ظَمَاٌ - پیاس	وَّلَا - اور نہ	نَصَبٌ - تھکاوٹ
وَّلَا - اور نہ	مَخْمَصَةٌ - بھوک	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - اللہ کی راہ میں	
وَلَا - اور نہیں	يَطَـُٔوْنَ - قدم رکھتے	مَوْطِئًا - کسی جگہ پر	يَّغِيْظُ - تاکہ غضبناک کرے
الْكُفَّارَ - کافروں کو	وَلَا - اور نہیں	يَنَالُوْنَ - پاتے	مِنْ عَدُوٍّ - دشمن سے
نَّيْلًا - کچھ پانا	اِلَّا - مگر	كُتِبَ - لکھا جاتا ہے	لَهُمْ - ان کے لئے

www.waseemziyai.com

بِهٖ۔اس کے ساتھ	عَمَلٌ۔عمل	صَالِحٌ۔نیک	اِنَّ اللّٰهَ۔بے شک اللہ
لَا يُضِيْعُ۔نہیں ضائع کرتا	اَجْرَ۔اجر	الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کا	وَلَا۔اور نہیں
يُنْفِقُوْنَ۔خرچ کرتے	نَفَقَةً۔کوئی خرچ	صَغِيْرَةً۔چھوٹا	وَّلَا۔اور نہ
كَبِيْرَةً۔بڑا	وَّلَا۔اور نہیں	يَقْطَعُوْنَ۔قطع کرتے	وَادِيًا۔کوئی نالا
اِلَّا۔مگر	كُتِبَ۔لکھا جاتا ہے	لَهُمْ۔ان کے لئے	لِيَجْزِيَهُمْ۔تاکہ بدلہ دے ان کو
اللّٰهُ۔اللہ	اَحْسَنَ۔اچھا	مَا كَانُوْا۔اس کا کہ تھے وہ	يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے
وَمَا۔اور نہیں	كَانَ۔ہیں	الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومن	لِيَنْفِرُوْا۔کہ نکل جائیں
كَآفَّةً۔سب کے سب	فَلَوْلَا۔پھر کیوں نہ	نَفَرَ۔نکلا	مِنْ كُلِّ۔ہر ایک
فِرْقَةٍ۔فرقہ سے	مِّنْهُمْ۔ان میں سے	طَآئِفَةٌ۔ایک جماعت	لِّيَتَفَقَّهُوْا۔تاکہ سمجھ حاصل کریں
فِي الدِّيْنِ۔دین میں	وَلِيُنْذِرُوْا۔اور تاکہ ڈرائیں	قَوْمَهُمْ۔اپنی قوم کو	اِذَا۔جب
رَجَعُوْٓا۔وہ لوٹیں	اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَحْذَرُوْنَ۔بچیں

مختصر تفسیر اردو رکوع پندرہ۔سورۃ توبہ۔پ ۱۱

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔

اس سے مراد وہ صادق الایمان مخلص ہیں جو بارگاہ رسالت ﷺ میں باخلاص تام و بہ ایقان تمام حاضر ہونے والے ہیں۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ سے مراد صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔

ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے وہ تمام مسلمان مراد ہیں جن کی نیتیں ثابت رہیں جن کے قلب و اعمال مستقیم رہے اور وہ باخلاص تام غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔ اور سر بکف جانبازی میں پیش پیش رہے۔ ساعت عسرۃ کو بخندہ پیشانی گزارا۔

اس سے اجماع امت کی اصل بھی نکلتی ہے کہ قرآن کریم صادقین قدیم کی معیت میں ان کے افعال و اقوال کو واجب العمل فرما رہا ہے اور یہی اجماع کی تعریف ہے کہ صحابہ و تابعین جس امر پر مجتمع ہو جائیں وہی اجماع ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں تفصیل سے اس مضمون کی تائید فرما رہے ہیں۔ حَيْثُ قَالَ:

وَ الْخِطَابُ قِيْلَ لِمَنْ اٰمَنَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ۔

وَ رُوِيَ ذَالِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَيَكُوْنُ الْمُرَادُ بِالصَّادِقِيْنَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا فِيْ اِيْمَانِهِمْ وَ مُعَاهَدَتِهِمُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الطَّاعَةِ۔

وَ جَوَّزَ اَنْ يَّكُوْنَ عَامًّا لَّهُمْ وَ لِغَيْرِهِمْ فَيَكُوْنُ الْمُرَادُ بِالصَّادِقِيْنَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا فِي الدِّيْنِ قَوْلًا وَ عَمَلًا۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا۔

www.waseemziyai.com

وَالْمُرَادُ بِالصَّادِقِيْنَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابُهٗ وَ بِذَالِکَ فَسَّرَهُ ابْنُ عُمَرَ کَمَا اَخْرَجَهُ ابْنُ حَاتِمٍ وَغَيْرُهٗ۔

وَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اِنَّ الْمُرَادَ کُوْنُوْا مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ عَنِ الضَّحَّاکِ کَذَالِکَ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنُ عَسَاکِرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اِنَّ الْمُرَادَ کُوْنُوا مَعَ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ۔

وَ فِی الْاٰيَةِ مَا لَا يَخْفٰی مِنْ مَّدْحِ الصِّدْقِ وَ اسْتَدَلَّ بِهَا کَما قَالَ الْجَلَالُ السُّيُوْطِیْ مَنْ لَمْ يُبِحِ الْکَذِبَ فِیْ مَوْضِعٍ مِنَ الْمَوَاضِعِ لَا تَصْرِيْحًا وَلَا تَعْرِيْضًا۔

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ میں مدح صدق ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اس آیت سے استدلال فرما کر کہتے ہیں کہ صادقین سے مراد وہ ہے جو جھوٹ کو کسی طرح جائز نہ رکھے نہ تصریحاً نہ تعریضاً۔

ابن ابی شیبہ اور احمد اسماء بنت یزید سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کُلُّ الْکِذْبِ يُکْتَبُ عَلَی ابْنِ آدَمَ اِلَّا رَجُلٌ کَذَبَ فِیْ خَدِيْعَةِ حَرْبٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْ رَجُلٌ يُحَدِّثُ اِمْرَاَتَهٗ لِيُرْضِيَهَا ۔ ہر جھوٹ انسان پر لکھا جاتا ہے مگر لڑائی میں یا دو آدمیوں میں صلح کرانے کو یا اپنی بیوی کو خوش کرنے کو۔

''مَا کَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ۔ نہیں زیبا اہل مدینہ اور ان کے گرد دیہات والوں کو یہ کہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم کے) اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان عزیز سمجھیں یہ اس لئے کہ نہیں پہنچتی انہیں پیاس اور نہ تکلیف اور نہ بھوک مضطر کرنے والی اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کسی ایسی جگہ جہاں غضب ناک ہوں کافر اور نہیں بگاڑتے کسی دشمن کا کچھ مگر لکھا جاتا ہے ان کے لئے اس کے بدلے نیک عمل بے شک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا''۔

آیہ کریمہ میں اہل مدینہ سے مدینہ طیبہ کے رہنے والے مراد ہیں خواہ مہاجر ہوں یا انصار اور اعراب سے مراد مدینہ کے حوالی ہیں جو دیہاتی ہیں اور متخلف عن رسول اللہ سے مراد قبیلہ مزنیہ اور جہینہ اور اشجع اور غفار اور اسلم وغیرہ مراد ہیں جو حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں جانے سے محض آرام طلبی کی بناء پر رہ گئے تھے انہیں فرمایا گیا کہ اپنی جانیں حضور ﷺ کی جان پاک کے مقابلہ میں محبوب رکھتے ہیں حالانکہ انہیں حکم یہ تھا کہ شدت و تکلیف میں حضور ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑیں اور سختی کے موقع پر حضور ﷺ کے حضور اپنی جانیں فدا کریں اور حضور ﷺ کے حکم سے سرمو سرتابی نہ کریں تو اس میں پیاس یا کوئی تکلیف یا اضطراری بھوک اللہ کی راہ میں تمہیں نہیں پہنچے گی مگر اس کے بدلے تمہارے نامہ عمل میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور کفار کی زمین کو اپنے گھوڑوں سے کسی جگہ تم نہیں روندتے مگر یہ بھی موجب اجر ہے اور دشمن سے جو کچھ حاصل کرو خواہ قتل کر کے یا قید کر کے وہ بھی ثواب میں لکھا جاتا ہے اور وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا کے معنی ہیں اَیْ شَيْئًا مِنَ الْاَخْذِ کَالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَالْفِعْلِ اور یہ نَالَ يَنَالُ اصل میں نَالَ يَنُوْلُ تھا تو واو کو ی سے بدلا ہے خلاف قیاس اس کے معنی ماخوذ کے ہی ہو سکتے ہیں یعنی لَا يَنَالُوْنَ شَيْئًا مِنَ الْاَشْيَاءِ اس پر حکم فرمایا: اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ۔ يَعْنِیْ ثَوَابُ ذَالِکَ۔

ظَمَاٌ۔ اَیْ شَیْءٌ مِنَ الْعَطْشِ۔ پیاس

www.waseemziyai.com

نَصَبٌ۔ اَیْ تَعْبٌ۔ تکلیف

مَخْمَصَۃٌ۔ اَیْ مَجَاعَۃٌ۔ بھوک

یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا۔ کَحَوَافِرِ الْخَیْلِ۔ گھوڑوں کے سموں سے زمین کھوندنا۔

آگے ارشاد ہے:

وَ لَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَۃً صَغِیْرَۃً۔ اور نہیں خرچ کرتے خرچ چھوٹا اور نہ بڑا وَ لَوْ تَمْرَۃً وَ عِلَاقَۃَ سَوْطٍ وَّ لَا کَبِیْرَۃً نہ بڑا یعنی زیادہ جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جیش عسرۃ میں خرچ کیا وَّ لَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا - اَیْ وَ لَا یَتَجَاوَزُوْنَ فِی سَیْرِھِمْ لِغَزْوٍ اور نہیں قطع کرتے یعنی اپنی روانگی میں غزا کے اندر تم متجاوز نہیں ہوتے مگر وہ بھی لکھا جاتا ہے اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ تاکہ لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تاکہ اللہ ان سب کے اچھے کاموں کا انہیں صلہ دے۔

وَادِیْ اصل میں وَدْیٌ کا اسم فاعل ہے فَھُوَ بِمَعْنَی السَّیْلِ نَفْسَہٗ ثُمَّ شَاعَ فِی مَجَلِّہٖ وَ ھُوَ الْمِشْرَ جُمِنَ الْجِبَالِ وَالْاٰکَامِ وَالَّتِیْ یَسِیْلُ فِیْھَا الْمَاءُ ثُمَّ صَارَ حَقِیْقَۃً فِی مُطْلَقِ الْاَرْضِ۔ یعنی وادی پہاڑ ٹیلے اور مطلق زمین سب پر استعمال ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

طریقہ تبلیغ کا بیان

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ الخ۔

''اور نہیں مسلمانوں پر عام حکم کہ سب کے سب نکلیں'' اور اپنے گھر یک دم خالی کر دیں'' تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو احکام کے ذریعہ ڈر سنائیں تاکہ وہ (برے کاموں سے) بچیں''۔

یعنی علم دین حاصل کرنے اور جہاد میں جانے کے وقت سب کے سب نہ نکلیں بلکہ کچھ گھروں میں رہیں اور کچھ تفقہ فی الدین اور احکام کی سمجھ حاصل کریں تاکہ اپنی اپنی قوم کو ان کی جماعت احکام سنا کر برے کاموں سے بچنے کی تلقین و تعلیم کرے۔

حضرت حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی یہ تعریف کی ہے:

کَانَ اِسْمُ الْفِقْہِ فِی الْعَصْرِ الْاَوَّلِ اِسْمًا لِعِلْمِ الْاٰخِرَۃِ وَ مَعْرِفَۃِ دَقَائِقِ اٰفَاتِ النُّفُوْسِ وَ مُفْسِدَاتِ الْاَعْمَالِ وَ قُوَّۃِ الْاِحَاطَۃِ بِحَقَارَۃِ الدُّنْیَا وَ شِدَّۃِ التَّطَلُّعِ اِلَی الْغَمِّ الْاٰخِرَۃِ وَاسْتِیْلَاءِ الْخَوْفِ عَلَی الْقَلْبِ وَ تَدُلُّ عَلَیْہِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فَمَا بِہِ الْاِنْذَارُ وَ التَّخْوِیْفُ ھُوَ الْفِقْہُ – دُوْنَ تَعْرِیْفِ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ وَالسَّلَمِ وَالْاِجَارَاتِ۔ (روح المعانی)

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوتیں اور دین کے مسائل معلوم کرنے اور تفقہ حاصل کرنے میں کوشش کرتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خدا اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز و زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کے لئے ان میں سے ان کی قوم پر مامور فرماتے۔ جب وہ لوگ اپنی قوم میں جاتے تو اعلان کر دیتے جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے۔ اور اپنی قوم کو خدا کا خوف دلاتے اور

www.waseemziyai.com

مخالفت دین سے منع کرتے حتیٰ کہ لوگ دینی معاملات میں مخالفت کرنے والے والدین تک کو چھوڑ دیتے۔(خازن)

اس سے چند مسائل مستنبط ہوئے:

۱- علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۲- طلب علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو طلب علم کے لئے راہ چلے اللہ اس کے لئے جنت کی راہ آسان فرماتا ہے۔(ترمذی)

۳- فقہ دین میں اعلیٰ ترین علم ہے حدیث میں ہے مَنْ يُّرِدِ اللّٰهِ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاللّٰهُ الْمُعْطِي وَاَنَا الْقَاسِمُ۔(بخاری ومسلم) فَفِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔(ترمذی)

فقہ کی جامع تعریف یہ ہے کہ احکام دین میں خوف الٰہی کے ماتحت سمجھ حاصل کرنے کا نام تفقہ ہے اور جو سیکھا وہ فقہ ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سولہ-سورۃ توبہ-پ ۱۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

اے ایمان والو! جہاد کرو ان سے جو تمہارے قریب کے کافر ہیں اور لازمی طور پر وہ تم میں سختی پائیں۔ اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور جب اترتی ہے کوئی سورۃ تو ان میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں کون ہے تم میں جسے زیادہ ایمان ملا تو وہ جو ایمان لائے ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے انہیں زیادہ کی ان کی پلیدی پر پلیدی اور وہ کفر پر ہی مر گئے۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر سال میں ایک بار یا دو بار پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ مانتے ہیں۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو دیکھتے ہیں ایک دوسرے کو کیا کوئی دیکھتا ہے تمہیں پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے پلٹ دیئے ان کے دل اس لئے کہ وہ بے سمجھ ہیں۔

لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے وہ رسول جو تم ہی میں سے ہیں گراں ہے ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت حرص کرنے والے تمہاری بھلائی کے مسلمانوں پر کمال مہربان رحم فرمانے والے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ۖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾

تو اگر وہ منہ پھیریں تو فرما دیجئے مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہ رب عرش عظیم ہے۔

حل لغات رکوع سولہ-سورۃ توبہ-پ ۱۱

یٰٓاَیُّھَا-اے
الَّذِیْنَ-ان سے جو
وَلْیَجِدُوْا-اور چاہئے کہ پائیں وہ
وَاعْلَمُوْٓا-اور جان لو
وَاِذَا مَآ-اور جب
مَّنْ یَّقُوْلُ-وہ ہے جو کہتا ہے
اِیْمَانًا-ایمان
فَزَادَتْھُمْ-زیادہ کیا ان کو
وَاَمَّا-اور پھر
فَزَادَتْھُمْ-زیادہ کی ان کو
وَمَاتُوْا-اور مرے
یَرَوْنَ-دیکھتے
عَامٍ-سال میں
یَتُوْبُوْنَ-توبہ کرتے
اُنْزِلَتْ-اتاری جاتی ہے
اِلٰی بَعْضٍ-طرف بعض کی
ثُمَّ-پھر
قُلُوْبَھُمْ-ان کے دل
لَقَدْ-بے شک
جَآءَکُمْ-آیا تمہارے پاس
جانوں سے
حَرِیْصٌ-حرص رکھنے والا
رَّحِیْمٌ-رحم کرنے والا
حَسْبِیَ-کافی ہے مجھے

الَّذِیْنَ-لوگو جو
یَلُوْنَکُمْ-تمہارے قریب ہیں
وَلْیَجِدُوْا-اور چاہئے کہ پائیں وہ
اَنَّ اللّٰہَ-بے شک اللہ
اُنْزِلَتْ-اتاری جاتی ہے
اَیُّکُمْ-تم میں سے کس کو
فَاَمَّا-پھر
اِیْمَانًا-ایمان میں
الَّذِیْنَ-وہ جن کے
رِجْسًا-گندگی
وَھُمْ-اور وہ
اَنَّھُمْ-کہ وہ
مَّرَّۃً-ایک دفعہ
وَلَا ھُمْ-اور نہ وہ
سُوْرَۃٌ-کوئی سورۃ
ھَلْ-کیا
انْصَرَفُوْا-پھر جاتے ہیں
بِاَنَّھُمْ-اس لئے کہ وہ
جَآءَکُمْ-آیا تمہارے پاس
عَزِیْزٌ-گراں ہے
عَلَیْکُمْ-تم پر
فَاِنْ-پھر اگر
اللّٰہُ-اللہ

اٰمَنُوْا-ایمان لائے ہو
مِّنَ الْکُفَّارِ-کافروں میں سے
فِیْکُمْ-تم میں
مَعَ-ساتھ ہے
سُوْرَۃٌ-کوئی سورۃ
زَادَتْہُ-زیادہ کیا
الَّذِیْنَ-وہ جو
وَّھُمْ-اور وہ
فِیْ قُلُوْبِھِمْ-دلوں میں
اِلٰی رِجْسِھِمْ-ان کی گندگی میں
کٰفِرُوْنَ-کافر تھے
یُفْتَنُوْنَ-آزمائے جاتے ہیں
اَوْ مَرَّتَیْنِ-یا دو دفعہ
یَذَّکَّرُوْنَ-نصیحت پکڑتے ہیں
نَظَرَ-دیکھتا ہے
یَرٰىکُمْ-دیکھتا ہے تمہیں
صَرَفَ-پھیر دیئے
قَوْمٌ-قوم ہیں
رَسُوْلٌ-رسول
عَلَیْہِ-اس پر
بِالْمُؤْمِنِیْنَ-مومنوں پر
تَوَلَّوْا-وہ پھر جائیں
لَآ اِلٰہَ-نہیں کوئی معبود

قَاتِلُوا-لڑو
غِلْظَۃً-سختی
الْمُتَّقِیْنَ-پرہیزگاروں کے
فَمِنْھُمْ-تو ان میں سے
ھٰذِہٖٓ-اس نے
اٰمَنُوْا-ایمان لائے
یَسْتَبْشِرُوْنَ-خوش ہیں
مَّرَضٌ-بیماری ہے
اَوَلَا-کیا نہیں
فِیْ کُلِّ-ہر ایک
ثُمَّ لَا-پھر نہیں
وَاِذَا مَآ-اور جب بھی
بَعْضُھُمْ-بعض ان کا
مِّنْ اَحَدٍ-کوئی
اللّٰہُ-اللہ نے
لَّا یَفْقَھُوْنَ-بے سمجھ
مِّنْ اَنْفُسِکُمْ-تمہاری
مَا عَنِتُّمْ-جو تکلیف پاؤ تم
رَءُوْفٌ-مہربان
فَقُلْ-تو کہہ
اِلَّا ھُوَ-مگر وہی

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عَلَيْهِ۔اسی پر تَوَكَّلْتُ۔میں نے بھروسہ کیا وَهُوَ۔اور وہ رَبُّ۔رب ہے
الْعَرْشِ۔عرش الْعَظِيْمِ۔بڑے کا

مختصر تفسیر اردو رکوع سولہ۔سورۃ توبہ۔پ ۱۱

''اے ایمان والو! جہاد کرو ان سے جو تمہارے قریب ہیں کافر اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے''۔

اس آیہ کریمہ میں جہاد کافروں سے واجب فرمایا گیا اور يَلُوْنَكُمْ یعنی قریب والوں سے یہ قید اتفاقی ہے اس کا مفہوم عام ہے قریب والے ہوں یا بعید والے سب سے جہاد واجب ہے البتہ قریب والوں سے اصولاً جہاد مقدم ہے اس کے بعد جو قریب ہوں۔درجہ تقرب ملحوظ رکھ کر ہر کافر سے جہاد واجب ہے۔

اور پرہیزگاروں سے اللہ کا قرب بایں معنی ہے کہ وہ متقیوں کو کفار پر غلبہ دیتا ہے اور انہیں نصرت عطا فرماتا ہے اور قرب وبعد کا اطلاق فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ سے واضح ہے۔

اور بعض نے فرمایا: اَلْمُرَادُ قَاتِلُوا الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ حَتّٰى تَصِلُوْا اِلَى الْاَبْعَدِ فَالْاَبْعَدِ وَ بِذَالِكَ يَحْصِلُ الْغَرْضُ مِنْ قِتَالِ الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً فَهٰذَا اِرْشَادٌ اِلٰى طَرِيْقِ تَحْصِيْلِهٖ عَلَى الْوَجْهِ الْاَصْلَحِ وَ مِنْ هُنَا قَاتَلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلًا قَوْمَهٗ ثُمَّ انْتَقَلَ اِلٰى قِتَالِ سَائِرِ الْعَرَبِ ثُمَّ اِلٰى قِتَالِ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ وَ خَيْبَرَ وَاحْزَابِهِمْ ثُمَّ اِلٰى قِتَالِ الرُّوْمِ فَبَدَاءَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِقِتَالِ الْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ وَ جَزٰى اَصْحٰبُهٗ عَلٰى سُنَنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْ وَصَلَ سَرَايَاهُمْ وَ جُيُوْشُهُمْ اِلٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔(روح المعانی)

قتل اقرب سے مراد یہ ہے کہ جو پہلے قریب ہو پھر جو قریب ہو یہاں تک کہ ہر بعید سے بعید قریب سے قریب ہوگا اور اس ذریعہ سے مقصد جہاد بالمشرکین جو ہے وہ حاصل ہو جائے گا یعنی اعلاء کلمۃ الحق وذہوق باطل اور یہی بہترین صلاحیت کا پہلو ہے اور اسی وجہ سے حضور ﷺ نے اپنی قوم سے مقاتلہ کیا پھر یہ قتال وجہاد تمام عرب میں منتقل ہوا پھر قریظہ، نضیر اور خیبر اور ان کے اردگرد پہنچا پھر قتال روم تک نوبت آئی۔تو حضور ﷺ نے جہاد کی ابتداء اقرب سے کرتے ہوئے ہر ابعد کو قریب فرمایا یہی طریقہ صحابہ کرام کا سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق رہا یہاں تک کہ اسلامی لشکر وہاں تک پہنچا جہاں تک اللہ نے چاہا۔

اور وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً یعنی چاہئے کہ کافر تم میں سختی پائیں۔

اس کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ مِنَ الشِّدَّةِ مَا يَشْمَلُ الْجُزْأَةَ وَالصَّبْرَ عَلَى الْقِتَالِ وَ الْعُنْفِ فِي الْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَ نَحْوِ ذَالِكَ۔شدت سے مراد جرأت اور صبر قتال میں اور سختی مقاتلہ اور قید وغیرہ میں ہے۔

''وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ۔اور جب کوئی سورۃ اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو ترقی دی''۔

یعنی جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں سے یعنی منافقین میں سے کوئی کہنے لگا بطریق استہزاء اپنے ساتھیوں سے

www.waseemziyai.com

تا کہ وہ نفاق میں مضبوط ہوں اور مسلمانوں پر ایسا اثر ڈالیں کہ اسلام سے رک کر ان کی راہ پر آ جائیں تو اس کا جواب اس طرح ارشاد ہوا:

''فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا۔ تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور وہ جن کے دلوں میں مرض نفاق ہے انہیں ان کی گندہ خیالی پر اور گندگی بڑھائی''۔

یعنی جو ان پر نازل ہوا تھا اس کے انکار کے وبال میں گرفتار تھے اب جو اور نازل ہوا اس کے انکار کی وجہ سے مزید وبال میں مبتلا ہیں۔

''اور وہ کفر پر ہی مر گئے کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر سال ایک یا دو بار پھر نہ توبہ ہی کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں''۔

یعنی کیا منافق اندھے ہیں کہ ہر سال ایک یا دو بار امراض وشدائد اور قحط میں مبتلا ہوتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے۔

''اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو دیکھتا ہے بعض ان کا بعض کی طرف اور آنکھوں کے اشارہ سے بھاگ نکلنا چاہتے ہیں''۔ (اور آپس میں کہتے ہیں) ''کیا تمہیں کوئی دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں پلٹ دیئے اللہ نے ان کے دل اس لئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں''۔

اگر کسی کو دیکھتے ہیں کہ وہ انہیں دیکھ رہا ہے تو بیٹھ جاتے ہیں ورنہ نکل کر بھاگ جاتے ہیں اپنے کفر کی طرف اس وجہ سے کہ انہیں اپنے نفع وضرر کی کچھ سمجھ نہیں۔

''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول''۔

جن کا نام نامی اسم گرامی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو قرشی، عربی، مدنی ہیں جن کے حسب ونسب کو تم خوب جانتے ہو اور سمجھتے ہو کہ وہ تم سے سب میں عالی نسب والا حسب ہیں اور تم ان کی صداقت وامانت زہد وتقویٰ، تقدیس وطہارت اور حسن اخلاق کے قائل ہو۔

ایک قرأت میں اَنْفَسِکُمْ بفتح فا بھی ہے۔ اس کے معنی ہوتے ہیں تم میں سب سے نفیس اور اشرف وافضل۔

اس آیہ کریمہ میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی اور آپ ﷺ کے میلاد مبارک کا بیان ہے۔

ترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت کا بیان قیام فرما کر سنایا۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں:

اَخْرَجَ التِّرْمَذِیْ وَ صَحَّحَهٗ وَالنَّسَائِیْ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ بَلَغَهٗ بَعْضُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَ اثْنٰی عَلَیْهِ وَ قَالَ مَنْ اَنَا قَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ خَلْقِهٖ وَ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ فِرْقَتِهٖ وَ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ قَبِیْلَةً وَ جَعَلَهُمْ بُیُوتاً فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ نَبْتًا وَاَنَا خَیْرُکُمْ بَیْتًا وَ خَیْرُکُمْ نَفْسًا۔

وَ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْهِ۔

www.waseemziyai.com

وَ اَخْرَجَ مُسْلِمُ وَ غَيْرُهُ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ بَنِىْ كَنَانَةَ وَ اصْطَفٰى مِنْ بَنِى كَنَانَةَ قُرَيْشًا وَ اصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ۔

وَ رَوَى الْبَيْهَقِىُّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ اِلَّا جَعَلَنِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى خَيْرِهَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ اَبَوَىَّ فَلَمْ يُصِبْنِىْ شَىْءٌ مِنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَةِ وَ خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ اُخْرَجْ مِنْ سَفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى اَبِىْ وَ اُمِّىْ فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَ خَيْرُكُمْ اَبًا۔ (روح المعانی)

''عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت درجہ حریص۔ مومنین پر کمال رافت ومہربانی فرمانے والے تو اگر وہ منہ پھیریں تو فرمادیجئے کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے''۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دو اسم مبارک عطا فرما کر مشرف کیا اور رؤف ورحیم کہہ کر بتایا کہ میں کائنات پر رؤف ورحیم ہوں تو میرا حبیب مومنین کیلئے رؤف ورحیم ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قَدَمٌ اِلَّا بَلَغَ مِنْهَا وَهُوَ الرَّأْفَةُ الَّتِىْ هِىَ عِبَارَةٌ عَنْ شِدَّةِ الرَّحْمَةِ رِعَايَةً لِلْفَوَاصِلِ وَ هُوَ اَمْرٌ مَرْعِىٌّ فِى الْقُرْاٰنِ وَ هُوَ مَبْنِىٌّ عَلٰى مَا فَسَّرَبِهِ الرَّأْفَةُ وَ صَحَّحَ اِنَّ الرَّافَةَ الشَّفْقَةُ وَالرَّحْمَةَ الْاِحْسَانُ وَ كَانَ الرَّأْفَةُ عَلٰى هٰذَا مَاخُوذَةٌ مِّنْ رَّفْوِ الثَّوْبِ لِاِصْلَاحِ شَقِّهٖ فَيَكُوْنُ فِىْ وَصْفِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا ذُكِرَ وَصْفٌ لَهٗ بِدَفْعِ الضَّرَرِ عَنْهُمْ وَجَلْبِ الْمَصْلِحَةِ لَهُمْ وَلَمْ يَجْمَعْ هٰذَانِ الْاِسْمَانِ لِغَيْرِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ زَعَمَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْمُرَادَ رَؤُفٌ بِالْمُطِيْعِيْنَ مِنْهُمْ رَحِيْمٌ بِالْمُذْنِبِيْنَ وَ قِيْلَ رَءُوْفٌ بِاَقْرَبَائِهٖ رَحِيْمٌ بِاَوْلِيَائِهٖ۔ (روح المعانی)

عرش عظیم وہ ہے کہ لَا يَعْلَمُ مِقْدَارَ عَظْمَتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى۔

وَفِى الْخَبَرِ اِنَّ الْاَرْضَ بِالنِّسْبَةِ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كَحَلْقَةٍ فِى فَلَاةٍ وَ كَذَا السَّمَاءُ الدُّنْيَا بِالنِّسْبَةِ اِلَى السَّمَاءِ الَّتِىْ فَوْقَهَا وَ هٰكَذَا اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَ هِىَ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْكُرْسِىِّ كَحَلْقَةٍ فِىْ فَلَاةٍ وَ هُوَ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْعَرْشِ كَذَالِكَ۔

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ لَا يَقْدِرُ قَدْرَهٗ اَحَدٌ۔

وَ قَدْ اَخْرَجَ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ مَوْقُوْفًا وَ ابْنُ السُّنِىِّ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَ حِيْنَ يُمْسِىْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا اَهَمَّ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

جو شخص صبح وشام سات مرتبہ حَسْبِىَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ آخر تک پڑھ لیا کرے تو دین ودنیا کے مہمات میں اللہ عزوجل اس کے لئے کافی ہے۔

www.waseemziyai.com

وَ اَخْرَجَ ابْنُ النَّجَّارِ فِی تَارِیْخِہٖ عَنِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِعُ سَبْعَ مَرَّاتٍ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط الخ لَمْ یُصِبْہُ فِیْ ذَالِکَ الْیَوْمِ وَلَا تِلْکَ اللَّیْلَۃِ کَرْبٌ وَلَا نَکْبٌ وَلَا غَرَقٌ۔

ابوالشیخ محمد بن کعب رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ میں ایک سریہ کے ساتھ ارض روم میں گیا تو ایک شخص گر گیا اور اس کی ران ٹوٹ گئی تو اسے اٹھا کر نہ لے جا سکے تو لوگوں نے اس کی سواری اس کے پاس باندھ دی اور تھوڑا سا پانی اور کھانا رکھ کر چل دیئے۔ جب لوگ چلے گئے تو کسی آنے والے نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا میری ران کی ہڈی ٹوٹ گئی تو میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو اسے انہوں نے کہا جہاں تکلیف ہے وہاں ہاتھ رکھ کر فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ آخر تک پڑھتا رہ۔ اس نے ایسا ہی کیا وہ صحیح وسلامت ہو گیا اور گھوڑے پر سوار کرا اپنے ساتھیوں سے آملا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت سالہا سال سے میرے ورد میں ہے۔

آخر میں فرمایا اگر منافقین ومشرکین ایمان لانے سے اعراض کریں اور انحراف برتیں تو آپ ان سے بے پرواہ ہو کر فرما دیں کہ میرے لئے میرا رب کافی ہے جو رب عرش عظیم ہے۔

اَلْمَنْزِلُ الثَّالِثُ

سُوْرَۃُ یُوْنُس

سورۂ یونس مکی ہے اس میں گیارہ رکوع اور ایک سو نو آیتیں ہیں ایک ہزار آٹھ سو بتیس کلمے اور نو ہزار ننانوے حروف ہیں۔

اس میں تین آیتیں فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ سے مکی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول - سورۃ یونس - پ ۱۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔

الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ①

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ط قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ②

کیا تعجب ہے لوگوں کو اس کا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور خوشخبری دو انہیں جو ایمان لائے کہ ان کے لئے سچ کا مقام ہے ان کے رب کے پاس کافر بولے یہ تو جادو ہے کھلا کھلا۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ ط ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ③

بے شک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمان و زمین بنائے چھ دن میں پھر عرش پر استوی فرمایا۔ تدبیر فرماتا ہے کام کی نہیں کوئی سفارشی مگر اس کی اجازت کے بعد۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے تو اسی کو پوجو کیا تم نہیں مانتے۔

www.waseemziyai.com

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴

اسی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے وعدہ اللہ کا سچ ہے بے شک وہ ابتداء خلق فرماتا ہے پھر لوٹنا بھی بنائے گا تا کہ بدلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے انصاف سے اور وہ جو کافر ہوئے ان کے لئے پینے کو کھولتا پانی اور دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے کفر کا۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵

وہ وہ ذات ہے جس نے بنایا سورج جگمگاتا اور چاند چمکتا اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں تا کہ جانو تم برسوں کی گنتی اور حساب نہیں بنایا اللہ نے یہ مگر حق۔ مفصل بیان کرتا ہے نشانیاں علم والوں کے لئے۔

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝۶

بے شک اختلاف لیل و نہار اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین میں یقیناً نشانیاں ہیں پرہیزگاروں کے لئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷

بے شک وہ جو نہیں امید رکھتے ہمارے ملنے کی اور راضی ہوئے دنیا کی زندگی میں اور اس پر مطمئن ہیں اور وہ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸

یہ وہ ہیں کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ ان کے کسب کا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۹

تحقیق وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہدایت دے گا ان کا رب ایمان کے سبب ان کے نیچے نہریں رواں ہیں نعمت کے باغوں میں۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰

ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ حمد اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

حل لغات رکوع اول - سورۃ یونس - پ ۱۱

الٓرٰ۔	تِلْكَ۔ یہ	اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں	الْكِتٰبِ۔ کتاب
الْحَكِيْمِ۔ حکمت والی کی	اَكَانَ۔ کیا ہے	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کو	عَجَبًا۔ تعجب
اَنْ۔ یہ کہ	اَوْحَيْنَآ۔ وحی کی ہم نے	اِلٰى رَجُلٍ۔ ایک آدمی کی طرف	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے

www.waseemziyai.com

اَنْ۔ یہ کہ
اَنْذِرِ۔ ڈرا
الَّذِیْنَ۔ ان کو جو
اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے کہ
قَدَمَ۔ قدم
صِدْقٍ۔ سچا
قَالَ۔ کہا
الْکٰفِرُوْنَ۔ کافروں نے
مُّبِیْنٌ۔ کھلا کھلا
اِنَّ۔ بے شک
الَّذِیْ۔ جس نے
خَلَقَ۔ پیدا کیا
فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ۔ چھ دنوں میں
عَلَی۔ اوپر
الْعَرْشِ۔ عرش کے
مَامِنْ۔ نہیں کوئی
شَفِیْعٍ۔ سفارشی
اِذْنِهٖ۔ اس کی اجازت کے
ذٰلِکُمُ۔ یہ ہے
فَاعْبُدُوْهُ۔ سو تم اس کی عبادت کرو
اِلَیْهِ۔ اس کی طرف ہے
مَرْجِعُکُمْ۔ تمہارا لوٹنا
اللّٰهِ۔ اللہ کا
حَقًّا۔ سچا
الْخَلْقَ۔ مخلوق کو
ثُمَّ۔ پھر
الَّذِیْنَ۔ ان کو
اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے
بِالْقِسْطِ۔ انصاف سے
وَالَّذِیْنَ۔ اور وہ جو
شَرَابٌ۔ پینا ہے
حَمِیْمٍ۔ گرم
بِمَا۔ بدلہ اس کا کہ
کَانُوْا۔ تھے وہ
الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے
جَعَلَ۔ بنایا
وَّالْقَمَرَ۔ اور چاند کو
نُوْرًا۔ نور
مَنَازِلَ۔ منزلیں
لِتَعْلَمُوْا۔ تاکہ جانو تم
وَالْحِسَابَ۔ اور حساب کرنا
مَاخَلَقَ۔ نہیں پیدا کیا
اِلَّا۔ مگر
بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے
الْاٰیٰتِ۔ آیتیں
لِقَوْمٍ۔ اس قوم کے لئے
فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ۔ اختلاف رات
خَلَقَ۔ پیدا کیا
اللّٰهُ۔ اللہ نے
لَاٰیٰتٍ۔ یقیناً نشان ہیں
لِّقَوْمٍ۔ اس قوم کے لئے
الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ جو
لَایَرْجُوْنَ۔ نہیں امید رکھتے
لِقَآءَنَا۔ ہماری ملاقات کی
وَرَضُوْا۔ اور راضی ہو گئے

النَّاسَ۔ لوگوں کو
وَبَشِّرِ۔ اور خوشخبری سنا
اَنَّ۔ بے شک
لَهُمْ۔ ان کیلئے
عِنْدَ۔ نزدیک
رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے
اِنَّ هٰذَا۔ بے شک یہ
لَسٰحِرٌ۔ یقیناً جادوگر ہے
رَبَّکُمُ۔ تمہارا رب
اللّٰهُ۔ اللہ ہے
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَالْاَرْضَ۔ اور زمین کو
ثُمَّ۔ پھر
اسْتَوٰی۔ استوی کیا
یُدَبِّرُ۔ تدبیر کرتا ہے
الْاَمْرَ۔ کام کی
اِلَّا۔ مگر
بَعْدِ۔ بعد
اللّٰهُ۔ اللہ
رَبُّکُمْ۔ تمہارا رب
اَفَلَا۔ کیا نہیں
تَذَکَّرُوْنَ۔ نصیحت پکڑتے تم
جَمِیْعًا۔ سب کا
وَعْدَ۔ وعدہ ہے
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
یَبْدَؤُا۔ پہلی بار پیدا کرتا ہے
یُعِیْدُهٗ۔ لوٹائے گا اس کو
لِیَجْزِیَ۔ تاکہ بدلہ دے
وَعَمِلُوا۔ اور عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے
کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
لَهُمْ۔ ان کے لئے
وَّعَذَابٌ۔ اور عذاب
اَلِیْمٌ۔ دردناک
یَکْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے
هُوَ۔ وہ اللہ
الشَّمْسَ۔ سورج کو
ضِیَآءً۔ روشنی
وَّقَدَّرَهٗ۔ اور مقرر کیں اس کے لئے
عَدَدَ۔ گنتی
السِّنِیْنَ۔ سالوں کی
اللّٰهُ۔ اللہ نے
ذٰلِکَ۔ یہ
یُفَصِّلُ۔ کھول کر بیان کرتا ہے
یَّعْلَمُوْنَ۔ جو جانتے ہیں
اِنَّ۔ بے شک
وَالنَّهَارِ۔ اور دن میں
وَمَا۔ اور جو
فِی السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین میں
یَتَّقُوْنَ۔ جو ڈرتے ہیں
اِنَّ۔ بے شک

MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِالْحَيٰوةِ۔زندگانی الدُّنْيَا۔دنیا پر وَاطْمَاَنُّوْا۔اور مطمئن ہوئے بِهَا۔اس پر
وَالَّذِيْنَ۔اور وہ هُمْ۔کہ وہ عَنْ اٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں سے غٰفِلُوْنَ۔غافل ہیں
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ مَاْوٰىهُمُ۔ان کا ٹھکانہ النَّارُ۔آگ ہے بِمَا۔بدلہ اس کا
كَانُوْا۔کہ تھے وہ يَكْسِبُوْنَ۔کمائی کرتے اِنَّ۔بے شک الَّذِيْنَ۔وہ لوگ جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے وَعَمِلُوا۔اور عمل کئے الصّٰلِحٰتِ۔اچھے يَهْدِيْهِمْ۔ہدایت دے گا
ان کو رَبُّهُمْ۔ان کا رب بِاِيْمَانِهِمْ۔ان کے ایمان کے سبب
تَجْرِيْ۔چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهِمُ۔ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ۔نہریں فِيْ جَنّٰتِ۔باغوں
النَّعِيْمِ۔نعمت والوں میں دَعْوٰىهُمْ۔ان کی پکار فِيْهَا۔اس میں سُبْحٰنَكَ۔پاک ہے تو
اللّٰهُمَّ۔اے اللہ وَتَحِيَّتُهُمْ۔اور ان کا تحفہ فِيْهَا۔اس میں سَلٰمٌ۔سلام ہے
وَاٰخِرُ۔اور آخری دَعْوٰىهُمْ۔ان کی پکار اَنِ۔یہ کہ الْحَمْدُ۔سب تعریف
لِلّٰهِ۔واسطے اللہ کے ہے رَبِّ۔جو پالنے والا ہے الْعٰلَمِيْنَ۔سارے جہانوں کا

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔سورۃ یونس۔پ ۱۱

''الٓرٰ۔یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔کیا لوگوں کو تعجب ہوا اس کا کہ ہم نے وحی فرمائی ایک مرد کو ان میں سے کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے صداقت کا مقام ہے ان کے رب کے پاس کافر بولے یقیناً یہ جادوگر ہے کھلا ہوا''۔

یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اول تو اس سورۂ مبارکہ کا مکی ہونا باخبار مشہورہ ثابت ہے اور اس میں سے تین آیتوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے:

اول فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى دوسری اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ تیسری وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ۔یہ تین آیتیں مدنی ہیں۔

اور علامہ سخاوی اور ابن الفرس رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ اول سے چالیس آیت تک مکی ہیں باقی مدنی۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ یہ سورہ مکی ہے اور ایک قول ہے کہ مدنی ہے۔

لیکن جمہور کے نزدیک پہلا قول صحیح ہے کہ اس میں تین آیتیں مدنی ہیں۔

اب الٓرٰ کی تحقیق حقیق یہ ہے کہ قرآن کریم میں جس قدر حروف مقطعات ہیں ان کا مفہوم اللہ جانتا ہے یا جس پر نازل ہوا وہ۔لیکن معنی تاویلی بعض نے کئے جیسا کہ ہم سورہ بقرہ کے الٓمّٓ میں بتا چکے ہیں۔چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ مِنْ الٓرٰ عَلٰى مَا رَوٰى جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (اَنَا اللّٰهُ اَرٰى)۔ الٓرٰ سے مراد ہے جسے ایک جماعت ابن عباس سے روایت کر رہی ہے کہ اس کے معنی ہیں ''میں اللہ ہوں اور دیکھنے والا ہوں''۔

وَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى اَنَّهَا بَعْضُ الرَّحْمٰنِ وَ تَمَامُهٗ حٰمٓ وَ نٓ۔یہ رحمٰن کا کچھ حصہ یہاں ہے اور حٰمٓ اور نٓ پر اس نام پاک کو تمام کیا گیا۔

www.waseemziyai.com

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ الٓرٰ اور حٰمٓ وغیرہ یہ سب اسماء قرآن ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ اسماء الٰہیہ عزوجل کے حروف معلومہ ہیں حروف تہجی سے۔

اکثر اس طرف گئے ہیں کہ یہ اسماء سورت ہیں یعنی یہ فرمایا گیا ہے کہ اس سورۃ کا نام یہ ہے۔ (روح المعانی)

آگے فرمایا۔ تِلْكَ۔ یہ اسم اشارہ ہے یعنی یہ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔ آیتیں ہیں کتاب حکمت والی کی۔ تو صفت کتاب کریم بیان فرما کر اب مشرکین کے اس اعتراض کا جواب شروع ہے جو انہوں نے کیا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے اور اس پر ارشاد ہوا:

''اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ۔ کیا لوگوں کو (یعنی کافروں کو) تعجب ہے اس پر کہ ہم نے وحی کی ایک مرد کی طرف ان میں سے''۔

یہ حکایۃً بیان فرمایا اس لئے کہ اس سے پہلے بھی اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا اور لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً۔ وغیرہ کہہ چکے تھے اور یہ تمام اعتراضات مادی ماحول کے ماتحت تھے وہ خیال کرتے تھے کہ جو رسول آئے وہ مالدار ہونا چاہئے ورنہ باعتبار نسب تو حضور ﷺ ان کے مشاہیر سے تھے۔ چنانچہ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ بھی کہہ چکے تھے۔

اور بعض روایتوں میں ہے کہ وہ کہتے تھے۔ اَلْعَجَبُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَجِدْ رَسُوْلًا يُرْسِلُهٗ اِلَى النَّاسِ اِلَّا يَتِيْمَ اَبِىْ طَالِبٍ۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رسول بنانے کے لئے کوئی نہ ملا مگر یتیم ابوطالب۔

اور یہ تعجب ان کی انتہاء جہل کی بنا پر تھا۔ چنانچہ اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر دے دیا اور فرمایا: قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔ تو اگر ملائکہ زمین پر ہوتے وہی یہاں بستے اور اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر ملائکہ کو ہی رسول بنا کر بھیج دیتے۔ لیکن چونکہ وہ اجسام نوری ہیں اور تم خاکی ہو تو غیر جنس کے ساتھ تمہارا ربط ہونا ممکن نہ تھا اس لئے ہم نے رسول تمہیں میں سے بھیجا تا کہ تم مانوس ہو سکو۔

وَ لَا رَيْبَ لِاَحَدٍ فِىْ اَنَّ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَمُ الْمُعَلّٰى مِنْ ذَالِكَ بَلْ لَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْهِ غَايَاتُ الْغَايَاتِ الْقَاصِيَةِ وَ نِهَايَةُ النِّهَايَاتِ النَّائِيَةُ يَقُوْلُ رَائِيْهِ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

وَ اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنٌ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

وَ كَذَا يَقُوْلُ:

وَلَوْ صَوَّرْتَ نَفْسَكَ لَمْ تَزِدْهَا عَلٰى مَا فِيْكَ مِنْ كَرَمِ الطِّبَاعِ

اور جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں و رزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے جس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا کہ سرکار ابد قرار رحمت دو عالم تاج دار عرب وعجم صلی اللہ علیہ

www.waseemziyai.com

وسلم کے درجات اعلیٰ و بالا تمہارے ذاتی عناد و حسد سے بالاتر ہیں۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منصب جلیل غایۃ الغایات اور نہایۃ النہایات پر بھی بلندی سے متعلق ہے ہر دیکھنے والا اگر حقیقت محمدیہ کو نہیں دیکھ سکا۔ مگر ظاہری حسن و جمال اور اخلاق کریمہ کے مشاہدات پر نظر ڈال کر حسان رضی اللہ عنہ کی طرح کہتا ہے۔

نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

فیضی رحمہ اللہ کہتا ہے:

امی و دقیقہ دان عالم بے سایہ و سائبان عالم

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیسی جامع صفت کی۔ فرماتے ہیں:

حضور! کسی آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین کبھی کسی کو دیکھا ہی نہیں

اور آپ جیسا خوبصورت اب دنیا میں کوئی خاتون جننے سے قاصر ہے

آپ کی تخلیق ہر عیب سے منزہ اور مبرا ہے

گویا آپ ایسے پیدا ہوئے جیسا آپ کو ہونا چاہئے تھا

پھر فرماتے ہیں:

''اگر آپ خود بھی اپنے سراپا اقدس کا نقشہ کھینچیں تو آپ کو اس میں کچھ بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ جن اخلاق عالیہ پر اللہ نے آپ کو بنایا ہے انہیں کا اظہار کرنا مشکل ہے''۔

اور جو مشرکین نے آپ کو یتیم ابوطالب ہونا ظاہر کیا اس کا بطلان ان کے باطل بیان سے بھی واضح ہے اس لئے کہ یہ اصل ہی نہیں کہ یتیم ہونا مانع وحی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یتیم ہونا مانع ایحاء کیسے ہوسکتا ہے یہ محض مشرکین کے حسد سے بیان ہذیانی ہے۔

پھر یتیم ہونا تو موجب اعزاز و شرف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ موتیوں میں بھی در یتیم کی قیمت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا لِمَ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتِیْمًا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم کیوں بنایا؟ فَقَالَ لِئَلَّا یَکُونَ لِمَخْلُوقٍ عَلَیْهِ مَنَّةٌ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ هُوَ الَّذِیْ اٰوٰهُ وَ اَدَّبَهٗ وَ رَبَّاهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ آپ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یتیم ہونا ہی ضروری تھا تاکہ مخلوق میں سے کسی کا احسان آپ پر نہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تربیت و تادیب اور پرورش اللہ تعالیٰ کے ذریعے ہوتا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ نبی وہی تو ہیں جنہیں میں نے یوں پالا یوں پڑھوایا یوں ادب سکھایا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے رفعت کمال اور جلالت نسب اور امانت وعفت سے تو دشمن بھی منکر نہیں ہو سکتا اور قرآن کریم نے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انفس ترین خلائق بتایا ورصرف ایک جگہ نہیں متعدد مقامات پر فرمایا وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ اور رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ دعائے ابراہیم علیہ السلام ظاہر کی۔

ابن جریر وغیرہ رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ لَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ

www.waseemziyai.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا اَنْكَرَتِ الْعَرَبُ ذَالِكَ اَوْ مَنْ اَنْكَرَ مِنْهُمْ فَقَالُوْا اَللّٰهُ تَعَالٰى اَعْظَمَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُهٗ بَشَرًا مِثْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو عرب یا ان کے اذناب منکر ہوئے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے کہ اس کا رسول ایک بشر ہو۔ مثل حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے تو انہیں جواب دیا گیا:

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ۔ کیا یہ لوگ جو مشرکین ہیں اس سے تعجب کر رہے ہیں کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کامل پر وحی فرما دی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اے محبوب آپ سے پہلے بھی ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر مرد کہ اسے وحی کی۔

تو جب مشرکین کا اعتراض ان کے منہ پر مار دیا گیا تو وہ بکنے لگے۔ اگر چہ رسول بشر ہی ہوتا ہے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے زیادہ اس منصب کے حقدار تھے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ تو یہ قرآن طائف کے سرداروں یا مکہ کے صنادید پر کیوں نہ نازل ہوا۔ تو اس کا جواب بشان بے نیازی دیا گیا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ اے محبوب کیا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قسیم و قاسم ہیں (جو ایسی لایعنی باتیں بناتے ہیں) انہیں فرما دیجئے کہ ہم ہی مناصب رسالت و معاش تقسیم فرمانے والے ہیں اور ہماری شان ارفع و اعلیٰ یہ ہے کہ

لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّي اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالَا

نہ کوئی ہمارے مقابل نہ کوئی مساوی نہ ہم سے جھگڑنے والا اور نہ ہمارے حکم وغیرہ کی کوئی حد ہم ہی وہ ہیں کہ جیسے تھے آج بھی ہیں ہمیں زوال و تغیر نہیں۔

پھر فرمایا کہ انہیں نذیر عالم اور بشیر کائنات بنا کر ہم نے اس لئے بھیجا کہ ان کے ذریعہ مومنین یقین کر لیں کہ ان کا مقام صدق و صداقت ان کے رب کے پاس ہے اگر چہ اس پر بھی مشرکین ہمارے حبیب کو کھلا جادوگر کہتے پھر رہے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو بشارت دیتے ہوئے قدم صدق کی تعریف فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ۔ اور فرمایا: اِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى اَدْخُلَهَا اَنَا وَ عَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا اُمَّتِيْ۔ جنت انبیاء کرام پر اس وقت تک حرام ہے جب تک میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میں اپنی امت داخل نہ کر لوں۔ چنانچہ اصل صدق کا مقتضا ہی یہ ہے۔ راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

صَدَقَ فِي الْقِتَالِ اِذَا وَفَا

وَالْاَصْلُ قَدَمُ صِدْقٍ اَيْ مُحَقَّقَةٌ مُقَرَّرَةٌ وَ يُضَافُ اِلَيْهِ كَمَقْعَدِ صَدْقٍ وَ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔ گویا بقول شخصے ''خوئے بدرا بہانہ بسیار''۔ مشرکین مکہ نے اول تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا خلاف منصب رسالت قرار دیا اور اس طرح اس پر استعجاب و تحیر کا مظاہرہ کرنے لگے۔ پھر اس کے منہ توڑ جواب قرآن پاک سے ملے اور انہیں ساکت کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ دیکھ کر بجائے اس کے کہ ایمان لاتے دوسری بکواس شروع کر دی اور کہنے لگے اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ یہ تو ظاہر و باہر اور ماہر جادوگر ہیں۔

www.waseemziyai.com

غرضکہ جنہیں ایمان ملا وہ تو حقیقت محمد یہ ﷺ کا عرفان حاصل کر کے قدم صدق پر آ گئے اور جو مثل ابولہب اور ابوجہل وغیرہ کے تھے وہ مخالفت میں ترقی کرتے رہے۔ حسان رضی اللہ عنہ خوب کہہ گئے۔

لَنَا الْقَدَمُ الْعُلْيَا اِلَيْکَ وَ خَلْفَنَا لَاَوْلَادُنَا فِی طَاعَةِ اللّٰهِ تَابِعُ

ہمارے قدم آپ کی طرف مضبوط اٹھ رہے ہیں اور ہمارے پیچھے ہماری اولاد بھی ہے جو اللہ کی اطاعت میں ہماری اتباع کرنے والی ہے۔

صَلِّ لِذِی الْعَرْشِ وَ اتَّخِذْ قَدَمًا تُنْجِيْکَ يَوْمَ الْعِثَارِ وَالزَّلَلِ

مالک عرش (اللہ تعالیٰ) کی نماز پڑھ اور ایسا مضبوط رہ کہ تجھے وہ نماز لغزشوں کے دن نجات دلا دے۔

آگے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا جاتا ہے۔

''بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوی فرمایا (جیسا کہ اس کے شایان شان تھا) کام کی تدبیر فرماتا ہے''۔

اس کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ چھ دن میں تخلیق سماء وارض کے معنی یہی ہیں کہ اس نے اپنی حکمت بالغہ سے زمین و آسمان کی تخلیق کی۔ نہ یہ کہ وہ چھ دن میں ان کے بنانے کا محتاج تھا بلکہ اس کی قدرت کاملہ تو ایسی ہے کہ طرفۃ العین میں ہر معدوم کو تم عدم سے منصۂ شہود پر لا سکتا ہے۔

لیکن چونکہ ہفتہ کا حساب مہینوں کے لئے ضروری تھا اس لئے تخلیق سماء وارض کو بھی چھ دن میں پیدا فرما کر مہینہ کا چوتھائی حصہ ہفتہ مقرر فرما کر عالم اسباب میں ہفتہ کا حساب مقرر کر دیا اور دنیا میں دنیا والوں پر دنیا کے لیل و نہار کی ورق گردانی ہفتہ کے ساتھ متعین ہو سکے تو فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ محض تعیین مثالی ہے نہ کہ قدرت الٰہی پر اس کا کچھ اثر ہو وہ ذات اس سے بالاتر ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ اس پر لکھتے ہیں: فَالْمُرَادُ مِنَ الْيَوْمِ مَعْنَاهُ اللُّغَوِیُّ وَ هُوَ مُطْلَقُ الْوَقْتِ۔ اس سے مراد یوم لغوی ہے اور مطلق وقت ہے۔

وَ قِيْلَ هِیَ مِقْدَارُ سِتَّةِ اَيَّامِ الدُّنْيَا وَ هُوَ الْاَنْسَبُ بِالْمُقَامِ لِمَا فِيْهِ مِنَ الدَّلَالَةِ عَلَى الْقُدْرَةِ الْبَاهِرَةِ بِخَلْقِ هٰذَا الْاَجْرَامِ الْعَظِيْمَةِ فِیْ مِثْلِ تِلْکَ الْمُدَّةِ الْيَسِيْرَةِ۔ چھ دن کی مقدار ایام دنیا سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ ایسے اجرام عظیمہ اس مدت یسیرہ میں پیدا فرما دیئے۔

وَ فِیْ خَلْقِهَا مُدَّةً جَامِعِ الْقُدْرَةِ التَّامَّةِ عَلَى اَبْدَاعِهَا فِیْ طُرْبَةِ عَيْنٍ اِعْتِبَارٌ لِلنُّظَّارِ وَ حَثٌّ لَهُمْ عَلَى التَّانِیْ فِی الْاَحْوَالِ وَالْاَطْوَارِ وَ فِيْهِ اَيْضًا عَلَى مَا صَرَّحَ بِهٖ بَعْضُ الْمُحَقِّقِيْنَ دَلِيْلٌ عَلَى الْاِخْتِيَارِ۔

اور اس تخلیق میں چھ دن کی مدت باوجود اس قدرت کے کہ وہ چاہتا تو طرفۃ العین میں پیدا کر سکتا تھا اس حکمت پر تھا کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ قادر علی الاطلاق بھی باوجود قدرت تامہ کے چھ دن میں جو تخلیق ارض و سما فرما رہا ہے اس میں تعلیم ہے مخلوق کو ہر کام آرام و سہولت سے ہو۔

اور بعض نے یہ بھی تصریح کی کہ اپنی قدرت مطلقہ کے اظہار کے لئے چھ دن میں تخلیق سماوارض فرمائی تا کہ سمجھنے والے

www.waseemziyai.com

سمجھ لیں کہ وہ مختار مطلق ہے۔ چاہتا تو دم زدن میں تخلیق فرما دیتا اور چاہا تو چھ دن میں تخلیق فرمائے۔

اور اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کی تفسیر میں جامی علیہ الرحمۃ کی تفسیر خوب ہے وہ فرماتے ہیں ''پس قصد کرد بسوئے عرش''۔ یعنی پھر تخلیق عرش کی طرف قصد فرمایا۔

اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے بھی روح المعانی میں معقول توجیہ فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں:

''اَلْاِسْتِوَاءُ عَلَی الْعَرْشِ'' مَجَازٌ عَنِ الْمِلْکِ السُّلْطَانِ مُتَفَرِّعٌ عَنْ الْکِنَایَةِ فِیْمَنْ یَّجُوْزُ عَلَیْهِ الْقُعُوْدُ عَلَی السَّرِیْرِ یُقَالُ اِسْتَوٰی فُلَانٌ عَلَی سَرِیْرِ الْمَلِکِ وَ یُرَادُ مِنْهُ مِلْکٌ وَاِنْ لَّمْ یَقْعُدْ عَلَی السَّرِیْرِ اَصْلًا۔ استویٰ علی العرش مجازاً ملکیت وسلطنت کے معنی میں ہے جیسے کہتے ہیں فلاں تخت نشین ہوا۔ اس سے مراد ملکیت وسلطنت ہوتی ہے اگرچہ وہ قطعاً تخت پر نہ بیٹھے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ فرما کر اظہار کیا کہ پھر ہم نے اجراء احکام شاہی فرمایا جیسا آگے ارشاد ہے:

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ۔ مخلوق کے تمام کاموں کی تدبیر فرمائی۔

پھر اسلاف امت میں اس پر بہت سی رائیں ہیں۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں:

اِنَّ الْاِسْتِوَاءَ صِفَةٌ غَیْرُ الثَّمَانِیَةِ لَا یَعْلَمُ مَا هِیَ اِلَّا مَنْ هِیَ لَهٗ وَالْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ۔ استواء ایک ایسی صفت ہے جس کا تعلق صفات ثمانیہ سے نہیں اسے کوئی نہیں جانتا کہ استواء کیا ہے مگر یہ جانتا ہے کہ مستوی عرش وہ ذات مجمع صفات ہے مگر اس کی شان استواء کا درک انسان کی قوت دراکہ سے بالاتر ہے اور عجز درک ادراک بھی ایک ادراک ہے۔ بنابراں ہم اس کے استواء کے مدرک ہیں مگر کیفیت استواء کے درک سے ہمارے مدرکات عاجز ہیں اور یہ بھی ایک قسم کا ادراک ہے۔

اور یُدَبِّرُ الْاَمْرَ بھی استیناف ہے بیان حکمت استواء جل وعلا شانہ کا عرش پر۔ اس لئے کہ تدبیر کے معنی لغت میں اَلنَّظْرُ فِی اَدْبَارِ الْاُمُوْرِ وَ عَوَاقِبِهَا لِتَقَعَ عَلَی الْوَجْهِ الْمَحْمُوْدِ کے ہیں یعنی تمام امور پر ابتداء وعواقب کے لحاظ سے نظر کرنا تاکہ وہ ایک صورت محمودہ میں واقع ہوں۔

''کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد''۔ اس میں بت پرستوں کے اس دعویٰ کا رد ہے جو وہ کہتے ہیں: هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی یہ بت اللہ کے حضور سفارش کریں گے انہیں بتایا گیا کہ شفاعت ماذونین ہی کر سکتے ہیں ان کے سوا کوئی نہیں اور ماذون یا انبیاء کرام علیہم السلام ہیں یا اس کے مقرب بندے یا سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماذون مطلق ہیں۔

''یہ ہے اللہ تمہارا رب تو اسی کی عبادت کرو کیا تم نصیحت نہیں مانتے''

یعنی جو زمین وآسمان کا خالق ہے جو عرش کا خالق ہے جو مدبر امور ہے جس کے حکم واجازت کے بغیر کوئی اس کے حضور سفارش کا بھی مجاز نہیں یہ سب کچھ صفات عالیہ جان کر بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

''اسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے سب کا'' یعنی بروز قیامت جبکہ حشر ونشر ہوگا۔

www.waseemziyai.com

''اور اللہ کا وعدہ سچا ہے بے شک وہی پہلی بار مخلوق بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تا کہ بدلے دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے انصاف سے''۔

اس آیہ کریمہ میں حشر ونشر ومعاد خلق کا بیان ہے اور منکرین حشر ونشر کا رد نہایت لطیف پیرایہ میں فرما کر ظاہر کیا کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے کہ مخلوق کو پہلی بار بنایا اس شان سے کہ اعضاء مرکبہ کو پیدا فرما کر اسے ترکیب دی پھر موت طاری فرما کر ان اجزاء کو متفرق ومنتشر کیا پھر انہیں منتشر اجزاء کو ترکیب دے کر وہی انسان بعد فنا دوبارہ ظاہر ہوگا اور وہی جان جو اس کے ساتھ بدن سے متعلق تھی اسے اس بدن کی درستی کے بعد اسی بدن سے متعلق کرے گا یہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے اور اس دوبارہ پیدا فرمانے کا مقصود کیا ہے وہ یہ کہ جزائے اعمال دی جائے مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب کہ۔

''اسے کھولتا پانی پینے کو اور دردناک عذاب ان کے کفر کے بدلے میں''۔

اس کے بعد مظاہرۂ قدرت میں ایک شان قدرت اور ظاہر فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہوا:

''وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو نہیں پیدا کیا اللہ نے یہ سب مگر حق مفصل بیان کرتا ہے نشانیاں اس قوم کے لئے جو علم والی ہے''۔

سورج کا جگمگانا اور چاند کا چمکنا بایں معنی ہے کہ فَمَا كَانَ بِالذَّاتِ فَهُوَ ضِيَاءٌ وَ مَا كَانَ بِالْعَرْضِ فَهُوَ نُوْرٌ وَلِكَوْنِ الشَّمْسِ نَيِّرَةً بِنَفْسِهَا نُسِبَ اِلَيْهِ الضِّيَاءُ وَلِكَوْنِ نُوْرِ الْقَمَرِ مُسْتَفَادًا مِنْهَا نُسِبَ اِلَيْهِ النُّوْرُ۔ یعنی جو بالذات منور ہو وہ ضیاء ہے اور جو بالعرض منور ہو وہ نور ہے تو چونکہ نور شمس بنفسہٖ منور ہے اسے ضیاء سے منسوب کیا اور نور قمر مستفاد من الشمس ہے اسے نور سے منسوب کیا۔

اور اس کی اٹھائیس منزلیں ہیں جو بارہ برجوں پر منقسم ہیں اور ہر برج کے لئے اڑھائی منزلیں ہیں اور وہ اٹھائیس منزل یہ ہیں:

سرطان، بطین، ثریا، دبران، ہقعہ، ہنعہ، ذراع، نزہ، طرف، جبہہ، زبرہ، صرفہ، عواء، سماک، اعزل، غفرہ، زبان، اکلیل، قلب، شوکہ، نعائم، بلدہ، سعد الذابح، سعد بلع، سعد السعود، سعد الاخبیہ، فرغ الولد المقدم وفرغ الآخر، بطن الحوت۔

اور افلاک فلاسفہ کے نزدیک نو ہیں: فلک اعلیٰ کا نام فلک الافلاک، پھر فلک ثوابت، پھر فلک کیواں، پھر فلک برجیس، پھر فلک بہرام، پھر فلک شمس، پھر فلک زہرہ، پھر فلک کاتب، پھر فلک قمر۔

پھر اس کی مختصر تصریح یوں سمجھو کہ چاند ہر شب ایک منزل میں رہتا ہے تو مہینہ اگر تیس دن کا ہو تو دو شب ورنہ ایک شب چھپتا ہے۔

اس کو بیان کیا گیا کہ تم برسوں کی گنتی اور مہینوں کا حساب جانو۔ اس کی مفصل بحث علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب روح المعانی میں فرمائی ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''بے شک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین میں بے شک نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لئے۔ بے شک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے''۔ یعنی قیامت کے روز اور عذاب وثواب کے قائل نہیں۔ ''اور دنیا کی زندگی پر مطمئن ہو گئے اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے بدلہ ان کی کمائی کا''۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں آیات سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور قرآن شریف مراد ہے اور غفلت کرنے سے مراد ان سے اعراض کرنا ہے۔

''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کا رب ان کے ایمان کے بدلے انہیں راہ دے گا جنتوں کی طرف''۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل خوبصورت شکل میں اس کے سامنے آئے گا یہ شخص کہے گا تو کون ہے وہ کہے گا میں تیرا عمل ہوں اور اس کے لئے نور ہوگا اور جنت تک پہنچائے گا اور کافر کا معاملہ برعکس ہوگا کہ اس کا عمل بری شکل میں نمودار ہو کر اسے جہنم میں پہنچائے گا۔

''ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اے اللہ تجھے پاکی ہے''۔

یعنی جنتیوں کی تسبیح اللہ تعالیٰ کی حمد ہوگی اور یہ ان کے لئے موجب فرحت وسرور ہوگی۔

''اور ان کا آپس میں ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے''۔ یعنی جنتی آپس میں بھی تحیت وتکریم سے سلام کریں گے یا ملائکہ علیہم السلام ان کے پاس بطور مبارک بادی سلام لائیں گے۔

''اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہوگا کہ تمام حمد اللہ تعالیٰ کے وجہ منیر کو ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا''۔ یعنی ان کے کلام کی ابتداء تعظیم وتنزیہ الٰہی عزوجل سے ہوگی اور کلام کا اختتام بھی اسی حمد پر ہوگا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَ لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑪

اور اگر جلدی کرتا اللہ لوگوں کے لئے برائی بھیجنے کی جیسے بھلائی کی جلدی کرتے ہیں تو ان پر وعدہ پورا ہو چکا ہوتا تو ہم چھوڑتے ہیں انہیں جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی تاکہ وہ اپنی سرکشی میں اندھے رہیں۔

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑫

اور جب پہنچتی ہے آدمی کو تکلیف ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے کھڑے تو جب دور کر دیتے ہیں اس کی تکلیف تو چل دیتا ہے گویا ہمیں کبھی پکارا ہی نہیں تھا کسی تکلیف پہنچنے میں ایسے ہی بھلے کر دکھاتے حد سے بڑھنے والوں کو ان کے کام۔

وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ⑬

اور بے شک ہم نے ہلاک کیں بہت سی جماعتیں تم سے پہلے ان کے ظلم کی وجہ سے اور آئے ان میں ان کے رسول روشن دلیلوں سے اور وہ نہ تھے کہ ایمان لاتے ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ⑭

پھر ہم نے تمہیں جانشین کیا زمین میں ان کے بعد کہ ہم دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

www.waseemziyai.com

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری آیتیں روشن تو کہتے ہیں وہ جو نہیں امید رکھتے ہم سے ملنے کی کہ لاؤ اس کے سوا اور قرآن یا اس کو بدل دو فرما دیجئے مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے بدل دوں میں اس کا پیرو ہوں جو مجھ پر وحی ہوتی ہے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے خوف ہے بڑے دن کے عذاب کا۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَ لَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

فرما دیجئے اگر اللہ چاہے تو میں تم پر نہ پڑھوں اور نہ تم کو وہ اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر کا حصہ گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک نہیں فلاح پائیں گے مجرم۔

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا وہ چیزیں جو نہ نقصان کر سکیں اور نہ نفع دیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں فرما دیجئے کہ اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں آسمانوں میں ہے نہ زمین میں پاک ہے اس سے جو تم شرک کرتے ہو۔

وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور نہیں تھے لوگ مگر ایک امت تو مختلف ہوئے اور اگر نہ ہوتا تیرے رب کا حکم جو پہلے ہو چکا تو فیصلہ کر دیا جاتا اس کا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع

اور کہتے ہیں کہ کیوں نہ نازل ہوئی کوئی آیت اس پر اس کے رب سے تو فرما دیجئے کہ غیب تو اللہ ہی کے لئے ہے تو آپ انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَلَوْ۔ اور اگر	يُعَجِّلُ۔ جلدی کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
الشَّرَّ۔ برائی	اسْتِعْجَالَهُمْ۔ ان کا جلدی چاہنا	بِالْخَيْرِ۔ بھلائی کو	
لَقُضِيَ۔ تو پوری ہو جاتی	اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف	اَجَلُهُمْ۔ ان کی مدت	فَنَذَرُ۔ پھر چھوڑتے ہیں ہم
الَّذِيْنَ۔ ان کو	لَا يَرْجُوْنَ۔ جو نہیں امید رکھتے		لِقَآءَنَا۔ ہماری ملاقات کی
فِيْ طُغْيَانِهِمْ۔ ان کی سرکشی میں	يَعْمَهُوْنَ۔ پریشان		وَاِذَا۔ اور جب

www.waseemziyai.com

مَسَّ۔پہنچتی ہے
لِجَنْۢبِهٖٓ اپنی کروٹ پر
كَشَفْنَا۔کھول دی ہم نے
كَاَنْ۔گویا کہ
ضُرٍّ۔تکلیف
لِلْمُسْرِفِيْنَ۔زیادتی کرنے والوں کے لئے
وَلَقَدْ۔اور بے شک
لَمَّا۔جب کہ
رُسُلُهُمْ۔ان کے رسول
كَانُوْا۔تھے وہ
الْقَوْمَ۔قوم
لِنَنْظُرَ۔تاکہ دیکھیں ہم
تُتْلٰى۔پڑھی جاتی ہیں
قَالَ۔کہا
ائْتِ۔لے آ
اَوْ۔یا
لِيْٓ۔واسطے میرے
نَفْسِيْ۔اپنے نفس سے
يُوْحٰٓى۔وحی کی جاتی ہے
اِنْ۔اگر
يَوْمٍ۔دن
اللّٰهُ۔اللہ تو
اَدْرٰىكُمْ۔وہ معلوم کراتا تم کو
فِيْكُمْ۔تم میں
تَعْقِلُوْنَ۔سمجھتے تم
افْتَرٰى۔باندھے
كَذَّبَ۔جھٹلائے

الْاِنْسَانَ۔انسان کو
اَوْ قَاعِدًا۔یا بیٹھے
عَنْهُ۔اس سے
لَمْ يَدْعُنَآ۔نہ پکارا تھا اس نے ہم کو
مَسَّهٗ۔جو پہنچتی تھی اسے
مَا كَانُوْا۔جو تھے وہ
اَهْلَكْنَا۔ہم نے ہلاک کئے
ظَلَمُوْا۔انہوں نے ظلم کیا
بِالْبَيِّنٰتِ۔کھلے دلائل لے کر
لِيُؤْمِنُوْا۔کہ ایمان لاتے
الْمُجْرِمِيْنَ۔گنہگار کو
خَلٰٓئِفَ۔جانشین
كَيْفَ۔کیسے
عَلَيْهِمْ۔ان پر
الَّذِيْنَ۔ان لوگوں نے جو
بِقُرْاٰنٍ۔قرآن
بَدِّلْهُ۔بدل دے اس کو
اَنْ۔یہ کہ
اِنْ۔نہیں
اِنِّيْٓ۔بے شک میں
عَصَيْتُ۔میں نافرمانی کروں
عَظِيْمٍ۔بڑے سے
مَا تَلَوْتُهٗ۔نہ پڑھتا میں اس کو
بِهٖ۔یہ قرآن
عُمُرًا۔ایک عمر
فَمَنْ۔پھر کون
عَلَى اللّٰهِ۔اللہ پر
بِاٰيٰتِهٖ۔اس کی آیتوں کو

الضُّرُّ۔تکلیف
اَوْ قَآئِمًا۔یا کھڑے کھڑے
ضُرَّهٗ مَرَّ۔اس کی تکلیف تو ہو جاتا ہے
كَذٰلِكَ۔اسی طرح
وَجَآءَتْهُمْ۔اور آئے ان کے پاس
كَذٰلِكَ۔اسی طرح
ثُمَّ۔پھر
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے ہو تم
اٰيَاتُنَا۔ہماری آیتیں
لَا يَرْجُوْنَ۔نہیں امید رکھتے
غَيْرِ۔سوا
قُلْ۔کہہ
اُبَدِّلَهٗ۔بدلوں میں اس کو
اَتَّبِعُ۔پیروی کرتا میں
اِلَيَّ۔میری طرف
رَبِّيْ۔اپنے رب کی
قُلْ۔کہہ
عَلَيْكُمْ۔تم پر
فَقَدْ۔تو بے شک
مِّنْ قَبْلِهٖ۔اس سے پہلے
اَظْلَمُ۔زیادہ ظالم ہے
كَذِبًا۔جھوٹ
اِنَّهٗ۔بے شک وہ

دَعَانَا۔تو پکارتا ہے ہم کو
فَلَمَّا۔پھر جب
اِلٰى۔طرف
زُيِّنَ۔زینت دیئے گئے
يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے
مِنْ قَبْلِكُمْ۔تم سے پہلے
وَمَا۔اور نہیں
نَجْزِي۔بدلہ دیتے ہیں ہم
جَعَلْنٰكُمْ۔بنایا ہم نے تم کو
مِنْۢ بَعْدِهِمْ۔ان کے بعد
وَاِذَا۔اور جب
بَيِّنٰتٍ۔کھلی کھلی
لِقَآءَنَا۔ہماری ملاقات کی
هٰذَآ۔اس کے
مَا يَكُوْنُ۔نہیں ہے
مِنْ تِلْقَآئِ۔طرف
اِلَّا مَا۔مگر جو
اَخَافُ۔ڈرتا ہوں
عَذَابَ۔عذاب
لَوْ شَآءَ۔اگر چاہتا
وَلَآ۔اور نہ
لَبِثْتُ۔میں ٹھہرا ہوں
اَفَلَا۔کیا نہیں
مِمَّنِ۔اس سے جو
اَوْ۔یا
لَا يُفْلِحُ۔نہیں خلاصی پاتے

MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

الْمُجْرِمُوْنَ۔گنہ گار	وَيَعْبُدُوْنَ۔اور پوجتے ہیں	مِنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے
مَالَا۔اس کو جونہیں	يَضُرُّهُمْ۔نقصان دیتا ان کو	وَلَا۔اور نہ	يَنْفَعُهُمْ۔نفع دیتا ان کو
وَيَقُوْلُوْنَ۔اور کہتے ہیں	هٰٓؤُلَآءِ۔یہ	شُفَعَآؤُنَا۔سفارشی ہیں ہمارے	
عِنْدَ۔پاس	اللّٰهِ۔اللہ کے	قُلْ۔کہہ	اَتُنَبِّئُوْنَ۔کیا خبر دیتے ہو تم
اللّٰهَ۔اللہ کو	بِمَالَا۔اس کی جونہیں	يَعْلَمُ۔جانتا	فِي السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں میں
وَلَا۔اور نہ	فِي الْاَرْضِ۔زمین میں	سُبْحٰنَهٗ۔پاک ہے وہ	وَتَعٰلٰى۔اور بلند ہے
عَمَّا۔اس سے	يُشْرِكُوْنَ۔جو شرک کرتے ہیں	وَمَا۔اور نہیں	كَانَ النَّاسُ۔تھے لوگ
اِلَّآ اُمَّةً۔مگر جماعت	وَّاحِدَةً۔ایک	فَاخْتَلَفُوْا۔پھر اختلاف کیا	وَلَوْلَا۔اور اگر نہ ہوتا
كَلِمَةٌ۔فیصلہ	سَبَقَتْ۔جو پہلے گزرا	مِنْ رَّبِّكَ۔تیرے رب سے	لَقُضِيَ۔تو فیصلہ کر دیا جاتا
بَيْنَهُمْ۔ان کے درمیان	فِيْمَا۔اس میں کہ	فِيْهِ۔تھے اس میں	يَخْتَلِفُوْنَ۔اختلاف کرتے
وَيَقُوْلُوْنَ۔اور کہتے ہیں	لَوْلَآ۔کیوں نہیں	اُنْزِلَ۔اتاری گئی	عَلَيْهِ۔اس پر
اٰيَةٌ۔کوئی نشانی	مِّنْ رَّبِّهٖ۔اس کے رب کی طرف سے		فَقُلْ۔پھر کہہ
اِنَّمَا۔سوا اس کے نہیں	الْغَيْبُ۔غیب	لِلّٰهِ۔اللہ کے پاس ہے	فَانْتَظِرُوْا۔پس انتظار کرو
اِنِّيْ۔بے شک میں	مَعَكُمْ۔تمہارے ساتھ	مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۔انتظار کرنے والوں سے ہوں	

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

''اور اگر اللہ جلدی بھیجتا لوگوں پر برائی جیسی وہ بھلائی کر کے جلدی کرتے ہیں تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا''۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی وہ بددعائیں جلدی قبول کر لیتا جنہیں وہ اپنے غصہ اور غضب کے موقعہ پر اپنے لئے اور اپنی اولاد اور مال کے لئے کرتے ہیں کہ خدا مجھے ہلاک کر دے۔ اللہ کرے اس گھر میں خاک اڑتی رہے یہ اولاد تو مجھے تباہ کر دے گی خدا اسے فنا کر دے وغیرہ وغیرہ جسے کوسا جانا کہتے ہیں اگر وہ ایسی جلدی قبول کر لی جاتی جیسے وہ دعاء خیر کا قبول ہونا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور کب کے ہلاک ہو چکے ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے دعائے خیر قبول فرمانے میں عجلت کرتا ہے اور دعاء بد کے قبول کرنے میں تاخیر و تعویق فرماتا ہے یہ اس کا کرم اور رحم ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ نضر بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں یہ کہا تھا: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ الٰہی اگر یہ دین اسلام اور قرآن حق ہے تو ہم اس کی مخالفت میں چاہتے ہیں کہ ہم پر پتھر برسائے جائیں یا کوئی دردناک عذاب لے آ۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور کفار کو بتایا کہ تمہاری بددعا کے قبول میں اگر ہم عجلت کرتے تو تمہارا سب معاملہ ختم ہو چکا ہوتا۔

''تو ہم انہیں چھوڑتے اور مہلت دیتے ہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے تاکہ وہ اپنی سرکشی میں اندھا دھند بھٹکتے رہیں''۔

اور مہلت ہماری رحمت ہے ورنہ آن واحد میں ان کی ہلاکت ہو چکی ہوتی۔

www.waseemziyai.com

''اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے پکارتا ہے ہمیں لیٹے ہوئے اور بیٹھے بیٹھے اور کھڑے کھڑے''۔

یعنی انسان کی جنس سے کافروں کا یہ حال ہے اور یہ دعا جب تک دفع بلا نہ ہو برابر رہتی ہے۔

''تو جب ہم دور کر دیتے ہیں اس کی تکلیف کو تو ایسا چل دیتا ہے گویا کبھی کسی کو تکلیف کے وقت پکارا ہی نہ تھا''۔

اور وہی اپنا طریقہ کفر جاری کر لیتا ہے اور اس تکلیف کی کیفیت کو بھول جاتا ہے۔

''ایسے ہی بھلے کر دکھائے ہم نے حد سے بڑھنے والوں کو ان کے کام''۔

یعنی انسان بلا کے وقت بہت ہی اضطراب میں آ کر ہماری طرف جھکتا ہے مگر اتنا ناشکرا ہے کہ دفع بلا کے بعد سب بھول جاتا ہے اور شکر بھی ادا نہیں کرتا بلکہ اپنی سابقہ بداعمالی کی طرف لوٹ جاتا ہے یہ تو حال بتایا کفار اور فساق اور فجار کا لیکن خالص الایمان مومنین تکلیف میں صابر اور آرام میں شاکر رہتے ہیں اور راضی برضا شاکر بقضا ہوتے ہیں۔ان کے لب پر شکوہ نہیں آتا۔

''اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہ اور فرقے ہلاک کر دیئے جب وہ ظلم کرنے لگے''۔

یعنی کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے۔

''تو اول اول ان پر ان کے لئے رسول آئے روشن دلیلیں لے کر''۔

لیکن وہ نہ مانے اور ان کی تصدیق نہ کی۔

''اور وہ ایسے نہیں تھے کہ ایمان لاتے ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں ان کا جانشین کیا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں''۔

یعنی وہ آیتیں جن میں بت پرستی کی مذمت اور توحید کی منقبت ہوتی ہے اور شرک پر سزا کا وعدہ۔

''تو کہتے ہیں وہ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ اس کے سوا اور قرآن لاؤ یا اسی کو بدل دو''۔

یعنی وہ کافر جو قیامت اور حساب آخرت سے منکر ہیں وہ ایسا قرآن چاہتے ہیں جس میں بت پرستی کی مذمت نہ ہو۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ کفار کی ایک جماعت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کو بدل کر اور قرآن لائیں اور وہ ایسا ہو جس میں لات و عزیٰ، نائلہ، منات اور سائلہ ہمارے بتوں کی مذمت نہ ہو ان کی عبادت کی مخالفت و ممانعت نہ ہو اور اگر ایسا قرآن نازل نہیں ہو سکتا تو آپ خود بنا دیجئے یا اس قرآن کو بدل دیجئے اس میں ہماری مرضی کے احکام داخل کر دیجئے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان اگر مخالفت ہے تو یہی ہے ہم آپ کی اتباع سے منحرف نہیں ہم ایمان لے آئیں گے۔ یہ گفتگو ان کی یا بطور تمسخر و استہزاء تھی یا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان چاہتے تھے یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مرضی کے موافق دوسرا قرآن پیش کر دیا تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ کلام ربانی نہیں تھا تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا:

''فرما دیجئے مجھے یہ حق نہیں اور نہ اختیار ہے کہ میں اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اس کا پیرو ہوں جو میری طرف وحی آتی ہے''۔

یعنی میں اس میں تمہاری خواہش کا اتباع کر کے کسی قسم کے تغیر و تبدل کا مجاز نہیں بلکہ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی بھی نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ میرا کلام نہیں۔کلام الٰہی عزوجل ہے۔

www.waseemziyai.com

''میں ڈرتا ہوں اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کا عذاب آرہا ہے۔ فرمادیجئے اگر اللہ چاہتا تو میں اس قرآن کو تم پر نہ پڑھتا نہ تمہیں اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر کا حصہ گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں''۔

یعنی اس قرآن پاک کی تلاوت بھی اللہ کی مرضی سے ہے ورنہ چالیس سال تک عمر کا حصہ تم میں گزرا مگر میں تمہارے پاس کچھ نہیں لایا اور میں نے تمہیں کچھ نہ سنایا۔ علاوہ ازیں تم میری عمر میں میرا مشاہدہ اچھی طرح کر چکے ہو میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا۔ کسی کتاب کا مطالعہ نہیں باوجود اس کے یہ کتاب عظیم لایا جو فصاحت میں بے مثل، بلاغت میں یکتا جامعیت احکام میں بے ہمتا ہے اس کتاب مقدس میں نفیس علوم اور اصول وفروع کا بیان ہے۔ احکام وآداب ہیں۔ مکارم اخلاق کی تعلیم کے ساتھ اخبار غیبی بھرے ہوئے ہیں جس سے ہر ذی عقل پر اظہر من الشمس ہو گیا کہ ایسی جامع کتاب بغیر وحی ممکن ہی نہیں فیضی رحمہ اللہ اسی بنا پر نعت میں کہہ گیا:

امی و دقیقہ دان عالم بے سایہ و سائبان عالم

پھر آگے ارشاد ہے: کہ

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک مجرم فلاح نہیں پا سکتے اور اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں''۔

یعنی آخرت پر تو انہیں یقین ہی نہیں تو دنیوی امور میں نفع وضرر ہی پہنچانے والی چیزیں ہوئیں۔ مگر جماد، پتھر، لکڑی، ستارے یہ نفع وضرر دنیا میں بھی پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے تو شفاعت وسفارش ان کی خدا عزوجل کے حضور کیونکر ممکن ہے۔

''آپ فرمادیں کیا اللہ کو وہ بات کہتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں اس کے وجہ منیر کو پاکی ہے اور برتری ان کے شرک سے''۔

یعنی علم الٰہی عزوجل محیط علیٰ کل شئ ہے تو اگر تمہاری بات کی کچھ بھی اصلیت ہوتی تو علم الٰہی عزوجل میں ضرور ہوتی مگر تمہاری بات ایسی ہے جس کا وجود ہی نہیں اور جس کا وجود ہے وہ علم الٰہی عزوجل میں ہے۔

''اور لوگ نہیں تھے مگر ایک امت پھر اختلاف میں پڑ گئے''۔

یعنی تمام مخلوق ایک توحید پر اسلام میں تھی لیکن عہد آدم علیہ السلام میں قابیل نے ہابیل کو قتل کر کے تمام اختلافات شروع کر دیئے۔

ایک قول یہ ہے کہ عہد نوح علیہ السلام تک سب ایک دین پر تھے اس کے بعد اختلاف ہوا۔

ایک قول یہ ہے کہ عہد سیدنا ابراہیم علیہ السلام تک سب ایک دین پر تھے حتیٰ کہ عمرو بن لحی کا ظہور ہوا اس نے بتوں کی پوجا کو اختراع کیا۔ کَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِیُّ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

''اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو یہیں ان کے اختلاف کا ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا''۔

یعنی اگر من جانب اللہ ہر ایک امت کے لئے ایک میعاد مقرر نہ کر دی گئی ہوتی یا جزاء اعمال قیامت کے دن پر موقوف نہ کی گئی ہوتی تو دنیا میں ہی عذاب وثواب نظر آجاتا مگر چونکہ یوم الفصل قیامت کے دن کو رکھا گیا تو اس کا حکم مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ کے ماتحت اب تبدیلی ناممکن ہے اس لئے اختلاف کرتے رہو یوم الفصل پر تمام فیصلہ جات موقوف ہیں۔

www.waseemziyai.com

''اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری''۔

یہ اہل باطل کی عادت قدیمہ ہے اس پر ہی اہل مکہ کا عمل رہا وہ یہ کہ جب ان کے خلاف برہان قوی قائم ہو جائے اور وہ جواب سے عاجز ہو جائیں تو سرے سے اس برہان کو ہی ایسا چھوڑ دیتے ہیں گویا وہ ان کے آگے پیش ہی نہیں ہوا اور مطالبہ کرتے ہیں کہ کوئی دلیل لاؤ تا کہ دوسرا سننے والا سمجھے اور مغالطے میں پڑ جائے کہ ان کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں پہنچی تو اس کا جواب ارشاد ہوا کہ

''آپ فرمادیں غیب تو اللہ ہی کے لئے ہے تو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں''۔

اے محبوب! انہیں اس کا جواب کچھ نہ دیجئے اس لئے کہ جب یہ معجزات باہرہ کے ساتھ قرآن پاک تک سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں اور بار بار دلیل دلیل کی رٹ لگا رہے ہیں تو فرما دیجئے کہ غیب بالذات تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے لہٰذا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ جناب باری عزاسمہ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا کہ جب دلائل قاہرہ شق قمر، سلک شجر، نطق حجر اور قرآن کریم ان کے لئے آیات و برہان نہیں تو اب اس نشانی کا ظہور جو سزا و جزا کی صورت میں ہے وہ مشیت حق پر موقوف ہے اور یہ وہ غیب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ لہٰذا اب انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرتا ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

جب ہم مزہ دیتے ہیں لوگوں کو رحمت کا بعد کسی تکلیف کے جو انہیں پہنچتی ہے تو وہ داؤں چلتے ہیں ہماری آیتوں میں فرما دیجئے اللہ کا داؤں تیز ہے بے شک ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لکھتے رہتے ہیں تمہارے داؤں۔

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ۬ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

وہ ذات وہ ہے جو چلاتی ہے تمہیں خشکی اور تری میں حتیٰ کہ جب تم ہوتے ہو کشتی میں اور وہ چلتی ہے انہیں لے کر اچھی ہوا سے اس پر خوش ہوتے ہو تو آتی ہے اس پر آندھی اور آ جاتی ہیں اس پر موجیں ہر طرف سے اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم اس میں گھر گئے پکارتے ہیں اللہ کو اس کے خالص بندے ہو کر کہ اگر تو ہمیں نجات دے گا اس سے تو ہم ضرور شکر گزاروں سے ہوں گے۔

فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

تو جب ہم انہیں نجات دیتے ہیں تو وہی زیادتی کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق۔ اے لوگو! تمہاری سرکشی تمہاری ہی جانوں پر ہے دنیا کی زندگی میں برت لو پھر ہماری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے تو ہم تمہیں جتا دیں گے جو کچھ تم کرتے ہو۔

www.waseemziyai.com

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَہَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَہْلُہَاۤ اَنَّہُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْہَاۤ ۙ اَتٰىہَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَہَارًا فَجَعَلْنٰہَا حَصِیْدًا کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

دنیا کی زندگی کی مثال تو ایسی ہے جیسے پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس سے مل کر زمین میں اگیں وہ چیزیں جنہیں آدمی کھاتے ہیں اور چارپائے حتیٰ کہ زمین نے خوب سرسبزی لے لی اور مزین وشاداب ہوگئی اور زمین والے سمجھ گئے کہ اب ہم اس پر قادر ہیں تو ہمارا حکم آیا رات یا دن میں تو ہم نے اسے کردیا کھاد گویا کل یہاں کوئی سبزہ ہی نہ تھا ایسے ہی ہم تفصیل سے آیتیں بیان کرتے ہیں غور وفکر کرنے والوں کو۔

وَ اللّٰہُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۵﴾

اور اللہ بلاتا ہے تمہیں دارالسلام کی طرف اور جسے چاہے سیدھے راہ چلاتا ہے۔

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَۃٌ ؕ وَ لَا یَرْہَقُ وُجُوْہَہُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّۃٌ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ۚ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾

ان کے لئے بھلائی ہے جو بھلائی والے ہیں اور اس سے بھی زیادہ اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر سیاہی اور نہ ذلت یہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَ الَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍۭ بِمِثْلِہَا ۙ وَ تَرْہَقُہُمْ ذِلَّۃٌ ؕ مَا لَہُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ کَاَنَّمَاۤ اُغْشِیَتْ وُجُوْہُہُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور وہ جنہوں نے کمائیں برائیاں تو برائی کا بدلہ اسی کے مثل ہے اور چڑھے گی انہیں ذلت کوئی نہیں انہیں اللہ سے بچانے والا گویا ڈھانپ لیا انہیں ان کے منہ کو اندھیری رات کے ٹکڑوں نے یہ جہنم والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَ یَوْمَ نَحْشُرُہُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَکَآؤُکُمْ ۚ فَزَیَّلْنَا بَیْنَہُمْ وَ قَالَ شُرَکَآؤُہُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور جس دن اٹھائیں ہم انہیں پھر کہیں شرک والوں کو اپنی جگہ رہو تم اور تمہارے شریک تو ہم علیحدہ کردیں گے انہیں مسلمانوں سے اور کہیں گے ان کے شریک تم نہ تھے ہمیں پوجنے والے۔

فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًۢا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

تو کافی ہے اللہ گواہ ہم میں اور تم میں نہیں تھے ہم تمہاری پوجا سے باخبر۔

ہُنَالِکَ تَبْلُوْا کُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْۤا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰىہُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

یہاں جان لے گی ہر جان جو آگے بھیجا اور اللہ کی طرف پھیرے جاؤ گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے بے کار گئیں ان سے ان کی ساری بناوٹیں۔

www.waseemziyai.com

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَ اِذَآ - اور جب
مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ - تکلیف کے بعد
مَّكْرٌ - تدبیر کرتے ہیں
اَسْرَعُ - بہت تیز ہے
يَكْتُبُوْنَ - لکھتے ہیں
يُسَيِّرُكُمْ - جو تمہیں چلاتا ہے
اِذَا كُنْتُمْ - جب ہوتے ہو تم
بِرِيْحٍ - ساتھ ہوا
جَآءَتْهَا - آئی ان کے پاس
كے پاس
وَّظَنُّوْٓا - اور خیال کیا انہوں نے
بِهِمْ - ان کو
لَهُ الدِّيْنَ - اس کیلئے دین
لَنَكُوْنَنَّ - تو ہوں گے ہم
اَنْجٰىهُمْ - نجات دی ان کو
بِغَيْرِ - سوائے
اِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں
کے ہے
ثُمَّ اِلَيْنَا - پھر ہماری طرف ہے
ہم تم کو
اِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں
كَمَآءٍ - پانی کی طرح ہے
بِهٖ - اس کے ساتھ
يَاْكُلُ - کھاتے ہیں
اِذَآ - جب
وَازَّيَّنَتْ - اور خوبصورت ہوگئی
اَنَّهُمْ - کہ وہ

اَذَقْنَا - چکھاتے ہیں ہم
مَسَّتْهُمْ - جو ان کو پہنچی
فِيْٓ اٰيَاتِنَا - ہماری آیتوں میں
مَكْرًا - تدبیر میں
مَا تَمْكُرُوْنَ - جو وہ تدبیر کرتے ہیں
فِي الْبَرِّ - خشکی میں
فِي الْفُلْكِ - کشتی میں
طَيِّبَةٍ - نرم کے
رِيْحٌ - ہوا
الْمَوْجُ - موج
دَعَوُا - تو پکارتے ہیں
لَئِنْ - اگر
مِنَ الشّٰكِرِيْنَ - شکر گزاروں سے
اِذَا هُمْ - ناگہاں وہ
الْحَقِّ - حق کے
بَغْيُكُمْ - تمہاری سرکشی
مَّتَاعَ - سامان ہے
مَثَلُ - مثال
اَنْزَلْنٰهُ - اتارا ہم نے اس کو
نَبَاتُ - سبزی
النَّاسُ - لوگ
اَخَذَتِ - لے لی
قٰدِرُوْنَ - قادر ہیں

النَّاسَ - لوگوں کو
قُلِ - کہہ
اِنَّ - بے شک
هُوَ الَّذِيْ - وہ وہ ہے
وَالْبَحْرِ - اور سمندر میں
وَجَرَيْنَ - اور وہ چلتی ہیں
وَّفَرِحُوْا - اور خوش ہوئے وہ
عَاصِفٌ - تند و تیز
مِنْ كُلِّ - ہر ایک
اَنَّهُمْ - کہ بے شک وہ
اللّٰهَ - اللہ کو
اَنْجَيْتَنَا - نجات دے تو ہم کو
يَبْغُوْنَ - سرکشی کرتے ہیں
يٰٓاَيُّهَا - اے
عَلٰٓى - اوپر
الْحَيٰوةِ - زندگی
مَّرْجِعُكُمْ - تمہارا لوٹنا
كُنْتُمْ - تم
الْحَيٰوةِ - زندگی
مِنَ السَّمَآءِ - بلندی سے
الْاَرْضِ - زمین کی
وَالْاَنْعَامُ - اور چارپائے
الْاَرْضُ - زمین نے
وَظَنَّ - اور خیال کیا
عَلَيْهَآ - اس پر

رَحْمَةً - رحمت
اِذَا لَهُمْ - تو ناگہاں وہ
اللّٰهُ - اللہ
رُسُلُنَا - ہمارے بھیجے ہوئے
حَتّٰٓى - یہاں تک کہ
بِهِمْ - ان کو لے کر
بِهَا - اس سے
وَّجَآءَهُمُ - اور آئی ان
مَكَانٍ - جگہ سے
اُحِيْطَ - گھیرا گیا ہے
مُخْلِصِيْنَ - خالص کرنیوالے
مِنْ هٰذِهٖ - اس سے
فَلَمَّآ - پھر جب
فِي الْاَرْضِ - زمین میں
النَّاسُ - لوگو
اَنْفُسِكُمْ - تمہاری جانوں
الدُّنْيَا - دنیا کا
فَنُنَبِّئُكُمْ - پھر بتائیں گے
تَعْمَلُوْنَ - کیا کرتے تھے
الدُّنْيَا - دنیا کی
فَاخْتَلَطَ - پھر مل گئی
مِمَّا - اس سے جو
حَتّٰٓى - یہاں تک کہ
زُخْرُفَهَا - اپنی رونق
اَهْلُهَآ - اس کے مالکوں نے
اَتٰىهَآ - آیا اس کے پاس

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اَمَرْنَا۔ ہمارا حکم
كَاَنْ۔ گویا کہ
نُفَصِّلُ۔ کھول کر بیان کرتے ہیں ہم
يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ جو سوچتے ہیں
دَارِ السَّلٰمِ۔ سلامتی کے گھر کی
اِلٰى۔ طرف
جنہوں نے
وَلَا۔ اور نہ
وَّلَا۔ اور نہ
والے ہیں
والے ہیں
جَزَآءُ۔ بدلہ
ان کو
مِنْ عَاصِمٍ۔ کوئی بچانے والا
قِطَعًا۔ ایک ٹکڑے
اَصْحٰبُ۔ ساتھی
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں
ہم ان
اَشْرَكُوْا۔ شرک کیا
شریک
شُرَكَآؤُهُمْ۔ ان کے شریک
فَكَفٰى۔ پھر کافی ہے
وَبَيْنَكُمْ۔ اور تمہارے درمیان
لَغٰفِلِيْنَ۔ یقیناً بے خبر
نَفْسٍ۔ آدمی
اِلَى اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف
عَنْهُمْ۔ ان سے

فَجَعَلْنٰهَا۔ پھر بنایا ہم نے اس کو
لَّمْ تَغْنَ۔ نہیں آباد تھی
بِالْاَمْسِ۔ کل
الْاٰيٰتِ۔ آیتیں
يَدْعُوْا۔ بلاتا ہے
وَاللّٰهُ۔ اور اللہ
وَيَهْدِيْ۔ اور ہدایت دیتا ہے
مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھی کی
الْحُسْنٰى۔ بھلائی ہے
وُجُوْهَهُمْ۔ ان کے چہروں کو
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
فِيْهَا۔ اس میں
كَسَبُوا۔ کمائی
بِمِثْلِهَا۔ اسی کی مثل ہے
مَا لَهُمْ۔ نہیں واسطے ان کے
اُغْشِيَتْ۔ ڈھانپے گئے ہیں
مُظْلِمًا۔ اندھیری سے
هُمْ۔ وہ
وَيَوْمَ۔ اور جس دن
ثُمَّ نَقُوْلُ۔ پھر کہیں گے ہم
اَنْتُمْ۔ تم
بَيْنَهُمْ۔ ان کو
اِيَّانَا۔ خاص ہماری
شَهِيْدًا۔ گواہ
اِنْ كُنَّا۔ بے شک تھے ہم
هُنَالِكَ۔ اس جگہ
مَّآ۔ جو
مَوْلٰهُمُ۔ جو ان کا مالک ہے
مَّا كَانُوْا۔ جو تھے وہ

حَصِيْدًا۔ کھاد
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
لِقَوْمٍ۔ واسطے اس قوم کے
اِلٰى۔ طرف
مَنْ يَّشَآءُ۔ جسے چاہے
لِلَّذِيْنَ۔ واسطے ان کے
وَزِيَادَةٌ۔ اور زیادہ بھی
قَتَرٌ۔ سیاہی
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ۔ جنت
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے
السَّيِّاٰتِ۔ برائیاں
وَتَرْهَقُهُمْ۔ اور ڈھانپے گی
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
وُجُوْهُهُمْ۔ ان کے چہرے
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ ہیں
فِيْهَا۔ اس میں
نَحْشُرُهُمْ۔ اکٹھا کریں گے
لِلَّذِيْنَ۔ ان کو جنہوں نے
وَشُرَكَآؤُكُمْ۔ اور تمہارے
وَقَالَ۔ اور کہیں گے
تَعْبُدُوْنَ۔ عبادت کرتے
بَيْنَنَا۔ ہمارے
عَنْ عِبَادَتِكُمْ۔ تمہاری پوجا سے
تَبْلُوْا۔ جان لے گا
كُلُّ۔ ہر ایک
وَرُدُّوْٓا۔ اور پھیرے جائینگے
وَضَلَّ۔ اور بھول جائے گا
الْحَقِّ۔ سچا
يَفْتَرُوْنَ۔ جھوٹ باندھتے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

''اور جبکہ ہم لوگوں کو مزا دیتے ہیں'' صحت اور وسعت رزق کا۔'' بعد اس کے کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف پہنچی تھی جبھی وہ مکاریاں کرنے لگتے ہیں ہماری آیتوں کے ساتھ''۔

یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ اس تکلیف کو سوء عملی کی سزا سمجھ کر یوں کہتے: اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْخَیْرَ بَیَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ۔ الٰہی تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں اور تمام برائیاں تیری طرف سے نہیں بلکہ ہماری بداعمالی کا بدلہ ہے۔

آیہ کریمہ کا روئے سخن کفار مکہ کی طرف ہے جیسا کہ روایت ہے: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَلَّطَ عَلَیْھِمُ الْقَحْطَ سَبْعَ سِنِیْنَ حَتّٰی کَادُوا یَھْلِکُونَ فَطَلَبُوْا مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ یَدْعُوَ لَھُمْ بِالْخَصْبِ وَ وَعَدُوْہُ بِالْاِیْمَانِ فَلَمَّا دَعَا لَھُمْ وَ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِاِنْجَبَا طَفِقُوا یَطْعَنُوْنَ فِی اٰیَاتِہٖ تَعَالٰی وَ یُعَانِدُوْنَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَ یَمْکُرُوْنَہٗ وَ ذَالِکَ قَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی۔

اہل مکہ پر سات برس قحط مسلط رہا حتیٰ کہ وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست دعا کی فراخی و وسعت پیداوار کی اور وعدہ کیا ایمان لانے کا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان پر رحم کیا تو انہوں نے لازم پکڑ لیا طعن کرنا آیات الٰہی میں۔

''خصب لغت میں خیر کثیر اور نخل کثیر کے معنی دیتا ہے۔ اور طفق کے معنی لازم پکڑنے کے ہیں'' (منجد)

اور عناد شروع کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے اور داؤں گھاتنے لگے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

''فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کا داؤں یا خفیہ تدبیر سب سے زیادہ سریع ہے''۔

یعنی مکر کی تعریف علامہ آلوسی فرماتے ہیں: اَصْلُ الْمَکْرِ اِخْفَاءُ الْکَیْدِ وَالْمَضَرَّۃِ یعنی وہ خفیہ سی تدبیریں کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری خفیہ تدبیر تو ہوتے ہوتے پوری ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خفیہ مضرت سریع تر ہوگی۔

اور ان کا اس موقعہ پر مکر یہ تھا کہ اس قحط پر وسعت رزق کرنے میں بتوں اور ستاروں کا ہاتھ بتانے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی تکذیب عناداً کرنے لگے۔ اسی وجہ سے ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِی مُؤْمِنٌ بِیْ وَ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَ کَافِرٌ بِیْ وَ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ رَحْمَتِہٖ فَذَالِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَ کَذَا فَذَالِکَ کَافِرٌ بِیْ وَ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ۔

یعنی میرے بندوں میں ایسے ہیں جو ایمان کے ساتھ صبح کرتے ہیں اور پھر کواکب و سیارگان سے کفر کرتے ہیں اور میرے ساتھ کفر اور کواکب پر ایمان لاتے ہیں تو جو کہے ہم پر بارش کی اللہ نے اپنے فضل سے اور رحمت سے تو یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہوا اور کواکب سے کفر کرنے والا اور جو کہے بارش ہوئی ہم پر (نوء - چڑھنے اور بلند ہونے کو کہتے ہیں۔ منجد) فلاں ستارہ کے چڑھنے سے تو وہ مجھ سے کافر اور کوکب کے ساتھ مومن ہے۔ (روح المعانی)

یہی وجہ ہے کہ کفر کی دو قسم ہیں ایک کفر زائل اور ایک کفر ثابت۔

www.waseemziyai.com

کفر زائل کفر کفار ہے کہ عناد و حسد کی بنا پر باطل پر ایمان اور حق سے کفر کرتے ہیں آخر جب ضغطہ موت کا وقت آتا ہے اور عذاب نظر آنے لگتا ہے تو فرعون کی طرح اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہنے لگتا ہے لیکن یہ ایمان اسے نفع نہیں دے گا۔ اس لئے کہ جب دروازہ توبہ مسدود ہو چکا تو اس وقت یہ توبہ ہوئی اور کفر زائل ہوا۔

اور کفر ثابت کفر مومنین ہے جو طاغوت وشیاطین و باطل سے ہے جیسا کہ فرمایا: فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔

ان ہر دو کفر کی تفصیل اجمالاً سودا کے اس شعر میں ہے:

ہوا جب کفر ثابت ہے بہ طغرائے مسلمانی نہ ٹوٹی شیخ سے زنار و تسبیح سلیمانی!

یہاں اس مسئلہ کا حل بھی ضروری ہے کہ تاثیر اشیاء میں ہوتی ہے ایسے ہی کواکب میں بھی اثر رکھا گیا ہے تو اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر کواکب کو مؤثر بالذات مان لیں تو یہ کفر ہے چنانچہ اشاعرہ اسی طرف ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ اَوْدَعَ فِیْهَا قُوَةً مُؤَثِّرَةً بِاِذْنِهٖ فَمَتٰى شَاءَ سُبْحَانَهٗ اَثَّرَتْ وَ مَتٰى شَاءَ لَمْ یُؤْثِرْ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ السَّلَفِ۔

اللہ تعالیٰ نے اثر وقوت اشیاء میں اپنے حکم سے رکھی ہے جب چاہے اس سے اثر ظاہر فرمائے اور جب چاہے نہ فرمائے۔ یہی مذہب سلف ہے۔ (روح المعانی)

''بے شک ہمارے فرشتے لکھ رہے ہیں جو تم مکر گانٹھ رہے ہو''۔

اور تمہاری خفیہ چالیں کاتب اعمال فرشتے لکھ رہے ہیں ان سے تم مخفی نہیں کر سکتے اور ظاہر ہے کہ جس چیز سے کراماً کاتبین بھی واقف ہیں اس سے علیم وخبیر کیونکر بے خبر ہو سکتا ہے وہ تو علام الغیوب ہے۔

''وہ وہ ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں سیر کراتا ہے''۔

یعنی تمہاری چلنے پھرنے کی قوت بھی اسی نے تمہیں دی ہے جس سے تم قطع مسافت کرتے ہو خشکی میں پیروں سے اور سواری پر اور دریا میں کشتیوں جہازوں سے سفر کرتے ہو تو یہ اسباب سفر جو خشکی اور تری میں تمہیں قطع منازل اور طے مراحل کروا رہے ہیں یہ سب اسی ذات قادر وقیوم نے تمہیں عطا فرمائے۔

''حتیٰ کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ اچھی ہوا سے انہیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوں''۔

کہ ہوا موافق ہے اور کشتی یا جہاز سکون سے چل رہا ہے کہ

''اچانک ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف سے امواج بحر نے گھیر لیا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم گھر گئے اس وقت پکارتے ہیں اللہ کو اخلاص سے اس کے بندے ہو کر (اور کہتے ہیں) اگر تو ہمیں اس بلا سے نجات دے گا تو ہم ضرور تیرے شکر گزاروں میں سے ہوں گے''۔

رِیْحٌ عَاصِفٌ۔ دو لفظ ہیں ایک رِیْحٌ دوسرے عَاصِفٌ۔ علامہ راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ الرِّیْحُ مَعْرُوْفٌ وَ هُوَ فِیْمَا قِیْلَ الْهَوَاءُ الْمُتَحَرِّكُ (ریح مشہور لفظ ہے اور اس کا معنی متحرک ہوا)

اور ریح بمعنی رحمت بھی آتی ہے اور بمعنی عذاب بھی یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ (الروم:۴۶)۔ اور یُرْسِلُ الرِّیٰحَ

www.waseemziyai.com

بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ (الاعراف:۵۷)۔ اور بہ معنی عذاب اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا (القمر:۱۹)۔

لیکن ریح سے استعارۃ غلبہ کے معنی بھی لئے جاتے ہیں جیسے وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ اور بدبو کے معنی میں بھی بولتے ہیں رِيْحُ الْغَدِيْرِ اور خوشبو کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں رَائِحَةُ الْجَنَّةِ کہتے ہیں۔

صاحب حلیہ فرماتے ہیں کہ ریاح کی چار قسم ہیں اور ایک ایک معہود نام ہیں۔ جیسے

صبا: اسی کو قبول بھی کہتے ہیں یہ غمزدوں کو مسرور کرتی اور بدنوں کو تر و تازہ کرتی ہے۔

دوسری ہوا کا نام جنوب ہے یہ بادلوں کو جمع کرتی ہے۔

تیسری قسم شمال ہے۔

چوتھی قسم دبور ہے یہ دونوں ہوائیں بنیادیں اکھیڑ ڈالتی ہیں۔ درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہیں اس ہوا کو ریح عقیم، ریح عاصف اور ریح صرصر بھی کہتے ہیں۔

تو جب ریح عاصف اور امواج بحر اسے گھیر لیتی ہیں تو وہ خالصاً مخلصاً اپنے رب عزجل کو پکارتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جسے ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ وغیرہ نے نقل کیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ فَرَّ عِكْرِمَةُ بْنُ اَبِيْ جَهْلٍ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَاَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ اَصْحٰبُ السَّفِيْنَةِ اَخْلِصُوا فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا فَقَالَ عِكْرِمَةُ لَئِنْ لَّمْ يُنْجِنِيْ فِي الْبَحْرِ اِلَّا الْاِخْلَاصُ مَا يُنْجِيْنِيْ فِي الْبَرِّ غَيْرُهٗ – اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَهْدًا اِنْ اَنْتَ عَافَيْتَنِيْ مِمَّا اَنَا فِيْهِ اَنْ اٰتِيَ مُحَمَّدًا حَتّٰى اَضَعَ يَدِيْ فِيْ يَدِهٖ فَلَاَجِدَنَّهٗ عَفُوًّا كَرِيْمًا قَالَ فَجَاءَ فَاَسْلَمَ۔

یوم فتح مکہ پر عکرمہ بن ابی جہل بھاگ کر کشتی میں سوار ہو گئے تو یہاں انہیں ریح عاصف اور امواج بحر نے گھیر لیا تو کشتی والے کہنے لگے اب خالص و مخلص ایمان سے دعا کرو اس لئے کہ تمہارے خود ساختہ معبود تمہیں اس بلا سے مستغنی نہیں کر سکتے تو عکرمہ رضی اللہ عنہ بولے اگر ہمارے معبود دریا میں ہمیں نجات نہیں دلا سکتے تو ہمیں خشکی میں بھی ان سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے دعا کی الٰہی بے شک اب میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اگر تو ہی ہماری نجات کا مالک ہے اگر تو نے مجھ کو اس بلا سے جس میں میں پھنسا ہوا ہوں نجات دی تو میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچ کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دوں گا (یعنی ایمان و اسلام پر بیعت کر لوں گا) اس لئے کہ میں نے انہیں سراپا بخشش و کرم پایا ہے۔ چنانچہ اس بلا سے انہیں نجات ملی اور وہ سیدھے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر آئے اور آ کر اسلام قبول کر لیا۔

ایک روایت میں ابن سعد ابن ابی ملیکہ رحمہم اللہ سے یوں بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ جب کشتی میں سوار ہوئے اور انہیں آندھی اور امواج بحر نے گھیر لیا تو کشتی والے خالص و مخلص ہو کر توحید پر آ کر اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے تو عکرمہ کشتی والوں سے کہنے لگے یہ کیا کر رہے ہو تو سب نے کہا عِكْرِمَةُ هٰذَا مَكَانٌ لَا يَنْفَعُ فِيْهِ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى۔ اے عکرمہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نفع نہیں دے سکتا تو حضرت عکرمہ بولے یہ وہ خدا ہے جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلاتے ہیں۔ تو واپس لوٹ آؤ اور میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور اسلام لے آئے۔

www.waseemziyai.com

اس آیت سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ ایسے مخمصہ اور مصیبت میں بت پرست بھی اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں۔ لیکن حضرت عکرمہ بن ابی جہل کی طرح سب نجات پا لینے کے بعد مومن نہیں ہو جاتے بلکہ۔ ''جب انہیں اللہ بچا لیتا ہے تو جبھی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں''۔

اور وعدہ خلافی پر اتر آتے ہیں کفر و معصیت پر اصرار کرنے لگتے ہیں چنانچہ ایسے لوگوں کو تنبیہاً منادی بنا کر ارشاد فرماتا ہے:

''اے لوگو! تمہاری بغاوت تمہاری ہی جانوں کا وبال ہے دنیا کے جیتے جی برت لو۔ عیش کر لو پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے تو جب تمہیں جتا دیں گے جو تمہارے کرتوت ہیں''۔

اس آیہ کریمہ میں زجر و توبیخ ہے ان کی بغاوت پر چنانچہ ابو الشیخ، ابو نعیم اور خطیب اور دیلمی وغیرہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جو کرنے والے پر لوٹ کر پڑتی ہیں۔ اَلْمَكْرُ وَالنَّكْثُ وَالْبَغْيُ (مکر اور بدعہدی اور سرکشی) اور پھر یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی: يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ۔ اور وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ۔ اور فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ۔

مکر کی تعریف ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اَصْلُ الْمَكْرِ اِخْفَاءُ الْكَيْدِ وَالْمَضَرَّةِ (روح المعانی) (خفیہ تدبیر اور تکلیف پہنچانے کو مکر کہتے ہیں)۔

اور نکث کی تعریف علامہ راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلنَّكْثُ نَكْثُ الْاَكْسِيَةِ وَالْغَزْلِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّقْضِ وَاسْتُعِيْرَ لِنَقْضِ الْعَهْدِ قَالَ تَعَالٰى وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ - اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ۔

(نکث کپڑا یا سوت توڑنے پر بولا جاتا ہے جیسے نقض ٹھوس چیز کو توڑنے پر بولتے ہیں اور عہد توڑنے پر مجازاً استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور اگر وہ اپنی مضبوط قسمیں توڑیں''۔ اور نا گہاں وہ اپنے عہد توڑ دیتے ہیں)

اور بغی کی تعریف میں فرماتے ہیں: اَلْبَغْيُ طَلَبُ تَجَاوُزِ الْاِقْتِصَادِ فِيْمَا يَسْتَوِيْ تَجَاوُزُهٗ قَالَ عَزَّوَجَلَّ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ - يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ۔ (بغی کا معنی ہے درمیانی روش سے تجاوز کرنے کی خواہش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے پہلے انہوں نے فتنہ بپا کرنا چاہا۔ وہ تم میں فتنہ ڈالنا چاہتے ہیں)۔

وَالْبَغْيُ عَلٰى ضَرْبَيْنِ - اَحَدُهُمَا مَحْمُوْدٌ وَ هُوَ تَجَاوُزُ الْعَدْلِ اِلَى الْاِحْسَانِ وَالْفَرْضِ اِلَى التَّطَوُّعِ وَالثَّانِيْ مَذْمُوْمٌ وَ هُوَ تَجَاوُزُ الْحَقِّ اِلَى الْبَاطِلِ اَوْ تَجَاوُزُهٗ اِلَى الشُّبْهِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْحَقُّ بَيِّنٌ وَالْبَاطِلُ بَيِّنٌ وَ بَيْنَ ذَالِكَ اُمُوْرٌ مُّشْتَبِهَاتٌ وَ مَنْ رَتَعَ حَوْلَ الْحِمٰى اَوْشَكَ اَنْ يَّقَعَ فِيْهِ۔

بغی۔ محمود و مذموم دونوں معنی میں مستعمل ہے۔ عدل سے متجاوز ہو کر احسان کی طرف جانا فرض و حقوق عباد ادا کر کے اس کی تطوعاً خدمت کرنا یہ تو اچھی صورت میں بغی ہے۔

اور مذموم حق سے تجاوز کر کے باطل کی طرف جانا اور شبہات میں الجھ کر حق سے انحراف کرنا یہ برے معنی میں استعمال ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق ظاہر ہے اور باطل بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں اور جو چراگاہ کے اردگرد چرائے گا قریب ہے کہ اس میں جا پڑے۔

www.waseemziyai.com

آگے ارشاد ہے:

''دنیا کی زندگی کی ایسی مثال ہے جیسے ہم نے پانی آسمان سے اتارا تو اس کے سبب سے زمین سے سبزہ اگا جسے آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں''۔

یعنی پھل اور غلہ اور کڑب اور گھاس وغیرہ۔

''حتیٰ کہ جب زمین نے اپنی شادابی اور سبزہ کافی لے لیا۔ لہلہا اٹھی اور خوب پھل پھول سے آراستہ ہوگئی'' اور کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوگئیں۔

''اور کسان اس کے مالک یقین کر چکے کہ یہ ہمارے قبضہ میں آگئی ہمارا حکم اس پر آیا رات یا دن میں''۔

یعنی اچانک ہمارا عذاب آیا بجلی کی شکل میں یا اولے برسنے سے یا آندھی چلنے کی صورت میں۔

''تو ہم نے اسے کر دیا حصید گویا کل تھی ہی نہ۔ ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں غور و فکر کرنے والوں کو''۔

حصید عربی میں حصد سے ہے اور حصد کہتے ہیں قطع زراعت کو وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ تو یہ حصاد محمود ہے اور فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا یہ حصاد علیٰ سبیل الافساد ہے یعنی تمام کھیتی تباہ ہو کر کھاد ہی بن کر رہ گئی۔

اور زخرف سے زخرفہا فرمایا جس کے معنی حسن و بہجت کے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَلزُّخْرُفُ الذَّهَبُ اسْتُعِيْرَ لِلنَّضَارَةِ۔ زخرف اصل میں سونے کے لئے لغت ہے اس سے استعارہ کیا گیا نضارۃ و بہجت سے۔ آگے ارشاد ہے:

''اور اللہ بلاتا ہے دار السلام کی طرف''۔

پہلی آیت میں ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل بیان فرمائی جو دنیا کے چاہنے والے ہیں اور آخرت کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ اس آیہ کریمہ میں مثال سبزہ کی دے کر ذہن نشین کیا کہ دنیوی زندگی ایک سبز باغ ہے اس کے حاصل کرنے کی فکر میں جب انسان اپنی عمر ضائع کر دیتا ہے اور اسے اتنا حاصل کر لیتا ہے کہ مطمئن ہو کر نشہ کامیابی میں بدمست ہو جاتا ہے تو مفاجتاً اسے موت آ کر گھیر لیتی ہے اور وہ حاصل شدہ فانی نعمتوں سے بے معنی لذتوں سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کے بعد کف افسوس ملنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

آگے کے دن چلے گئے اور ہر سے کہا نہ ہیت اب پچتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

یہ مضامین اہل فکر کو اس لئے بتائے جاتے ہیں تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور ظلمت شکوک و اوہام سے نجات پا کر اخروی مقام کی طرف رجوع ہوں اور اللہ تعالیٰ تو تمہیں دار السلام کی طرف ہمیشہ دعوت دیتا ہے اور دنیا کی بے ثباتی تمہارے ذہن نشین کر کے اس طرف کی راہنمائی کرتا ہے جو دوامی اور ابدی ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں دار السلام سے مراد جنت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم خاص ہے کہ اپنے فضل سے تمہیں اس کی دعوت دے رہا ہے اور چونکہ ہدایت و ضلالت اس کے قبضہ میں ہے اس لئے فرمایا:

''اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے''۔

اور وہ سیدھی راہ دین اسلام ہے اس لئے کہ دین ہی اسلام کو قرار دیا گیا اور فرمایا: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔

www.waseemziyai.com

بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فرشتے حاضر آئے اور آپ اس وقت آرام فرما تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ہیں بعض کہنے لگے آپ کی آنکھیں خواب میں ہیں اور دل بیدار ہے بعض کہنے لگے اس کی مثال بتاؤ تو انہوں نے کہا جس طرح کسی نے مکان بنایا اور اس میں انواع واقسام کی نعمتیں مہیا کیں اور کسی کو کہا کہ لوگوں کو بلائے تو جس نے اس بلانے والے کی پیروی کی اور اس مکان میں داخل ہو گیا وہ ان نعمتوں سے متمتع ہو گیا اور جس نے اس بلانے والے کی اطاعت نہ کی وہ نہ مکان میں داخل ہوا اور نہ ان نعمتوں سے متمتع ہو سکا۔

اس کے بعد فرشتوں میں گفتگو ہوئی کہ اس مثال کی تطبیق کرو۔ تا کہ سمجھ میں آ سکے تو وہ کہنے لگے:

مکان جنت ہے اور داعی الی الجنۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لی اس نے اللہ کی اطاعت کر لی۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ۔ تو ارشاد ہے کہ

''بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر سیاہی اور نہ خواری''

یہاں بھلائی والوں سے مراد اللہ عزوجل کے متبع بندے ہیں اور ان کے لئے جو بھلائی ہے اس سے جنت مراد ہے اور زیادہ جو فرمایا اس سے مراد دیدار الٰہی عزوجل ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اور عنایت فرمائے وہ عرض کریں گے الٰہی تو نے ہمارے چہرے منور کئے اور جنت میں داخل فرمایا۔ دوزخ سے ہمیں نجات دی اس سے زیادہ اور کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ایک پردہ اٹھے گا اور دیدار الٰہی سے وہ نوازے جائیں گے اور اس نعمت کو اہل جنت تمام نعمتوں سے فزوں سمجھیں گے اور احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے۔ (روح المعانی)

آگے ارشاد ہے:

''یہ جنت والے ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ جنہوں نے کمائے گناہ تو برائی کا بدلہ اسی جیسا ہے اور ان پر چڑھی ہوئی ہوگی ذلت انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا ان کے چہروں کو ڈھانپ لیا ہوگا اندھیری رات کے ٹکڑے نے یہ جہنم والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

اس آیہ کریمہ میں نیکی بدی کی جزا سزا کا فرق بھی ظاہر فرما دیا کہ جیسے نیکی کا بدلہ دس گنا اور سات سو گنا تک ہے۔ گناہ کا بدلہ ایسا نہیں بلکہ جتنا گناہ اتنا ہی اس کا بدلہ ہے۔

''اور جس دن ہم اٹھائیں گے ان سب کو پھر فرمائیں گے مشرکوں سے اپنی جگہ رہو تم اور تمہارے شریک''۔

یعنی جب موقف حساب پر سب کو جمع کیا جائے تو مشرکوں کو ان کے بتوں کے ساتھ انہیں جمع کیا جائے تو اس وقت بت بھی اپنے پجاریوں کی پوجا سے انکار کر دیں اور قسمیں کھا کر بارگاہ رب العزت عزوجل میں عرض کریں کہ ہم تو جماد محض تھے نہ سنتے تھے نہ دیکھتے نہ سمجھتے تھے اور نہ نہیں جانتے تھے کہ یہ ہمیں پوج رہے ہیں۔

''تو ہم انہیں ایمان والوں سے جدا کر دیں گے اور وہ بت کہیں مشرکوں سے تم نہیں تھے ہمیں پوجنے والے تو اللہ گواہ کافی

www.waseemziyai.com

ہے ہم میں اور تم میں کہ ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی یہاں ہر جان جان لے گی جو انہوں نے آگے بھیجا اور اللہ کی طرف پلٹائے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور بے کار جائیں گی ان کی افتراء پردازیاں''۔

یعنی بتوں کو خدا عزوجل کا شریک بنا کر افتراء باندھنا انہیں معبود ٹھہرانا۔ یہاں ضل کے معنی باطل و بے معنی کے لئے جائیں گے اور قرآن کریم میں۔ ضَلَّ - ضَالٌّ - ضَلَالٌ - تَضْلِيلٌ - ضَالِّيْنَ۔ جہاں جہاں بھی ہے۔ ہر مقام پر علیحدہ علیحدہ معنی ہیں۔ اس کی تفصیل علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں اس طرح فرماتے ہیں۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ - اَیْ ضَاعَ وَ ذَهَبَ۔ رائیگاں اور سب کچھ اکارت گیا۔

اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ ہمارے باپ محبت یوسف میں از خود رفتہ ہیں۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ تمہیں ہم نے اے محبوب اپنی محبت میں از خود رفتہ پایا تو اپنے سے ملا لیا۔

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ آدمی جو تیرا داروغہ مطبخ تھا وہ میرے طمانچہ سے مرا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں اپنی طاقت سے بے خبر تھا۔ یہاں ضالین بمعنی ''بے خبر'' آیا ہے۔

راغب رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں۔ ضَلَّ - اَلضَّلَالُ الْعُدُوْلُ عَنِ الطَّرِيْقِ الْمُسْتَقِيْمِ وَ يُضَادُّهُ الْهِدَايَةُ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَ قَالَ بَعْضُ الْحُكَمَاءِ كَوْنُهَا مُصِيْبِيْنَ فِیْ وَجْهٍ وَ كَوْنُهَا ضَالِّيْنَ مِنْ وُجُوْهٍ كَثِيْرَةٍ۔

خاک میں ملنے کے معنی میں بھی آتا ہے ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ یَعْنِیْ اِسْتِحَالَةُ الْبَدَنِ۔

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِیْ تَضْلِيْلٍ اَیْ فِیْ بَاطِلٍ۔ یعنی ان کی تدبیر کو باطل کر دیا۔

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ - اَیْ لَا يَقْصُدُوْنَ۔ یہاں محض ارادہ پر لفظ ضال استعمال کیا گیا وغیرہ ذالک۔ مفردات راغب اصفہانی۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾

انہیں فرمائیے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھ کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے امور کی تو اب کہیں گے اللہ تو فرما دیجئے کہ کیوں نہیں ڈرتے۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۖۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب تو کیا ہے بعد حق کے مگر گمراہی تو کہاں ٹکرا رہے ہو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

ایسے ہی ثابت ہو چکا فرمان تیرے رب کا ان پر جو فاسق ہیں تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

www.waseemziyai.com

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾

فرما دیجئے کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو اول مخلوق پیدا کرے پھر فنا کے بعد دوبارہ لوٹائے۔ فرما دیجئے وہ اللہ ہے کہ اول بناتا ہے مخلوق پھر فنا کے بعد بناتا ہے تو تم کہاں اوندھے جا رہے ہو۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾

فرما دیجئے کیا تمہارے شریکوں سے کوئی ہے کہ ہدایت کرے حق کی تو کیا جو حق کی راہ دکھائے وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو نہیں راہ دکھا سکتا بلکہ خود راہ نمائی کا محتاج ہے تو تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

اور نہیں اکثر ان کے پیرو مگر نرے گمان کے بے شک گمان حق سے مستغنی نہیں کر سکتا بے شک اللہ جانتا ہے ان کے کرتوت۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾

اور نہیں اس قرآن کی یہ شان کہ کوئی بنا سکے اللہ کے سوا لیکن وہ پہلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ایسا مفصل کہ اس میں شک نہیں پروردگار جہانوں کی طرف سے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے بنایا ہوا ہے فرمائیے کہ لاؤ اس کے مثل ایک سورت اور بلا لو جنہیں بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾

بلکہ جھٹلایا اسے جس کے علم کا احاطہ نہ کر سکے اور جب نہیں لائے ہیں اس کی تاویل ایسے ہی جھٹلایا تھا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے تو دیکھئے کیا ہوتا ہے انجام ظالموں کا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع

اور ان میں سے وہ ہیں جو ایمان لائے اور ان میں سے وہ ہیں جو ایمان نہ لائے اور تمہارا رب خوب جانتا ہے فسادیوں کو۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

قُلْ۔ فرمائیے	مَنْ۔ کون	يَّرْزُقُكُمْ۔ رزق دیتا ہے تمہیں	مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین سے	اَمَّنْ۔ یا کون	يَّمْلِكُ۔ مالک ہے	السَّمْعَ۔ کانوں کا
وَالْاَبْصَارَ۔ اور آنکھوں کا	وَمَنْ۔ اور کون	يُّخْرِجُ۔ نکالتا ہے	الْحَيَّ۔ زندہ کو

www.waseemziyai.com

مِنَ الْمَيِّتِ۔ مردہ سے
وَمَنْ۔ اور کون
اللّٰهُ۔ اللہ
فَذٰلِكُمُ۔ پھر یہ ہے
فَمَاذَا۔ پھر نہیں ہے
فَاَنّٰى۔ پھر کہاں
كَلِمَتُ۔ بات
اَنَّهُمْ۔ بے شک وہ
مِنْ شُرَكَآئِكُمْ۔ تمہارے شریکوں میں سے
الْخَلْقَ۔ مخلوق
اللّٰهُ۔ اللہ
اس کو
هَلْ مِنْ۔ کیا کوئی ہے
کرے
اللّٰهُ۔ اللہ
يَّهْدِيْٓ۔ راہنمائی کرے
يُّتَّبَعَ۔ پیروی کیا جائے
يُّهْدٰى۔ راہ دکھایا جائے
وَمَا۔ اور نہیں
اِنَّ الظَّنَّ۔ بے شک گمان
اِنَّ اللّٰهَ۔ بے شک اللہ
وَمَا كَانَ۔ اور نہیں ہے
مِنْ دُوْنِ۔ سوائے
الَّذِيْ۔ اس کی
الْكِتٰبِ۔ کتاب کی
الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں سے ہے
فَاْتُوْا۔ پھر لاؤ
مَنِ اسْتَطَعْتُمْ۔ جس کو تم بلا سکتے ہو

وَيُخْرِجُ۔ اور نکالتا ہے
يُدَبِّرُ۔ تدبیر کرتا ہے
فَقُلْ۔ پھر کہہ دیجئے
اللّٰهُ۔ اللہ
بَعْدَ۔ بعد
تُصْرَفُوْنَ۔ پھیرے جاتے ہو
رَبِّكَ۔ رب تیرے کی
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لائیں گے
شُرَكَآئِكُمْ۔ تمہارے شریکوں سے
يَبْدَؤُا۔ پہلی بار بناتا ہے
فَاَنّٰى۔ پھر کہاں
تُؤْفَكُوْنَ۔ پھیرے جاتے ہو
لَا يَهِدِّيْٓ۔ نہیں راہ پاتا
اِلَّا۔ مگر
يَهْدِيْٓ۔ راہنمائی کرتا ہے
اِلَى۔ طرف
يَهِدِّيْٓ۔ راہنمائی کرتا ہے
اِلَى الْحَقِّ۔ حق کی
اَمَّنْ۔ یا وہ جو
فَمَا لَكُمْ۔ پھر کیا ہے تم کو
يَتَّبِعُ۔ پیروی کرتے
عَلِيْمٌۢ۔ جاننے والا ہے
هٰذَا الْقُرْاٰنُ۔ یہ قرآن
اللّٰهِ۔ اللہ کے
بَيْنَ يَدَيْهِ۔ جو اس سے پہلے ہے
لَا رَيْبَ۔ نہیں شک
اَمْ يَقُوْلُوْنَ۔ کیا وہ کہتے ہیں
بِسُوْرَةٍ۔ ایک سورۃ

الْمَيِّتَ۔ مردہ کو
الْاَمْرَ۔ کام کی
اَفَلَا۔ کیا نہیں
رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب
الْحَقِّ۔ حق کے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
عَلَى الَّذِيْنَ۔ ان پر جو
مَّنْ۔ کوئی ہے جو
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ پھر لوٹائے اس کو
الْخَلْقَ۔ مخلوق
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ پھر لوٹائے گا
قُلْ۔ کہہ
مَّنْ يَّهْدِيْٓ۔ جو راہ نمائی
قُلِ۔ کہہ
الْحَقِّ۔ حق کی
لِلْحَقِّ۔ حق کی
اَحَقُّ۔ زیادہ حقدار ہے
كَيْفَ۔ کیسے
اَكْثَرُهُمْ۔ اکثر ان کے
مِنَ الْحَقِّ۔ حق سے
بِمَا۔ جو کچھ
اَنْ۔ یہ کہ
وَلٰكِنْ۔ اور لیکن
وَتَفْصِيْلَ۔ اور تفصیل ہے
فِيْهِ۔ اس میں
اَمْ يَقُوْلُوْنَ۔ کیا وہ کہتے ہیں
افْتَرٰىهُ۔ کہ اس کو بنایا ہے
مِّثْلِهٖ۔ اس کی مثال
مِّنْ دُوْنِ۔ سوائے

مِنَ الْحَيِّ۔ زندہ سے
فَسَيَقُوْلُوْنَ۔ تو کہیں گے
تَتَّقُوْنَ۔ ڈرتے تم
الْحَقُّ۔ سچا
اِلَّا الضَّلٰلُ۔ مگر گمراہی
حَقَّتْ۔ حق ہوگئی
فَسَقُوْا۔ فاسق ہوئے
قُلْ هَلْ۔ کہہ کیا
يَّبْدَؤُا۔ پہلی بار بنائے
قُلِ۔ کہہ
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ پھر لوٹائے گا
قُلْ۔ کہہ
اَفَمَنْ۔ کیا پھر جو
اَنْ۔ یہ کہ
اِلَّآ اَنْ۔ مگر یہ کہ
تَحْكُمُوْنَ۔ فیصلے کرتے ہو
اِلَّا ظَنًّا۔ مگر گمان کی
شَيْـًٔا۔ کچھ بھی
يَفْعَلُوْنَ۔ وہ کرتے ہیں
يُّفْتَرٰى۔ بنایا جائے
تَصْدِيْقَ۔ تصدیق ہے
وَتَفْصِيْلَ۔ اور تفصیل ہے
مِنْ رَّبِّ۔ کہ رب
قُلْ۔ کہہ
وَادْعُوْا۔ اور بلاؤ
اللّٰهِ۔ اللہ کے

www.waseemziyai.com

اِنْ كُنْتُمْ۔ اگر ہو تم
صٰدِقِيْنَ۔ سچے
بَلْ۔ بلکہ
كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا انہوں نے
بِمَا۔ جس کو
لَمْ يُحِيْطُوْا۔ نہ گھیر سکے
بِعِلْمِهٖ۔ اس کے علم سے
وَلَمَّا۔ اور ابھی نہ
يَاْتِهِمْ۔ آئی ان کے پاس
تَاْوِيْلُهٗ۔ اس کی تاویل
كَذَّبَ۔ جھٹلایا
الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے جو
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے
فَانْظُرْ۔ پھر دیکھ
كَيْفَ۔ کیسا
كَانَ۔ ہوا
عَاقِبَةُ۔ انجام
الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کا
وَمِنْهُمْ۔ اور بعض ان سے
مَّنْ يُّؤْمِنُ۔ ایمان لائے
بِهٖ۔ اس کے ساتھ
وَمِنْهُمْ۔ اور بعض ان سے
مَّنْ۔ وہ ہیں جو
لَّا يُؤْمِنُ۔ نہیں ایمان لاتے
بِهٖ۔ ساتھ اس کے
وَرَبُّكَ۔ اور تیرا رب
اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
بِالْمُفْسِدِيْنَ۔ فسادیوں کو

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

''آپ فرمادیں کہ کون ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے''۔

یعنی آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اگا کر۔

''یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا''۔

یعنی حواس خمسہ تمہیں کس نے دیئے کس نے یہ عجائب تمہیں بخشے اور کون انہیں مدتوں تک محفوظ رکھتا ہے۔

''اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے''۔

یعنی انسان کو نطفہ سے اور نطفہ کو انسان سے پرند کو انڈے سے اور انڈے کو پرند سے۔ مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے عالم کو جاہل سے اور جاہل کو عالم سے۔

''اور کون تدبیر کرتا ہے تمام کاموں کی تو اب کہیں گے کہ اللہ''۔

یعنی اعتراف کریں گے اس کی قدرت کاملہ کا اور اس کے سوا کچھ چارہ نہ ہوگا۔

''تو آپ فرمائیں کہ تم کیوں نہیں ڈرتے''۔ اس کے عذاب سے۔ ''تو اللہ ہے تمہارا سچا رب''۔ جو اس شان کی قدرت کاملہ کا مالک ہے۔ ''تو کیا ہے حق کے بعد مگر گمراہی''۔

یعنی جبکہ ایسے براہین واضحہ اور دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا کہ مستحق عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ماسواء سب باطل و گمراہی ہے تو پھر اس کی قدرت جان لینے کے بعد جدھر بھی پلٹو گے وہ گمراہی ہوگی۔

''تو کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو یوں ہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر''۔

یعنی ان کافروں پر جو اپنے کفر میں راسخ ہو گئے اور رب کی بات سے مراد دو ہی امر ہو سکتے ہیں یا قضاء وقدر الٰہی عزوجل یا وعید شدید لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ۔

''تو وہ ایمان نہ لائیں گے فرما دیجئے کہ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے''۔ یعنی ان بتوں میں جنہیں مشرک معبود بنائے ہوئے ہیں کہ ''اول بنائے پھر فنا کر کے دوبارہ بنائے''۔

یعنی یہ استفہام انکاری کے طور پر فرمایا کہ ایسا ان بتوں میں کوئی نہیں اور اس بات کو مشرک بھی جانتا ہے کہ پیدا کرنے

www.waseemziyai.com

والا اللہ ہی ہے۔

''اے محبوب فرما دیجئے کہ اللہ ہی اول بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اوندھے جا رہے ہو۔

اور ایسی روشن اور واضح اور غیر مبہم دلائل قائم ہو جانے پر بھی راہ راست سے انحراف کر رہے ہو۔

''فرما دیجئے کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ راہ حق دکھائے''۔

اور رسول بھیج کر حجتیں قائم فرمائے اہل عقل کو بصیرت ونظر عطا فرما کر سیدھے راستہ کی راہ نمائی کرے اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں۔

''آپ فرما دیجئے وہ اللہ ہی ہے کہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق کی راہ دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہئے یا اس کی پیروی جو خود راہ نہ پا سکے جب تک اسے راہ نہ دکھائی جائے''۔

جیسے بت کہ کسی طرف جا ہی نہیں سکتے جب تک انہیں کوئی اٹھا کر نہ لے جائے اور نہ کسی چیز کی حقیقت کو سمجھیں اور نہ راہ حق کو پہچانیں جب تک اللہ تعالیٰ انہیں زندگی نہ دے اور ادراک نہ بخشے تو جس کی اپنی مجبوری کا یہ عالم ہے تو وہ دوسرے کو کیا راہ دکھا سکتے ہیں تو ایسے جماد و بے جان کو معبود بنانا اور ان کی اطاعت کرنا کس قدر باطل ہے۔

''تو تمہیں کیا ہوا کیسے حکم لگاتے ہو''۔ یہ مخاطبہ مشرکین سے ہے'' اور ان میں اکثر تو پیروی نہیں کرتے مگر محض ظن اور گمان کی بے شک گمان حق کے مقابل کچھ کام نہیں دیتا بے شک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے اور نہیں ہے اس قرآن کی یہ شان کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بغیر اللہ کے اتارے''۔

یہ مشرکین کے اس وہم کا جواب ہے جو انہوں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا کہ یہ قرآن از خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا کر ہمیں خدا کا کلام کہہ کر پیش کیا ہے اور اس امر کو بھی اس آیہ کریمہ میں واضح فرمایا کہ قرآن کریم ایسی کتاب نہیں جس کی نسبت تردد کیا جا سکے اس کی مثل بنانے سے ساری مخلوق انس وجن عاجز ہے وہ کتاب اللہ تعالیٰ نے ہی نازل فرمائی ہے اسی لئے علی الاعلان فرما دیا گیا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ پھر یہ بھی فرما دیا کہ یہ کتاب پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

''اور لیکن وہ کتاب وہ ہے کہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے'' یعنی توریت، انجیل اور زبور کی تصدیق کرتی ہے۔'' جو تمہارے آگے ہے اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے''۔ اور اس پر بھی یہ کہیں تو فرما دیجئے۔'' کیا تم کہتے ہو کہ یہ انہوں نے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) بنا لیا ہے تو فرما دیجئے تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جن کو جمع کرنے کی قوت رکھتے ہو سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلاتے ہو جس کے علم پر قابو نہیں پا سکتے''۔

اس آیہ کریمہ میں اس امر کی تردید ہے کہ تم اپنے خیال میں یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاغت وفصاحت کا نتیجہ سمجھ رہے ہو تو وہ بھی بڑے بلاغت وفصاحت کے دعویدار ہیں۔ لہٰذا وہ اور دنیا کے تمام بلغاء وفصحا کو جمع کر کے اس کا کیوں نہیں مقابلہ کرتے۔ اس لئے کہ انسان کے ہر کلام بلاغت کا مقابلہ کسی نہ کسی بلیغ نے کیا۔ دعبل، ابو العتاہیہ، ابو نواس، امرؤ القیس

www.waseemziyai.com

ابوزید سرو جی اور کون کون سے بلغاء ہو چکے۔

متنبّی، حماسہ اور سبعہ معلقہ والے انہوں نے اس کے مقابلہ کی جرأت کیوں نہ کی۔ ہمارا مطالبہ سارے قرآن پاک کے مقابلہ کا نہیں ہے بلکہ ہم تو اس کے مقابلہ کی ایک سورت تم سے طلب کرتے ہیں مگر تم اس کلام پاک کو سمجھے بغیر اس کی تکذیب پر تل گئے ہو اور یہ تکذیب تمہارے جہل کی دلیل ہے کہ بغیر جانے بوجھے محض عناد کی بنا پر انکار کر رہے ہو اگر سوچتے تو جانتے کہ یہ کلام پاک ایسے علوم پر مشتمل ہے جس کا مدعیان علم وخرد احاطہ کرنے سے قاصر ہیں تو اس کی طرف جھکنا چاہئے تھا نہ کہ انکار کرنا اپنا طریقہ بنالیا۔

''اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا''۔

یعنی اس انکار کرنے سے جس عذاب کے وہ مستحق ہیں وہ ان کے سامنے نہیں آیا اور اس کی تمام وعیدیں اس قرآن میں بیان ہو چکی ہیں۔

''ویسے ہی اگلوں نے ان سے پہلے جھٹلایا تھا''۔

محض عناد وحسد سے ان رسولوں علیہم السلام کے معجزات وآیات دیکھ دیکھ کر بھی منکر بنے رہے اور نظر وتدبر سے کام نہ لیا۔

''تو اے محبوب دیکھئے ظالموں کا انجام کیا ہوا''۔ کہ وہ انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا ہوئے۔

''اور ان میں کوئی ایمان لاتا ہے اور ان میں سے کوئی ان پر ایمان نہیں لاتا اور تمہارا رب خوب جانتا ہے مفسدوں کو''۔

یعنی اہل مکہ میں سے کوئی ایمان لاتا ہے اور کوئی بے ایمان رہتا ہے اور کفر پر اپنے عناد سے مصر رہتا ہے اسے تمہارا رب خوب جانتا ہے اور یہ لوگ فسادی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔سورۃ یونس۔پ ۱۱

وَ اِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلۡ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَ لَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ‌ ۚ اَنۡتُمۡ بَرِيۡٓـئُوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَ اَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾

اور اگر جھٹلائیں تمہیں تو فرما دیجئے میرے لئے میرے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل تم بیزار ہو میرے عملوں سے اور میں بیزار ہوں تمہارے کاموں سے۔

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُوۡنَ اِلَيۡكَ‌ ؕ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۲﴾

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو کیا آپ بہروں کو سنا دیں گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو۔

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡظُرُ اِلَيۡكَ‌ ؕ اَفَاَنۡتَ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں کیا آپ ہدایت فرما دیں گے اندھوں کو اگرچہ انہیں سوجھتا نہ ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ النَّاسَ شَيۡـئًا وَّ لٰـكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾

بے شک اللہ نہیں ظلم فرماتا لوگوں پر کچھ لیکن لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾

اور جس دن انہیں اٹھائے گا گویا نہ رہے تھے دنیا میں مگر ایک ساعت دن سے پہچان کریں گے آپس میں کہ بے شک نقصان میں رہے وہ جو جھٹلاتے تھے اللہ سے ملنا اور نہ تھے وہ ہدایت پر۔

وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور اگر دکھا دیں ہم تمہیں بعض اس میں سے جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں یا اٹھا لیں تمہیں اس سے پہلے اپنے پاس تو بہر حال ان کا لوٹنا ہماری ہی طرف ہے پھر اللہ گواہ ہے ان کے کاموں پر۔

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور ہر امت میں ایک رسول ہے تو جب آیا ان کا رسول ان کے پاس فیصلہ کر دیا جاتا ان میں انصاف کا اور ان پر ظلم نہ ہوتا۔

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

فرما دیجئے میں اپنی جان کے برے بھلے کا بھی ذاتی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے ہر امت کے لئے ایک مدت ہے جب ان کی مدت آ جائے تو نہ مؤخر ہوگی ایک ساعت اور نہ آگے بڑھے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

فرما دیجئے بھلا بتاؤ تو اگر آ جائے اس کا عذاب رات میں تم پر یا دن میں تو کیا جلدی ہے اس سے مجرموں کو۔

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

تو پھر جب واقع ہو جائے گا عذاب اس وقت ایمان لاؤ گے کیا اب مانتے ہو پہلے تو تم اس کی جلدی مچا رہے تھے۔

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾

پھر کہا جائے گا انہیں جو ظالم تھے چکھو عذاب دائمی تمہیں کچھ بدلہ نہ ملے گا مگر اس کا جو تم کما چکے۔

وَ يَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَ رَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور آپ سے اطلاع چاہتے ہیں کہ کیا وہ حق ہے فرما دیجئے ہاں۔ میرے رب کی قسم بے شک وہ حق ہے اور نہیں عاجز کر سکتے تم۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَاِنْ۔اور اگر
لِّیْ۔میرے لئے
اَنْتُمْ۔تم
وَاَنَا۔اور میں
وَمِنْهُمْ۔اور بعض ان سے
اَفَاَنْتَ۔کیا پھر تو
لَایَعْقِلُوْنَ۔نہ سمجھ سکتے
اِلَیْكَ۔تیری طرف
وَلَوْكَانُوْا۔اگرچہ ہوں وہ
لَایَظْلِمُ۔نہیں ظلم کرتا
النَّاسَ۔لوگ
یَحْشُرُهُمْ۔وہ ان کو اکٹھا کرے گا
اِلَّا۔مگر
بَیْنَهُمْ۔آپس میں
كَذَّبُوْا۔جنہوں نے جھٹلایا
كَانُوْا۔ہوئے وہ
بَعْضَ۔بعض

كَذَّبُوْكَ۔وہ آپ کو جھٹلائیں
عَمَلِیْ۔میرے عمل
بَرِیْٓـُٔوْنَ۔بیزار ہو
بَرِیْٓءٌ۔بیزار ہوں
مَّنْ۔وہ ہے جو
تُسْمِعُ۔سنا سکتا ہے
مَّنْ۔وہ ہے جو
اَفَاَنْتَ۔کیا پھر تو
لَایُبْصِرُوْنَ۔نہ دیکھ سکتے
النَّاسَ۔لوگوں پر
اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں پر
یَظْلِمُوْنَ۔ظلم کرتے ہیں
سَاعَةً۔ایک گھڑی
قَدْ۔بے شک
بِلِقَآءِ۔ملاقات
مُهْتَدِیْنَ۔ہدایت والے
الَّذِیْ۔اس عذاب کا

وَلَكُمْ۔اور تمہارے لئے
مِمَّآ۔اس سے جو
مِّمَّا۔اس سے جو
یَّسْتَمِعُوْنَ۔کان رکھتا ہے
الصُّمَّ۔بہرے کو
مَّنْ۔وہ ہے جو
تَهْدِی۔راہ دکھائے گا
اِنَّ۔بے شک
شَیْـًٔا۔کچھ بھی
یَظْلِمُوْنَ۔ظلم کرتے ہیں
كَاَنْ۔گویا کہ
مِّنَ النَّهَارِ۔دن سے
خَسِرَ۔گھاٹا اٹھایا
اللّٰهِ۔اللہ کی کو
وَاِمَّا۔اور اگر
نَعِدُهُمْ۔جو ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں

فَقُلْ۔تو فرمایئے
عَمَلُكُمْ۔تمہارے عمل
اَعْمَلُ۔میں عمل کرتا ہوں
تَعْمَلُوْنَ۔تم عمل کرتے ہو
اِلَیْكَ۔تیری طرف
وَلَوْكَانُوْا۔اگرچہ ہوں وہ
یَّنْظُرُ۔دیکھتا ہے
الْعُمْیَ۔اندھے کو
اللّٰهَ۔اللہ
وَّلٰكِنَّ۔اور لیکن
وَیَوْمَ۔اور جس دن
لَّمْ یَلْبَثُوْٓا۔وہ نہیں ٹھہرے
یَتَعَارَفُوْنَ۔پہچانتے ہونگے
الَّذِیْنَ۔ان لوگوں نے
وَمَا۔اور نہ
نُرِیَنَّكَ۔دکھائیں ہم تجھے

فَاِلَیْنَا۔پھر ہماری طرف ہے
مَرْجِعُهُمْ۔ان کا لوٹنا
اَوْنَتَوَفَّیَنَّكَ۔یا ہم تجھے فوت کرلیں
ثُمَّ اللّٰهُ۔پھر اللہ
شَهِیْدٌ۔گواہ ہے
عَلٰی مَا۔اس پر جو وہ
یَفْعَلُوْنَ۔کرتے ہیں
وَلِكُلِّ۔اور واسطے ہر ایک
اُمَّةٍ۔امت کے
رَّسُوْلٌ۔ایک رسول ہے
فَاِذَا۔پھر جب
جَآءَ۔آئے گا
رَسُوْلُهُمْ۔ان کا رسول
قُضِیَ۔تو فیصلہ ہو جائے گا
بَیْنَهُمْ۔ان کے درمیان
بِالْقِسْطِ۔انصاف سے
وَهُمْ۔اور وہ
لَایُظْلَمُوْنَ۔نہیں ظلم کئے جائیں گے
وَیَقُوْلُوْنَ۔اور کہتے ہیں
مَتٰی۔کب ہے
هٰذَا۔یہ
الْوَعْدُ۔وعدہ
اِنْ كُنْتُمْ۔اگر ہو تم
صٰدِقِیْنَ۔سچے
قُلْ۔کہہ
لَآ اَمْلِكُ۔نہیں مالک میں
لِنَفْسِیْ۔اپنی جان کے
ضَرًّا۔نقصان
وَّلَا۔اور نہ
نَفْعًا۔نفع کا
اِلَّا مَا۔مگر جو
شَآءَ۔چاہے
اللّٰهُ۔اللہ
لِكُلِّ۔واسطے ہر ایک
اُمَّةٍ۔امت کے
اَجَلٌ۔ایک مدت ہے
اِذَا۔جب
جَآءَ۔آجاتی ہے

MARKAZUL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اَجَلُهُمْ۔ان کی مدت	فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ۔تو نہیں پیچھے رہتے	سَاعَةً۔ایک گھڑی	
وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ۔اور نہ آگے بڑھتے ہیں	قُلْ۔کہہ	اَرَءَیْتُمْ۔بھلا بتلاؤ	
اِنْ۔اگر	اَتٰىكُمْ۔آئے تمہارے پاس	عَذَابُهٗ۔اس کا عذاب	بَیَاتًا۔رات کو
اَوْنَهَارًا۔یا دن کو	مَّاذَا۔تو کیا	یَسْتَعْجِلُ۔جلدی ہے	مِنْهُ۔اس کی
الْمُجْرِمُوْنَ۔مجرموں کو	اَثُمَّ۔کیا پھر	اِذَامَا۔جب کہ	وَقَعَ۔واقع ہو جائے گا
اٰمَنْتُمْ۔ایمان لاؤ گے تم	بِهٖ۔اس کے ساتھ	آٰلْئٰنَ۔کیا اب	وَقَدْ۔اور بے شک
كُنْتُمْ۔تھے تم	بِهٖ۔اس کی	تَسْتَعْجِلُوْنَ۔جلدی کرتے	ثُمَّ قِیْلَ۔پھر کہا جائے گا
لِلَّذِیْنَ۔ان کو جنہوں نے	ظَلَمُوْا۔ظلم کیا	ذُوْقُوْا۔چکھو	عَذَابَ۔عذاب
الْخُلْدِ۔ہمیشہ کا	هَلْ۔نہیں	تُجْزَوْنَ۔بدلہ دیئے جاؤ گے تم	اِلَّا۔مگر
بِمَا۔جو کچھ	كُنْتُمْ۔تھے تم	تَكْسِبُوْنَ۔کمائی کرتے	وَ یَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ۔اور پوچھتے
ہیں تجھ سے	اَحَقٌّ۔کیا حق ہے	هُوَ۔وہ	قُلْ۔کہہ
اِیْ۔ہاں	وَرَبِّیْٓ۔میرے رب کی قسم	اِنَّهٗ۔بے شک وہ	لَحَقٌّ۔حق ہے
وَمَآ۔اور نہیں	اَنْتُمْ۔تم	بِمُعْجِزِیْنَ۔عاجز کرنے والے	

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔سورۃ یونس۔پ ۱۱

''اور اگر وہ جھٹلائیں تجھے (اے محبوب) تو کہہ دے کہ میرے عمل میرے لئے اور تمہاری کرنی تمہارے لئے''۔

یعنی اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ جھٹلاتے ہی رہیں اور ان کے ہدایت پر آنے کی امید منقطع ہو جائے تو انہیں آپ فرما دیں کہ ہر ایک کا عمل اپنے اپنے لئے ہے اور اس کی جزا و سزا اسے ملے گی۔لہٰذا

''تم میرے عمل سے بری اور میں تمہارے عمل سے بری''۔

کسی کے عمل پر دوسرا ماخوذ نہیں ہو سکتا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہو چکا: اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یہ جواب کفار و منافقین کو بطریق زجر و توبیخ دیا گیا۔گویا فرمایا گیا اگر تم نہیں مانتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو اس کا عذاب و نکال خود تم ہی پر ہے کسی دوسرے پر اس کا وبال نہیں ہو سکتا۔

''اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی سننے کے لئے کان لگاتے ہیں''۔

بعض منافقین میں سے ایسے بھی ہیں کہ آپ کا کلام سنتے ہیں مگر اپنے بغض باطنی کی وجہ سے اسے گوش قبول سے نہیں سنتے تو ایسا سننا بیکار ہے انہیں اس طرح سننے کا کوئی نفع نہیں وہ تو ایسے ہیں جنہیں۔

''اگر آپ سنائیں اور وہ بہرے ہوں'' تو کیا آپ بہروں کو سنا دیں گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو''۔

اور وہ حسد و عناد میں جل کر حواس و عقل کھو چکے ہیں۔

''اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو آپ کی طرف تکتے ہیں''۔

اور آپ کی صداقت کے دلائل اور علامات نبوت دیکھتے ہیں لیکن اپنی جبلت کفر کے باعث آپ کی تصدیق نہیں کرتے تو

www.waseemziyai.com

ایسے دیکھنے کا انہیں فائدہ نہیں ملتا وہ دل کی بینائی سے محروم اور باطن کے اندھے ہیں۔

''تو کیا آپ اندھوں کو راستہ دکھا دیں گے اگر چہ وہ سوجھ بوجھ اور بصارت نہ رکھتے ہوں بے شک اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا''۔

بلکہ انہیں راہنمائی کے تمام اسباب مہیا فرماتا ہے اور روشن معجزات اپنے نبیوں علیہم السلام کے ذریعہ دکھاتا ہے۔

''لیکن (جاہل، مشرک، منافق) ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں''۔

اور دلائل نبوت اور براہین پر غور نہیں کرتے اور باوجود حق واضح ہو جانے کے بھی گمراہی کی دلدل میں رہنا پسند کرتے ہیں اور ہدایت قبول نہیں کرتے۔

''اور جس دن اٹھائے گا''۔ ان کی قبروں سے اور میدان حشر میں حساب کے لئے لا کر کھڑا کیا جائے گا تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ ''گویا دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک دن کی ایک ساعت''۔

اس لئے کہ انہوں نے طلب دنیا میں تمام عمر ضائع کی تھی اور وہ عمل جو آج کام آنا تھا یعنی اطاعت الٰہی عزوجل اس طرف التفات ہی نہ کیا تو آج انہیں ان کی زندگی کے دن ایسے نظر آئیں گے گویا ایک ساعت ہی رہ کر حشر میں آ گئے اور اعمال صالح کر ہی نہ سکے۔

''آپس میں پہچان کر'' یعنی قبروں سے نکلتے وقت ایک دوسرے کو ایسا ہی پہچانیں گے جیسے دنیا میں جانتے تھے پھر قیامت کے اہوال اور دہشت ناک مناظر دیکھ کر کہیں گے۔ ''بے شک'' گھاٹے میں رہے'' وہ جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور نہیں تھے وہ ہدایت پر''۔ اور ہدایت ہی انہیں نجات دلانے والی تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے دن سراسیمگی اور پریشانی کی کیفیت دمبدم بدلے گی تو ان لوگوں کی کیفیت بھی متبدل ہو گی۔ چنانچہ کبھی تو پہچانیں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کریں گے اور کبھی نہ پہچانیں گے اور اپنے خسران ونقصان پر کہیں گے کہ اللہ کے حضور آنے کی تکذیب کرنے والے ٹوٹے میں رہے اور آج ذلت ہوئی۔

''اور اگر ہم تمہیں دکھا دیں کچھ اس میں سے'' عذاب کا کچھ حصہ'' جو ان کے لئے تیار کیا گیا ہے'' دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات صوری کے اندر'' یا تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلا لیں''۔ تو آپ کو آخرت میں ان کا عذاب دکھا دیں گے۔ اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر ومنافقین کے بہت سے عذاب اور ان کی ذلت ورسوائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیا میں بھی دکھا چکا ہے۔ چنانچہ بدر وحنین، احزاب اور خندق کے حالات اس پر شاہد ہیں اور بقیہ عذاب جو آخرت میں ان کے لئے مقرر ہے وہ بروز قیامت آپ ﷺ کو دکھا دیا جائے گا۔

''تو ہماری طرف ہی ان کا پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے ان کے کرتوت پر''۔ یعنی ان کے خفیہ وعلانیہ سب اعمال اس کے پیش نظر ہیں۔

''اور ہر امت میں ایک رسول ہوا جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا''۔

یعنی ہر امت میں رسول علیہ السلام تشریف لا کر انہیں حق کی دعوت دیتا رہا ہے اور اطاعت وایمان کا انہیں حکم دیتا رہا ہے تو احکام الٰہی عزوجل کی تبلیغ سن کر کچھ ایمان لاتے کچھ منکر ہو جاتے تو قُضِیَ بَیْنَهُمْ کا یہ مطلب ہے کہ جو ایمان لے آتے

www.waseemziyai.com

انہیں نجات کی بشارت مل جاتی اور جو تکذیب کرتے ان پر عذاب الٰہی عزوجل نازل ہوتا جس سے وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

ایک قول اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ یہ آخرت کا بیان ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بروز قیامت ہر امت کے لئے ایک رسول ہوگا جس کی طرف وہ امت منسوب ہوگی تو جب وہ رسول علیہ السلام موقف میں آئے گا تو جس پر اس کی شہادت ایمان پر ہوگئی وہ نجات یافتہ ہوگا اور جسے شہادت میں منکر و کافر کہا گیا وہ عذاب و وبال میں گرفتار ہوگا۔

''اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں''۔

یہ شان نزول سے ثابت ہوتا ہے کہ جب آیہ کریمہ وَ اِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ الخ میں وعید عذاب آئی تو کافروں نے بطور سرکشی و عناد کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سچے ہیں تو وہ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا اس میں کیوں دیر ہو رہی ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل کی اور فرمایا۔

''آپ فرمادیں میں اپنی جان کے بھلے برے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے''۔

یعنی میں اپنے ذاتی اختیار کا بھی مختار نہیں سوا اس کے کہ جس طرح یا جب اللہ چاہے مجھ سے تم پر عذاب نازل کرادے یا خود تمہیں معذب فرمائے میں اپنی اور اسلام کی دشمنی پر اپنے اختیار سے عذاب نازل کرنے کا مجاز نہیں بلکہ یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے البتہ اگر وہ چاہے کہ اس کے نبی کے ہاتھ سے ہی اس قوت کا ظہور ہو تو وہ دکھا سکتا ہے بغیر مشیت حق اپنی مرضی سے کوئی کچھ نہیں دکھا سکتا۔

''ہر امت کے لئے ایک وعدہ ہے''۔ جس میں وہ ہلاک کی جائے گی یا عذاب اور وہ وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

''تو ایک ساعت مقدم و مؤخر نہیں ہوگا''۔ آپ فرمادیں بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب تم پر آجائے رات یا دن میں تو اس عجلت میں کیا چیز ہے مجرموں کے پاس جس کے لئے عجلت کر رہے ہیں تو کیا جب عذاب واقع ہو جائے گا اس وقت ایمان لاؤ گے''۔

جب کہ ایمان تمہیں فائدہ نہ دے گا اس لئے کہ عذاب تو آکر تمہیں ہلاک ہی کرے گا۔ پھر کہتے رہنا اب ہم ایمان لائے اس وقت ایمان لانے کا فائدہ ہی نہیں بلکہ یہ کہا جائے گا جو فرعون کو ایمان لاتے وقت کہا گیا اس پر قرآن کریم میں ارشاد ہے: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ وہی جواب تمہیں مل جائے گا۔ فرعون جب نیل میں غرق ہونے لگا تو پکارا میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لایا اور میں مسلمانوں سے ہوں تو جواب دیا گیا اب ایمان کی سوجھی اس سے پہلے تو تو بڑا فسادی تھا وہ ہی آٰلْـٰٔنَ کہہ کر یہاں فرمایا گیا۔

''اب مانتے ہو پہلے تو اس عذاب کی بڑی جلدی مچا رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ کا عذاب چکھو اور کچھ بدلہ نہ ملے گا مگر وہ ہی جو تم کماتے تھے''۔ یعنی دنیا میں جیسے عمل کرتے رہے ویسا ہی بدلہ تمہیں مل رہا ہے تکذیب انبیاء اور بت پرستی کا بدلہ یہی عذاب ہے۔

''اور آپ سے پوچھتے ہیں کیا وہ (عذاب) حق ہے فرمادیجئے ہاں قسم بخدا بے شک وہ حق ہے اور تم اس عذاب پر عاجز نہ کرسکو گے''۔ یعنی اس کے روکنے میں کوئی قوت تمہاری تمہیں غالب نہ کرسکے گی۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَ لَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور اگر تمام جانیں ظلم کرنے والی زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہوتیں تو ضرور اپنی جان چھڑانے میں فدیہ دے دیتیں اور اپنی ندامت چھپاتیں دل میں جب دیکھتیں عذاب اور ان میں فیصلہ کر دیا گیا انصاف سے اور ان پر ظلم نہ ہوا۔

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

خبردار بے شک اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں خبردار رہو سب کہ وعدہ اللہ کا حق ہے اور لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

اے لوگو! بے شک تمہاری طرف آ گئی نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور صحت تمہارے دلوں کی اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کو۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾

فرما دیجئے اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے تو اس پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ بہتر ہے اس سے جو وہ دولت جمع کریں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾

فرمائیے بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا تو کر لیا تم نے اس میں سے حلال و حرام۔ فرمائیں کیا اللہ نے تمہیں اجازت دی یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

وَ مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور کیا گمان ہے ان کا جو افتراء کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا بے شک اللہ فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر ان کے شکر گزار نہیں۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَلَوْ - اور اگر
اَنَّ - بے شک
لِكُلِّ - ہر ہر ایک
نَفْسٍ - جان کے لئے
ظَلَمَتْ - جس نے ظلم کیا
مَا فِي الْاَرْضِ - جو کچھ زمین میں ہے
لَافْتَدَتْ - تو ضرور فدیہ دے
بِهٖ - اس کے ساتھ
وَاَسَرُّوا - اور چھپائیں گے
النَّدَامَةَ - ندامت کو
لَمَّا - جب کہ
رَاَوُا - دیکھیں گے
الْعَذَابَ - عذاب
وَقُضِيَ - اور فیصلہ کیا جائے گا
بَيْنَهُمْ - ان کے درمیان

www.waseemziyai.com

بِالْقِسْطِ۔انصاف سے
اَلَآ۔خبردار
میں ہے
اللّٰهِ۔اللہ کا
لَا يَعْلَمُوْنَ۔نہیں جانتے
وَ اِلَيْهِ۔اوراسی کی طرف
قَدْ۔بے شک
وَشِفَآءٌ۔اورشفاء
وَهُدًى۔اور ہدایت
قُلْ۔کہہ
رحمت سے
خَيْرٌ۔بہتر ہے
قُلْ۔کہہ
اللّٰهُ۔اللہ نے
مِّنْهُ۔اس سے
آٰللّٰهُ۔کیااللہ نے
عَلَى۔اوپر
ظَنُّ۔خیال ہے
الْكَذِبَ۔جھوٹ
لَذُوْ۔صاحب
وَلٰكِنَّ۔اورلیکن

وَهُمْ۔اوروہ
اِنَّ۔بے شک
وَالْاَرْضِ۔اورزمین میں
حَقٌّ۔سچاہے
هُوَ۔وہ
تُرْجَعُوْنَ۔لوٹائے جاؤ گےتم
جَآءَتْكُمْ۔آئی تمہارے پاس
لِّمَا۔اس کے لئے جو
وَّرَحْمَةٌ۔اوررحمت
بِفَضْلِ۔ساتھ فضل
فَبِذٰلِكَ۔پھراس کے ساتھ
مِّمَّا۔اس چیز سے
اَرَءَيْتُمْ۔بھلا بتلاؤ
لَكُمْ۔تمہارے لئے
حَرَامًا۔حرام
اَذِنَ۔اجازت دی ہے
اللّٰهِ۔اللہ کے
الَّذِيْنَ۔ان لوگوں کا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے دن
فَضْلٍ۔فضل ہے
اَكْثَرَهُمْ۔اکثران کے

لَا يُظْلَمُوْنَ۔نہ ظلم کئے جائیں گے
لِلّٰهِ۔اللہ ہی کا ہے
اَلَآ اِنَّ۔خبردار بے شک
وَّلٰكِنَّ۔اورلیکن
يُحْيٖ۔زندہ کرتا ہے
يٰٓاَيُّهَا۔اے
مَّوْعِظَةٌ۔نصیحت
فِي الصُّدُوْرِ۔سینوں میں ہے
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔واسطے مومنوں کے
اللّٰهِ۔اللہ کے
فَلْيَفْرَحُوْا۔وہ خوش ہوں
يَجْمَعُوْنَ۔جووہ جمع کرتے ہیں
مَآ۔جو
مِّنْ رِّزْقٍ۔رزق
وَّحَلٰلًا۔اورحلال
لَكُمْ۔تم کو
تَفْتَرُوْنَ۔جھوٹ باندھتے ہو
يَفْتَرُوْنَ۔جو باندھتے ہیں

مَا فِي السَّمٰوٰتِ۔جوآسمانوں
وَعْدَ۔وعدہ
اَكْثَرَهُمْ۔اکثران کے
وَيُمِيْتُ۔اور مارتا ہے
النَّاسُ۔لوگو
مِّنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب سے
وَ بِرَحْمَتِهٖ ۔ اور اس کی
هُوَ۔وہ
اَنْزَلَ۔اتارا
فَجَعَلْتُمْ۔پھر بنایاتم نے
قُلْ۔کہہ
اَمْ۔یا
وَمَا۔اورکیا
عَلَى اللّٰهِ۔اللہ پر
اِنَّ اللّٰهَ۔بے شک اللہ
النَّاسِ۔لوگوں کے

عَلَى۔اوپر
لَا يَشْكُرُوْنَ۔نہیں شکرکرتے

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع ۔سورۃ یونس۔ پ ۱۱

''اوراگر تمام ظالم جان جو کچھ زمین میں ہے سب کی مالک ہوتی (تو اپنی جان چھڑانے کو بروز قیامت) ضرور فدیہ کر دیتی''۔

یعنی قیامت کے روز اپنی تمام مملوکات اپنی رہائی کے لئے فدیہ کر ڈالتی مگر یہ فدیہ ہرگز قبول نہ ہوگا جیسا کہ پہلے ارشاد ہو چکا: فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا زمین بھر کر سونا بھی اگر فدیہ کرے۔اوراس طرح بھی اب اس کی رہائی ممکن نہیں اس لئے کہ عمل بعد از ایمان محقق ہوتا ہے اور بلا ایمان کوئی عمل اور فدیہ اور صدقہ مقبول نہیں تو جب کفار کی امیدیں اس سے بھی ٹوٹ جائیں گی تو۔

www.waseemziyai.com

''دل میں ندامت سے اور پشیمان ہوں اور جب عذاب دیکھیں اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ خبردار رہو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں''۔

بروز قیامت کافر جانے گا کہ فی الواقع وہ کسی چیز کا مالک ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کا مملوک ہے اور جب اس کی ملکیت میں کچھ نہیں تو فدیہ کیسا پھر ارشاد ہوا اور دوبارہ تنبیہ فرمائی گئی:

''خبردار بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔

اور بعث ونشر لازمی ہونا ہے اس کے بعد عام مخلوق انسانی کو منادی بنا کر ارشاد ہوا۔

''اے لوگو! تمہارے پاس آئی تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے''۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چار نعمتوں کا اظہار فرمایا۔ موعظت، شفاء، ہدایت اور رحمت۔

موعظت کہتے ہیں اس چیز کو جو انسان کو بھلائی کی طرف مائل کرے اور خطرے سے بچائے۔

علامہ خلیل رحمہ اللہ کہتے ہیں موعظت نیکی کی ہدایت ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو اور موعظت مثل وعظ اور عظت کے ہم معنی ہے جسے تذکیر بھی کہا جا سکتا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو اور ثواب وعذاب میں تمیز پیدا ہو۔

اور شفاء سے مراد قلبی امراض کا دور کرنا ہے اور اخلاق ذمیمہ کی اصلاح۔ عقائد فاسدہ سے محفوظ ہونا اور جہالت مہلکہ سے بچنا۔

اور ہدایت سے مراد اِرَاءَ ةُ الطَّرِيْقِ يا اِيْصَالُ اِلَى الْمَطْلُوبُ ہے جس سے گمراہی سے انسان محفوظ ہو اور راہ حق پر استقامت حاصل کرے۔

رحمت سے مراد ذات اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دوسری جگہ حصر انفرادی کے ساتھ فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اس کے متعلق چند احادیث لائے جو موعظت اور شفاء وہدایت اور رحمت کی تصریح کرتی ہیں۔

وَاسْتَدَلَّ كَمَا قَالَ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى اَنَّ الْقُرْاٰنَ يَشْفِيْ مِنَ الْاَمْرَاضِ الْبَدَنِيَّةِ كَمَا يَشْفِيْ مِنَ الْاَمْرَاضِ الْقَلْبِيَّةِ۔ سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم امراض بدنیہ کے لئے بھی شفاء ہے جیسے امراض قلبیہ کے حق میں شفاء ہے۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اَشْتَكِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِقْرَأِ الْقُرْاٰنَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا میرے سینہ میں تکلیف ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم پڑھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ہے۔

www.waseemziyai.com

اور بیہقی شعب الایمان میں وائل بن اسقع رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اَنَّ رَجُلًا شَکٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَعَ حَلْقِہٖ فَقَالَ عَلَیْکَ بِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حلق کے درد کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا قرآن کریم پڑھا کر۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَنَّ الْمُرَادَ بِالْفَضْلِ وَالرَّحْمَۃِ الْقُرْاٰنُ۔ فضل اور رحمت سے مراد قرآن کریم ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ اللّٰہِ الْقُرْاٰنُ وَ رَحْمَۃُ اَنْ جَعَلَکُمْ مِنْ اَھْلِہٖ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا فضل تو قرآن ہے اور اس کی رحمت یہ ہے کہ تمہیں اس کا اہل بنایا۔

براء بن عازب اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے بسند موقوف مروی ہے اور ان کے علاوہ ایک جماعت سے بھی مروی ہے: اِنَّ الْفَضْلَ الْقُرْاٰنُ وَالرَّحْمَۃَ الْاِسْلَامُ۔ فضل تو قرآن کریم ہے اور رحمت اسلام ہے۔

اور ابو الشیخ رحمہ اللہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِنَّ الْفَضْلَ الْعِلْمُ وَالرَّحْمَۃَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ فضل علم دین ہے اور رحمت ذات گرامی صفات جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور خطیب اور ابن عساکر رضی اللہ عنہم اپنی تفسیر میں راوی ہیں: اَلْفَضْلُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالرَّحْمَۃُ بِعَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْمَ۔ فضل سے مراد ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور رحمت سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

آگے فرماتے ہیں: وَالْمَشْھُوْرُ وَصْفُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالرَّحْمَۃِ کَمَا یُرْشِدُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اور مشہور یہی قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف رحمت سے ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

آگے ارشاد ہے۔

''فرما دیجئے اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کی سب کمائیوں سے بہتر ہے''۔

عربی میں فرح کہتے ہیں کسی پیاری اور محبوب چیز حاصل کرنے سے جو دل کو لذت حاصل ہوتی ہے وہ فرح ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل اور ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی اطاعت سے جب فرحت حاصل ہوئی تو انہیں اس پر اظہار فرح وسرور لازم ہے اور اس اظہار فرح وسرور پر انہیں جو ثواب ملے گا وہ تمام اعمال اور ہر قسم کے کمال سے بہتر ہوگا۔

اب اظہار فرح وسرور کیسے ہو؟

اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی کو یاد کر کے ان کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کر کے خوشی کا مظاہرہ ہو جسے بزم میلاد کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اور اس محفل متبرکہ کے انعقاد کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوق اور خدا عزوجل کا بندہ ہی مانیں گے اور ساتھ ہی اور امتوں کی طرح ان کو خدا اور خدا کا بیٹا نہیں سمجھیں گے۔ امم ماضیہ نے معجزات دیکھ کر ہی یہ عقائد بدلے جیسے عزیر علیہ السلام کو یہود نے ابن اللہ کہہ دیا عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں کی امت میں سے ایک جماعت نے خدا مان لیا۔ اور ایک

www.waseemziyai.com

جماعت نے خدا کا بیٹا مان لیا اس لئے کہ وہ سمجھے کہ مادرزاد اندھے کو سوانکھا کرنا خدا ہی کا کام ہے اور کوڑی کو محض لمس ونظر سے تندرست کر دینا مردے کو زندہ کر دینا خدا کے سوا کوئی نہیں کر سکتا تو عیسیٰ اگر خدا نہ ہوں تو خدا کے بیٹے ضرور ہونے چاہئیں۔

اسی لئے ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے عقائد سے روکنے کے لئے اپنا میلاد خود پڑھا اور فرمایا:

عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كَنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ بَنِىْ كَنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَ فِىْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِىْ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمَاعِيْلَ وَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ بَنِىْ كَنَانَةَ۔ (مشکوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چنا بنی کنانہ کو اولاد اسماعیل سے اور قریش کو چنا بنی کنانہ سے اور قریش سے چنا بنی ہاشم کو اور مجھے چنا بنی ہاشم سے۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو چنا اور اولاد اسماعیل سے بنی کنانہ کو انتخاب کیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ میلاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان توحید و ایمان کا محافظ ہے جسے یہ سبق یاد رہے گا وہ عیسائی یا یہود کی طرح گمراہ نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں معجزات رجعت شمس سے لے کر شق قمر تک جو بھی دیکھے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا ہی معترف ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ مانے گا اس لئے کہ اسے بذریعہ میلاد معلوم رہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے اور جو بذریعہ ولادت ظاہر ہو وہ کبھی خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضائل میں جس قدر بھی بیان دیئے ان سب میں اس امر کا خاص لحاظ رکھا کہ کوئی امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا عزوجل نہ مانے بلکہ خدا کا بندہ اور خدا کا محبوب ہی سمجھے اور احادیث کے علاوہ یہ امر بھی واضح ہے کہ اہل سما کے لئے فرمایا:

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۔ جو بھی ان میں سے کہے کہ میں اللہ کے سوا خدا ہوں اسے ہم جہنم میں بدلہ دیں گے اور ایسے ہی ہر مشرک کو بدلہ دیا جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمائی تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

دوسرے انبیاء علیہم السلام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت یہ ہے کہ عام انبیاء کے لئے فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ۔ کوئی رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا کہ وہ ان کے لئے بیان کرے۔ پھر اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ اے محبوب ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے بشارت دیتا ڈر سناتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن وانس سب کے

www.waseemziyai.com

لئے مبعوث فرمایا۔ کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ جو یہود کے جید عالم تھے اسلام لانے کے بعد فرماتے ہیں:

قَالَ نَجِدُ مَكْتُوْبًا فِي التَّوْرَاةِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِي الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيْظٌ وَلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَ يَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَ هِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةَ وَ مُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَتِهِمْ وَ يُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٍ لِلشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَاءَ وَقْتُهَا يَتَازَّرُوْنَ عَلٰى اَنْصَافِهِمْ وَ يَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى اَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِيْ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَ صَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ لَهُمْ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ۔ (مشکوٰۃ: ص ۵۱۴)

میں نے توریت میں لکھا پایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور میرے بندے مختار ہیں اور فظ نہیں ہیں (عربی میں فظ کہتے ہیں کریہ الخلق کو۔ راغب فرماتے ہیں: اَلْفَظُّ الْكَرِيْهُ الْخُلُقِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ) اور غلیظ القلب بھی نہیں ہیں اور نہ سخاب فی الاسواق ہیں (سخاب کی تعریف منجد میں ہے: اَلسَّخَّابُ قَلَادَةٌ مِنْ قَرَنْفُلٍ وَ نَحْوِهٖ لَيْسَ فِيْهَا لُؤْلُؤٌ وَلَا جَوْهَرٌ اس کے حاصل معنی یہ کئے ہیں) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازاریوں کی طرح سفلے بھی نہیں ہیں اور خطا کار کو بجائے سزا کے عفو و بخشش فرمائیں گے ان کی ولادت کی جگہ مکہ ہے اور ان کی ہجرت طیبہ میں ہے اور ان کی مملکت کی فتوحات شام میں اور ان کے امتی حماد یعنی بہت حمد کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کی حمد خفیہ و علانیہ کریں گے اور اللہ کی حمد ہر اترنے کے مقام پر کریں گے اور تکبیر کا نعرہ ہر بلندی پر لگائیں گے سورج کے طلوع و غروب کا خیال کر کے نمازیں ادا کریں گے جب وقت ہو جائے گا اور ستر عورت پر محتاط ہوں گے وضو کریں گے اذان دیں گے ان کی تعریف میں فضاء سما پر آوازیں ہوں گی۔ ان کی ایک صف جنگ میں ہو گی اور ایک نماز میں ان کی تسبیح کی بھنبھناہٹ مکھی کی آواز کے مشابہ ہو گی۔

اور صحابہ کرام علیہم رضوان میں اپنا تعارف ہمیشہ عبداللہ سے فرمایا تا کہ بعد میں کوئی خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھنے لگے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا مِنَ الطَّعْنِ فِيْ نَسَبِهِمْ اَوْ حَسَبِهِمْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَ خَيْرُهُمْ بَيْتًا۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ)

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے گویا کہ آپ نے اپنے حسب و نسب کے متعلق کچھ طعن سنا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں کون ہوں؟ تو صحابہ نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق بنایا۔ پھر ان کی دو جماعتیں بنائیں تو مجھے بہترین جماعت میں رکھا جو گھرانے کے لحاظ سے اچھی تھی تو میں ذاتی لحاظ سے بھی ان میں سے بہتر ہوں اور گھرانے کے

www.waseemziyai.com

لحاظ سے بھی۔

دوسری حدیث میں فرمایا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں:

قَالَ اِنِّیْ عِنْدَاللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَ سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَشَارَۃُ عِیْسٰی وَ رُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَأَتْ حِیْنَ وَ ضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَھَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَھَا مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ۔(رواہ فی شرح السنۃ)

آپ نے فرمایا میں اللہ کے پاس خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے کیچڑ میں تھے اور میں تمہیں اپنے ابتداء امر کے متعلق بتاتا ہوں۔ میں ابراہیم کی دعا ہوں اور عیسیٰ کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو اس نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ ان کے اندر سے ایک روشنی نکلی جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

آگے ارشاد ہے:

''آپ فرمائیں بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام وحلال ٹھہرالیا''۔

جیسے زمانہ جاہلیت میں بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو اپنی طرف سے حرام کرلیا جس کا تذکرہ ساتویں پارہ میں گزر گیا۔ سورۂ انعام میں ہے: مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْۢ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ۔ اللہ نے نہیں بنایا بحیرہ یعنی کان چرا اور نہ سانڈ اور نہ وصیلہ نہ حام لیکن کافروں نے اللہ پر جھوٹا افتراء باندھا۔

اس سے بہت سے اختلافی مسائل کا حل بھی ہو جاتا ہے اور کلیہ بھی احکام کا یہی ہے کہ کسی چیز کو اپنی رائے سے حرام یا حلال کرنا اسلام میں ممنوع ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے۔

جیسے آج کل اکثر عوام اس بلا میں مبتلا ہیں کہ ممنوعات کو حلال اور مباحات کو حرام کہہ دیتے ہیں۔

خودغرض لوگ سود کو حلال کرنے کی سعی میں ہیں۔ عیاش تصویر کی حلت پر مصر ہیں۔ سینما، تھیٹر اور فحش تماشے ڈانس وغیرہ کے متعلق زور دیتے ہیں کہ اس میں کیا حرام ہے یہ سب تفریح طبع کے لئے ہے اور ریس یعنی گھوڑ دوڑ کی بازی یہ جوا نہیں بلکہ ایک شریفانہ فعل ہے۔ معاذ اللہ عورتوں کے منصوص پردہ میں ترمیم چاہتے ہیں انہیں بے حجاب باہر نکلنے کے جواز پر مصر ہیں جو جوا سے حرام کہے اسے ملا کہہ کر مطعون کرتے ہیں۔ قیدوں میں بھوک ہڑتال کو مباح جانتے ہیں حالانکہ یہ صریح خودکشی ہے جس کی حرمت میں کسی مسلمان کو کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔

اور ایک طبقہ مباح اور جائز افعال کو بدعت اور حرام بتاتے ہیں۔ مثلاً محفل میلاد فاتحہ بزرگان دین، گیارہویں چھٹی غریب نواز ستر ہویں وغیرہ یہ تمام فاتحہ ہیں۔ ان کے مباح ہونے میں شک نہیں اس لئے کہ ایصال ثواب کسی جگہ بھی مسلمان کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ عام اس سے کہ ان کا نام توشہ اصحاب کہف ہو یا ذکر میلاد مبارک یا حضور غوث پاک کی گیارہویں یہ سب مباح ہیں اس لئے کہ اس کی ممانعت کا کہیں ثبوت نہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ نام بنام اباحت کے لئے کوئی دلیل نہیں البتہ فاتحہ ثابت ہے اور یہ اصول ہے کہ عدم ثبوت جواز عدم جواز کو مستلزم نہیں ہوتا۔ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا اس کا جامع مانع ثبوت ہے۔ اور قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سب تبرکات حلال و طیب ہوتے ہیں انہیں حرام کہنا اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

www.waseemziyai.com

''فرمادیجئے کیا اللہ نے اس (حکم لگانے کی) تمہیں اجازت دی ہے یا اللہ پر افتراء کر کے جھوٹ باندھتے ہو اور کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا۔ بے شک اللہ صاحب فضل ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر گزار نہیں''۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾

اور نہیں ہوتے تم کسی حال میں اور نہیں پڑھتے اس کی طرف سے کچھ قرآن اور نہیں عمل کرتے تم کوئی عمل مگر ہوتے ہیں ہم اس پر شاہد جب اسے شروع کرتے ہو اور نہیں غائب ہوتی تمہارے رب سے ذرہ بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہیں کوئی چھوٹی اس سے اور نہ بڑی مگر روشن کتاب میں ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

خبردار بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

وہ جو ایمان لائے اور ہوئے متقی۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾

انہیں بشارتیں ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں نہیں بدل سکتیں اللہ کی باتیں یہ ہے وہ بڑی کامیابی۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾

اور نہ غمگین کرے تمہیں ان کا قول بے شک عزت اللہ کے لئے ہے تمام وہی سنتا جانتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾

بے شک اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور نہیں اتباع کرتے ان کا جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا شریکوں کو وہ تو اتباع نہیں کرتے مگر اپنے گمان کی اور نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾

وہ وہ ذات ہے جس نے بنایا تمہارے لئے رات کو تاکہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن تمہاری آنکھیں کھولتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

بولے (کافر) اللہ نے اپنے لئے اولاد پکڑی پاک ہے اس کو بے نیازی ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں نہیں تمہارے پاس سند اس بات کی کیا کہتے ہو اللہ پر وہ جس کا تمہیں علم نہیں۔

www.waseemziyai.com

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

فرما دیجئے بے شک وہ جو افتراء کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ نہیں فلاح کو پہنچیں گے۔

مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

دنیا میں کچھ دن برت لیں پھر ہماری طرف ان کا پلٹنا ہے پھر چکھائیں گے ہم ان کو عذاب شدید بدلہ ان کے کفر کا۔

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَمَا۔ اور نہیں
تَكُوْنُ۔ ہوتا تو
فِیْ شَاْنٍ۔ کسی حالت میں
وَّمَا۔ اور نہیں
تَتْلُوْا۔ پڑھتا تو
مِنْهُ۔ اس سے
قُرْاٰنٍ۔ قرآن کا کچھ حصہ
وَّلَا۔ اور نہیں
تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے تم
مِنْ عَمَلٍ۔ کوئی عمل
اِلَّا۔ مگر
كُنَّا۔ ہوتے ہیں ہم
عَلَیْكُمْ۔ تم پر
شُهُوْدًا۔ گواہ
اِذْ۔ جب کہ
تُفِیْضُوْنَ۔ بحث کرتے ہو تم
فِیْهِ۔ اس میں
وَمَا۔ اور نہیں
یَعْزُبُ۔ چھپتی
عَنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے
مِنْ مِّثْقَالِ۔ کوئی چیز برابر
ذَرَّةٍ۔ ایک ذرہ
فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں
وَلَا۔ اور نہ
فِی السَّمَآءِ۔ آسمان میں
وَلَآ۔ اور نہ
اَصْغَرَ۔ چھوٹی
مِنْ ذٰلِكَ۔ اس سے
وَلَآ۔ اور نہ
اَكْبَرَ۔ بڑی
اِلَّا۔ مگر
فِیْ۔ بیچ
كِتٰبٍ۔ کتاب
مُّبِیْنٍ۔ روشن کے ہے
اِلَّآ۔ خبردار
اِنَّ۔ بے شک
اَوْلِیَآءَ۔ دوست
اللّٰهِ۔ اللہ کے
لَا خَوْفٌ۔ نہیں خوف ہے
عَلَیْهِمْ۔ ان پر
وَلَا هُمْ۔ اور نہ وہ
یَحْزَنُوْنَ۔ غم کھائیں گے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَكَانُوْا۔ اور تھے
یَتَّقُوْنَ۔ ڈرتے
لَهُمُ۔ ان کے لئے
الْبُشْرٰی۔ خوشخبری ہے
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ دنیا کی زندگی میں
وَ۔ اور
فِی الْاٰخِرَةِ۔ آخرت میں
لَا تَبْدِیْلَ۔ نہیں تبدیلی ہے
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ اللہ کی باتوں میں
ذٰلِكَ۔ یہ ہے
هُوَ۔ وہ
الْفَوْزُ۔ کامیابی
الْعَظِیْمُ۔ بڑی
وَلَا۔ اور نہ
یَحْزُنْكَ۔ غم میں ڈالے تجھے
قَوْلُهُمْ۔ ان کی بات
اِنَّ۔ بے شک
الْعِزَّةَ۔ عزت
لِلّٰهِ۔ واسطے اللہ کے ہے
جَمِیْعًا۔ سب
هُوَ۔ وہ ہے
السَّمِیْعُ۔ سننے والا
الْعَلِیْمُ۔ جاننے والا
اِنَّ۔ بے شک
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
مَنْ۔ جو کچھ
فِی السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے
وَمَنْ۔ اور جو کچھ
فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے
وَمَا۔ اور نہیں
یَتَّبِعُ۔ پیروی کرتے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو
یَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ کے سوا
شُرَكَآءَ۔ شریکوں کو
اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ۔ نہیں پیروی کرتے
اِلَّا الظَّنَّ۔ مگر گمان کی
وَاِنْ هُمْ۔ اور نہیں وہ
اِلَّا۔ مگر

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

يَخْرُصُوْنَ۔اٹکل کرتے ہیں هُوَ۔وہ تو الَّذِیْ۔وہ ہے جس نے جَعَلَ۔بنایا
لَكُمُ۔تمہارے لئے الَّيْلَ۔رات کو لِتَسْكُنُوْا۔تاکہ تم آرام پاؤ فِيْهِ۔اس میں
وَالنَّهَارَ۔اور دن کو مُبْصِرًا۔دکھانے والا اِنَّ۔بے شک فِيْ ذٰلِكَ۔اس میں
لَاٰيٰتٍ۔یقیناً نشان ہیں لِّقَوْمٍ۔واسطے اس قوم کے يَّسْمَعُوْنَ۔جو سنتے ہیں قَالُوْا۔انہوں نے کہا
اتَّخَذَ۔بنالی ہے اللّٰهُ۔اللہ نے وَلَدًا۔اولاد سُبْحٰنَهٗ۔وہ پاک ہے
هُوَ الْغَنِيُّ۔وہ بے نیاز ہے لَهٗ مَا۔اسی کا ہے جو کچھ فِي السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں میں ہے
وَمَا۔اور جو کچھ فِي الْاَرْضِ۔زمین میں ہے اِنْ۔نہیں ہے عِنْدَكُمْ۔تمہارے پاس
مِّنْ سُلْطٰنٍ۔کوئی بھی دلیل بِهٰذَا۔اس کی اَتَقُوْلُوْنَ۔کیا تم کہتے ہو عَلَى اللّٰهِ۔اللہ پر
مَا لَا۔جو نہیں تَعْلَمُوْنَ۔جانتے تم قُلْ۔کہہ دیں اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو يَفْتَرُوْنَ۔باندھتے ہیں عَلَى اللّٰهِ۔اللہ پر الْكَذِبَ۔جھوٹ
لَا يُفْلِحُوْنَ۔وہ نہیں خلاصی پاتے مَتَاعٌ۔سامان ہے فِي الدُّنْيَا۔دنیا میں
ثُمَّ۔پھر اِلَيْنَا۔ہماری طرف ہے مَرْجِعُهُمْ۔ان کا لوٹنا ثُمَّ۔پھر
نُذِيْقُهُمُ۔چکھائیں گے ہم ان کو الْعَذَابَ۔عذاب الشَّدِيْدَ۔سخت
بِمَا۔بدلہ اس کا كَانُوْا۔جو تھے وہ يَكْفُرُوْنَ۔کفر کرتے

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع۔سورۃ یونس۔پ ۱۱

''اور نہیں ہوتے آپ (اے محبوب) کسی حال میں اور نہیں تلاوت فرماتے اس کی طرف سے کچھ قرآن اور (اے مسلمانو!) تم لوگ نہیں کرتے کوئی عمل مگر ہم ہوتے ہیں تم پر گواہ جب تم اسے شروع کرتے ہو۔اور تمہارے رب سے بعید و مخفی نہیں ذرہ برابر زمین میں نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی۔مگر (سب) ایک روشن کتاب میں ہے''۔

روشن کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔اِذْ تُفِيْضُوْنَ کا ترجمہ جب تم اسے شروع کرو بمناسبت تفسیر آلوسی کیا گیا ہے وہ اس کی تفسیر میں اَیْ تَشْرَعُوْنَ فِيْهِ وَ تَتَلَبَّسُوْنَ بِهٖ کہہ رہے ہیں وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ کے ترجمہ میں۔''تمہارے رب سے بعید و مخفی نہیں'' یہ بھی آلوسی رحمہ اللہ کے ترجمہ کی مناسبت سے لکھا گیا وہ لکھتے ہیں: اَیْ مَا يَبْعُدُ وَ مَا يَغِيْبُ اور محاورہ بتاتے ہیں يُقَالُ الرَّوْضُ الْعَازِبُ – وَاَرْضٌ عَزِيْبٌ اِذَا كَانَ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ (یعنی وہ باغ یا زمین جو لوگوں سے دور ہو) اور مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ کا ترجمہ ''ذرہ برابر'' اس لئے کیا گیا ہے کہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں وَالذَّرَّةُ وَاحِدَةُ الذَّرِّ وَ هُوَ النَّمَلُ الْاَحْمَرُ الصَّغِيْرُ۔ذرہ واحد ہے ذر کا اور وہ چھوٹی سی سرخ چیونٹی ہے۔آگے ارشاد ہے:

''خبردار بے شک اللہ کے ولیوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ کچھ غم''۔

اَلَآ۔محاورہ عرب میں تہدید و تنبیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اور اولیاء ولی کی جمع ہے اور ولی قرب و دنو کے معنی میں مستعمل ہے اور یہاں ولی کو ولی اس لئے کہا گیا کہ اسے اخلاص عبادت سے قرب روحانی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جاتا ہے اور ولی محبّ خالص کو بھی کہتے ہیں اور ولی بمعنی نصیر بھی مستعمل ہے۔

www.waseemziyai.com

تو انہیں خوف نہیں رہتا الحاق مکارہ کا اور مطلوب کے فوت ہونے کا غم بھی نہیں ہوتا اور وہ اس حال میں ہر وقت رہتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ نہ تو خائف ہوتے ہیں نہ محزون و غمگین بلکہ ہمیشہ نشاط و سرور میں رہتے ہیں ان کا دل نور الٰہی عزوجل کی معرفت میں مستغرق ہوتا ہے جب دیکھتے ہیں اور جدھر دیکھتے ہیں دلائل قدرت ہی دیکھتے ہیں اور جب سنتے ہیں جدھر سے سنتے ہیں جس وقت سنتے ہیں جس سے سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات ہی سنتے ہیں اور جب بولتے ہیں اپنے رب عزوجل کی ثناء ہی بولتے ہیں جب حرکت کرتے ہیں اطاعت حق میں کرتے ہیں۔ ان کی جدوجہد اسی میں ہوتی ہے جس سے قرب الٰہی عزوجل حاصل ہو وہ کبھی ذکر الٰہی عزوجل سے نہیں تھکتے ان کی چشم دل سوائے محبوب حقیقی کے غیر کو نہیں دیکھتی۔ جب بندہ اس صفت کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے تو وہ اللہ عزوجل کا ولی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ولی و ناصر و معین و مددگار رہوتا ہے۔

متکلمین کا قول ہے کہ ولی وہ ہے جو اپنا عقیدہ مبنی بر دلیل رکھے اور اپنے اعمال شریعت کے مطابق بجالائے۔

بعض عرفاء نے کہا ہے کہ ولایت قرب الٰہی عزوجل کو کہتے ہیں اور ولی جب ولی ہو جاتا ہے تو استمراراً ہمیشہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ مشغول مشاہدۂ جمال رہتا ہے تو جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اسے کسی کا خوف نہیں رہتا اور کسی شے کے فوت ہونے کا غم نہیں ہوتا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ولی وہ ہے جسے دیکھنے یا جس کی زیارت کرنے سے اللہ کی یاد آئے۔

علامہ طبری رحمہ اللہ نے بھی اپنی حدیث میں یہی کہا۔

ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں ولی وہ ہے جس میں وہ صفت ہو جو آیت مذکورہ میں مذکور ہے الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ یعنی وہ جو ایمان لائے اور کیفیت تقویٰ اپنے میں پائے وہ ولی ہے۔

بعض علماء رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو خالص اللہ کے لئے محبت کرے اور یہ صفت اکثر احادیث میں بھی وارد ہے۔

بعض اکابر رحمہم اللہ فرماتے ہیں ولی وہ ہے جو طاعت سے قرب الٰہی عزوجل کا طالب ہو اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرمائے۔

یا ولی وہ ہے جس کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ عزوجل ہی کفیل و وکیل ہو اور وہ حق عبادت ادا کرنے اور خلق اللہ عزوجل پر رحم کرنے کے لئے اپنے کو وقف کر دے۔

انتباہ

مندرجہ بالا معانی باعتبار الفاظ اگرچہ متفاوت ہیں مگر مفہوم سب کا متحد ہے۔ اس لئے کہ ہر عبارت میں ولی کی ایک صفت ہے اور جسے قرب حق حاصل ہو جاتا ہے وہ مذکورہ تمام صفات اپنے میں جمع پاتا ہے جیسے دن کی تعریف ایک شخص کرے کہ دن اسے کہتے ہیں جس میں سورج ہو۔

ایک کہے دن وہ ہے جس میں بغیر چراغ بتی ضوء شمس ہو۔

ایک کہے دن اسے کہتے ہیں جو اپنی روشنی میں کسی روشنی کا محتاج نہ ہو۔

تو اگرچہ الفاظ میں تفاوت ہے لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

اس مبحث پر علامہ آلوسی نے روح المعانی میں چند حدیثیں نقل کی ہیں وہ بھی بغرض افادہ ہم نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

www.waseemziyai.com

اِنَّ الْمُرَادَ بِالتَّقْوٰی الَّتِیْ هِیَ شَرْطُ الْوَلِیِّ التَّقْوَی الْکَامِلَةُ الَّتِیْ یَتَرَتَّبُ عَلَیْهَا حُبُّ اللّٰهِ الْمُتَرَتِّبُ عَلَیْهِ الْحِفْظُ کَمَا اُشِیْرَ اِلَیْهِ فِیْمَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا ..... اَلْحَدِیْثُ۔

آیت کریمہ مذکورہ کے بعد یہ آیت ہے ''وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری یعنی تقویٰ کرتے ہیں'' اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ تقویٰ وہ شرط ولی ہے تو جس میں کامل تقویٰ ہوگا اس پر حب الٰہی مترتب ہوگی اور جب حب الٰہی مترتب ہوگی تو ولی کی تمام تر حفاظت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی جیسا کہ بخاری کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے ولی سے دشمنی یا عداوت کرے تو تحقیق میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے جنگ کے لئے تیار ہو جائے اور جب میری طرف تقرب کرتا ہے ان چیزوں سے جو مجھے محبوب ہیں فرائض سے جو میں نے اس پر لازم کئے یا وہ ہمیشہ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے میری طرف نوافل کے ساتھ حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنالوں تو جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو ہوتا ہوں میں اس کے کان جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ جس سے وہ اٹھاتا یا گرفت کرتا ہے اور اس کے پیر جس سے وہ چلتا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ اور زائد ہے: فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ حَافِظَ حَوَاسِهٖ وَ جَوَارِحِهٖ فَلَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یَاْخُذُ وَلَا یَمْشِیْ اِلَّا فِیْمَا اَرْضٰی وَاُحِبُّهٗ وَ یَتَقْلَعُ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَ یَسْتَغْرِقُ فِی الطَّاعَاتِ۔ یعنی جب میں اسے محبوب بنالوں تو اس کے حواس کا اور حرکت جوارح کا میں محافظ ہوتا ہوں تو وہ نہیں چلتا اور نہیں سنتا اور نہیں دیکھتا اور نہیں پکڑتا مگر اس میں جس سے میں راضی ہوں اور جس کو میں پسند کروں اور وہ منقطع ہو جاتا ہے شہوات سے اور طاعات میں مستغرق رہتا ہے۔

ابن مبارک اور ترمذی نوادر الاصول رحمہم اللہ میں راوی ہیں اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی عرض کیا گیا حضور! اولیاء اللہ کون ہیں؟ فرمایا وہ جنہیں جب دیکھو تو اللہ یاد آئے۔

احمد اور ابن حاتم اور بیہقی اور ایک جماعت رحمہم اللہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی عِبَادًا لَیْسُوْا بِاَنْبِیَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ عَلٰی مَجَالِسِهِمْ وَ قُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ اَعْرَابِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْعِتْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ اُنَاسٌ مِنْ اَفْنَاءِ النَّاسِ وَ نَوَازِعُ الْقَبَائِلِ لَمْ تَصِلْ بَیْنَهُمْ اَرْحَامٌ مُتَقَارِنَةٌ تَحَابُّوْا فِی اللّٰهِ وَ تَصَافَوْا فِی اللّٰهِ یَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ فَیَجْلِسُوْنَ عَلَیْهَا یَفْزَعُ النَّاسُ وَ هُمْ لَا

www.waseemziyai.com

يَفْزَعُوْنَ وَ هُمْ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ وہ نبی نہیں ہیں اور نہ شہید انہیں دیکھ کر انبیاء اور شہداء غبطہ کریں گے ان کے مقام پر اور ان کے اس قرب پر جو ان کو اللہ سے ہے تو ایک اعرابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں ان کے اوصاف بتلایئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو لوگوں کے اندر اور قبائل سے علیحدہ ہیں۔ ان میں رحم کے تعلقات نہیں اللہ کے لئے محبت کرنے والے اور اللہ کے لئے ملنے جلنے والے قیامت کے دن اللہ ان کیلئے نوری منبر لگائے گا جس پر وہ بیٹھے ہوں گے لوگ گھبرا رہے ہوں گے اور وہ نہیں گھبرائیں گے وہ اولیاء الٰہی ہیں جنہیں نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غم۔

آگے فرماتے ہیں یہ دلیل اس قول کی نہیں ہے جو مشہور ہے: اِنَّ الْوَلَايَةَ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ۔ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ اس عقیدے والا کافر ہے۔

البتہ اس کی تاویل یوں ہوسکتی ہے کہ ولایت نبی محض نبی سے افضل ہے جیسا کہ عز بن عبدالسلام نے کہا جو روایات صحیحہ کے خلاف ہے اَنَّ النُّبُوَّةَ اَفْضَلُ مِنَ الرِّسَالَةِ کہ نبوت رسالت سے افضل ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''لَهُمُ الْبُشْرٰى''۔ انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں''۔

اس خوشخبری سے یا تو وہی خوشخبری مراد ہے جو متقی پرہیزگاروں کو ان کے ایمان وعمل صالح کے بدلے متعدد مقام پر قرآن کریم میں دی گئی یا رؤیا صالحہ مراد ہیں جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لئے دوسرے لوگ خواب دیکھتے ہیں جیسا کہ اکثر احادیث میں وارد وصادر ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا دل اور روح دونوں ذکر الٰہی عزوجل میں مستغرق رہتے ہیں تو خواب میں بھی ذکر ومعرفت الٰہی عزوجل کے سوا اور کچھ نہیں آتا اس لئے ولی جب خواب دیکھتا ہے تو اسے اس میں بھی بشارت ہی نصیب ہوتی ہے۔

بعض مفسرین اس بشارت سے دنیا میں نیک نامی بھی مراد لیتے ہیں۔

مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے لئے کیا ارشاد ہے جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں فرمایا یہ مومن کے لئے بشارت عاجلہ ہے۔

اسی بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضاء الٰہی عزوجل اور محبت الٰہی عزوجل کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ قلوب مخلوق میں اس کی طرف سے محبت ڈال دیتا ہے۔ مشکوۃ شریف میں ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے حَيْثُ قَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (پ ۱۶، مریم آخری رکوع) بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اللہ ان کے لئے محبت بنائے گا۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى سے یہ مراد ہے کہ ان کی موت کے وقت ملائکہ انہیں بشارت دیتے ہیں۔

عطا فرماتے ہیں دنیا کی بشارت تو ملائکہ کے ذریعہ وقت موت ہوتی ہے اور اخروی بشارت بعد موت جو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اسے سنایا جاتا ہے۔ (روح المعانی)

اس تفسیر کی اصل علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

فَقَدْ اَخْرَجَ الطَّيَالِسِيُّ وَ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَ غَيْرُهُمْ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ اَوْ تُرٰى لَهٗ۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَهُمُ الْبُشْرٰى – فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهِيَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ تُرٰى لِلْمُؤْمِنِ فَيُبَشَّرُ بِهَا فِيْ دُنْيَاهُ وَاَمَّا قَوْلُهٗ وَفِي الْاٰخِرَةِ فَاِنَّهَا بَشَارَةُ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَلَكَ وَ لِمَنْ حَمَلَكَ اِلٰى قَبْرِكَ۔

وَ جَاءَ مَرْفُوْعًا وَ مَوْقُوْفًا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ تَفْسِيْرٌ بِمَا ذُكِرَ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ مِنْ طَرِيْقِ عَلِيِّ نِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا هِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۔

وَ عَنِ الزُّجَاجِ وَالْقُرَّاءِ اَنَّهَا هٰذَا وَ مَا يُشَاكِلُهٗ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ قَوْلِهٖ جَلَّ وَعَلَا وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَغَيْرُهٗ عَنِ الضَّحَّاكِ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ ذَالِكَ اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ اَيْنَ هُمْ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتُوْا۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا اَنَّهَا الْجَنَّةُ۔

وَ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ الْبُشْرٰى فِي الدُّنْيَا اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰئِكَةُ عِنِ الْمَوْتِ بِالرَّحْمَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ۔

وَاَمَّا الْبُشْرٰى فِي الْاٰخِرَةِ فَتَلَقِّي الْمَلٰئِكَةِ وَ يَاْتِيْهِمْ مُسْلِمِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ بِالْفَوْزِ وَالْكَرَامَةِ وَمَا يَرَوْنَ مِنْ بَيَاضِ وُجُوْهِهِمْ وَاِعْطَاءِ الصَّائِفِ بِاَيْمَانِهِمْ۔

وَ قِيْلَ الْمُرَادُ بِالْبُشْرٰى الْعَاجِلَةَ نَحْوَ النَّصْرِ وَالْفَتْحِ وَالْغَنِيْمَةِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ وَالذِّكْرِ الْجَمِيْلِ وَ مَحَبَّةِ النَّاسِ وَ غَيْرِ ذَالِكَ۔

مذکورہ احادیث کا خلاصہ مفہوم اول اردو میں بیان ہو چکا ہے۔ اب ارشاد ہے:

''لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ اللہ کے فرمان بدل نہیں سکتے''۔

یعنی اس کے وعدے اور بشارتیں خلاف نہیں ہو سکتے جو اس نے اپنی کتاب مقدس میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں کو دی ہیں۔ (روح المعانی)

چنانچہ حکیم ترمذی رحمہ اللہ عبادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِي الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ كَلَامٌ يُكَلِّمُ بِهٖ رَبُّكَ عَبْدَهٗ فِي الْمَنَامِ۔ فرمایا رؤیائے صالحہ میں جو کلام اس کے رب نے اپنے بندے

www.waseemziyai.com

سے سوتے میں فرمایا وہ کلمات اللہ ہے۔

''ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ یہ بڑی زبردست کامیابی ہے اور تم (اے محبوب) ان کی باتوں کا غم نہ کرو بے شک عزت تمام اللہ کے لئے ہے وہ سنتا جانتا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کفار نابکار کی ان باتوں سے جو آپ ﷺ کی تکذیب کرتے تھے اور آپ کے خلاف مشورے اور اسکیمیں بناتے تھے۔ اس پر ارشاد ہوا۔ اے محبوب آپ کو ان کے مشورے اور بکواسیں غمگین نہ کریں اس لئے کہ عزت ساری اللہ کے قبضہ میں ہے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کرے اور اے محبوب آپ کا ناصر اللہ ہے اس نے آپ کو اور آپ کے صدقہ میں آپ کے فرمانبرداروں کو عزت دی ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ لہٰذا آپ ان کے منصوبوں، ان کی خفیہ سازشوں کی پرواہ نہ کریں وہ آپ کا اور مومنین کا ہر حال میں ناصر و مددگار ہے اور وہ ان کی باتیں سنتا اور ان کی خفیہ تدابیر جانتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

''اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ خبردار رہو بے شک اللہ ہی مالک حقیقی ہے جتنے آسمانوں میں ہیں ان کا اور جتنے زمینوں میں ہیں ان کا''۔

یعنی ملائکہ علیہم السلام سے لے کر ثقلین تک جو بھی ہیں سب اس کے مملوک ہیں اس کے اختیار و تحت قدرت ہیں اور جسے رب عزوجل کہا جاتا ہے وہ مملوک نہیں ہوسکتا اس لئے اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز کی پرستش باطل و عبث اور توحید اسی کے معنی ہیں جو ایک برہان واضح ہے۔ آگے فرمایا:

''وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ۔ یعنی یہ مشرکین کس چیز کے پیچھے جارہے ہیں وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ پیروی نہیں کرتے مگر اپنے گمان باطل کی اور وہ تو کچھ نہیں مگر اٹکلوں کے پیچھے لگ رہے ہیں''۔

روح المعانی میں ہے یعنی ان کی پیروی معبودات باطل کے ساتھ محض بے دلیل اور گمان فاسد ہے جو اپنے غلط اور باطل معبودوں کو خدا کا شریک سمجھتے ہیں۔ آگے اپنی شیون قدرت کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں تم سکون حاصل کرو''۔

اور دن بھر جو محنت و مشقت اور کاروبار سے تھک گئے تھے رات میں آرام لے کر تازہ دم ہو جاؤ۔

''اور دن بنایا جو اپنی روشنی میں تمہاری آنکھیں کھولتا ہے''۔

اور اپنی روشنی میں تمہارے حوائج اور اسباب معاش کا ذریعہ دکھاتا ہے تاکہ تم اپنی ضروریات کا نظام پورا کرسکو۔

''بے شک اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو سنے''۔

اور انصاف کے ساتھ سمجھے کہ جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا وہی حقیقی معبود ہے اور اس کا حقیقتاً کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

اب مشرکین کا قول نقل فرمایا گیا:

''قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ۔ (مشرک بولے) اللہ نے اپنے لئے اولاد پکڑی پاکی ہے اسے وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے''۔

www.waseemziyai.com

کفار کا یہ کلمہ غایت درجہ جہل کی بنا پر تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے (اس کا رد کیا) کہ وہ پاک ہے ایسی باتوں سے اس رد میں تین لفظ فرمائے سُبْحٰنَهٗ کہہ کر بتایا کہ اس کی ذات اخذ ولد سے منزہ ہے اس لئے کہ اس کی صفت ہے:

لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّیْ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلْقَ زَوَالَا

دوسرا رد هُوَا لْغَنِیُّ فرما کر کیا جس سے بتایا کہ وہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے تو اسے اولاد کی احتیاج کیوں ہو اولاد کا خواہشمند یا کمزور ہوتا ہے تا کہ اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر کہ اس سے اپنا سہارا حاصل کرے یا ذلیل کہ اولاد کے ذریعہ عزت حاصل کرے۔ غرض جو اولاد چاہتا ہے وہ ضرور کسی نہ کسی امر کا محتاج ہوتا ہے اور جو غنی علی الاطلاق ہو اسے اس کی کبھی حاجت نہیں ہو سکتی۔

علاوہ بریں یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ ولد ہمیشہ والد کا جز ہوگا اور والد ہونا مرکب ہونے کو مستلزم ہے اور جو مرکب ہوگا وہ ممکن ہوگا اور ہر ممکن حادث ہوتا ہے اور ہر حادث محتاج الی الغیر ہوتا ہے تو واجب تعالیٰ شانہ حادث ہونے اور محتاج الے الغیر ہونے سے منزہ ہے وہ غنی اور قدیم، ازلی، ابدی، سرمدی ہے اور لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ فرما کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ کائنات جس کی محتاج ہے اس کا محتاج ہونا محال ہے اور مملوک بیٹا نہیں ہوتا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ بیٹا بھی ہو اور مملوک بھی۔ یہ دونوں باتیں ایک میں جمع ہونی ناممکن ہیں بنا بریں اللہ تعالیٰ صاحب اولاد نہیں ہو سکتا۔ آگے ارشاد ہے:

''اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا۔ تمہارے پاس اس دعویٰ پر کوئی سند نہیں کیا اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں فرما دیجئے وہ جو افتراء باندھتے ہیں اور جھوٹ بکواس کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ چند دن دنیا میں برت لیں پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا ہے پھر ہم انہیں چکھائیں گے سخت عذاب بدلہ ان کے کفر کا''۔

یعنی بروز قیامت ان پر ان باتوں کے جواب میں شدید عذاب دیا جائے گا اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ ان کی سب باتیں فضول اور محض بکواس تھیں البتہ چند دن دنیا میں عیش و عشرت کر لیں پھر عذاب ہی عذاب ہے اور اس کافر کو آخرت میں پچھتانا ہی پڑے گا۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾

اور سنائیں انہیں خبر نوح کی جب کہا اس نے اپنی قوم کو اے قوم اگر ہے شاق تم پر میرا کھڑا ہونا اور میرا تذکیر کرنا اللہ کی نشانیوں میں تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں تو سب جمع ہو جاؤ اپنا کام کرنے میں اور اپنے معبودوں کو بھی بلا لو جو کچھ ہو میرے لئے کر لو اور نہ مہلت دو مجھ کو۔

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۷۲﴾

پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے اجرت نہیں مانگتا میری اجرت نہیں مگر اللہ پر اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

www.waseemziyai.com

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾

تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے انہیں نجات دی اور کیا ہم نے نائب انہیں اور غرق کیا ہم نے انہیں جو جھٹلا رہے تھے ہماری آیتیں تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾

پھر بھیجے ہم نے ان کے بعد اور رسول ان کی قوم کی طرف تو لائے وہ ان کے پاس روشن دلیل تو نہ تھے کہ ایمان لاتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ہم ایسے ہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

پھر بھیجے ہم نے ان کے بعد موسیٰ و ہارون، فرعون اور اس کی جماعت کی طرف اپنی نشانیوں سے تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾

تو جب ان کے پاس حق آیا ہمارے پاس سے تو بولے بے شک یہ کھلا جادو ہے۔

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾

کہا موسیٰ نے کیا تم کہتے ہو حق کی نسبت جب کہ وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے۔ اور جادوگر فلاح نہیں پاتے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

بولے کیا تم آئے ہو ہمارے پاس کہ ہمیں منحرف کر دو اس سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو اور ہو جاؤ تم دونوں بڑے زمین میں اور نہیں ہم تم پر ایمان لانے والے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾

اور بولا فرعون ہر جادوگر جادو جاننے والا میرے پاس لاؤ۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾

تو جب آئے جادوگر کہا ان سے موسیٰ نے ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

تو جب ڈالا انہوں نے کہا موسیٰ نے یہ جو تم لائے ہو یہ جادو ہے بے شک اللہ اسے باطل کرے گا بے شک اللہ نہیں بناتا عمل فسادیوں کا۔

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

اور اللہ حق کو حق کر دکھاتا ہے اپنی باتوں سے اگرچہ مجرم برا مانتے رہیں۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَاتْلُ۔اور پڑھ
عَلَيْهِمْ۔ان پر
نَبَاَ۔خبر
نُوْحٍ۔نوح کی
اِذْ۔جب
قَالَ۔کہا اس نے
لِقَوْمِهٖ۔اپنی قوم کو
يٰقَوْمِ۔اے میری قوم
اِنْ كَانَ۔اگر ہے
كَبُرَ۔شاق
عَلَيْكُمْ۔تم پر
مَّقَامِيْ۔میرا کھڑا ہونا
وَتَذْكِيْرِيْ۔اور میرا ڈرانا
بِاٰيٰتِ۔آیات
اللّٰهِ۔الٰہی سے
فَعَلَى۔تو اوپر
اللّٰهِ۔اللہ کے
تَوَكَّلْتُ۔بھروسہ کیا میں نے
فَاَجْمِعُوْٓا۔سو اکٹھا کرو تم
اَمْرَكُمْ۔اپنا کام
وَشُرَكَآءَكُمْ۔اور اپنے شریکوں کو
ثُمَّ۔پھر
لَا يَكُنْ۔نہ ہو
اَمْرُكُمْ۔تمہارا کام
عَلَيْكُمْ۔تم پر
غُمَّةً۔پوشیدہ
ثُمَّ۔پھر
اقْضُوْٓا۔فیصلہ کرو
اِلَيَّ۔میری طرف
وَلَا۔اور نہ
تُنْظِرُوْنِ۔مہلت دو مجھ کو
فَاِنْ۔پھر اگر
تَوَلَّيْتُمْ۔تم پھر جاؤ
فَمَا۔تو نہیں
سَاَلْتُكُمْ۔مانگتا میں تم سے
مِّنْ اَجْرٍ۔کوئی مزدوری
اِنْ۔نہیں ہے
اَجْرِيَ۔میری مزدوری
اِلَّا۔مگر
عَلَى اللّٰهِ۔اوپر اللہ کے
وَاُمِرْتُ اَنْ۔اور میں حکم دیا گیا ہوں یہ کہ
اَكُوْنَ۔ہوں میں
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔مسلمانوں سے
فَكَذَّبُوْهُ۔پھر جھٹلایا انہوں نے
فَنَجَّيْنٰهُ۔پھر نجات دی ہم نے اسے
وَمَنْ۔اور جو
مَّعَهٗ۔اس کے ساتھ تھے
فِي الْفُلْكِ۔کشتی میں
وَجَعَلْنٰهُمْ۔اور بنایا ہم نے ان کو
خَلٰٓئِفَ۔جانشین
وَاَغْرَقْنَا۔اور غرق کیا ہم نے
الَّذِيْنَ۔ان کو جنہوں نے
كَذَّبُوْا۔جھٹلایا
بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو
فَانْظُرْ۔پھر دیکھ
كَيْفَ۔کیسا
كَانَ۔ہوا
عَاقِبَةُ۔انجام
الْمُنْذَرِيْنَ۔ڈرائے ہوؤں کا
ثُمَّ۔پھر
بَعَثْنَا۔بھیجے ہم نے
مِنْۢ بَعْدِهٖ۔اس کے بعد
رُسُلًا۔کئی رسول
اِلٰى۔طرف
قَوْمِهِمْ۔ان کی قوموں کے
فَجَآءُوْهُمْ۔وہ لائے ان
كے پاس
بِالْبَيِّنٰتِ۔کھلے دلائل
فَمَا۔پھر نہیں
كَانُوْا۔تھے وہ
لِيُؤْمِنُوْا۔کہ ایمان لاتے
بِمَا۔اس پر
كَذَّبُوْا بِهٖ۔جسے جھٹلا چکے تھے
مِنْ قَبْلُ۔اس سے پہلے
كَذٰلِكَ۔اسی طرح
نَطْبَعُ۔مہر کرتے ہیں ہم
عَلٰى۔اوپر
قُلُوْبِ۔دل
الْمُعْتَدِيْنَ۔حد سے بڑھنے والوں کے
ثُمَّ۔پھر
بَعَثْنَا۔بھیجا ہم نے
مِنْۢ بَعْدِهِمْ۔ان کے بعد
مُّوْسٰى۔موسیٰ
وَهٰرُوْنَ۔اور ہارون کو
اِلٰى۔طرف
فِرْعَوْنَ۔فرعون
وَمَلَا۔اور اس کے سرداروں کی
بِاٰيٰتِنَا۔اپنی آیتیں دے کر
فَاسْتَكْبَرُوْا۔پھر تکبر کیا انہوں نے
وَكَانُوْا۔اور تھے وہ
قَوْمًا۔قوم
مُّجْرِمِيْنَ۔گنہگار
فَلَمَّا۔پھر جب
جَآءَهُمُ۔آیا ان کے پاس
الْحَقُّ۔حق
مِنْ عِنْدِنَا۔ہماری طرف سے
قَالُوْٓا۔کہا انہوں نے
اِنَّ۔بے شک

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

هٰذَا۔ یہ
مُوْسٰی۔ موسیٰ نے
جَآءَکُمْ۔ آیا تمہارے پاس
ہوتے
لِتَلْفِتَنَا۔ تاکہ منحرف کرے
اٰبَآءَنَا۔ اپنے باپ دادا کو
فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں
بِمُؤْمِنِیْنَ۔ ماننے والے
بِکُلِّ۔ ہر ایک
جَآءَ۔ آئے
مُوْسٰی۔ موسیٰ نے
فَلَمَّآ۔ پھر جب
مُوْسٰی۔ موسیٰ نے
اِنَّ اللّٰهَ۔ بے شک اللہ
اللّٰهَ۔ اللہ
والوں کا
بِکَلِمٰتِهٖ۔ اپنی باتوں سے

لَسِحْرٌ۔ یقیناً جادو ہے
اَتَقُوْلُوْنَ۔ کیا کہتے ہو تم
اَسِحْرٌ۔ کیا جادو ہے
السّٰحِرُوْنَ۔ جادوگر
عَمَّا۔ اس سے
وَتَکُوْنَ۔ اور ہو جائے
وَمَا۔ اور نہیں
وَقَالَ۔ اور کہا
سٰحِرٍ۔ جادوگر
السَّحَرَةُ۔ جادوگر
اَلْقُوْا۔ ڈالو
اَلْقَوْا۔ ڈالا انہوں نے

مُّبِیْنٌ۔ کھلا ہوا
لِلْحَقِّ۔ حق کو
هٰذَا۔ یہ
قَالُوْٓا۔ کہا انہوں نے
وَجَدْنَا۔ جو پایا ہم نے
لَکُمَا۔ تم دونوں کی
نَحْنُ۔ ہم
فِرْعَوْنُ۔ فرعون نے
عَلِیْمٍ۔ جاننے والا
قَالَ۔ کہا
مَآ اَنْتُمْ۔ جو تم
قَالَ۔ کہا

قَالَ۔ کہا
لَمَّا۔ جبکہ
وَلَا یُفْلِحُ۔ اور نہیں کامیاب
اَجِئْتَنَا۔ کیا آیا تو ہمارے پاس
عَلَیْهِ۔ اس پر
الْکِبْرِیَآءُ۔ بڑائی
لَکُمَا۔ تم دونوں کو
ائْتُوْنِیْ۔ لاؤ میرے پاس
فَلَمَّا۔ پھر جب
لَهُمْ۔ ان سے
مُّلْقُوْنَ۔ ڈالنے والے ہو
لَهُمْ۔ ان سے

مَا جِئْتُمْ بِهٖ۔ جو کچھ لائے ہو تم یہ
سَیُبْطِلُهٗ۔ جلدی باطل کرے گا اس کو
لَا یُصْلِحُ۔ نہیں درست کرتا
وَیُحِقُّ۔ اور حق کرتا ہے
وَلَوْ۔ اور اگرچہ

السِّحْرُ۔ جادو ہے
اِنَّ۔ بے شک
الْمُفْسِدِیْنَ۔ فساد کرنے
الْحَقَّ۔ حق کو
الْمُجْرِمُوْنَ۔ مجرم لوگ

عَمَلَ۔ عمل
اللّٰهُ۔ اللہ
کَرِهَ۔ ناپسند کریں

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع۔ سورۃ یونس۔ پ ۱۱

''اور انہیں نوح علیہ السلام کی خبر سنائیں جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تم پر بار گزرتا ہے میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی نشانیاں تمہیں یاد دلانا تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں''۔

یعنی اے محبوب ان یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکوں کو حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ سنائیں کہ انہوں نے جب آپ کی تبلیغ کی مخالفت کی تو آپ نے انہیں آخر میں فرمایا تھا کہ اے میری قوم اگر تمہیں میرا تم میں رہنا اور مدت دراز تک تبلیغ و تذکیر کرنا شاق اور ناگوار گزرا ہے اور تم میرے قتل اور مجھے بستی سے نکالنے پر آمادہ ہو چکے ہو تو میں اپنے رب پر بھروسہ رکھتا ہوں اور میں نے اپنا تمام معاملہ اس وحدہ لاشریک کے سپرد کر دیا ہے۔

''تو تم سب مل کر اپنا کام کرو اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنے کام پختہ کر لو پھر جب تمہارے کام میں کوئی الجھن نہ رہے پھر جو تم سے ہو سکے وہ میرا کرو اور مجھے مہلت نہ دو''۔

اس لئے کہ مجھے تمہاری کسی مخالفت اور مخاصمت کی پرواہ نہیں ہے۔ یہ جواب حضرت نوح علیہ السلام نے بطریق تعجیز دیا اور واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ مجھے اپنے قوی و قادر پروردگار عالم پر بھروسہ ہے اور پورا یقین ہے کہ تم اور تمہارے بے اختیار

www.waseemziyai.com

معبود میرا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔

''تو اگر تم منہ پھیرو'' اور میری نصیحت نہ مانو۔

''تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا''۔ جس کے نہ ملنے اور ضائع ہونے کا مجھے افسوس ہو۔ اس لئے کہ

''میرا اجر وثواب تو کسی پر نہیں مگر میرے رب تبارک وتعالیٰ پر ہے''۔

وہی مجھے جزاء دے گا اور تمہیں جو نصیحت اور تذکیر کر رہا ہوں وہ محض اللہ کے لئے کر رہا ہوں اس میں دنیوی غرض قطعاً نہیں ہے۔

''اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں سے ہوں تو انہوں نے ان کی تکذیب کی اور جھٹلایا تو ہم نے اسے (یعنی نوح علیہ السلام کو) اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انہیں ہم نے نائب بنایا''۔

یعنی طوفان نوحی سے جو ہلاک ہوئے ان کی جائیداد وزمین کا مالک نجات یافتہ لوگوں کو کیا اور وہ ان کی زمینوں پر قابض ہوئے۔

''اور جو تکذیب کرنے والے تھے اور ہماری آیتیں جھٹلا رہے تھے انہیں ہم نے غرق کر دیا تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا''۔

''ثُمَّ بَعَثْنَا۔ پھر اس قوم کی (ہلاکت کے) بعد ہم نے اور رسول بھیجے ان کی قوموں کی طرف تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے''۔

یعنی حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت شعیب، حضرت لوط علیہم السلام۔

''تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے ان کے پہلے جھٹلا چکے تھے۔ ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر پھر بھیجے ہم نے ان کے بعد موسیٰ اور ہارون فرعون اور ان کے حاشیہ نشینوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس آیا حق ہماری طرف سے بولے بے شک یہ تو کھلا جادو ہے''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت ہارون علیہ السلام کو ساتھ لے کر فرعونیوں میں پہنچے جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی تو بجائے ایمان لانے کے کہنے لگے یہ تو جادو ہے باوجودیکہ وہ سمجھ چکے تھے کہ یہ حق ہے مگر نفسانیت اور حسد وعناد میں تکذیب پر ہی تلے رہے تو اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''کیا تم حق کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے''۔

یعنی استفہام انکاری سے ان کے اوہام باطلہ فاسدہ کاسدہ کا رد کر دیا اور فرمایا کہ یہ جادو ہرگز نہیں ہے۔

''اس لئے کہ جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے''۔ تو فرعون والے بولے'' کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس (عقیدہ سے) پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور تم دونوں (یعنی موسیٰ وہارون علیہما السلام) زمین میں سب سے بڑائی حاصل کر لو اور ہم تم دونوں پر ایمان نہ لائیں گے''۔

اور اسی بت پرستی اور فرعون پرستی کی ملت پر رہیں گے۔

''اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والا میرے پاس لاؤ تو جب جادوگر آئے ان سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا ڈالو جو تمہیں

www.waseemziyai.com

ڈالنا ہے''۔

یعنی اپنے کرتب سامنے لاؤ جو رسیاں اور لاٹھیاں اور جو کچھ تمہارے پاس ہے ڈالو جس پر تم جادو کر سکتے ہو۔ یہ آپ علیہ السلام نے اس لئے فرمایا کہ حق اور باطل ظاہر ہو جائے اور جادو کے کرشمے جو وہ دکھانے والے تھے وہ سب مٹ جائیں۔

''تو جب ڈالا انہوں نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے کیا لائے تم یہ تو جادو ہے اب اللہ اسے جلدی باطل فرمائے گا اللہ مفسدوں کو ان کے کاموں میں کامیاب نہیں فرماتا اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے اگر چہ مجرم برا مانا کریں''۔

گویا موسیٰ علیہ السلام نے ان کے پہلے الزام کا جواب دیا جو انہوں نے آپ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر کہا تھا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ تو اس موقعہ پر آپ نے فرمایا یہ جادو ہے جو تم لائے ہو اور یہ عنقریب فنا ہوگا اس لئے کہ باطل باطل ہی ہوتا ہے اور حق حق ہی رہتا ہے چنانچہ ان کے سب کرتب عصائے موسوی سے فنا ہو گئے مگر پھر بھی وہ اپنی ہٹ دھرمی پر جمے رہے۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

تو نہ ایمان لائے موسیٰ پر مگر کچھ نوجوان اس کی قوم سے فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے کہ وہ فتنہ میں نہ ڈالیں اور فرعون زمین میں سرکشی کرنے والا تھا اور وہ زیادتی کرنے والوں سے تھا۔

وَ قَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو اگر تم مسلمان (فرمان بردار) ہو۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾

تو وہ بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کے لئے آزمائش نہ بنا۔

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں کی قوم سے نجات دے۔

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ مقرر کرو اور نماز کی پابندی کرو اور مومنوں کو بشارت سناؤ۔

وَ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾

اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں مال اور زینت دے رکھی ہے اے ہمارے رب تاکہ تیری راہ سے بہکائیں اے ہمارے رب ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے وہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں۔

www.waseemziyai.com

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَ لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

کہا تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی تم مضبوط رہو اور جاہلوں کی راہ کی پیروی نہ کرو۔

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے گزار دیا۔ پھر فرعون اور اس کا لشکر سرکشی اور عداوت کی وجہ سے ان کے پیچھے لگا یہاں تک کہ جب وہ غرق ہونے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لایا کہ سچا خدا وہی ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں (مسلمانوں) سے ہوں۔

آٰلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾

اب (ایمان لاتا ہے) اور تو نے اس سے پہلے نافرمانی کی اور تو فسادیوں سے تھا۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾

سو آج تیرے جسم کو نجات دیں گے تاکہ تو پچھلے لوگوں کے لئے نشان (عبرت) بنے اور اکثر لوگ ہماری آیتوں سے بے خبر ہیں۔

حل لغات نواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

فَمَآ - پھر نہ
اٰمَنَ - ایمان لائے
لِمُوْسٰى - موسیٰ علیہ السلام پر
اِلَّا - مگر
ذُرِّيَّةٌ - کچھ نوجوان
مِّنْ قَوْمِهٖ - اس کی قوم میں سے
عَلٰى - بوجہ
خَوْفٍ - ڈر
مِّنْ فِرْعَوْنَ - فرعون کے
وَمَلَا۟ئِهِمْ - اور ان کے سرداروں کے
اَنْ - یہ کہ
يَّفْتِنَهُمْ - فتنہ میں ڈالے ان کو
وَ اِنَّ - اور بے شک
فِرْعَوْنَ - فرعون
لَعَالٍ - سرکش تھا
فِي الْاَرْضِ - زمین میں
وَ اِنَّهٗ - اور یقیناً وہ
لَمِنَ - تھا
الْمُسْرِفِيْنَ - حد سے بڑھنے والوں سے
وَقَالَ - اور کہا
مُوْسٰى - موسیٰ نے
يٰقَوْمِ - اے میری قوم
اِنْ - اگر
كُنْتُمْ - ہو تم
اٰمَنْتُمْ - ایمان رکھتے
بِاللّٰهِ - اللہ پر
فَعَلَيْهِ - تو اسی پر
تَوَكَّلُوْٓا - بھروسہ رکھو
اِنْ - اگر
كُنْتُمْ - ہو تم
مُّسْلِمِيْنَ - فرمانبردار
فَقَالُوْا - پھر انہوں نے کہا
عَلَى اللّٰهِ - اللہ ہی پر
تَوَكَّلْنَا - بھروسہ کیا ہم نے
رَبَّنَا - اے ہمارے رب
لَا تَجْعَلْنَا - نہ بنا ہم کو
فِتْنَةً - آزمائش
لِّلْقَوْمِ - قوم
الظّٰلِمِيْنَ - ظالم کے لئے
وَنَجِّنَا - اور نجات دے ہم کو
بِرَحْمَتِكَ - اپنی رحمت سے
مِنَ الْقَوْمِ - قوم
الْكٰفِرِيْنَ - کافروں سے
وَاَوْحَيْنَآ - اور وحی کی ہم نے
اِلٰى - طرف
مُوْسٰى - موسیٰ
وَاَخِيْهِ - اور اس کے بھائی کی
اَنْ - یہ کہ
تَبَوَّاٰ - جگہ دو
لِقَوْمِكُمَا - اپنی قوم کو
بِمِصْرَ - مصر میں
بُيُوْتًا - گھروں کی
وَّاجْعَلُوْا - اور بناؤ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بُيُوْتَكُمْ۔اپنے گھروں کو
وَبَشِّرِ۔اور خوشخبری دے
رَبَّنَآ۔اے ہمارے رب
وَمَلَاَهٗ۔اور اس کے سرداروں کو
فِي الْحَيٰوةِ۔زندگی
عَنْ سَبِيْلِكَ۔تیری راہ سے
وَاشْدُدْ عَلٰى۔اور سخت کردے
يُؤْمِنُوْا۔ایمان لائیں
الْاَلِيْمَ۔دردناک
دَّعْوَتُكُمَا۔تمہاری دعا
سَبِيْلَ۔رستے
بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔بنی اسرائیل کو
فِرْعَوْنُ۔فرعون
حَتّٰٓى۔یہاں تک کہ
قَالَ۔کہا
الَّذِيْٓ۔مگر وہی
وَاَنَا۔اور میں
وَقَدْ۔اور بے شک
مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔فسادیوں سے
ہم تجھ کو
خَلْفَكَ۔تیرے پیچھے ہیں
مِّنَ النَّاسِ۔لوگ

قِبْلَةً۔قبلہ
الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کو
اِنَّكَ۔بے شک تو نے
زِيْنَةً۔زینت
الدُّنْيَا۔دنیا میں
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب
اطْمِسْ۔مٹادے
قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دل
يَرَوُا۔دیکھیں
قَدْ۔بے شک
وَلَا۔اور نہ
لَا يَعْلَمُوْنَ۔جو نہیں جانتے
الْبَحْرَ۔سمندر سے
بَغْيًا۔سرکشی
اَدْرَكَهُ۔پالیا اس کو
اَنَّهٗ۔یقیناً وہ
بِهٖ۔اس پر
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔مسلمانوں سے ہوں
عَصَيْتَ۔نافرمانی کی تو نے
قَبْلُ۔پہلے
فَالْيَوْمَ۔سو آج
لِتَكُوْنَ۔تاکہ ہو تو
وَاِنَّ۔اور بے شک
عَنْ اٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں سے

وَّاَقِيْمُوا۔اور قائم کرو
وَقَالَ۔اور کہا
اٰتَيْتَ۔دیا
وَّاَمْوَالًا۔اور مال
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب
لِيُضِلُّوْا۔تاکہ گمراہ کریں
عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ۔ان کے مال
فَلَا۔پھر نہ
الْعَذَابَ۔عذاب
اُجِيْبَتْ۔قبول کی گئی
تَتَّبِعٰٓنِّ۔پیروی کرو
وَجٰوَزْنَا۔اور گزار دیا ہم نے
فَاَتْبَعَهُمْ۔پھر پیچھے لگا ان کے
وَّعَدْوًا۔اور دشمنی سے
الْغَرَقُ۔غرق ہونے نے
لَآ اِلٰهَ۔نہیں کوئی معبود
بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ۔بنی اسرائیل
آٰلْـٰٔنَ۔کیا اب؟
وَكُنْتَ۔اور تھا تو
نُنَجِّيْكَ۔نجات دیں گے
لِمَنْ۔ان کے لئے جو
كَثِيْرًا۔بہت سے
لَغٰفِلُوْنَ۔یقیناً بے خبر ہیں

الصَّلٰوةَ۔نماز
مُوْسٰى۔موسیٰ نے
فِرْعَوْنَ۔فرعون کو

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع۔سورۃ یونس۔پ ۱۱

''اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے کچھ لوگ فرعون اور اس کے درباریوں کے خوف سے کہ کہیں انہیں فتنے میں ڈال کر دین موسوی سے ہٹنے پر مجبور نہ کر دیں اور بے شک فرعون زمین میں سر اٹھانے والا تھا اور بے شک وہ حد سے گزر گیا''۔

اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ آپ اپنی امت کے بعض لوگوں کے ایمان نہ لانے کی پرواہ نہ کریں اور ان کے ایمان لانے کا جو اہتمام فرماتے تھے اور اس سے کفار مکہ جو اعراض کرتے تھے اس پر فرمایا کہ آپ اس اعراض سے

www.waseemziyai.com

غمگین نہ ہوں اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود اس کے کہ کھلا معجزہ لائے تھے مگر پھر بھی ان پر ایمان لانے والے تھوڑے ہی نکلے زیادہ انکار و انحراف ہی کرتے رہے تو انبیاء کرام پر ایسے مواقع پیش آتے رہے ہیں آپ اپنی امت کے اعراض سے رنجیدہ نہ ہوں۔

اور مِنْ قَوْمِهٖ میں جو ضمیر ہے وہ یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ ایسی صورت میں قوم اور ذریت سے مراد بنی اسرائیل ہیں جن کی اولادیں مصر میں آپ کے ساتھ تھیں۔

اور بقول ثانی مِنْ قَوْمِهٖ میں وہ لوگ مراد ہیں جو فرعون کے قتل سے بچ کر ادھر ادھر رہ گئے تھے اس لئے کہ جب فرعون نے اولاد ذکور کی ولادت پر علی الفور قتل کا حکم جاری کر دیا تھا تو اکثر عورتیں وہ تھیں جن کی راہ و رسم فرعون کی خاص عورتوں سے تھا۔ انہوں نے اس سے یہ فائدہ اٹھایا کہ اپنے بچے نومولود انہیں دے دیئے اور وہ محل میں پلتے رہے تو جس دن یہ مقابلہ ہوا یہ تمام بچے جو پروردۂ محل شاہی تھے موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے جادوگروں کی شکست دیکھ کر ایمان لے آئے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ ضمیر فرعون کی طرف راجع ہے اور قوم سے قوم فرعون مراد ہے چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ذریت فرعون سے تھوڑے وہ تھے جو ایمان لے آئے تھے چنانچہ آگے ارشاد ہے:

''وَقَالَ مُوْسٰى۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو''۔

اور فرعونی فتنہ کی پرواہ نہ کرو بے خوف رہو جو بندہ ہو کر دعویٰ الوہیت کر رہا ہو وہ باطل اور قطعی باطل ہے اور جس پر تم ایمان لائے ہو وہ حق اور قطعی حق ہے وہ اپنے فرمانبردار بندوں کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے اور ابن جریر رحمہ اللہ راوی ہیں:

اِنَّ الضَّمِيْرَ لِفِرْعَوْنَ وَ بِهٖ قَالَ جَمْعٌ فَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ غَيْرِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَ هُمْ زَوْجَتُهٗ اٰسِيَةُ وَ مَاشِطَتُهٗ وَ مُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَ الْخَازِنُ وَ امْرَأَتُهٗ۔

ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ضمیر فرعون کی طرف ہے اور اس پر ایک جماعت متفق ہے تو ایمان لانے والے بنی اسرائیل کے علاوہ اس کی بیوی آسیہ اور اس کی کنگھی کرنے والی اور آل فرعون سے مومن اور اس کا خازن اور اس کی بیوی ہے۔

''تو سب کہنے لگے ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب ہم کو ظالم لوگوں کی آزمائش میں نہ ڈال''۔

اور انہیں ہم پر غالب نہ کرتا کہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ حق پر ہیں۔ ''اور ہمیں نجات دے اپنی رحمت کے ساتھ کافر قوم سے'' اور ان کے ظلم و ستم سے محفوظ رکھ۔

''اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی کو کہ مکانات بناؤ اپنی قوم کے لئے مصر میں اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بناؤ اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ''۔

چونکہ فرعون کے ظلم و ستم کا خوف تھا اس لئے فرمایا کہ ایام خوف میں مصر کے مکانات کے اندر ہی نمازیں ادا کرو اور چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ ہمیشہ سے کعبہ ہی تھا اس لئے نمازیں گھر میں ادا ہوں تو قبلہ رو اور مساجد میں ہوں تو قبلہ رو۔

بِاَنَّ الْمَنْصُوْصَ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ اَنَّ الْيَهُوْدَ تَسْتَقْبِلُ الصَّخْرَةَ وَالنَّصَارٰى مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَشْتَهِرْ اَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَسْتَقْبِلُ الْكَعْبَةَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَالْقَوْلُ بِهٖ غَرِيْبٌ۔

www.waseemziyai.com

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ یہودی صخرۂ بیت المقدس کو قبلہ کہتے تھے اور نصاریٰ سورج طلوع ہونے کی سمت کو اور مشتہر نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کعبہ کی طرف استقبال فرماتے تھے۔ تو یہ غریب ہے اس لئے علامہ علائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کَانَتْ قِبْلَتُهُمْ کُلِّهِمُ الْکَعْبَةُ۔ یعنی تمام انبیاء کرام کا قبلہ ہمیشہ سے کعبہ ہی رہا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے: جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَ طُهُوْرًا۔ میرے لئے تمام روئے زمین سجدہ کے لئے پاک کی گئی ہے۔

اور گھروں میں نماز کی یہ اجازت بحالت اضطرار تھی۔

فَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ خَرَّبَ مَسَاجِدَهُمْ وَ مَنَعَهُمْ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ اَنْ صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ جُبَیْرٍ۔

اس لئے کہ فرعون ملعون نے مساجد ویران کر دی تھیں اور عام طور پر نماز ممنوع قرار دے دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرما کر حکم دیا کہ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو۔ ابن عباس اور ابن جبیر علیہم رضوان سے ایسا ہی مروی ہے۔ یہ صلوٰۃ خوف کی طرح ہے کہ وہ بھی گھروں میں پڑھنے کی اجازت ہے۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور اس کا اثر ظاہر فرمایا۔ حیث قال

''وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ۔ اور عرض کی موسیٰ علیہ السلام نے اے ہمارے رب تو نے دیا ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو مال اور زینت دنیا کی زندگی میں الٰہی اس مال کے ذریعہ وہ بہکاوے گا اور گمراہ کرے گا الٰہی ان کے مال برباد کر دے''۔

اس لئے کہ تیری نعمتوں پر بجائے شکر گزار ہونے کے جرأت کر کے معصیت شعار بنا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور فرعونیوں کے درہم و دینار پتھر ہو کر رہ گئے۔ حتیٰ کہ ان کے باغوں کے پھل اور کھانے کی چیزیں پتھر ہو گئیں اور یہ ان نو معجزات سے ایک معجزہ ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ سے راوی ہیں کہ ضحاک رحمہم اللہ نے کہا: اِنَّهٗ بَعْدَ هٰذَا الدُّعَاءِ صَارَتْ دَرَاهِمُهُمْ وَدَنَانِیْرُهُمْ وَ نُحَاسُهُمْ وَ حَدِیْدُهُمْ حِجَارَةً مَنْقُوْشَةً۔

اس دعا کے بعد ان کے دراہم و دنانیر اور تانبہ لوہا سب پتھر ہو گئے اور ان پر نقوش بدستور رہے۔

وَ عَنْ مُحَمَّدِنِ الْقُرَظِیِّ قَالَ سَاَلَنِیْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی طَمَسَ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ یَعْنِیْ فِرْعَوْنَ وَاٰلَ فِرْعَوْنَ حَتّٰی صَارَتْ حِجَارَةً فَقَالَ عُمَرُ مَکَانَکَ حَتّٰی اٰتِیَکَ فَدَعَا بِکِیْسٍ مَخْتُوْمٍ فَفَکَّهٗ فَاِذَا فِیْهِ الْبَیْضَةُ مَنْقُوْشَةٌ وَهِیَ حِجَارَةٌ وَ کَذَا الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِیْرُ وَ اَشْبَاهُ ذَالِکَ۔

محمد قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے متعلق سوال کیا میں نے بتایا کہ اللہ نے فرعون کے مال اور آل فرعون کے اموال پر طمس فرمایا حتیٰ کہ وہ پتھر ہو گئے۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ تشریف رکھیں تا کہ میں آپ کو وہ مطموس دکھاؤں۔ پھر آپ نے ایک تھیلی منگوائی جو سر بمہر تھی تو اسے کھول کر دکھایا تو اس میں انڈے پتھر کے تھے اور ایسے ہی دراہم و دنانیر اور اس کی مثل سب پتھر کے تھے۔

www.waseemziyai.com

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے حوض کا پانی بھی پتھر ہو گیا۔ منجد میں سکر کا ترجمہ حوض ہے اور عبارت یہ ہے کہ اِنَّهٗ صَارَ سُكُرُهُمْ حِجَارَةً اور جہاں میاں بیوی ایک جگہ تھے وہ بھی پتھر ہو گئے اور جہاں کوئی عورت روٹی پکا رہی تھی وہ بھی پتھر ہو گئی۔ طمس کا ترجمہ روح المعانی میں ہے قَالَ مُجَاهِدٌ فَالطَّمْسُ بِمَعْنَى الْاِهْلَاكِ۔ یعنی طمس ہلاک کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

''اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان ہی نہ لائیں حتیٰ کہ دردناک عذاب دیکھیں''۔

اس کے متعلق مفسرین فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں کے ایمان نہ لانے کی خبر ہوئی تو آپ نے ان کے حق میں بددعا کی اور ایسا ہی ہوا کہ وہ غرق ہونے سے قبل ایمان نہ لائے۔ (روح المعانی)

اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوا کہ کسی سرکش کافر کی دعائے موت کرنا ممنوع نہیں۔ كَمَا قَالَ الْمَدَارِكُ آگے ارشاد ہے فرمایا (اللہ تعالیٰ نے)

''بے شک قبول ہوئی تم دونوں کی دعا تو ثابت قدم رہو اور نہ پیروی کرو نادانوں کی''۔

اس آیت کریمہ میں موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی دعا قبول ہونے کا اظہار ہے اور پہلی آیت میں دعا صرف موسیٰ علیہ السلام کی تھی اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں نفیس توجیہ فرمائی وہ یہ کہ آمین بھی درحقیقت دعا ہے تو جب موسیٰ علیہ السلام رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ عرض کر رہے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام آمین فرما رہے تھے تو اس صورت میں دونوں کی دعا ہو گئی۔

بعض روایات سے ثابت ہے کہ اس دعا میں اور اس کی قبولیت میں چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ اس سے ان جلد بازوں کو تنبیہ بھی ہے کہ وہ دعا کرتے ہی قبولیت کے منتظر ہوتے ہیں اس لئے وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا فرمایا گیا کہ انسان جلد باز ہے اس لئے یہاں بھی وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ یعنی نہ پیروی کرو نادانوں کی ارشاد ہوا وہ نادان وہی ہیں جو قبول دعا میں تاخیر و تعویق کی حکمت نہیں جانتے اور یہی دعا میں ارشاد ہے: اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کہ دعا کرو ہم تمہارے لئے دعا قبول کریں گے یہ ارشاد نہیں کہ ہر دعا علی الفور قبول کریں گے بلکہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق وہ قبول ضرور کریں گے تاخیر و تعویق سے یا علی الفور اس کا وعدہ نہیں۔ اس بحث کے لئے ''اَحْسَنُ الْوِعَا لِاٰدَابِ الدُّعَا'' کا مطالعہ کیا جائے جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ کی تالیف ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''وَجٰوَزْنَا۔ اور ہم دریا پار لے گئے بنی اسرائیل کو تو فرعون نے معہ اپنے لشکر کے ان کا تعاقب کیا سرکشی اور ظلم سے حتیٰ کہ جب پکڑ لیا اسے غرق نے بولا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ میں ایمان لایا اس پر کہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے جس پر ایمان لائے تھے بنی اسرائیل اور میں مسلمان ہوں''۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے فلق بحر کر کے دریائے نیل کو پار کیا اور تعاقب کرتا ہوا فرعون معہ اپنے لشکر کے ساحل نیل پر آیا تو دریا میں راستہ دیکھ کر دریائے نیل میں اتر گیا اس کے اتباع میں لشکر بھی اتر گیا جب وسط دریا میں آیا دونوں طرف سے دریا مل گیا اور فرعون معہ اپنے لشکر کے غرق ہونے لگا تو پکارا اٰمَنْتُ۔

یہاں فرعون نے بہ امید قبول مضمون ایمان تین بار دہرایا لیکن قبول نہ ہوا اس لئے کہ ضغطۂ موت کے بعد ملائکہ عذاب

www.waseemziyai.com

آتے ہیں انہیں دیکھنے کے بعد جو بھی توبہ کرے وہ مقبول نہیں ہوتی اس بنا پر فرعون کا ایمان بھی قبول نہ ہوا۔ البتہ اگر ضغطہ و اضطرار جان کنی سے قبل ایک بار ہی ایمان کا اظہار کر لے تو مقبول ہوتا ہے مگر اس نے تو ادراک غرق کے بعد کہا اور تین طرح کہا پہلے اٰمَنْتُ پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ کہا پھر اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہا اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوا۔

''آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ۔ کیا اب (ایمان کی سوجھی) اور پہلے تو تو بڑا نافرمان رہا اور بڑے فسادیوں میں سے تھا''۔

یعنی کیا اب حالت اضطرار میں مبتلائے غرق ہو کر اور زندگی سے مایوسی کی حالت میں تو اٰمَنْتُ کہنے لگا اس سے قبل تو اتنا زبردست فسادی تھا کہ خود گمراہ تھا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا تھا۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت روح الامین علیہ السلام فرعون کے پاس استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ ایسے غلام کے حق میں کیا حکم ہے جس نے کسی کے مال و نعمت سے پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کا منکر ہو گیا بلکہ خود اس مال و نعمت کا مالک بن کر مدعی ملکیت بن گیا۔

اس کا جواب فرعون نے یہ دیا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اسے دریا میں غرق کیا جائے۔ چنانچہ جب فرعون دریا میں غرق ہونے لگا تو حضرت روح الامین علیہ السلام نے اس کا فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور فرعون نے اسے پہچان لیا۔

بعض علماء نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کے غرق ہونے کی بنی اسرائیل کو اطلاع دی تو بنی اسرائیل کے دل میں اس کی عظمت و ہیبت اس قدر راسخ ہو چکی تھی کہ انہیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا تو اس کی لاش بہ امر الٰہی دریا کے ساحل پر پھینک دی گئی جب بنی اسرائیل نے اسے دیکھ کر پہچان لیا تب انہیں یقین ہوا۔

روح المعانی میں اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے:

وَ ذَالِکَ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی لَمَّا اَخْبَرَ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ بِاِجَابَةِ دَعْوَتِهِمَا اَمَرَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ بِاِخْرَاجِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنْ مِصْرَ لَیْلًا وَ کَانُوْا کَمَا ذَکَرَهٗ غَیْرُ وَاحِدٍ سِتَّمِائَةِ اَلْفٍ فَخَرَجَ بِهِمْ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَلَمَّا اَحَسَّ خَرَجَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ عَلٰی اِثْرِهِمْ مُسْرِعِیْنَ فَالْتَفَتَ الْقَوْمُ فَاِذَا الطَّامَّةُ الْکُبْرٰی وَرَاءَ هُمْ فَقَالُوْا یَا مُوْسٰی هٰذَا فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَرَاءَ نَا وَ هٰذَا الْبَحْرُ اَمَامَنَا فَکَیْفَ الْخَلَاصُ فَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی مُوْسٰی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْبَحْرَ فَضَرَبَهٗ فَانْفَلَقَ اِثْنَیْ عَشَرَ فِرْقًا کُلُّ فِرْقٍ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ وَصَارَ لِکُلِّ سِبْطٍ طَرِیْقٌ فَسَلَکُوْا وَوَصَلَ فِرْعَوْنُ وَ مَنْ مَعَهٗ اِلَی السَّاحِلِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا مِنَ الْبَحْرِ وَ مَسْلَکُهُمْ بَاقٍ عَلٰی حَالِهٖ فَسَلَکَهٗ بِمَنْ مَعَهٗ اَجْمَعِیْنَ فَلَمَّا دَخَلَ اٰخِرُهُمْ وَ هَمَّ اَوَّلُهُمْ بِالْخُرُوْجِ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی دعا جب اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تو حکم الٰہی آیا کہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جاؤ۔ ان کی تعداد بروایات کثیرہ چھ لاکھ تھی تو یہ عین اس وقت معہ اپنی جماعت کے نکلے جبکہ فرعون اور اس کی فوج غفلت میں تھے جب انہیں ان کا علم ہوا کہ وہ چلے گئے ہیں تو فرعون معہ اپنی جماعت کے ان کے قدم بقدم تعاقب

www.waseemziyai.com

میں نکلا جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دیکھا کہ ان کے پیچھے ایک بڑی مصیبت آ رہی ہے تو وہ بولے اے موسیٰ یہ فرعون اور اس کا لشکر آ رہا ہے۔ اور ہمارے سامنے یہ دریائے نیل موجیں مار رہا ہے اب کس طرح ہم نجات پائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنا عصا دریا میں ماریں آپ نے عصا مارا اس سے بارہ رستے دریا میں پھٹ گئے ہر راستہ کے مابین ایک بھاری پہاڑ کی طرح تھا اور ہر قبیلہ کے لئے ایک راستہ تھا جس سے یہ بارہ قبیلے پار اتر گئے اور فرعون معہ اپنے ساتھیوں کے ساحل پر آ گیا تو اس نے وہ راستے دریا میں دیکھے جس سے موسیٰ علیہ السلام کے امتی گزر گئے تھے تو یہ بھی انہیں راستوں سے دریا میں اتر پڑا جب وسط میں پہنچا تو دریائے نیل کی موجوں نے ایسا گھیرا جیسا کہ گھیرنا تھا۔ حتیٰ کہ غرق نے پالیا۔

اس کے غرق کی خبر جب بنی اسرائیل کو ملی تو انہیں اس پر یقین نہ آیا اس لئے کہ اس کی جبروتی قوت سے سب مرعوب تھے تو بامر الٰہی اس کی لاش ساحل پر موجوں نے پھینک دی اور بنی اسرائیل نے دیکھ کر پہچانا اور اس کے مرنے کا یقین کیا۔ اس پر ارشاد ہوا:

''فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۔ آج ہم تیری لاش کو محفوظ رکھیں گے تا کہ تو پچھلوں کے لئے نشان ہو''۔

ابن انباری ابوالشیخ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اَلْمَعْنٰى نَجْعَلُكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِنَ الْاَرْضِ كَيْ يَرَاكَ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فَيَعْرِفُوْا اَنَّكَ قَدْ مِتَّ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تجھے ہم کسی زمین کے ٹیلے پر رکھیں گے۔ تا کہ تجھے بنی اسرائیل دیکھ کر جان لیں کہ تو (خدائی کا مدعی تھا) اور مر گیا۔

وَ جَاءَ تَفْسِيْرُ الْبَدَنِ بِالدِّرْعِ۔ اور بدن کی تفسیر میں بعض نے اس کی زرہ مراد لی ہے۔

وَ رُوِيَ ذَالِكَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَ اُبَيٍّ وَ كَانَتْ لَهٗ دِرْعٌ مِنْ ذَهَبٍ يُعْرَفُ بِهَا وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهَا كَانَتْ مِنْ لُؤْلُؤٍ۔ اس کی ایک سونے کی زرہ تھی جس سے وہ پہچانا جاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے وہ زرہ موتیوں کی تھی۔

اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابی جہضم موسیٰ بن سالم رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ كَانَ لِفِرْعَوْنَ شَيْءٌ يَلْبَسُهٗ يُقَالُ لَهُ الْبَدَنُ يَتَلَالَأُ۔ وہ ایک چیز تھی فرعون کی جسے وہ پہنتا تھا اسے بدن کہتے تھے وہ جگمگاتی تھی۔

''اور بے شک بہت لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں''۔

انہیں یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ فرعون کی لاش سالم نکلے گی اور مصر کے میوزیم میں رکھی ہوگی۔ آج تو مصر جانے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ آتے ہیں۔ بہر حال نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ کے متعلق اگرچہ اقوال ہیں۔ لیکن لفظی معنی کے ساتھ بھی یہ پیش گوئی صحیح ہوگئی۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَ لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾	اور بے شک جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ اور رزق ہم نے انہیں دیا پاک چیزوں سے۔ تو نہ اختلاف میں پڑے حتیٰ کہ انہیں علم آ گیا بے شک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات

www.waseemziyai.com

میں جھگڑتے تھے۔

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۙ﴿۹۴﴾

اور (اے سننے والے) اگر ہے تو شبہ میں اس کے اندر جو نازل کیا ہم نے تیری طرف تو ان سے پوچھ جو پڑھنے والے ہیں کتاب تجھ سے پہلے بے شک تیرے پاس حق آیا تیرے رب کی طرف سے تو نہ ہو تو شک کرنے والوں میں۔

وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾

اور نہ ہو ان میں سے جو جھٹلاتے ہیں اللہ کی آیتیں تو ہو جائے گا تو خسارے والوں میں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۹۶﴾

بے شک وہ جن پر ثابت ہوگئی بات تیرے رب کی ایمان نہ لائیں گے۔

وَ لَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

اگرچہ آئیں ان کے پاس سب نشانیاں حتیٰ کہ وہ دیکھیں دردناک عذاب۔

فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

تو اگر نہ ہوتی کوئی بستی کہ ایمان لاتی تو نفع دیتا ان کا ایمان مگر قوم یونس جبکہ ایمان لائے وہ کھول دیا ہم نے ان سے عذاب ذلت والا حیات دنیا میں اور متمتع کیا انہیں ایک مدت تک۔

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

اور اگر چاہتا تیرا رب تو ضرور ایمان لاتے سب کے سب تو کیا تم مجبور کرو گے لوگوں کو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور نہیں ہے کسی جان کی قدرت کہ وہ ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور کرتا ہے عذاب ان پر جو بے عقل ہیں۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

فرما دیجئے دیکھو کیا ہے آسمان میں اور زمین میں اور نہیں مستغنی کرتی انہیں آیتیں اور ڈرانے والے اس قوم کو جو ایمان لانے والی نہیں۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

تو کیا انتظار ہے انہیں مگر ان لوگوں کے سے دنوں کا جو گزر گئے ان سے پہلے فرما دیجئے انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع

پھر ہم نجات دیں گے اپنے رسولوں کو اور انہیں جو ایمان لائے ایسے ہی ہم پر حق کرم ہے کہ نجات دیں مومنوں کو۔

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

حل لغات دسواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

وَلَقَدْ۔ اور بے شک
مُبَوَّاَ۔ جگہ
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ۔ پاکیزہ چیزوں کا
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
رَبُّكَ۔ تیرا رب
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
يَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے
مِّمَّآ۔ اس چیز سے
الَّذِيْنَ۔ اس سے جو
لَقَدْ۔ بے شک
فَلَا تَكُوْنَنَّ۔ پھر نہ ہو تو
مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں سے جنہوں نے
اللّٰهِ۔ الٰہی کو
اِنَّ۔ بے شک
كَلِمَتُ رَبِّكَ۔ بات تیرے رب کی
وَلَوْ۔ اور اگرچہ
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
فَلَوْلَا۔ پھر کیوں نہ
فَنَفَعَهَآ۔ پھر نفع دیا اس کو
يُوْنُسَ۔ یونس کی
عَنْهُمْ۔ ان سے
الدُّنْيَا۔ دنیا میں
وَلَوْ۔ اور اگر
مَنْ۔ جو کوئی
اَفَاَنْتَ۔ کیا پھر تو
يَكُوْنُوْا۔ ہو جائیں
اَنْ۔ یہ کہ

بَوَّاْنَا۔ جگہ دی ہم نے
صِدْقٍ۔ عزت کی
فَمَا۔ پھر نہ
جَآءَهُمُ۔ آئے ان کے پاس
يَقْضِيْ۔ فیصلہ کرے گا
فِيْمَا۔ اس میں جو
كُنْتَ۔ ہے تو
اَنْزَلْنَآ۔ جو اتاری ہم نے
يَقْرَءُوْنَ۔ پڑھتے ہیں
جَآءَكَ۔ آیا تیرے پاس
مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ شک کرنے والوں سے
كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا
فَتَكُوْنَ۔ پھر ہوگا تو
الَّذِيْنَ۔ وہ لوگ
حَقَّتْ۔ کہ حق ہوئی
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لائیں گے
جَآءَتْهُمْ۔ آئے ان کے پاس
يَرَوُا۔ وہ دیکھیں
الْعَذَابَ۔ عذاب
قَرْيَةٌ۔ کوئی بستی
اِيْمَانُهَآ۔ اس کے ایمان نے
لَمَّآ۔ جب
اٰمَنُوْا۔ وہ ایمان لائے
عَذَابَ۔ عذاب
الْخِزْيِ۔ خواری کا
وَمَتَّعْنٰهُمْ۔ اور فائدہ دیا ہم نے ان کو
شَآءَ۔ چاہے
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے
تُكْرِهُ۔ مجبور کرے گا
مُؤْمِنِيْنَ۔ مومن
تُؤْمِنَ۔ ایمان لائے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ بنی اسرائیل کو
وَرَزَقْنٰهُمْ۔ اور ہم نے ان کو رزق دیا
اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کیا انہوں نے
اِنَّ۔ بے شک
يَوْمَ۔ دن
فِيْهِ۔ اس میں
فِيْ شَكٍّ۔ شک میں
فَسْئَلِ۔ پھر پوچھ
مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے
مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے
وَلَا تَكُوْنَنَّ۔ اور نہ ہو تو
بِاٰيٰتِ۔ آیات
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ خسارہ اٹھانے والوں سے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
اٰيَةٍ۔ نشانی
الْاَلِيْمَ۔ دردناک
اٰمَنَتْ۔ ایمان لائی
قَوْمَ۔ قوم
كَشَفْنَا۔ ہم نے کھول دیا
فِي الْحَيٰوةِ۔ زندگی
اِلٰى حِيْنٍ۔ ایک وقت تک
لَاٰمَنَ۔ تو ایمان لائے
جَمِيْعًا۔ کے سب
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
لِنَفْسٍ۔ کسی آدمی کے لئے
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ مگر خدا کے حکم سے

www.waseemziyai.com

وَيَجْعَلُ۔اور کرتا ہے | الرِّجْسَ۔عذاب | عَلَى۔اوپر | الَّذِيْنَ۔ان کے
لَا يَعْقِلُوْنَ۔جونہیں سمجھتے | قُلِ۔کہہ | انْظُرُوْا۔دیکھو | مَاذَا۔کیا ہے
فِي السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں میں | وَالْاَرْضِ۔اور زمین میں | وَمَا۔اور نہیں | تُغْنِي۔کام آتیں
الْاٰيٰتُ۔نشانیاں | وَالنُّذُرُ۔اور ڈرانے والے | عَنْ قَوْمٍ۔اس قوم سے | لَّا يُؤْمِنُوْنَ۔جونہیں ایمان
لاتے | فَهَلْ۔پھر کیا | يَنْتَظِرُوْنَ۔دیکھتے ہیں | اِلَّا۔مگر
مِثْلَ۔مثل | اَيَّامِ۔دنوں | الَّذِيْنَ۔ان لوگوں کے | خَلَوْا۔جو گزر گئے
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ان سے پہلے | قُلْ۔کہہ | فَانْتَظِرُوْٓا۔انتظار کرو | اِنِّيْ۔بے شک میں
مَعَكُمْ۔تمہارے ساتھ ہوں | مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۔انتظار کرنے والوں سے | ثُمَّ۔پھر
نُنَجِّيْ۔نجات دیتے ہیں ہم | رُسُلَنَا۔اپنے رسولوں کو | وَالَّذِيْنَ۔اور ان کو | اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے
كَذٰلِكَ۔اسی طرح | حَقًّا۔حق ہے | عَلَيْنَا۔ہم پر | نُنْجِ۔نجات دیتے ہیں ہم
الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کو

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔سورۃ یونس۔پ ۱۱

''وَلَقَدْ بَوَّاْنَا۔اور بے شک جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ''۔

اس سے مراد تو مصر کا ملک ہے یا فرعون اور فرعونیوں کی جائیدادیں مراد ہیں یا سرزمین شام وقدس اور اردن جو نہایت سرسبز وشاداب اور زرخیز آبادیاں تھیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ بَوَّاْنَا کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: وَ بَوَّاَ بِمَعْنَى اَنْزَلَ كَاَبَاءٍ وَالْاِسْمُ مِنْهُ الْبِيْئَةُ بِالْكَسْرِ كَمَا فِي الْقَامُوْسِ – بَوَّاَ بِمَعْنَى اَنْزَلَ ہے یعنی اتارنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ وَجَاءَ بَوَّاَهُ مَنْزِلًا وَ بَوَّاَهُ فِيْ مَنْزِلٍ وَكَذَا بَوَّاْتُ لَهُ مَكَانًا اِذَا سَوَّيْتُهُ – اَىْ اَنْزَلْنَاهُمْ بَعْدَ اَنْ اَنْجَيْنَاهُمْ وَ اَهْلَكْنَا اَعْدَاءَ هُمْ۔محاورۃ عرب میں بواہ منزلا و بواہ فی منزل ایسے موقعہ پر بولتے ہیں جب کہ کسی کے لئے ہلاک دشمن کے بعد نجات ہو۔ اور انہیں کسی محفوظ مکان میں رکھا جائے۔

اور مُبَوَّاَ صِدْقٍ کے یہ معنی ہیں: اَىْ مَنْزِلًا صَالِحًا مَرْضِيًّا۔ایسی اترنے کی جگہ جو مرضی کے موافق ہو۔

اور ابن منذر وضحاک رحمہم اللہ وغیرہ سے مروی ہے کہ اَلشَّامُ وَ مِصْرُ فَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الَّذِيْنَ كَانُوْا فِيْ زَمَانِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُمُ الْمُرَادُوْنَ هِنَا مَلَكُوْا ذَالِكَ۔اس سے مراد شام اور مصر ہے اس لئے کہ اس سے مراد وہ بنی اسرائیل ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور وہی ان مقامات کے مالک بنے۔

وَاَخْرَجَ اَبُو الشَّيْخِ وَغَيْرُهُ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ الْمُرَادَ بِالشَّامِ وَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَ اخْتَارَهُ بَعْضُهُمْ بِنَاءً اَنَّ اُولٰئِكَ لَمْ يَعُوْدُوْا اِلٰى مِصْرَ بَعْدَ ذَالِكَ۔

اس سے مراد شام اور بیت المقدس ہے اور اسے بعض نے اس بنا پر پسند کیا کہ بنی اسرائیل مصر کی طرف واپس نہیں گئے بعد غرق فرعون۔

www.waseemziyai.com

اور یہ بھی قول ہے کہ اَنَّهُمْ مَا دَخَلُوا الشَّامَ فِیْ حَیٰوةِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ اِنَّمَا دَخَلَهَا اَبْنَاؤُهُمْ۔ حیات موسیٰ علیہ السلام میں بنی اسرائیل شام میں بھی نہیں داخل ہوئے البتہ ان کی اولادیں بعد میں داخل اور آباد ہوئیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے: اَلْمُرَادُ بِهٖ اَطْرَافُ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی جِهَةِ الشَّامِ۔ اس سے مراد شام کی طرف مدینہ کا اردگرد ہے۔

بہرحال بنی اسرائیل کا مرضی کے موافق عزت کے مقام پر اترنا منصوص قطعی ہے عام اس سے کہ وہ شام ہو یا بیت المقدس یا حوالی شام۔ اس سے انکار کسی طرح جائز نہیں کہ انہیں مُبَوَّاَ صِدْقٍ یعنی عزت والے مقام پر اتارا گیا۔

''اور وہاں انہیں ستھری پاک روزی سے نوازا گیا تو وہ اختلاف میں نہ پڑے جب تک کہ نہ آیا علم ان میں۔ بے شک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات میں جھگڑتے تھے''۔

یعنی احکام وغیرہ میں وہ مختلف نہ ہوئے بلکہ سب اپنے رسول علیہ السلام کے متبع رہے مگر جب توریت پڑھی اور اس کے احکام سے واقف ہوئے تو حضور ﷺ کے معاملہ میں اختلاف کرنے لگے باآنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق نبوت کا انہیں علم ہو چکا تھا۔ لیکن باہمی کشمکش کرنے لگے کوئی کہنے لگا جس کی نعت توریت میں ہے وہ یہ نہیں۔ کوئی کہنے لگا یہ وہی ہیں۔

چنانچہ علامہ طبرسی رحمہ اللہ تو اس طرف گئے کہ اِنَّهُمْ كَانُوْا جَمِیْعًا عَلَی الْكُفْرِ لَمْ یَخْتَلِفُوْا فِیْهِ حَتّٰی اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ نَزَلَتِ التَّوْرَاةُ فِیْهَا حُكْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَنْ اَصَرَّ عَلٰی كُفْرِهٖ۔ علامہ طبرسی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ کفر پر تھے اور اس کفر میں کوئی مختلف نہ تھا حتیٰ کہ جب موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور توریت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم تھا تو ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض اپنے کفر پر ہی مصر رہے یہ اختلاف پیدا ہوا تو اس کے متعلق ارشاد ہوا:

''اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ۔ بے شک تیرا رب فیصلہ کرے گا ان میں بروز قیامت جس بات میں وہ آپس میں جھگڑتے تھے''۔

وہ فیصلہ یہی ہوگا کہ مومن جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اور کافر جہنم میں فَیُمَیِّزُ بَیْنَ الْمُحِقِّ وَالْمُبْطِلِ بِالْاِثَابَةِ وَالْعُقُوْبَةِ کہ حق اور باطل والوں میں ثواب اور عذاب کے لحاظ سے فرق کر دیا جائے گا۔ آگے ارشاد ہے:

''فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ۔ تو اگر تجھے کچھ شک ہے (اے سننے والے) اس پر جو ہم نے نازل کی تجھ پر تو ان سے پوچھ کر اطمینان کر جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں''۔

اس کے ماتحت مفسرین کے چند اقوال ہیں منجملہ ان کا پہلا قول تو یہ ہے:

اَلْمُرَادُ اِنْ كُنْتَ فِیْ ذَالِكَ عَلٰی سَبِیْلِ الْفَرْضِ وَالتَّقْدِیْرِ - لِاَنَّ الشَّكَّ لَا یُتَصَوَّرُ مِنْهُ لِاَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ انْكَشَفَ عَنْهُ الْغِطَاءَ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ اے محبوب بفرض محال والتقدیر شک میں ہوں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شک کا تصور ہی نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ آپ پر انکشاف غطا ہو چکا ہے اور شک بصورت حجاب وغطا ہوتا ہے۔

وَ لِذَا عُبِّرَ بِاَنَّ الَّتِیْ تُسْتَعْمَلُ غَالِبًا فِیْمَا لَا تَحَقُّقَ لَهٗ حَتّٰی تُسْتَعْمَلَ فِی الْمُسْتَحِیْلِ عَقْلًا وَ عَادَةً كَمَا فِیْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَالْمُرَادُ بِالْمَوْصُوْلِ الْقَصَصُ اَیْ

www.waseemziyai.com

اِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِنَ الْقَصَصِ الْمُنَزَّلَةِ اِلَیْكَ الَّتِیْ مِنْ جُمْلَتِهَا قِصَّةُ فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ وَ اَخْبَارُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ - فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ فَاِنَّ ذَالِكَ مُحَقَّقٌ عِنْدَهُمْ ثَابِتَةٌ فِیْ كُتُبِهِمْ حَسْبَمَا اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْكَ۔

اس لئے شک کا لفظ بولا گیا جو استعمال ہوتا ہے بطور غلبہ اس میں جس کی تحقیق نہ ہو حتیٰ کہ وہ استحالہ عقلی و عادی میں بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ اگر ہو اللہ تعالیٰ کی اولاد تو مراد اس سے وہ قصص ہیں۔ گویا یوں ارشاد ہوا اگر تمہیں شک ہو ان قصوں میں جن کا ذکر ہم نے فرمایا جیسے موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کا ذکر یا اخبار بنی اسرائیل تو ان سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلے کتاب تورات پڑھ رہے ہیں تو ان کے پاس محقق اور ثابت ہے ان کی کتابوں میں ویسا ہی ہے جیسا کہ ہم نے آپ پر نازل فرمایا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ ایسا شک متصور ہی نہیں ہو سکتا۔

دوسرا قول یہ ہے: وَ زَعَمَ الزُّجَاجُ اَنَّ اِنْ نَافِیَةٌ وَ قَوْلُهٗ سُبْحٰنَهٗ فَاسْأَلْ جَوَابُ شَرْطٍ مُقَدَّرٍ اَیْ مَا كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ فَاِنْ اَرَدْتَّ اَنْ تَزْدَادَ یَقِیْنًا فَاسْئَلْ وَ هُوَ خِلَافُ الظَّاهِرِ۔

زجاج رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ میں ان نافیہ ہے یعنی اس کے معنی یہ ہیں کہ اے محبوب آپ شک میں نہیں ہو سکتے اس پر جو ہم نے آپ پر نازل کیا تو اگر آپ چاہیں کہ مزید یقین حاصل کریں تو ان سے پوچھئے جو آپ سے قبل توریت وغیرہ پڑھنے والے ہیں مثل عبداللہ بن سلام، تمیم داری، کعب احبار وغیرہ کے لیکن یہ معنی ظاہر مضمون کے خلاف ہے۔

ایسے ہی ایک قول یہ بھی ہے کہ شک بمعنی ضیق و شدت کے ہو اس سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاینہ کیا اور قوم نے ایذائیں دیں تو اگر ضیق و شدت میں ہیں تو فَاسْئَلِ اَهْلَ الْكِتَابِ كَیْفَ صَبْرُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ عَلٰی اَذٰی قَوْمِهِمْ فَاصْبِرْ كَذٰلِكَ بَلْ هُوَ اَبْعَدُ جِدًّا مِنْ ذَالِكَ۔ یعنی تو آپ اہل کتاب سے معلوم کریں کہ انبیاء سابقہ علیہم السلام نے قوم کی ایذاؤں پر کیسے صبر کیا۔ تو آپ بھی ایسے ہی صبر کریں تو یہ نسبت ہی بعید از قیاس ہے۔ بنابریں یہ تو کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

اب چوتھا قول ایسا ہے جو قابل قبول ہے كَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِیْ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

قِیْلَ الْخِطَابُ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُرَادُ بِهٖ اُمَّتُهٗ اَوْ لِكُلِّ مَنْ یَسْمَعُ اَیْ اِنْ كُنْتَ اَیُّهَا السَّامِعُ فِیْ شَكٍّ مِمَّا اَنْزَلْنَا عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّنَا اِلَیْكَ فَاسْأَلْ۔ الخ

یعنی اگرچہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے مگر اس سے مراد امت مرحومہ ہے یا ہر وہ شخص جو اس آیہ کریمہ کو سنے تو اس کے معنی یہ ہوئے اگر تو اے سننے والے شک میں ہے اس پر جو ہم نے نازل فرمایا زبان محمد مصطفیٰ پر تو پوچھ دیکھ ان سے جو اہل کتاب میں تجھ سے پہلے مثل ابن سلام، تمیم داری، کعب احبار وغیرہ کے۔ آگے ارشاد ہے:

''لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ۔ بے شک تیرے پاس آیا حق تیرے رب کی طرف سے تو نہ ہو تو ہرگز شک کرنے والوں سے اور ان سے نہ ہو جنہوں نے جھٹلائیں اللہ کی آیتیں تو ہو گا تو نقصان والوں سے بے شک وہ جن پر حق ہو گئی تیرے رب کی بات ایمان نہ لائیں گے اگرچہ آئیں ان کے پاس تمام نشانیاں جب تک نہ دیکھیں وہ دردناک عذاب''۔

(تصریح) شک اسے کہتے ہیں جس میں انسان کسی چیز کے ہونے اور نہ ہونے میں برابر یقین کرے۔ خواہ وہ ایسی

www.waseemziyai.com

صورت میں ہوں کہ دونوں جانب کے قرینے برابر ہوں خواہ ایسے کہ دونوں طرف قرینہ ہی نہ ہو۔ چنانچہ محققین نے شک کو بھی جہل سے بتایا ہے اس میں یعنی جہل وشک میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے تو واضح ہوا کہ ہر شک جہل ہے اور ہر جہل شک نہیں۔

اسی لئے لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ میں ایک طرف فرمایا کہ براہین لائحہ اور آیات واضحہ سے وہ اتنا روشن ہو چکا ہے کہ اس میں مومن کو مجال شک نہیں مگر جن کے لئے لوح محفوظ میں کفر ثابت ہے ان کی خبر ملائکہ علیہم السلام نے دے دی کہ وہ کافر ہی مریں گے اور ضغطۂ موت کے وقت اگر وہ ایمان لائے بھی تو ان کا ایمان مثل فرعون ان کے لئے نافع نہیں ہوسکتا۔ كَمَا قَالَ الزَّمَخْشَرِیُ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ آگے ارشاد ہے۔

''فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ۔ تو اگر نہ ہوتی کوئی بستی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان نفع دیتا مگر قوم یونس علیہ السلام کی کہ وہ جب ایمان لائے تو ہم نے ٹال دیا ان سے عذاب رسوائی والا زندگی میں اور متمتع کیا انہیں ایک وقت تک''۔

چونکہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اول منکر رہی اور جب آثارات عذاب رونما ہونے لگے تو تائب ہوگئی۔ اس لئے یہاں پر قوم یونس فرما کر استثنا کیا۔ اس قوم کا واقعہ یہ ہے کہ یونس علیہ السلام کی بعثت اہل نینویٰ کی طرف ہوئی یہ سرزمین موصل پر ایک بستی کافر ومشرک تھی۔ آپ علیہ السلام نے انہیں دعوت اسلام دی اور بت پرستی چھوڑنے کا حکم کیا تو انہوں نے آپ علیہ السلام کی مخالفت کی اور آپ علیہ السلام کو جھٹلایا تو آپ علیہ السلام نے انہیں بحکم الٰہی علیہ السلام نزول عذاب کی خبر دی اور فرمایا یہ عذاب تم پر صبح کے وقت آئے گا۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور کہا کہ یونس علیہ السلام نے ہمیں کوئی بات کبھی غلط نہیں کہی اب دیکھو وہ اگر رات میں ہمارے پاس نہ رہے تو عذاب آئے گا اور اگر وہ نہ گئے تو اندیشہ نہیں۔

آپ علیہ السلام تیسرے حصہ رات میں یا تیسری رات کے درمیان تشریف لے گئے قوم نے جب صبح کی تو آثار عذاب نمودار دیکھے۔ آسمان پر ہیبت ناک سیاہ ابر آ گیا اور چاروں طرف دھواں شہر کے گرد پھیل گیا یہ دیکھ کر انہیں یقین ہوگیا کہ عذاب آنے والا ہے تو انہوں نے جمع ہو کر حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا مگر آپ علیہ السلام نہ ملے اب انہیں اور اندیشہ ہوا آخر وہ معہ عورتوں، بچوں اور جانوروں کے جنگل میں نکل آئے اور ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے اور گریہ وزاری شروع کر دی اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں پکارے کہ جس پر یونس علیہ السلام ایمان رکھتے تھے ہم بھی اس پر ایمان لائے۔ اور جو مظالم ان میں مروج تھے ان سے توبہ کر کے غیروں کے دبائے ہوئے مال واپس کئے حتیٰ کہ اگر ایک پتھر بھی کسی کا اپنے مکان میں لگا لیا وہ بھی اکھاڑ کر واپس کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ صدق دل سے پا کر ان سے عذاب اٹھا لیا۔

اور یہ واقعہ یوم عاشوراء جمعہ کے دن کا ہے اصل عبارت روح المعانی میں یہ ہے:

وَكَانَ مِنْ قِصَّةِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ عَلٰى مَا رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بُعِثَ اِلٰى اَهْلِ نَيْنَوٰى مِنْ اَرْضِ الْمُوْصَلِ وَ كَانُوْا اَهْلَ كُفْرٍ وَ شِرْكٍ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَحْدَهٗ وَ تَرْكِ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنَ الْاَصْنَامِ فَاَبَوْا عَلَيْهِ وَ كَذَّبُوْهُ فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْعَذَابَ مُصَبِّحُهُمْ اِلٰى ثَلَاثٍ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّالِثَةُ ذَهَبَ عَنْهُمْ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا تَغَشَّاهُمُ الْعَذَابُ فَكَانَ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ لَيْسَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَهٗ اِلَّا قَدْرَ ثُلُثَيْ مِيْلٍ وَجَاءَ اَنَّهٗ غَامَتِ السَّمَاءُ غَمَاءً اَسْوَدَ هَائِلًا يُدَخِّنُ

www.waseemziyai.com

دُخَانًا شَدِيْدًا فَهَبِطَ حَتّٰى غَشِيَ مَدِيْنَتَهُمْ وَ اسْوَدَّتْ اَسْطِحَتُهُمْ فَلَمَّا اَيْقَنُوْا بِالْهَلَاكِ طَلَبُوْا نَبِيَّهُمْ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَخَرَجُوْا اِلَى الصَّحْرَاءِ بِاَنْفُسِهِمْ وَ نِسَائِهِمْ وَ صِبْيَانِهِمْ وَ دَوَابِهِمْ وَلَبِسُوْا الْمُسُوْحَ وَ اَظْهَرُوا الْاِيْمَانَ وَالتَّوْبَةَ وَ فَرَّقُوْا بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَ وَلَدِهَا مِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ فَحَنَّ الْبَعْضُ اِلَى الْبَعْضِ وَ عَلَتِ الْاَصْوَاتُ وَ عَجُّوْا جَمِيْعًا وَ تَضَرَّعُوْا اِلَيْهِ تَعَالٰى وَاَخْلَصُوا النِّيَّةَ فَرَحِمَهُمْ رَبُّهُمْ وَاسْتَجَابَ دُعَاءَ هُمْ وَ كَشَفَ عَنْهُمْ مَا نَزَلَ بِهِمْ مِنَ الْعَذَابِ وَ كَانَ ذَالِكَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَ كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ بَلَغَ مِنْ تَوْبَتِهِمْ اَنْ تَرَادُّوا الْمَظَالِمَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ الرَّجُلُ لَيَاْتِيْ الْحَجَرَ قَدْ وَضَعَ اَسَاسَ بُنْيَادِهِ عَلَيْهِ فَيَقْلَعُهُ وَ يَرُدُّهُ اِلٰى صَاحِبِهٖ۔

اور قتادہ رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ یہ حالت چالیس دن تک رہی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب ٹالا جو نازل ہونے والا تھا۔

اور احمد اور ابن جریر وغیرہ ابن غیلان رحمہم اللہ سے راوی ہیں: لَمَّا غَشِيَ قَوْمَ يُوْنُسَ الْعَذَابُ مَشَوْا اِلٰى شَيْخٍ مِنْ بَقِيَّةِ عُلَمَائِهِمْ فَقَالُوْا مَاتَرٰى قَالَ قُوْلُوْا يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ وَ يَاحَيُّ مُحْيِ الْمَوْتٰى وَ يَاحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَقَالُوْهَا فَكُشِعَفَ عَنْهُمُ الْعَذَابَ۔

جب قوم یونس ابر و دخان میں گھر گئی اور عذاب نظر آ گیا تو وہ ایک شیخ کی طرف چلے جو ان کے علماء میں سے بچے ہوئے تھے اور عرض کیا حضرت اس کا کیا علاج ہے تو انہوں نے کہا تم سب کہو ''اے زندہ جبکہ کوئی بھی زندہ نہ تھا۔ اے زندہ مردوں کو زندہ کرنے والے اے زندہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں'' (يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ وَ يَا حَيُّ مُحْيِ الْمَوْتٰى يَا حَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ) چنانچہ انہوں نے یہی کہنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے وہ عذاب ان سے کھول دیا۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ نے انہیں بتایا کہ یہ پڑھو: اَللّٰهُمَّ اِنَّ ذُنُوْبَنَا قَدْ عَظُمَتْ وَجَلَّتْ وَ اَنْتَ اَعْظَمُ وَاَجَلُّ فَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ اَهْلُهٗ۔ اے اللہ بے شک ہمارے گناہ بہت بڑے اور عظیم ہیں لیکن تو سب سے بڑا اور عظیم ہے ہم سے وہ سلوک کر جو تیری شان کے لائق ہے وہ نہ کر جس کے ہم لائق ہیں۔

آگے کا قصہ فرماتے ہیں: وَ كَانَ يُوْنُسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْ ذَّهَبَ عَنْهُمْ قَعَدَ فِي الطَّرِيْقِ لِيَسْاَلَ الْخَبَرَ كَمَا جَاءَ مَرْفُوْعًا فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ مَا فَعَلَ قَوْمُ يُوْنُسَ فَحَدَّثَهٗ بِمَا صَنَعُوْا فَقَالَ اَرْجِعُ اِلٰى قَوْمٍ قَدْ كَذَّبُوْنِيْ وَانْطَلَقَ مُغَاضِبًا حَسْبَمَا قَصَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

اور حضرت یونس علیہ السلام جب نینویٰ سے نکلے تو راستہ میں ٹھہر گئے اور نینویٰ کی خبر لیتے رہے جیسا کہ مرفوعاً مذکور ہے تو ایک آدمی ادھر سے گزرا تو اس نے جو کچھ قوم نے عجز و انکساری کی اور زاری کی اس کا حال سنا دیا اور عذاب کھلنے کی خبر دی تو آپ نے فرمایا میں اس قوم میں لوٹ کر نہیں جانا چاہتا جس نے مجھے جھٹلایا اور آپ غصہ میں وہاں سے آگے گزر گئے اس تذکرہ کو قرآن کریم میں فرمایا کمافی سورۃ الانبیاء رکوع ۶ اور ذالنون جب چلا غصہ سے تو اس نے خیال کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے

www.waseemziyai.com

تو اس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی اندھیریوں میں پکارا نہیں کوئی معبود سوا تیرے پاکی ہے تجھے بے شک میں نے بے جا فعل کیا۔

آگے ارشاد ہے:

''وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا۔ اور اگر تمہارا رب چاہتا تو ایمان لاتے جتنے زمین میں ہیں سب کے سب تو کیا تم لوگوں کو زبردستی مومن بناؤ گے حتیٰ کہ سب مسلمان ہو جائیں''۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ ایمان لانا سعادت ازلی پر موقوف ہے چنانچہ ایمان وہی لائے گا جس کے لئے توفیق الٰہی عزوجل مساعد ہو۔ اس آیہ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی ہے کہ محبوب آپ چاہتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں اور جو ایمان سے محروم رہتے ہیں ان کا آپ کو غم ہوتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ جو شقی ازلی ہے وہ کبھی ایمان کی دولت حاصل نہیں کر سکتا اور ایمان لانے میں زبردستی اور اکراہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ایمان کے لئے تصدیق و اقرار باللسان اور قلبی اطمینان اور عمل بالارکان ضروری ہے اور جو جبراً ایمان لائے گا اسے محض اقرار باللسان ہی حاصل ہوگا تصدیق بالقلب سے بہرحال وہ محروم رہے گا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ

''وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ کہ کسی جان میں یہ قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم اور مشیت سے عذاب ان پر ہوتا ہے جنہیں دین کی سمجھ نہیں۔ فرما دیجئے دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا ہے''۔

دل کی آنکھوں سے دیکھو کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی توحید و قدرت پر دلالت کرتی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ

''وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ۔ آیتیں اور رسول انہیں کچھ مستغنی نہیں کرتے جن کی قسمت اور نصیب میں ایمان نہیں وہ قوم کبھی ایمان نہ لائے گی تو انہیں کیا انتظار ہے مگر انہی لوگوں کا سا جو پہلے دنوں میں گزر گئے''۔

مثل نوح اور عاد و ثمود اور لوط وغیرہ کے۔

''فرما دیجئے تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں پھر ہم نجات دیں گے اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو ایسا ہی ہمارا حق کرم ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیتے ہیں''۔

ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ عذاب واقع ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو نجات عطا فرماتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

فرما دیجئے اے لوگو اگر ہو تم شک میں میرے دین کی طرف سے تو میں اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اور لیکن میں اس اللہ کو پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا اور مجھے حکم ہے کہ ہوں میں ایمان والوں میں۔

www.waseemziyai.com

وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور یہ کہ قائم رکھوں اپنا منہ دین میں خالص ہو کر اور ہرگز مشرکوں سے نہ ہونا۔

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

اور نہ پوجو اللہ کے سوا اسے جو نہ تم کو نفع دے اور نہ تمہیں نقصان پہنچا سکے تو اگر ایسا کرے تو ظالموں سے ہے۔

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾

اور اگر مس کرے تجھے اللہ کسی تکلیف کا تو نہیں کھول سکتا اسے مگر اللہ اور اگر ارادہ کرے تیرے ساتھ بھلائی کا تو کوئی رد کرنے والا نہیں اس کے فضل کا پہنچاتا ہے اسے جسے چاہے اپنے بندوں سے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾

فرما دیجئے اے لوگو! بے شک آیا تمہارے پاس حق تمہارے رب کے پاس سے جو ہدایت پائے تو وہ اپنے بھلے کو ہی ہدایت پائے گا اور جو گمراہ ہو وہ اپنے برے کو گمراہ ہے اور میں تمہارا وکیل نہیں۔

وَ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَ اصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور پیروی کرو اس کی جو وحی ہو تم پر اور صبر کرو حتیٰ کہ فیصلہ کرے اللہ اور وہ بہترین حاکم ہے۔

حل لغات گیارہواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

قُلْ - کہہ
يٰۤاَيُّهَا - اے
النَّاسُ - لوگو
اِنْ كُنْتُمْ - اگر ہو تم
فِيْ شَكٍّ - شک میں
مِّنْ دِيْنِيْ - میرے دین سے
فَلَاۤ - تو نہیں
اَعْبُدُ - عبادت کرتا میں
الَّذِيْنَ - ان کی جن کی
تَعْبُدُوْنَ - تم عبادت کرتے ہو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - اللہ کے سوا
وَلٰكِنْ - اور لیکن
اَعْبُدُ - میں عبادت کرتا ہوں
اللّٰهَ - اللہ کی
الَّذِيْ - وہ جو
يَتَوَفّٰىكُمْ - مارے گا تم کو
وَاُمِرْتُ - اور میں حکم دیا گیا ہوں
اَنْ - یہ کہ
اَكُوْنَ - ہوں میں
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں سے
وَاَنْ - اور یہ کہ
اَقِمْ - قائم رکھ
وَجْهَكَ - اپنا چہرہ
لِلدِّيْنِ - دین کے لئے
حَنِيْفًا - خالص ہو کر
وَلَا - اور نہ
تَكُوْنَنَّ - ہو تو
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ - مشرکوں سے
وَلَا - اور نہ
تَدْعُ - پکار
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - اللہ کے سوا
مَا لَا - اس کو جو نہ
يَنْفَعُكَ - نفع دے تجھے
وَلَا - اور نہ
يَضُرُّكَ - نقصان دے تجھے
فَاِنْ - پھر اگر
فَعَلْتَ - تو نے کیا
فَاِنَّكَ - تو بے شک تو
اِذًا - اس وقت ہوگا
مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ - ظالموں سے

www.waseemziyai.com

وَاِنْ۔اوراگر
فَلَا۔تونہیں ہے کوئی
وَاِنْ۔اوراگر
رَآدَّ۔ردکرنے والا
مَنْ۔جسے
وَھُوَ۔اوروہ ہے
یٰٓاَیُّھَا۔اے
الْحَقُّ۔حق
فَاِنَّمَا۔تو سوااس کے نہیں
ضَلَّ۔گمراہ ہوا تو
وَمَآ۔اورنہیں
وَاتَّبِعْ۔اورپیروی کر
وَاصْبِرْ۔اورصبر کر
وَھُوَ۔اوروہ ہے

یَّمْسَسْكَ۔چھوئے تجھے
كَاشِفَ۔کھولنے والا
یُّرِدْكَ۔ارادہ کرے تجھ سے
لِفَضْلِهٖ۔اس کے فضل کو
یَّشَآءُ۔چاہے
الْغَفُوْرُ۔بخشنے والا
النَّاسُ۔لوگو
مِنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب سے
یَھْتَدِیْ۔ہدایت پاتا ہے
فَاِنَّمَا۔سوااس کے نہیں
یَضِلُّ۔گمراہ ہوتا ہے
اَنَا۔میں
مَا۔اس چیز کی جو
حَتّٰی۔یہاں تک کہ
یَحْكُمَ۔فیصلہ کرے
الْحٰكِمِیْنَ۔فیصلہ کرنے والا

اللّٰهُ۔اللہ
لَهٗٓ۔اس کو
بِخَیْرٍ۔بھلائی کا
یُصِیْبُ۔پہنچاتا ہے
مِنْ عِبَادِهٖ۔اپنے بندوں سے
الرَّحِیْمُ۔مہربان
قَدْ۔بے شک
فَمَنِ۔پھر جس نے
لِنَفْسِهٖ۔اپنی جان کے لئے
عَلَیْكُمْ۔تم پر
یُوْحٰٓی۔وحی کی جاتی ہے
یَحْكُمَ۔فیصلہ کرے
اللّٰهُ۔اللہ

بِضُرٍّ۔تکلیف سے
اِلَّا ھُوَ۔مگروہی
فَلَا۔تونہیں ہے
بِهٖ۔وہ فضل
قُلْ۔کہہ دو
جَآءَكُمْ۔آیاتمہارے پاس
اھْتَدٰی۔ہدایت پائی
وَمَنْ۔اورجو
عَلَیْھَا۔اپنے اوپر
بِوَكِیْلٍ۔کارساز
اِلَیْكَ۔تیری طرف

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع - سورۃ یونس - پ ۱۱

''قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ۔فرمادیجئے اے لوگو اگر ہو تم شک میں میرے دین سے تو میں نہ پوجوں گا اسے جسے تم پوجتے ہو اللہ کے سوا''۔

اس لئے کہ وہ مخلوق ہیں۔جماد محض ہیں اور جو مخلوق ہو وہ معبود نہیں ہوسکتا۔

''البتہ میں اس اللہ کا پرستار ہوں جو تمہاری جان نکالے گا''۔

اور قادر علی الاطلاق ہے۔الٰہ مختار ہے۔اپنی ذات میں برحق ہے اور اس کی صفات جامع ایسی ہیں کہ وہی مستحق عبادت ہے۔

''اور مجھے حکم ہے کہ رہوں میں ایمان والوں میں اور یہ کہ قائم رکھوں اپنا منہ دین کے لئے سیدھا سب سے الگ ہو کر''۔

یعنی حکم الٰہی عزوجل یہی ہے کہ مومن مخلص سب سے علیحدہ رہے۔

''اور حکم ہے کہ نہ ہوں ہرگز شرک والوں میں اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو تجھے نفع نہ دے سکے نہ نقصان تو اگر ایسا کرے تو تو اس حالت میں تو ظالموں سے ہوگا اور اگر مس کرے تجھے اللہ کوئی تکلیف تو اس کا کھولنے والا کوئی نہیں مگر وہی اللہ اور اگر چاہے اللہ تیرے لئے بھلا تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں''۔

اس لئے کہ نفع وضرر اسی کے قبضہ میں ہے اور وہی نفع وضرر کا مالک ومختار ہے۔تمام کائنات اسی کی محتاج ہے وہی ہر چیز پر قادر ہے اور وہ معذور نہیں وہی صاحب جود وکرم ہے ہر بندے کو اسی کی طرف جھکنا لازم ہے اسی کا خوف ہر بندے کو ہونا

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

چاہئے۔اسی پر بھروسہ چاہئے اور وہی نفع وضرر کا مالک ہے۔

''پہنچاتا ہے اسے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔فرما دیجئے اے لوگو! آیا تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے''۔

حق سے مراد یا قرآن کریم ہے یا اسلام یا ذات اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

''تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کے لئے راہ پر آیا''۔

اس لئے کہ اس ہدایت کا نفع ہدایت یافتہ ہی پائیں گے۔

''اور جو گمراہ ہوا وہ اپنی جان پر گمراہ ہوا''۔

کیونکہ اس گمراہی کا وبال گمراہوں پر ہی ہے۔

''اور میں نہیں تمہارا وکیل'' کہ تم پر جبر وقہر کروں۔

''اور اس کی پیروی کرو جو تم پر وحی ہوتی ہے اور صبر کرو''۔کفار کی تکذیب اور ایذا رسانی پر

''حتیٰ کہ اللہ فیصلہ کرے''۔مشرکین سے قتال کرنے اور اہل کتاب سے جزیہ لینے کا۔

''اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے''۔

اس لئے کہ اس کے فیصلے میں خطا اور غلطی کا امکان ہی نہیں اور وہ اپنے بندوں پر، ان کے تمام اسرار اور حالات مخفی پر حاوی ہے اور سب جاننے والا ہے اس کا فیصلہ ایسا ناطق ہے کہ اس پر دلیل وشاہد کی حاجت نہیں وہ علام الغیوب ہے۔

سُورۂ ھُود

سورۂ ہود مکی ہے اس میں ایک سو تیس آیتیں اور دس رکوع ہیں۔

حسن وعکرمہ وغیرہ مفسرین رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ کے سوا تمام سورۃ مکی ہے۔

مقاتل کی تحقیق میں فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ اور اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اور اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ کے علاوہ تمام سورۃ مکی ہے۔اس میں ایک ہزار چھ سو کلمے ہیں اور نو ہزار پانچ سو ستر حروف ہیں۔

حدیث میں ہے صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا حضور پر پیری کے آثار نمودار ہو گئے۔فرمایا مجھے سورۂ ہود نے اور سورۂ واقعہ اور سورۂ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ اور سورۂ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا۔(ترمذی شریف)

غالباً یہ ارشاد اس وجہ میں ہوا کہ ان سورتوں میں قیامت اور بعث اور حساب وکتاب اور جنت ودوزخ کا ذکر آیا ہے۔

وَ هَا اَنَا اَشْرَعُ فِیْ الْمَقْصُوْدِ وَاللّٰهُ الْمَعْبُوْدُ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔سورۃ ہود۔پ ۱۱

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴿۱﴾

یہ کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں۔پھر تفصیل کی گئی حکمت والے خبردار کی طرف سے۔

www.waseemziyai.com

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ۙ﴿۲﴾

کہ نہ بندگی کرو مگر اللہ کی بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے نذیر و بشیر ہوں۔

وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ یُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ ﴿۳﴾

اور یہ کہ بخشش مانگو اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی طرف متمتع کرے گا تمہیں متاع حسن سے ایک مدت مقررہ تک اور دے گا ہر صاحب فضیلت کو اس کا فضل اور اگر منہ پھیرو تو میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴﴾

اللہ ہی کی طرف تمہارا پلٹنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَهُمْ ۙ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

خبردار وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں تاکہ چھپائیں اپنی باتیں اللہ سے۔ خبردار رہو جب وہ ڈھانپ لیتے ہیں کپڑوں سے اپنے کو وہ جانتا ہے ان کی چھپی اور ظاہر بے شک وہ جانتا ہے دلوں کی بات۔

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۱

الٓرٰ۔	كِتٰبٌ۔ یہ کتاب ہے	اُحْكِمَتْ۔ جو محکم کی گئی ہیں	اٰیٰتُهٗ۔ اس کی آیتیں
ثُمَّ۔ پھر	فُصِّلَتْ۔ کھولی گئی ہیں	مِنْ لَّدُنْ۔ پاس سے	حَكِیْمٍ۔ حکمت والے
خَبِیْرٍ۔ خبر والے سے	اَلَّا۔ یہ کہ نہ	تَعْبُدُوْٓا۔ عبادت کرو تم	اِلَّا۔ مگر
اللّٰهَ۔ اللہ	اِنَّنِیْ۔ بے شک میں	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	مِّنْهُ۔ اس سے ہوں
نَذِیْرٌ۔ ڈرانے والا	وَّبَشِیْرٌ۔ اور خوشخبری دینے والا	وَّ اَنِ۔ اور یہ کہ	اسْتَغْفِرُوْا۔ بخشش مانگو
رَبَّكُمْ۔ اپنے رب سے	ثُمَّ۔ پھر	تُوْبُوْٓا۔ توبہ کرو	اِلَیْهِ۔ اس کی طرف
یُمَتِّعْكُمْ ۔ فائدہ دے گا تم کو		مَّتَاعًا۔ فائدہ	حَسَنًا۔ اچھا
اِلٰٓى۔ طرف	اَجَلٍ۔ مدت	مُّسَمًّى۔ مقرر کے	وَّیُؤْتِ۔ اور دے گا
كُلَّ۔ ہر ایک	ذِیْ فَضْلٍ۔ فضیلت والے کو		فَضْلَهٗ۔ اس کا فضل
وَ اِنْ۔ اور اگر	تَوَلَّوْا۔ منہ پھیرو	فَاِنِّیْٓ۔ تو بے شک میں	اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں میں
عَلَیْكُمْ۔ تم پر	عَذَابَ۔ عذاب	یَوْمٍ۔ دن	كَبِیْرٍ۔ بڑے سے
اِلَى۔ طرف	اللّٰهِ۔ اللہ کی ہے	مَرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹنا	وَهُوَ۔ اور وہ
عَلٰى كُلِّ۔ اوپر ہر	شَیْءٍ۔ چیز کے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے	اَلَآ۔ خبردار
اِنَّهُمْ۔ بے شک وہ	یَثْنُوْنَ۔ پھیرتے ہیں	صُدُوْرَهُمْ۔ اپنے سینے	لِیَسْتَخْفُوْا۔ تاکہ چھپے رہیں
مِنْهُ۔ اس سے	اَلَا۔ خبردار	حِیْنَ۔ جب وہ	یَسْتَغْشُوْنَ۔ لپیٹتے ہیں

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ثِيَابَهُمْ۔اپنے کپڑے يَعْلَمُ۔تو وہ جانتا ہے مَا يُسِرُّوْنَ۔جو وہ چھپاتے ہیں
وَمَا۔اور جو يُعْلِنُوْنَ۔ظاہر کرتے ہیں اِنَّهٗ۔بے شک وہ عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔سینے کی باتیں

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔سورۃ ہود۔پ ۱۱

''الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ۔یہ کتاب جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں''۔

الٓرٰ۔کے متعلق چند اقوال ہیں۔

خلیل اور سیبویہ رحمہم اللہ تو اس طرف گئے کہ یہ سورۂ مبارکہ کا نام ہے۔مفصل مضمون روح المعانی میں ہے۔

کلبی اور سدی عزوجل کی یہ تحقیق ہے کہ یہ اشارات ہیں اسماء الٰہی عزوجل کی طرف یا صفات ہیں صفات تعالیٰ شانہ کی جیسے الف سے انا۔لام سے اللہ اور رٓ سے اری۔یعنی فرمایا انا اللہ اری (میں اللہ دیکھتا ہوں)۔

بہر حال حروف مقطعات معنی تاویلی کے متحمل ہیں اگر وہ معنی کتاب وسنت سے منطبق ہو جائیں تو مقبول ہیں ورنہ نہیں۔

کتاب، پر تنوین برائے تعظیم ہے۔گویا فرمایا یہ کتاب عظیم الشان جلیل القدر ہے اور اس کی آیتیں ایسی حکمت بھری ہیں کہ ان میں اختلال وتناقض کو دخل ہی نہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں۔

مفسرین فرماتے ہیں اُحْكِمَتْ کے معنی یہ ہیں کہ اس میں خلل ونقصان راہ نہیں پا سکتا۔اس کی نظم اتنی محکم واستوار ہے کہ وہ ایک بناء محکم ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کتاب اس کی ناسخ نہیں اور یہ دوسری کتابوں اور شریعتوں کی ناسخ ہے۔

اس میں سورۃ سورۃ اور آیت آیت جدا جدا ذکر کی گئی ہیں یا ان کا نجماً نجماً نزول ہوا یا عقائد واحکام اور مواعظ وقصص اور اخبار غیبیہ اس میں علیحدہ علیحدہ بہ تفصیل بیان کی گئیں جیسا کہ ارشاد ہوا:

''ثُمَّ فُصِّلَتْ۔پھر تفصیل کی گئیں حکمت والے خبردار کی طرف سے کہ بندگی نہ کرو کسی کی مگر ایک اللہ کی بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں اور یہ کہ بخشش مانگو اپنے رب سے پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں متمتع کرے گا متاع حسن کے ساتھ''۔

یعنی عمر دراز اور عیش وسیع اور رزق کثیر کے ساتھ تمہیں دنیا میں متمتع کرے گا۔اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ اخلاص کے ساتھ توبہ واستغفار درازیٔ عمر کی موجب ہے اور کشائش کا سبب۔

''ایک مقررہ مدت تک اور ہر فضیلت والے کو عطا فرمائے گا اس کی فضیلت کے مطابق''۔

یعنی جو دنیا میں اعمال صالحہ کرے اسے طاعات وحسنات کا صلہ فاضل ملے گا اور جنت میں بہ قدر اعمال درجات بلند ہوں گے۔

بعض مفسرین نے کہا جو نیکی کی طرف مائل ہو اللہ عزوجل اسے نیکی اور طاعت کی توفیق زیادہ دیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

''اِنْ تَوَلَّوْا۔ اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ تمہیں اللہ کی طرف ہی پھرنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے''۔

یعنی اگر دنیا کی عیش سے آخرت کو بھلا دو گے تو مجھے قیامت کے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم پر قیامت کے دن ہوگا اور وہاں ہی تمہیں تمہاری نیکی بدی کی سزا ملنی ہے اور ایسا قادر ہے کہ دنیا میں روزی دینا بھی اسی کے قبضہ میں ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور اعمال کی جزا و سزا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

شان نزول آیہ کریمہ جو آگے آرہی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے متعلق نازل ہوئی یہ شیریں کلام اور چرب لسان تھا۔ یہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا تو بڑی خوشامد درآمد کرتا اور دل میں بغض و عناد رکھتا تو ارشاد ہوا۔

''اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ۔ خبردار رہو بے شک وہ دوغلا دل رکھتے ہیں کہ اللہ سے چھپائیں خبردار رہو وہ جب کپڑوں میں اپنا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اللہ اس وقت بھی ان کا چھپا اور ظاہر سب جانتا ہے بے شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے''۔

یعنی فرمایا کہ اخنس بن شریق خبیث باطن کو چھپانے کے لئے چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ ہم اس کے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ منافقین جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے تو جھک کر سینہ اور منہ چھپا کر بیٹھتے تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نہ دیکھ پائیں تو یہ ارشاد ہوا۔

الحمدللہ کہ گیارہواں پارہ بخیر و خوبی ختم ہوا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

پارہ نمبر ۱۲

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع -سورۃ ہود- پ ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶

اور نہیں چلنے والا زمین پر کوئی مگر اللہ ہے اس کا رازق اور وہ جانتا ہے ہر ایک کا مستقر اور دفن ہونے کی جگہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ لَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷

اور وہ ذات وہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کا کام اچھا ہے اور اگر آپ فرمائیں کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر کہیں گے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸

اور اگر ہم ان سے موخر کریں عذاب گنتی کی مدت تک تو ضرور کہیں گے کس چیز نے روکا خبردار جس دن ان پر آئے گا ان سے پھیرا نہ جائے گا اور گھیر لے گا انہیں جس سے ہیں وہ استہزاء کرتے۔

حل لغات پہلا رکوع -سورۃ ہود- پ ۱۲

وَمَا۔اور نہیں
مِنْ دَآبَّةٍ۔کوئی چلنے والا
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
اِلَّا۔مگر
عَلَى اللّٰهِ۔اللہ پر ہے
رِزْقُهَا۔اس کی روزی
وَيَعْلَمُ۔اور جانتا ہے
مُسْتَقَرَّهَا۔اس کا ٹھکانا
وَمُسْتَوْدَعَهَا۔اور اس کا مدفن
كُلٌّ۔ہر چیز
فِيْ كِتٰبٍ۔کتاب
مُّبِيْنٍ۔روشن میں ہے
وَهُوَ۔اور وہ
الَّذِيْ۔وہ ذات ہے
خَلَقَ۔جس نے بنایا
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَالْاَرْضَ۔اور زمین کو
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ۔چھ دنوں میں
وَّكَانَ۔اور تھا
عَرْشُهٗ۔اس کا عرش
عَلَى الْمَآءِ۔پانی پر
لِيَبْلُوَكُمْ۔تاکہ آزمائے تم کو
اَيُّكُمْ۔کون ساتم میں سے
اَحْسَنُ۔اچھا ہے
عَمَلًا۔عمل میں
وَلَئِنْ۔اور اگر
قُلْتَ۔تو کہے
اِنَّكُمْ۔بے شک تم
مَّبْعُوْثُوْنَ۔اٹھائے جاؤ گے
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
الْمَوْتِ۔موت کے
لَيَقُوْلَنَّ۔تو کہیں گے
الَّذِيْنَ۔وہ جو
كَفَرُوْٓا۔کافر ہیں
اِنْ۔نہیں
هٰذَآ۔یہ
اِلَّا۔مگر
سِحْرٌ۔جادو
مُّبِيْنٌ۔کھلا ہوا
وَلَئِنْ۔اور اگر
اَخَّرْنَا۔ہم ہٹادیں
عَنْهُمُ۔ان سے
الْعَذَابَ۔عذاب
اِلٰٓى۔ایک

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

أُمَّةٍ۔مدت	مَّعْدُوْدَةٍ۔مقررہ تک	لَّيَقُوْلُنَّ۔تو کہیں گے	مَا يَحْبِسُهٗ۔کس نے روکا
اس کو	اَلَا۔خبردار	يَوْمَ۔جس دن	يَأْتِيْهِمْ۔آئے گا ان کے پاس
لَيْسَ۔نہ	مَصْرُوْفًا۔پھیرا جائے گا	عَنْهُمْ۔ان سے	وَحَاقَ۔اور گھیر لے گا
بِهِمْ۔ان کو	مَّا كَانُوْا۔وہ جو تھے	بِهٖ۔اس کو	يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ٹھٹھا کرتے

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔سورۃ ہود۔پ ۱۲

''وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔اور نہیں چلنے والا زمین میں مگر اللہ کے ذمہ کرم پر اس کا رزق ہے''۔

یعنی جانور ہو یا انسان سب کا رزاق اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنے فضل سے ہر ذی حیات کے رزق کا کفیل ہے۔

''اور جانتا ہے کہ فلاں کہاں ٹھہرے گا اور کہاں دفن ہوگا سب کچھ ایک روشن کتاب میں ہے''۔

ہر کسی کی جائے سکونت اس کے علم میں ہے اور ہر ایک کی موت کا مقام اور مدفن بھی وہ جانتا ہے اور وہ پہلے سے روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں مکتوب ہو چکا ہے اور ہر ایک کی قسمت میں جو بھی ہے وہ بھی اسی میں ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ قلم قضاوقدر لکھ کر خشک ہو گیا جو کچھ قیامت تک ہونا ہے حتیٰ کہ انسان کتنی ہی سیر کرے مگر جہاں اسے مرنا ہے وہ وہیں پہنچ کر مرے گا۔سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے:

دو چیز آدمی را کشد زور زور یکے آب و دانہ دوم خاک گور

''اور وہ وہی ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ دن میں اور اس کا عرش پانی پر تھا''۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تخلیق سماوارض سے قبل وجود عرش تھا اور عرش کے نیچے کوئی مخلوق نہ تھی سوا پانی کے اور چھ دن کی مقدار محض تفہیم کے لئے فرمائی اس لئے کہ اذہان عام طور پر ہر چیز کے وجود میں آنے کو کوئی مدت چاہتے ہیں تو ان کے سمجھانے کے لئے چھ دن فرمائے اس لئے کہ چھ دن کے بعد ہی ہفتہ کا وجود ہوتا ہے اور ہفتوں کے جمع ہونے سے مہینے بنتے ہیں اور مہینوں کے جمع کرنے سے سال تیار ہوتے ہیں تو سننے والے کی سمجھ میں اقل قلیل چھ دن دکھلا دیئے ورنہ تخلیق سماوارض میں نہ چھ دن کافی نہ چھ برس۔مگر جس نے تخلیق فرمائی وہ ایسا قادر وقیوم ہے کہ دم زدن میں ہر معدوم کو تم عدم سے منصۂ شہود پر لا سکتا ہے۔دوسرے چھ دن کی تخلیق میں یہ حکمت بھی ہے کہ علم تکوین میں اسباب کے ماتحت عقل کی جولانی ہوتی ہے تو اس کے قبول کرنے کو بھی اس مدت کا اظہار ضروری تھا کہ

''تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کا کام اچھا ہے اور اگر آپ فرمائیں کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ہے''۔

آسمان اور زمین اور ان کی درمیانی کائنات پیدا فرما کر تمہارے مصالح ومنافع کے لئے اس میں انواع واقسام کی چیزیں پیدا فرمائیں اور تمہارے امتحان کے لئے ہر قسم کی چیزیں تمہارے آگے رکھیں تا کہ ظاہر ہو سکے کہ تم میں کون شکر گزار ہے اور متبع ہے اور کس میں تقویٰ وطہارت ہے اور کون خواہشات کا پیرو بن کر ناشکرا بنتا ہے اور جو ناشکرے ہیں ان سے اے محبوب اگر آپ مرنے کے بعد کی بعثت اور حشر کا بھی ذکر فرمائیں گے تو وہ اسے جادو اور باطل دھوکہ ہی سمجھیں گے۔

''اور اگر ہم مؤخر کریں کچھ گنتی کے دنوں کیلئے وہ عذاب''۔جس کا وعدہ کیا ہے۔

www.waseemziyai.com

''تو ضرور کہیں گے اسے کس چیز نے روکا''۔یعنی وہ عذاب کیوں نازل نہ ہوا اس میں تاخیر کیوں ہوگئی۔

''خبردار رہو جس دن آئے گا ان پر وہ عذاب ان سے پھیرا نہ جائے گا اور انہیں گھیر لے گا وہ عذاب جس کی ہنسی کر رہے ہیں''۔

یہ کافروں کا جلدی کرنا براہ تکذیب واستہزاء ہے جب آئے گا تو روتے ہی رہ جائیں گے پھر وہ عذاب واپس نہ لوٹے گا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع -سورۃ ہود -پ ۱۲

وَ لَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹

اور اگر مزہ دیں ہم انسان کو اپنی رحمت کا پھر اسے چھین لیں اس سے تو یقیناً وہ ناامید ناشکرا ہوگا۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ۙ

اور اگر ہم چکھائیں اسے نعمت کا مزہ بعد مصیبت کے جو اسے پہنچی یقیناً کہے گا برائیاں گئیں مجھ سے بے شک وہ خوش ہونے والا بڑائیاں مارنے والا ہو

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱

مگر وہ جو صبر کریں اور نیک عمل کریں وہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور بڑا اجر۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۲ؕ

تو کیا تم چھوڑ دو گے بعض حصہ وحی کا جو تمہاری طرف ہو اور تنگ دل ہو جاؤ گے اس بنا پر کہ کہیں (کافر) کیوں نہ اترا ان کے ساتھ خزانہ یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا تم تو ڈر سنانے والے ہو اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۳

کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے خود گھڑ لیا فرما دیجئے تو لے آؤ دس سورتیں اس کے مثل ایسی گھڑی ہوئی اور بلا لو اللہ کے سوا جو بلا سکتے ہو اگر تم سچے ہو۔

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۴

تو (اے مسلمانو!) اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی تو کیا اب تم مانو گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝۱۵

جو ہو کہ چاہے حیات دنیا اور اس کی زینتیں ہم پورا دیں گے انہیں ان کے عمل کا بدلہ اور وہ اس میں کم نہ کئے جائیں گے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶

یہ ہیں وہ کہ کچھ نہیں ان کا حصہ آخرت میں مگر آگ اور رائیگاں ہے جو کچھ انہوں نے کیا دنیا میں اور نابود ہوا ان کا ہر عمل جو کیا۔

www.waseemziyai.com

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۫ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

تو کیا وہ جو اپنے رب سے روشن دلیل پر ہو اور ظاہر ہو اللہ کی طرف سے گواہ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب جو پیشوا اور رحمت ہے یہ لوگ ایمان لائے اس پر اور جو اس سے منکر ہو ان کی جماعت سے تو جہنم اس کا وعدہ ہے تو (اے سننے والے) نہ ہو تو شک میں اس سے بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن اکثر لوگوں میں ایمان نہیں لائے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۸﴾

اور اس سے زیادہ ظالم کون جو افتراء کرے اللہ پر جھوٹا یہ وہ ہیں جو پیش کئے جائیں گے اپنے رب کے حضور اور کہیں گے گواہ یہ لوگ وہ ہیں جو جھوٹ بولتے تھے اپنے رب پر خبردار رہو لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں اور وہ آخرت سے منکر ہیں۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ؔ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

یہ لوگ ہرگز نہیں کہ عاجز کر سکیں زمین میں اور نہیں ان کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی انہیں عذاب پر عذاب ہے نہیں وہ طاقت رکھتے سننے کی اور نہیں وہ آنکھ والے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾

یہ وہ ہیں جو گھاٹے میں ڈال چکے اپنی جانیں اور کھوئی گئی ان سے جو افتراء کرتے ہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾

لازمی طور پر وہ آخرت میں زیادہ نقصان میں ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾

بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور رجوع ہوئے اپنے رب کی طرف یہ ہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے اندھا اور بہرا اور آنکھ والا اور سننے والا کیا دونوں مثال میں برابر ہیں کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَلَئِنْ۔ اور اگر اَذَقْنَا۔ چکھائیں ہم الْاِنْسَانَ۔ انسان کو مِنَّا۔ اپنی طرف سے

www.waseemziyai.com

رَحْمَةً۔رحمت
اِنَّهٗ۔بے شک وہ ہے
اَذَقْنٰهُ۔چکھائیں ہم اسے
مَسَّتْهُ۔جو پہنچی اسے
عَنِّیْ۔مجھ سے
اِلَّا۔مگر
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے
وَّاَجْرٌ۔اور اجر
بَعْضَ۔بعض
بِهٖ۔اس سے
لَوْلَآ۔کیوں نہیں
اَوْجَآءَ۔یا آیا
اَنْتَ۔تو ہے
شَیْءٍ۔چیز کے
افْتَرٰىهُ۔بنالیا ہے اس کو
سُوَرٍ۔سورتیں
مَنِ۔جس کو
اِنْ۔اگر
لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا۔نہ جواب دیں
اَنَّمَآ۔یقیناً وہ
وَاَنْ۔اور یہ کہ
اَنْتُمْ۔تم
الْحَیٰوةَ۔زندگی
اِلَیْهِمْ۔ان کو
فِیْهَا۔اس میں
الَّذِیْنَ۔وہ ہیں کہ
اِلَّا۔مگر
فِیْهَا۔اس میں

ثُمَّ۔پھر
لَیَئُوْسٌ۔ناامید
نَعْمَآءَ۔نعمت
لَیَقُوْلَنَّ۔تو کہے گا
اِنَّهٗ۔بے شک وہ ہے
الَّذِیْنَ۔وہ لوگ جنہوں نے
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ ہیں کہ
كَبِیْرٌ۔بڑا
مَا یُوْحٰٓى۔اس کا جو وحی کیا گیا
صَدْرُكَ۔تیرا سینہ
اُنْزِلَ۔اتارا گیا
مَعَهٗ۔اس کے ساتھ
نَذِیْرٌ۔ڈرانے والا
وَّكِیْلٌ۔کارساز ہے
قُلْ۔کہہ دو
مِّثْلِهٖ۔اسی جیسی
اسْتَطَعْتُمْ۔طاقت رکھو تم
كُنْتُمْ۔ہو تم
اُنْزِلَ۔اتارا گیا ہے
لَّآ اِلٰهَ۔نہیں کوئی معبود
مُّسْلِمُوْنَ۔ماننے والے ہو
الدُّنْیَا۔دنیا کی
اَعْمَالَهُمْ۔ان کے عمل
لَا یُبْخَسُوْنَ۔نہ خسارہ دیئے جائیں گے
لَیْسَ۔نہیں
النَّارُ۔آگ
وَبٰطِلٌ۔اور باطل ہے

نَزَعْنٰهَا۔چھین لیں ہم اس کو
كَفُوْرٌ۔ناشکرا
مِنْ بَعْدِ۔بعد
ذَهَبَ۔چلی گئیں
لَفَرِحٌ۔خوش ہونے والا
صَبَرُوْا۔صبر کیا
لَهُمْ۔ان کے لئے
فَلَعَلَّكَ۔پھر شاید تو
اِلَیْكَ۔تیری طرف
اَنْ۔یہ کہ
عَلَیْهِ۔اس پر
مَلَكٌ۔فرشتہ
وَاللّٰهُ۔اور اللہ
اَمْ۔کیا
فَاْتُوْا۔تو لے آؤ
مُفْتَرَیٰتٍ۔بنائی ہوئی
مِّنْ دُوْنِ۔سوائے
صٰدِقِیْنَ۔سچے
لَكُمْ۔تم کو
بِعِلْمِ۔علم
اِلَّا هُوَ۔مگر وہی
مَنْ كَانَ۔جو ہے
وَزِیْنَتَهَا۔اور اس کی زینت
فِیْهَا۔اس میں
لَهُمْ۔ان کے لئے
وَحَبِطَ۔اور ضائع ہوا
مَّا كَانُوْا۔جو تھے وہ

مِنْهُ۔اس سے
وَلَئِنْ۔اور اگر
ضَرَّآءَ۔تکلیف کے
السَّیِّاٰتُ۔برائیاں
فَخُوْرٌ۔اکڑنے والا
وَعَمِلُوا۔اور عمل کئے
مَّغْفِرَةٌ۔بخشش ہے
تَارِكٌ۔چھوڑنے والا ہے
وَضَآئِقٌ۔اور تنگ ہے
یَّقُوْلُوْا۔کہیں
كَنْزٌ۔خزانہ
اِنَّمَآ۔سوائے اس کے نہیں
عَلٰى كُلِّ۔اوپر ہر
یَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
بِعَشْرِ۔دس
وَّادْعُوْا۔اور بلاؤ
اللّٰهِ۔اللہ کے
فَاِنْ۔پھر اگر
فَاعْلَمُوْٓا۔تو جان لو
اللّٰهِ۔الٰہی سے
فَهَلْ۔پھر کیا
یُرِیْدُ۔چاہتا
نُوَفِّ۔پورا دیں گے ہم
وَهُمْ۔اور وہ
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
فِی الْاٰخِرَةِ۔آخرت میں
مَا صَنَعُوْا۔جو بنایا انہوں نے
یَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے

MARKAZUL OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اَفَمَنْ۔کیا جو شخص کہ
وَيَتْلُوْهُ۔اور پڑھتا ہے اس کو
كِتٰبُ۔کتاب
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
يَكْفُرْ۔کفر کرے
فَالنَّارُ۔تو آگ
مِّنْهُ۔اس سے
وَلٰكِنَّ۔اور لیکن
وَمَنْ۔اور کون
عَلَى اللّٰهِ۔اللہ پر
عَلٰى۔اوپر
هٰٓؤُلَآءِ۔یہ لوگ
اَلَا۔خبردار
الظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کے
اللّٰهِ۔خدا سے
بِالْاٰخِرَةِ۔آخرت کا
لَمْ يَكُوْنُوْا۔نہیں ہیں
كَانَ۔ہے
مِنْ اَوْلِيَآءَ۔کوئی کارساز
مَا كَانُوْا۔نہیں تھے
وَمَا۔اور نہیں
الَّذِيْنَ۔وہ ہیں جنہوں نے
عَنْهُمْ۔ان سے
اَنَّهُمْ۔وہ
والے
وَعَمِلُوا۔اور عمل کئے انہوں نے
اِلٰى رَبِّهِمْ۔اپنے رب کی طرف
خٰلِدُوْنَ۔ہمیشہ رہیں گے

كَانَ۔ہے
شَاهِدٌ۔گواہ
مُّوْسٰٓى۔موسیٰ کی
يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے ہیں
بِهٖ۔اس کے ساتھ
مَوْعِدُهٗ۔وعدہ ہے اس کو
اِنَّهٗ۔بے شک وہ
اَكْثَرَ۔اکثر
اَظْلَمُ۔زیادہ ظالم ہے
كَذِبًا۔جھوٹ
رَبِّهِمْ۔اپنے رب کے
الَّذِيْنَ۔وہ ہیں جنہوں نے
لَعْنَةُ۔لعنت ہے
وَيَبْغُوْنَهَا۔اور چاہتے ہیں
هُمْ۔وہ
مُعْجِزِيْنَ۔عاجز کرنیوالے
لَهُمْ۔ان کے لئے
يُضٰعَفُ۔دگنا کیا جائے گا
يَسْتَطِيْعُوْنَ۔طاقت رکھتے وہ
كَانُوْا۔تھے وہ
خَسِرُوْٓا۔خسارہ دیا
مَّا كَانُوْا۔جو تھے وہ
فِي الْاٰخِرَةِ۔آخرت میں
اِنَّ۔بے شک
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ۔جنتی ہیں
الْفَرِيْقَيْنِ۔دونوں فریق کی
مَثَلُ۔مثال

عَلٰى بَيِّنَةٍ۔اوپر دلیل کے
مِّنْهُ۔اس سے
اِمَامًا۔امام
بِهٖ۔اس پر
مِنَ الْاَحْزَابِ۔لشکروں میں سے
فَلَا تَكُ۔پھر نہ ہو تو
الْحَقُّ۔حق ہے
النَّاسِ۔لوگ
مِمَّنِ۔اس سے جو
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
وَيَقُوْلُ۔اور کہیں گے
كَذَبُوْا۔جھوٹ بولا
اللّٰهِ۔اللہ کی
يَصُدُّوْنَ۔روکتے ہیں
عِوَجًا۔اس میں کجی
كٰفِرُوْنَ۔انکار کرنیوالے ہیں
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
مِّنْ دُوْنِ۔سوائے
لَهُمُ۔ان کے لئے
يُبْصِرُوْنَ۔دیکھتے
اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں کو
يَفْتَرُوْنَ۔جھوٹ باندھتے
هُمُ۔وہی ہیں
الَّذِيْنَ۔وہ جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
وَاَخْبَتُوْٓا۔اور جھکے
هُمْ فِيْهَا۔وہ اس میں
كَالْاَعْمٰى۔جیسے اندھا

مِّنْ رَّبِّهٖ۔اپنے رب سے
وَمِنْ قَبْلِهٖ۔اور اس سے پہلے
وَّرَحْمَةً۔اور رحمت
وَمَنْ۔اور جو
مِنَ الْاَحْزَابِ۔لشکروں میں سے
فِيْ مِرْيَةٍ۔شک میں
مِّنْ رَّبِّكَ۔تیرے رب سے
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔نہیں ایمان لاتے
افْتَرٰى۔باندھے
يُعْرَضُوْنَ۔پیش کئے جائینگے
الْاَشْهَادُ۔گواہ
عَلٰى رَبِّهِمْ۔اپنے رب پر
عَلَى۔اوپر
عَنْ سَبِيْلِ۔راہ
وَهُمْ۔اور وہ
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
وَمَا۔اور نہیں
اللّٰهِ۔اللہ کے
الْعَذَابُ۔عذاب
السَّمْعَ۔سننے کی
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
وَضَلَّ۔اور بھول گیا
لَا جَرَمَ۔ضرور ہے کہ
الْاَخْسَرُوْنَ۔خسارہ پانے
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
وَاَخْبَتُوْٓا۔اور جھکے
هُمْ فِيْهَا۔وہ اس میں
كَالْاَعْمٰى۔جیسے اندھا

WWW.WASEEMZIYAI.COM
ISLAMIA ACADEMY

وَالْاَصَمِّ۔اور بہرا	وَالْبَصِیْرِ۔اور دیکھنے والا	وَالسَّمِیْعِ۔اور سننے والا	هَلْ۔کیا
یَسْتَوِیٰنِ۔برابر ہیں دونوں	مَثَلًا۔مثال میں	اَفَلَا۔کیا پھر نہیں	تَذَکَّرُوْنَ۔نصیحت حاصل کرتے تم

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔سورۃ ہود۔پ ۱۲

''وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً۔اور اگر ہم مزہ دیں انسان کو اپنی کسی رحمت کا پھر اس سے چھین لیں بے شک وہ ضرور ناامید اور ناشکرا ہے''۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ صحت اور امن اور وسعت رزق وغیرہ سے کسی کو نواز کر اس سے وہ نعمت وفراوانی چھین لیں تو اتنا مایوس ہو جائے کہ ناشکری کرے اور دوبارہ اس نعمت کے ملنے سے قطعی مایوسی ظاہر کرے یہ حقیقت دنیادار انسان کی ہے کہ وہ ذرا سی تنگی پر مایوس ہو کر ناشکرا ہو جاتا ہے اور صابر بہ قضا شاکر برضا نہیں رہتا اور گزشتہ نعمت سے ناشکری کرنے لگتا ہے۔

''اور اگر ہم مزہ دیں اسے نعمت کا اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا کہ اب گئیں مجھ سے برائیاں اور وہ یقیناً خوشیاں کرتا بڑائیاں مارتا پھرے''۔

یعنی بجائے شکرگزاری کے اور حق نعمت ادا کرنے کے متکبرانہ طور پر شیخی بگھارتا ہے۔

''مگر وہ جو صابر ہیں اور نیک عمل والے''۔اور ہر مصیبت وتنگی میں صابر وشاکر رہنے والے۔

''ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے''۔یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں اچھا بدلہ دے گا۔آگے ارشاد ہے:

''فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ۔تو شاید تم چھوڑنا چاہتے ہو جو وحی تمہاری طرف ہوتی ہے اور اس پر تنگ دل ہو رہے ہو''۔

علامہ ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ استفہام نہی ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آپ کی طرف جو وحی ہوتی ہے وہ تمام انہیں پہنچائیں اور دل تنگ نہ ہوں یہ تبلیغ رسالت کی تاکید ہے۔باآنکہ علم الٰہی میں ہے کہ اس کے رسول ادائے رسالت میں کوتاہی نہیں کر سکتے اور اس نے انہیں ہر قسم کی کوتاہی اور معصیت سے محروم رکھا ہے تو اس تاکید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین دی گئی اور کفار کی ناکامی بھی ظاہر کی اور بتایا کہ ان کا استہزاء تبلیغ کے کام میں مخل نہیں ہو سکتا۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ عبداللہ بن امیہ مخزومی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں اور آپ کا خدا ہر چیز پر قادر ہے تو اس نے آپ پر خزانہ کیوں نہ اتارا یا آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

رُوِیَ اَنَّهُمْ قَالُوا اجْعَلْ لَّنَا جِبَالَ مَكَّةَ ذَهَبًا اَوِ ائْتِنَا بِمَلَائِكَةٍ يَشْهَدُوْنَ بِنُبُوَّتِكَ اِنْ كُنْتَ رَسُوْلًا فَنَزَلَتْ۔

وَ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ كُلًّا مِنَ الْقَوْلَيْنِ قَالَتْهُ طَائِفَةٌ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا

www.waseemziyai.com

اَقْدِرُ عَلٰی ذَالِکَ فَنَزَلَتْ۔

وَ قِیْلَ الْقَائِلُ لِکُلٍّ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اُمَیَّۃَ الْمَخْزُوْمِیُ۔

روایت ہے کہ مشرکین مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ ہمارے مکہ کے پہاڑ سونا کر دیجئے یا ہم پر فرشتہ لائیے کہ وہ آپ کی نبوت پر شہادت دے اگر آپ رسول ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ یہ دونوں قول ایک جماعت نے کہے تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا میں ایسا کرنے پر قادر نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ پہاڑوں کا سونا کرنے اور فرشتہ کے نازل ہونے کا مطالبہ عبداللہ بن امیہ مخزومی نے کیا تھا۔

اور لعل کی توجیہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ لَعَلَّ لِلتَّرَجِّیْ وَ ھُوَ نَقِیْضُ التَّوَقُّعِ وَلَا یَلْزَمُ مِنْ تَوَقُّعِ الشَّیْءِ وُقُوْعُہٗ وَلَا تُرَجَّحُ وُ قُوْعُہٗ لِجَوَازِ اَنْ یُوْجَدَ مَا یَمْنَعُ مِنْہُ فَلَا یَشْکُلُ بِاَنَّ تَوَقُّعَ تَرْکِ التَّبْلِیْغِ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَ یَلِیْقُ بِمَقَامِ النُّبُوَّۃِ۔

اور حرف لَعَلَّ ترجی کے لئے آتا ہے اور اس کا نقیض محض توقع ہوتا ہے اور کسی شے کی توقع سے اس کا وقوع ضروری نہیں اور نہ وقوع کی نسبت کو ترجیح ہوتی ہے اس جواز پر کہ جس چیز سے منع کیا جائے اس کا وقوع مشکل ہو اس لئے کہ ترک تبلیغ کی توقع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے اس لئے نہیں ہو سکتی کہ وہ مقام نبوت کے لائق نہیں۔

وَالْمَانِعُ عَنْ ذَالِکَ فِیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عِصْمَتُہٗ کَسَائِرِ الرُّسُلِ الْکِرَامِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ عَنْ کَتْمِ الْوَحْیِ الْمَامُوْرِ بِتَبْلِیْغِہٖ وَالْخِیَانَۃِ فِیْہِ وَ تَرْکُہٗ نَقِیْضُہٗ۔

اور ترک تبلیغ کا مانع اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت ہے جیسے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کتمان وحی و خیانت سے پاک ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ پھر

فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰی اِلَیْکَ۔ فرمانے کا مقصود یہی ہو سکتا ہے کہ مِنْ ذَالِکَ تَحْرِیْضُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ تَھْیِیْجُ دَاعِیَتِہٖ لِاَدَاءِ الرِّسَالَۃِ۔

کہ اس میں حضور صلی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریض و تہیج ہے جو مقتضائے رسالت ہے۔ تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ اِنَّکَ بَلَغَ بِکَ الْجُھْدُ فِیْ تَبْلِیْغِھِمْ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ اَنَّھُمْ یَتَوَقَّعُوْنَ مِنْکَ تَرْکَ التَّبْلِیْغِ لِبَعْضِہٖ۔

آپ کوشش کے ساتھ تبلیغ فرمائیں جو ہماری طرف سے آپ کو وحی ہوا گرچہ مشرکین کو یہ توقع ہے کہ آپ ان کے اعتراض و استہزاء کی وجہ سے ترک تبلیغ فرمائیں گے اور کچھ حصہ وحی کا انہیں نہ سنائیں گے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اِنَّ لَعَلَّ ھٰھُنَا لَیْسَتْ لِلتَّرَجِّیْ بَلْ ھِیَ لِلتَّبْعِیَّۃِ وَ قَدْ تُسْتَعْمَلُ لِذَالِکَ کَمَا تَقُوْلُ الْعَرَبُ لَعَلَّکَ تَفْعَلُ کَذَا لِمَنْ لَّا یَقْدِرُ عَلَیْہِ فَالْمَعْنٰی لَا تَتْرُکْ۔

لعل اس جگہ بمعنی ترجی نہیں ہے بلکہ بمعنی تبعیۃ ہے اور کبھی کبھی اس معنی میں لَعَلَّ استعمال ہوتا ہے جیسے عرب بولتے ہیں: لَعَلَّکَ تَفْعَلُ کَذَا اس شخص پر یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے جو اس کام میں قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے معنی یہی ہوئے کہ آپ ترک تبلیغ نہ فرمائیں۔

www.waseemziyai.com

تیسرا قول یہ ہے کہ اِنَّهَا لِلْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيِّ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ وَاخْتَارَ وَغَيْرُهٗ۔ لعل بمعنی استفہام انکاری ہے جیسا کہ حدیث میں ہے شاید ہم تم پر وقت سے پہلے آ ئیں اسے علامہ وغیرہ نے مانا۔

اور یہ معنی کہ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَعْنٰى كَاَنِّيْ بِكَ سَتَتْرُكُ بَعْضَ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِمَّا شَقَّ عَلَيْكَ بِاِذْنِيْ وَ وَحْيِيْ مِنِّيْ۔ یہ کسی طرح جائز نہیں کہ اس کے معنی یہ کئے جائیں کہ گویا آپ عنقریب چھوڑ دیں گے بعض وہ وحی جو تمہاری طرف اتری تم پر شاق ہونے کی وجہ سے میرے حکم اور میری وحی کو۔

اور ضَآىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ کے معنی تنگ دل ہونے کے ہیں اس قول پر جو عبداللہ بن امیہ مخزومی نے کہا۔ آگے ارشاد ہے:

''اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ۔ تم تو (اے محبوب) ڈر سنانے والے ہو اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے''۔

یعنی آپ کے ذمہ کچھ نہیں سوا اس کے کہ انہیں ڈر سنا دو جو بذریعہ وحی آپ کو پہنچا اور قطعاً کسی کے تمسخر اور استہزاء کی پروا نہ کرو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور آپ کا محافظ ہے وہ آپ کے اور مشرکین کے احوال کا نگران ہے تو آپ اسی پر بھروسہ رکھیں اور تمام امور اسی پر چھوڑیں اس کے متعلق روح المعانی میں ہے وَالْاٰيَةُ قِيْلَ مَنْسُوْخَةٌ وَ قِيْلَ مُحْكَمَةٌ۔

''اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ۔ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو آپ نے دل سے بنا لیا فرما دیجئے تو تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا بلا لو جنہیں بلا سکو اگر تم سچے ہو''۔

یعنی قرآن کریم کی نسبت جو مشرکین مکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ جیسے گھڑا ہوا ہے تو آپ ان سے یہ مطالبہ فرمائیں کہ اگر یہ گھڑا ہوا ہے تو تم بھی سب مل کر اس جیسی دس ہی سورتیں بنا لاؤ اس لئے کہ انسان کے کلام کا انسان مقابلہ کر سکتا ہے لیکن اس کے مقابلہ کی تم میں طاقت نہیں باآنکہ تم فصیح و بلیغ ہو۔ لہٰذا اگر تم اپنے خیال فاسد میں سچے ہو تو سارے قرآن کا مقابلہ نہ سہی دس ہی سورتیں بنا لاؤ اور اس قسم کا مطالبہ متعدد مقامات پر قرآن کریم میں ہوا مگر آج چودھویں صدی گزر رہی ہے کوئی ایسا پیدا نہ ہوا جو اس کا مقابلہ کر سکتا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ اور اس کے علاوہ متعدد مواقع پر طلب معارضہ فرمایا گیا۔ چنانچہ آیہ کریمہ سے آگے ارشاد ہے:

''فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ۔ تو (اے مسلمانو!) اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ ہی کے حکم و علم سے اترا ہے''۔

جسے قرآن کہتے ہیں اور جی سے گھڑا ہوا نہیں ہے۔

''اور یہ کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی اللہ تو کیا اب تم مسلمان ہو کر تسلیم نہ کرو گے''۔

اور ایمان لاؤ گے کہ یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے ہے یعنی اعجاز قرآنی دیکھ لینے کے بعد اسلام و ایمان پر قائم رہو۔

آگے ارشاد ہے:

''مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی عیش و عشرت اور آرائش چاہتا ہے ہم دنیا میں اسے اس کا پورا پھل دے دیں گے اور دنیا میں اسے کمی نہ کریں گے۔ یہ وہ ہیں جن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت ہیں جو کچھ وہ دنیا میں عمل کرتے تھے اور باطل و نابود ہیں جو ان کے اعمال تھے''۔

www.waseemziyai.com

یعنی جو اپنی ناعاقبت اندیشی اور پست ہمتی سے آخرت کی بجائے دنیا کی فراخی اور وسعت چاہتا ہے اسے ہم دنیا میں اس کی خواہش کے مطابق دیں گے لیکن ایسے خیال خام والے کے لئے اس کے اعمال کا بدلہ صحت، دولت، فراخی رزق، کثرت اولاد وغیرہ ہی ہیں۔ دنیا میں ان کا بدلہ پورا ہو جائے گا۔ آخرت میں اس کے لئے کچھ نہیں اس کے اعمال صالحہ بھی آخرت میں رائیگاں اور بے سود ہیں وہاں اسے جہنم کے سوا اور کچھ نہ ملے گا اور اس کے سب عمل وہاں باطل ہوں گے۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دعا میں یہ تعلیم کی کہ جب اللہ سے مانگو تو یوں مانگو: رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں جنت عطا کر اور ہمیں عذاب نار سے بچا لے۔ شان نزول یہ آیہ کریمہ کا بقول ضحاک رحمہ اللہ مشرکین کے لئے ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرک اگر صلہ رحمی کرے۔ محتاجوں، غریبوں کو دے اور پریشان حالوں کی خبر گیری کرے یا اور نیکیاں کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ان اعمال کا بدلہ دنیا میں وسعت و فسحت رزق سے فرما دے گا۔ آخرت میں اس کا بدلہ اسے سوائے جہنم کے کچھ نہیں اس لئے کہ وعید شدید کے ساتھ دوسری جگہ ارشاد ہو چکا:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰی بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۔ اور جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں کسی سے زمین بھر سونا بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے اگرچہ وہ اپنی خلاصی کے لئے دے ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں (تلک الرسل آخر پارہ)

ابن جریر ابن ابی حاتم وغیرہ رحمہم اللہ انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اِنَّهَا نَزَلَتْ فِی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی آیہ کریمہ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

جبائی رحمہ اللہ کہتے ہیں: هِیَ فِی الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اللّٰهُ حَظَّهُمْ مِنْ ذَالِكَ سَهْمَهُمْ مِنَ الْغَنَائِمِ۔ یہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو منافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کا حصہ غنائم میں رکھ دیا اور آخرت میں کچھ نہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اہل ریا کے حق میں ہے: یُقَالُ لِقَارِئٍ مِنْهُمْ اَرَدْتَّ اَنْ یُقَالَ فُلَانٌ قَارِئٌ فَقَدْ قِیْلَ اَذْهَبْ فَلَیْسَ لَكَ عِنْدَنَا شَیْءٌ وَ هٰكَذَا لِغَیْرِهٖ مِنَ الْمُتَصَدِّقِ وَالْمَقْتُوْلِ فِی الْجِهَادِ وَ غَیْرِهِمَا مِمَّنْ عَمِلَ مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ لَا لِوَجْهِ اللّٰهِ۔

یہ ریاکاروں کے لئے ہے جو کسی چیز کو حاصل کر کے اپنی تعریف کرانے کی خواہش کرے جیسے کہا جائے فلاں بڑا قاری ہے تو اسے میدان حشر میں جواب دے دیا جائے گا چلتا ہو ہمارے پاس تیرے لئے کچھ نہیں ایسے ہی دوسرے ریاکاروں کے لئے ہے خواہ وہ صدقہ اسی ریاکاری میں کریں یا جہاد میں قتل ہو یا کوئی نیک کام اللہ عزوجل کے لئے نہ کیا جائے۔

اور اسی کی تائید میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے رو پڑے اور فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اس کے بعد یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔

''اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اس پر اللہ کی طرف سے

www.waseemziyai.com

گواہ آئے اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب پیشوا اور رحمت وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں تو آگ اس کا وعدہ ہے''۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ اس کی مثل ہو سکتا ہے جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو اور وہ جو ایمان لا کر صبر و تقویٰ میں حیوٰۃ دنیا کے لیل و نہار گزارے ہرگز نہیں دونوں میں بون بعید اور تفاوت سماوارض ہے۔ عَلٰی بَیِّنَتٍ سے یہاں دلیل عقلی ہے جو اسلام کی حقانیت پر دلالت کرتی ہے اور وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں یہود کے وہ علماء مراد ہیں جو مشرف بہ اسلام ہوئے جیسے عبداللہ بن سلام تمیم داری، کعب احبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلام کی صحت پر گواہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ اور مِنْ قَبْلِهٖ سے مراد توریت و انجیل وغیرہ ہے اور یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ کے مصداق وہ ہیں جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور مَنْ یَّكْفُرْ عام ہے جو بھی کفر کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات قدیم کی قسم جس کے ید قدرت میں میری جان ہے اس امت میں جو بھی ہے خواہ یہودی ہو یا نصرانی جسے میری خبر پہنچی اور وہ میرے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ ضرور جہنمی ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ۔ تو (اے سننے والے) نہ ہو تو اس کے ساتھ کسی شک میں بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے''۔

اس میں فَلَا تَكُ پر (جو اے سننے والے لکھا) گیا وہ اس قاعدہ کے مطابق ہے جو ہم رکوع دہم سورۂ یونس میں مفصل بیان کر آئے ہیں۔

''وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار رہو اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر''۔

اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے اور اس پر افتراء یہی ہے کہ اس کا شریک بنائے یا اس کی اولاد بتائے یہ جھوٹ اور بدترین ظلم ہے وہ قیامت کے روز اللہ کے حضور پیش ہوں گے ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس طرح اللہ کا شریک بتاتے اور اس کے لئے اولاد مانتے تھے ان پر ملائکہ اور انبیاء کرام شہادت دیں گے کہ یہ ظالم افتراء پرداز اور جھوٹے ہیں۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت کفار و منافقین کو میدان حشر میں تمام مخلوق کے سامنے بتایا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر افتراء کیا ان پر ان کے ظلم کے بدلے اللہ کی لعنت ہے اس پر وہ تمام ارباب حشر کے روبرو رسوا کئے جائیں گے۔

''اَلَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں۔ یہ لوگ نہیں ہو سکتے عاجز کرنے والے زمین میں اور نہیں ان کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی انہیں عذاب پر عذاب ہوگا وہ ہدایت سننے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور نہ حق دیکھ سکتے ہیں''۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینا چاہے تو ان میں اسے روکنے اور عاجز کرنے کی قوت نہیں اس لئے کہ تمام کائنات اس کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور یہ بھی اسی کی ملک اور اسی کے مُلک میں ہیں نہ اس سے کہیں بھاگ سکتے ہیں نہ اس سے بچ

www.waseemziyai.com

سکتے ہیں اور ان کی مدد کرنے والا بلا اذن الٰہی عزوجل کوئی نہیں ہوسکتا نہ انہیں عذاب سے بچانے کے لئے کوئی آڑے آسکتا ہے یہ وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کو راہ حق سے روکا اور بعد مرنے کے بعث وحشر کا انکار کیا وہ ایسے بہرے ہیں کہ حق سننے کی ان میں طاقت نہیں یعنی سماع حق سے بہرے ہیں تو کلام خیر سے نفع نہیں پاسکتے اور آیات قدرت دیکھنے سے اندھے ہیں جن کے مشاہدہ سے یہ فائدہ اٹھاتے۔

''اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں خسران ونقصان میں ڈالیں اور رائیگاں گئیں ان سے ان کی وہ باتیں جو افتراء کر کے جھوٹ بکتے تھے۔ لازمی طور پر یہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں''۔

اور ظاہر ہے جنہوں نے جنت کے بدلے جہنم مول لیا اس سے بڑھ کر اور کون خسران ونقصان میں ہوگا اب ان کے مقابلہ میں اسلوب بیان قرآن کے مطابق جنتیوں کا تذکرہ فرمانا ضروری تھا اس لئے کہ قرآن کریم جہاں اول جہنمیوں کا ذکر کرتا ہے تو اس کے بعد جنتیوں کا ذکر ضرور فرماتا ہے۔ لف ونشر مرتب اور غیر مرتب تو ہوتا ہے کہ کہیں پہلے جنت والوں کا ذکر بعد میں جہنم والوں کا اور کبھی جہنمیوں کا پہلے ذکر اور بعد میں جنت والوں کا مگر تمام قرآن پاک میں دونوں کے مذاکرے ضرور ہوں گے اور چاہئے بھی ایسا ہی اس لئے کہ تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِهَا عقلاء کا نظریہ ہے کہ ضد کے بغیر حقیقت اشیاء نہیں پہچانی جاتی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور اپنے رب کی طرف رجوع لائے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

اعمال بد اعتقاد شرکیہ والوں کے لئے تأبد نار ہے اور نیک عمل کرنے والے خوش اعتقاد مومنوں کے لئے تأبد جنت ہے آگے فرماتے ہیں:

''مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ۔ دونوں فریق کی مثال ایسی ہے جیسے اندھا اور بہرا اور آنکھ والا سنتا کیا یہ دونوں برابر ہیں تو کیا تم تذکیر سے کام نہیں لیتے''۔

دونوں فریق سے مراد کافر اور مومن ہیں کافر کو اندھے بہرے سے تشبیہ دی اور مومن کو دیکھنے والا سننے والا فرمایا اس لئے مومن حق وباطل میں فرق دیکھتا اور حق بات سنتا ہے اور کافر کے کان سماع حق سے بہرے ہیں اور امتیاز حق سے وہ اندھا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۫ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۲۵﴾	اور بے شک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تمہارے لئے کھلا ڈر سنانے والا ہوں۔
اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾	کہ نہ پوجو کسی کو مگر اللہ کو میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے مصیبت کے دن۔
فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا	تو بولے سردار ان کے جو کافر تھے اس کی قوم کے نہیں دیکھتے ہم تمہیں مگر بشر اپنے جیسا اور نہیں دیکھتے ہم تمہیں تمہارے پیرو مگر وہی جو ہمارے کمینے ہیں سرسری نظر سے

www.waseemziyai.com

مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور نہیں دیکھتے ہم تم میں ہم پر کوئی فضیلت بلکہ ہم گمان کرتے ہیں تمہیں جھوٹوں سے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

فرمایا اے میری قوم اگر دیکھتے ہو تم (مجھے ایسا) تو اگر ہوں میں دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور دی ہو مجھے رحمت اپنی طرف سے تو اندھے ہو تم اس پر تو کیا ہم تمہارے گلے منڈھ دیں باوجودیکہ تم بیزار ہو۔

وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور اے میری قوم میں نہیں مانگتا تم سے اس تبلیغ کا کوئی بدلہ میرا بدلہ اللہ پر ہی ہے اور نہیں میں دور کرنے والا انہیں جو ایمان لائے بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں جاہل لوگ۔

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور میری قوم کون میری مدد کرے گا اللہ کے مقابل اگر میں انہیں دور کردوں تو کیا تم ہوش نہیں کرتے۔

وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور نہیں کہتا میں تمہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور میں انہیں نہیں کہتا جنہیں حقیر جانتی ہیں تمہاری نگاہیں کہ ہرگز انہیں اللہ بھلائی نہیں دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے میں ایسا کروں تو میں ضرور ظالموں سے ہوں۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑ چکے اور کافی جھگڑ لئے تو لاؤ ہم پر جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر ہو تم سچے۔

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾

فرمایا وہ تو لائے گا اللہ اگر چاہے اور تم اسے عاجز نہ کرسکو گے۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۟ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور نہیں نفع دے گی تمہیں میری نصیحت اگرچہ میں کتنا ہی چاہوں تمہارا بھلا جب ہو اللہ کا ارادہ اس کا کہ تمہیں گمراہ کرے وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

کیا کہتے ہیں انہوں نے افتراء کرلیا اس کو آپ فرمادیں اگر میں نے افتراء کرکے یہ کلام بنالیا تو میرا گناہ مجھ پر اور میں تمہارے گناہ سے بیزار ہوں۔

www.waseemziyai.com

حل لغات رکوع تیسرا-سورۃ ہود-پ ۱۲

وَلَقَدْ-اور بے شک
اِنِّیْ-بے شک میں
اَنْ-یہ کہ
اَخَافُ-ڈرتا ہوں
اَلِیْمٍ-دردوالے سے
کَفَرُوْا-کافر تھے
اِلَّا بَشَرًا-مگر انسان
اتَّبَعَكَ-کہ پیروی کی ہو تیری
اَرَاذِلُنَا-ہمارے کمینے ہیں
نَرٰی-دیکھتے ہم
بَلْ-بلکہ
قَالَ-کہا
عَلٰی بَیِّنَةٍ-دلیل پر
مِّنْ عِنْدِهٖ-اپنی طرف سے
دیں گے وہ تمہیں
وَیٰقَوْمِ-اور اے میری قوم
مَالًا-کوئی بدلہ
وَمَآ اَنَا-اور نہیں میں
اِنَّهُمْ-کہ وہ
اَرٰىكُمْ-دیکھتا ہوں تم کو
مَنْ-کون
طَرَدْتُّهُمْ-میں ان کو ہانک دوں
اَقُوْلُ-کہتا میں
اللّٰهِ-اللہ کے
وَلَآ-اور نہیں
وَلَآ-اور نہیں
وَّلَآ-اور نہیں
اَعْیُنُكُمْ-تمہاری آنکھیں

اَرْسَلْنَا-بھیجا ہم نے
لَكُمْ-تمہارے لئے
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا-نہ عبادت کرو تم
عَلَیْكُمْ-تم پر
فَقَالَ-پھر کہا
مِنْ قَوْمِهٖ-اس کی قوم سے
مِّثْلَنَا-ہماری طرح کا
اِلَّا-مگر
بَادِیَ-ظاہر
لَكُمْ-تمہارے لئے
نَظُنُّكُمْ-خیال کرتے ہیں ہم تم کو
یٰقَوْمِ-اے میری قوم
مِّنْ رَّبِّیْ-اپنے رب سے
فَعُمِّیَتْ-پھر اندھے ہوئے
وَاَنْتُمْ-اور تم ہو
لَآ اَسْـَٔلُكُمْ-نہیں مانگتا میں تم سے
اِنْ-نہیں ہے
بِطَارِدِ-ہانکنے والا
مُّلٰقُوْا-ملنے والے ہیں
قَوْمًا-قوم
تَجْهَلُوْنَ-جاہلوں کی
یَّنْصُرُنِیْ-مدد کرے گا میری
اَفَلَا-کیا پھر نہیں
تَذَكَّرُوْنَ-نصیحت لیتے تم
عِنْدِیْ-کہ میرے پاس
اَعْلَمُ-جانتا میں
اِنِّیْ-بے شک میں
اَقُوْلُ-کہتا میں
اَقُوْلُ-کہتا میں
لَنْ-کہ ہرگز نہیں

نُوْحًا-نوح کو
نَذِیْرٌ-ڈرانے والا ہوں
اِلَّا اللّٰهَ-مگر اللہ کی
عَذَابَ-عذاب
الْمَلَاُ-سرداروں نے
مَا-نہیں
وَمَا-اور نہیں
الَّذِیْنَ-ان لوگوں نے
الرَّاْیِ-دیکھنے میں
عَلَیْنَا-ہم پر
اَرَءَیْتُمْ-کیا دیکھا تم نے
وَاٰتٰىنِیْ-اور دی اس نے مجھے
عَلَیْكُمْ-تم اس پر
لَهَا-اس کو
اَجْرِیَ-میرا بدلہ
الَّذِیْنَ-ان کو
رَبِّهِمْ-اپنے رب کو
تَجْهَلُوْنَ-جاہلوں کی
مِنَ اللّٰهِ-اللہ سے
تَذَكَّرُوْنَ-نصیحت لیتے تم
عِنْدِیْ-کہ میرے پاس
اَعْلَمُ-جانتا میں
اِنِّیْ-بے شک میں
لِلَّذِیْنَ-ان کو
یُؤْتِیَهُمُ-دے گا ان کو

اِلٰی قَوْمِهٖٓ-اس کی قوم کی طرف
مُّبِیْنٌ-ظاہر
اِنِّیْٓ-بے شک میں
یَوْمٍ-دن
الَّذِیْنَ-وہ جو
نَرٰىكَ-دیکھتے ہم تجھے
نَرٰىكَ-دیکھتے ہم تجھ کو
هُمْ-کہ وہ
وَمَا-اور نہیں
مِنْ فَضْلٍ-کوئی بزرگی
كٰذِبِیْنَ-جھوٹے
اِنْ كُنْتُ-اگر ہوں میں
رَحْمَةً-رحمت
اَنُلْزِمُكُمُوْهَا-کیا ہم منڈھ
كٰرِهُوْنَ-ناپسند کرنے والے
عَلَیْهِ-اس پر
اِلَّا عَلَى اللّٰهِ-مگر اوپر اللہ کے
اٰمَنُوْا-جو ایمان لائے
وَلٰكِنِّیْٓ-اور لیکن میں
وَیٰقَوْمِ-اور اے میری قوم
اِنْ-اگر
وَلَآ-اور نہیں
خَزَآىِٕنُ-خزانے ہیں
الْغَیْبَ-غیب
مَلَكٌ-فرشتہ ہوں
تَزْدَرِیْٓ-جو حقیر جانتی ہیں
اللّٰهُ-اللہ

MARKAZUL-QOMIL ISLAMIA ACADEMY

خَيْرًا۔کوئی بھلائی
اَللّٰهُ۔اللہ
فِيْ۔ان کی
اَنْفُسِهِمْ۔جانوں میں
لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں سے ہوں گا
قَدْ جٰدَلْتَنَا۔تو نے جھگڑا کیا ہم سے
فَاْتِنَا۔پھر لے آ
بِمَا۔جو کچھ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔سچوں میں سے
يَاْتِيْكُمْ۔لائے گا تمہارے پاس
اِنْ۔اگر
شَآءَ۔چاہے
بِمُعْجِزِيْنَ۔عاجز کرنے والے
وَلَا۔اور نہیں
اِنْ اَرَدْتُّ۔اگر چاہوں میں
اَنْ۔یہ کہ
اِنْ كَانَ۔اگر ہے
اللّٰهُ۔اللہ
يُغْوِيَكُمْ۔گمراہ کرے تم کو
هُوَ۔وہ ہے
تُرْجَعُوْنَ۔لوٹائے جاؤ گے تم
اَمْ۔کیا
قُلْ۔کہہ دو
اِنِ۔اگر
اِجْرَامِيْ۔میرا گناہ
وَاَنَا۔اور میں
تُجْرِمُوْنَ۔جو تم گناہ کرتے ہو

اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے
بِمَا۔جو کچھ ہے
اِنَّنِيْ۔بے شک میں
اِذًا۔اس وقت
قَالُوْا۔بولے
يٰنُوْحُ۔اے نوح
فَاَكْثَرْتَ۔پھر زیادہ کیا تو نے
جِدَالَنَا۔ہم سے جھگڑا
تَعِدُنَآ۔تو وعدہ دیتا ہے ہم کو
اِنْ كُنْتَ۔اگر ہے تو
قَالَ۔اس نے کہا
اِنَّمَا۔سوائے اس کے نہیں
بِهٖ۔اس کو
اللّٰهُ۔اللہ
وَمَآ۔اور نہیں
اَنْتُمْ۔تم
يَنْفَعُكُمْ۔نفع دے گی تم کو
نُصْحِيْٓ۔میری خیر خواہی
اَنْصَحَ۔خیر خواہی کروں
لَكُمْ۔تمہاری
يُرِيْدُ۔ارادہ کرتا
اَنْ۔یہ کہ
رَبُّكُمْ۔رب تمہارا
وَاِلَيْهِ۔اور اسی کی طرف
يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
افْتَرٰىهُ۔بنالیا ہے اس کو
افْتَرَيْتُهٗ۔میں نے بنالیا ہے
فَعَلَيَّ۔تو مجھ پر ہے
بَرِيْٓءٌ۔بیزار ہوں
مِّمَّا۔اس چیز سے

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔سورۃ ہود۔پ ۱۲

''وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ۔اور بے شک ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف''۔

حضرت نوح باخبار شہیرہ لمک بن متوشلخ بن ادریس ہیں۔آپ حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے نبی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس سال اپنی قوم کو تبلیغ فرماتے رہے قرآن کریم میں بھی یہی ارشاد ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ۔ پھر طوفان میں وہ قوم غرق ہوگئی اور آپ طوفان کے بعد ساٹھ سال دنیا میں زندہ رہے۔اس حساب سے آپ کی مجموعی عمر ایک ہزار پچاس سال کی تھی۔

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں آپ سو سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔

ایک قول ہے کہ آپ کی بعثت پچاس سال کی عمر میں ہوئی۔

ایک قول ہے کہ آپ دو سو پچاس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور قوم میں ساڑھے نو سو سال تک ٹھہرے پھر طوفان سے غرق ہونے کے بعد آپ دو سو پچاس سال رہے اس حساب سے آپ علیہ السلام کی مجموعی عمر ایک ہزار ساڑھے چار سو سال کی تھی۔

اور آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اپنا نذیر مبین ہونا ظاہر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ غنائم وغیرہ آپ علیہ السلام

www.waseemziyai.com

کے عہد نبوت میں جہاد سے حاصل ہونے کا حکم نہ تھا۔ آپ علیہ السلام نے ہدایت توحید فرمائی اور قوم سے کہا:

''اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ۔ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو بے شک میں تم پر ڈرتا ہوں مصیبت والے دن کے عذاب سے''۔

اور مصیبت والا دن اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْيَوْمِ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ظاہر ہے کہ اس سے مراد روز قیامت ہے وَ جُوِّزَ اَنْ يَّكُوْنَ يَوْمُ الطُّوْفَانِ اور یہ بھی مانا کہ اس سے مراد طوفان والا دن ہو اس نصیحت کو سن کر قوم کے اشراف بولے:

''فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ۔ تو اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے بولے''۔

مَلَأ۔ عربی محاورہ میں قادر و قوی افراد کو کہتے ہیں جیسے عرف ہے: فُلَانٌ مُلِئَ بِكَذَا اِذَا كَانَ قَادِرًا عَلَيْهِ لِاَنَّهُمْ مُلِئُوْا بِكِفَايَةِ الْاُمُوْرِ وَ تَدْبِيْرِهَا۔ فلاں حاوی ہوا ایسے جبکہ وہ کسی پر قادر و قوی ہو جائے اس لئے کہ وہ تمام امور میں اور تدبیر میں حاوی ہو جاتا ہے۔

''مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ ہم تو تمہیں اپنا جیسا بشر دیکھتے ہیں''۔

یعنی مَا اَنْتَ لَنَا بَشَرًا مِثْلَنَا لَيْسَ فِيْكَ مَزِيْدٌ تَخُصُّكَ مِنْ بَيْنِنَا بِالنُّبُوَّةِ یعنی آپ میں کوئی خصوصیت ایسی نہیں جس سے ہم آپ کی نبوت کو مانیں ہمارے جیسے ہی آپ بشر ہیں۔ یہ مقولہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلہ میں ہمیشہ مشرکین استعمال کرتے رہے ہیں اسی وجہ میں ایسے جملے جس میں مشرکین کے نظریات سے تشابہ پیدا ہو مسلمان کو استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ وہ یقیناً انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کے لئے استعمال کرتے تھے۔

''وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ۔ اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہماری قوم کے ذلیل لوگوں نے سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں گمان کرتے ہیں جھوٹا''۔

اَرَاذِلُ۔ کے معنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ اَخِسَّائُنَا وَ اَدَانِيْنَا وَهُوَ جَمْعُ اَرْذَلَ اور قاموس میں ہے: اَلرَّذْلُ وَالْاَرْذَلُ بِمَعْنِيَ وَ هُوَ الْخَسِيْسُ الدَّنِيُّ جس کا حاصل معنی کمینہ ہی بنتا ہے اور کمینوں سے مراد ان کی وہ لوگ تھے جو ان کی نظر میں خسیس پیشے والے تھے اور درحقیقت ان کا یہ خیال خالص جہل تھا اس لئے کہ انسان کا مرتبہ اتباع دین اور امتثال امر مرسلین سے ہے جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ مال و منصب و پیشہ کو اس میں دخل نہیں دیندار نیک سیرت پیشہ ور کو نظر حقارت سے دیکھنا اور حقیر جاننا جاہلانہ فعل ہے۔

بَادِيَ الرَّاْيِ۔ کے معنی ہوتے ہیں ظَاهِرَةً وَهُوَ مَا يَكُوْنُ مِنْ غَيْرِ تَعَمُّقٍ یعنی ظاہر حال سے جو سمجھا جائے اور وہ سمجھنا بلا تعمق ہو۔ وَ قِيْلَ مِنْ رُؤْيَةِ الْعَيْنِ محض آنکھ سے دیکھ کر سمجھنے کو بَادِيَ الرَّاْيِ کہتے ہیں۔ وَجُوِّزَ اَنْ يَّكُوْنَ الْبَادِيُ بِمَعْنَى الْاَوَّلِ۔ حاصل مفہوم یہ ہوا کہ پہلی نظر سے سمجھنے کو بَادِيَ الرَّاْيِ کہتے ہیں۔ تو بلا غور و فکر جو سمجھا جائے اسے بَادِيَ الرَّاْيِ کہا جاتا ہے۔

''وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ۔ اور ہم تم میں اپنے پر کوئی فضیلت نہیں دیکھتے''۔

دنیاداروں کی نظر میں فضیلت از روئے جہل مال و دولت، حکومت و ثروت اور ریاست سے ہوتی ہے اسی فضیلت کو یہ حضرت نوح نجی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں دیکھنا چاہتے تھے۔

www.waseemziyai.com

''بلکہ ہم آپ کو جھوٹا خیال کرتے ہیں''۔

یعنی آپ کو نبی نہیں مانتے بلکہ جب یہ فضائل جو ہمارے نزدیک ضروری ہیں آپ میں نہیں تو ہم اپنے گمان میں آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان اور اطاعت موجب نجات ہیں اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:

''قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ۔ فرمایا (نوح علیہ السلام نے) اے میری قوم بھلا بتلاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں'' جو میرے دعویٰ کی تصدیق پر شاہد ہو۔'' اور اللہ نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی ہے''۔

یعنی نبوت عطا کی ہے۔

''تو تم اندھے بن رہے ہو تو کیا میں جبراً اس صداقت کو تمہارے اندر ٹھونس دوں حالانکہ تم اس سے بیزار ہو''۔

اور دلائل نبوت سننے دیکھنے سے بھاگتے ہو۔ حجج و براہین ناپسند کرتے ہو۔

''اور میری قوم میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ مال نہیں مانگتا''۔ یعنی تبلیغ رسالت کا معاوضہ تم سے طلب نہیں کرتا۔

''میرا بدلہ تو اللہ ہی پر ہے اور مسلمانوں کو میں دور کرنے والا نہیں بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں''۔

ابن جریج رحمہ اللہ سے مروی ہے: اَنَّهُمْ قَالُوْا لَهٗ يَا نُوْحُ اِنْ اَحْبَبْتَ اَنْ نَّتَّبِعَكَ فَاطْرُدْ هٰؤُلَاءِ وَاِلَّا فَلَنْ نَّرْضٰى اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ وَ هُمْ فِى الْاَمْرِ سَوَاءً۔ کفار قوم نوح علیہ السلام نے کہا اے نوح اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ کی پیروی کریں تو ان لوگوں کو (جنہیں وہ رذائل کہتے تھے) اپنے ہاں سے دور کر دیں اور اگر ایسا نہیں کرتے تو ہم ہرگز اس سے راضی نہیں کہ ہم اور وہ برابر ہوں۔ اگر آپ ان کو ہٹا دیں گے تو ہمیں آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے شرم نہ آئے گی۔

اس کا جواب بے نیازانہ انداز میں نوح علیہ السلام نے دیا اور یہ مرض ان دنیاداروں میں عام ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ عہد رسالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قریش نے کہا تھا کہ ان فقراء و نادار لوگوں کو ہٹا دیجئے اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ عَنْكَ وَ نَحْنُ نَتَّبِعُكَ فَاِنَّا نَسْتَحْيِ اَنْ نَجْلِسَ مَعَهُمْ فِىْ مَجْلِسِكَ ہم شرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھیں تو حضور ﷺ نے بھی ویسا ہی بے نیازانہ جواب دیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام نے تو یہ اور بھی فرمایا:

''اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ۔ بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں''۔

اور اس کے قرب سے فائز ہوں گے تو میں انہیں تمہارے کہنے سے کیسے یہاں سے نکال دوں۔ آگے ارشاد ہے:

''وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ۔ اور اے میری قوم اللہ کے مقابلہ میں میری کون مدد کرے گا اگر میں انہیں دور کر دوں گا تو کیا تمہیں دھیان نہیں''۔

اور بے سوچے سمجھے ایمانداروں کو رذیل کہتے ہو اور ان کی قدر نہیں کرتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ تم سے بدرجہا بہتر ہیں۔

''وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ۔ اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں''۔

قوم نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت میں تین شبہے ظاہر کئے تھے:

ایک تو یہ کہ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ یعنی ہم آپ کے اندر اپنے سے زیادہ کوئی فضیلت نہیں دیکھتے یعنی مال

www.waseemziyai.com

و دولت، حکومت و ثروت وغیرہ میں آپ ہم سے زیادہ نہیں۔ اس کے جواب میں آپ علیہ السلام نے فرمایا: لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ یعنی میں تم سے کب کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور جب میں کہتا ہی نہیں تو تمہارا یہ اعتراض بے محل ہے۔ میں نے کبھی مال کی فضیلت نہیں ظاہر کی اور نہ دنیوی دولت کا تمہیں امیدوار بنایا اور میں نے کبھی اپنی دعوت کو مال کے ساتھ وابستہ نہیں کیا پھر تم مجھ پر یہ اعتراض کرنے کے کیسے مستحق ہو کہ ہم تم میں مالی فضیلت نہیں پاتے جب میرا یہ دعویٰ ہی نہیں تو یہ تمہارا اعتراض بے جا اور لایعنی ہے۔

دوسرا اعتراض قوم نوح نے یہ کیا تھا کہ وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ یعنی ہم نہیں دیکھتے کہ آپ کی پیروی کسی نے کی ہو سوا کمینوں کے جو ہماری ظاہر نظر میں ذلیل نظر آتے ہیں یا یہ کہ ظاہری طور پر ہمارے اراذل آپ کے پیرو ہو گئے ہیں مگر باطن میں وہ کبھی ایمان نہیں لائے۔

اس کا جواب حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دیا کہ ظاہر ایمان ہی مجھے دیکھنا ہے میں نے غیب دانی کا دعویٰ کب کیا ہے۔ میرے تمام احکام ظاہر پر مبنی ہیں اگر میں غیب جان لیتا تو میرے احکام بھی مبنی بر غیب ہوتے تو تمہارا یہ اعتراض بالکل جہالت ہے اور شریعت میں ظاہر پر ہی حکم دیا جاتا ہے۔

دوسرے لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ فرما کر قوم پر ایک نہایت لطیف تعریض بھی فرمائی کہ کسی پر باطن کے متعلق حکم کرنے کا اسے حق ہے جو غیب کا علم رکھتا ہو میں نے اس کا دعویٰ ہی نہیں کیا حالانکہ میں نبی ہوں اور من حیث النبی اگر میں دعویٰ کرتا بھی تو بے جا نہ ہوتا مگر تم محض عوام میں ہو تو غیب دانی کا کیونکر دعویٰ کر رہے ہو اور ایمان لانے والوں کے ضمیر پر حملہ کی جرأت کر کے کہتے ہو کہ وہ ظاہری ایمان لائے ہیں دل سے نہیں یہ تمہاری جہالت پر جہالت ہے۔

تیسرا اعتراض قوم کا یہ تھا کہ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ہم تمہیں اپنے جیسا آدمی اور بشر دیکھتے ہیں۔

اس کا جواب آپ علیہ السلام نے یہ دیا کہ میں نے تم سے کب کہا تھا کہ میں فرشتہ ہوں اور میں نے اپنی دعوت کو اپنے فرشتہ ہونے پر موقوف نہیں کیا۔ اس لئے کہ انسان ملک سے افضل ہے بہر حال تمہارا اعتراض جب صحیح ہوتا جب تمہیں میں نے اپنے کو فرشتہ بتایا ہوتا اور میں بشر ہی ہوتا۔ لہٰذا یہ اعتراض بھی تمہارا ناحق ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ۔ اور میں نے انہیں نہیں کہا تم سے جن کو تمہاری نگاہیں حقیر دیکھتی ہیں کہ ہرگز اللہ انہیں کوئی بھلائی نہ دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے''۔

تَزْدَرِيْٓ۔ کا مفہوم علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تَسْتَحْقِرُهُمْ جنہیں تم حقیر دیکھتے ہو۔

وَالْاَصْلُ تَزْتَرِيْ بِالتَّاءِ اِلَّا اَنَّهَا قُلِبَتْ دَالًا لِتَجَانُسِ الزَّايِ فِي الْجَهْرِ لِاَنَّهَا مِنَ الْمَهْمُوْسَةِ وَاَصْلُ الْاِزْدِرَاءِ الْاِعَابَةُ يُقَالُ اِزْدَرَاهُ اِذَا عَابَهٗ۔

خلاصہ یہ کہ ان کے دل کی حالت اللہ کو معلوم ہے ان کی نیکی بدی، اخلاص و نفاق کا اندرونی حال خدا ہی جانتا ہے۔ اگر میں ان کے ظاہری ایمان کو جھٹلا کر ان کے ضمیر اور باطن پر الزام لگاؤں یا میں انہیں نکال دوں تو۔

''اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ تو ضرور میں ظالموں میں ہوں''۔

اور چونکہ بفضلہ تعالیٰ ظالم نہیں اس لئے میں انہیں ہرگز نہ نکالوں گا نہ ان کے ایمان کو مشکوک کہوں گا۔ تو جب وہ لوگ

www.waseemziyai.com

حضرت نوح علیہ السلام کے جواب صاف سے مایوس ہو گئے اور جواب الجواب پیش کرنے سے عاجز آئے تو ہٹ دھرمی سے کہنے لگے:

''قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا۔ بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑ لئے اور خوب جھگڑے'' اور ہم آپ کی کوئی بات نہ مانے اور مانیں گے بھی نہیں لہٰذا۔

''فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ۔ تو لے آؤ ہم پر جس کا تم ہمیں وعدے دے رہے ہو''۔ یعنی عذاب جو دنیا میں ہم پر آئے گا۔

''اِنْ كُنْتَ۔ اگر ہو تم سچے فرمایا وہ تو لائے گا تم پر اللہ تعالیٰ ہی اگر چاہے اور اسے تم عاجز نہ کر سکو گے''۔

عذاب کرنے میں اور اس کا عذاب روکنے میں تم کامیاب ہو سکتے ہو اور نہ اس عذاب سے تم بچ سکو گے۔

''وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ۔ اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جبکہ اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہے وہ تمہارا رب ہے اور تم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔ وہی آخرت میں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

''اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل سے گھڑ لیا ہے''۔ اس بہانہ سے وہ اللہ کے کلام اور اس کے احکام کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں اور اس کے رسول پر بہتان تراشتے ہیں اور ان کی طرف افتراء کا الزام دیتے ہیں جن کی صداقت براہین بینہ اور حجت قویہ سے ثابت ہو چکی ہے لہٰذا اب انہیں صاف صاف جواب دے دو۔ اور

''قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ۔ فرما دو اگر میں نے دل سے گھڑ لیا ہے اور اللہ پر افتراء کیا ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے بیزار ہوں''۔ تم پر ضرور اس کا وبال آئے گا اور ثابت ہو جائے گا کہ میں سچا ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾	اور نوح کی طرف وحی ہوئی کہ ہرگز ایمان نہ لائے گی تمہاری قوم مگر جو ایمان لا چکے تو تم غم نہ کرو اس پر جو وہ کرتے ہیں۔
وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾	اور کشتی بناؤ ہماری نگرانی میں اور وحی ہماری کے مطابق اور مجھ سے کوئی مخاطبہ نہ کرنا ان کے معاملہ میں جو ظالم ہیں وہ ضرور غرق کئے جائیں گے۔
وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾	اور نوح کشتی بنا رہے ہیں اور جب گزرتے ان پر ان کے رؤساء تمسخر کرتے ان سے نوح بولے اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو۔
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۳۹﴾	تو عنقریب جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ اسے رسوا کرے اور اترتا ہے ان پر وہ عذاب جو ہمیشہ رہے۔
حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ	حتیٰ کہ جب آیا ہمارا حکم اور تنور ابلنے لگا ہم نے فرما دیا سوار ہو جاؤ اس کشتی میں ہر جنس سے ایک ایک جوڑا نر و

www.waseemziyai.com

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

مادہ اور تیرے گھر والے مگر جس پر سبقت کر چکا ہمارا قول اور جو ایمان لائے اور نہیں تھے ایمان والے ان کے ساتھ مگر تھوڑے۔

وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

اور فرمایا نوح نے سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ هِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَ نَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾

اور وہ (کشتی) انہیں لئے جا رہی تھی ایسی موجوں میں جو مثل پہاڑ کے تھیں اور نوح پکارے اپنے بیٹے کو اور وہ تھا اس کے کنارے میں اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور نہ ہو کافروں کے ساتھ۔

قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا فرمایا نوح نے کوئی بچانے والا نہیں آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے درمیان موج حائل ہو گئی تو ہو گیا وہ ڈوبنے والوں میں سے۔

وَ قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَ غِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

اور حکم ہوا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور آسمان تھم جا اور پانی سخت ہو گیا اور حکم نافذ ہو گیا اور برابر ہوئی کشتی جودی پر اور فرمایا گیا دور ہو جائیں ظالم لوگ۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

اور نوح نے پکارا اپنے رب کو تو عرض کیا اے میرے رب میرا بیٹا میرا اہل ہے اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حکم والا ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾

فرمایا اے نوح وہ تیرا اہل نہیں بے شک اس کے عمل نیک نہیں تو ہم سے وہ سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے ہدایت کرتا ہوں کہ نہ ہو نادانوں سے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

عرض کی نوح نے اے میرے رب میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس کی جو ایسی چیز طلب کروں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیانکار ہو جاؤں۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ

فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر سلامتی سے ہماری اور برکتیں تجھ پر اور اس جماعت پر جو تیرے ساتھ ہے۔ اور

www.waseemziyai.com

يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾

کچھ گروہ ہیں جنہیں ہم متمتع کریں گے عنقریب پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے تو صبر کرو بے شک انجام کار پرہیزگاروں کے حق میں ہے۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَاُوْحِيَ - اور وحی کی گئی
اِلٰى - طرف
نُوْحٍ - نوح علیہ السلام کی
اَنَّهٗ - کہ بے شک
لَنْ يُّؤْمِنَ - ہرگز ایمان نہ لائے گا
مِنْ قَوْمِكَ - تیری قوم میں سے
اِلَّا مَنْ - مگر جو
قَدْ اٰمَنَ - ایمان لایا
فَلَا تَبْتَئِسْ - تو نہ غم کھا تو
بِمَا - اس کا
كَانُوْا - جو تھے وہ
يَفْعَلُوْنَ - کرتے
وَاصْنَعِ - اور بنا
الْفُلْكَ - کشتی
بِاَعْيُنِنَا - ہماری نگرانی میں
وَوَحْيِنَا - اور ہماری وحی کے مطابق
وَلَا - اور نہ
تُخَاطِبْنِيْ - گفتگو کر مجھ سے
فِي الَّذِيْنَ - ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے
ظَلَمُوْا - ظلم کیا
اِنَّهُمْ - کہ وہ
مُّغْرَقُوْنَ - غرق کئے جائینگے
وَيَصْنَعُ - اور بناتا تھا
الْفُلْكَ - کشتی
وَكُلَّمَا - اور جب بھی
مَرَّ - گزرتے
عَلَيْهِ - اس پر
مَلَاٌ - سردار
مِّنْ قَوْمِهٖ - اس کی قوم میں سے
سَخِرُوْا - ٹھٹھا کرتے
مِنْهُ - اس سے
قَالَ - فرمایا
اِنْ تَسْخَرُوْا - اگر ٹھٹھا کرتے ہو تم
مِنَّا - ہم سے
فَاِنَّا - تو ہم بھی
نَسْخَرُ - ٹھٹھا کریں گے
مِنْكُمْ - تم سے
كَمَا - جیسے
تَسْخَرُوْنَ - تم ٹھٹھا کرتے ہو
فَسَوْفَ - پھر جلدی
تَعْلَمُوْنَ - جانو گے تم
مَنْ - کون ہے کہ
يَّاْتِيْهِ - آتا ہے اس پر
عَذَابٌ - عذاب جو
يُّخْزِيْهِ - رسوا کرے اس کو
وَيَحِلُّ - اور اترتا ہے
عَلَيْهِ - اس پر
عَذَابٌ - عذاب
مُّقِيْمٌ - ہمیشہ رہنے والا
حَتّٰٓى - یہاں تک کہ
اِذَا - جب
جَآءَ - آیا
اَمْرُنَا - ہمارا حکم
وَفَارَ - اور جوش مارا
التَّنُّوْرُ - تنور نے
قُلْنَا - ہم نے کہا
احْمِلْ - سوار کر
فِيْهَا - اس میں
مِنْ كُلٍّ - ہر چیز کے
زَوْجَيْنِ - جوڑے
اثْنَيْنِ - دو دو
وَاَهْلَكَ - اور اپنے گھر والوں کو
اِلَّا - مگر
مَنْ - جو
سَبَقَ - گزری
عَلَيْهِ - اس پر
الْقَوْلُ - بات
وَمَنْ - اور جو
اٰمَنَ - ایمان لایا
وَمَآ - اور نہ
اٰمَنَ - ایمان لائے
مَعَهٗٓ - اس کے ساتھ
اِلَّا قَلِيْلٌ - مگر تھوڑے
وَقَالَ - اور کہا
ارْكَبُوْا - سوار ہو جاؤ
فِيْهَا - اس میں
بِسْمِ اللّٰهِ - اللہ کے نام کے ساتھ ہے

MARKAZ-E-ILOOM ISLAMIA ACADEMY

مَجْرٖىهَا۔اس کا چلنا
وَمُرْسٰىهَا۔اوراس کا ٹھہرنا
اِنَّ۔بے شک
رَبِّیْ۔میرا رب
لَغَفُوْرٌ۔بخشنے والا
رَّحِیْمٌ۔مہربان ہے
وَهِیَ۔اور وہ
تَجْرِیْ۔چلتی تھی
بِهِمْ۔ان کو لے کر
فِیْ مَوْجٍ۔موجوں
کَالْجِبَالِ۔پہاڑوں جیسی میں
وَنَادٰی۔اور آواز دی
نُوْحُ۔نوح نے
ابْنَهٗ۔اپنے بیٹے کو
وَكَانَ۔اور وہ تھا
فِیْ مَعْزِلٍ۔کنارہ میں
یّٰبُنَیَّ۔اے میرے بیٹے
ارْكَبْ۔سوار ہو جا
مَّعَنَا۔ہمارے ساتھ
وَلَا تَكُنْ۔اور نہ ہو
مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ۔کافروں کا ساتھی
قَالَ۔اس نے کہا
سَاٰوِیْۤ۔میں جلدی پناہ لوں گا
اِلٰی۔طرف
جَبَلٍ۔پہاڑ کی
یَّعْصِمُنِیْ۔وہ بچائے گا مجھ کو
مِنَ الْمَآءِ۔پانی سے
قَالَ۔کہا
لَا عَاصِمَ۔کوئی بچانے والا نہیں
الْیَوْمَ۔آج کے دن
مِنْ اَمْرِ۔حکم
اللّٰهِ۔الٰہی سے
اِلَّا مَنْ۔مگر جس پر
رَّحِمَ۔وہ رحم کرے
وَحَالَ۔اور حائل ہوئی
بَیْنَهُمَا۔ان کے درمیان
الْمَوْجُ۔موج
فَكَانَ۔پھر ہو گیا
مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ۔غرق کئے گیوں سے
وَقِیْلَ۔اور کہا گیا
یٰۤاَرْضُ۔اے زمین
ابْلَعِیْ۔نگل جا
مَآءَكِ۔اپنا پانی
وَ۔اور
یٰسَمَآءُ۔اے آسمان
اَقْلِعِیْ۔بند کر دے
وَغِیْضَ۔اور خشک ہو گیا
الْمَآءُ۔پانی
وَقُضِیَ۔اور فیصلہ کیا گیا
الْاَمْرُ۔کام کا
وَاسْتَوَتْ۔اور جا ٹھہری
عَلَی الْجُوْدِیِّ۔جودی پہاڑ پر
وَقِیْلَ۔اور کہا گیا
بُعْدًا۔دوری ہو
لِّلْقَوْمِ۔قوم
الظّٰلِمِیْنَ۔ظالم کے لئے
وَنَادٰی۔اور پکارا
نُوْحٌ۔نوح نے
رَّبَّهٗ۔اپنے رب کو
فَقَالَ۔پھر کہا
رَبِّ۔اے میرے رب
اِنَّ ابْنِیْ۔بے شک میرا بیٹا
مِنْ اَهْلِیْ۔میرے گھر والوں سے ہے
وَاِنَّ۔اور بے شک
وَعْدَكَ۔تیرا وعدہ
الْحَقُّ۔سچا ہے
وَاَنْتَ۔اور تو
اَحْكَمُ۔سب سے بڑا
الْحٰكِمِیْنَ۔حاکم ہے
قَالَ۔کہا
یٰنُوْحُ۔اے نوح
اِنَّهٗ۔بے شک وہ
لَیْسَ۔نہیں ہے
مِنْ اَهْلِكَ۔تیرے گھر والوں سے
اِنَّهٗ۔بے شک اس کے
عَمَلٌ۔عمل
غَیْرُ۔نہیں ہیں
صَالِحٍ۔اچھے
فَلَا۔پھر نہ
تَسْـَٔلْنِ۔سوال کر تو مجھ سے
مَا لَیْسَ۔جو نہیں ہے
لَكَ۔تجھ کو
بِهٖ۔اس کا
عِلْمٌ۔کوئی علم
اِنِّیْۤ۔بے شک میں
اَعِظُكَ۔نصیحت کرتا ہوں تجھ کو
اَنْ۔یہ کہ
تَكُوْنَ۔ہو تو
مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔جاہلوں سے
قَالَ۔کہا
رَبِّ۔اے میرے رب
اِنِّیْۤ۔بے شک میں
اَعُوْذُ بِكَ۔پناہ مانگتا ہوں تجھ سے
اَنْ۔یہ کہ
اَسْـَٔلَكَ۔سوال کروں تجھ سے
مَا لَیْسَ۔اس کا جو نہیں ہے
بِهٖ۔اس کا
لِیْ۔مجھ کو
عِلْمٌ۔کوئی علم
وَاِلَّا۔اور اگر نہ
تَغْفِرْ۔بخشے تو
لِیْ۔مجھے
وَتَرْحَمْنِیْۤ۔اور رحم کرے
اَكُنْ۔تو ہو جاؤں گا میں
مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔خسارہ اٹھانے والوں سے

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

قِيْلَ۔کہا گیا	يٰنُوْحُ۔اے نوح	اهْبِطْ۔اتر	بِسَلٰمٍ۔سلامتی سے
مِّنَّا۔ہماری طرف سے	وَبَرَكٰتٍ۔اور برکتیں ہیں	عَلَيْكَ۔تجھ پر	وَعَلٰٓى۔اور اوپر
اُمَمٍ۔امتوں کے	مِّمَّنْ۔ان میں سے	مَّعَكَ۔جو تیرے ساتھ ہیں	وَاُمَمٌ۔اور کچھ امتیں ہیں
سَنُمَتِّعُهُمْ۔کہ فائدہ دیں گے ہم ان کو		ثُمَّ يَمَسُّهُمْ۔پھر پہنچے گا ان کو	مِّنَّا۔ہماری طرف سے
عَذَابٌ۔عذاب	اَلِيْمٌ۔دردناک	تِلْكَ۔یہ ہیں	مِنْ اَنْۢبَآءِ۔خبریں
الْغَيْبِ۔غیب کی	نُوْحِيْهَآ۔وحی کرتے ہیں ہم	ان کو	اِلَيْكَ۔تیری طرف
مَا كُنْتَ۔نہیں تھا تو	تَعْلَمُهَآ۔جانتا اس کو	اَنْتَ۔تو	وَلَا۔اور نہ
قَوْمُكَ۔تیری قوم	مِنْ قَبْلِ۔پہلے	هٰذَا۔اس سے	فَاصْبِرْ۔پھر صبر کر
اِنَّ۔بے شک	الْعَاقِبَةَ۔انجام کار	لِلْمُتَّقِيْنَ۔پرہیزگاروں کے لئے ہے	

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔سورۃ ہود۔پ ۱۲

''وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ۔اور وحی ہوئی نوح کی طرف کہ تمہاری قوم سے ہرگز ایمان نہ لائیں گے مگر جتنے ایمان لا چکے تو غم نہ کریں ان کے افعال پر''۔

یعنی ان کے کفر اور آپ کی تہذیب اور ایذا رسانی پر غم نہ فرمائیں اس لئے کہ بعثت مرسلین کی حجت قائم ہونے کے بعد ہی بدلہ لیا کرتے ہیں۔لہٰذا اب آپ کے اعداء سے انتقام کا وقت آ گیا ہے لہٰذا۔

فَلَا تَبْتَئِسْ يَعْنِىْ لَا تَلْتَزِمِ الْبُؤْسَ وَلَا تَحْزَنْ بِمَا كَانُوْا يَتَعَاطَوْنَهٗ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَ الْاِسْتِهْزَآءِ وَالْاِيْذَاءِ فِىْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ الطَّوِيْلَةِ فَقَدْ حَانَ وَقْتُ الْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ۔

عربی میں بؤس کہتے ہیں تکلیف اور شدت کو۔

اور اس کے معنی اپنے اپنے موقعہ پر علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بُؤْسٍ اَلْبُؤْسُ وَالْبَأْسُ وَالْبَاسَاءُ اَلشِّدَّةُ وَالْمَكْرُوْهُ۔

اِلَّا اَنَّ الْبُؤْسَ فِى الْفَقْرِ وَالْحَرْبِ اَكْثَرُ وَالْبَأْسُ وَالْبَاسَآءُ فِى النِّكَايَةِ نَحْوُ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَأْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا – فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ– وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ

وَ قَالَ تَعَالٰى بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ – وَ قَدْ بَؤُسَ يَبْؤُسُ – وَ عَذَابٌ بَئِيْسٌ – فَعِيْلٌ مِنَ الْبَأْسِ اَوْ مِنَ الْبُؤْسِ فَلَا تَبْتَئِسْ – اَىْ لَا تَلْتَزِمِ الْبُؤْسَ وَلَا تَحْزَنْ۔

وَ فِى الْخَبَرِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَكْرَهُ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ وَالتَّبَؤُّسَ اَىْ الضَّرَاعَةَ لِلْفُقَرَاءِ اَوْ اَنْ يُجْعَلَ ذَلِيْلًا وَ يُتَكَلَّفُ ذَالِكَ جَمِيْعًا۔

وَ بِئْسَ كَلِمَةٌ تُسْتَعْمَلُ فِى جَمِيْعِ الْمَذَامِّ كَمَا لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ– وَ بِئْسَ الْقَرَارُ– فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ– بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا– لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ– وَاَصْلُ بِئْسَ بَئِسَ وَهُوَ مِنَ الْبُؤْسِ ۔

www.waseemziyai.com

خلاصہ کلام یہ کہ فَلَا تَبْتَئِسْ کے معنیٰ نہ غم کھانے کے ہوئے۔اس لئے کہ بوس اپنے کو کمزور وضعیف محسوس کرنے کے موقع پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

تو علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا: فَلَا تَلْتَزِمِ الْبُؤْسَ وَلَا تَحْزَنْ۔کفار قوم کی تکذیب پر آپ غم نہ کریں اور غمگین نہ ہوں۔

روح المعانی میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِقْنَاطٌ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ اِيمَانِهِمْ وَاِعْلَامٌ بِاَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ فِيهِمْ مَنْ يُتَوَقَّعُ اِيْمَانُهٗ۔حضرت نوح علیہ السلام ان کے ایمان سے ناامید ہو چکے تھے اور ظاہر نظر آتا تھا کہ ان میں ایسا کوئی باقی نہ تھا جس سے ایمان کی توقع کی جاتی۔

اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اَنَّ نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُضْرَبُ ثُمَّ يُلَفُّ فِي لِبْدٍ فَيُلْقٰى فِي بَيْتِهٖ يَرَوْنَ اَنَّهٗ قَدْ مَاتَ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَدْعُوْهُمْ۔نوح علیہ السلام کو ان کی قوم مارتے مارتے بے حرکت کر کے کمبل میں لپیٹ کر آپ کے مکان میں ڈال آتے آپ اس کمبل سے نکلتے اور پھر بدستور قوم کو دعوت توحید دیتے۔قوم سمجھتی آپ انتقال فرما گئے لیکن پھر آپ سرگرم تبلیغ ہو جاتے۔

لبد۔عربی میں کہتے ہیں اَلشَّعْرُ الْمُجْتَمِعُ یعنی جمایا ہوا اون جسے نمدہ کہتے ہیں۔كَذَا فِي الْمُنْجَدِ

اور ایک روایت متفق علیہ میں ہے کہ

اِنَّ جَاءَهٗ رَجُلٌ وَ مَعَهٗ اِبْنُهٗ وَ هُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَصًا فَقَالَ يَا بُنَيَّ اُنْظُرْ هٰذَا الشَّيْخَ لَا يَغُرَّنَّكَ قَالَ يَا اَبَتِ اَمْكِنِّيْ مِنَ الْعَصَا فَاَخَذَ الْعَصَا ثُمَّ قَالَ ضَعْنِيْ عَلَى الْاَرْضِ فَوَضَعَهٗ فَمَشٰى اِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ فَشَجَّهٗ مُوْضِحَتَهٗ فِيْ رَاْسِهٖ وَ سَالَتِ الدِّمَاءُ فَقَالَ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبِّ قَدْ تَرٰى مَا يُفْعَلُ بِيْ عِبَادُكَ فَاِنْ يَّكُ لَكَ فِيْ عِبَادِكَ حَاجَةٌ فَاهْدِهِمْ وَاِنْ يَّكُنْ غَيْرُ ذَالِكَ فَصَبِّرْنِيْ اِلٰى اَنْ تَحْكُمَ وَاَنْتَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ وَاٰيِسْهُ مِنْ اِيْمَانِ قَوْمِهٖ وَاَخْبِرْهُ اَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ فِيْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَلَا فِيْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ مُؤْمِنٌ۔

ایک آدمی آپ کی قوم کا آیا اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا وہ اپنے عصا کے سہارے تکیہ لگائے ہوئے تھا تو اس نے کہا بیٹا اس ضعیف آدمی کو پہچان لے کہیں یہ تجھے بہکا نہ دے اس بیٹے نے کہا بابا مجھے عصا دینا تو وہ عصا تھام کر چلا اور حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پہنچ کر اس نے وہ عصا ایسا مارا کہ آپ کی پیشانی سے خون بہ نکلا۔اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! تو دیکھ رہا ہے کہ میرے ساتھ تیرے بندے کیا کر رہے ہیں اگر تیری مشیت ان بندوں سے کسی کام لینے کی ہے تو انہیں ہدایت فرما دے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔حتیٰ کہ تیرا حکم نافذ ہو اور تو سب سے بڑا حکم دینے والا ہے تو حضرت نوح علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اور قوم کے ایمان سے آپ کو مایوس فرما کر خبر دی کہ اب اس قوم کے صلب سے اور ان کی عورتوں کے رحم سے کوئی مومن باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ میں اسی واقعہ کا تذکرہ ہے۔آگے ارشاد ہے۔

''وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا۔اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں ہم سے بات

www.waseemziyai.com

نہ کرنا وہ ضرور غرق کئے جائیں گے''۔

یعنی ہمارے سامنے ہماری تعلیم سے کشتی بناؤ جیسے ہم وحی کے ذریعہ تمہیں بتائیں اور اب اپنی اس ظالم قوم کے لئے ہمارے حضور شفاعت اور دفع عذاب کی عرض نہ کرنا کہ ان کا غرق ہونا اب مقدر ہو چکا ہے۔

چنانچہ اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہم اللہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانا نہیں جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اس کشتی کا سر مرغ کے سر کی شکل میں بناؤ اور اس کی کشادگی پرند کے دھڑ کی صورت میں رکھو اور اس کا پچھلا حصہ مرغ کی دم کی صورت میں اور اس میں دائیں بائیں کئی ایک دروازے رکھو اور اسے مونج بانس سے کسو۔

اَلدِّسَارُ شَیْءٌ کَالْلِّیْفِ تُشَدُّ بِہٖ اَلْوَاحُ السَّفِیْنَۃِ۔ دسار اس میخ کو کہتے ہیں جس سے کشتی کے تختے کسے جاتے ہیں۔ (منجد)

وَ اَمَرَاہُ اَنْ یُطْلِیَھَا بِالْقَارِ۔ اور حکم ہوا کہ روغن قار اس پر طلا کریں اور اس زمین میں دہن القار نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے عین القار یعنی تارکول کا چشمہ جاری کر دیا جو کھودا گیا وہ اس سے ابلتا تھا۔ اور اسی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے کشتی بنانا سکھایا اور قار تارکول کے معنی میں آتا ہے جس سے کشتی کو طلا کیا تا کہ وہ پانی سے محفوظ رہے۔

اور ایک قول ہے کہ ملائکہ علیہم السلام نے آ کر آپ کو کشتی بنانی سکھائی اور

وَلَا تُخَاطِبْنِیْ۔ جو فرمایا وہ اس لئے کہ جب عذاب مقدر ہو جاتا ہے تو وہ واپس نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا اِنَّھُمْ اٰتِیْھِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ تو پہلے ہی فرما دیا ہم سے دعا نہ کرنا کہ یہ عذاب ٹل جائے اس لئے کہ وہ ضرور غرق کئے جائیں گے وَقَدْ جَرٰی بِہِ الْقَضَاءُ وَجَفَّ الْقَلَمُ فَلَا سَبِیْلَ اِلٰی کَفِّہٖ۔ اور یقیناً ہمارا حکم نافذ ہو چکا ہے اور قلم لکھ کر خشک ہو چکا تو اس عذاب کے رکنے کی اب کوئی سبیل نہیں ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہی ہیں جو آپ کی قوم سے ایمان نہیں لائے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس قطعیت میں داعلہ آپ علیہ السلام کی بیوی اور کنعان آپ کا بیٹا مراد ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ۔ اور نوح کشتی بناتے تھے اور جو بھی گزرتا اس کی قوم کا سردار اس جگہ سے وہ ان پر مسخری کرتا''۔

قتادہ اور عکرمہ اور کلبی رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ وہ کشتی ساج کی لکڑی کی تھی اور آپ نے اسے کاشت کیا تھا حتیٰ کہ وہ طول میں چار سو ذراع لمبا ہو گیا اور ذراع کندھے تک کا ہوتا ہے (جو ہمارے سرکاری گز سے گیارہ گرہ بنتا ہے) یہ چالیس سال میں درخت پورا ہوا گویا ہمارے انگریزی گز کے حساب سے تقریباً پونے تین سو گز کا طول بنتا ہے۔

سلیمان الفراسی رحمہ اللہ کی روایت کے اعتبار سے بیس سال ملتے ہیں۔

اور ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام ایک سال اسے سینچتے رہے اور پھر کاٹ کر سکھاتے رہے ساج کی لکڑی کو اردو میں سال کہتے ہیں۔

عمرو بن حارث رحمہم اللہ کہتے ہیں: لَمْ یَغْرِسْہُ بَلْ قَطَعَہٗ مِنْ جَبَلِ لُبْنَانَ آپ نے اسے سینچا نہیں بلکہ جبل لبنان سے اسے کاٹا تھا۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ کشتی شمشاد کے درخت سے بنائی تھی اور جبل لبنان سے اسے کاٹا تھا۔

ایک روایت ہے جو توریت سے منقول ہے اس میں بتایا تھا کہ وہ کشتی صنوبر کے درخت کی تھی۔

ایک روایت ہے کہ سام اور حام اور یافث نوح علیہ السلام کے ساتھ اس کشتی کے بنانے میں شریک تھے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ بہت لوگ تھے جو مزدوری پر کشتی گھڑنے میں ان کے ساتھ شریک تھے۔

یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کشتی طول میں تین سو ذراع تھی اور عرض میں پچاس ذراع اور اونچی تیس ذراع اور ذراع کی مقدار ہم اوپر بتا چکے ہیں۔

ابن جریر وغیرہ رحمہم اللہ حسن رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اس کشتی کا طول ایک ہزار دو سو ذراع تھا اور عرض چھ سو ذراع اور اس میں دروازے بنائے گئے تھے اور وہ تیس سال میں بروایت مجاہد رحمہ اللہ مکمل ہوئی تھی۔

اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چالیس سال میں مکمل ہوئی۔

اور ایک روایت ہے کہ ساٹھ سال میں وہ کشتی تکمیل کو پہنچی۔

ایک روایت ہے کہ سو برس میں مکمل ہوئی۔

ایک روایت ہے چار سو سال میں بنی۔

اور اس امر میں بھی مختلف روایتیں ہیں کہ وہ کہاں بنائی گئی تھی۔

ایک قول ہے کہ وہ کوفے میں بنی۔

ایک قول ہے کہ ہند میں تیار کی گئی۔

ایک قول ہے کہ وہ ایک جزیرہ میں بنائی گئی۔

ایک قول ہے کہ وہ ارض شام میں مکمل کی گئی۔

بہر حال منصوص قطعی یہی ہے کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی۔ اس پر ایمان رکھنا چاہئے باقی رہا یہ کہ کتنی عریض و طویل تھی کہاں بنائی گئی وہ اختلاف روات کی بنا پر ہم قطعی نہیں بتا سکتے کہ کہاں بنائی گئی اور کتنی عریض وطویل بنائی گئی اس لئے کہ

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

مگر قرآن کریم کشتی بنانے کا تذکرہ فرماتا ہے اس لئے اس سے انکار کرنا کفر ہے باقی عرض وطول ومقام کی بحث محض روات پر ہے اس لئے اس کی تحقیق محقق نہیں کی جا سکتی۔ اور یہی حال مدت ساخت کا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ۔ جو بھی ان کی قوم کا سردار گزرتا تمسخر کرتا''۔

حضرت نوح علیہ السلام سے مذاق کرتے اس پر آلوسی صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ تمسخر یا تو اس وجہ سے کرتے تھے کہ وہ کشتی کو جانتے ہی نہ تھے اور اس کے طریقہ استعمال سے جاہل تھے تو ہنستے تھے اور اس پر روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما شاہد بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا اصْنَعِ الْفُلْكَ کشتی بناؤ تو آپ نے عرض کیا: يَا رَبِّ وَمَا الْفُلْكُ الٰہی کشتی کیا ہوتی ہے۔ ارشاد ہوا: بَيْتٌ مِنْ خَشَبٍ يَجْرِي عَلَى وَجْهِ

www.waseemziyai.com

الْمَاءِ وہ ایک لکڑی کا گھر ہوتا ہے جو پانی پر چلتا ہے تو نوح علیہ السلام نے عرض کیا: يَا رَبِّ وَاَيْنَ الْمَاءُ الٰہی یہاں پانی کہاں ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہوا: اِنِّیْ عَلٰی مَا اَشَاءُ قَدِیْرٌ ہم جو چاہیں اس پر قادر ہیں۔

اور چونکہ حضرت نوح علیہ السلام اس کشتی کو خشکی کے میدان میں بنا رہے تھے جو پانی سے بہت دور تھا اس پر وہ ہنستے تھے اور یہ بھی طعن دیتے تھے يَا نُوْحُ صِرْتَ نَجَّارًا بَعْدَ مَا كُنْتَ نَبِيًّا۔ اے نوح نبی بن کر بڑھئی یعنی ترکھان بن گئے۔

اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ وہ لوگ کشتی کو جانتے تھے اس کی تصدیق میں ابن جریر اور حاکم رحمہم اللہ کی روایت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موجود ہے۔ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں پچاس کم ایک ہزار سال رہے اور قوم کو دعوت اسلام دیتے رہے حتیٰ کہ آخر زمانہ بعثت میں آپ نے ایک درخت بویا وہ بہت بڑا ہو گیا پھر آپ نے اسے کاٹا پھر اس کی کشتی بنائی قوم کے لوگ دیکھ کر آپ سے پوچھتے تو آپ فرماتے میں کشتی بنا رہا ہوں تو وہ تمسخر کرتے اور کہتے خشکی میں چلنے والی کشتی بنا رہے ہو یہ کیسے خشکی میں چلے گی تو حضرت نوح علیہ السلام اس کا جواب دیتے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عنقریب جان لوگے یہ کشتی کیسے چلے گی۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قوم نوح نے کشتی کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔

اور بعض کتب اولیات یعنی سابقہ کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے کشتی حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی۔

آگے ارشاد ہے:

''قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا۔ فرمایا نوح علیہ السلام نے اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے''۔

''فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ۔ تو عنقریب جان لوگے کس پر عذاب آتا ہے ایسا عذاب جو اسے رسوا کرے گا اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے''۔

اس سے مراد عذاب آخرت ہے اس لئے کہ دنیا کا عذاب ہمیشہ رہ ہی نہیں سکتا اس لئے کہ خود دنیا ہی ہمیشہ نہ رہے گی تو عذاب کیسا۔ آگے ارشاد ہے:

''حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا۔ حتیٰ کہ جب آیا ہمارا حکم اور تنور ابلا ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لے ہر جنس میں سے ایک ایک جوڑا نر و مادہ سے دو اور تیرے اہل مگر وہ جن پر ہمارا قول مسابقت کر چکا اور وہ جو ایمان لائے ہیں اور آپ کے ساتھ ایمان نہیں لائے مگر تھوڑے اور کہا نوح علیہ السلام نے سوار ہو جاؤ اس کشتی میں اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے''۔

فَارَ التَّنُّوْرُ۔ سے ایک تو یہ مراد ہے کہ نَبَعَ مِنْهُ الْمَاءُ یعنی تنور سے پانی ابلنا شروع ہو گیا اور تنور سے مراد وہی روٹی پکانے والا تنور ہے۔ یہی تحقیق صحیحہ ہے۔

اب اختلافی اقوال بھی بغرض تفکر و ازدیاد علم پیش ہیں:

حسن اور مجاہد کہتے ہیں تَنُّوْرُ الْحَوَّاءِ تُخْبِزُ فِيْهِ ثُمَّ صَارَ لِنُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَانَ مِنْ حِجَارَةٍ۔ یہ تنور حضرت حواء کا تھا جس میں آپ روٹی بنایا کرتی تھیں اور یہ کنکریوں سے بنایا گیا تھا پھر حضرت نوح علیہ السلام کی ارث ہو گیا۔

ایک قول ہے کہ یہ تنور کوفہ میں مسجد کی داہنی طرف تھا باب کندہ کے پاس۔

www.waseemziyai.com

ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے اس میں یہی ہے کہ وہ تنور کوفہ کی مسجد کے قریب تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ تنور ہند میں تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ جزیرہ عمریہ کی زمین پر عین وردھا پر تھا یا شام میں تھا۔

پھر ایک قول یہ بھی ہے: لَيْسَ الْمُرَادُ بِهٖ تَنُّوْرًا مُعَيَّنًا بَلِ الْجِنْسُ وَالْمُرَادُ فَارَالْمَاءُ مِنَ التَّنَارِيْرِ وَ ذَالِكَ مِنْ عَجِيْبِ الْقُدْرَةِ مَالَا يَخْفٰى۔

پانی کا ابلنا کسی تنور معین سے مراد نہیں بلکہ تنور پر الف لام جنس ہے جس سے تمام تنوروں سے وفور ماء ہوا اور یہ قدرت کے عجائبات سے ہے۔

اور یہ منافی قرآن بھی نہیں اس لئے کہ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا بھی فرمایا ہے تو ممکن ہے اس عذاب کے وقت زمین سے چشمے جاری ہو گئے ہوں اور تنوروں سے فوران ماء ہوا ہو۔

اور تنور بروزن تفعول ہے اور اس کا مبدأ اشتقاق نور ہے جس کی اصل تنوور تھی تو پہلے واؤ کو بوجہ انضمام ہمزہ سے بدل کر ہمزہ کو حذف کر دیا اور نون کو نون میں مدغم کر دیا۔ تنور ہو گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ تنور عجمی ہے اس کا مبدأ اشتقاق نہیں البتہ اس کا مادہ تنز ہے اور کلام عرب میں نون الف سے قبل نہیں آتا اور نرجس بھی اسی طرح معرب ہے نرگس سے۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ اور زہری رحمہم اللہ سے مروی ہے: اَنَّ التَّنُّوْرَ وَجْهُ الْاَرْضِ مَعِيْنًا۔ تنور سے مراد اس جگہ وجہ الارض ہے۔

اور قتادہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اَنَّهٗ اَشْرَفُ مَوْضِعٍ مِّنْهَا اَیْ اَعْلَاهُ وَ اَرْفَعُهٗ کہ وہ ایک بلند مقام تھا۔

ابن جریر اور ابو الشیخ وغیرہ رحمہم اللہ علی کرم اللہ وجہہ سے فرماتے ہیں: اَنَّهٗ تَنْوِيْرُ الصُّبْحِ۔ کہ وہ صبح کی روشنی ہے۔

بعض نے یہ جائز رکھا کہ فوران تنور مجازاً استعمال کیا گیا ہو جس کے حقیقی معنی ظہور عذاب اور شدت ہول ہوں۔ آگے ارشاد ہے:

''قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا۔ ہم نے فرمایا اور اس کشتی میں سوار کر لو ہر ایک سے ایک ایک جوڑا''۔

یعنی تمام انواع حیوان سے ایک ایک جوڑا نر و مادہ سوار کرو جس سے تم منتفع ہوتے ہو تا کہ عذاب غرق سے وہ محفوظ رہیں۔

چنانچہ روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں تین درجے رکھے تھے نیچے کے درجہ میں وحوش اور درندے اور ہوام رکھے تھے۔ درجہ وسطی میں دواب و انعام کو رکھا اور درجہ اعلیٰ میں آپ علیہ السلام معہ زاد راحلہ خورد و نوش کے رہے اور اسی درجہ میں جسد آدم علیہ السلام رکھا جو عورتوں اور مردوں میں حائل تھا اور یہ جسد مبارک بموجب وصیت آپ علیہ السلام کے ورثہ میں آدم علیہ السلام کے صاحبزادوں کے بعد آیا تھا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ درجہ سفلی میں وحوش اور وسطی میں خورد و نوش کا سامان اور علیا میں خود معہ اپنے مومنین امت کے رہے۔

اس کی تائید میں اسحٰق بن بشر وغیرہ رحمہم اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی مروی ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کے بعد ایسی ایسی روایات ہیں جن کے بیان سے تفسیر ایک افسانہ بن جاتی ہے۔ اس لئے ہم ان روایتوں کو نظر انداز کرتے ہیں جسے دیکھنا ہو وہ اس رکوع کی تفسیر میں روح المعانی کے اندر دیکھے۔

ان سب کا خلاصہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے نہایت جامع طور پر فرمایا اور وہ قابل تسلیم بھی ہوسکتا ہے چنانچہ تمام روایات نقل فرما کر لکھتے ہیں:

وَ فِیْ کُتُبِ الْاَخْبَارِ کَثِیْرٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ الَّتِیْ یُقْضٰی مِنْهَا الْعَجَبُ وَاَنَا لَا اَعْتَقِدُ سِوٰی اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَزَّتْ قُدْرَتُهٗ۔

یعنی کتب اخبار میں کافی روایتیں ہیں اور ایسی ایسی روایتیں ہیں جن سے تعجب ہوتا ہے اور ہم ان پر کوئی عقیدہ نہیں رکھتے سوا اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ میں غالب ہے۔

اور وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ میں جو آپ کے اہل کے لئے حکم ہوا اس کی اصل بعض حدیثوں میں یہ ملتی ہے اِمْرَاَتُهُ الْمُسْلِمَةُ وَ بَنُوْهُ مِنْهَا وَهُمْ سَامٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُوَ اَبُو الْعَرَبِ وَ حَامٌ وَهُوَ اَبُو السُّوْدَانِ وَ یَافِثُ وَهُوَ اَبُو الشَّرْکِ۔ آپ کی مسلمان بیوی اور آپ کے مومن بیٹے کشتی میں آئے جیسے سام علیہ السلام یہ ابوالعرب تھے اور حام یہ ابوالسوڈان تھے اور یافث یہ ابوالترک تھے۔

اور اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ سے وہ مراد ہیں جن کا غرق ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

اس میں آپ علیہ السلام کی کافرہ بیوی جس کا نام واعلہ تھا یا والقہ اور اس کا بیٹا کنعان جس کا نام یام تھا اور کنعان لقب تھا اور یہ دونوں کافر تھے۔

دفع دخل مقدر

وَ فِیْ هٰذَا دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ یَحِلُّ لَهُمْ نِکَاحُ الْکَافِرَةِ بِخِلَافِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام پر نکاح کافرہ حلال تھا بخلاف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ۫ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اے نبی! ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور ہاتھ کی ملکیت کنیزیں جو اللہ نے تمہیں (جہاد سے) غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ رعایت خاص تمہارے لئے ہے دوسرے مومنوں یعنی امت کے لئے نہیں۔

"وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ۔ اور جو مسلمان ہیں اور نوح علیہ السلام کے ساتھ مسلمان نہ تھے

www.waseemziyai.com

مگر تھوڑے''۔

چنانچہ آپ علیہ السلام کی سات بیویاں تھیں اور تین بیٹے اور تین کنائن یعنی خادمہ تھیں۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّهُمْ كَانُوْا عَشَرَةً خَمْسَةُ رِجَالٍ وَ خَمْسُ نِسْوَةٍ وہ دس بندے تھے پانچ مرد اور پانچ عورتیں۔

اور دوسری روایت میں ہے: اِنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِشْرِيْنَ نِصْفُهُمْ رِجَالٌ وَ نِصْفُهُمُ الْاٰخَرُ نِسَأُوْهُمْ۔ وہ بیس آدمی تھے دس مرد اور دس عورتیں۔

اور ایک روایت ہے کہ وہ ۷۸ تھے نصف مرد اور نصف عورتیں۔

وَالرِّوَايَةُ الصَّحِيْحَةُ اَنَّهُمْ كَانُوْا تِسْعَةً وَ سَبْعِيْنَ زَوْجَتُهُ وَ بَنُوْهُ الثَّلٰثَةُ وَ نِسَائُهُمْ وَاثْنَانِ وَ سَبْعُوْنَ رَجُلًا وَ امْرَأَةً مِنْ غَيْرِهِمْ مِنْ بَنِيْ شِيْثٍ وَ اعْتِبَارُ الْمَعِيَّةِ الْاِيْمَانِ۔

صحیح روایت یہ ہے کہ وہ ۷۹ تھے۔ آپ کی بیوی اور تین بیٹے اور ان کی بیویاں اور بہتر مرد اور عورتیں بنی شیث سے۔

اور نوح علیہ السلام کی معیت میں ایمان کا اعتبار ضروری تھا۔

''وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور کہا نوح علیہ السلام نے سوار ہو اس کشتی میں اللہ کے نام پر ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا''۔

اس میں گویا یہ تعلیم دی گئی کہ بندے کا کہیں جانا کسی جگہ ٹھہرنا اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ہے۔

دوسرا یہ بھی بتایا کہ مسلمان جب کوئی کام کرتا ہے تو بموجب ارشاد سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول بسم اللہ ضرور پڑھتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَاْ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ۔ کوئی کام جو بلا بسم اللہ شروع ہو وہ ناکامیاب ہوتا ہے اور بسم اللہ کے ساتھ جو کام شروع ہو اس میں برکت ہوتی ہے۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام چاہتے کہ کشتی چلے تو بسم اللہ فرماتے کشتی چلنے لگتی اور جب چاہتے کہ اب ٹھہرے تو بسم اللہ پڑھتے کشتی ٹھہر جاتی۔

''اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے''۔

آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: وَاِنَّ السَّفِيْنَةَ كَانَتْ تَجْرِيْ دَاخِلَهٗ كَالسَّمَكِ۔ وہ کشتی طوفان کے پانی میں مچھلی کی طرح پانی کے اندر چلتی تھی۔ آگے فرماتے ہیں یہ روایت صحیح نہیں اور عقل بھی اس سے انکار کرتی ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن عساکر اور عبد بن حمید بطریق مجاہد عبید بن عمرو سے راوی ہیں کہ اِنَّ الْمَاءَ عَلَا رَاْسَ كُلِّ جَبَلٍ خَمْسَةَ عَشَرَ ذِرَاعًا۔ پانی ہر پہاڑ کی چوٹی پر پندرہ ذراع چڑھا ہوا تھا۔ آگے ارشاد ہے:

''وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ۔ اور نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ ایک علیحدہ مقام پر تھا''۔

یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے جدا تھا۔ آپ کے ساتھ کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ یہ طوفان پورے چالیس روز تک ایسا رہا کہ بارش چالیس روز و شب برابر برستی رہی اور زمین سے پانی ابلتا رہا حتیٰ کہ تمام پہاڑ غرق ہو گئے۔ (حسینی)

آپ پر کنعان منافقانہ طور پر ایمان ظاہر کرتا اور اندرونی طور پر کافر تھا اس وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام اسے پکارے

www.waseemziyai.com

اورفرمایا اے بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ (حسینی)

فِیْ مَعْزِلٍ۔ پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ مَکَانٍ عَزَلَ فِیْهِ نَفْسَهٗ عَنْ اَبِیْهِ وَ اِخْوَاتِهٖ وَ مَنْ اٰمَنَ مِنم قَوْمِهٖ۔ یعنی وہ ایسی جگہ اپنے کو علیحدہ کئے ہوئے تھا جہاں وہ اپنے باپ اور اپنے بھائیوں اور قوم کے مومنین سے مخفی رہے۔

ایک قول ہے کہ وہ کفار سے علیحدہ ٹھہرا ہوا تھا تو نوح علیہ السلام کو گمان ہوا کہ وہ کافروں سے علیحدگی چاہتا ہے اس وجہ میں آپ نے اسے کشتی میں آنے کے لئے فرمایا تھا۔ (آلوسی)

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام اس کے کفر سے واقف تھے لیکن طوفان کا مشاہدہ اور ہول عذاب سے آپ علیہ السلام کا گمان ہوا کہ وہ شاید ایمان لے آئے۔

ایک قول ہے کہ آپ علیہ السلام کا اسے پکارنا شفقت پدری کے اقتضاء پر تھا۔

''آپ نے اسے فرمایا یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کی معیت میں نہ رہ''۔

اس لئے کہ آج کافروں کے لئے کوئی پناہ نہیں ہے مگر وہ اپنے کفر پر جما رہا اور جواب دیا:

''قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ۔ بولا میں اب کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا''۔

یَعْنِیْ یَعْصِمُنِیْ بِارْتِفَاعِهٖ۔ مجھے اس پہاڑ کی بلندی غرق ہونے سے بچا لے گی اور وہ پانی مجھ تک نہ آئے گا اور اسے یہ خبر نہ تھی کہ یہ پانی عام پانی نہیں ہے بلکہ اس طوفان کا آنا ہی ہلاک کفار کی غرض سے ہے۔ فَلَا بُدَّ اَنْ یُّدْرِکَهُمْ وَ لَوْ کَانُوْا فِیْ قُلَلِ الْجِبَالِ تو لازمی طور پر یہ عذاب کا پانی جہاں بھی کافر ہوگا وہاں سے اسے پکڑے گا اگرچہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے جواب میں فرمایا:

''قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔ آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے''۔

''وَ حَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ۔ اور ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی تو ہو گیا وہ ڈوبنے والوں میں''۔ یعنی نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کنعان کے مابین ایک موج حائل ہوگئی اور باہمی سوال و جواب منقطع کر گئی۔ یعنی نوح اور کنعان جو باہمی گفتگو کر رہے تھے اسے منقطع کرنے کو ایک ایسی موج حائل ہوئی کہ کنعان گھوڑے پر سوار تھا اسے اور اس کے گھوڑے کو اپنے طوفان میں لے گئی اور وہ غرق ہو گیا۔

جب طوفان اپنی نہایت کو پہنچ گیا اور کفار معہ کنعان غرق ہو چکے تو حکم الٰہی عزوجل آیا:

''وَ قِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ۔ اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور عذاب کا کام تمام ہوا اور کشتی جودی (پہاڑ) پر ٹھہری اور فرمایا گیا دور ہوں ظالم لوگ''۔

ابن منذر وغیرہ رحمہم اللہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اِنَّ الْبَلْعَ بِمَعْنَی الْاِزْدِرَادِ لُغَةٌ حَبْشِیَّةٌ کہ بلع بمعنی نگلنے کے ہے یہ لغت حبشی ہے۔ (روح المعانی)

اور ابوالشیخ جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے راوی ہیں: اَنَّهٗ بِمَعْنَی الشُّرْبِ لُغَةٌ هِنْدِیَّةٌ کہ بلع بمعنی پینے کے لغت ہندی میں ہے۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

اور یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ میں قلع کے معنی ہیں: اَیْ اَمْسِکِیْ عَنْ اِرْسَالِ الْمَطَرِ یُقَالُ اَقْلَعَتِ السَّمَاءُ اِذَا انْقَطَعَ مَطَرُهَا۔ یعنی روک دینا برسنا جیسے بولتے ہیں: اَقْلَعَتِ السَّمَاءُ۔جبکہ بارش تھم جاتی ہے۔

وَ غِیْضَ الْمَاءُ اَیْ نَقَصَ یُقَالُ غَاضَهُ اِذَا نَقَصَهُ اور غیض الماء کے معنی ہیں کم ہوگیا پانی محاورہ میں غاضہ بولتے ہیں جبکہ کم ہوجائے۔

جوہری رحمہ اللہ یہی کہتے ہیں: غَاضَ الْمَاءُ اِذَا قَلَّ وَ نَضَبَ – غَاضَ الْمَاءُ۔اس وقت بولتے ہیں جب کہ پانی کم ہوجائے۔

وَقُضِیَ الْاَمْرُ اَیْ اَنْجَزَ مَا وَعَدَ اللّٰهُ۔یعنی حکم پورا ہوگیا جو اللہ نے وعدہ فرمایا تھا حضرت نوح علیہ السلام سے ہلاک کفار کا اور نجات مومنین کا۔

وَ اسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ اَیِ اسْتَقَرَّتْ یُقَالُ اسْتَوٰی عَلَی السَّرِیْرِ اِذَا اسْتَقَرَّ عَلَیْهِ۔یعنی محاورہ اِسْتَوٰی بولتے ہیں جبکہ چارپائی یا تخت پر کوئی بیٹھ جائے تو اِسْتَوٰی السَّرِیْرِ کہتے ہیں۔تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ وہ کشتی جودی پہاڑ پر ٹک گئی۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جودی موصل میں ایک پہاڑ ہے یا شام میں۔

اور جودی پر یہ کشتی یوم عاشوراء پر جا کر ٹھہری۔

احمد وغیرہ رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاُنَاسٍ مِنَ الْیَهُوْدِ وَ قَدْ صَامُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ مَا هٰذَا الصَّوْمُ فَقِیْلَ هٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ اَنْجَی اللّٰهُ تَعَالٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنَ الْغَرْقِ وَ اَغْرَقَ فِیْهِ فِرْعَوْنَ وَ هٰذَا یَوْمٌ اِسْتَوَتْ فِیْهِ السَّفِیْنَةُ عَلَی الْجُوْدِیِّ فَصَامَ نُوْحٌ وَ مُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ شُکْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ اَحَقُّ بِصَوْمِ هٰذَا الْیَوْمِ فَصَامَ وَ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِالصَّوْمِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی جماعت سے گزرے اور وہ دسویں محرم کو روزہ سے تھے فرمایا یہ روزہ کیسا ہے عرض کیا گیا یہ وہ دن ہے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو غرق سے نجات دی اور فرعون کو سمندر میں ڈبویا اور یہی وہ دن ہے جس دن سفینہ نوح علیہ السلام جودی پر لگا تو حضرت نوح علیہ اسلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زیادہ حقدار ہیں اور اس دن کا روزہ رکھنے میں ہمارا زیادہ حق ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں محرم کا روزہ رکھا اور صحابہ کو اس روزہ کا حکم دیا۔

علامہ اصبہانی ترغیب میں حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں: اِنَّهُ الْیَوْمُ الَّذِیْ وُلِدَ فِیْهِ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ اَنَّ صِیَامَهٗ یَعْدِلُ سَنَةً مَّبْرُوْرَةً وَ کَانَ رُکُوْبُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْمَا رُوِیَ عَنْ قَتَادَةَ فِیْ عَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ رَّجَبَ۔

یہ وہ دن ہے جس دن عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور یہ روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونا بروایت قتادہ رحمہ اللہ دس رجب کو ہوا اور دس محرم کو اس سے اترنا اس کے لئے آئندہ روایت میں پڑھئے جسے ابن جریر عبدالعزیز بن عبدالغفور سے اور وہ اپنے والد رحمہم اللہ سے راوی ہیں:

www.waseemziyai.com

اَنَّهٗ رَکِبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَوَّلَ یَوْمٍ مِّنْ رَّجَبَ فَصَامَ هُوَ وَمَنْ مَّعَهٗ وَجَرَتْ بِهِمُ السَّفِیْنَةُ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَانْتَهٰی ذَالِکَ اِلَی الْمُحَرَّمِ فَارْسَتِ السَّفِیْنَةُ عَلَی الْجُوْدِیِّ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَصَامَ نُوْحٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ اَمَرَ جَمِیْعَ مَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْوَحْشِ وَالدَّوَابِّ فَصَامُوْا شُکْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰی وَ فِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ اَنَّهَا طَافَتْ بِهِمُ الْاَرْضَ کُلَّهَا وَ لَمْ تَدْخُلِ الْحَرَمَ لٰکِنَّهَا طَافَتْ بِهٖ اُسْبُوْعًا وَاِنَّ الْحَجَرَ خُبِیَّ فِیْ جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْسٍ وَ اِنَّ الْبَیْتَ رُفِعَ اِلَی السَّمَاءِ۔

حضرت نوح علیہ السلام پہلی رجب سے سوار سفینہ ہوئے اس دن آپ نے معہ ہمراہیوں کے روزہ رکھا پھر کشتی چلی اور چھ ماہ تک چلتی رہی حتیٰ کہ دس محرم کو جودی پر پہنچی تو اس دن بھی حضرت نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا اور سب کو روزہ رکھنے کا حکم دیا چنانچہ کشتی کے جانوروں نے بھی روزہ رکھا اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے۔

بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے یہ کشتی تمام زمین پر چلتی رہی اور حرم میں داخل نہ ہو سکی تو حرم کی حدود کے چاروں طرف ایک ہفتہ طواف کرتی رہی اور اس وقت حجر اسود جبل ابوقبیس پر پتھروں میں چھپایا ہوا تھا اور بیت اللہ شریف آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا۔

اور ابن عساکر مجاہد سے راوی ہیں: اِنَّهٗ لَمْ یَدْخُلِ الْحَرَمَ مِنَ الْمَاءِ شَیْءٌ۔ حرم میں قطعاً پانی داخل نہیں ہوا۔

''وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ - اَیْ هَلَاکُهُمْ۔ یعنی کفار قوم نوح کے لئے ہلاکت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ طوفان نوح سے کوئی کافر اس زمانہ کا نہیں بچا مگر عوج بن عوق اور طوفان کا پانی عوج بن عوق کی کونچوں تک رہا اور اس کی نجات کا سبب یہ ہوا کہ نوح علیہ السلام کو ایک دفعہ سال کی لکڑی کی ضرورت پڑی اور وہ لانی دشوار تھی تو عوج بن عوق نے ملک شام سے لا کر پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے بدلہ میں اسے غرق طوفان سے نجات دی۔

عُوج بن عُوق بضمھما ہے یعنی دونوں عین پیش کے ساتھ ہیں۔ یہ عہد آدم علیہ السلام میں پیدا ہوا اور عہد موسیٰ علیہ السلام تک زندہ رہا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا راوی ہیان بن بیان ہے اس پر اعتبار کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے صحیح یہ ہے کہ اس طوفان سے کوئی کافر نہیں بچا حتیٰ کہ بچے بھی غرق ہو گئے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ بچے جن کے ذمہ کوئی گناہ ہی نہ تھا وہ بلا خطا و معصیت کیوں غرق کئے گئے اس کے جواب میں اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر کی روایت عبداللہ بن زیاد بن سمعان رحمہم اللہ کی کافی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَعْقَمَهُمْ رِجَالَهُمْ قَبْلَ الطُّوْفَانِ بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا وَ اَعْقَمَهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَلَمْ یَتَوَالَدُوْا اَرْبَعِیْنَ عَامًا مُنْذُ دَعَا نُوْحٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

اللہ تعالیٰ نے طوفان سے چالیس سال قبل تمام مردوں کو بے کار کر دیا اور عورتوں کو بھی بانجھ کر دیا تو حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے چالیس سال قبل سے کوئی پیدا ہی نہ ہوا۔

''وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ۔ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی میرا اہل ہے اور بے شک تیرا وعدہ حق ہے اور تو سب سے بڑا حکم کرنے والا ہے''۔

چونکہ من جانب اللہ عزوجل حضرت نوح علیہ السلام کو وعدہ دیا گیا تھا کہ تم اور تمہارے اہل اس طوفان سے نجات پائیں

www.waseemziyai.com

گے تو عرض کیا یہ میرا بیٹا کنعان بھی تو میرا اہل ہے اور تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تجھے اور تیرے گھر والوں کو ہم طوفان سے محفوظ رکھیں گے۔

اس میں جو حکمت تھی اسے ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان منافق تھا اور آپ کے سامنے وہ اپنے کو مومن ظاہر کرتا تھا اسی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے لئے بارگاہ حق میں دعا کی۔ یہ روایت ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں اس پر جواب من جانب اللہ عزوجل ملا اور ارشاد ہوا:

''قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں سے نہیں بے شک اس کے کام صلاحیت ایمان پر نہیں تو ہم سے وہ سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہم تمہیں تنبیہ کرتے ہیں کہ تم جاہلوں سے نہ ہو''۔

یعنی تم میں ہرگز نہیں اس لئے کہ مدار اہلیت قرابت دینی پر ہے اور وہ کفر کے ساتھ منقطع ہو جاتی ہے۔ پھر مسلمان اور کافر میں کوئی رشتہ نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ مومن باپ کا ترکہ کافر اولاد کو نہیں ملتا اور کافر باپ کو مومن بیٹے کے متروکہ سے کچھ حق نہیں ہوتا۔ اسی بناء پر اصول ہے: اِنَّ قَرَابَةَ الدِّيْنِيَّةِ اَقْرَبُ مِنْ قَرَابِهِ النَّسَبِ۔ قرابت دینی قرابت نسبی سے زیادہ اقرب ہے۔ اس پر ابو الفراس نے خوب کہا ہے:

كَانَتْ مَوَدَّةُ سَلْمَانَ لَهٗ نَسَبًا وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ نُوْحٍ وَابْنِهٖ رَحِمٌ

اس تنبیہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے محسوس فرما کر علی الفور بارگاہ متعال میں استعاذہ کیا اور بہ امتثال امر عرض کیا:

''قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِىْ بِهٖ عِلْمٌ۔ نوح نے عرض کی الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے معاف نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ فرمائے تو میں نقصان و خسران والوں میں ہو جاؤں گا''۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بَلَغَنِىْ اَنَّ نُوْحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ بَكٰى عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهٗ مَا قَالَ اَرْبَعِيْنَ يوما۔ مجھے روایت پہنچی ہے کہ نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر جو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ آپ چالیس روز تک روتے رہے۔

اور وہیب بن ورد حضرمی رحمہ اللہ نے فرمایا: لَمَّا عَاتَبَ اللّٰهُ نُوْحًا فِىْ ابْنِهٖ وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ بَكٰى ثَلٰثَمِائَةِ عَامٍ حَتّٰى صَارَتْ تَحْتَ عَيْنَيْهِ مِثْلَ الْجَدْوَلِ مِنَ الْبُكَاءِ۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس عتاب پر تین سو سال تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں کے نیچے آنسو بہنے سے کھائیاں سی بن گئی تھیں۔

ثُمَّ ذَكَرَ بَعْدَ تَوْبَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُبُوْدَلَهَا۔ پھر توبہ نوح علیہ اسلام جب قبول ہو گئی تو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا:

''قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا۔ فرمایا گیا اے نوح اتر (کشتی سے) ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ''۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: وَ قِيْلَ الْقَائِلُ الْمَلٰئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ الْهُبُوْطُ

www.waseemziyai.com

النُّزُوْلُ قِيْلَ اَیْ اَنْزِلْ مِنَ الْفُلْكِ وَ قِيْلَ مِنَ الْجَبَلِ اِلَى الْاَرْضِ۔ایک قول ہے کہ یہ کہنے والے ملائکہ علیہم السلام تھے اور ہبوط کے معنی نزول کے ہیں۔گویا کہا گیا اتر کشتی سے۔

اور ایک قول ہے پہاڑ سے زمین کی طرف اتر۔

وَ ذَالِكَ اَنَّهٗ رُوِیَ اَنَّ السَّفِيْنَةَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ فِیْ عَاشِرِ ذِی الْحَجَّةِ فَاقَامَ بِمَنْ مَّعَهٗ هُنَاكَ شَهْرًا ثُمَّ قِيْلَ لَهٗ اهْبِطْ فَهَبَطَ بِاَرْضِ الْمُوْصَلِ وَ بَنٰى قُرْبَ الْجَبَلِ قَرْيَةً يُقَالُ لَهَا قَرْيَةُ الثَّمَانِيْنَ عَدَدَ مَنْ فِی السَّفِيْنَةِ۔

اس کے متعلق روایت ہے کہ کشتی جودی پہاڑ پر دس ذی الحجہ کو ٹھہری اور وہاں ایک ماہ قیام کیا پھر انہیں حکم ہوا کہ اتریں تو وہ ارض موصل میں اتر گئے اور جودی پہاڑ کے قریب انہوں نے ایک بستی بنائی جس کا نام قریۃ الثمانین رکھا کشتی والے لوگوں کے عدد پر کہ وہ اسی تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان لوگوں نے علیحدہ علیحدہ ایک گھر بنالیا اور اس کا نام سوق الثمانین رکھا۔(روح المعانی)

ابن مردویہ رحمہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ جب کشتی جودی پر ٹھہری نوح علیہ السلام ایک مدت قلیل مقیم رہے پھر جب ہبوط من الجبل کا حکم ہوا تو آپ نے کوے کو بلا کر حکم دیا کہ زمین کی خبر لا۔وہ زمین پر اترا وہاں آپ کی قوم کے غرق شدہ افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہ ان مردار لاشوں میں رہ گیا اور واپس آنے میں تاخیر کی آپ نے اس پر لعنت فرمائی۔

پھر کبوتر کو بلا کر حکم دیا کہ وہ اتر کر زمین کی خبر لائے وہ اترا اور زمین کے سبزہ سے کچھ کونپل لایا۔اور عرض کیا زمین پر سبزہ ہے نوح علیہ السلام نے اسے برکت کی دعا دی اور فرمایا لوگوں میں تیری محبت بھی ہوگی۔اگر لوگوں پر حرص و آز غالب ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرے لئے دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تیرا سر سونے کا بنادے۔

اَقُوْلُ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

مذکورہ بالا روایت روایت ہی ہے اعتقادی چیز نہیں۔لیکن باوجود اس کے پرندوں سے کام لینا بطریق معجزہ و کرامت تو عین ممکن ہے لیکن کبوتر باز کبوتروں کو اتنا سدھا لیتے ہیں کہ وہ اشارے پر اڑتے اور فضاء سماویہ میں گم ہو جاتے ہیں اور ایک آواز پر سب واپس جمع ہو جاتے ہیں۔

بیا ایک چڑیا ہوتی ہے جسے سدھا لینے کے بعد اتنے کام لئے جاتے ہیں کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے ہیں۔طوطے اور مینا ایسے سدھا لئے جاتے ہیں کہ بندوق چلاتے اور کیا کیا کرتے ہیں۔باز، ترچی، شکرا شکار میں ایسے سدھا لئے جاتے ہیں کہ ہرن کی آنکھ پر بیٹھ کر اس کا شکار کرتے ہیں اور کیا کیا عجائبات ان سے ظہور میں آتے ہیں۔پھر کبوتر کوے سے ایک نبی بطریق معجزہ اگر کوئی کام لے لے تو اس پر استعجاب کرنے والوں پر استعجاب ہی ہوسکتا ہے۔پھر باوجود اس کے علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالظَّاهِرُ عِنْدِی الْهُبُوْطُ مِنَ الْجُوْدِیِّ الَّذِی اسْتَقَرَّتْ عَلَيْهِ السَّفِيْنَةُ اِلَى الْاَرْضِ۔

اور ظاہر یہ ہے کہ ہبوط جودی سے ہے جس پر کشتی ٹھہری تھی وہاں سے آپ زمین پر اترے۔

www.waseemziyai.com

وَ خَبُرُ الْحَمَامَةِ وَالْغُرَابِ قَدْ طَارَ فِی الْاٰفَاقِ وَ اَوْ لَعَ بِهِ الْقَصَّاصُوْنَ۔

اور کبوتر اور کوے کی خبر دنیا کے اندر اڑتی رہے اور قصہ گو اس سے دلچسپی لیتے پھریں۔

حتیٰ کہ قریہ ثمانون ارض موصل بھی جو مشہور ہے اس سے آگے یہ بھی ہے کہ جب انہیں یہاں تنگی ہوئی تو وہ بابل کی طرف چلے گئے اور وہاں اپنی رہائشیں بنالیں۔

ابن عساکر رحمہ اللہ کعب احبار رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ زمین پر پہلی دیوار بعد طوفان جو بنائی گئی وہ حران اور دمشق کی ہے پھر بابل کی اور آیہ کریمہ میں بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ جو آیا ہے اس پر علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ ہر قسم کی تکلیفوں سے سلامتی اور برکتیں معاش کی انواع رزق سے آگے ارشاد ہے:

''وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ۔ اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر اور کچھ گروہ ہیں جنہیں ہم دنیا میں متمتع کریں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا''۔

اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کے بعد پیدا ہونے والے کافر گروہ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی مقدر زندگی تک فراخی عیش اور وسعت رزق عطا فرمائی اور آخرت میں ان کے کفر پر عذاب دیا۔ آگے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔

''تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم تو صبر کرو بے شک انجام کار پرہیزگاروں کا ہے''۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ غیب کی خبریں آپ کو بالذات ہرگز معلوم نہیں ہوسکتیں مگر ہم بذریعہ وحی آپ کو مطلع فرماتے ہیں تو بالعطا آپ کو علم غیب حاصل ہوتا ہے اور یہ خبریں آپ کی تسکین خاطر کے لئے ہیں تاکہ آپ قوم کی ایذاؤں سے بددل نہ ہوں۔ انجام آپ کے متبعین کے حق میں ہی ہے کہ وہ دنیا میں منصور و مظفر ہوں گے اور آخرت میں مثاب و ماجور۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورۃ ہود۔ پ ۱۲

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور عاد کی طرف ان کی برادری سے حضرت ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو نہیں تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود تم تو خالص مفتری ہو۔

يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىْ فَطَرَنِىْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی بدلہ میرا بدلہ تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

اے میری قوم بخشش مانگو اپنے رب سے پھر اس کی طرف رجوع کرو بھیجے گا تم پر زور کا پانی اور تمہیں جتنی قوت ہے اس سے بڑھائے گا اور قوت اور نہ روگردانی کرو جرم کر کے۔

www.waseemziyai.com

قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۳﴾

بولے اے ہود تم نہیں لائے ہم پر کوئی دلیل اور ہم یونہی نہیں چھوڑ سکتے اپنے معبودوں کو تمہارے کہنے سے اور ہم نہیں تم پر ایمان لانے والے۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ۙ

ہم نہیں کہتے مگر جھڑپ پہنچ جائے گی تمہیں ہمارے خدا کی کسی تکلیف سے۔ فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بری ہوں اس سے جو تم شرک کرتے ہو۔

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾

اس کے سوا تو میرے ساتھ تم سب مل کر خفیہ تدبیر کرو پھر مجھے مہلت نہ دو۔

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾

میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی چوٹی اسی کے قبضہ میں ہے بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ ؕ وَ یَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۚ وَ لَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۵۷﴾

تو اگر تم منحرف ہو تو تحقیق میں تمہیں پہنچا چکا جو حکم دے کر میں تمہاری طرف بھیجا گیا اور تمہاری جگہ میرا رب کوئی اور قوم لائے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ نَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾

اور جب آیا ہمارا حکم نجات دی ہم نے ہود کو اور انہیں جو ان کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے اور نجات دی ہم نے ان کو عذاب سے جو سخت تھا۔

وَ تِلْكَ عَادٌ ۫ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ عَصَوْا رُسُلَهٗ وَ اتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ﴿۵۹﴾

اور یہ عاد ہیں کہ منکر ہوئے آیتوں سے اپنے رب کے اور نافرمانی کی اس کے رسولوں کی اور اتباع کیا ہر سرکش ہٹ دھرم کے کہنے کا۔

وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ۧ

اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن خبردار بے شک عاد منکر ہوئے اپنے رب سے خبردار دوری ہے عاد کو جو قوم ہود ہے۔

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَ اِلٰی۔ اور طرف عَادٍ۔ عاد کی اَخَاهُمْ۔ ان کے بھائی هُوْدًا۔ ہود کو بھیجا

www.waseemziyai.com

قَالَ۔کہا
مَا۔نہیں
اِنْ۔نہیں
یٰقَوْمِ۔اے میری قوم
اَجْرًا۔کوئی بدلہ
عَلَی۔اوپر
تَعْقِلُوْنَ۔عقل کرتے تم
ثُمَّ۔پھر
السَّمَآءَ۔آسمان سے
گاتم کو
وَلَا۔اورنہ
یٰھُوْدُ۔اے ہود
وَّمَا۔اورنہیں
عَنْ قَوْلِكَ۔تیرے کہنے سے
بِمُؤْمِنِیْنَ۔ایمان لانے والے
اعْتَرٰىكَ۔دیوانہ کردیا تجھ کو
قَالَ۔کہا
وَاشْهَدُوْٓا۔اورگواہ رہو
تُشْرِكُوْنَ۔جوتم شرک کرتے ہو
ثُمَّ۔پھر
عَلَی۔اوپر
مَا۔نہیں
اٰخِذٌ۔پکڑنے والا
عَلٰی صِرَاطٍ۔اوپرراہ
فَقَدْ۔تو بے شک
بِهٖ۔ساتھ اس کے
قَوْمًا۔کسی اورقوم کو
شَیْئًا۔کچھ بھی

یٰقَوْمِ۔اے میری قوم
اعْبُدُوا۔عبادت کرو
مِّنْ اِلٰهٍ۔کوئی معبود
اَنْتُمْ۔تم
لَآ اَسْـَٔلُكُمْ۔نہیں مانگتا میں تم سے
اِنْ۔نہیں ہے
الَّذِیْ۔اس کے جس نے
وَیٰقَوْمِ۔اوراے میری قوم
تُوْبُوْٓا۔توبہ کرو
عَلَیْكُمْ۔تم پر
قُوَّةً۔قوت
تَتَوَلَّوْا۔پھرو
مَا۔نہیں
نَحْنُ۔ہم
وَمَا۔اورنہیں
اِنْ۔نہیں
بَعْضُ۔بعض
اِنِّیْٓ۔بے شک میں
اَنِّیْ۔بے شک میں
مِنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سوا
لَا تُنْظِرُوْنِ۔نہ مہلت دو مجھے
اللّٰهِ۔اللہ کے
مِنْ دَآبَّةٍ۔کوئی چلنے والا
بِنَاصِیَتِهَا۔اس کی پیشانی
مُّسْتَقِیْمٍ۔سیدھی کے ہے
اَبْلَغْتُكُمْ۔میں پہنچا چکا تم کو
اِلَیْكُمْ۔طرف تمہاری
غَیْرَكُمْ۔تمہارے سوا
اِنَّ۔بے شک
اَجْرِیَ۔میرا بدلہ
فَطَرَنِیْ۔مجھے پیدا کیا
اسْتَغْفِرُوْا۔بخشش مانگو
اِلَیْهِ۔اس کی طرف
مِّدْرَارًا۔زور کی بارش
اِلٰی۔طرف
مُجْرِمِیْنَ۔مجرم ہوکر
جِئْتَنَا۔لایا تو ہمارے پاس
بِتَارِكِیْٓ۔چھوڑنے والے
نَحْنُ۔ہم
نَّقُوْلُ۔کہتے ہم
اٰلِهَتِنَا۔ہمارے معبودوں نے
اُشْهِدُ۔گواہ بناتا ہوں
بَرِیْٓءٌ۔بیزار ہوں
فَكِیْدُوْنِیْ۔تو حیلہ کرو مجھ سے
اِنِّیْ۔بے شک میں نے
رَبِّیْ۔جومیرا رب ہے
اِلَّا۔مگر
اِنَّ۔بے شک
فَاِنْ۔پھر اگر
مَّآ اُرْسِلْتُ۔جو بھیجا گیا تھا میں
وَیَسْتَخْلِفُ۔اور جانشین کرے گا
وَلَا۔اورنہ
رَبِّیْ۔میرا رب

اللّٰهَ۔اللہ کی
غَیْرُهٗ۔اس کے سوا
مُفْتَرُوْنَ۔افترا کرنے والے
عَلَیْهِ۔اس پر
اِلَّا۔مگر
اَفَلَا۔کیا نہیں
رَبَّكُمْ۔اپنے رب سے
یُرْسِلِ۔بھیجے گا
وَّ یَزِدْكُمْ۔اور زیادہ کرے
قُوَّتِكُمْ۔قوت تمہاری کے
قَالُوْا۔بولے
بِبَیِّنَةٍ۔کوئی دلیل
اٰلِهَتِنَا۔اپنے خداؤں کو
لَكَ۔تجھ پر
اِلَّا۔مگر
بِسُوْٓءٍ۔تکلیف سے
اللّٰهَ۔اللہ کو
مِّمَّا۔اس چیز سے
جَمِیْعًا۔اکٹھے ہوکر
تَوَكَّلْتُ۔بھروسہ کیا
وَرَبِّكُمْ۔اورتمہارا رب
هُوَ۔وہ ہے
رَبِّیْ۔میرا رب
تَوَلَّوْا۔تم پھر جاؤ
رَبِّیْ۔میرا رب
تَضُرُّوْنَهٗ۔بگاڑ سکو گے اس کا
عَلٰی۔اوپر

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

كُلِّ شَيْءٍ۔ ہر چیز کے
اَمْرُنَا۔ ہمارا حکم
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَنَجَّيْنٰهُمْ۔ اور نجات دی ہم نے ان کو
وَتِلْكَ۔ اور یہ
رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کا
اَمْرَ كُلِّ۔ ہر ایک
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا۔ اس دنیا میں
اَلَآ اِنَّ عَادًا۔ خبردار عاد نے
بُعْدًا۔ دوری ہے

حَفِيْظٌ۔ نگہبان ہے
نَجَّيْنَا۔ نجات دی ہم نے
مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ
بِرَحْمَةٍ۔ رحمت
مِّنْ عَذَابٍ۔ عذاب
عَادٌ۔ عاد ہیں کہ
وَعَصَوْا۔ اور نافرمانی کی
جَبَّارٍ۔ سرکشی کرنے والے
لَعْنَةً۔ لعنت
كَفَرُوْا۔ کفر کیا
لِّعَادٍ۔ عاد کے لئے

وَلَمَّا۔ اور جب
هُوْدًا۔ ہود کو
بِرَحْمَةٍ۔ رحمت
مِّنْ عَذَابٍ۔ عذاب
جَحَدُوْا۔ انکار کیا انہوں نے
رُسُلَهٗ۔ اس کے رسولوں کی
عَنِيْدٍ۔ ضدی کے حکم کی
وَيَوْمَ۔ اور دن
رَبَّهُمْ۔ اپنے رب کا
قَوْمِ هُوْدٍ۔ جو قوم ہود تھی

جَآءَ۔ آیا
وَالَّذِيْنَ۔ اور ان کے جو
مِّنَّا۔ اپنی سے
غَلِيْظٍ۔ سخت سے
بِاٰيٰتِ۔ نشانات
وَاتَّبَعُوْٓا۔ اور پیروی کی
وَاُتْبِعُوْا۔ اور پیچھے لگائے گئے
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
اَلَا۔ خبردار

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

''وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ''۔

''اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا''۔ یعنی حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کے ہم نسب تھے۔ اسی وجہ سے اَخَاهُمْ فرمایا۔ یعنی قوم عاد کی برادری سے رسول بنا کر حضرت ہود کو بھیجا۔ آپ علیہ السلام نے انہیں ہدایت فرمائی اور کہا: قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کی توحید کے معتقد رہو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور تم جو بتوں کو خدا کا شریک کہتے ہو۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ۔ تو تم کوئی دلیل اس دعوے پر نہیں رکھتے۔ بلکہ نرا افتراء کر رہے ہو۔ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا۔ اے میری قوم (یہ جو میں تمہیں تبلیغ توحید کر رہا ہوں۔ اس پر) میں تم سے کوئی بدلا نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ (کسی پر نہیں) مگر اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ یہ اعلان قریب قریب تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوم میں فرمایا۔ اور بے لوث ہدایت کی کسی قسم کی کمائی یا بدلہ لینے کی طرف التفات نہ فرمایا۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ جس کی روشنی میں اتنا سمجھ سکو کہ جو بے غرض نصیحت کرتا ہے اور ایسی ہدایت دیتا ہے جو عقل کے ساتھ بھی منطبق ہے۔ اس لئے کہ پتھر، آگ، سورج، درخت، ستارے، چاند یہ سب اسی کی مخلوق ہیں۔ اور مخلوق کا معبود خالق ہوتا ہے۔ نہ کہ مخلوق کا معبود مخلوق ہو۔ پھر نفع وضرر پر جسے قوۃ نہ ہو وہ مجبور محض ہی ہے۔ تو مخلوق کو معبود مان لینا عقل کے قطعی خلاف ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ عقل سے سمجھو۔ اور یہ بھی دیکھو کہ جو بے لوث اور بے غرض تمہیں ہدایت کر رہا ہے وہ کس طرح جھوٹا ہو سکتا ہے اور جو باطل طریق سے کسی قسم کی بات کرنا چاہتا ہے۔ وہ لازمی طور پر کسی نہ کسی غرض کے لئے کرتا ہے۔ اس سے حق و باطل میں تمیز کی جا سکتی ہے۔ پھر آگے فرمایا:

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ۔ اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی طلب کرو۔ پھر اسی کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ تم پر موسلا دھار مینہ بھیجے گا اور زیادہ فرمائے گا تمہاری قوۃ موجودہ قوت سے اور جرم و معاصی کرتے ہوئے منحرف نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی جب دعوت قبول نہ کی تو منجانب اللہ عزوجل ان پر پہلا عذاب امساک باراں کا آیا۔

www.waseemziyai.com

اور تین سال تک بارش نہ ہوئی۔ جس کی وجہ سے سخت قحط پڑ گیا۔ اور ان کی عورتوں پر عقر طاری کر دیا۔ یعنی وہ سب بانجھ ہو گئیں۔ تولید و تناسل بند ہو گیا۔ تو یہ لوگ پریشان ہو کر حضرت ہود علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور اس عذاب کے دفعیہ کی درخواست کی تو حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ۔ اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو۔ اور توبہ و استغفار کرو۔ اس کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری زمینوں کو سرسبز و شاداب کر کے تمہاری موجودہ قوت پر اور قوت بڑھائے گا اولاد بھی دے گا۔ (روح المعانی)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ تو آپ کی خدمت میں امیر معاویہ کے ایک ملازم نے عرض کی کہ میں متمول ہوں مگر میری کوئی اولاد نہیں مجھے کوئی چیز بتائیے جس سے اللہ مجھے اولاد دے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا استغفار پڑھا کر اس نے استغفار کی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ سات سو مرتبہ استغفار پڑھنے لگا۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے دس بیٹے عطا فرمائے۔ آگے قوم عاد کا جواب ہے: قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ۔ بولے اے ہود تم نہیں لائے۔ ہمارے پاس کوئی دلیل جو حجۃ واضح ہوتی اور آپ کی صحت دعویٰ پر دلالت کرتی اور یہ ان کا کہنا اپنے عناد اور اندھے پن سے تھا۔ جس کی وجہ سے وہ حق دیکھنے سے بھی قاصر تھے۔ ورنہ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں معجزات ہی کافی دکھا دیئے تھے۔ اور حدیث میں ہے: مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدم اُوْتِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ۔ کوئی نبی ایسا نہیں جنہیں معجزات و آیات بینات نہ دیئے گئے ہوں۔ مگر جب انکار کی ہی ٹھان لی ہو تو پھر معجزہ کو کہا جا سکتا ہے کہ یہ معجزہ نہیں ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کفار مکہ نے کہا: مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْٓ اٰلِهَتِنَا۔ اور ہم نہیں چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو آپ کے کہنے سے اور نہیں ہم ایمان لانے والے اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ ہم نہیں کہتے مگر آپ سے جھڑپ ہو گی۔ ہمارے کسی خدا کی تکلیف دینے والی۔ یعنی ہم تو اپنے بتوں کو محض آپ کے فرمانے سے چھوڑیں گے نہیں۔ اور یوں بھی ہم ایمان نہ لائیں گے۔ بلکہ ہم تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے آپ کو دیوانہ کر دیا ہے۔ اور آپ جو کچھ فرما رہے ہیں۔ وہ اس دیوانگی کا نتیجہ ہے۔ (معاذ اللہ) یَعْرُدُهٗ اَرَادُوْا بِهٖ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ۔

قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ رہو میں بیزار ہوں اس سے جو تم شرک کر رہے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیر کو اس کا شریک بنا رہے ہو تو تم سب مل کر میرے خلاف مکر گانٹھو۔ پھر مجھے مہلت نہ دو۔ گویا آپ علیہ السلام نے نہایت بے خوف ہو کر انہیں جواب دیا کہ میں تمہارے اس شرک سے بیزار ہوں۔ اب تم اور وہ جنہیں تم اپنا معبود سمجھ رہے ہو سب مل کر مجھے ضرر پہنچانے کی کوشش کر لو۔ مجھے تمہاری اور تمہارے بتوں کی پرپشہ برابر پروا نہیں۔ اور تمہاری شوکت و قوۃ کی بھی مجھے فکر نہیں۔ جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو وہ جماد اور بے جان ہیں۔ ان میں قطعاً یہ طاقت نہیں کہ وہ کسی کو نفع یا ضرر پہنچا سکیں۔ ان کی کیا حقیقت ہے کہ وہ مجھے دیوانہ کر سکیں۔ درحقیقت یہ بھی حضرت ہود علیہ السلام کی معجزانہ شان تھی کہ آپ علیہ السلام ایسی جبار اور صاحب قوۃ قوم سے جو آپ کی جان لینے کے درپے تھی۔ اس بیباکی سے جواب دیتے رہے۔ اور وہ باوجود انتہائی دشمنی کے آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی اس کی گرفت میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔ تو اگر تم منحرف ہو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو کچھ تمہاری طرف دے کر مجھے بھیجا گیا۔

www.waseemziyai.com

مَامِنْ دَآبَّةٍ۔فرما کر ملکیت الٰہی عزوجل کو بنی آدم اور حیوانات پر حاوی ظاہر کیا۔اور فرمایا کہ وہ سب کا مالک اور سب پر غالب ہے اور قادر متصرف فی العالم ہے۔

اور فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ۔فرما کر یہ ظاہر کیا کہ اب تم پر حجت الٰہی عزوجل ثابت ہو چکی۔اور واضح ہو گیا۔کہ تمہارے رب عزوجل کا یہی راستہ ہے جو میں تمہیں بتا رہا ہوں اور جس پر تم چل رہے ہو وہ باطل ہے۔اس پر بھی اگر راہ تم نے قبول نہ کی تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ۔اور تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔اور دوسری ایمان والی ہوگی اور اسے اللہ تعالیٰ تمہارے مال و منال اور گھر بار کا والی بنا دے گا۔اِنَّ رَبِّيْ بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔اور وہ ایسا علام الغیوب ہے کہ اس سے کسی کا قول اور فعل مخفی نہیں۔اس کے بعد بھی جب قوم ہود نصیحت پذیر نہ ہوئی تو بارگاہ قدیر سے ان پر عذاب کا حکم نافذ ہوا۔چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا۔اور جب ہمارا حکم آیا نجات دی ہم نے ہود کو اور اس کی معیت والے مسلمانوں کو اپنی رحمت سے۔یعنی جب ہمارا عذاب ہمارے حکم سے نازل ہوا اور ملائکہ عذاب لے کر اترے۔تو ہود علیہ السلام اور ان پر جو چار ہزار یا تین ہزار ایمان لائے تھے انہیں ہم نے بچا لیا۔اس لئے کہ وہ ایمان کے باعث مستحق رحمت تھے اور نجات دی ہم نے انہیں سخت عذاب سے وہ سخت عذاب ایک ایسی ہوا تھی۔جس نے ان کے رہنے کے مکان منہدم کر دیئے اور سرکشوں کی ناک کے اندر وہ گھسی اور دبر سے نکلی۔اور اس نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اور نجات سے بعض کے نزدیک یہ ہے کہ عذاب آخرت سے ہی انہیں محفوظ کر دیا اور دنیا کے عذاب سے بھی۔آگے ارشاد ہے: وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اور یہ عاد ہیں کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی۔اور پیرو رہے ہر سرکش ہٹ دھرم کے امر و حکم کے۔اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن۔خبردار رہو بے شک عاد اپنے رب کے منکر ہوئے۔خبردار دوری ہے عاد کے لئے (اللہ کی رحمت سے) جو قوم ہود تھی۔

یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے ہے۔کہ ہلاک شدہ قوموں کے آثار ان کی قبور دیکھو اور عبرۃ حاصل کرو۔اور عاد کے بعد قوم ہود عطف بیان ہے۔اس لئے کہ عاد دو فریق تھے۔ایک عاد اولیٰ اور دوسرا عاد ثانیہ۔جسے عاد ارم کہتے ہیں (چنانچہ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح پہلے ہے) قوم عاد کا شجرہ جو ہے اور انہیں عاد اس لئے کہا گیا۔جیسے بنی ہاشم کو ہاشم کہتے ہیں۔اور دوسرے عاد میں ارم ہے۔جسے عاد ثانی کہا جاتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع-سورۃ ہود -پ ۱۲

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾

اور ثمود کی طرف ان کی برادری کے صالح کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا کوئی نہیں تمہارا معبود اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس نے تمہیں بسایا تو اس سے معافی چاہو اس کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب قریب ہے دعا سننے والا۔

www.waseemziyai.com

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۲﴾

بولے اے صالح ہم تو تمہیں ہونہار سمجھتے تھے اب سے قبل کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ ہم پوجتے ہیں وہی جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اور ہم بیشک شک میں ہیں اس سے جس طرف تم ہمیں رجوع دلاتے ہو۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَیْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ﴿۶۳﴾

فرمایا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر ہوں میں روشن دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور اس نے مجھے اپنی رحمت سے دیا تو مجھے ان سے کون بچائے گا۔ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم مجھے کچھ زیادہ نہ کرواسکو گے سوائے نقصان کے۔

وَ یٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے نہ چھوؤ برائی سے تو تمہیں پکڑے گا عذاب جلدی تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹیں تو (صالح) نے کہا اپنے گھروں میں عیش کرلو تین دن یہ ایسا وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۶۶﴾ وَ اَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۶۷﴾ۙ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ۚ

تو جب ہمارا حکم آیا پھر ہم نے نجات دی صالح کو اور انہیں جو ایمان لائے ہماری رحمت سے اور اس دن کی ذلت سے بے شک تیرا رب قوی ہے عزت والا اور پکڑا انہیں جو ظالم تھے چنگھاڑ نے تو صبح کی انہوں نے اپنے گھروں میں اوندھے گویا کہ کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے خبردار بے شک ثمود نے کفر کیا اپنے رب سے خبردار بعد ہے (رحمت سے) ثمود کو۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَ اِلٰی۔اور طرف	ثَمُوْدَ۔ثمود کی	اَخَاهُمْ۔ان کے بھائی	صٰلِحًا۔صالح کو
قَالَ۔کہا	یٰقَوْمِ۔اے میری قوم	اعْبُدُوا۔عبادت کرو	اللّٰهَ۔اللہ کی
مَا۔نہیں ہے	لَكُمْ۔تمہارے لئے	مِّنْ اِلٰهٍ۔کوئی معبود	غَیْرُهٗ۔سوائے اس کے

www.waseemziyai.com

هُوَ۔اس نے
فِيهَا۔اس میں
تُوبُوٓا۔توبہ کرو
قَرِيبٌ۔قریب ہے
قَدْ۔بے شک
قَبْلَ۔پہلے
نَّعْبُدَ۔عبادت کریں ہم
اِنَّنَا۔اور بے شک ہم
تَدْعُونَآ۔جو بلاتا ہے تو ہمیں
يٰقَوْمِ۔اے میری قوم
عَلٰى بَيِّنَةٍ۔دلیل پر
رَحْمَةً۔رحمت
اِنْ۔اگر
زیادہ کرو گے تم مجھے
هٰذِهٖ۔یہ ہے
فَذَرُوْهَا۔پھر چھوڑ دو اس کو
وَلَا تَمَسُّوْهَا۔اور نہ چھونا اس کو
عَذَابٌ۔عذاب
فَقَالَ۔تو فرمایا
اَيَّامٍ۔دن
مَكْذُوْبٍ۔جھوٹا
نَجَّيْنَا۔نجات دی ہم نے
مَعَهٗ۔اس کے ساتھ
يَوْمِئِذٍ۔دن کی سے
اَلْقَوِيُّ۔طاقتور ہے
ظَلَمُوا۔ظلم کیا
گھروں میں
لَّمْ يَغْنَوْا۔نہیں بسے تھے

اَنْشَاَكُمْ۔پیدا کیا تم کو
فَاسْتَغْفِرُوْهُ۔پھر بخشش مانگو اس سے
اِلَيْهِ۔اس کی طرف
مُّجِيْبٌ۔قبول کرنے والا
كُنْتَ۔تو تھا
اَتَنْهٰنَآ۔تو روکتا ہے تو ہمیں
مَا يَعْبُدُ۔اس کی جو عبادت کرتے تھے
لَفِيْ۔یقیناً
اِلَيْهِ۔اس کی طرف
اَرَءَيْتُمْ۔کیا دیکھا تم نے
مِّنْ رَّبِّيْ۔اپنے رب سے
فَمَنْ۔پھر کون
عَصَيْتُهٗ۔میں نافرمانی کروں اس کی
غَيْرَ۔سوائے
نَاقَةُ اللّٰهِ۔اللہ کی اونٹنی
تَاْكُلْ۔کھائے
بِسُوْٓءٍ۔برائی سے
قَرِيْبٌ۔قریب
تَمَتَّعُوْا۔فائدہ اٹھاؤ
ذٰلِكَ۔یہ
وَعْدٌ۔وعدہ
جَآءَ۔آیا
فَلَمَّا۔پھر جب
صٰلِحًا۔صالح کو
بِرَحْمَةٍ۔رحمت
اِنَّ۔بے شک
الْعَزِيْزُ۔غالب
الصَّيْحَةُ۔چنگھاڑ نے
جٰثِمِيْنَ۔زانو کے بل گرے ہوئے
فِيْهَا۔اس میں

وَاسْتَعْمَرَكُمْ۔اور آباد کیا تم کو
ثُمَّ۔پھر
رَبِّيْ۔میرا رب
يٰصٰلِحُ۔اے صالح
مَرْجُوًّا۔امید کیا گیا
اَنْ۔یہ کہ
اٰبَآؤُنَا۔ہمارے باپ دادا
مِّمَّا۔اس سے
قَالَ۔کہا
كُنْتُ۔ہوں میں
مِنْهُ۔اپنی طرف سے
مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ۔پھر نہ
وَيٰقَوْمِ۔اور اے میری قوم
اٰيَةً۔نشان
فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ۔اللہ کی زمین میں
فَيَاْخُذَكُمْ۔پھر پکڑ لے گا تم کو
فَعَقَرُوْهَا۔پھر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹیں
ثَلٰثَةَ۔تین
غَيْرُ۔نہیں ہے
اَمْرُنَا۔ہمارا فیصلہ
اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے
وَمِنْ خِزْيِ۔اور ذلت اس
هُوَ۔وہ
الَّذِيْنَ۔ان کو جنہوں نے
فِيْ دِيَارِهِمْ۔اپنے
كَاَنْ۔گویا کہ
ثَمُوْدَا۔ثمود نے

وَاسْتَعْمَرَكُمْ۔اور آباد کیا تم کو
ثُمَّ۔پھر
تُوْبُوْٓا۔توبہ کرو
اِنَّ۔بے شک
قَالُوْا۔بولے
فِيْنَا۔ہم میں
اَتَنْهٰنَآ۔تو روکتا ہے تو ہمیں
اَنْ۔یہ کہ
اٰبَآؤُنَا۔ہمارے باپ دادا
شَكٍّ۔شک میں ہیں
مُرِيْبٍ۔شک کرنے والے
اِنْ۔اگر
وَاٰتٰنِيْ۔اور دی اس نے مجھے
يَّنْصُرُنِيْ۔مدد کرے گا میری
تَخْسِيْرٍ۔نقصان کے
لَكُمْ۔تمہارے لئے
فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ۔اللہ کی زمین میں
بِسُوْٓءٍ۔برائی سے
فَعَقَرُوْهَا۔پھر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹیں
فِيْ دَارِكُمْ۔اپنے گھروں میں
وَعْدٌ۔وعدہ
جَآءَ۔آیا
وَالَّذِيْنَ۔اور ان کو
مِنَّا۔اپنی سے
رَبَّكَ۔تیرا رب
وَاَخَذَ۔اور پکڑا
فَاَصْبَحُوْا۔تو ہو گئے وہ
فِيْهَا۔اس میں
اَلَآ اِنَّ۔خبردار بے شک

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

كَفَرُوْا۔کفر کیا رَبَّهُمْ۔اپنے رب کا اَلَا۔خبردار بُعْدًا۔دوری ہو
لِّثَمُوْدَ۔ثمود کو

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔سورۃ ہود۔پ ۱۲

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا۔اور ثمود کی طرف ان کی قوم سے صالح کو (بھیجا)۔فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس نے تمہیں بسایا۔تو اس سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب قریب ہے۔سننے والا۔هُوَ اَنْشَاَكُمْ سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابتداء خلق قوم ثمود سے ہو۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ابتداء خلق آدم علیہ السلام سے ہے اور اصل بشر ہیں۔بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں۔تمہارے باپ دادے ابتداء خلق کئے گئے۔بہر حال انشاء خلق انسان انسان ہی سے ہے۔تو ہر انسان کتم عدم سے منصۂ شہود پر جب آیا تو انشاء خلق اس کی اسی پر ہے۔اور مِّنَ الْاَرْضِ بایں اعتبار ہو سکتا ہے۔کہ دوسرے مقام پر مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى فرمایا جا چکا ہے۔تو ہر مخلوق حیوانی کی انشاء خلق زمین سے ہے۔اور وہ زمین میں ہی بسنا چاہتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں بسایا۔اور اسے بناء مساکن اور حفر انہار غرس اشجار کی احتیاج تھی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نہریں کھودنے مکان بنانے باغات لگانے کی اس میں صلاحیت پیدا فرمائی۔ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: استعمار سے مراد عمر طویل عطا کرنا مقصود ہے۔چنانچہ قوم ثمود میں تین سو سے ہزار ہزار سال کے عمر کے لوگ ہوئے۔تو حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی یہ سب چیزیں پیش کر کے فرمایا کہ وہ ہستی جس نے تمہیں عمر طویل اور انہار کثیر اور مکانات وغیرہ عطا کئے۔وہی اس امر کا مستحق ہے۔کہ اس کی عبادت کی جائے۔اور اسی کے حضور توبہ و استغفار کر کے توبہ کرتے ہوئے رجوع ہو۔وہ اپنے کے قریب ہے اور اس کی توبہ و استغفار قبول فرماتا ہے اس پر قوم ثمود بجائے ہدایت قبول کرنے کے بولی۔قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ ۔اے صالح اس سے قبل تو تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے۔اور ہم سمجھتے تھے کہ تم ہمارے سردار بنو گے۔اس لئے کہ آپ میں غریبوں فقیروں پر سخاوت کرنے کی صلاحیت ہے۔لیکن ہمارے بتوں کی مخالفت سے ہماری امیدیں منقطع ہو گئیں۔کیا تم ہمیں اس پوجا سے منع کرتے ہو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ہم تو یقیناً شک میں پڑ گئے اس لئے کہ آپ ہماری پوجا کو روکتے ہو یہ زبردست دھوکا دینے والا شک ہے۔اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً اور فرمایا (صالح) اے میری قوم بھلا دیکھو تو اگر ہوں میں روشن دلیل پر اپنے رب کی طرف سے۔اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی۔یعنی حکمت اور نبوت سے مجھے نوازا۔فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں اور حکم کے خلاف ہو کر تبلیغ رسالت نہ کروں اور تمہیں بت پرستی سے نہ روکوں تو یہ میری طرف سے نافرمانی ہوگی میرے رب کی۔تو تم سے مجھے سوائے نقصان کے کوئی مدد میں ترقی نہ ہوگی۔اور تمہاری کمزوری اور ذلت کا زیادہ مشاہدہ ہو جائے گا۔لہٰذا تم انصاف سے دیکھو۔اور غور کرو۔

وَ يٰقَوْمِ۔اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے۔تمہارے لئے نشانی۔تو اسے چھوڑ دو۔کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔اور اسے کوئی برائی سے مس نہ کرو۔اس کا مفصل واقعہ تو آٹھویں پارہ کے بیسویں رکوع سورۂ اعراف میں بیان ہو چکا ہے۔مختصراً یہاں بھی مذکور کر دیا جاتا ہے۔واقعہ یہ ہے کہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا تھا۔تو آپ علیہ السلام

www.waseemziyai.com

نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔تو پتھر کے چٹان سے بحکم الٰہی عزوجل اونٹنی سے نر پیدا ہوگیا جسے عربی میں ناقہ کہتے ہیں۔اس کی پیدائش بلانطفہ بلاحمل بلاکسی قوۃ کے ہوئی اور نشوونما میں بھی حسب عادت قدرت اس سے تدریج وتعویق نہ ہوئی۔اور یہ کام ان کے مطالبہ پر بطریق معجزہ تھا۔اس آیہ کریمہ میں اس کے متعلق اشارہ سے یہ احکام فرمائے کہ

اسے زمین میں چرنے دو۔

اسے کسی قسم کا آزار پہنچانے کا ارادہ نہ کرو ورنہ دنیا میں ہی تم پر عذاب آجائے گا اور مہلت نہ دی جائے گی۔جیسا کہ فرمایا: فَيَأْخُذَكُمْ تم دردناک عذاب میں پکڑے جاؤ گے۔لیکن وہ اپنی جہالت پر رہے۔اور فَعَقَرُوهَا انہوں نے اس ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں۔تو (صالح) نے فرمایا: اپنے گھروں میں تین دن رہ لو۔یہ وہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا۔یہ واقعہ چہارشنبہ کو ہوا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: جمعرات یا جمعہ تک جو کرنا ہے وہ کرلو ہفتہ کے روز تم پر عذاب آئے گا۔

اس کی علامت یہ ہے:

پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہوجائیں گے۔

دوسرے روز سرخ اور

تیسرے روز یعنی جمعہ کے دن سیاہ

چوتھے روز یعنی ہفتہ کے دن تم پر عذاب نازل ہوجائے گا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

اِنَّهُمْ لَمَا عَقَرُوا النَّاقَةَ صَعِدَ فَصِيْلُهَا الْجَبَلَ وَ رَغَا ثَلٰثَ رَغَوَاتٍ فَقَالَ صَالِحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكُلِّ رَغْوَةٍ اَجَلُ يَوْمٍ وَابْتِدَاءُ الْاَيَّامِ عَلٰى مَا فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الْاَرْبَعَاءُ۔

وَ رُوِيَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَهُمْ تُصْبِحُ وُجُوْهُكُمْ غَدًا مُّصْفَرَّةً۔

وَ بَعْدَ غَدٍ مُحْمَرَّةً۔

وَالْيَوْمُ الثَّالِثُ مُسْوَدَّةً ثُمَّ يُصَبِّحُكُمُ الْعَذَابُ۔

جب ناقہ کی کونچیں کاٹ دی گئیں تو وہ فصیل ایک پہاڑ پر چڑھا تو تین بار بولا۔تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا ہر بولنے پر ایک دن کی مدت ہے اور اس کی ابتداء چہارشنبہ ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے ثمود سے فرمایا کہ

صبح تمہارے چہرے زرد ہوجائیں گے اس کے بعد سرخ اور تیسرے دن سیاہ اور چوتھے دن صبح تم پر عذاب آئے گا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا تو جب ہمارا حکم آیا۔بچالیا ہم نے صالح اور اس کے اوپر ایمان لانے والے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے اور رسوائی سے اس دن کی۔بے شک تمہارا رب قوی عزت والا ہے۔اور پکڑ لیا انہیں جو ظالم تھے چنگھاڑ نے تو صبح ہی اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے۔

جٰثِمِيْنَ - هَامِدِيْنَ مَوْتٰى لَا يَتَحَرَّكُوْنَ۔اور صیحہ کے اوپر لکھتے ہیں: اَیْ صَيْحَةُ جِبْرِيْلَ اَوْ صَيْحَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهَا كُلُّ صَاعِقَةٍ وَّ صَوْتٍ مُّفْزِعٍ۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع -سورۃ ہود- پ ۱۲

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾

اور بے شک آئے ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر بولے سلام کہا (ابراہیم نے بھی) سلام تو نہ دیر کی (ابراہیم نے) کہ ایک بچھڑا بھنا ہوا لے آئے۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ ؕ

تو جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں جاتے اس پر غیر سمجھا انہیں اور دل ہی دل میں ان سے خوف کیا بولے فرشتے نہ خوف کر ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾

اور ان کی بیوی کھڑی تھیں وہ ہنس پڑیں تو بشارۃ دی ہم نے اسے اسحٰق کی اور اس کے بعد یعقوب کی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

بولی ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہے شوہر میرا بوڑھا بے شک یہ عجیب بات ہے۔

قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾

بولے (فرشتے) کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں تم پر (اے) گھر والو وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ ؕ

تو جب چلا گیا ابراہیم سے خوف اور آئی انہیں خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے بارے میں۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

بے شک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں بھرنے والا رجوع ہونے والا ہے۔

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

اے ابراہیم اعراض کر اس معاملہ میں بے شک آچکا حکم تیرے رب کا اور بے شک آنے والا ہے ان پر عذاب نہ رد ہونے والا

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِىْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾

اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط کے پاس ناگوار ہوا اور ان کے آنے پر دل تنگ ہوا۔

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِىْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِىْ ضَيْفِىْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾

اور کہا یہ دن بڑی سختی کا ہے اور آئی دوڑتی لوط کی قوم اس کے پاس اور اس سے پہلے سے ہی تھی وہ برے کام کرتی کہا اے میری قوم یہ میری قومی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے ستھری ہیں تو ڈرو اللہ سے اور مجھے رسوا نہ کرو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک بھی نیک

www.waseemziyai.com

چلن نہیں۔

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ﴿۷۹﴾

بولے آپ جانتے ہیں کہ نہیں ہمارا حق اس قوم کی بیٹیوں پر اور آپ جانتے ہیں جو ہمارا ارادہ ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِیْدٍ ﴿۸۰﴾

فرمایا اگر مجھ میں تمہارے مقابل قوۃ ہوتی تو میں کسی بڑے پائے کی پناہ لیتا۔

قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ﴿۸۱﴾

بولے فرشتے اے لوط (علیہ السلام) ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے وہ ہرگز نہیں پہنچ سکتے تجھ تک آپ نکلیں معہ اہل اپنے کے راتوں رات اور نہ پیٹھ پھیر کر تم میں سے کوئی دیکھے سوا تمہاری عورت کے اسے بھی پہنچنا ہے وہی جو اس قوم کو پہنچے گا بے شک اس کا وعدہ صبح کا ہے کیا صبح قریب نہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۙ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۳﴾

تو جب آیا ہمارا حکم کر دیا ہم نے بلندیوں والوں کو نیچے اور برسائے ہم نے ان پر کنکر سجیل سے لگا تار جو نشان لگائے ہوئے تھے رب کے پاس اور نہیں وہ ظالموں سے کچھ دور۔

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَلَقَدْ۔ اور بے شک	جَآءَ۔ آئے	رُسُلُنَآ۔ ہمارے بھیجے ہوئے	اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم کے پاس
بِالْبُشْرٰی۔ خوشخبری لے کر	قَالُوْا۔ بولے	سَلٰمًا۔ سلام	قَالَ۔ اس نے بھی کہا
سَلٰمٌ۔ سلام	فَمَا۔ پھر نہ	لَبِثَ۔ ٹھہرا	اَنْ۔ یہ کہ
جَآءَ۔ لایا	بِعِجْلٍ۔ بچھڑا	حَنِیْذٍ۔ بھنا ہوا	فَلَمَّا۔ پھر جب
رَاٰۤ۔ دیکھا اس نے کہ	اَیْدِیَهُمْ۔ ان کے ہاتھ	لَا تَصِلُ۔ نہیں پہنچتے	اِلَیْهِ۔ اس کی طرف
نَكِرَهُمْ۔ تو غیر جانا ان کو	وَاَوْجَسَ۔ اور چھپایا	مِنْهُمْ۔ ان سے	خِیْفَةً۔ ڈر
قَالُوْا۔ بولے	لَا تَخَفْ۔ نہ ڈر	اِنَّآ۔ بے شک ہم	اُرْسِلْنَآ۔ بھیجے گئے ہیں
اِلٰی۔ طرف	قَوْمِ۔ قوم	لُوْطٍ۔ لوط کی	وَامْرَاَتُهٗ۔ اور اس کی بیوی
قَآئِمَةٌ۔ کھڑی تھی	فَضَحِكَتْ۔ وہ ہنس پڑی	فَبَشَّرْنٰهَا۔ تو خوشخبری دی ہم نے اس کو	
بِاِسْحٰقَ۔ اسحٰق کی	وَمِنْ وَّرَآءِ۔ اور بعد	اِسْحٰقَ۔ اسحٰق کے	یَعْقُوْبَ۔ یعقوب کی
قَالَتْ۔ کہنے لگی	یٰوَیْلَتٰۤی۔ اے افسوس	ءَاَلِدُ۔ کیا میں جنوں گی	وَاَنَا۔ اور میں ہوں

www.waseemziyai.com

عَجُوْزٌ۔ بڑھیا
اِنَّ۔ بے شک
قَالُوْٓا۔ بولے
رَحْمَتُ اللّٰهِ۔ اللہ کی رحمتیں ہیں
اَهْلَ الْبَيْتِ۔ اے گھر والو
فَلَمَّا۔ پھر جب
وَجَآءَتْهُ۔ اور آئی اس کو
لُوْطٍ۔ لوط کے متعلق
اَوَّاهٌ۔ دردمند
عَنْ هٰذَا۔ اس سے
رَبِّكَ۔ تیرے رب کا
غَيْرُ۔ جو نہیں ہے
رُسُلُنَا۔ ہمارے بھیجے ہوئے
بِهِمْ۔ ان کی وجہ سے
يَوْمٌ۔ دن
يُهْرَعُوْنَ۔ دوڑتی ہوئی
يَعْمَلُوْنَ۔ کام کرتے
هٰٓؤُلَآءِ یہ ہیں
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
كرو مجھے
رَجُلٌ۔ کوئی آدمی
عَلِمْتَ۔ تو جانتا ہے کہ
وَاِنَّكَ۔ اور یقیناً تو
لَوْ اَنَّ۔ کاش ہوتی
اِلٰى۔ طرف
يٰلُوْطُ۔ اے لوط
لَنْ يَّصِلُوْٓا۔ وہ کبھی نہیں پہنچیں گے
بِاَهْلِكَ۔ اپنے گھر والوں کو

وَهٰذَا۔ اور یہ ہیں
هٰذَا۔ یہ
اَتَعْجَبِيْنَ۔ کیا تعجب کرتی ہے تو
وَبَرَكٰتُهٗ۔ اور اس کی برکتیں
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
ذَهَبَ۔ چلا گیا
الْبُشْرٰى۔ خوشخبری
اِنَّ۔ بے شک
مُنِيْبٌ۔ رجوع کرنے والا
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
وَاِنَّهُمْ۔ اور یقیناً وہ
اٰتِيْهِمْ۔ آنے والا ہے ان کو
وَلَمَّا۔ اور جب
سِيْٓءَ بِهِمْ۔ تو بد دل ہوا
ذَرْعًا۔ سینے میں
عَصِيْبٌ۔ مشکل
وَجَآءَهٗ۔ اور آئی اس کے پاس
اِلَيْهِ۔ اس کی طرف
السَّيِّاٰتِ۔ برے
بَنَاتِيْ۔ میری بیٹیاں
فَاتَّقُوا۔ تو ڈرو
فِيْ ضَيْفِيْ۔ میرے مہمانوں میں
رَّشِيْدٌ۔ بھلا مانس
مَا لَنَا۔ نہیں ہے ہمارے لئے
لَتَعْلَمُ۔ جانتا ہے
لِيْ بِكُمْ۔ مجھے تمہارے مقابل
رُكْنٍ۔ قلعے
اِنَّا۔ بے شک ہم
اِلَيْكَ۔ تیری طرف
بِقِطْعٍ۔ ٹکڑے

بَعْلِيْ۔ میرے خاوند
شَيْءٌ۔ چیز ہے
وَبَرَكٰتُهٗ۔ اور اس کی برکتیں
حَمِيْدٌ۔ تعریف کیا گیا
عَنْ اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم سے
يُجَادِلُنَا۔ جھگڑنے لگا
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم
يٰٓاِبْرٰهِيْمُ۔ اے ابراہیم
قَدْ جَآءَ۔ آچکا ہے
اٰتِيْهِمْ۔ آنے والا ہے ان کو
وَلَمَّا۔ اور جب
سِيْٓءَ بِهِمْ۔ تو بد دل ہوا
وَقَالَ۔ اور کہا
وَجَآءَهٗ۔ اور آئی اس کے پاس
وَمِنْ قَبْلُ۔ اور اس سے پہلے
قَالَ۔ کہا
هُنَّ۔ وہ
اللّٰهَ۔ اللہ سے
اَلَيْسَ۔ کیا نہیں ہے
قَالُوْا۔ بولے
مَا لَنَا۔ نہیں ہے ہمارے لئے
لَتَعْلَمُ۔ جانتا ہے
مَا نُرِيْدُ۔ جو ہم چاہتے ہیں
قُوَّةً۔ طاقت
شَدِيْدٍ۔ مضبوط کی
رُسُلُ۔ بھیجے ہوئے ہیں
اِلَيْكَ۔ تیری طرف
مِّنَ الَّيْلِ۔ رات میں

شَيْخًا۔ بوڑھے
عَجِيْبٌ۔ عجیب
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ اللہ کے فیصلے پر
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
حَمِيْدٌ۔ تعریف کیا گیا
مَّجِيْدٌ۔ بزرگ
الرَّوْعُ۔ ڈر
فِيْ قَوْمِ۔ قوم
لَحَلِيْمٌ۔ یقیناً بردبار ہے
اَعْرِضْ۔ منہ پھیر لے
اَمْرُ۔ حکم
عَذَابٌ۔ عذاب
جَآءَتْ۔ آئے
وَضَاقَ۔ اور تنگ ہو گیا
هٰذَا۔ یہ ہے
قَوْمُهٗ۔ اس کی قوم
كَانُوْا۔ تھے وہ
يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم
اَطْهَرُ۔ پاک ہیں
وَلَا تُخْزُوْنِ۔ اور نہ ذلیل
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
لَقَدْ۔ یقیناً
مِنْ حَقٍّ۔ کوئی حق
قَالَ۔ کہا
اَوْ اٰوِيْٓ۔ یا میں پناہ لیتا
قَالُوْا۔ بولے
رَبِّكَ۔ تیرے رب کے
فَاَسْرِ۔ پھر رات کو لے جا
وَلَا۔ اور نہ

MARKAZ-UL-QURAN ISLAMIA ACADEMY

يَلْتَفِتْ۔ پیچھے دیکھے
اِمْرَاَتُكَ۔ تیری بیوی
اَصَابَهُمْ۔ پہنچے گا ان کو
اَلَيْسَ۔ کیا نہیں ہے
جَآءَ۔ آیا
سَافِلَهَا۔ اس کے نیچے
حِجَارَةً۔ پتھروں
عِنْدَ۔ نزدیک
بِبَعِيْدٍ۔ کچھ دور

مِنْكُمْ۔ تم میں سے
اِنَّهٗ۔ بے شک
اِنَّ۔ بے شک
الصُّبْحُ۔ صبح
اَمْرُنَا۔ ہمارا حکم
وَاَمْطَرْنَا۔ اور بارش برسائی ہم نے
مِّنْ سِجِّيْلٍ۔ کنکروں والے
رَبِّكَ۔ تیرے رب کے

اَحَدٌ۔ کوئی
مُصِيْبُهَا۔ پہنچنے والا ہے اس کو
مَوْعِدَهُمُ۔ ان کا وعدہ
بِقَرِيْبٍ۔ قریب
جَعَلْنَا۔ تو کیا ہم نے
مَّنْضُوْدٍ۔ تہ بہ تہ کی
وَمَا هِيَ۔ اور نہیں وہ

اِلَّا۔ مگر
مَآ۔ جو
الصُّبْحُ۔ صبح ہے
فَلَمَّا۔ پھر جب
عَالِيَهَا۔ اس کا اوپر
عَلَيْهَا۔ اس پر
مُّسَوَّمَةً۔ جو نشاندار تھے
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں سے

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا۔ اور بے شک آئے ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت کے ساتھ کہا انہوں نے سلام ابراہیم نے بھی کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ لائے ایک بچھڑا بھنا ہوا تو جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں پہنچتے کھانے کو تو غیرت محسوس کی دل ہی دل میں وہ خوف کرنے لگے (فرشتے) بولے نہ ڈر ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اس آیہ کریمہ کی تفسیر پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں بیان فرماتے ہیں:

وَ هُمُ الْمَلَائِكَةُ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهُمْ كَانُوْا اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا۔ وہ فرشتے بارہ تھے۔

وَ قَالَ السُّدِّيُ اَحَدَ عَشَرَ عَلٰى صُوْرَةِ الْغِلْمَانِ فِيْ غَايَةِ الْحُسْنِ وَالْبَهْجَةِ۔ وہ گیارہ فرشتے غلمان کی شبیہ میں نہایت ہی حسین بن کر آئے تھے ایک قول ہے وہ دس تھے اور ان میں حضرت روح الامین علیہ السلام بھی تھے۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ نو تھے۔

محمد بن کعب رحمہ اللہ کی تحقیق ہے کہ وہ آٹھ تھے۔

علامہ ماوردی رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ چار تھے اور ان کے نام نہ معلوم ہو سکے۔

عثمان بن محیص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور رفاعیل علیہم السلام تھے۔

اور ایک روایت ابن عباس اور ابن جبیر علیہم رضوان سے ہے اس میں ہے کہ وہ جبرائیل اسرافیل میکائیل علیہم السلام تین ہی تھے۔ مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ جبرئیل میکائیل ملک الموت علیہم السلام تھے۔

اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے تھے جیسا کہ خود ان کا بیان منقول ہے۔

اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی طرف تو صرف مژدہ دینے آئے تھے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ۔ اور عجل عربی میں گائے کے بچھڑے کو کہتے ہیں۔ اور علاوہ عجل کے اس کا نام حنیذ اور خبش بھی ہے اور حنیذ اس مرغن گوشت کو کہتے ہیں جسے گودکر بھون لیا گیا ہو۔ اور سدی رحمہ اللہ اس کے

www.waseemziyai.com

معنی میں صرف سمین یعنی فربہ لکھتے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اخلاق وآداب میں یہ چیز تھی کہ جب کوئی مہمان آتا تو اکرام ضیف میں ضرور کچھ پیش فرماتے تھے اور آپ مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ حتیٰ کہ آپ علیہ السلام بغیر مہمان کھانا تناول نہ فرماتے۔ اس دفعہ اتفاقاً پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا اور آئے تو تین یا چار یا آٹھ یا دس یا گیارہ یا بارہ باختلاف اور آ گئے۔ چونکہ آپ کے ہاں گائے بکثرت تھیں۔ آپ نے ایک موٹے تازے بچھڑے کو ذبح کر کے بھونا اور ان کے آگے رکھا۔

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ گائے کے گوشت کا رواج حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں مہمانی کے طور پر تھا۔ اور مہمان کے آگے مرغوب چیز ہی رکھی جاتی ہے۔ اس لئے یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کو بچھڑا زیادہ مرغوب تھا۔ اور جو چیز انبیائے کرام علیہم السلام میں مستعمل ومرغوب ہو وہ سنت ہوتی ہے۔ تو یہ بچھڑا سنت ابراہیم ہوا۔ اور جو اسے سنت ابراہیم سمجھ کر استعمال کرے وہ اس سنت کا اجر بھی پائے گا۔ اور

فَلَمَّا رَآٓ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ۔ اس میں کنایہ ہے ان کے نہ کھانے کا۔ ان کے ہاتھ کھانے سے نہ ملے یعنی انہوں نے نہ کھایا۔ تو نَكِرَهُمْ اَیْ نَفَرَهُمْ ان سے اجنبیت محسوس فرمائی۔ وَاَوْجَسَ اَیْ اَدْرَکَ محسوس کیا۔ مِنْهُمْ يَعْنِیْ مِنْ جِهَتِهِمْ خِيْفَةً خوف سا محسوس فرمایا۔ تو ملائکہ علیہم السلام چوں کہ امور قلبیہ کا علم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ رَبِّ عَبْدُكَ هٰذَا يُرِيْدُ اَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً اَلْحَدِيْثَ وَ هُوَ قَوْلٌ بِاَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَعْلَمُوْنَ الْاُمُوْرَ الْقَلْبِيَّةَ۔ تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کا خوف دیکھ کر کہا۔ لَا تَخَفْ آپ خوف نہ کریں۔ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ ہم بھیجے گئے ہیں اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ قوم لوط کی طرف۔ اور بعض اس طرف گئے کہ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَعْرِفْ اَنَّهُمْ مَلَائِكَةٌ حَتّٰى قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ جانا بھی نہ تھا کہ وہ فرشتے ہیں۔ جب انہوں نے عرض کیا: لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ تو آپ سمجھے کہ یہ فرشتے ہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے خائف ہونے کا سبب یہ تھا کہ وہ بلا اجازت بے وقت آپ کے یہاں داخل ہو گئے تھے۔ آگے ارشاد ہے: وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا اور اس کی بیوی کھڑی تھی تو ہنس پڑی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی۔ بولی ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے خاوند بوڑھے بے شک یہ تو تعجب خیز بات ہے۔ فرشتے بولے کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم میں۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اہلبیت نبوت بے شک وہ سب خوبیوں والا اعزت والا ہے اور آپ کی بیوی جو کھڑی تھیں وہ حضرت سارہ تھیں۔ جو بنت ہاران بن ناحور آپ کی پھوپھی کی صاحبزادی تھیں۔ ابن ابی حاتم مجاہد سے راوی ہیں: وَ كَانَتْ نِسَاؤُهُمْ لَا تَحْتَجِبُ لَاسِيَّمَا الْعَجَائِزُ مِنْهُمْ۔ اس زمانہ میں عورتیں پردہ نہ کرتی تھیں۔ خصوصاً بڑھیا عورتیں اور حضرت سارہ بڑھیا تھیں۔

وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت سارہ پس پردہ کھڑی تھیں اور باتیں سن رہی تھیں۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑی نماز میں مشغول تھیں۔ بہر حال کسی حال میں ہوں وہاں موجود ضرور تھیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے اقوال ہیں۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔ آگے ارشاد ہے:

تو وہ ہنس پڑیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ ضحک معروف بھی اس سے مراد ہے اور یہ ممکن تھا اسلئے کہ اجنبیت کا خوف زائل

www.waseemziyai.com

ہونے کے بعد ضحک لازمی تھا۔

یا یہ کہ قوم لوط اہل فساد تھی اس پر عذاب کی خبر سن کر آپ کو مسرت ہوئی وہ ضحک مراد ہے۔

ابن انباری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت سارہ نے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مزاحاً فرمایا: اُضْمُمْ اِلَیْکَ لُوْطًا فَاِنِّیْ اَرَی الْعَذَابَ سَیَنْزِلُ بِقَوْمِہٖ وَ کَانَ لُوْطٌ اِبْنَ اَخِیْہِ وَ قِیْلَ ابْنُ خَالَتِہٖ۔

یعنی اب قوم لوط کی حفاظت کیجئے میں تو دیکھ رہی ہوں کہ ان کی قوم پر عذاب عنقریب آ رہا ہے اور یہ اس لئے کہ حضرت لوط علیہ السلام ان کے بھائی کے بیٹے بھتیجے تھے۔ خالہ کے بیٹے تھے اور ایک قول ہے کہ حضرت سارہ کے بھائی تھے اور یہی مشہور ہے۔ حضرت سارہ ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی صاحبزادی تھیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا ہنسنا خوف ابراہیم پر تھا۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کَانَ ذَالِکَ مِنْ غَفْلَۃِ قَوْمِ لُوْطٍ وَ قُرْبِ الْعَذَابِ مِنْھُمْ۔ یہ ہنسنا تاسف تھا غفلت قوم لوط پر اور عذاب کے قریب آ جانے پر۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سارہ بشارت اسحٰق پر تعجباً ہنسیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے تعجب کرتے ہوئے ہنسنا شروع کیا اور فرمایا: عَجَبًا لِاَضْیَافِنَا نَخْدِمُھُمْ بِاَنْفُسِنَا وَ ھُمْ لَا یَاْکُلُوْنَ طَعَامَنَا۔ اور تعجب ہے۔ کہ ہمارے مہمان ہو کر کھانا نہیں کھاتے۔ ہم ان کی خدمت کرتے ہیں اور وہ ہماری خدمت قبول نہیں کرتے۔

بعض کہتے ہیں کہ ضحک سے مراد وہ تبسم ہے جو سرور فرح کے موقع پر ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہوا: وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ﴿۳۹﴾ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ۔

وَ اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَ اَبُو الشَّیْخِ وَ غَیْرِھِمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ضَحِکَتْ بِمَعْنٰی حَاضَتْ۔

ضحک کے معنی حائضہ ہونے پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اور مجاہد و عکرمہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔ محاورہ عرب میں بولتے ہیں خرگوش جب خون حیض دینے لگتا ہے تو ضَحِکَتِ الْاَرْنَبُ بولتے ہیں۔

اور فراء رحمہ اللہ بھی کہتے ہیں۔ ضحک بمعنی حائض استعمال ہوتا ہے۔

اور اس پر اکثر اہل لغت متفق ہیں۔

وَالْحَیْضُ فِی الْعَادَۃِ مِعْیَارٌ عَلٰی اِمْکَانِ الْحَمْلِ۔ حیض عادتاً معیار ہوتا ہے امکان الحمل کا۔

مجمع البیان میں ہے: اَنَّ مَصْدَرَ ضَحِکَ بِمَعْنٰی حَاضَتْ۔

آگے فرمایا: فَبَشَّرْنٰھَا بِاِسْحٰقَ۔ اس میں بشارت ولادت اسحٰق ہے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب کی بشارت ہے۔

یٰوَیْلَتٰی ویل سے ہے۔ اور اصل اس کی خزی ہے اور ہر رسوائی والے امور میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی تعجباً کہا: ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ۔ کیا میں اولاد جنوں گی بانکہ میں عجوز یعنی بڑھیا ہو چکی ہوں۔ اس لئے کہ آپ کی عمر نوے سال کی ہو چکی تھی۔ اور بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ ننانوے سال کی ہو چکی تھی۔

اور ھٰذَا اسم اشارہ کے ساتھ بَعْلِیْ فرما کر شَیْخًا کہا۔ یعنی یہ جو تم دیکھ رہے ہو میرے خاوند ہیں۔ یہ بھی بوڑھے ہیں

www.waseemziyai.com

یعنی سو برس یا ایک سو بیس برس کی عمر کے ہوں گے۔

اہل عرب بعل ایک اپنے معبود کو بھی کہتے تھے اس کے ذریعہ وہ اپنے خیال میں تقرب الی اللہ حاصل کرتے تھے اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ۔ یہ تعجب ناک بات ہے۔ اس پر فرشتوں نے حضرت سارہ کو جو زوجہ محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام تھیں عرض کیا: اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔

حضور آپ تعجب کرتی ہیں اللہ کے حکم سے یا نکہ آپ کے لئے تو کسی طرح مقام تعجب ہی نہیں۔ اس لئے آپ تو اہلبیت نبوت سے ہیں اور اس گھر میں ہیں جو معجزات اور خوارق عادات اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا مورد ہے۔ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور وہ ذات حمید و مجید ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اَیْ قُدْرَتِهٖ وَ حِکْمَتِهٖ اَوْ تَکْوِیْنِهٖ وَ شَانِهٖ سُبْحَانَهٗ اَنْکَرُوْا عَلَیْهَا تَعَجُّبَهَا لِاَنَّهَا کَانَتْ نَاشِئَةً فِیْ بَیْتِ النُّبُوَّةِ وَ مَهْبَطِ الْوَحْیِ وَ مَحَلِّ الْخَوَارِقِ فَکَانَ حَقُّهَا اَنْ تَتَوَفَّرَ وَلَا یَزْدَهِیْهَا مَا یَزْدَهِیْ سَائِرَ النِّسَاءِ مِنْ اَمْثَالِ هٰذِهِ الْخَوَارِقِ مِنْ اَلْطَافِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ الْخَفِیَّةَ وَلَطَائِفُ صُنْعِهِ الْفَائِضَةِ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ مِمَّنْ یَّتَعَلَّقُ بِاِفَاضَتِهٖ عَلَیْهِ مَشِیَّتُهٗ تَعَالَی الْاَزَلِیَّةُ لَا سِیَّمَا اَهْلُ بَیْتِ النُّبُوَّةِ الَّذِیْنَ هُمْ وَ اَنْ تُسَبِّحَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَ تُمَجِّدَهٗ وَ تُحَمِّدَهٗ اِلٰی ذَالِکَ اَشَارُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی رَحْمَةُ اللّٰهِ الْمُتَتَبِّعَةُ کُلَّ خَیْرٍ وَ بَرَکَتُهٗ اَیْ خَیْرَاتُهُ التَّامَّةُ الْمُتَکَاثِرَةُ الَّتِیْ مِنْ جُمْلَتِهَا هِبَةُ الْاَوْلَادِ۔

وَ قِیْلَ الرَّحْمَةُ النُّبُوَّةُ وَالْبَرَکَاتُ الْاَسْبَاطُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لِاَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ مِنْهُمْ وَ کُلُّهُمْ مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ اور ۲۲ پارہ میں فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔ اور آل اور اہل دونوں ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

وَاسْتَدَلَّ بِالْاٰیَةِ عَلٰی دُخُوْلِ الزَّوْجَةِ فِیْ اَهْلِ الْبَیْتِ وَ هُوَ الَّذِیْ ذَهَبَ اِلَیْهِ السُّنِّیُّوْنَ وَ یُؤَیِّدُهٗ مَا فِیْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ۔

اہل سنت و جماعت کے عقیدہ میں ازواج مطہرات اہل بیت میں ہیں اور اس وجہ سے داخل ہیں کہ قرآن کریم نے بائیسویں پارہ کے شروع میں اَهْلَ الْبَیْتِ فرما کر ان کی تطہیر کی اور سیاق کلام میں ازواج سے مخاطبہ ہے۔ اور یہاں تو صاف رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَکَتُهٗ اَهْلَ الْبَیْتِ فرمایا اس کا سیاق حضرت سارہ کے استعجاب قولیہ پر ہے یعنی بالعجوز سے۔ بنا برایں عقیدہ اہل سنت قوی ہے اور تاویل کی اس میں گنجائش نہیں۔ چنانچہ صاحب روح المعانی آلوسی رحمہ اللہ بھی اسی کے موید ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

''فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ۔ تو جب جاتا رہا ابراہیم سے خوف اور اسے خوشخبری ملی جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے بارے میں بے شک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا اللہ کے حضور رجوع لانے والا ہے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال اور ان سے عذاب ہٹانے کی دعا میں اصرار کو اللہ تعالیٰ جدل فرماتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بارگاہ جلت مجدہ میں کسی کو مجال دم زدن نہیں۔ البتہ تقرب خلت یا قرب محبوبیت کے ناز پر سوال بالاصرار کو

www.waseemziyai.com

یُجَادِلُنَا فرمایا گیا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ یُجَادِلُنَا رُسُلَنَا فِیْ حَالِهِمْ وَ شَانِهِمْ۔ یُجَادِلُنَا۔ سے مراد ملائکہ سے جھگڑنے کے ہیں اور اس قصہ کے متعلق یہ واقعہ ہے جو سورۂ عنکبوت میں ہے: وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا۔

یعنی جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے تو کہنے لگے ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں بے شک اس بستی والے ظالم ہیں تو (ابراہیم نے) کہا بے شک اس بستی میں لوط ہے۔

فَقَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا مُجَادَلَتُهٗ وَعُدَّ ذَالِکَ مُجَادَلَتُهٗ لِاَنَّ مَا لَهٗ هُوَ عَلٰی مَا قِیْلَ۔ تو یہ مکالمہ حضرت خلیل علیہ السلام نے مجادلہ کے طور پر فرمایا کہ اس بستی میں جب حضرت لوط علیہ السلام بھی ہیں تو تم انہیں بھی اس بستی کے ساتھ ہلاک کرو گے پھر فرمایا:

كَیْفَ تُهْلَکُ قَرْیَةٌ فِیْهَا مِنْ مُؤْمِنٍ غَیْرُ مُسْتَحِقٍ لِلْعَذَابِ۔ کیسے وہ بستی ہلاک کی جائے گی جس میں ایک مومن ایسا بھی ہو جو مستحق عذاب نہ ہو۔

اس پر جواب دیا گیا: نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا ۫ لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ہم خوب جانتے ہیں جو اس بستی میں ہے البتہ نجات دیں گے ہم اسے اور اس کے اہل کو مگر اس کی بیوی کو کہ وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ كَانَ فِیْهَا خَمْسُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَتُهْلِكُنَا قَالُوْا لَا قَالَ فَثَلَاثُوْنَ قَالُوْا لَا قَالَ فَعِشْرُوْنَ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنْ كَانَ فِیْهِمْ عَشَرَةٌ اَوْ خَمْسَةٌ قَالُوْا لَا قَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ كَانَ فِیْهَا رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَتُهْلِكُوْنَهَا قَالُوْا لَا فَعِنْدَ ذَالِکَ قَالَ (اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا)۔

یہ تو بتاؤ اگر اس بستی میں پچاس مسلمان ہوں تو اس بستی کو ہلاک کرو گے فرشتے بولے نہیں فرمایا اگر تیس ہوں تو عرض کیا نہیں فرمایا تو جب بیس ہوں تو ہلاک کرو گے عرض کیا نہیں فرمایا اگر دس یا پانچ ہوں تو عرض کیا نہیں فرمایا اچھا یہ بتاؤ اگر ایک مسلمان ہو تو ہلاک کرو گے عرض کیا نہیں تو پھر فرمایا اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا۔ اس بستی میں لوط ہیں۔ اس کے بعد جناب باری کی طرف ارشاد ہوا:

''یٰٓاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔ اے ابراہیم اس خیال سے اعراض کر بے شک تیرے رب کا حکم آ چکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے جو واپس نہ لوٹے گا''۔

یعنی جواب میں ملائکہ علیہم السلام نے کہا کہ حضور اس خیال کو چھوڑ دیجئے یہ تو آپ کے رب کا حکم نافذ ہو چکا ہے اور جب حکم نافذ ہو جاتا ہے تو رد نہیں ہوا کرتا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ قُلْنَا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کہا اے ابراہیم اس خیال سے اعراض کرو۔ یہ تمہارے رب کا حکم ہے جو رد نہ ہوگا۔

''وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا۔ اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط کے پاس اسے غم ہوا اور وہ ان کے آنے سے تنگ دل ہوئے''۔

www.waseemziyai.com

اس لئے کہ یہ فرشتے حسین وجمیل شکل میں آئے تھے اور آپ علیہ السلام اپنی قوم کی بدعادت سے واقف تھے۔اس وجہ سے ان کا ایسے ماحول میں آنا آپ علیہ السلام کو بارگزرا۔اور فرمانے لگے:

''یہ دن بہت سختی کا ہے''۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہوکر حضرت لوط علیہ السلام کی طرف چلے لوط علیہ السلام کی بستی ابراہیم علیہ السلام کی بستی سے چار فرسخ پر تھی اور فرسخ کو فارسی میں فرسنگ کہتے ہیں۔ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور ہر میل چار ہزار گز کا اور ہر گز چھ مشت یا چوبیس انگلی کا ہوتا ہے۔

(لمعات نولکشوری)

یہ فرشتے غلمان اور حسین شبیہ میں وہاں پہنچے تو آپ علیہ السلام کو ان کا آنا اس وجہ سے ناگوار گزرا کہ اگر قوم کے شریر ادھر کو آئیں اور آپ علیہ السلام ان کے دفع سے عاجز آئیں تو آپ علیہ السلام کو یہ بات ناگوار تھی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بستی میں آٹھ میل کا فاصلہ تھا تو یہ فرشتے دن ڈھلتے وقت پہنچے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی کھیتی میں پایا۔

ایک قول ہے کہ انہوں نے آپ علیہ السلام کی ایک صاحبزادی کو دیکھا کہ نہر سدوم سے پانی کھیت کو دے رہی تھیں تو انہوں نے راستہ پوچھا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے ہم مہمان ہیں صاحبزادی ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر اپنی قوم سے خوفزدہ ہوئیں اور کہنے لگیں مَكَانَكُمْ آپ یہیں ٹھہریں وَ ذَهَبَتْ اِلٰى اَبِيْهَا اور وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان کو مہمانوں کی خبر دی حضرت لوط علیہ السلام ان کی طرف تشریف لائے انہوں نے کہا ہم آج رات آپ کے مہمان رہنا چاہتے ہیں۔حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے اس قوم کے اعمال کا حال نہیں سنا۔فرشتوں نے عرض کیا ان کے کیا عمل ہیں۔لوط علیہ السلام نے فرمایا: اُشْهِدُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّهُمْ شَرُّقَوْمٍ فِى الْاَرْضِ وَقَدْ كَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ لِلْمَلٰئِكَةِ لَا تُعَذِّبُوْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدَ عَلَيْهِمْ لُوْطٌ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ۔

جب آپ علیہ السلام نے ایک بار یہ فرمایا تو جبریل علیہ السلام نے آپس میں فرمایا یہ تو ایک بار شہادت ہوئی پھر انہوں نے دوبارہ سوال کیا آپ علیہ السلام نے دوبارہ ان کی بدچلنی پر قسم اٹھائی پھر ان سے سوال کیا حتیٰ کہ چار بار شہادت مکمل ہوگئی اور یہ فرشتے بستی میں داخل ہوگئے اور حضرت لوط علیہ السلام بھی ساتھ آگئے۔

اور جناب باری تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو یہ حکم تھا کہ چار بار شہادت لوط علیہ السلام لئے بغیر ان کی قوم پر عذاب نہ کرنا۔چنانچہ انہوں نے وہ نصاب شہادت پورا کرلیا۔

''وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا۔اور تنگ ہوگئی حضرت لوط پر ذرع یعنی کوشش اور طاقت۔اس کے حاصل معنی تنگ دل ہونے کے ہوئے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: وَقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ اور کہا یہ بڑی سختی کا دن ہے آگے ارشاد ہے:

کشاف میں ہے کہ عرب اپنے محاورہ میں ضِيْقُ الذِّرَاعِ بولتے ہیں جو عبارت ہے فقدان طاقت سے اور يَوْمٌ عَصِيْبٌ کا ترجمہ يَوْمٌ شَدِيْدٌ لکھتے ہیں۔وَاَصْلُهٗ مِنَ الْعَصْبِ بِمَعْنَى الشَّدِّ كَاَنَّهٗ شِدَّةُ شَرِّهٖ عَصَبَ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ۔

''وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ایک روایت میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی نکلی اور اپنی قوم کو کہہ

www.waseemziyai.com

آئی کہ حضرت لوط کے یہاں نہایت حسین وجمیل امرد لڑکے مہمان آئے ہیں ان کے حسن کا مقابل آج تک دیکھا نہیں گیا یہ سنتے ہی وہ شریر النفس لوگ۔

''آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور انہیں پہلے ہی سے برے کاموں کی عادت پڑی ہوئی تھی''۔

یہ سب مکان میں آ گئے ان میں کچھ شرم وحیا باقی نہ رہی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ یُهْرَعُوْنَ کا ترجمہ فرماتے ہیں: اَیْ یَسْتَحِثُّوْنَ اِلَیْهِ کَاَنَّهٗ یَحُثُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اَوْ یَحُثُّهٗ کَبِیْرُهُمْ وَ یَسُوْقُهُمْ۔ یعنی ایک پر ایک گرتے ہوئے طمع فاحش کے لئے دوڑے ہوئے آئے تو آپ علیہ السلام نے انہیں ہدایت فرمائی اور کہا:

''قَالَ یٰقَوْمِ۔ اے میری قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں''۔

یعنی انہیں فرمایا کہ عادت خبیثہ چھوڑو اور اپنی بیویوں سے تمتع کرو جو میری قوم کی بیٹیاں ہیں۔ یہاں حضرت لوط علیہ السلام نے شفقتاً قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں فرمایا لیکن یہ حسن خلق تو ان کو فائدہ مند تھا جو انسان ہوتے یہ تو اپنے وحشیانہ معاشرے میں حیوانوں سے بھی گئے گزرے تھے۔ ان میں دنیا کے تمام عیب آ چکے تھے۔

فحش کار تھے تو ایسے کہ ان کی نظیر نہ تھی۔ مکاء وصفیر کے علاوہ لہو ولعب کبوتر بازی، قمار بازی مسخری وغیرہ تمام ہی عیب تھے

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ پر روح المعانی میں چند توجیہات ہیں:

اول یہ کہ لفظی ترجمہ کے اعتبار سے آپ نے اپنی صاحبزادیاں پیش فرمائیں۔ اور انہیں کہا کہ ان سے عقد کر لو مگر انہوں نے اپنے خبث باطن کی بنا پر اسے قبول نہ کیا۔ اب یہ سوال کہ تزویج مومنات بالکفار کیسے ہو سکتی تھی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تَزْوِیْجُ الْمُؤْمِنَاتِ مِنَ الْکُفَّارِ فَاَنَّهٗ کَانَ جَائِزًا وَ قَدْ زَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهٗ زَیْنَبَ لِاَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ وَ ابْنَتَهٗ رُقَیَّةَ لِعُتْبَةَ بْنِ اَبِیْ لَهَبٍ قَبْلَ الْوَحْیِ وَ کَانَا کَافِرِیْنِ۔

اِلَّا اَنَّ عُتْبَةَ بْنَ اَبِیْ لَهَبٍ لَمْ یَدْخُلْ بِهَا وَ فَارَقَهَا بِطَلَبِ اَبِیْهِ حِیْنَ نَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

وَ اَبَا الْعَاصِ کَانَ قَدْ دَخَلَ بِهَا لٰکِنْ لَمَّا اُسِرَ یَوْمَ بَدْرٍ وَ فَادٰی نَفْسَهٗ اَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ اَنْ یَّرُدَّهَا اِذَا فَاَرْسَلَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ طَلَبِهَا فَجَاءَ ا بِهَا ثُمَّ اِنَّهٗ اَسْلَمَ وَاَتَی الْمَدِیْنَةَ فَرَدَّهَا عَلَیْهِ السَّلَامُ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ۔

مومنہ لڑکی کا عقد کافر سے قبل نزول وحی جائز تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کا عقد ابولعاص بن ربیع سے کیا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد عتبہ بن ابولہب سے کیا لیکن یہ دونوں عقد قبل نزول وحی ہوئے اور ابوالعاص اور عتبہ دونوں کافر تھے۔

مگر عتبہ نے تعلق زوجیت عمل میں لانے سے پہلے ہی مفارقت کر دی اس لئے کہ اس کے باپ ابولہب نے اسے علیحدہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ جبکہ سورۂ تبت یدا نازل ہوئی تو اس سے جل کر اس نے اپنے بیٹے سے مفارقت کرائی اور یہ وہ صاحبزادی ہیں جن کا عقد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

www.waseemziyai.com

اور ابو العاص کے یہاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا آباد رہیں لیکن جب وہ یوم بدر میں قید ہوا اور اسلام کے مقابل جان دینے پر آمادہ ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عہد لیا کہ وہ حضور کی صاحبزادی کو واپس کر دے گا جب لوٹ کر آئے گا۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو حضرت زید بن حارثہ اور دو آدمی علیہم رضوان انصار سے صاحبزادی کو لینے کے لئے بھیجے اور وہ انہیں لے کر آ گئے۔

پھر ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نکاح جدید کے ساتھ ان کے عقد میں دیں۔

ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سابقہ عقد پر ہی دیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جو حسن بن فضل رحمہ اللہ سے ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی صاحبزادیاں انہیں پیش فرمائیں اور اس پر علامہ زجاج رحمہ اللہ متفق ہیں اور اس صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لوط علیہ السلام میں مسلمہ کا عقد کافر سے جائز نہ تھا۔

اور ایک تیسرا قول یہ ہے کہ دو آدمی اس قوم کے سردار تھے جن کا کہنا قوم مانتی تھی تو آپ علیہ السلام نے ارادہ فرمایا کہ دونوں صاحبزادیوں کا عقد ان سے فرما دیں اور ان دو صاحبزادیوں کے سوا اور کوئی صاحبزادی نہ تھی۔ جیسا کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا نام زعوراء تھا اور دوسری کا نام زیتا تھا۔

چوتھا قول یہ ہے کہ آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں۔

پانچواں قول یہ ہے کہ یہ رشتہ بشرط اسلام آپ اکراماً للضیف کرنا گوارہ فرما رہے تھے جو غایت کرم اور وسعت اخلاق کی دلیل ہے۔

اور چھٹا قول وہ ہے جس کی بنا پر ہم نے هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کے ترجمہ میں میری قوم کی بیٹیاں لکھا اور اس کی سند بھی سابقہ اقوال سے اقوی اور اصح ہے۔ حَيْثُ قَالَ الْاَلُوْسِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَخْرَجَ اَبُو الشَّيْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَّ مُجَاهِدٍ وَ ابْنِ اَبِي الدُّنْيَا وَ ابْنِ عَسَاكِرٍ عَنِ السُّدِّيْ اَنَّ الْمُرَادَ بِبَنَاتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِسَاءُ اُمَّتِهٖ وَالْاِشَارَةُ بِهٰٓؤُلَاءِ لِتَنْزِيْلِهِنَّ مَنْزِلَةَ الْحَاضِرِ عِنْدَهٗ وَ اِضَافَتُهُنَّ اِلَيْهِ لِاَنَّ كُلَّ نَبِيٍّ اَبٌ لِّاُمَّتِهٖ وَ فِيْ قِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ هُوَ اَبٌ لَّهُمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔

ابو الشیخ رحمہ اللہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے

اور مجاہد

اور ابن ابی الدنیا

اور ابن عساکر سدی رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ سے مراد نساء امت لوط علیہ السلام ہیں

www.waseemziyai.com

اور هٰٓؤُلَآءِ کے ساتھ جو اشارہ تنزیلیہ ہے کہ وہ سب بمنزلہ حاضر کے ہیں ان کے لئے

اور یہ اضافت حضرت لوط علیہ السلام کی طرف سب کی بیبیاں ہونے کی اس وجہ میں ہے کہ ہر نبی بمنزلہ باپ کے ہے۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ ھُوَ اَبٌ لَّھُمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ آیا ہے تو گویا بقرات ابن مسعود وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ منصوص قطعی ہے یعنی نبی ان سب کے باپ ہیں اور ان کی بیویاں سب کی مائیں ہیں۔ فافھم و تدبر

اور قرات ابی میں اس طرح ہے وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ وَ ھُوَ اَبٌ لَّھُمْ۔

اور ھُوَ اَطْھَرُ لَکُمْ پر فرماتے ہیں: وَ یُرَادُ مِنَ الطَّھَارَۃِ عَلَی الْاَوَّلِ الطَّھَارَۃُ الْحِسِّیَّۃُ وَ ھِیَ الطَّھَارَۃُ عَمَّا فِی اللَّوَاطَۃِ مِنَ الْاَذٰی وَ الْخَبَثِ۔ اس میں طہارت حسی کا اظہار ہے جو لواطت کی اذیت اور خبث سے پاک ہے۔

اور طہارت معنوی یہ ہے کہ تنزہ فحش سے اور گناہ کبیرہ سے حاصل ہو۔ انتہی مختصراً

''فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ۔ کے متعلق مفہوم واضح ہے کہ مہمان کی بے حرمتی میزبان کی ذلت ہے اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ اس پر اس بے حیا قوم نے یہ جواب دیا جو آگے ارشاد ہے:

''قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِکَ مِنْ حَقٍّ۔ بولے (اے لوط) آپ جانتے ہیں کہ آپ کی قوم کی بیٹیوں میں ہمارا حق نہیں''۔

یعنی ہماری خوئے بد ہمیں لڑکیوں کی طرف راغب نہیں ہونے دیتی ہمیں تو گندگی منہ لگ گئی ہے۔

''اور آپ جانتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں''۔ یعنی ہم خوگر فواحش ہو چکے ہیں ہمیں وہ چیز جس کی ہمیں رغبت ہے قوم کی بیٹیوں میں حاصل نہیں۔

''قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً۔ فرمایا (لوط علیہ السلام نے) اے کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط جگہ پناہ لیتا''۔

یعنی اگر میرے پاس تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میرا قبیلہ ہوتا جو میری مدد کرتا تو مقابلہ اور مقاتلہ کرتا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا اور اندر سے آپ علیہ السلام یہ گفتگو فرما رہے تھے۔ قوم نے چاہا کہ دیوار توڑ دے اس پر حضرت لوط علیہ السلام اضطراب میں تھے تو۔

''قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ۔ فرشتوں نے کہا حضرت آپ فکر نہ کریں ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ آپ تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تو آپ نکل جائیں معہ گھر والوں کے راتوں رات اور تم میں سے کوئی پھر کر نہ دیکھے مگر آپ کی بیوی (کافرہ) اسے بھی وہی مصیبت آنی ہے جو انہیں آئے گی بے شک ان کے (عذاب کا) وعدہ صبح کے وقت ہے کیا صبح قریب نہیں ہے''۔

حضرت آپ کا پایہ مضبوط ہے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں دروازہ کھول دیجئے اور انہیں ہماری طرف آنے دیجئے وہ آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے دروازہ کھول دیا اور قوم کے خبثاء وحمقاء مکان میں گھس گئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم الٰہی عزوجل اپنا بازو ان کے منہ پر مارا سب اندھے ہو گئے اور حضرت لوط علیہ السلام کے

www.waseemziyai.com

مکان سے نکل کر بھاگے انہیں راستہ نظر نہ آیا ادھر ادھر بھٹکتے پھر رہے تھے اور کہتے جاتے تھے لوط علیہ السلام کے یہاں بڑے جادوگر ہیں انہوں نے ہم پر جادو کر دیا۔ پھر فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ علیہ السلام اب یہاں سے چلے جائیں اور اپنے گھر والے بھی ساتھ لے جائیں حضرت لوط علیہ السلام نے دریافت کیا یہ عذاب ان پر کب ہوگا حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی صبح اس عذاب کا وقت ہے اور صبح قریب ہے۔

''فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا۔ پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر والوں کو نیچے کر دیا اور اس قوم پر کنکر کے پتھر لگا تار برسائے جو نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں''۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بستی کے طبقہ کو روح الامین نے اپنا بازو ڈال کر ان پانچوں شہروں کو جس میں سدوم سب سے بڑا تھا اس میں چار لاکھ آبادی تھی اتنا اونچا اٹھایا کہ وہاں کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچیں اور ایسی صفائی سے اٹھایا کہ کسی برتن کا پانی بھی نہ چھلکا اور کوئی سویا ہوا بیدار نہ ہوا پھر اسے اوندھا کر کے زمین پر دے مارا۔ مدائن قوم لوط کے پانچ شہر تھے۔ میعہ، صعرہ، عصرہ، دوما، سدوم اور سب میں بڑا شہر سدوم تھا۔ اس میں حضرت لوط علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ قتادہ کہتے ہیں اس میں چار لاکھ کی آبادی تھی۔ (روح المعانی)

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ان کنکروں پتھروں پر سرخ خطوط تھے۔ (روح المعانی)

حسن وسدی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ان پر مہر لگی ہوئی تھی۔

ایک قول ہے جس پتھر سے جس کی موت مقدر تھی اس کا نام اس پر تھا۔ (روح المعانی)

اصل عبارت روح المعانی کی یہ ہے: رُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَغْلَقَ بَابَهٗ دُوْنَ اَضْیَافِهٖ وَاَخَذَ یُجَادِلُ قَوْمَهٗ عَنْهُمْ مِنْ وَّرَاءِ الْبَابِ فَتَسَوَّرُوا الْجِدَارَ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَلٰئِكَةُ مَا عَلٰى لُوْطٍ مِّنَ الْكَرْبِ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ بِضَرَرٍ وَلَا مَكْرَهٖ فَافْتَحِ الْبَابَ وَ وَدِّعْنَا وَ اِیَّاهُمْ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلُوْا فَاسْتَاْذَنَ جِبْرِیْلُ رَبَّ الْعِزَّةِ فِیْ عُقُوْبَتِهِمْ فَاَذِنَ لَهٗ فَلَمَّا دَنَوْا طَمَسَ اَعْیُنَهُمْ فَانْطَلَقُوْا عُمْیًا یَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَ هُمْ یَقُوْلُوْنَ النَّجَا النَّجَا فَاِنَّ فِیْ بَیْتِ لُوْطٍ (عَلَیْهِ السَّلَامُ) قَوْمٌ سَحَرَةٌ۔

وَ فِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَغْلَقَ الْبَابَ عَلٰى ضَیْفِهٖ فَجَاءُوْا وَ كَسَرُوا الْبَابَ فَطَمَسَ جِبْرِیْلُ اَعْیُنَهُمْ فَقَالُوْا یَا لُوْطُ جِئْتَنَا بِسَحَرَةٍ وَ تَوَعَّدُوْهُ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً قَالَ یَذْهَبُ هٰؤُلَاءِ وَ یَذَرُوْنِیْ فَعِنْدَ مَا قَالَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا تَخَفْ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الْقِطْعِ مِنَ الْاِسْرَاءِ۔

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا یَنْظُرُ اِلٰى وَرَائِهٖ۔

وَ كَذَا یَقُرُّ لِلُوْطٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ لِاَهْلِهٖ اَیْ لَا یَلْتَفِتُ اَحَدٌ مِّنْكَ وَ مِنْ اَهْلِكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ۔

چنانچہ جب حضرت لوط علیہ السلام معہ بیوی بچوں کے نکلے تو حکم فرمایا کوئی پھر کر نہ دیکھے۔ چنانچہ جب عذاب کے ساتھ آوازیں سنی گئیں تو وہی کافرہ بیوی پکاری: یَا قَوْمَاهُ فَاَدْرَكَهَا الْحَجَرُ فَقَتَلَهَا ''ہائے میری قوم'' تو ایک پتھر آیا اور اسے ہلاک کر دیا۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ ہود- پ ۱۲

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ﴿۸۴﴾

اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو (بھیجا) کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور نہ کمی کرو ماپ اور تول میں بے شک میں تمہیں دیکھتا ہوں آسودہ حال اور میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے گھیرنے والے دن کے۔

وَ یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۸۵﴾

اور اے میری قوم پورا کرو پیمانہ اور تول انصاف سے اور نہ گھٹا کر لوگوں کو ان کی چیزیں دو اور نہ مچاتے پھرو فساد زمین میں۔

بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۸۶﴾

جو بچے اللہ کا دیا وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر ہو تم ایمان والے اور نہیں میں تم پر نگہبان۔

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ﴿۸۷﴾

بولے اے شعیب کیا تمہاری نمازیں تمہیں یہ حکم دیتی ہیں کہ ہم چھوڑ دیں اسے جسے ہمارے باپ دادا پوجتے تھے یا ہم نہ کریں اپنے مالوں میں جو چاہیں آپ تو بے شک بڑے بردبار نیک چلن ہو۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ رَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰی مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴿۸۸﴾

فرمایا اے میری قوم بھلا بتلاؤ تو اگر ہوں میں روشن دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور اس نے مجھے رزق دیا اپنے پاس سے اچھا رزق اور میں نہیں چاہتا کہ تمہیں جس بات سے منع کروں خود ہی اس کے خلاف کرنے لگوں میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تمہیں سنواروں۔ جہاں تک ہو سکے اور میری توفیق اللہ کی طرف سے ہے اس پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

وَ یٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْۤ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۹﴾

اور اے میری قوم تمہیں اتنا مجرم نہ بنا دے میری ضد کہ تمہیں بھی پہنچے اسی طرح جو پہنچا قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح کو اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور نہیں۔

وَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾

اور بخشش مانگو اپنے رب سے پھر اس کی طرف رجوع ہو بے شک میرا رب بخشنے والا محبت والا ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا ۚ وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ ﴿۹۱﴾

بولے اے شعیب ہم نہ سمجھ سکے بہت سی تمہاری باتیں اور ہم تمہیں دیکھتے ہیں اپنے میں ضعیف اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم نے تم پر پتھراؤ کر دینا تھا اور نہیں تم ہم میں عزت والے۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْۤ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّا ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۹۲﴾

فرمایا اے میری قوم کیا میرا کنبہ زیادہ عزت والا ہے اللہ سے اور اسے تم نے پس پشت ڈال دیا ہے بے شک میرا رب جو کچھ تم کرتے ہو سب پر محیط ہے۔

وَ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَ ارْتَقِبُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِیْبٌ ﴿۹۳﴾

اور اے میری قوم اپنا کام کئے جاؤ اپنی جگہ میں میں اپنا کام کرتا ہوں عنقریب جان لو گے کس پر آتا ہے وہ عذاب جو رسوا کرے گا اس کو اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ اَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۴﴾

اور جب آیا ہمارا حکم نجات دی ہم نے شعیب کو اور انہیں جو ایمان لائے اپنی رحمت سے اور پکڑ لیا انہیں جو ظالم تھے چنگھاڑ نے تو صبح کی انہوں نے اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے۔

كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾

گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے خبردار دور ہوں مدین والے جیسے دور ہوئے ثمود۔

حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَ اِلٰی - اور طرف
قَالَ - کہا
مَا - نہیں ہے
وَلَا - اور نہ
اِنِّیْ - بے شک میں
اَخَافُ - ڈرتا ہوں
مُحِیْطٌ - گھیرنے والے سے
وَالْمِیْزَانَ - اور تول
النَّاسَ - لوگوں کو

مَدْیَنَ - مدین کی
یٰقَوْمِ - اے میری قوم
لَكُمْ - تمہارے لئے
تَنْقُصُوا - کم کرو
اَرٰىكُمْ - دیکھتا ہوں تم کو
عَلَیْكُمْ - تم پر
وَیٰقَوْمِ - اور اے میری قوم
بِالْقِسْطِ - انصاف سے
اَشْیَآءَهُمْ - ان کی چیزیں

اَخَاهُمْ - ان کے بھائی
اعْبُدُوا - عبادت کرو
مِّنْ اِلٰهٍ - کوئی معبود
الْمِكْیَالَ - ماپ
بِخَیْرٍ - بھلائی سے
عَذَابَ - عذاب
اَوْفُوا - پورا کرو
وَلَا - اور نہ
وَلَا - اور نہ

شُعَیْبًا - شعیب کو
اللّٰهَ - اللہ کی
غَیْرُهٗ - سوائے اس کے
وَالْمِیْزَانَ - اور تول
وَّاِنِّیْۤ - اور بے شک میں
یَوْمٍ - دن
الْمِكْیَالَ - ماپ
تَبْخَسُوا - کم دو
تَعْثَوْا - پھرو

www.waseemziyai.com

فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
وَمَآ۔ اور نہیں
قَالُوْا۔ بولے
اَنْ۔ یہ کہ
اَوْ۔ یا
مَانَشٰٓؤُا۔ جو ہم چاہیں
الرَّشِيْدُ۔ نیک چلن
اِنْ۔ اگر
مِّنْ رَّبِّيْ۔ اپنے رب سے
رِزْقًا۔ رزق
اَنْ۔ یہ کہ
اَنْهٰىكُمْ۔ میں تمہیں روکتا ہوں
اِلَّا۔ مگر
وَمَا۔ اور نہیں ہے
عَلَيْهِ۔ اسی پر
وَيٰقَوْمِ۔ اور اے میری قوم
اَنْ۔ یہ کہ
قَوْمَ نُوْحٍ۔ قوم نوح کو
صٰلِحٍ۔ صالح کو
مِّنْكُمْ۔ تم سے
ثُمَّ تُوْبُوْٓا۔ پھر توبہ کرو
وَدُوْدٌ۔ محبت کرنے والا
كَثِيْرًا۔ بہت سی
لَنَرٰىكَ۔ ہم دیکھتے ہیں تجھے
رَهْطُكَ۔ تیری برادری
عَلَيْنَا۔ ہم پر
اَرَهْطِيْٓ۔ کیا میری برادری

مُفْسِدِيْنَ۔ فساد کرنے والے
تَكُمْ۔ تمہارے لئے
اَنَا۔ میں
يٰشُعَيْبُ۔ اے شعیب
تَتْرُكَ۔ ہم چھوڑ دیں
اَنْ۔ یہ کہ
اِنَّكَ۔ بے شک تو
قَالَ۔ کہا
كُنْتُ۔ ہوں میں
وَرَزَقَنِيْ۔ اور رزق دیا اس نے مجھے
حَسَنًا۔ اچھا
اُخَالِفَكُمْ۔ مخالفت کروں میں تمہاری
عَنْهُ۔ اس سے
الْاِصْلَاحَ۔ درستی
تَوْفِيْقِيْٓ۔ میری توفیق
تَوَكَّلْتُ۔ میں نے بھروسہ کیا
لَا يَجْرِمَنَّكُمْ۔ نہ مجرم بنا دے تم کو
يُّصِيْبَكُمْ۔ پہنچے تم کو
هُوْدٍ۔ ہود کو
قَوْمُ۔ قوم
وَاسْتَغْفِرُوْا۔ اور بخشش مانگو
اِلَيْهِ۔ اس کی طرف
قَالُوْا۔ بولے
تَقُوْلُ۔ تو کہتا ہے
فِيْنَا۔ اپنے اندر
لَرَجَمْنٰكَ۔ تو تجھ پر ہم پتھراؤ کرتے
بِعَزِيْزٍ۔ غالب
اَعَزُّ۔ زیادہ عزیز ہے

بَقِيَّتُ۔ جو بچے
اِنْ كُنْتُمْ۔ اگر ہو تم
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
اَصَلٰوتُكَ۔ کیا تیری نماز
مَايَعْبُدُ۔ جو پوجتے تھے
نَّفْعَلَ۔ کریں ہم
لَاَنْتَ۔ یقیناً تو
يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم
عَلٰى۔ اوپر
وَمَآ۔ اور نہیں
اِنْ۔ نہیں
مَااسْتَطَعْتُ۔ جتنی میری طاقت ہے
اِلَّا۔ مگر
وَاِلَيْهِ۔ اور اسی کی طرف
شِقَاقِيْٓ۔ میری مخالفت
مِّثْلُ مَآ۔ مثل اس کی جو
اَوْقَوْمَ۔ یا قوم
لُوْطٍ۔ لوط
رَبَّكُمْ۔ اپنے رب سے
رَحِيْمٌ۔ مہربان ہے
مَانَفْقَهُ۔ نہیں سمجھتے ہم
وَاِنَّا۔ اور بے شک
وَلَوْلَا۔ اور اگر نہ ہوتی
وَمَآ اَنْتَ۔ اور نہیں تو
يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے

اللّٰهِ۔ اللہ کا دیا
مُّؤْمِنِيْنَ۔ مومن
بِحَفِيْظٍ۔ نگہبان
تَاْمُرُكَ۔ حکم دیتی ہے تجھے
اٰبَآؤُنَآ۔ ہمارے باپ
فِيْٓ اَمْوَالِنَا۔ اپنے مالوں میں
الْحَلِيْمُ۔ بردبار ہے
اَرَءَيْتُمْ۔ بھلا بتلاؤ
بَيِّنَةٍ۔ دلیل کے
مِنْهُ۔ اپنی طرف سے
اُرِيْدُ۔ چاہتا میں
اِلٰى مَآ۔ اس چیز میں جو
اُرِيْدُ۔ چاہتا میں
بِاللّٰهِ۔ اللہ سے
اُنِيْبُ۔ رجوع ہوتا ہوں
اَصَابَ۔ پہنچا
اَوْقَوْمَ۔ یا قوم

MARKAZUL-QURAN ISLAMIA ACADEMY

وَاتَّخَذْتُمُوْهُ۔اور پکڑ لیا تم نے اس کو
اِنَّ۔بے شک
رَبِّیْ۔میرا رب
مُحِیْطٌ۔گھیرنے والا ہے
مَکَانَتِکُمْ۔اپنی جگہ کے
تَعْلَمُوْنَ۔جانو گے تم
یُّخْزِیْهِ۔جو رسوا کرے اسے
وَارْتَقِبُوْٓا۔اور انتظار کرو
وَلَمَّا۔اور جب
شُعَیْبًا۔شعیب کو
بِرَحْمَةٍ۔رحمت
ظَلَمُوْا۔ظلم کیا
جٰثِمِیْنَ۔گھٹنوں کے بل
اَلَا۔خبردار رہے
بَعِدَتْ۔دوری ہوئی
وَرَآءَکُمْ۔اپنے پیچھے
بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔تمہارے عملوں کو
اعْمَلُوْا۔عمل کرو
عَامِلٌ۔عمل کرنے والا ہوں
یَّاْتِیْهِ۔آتا ہے
هُوَ۔وہ
مَعَکُمْ۔تمہارے ساتھ
اَمْرُنَا۔ہمارا حکم
اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے
وَاَخَذَتِ۔اور پکڑ لیا
فَاَصْبَحُوْا۔پھر ہو گئے
لَّمْ یَغْنَوْا۔نہ بسے تھے وہ
لِّمَدْیَنَ۔مدین والوں کو
ظِهْرِیًّا۔ڈالا ہوا
عَلٰی۔اوپر
سَوْفَ۔جلدی
عَذَابٌ۔عذاب
کَاذِبٌ۔جھوٹا
رَقِیْبٌ۔انتظار کرنے والا ہوں
نَجَّیْنَا۔نجات دی ہم نے
مَعَهٗ۔اس کے ساتھ
الَّذِیْنَ۔ان کو جنہوں نے
فِیْ دِیَارِهِمْ۔اپنے گھروں میں
فِیْهَا۔اس میں
کَمَا۔جیسے کہ
اِنِّیْ۔بے شک میں
جَآءَ۔آیا
وَالَّذِیْنَ۔اور ان کو
مِنَّا۔اپنی سے
الصَّیْحَةُ۔چنگھاڑ نے
کَاَنْ۔گویا کہ
بُعْدًا۔دوری ہے
ثَمُوْدُ۔ثمود کو
وَمَنْ۔اور کون ہے
مَنْ۔کہ کس کو

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

''وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا۔اور مدین کی طرف ان کی برادری میں سے شعیب کو (بھیجا) فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں''۔

یعنی باشندگان شہر مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔حضرت شعیب علیہ السلام اسی قوم میں سے تھے آپ علیہ السلام نے انہیں اول تو توحید و عبادت الٰہی عزوجل کی ہدایت فرمائی اس لئے کہ تمام امور میں یہی اہم ہے پھر وہ جن بدعادتوں میں مبتلا تھے ان سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی جیسا کہ آگے ارشاد الٰہی عزوجل ہے:

''وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ۔اور نہ کمی کرو پیمانہ اور تول میں بے شک میں تمہیں دیکھتا ہوں آسودہ حال اور مجھے تم پر خوف ہے گھیرنے والے عذاب کے دن کا''۔

یہ وہ عذاب ہوگا جس سے کسی کو رہائی نہ ملے گی اور تمام مجرم ہلاک ہوں گے اس کے متعلق بعض کی رائے یہ ہے کہ عذاب یوم سے مراد عذاب آخرت ہے۔

''وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ۔اور اے میری قوم پیمانہ اور تول پورا کیا کرو انصاف کے ساتھ اور نہ دو لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر اور نہ فساد مچاتے پھرو زمین میں جو بچے اللہ کا دیا ہوا وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر ہو تم ایمان والے''۔

یعنی مال حرام سے اجتناب کرنے کے بعد تمہاری تجارت میں جو بچے وہ تمہارے لئے مبارک ہے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پورا ناپنے کے بعد اور صحیح تول کر دینے کے بعد جو بچے وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بَخْسٌ سے مراد مکس ہے جو نقصان کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تو وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ کے معنی ہوئے لوگوں کو نہ نقصان پہنچاؤ۔

عَشْیٌ کہتے ہیں قطع طریق یعنی راہزنی اور دھوکے کو تو وَلَا تَعْثَوْا کے معنی ہوئے نہ راہزنی کرتے پھرو۔ (روح المعانی)

''وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ۔ اور میں تم پر کچھ نگہبان نہیں ہوں''۔ کہ افعال وحرکات کو پکڑوں۔

بعض علماء رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ بعض انبیاء علیہم السلام کو حرب کی اجازت تھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام ہمارے حضور سید الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ۔

اور بعض وہ تھے کہ جنہیں حرب کی اجازت نہ تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام بھی انہیں میں سے ہیں۔ آپ علیہ السلام تمام دن لوگوں کو وعظ فرماتے اور تمام شب نماز میں مشغول رہتے۔ قوم کہتی حضرت اس نماز سے آپ کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ آپ فرماتے نماز بھلائی کی طرف لے جاتی ہے اور برائیوں سے روکتی ہے تو وہ تمسخر کرتے مذاق اڑاتے چنانچہ آگے اس کا تذکرہ ہے:

''قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ۔ بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ان کی عبادت ترک کر دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں آپ تو بڑے بردبار اور نیک چلن ہیں''۔

گویا وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو جواب میں کہتے کہ ہمارا مال ہے کم دیں یا زیادہ یہ کہاں کی عقل کی بات ہے کہ ہمیں ہی ہمارے مال میں تصرف کرنے سے آپ روکتے ہیں۔ ہمیں ہمارے مال میں اختیار ہے چاہیں کم دیں یا پورا تولیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ۔ فرمایا اے میری قوم بھلا بتلاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں''۔ یعنی بصیرت وہدایت پر۔ ''اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی''۔

یعنی مال حلال اور ہدایت ومعرفت یا نبوت ورسالت تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں تمہیں بت پرستی اور شرک وکفر اور معصیت سے نہ روکوں اس لئے کہ انبیاء کرام کی بعثت ہی اسی لئے ہوتی ہے۔

''وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ۔ اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں خود ہی اس کے خلاف کرنے لگوں''۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے حلم اور نیک چلن ہونے کا اعتراف کیا تھا اور ان کا یہ کلام استہزاء نہ تھا بلکہ ان کا مدعا یہ تھا کہ آپ باوجود حلم اور کمال عقل کے ہمیں ہمارے مال میں اپنی مرضی کے موافق تصرف کرنے سے کیوں روکتے ہیں اس کا جواب حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ دیا کہ جب تم میرے کمال عقل کے معترف ہو تو تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ میں نے جو بات اپنے لئے پسند کی وہ یقیناً صحیح ہوگی اور وہ خدا کی توحید اور ناپ تول میں ترک خیانت ہے اور میں اس پر پابندی سے عامل ہوں اور تمہیں بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یہی طریقہ قرین عقل ہے۔

''اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے تمہاری اصلاح ہو اور میری توفیق تو اللہ کے ساتھ ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف رجوع اور اے میری قوم تمہیں میری ضد اس درجہ نہ پہنچا دے کہ تم پر وہی

www.waseemziyai.com

(عذاب) آجائے جو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آیا اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں ہے''۔

یعنی اسے تباہ ہوئے کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا اور نہ وہ کچھ دور کے رہنے والے تھے ان کے حال سے تمہیں عبرت پکڑنا چاہئے۔

''وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ۔ اور اپنے رب سے معافی مانگو پھر اسی کی طرف رجوع لاؤ بے شک میرا رب مہربان محبت والا ہے بولے اے شعیب ہم تیری بہت سی باتیں نہیں سمجھتے اور بے شک ہم تمہیں اپنے میں ضعیف دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم تم پر پتھراؤ کر دیتے اور ہم میں تم کچھ عزت والے نہیں۔ فرمایا اے میری قوم کیا تم میرے کنبہ کا دباؤ اللہ سے زیادہ سمجھتے ہو اور تم نے اسے پس پشت ڈال رکھا ہے بے شک میرا رب جو کچھ تم کر رہے ہو سب پر محیط ہے اور اے میری قوم (اب) تم اپنی جگہ کام کرو میں اپنا کام کرتا ہوں عنقریب جان لوگے جس پر عذاب رسوا کرنے والا آئے گا کہ کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں''۔

سرکش قوم والے کہنے لگے کہ آپ ہم میں ضعیف و کمزور ہیں۔ ضعیف کی تفسیر میں لَا قُوَّةَ لَكَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ الضُّرِّ وَالنَّفْعِ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

اور ابن عباس اور ابن جبیر اور سفیان ثوری اور ابو صالح ضعیف کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اَلضَّعِيْفُ الْاَعْمٰى وَ هُوَ لُغَةُ اَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ الْاِمَامُ جَوَّزَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا الْعُمْىَ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لٰكِنْ لَا يُحْسِنُ الْحَمْلُ عَلَيْهِ هٰهُنَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الصَّحِيْحَ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَيْسَ فِيْهِمْ عُمْىٌ وَ مَا حَكَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ اَمْرًا عَارِضًا وَ ذَهَبَ۔

ابن عباس، ابن جبیر، سفیان ثوری، ابو صالح نے ضعیف کی تفسیر نابینا کی ہے اور یہ اہل یمن کی لغت ہے لیکن صحیح قول اہل سنت کا یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں نابینا کوئی نہیں ہوا اور جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ آیا وہ عارضی تھا۔ پھر آپ کی بینائی واپس آ گئی۔

اور واحدی اور ابن عساکر شداد بن اوس سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَكٰى شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى عَمِيَ فَرَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى بَصَرَهٗ وَ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ يَا شُعَيْبُ مَا هٰذَا الْبُكَاءُ اَشَوْقًا اِلَى الْجَنَّةِ اَمْ خَوْفًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَ لَا وَلٰكِنِ اعْتَلَقَتْ حُبُّكَ بِقَلْبِيْ فَاِذَا نَظَرْتُ اِلَيْكَ فَلَا اُبَالِيْ مَا الَّذِيْ تَصْنَعُ بِيْ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ يَا شُعَيْبُ اِنْ يَّكُنْ ذَالِكَ حَقًّا فَهَنِيْئًا لَكَ لِقَائِيْ يَا شُعَيْبُ لِذٰلِكَ اَخْدَمْتُكَ مُوْسٰى بْنَ عِمْرَانَ كَلِيْمِيْ۔

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبت میں روتے روتے نابینا ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس کر دی اور وحی کی اے شعیب یہ رونا کیسا ہے؟ کیا جنت کے شوق میں یا آگ کے ڈر سے؟ تو عرض کیا یہ بات نہیں لیکن تیری محبت میرے دل میں سما گئی ہے جب میں تجھے دیکھ لوں گا تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تو مجھ سے کیا معاملہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے شعیب اگر یہ بات درست ہے تو تجھے میری ملاقات مبارک ہو اے شعیب اسی لئے تو میں نے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو تیری خدمت کے لئے مقرر کر دیا۔

www.waseemziyai.com

بہرحال اہلسنت کے عقیدہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کا نابینا ہونا بھی ان کی توہین ہے۔ بنابریں اس عقیدہ کی بنا پر ہمیں بھی کئی ایسی روایات کو نہیں ماننا چاہئے جس میں نابینا ہونا کسی نبی کا ملتا ہو۔

اور حضرت شعیب علیہ السلام کا کنبہ مذہباً نہیں بے دینوں کے ساتھ تھا اور قبیلہ پرستی کی بیماری ان میں بھی تھی اس وجہ میں وہ آپ علیہ السلام کی مخالفت میں آپ علیہ السلام کے قبیلہ کا لحاظ کر کے رکے ہوئے تھے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہاری نظر میں میرا کنبہ تمہارے ہاتھ سے میرے قتل میں مانع ہے تم نے اللہ اور اس کے نبی کا احترام تو نہ کیا بلکہ قبیلے کا لحاظ کیا اچھا اب تم اپنی جگہ جو چاہو کرو میں اپنی جگہ جو چاہوں کروں۔ عنقریب تمہیں اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

''وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا۔ اور جب ہمارا حکم آیا بچالیا ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ والے مومنوں کو اپنی رحمت سے اور پکڑ لیا (ان کے دلوں کو) جو ظالم تھے بے ایمان تھے چنگھاڑ نے تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی بسے ہی نہ تھے۔ خبردار دوری ہے مدین والوں کو جیسے دور ہوئی قوم ثمود''۔

جب حکم آیا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام نے ایک ہیبت ناک آواز سے فرمایا مُوْتُوْا جَمِیْعًا (سب مرجاؤ) اس آواز سے سب کے دل پھٹ گئے اور مرے کے مرے رہ گئے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ دو امتیں کبھی ایک عذاب میں مبتلا نہیں ہوئیں سوائے قوم صالح اور قوم شعیب کے۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۹۶﴾	اور بے شک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی آیتوں اور کھلے غلبے کے ساتھ۔
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾	فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو اتباع کیا انہوں نے فرعون کا اور نہیں تھا حکم فرعون راستی پر۔
يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾	آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن تو اتارے گا انہیں دوزخ میں اور وہ بہت برا اترنا ہے جہاں وہ اتریں گے۔
وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾	اور ان پر لگ گئی لعنت اس دنیا میں اور قیامت کے دن بہت برا انعام ہے جو انہیں ملا۔
ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾	یہ خبریں ہیں بستیوں کی کہ ہم سناتے ہیں تمہیں ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی۔
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾	اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر اور لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو نہ مستغنی کر سکے ان سے ان کے وہ معبود جنہیں پوجتے تھے اللہ کے سوا کچھ جب آیا حکم تیرے رب کا اور ان کا کچھ نہ بڑھا سوائے ہلاکت کے۔

www.waseemziyai.com

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

اور ایسے ہی ہے گرفت تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو جب کہ وہ ظلم کرتی ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک سخت ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو ڈرے عذاب آخرت سے یہ دن ہے جس میں جمع ہوں گے سب لوگ اور یہ وہ دن ہے جس میں حاضری ہے۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ؕ

اور نہیں مؤخر کرتے ہم اس دن کو مگر ایک وقت مقرر کے لئے۔

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

وہ دن جب آئے گا نہیں بات کر سکے گی کوئی جان مگر اس کی اجازت سے تو ان میں کوئی شقی ہے اور کوئی خوش نصیب۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ۙ

تو وہ جو شقی ہے تو وہ جہنم میں ہے اس کے لئے اس میں زفیر و شہیق ہے چیخ و پکار ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

ہمیشہ اس میں رہیں جب تک آسمان اور زمین ہیں مگر جتنا چاہے تیرا رب بے شک تیرا رب کرنے والا ہے جو ارادہ کرے۔

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

اور وہ جو خوش نصیب ہیں تو وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین ہیں مگر جتنا چاہے تیرا رب یہ بخشش ہے نہ ختم ہونے والی۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

تو نہ ہو (اے سننے والے) دھوکہ میں اس سے جسے پوجتے ہیں یہ کافر نہیں پوجتے مگر جیسے پوجتے تھے ان کے باپ دادا پہلے اور ہم بے شک پورا دیں گے ان کا حصہ جس میں کمی نہ ہوگی۔

حل لغات نواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَلَقَدْ۔ اور بے شک
اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے
مُوْسٰى۔ موسیٰ کو
بِاٰيٰتِنَا۔ اپنی آیتوں
وَسُلْطٰنٍ۔ اور غلبے
مُّبِيْنٍ۔ کھلے کے ساتھ
اِلٰى۔ طرف
فِرْعَوْنَ۔ فرعون
وَمَلَاۡئِهٖ۔ اور اس کے سرداروں کی
فَاتَّبَعُوْۤا۔ پس پیروی کی انہوں نے
اَمْرَ۔ حکم
فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی
وَمَآ۔ اور نہیں
اَمْرُ۔ حکم

www.waseemziyai.com

1

فِرْعَوْنَ۔فرعون کا
يَوْمَ۔دن
النَّارَ۔آگ پر
والوں کا
لَعْنَةً۔لعنت
الرِّفْدُ۔مہمانی
الْقُرٰى۔بستیوں کی
قَآئِمٌ۔کچھ کھڑی ہیں
وَلٰكِنْ۔اور لیکن
اَغْنَتْ۔کام آئے
يَدْعُوْنَ۔پکارتے تھے
لَمَّا۔جبکہ
وَمَا۔اور نہ
وَكَذٰلِكَ۔اور اسی طرح ہے
اَخَذَ۔پکڑتا ہے
اِنَّ۔بے شک
اِنَّ۔بے شک
خَافَ۔ڈرے
يَوْمٌ۔دن ہے کہ
وَذٰلِكَ۔اور یہ
نُؤَخِّرُهٗٓ۔پیچھے کرتے ہم اس کو
مَّعْدُوْدٍ۔مقرر تک
نَفْسٌ۔کوئی آدمی
شَقِيٌّ۔بدبخت ہیں
شَقُوْا۔بدبخت ہوئے
زَفِيْرٌ۔گدھے کی باریک
فِيْهَا۔اس میں
اِلَّا مَا۔مگر جو

بِرَشِيْدٍ۔راستی پر
الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
وَبِئْسَ۔اور برا ہے
وَاُتْبِعُوْا۔اور پیچھے لگائے گئے
وَّيَوْمَ۔اور دن
الْمَرْفُوْدُ۔مہمانوں کی
نَقُصُّهٗ۔بیان کرتے ہیں ہم
وَّحَصِيْدٌ۔اور کچھ کٹی ہوئی
ظَلَمُوْٓا۔ظلم کیا انہوں نے
عَنْهُمْ۔ان کے
مِنْ دُوْنِ۔سوائے
جَآءَ۔آیا
زَادُوْهُمْ۔زیادہ کیا ان کو
اَخْذُ۔پکڑ
الْقُرٰى۔بستیوں کو
اَخْذَهٗٓ۔اس کی پکڑ
فِيْ ذٰلِكَ۔اس میں
عَذَابَ۔عذاب
مَّجْمُوْعٌ۔جمع کئے جائیں
يَوْمٌ۔دن ہے
يَوْمَ۔جس دن
اِلَّا۔مگر
وَّسَعِيْدٌ۔اور خوش قسمت
فَفِي النَّارِ۔وہ آگ میں ہیں
وَّشَهِيْقٌ۔اور موٹی آواز ہوگی
مَادَامَتِ۔جب تک رہیں
شَآءَ۔چاہے

يَقْدُمُ۔آگے چلتا ہوگا
فَاَوْرَدَهُمُ۔پھر لے جائے گا ان کو
الْوِرْدُ۔گھاٹ
فِيْ۔بیچ
الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
ذٰلِكَ۔یہ ہیں
عَلَيْكَ۔تجھ پر
وَمَا۔اور نہیں
اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں پر
اٰلِهَتُهُمُ۔ان کے معبود
اللّٰهِ۔اللہ کے
اَمْرُ۔حکم
غَيْرَ۔سوائے
رَبِّكَ۔تیرے رب کی
وَهِيَ۔اور وہ
اَلِيْمٌ۔دردناک ہے
لَاٰيَةً۔البتہ نشان ہے
الْاٰخِرَةِ۔آخرت سے
لَّهٗ۔اس کے لئے
مَّشْهُوْدٌ۔حاضر کیا گیا
اِلَّا۔مگر
يَاْتِ۔آئے گا
بِاِذْنِهٖ۔اس کی اجازت سے
فَاَمَّا۔پھر
لَهُمْ۔ان کے لئے
السَّمٰوٰتُ۔آسمان
رَبُّكَ۔تیرا رب

قَوْمَهٗ۔اپنی قوم کے
الْمَوْرُوْدُ۔گھاٹ پر اترنے
هٰذِهٖ۔اس دنیا کے
بِئْسَ۔بری ہے
مِنْ اَنْۢبَآءِ۔خبریں
مِنْهَا۔اس سے
ظَلَمْنٰهُمْ۔ظلم کیا ہم نے ان پر
فَمَآ۔پھر نہ
الَّتِيْ۔وہ جو
مِنْ شَيْءٍ۔کچھ بھی
رَبِّكَ۔رب تیرے کا
تَتْبِيْبٍ۔تباہی کے
اِذَآ۔جب
ظَالِمَةٌ۔ظالم ہوں
شَدِيْدٌ۔سخت
لِّمَنْ۔اس کے لئے جو
ذٰلِكَ۔یہ
النَّاسُ۔لوگ
وَمَا۔اور نہیں
لِاَجَلٍ۔مدت
لَا تَكَلَّمُ۔نہ بولے گا
فَمِنْهُمْ۔تو بعض ان سے
الَّذِيْنَ۔وہ جو
فِيْهَا۔اس میں
خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہیں گے
وَالْاَرْضُ۔اور زمین
اِنَّ۔بے شک

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ABOARDEMK

www.waseemziyai.com

رَبَّكَ۔ تیرا رب
فَعَّالٌ۔ کرنے والا ہے
لِّمَا۔ جو کچھ
يُرِيْدُ۔ وہ ارادہ کرے
وَاَمَّا۔ اور پھر
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
سُعِدُوْا۔ نیک بخت ہیں
فَفِي۔ تو وہ
الْجَنَّةِ۔ جنت میں ہوں گے
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں
فِيْهَا۔ اس میں
مَادَامَتِ۔ جب تک رہیں
السَّمٰوٰتُ۔ آسمان
وَالْاَرْضُ۔ اور زمین
اِلَّا مَا۔ مگر جو
شَآءَ۔ چاہے
رَبُّكَ۔ تیرا رب
عَطَآءً۔ بخشش ہے
غَيْرَ۔ نہ
مَجْذُوْذٍ۔ ختم ہونے والی
فَلَا تَكُ۔ پھر نہ ہو تو
فِيْ مِرْيَةٍ۔ شک میں
مِّمَّا۔ اس سے
يَعْبُدُ۔ جو پوجتے ہیں
هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ لوگ
مَا يَعْبُدُوْنَ۔ نہیں پوجتے وہ
اِلَّا كَمَا۔ مگر جیسے
يَعْبُدُ۔ پوجتے تھے
اٰبَآؤُهُمْ۔ ان کے باپ دادا
مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے
وَاِنَّا۔ اور بے شک ہم
لَمُوَفُّوْهُمْ۔ پورا دینے والے ہیں ان کو
نَصِيْبَهُمْ۔ ان کا حصہ
غَيْرَ۔ نہ
مَنْقُوْصٍ۔ کم کیا گیا

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع ۔ سورۃ ہود ۔ پ ۱۲

''وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى۔ اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور کھلے غلبے کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے اتباع کیا فرعون کے حکم کا اور فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا''۔

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے معجزات کے ساتھ مبعوث فرمایا تو فرعون کے متبعین نے فرعون کا ہی اتباع کیا حالانکہ وہ کھلی گمراہی پر تھا اس لئے کہ باوجود بشر ہونے کے اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور علانیہ ظلم وستم کرتا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام رشد وہدایت اور حقانیت کے ساتھ تشریف لائے اور اپنی تصدیق نبوت پر نشانیاں جو اپنے ساتھ لائے تھے وہ انہیں دکھائیں یعنی عصا، ید بیضا، طوفان، جراد یعنی ٹڈیاں، قمل یعنی جوئیں اور مینڈک اور خون اور نقص ثمرات اور نقص انفس۔ لیکن وہ اپنی جہالت پر اڑے رہے اور اتباع سے منہ موڑا آگے ارشاد ہے:

''يَقْدُمُ قَوْمَهٗ۔ اپنی قوم کے آگے قیامت کے دن ہوگا اور انہیں دوزخ میں لا ڈالے گا''۔

جس طرح تعاقب موسیٰ علیہ السلام میں چلتا چلتا ساحل نیل پر آیا۔ آپ علیہ السلام نے فلق بحر فرما کر اپنے متبعین کو نیل سے پار کر دیا اور وہ اسی نیل میں اپنے متبعین کو لے کر ڈوبا ایسے ہی بروز قیامت جہنم میں سب کو لے کر داخل ہوگا۔

''کتنا برا اترنا ہے اس کے اترنے کا اور ان کے پیچھے اس دنیا میں بھی لعنت پڑی اور قیامت کے دن کتنا برا انجام ہے جو اسے ملا''۔

رفد کے معنی عربی میں عطیہ کے ہیں۔ جو اسے انعام لعنت کا ملا جو دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ آگے ارشاد ہے:

''ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى۔ یہ خبریں ہیں بستیوں کی کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی''۔

ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قَائِمٌ لَمْ يُخْسَفْ وَ حَصِيْدٌ قَدْ خُسِفَ یعنی وہ بستیاں بعض تو وہ ہیں جو زمین میں دھنسا دی گئیں اور بعض وہ ہیں جو ابھی نہیں دھنسائی گئیں۔ آپ اپنی امت کو ان کی خبر دیں کہ ان کی حالت کھیتی کی سی ہے کہ کوئی کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہے اور کچھ ایسی ہیں کہ ان کے نشان ابھی کھڑے ہیں۔

www.waseemziyai.com

''وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ان کے معبود جن کو وہ پوجتے ہیں انہیں مستغنی نہ کر سکے اور کچھ کام نہ آئے''۔

تو انہوں نے شرک کر کے اپنے اوپر خود ظلم کیا اور جنہیں وہ معبود بنائے ہوئے تھے وہ ان کی نہ مدد کر سکتے تھے نہ کچھ مدد کی۔

''جب تیرے رب کا حکم آیا اور ان سے''۔ یعنی بتوں سے ''ہلاک کے سوا کچھ اور نہ بڑھا''۔ اس لئے کہ جھوٹے معبود تو جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔

''وَكَذٰلِكَ۔ اور ایسی پکڑ ہے تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو جب کہ وہ ظلم کرتے ہیں۔ بے شک اس کی گرفت دردناک اور سخت ہے''۔

تو ہر ظالم مشرک کافر کو چاہئے کہ ان واقعات سے عبرت حاصل کرے اور توبہ میں جلدی۔

''اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ۔ بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ایسا ہے کہ سب لوگ جمع ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے''۔

جس میں اگلے پچھلے سب حساب کے لئے جمع کئے جائیں گے اور زمین و آسمان والے سب حاضر ہوں گے۔

''وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ۔ اور ہم اس دن کو پیچھے نہیں ہٹا رہے ہیں مگر ایک مقررہ مدت کے لئے''۔

یعنی جو مدت ہم نے دنیا کی رکھی ہے اس کے ختم ہونے تک وہ دن قیامت کا مؤخر ہے۔

''جب وہ دن آئے گا تو کوئی بے حکم بات نہ کر سکے گا''۔

تمام مخلوق ساکت وصامت ہوگی اور وہ دن جسے قیامت کہتے ہیں بہت طویل ہوگا كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ پچاس ہزار برس کا دن ہوگا۔ اس دن مخلوق کے احوال مختلف ہوں گے بعض احوال میں تو شان جلال کے مشاہدہ سے کسی کو بے اذن الٰہی عزوجل بات زبان پر لانے کی قوت نہ ہوگی۔

بعض احوال میں بولنے کا اذن دیا جائے گا اور لوگ کلام کریں گے۔

بعض احوال میں ہول اور دہشت کم ہوگی اس وقت لوگ اپنے معاملات میں جھگڑیں گے اور اپنی اپنی معذرت پیش کریں گے۔

بعض انبیاء کرام علیہم السلام اپنے نوری منبروں پر جلوہ افروز ہو کر بھی رَبِّ سَلِّم سَلِّم کہہ رہے ہوں گے۔

بعض انبیاء کرام علیہم السلام اپنے متبعین کے ساتھ حاضر دربار ہوں گے۔

اور سرکار ابد قرار شافع محشر عرش الٰہی عزوجل کے حضور سربسجدہ ہوں گے کہ دریائے رحمت جوش زن ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوگا: يَا مُحَمَّدُ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے تاجدار عالم سر مبارک اٹھائیں اور مانگئے آپ کو ملے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

''فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ۔ تو ان میں شقی بھی ہوں گے اور سعید بھی تو وہ جو بد بخت شقی ہیں وہ تو جہنم میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح ہینگ رہے ہوں گے''۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ مِنَ الْكُوْفِيَّةِ وَالْبَصْرِيَّةِ اَلزَّفِيْرُ بِمَنْزِلَةِ ابْتِدَاءِ صَوْتِ

www.waseemziyai.com

الْحِمَارِ وَالشَّهِيْقُ بِمَنْزِلَةِ اٰخِرِ نَهِيْقِهٖ۔ زفیر گدھے کی ابتدائی آواز ہے اور شہیق اسی گدھے کی آخری آواز کو کہتے ہیں۔

''خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں مگر جتنا تیرا رب چاہے''۔

حضرت شقیق بلخی قدس سرہ فرماتے ہیں سعادت کی پانچ علامتیں ہیں:

اول: نرمی

دوم: کثرت گریہ

سوم: نفرت از دنیائے دوں

چہارم: کوتاہی امید

پنجم: حیاء

اسی طرح شقاوت کی بھی پانچ علامتیں ہیں:

اول: سختی قلب

دوم: خشکی چشم یعنی عدم گریہ

سوم: دنیا کی رغبت

چہارم: امید دراز

پنجم: بے حیائی

''اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ بے شک تیرا رب جو چاہے کرے''۔

صاحب جلالین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جتنا اور چاہے اتنے وہ اور زیادہ مصائب سہیں گے اور تا بدفی النار تو ان کے لئے قطعی ہے۔

''وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا۔ اور وہ جو سعید خوش نصیب ہیں وہ جنت میں ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا یہ بخشش ہے جو کبھی نہ ختم ہوگی''۔

مجذوذ کی تفسیر میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ غَیْرُ مَقْطُوْعٍ عَنْهُمْ وَ مَصْدَرُهُ الْجَذُّ وَ قَدْ جَاءَ جَذَذْتُ وَ جَدَدْتُ بِالذَّالِ وَالدَّالِ۔

ابوالشیخ ابراہیم رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ مَا فِی الْقُرْاٰنِ اٰیَةٌ اَرْجٰی لِاَهْلِ النَّارِ مِنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَیَاتِیَنَّ عَلَیْهَا زَمَانٌ تُصْفَقُ فِیْهِ اَبْوَابُهَا۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ جَهَنَّمُ اَسْرَعُ الدَّارَیْنِ عِمْرَانًا وَ اَسْرَعُهَا خَرَابًا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوِ بْنِ الْعَاصِ یَاْتِیْ عَلٰی جَهَنَّمَ یَوْمٌ مَا فِیْهَا مِنَ ابْنِ اٰدَمَ اَحَدٌ تُصْفَقُ اَبْوَابُهَا كَاَنَّهَا اَبْوَابُ الْمُوَحِّدِیْنَ۔

ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دوزخیوں کے لئے اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت امید افزا نہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جہنم پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ہوا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی۔

www.waseemziyai.com

شعبی رحمہ اللہ نے کہا جہنم جنت کی نسبت آباد بھی جلدی ہوگی اور بے آباد بھی۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا جہنم پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس میں کوئی آدم زاد نہ ہوگا۔ ہوا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی جیسے موحدین کے دروازے۔

''فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ۔ تو نہ ہو (اے سننے والے) دھوکہ میں ان سے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسے ان کے باپ دادا پوجتے تھے اور بے شک ہم ان کا حصہ انہیں پورا دیں گے جس میں کمی نہ ہوگی''۔

اور وہ اس بت پرستی کے عذاب سے نجات نہ پاسکیں گے یہ عذاب ان کے لئے دوامی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب تو اس (قوم میں) پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتی تمہارے رب کی ایک بات سبقت لے گئی ہوئی تمہارے رب سے تو جبھی فیصلہ کر دیا جاتا ان میں اور بے شک وہ اس کی طرف سے شک میں دھوکہ دے رہے ہیں۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

اور بے شک جتنے ہیں پورا دے گا تمہارا رب ان کو ان کے عملوں کا بدلہ بے شک وہ ان کے عملوں سے خبردار ہے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

تو قائم رہ جیسا تجھے حکم ہے اور جو رجوع لائے ہیں ساتھ تمہارے اور نہ سرکشی کرو (اے لوگو) بے شک وہ تمہارے عمل دیکھ رہا ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور نہ جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں تو پکڑے گی تمہیں آگ اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی حمایتی پھر مدد نہ کئے جاؤ گے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ۚ

اور قائم رکھو نماز دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصہ میں بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں وہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اور صبر کرو تو بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا اجر نیکوں کا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا

تو کیوں نہ ہوئے پہلے سنگتوں والے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ ٹکا رہا ہوتا کہ زمین میں فساد روکتے مگر ان میں کم تھے وہی جنہیں ہم نے نجات دی اور ظالم تو اس عیش کے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾
پیچھے لگے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ گنہگار تھے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾
اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ وہ بلاوجہ بستیوں کو ہلاک کر دے اور ان کے لوگ اچھے ہوں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾
اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا اور لوگ اسی لئے بنائے ہیں اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک جہنم ضرور بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو ملا کر۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾
اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور اس سورۃ میں تمہارے ساتھ حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾
اور کافروں سے فرماؤ تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کرتے ہیں۔

وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾
اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

حل لغات دسواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

وَلَقَدْ۔ اور بے شک	اٰتَيْنَا۔ دی ہم نے	مُوْسٰى۔ موسیٰ کو	الْكِتٰبَ۔ کتاب
فَاخْتُلِفَ۔ تو اختلاف کیا گیا	فِيْهِ۔ اس میں	وَلَوْلَا۔ اور اگر نہ	كَلِمَةٌ۔ ہوتی بات
سَبَقَتْ۔ جو پہلے گزر چکی	مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے	لَقُضِيَ۔ تو فیصلہ کیا جاتا	بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان
وَاِنَّهُمْ۔ اور بے شک وہ ہیں	لَفِيْ۔ یقیناً	شَكٍّ۔ شک میں	مِّنْهُ۔ اس سے
مُرِيْبٍ۔ دھوکہ دینے والے	وَاِنَّ۔ اور بے شک	كُلًّا۔ ہر ایک کو	لَّمَّا۔ اس وقت
لَيُوَفِّيَنَّهُمْ۔ ضرور پورا دے گا ان کو	رَبُّكَ۔ تیرا رب	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل	
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	بِمَا۔ اس چیز سے	يَعْمَلُوْنَ۔ جو کرتے ہو تم	خَبِيْرٌ۔ خبردار ہے
فَاسْتَقِمْ۔ اور قائم رہ	كَمَآ۔ جیسا	اُمِرْتَ۔ تو حکم دیا گیا ہے	وَمَنْ۔ اور جو

www.waseemziyai.com

تَابَ۔توبہ کرے
بِمَا۔اس چیز سے
تَرْكَنُوْٓا۔جھکو
فَتَمَسَّكُمُ۔تو پکڑے گی تم کو
مِّنْ دُوْنِ۔سوائے
تُنْصَرُوْنَ۔مدد دیئے جاؤ گے تم
طَرَفَيِ۔دن کے دونوں
اِنَّ۔بے شک
ذٰلِكَ۔یہ
وَاصْبِرْ۔اور صبر کر
اَجْرَ۔اجر
مِنَ الْقُرُوْنِ۔زمانے
يَّنْهَوْنَ۔جو روکتے
قَلِيْلًا۔تھوڑے
وَاتَّبَعَ۔اور پیروی کی
اُتْرِفُوْا۔جو عیش دیئے گئے
وَمَا۔اور نہیں
الْقُرٰى۔بستیوں کو
مُصْلِحُوْنَ۔نیک ہوں
لَجَعَلَ۔تو بنادے
وَّلَا يَزَالُوْنَ۔اور ہمیشہ رہیں گے
مَنْ۔جس پر
خَلَقَهُمْ۔ان کو پیدا کیا
لَاَمْلَئَنَّ۔ضرور بھروں گا میں
وَالنَّاسِ۔اور انسانوں سے
عَلَيْكَ۔تجھ پر
نُثَبِّتُ۔ثابت رکھیں ہم
فِيْ هٰذِهِ۔اس میں

مَعَكَ۔تیرے ساتھ
تَعْمَلُوْنَ۔جو کرتے ہو تم
اِلَى۔طرف
النَّارُ۔آگ
اللّٰهِ۔اللہ کے
النَّهَارِ۔کناروں میں
الْحَسَنٰتِ۔نیکیاں
ذِكْرٰى۔نصیحت ہے
فَاِنَّ۔پس بے شک
الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کا
مِنْ قَبْلِكُمْ۔تم سے پہلے
عَنِ الْفَسَادِ۔فساد سے
مِّمَّنْ۔ان سے
الَّذِيْنَ۔جنہوں نے
فِيْهِ۔اس میں
كَانَ۔ہے
بِظُلْمٍ۔ظلم سے
وَلَوْ۔اور اگر
النَّاسَ۔لوگوں کو

رَحِمَ۔رحم کرے
وَتَمَّتْ۔اور پوری ہوئی
اَجْمَعِيْنَ۔سب سے
مِنْ اَنْۢبَآءِ۔خبریں
بِهٖ۔اس سے
الْحَقُّ۔سچی بات

وَلَا تَطْغَوْا۔اور نہ سرکشی کرو
بَصِيْرٌ۔دیکھنے والا ہے
الَّذِيْنَ۔ان کی جنہوں نے
وَمَا۔اور نہیں
مِنْ اَوْلِيَآءَ۔کوئی دوست
وَاَقِمِ۔اور قائم کر
وَزُلَفًا۔اور کچھ حصے
يُذْهِبْنَ۔لے جاتی ہیں
لِلذّٰكِرِيْنَ۔نصیحت لینے والوں کے لئے
اللّٰهَ۔اللہ
فَلَوْلَا۔پھر کیوں نہ
اُولُوْا بَقِيَّةٍ۔باقی صلاحیت والے
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
اَنْجَيْنَا۔جو نجات دی ہم نے
ظَلَمُوْا۔ظلم کیا
وَكَانُوْا۔اور تھے وہ
رَبُّكَ۔تیرا رب
وَّاَهْلُهَا۔اور اس کے رہنے والے
شَآءَ۔چاہے
اُمَّةً۔جماعت
مُخْتَلِفِيْنَ۔اختلاف کرتے
رَبُّكَ۔تیرا رب
كَلِمَةُ۔بات
جَهَنَّمَ۔جہنم کو
وَكُلًّا۔اور تمام
الرُّسُلِ۔رسولوں کی
فُؤَادَكَ۔تیرا دل
وَمَوْعِظَةٌ۔اور نصیحت

اِنَّهٗ۔بے شک وہ
وَلَا۔اور نہ
ظَلَمُوْا۔ظلم کیا
لَكُمْ۔تمہارے لئے
ثُمَّ لَا۔پھر نہ
الصَّلٰوةَ۔نماز
مِّنَ الَّيْلِ۔رات میں
السَّيِّاٰتِ۔برائیوں کو
لَا يُضِيْعُ۔نہیں ضائع کرتا
كَانَ۔ہوئے
اِلَّا۔مگر
مِنْهُمْ۔ان سے
مَآ۔اس کی
مُجْرِمِيْنَ۔مجرم
لِيُهْلِكَ۔کہ ہلاک کرے

رَبُّكَ۔تیرا رب
وَّاحِدَةً۔ایک
اِلَّا۔مگر
وَلِذٰلِكَ۔اور اسی لئے
رَبِّكَ۔تیرے رب کی
مِنَ الْجِنَّةِ۔جنوں سے
نَّقُصُّ۔بیان کرتے ہیں ہم
مَا۔جو
وَجَآءَكَ۔اور آئی تیرے پاس
وَّذِكْرٰى۔اور یاددہانی

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ واسطے مومنوں کے
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ جونہیں ایمان لاتے
اِنَّا۔ ہم بھی
اِنَّا۔ ہم بھی
غَيْبُ۔ غیب
يُرْجَعُ۔ لوٹائے جاتے ہیں
وَتَوَكَّلْ۔ اور بھروسہ کر
بِغَافِلٍ۔ بے خبر

وَقُلْ۔ اور کہہ
اعْمَلُوْا۔ عمل کرو
عٰمِلُوْنَ۔ عمل کرنے والے ہیں
مُنْتَظِرُوْنَ۔ انتظار کرنے والے ہیں
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کا
الْاَمْرُ۔ کام
كُلُّهٗ۔ سارے
عَلَيْهِ۔ اسی پر
وَمَا۔ اور نہیں
عَمَّا۔ اس سے
تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو

لِّلَّذِيْنَ۔ ان کو
عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اپنی جگہ پر
وَانْتَظِرُوْا۔ اور انتظار کرو
وَلِلّٰهِ۔ اور اللہ کے لئے ہے
وَاِلَيْهِ۔ اور اسی کی طرف
فَاعْبُدْهُ۔ سو اسی کی عبادت کر
رَبُّكَ۔ تیرا رب

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع - سورۃ ہود - پ ۱۲

''وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ۔ اور بے شک ہم نے دی موسیٰ کو کتاب''۔

یعنی توریت آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِنَّ اِعْطَاءَ التَّوْرَاةِ مَجْمُوْعًا مُرَتَّبًا مَكْتُوْبًا فِي الْاَلْوَاحِ بَعْدَ غَرْقِ فِرْعَوْنَ وَ اُوْحِيَ بِهَا اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ حَيَاةِ فِرْعَوْنَ وَ كَانَ يَأْمُرُ بِهَا قَوْمَهٗ وَ يُبَلِّغُهَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِهٖ وَ يُؤَيِّدُهٗ مَا قِيْلَ اِنَّ بَعْضَ الْاَلْوَاحِ كَانَ مُنَزَّلًا قَبْلَ نُزُوْلِ التَّوْرَاةِ بِتَمَامِهَا وَ كَانَتْ تِلْكَ الْاَلْوَاحُ مِنْ خَشَبٍ وَالْاَلْوَاحُ الَّتِيْ كَانَتْ فِيْهَا التَّوْرَاةُ بِتَمَامِهَا كَانَتْ مِنْ زَمُرَّدٍ اَوْ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ اَوْ مِنْ صَخْرَةٍ صَمَّاءَ - اِنْتَهٰى۔

یعنی توریت مکمل مرتب لکھی ہوئی الواح میں تو بعد غرق فرعون عطا کی گئی اور بذریعہ وحی موسیٰ علیہ السلام کو حیات فرعون میں بھی قوم کو حکم آتا تھا اور فرعون کو تبلیغ کی جاتی تھی اور اس کے درباریوں کے لئے بھی احکام آتے تھے۔

اس کی تائید اس قول سے ہوتی ہے کہ بعض الواح نازل ہوئیں قبل نزول توریت بتمامہا جو نازل ہوئیں اور یہ لوحیں لکڑی کی تھیں اور وہ لوحیں جن میں توریت مکمل تھی وہ زمرد کی تھیں یا سرخ یاقوت یا ٹھوس پتھر پر۔

''فَاخْتُلِفَ فِيْهِ۔ تو ان میں پھوٹ پڑ گئی''۔ بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔

''وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ۔ اور اگر تمہارے رب کی بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جبھی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا''۔ اور دنیا ہی میں وہ گرفتار عذاب کر لئے جاتے۔

''وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ۔ اور بے شک وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں دھوکہ ڈالنے والے''۔

یعنی آپ ﷺ کی امت کے کفار قرآن کی طرف سے شک میں ہیں اس لئے کہ اس کی فصاحت و بلاغت نے ان کی عقلیں حیران کر دی ہیں۔

''وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا۔ اور بے شک ایک ایک کو تمہارا رب اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا وہ ان کے کاموں سے خبردار ہے''۔

اس پر کچھ مخفی نہیں اس میں نیکوں اور تصدیق کرنے والوں کے لئے تو بشارت ہے کہ وہ نیکی کی جزا پائیں گے اور کافروں

www.waseemziyai.com

کے لئے وعید ہے کہ وہ اپنے عمل کی سزا میں گرفتار ہوں گے۔

''فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ۔ تو قائم رہ جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ مس کرے گی اور نہیں اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی پھر مدد نہ پاؤ گے اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصہ میں''۔

جو آپ کا دین پسند کر کے اطاعت پر رہا وہی آپ کے ساتھ ہے۔

مسلم شریف میں ہے سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا مجھے دین میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہہ اور اس پر قائم رہ۔

تَرْكَنُوْٓا۔ رکن سے ہے یہ کسی کی طرف جھکنے کے معنی دیتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ کسی بے دین سے میل ملاپ اور محبت نہ رکھ۔

ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظالموں کے اعمال سے راضی نہ ہو۔

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں ان کے ساتھ مداہنت نہ کرو۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں مشرکین سے میل جول نہ رکھو اگر ایسا کرو گے تو تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا جو تمہیں عذاب سے بچا سکے۔

نماز قائم رکھنے کے حکم میں دن کے دو کنارے صبح و شام مراد ہیں۔ زوال سے قبل صبح ہے اور بعد کا حصہ شام میں داخل ہے جس سے فجر، ظہر اور عصر سب مراد ہیں اور زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے مغرب اور عشاء مراد ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ میں نیکیوں سے مراد یہی پنجگانہ نمازیں مراد ہیں یا مطلق عبادات نافلہ یا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنا۔

شان نزول آیہ کریمہ

ایک شخص نے کسی غیر عورت کو دیکھا اور اس سے بے حجابی کی ایک حرکت بھی سرزد ہوگئی پھر وہ نادم و منفعل ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آ کر اپنی سرگذشت سنائی اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ سائل نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خاص میرے لئے ہے؟ فرمایا نہیں سب کے لئے اور اصول بھی یہی ہے کہ مورد خاص ہونے سے حکم خاص نہیں رہتا بلکہ عام ہوتا ہے بشرطیکہ اس حکم میں تخصیص نہ ہو۔

''ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے اور صبر کرو کہ اللہ نہیں ضائع فرماتا اجر نیکوں کا تو کیوں نہ ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں ایسے جنہیں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہو۔ تاکہ زمین میں فساد سے روکتے لیکن تھوڑے تھے ان میں وہ جنہیں نجات دی''۔

یعنی پہلی امتوں میں جو ہلاک کی گئیں یعنی پہلی امتوں میں ایسے اہل خیر نہیں ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد کرنے سے روکتے اور گناہوں سے منع کرتے اس لئے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

''وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔ اور وہ لوگ جو ظالم تھے انہوں نے اسی عیش کا تتبع کیا جو انہیں دیا گیا اور وہ مجرم قوم سے تھے اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ ہلاک کر دے بستیوں کو بلاوجہ بطور ظلم باوجودیکہ اس کے بسنے والے اچھے ہوں اور اگر تمہارا رب

www.waseemziyai.com

چاہتا تو سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا''۔

ان میں سے ایک تو وہ ہیں کہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے، ان کے احکام کے فرمانبردار ہوئے اور لوگوں کو فساد سے روکتے رہے۔ دوسرے وہ ہیں جو تنعم و تلذذ اور خواہشات و شہوات کے عادی ہو گئے اور کفر و معاصی میں ڈوبے رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یقیناً سب کو ایک دین پر رکھتا لیکن مشیت الٰہی عزوجل کی حکمت یہی ہے کہ

''وَّلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ۔ وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے''۔ یعنی کوئی کسی دین پر کوئی کسی دین پر۔

''اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ۔ مگر جس پر تمہارے رب نے رحم کیا''۔ صرف وہی حق پر متفق رہیں گے اور اس سے اختلاف نہ کریں گے۔

''وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ۔ اور وہ اسی لئے بنائے گئے ہیں اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں سے سب سے''۔

یعنی اختلاف والے اختلاف کے لئے اور رحمت والے اتفاق کے لئے کیونکہ علم اللہ عزوجل میں یہ چیز ہے کہ باطل کے اختیار کرنے والے بہت ہوں گے۔

''وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْكَ۔ اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے آپ کا دل تسلی پائے''۔

اور انبیاء کے حال اور ان کی امتوں کے سلوک دیکھ کر آپ کو اپنی قوم کی ایذاء کا برداشت کرنا اور اس پر صبر فرمانا آسان ہو۔

''وَجَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ۔ اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو نصیحت''۔

یعنی اس سورۂ مبارکہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے تذکرے مطابق واقعہ بیان ہوئے جو دوسری کتابوں اور دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں یعنی جو واقعات بیان کئے گئے وہ حق بھی ہیں اور پند و نصیحت بھی کہ گزری ہوئی امتوں کے حالات اور ان کے انجام سن کر عبرت حاصل کریں۔

''وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اور انہیں فرما دیجئے جو ایمان نہیں لائے کہ تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کر رہے ہیں اور انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور اللہ ہی کے لئے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا اور اسی کی طرف سب کام لوٹتے ہیں تو اس کی عبادت کرو اور بھروسہ اسی پر رکھو اور نہیں تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل''۔

یعنی جو چاہو کئے جاؤ عنقریب اس کا نتیجہ پالو گے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں اس لئے کہ وہ علام الغیوب ہے اور اسی کے حضور تمام امور پیش ہوں گے وہ تمہارے افعال و حرکات سے بے خبر نہیں۔

الحمدللہ کہ سورۂ ہود تمام ہوئی

www.waseemziyai.com

سُورۃُ یُوسُف

یہ سورت مکی ہے اس میں بارہ رکوع ہیں ایک سو گیارہ آیتیں ایک ہزار چھ سو کلمے اور سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ حرف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع -سورۃ یوسف- پ ۱۲

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۟ ①
یہ آیتیں کتاب روشن کی ہیں۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ②
بیشک ہم نے اسے نازل کیا قرآن عربی میں تا کہ تم سمجھو۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③
ہم تمہیں سب سے اچھا قصہ سناتے ہیں اس کے ذریعہ جو وحی کی ہم نے اس قرآن میں اگرچہ بے شک تھے تم اس سے پہلے بے خبر۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ④
یاد فرمائیں جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے دیکھے گیارہ تارے اور سورج اور چاند انہیں دیکھا میں نے اپنے لئے سجدہ کرتے۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ⑤
فرمایا اے میرے بیٹے اپنا خواب نہ بیان کرنا اوپر اپنے بھائیوں کے کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ بے شک شیطان آدمی کے لئے کھلا دشمن ہے۔

وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑥
اور ایسے ہی چنے گا تیرا رب تجھے اور سکھائے گا تجھے انجام نکالنا باتوں کا اور پوری کرے گا اپنی نعمت تجھ پر اور یعقوب کے گھر والوں پر جیسے پوری کی تیرے باپ دادا پہلے ابراہیم اور اسحٰق پر بے شک تیرا رب علم وحکمت والا ہے۔

حل لغات پہلا رکوع -سورۃ یوسف- پ ۱۲

الٓرٰ۔	تِلْكَ۔ یہ	اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں	الْكِتٰبِ۔ کتاب
الْمُبِيْنِ۔ روشن کی	اِنَّاۤ۔ یقیناً ہم نے	اَنْزَلْنٰهُ۔ اتارا اس کو	قُرْءٰنًا۔ قرآن
عَرَبِيًّا۔ عربی زبان میں	لَّعَلَّكُمْ۔ تا کہ تم	تَعْقِلُوْنَ۔ سمجھو	نَحْنُ۔ ہم
نَقُصُّ۔ بیان کرتے ہیں	عَلَيْكَ۔ تجھ پر	اَحْسَنَ۔ بہترین	الْقَصَصِ۔ بیان
بِمَاۤ۔ اس کے ذریعہ جو	اَوْحَيْنَاۤ۔ وحی کی ہم نے	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	هٰذَا۔ یہ
الْقُرْاٰنَ۔ قرآن	وَ اِنْ۔ اور بے شک	كُنْتَ۔ تو تھا	مِنْ قَبْلِهٖ۔ اس سے پہلے
لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ۔ بے خبروں سے		اِذْ۔ جب	قَالَ۔ کہا

www.waseemziyai.com

يُوْسُفُ۔ یوسف نے
رَاَيْتُ۔ میں نے دیکھے
وَالْقَمَرَ۔ اور چاند
قَالَ۔ کہا
عَلٰٓى۔ اوپر
كَيْدًا۔ کوئی تدبیر
عَدُوٌّ۔ دشمن ہے
مِنْ تَاْوِيْلِ۔ انجام
عَلَيْكَ۔ تجھ پر
كَمَآ۔ جیسا کہ
مِنْ قَبْلُ۔ اس سے پہلے
رَبِّكَ۔ تیرا رب

لِاَبِيْهِ۔ اپنے باپ سے
اَحَدَ عَشَرَ۔ گیارہ
رَاَيْتُهُمْ۔ میں نے ان کو دیکھا
يٰبُنَيَّ۔ اے میرے بیٹے
اِخْوَتِكَ۔ اپنے بھائیوں کے
اِنَّ۔ بے شک
مُّبِيْنٌ۔ کھلا
رَبُّكَ۔ تیرا رب
الْاَحَادِيْثِ۔ باتوں کا
وَعَلٰٓى۔ اور اوپر
اَتَمَّهَا۔ پورا کیا اس کو
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا

يٰٓاَبَتِ۔ اے میرے باپ
كَوْكَبًا۔ ستارے
لِيْ۔ کہ وہ مجھے
لَا تَقْصُصْ۔ نہ بیان کرنا
فَيَكِيْدُوْا۔ وہ تدبیر کریں گے
الشَّيْطٰنَ۔ شیطان
وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح
وَيُعَلِّمُكَ۔ اور سکھائے گا تجھ کو
وَيُتِمُّ۔ اور پوری کرے گا
اٰلِ۔ گھرانے
عَلٰٓى۔ اوپر
وَاِسْحٰقَ۔ اور اسحٰق پر
حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ہے

اِنِّيْ۔ بے شک
وَّالشَّمْسَ۔ اور سورج
سٰجِدِيْنَ۔ سجدہ کرتے ہیں
رُءْيَاكَ۔ اپنا خواب
لَكَ۔ تیرے لئے
لِلْاِنْسَانِ۔ انسان کا
يَجْتَبِيْكَ۔ برگزیدہ کرے
نِعْمَتَهٗ۔ اپنی نعمت
يَعْقُوْبَ۔ یعقوب کے
اَبَوَيْكَ۔ تیرے باپوں کے
اِنَّ۔ بے شک

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

''الٓرٰ''۔ یہ وہی حروف مقطعات ہیں جن کے متعلق ہم پارہ اول سورۂ بقرہ میں لکھ چکے ہیں کہ اس کے معنی حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ معنی تاویلی اعداد و حروف سے کہیں صحیح ہو جاتے ہیں اور کسی جگہ حروف کو اسماء الحسنیٰ کی مفتاح قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی وہی صورت ہے کہ الف مفتاح اسم ''اللہ'' ہے اور لام مفتاح اسم ''لطیف'' اور ر مفتاح اسم ''رؤف'' ہے۔

تو معنی یہ ہوئے کہ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ رَءُوْفٌ (اللہ باریک بین مہربان ہے) آگے ارشاد ہے:

''تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں''۔

یعنی اس میں قصص ہوں یا عبر، اوامر ہوں یا نواہی، مذاکرہ ہو یا مخاطبہ، حرام ہو یا حلال، امر توبیخی ہو یا تادیبی، تشفیقی ہو یا وجوبی سولہ اقسام امر میں سے کوئی امر ہو سب یقینی، اذعانی، حتمی، قطعی ہے۔ اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ آگے ارشاد ہے:

''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ بے شک ہم نے نازل فرمایا قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھو''۔

کہ یہ وہ زبان ہے جس میں بہت سے حروف وہ ہیں جو عجمی زبان خصوصاً فارسی زبان سے زائد ہیں۔ چنانچہ کسی نے ایک رباعی میں ان حروف کو بتایا جو عربی زبان ہی میں استعمال ہوتے ہیں اور فارسی زبان ان حروف سے محروم ہے وہ حروف آٹھ ہیں:

ہشت حرف است آنکہ اندر فارسی ناید ہمے — تانیا موزی نباشی اندریں معنی معاف
بشنو اکنوں تا کدامست آں حروف و یادگیر — ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین و قاف

www.waseemziyai.com

فضائل وشرافت زبان عربی

یہ عربی زبان کا شرف مخصوص ہے۔

پھر اس قرآن کریم کو قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا فرما کر مَنْسُوْبٌ اِلَی الْعَرَبِ فرمایا اس لئے کہ یہ لغت قدیمہ عرب پر نازل ہوا۔

ابن عساکر رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِنَّ اٰدَمَ کَانَ لُغَتُهٗ فِی الْجَنَّةِ الْعَرَبِیَّةَ فَلَمَّا اَکَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ سُلِبَهَا فَتَکَلَّمَ بِالسُّرْیَانِیَّةِ فَلَمَّا تَابَ اللّٰهُ رَدَّهَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں عربی زبان تھی تو جب آپ نے شجرۂ ممنوعہ سے نوش فرمالیا تو وہ زبان آپ سے سلب ہوگئی اور سریانی زبان میں تکلم فرماتے تو جب آپ کی توبہ منظور ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے وہی زبان عربی عطا فرمادی۔

اور ایسا ہی عبدالملک بن حبیب رحمہ اللہ نے کہا اور یہ بھی بتایا کہ سریانی زبان ارض سوریا سے منسوب ہے وہ ایک جزیرہ ہے اور قبل غرق حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ان کی زبان عربی تھی مگر محرف اور وہی اہل سفینہ کی زبان رہی مگر ایک شخص ان میں تھا جسے جرہم کہتے تھے اس کی زبان عربی تھی۔ جب کشتی سے سب اترے تو جرہم وغیرہ نے ارم بن سام کے بعض بیٹوں سے رشتہ کرلیا اور ان کی زبان بھی عربی ہوگئی۔

ان کی اولاد میں عوص، ابوعاد اور عبیل، جاثر، ابی ثمود، جدیس ہوئے اور ان کا نام بنی جرہم رکھا گیا اس لئے کہ وہ ان کا دادا تھا باقی سب میں زبان سریانی رہی۔ ارفخشد بن سام سے لے کر بنی قحطان تک سریانی رہی اور یہ یمن میں تھے۔ جب بنی اسماعیل علیہ السلام یمن میں اترے تو بنوقحطان نے ان سے زبان عربی کی تعلیم پائی۔

اور ابن دحیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرب کی تین قسمیں تھیں:

عاربہ اور عرباء جو خلص کہلاتے تھے یہ نو قبائل تھے جو اولاد ارم بن سام بن نوح سے تھے اور وہ عاد، ثمود، امیم، عبیل، طسم، جدیس، عملیق، جرہم، وبار تھے انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے عربی حاصل کی۔ اور

متعربہ: یہ بنوقحطان سے تھے۔ تیسرے

مستعربہ: یہ بنی اسماعیل تھے اولاد معد بن عدنان سے۔

ابن درید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرب عاربہ کے سات قبائل تھے: عاد، ثمود، عملیق، طسم، جدیس، امیم، جاسم۔ اس بحث کو علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں بہت طویل کیا۔ مختصراً ہم نے بھی پیش کیا۔

حاکم رحمہ اللہ مستدرک میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا ثُمَّ قَالَ اَلْهَمَ اِسْمَاعِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ هٰذَا اللِّسَانَ الْعَرَبِیَّ اِلْهَامًا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ زبان عربی بطریقہ الہام عطا ہوئی۔

علامہ شیرازی رحمہ اللہ کتاب الالقاب میں فرماتے ہیں: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْمَدَائِنِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اِسْحٰقَ الْمَاشِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ یُوْسُفَ بْنُ السَّکِیْتِ قَالَ حَدَّثَنِی الْاَثْرَمُ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَمْعُوْنُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

www.waseemziyai.com

عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبَائِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ فَتَقَ لِسَانَهٗ بِالْعَرَبِيَّةِ الْمُبِيْنَةِ اِسْمَاعِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَةَ سَنَةً۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے چودہ سال کی عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عربی میں کلام فرمایا۔

اور ایک روایت میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خالص عربی میں سب سے اول حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کلام فرمایا۔

بعض ایسی روایات بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عربی حضرت اسماعیل علیہ السلام سے قبل بھی لغت حمیر اور قحطان میں تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے عربی سکھائی اور آپ علیہ السلام عربی میں ہی کلام فرماتے تھے مگر قرآن کریم کی عربی افضل لغات پر ہے یہ اپنی بلاغت وفصاحت کے اعتبار سے اسبق ہے۔

اور الدرایہ میں تو عربی کی یہ شرافت ہے کہ عمداً جو قرآن کریم کی قرأت یا کتابت فارسی میں کرے اسے مجنون اور زندیق کہا ہے۔ حَيْثُ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ قِرَاءَةَ قُرْاٰنٍ اَوْ كِتَابَتَهٗ فَهُوَ مَجْنُوْنٌ اَوْ زِنْدِيْقٌ وَ الْمَجْنُوْنُ يُدَاوٰى وَ الزِّنْدِيْقُ يُقْتَلُ۔

اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی

ذَكَرَ الذَّهَبِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ عَنْ سُفْيَانَ اَنَّهٗ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ النَّاسَ يَتَكَلَّمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالسُّرْيَانِيَّةِ فَاِذَا دَخَلُوْا الْجَنَّةَ تَكَلَّمُوْا بِالْعَرَبِيَّةِ۔ روز قیامت لوگوں کی زبان سریانی ہوگی۔ جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو عربی میں باتیں کریں گے۔

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ وَ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَ اٰخَرُوْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِيٌّ وَ كَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ۔

عرب تین وجہ سے محبوب ہیں: میں عربی ہوں اور قرآن کریم عربی ہے اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔ اس کے علاوہ طویل بحث روح المعانی میں ہے۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ۔

شان نزول سورۂ یوسف

وَ سَبَبُ نُزُوْلِهَا عَلٰى مَارُوِيَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَاصٍ اَنَّهٗ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا اَصْحَابُهٗ زَمَانًا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ قَصَصْتَ عَلَيْنَا فَنَزَلَتْ۔

جب قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ایک مدت تک صحابہ علیہم رضوان اس کی تلاوت کرتے رہے تو بعض نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی قصۂ ماضیہ بھی ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا تو یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔

ایک قول ہے کہ اس واقعہ یوسف علیہ السلام میں حضور ﷺ کو تسلی دینا مقصود ہے کہ آپ ﷺ کی قوم ہی ایسے ناشائستہ افعال کی مرتکب نہیں ہے بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تو ان کے بھائیوں کا برتاؤ اس سے بھی برا رہا ہے۔

www.waseemziyai.com

ایک قول ہے کہ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمائیں تو یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔

ایک اور قول یہ ہے کہ کفار مکہ نے یہود کو کہا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ بنی اسرائیل مصر میں کیسے پہنچے تو یہ سورت نازل ہوئی۔

اور بیہقی دلائل میں طریق کلبی سے ابوصالح رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ یہود کا ایک عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور حضور ﷺ اس وقت سورۂ یوسف تلاوت فرما رہے تھے تو اس نے عرض کیا: یَا مُحَمَّدُ مَنْ عَلَّمَکَھَا حضور یہ کس نے آپ کو سکھایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰہُ عَلَّمَنِیْھَا اللہ نے مجھے یہ سکھایا۔ تو اس عالم کو تعجب ہوا جب اس نے یہ جواب سنا تو وہ واپس لوٹ کر یہود میں آیا اور کہنے لگا: وَللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَیَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَا اُنْزِلَ فِی التَّوْرَاۃِ قسم بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم ایسے ہی پڑھتے ہیں جیسے توریت میں نازل فرمایا۔

فَانْطَلَقَ بِنَفَرٍ مِّنْھُمْ حَتّٰی دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَعَرَفُوْا صِفَتَہٗ وَ نَظَرُوْا اِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ فَجَعَلُوْا یَسْتَمِعُوْنَ اِلٰی قِرَاءَتِہٖ سُوْرَۃَ یُوْسُفَ فَتَعَجَّبُوْا وَ اَسْلَمُوْا عِنْدَ ذَالِکَ۔

تو ایک جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو توریت کی بیان کردہ صفت سے پہچانا اور ختم نبوت دونوں شانہ اقدس کے مابین دیکھی اور سورۂ یوسف سنی اور پسند کر کے اسی وقت اسلام لائے۔

(روح المعانی)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ علماء یہود نے اشراف عرب سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ملک شام سے مصر میں کیسے پہنچی اور ان کے وہاں آباد ہونے کا کیا سبب ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہے تو اس پر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔

یا یہ کہ اس واقعہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود نے سوال کیا یا مسلمانوں سے کہا کہ وہ سوال کریں کہ بنی اسرائیل کا مصر میں جانے کا کیا سبب ہوا۔ (روح)

یا احکام اور شرائع اور مخفیات ملک وملکوت اور اسرار نشأتین اور معارف وقصص کے بیان کے لئے سورۂ یوسف نازل ہوئی جس کا اعجاز ظاہر ہے اور من عند اللہ ہونا ایسا واضح ہے کہ اس کے معانی اہل علم کے نزدیک غیر مشتبہ ہیں اور اس میں حلال و حرام اور حدود واحکام کا بھی واضح بیان ہے۔ (روح)

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سورۂ مبارکہ میں متقدمین کے احوال روشن ولائح مذکور ہیں اور حق و باطل کا آسانی سے امتیاز کرا دینا اور اس کے پہلو بیان کئے گئے ہیں جو عجائب وغرائب اور حکم وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ اس میں دین ودنیا کے فوائد، سلاطین ورعایا اور علماء رحمہم اللہ کے احوال، عورتوں کے خصائل کا بھی واضح بیان ہے۔ دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر اور ان پر غالب آجانے کے بعد ان کی خطاؤں سے درگزر کرنے کی شان بھی نفیس پیرایہ میں واضح کی گئی ہے۔

صاحب بحرالحقائق رحمہ اللہ نے اس کے تاویلی پہلو پر اس کے احسن قصص ہونا عجیب اور نفیس پہلو سے بیان فرمایا ہے اور واضح کیا ہے کہ استعاری رنگ میں یہ قصہ تمام وکمال انسان کے احوال کے ساتھ منطبق ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

www.waseemziyai.com

یوسف سے مراد دل ہوسکتا ہے۔ اور
یعقوب سے مراد روح لی جاسکتی ہے
راحیل سے نفس انسان
برادران یوسف سے مراد قوی اور حواس انسان ہو سکتے ہیں۔

پھر اس قصہ کو انسان کے حالات سے مطابقت دی جائے تو اس سے عجیب وغریب حقائق منکشف ہوتے ہیں اس بحث کو بالتفصیل اگر دیکھنا چاہیں تو بحر الحقائق میں دیکھیں۔ اب آگے ارشاد ہے:

''نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ۔ ہم بیان سناتے ہیں تمہیں سب سے اچھا بیان اس لئے کہ وحی کیا ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کو اور اگر چہ آپ بے شک اس سے پہلے اس قصہ سے بے خبر تھے (یہاں ان مخففہ مثقلہ ہے) اور (یاد فرمائیں اے محبوب) جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا''۔

ترجمہ میں ''یاد فرمائیں اے محبوب'' بقاعدہ اذ لایا گیا ہے اس لئے کہ اذ کے اول اذکر اور منادی ضرور محذوف ہوتا ہے اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے والد حضرت اسحاق علیہ السلام تھے اور ان کے والد خطیب الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْكَرِيْمُ بْنُ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ فرمایا۔ (روح المعانی)

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے اس خواب کا تذکرہ کیا جو جمعہ کی شب لیلۃ القدر کو دیکھا تھا۔ (روح المعانی) عرض کیا:

''يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ۔ ابا جان میں نے (خواب میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں کہ وہ میرے لئے سجدہ کر رہے ہیں''۔

وہ گیارہ ستارے جریان، طارق، ذیال، قابس، عمودان، فلیق، مصبح، فرغ، ذوالکفتین، خروج، وثاب تھے۔

یہ گیارہ ستارے وہ ہیں جن کے متعلق ایک یہودی نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا: اَخْبِرْنِیْ یَا مُحَمَّدُ عَنِ النُّجُوْمِ الَّتِیْ رَاٰهُنَّ یُوْسُفَ فَسَكَتَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ هَلْ اَنْتَ مُؤْمِنٌ اِنْ اَخْبَرْتُكَ قَالَ نَعَمْ فَعَدَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا ذُكِرَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوسف علیہ السلام نے وہ ستارے کون سے ملاحظہ کئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر ان کے نام عرض کر دیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایمان لے آئے گا اگر ہم تجھے وہ ستارے بتا دیں اس نے عرض کی ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نام گنا دیئے جن کا ذکر ہو چکا۔ تو یہودی کہنے لگا: اِیْ وَاللّٰهِ اِنَّهَا لَاَسْمَاءُ هَا۔ بے شک قسم بخدا ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔ رَوَاهُ جَابِرٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے گیارہ ستارے اترے اور ان کے ساتھ سورج اور چاند بھی ہیں ان سب نے آپ کو سجدہ کیا۔

اس کی تعبیر یہ تھی کہ گیارہ ستارے آپ علیہ السلام کے گیارہ بھائی اور سورج آپ علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب

www.waseemziyai.com

15

علیہ السلام اور چاند آپ علیہ السلام کی والدہ حضرت راحیل یا خالہ ہیں۔

سدی کہتے ہیں کہ اس خواب سے قبل چونکہ آپ کی والدہ انتقال کر گئی تھیں اس لئے قمر سے مراد آپ کی خالہ ہی ہیں۔

اور سجدہ سے مراد تعظیم وتواضع تھی یا مطیع ہونا۔

اس خواب کے مشاہدے کے وقت بروایت حضرت وہب آپ کی عمر مبارک بارہ سال کی تھی اور ایک روایت کے مطابق سات سال کی عمر تھی۔ (روح)

ایک قول یہ ہے کہ پہلا رؤیا بارہ سال عمر میں ہوا اور دوبارہ سترہ سال کی عمر میں خواب ہوا اس میں آپ نے گیارہ لکڑیاں لمبی لمبی زمین میں مرکوز دیکھیں مثل دائرہ کے اور ایک چھوٹی لکڑی ان سب پر ہے یہاں تک کہ اس چھوٹی لکڑی نے تمام لکڑیاں اکھاڑ ڈالیں اور یہ خواب آپ نے اپنے والد ماجد سے بیان کیا لیکن دونوں خوابوں میں اشارہ بھائیوں کی طرف تھا تو پہلے خواب میں لکڑیاں اور دوسرے خواب میں کواکب دیکھے۔

ایک اور قول یہ ہے کہ سورج اور چاند سے میکائیل اور جبرئیل علیہما السلام مراد ہیں اور صحیح یہ ہی ہے کہ شمس سے باپ اور قمر سے والدہ مراد ہیں۔

قتادہ اور سدی سے مروی ہے کہ قمر سے مراد خالہ ہیں اس لئے کہ آپ کی والدہ راحیل اس سے پہلے انتقال کر چکی تھیں۔

ایک قول یہ ہے کہ سجدہ سے حقیقتاً سجدہ ہی مراد ہے اس لئے کہ اس شریعت میں سلام کی طرح سجدۂ تحیت بھی جائز تھا۔

اور ابن جریج رحمہ اللہ سے مروی ہے: اِنَّ الشَّمْسَ اُمَّهٗ وَالْقَمَرَ اَبُوْهُ اور وہ اس سے یہ تعبیر کرتے ہیں کہ اَلشَّمْسُ بِالْمُلْكِ وَ بِالذَّهَبِ وَ بِالزَّوْجَةِ الْجَمِيْلَةِ وَالْقَمَرُ بِالْاَمِيْرِ وَالْكَوَاكِبُ بِالرُّءُوْسَاءِ کہ سورج سے مراد آپ کی والدہ ہیں اور چاند سے مراد باپ ہیں۔ اور سورج کی تعبیر ملک، سونا اور خوبصورت بیوی ہے اور چاند کی تعبیر امراء ہیں اور ستاروں کی تعبیر رؤساء ہیں۔

تو یہ خواب سن کر حضرت یوسف علیہ السلام سے آپ کے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام نے بڑے پیار سے فرمایا:

''قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا۔ فرمایا اے صاحبزادے نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے تو وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے''۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس محبت کی وجہ سے برادران یوسف آپ علیہ السلام سے کچھ دل میں رنج بھی رکھتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے حسد سے مطلع بھی تھے اس لئے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام کو سنایا تو آپ علیہ السلام نے معاً خیال فرمایا کہ یہ خواب درحقیقت یوسف علیہ السلام کے مدارج کی ترقی کا مژدہ ہے اور اس خواب سے برادران یوسف علیہ السلام ان سے رشک بھی کریں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ یوسف منزل نبوت پر پہنچے اور بارگاہ الوہیت میں برگزیدہ ہو اور نعمت دارین اسے عطا ہو آپ کو ان کے بھائیوں کا خدشہ محسوس ہوا اور آپ نے ان کو اس خواب کے بیان کرنے سے روک دیا اور غیر مبہم الفاظ میں فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا فرما دیا کہ وہ اس خواب سے مطلع ہو کر تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے اور تمہارے ہلاک کرنے

www.waseemziyai.com

کی کوئی تدبیر سوچیں گے اور پھر شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے وہ کید اور حسد پر ضرور ابھارے گا اس بیان میں اس طرف ایما ہے کہ برادران یوسف علیہ السلام اگر ان کی ایذاء رسانی پر کوئی اقدام کریں گے تو اس کا سبب توسوس شیطانی ہوگا۔
(تفسیر خازن)

اور انبیاء کرام علیہم السلام توسوس شیطانی سے بھی محفوظ ہیں۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس وجہ میں ایک مؤلف اس مسئلہ کی تنقیح پر مرتب کیا جس میں وہ لکھتے ہیں: اَلَّذِیْ یَدُلُّ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ وَاللُّغَةُ وَالْاِعْتِبَارُ اَنَّ اِخْوَةَ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءَ وَ لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ وَلَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَلْ وَلَا اَحَدٌ مِنَ اَصْحَابِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ خَبَرٌ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی نَبَّاَهُمْ۔

جو کچھ قرآن کریم اور لغت اور اعتبارات سے مستدل ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہیں تھے اور ان کی نبوت کی خبر نہ قرآن کریم میں ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بلکہ صحابہ کرام علیہم رضوان میں سے بھی کسی نے یہ خبر نہ دی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی کیا۔

اور جن کے نزدیک وہ بھی نبی تھے ان کی دلیل یہ ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء میں والاسباط فرمایا ہے اور اس کی تفسیر میں اولاد یعقوب علیہ السلام بتایا ہے۔

وَا لصَّوَابُ اَنَّهٗ لَیْسَ الْمُرَادُ بِهِمْ اَوْ لَادُهُ الصُّلْبِیَةُ بَلْ ذُرِّیَّتُهٗ كَمَا یُقَالُ لَهُمْ بَنُوْاِسْرَائِیْلَ وَ كَمَا یُقَالُ لِسَائِرِ النَّاسِ بَنُوْ اٰدَمَ۔

اور صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد اولاد صلبی نہیں ہے بلکہ ذریت یعقوب علیہ السلام ہے جیسا کہا جاتا ہے کہ بنو اسرائیل یا جیسے کہا جاتا ہے عام انسانوں کو بنو آدم۔

وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا صَرِیْحٌ فِیْ اَنَّ الْاَسْبَاطَ هُمُ الْاُمَمُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَ كُلُّ سِبْطٍ اُمَّةٌ وَ قَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ الْاَسْبَاطَ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ كَالْقَبَائِلِ مِنْ بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ۔

اور وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا۔

یہ دونوں آئتیں صریح ہیں اس میں کہ اسباط امتی ہیں بنی اسرائیل سے ہر سبط امتی ہوتا ہے اور اس کی بھی تصریح ہو چکی ہے کہ اسباط بنی اسرائیل سے ایسے ہی ہیں جیسے قبائل بنی اسماعیل سے۔

اَقُوْلُ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں: قَالَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ اَیْ قَبَائِلُ كُلِّ قَبِیْلَةٍ مِنْ نَّسْلِ رَجُلٍ۔یعنی قرآن کریم میں فرمایا: الم۔آخر پارہ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی۔کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی تھے یا نصرانی۔

حالانکہ اس کا قطعی جواب دوسری جگہ قرآن کریم میں ہی موجود ہے: مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا۔تو یہاں بھی اگرچہ عرف عرب کے اعتبار سے اسباط قبائل کے معنی میں مستعمل بتایا گیا اور كُلُّ قَبِیْلَةٍ مِنْ نَّسْلِ رَجُلٍ بھی

www.waseemziyai.com

1/1

کہہ دیا کہ ہر قبیلہ ایک شخص کی نسل سے ہوتا ہے۔

لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ لَیْسَ الْمُرَادُ بِهِمْ اَوْ لَادَةُ الصُّلْبِيَّةُ اس لئے کہ ہم آیہ کریمہ میں پڑھ چکے ہیں کہ لَاتَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ تو گیارہ بھائی یقیناً حضرت یوسف علیہ السلام کے صلبی تھے یعنی ان کی ولادت صلب سیدنا یعقوب علیہ السلام سے تھی عام اس سے کہ یہ بھائی عینی تھے یا نہ تھے یعنی علاتی تھے۔

اور یہ بھی محقق ہو چکا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیوی لیا بنت لبان سے چھ بیٹے ہوئے۔ اور زلفہ، بلیہ سے چار اور بنیامین اور یوسف علیہ السلام چوتھی بیوی راحیل سے ہوئے۔ تو اگرچہ مائیں مختلف تھیں لیکن باپ سب کے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے تو صلبی اولاد ہی کہلاتی ہے جو ایک باپ سے ہو اور بقول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اَلْاُمَّهَاتُ اَوْعَاءٌ وَ لِلْاَنْسَابِ اٰبَاءٌ۔ مائیں محض برتن ہیں نسب کے لئے باپ ہوتے ہیں۔

بنابرایں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول صحیح نہیں کہ لَيْسَ الْمُرَادُ بِهِمْ اَوْ لَادَةُ الصُّلْبِيَّةُ۔ البتہ یہ غور طلب امر ہے کہ علاوہ حضرت یوسف علیہ السلام گیارہ دوسرے بیٹوں کو بھی نبوت ملی یا نہیں؟ تو ظاہر حال تو یہی بتاتا ہے کہ ان گیارہ کے نبی ہونے پر ہماری نظر میں کوئی دلیل قرآن وحدیث واقوال صحابہ علیہم رضوان سے نہیں ملتی۔

اور اس پر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ تصریح مسلم ہوسکتی ہے: كَمَا قَالَ وَ اَصْلُ السَّبْطِ كَمَا قَالَ اَبُوْ سَعِيْدِنِ الضَّرِيْرِ شَجَرَةٌ دَوْحَةٌ مُلْتَفَّةٌ كَثِيْرُ الْاَغْصَانِ فَلَا مَعْنٰى لِتَسْمِيَةِ الْاَبْنَاءِ الْاِثْنٰى عَشَرَ اَسْبَاطًا قَبْلَ اَنْ يَّنْتَشِرَ عَنْهُمُ الْاَوْلَادُ۔

یعنی اصل سبط کی بموجب قول ابوسعید الضریر رحمہ اللہ یہ ہے کہ وہ ایک درخت ہے پھیلا ہوا جس کی بہت سی شاخیں ہیں تو یہ معنی بوجہ اولاد اور بارہ بیٹے ہونے کے نہیں ہوسکتے کہ وہ اسباط ہوں قبل اس کے کہ ان کی اولادیں منتشر نہ ہوں۔

اس کے بعد آگے خود ہی وضاحت کرتے ہیں: حَيْثُ قَالَ فَتَخْصِيْصُ الْاَسْبَاطِ فِى الْاٰيَةِ بِبَنِيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِصُلْبِهٖ غَلَطٌ لَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ اللَّفْظُ وَلَا الْمَعْنٰى وَمَنِ ادَّعَاهُ فَقَدْ اَخْطَاَ خَطَاً بَيِّنًا۔

تو تخصیص اسباط کی آیات میں آپ کے صلبی بیٹوں کے ساتھ غلط ہے اس پر نہ الفاظ آیات دلالت کرتے ہیں نہ معنی اور جو دعویٰ کرے وہ کھلا خطا پر ہے۔

پھر اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں: وَالصَّوَابُ اَيْضًا اَنَّهُمْ سُمُّوْا اَسْبَاطًا مِّنْ عَهْدِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مِنْ حِيْنَئِذٍ كَانَتْ فِيْهِمُ النُّبُوَّةُ فَاِنَّهٗ لَمْ يُعْرَفْ فِيْهِمْ نَبِىٌّ قَبْلَهٗ اِلَّا يُوْسُفُ۔

اور یہی صحیح ہے کہ اسباط جنہیں کہا ہے وہ عہد موسیٰ علیہ السلام سے ہیں اور انہیں میں نبوت تھی لیکن اس میں جو انباء یعقوب ہیں نبوت سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے کسی میں نہیں پائی گئی اور اس کی تائید میں وہ آیتیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے تذکرے میں ذریۃ ابراہیم علیہ السلام پر فرمائیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ۔ اس آیہ کریمہ میں حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کے ساتھ کے نبیوں کا ذکر کیا گیا مگر اسباط کا ذکر نہیں کیا اور اگر آپ کے بھائی بھی نبی ہوتے جیسے اور انبیاء گزرے تو ضرور ان کا ذکر آتا۔

www.waseemziyai.com

پھر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں ان کی نبوت کے مناسب محامد وثنا فرمائی اور حدیث میں بھی ہے: اَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ۔ نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی۔ تو اگر یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی نبی ہوتے تو اسی اعزاز واکرام میں وہ بھی شریک کئے جاتے۔

اس کے برعکس جب ان کا قصہ قرآن کریم میں وہ آیا جو انہوں نے اپنے بھائی علیہ السلام کے ساتھ کیا اور ان کا اعتراف خطا اور طلب استغفار اپنے باپ سے۔ اور اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا اقرار سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ۔ آیا اور جو مناصب نبوۃ کے مناسب مدائح تھے وہ بیان نہیں فرمائے اور ان کی توبہ بھی علانیہ ظاہر نہیں ہوئی جیسا کہ ان کا گناہ گناہ پر بیان ہوا۔

اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کے متعلق قبل اعلان نبوت یا بعد اعلان نبوت نہیں فرمایا کہ انہوں نے ایسے افعال عظیمہ مثل والدہ کی نافرمانی، قطعیت رحم اور بھائی کا غلام بنانا ان کا بلاد کفر میں بیچنا اور کھلا جھوٹ بولنا وغیرہ جیسا کہ اخوۃ یوسف کے حالات میں مذکور ہے بیان نہیں فرمائے اور یہی دلیل ہے کہ برادران یوسف علیہ السلام نبی نہیں تھے بلکہ اگر کوئی دلیل عدم نبت پر سوا ان افعال کے جو ان سے صادر ہوئے نہ ہوتی تو بھی ہمارے دعویٰ عدم نبوت کو وہی افعال کافی تھے۔

لِاَنَّ الْاَنْبِیَاءَ مَعْصُوْمُوْنَ عَنْ صُدُوْرِ مِثْلِ ذَالِکَ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ وَ بَعْدَھَا عِنْدَ الْاَکْثَرِیْنَ۔

اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ایسے افعال سے معصوم ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت عند الاکثرین۔

اور یہ تمام امور ایسے تھے کہ قبل بلوغ ان پر قدرت وطاقت نہیں ہوسکتی تو یہ عذر بھی صحیح نہیں ہوسکتا کہ یہ افعال ان سے قبل بلوغ سرزد ہوئے تھے۔ انتہی ملخصاً از روح المعانی اس کے علاوہ اور بھی طویل بحث روح المعانی میں ہے مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْہِ۔

چنانچہ خواب کے متعلق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی اور بتایا کہ ہر خواب حقیقتاً خواب نہیں ہوتا اور خواب من جانب اللہ بھی ہوتا ہے اور توسوس شیطانی سے بھی۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاٰی اَحَدُ کُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّھَا فَاِنَّھَا مِنَ اللّٰہِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ تَعَالٰی وَ لْیُحَدِّیْ بِھَا – وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذَالِکَ مِمَّا یَکْرَہُ فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَ مِنْ شَرِّھَا وَ لَا یَذْکُرْھَا لِاَحَدٍ فَاِنَّھَا لَا تَضُرُّہٗ۔

اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسے اپنے محبّ سے بیان کیا جائے اور برا خواب شیطان سے ہے جب ایسا خواب کوئی دیکھے تو اللہ کے ساتھ پناہ مانگے شیطان رجیم سے اور اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے تو وہ کچھ مضرت نہ پہنچا سکے گا۔ (بخاری شریف)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَھُھَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِہٖ ثَلَاثًا وَ لْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِہِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس میں برائی معلوم ہو تو تین بار اپنی بائیں طرف تھوکے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے شیطان لعین سے اور وہ کروٹ بدل لے جس پر تھا۔ (روح)

www.waseemziyai.com

ایک روایت میں یہ اور ہے کہ تین بار بائیں جانب تھوک کر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الرُّؤْیَا۔ پڑھے۔

اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَادِقَۃَ فَکَانَ لَا یُرٰی رُؤْیَا اِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلْقِ الصُّبْحِ۔

وحی کی ابتدا حضور پر رویا صادقہ سے ہوئی۔ چنانچہ حضور کوئی خواب نہ ملاحظہ فرماتے مگر اس کا ظہور ایسے ہوتا جیسے رات سے صبح کا ظہور۔

اور رؤیائے صادقہ کو چھیالیسواں جز نبوت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس کی توجیہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ سِتَّۃُ اَشْھُرٍ یَّرَی الْوَحْیَ مَنَامًا ثُمَّ جَاءَ ہُ الْمَلَکُ یَقْظَۃً وَ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی ثَلَاثٍ وَّ عِشْرِیْنَ سَنَۃً جُزْءٌ مِّنْ سِتٍّ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا۔

تو چھ ماہ وحی خواب میں ہوتی رہی۔ چھ ماہ کے بعد فرشتہ جاگتے ہوئے آیا اور چھ ماہ عام اور تئیس سال وحی نبوت، اور چھ ماہ بہ نسبت تئیس سال کے چھیالیسواں حصہ میں۔

اور حلیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّ الْوَحْیَ کَانَ یَاتِیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ نَوْعًا۔ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چھیالیس نوع پر آئی۔

اس میں سے ایک رؤیائے صالحہ بھی ہے تو چھیالیسواں جز نبوت رویائے صالحہ ہوا۔ مِثْلَ نَفْثِ الرَّوْعِ وَ تَمَثُّلِ الْمَلَکِ لَہٗ بِصُوْرَۃِ دَحْیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ سَمَاعَتُہٗ مِثْلَ صَلْصَلَۃِ الْجَرْسِ۔ دل کے اندر کوئی بات آجانا اور فرشتہ کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں متمثل ہو کر آنا اور زنجیر ہلنے کی آواز مسموع ہونا وغیرہ ذالک۔ روح المعانی

''وَکَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ۔ اور ایسے ہی تیرا رب تجھے چن لے گا اور سکھا دے گا تجھے انجام نکالنا باتوں سے اور تجھ پر اپنی نعمت پوری اور آل یعقوب پر پوری کرے گا جیسے پوری کیں (نعمتیں) تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر بے شک تیرا رب علم وحکمت والا ہے''۔

اجتباء کہتے ہیں چن لینے اور برگزیدہ کرنے کو جس کے حاصل معنی یہ ہیں کہ کسی بندہ کو فیض ربانی کے ساتھ مخصوص کر لینا جس سے اس میں کرامات وکمالات بلا محنت وسعی حاصل ہوں۔ اور یہ مرتبہ انبیاء کرام کے ساتھ خاص ہے اور ان کے فیوض و برکات سے ان کے مقربین صدیقین شہداء وصالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کئے جاتے ہیں لیکن درجہ نبوت اب کسی کو نہیں مل سکتا نہ اللہ تعالیٰ کسی کو عطا فرمائے گا اس لئے کہ وعدۂ ختم نبوت قرآن کریم میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے ارشاد ہو چکا ہے۔

اور خاتم وخاتم کے معنی میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ اگر خاتم کا صلہ آیا ہے تو مہر کے معنی بھی دیتا ہے۔ جیسے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ – اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وغیرہ میں بمعنی مہر ہے لیکن جہاں علیٰ کے بغیر ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں لازمی طور پر آخر کے معنی ہی ہیں اور مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُہٗ مِسْکٌ سے اگر شبہ پیدا ہو تو یہاں آخر کے ہی معنی ہیں حَیْثُ قَالَ فِیْ تَفْسِیْرِ النَّسَفِیْ اَیْ تُوْجَدُ رَائِحَۃُ الْمِسْکِ عِنْدَ خَاتِمَۃِ شُرْبِہٖ۔ یعنی پینے کے بعد جو خوشبو آئے گی وہ آخری

www.waseemziyai.com

خوشبو مشک کی ہوگی تو یہ اصول کلیہ ہوا کہ جہاں خاتم کے بعد ہوگا وہاں مہر کے معنی ہوں گے اور جہاں خاتم کے بعد علیٰ نہ ہو وہاں آخر کے ہی معنی آئیں گے چنانچہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ ابْنُ جُبَيْرٍ وَالْحَسَنُ الْمَعْنٰى خَاتِمَتُهٗ وَ نِهَايَتُهٗ رَائِحَةُ الْمِسْكِ اِذَا شَرِبَ اَیْ يَجِدُ شَارِبُهٗ ذَالِكَ عِنْدَ انْتِهَاءِ شُرْبِهٖ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آخر اور نہایت اس کی مشک کی خوشبو پر ہوگی جب کہ وہ پیا جائے گا تو پینے والے کو مشک کی خوشبو اس کے آخر میں محسوس ہوگی۔ (روح المعانی سورۂ تطفیف)

اور اتمام نعمت سے مراد علم وحکمت اور تاویل احادیث کی عطا ہے اور کتب سابقہ اور احادیث انبیاء علیہم السلام کے غوامض ودقائق کا کشف ہے اور بعض مفسرین رحمہم اللہ نے اس سے تعبیر خواب بھی مراد لی ہے اور واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تعبیر خواب میں بڑے ماہر تھے چنانچہ اس سورۂ مبارکہ میں عزیز مصر کے خواب کی تعبیر اور دونو جوانوں کا خواب میں اپنا انجام دیکھنا اور اس کی تعبیر دینا بھی مذکور ہے۔

اور كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ میں نبوت عطا فرما کر اعزاز بخشنا مراد ہے اس لئے کہ نبوت سے اعلیٰ منصب بندے کے لئے اور کوئی نہیں تمام مناصب ومراتب اس منصب سے ادنیٰ ہیں پھر اس کے ساتھ سلطنت بھی مل جائے تو یہ مزید نعمت ہے۔

چنانچہ اس سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود سے خلاصی دی اور اپنا خلیل بنایا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کو حضرت یعقوب اور اسباط عطا فرمائے اور آل یعقوب کا فرمانا اسی وجہ میں ہے۔

لفظ آل ہمیشہ عربی میں اس جگہ استعمال ہوگا جہاں شریف اور معزز ہوں اس وجہ میں آل حجام یا آل حرم نہیں بولا جاتا۔ لیکن اہل حجام اور اہل حرم کہہ سکتے ہیں۔ اسی وجہ میں آل ہمیشہ معزز گھرانوں پر استعمال ہوا نچلے طبقہ پر اہل بولا جاتا ہے۔ (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۷

بے شک ہیں یوسف اور اس کے بھائیوں میں نشانیاں پوچھنے والوں کے لئے۔

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝۸

جب کہا کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی (بنیامین) زیادہ محبوب ہیں ہمارے باپ کو ہم سے باوجودیکہ ہم ایک جماعت ہیں بے شک ہمارے والدان کی محبت میں کھلم کھلا از خود رفتہ ہیں۔

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹

یوسف کو قتل کر دو یا پھینک دو اسے کسی زمین میں تا کہ یک سو ہو جائے تمہارے باپ کی محبت صرف تمہاری طرف اس کے بعد نیک صالح ہو جانا۔

www.waseemziyai.com

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ⑩

بولا ایک بولنے والا نہ قتل کرو یوسف کو اور ڈال دو اسے کسی اندھیرے کنویں میں اٹھا لے گا اسے کوئی چلتا پھرتا اگر تمہیں کرنا ہی ہے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ⑪

بولے اے ہمارے باپ کیا ہوا کہ تمہیں ہمارا اعتبار نہیں یوسف پر حالانکہ ہم تو اس کے خیر اندیش ہیں۔

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑫

بھیج دیجئے اسے ہمارے ساتھ کل کہ میوے کھائے اور کھیلے اور ہم بے شک اس کے نگہبان ہیں۔

قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ⑬

فرمایا مجھے رنج دے گا کہ اسے لے جاؤ اور میں ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا لے اور تم اس سے بے خبر ہو جاؤ۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ⑭

بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے با آنکہ ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم نقصان والے ہیں۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑮

تو جب اسے لے گئے اور سب اس پر متفق ہو گئے کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے وحی کی یوسف کو کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام جتا دے گا اس حال میں کہ وہ نہ جانتے ہوں گے۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ⑯

اور آئے اپنے باپ کے پاس رات ہوئے روتے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ⑰

بولے اے ہمارے باپ ہم چلے گئے دوڑتے ہوئے اور چھوڑ گئے یوسف کو اپنے سامان کے پاس تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کبھی یقین نہ کریں گے ہمارا اگرچہ ہم سچے ہوں۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ⑱

اور لائے اس کی قمیص جھوٹے خون کے ساتھ فرمایا بلکہ بنا لی ہے تمہارے لئے تمہارے دلوں نے ایک بات تو صبر ہی بہتر ہے اور اللہ مددگار ہے اس پر جو تم بیان کرتے ہو۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ⑲

اور آیا ایک قافلہ تو بھیجا انہوں نے ایک کو تو ڈالا اس نے اپنا ڈول پکارا اے مژدہ ہو یہ تو ایک لڑکا ہے اور چھپایا اسے پونجی کے طور پر اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ⑳

اور بیچ ڈالا اسے (برادران یوسف نے) ساتھ قیمت کھوٹی دراہم سے جو گنتی کے تھے اور تھے وہ اس قیمت

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سے بے رغبت

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

لَقَدْ۔ بے شک
كَانَ۔ ہیں
فِيْ يُوْسُفَ۔ یوسف (علیہ السلام)
وَاِخْوَتِهٖٓ۔ اور اس کے بھائیوں میں
اٰيٰتٌ۔ نشانیاں
لِّلسَّآئِلِيْنَ۔ سوال کرنے
والوں کے لئے
اِذْ۔ جب
قَالُوْا۔ کہا انہوں نے
لَيُوْسُفُ۔ یقیناً یوسف
وَاَخُوْهُ۔ اور اس کا بھائی
اَحَبُّ۔ زیادہ پیارا ہے
اِلٰٓى۔ طرف
اَبِيْنَا۔ ہمارے باپ کی
مِنَّا۔ ہم سے
وَنَحْنُ۔ اور ہم
عُصْبَةٌ۔ جماعت ہیں
اِنَّ۔ بے شک
اَبَانَا۔ ہمارا باپ
لَفِيْ۔ یقیناً
ضَلٰلٍ۔ گمراہی
مُّبِيْنٍ۔ ظاہر میں ہے
اقْتُلُوْا۔ مار ڈالو
يُوْسُفَ۔ یوسف کو
اَوِ اطْرَحُوْهُ۔ یا پھینک دو اس کو
اَرْضًا۔ کسی زمین میں
يَّخْلُ۔ خالی ہو جائے گا
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
وَجْهُ۔ چہرہ
اَبِيْكُمْ۔ تمہارے باپ کا
وَتَكُوْنُوْا۔ اور ہو جاؤ
مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد
قَوْمًا۔ قوم
صٰلِحِيْنَ۔ نیک
قَالَ۔ کہا
قَآئِلٌ۔ ایک کہنے والے نے
مِّنْهُمْ۔ ان میں سے
لَا تَقْتُلُوْا۔ نہ قتل کرو
يُوْسُفَ۔ یوسف کو
وَاَلْقُوْهُ۔ اور ڈال دو اس کو
فِيْ۔ بیچ
غَيٰبَتِ الْجُبِّ۔ اندھے کنویں کے
يَلْتَقِطْهُ۔ پکڑے لے جائے گا اس کو
بَعْضُ۔ کوئی
السَّيَّارَةِ۔ قافلہ
اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم
فٰعِلِيْنَ۔ کرنے والے
قَالُوْا۔ بولے
يٰٓاَبَانَا۔ اے ہمارے باپ
مَالَكَ۔ کیا ہے تجھے
لَا تَاْمَنَّا۔ نہیں امین جانتا تو ہمیں
عَلٰى۔ اوپر
يُوْسُفَ۔ یوسف کے
وَاِنَّا۔ اور یقیناً ہم
لَهٗ۔ اس کے لئے
لَنٰصِحُوْنَ۔ خیر خواہ ہیں
اَرْسِلْهُ۔ بھیج اس کو
مَعَنَا۔ ہمارے ساتھ
غَدًا۔ کل
يَّرْتَعْ۔ کھائے
وَيَلْعَبْ۔ اور کھیلے
وَاِنَّا۔ اور یقیناً ہم
لَهٗ۔ اس کے لئے
لَحٰفِظُوْنَ۔ حفاظت کرنے والے ہیں
قَالَ۔ کہا
اِنِّيْ۔ بے شک میں
لَيَحْزُنُنِيْٓ۔ غمناک ہوتا ہوں
اَنْ۔ اس سے
تَذْهَبُوْا۔ لے جاؤ تم
بِهٖ۔ اس کو
وَاَخَافُ۔ اور میں ڈرتا ہوں
اَنْ۔ یہ کہ
يَّاْكُلَهُ۔ کھا جائے اس کو
الذِّئْبُ۔ بھیڑیا
وَاَنْتُمْ۔ اور تم
عَنْهُ۔ اس سے
غٰفِلُوْنَ۔ بے خبر ہو
قَالُوْا۔ بولے
لَئِنْ۔ اگر
اَكَلَهُ۔ کھا جائے اس کو
الذِّئْبُ۔ بھیڑیا
وَنَحْنُ۔ اور ہم
عُصْبَةٌ۔ جماعت ہیں
اِنَّآ۔ بے شک ہم
اِذًا۔ اس وقت
لَّخٰسِرُوْنَ۔ خسارہ اٹھانے والے ہیں
فَلَمَّا۔ پھر جب
ذَهَبُوْا۔ لے گئے
بِهٖ۔ اس کو
وَاَجْمَعُوْٓا۔ اور اتفاق کیا
اَنْ۔ یہ کہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

يَّجْعَلُوْهُ۔ڈال دیں اس کو فِيْ۔بیچ غَيٰبَتِ الْجُبِّ۔اندھے کنویں کے
وَاَوْحَيْنَآ۔اور وحی کی ہم نے اِلَيْهِ۔اس کی طرف لَتُنَبِّئَنَّهُمْ۔ضرور بتائے گا تو ان کو
بِاَمْرِهِمْ۔ان کا کام هٰذَا۔یہ وَهُمْ لَا۔اور وہ نہ يَشْعُرُوْنَ۔جانتے ہوں گے
وَجَآءُوْٓا۔اور آئے اَبَاهُمْ۔اپنے باپ کے پاس عِشَآءً۔رات کو يَّبْكُوْنَ۔روتے ہوئے
قَالُوْا۔بولے يٰٓاَبَانَآ۔اے ہمارے باپ اِنَّا۔بے شک ہم ذَهَبْنَا۔گئے
نَسْتَبِقُ۔دوڑتے ہوئے وَتَرَكْنَا۔اور چھوڑا ہم نے يُوْسُفَ۔یوسف کو عِنْدَ۔نزدیک
مَتَاعِنَا۔سامان اپنے کے فَاَكَلَهُ۔پھر کھا گیا اس کو الذِّئْبُ۔بھیڑیا وَمَآ۔اور نہیں
اَنْتَ۔تو بِمُؤْمِنٍ۔یقین کرنے والا لَّنَا۔ہمارا وَلَوْ۔اگرچہ
كُنَّا۔ہوں ہم صٰدِقِيْنَ۔سچے وَجَآءُوْ۔اور لائے عَلٰى قَمِيْصِهٖ۔اس کی قمیص پر
بِدَمٍ۔خون كَذِبٍ۔جھوٹا قَالَ۔فرمایا بَلْ۔بلکہ
سَوَّلَتْ۔بنالیا ہے لَكُمْ۔تمہارے لئے اَنْفُسُكُمْ۔تمہاری جانوں نے اَمْرًا۔ایک کام
فَصَبْرٌ۔پھر صبر جَمِيْلٌ۔اچھا ہے وَاللّٰهُ۔اور اللہ ہی الْمُسْتَعَانُ۔مدد چاہا گیا ہے
عَلٰى مَا۔اس پر جو تَصِفُوْنَ۔تم بیان کرتے ہو وَجَآءَتْ۔اور آیا سَيَّارَةٌ۔ایک قافلہ
فَاَرْسَلُوْا۔انہوں نے بھیجا وَارِدَهُمْ۔اپنا پانی لانے والا فَاَدْلٰى۔تو اس نے ڈالا دَلْوَهٗ۔اپنا ڈول
قَالَ۔کہا يٰبُشْرٰى۔اے خوشخبری هٰذَا۔یہ غُلٰمٌ۔لڑکا ہے
وَاَسَرُّوْهُ۔اور چھپایا انہوں نے اس کو بِضَاعَةً۔پونجی بنا کر وَاللّٰهُ۔اور اللہ
عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے بِمَا۔وہ يَعْمَلُوْنَ۔جو کرتے ہیں وَشَرَوْهُ۔اور بیچ دیا انہوں
نے اسے بِثَمَنٍ۔قیمت بَخْسٍ۔کھوٹی سے دَرَاهِمَ۔درہم
مَّعْدُوْدَةٍ۔چند وَكَانُوْا۔اور تھے وہ فِيْهِ۔اس میں مِنَ الزّٰهِدِيْنَ۔بے رغبت
لوگوں سے

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔سورۃ یوسف۔پ ۱۲

''لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ۔ بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں میں نشانیاں ہیں سوال کرنے والوں کے لئے''۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ان کی پہلی بیوی لیا بنت لیان بن ناہر تھی اور یہ ماموں کی بیٹی ہیں ان سے چھ بیٹے ہوئے ان کے نام یہ ہیں: یہودا، روئیل، شمعون، لاوی، ریالون، یشجر۔

اور چار بیٹے زلفہ اور بلہہ سے ہوئے ان کے نام یہ ہیں: دان، یفتالی، جاد، آشر۔

زلفہ اور بلہہ دونوں بہنیں تھیں اور دونوں آپ کے نکاح میں بیک وقت تھیں اور اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ سے جو دو بہنوں کا ایک وقت میں جمع حرام ہے وہ اس وقت نہ تھا۔اس کے متعلق علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com

كَانَتَا اُخْتَيْنِ وَقَدْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَ لَمْ يَحِلَّ ذَالِكَ لِاَحَدٍ بَعْدَهُ وَاِلٰى هٰذَا ذَهَبَ الْيَهُوْدُ۔

دونوں بہنیں ایک وقت میں جمع تھیں اور یہ آپ کے لئے حلال تھیں۔ آپ کے بعد پھر کسی کے لئے حلال نہیں رہیں۔ اسی تحقیق کے ساتھ یہود بھی متفق ہیں۔

اور لیا، زلفہ، بلہہ کے انتقال کے بعد لیا کی بہن حضرت راحیل سے آپ علیہ السلام نے عقد فرمایا ان سے دو صاحبزادے ہوئے بنیامین اور حضرت صبیح الحسن یوسف علیہ السلام۔

اس بنا پر دس بھائی علاتی مانے جاتے ہیں۔ حقیقی بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے صرف حضرت بنیامین تھے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں تصریح فرماتے ہیں:

بِاَنَّ الْمَشْهُوْرَ اَنَّ بَنِیْ عَلَّاتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَشَرَةٌ وَ لَيْسَ فِيْهِمْ مِنْ اِسْمِهٖ۔

یہ دس بنی علات تھے۔ یعنی باپ کی طرف سے تھے۔ مائیں ان کی علیحدہ تھیں اور بنیامین اور یوسف عینی بھائی تھے۔ یعنی باپ اور ماں دونوں کے ایک تھے۔ اس قسم کے بھائی حقیقی اور سگے کہلاتے ہیں اور جس کی ماں علیحدہ علیحدہ ہو وہ سوتیلے کہلاتے ہیں ویسے اسباط میں یہ سب داخل ہیں۔ چنانچہ یہ بارہ صاحبزادے اسباط تھے۔

آگے اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ فرمایا تو وہ پوچھنے والے یہود تھے جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حال اور اولاد یعقوب علیہ السلام کا خطہ کنعان سے سرزمین مصر کی طرف منتقل ہونے کا کیا سبب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں تمام حال من وعن بیان فرمادیا اور یہود نے اسے توریت کے مطابق پایا تو سخت متحیر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب پڑھنے اور علماء واحبار کی صحبت میں بیٹھنے اور کسی سے کچھ سیکھنے کے بغیر اس قدر صحیح واقعات کیسے بیان فرمائے۔

یہ واضح دلیل ہے کہ آپ نبی ہیں اس لئے کہ نبی نباء سے ہے اور نباخبر کو کہتے ہیں تو نبی خبر دینے والے کو کہا جاتا ہے بنابریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کریم کے وحی الٰہی عزوجل ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ ماننا پڑے گا کہ آپ کو علم قدس سے شرف حاصل ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوسف اور آپ کے بھائیوں میں اور ان کے قصہ میں صداقت نبوت پر بہت سے دلائل واضح ہیں۔ علاوہ بریں کافی حکم اور عبر ونصائح اس سے حاصل ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

''اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ۔ جب وہ کہنے لگے کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی (بنیامین) زیادہ محبوب ہے ہمارے باپ کو حالانکہ ہم عصبہ ہیں بے شک ہمارے باپ ان کی محبت میں ازخود رفتہ ہیں (لہٰذا) یوسف کو قتل کردو یا اسے کسی زمین میں پھینک دو (تاکہ) تمہاری طرف توجہ تمہارے باپ کی خالص ہوجائے اور ہوجانا اس کے بعد صالحین میں سے''۔

ان برادران یوسف علیہ السلام نے آپس میں باتیں کیں جو سوتیلے بھائی تھے کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم عصبہ ہیں۔ راغب رحمہ اللہ مفرادات میں کہتے ہیں: عصبہ۔ عصب سے ماخوذ ہے۔ محاورہ میں اَلْعَصَبُ اَطْنَابُ الْمَفَاصِلِ وَلَحْمٌ عَصَبٌ كَثِيْرُ الْعَصَبِ وَالْمَعْصُوْبُ الْمَشْدُوْدُ۔ عصب جوڑوں کے کناروں کو بولتے ہیں۔ محاورہ میں لحم عصب کے معنی پٹھوں کے گوشت کے لئے جاتے ہیں۔

وَالْعُصْبَةُ جَمَاعَةٌ مُتَعَصِّبَةٌ مُتَعَاضِدَةٌ۔ اور عصبہ ایسی جماعت کو بولتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے قوت

www.waseemziyai.com

بازو ہوں تو گویا کہ برادران یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کے قوت بازو ہیں اور یوسف علیہ السلام کی حمایت صرف ان کے بھائی بنیامین ہی کر سکتے ہیں اور ہم سب خدمت والد میں ان سے زیادہ ہیں۔

فراء رحمہ اللہ کے نزدیک عصبہ دس تک اجتماع پر بولتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک دس سے چالیس تک کے اجتماع کو عصبہ فرماتے ہیں۔

اس پر انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر معاذ اللہ عزوجل ناعاقبت اندیشی کا الزام لگایا اور کہا کہ وہ مجتمع دس بھائیوں کے مقابلہ میں صرف دو بھائیوں کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

یہاں لفظ ضلال شان یعقوب علیہ السلام میں استعمال کیا گیا جسے عوام گمراہی سے تعبیر کر سکتے ہیں حالانکہ اس کا مبداء اشتقاق ضل ہے اس پر راغب اصفہانی رحمہ اللہ کی تحقیق ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

ضَلٰلٍ۔ اَلضَّلَالُ الْعُدُوْلُ عَنِ الطَّرِيْقِ الْمُسْتَقِيْمِ۔ ضل سے ضلال کے معنی سیدھے راستہ سے عدول کرنے کے ہیں اور اس کی ضد ہدایت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا۔

وَ يُقَالُ الضَّلَالُ لِكُلِّ عُدُوْلٍ عَنِ الْمَنْهَجِ عَمَدًا كَانَ اَوْ سَهْوًا يَسِيْرًا كَانَ اَوْ كَثِيْرًا فَاِنَّ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ الَّذِىْ هُوَ الْمُرْتَضٰى صَعْبٌ جِدًّا قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَ قَالَ بَعْضُ الْحُكَمَاءِ كَوْنُنَا مُصِيْبِيْنَ مِنْ وَجْهٍ وَ كَوْنُنَا ضَالِّيْنَ مِنْ وُجُوْهٍ كَثِيْرٍ۔

ضلال کا اطلاق ہر راستہ سے عدول کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے عام اس کے کہ سہواً ہو یا عمداً کم ہو یا زیادہ۔

اور لفظ ضلال اس پر بھی استعمال ہوتا ہے جہاں کسی خطا و غلطی سے کوئی فعل سرزد ہو۔

اسی بناء پر ضلال انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے اور کفار پر بھی اگرچہ دونوں جگہ معنوی استعمال میں بون بعید ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہادی الکل فی الکل کے لئے بھی وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى استعمال کیا گیا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آپ کو نبوت کے ساتھ جب ہدایت نہ تھی تو ہم نے نبوت عطا کی۔

یعقوب علیہ السلام کے لئے ابناء یعقوب نے کہا: اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ اور اِنَّ اَبَانَا لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اس میں اشارہ ہے شغف و محبت یوسف علیہ السلام کی طرف یعنی یہاں معنی از خود رفتہ محبت کے ہوں گے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب فرعون نے کہا کہ تم ایک جرم کے مرتکب ہو یعنی داروغہ مطبخ کو طمانچہ سے ہلاک کر چکے ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے جواب دیا اور فرمایا فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ بے شک میں نے طمانچہ مارا تھا مگر اس میں میری طرف سے قتل عمد نہ ہوا تھا بلکہ یہ قتل اتفاقی ہو گیا اور میں اپنی طاقت سے بے خبر تھا۔

تو ضالین کے معنی سہو اور از خود رفتہ محبت اور بے خبر کے ہوئے۔ اور بمعنی نسیان بھی آتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔

اور ضلال بمعنی موت بھی ہے جیسے کفار کا تصور قرآن کریم میں ہے: ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ کیا جب ہم مر کر خاک میں مل جائیں گے کیا ہم پھر نئی پیداوار میں آئیں گے اس میں موت اور استحالہ بدن کے معنی لئے گئے۔

www.waseemziyai.com

بمعنی غفلت بھی آتا ہے: لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی اَیْ لَا یَغْفِلُهٗ یعنی میرا رب غافل نہیں اور وہ بھولتا بھی نہیں۔

باطل اور رائیگاں ہونے کے معنی بھی دیتا ہے۔ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ – اَیْ فِیْ بَاطِلٍ۔

انسان کے لئے کوئی چیز مزین کر کے دکھا کر دھوکہ دینا جیسے لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْكَ۔

تو ضل سے ضال، تضلیل، ضالین، یضل وغیرہ وغیرہ صیغے قرآن کریم میں وارد ہیں۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ میں بمعنی گمراہ ہے۔

اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ – وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی۔ میں معنی از خود رفتہ محبت ہوئے۔

فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔ میں اپنی قوت سے بے خبر ہونے کے معنی ہوئے۔

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰی۔ میں بھولنے کے معنی ہیں۔

ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ۔ میں استحالہ وفنا کے معنی ہیں۔

لَا یَضِلُّ رَبِّیْ۔ میں غافل ہونے کے معنی ہیں۔

اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ۔ میں باطل اور رائیگاں کے معنی ہیں۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ میں گمراہ اور بھٹکے ہوئے کے معنی ہیں۔

یہ مختصر اُسات معنی مفردات راغب سے منقول ہیں جو مَا نَحْنُ فِیْهِ کی وضاحت میں ہمارے لئے کافی وافی شافی ہیں۔

تو برادران یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے حق میں کہا: اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ جس کے اس جگہ یہ معنی ہوتے ہیں کہ معاذ اللہ عزوجل حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی رائے میں خاطی ہیں یا طریق اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں گویا ان کے خیال میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ ہرگز مناسب نہیں تھا۔

روایات سے ثابت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام بہت محبوب تھے اور آپ علیہ السلام کے علاتی بھائی اسی وجہ سے حسد کرتے تھے۔

پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا اس کے بعد سے اور بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت بڑھ گئی۔ حتیٰ کہ آپ ایک ساعت کے لئے بھی آپ کو اپنے سے اوجھل ہونا گوارا نہ فرماتے تھے۔ (روح)

تو برادران یوسف نے باہمی مشورہ کیا اور کہا:

اقْتُلُوْا یُوْسُفَ۔ یوسف کو قتل کر دو یا کسی زمین میں پھینک دو۔ اُطْرَحُوْهُ۔ طرح کہتے ہیں رَمْیُ الشَّیْءِ وَاِلْقَاؤُهٗ اور طَرَحْتُ الشَّیْءَ بول کر اَبْعَدْتُهٗ بھی معنی لیتے ہیں یعنی اسے دور کر دیا۔

اور اس کام سے فائدہ یہ مطلوب تھا کہ یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ جس کے حاصل معنی یہ ہوتے ہیں کہ پھر تمہارے والد کی توجہ خالص تمہاری ہی طرف ہو جائے گی اور لَا یَلْتَفِتُ عَنْكُمْ اِلٰی غَیْرِكُمْ تم سے منہ پھیر کر اور طرف التفات نہ کریں گے۔

''وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ یَعْنِیْ بَعْدَ انْفِرَاغِ یُوْسُفَ۔ یا قتل یوسف کے بعد یا طرح یوسف سے فارغ ہو کر

www.waseemziyai.com

صالحین میں داخل ہو جانا توبہ کر کے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَمَا رَوَاهُ الْكَلْبِيُ وَ اِلَيْهِ ذَهَبَ الْجُمْهُورُ فَالْمُرَادُ بِالصَّلَاحِ الصَّلَاحُ الدِّيْنِيُّ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ يَحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ ذَالِكَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَبِيْهِمْ بِالْعُذْرِ وَاِنْ كَانَ مُخَالِفًا لِلدِّيْنِ لِكَوْنِهٖ كَذِبًا لٰكِنَّهٗ مُوَافِقٌ لَّهٗ مِنْ جِهَةِ اَنَّهُمْ يَرْجُوْنَ عَفْوَ اَبِيْهِمْ وَ صَفْحَهٗ لِيَخْلُصُوْا مِنَ الْعُقُوْقِ عَلٰى مَا قِيْلَ۔

کلبی اور جمہور رحمہم اللہ اس طرف ہیں کہ یہاں مراد صلاح سے صلاح دینی ہے جو ان کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہو۔

اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان میں اور ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام میں معذرت کر کے صالح بن جائیں اگر چہ وہ دین کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں اس لئے کہ ان کا عذر کذب ہی ہوگا لیکن ان کے لئے وہ موافق ہو گا اس جہت سے کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے عفو کی امید رکھتے تھے اور تصافح چاہتے تھے عقوق والد سے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ اَنْ يُّرَادَ الصَّلَاحُ الدُّنْيَوِيُّ اَىْ صَالِحِيْنَ فِيْ اَمْرِ دُنْيَاكُمْ فَاِنَّهٗ يَنْتَظِمُ لَكُمْ بَعْدَهٗ بِخُلُوِ وَجْهِ اَبِيْكُمْ۔

تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے صالحیت دنیوی مراد ہو یعنی صالح بن جاؤ اپنے دنیوی امور کے لئے جس سے تمہارا نظام دنیوی ہو سکے والد کی توجہ سے۔

اور یہ احتمال ہی صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ حقوق العباد تو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتا تو حق تلفی، قطع رحمی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو غلام کہہ کر ثمن بخس کے ساتھ بیچ ڈالنا یہ سب حقوق العباد سے تھا۔ پھر کنوئیں میں ڈالنا یہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کا حق تھا تو یہ سب حق یوسف علیہ السلام کے تھے۔ اس کی معافی یعقوب علیہ السلام سے طلب کرنا محض صالحین اور ظاہرداری سے صالح بننا ہے اور ایسے صالحین ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں اکثر صالحین کہلاتے ہیں۔ یہ صالحیت محض دنیوی صالحیت ہے نہ کہ دینی۔ آگے ارشاد ہے:

''قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ۔ بولا ایک بولنے والا یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے ڈال دو اندھے کنوئیں میں کہ کوئی چلتا ہوا اسے آ کر لے جائے اگر تمہیں کرنا ہی ہے''۔

یہ بولنے والا یہودا تھا اس کی رائے میں وہ شر جو اوروں کا تھا اس سے کچھ آسانی تھی۔ (روح)

قتادہ اور ابن اسحٰق رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ وہ روبیل تھا۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ شمعون تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ دان تھا۔

بہر حال قرآن کریم ایک کو اس رائے کا محرک بتا رہا ہے جو قطعی ہے اس نے قتل کو گناہ عظیم تصور کیا اور قتل کی رائے کی مخالفت کی اور یہ کہنا یہودا کا ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اور غَيٰبَتِ الْجُبِّ میں ڈالنے کی رائے دی غَيٰبَتِ الْجُبِّ سے مراد قعر یعنی گڑھا یا غار بھی ہو سکتا ہے جس سے دیکھنے والوں سے وہ گرا ہوا غائب ہو۔

www.waseemziyai.com

علامہ ہروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَلْغَیَابَۃُ فِی الْجُبِّ شِبْہُ کَھْفٍ اَوْ طَاقٍ فِی الْبِئْرِ فَوْقَ الْمَاءِ یَغِیْبُ مَا فِیْہِ عَنِ الْعُیُوْنِ۔ غَیٰبَتِ الْجُبِّ۔ غار کے مشابہ ہوتا ہے یا کنوئیں میں جو طاق ہوتا ہے جسے کوٹھی کہتے ہیں جس پر پہنچ کر آدمی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

یَلْتَقِطْہُ۔ کے معنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ یَأْخُذُہٗ عَلٰی وَجْہِ الصِّیَانَۃِ عَنِ الضِّیَاعِ وَ التَّلَفِ فَاِنَّ الْاِلْتِقَاطَ اَخْذُ شَیْءٍ مُشَرَّفٍ عَلَی الضِّیَاعِ۔

التقاط کہتے ہیں کسی چیز کو بحفاظت اٹھانا کہ وہ ضائع نہ ہو جائے اور عرف میں التقاط کے معنی کسی اونچی شے کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے پکڑ لینا۔

اور ہروی رحمہ اللہ کہتے ہیں چلتے کنویں کو جس میں پانی ہو بیر کہتے ہیں اور جو اندھا ہو جائے یعنی اس میں پانی نہ رہے اسے جُب کہتے ہیں۔ (روح المعانی)

اور سیارہ اس جماعت کو کہتے ہیں جو چلتی پھرتی کسی طرف سے گزرے اور اس میں برادران یوسف کا منشا بھی پورا تھا کہ وہ سیارہ جو بالفاظ دیگر قافلہ ہوسکتا ہے جب اس کنوئیں سے نکال کر اسے لے جائے گا تو کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ یوسف علیہ السلام کہاں اور کس طرح اور کس جگہ لے جائے گئے۔

آگے اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ کا منشا یہ ہے کہ اول تو یوں ہی رہنے دو اور کچھ نہ کرو اور اگر کرنا ہی ہے تو ایسا کرو اور بس۔ چنانچہ یہودا کی یہ رائے سب نے قبول کر لی۔ اور متفق ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر آئے اور۔

''قَالُوْا یٰۤاَبَانَا۔ بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ نہیں اعتبار فرماتے ہمارا یوسف پر حالانکہ ہم اس کے خیر اندیش ہیں بھیج دیجئے ہمارے ساتھ کل کہ میوے کھائے اور کھیلے اور بے شک ہم اس کے محافظ ہوں گے''۔

عربی میں رتع کہتے ہیں ایسے چرنے کو جیسے چوپایہ چرا کرتا ہے۔ راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اِنَّ الرَّتْعَ حَقِیْقَۃَ فِیْ اَکْلِ الْبَھَائِمِ وَ یُسْتَعَارُ لِلْاِنْسَانِ اِذَا اُرِیْدَ بِہِ الْاَکْلُ الْکَثِیْرُ۔

رتع حقیقت میں چوپایہ کے چرنے کو کہتے ہیں اور اسے انسان کے لئے اس جگہ استعارۃً کہا جاتا ہے جہاں بہت کھانے پینے کا ارادہ ہو۔ اسے پنجابی میں سیل کہتے ہیں اور اردو میں گوٹ جبکہ موسم ہو بارش کا اور سرد ہوا کے جھونکے ہوں اور کالی گھٹائیں گھر گھر کر اٹھ رہی ہوں اس وقت چند ہم چشم جمع ہو کر جنگل میں کسی ندی کے کنارے کسی چشمہ کے سہارے جا کر بیٹھتے اور تفریح کرتے ہیں تو اسے تصریح کے لئے خاص طور پر منتخب کرتے ہیں وہاں قدرتی طور پر آدمی گھر سے زیادہ ہی کھاتا پیتا ہے۔ اسے استعارۃً رتع کہتے ہیں۔

اور یَلْعَبْ عام کھیل کو بھی کہا جاتا ہے زیادہ طور پر اس کا اطلاق دوڑ یا کبڈی پر ہوتا ہے۔

''وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اور ہم اس کے محافظ ہوں گے''۔ اس سے کہ اسے کسی قسم کی تکلیف ہو۔

''قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْھَبُوْا بِہٖ۔ فرمایا (یعقوب علیہ السلام نے) مجھے رنجیدہ کرے گا کہ تم اسے لے جاؤ اور میں خائف ہوں کہ اسے (یوسف کو) بھیڑیا کھا لے اور تم اس سے غافل رہو۔ بولے وہ (برادران یوسف) اگر کھا لے اسے بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم پورے نقصان میں ہوں گے''۔

www.waseemziyai.com

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی محبت کے ماتحت فرمایا کہ یوسف کے لے جانے، مجھ سے علیحدہ کرنے اور کچھ دیر کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل ہونے سے مجھے رنج ہوگا اس کی جدائی میں برداشت نہیں کرسکتا۔

دوسرے اس سرزمین میں بھیڑیوں کی کثرت ہے تو مجھے اس کا بھی خوف ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا کھالے اور تم اپنی سیر و تفریح میں مشغول رہ کر اس سے غافل ہو جاؤ۔

تو سب بھائیوں نے مل کر جواب دیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا آخر ہم عصبہ ہیں یعنی ایک جماعت ہیں اور ہماری موجودگی میں بھی ایسا ہوا تو پھر ہم کسی مصرف کے نہیں۔ گویا حضرت یعقوب علیہ السلام کو ظاہرداری سے مطمئن کرنا چاہا اور اس امر پر مصر ہوئے کہ ہمارے ساتھ یوسف علیہ السلام بھیج دیئے جائیں۔ اور اس کے ساتھ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا کے اقتضاء کا یہ بھی نظام ہوا جو وہب نے فرمایا اور ان کے علاوہ اہل سیر و اخبار نے بھی لکھا کہ:

اِنَّ اِخْوَةَ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا اَمَا تَشْتَهِيْ اَنْ تَخْرُجَ مَعَنَا اِلٰى مَوَاشِيْنَا فَنَصِيْدُ وَ نَسْتَبِقُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلٰى قَالُوْا فَقُلْ اَبَاكَ اَنْ يُّرْسِلَكَ مَعَنَا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفْعَلُ فَدَخَلُوْا بِجَمَاعَتِهِمْ عَلٰى يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالُوْا يَا اَبَانَا اِنَّ يُوْسُفَ قَدْ اَحَبَّ اَنْ يَّخْرُجَ مَعَنَا اِلٰى مَوَاشِيْنَا فَقَالَ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا تَقُوْلُ يَا بُنَيَّ قَالَ نَعَمْ يَا اَبَتِ اِنِّيْ اَرٰى مِنْ اِخْوَتِيْ مِنَ اللِّيْنِ وَاللُّطْفِ فَاُحِبُّ اَنْ تَأْذَنَ لِيْ وَ كَانَ يَعْقُوْبُ يَكْرَهُ مُفَارَقَتَهُ وَ يُحِبُّ مَرْضَاتَهُ فَاَذِنَ لَهُ وَاَرْسَلَهُ مَعَهُمْ۔ (روح المعانی)

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی کہا کہ کیا تم ہمارے ساتھ جنگل میں چل کر سیر و شکار کرنا کھیلنا پسند نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں نہیں تو بھائیوں نے کہا تم خود اپنے والد سے اجازت لو کہ وہ تمہیں ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں ایسا کروں گا۔ چنانچہ برادران مجتمع ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور آئے اور بولے ابا جان یوسف ہمارے ساتھ تفریح کو جانے کے خواہشمند ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا بیٹے تمہارا کیا ارادہ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا ابا جان میں ان میں نرمی اور لطف پاتا ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ مجھے اجازت مل جائے اگرچہ حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف کا جانا پسند نہیں کر رہے تھے اور آپ کی جدائی گوارہ نہ تھی مگر اس کے ساتھ ہی مرضی یوسف علیہ السلام کے خلاف بھی کچھ کرنا نہ چاہتے تھے۔ مختصر یہ کہ آپ نے انہیں اجازت دے دی اور ان کے ساتھ انہیں بھیج دیا۔

''فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ۔ تو جب لے گئے اسے (یوسف کو) اور سب کی رائے اس پر مجتمع ہوگئی کہ اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے اسے وحی کی کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام جتادے گا دراں حالے کہ وہ نہ جانتے ہوں گے''۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ يَحْمِلُوْنَهٗ عَلٰى رِقَابِهِمْ وَ يَعْقُوْبُ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ فَلَمَّا بَعُدُوْا عَنْهُ وَصَارُوْا بِهٖ اِلَى الصَّحْرَاءِ اَلْقُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ وَاَظْهَرُوْا لَهٗ مَا فِيْ اَنْفُسِهِمْ مِنَ الْعَدَاوَةِ وَ بَسَطُوْا لَهُ الْقَوْلَ وَ جَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهٗ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ اِلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَاسْتَغَاثَ بِهٖ ضَرَبَهٗ فَلَمَّا فَطَنَ لِمَا عَزَمُوْا عَلَيْهِ جَعَلَ يُنَادِيْ يَا اَبَتَاهُ لَوْ رَاَيْتَ يُوْسُفَ وَ مَا نَزَلَ بِهٖ مِنْ اِخْوَتِهٖ لَاَحْزَنَكَ ذَالِكَ

www.waseemziyai.com

ذَالِکَ وَ اَبْکَاکَ یَا اَبَتَاہُ مَا اَسْرَعَ مَانَسُوْا عَھْدَکَ وَ ضَیَّعُوْا وَصِیَّتَکَ وَ جَعَلَ یَبْکِیْ بُکَاءً شَدِیْدًا فَاَخَذَہُ رُوْبِیْلُ بِہِ الْاَرْضَ ثُمَّ جَثَمَ عَلٰی صَدْرِہٖ وَ اَرَادَ قَتْلَہُ فَقَالَ لَہُ یُوْسُفَ مَھْلًا یَا اَخِیْ لَا تَقْتُلْنِیْ فَقَالَ لَہُ یَا ابْنَ رَاحِیْلَ اَنْتَ صَاحِبُ الْاَحْلَامِ قُلْ لِرُؤْیَاکَ تُخَلِّصُکَ مِنْ اَیْدِیْنَا وَ لَوْی عُنُقَہُ فَاسْتَغَاثَ یَھُوْدَا وَ قَالَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ مَنْ یُّرِیْدُ قَتْلِیْ فَاَدْرَکَتْہُ رَحْمَۃُ الْاِخْوَۃِ وَرَقَّ لَہُ فَقَالَ یَا اِخْوَاتَاہُ مَا عَلٰی ھٰذَا عَاھَدْتُّمُوْنِیْ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا ھُوَ اَھْوَنُ لَکُمْ وَ اَرْفَقُ بِہٖ قَالُوْا وَ مَا ھُوَ قَالَ تُلْقُوْنَہُ فِیْ ھٰذَا الْجُبِّ فَاِمَّا اَنْ یَّمُوْتَ اَوْ یَلْتَقِطُہُ بَعْضُ السَّیَّارَۃِ فَانْطَلَقُوْا اِلٰی بِئْرٍ ھُنَاکَ وَاسِعِ الْاَسْفَلِ ضَیِّقِ الرَّاْسِ فَجَعَلُوْا یُدْلُوْنَہُ فِیْھَا فَتَعَلَّقَ بِشَفِیْرِھَا فَرَبَطُوْا یَدَیْہِ وَ نَزَعُوْا قَمِیْصَہُ فَقَالَ یَا اِخْوَتَاہُ رُدُّوْا عَلَیَّ قَمِیْصِیْ لِاَسْتَتِرَ بِہٖ فِی الْجُبِّ فَلَمْ یَفْعَلُوْا ثُمَّ اَلْقَوْہُ فِیْھَا فَقَالَ لَھُمْ یَا اِخْوَتَاہُ اَتَدْعُوْنِیْ وَحِیْدًا قَالُوْا ادْعُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْکَوَاکِبَ تُؤَنِّسُکَ۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بھائی لے کر نکلے تو انہوں نے آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھا لیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے اس رویہ کو ملاحظہ فرما رہے تھے جب چلتے چلتے اتنی دور ہو گئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھی اور جنگل بیابان آ گیا تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر دے مارا اور اپنی دلی عداوت کا اظہار کر دیا اور زبان سے اوندھے سیدھے الفاظ نکالنے شروع کر دیئے اور حضرت یوسف کو مارنے لگے آپ ادھر سے پلٹتے ہوئے ادھر دوسرے بھائی کی طرف پناہ لینے جاتے تو وہ بھی مارتا جب حضرت یوسف قرائن سے سمجھ گئے کہ ان سب کا عزم میرے ساتھ اچھا نہیں تو آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پکارا اور کہا:

''ابا جان! اگر آپ دیکھیں کہ یوسف کس حال میں ہے اور اس پر اس کے بھائیوں سے کیا مصیبت پہنچی ہے تو آپ غمگین ہوں اور گریہ فرمائیں ابا جان جو عہد انہوں نے آپ سے کئے تھے وہ سب اتنی جلدی بھلا دیئے اور آپ کی ہدایتیں سب ضائع کر دیں''۔

اور آپ نے رونا شروع فرمایا تو روبیل آپ کا علاتی بھائی آپ کو پکڑ کر زمین پر گرا کر آپ کے سینہ پر چڑھ گیا اور جان سے مارنے کا ارادہ کرنے لگا۔

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا بھائی اس خیال سے باز آ اور مجھے جان سے نہ مار تو وہ بولا اے راحیل کے بیٹے تو تو صاحب الاحلام ہے یعنی خواب دیکھتا رہتا ہے اب تو اپنے خواب سے کہہ وہ تجھے ہمارے ہاتھوں سے خلاصی دلائے اور گردن میں کچھ لپیٹ کر اسے گھونٹنے لگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہودا کو مدد کے لئے پکارا اس نے کہا اللہ سے ڈر اور بیچ میں حائل ہو گیا اور اس کے دل نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے رحم اور نرمی محسوس کی اور کہنے لگا اے بھائیو کیا یہی وہ ہے جس کا تم نے میرے ساتھ عہد کیا تھا۔ لو میں تمہیں اس سے آسان اور ارفق طریقہ بتاتا ہوں سب بولے وہ کیا ہے۔ یہودا نے کہا یہ کنواں ہے اس میں یوسف کو ڈال دو یا مر جائے گا یا کوئی قافلہ چلتا ہوا اسے اٹھا لے جائے گا۔

چنانچہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر اس کنوئیں پر پہنچے جو اندر سے وسیع تھا اور اوپر سے تنگ تھا اور اس میں

www.waseemziyai.com

ڈول ڈالا اور رسی کا کنارہ لے کر اس سے آپ کے ہاتھ باندھے اور قمیص مبارک جسم سے اتار لیا۔

آپ نے فرمایا بھائیو! قمیص تو مجھے واپس کر دو تا کہ میں کنوئیں میں پہن کر بدن چھپا سکوں انہوں نے قمیص واپس نہ کیا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔

آپ نے وہاں سے انہیں پکارا اور فرمایا بھائیو کیا مجھے اس میں تنہا چھوڑ دو گے۔

بھائیوں نے جواب دیا سورج، چاند اور ستاروں کو بلا لے وہ تیرے مونس ہوں گے۔

ایک قول میں ہے: جَعَلُوْهُ فِیْ دَلْوٍ ثُمَّ اَدْلُوْهِ فَلَمَّا بَلَغَ نِصْفَهَا اَلْقُوْهُ اِرَادَةً اَنْ یَّمُوْتَ وَ کَانَ فِی الْبِیْرِ مَاءٌ فَسَقَطَ فِیْهِ ثُمَّ قَامَ عَلٰی صَخْرَةٍ فِیْهَا۔ ڈول میں باندھ کر آپ کو کنوئیں میں اتارا اور نصف حصہ سے رسی چھوڑ دی تا کہ موت واقع ہو جائے۔ آپ پانی میں گرے پھر کنوئیں کی کوٹھی کے ایک پتھر پر سہارا لے کر بیٹھ گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کنوئیں میں ڈال چکے تو بناوٹی رونا رو کر حضرت یوسف علیہ السلام کو آواز دی آپ نے گمان فرمایا کہ اب شاید انہیں رحم آ گیا ہے آپ نے جواب دیا تو انہوں نے پتھر مار کر ہلاک کرنا چاہا تو یہودا نے روک دیا۔ (روح المعانی)

اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قمیص تھا جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیج کر اس وقت پہنایا تھا جب کہ آپ کو نار نمرود میں پھینکا گیا تھا وہ ایک چاندی کے خول میں رکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے آپ کے گلے میں چلتے وقت تعویذ کی طرح لٹکا دیا تھا۔ جب آپ کنوئیں میں پہنچ گئے تو فرشتہ آیا اس نے اس خول میں سے وہ قمیص نکال کر پہنا دیا اس سے تمام کنواں روشن ہو گیا۔ (روح المعانی)

حسن رحمہ اللہ کا ایک قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنوئیں میں ڈالا گیا تو اس کنوئیں کا پانی آپ کی برکت سے میٹھا ہو گیا۔

ایک قول ہے کہ یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کی نگرانی بھی کرتا تھا اور کھانا بھی لاتا تھا۔ آپ علیہ السلام تین دن اس کنوئیں میں رہے۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام دن میں آپ علیہ السلام کے مونس رہے جب شام ہوئی تو وہ جانے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنِّیْ اَسْتَوْحِشُ اِذَا ذَهَبْتَ مجھے آپ کے جانے کے بعد وحشت ہو گی تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی اور کہا جب وحشت یا خطرہ محسوس ہو تو یہ دعا پڑھ لینا:

یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَ یَا غَوْثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَ یَا مُفَرِّجَ کَرْبِ الْمَکْرُوْبِیْنَ قَدْ تَرٰی مَکَانِیْ وَ تَعْلَمُ حَالِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ۔

اے پکارنے والوں کی پکار سننے والے اور اے فریادیوں کی فریاد کو پہنچنے والے اور اے مصیبت والوں کی مصیبتیں دور کرنے والے تو میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے حال کو جانتا ہے اور تجھ پر میرا کوئی کام بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی تو ملائکہ آپ علیہم السلام کے گرد چھا گئے اور آپ کے مونس بنے۔ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔ کوئی مصیبت میں پھنسا ہوا اگر اس دعا کو رفع مصیبت کے لئے پڑھے تو ایک صبیح اللہ پیغمبر کی زبان اور

www.waseemziyai.com

جبریل علیہ السلام کے بیان سے رفع مصائب کا موجب ہوگی۔

محمد بن مسلم طائفی فرماتے ہیں: اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا اُلْقِيَ فِي الْجُبِّ قال حضرت یوسف علیہ السلام جب کنوئیں میں ڈالے گئے تو آپ نے یہ دعا پڑھی۔

يَا شَاهِدًا غَيْرَ غَائِبٍ وَ يَا قَرِيْبًا غَيْرَ بَعِيْدٍ وَ يَا غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوْبٍ اِجْعَلْ لِّيْ فَرَجًا مِمَّا اَنَا فِيْهِ۔

اے حاضر جو غائب نہیں ہے اور اے قریب جو دور نہیں ہے اور اے غالب جو مغلوب نہیں ہے میں جس مصیبت میں ہوں تو میرے لئے اس میں کشادگی پیدا کر۔

اور ایک قول ہے کہ آپ نے یہ دعا پڑھی:

يَا اِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ارْحَمْ ضُعْفِيْ وَ قِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَ صِغَرَ سِنِّيْ۔

اے ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے معبود! میری کمزوری اور تدبیر کی کمی اور میری چھوٹی عمر پر رحم فرما ابن مردویہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں،

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اُلْقِيَ يُوْسُفُ فِي الْجُبِّ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا غُلَامُ مَنْ اَلْقَاكَ فِيْ هٰذَا الْجُبِّ قَالَ اِخْوَتِيْ قَالَ وَلِمَ قَالَ لِمَوَدَّةِ اَبِيْ اِيَّايَ حَسَدُوْنِيْ قَالَ تُرِيْدُ الْخُرُوْجَ مِنْ هٰهُنَا قَالَ ذَاكَ اِلٰى اِلٰهِ يَعْقُوْبَ قَالَ قُلْ۔

''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الْمَكْنُوْنِ الْمَخْزُوْنِ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَ تَرْحَمَنِيْ وَاَنْ تَجْعَلَ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّ اَنْ تَرْزُقَنِيْ مِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ وَ مِنْ حَيْثُ اَحْتَسِبُ''۔

فَقَالَهَا فَجَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ اَمْرِهٖ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا وَرَزَقَهٗ مُلْكَ مِصْرَ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَكْظِمُوْا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَاِنَّهُنَّ دُعَاءُ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ڈالے گئے تو جبریل حاضر ہوئے اور سوال کیا صاحبزادے آپ کو اس کنوئیں میں کس نے ڈالا۔

آپ نے فرمایا میرے بھائیوں نے۔

جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کس وجہ سے ڈالا۔

آپ نے فرمایا مجھ سے میرے والد کی محبت زیادہ تھی انہیں اس سے حسد ہوا۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یوسف! کیا آپ اس کنوئیں سے نکلنا چاہتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ معاملہ الٰہ یعقوب کی مرضی ومشیت پر ہے۔

جبریل نے عرض کیا تو آپ یہ دعا پڑھیں جو عربی عبارت میں ہم لکھ آئے ہیں اور اس کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے میرے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے پوشیدہ چھپے ہوئے نام کی طفیل۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے بزرگی اور عزت کے مالک کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میرے معاملہ میں کشادگی

www.waseemziyai.com

پیدا کر اور کوئی نکلنے کی راہ بنا اور مجھے ایسی جگہ سے رزق عطا فرما جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا''۔

آپ نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے معاملہ میں مخرج پیدا فرمایا جس سے آپ کنوئیں سے باہر تشریف لائے اور آپ کو سلطنت مصر عطا کی جس کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ ان کلمات کا ورد رکھو کہ یہ دعا برگزیدہ اور پسندیدہ لوگوں کے منہ سے نکلی ہے۔

لہٰذا وہ دعائیں جو اس قصہ میں مذکور ہیں ہم نے علیحدہ علیحدہ لکھ دی ہیں تا کہ مصیبت زدہ لوگ دفع بلا کے لئے اس کا ورد کریں اور اس بات کی برکات سے متمتع ہوں۔

وَاَوْحَيْنَآ۔ کے معنی اَیْ اَعْلَمْنَاهُ عِنْدَ ذَالِکَ تَبْشِيْرًا لَّهٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بشارت بذریعہ الہام والقاء بتائی تا کہ آپ کی وحشت کا ازالہ ہو یا آپ کو تسلی ہو جائے۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بطریق الہام بتایا گیا۔

ایک قول ہے کہ مبشرات منامی کے ذریعہ بشارت دی۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کو بھیج کر یہ بشارت دی کہ تم اپنے بھائیوں کو ایک دن ان تمام امور کی خبر دو گے کہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا اور آج میں تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہوں۔

چنانچہ ابن جریر، ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ جب برادران یوسف آپ کی خدمت میں پہنچے اور وہ بالکل اجنبی تھے اور اپنا صاع (پیمانہ) سامنے رکھا تو آپ نے اسے ملاحظہ کر کے فرمایا:

اِنَّهٗ يُخْبِرُنِیْ هٰذَا الْجَامَ اَنَّهٗ كَانَ لَكُمْ اَخٌ مِّنْ اَبِيْكُمْ يُقَالُ لَهٗ يُوْسُفُ يُدْنِيْهِ دُوْنَكُمْ وَ اِنَّكُمْ انْطَلَقْتُمْ بِهٖ فَاَلْقَيْتُمُوْهُ فِیْ غَيَابَةِ الْجُبِّ فَاَتَيْتُمْ اَبَاكُمْ فَقُلْتُمْ اِنَّ الذِّئْبَ اَكَلَهٗ وَ جِئْتُمْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اِنَّ هٰذَا الْجَامَ يُخْبِرُهٗ بِخَبَرِكُمْ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پیمانہ یا جام کو ملاحظہ فرما کر اپنے ان انجان بھائیوں سے فرمایا کہ یہ جام مجھے خبر دے رہا ہے کہ تمہارا ایک بھائی تھا باپ کے رشتہ سے یعنی ماں اس کی علیحدہ تھی اس کا نام یوسف تھا وہ تم سب سے چھوٹا تھا اور تم اسے اپنے ساتھ لے گئے اور کنوئیں میں ڈال کر واپس آ کر تم نے یہ بہانہ بنایا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا اور تم اس کے ثبوت میں اس کا قمیص جھوٹے خون میں آلودہ کر کے لائے۔

یہ سن کر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے اس جام نے تو تمہارا سب حال بتا دیا۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی روایت سے ہے کہ یہ القاء آپ پر اس وقت ہوا جب کہ آپ چھ سال کے تھے۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں آپ کی عمر مبارک اس وقت بارہ سال کی تھی یا اٹھارہ سال کی۔

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں سترہ سال کی عمر تھی۔

بہر حال اختلاف رواۃ سے عمروں کا اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ آپ اس وقت تک بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔

اور جمیع اقوال سے یہ امر مسلم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بالغ نہیں تھے اور چالیس سال کے بعد وحی ہونا ظاہر ہے۔

www.waseemziyai.com

بنابریں وہ وحی بمعنی الہام ہی ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نَعَمْ اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ نُبِّئُوْا فِیْ سِنِّ الْاَرْبَعِیْنَ وَقَدْ اَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی بَعْضِهِمْ کَیَحْیٰی وَ عِیْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ نُبِّئُوْا قَبْلَ ذَالِکَ بِکَثِیْرٍ۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ اکثر انبیاء کرام نبی چالیس سال کی عمر میں ہوئے اور کبھی اللہ تعالیٰ نے بعض پر وحی اس سے قبل بھی فرمائی جیسے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر۔ آگے ارشاد ہے:

''وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ ۔ اور آئے وہ (برادران یوسف علیہ السلام) اپنے باپ کے پاس رات ہوئے روتے بولے اے ابا جان ہم جا رہے تھے دوڑ کرتے ہوئے مسابقت کرتے آپس میں اور یوسف کو ہم نے چھوڑا اپنے سامان کے پاس تو کھا گیا اسے بھیڑیا اور آپ نہیں یقین کریں گے ہمارا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے اس کا (یوسف کا) قمیص جھوٹے خون سے (آلودہ کر کے) فرمایا (یعقوب علیہ السلام نے) بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے تو صبر اچھا ہے اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اس پر جو تم بیان کر رہے ہو''۔

یہ کنواں جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا تھا وہ مقام یعقوب علیہ السلام سے تین فرسخ تھا یعنی کنعان سے اس کی مسافت۔

جس کی توضیح کہ فرسخ کتنا ہوتا ہے ہم سورۂ ہود میں عذاب قوم لوط (علیہ السلام) کے واقعہ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ نواحی مقام اردن میں تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ کنواں مصر اور مدین کے مابین تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ خاص زمین اردن میں تھا۔

بعض کا خیال ہے کہ وہ ارض بیت المقدس میں تھا۔

مگر چوتھا قول تو کسی طرح صحیح نہیں اس لئے کہ کنعان اور بیت المقدس کے مابین مراحل کا بعد ہے اور واقعہ بموجب بیان قرآن کریم یہ ہے کہ صبح گئے اور شام کو اپنا کام کر کے روتے ہوئے کنعان آ گئے اور بیت المقدس ہرگز نہیں تھا بلکہ باقی سابقہ تین اقوال میں سے ایک قول صحیح ہو سکتا ہے۔

تو ان کا آنا رات ہوتے تو یقینی تھا۔ اب عشاء کے مفہوم پر راغب رحمہ اللہ مفردات میں بتاتے ہیں۔

نماز مغرب میں عتمہ صلوۃ عشاء ہو سکتی ہے۔

عتمہ مغرب کے بعد عشاء کے وقت تک کو کہتے ہیں۔

تو وہ بناوٹی رونا روتے گیارہ کی بجائے دس سوا یوسف علیہ السلام کے واپس آئے جیسا کہ جھوٹے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

ابن منذر شعبی رحمہ اللہ سے راوی ہیں: قَالَ جَاءَ تْ اِمْرَاَةٌ اِلٰی شُرَیْحٍ تُخَاصِمُ فِیْ شَیْءٍ فَجَعَلَتْ تَبْکِیْ فَقَالُوْا یَا اَبَا اُمَیَّةَ اَمَا تَرَاهَا تَبْکِیْ فَقَالَ قَدْ جَاءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ اَبَاهُمْ عِشَاءً یَّبْکُوْنَ۔

ایک عورت قاضی شریح کے یہاں کسی مقدمہ پر آئی اور اس نے رونا شروع کیا تو سب کہنے لگے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ وہ

www.waseemziyai.com

رو رہی ہے تو اسے جواب میں کہا گیا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی اپنے باپ کے پاس روتے آئے تھے۔

اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں لَا یُصَدَّقُ بَاکٍ بَعْدَ اِخْوَۃِ یُوْسُفَ اب کسی رونے والے کی تصدیق نہیں کی جا سکتی جب سے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا رونا دیکھا گیا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ ان کے رونے کی آواز سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام تشریف لے آئے اور ان سے فرمایا:

مَا بَالُکُمْ اَجَرٰی فِی الْغَنَمِ شَیْءٌ قَالُوْا لَا قَالَ وَ مَا اَصَابَکُمْ وَ اَیْنَ یُوْسُفُ۔

تمہارا کیا حال ہے کیا تمہاری بکریوں پر کچھ بلا آ گئی؟ بولے نہیں فرمایا تو تمہیں کیا مصیبت پیش آئی؟ اور یوسف کہاں ہے؟ تو وہ بولے:

یَآ اَبَانَآ اِنَّا ذَھَبْنَا نَسْتَبِقُ۔ ہم دوڑ میں آگے گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے۔

فَکَانَھُمْ قَالُوْا اِنَّا لَمْ نُقَصِّرْ فِیْ مُحَافَظَتِہٖ وَ لَمْ نَغْفَلْ عَنْ مُرَاقَبَتِہٖ بَلْ تَرَکْنَاہُ فِیْ مَامَنِنَا وَ مَجْمَعِنَا بِمَرْاٰی مِنَّا وَ مَا فَارَقْنَاہُ اِلَّا سَاعَۃً یَسِیْرَۃً بَیْنَنَا وَ بَیْنَہٗ مُسَافَۃً قَصِیْرَۃً فَکَانَ مَا کَانَ۔

گویا وہ بولے ہم نے یوسف کی محافظت میں کافی کوشش کی اور ہم اس سے غافل نہ ہوئے اس کا پورا خیال رکھا بلکہ محفوظ مقام اور جمع رہنے کی جگہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا ہم اس سے جدا نہ ہوئے مگر ذرا سی دیر اس میں بھی ہمارا اور اس کا بعد مختصر سا تھا مگر جو ہونا تھا ہو گیا۔

اور اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہمارے اس بیان کی تصدیق نہیں فرمائیں گے اگرچہ ہم کتنے ہی سچے ہوں اور بکری ذبح کر کے (سخلہ محاورہ میں بکری کے بچے کو کہتے ہیں) اس کے خون میں آپ کا قمیص مبارک آلودہ کر کے لائے اور وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دکھا دیا۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ قتادہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اَنَّھُمْ اَخَذُوْا ظَبْیًا فَذَبَحُوْہُ فَلَطَخُوْا بِدَمِہِ الْقَمِیْصَ انہوں نے ایک ہرنی کو پکڑ کر ذبح کیا اور اس کے خون میں قمیص یوسف آلودہ کر کے لائے۔

وَ لَمَّا جَاءُ وْا بِہٖ جَعَلَ یُقَلِّبُہٗ فَیَقُوْلُ مَا اَرٰی بِہٖ اَثَرَ نَابٍ وَلَا ظُفُرٍ اِنَّ ھٰذَا السَّبُعَ رَحِیْمٌ۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو وہ قمیص دیا آپ اسے الٹ پلٹ کر ملاحظہ فرما رہے تھے اور برادران یوسف علیہ السلام کو سنا رہے تھے کہ اس قمیص پر نہ دانت لگے ہیں نہ ناخن۔ بے شک یہ درندہ بڑا رحم دل تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ قمیص یوسف کو اپنے چہرہ مبارک پر ڈال کر گریہ فرماتے رہے حتی کہ خون سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا:

تَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبًا اَحْلَمَ مِنْ ھٰذَا اَکَلَ ابْنِیْ وَلَمْ یُمَزِّقْ عَلَیْہِ قَمِیْصَہٗ۔

خدا کی قسم آج کے دن جیسا میں نے کبھی بھیڑیا نہ دیکھا وہ بڑا عقل مند تھا کہ میرے لخت جگر کو تو کھا گیا اور اس کے قمیص کو بالکل نہ پھاڑا۔

ایک روایت ہے کہ فرط غم سے آپ روتے روتے غش کھا گئے۔ آپ پر پانی ڈالا مگر آپ حرکت میں نہ آئے پھر پکارنے اور آوازیں دینے لگے مگر آپ نے جواب نہ دیا۔ یہود انے آپ کے مخارج تنفس کو دیکھا تو اسے سانس بھی محسوس نہ ہوا۔ نبض پر

www.waseemziyai.com

ہاتھ رکھا تو نبض بھی حرکت میں نہ تھی تو یہودا کہنے لگا۔ وَيْلٌ لَّنَا مِنْ دَيَّانِ يَوْمِ الدِّيْنِ ضَيَّعْنَا اَخَانَا وَ قَتَلْنَا اَبَانَا۔ وائے ہم پر قیامت تک کہ بھائی ہم نے ضائع کر دیا اور باپ کو بھی مار دیا۔

پھر جب آپ کو ہوش ہوا تو قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا۔ فرمایا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے لئے بنالی ہے۔

تسویل سے سَوَّلَتْ ہے کسی چیز کو دل میں گھڑ لینا اپنا طمع اور خواہش پوری کرنے کے لئے۔ راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلتَّسْوِيْلُ هُوَ تَزْيِيْنُ النَّفْسِ بِمَا تَحْرُصُ عَلَيْهِ وَ تَصَوُّرُ الْقَبِيْحِ بِصُوْرَةِ الْحَسَنِ۔

تسویل کہتے ہیں دل میں کسی بات کو مزین صورت میں لانا جس کی حرص ہو اور بری صورت کو اچھی صورت میں دکھانا۔

ازہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: كَانَ التَّسْوِيْلُ بَرْوَزْنِ تَفْعِيْلٌ مِنْ سَوَّى الْاِنْسَانُ وَ هُوَ اُمْنِيَّتُهُ الَّتِيْ يَطْلُبُهَا فَتُزَيِّنُ لِطَالِبِهَا الْبَاطِلُ۔ تسویل۔ تفعیل کے وزن پر ہے انسان کے اس سوال یا اس آرزو کو کہتے ہیں جسے وہ چاہتا ہے اور طالب امر باطل کو حق بنا کر لائے۔

قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ برادران یوسف کے متعلق بعض کا قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ یوسف کو چور قتل کر گیا۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا كَيْفَ قَتَلُوْهُ وَ تَرَكُوْا قَمِيْصَهُ وَ هُمْ اِلٰى قَمِيْصِهٖ اَحْوَجُ مِنْهُمْ اِلٰى قَتْلِهٖ۔ چور کس طرح قتل کر گیا اور قمیص چھوڑ گیا حالانکہ چور کو زیادہ حاجت قمیص کی ہوتی ہے قتل کی بہ نسبت۔ مگر یہ روایت محض روایت ہی ہے جسے درایت تسلیم نہیں کرتی۔ (روح)

''فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ۔ تو صبر ہی اچھا ہے''۔

اور صبر جمیل کی تعریف میں حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا لَا شِكْوٰى فِيْهِ اَىْ اِلَى الْخَلْقِ وَاِلَّا فَقَدْ قَالَ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ صبر جمیل وہ ہے جس میں شکوہ لوگوں سے نہ ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کے حضور بھی شکوہ صبر میں نہ ہونا ضروری ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو فرمایا: اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ کیونکر صحیح ہوگا۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

صبر میں شکوہ کے الفاظ ناشائستہ سے رکنا بھی ضروری ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرب خدود اور شق جیوب کو بھی رنج کے موقع پر منع فرمایا۔ حَيْثُ قَالَ مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَلَيْسَ مِنَّا۔ جس نے رخسارے پیٹے اور گریبان چاک کیا اور جہالت کے الفاظ پکارے جو جاہلیت میں پکارے جاتے تھے وہ ہماری جماعت سے نہیں۔

لَعَنَ اللّٰهُ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ۔ اللہ کی لعنت ہے نوحہ کرنے والی عورت اور اسے سننے والی پر۔ اور پھر آپ نے فرمایا: اَلصَّبْرُ عِنْدَ صَدْمَةِ الْاُوْلٰى۔ صبر جمیل وہ ہے جو اول صدمہ کے موقعہ پر ہو۔

''وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔ اللہ ہی اس معاملہ یوسف علیہ السلام میں میری مدد فرمائے گا''۔ آگے ارشاد ہے:

''وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ۔ اور ایک قافلہ آیا تو انہوں نے پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا قَالَ يٰبُشْرٰى بولا

www.waseemziyai.com

اے خوشخبری ہو یہ تو ایک ماہ پارہ بچہ ہے اور اسے چھپالیا پونجی بنا کر اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور (برادران یوسف نے) اسے کھوٹے داموں چند درہموں سے بیچ ڈالا اور انہیں اس رقم کی طرف رغبت نہ تھی"۔

وَ زَعَمَ بَعْضُهُمْ اَنَّ بُشْرٰی اِسْمُ صَاحِبٍ لَّهٗ نَادَاهُ لِيُعِيْنَهٗ عَلٰی اِخْرَاجِهٖ۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ بشریٰ کسی کا نام تھا اسے پکارا کہ وہ ڈول کھینچنے میں مدد دے۔ اور یہ صحیح نہیں ہے۔

یہ قافلہ مدین سے مصر کی طرف جا رہا تھا اور راستہ بھول کر اس جنگل میں آ گیا۔ جہاں سے آبادی بہت دور تھی۔ اسے پانی کی ضرورت ہوئی تو یہی کنواں نظر پڑا پانی لانے والے کو بھیجا۔ یہ پانی لینے جو گیا تھا اس کا نام مالک بن زعر خزاعی تھا اور یہ مدین کا رہنے والا تھا۔

اس نے کنوئیں میں ڈول ڈالا حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ ڈول پکڑ لیا اور اس میں لٹک گئے مالک نے ڈول کھینچا دیکھا کہ پانی کے بجائے ایک حسین وجمیل بچہ آیا ہے جس کے حسن جہاں افروز نے آنکھیں خیرہ کر دیں۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے کر قافلہ میں آیا اور مژدہ دیا یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ کہا سب نے آپ کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ مصر میں پہنچ کر اس سے کافی ووافی قیمت حاصل کریں گے محفوظ طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کو انہوں نے ایک خطیر رقم سمجھ کر چھپالیا۔

آپ علیہ السلام کے بھائی اس جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے اور کنوئیں کی خبر بھی رکھتے تھے۔ آج جو دیکھا تو حضرت کو اس کنوئیں میں نہ پایا تلاش کے بعد انہیں اس قافلہ پر شبہ ہوا۔ تجسس کرنے پر مالک بن زعر خزاعی کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کو پایا اس سے انہوں نے کہا یہ ہمارا غلام ہے ہمارے پاس سے فرار ہو گیا ہے یہ کسی کام کا نہیں ہے نافرمان ہے اگر تم خریدنا چاہتے ہو تو ہم اسے نہایت ارزاں بیچ دیں گے اسے کہیں دور لے جا کر بیچ دینا تا کہ اس کی خبر ہمارے کان نہ سنیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام خاموش ان کی باتیں سنتے رہے اور خوف سے کچھ نہ فرمایا۔ (روح المعانی میں اسی طرح ہے۔ حَيْثُ قَالَ

وَ ذَالِكَ اَنَّ بَعْضَهُمْ رَجَعَ لِيَتَحَقَّقَ اَمْرَهٗ فَرَاٰهُ عِنْدَ السَّيَّارَةِ فَاَخْبَرَ اِخْوَتَهٗ فَجَاءُوْا اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا هٰذَا غُلَامٌ اٰبِقٌ لَّنَا فَاشْتَرَوْهُ مِنَّا فَاشْتَرَوْهُ وَ سَكَتَ يُوْسُفُ مَخَافَةً اَنْ يَّقْتُلُوْهُ۔

وَ فِیْ رِوَايَةٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا بِالْعِبْرَانِيَّةِ لَا تُنْكِرِ الْعُبُوْدِيَّةَ نَقْتُلْكَ فَاَقَرَّ بِهَا وَاشْتَرَوْهُ مِنْهُمْ۔

برادران یوسف نے عبرانی زبان میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دھمکی دی کہ ہماری غلامی سے انکار نہ کرنا ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے چنانچہ آپ خاموش رہے اور انہوں نے آپ کو بیچ دیا۔

ایک قول یہ ہے کہ كَانَ يَهُوْدَا يَاْتِيْهِ بِالطَّعَامِ فَاَتَاهُ يَوْمَ اُخْرِجَ فَلَمْ يَجِدْهُ فِی الْجُبِّ وَ وَجَدَهٗ عِنْدَ الرِّفْقَةِ فَاَخْبَرَ اِخْوَتَهٗ فَاَتَوْهُمْ فَقَالُوْا مَا قَالُوْا۔

یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے روزانہ کھانا لاتا تھا۔ آج جو کھانا لایا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں نہ پایا تو اس نے اپنے بھائیوں کو خبر دی اور وہ آئے اور قافلہ والوں سے باتیں کیں جو مذکور ہو چکی ہیں اور ثمن بخس کی تعریف میں راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: بَاخِسٌ اَیْ نَاقِصٌ عَنِ الْقِيْمَةِ نُقْصَانًا ظَاهِرًا۔ باخس یہ ہے کہ قیمت اتنی کم ہو جس میں کھلا نقصان ہو۔

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں: زَيَّفَ نَاقِصُ الْعَيَارِ۔ آب کے مطابق قیمت نہ لی۔

www.waseemziyai.com

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: بَخْسٌ ظُلْمٌ لِاَنَّهٗ ظَلَمُوْهُ فِیْ بَیْعِهٖ۔ بخس بمعنی ظلم ہے اس لئے کہ بھائیوں نے ان کے بیچنے میں ظلم ہی کیا تھا۔

ابن عباس اور ضحاک کہتے ہیں: اَلْبَخْسُ الْحَرَامُ وَ كَانَ ذَالِكَ حَرَامًا لِاَنَّهٗ ثَمَنُ الْحَرَامِ۔ بخس بمعنی حرام ہے اور یہ سودا حرام ہی تھا اس لئے کہ آزاد کا بیچنا حرام ہے۔

مختصر یہ کہ وہ ثمن بخس اور گنتی کے درہم بقول قتادہ رحمہ اللہ بیس درہم تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت کے مطابق بائیس درہم ہیں۔

ایک روایت میں بیس درہم اور ایک جوڑا اور جوتی تھی۔

ایک قول ہے کہ تیس درہم اور حلہ اور جوتی تھی۔

ایک قول ہے کہ اٹھائیس درہم اور جوتی تھی۔

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: چالیس درہم تھے۔

پھر مالک بن زعر اور قافلہ والے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں لائے۔

اس زمانہ میں شاہ مصر ریان بن ولید بن نزوان عملیقی تھا اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی حین حیات میں بعد ایمان لانے کے مر گیا پھر اس کے بعد قابوس بن مصعب والی سلطنت ہوا آپ نے اسے بھی دعوت ایمان دی لیکن اس نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس نے عنان حکومت قطفیر مصری کے ہاتھ میں دے رکھی تھی تمام خزائن مصر اس کے تحت تصرف تھے۔

قطفیر کے نام میں اختلاف ہے بعض نے اظفر بتایا بعض نے قنطورا بھی لکھا لیکن پہلا قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوسف کو تہائی حسن ہمارے حسن سے ملا۔

اور ثعلبی رحمہ اللہ کعب احبار رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اَنَّهٗ قَالَ كَانَ يُوْسُفُ حَسَنَ الْوَجْهِ جَعْدَ الشَّعْرِ ضَخْمَ الْعَيْنَيْنِ مُسْتَوَى الْخَلْقِ اَبْيَضَ اللَّوْنِ غَلِيْظَ السَّاعِدَيْنِ وَالسَّاقَيْنِ خَمِيْصَ الْبَطْنِ صَغِيْرَ السُّرَّةِ وَ كَانَ اِذَا تَبَسَّمَ رُاِيَتِ النُّوْرُ فِیْ ضَوْءِ حَلْقِهٖ وَاِنْ تَكَلَّمَ رُاِيَتْ شُعَاعُ النُّوْرِ مِنْ ثَنَايَاهُ وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدٌ وَصْفَهٗ وَ كَانَ حُسْنُهٗ كَضَوْءِ النَّهَارِ عِنْدَ اللَّيْلِ وَ كَانَ يَشْبَهُ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ خَلْقِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّصِيْبَ الْخَطِيْئَةَ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نہایت حسین چہرہ والے گھونگریالے بال، موٹی موٹی آنکھیں، موزوں قامت، سفید رنگ، بھرے ہوئے بازو اور پنڈلیاں، پچکا ہوا شکم، ناف نہایت چھوٹی رکھتے تھے، جب آپ تبسم فرماتے تو نور آپ کے تبسم میں چمکتا۔ جب گفتگو فرماتے تو دانتوں کی کیلوں سے شعاع نور نکلتی کسی میں آپ کے حسن کی تعریف کرنے کی قوت نہیں کہ اصل حلیہ بیان کر سکے آپ حسن آدم علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ جبکہ آدم علیہ السلام نے ابھی غلطی نہیں کی تھی۔

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ اَنَّ جُدْرَانَ الْجُبِّ بَكَتْ عَلَيْهِ حِيْنَ خَرَجَ مِنْهَا کہ جب آپ کنوئیں سے باہر تشریف لائے تو کنوئیں کی دیواریں رو رہی تھیں۔ یہ ایک طرح تو صحیح بھی ہے کہ عرف میں کہتے ہیں فلاں عمارت کے کھنڈر

www.waseemziyai.com

اپنے مکینوں پر مرثیہ پڑھ رہے ہیں اور زِینَۃُ الْمَکَانِ بِالْمَکِیْنِ بھی مشہور ہے۔

والیٔ مصر کو عزیز مصر کہتے تھے اور وہ شاہ مصر کا وزیر اعظم ہوتا تھا۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام بازار مصر میں لائے گئے تو ہر شخص کے دل میں آپ کی طلب پیدا ہوئی خریداروں نے قیمت بڑھانی شروع کی حتیٰ کہ آپ کے وزن کے برابر سونا اور اتنا ہی مشک اتنی ہی چاندی اور اتنا ہی حریر قیمت لگ گئی۔

آپ کی عمر مبارک اس وقت تیرہ سال یا سترہ سال کی تھی۔ آپ کا وزن چار سو رطل تھا۔

غرضیکہ نرخ بالا ہوتے ہوتے رعایا میں سے آپ کو کوئی نہ خرید سکا آخرش عزیز مصر نے آپ کو خرید لیا اور دوسرے خریدار منہ تکتے رہ گئے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع ۔سورۃ یوسف۔ پ ۱۲

وَ قَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۫ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور بولا وہ جس نے اسے خریدا تھا مصر سے اپنی بیوی کو اسے عزت سے رکھو شاید یہ ہمیں نفع دے یا بنا لیں ہم اسے بیٹا اور ایسے ہی متمکن کیا ہم نے یوسف کو زمین میں اور اس لئے کہ سکھائیں ہم اسے تاویل باتوں کی اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾

اور جب پہنچا (یوسف) اپنی قوت کو دیا ہم نے اسے حکم اور علم اور ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور لبھا لیا اسے اس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا اپنے نفس سے اور بند کر دیئے دروازے اور بولی آؤ میں آمادہ ہوں تمہارے لئے فرمایا (یوسف نے) اللہ کی پناہ وہ میرا پالنے والا ہے جس نے مجھے اچھی طرح رکھا بے شک فلاح نہیں پاتے ظالم۔

وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾

اور بے شک آمادہ ہوئی وہ اور وہ بھی (یوسف) اس کی طرف آمادہ ہو جاتا اگر نہ دیکھ لیتا دلیل اپنے رب کی ایسے ہی ضرور پھیریں ہم اس سے برائی اور بے حیائی بے شک وہ ہمارے مخلصین بندوں سے ہے۔

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾

اور دوڑے دونوں دروازہ کی طرف اور چیر دیا عورت نے دامن قمیص اس کا پیچھے سے اور ملا دونوں کو اس کا خاوند دروازے کے پاس۔ بولی کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے تیری بیوی سے بدی کا مگر یہ کہ قید کیا جائے یا

www.waseemziyai.com

عذاب دردناک۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾

کہا (یوسف نے) مجھے لبھایا اس نے کہ میں اپنے نفس کی حفاظت نہ کروں اور گواہی دی ایک نے اس کے گھر والوں سے اگر ہے قمیص پھٹا ہوا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا۔

وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور اگر ہے اس کا قمیص پھٹا ہوا پیچھے سے تو عورت جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

تو جب دیکھا اس کا قمیص پھٹا ہوا پیچھے سے کہا (عزیز نے) یہ تم عورتوں کا مکر ہے بے شک تمہارے مکر بڑے بھاری ہیں۔

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَ اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع

اے یوسف ہٹو اس سے اور اے (زلیخا) تو معافی مانگ اپنے گناہ کی بے شک تو خطاوار ہے۔

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

وَقَالَ۔ اور کہا	الَّذِي۔ جس نے	اشْتَرٰىهُ۔ خریدا تھا اسے	مِنْ مِّصْرَ۔ مصر سے
لِامْرَاَتِهٖٓ۔ اپنی بیوی کو	اَكْرِمِيْ۔ اچھا رکھنا	مَثْوٰىهُ۔ اس کی رہائش کو	عَسٰٓى۔ قریب ہے
اَنْ۔ یہ کہ	يَّنْفَعَنَآ۔ نفع دے ہمیں	اَوْ۔ یا	نَتَّخِذَهٗ۔ بنالیں ہم اسے
وَلَدًا۔ بیٹا	وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح	مَكَّنَّا۔ جگہ دی ہم نے	لِيُوْسُفَ۔ یوسف کو
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں	وَلِنُعَلِّمَهٗ۔ اور تا کہ سکھائیں ہم اسے		مِنْ تَاْوِيْلِ۔ انجام
الْاَحَادِيْثِ۔ باتوں کا	وَاللّٰهُ۔ اور اللہ	غَالِبٌ۔ غالب ہے	عَلٰٓى۔ اوپر
اَمْرِهٖ۔ اپنے کام کے	وَلٰكِنَّ۔ اور لیکن	اَكْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے	وَلَمَّا۔ اور جب	بَلَغَ۔ پہنچا	اَشُدَّهٗٓ۔ اپنی قوت کو
اٰتَيْنٰهُ۔ دیا ہم نے اس کو	حُكْمًا۔ حکم	وَّعِلْمًا۔ اور علم	وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح
نَجْزِي۔ بدلہ دیتے ہیں ہم	الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کو	وَرَاوَدَتْهُ۔ اور لبھایا اس کو	الَّتِيْ۔ اس عورت نے
هُوَ۔ کہ وہ	فِيْ بَيْتِهَا۔ اس کے گھر میں تھا	عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اس کے نفس سے	وَغَلَّقَتِ۔ اور بند کئے اس نے
الْاَبْوَابَ۔ دروازے	وَقَالَتْ۔ اور بولی	هَيْتَ لَكَ۔ آجاؤ	قَالَ۔ فرمایا
مَعَاذَ اللّٰهِ۔ اللہ کی پناہ	اِنَّهٗ۔ یقیناً وہ ہے	رَبِّيْٓ۔ میرا رب	اَحْسَنَ۔ اچھا بنایا اس نے
مَثْوَايَ۔ میرا ٹھکانہ	اِنَّهٗ۔ یقیناً	لَا يُفْلِحُ۔ نہیں خلاصی پاتے	الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم

www.waseemziyai.com

وَلَقَدْ۔اور بے شک
بِهَا۔اس کے ساتھ
رَبِّهٖ۔اپنے رب کی
السُّوْٓءَ۔برائی
الْمُخْلَصِيْنَ۔مخلص بندوں سے
وَقَدَّتْ۔اور پھاڑ دی اس نے
سَيِّدَهَا۔عورت کے مالک کو
مَاجَزَآءُ۔نہیں بدلہ
سُوْٓءًا۔برائی کا
اَلِيْمٌ۔دردناک
عَنْ نَّفْسِيْ۔میری جان سے
والوں سے
مِنْ قُبُلٍ۔آگے سے
وَاِنْ كَانَ۔اور اگر ہے
فَكَذَبَتْ۔تو وہ جھوٹی ہے
رَاٰ۔دیکھی
قَالَ۔تو کہا
كَيْدَكُنَّ۔تمہارے مکر
عَنْ هٰذَا۔اس بات کو
كُنْتِ۔تو ہی تھی

هَمَّتْ۔ارادہ کیا اس نے
لَوْلَآ۔اگر نہ ہوتا
كَذٰلِكَ۔اسی طرح
وَالْفَحْشَآءَ۔اور بے حیائی
اِنَّهٗ۔یقیناً وہ تھا
وَاسْتَبَقَا۔اور دوڑے دونوں
مِنْ دُبُرٍ۔پیچھے سے
الْبَابِ۔دروازے کے
اَرَادَ۔جو ارادہ کرے
يُّسْجَنَ۔قید کیا جائے
هِيَ۔اس نے
شَاهِدٌ۔ایک گواہ نے
قَمِيْصُهٗ۔اس کی قمیص
اِنْ كَانَ۔اگر ہے
وَهُوَ۔اور وہ
قُدَّ۔پھٹی ہوئی
فَصَدَقَتْ۔تو وہ سچی ہے
قَمِيْصُهٗ۔اس کی قمیص
وَهُوَ۔اور وہ
قُدَّ۔پھٹی ہوئی
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔سچا ہے
قَمِيْصُهٗ۔اس کی قمیص
قُدَّ۔کہ پھٹی ہوئی ہے
اِنَّهٗ۔یہ ہے
عَظِيْمٌ۔بہت بڑے ہیں
وَاسْتَغْفِرِيْ۔اور تو معافی مانگ
مِنَ الْخٰطِئِيْنَ۔گنہگاروں سے

بِهٖ۔اس کے ساتھ
اَنْ رَّاَا۔کہ دیکھی اس نے
لِنَصْرِفَ۔تاکہ پھیریں ہم
اِنَّهٗ۔یقیناً وہ تھا
وَاسْتَبَقَا۔اور دوڑے دونوں
مِنْ دُبُرٍ۔پیچھے سے
الْبَابَ۔دروازے کی طرف
وَاَلْفَيَا۔اور پایا دونوں نے
قَالَتْ۔بولی
بِاَهْلِكَ۔تیری بیوی سے
اَوْ عَذَابٌ۔یا عذاب
رَاوَدْتُّنِيْ۔لبھایا مجھے
مِّنْ اَهْلِهَا۔عورت کے گھر
قُدَّ۔پھٹی ہوئی
مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔جھوٹا ہے
مِنْ دُبُرٍ۔پیچھے سے
فَلَمَّا۔پھر جب
مِنْ دُبُرٍ۔پیچھے سے
اِنَّ۔بے شک
اَعْرِضْ۔جانے دو
اِنَّكِ۔یقیناً

وَهَمَّ۔اور ارادہ کر لیتا
بُرْهَانَ۔دلیل
عَنْهُ۔اس سے
مِنْ عِبَادِنَا۔ہمارے
الْبَابَ۔دروازے کی طرف
وَاَلْفَيَا۔اور پایا دونوں نے
قَالَتْ۔بولی
بِاَهْلِكَ۔تیری بیوی سے
اَوْ عَذَابٌ۔یا عذاب
رَاوَدْتُّنِيْ۔لبھایا مجھے
مِّنْ اَهْلِهَا۔عورت کے گھر
قُدَّ۔پھٹی ہوئی
مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔جھوٹا ہے
مِنْ دُبُرٍ۔پیچھے سے
فَلَمَّا۔پھر جب
مِنْ دُبُرٍ۔پیچھے سے
اِنَّ۔بے شک
اَعْرِضْ۔جانے دو
اِنَّكِ۔یقیناً

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

''وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ - اور کہا اس نے جس نے اسے خریدا مصر میں اپنی بیوی سے اسے عزت سے رکھ شاید یہ ہمیں نفع دے یا بنالیں اسے ہم بیٹا اور اسی طرح ہم نے یوسف کو متمکن کیا زمین میں اور اس لئے کہ اسے تاویل کلام سکھائیں اور اللہ غالب ہے اپنے کام پر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

یہ خرید پہلی خرید کے بعد کی ہے۔اس کا تذکرہ تو وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ میں آ گیا اور وہ خرید قافلہ میں ہوئی اور یہ مصر میں۔

اس زمانہ کا بادشاہ مصر میں ریان بن ولید عملیقی تھا اور یہ حین حیات یوسف علیہ السلام ہی ایمان لایا اور مر گیا اور اس کے بعد قابوس بن مصعب جانشین ہوا اسے بھی دعوت ایمان دی گئی مگر اس نے قبول نہ کیا۔(روح المعانی)

ایک قول ہے کہ مصر کا اول بادشاہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور یہ چار سو برس زندہ رہا۔

www.waseemziyai.com

اورعزیز مصر کے متعلق مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خرید کے بعد مومن ہو گیا تھا۔ اس کا نام قطفیر یا اظفر یا قنطور اتھا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ہستی مغتنم کے لئے عزت کا مقام مقرر کر اور اس کے احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو۔

مثوٰی محاورہ میں مجلس عالی اور مقام سامی پر بولتے ہیں اور مراد وہ حسن آسائش اور دیکھ بھال ہے جو مہمان کی تکریم کی مقتضی ہے اور وہ بیوی جو عزیز مصر کی تھی جس کا نام قطفیر تھا اس کا نام راعیل بنت رعا بیل تھا۔ کَمَا قَالَ الْمُجَاهِدُ۔

اور سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ زلیخا تھی تملیخا کی بیٹی۔

اور ایک قول ہے کہ ان کا نام راعیل تھا اور لقب زلیخا۔

اور ایک قول کے مطابق نام زلیخا تھا اور لقب راعیل۔

تو قطفیر عزیز مصر نے اپنی بیوی راعیل عرف زلیخا سے کہا اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ۔ انہیں عزت سے رکھو۔ شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا یا ہم ان کو بیٹا بنالیں يَعْنِيْ اَيْ نَتَبَنَّاهُ وَلَدًا يَعْنِيْ نُقِيْمُهٗ مَقَامَ الْوَلَدِ۔ یعنی اولاد کے قائم مقام انہیں رکھ لیں۔ وَ كَانَ فِيْمَا يُرْوٰى عَقِيْمًا اور یہ روایت ہے کہ زلیخا عقیمہ تھیں جسے بانجھ کہتے ہیں۔

اور نفع سے مراد یہ ہے کہ شاید وہ ہمارے کاموں میں اپنی تدبیر و دانائی سے ہمارے لئے نافع اور بہتر مددگار ہوں اور امور سلطنت و ملک داری میں ہمارے کام آئیں کیونکہ آثار رشد و نجابت ان کی پیشانی سے چمک رہے ہیں۔

وَ كَانَ هٰذَا الْقَوْلُ مِنَ الْعَزِيْزِ لَمَّا تَفَرَّسَ فِيْهِ مِنْ مَخَايِلِ الرُّشْدِ وَالنَّجَابَةِ۔ اور یہ عزیز مصر نے اپنی فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کے رشد و نجابت کو پہچان کر اپنی بیوی سے کہا۔

وَ مِنْ ذَالِكَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْمَا اَخْرَجَهٗ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهٗ وَ جَمَاعَةٌ اَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ اَلْعَزِيْزُ حِيْنَ تَفَرَّسَ فِيْ يُوْسُفَ فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ۔

وَالْمَرْاَةُ الَّتِيْ اَتَتْ مُوْسٰى فَقَالَتْ لِاَبِيْهَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ۔

وَ اَبُوْبَكْرٍ حِيْنَ اسْتَخْلَفَ عُمَرَ۔

دنیا میں سب سے زیادہ فراست والے تین آدمی ہیں۔

عزیز مصر جب اس نے اپنی فراست سے یوسف علیہ السلام کے رشد و نجابت کو پہچانا اور اپنی بیوی زلیخا سے کہا: اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ۔

دوسرے شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی جنہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا: يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ۔ ابا جان انہیں ملازم رکھ لیں اور حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کا عقد دس سال کی خدمت پر مہر مقرر کر کے موسیٰ علیہ السلام سے کر دیا۔

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے اپنی فراست سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اہل سمجھ کر خلیفہ مقرر کر دیا۔

”وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا۔ اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں تمکن عطا فرمایا اور اس لئے کہ اسے تاویل رؤیا

www.waseemziyai.com

سکھائیں یا باتوں کا انجام بتائیں اور اللہ غالب ہے اپنے کام پر''۔

اس پر مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: تعبیر رؤیا کا علم سکھانا مقصود تھا۔

اور ایک قول یہ ہے: وَ مِثْلَ ذَالِکَ التَّمْکِیْنِ الْبَدِیْعِ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَ اَهْلِهَا کَافَّةً مَحَلَّ مَحَبَّتِهٖ لِتَتَرَتَّبَ عَلٰی ذَالِکَ مَا یَتَرَتَّبُ مِمَّا جَرٰی بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ امْرَأَةِ الْعَزِیْزِ وَ لِنُعَلِّمَهٗ بَعْضَ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَیُؤَدِّیْ ذَالِکَ اِلَی الرَّتْبَةِ الْعُلْیَا وَالرِّیَسَةِ الْعُظْمٰی۔

یہ تمکین بدیع مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ سے یہ مراد ہے کہ مصر کے تمام رہنے والوں کے دل میں اس کی محبت کا اثر گہرا کر دیں تا کہ جو کچھ زوجہ عزیز مصر کے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مابین معاملہ ہو وہ جاری ہو۔ یعنی سب پر روشن ہو جائے۔

اور اس لئے بھی کہ بعض امور کی تاویل بھی ہم انہیں سکھائیں جس سے وہ مرتبہ علیا اور ریاست عظمیٰ حاصل کریں۔

ایک قول ہے: وَالْمُرَادُ بِهِ التَّمْکِیْنُ فِیْ قَلْبِ الْعَزِیْزِ اَوْ فِیْ مَنْزِلِهٖ اس سے مراد عزیز مصر کے دل میں آپ کی وجاہت و منزلت کا متمکن کرنا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اَرَادَ بِتَعْلِیْمِ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ تَفْهِیْمَ غَوَامِضَ اَسْرَارِ الْکُتُبِ الْاِلٰهِیَّةِ وَ دَقَائِقَ سُنَنِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَیَکُوْنُ الْمَعْنٰی حِیْنَئِذٍ مَکَّنَّا لَهٗ فِیْ اَرْضِ مِصْرَ لِیَتَصَرَّفَ فِیْهَا بِالْعَدْلِ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مَعَانِیْ کُتُبِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ اَحْکَامَهَا وَ دَقَائِقَ سُنَنِ الْاَنْبِیَاءِ فَیَقْضِیْ بِهَا بَیْنَ اَهْلِهَا۔

اس سے مراد تعلیم تاویل احادیث ہے اور سمجھنا ہے غوامض اسرار کتب الٰہیہ کا اور دقائق سنن انبیاء علیہم السلام کا تو اس صورت میں وَ کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۫ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ کے معنی یہ ہوں گے کہ انہیں تصرف حاصل ہو مصر میں عدل کرنے کا اور انہیں کتاب اللہ کے معانی سکھائے اور اس کے احکام و دقائق سنن انبیاء علیہم السلام بتا دیئے جائیں تا کہ ان کے نور و روشنی میں اہل مصر پر نفاذ احکام ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے امور پر اتنا غالب ہے کہ لَا یُمْنَعُ عَمَّا یَشَاءُ وَلَا یُنَازَعُ فِیْمَا یُرِیْدُ بَلْ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ کوئی اس کی مشیت میں مانع نہیں اور اس کے ارادہ میں کسی کو منازعت کا حق نہیں بلکہ اس کا حکم تو ایسا ہے کہ جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

''لیکن بہت لوگ نہیں جانتے''۔ کہ اس کی مشیت اور اس کا حکم ایسا ہے۔

''وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ۔ اور جب وہ پہنچا اپنی قوت کو ہم نے اسے حکم اور علم عطا کیا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو''۔

یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے جسم کی مضبوطی میں پہنچے جسے سن وقوف کہتے ہیں جو انسانی نمو سے معتد بہ عمر تک پہنچ جائے۔ یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک تیس چالیس کے اندر ہو گئی اور جب قاضی نحوی مہذب الدین محمد بن علی بن ابی طالب سے عمر اشد کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ پینتیس سال سے چالیس سال ہیں۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ سترہ سال ہیں یا اکیس سال۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ بیس سال ہیں۔

www.waseemziyai.com

ابن قتیبہ رحمہ اللہ کا قول ہے: وہ اڑتیس سال ہیں۔

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ چالیس سال ہیں۔

اور مشہور بھی یہی ہے کہ انسان کا جسم بڑھتے بڑھتے چالیس تک جا کر ٹھہر جاتا ہے جب جسم کا نمو ٹھہر جاتا ہے تو قویٰ اور شمائل اور اخلاق بھی ٹھہر جاتے ہیں۔ (روح المعانی)

حکم وعلم کے عطا سے مراد شرعی اصطلاح میں علم نافع ہے جو مؤید عمل ہو یا حکم بین الناس مراد ہے۔ عمل خلاف علم محض سفاہت ہے اور علم سے مراد علم تاویل رویا۔

بعض نے حکم وعلم کی تفسیر اس طرح کی کہ حکم سے مراد حکمت نبوت اور علم سے مراد تفقہ فی الدین ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حکم سے مراد اپنے نفس کو خواہشات باطلہ سے روکنا اور ناجائز امور سے نگاہ رکھنا ہے اور علم سے مراد علم نظری ہے جس سے حقائق اشیاء جانے جائیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حکم سے مراد حکومت بین الناس ہے۔

اور علم سے مراد مصالح امور پر غور کرنا ہے۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الْحُكْمَ النُّبُوَّةُ وَالْعِلْمَ الشَّرِيْعَةُ۔ کہ حکم سے مراد نبوت اور علم سے مراد شریعت ہے۔

''اور ایسے ہی ہم اپنی طرف سے نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں''۔

''وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا۔ اور بھایا اس عورت نے جس کے گھر میں وہ (یوسف) تھا اپنے آپ کے ساتھ اور بند کر دیئے دروازے اور بولی (زلیخا) هَيْتَ لَكَ یعنی جلدی کر یا ادھر آ میں تجھے اپنی طرف بلاتی ہوں بولے (یوسف) پناہ بخدا بے شک وہ (عزیز مصر) تو میرا پرورش کرنے والا ہے جس نے مجھے اچھی طرح پناہ میں رکھا بے شک (اللہ) ظالموں کے لئے بھلا نہیں کرتا''۔

وَرَاوَدَتْهُ۔ رَوْدٌ۔ سے ہے اس کے معنی نرمی کے ساتھ مطالبہ کے ہیں اور مُرَاوَدَةٌ بمعنی مطالبہ ہے رفق ومحبت سے۔ رَادَ۔ يَرُوْدُ یعنی گیا اور لوٹ کر آیا کسی شے کی طلب میں۔ یہ لغت نہایت لطیف پہلو سے کسی کے طلب کے مظاہرے کو بیان کرتا ہے اس کا خلاصہ اساس میں بتایا: وَ مِنَ الْمَجَازِ رَاوَدَهُ عَنْ نَفْسِهِ خَادَعَ عَنْهَا۔

خلاصہ یہ کہ زلیخا ہر پہلو سے آپ کو اپنی طرف لبھاتی، مائل کرتی۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام چونکہ اعلیٰ مدارج عفت میں تھے اس کے ناز وانداز سے متاثر نہ ہوئے حتیٰ کہ اس نے ایک دن اپنی نفسانی خواہش سے مغلوب ہو کر اپنے کمرہ کے دروازے بھی بند کر دیئے اور صاف منہ سے بک بیٹھی هَيْتَ لَكَ۔ اس کی تفسیر میں محاورہ عرب کا استعمال علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

هَيْتَ لَكَ۔ اَیْ اَسْرِعْ۔ یعنی جلدی کر۔

هَيْتَ لَكَ۔ قَالَ الْفَرَّاءُ تَعَالَ – یعنی آ وَزَعَمَ اَنَّهَا كَلِمَةٌ حَوْرَانِيَّةٌ وَقَعَتْ اِلٰى اَهْلِ الْحِجَازِ فَتَكَلَّمُوْا بِهَا۔ یہ حورانی زبان کا کلمہ ہے جو حجازی لوگ بولنے لگے۔

هَيْتَ لَكَ۔ قَالَ اَبُوْ زَيْدٍ هِيَ عِبْرَانِيَّةٌ۔ یہ کلمہ عبرانی زبان کا ہے۔

www.waseemziyai.com

هَيْتَ لَكَ۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ هِيَ سُرْيَانِيَّةٌ۔ یہ کلمہ سریانی زبان کا ہے۔

هَيْتَ لَكَ۔قَالَ السُّدِّيُ هِيَ قِبْطِيَّةٌ۔ یہ کلمہ قبطی زبان کا ہے۔

هَيْتَ لَكَ۔قَالَ مُجَاهِدٌ وَ غَيْرُهُ هِيَ عَرَبِيَّةٌ۔ یہ عربی جملہ ہے جب کسی مرد کو کوئی عورت اپنے نفس پر بلائے۔

قَالَ اَبُوْحَيَّانَ وَلَا يَبْعُدُ اِتِّفَاقُ اللُّغَاتِ فِيْ لَفْظٍ وَاحِدَةٍ وَقَدْ وُجِدَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ مَعَ لُغَاتِ غَيْرِهِمْ۔ابوحیان کہتے ہیں عبرانی، سریانی، قبطی زبان میں بھی اگر یہ لغت ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ عربی میں نہ ہو۔ بہت سے عربی لغات ایسے ہیں کہ عربی ہیں اور دوسری زبانوں میں بھی مستعمل ہیں بنابریں اس محاورہ کا عربی میں ہونا کچھ بعید نہیں۔

وَ قَالَ الْجَوْهَرِيُ هَوْتَ وَ هَيْتَ۔ ہوت اور ہیت پکارنے اور بلانے کے معنی دیتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے: اَيْ اِرَادَتِيْ كَائِنَةٌ لَكَ اَوْ اَقُوْلُ لَكَ۔یعنی میرا ارادہ تیرے لئے ہو چکا ہے یا میں تجھے کہتی ہوں۔

اور هَيْتَ لَكَ کے ایک معنی یہ بھی ہوتے ہیں: تَهَيَّاْتُ لَكَ میں تیرے لئے پوری طرح تیار ہوں۔

اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ زلیخا پوری تیاری سے آمادہ تھیں۔اور حضرت یوسف علیہ السلام قطعاً آمادہ نہ تھے۔لِاَنَّ الْفِعْلَ حِيْنَئِذٍ من التَّهَيُّؤِ وَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَتَهَيَّأْ بِدَلِيْلِ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ۔

بعض نے هَيْتَ لَكَ کے یہ معنی کئے تَهَيَّأْلِيْ اَمْرَكَ لِاَنَّهَا لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهَا الْخَلْوَةُ بِهٖ قَبْلُ۔تیار کر میرے لئے اپنا کام اس لئے کہ ایسی خلوت زلیخا کو اس سے قبل میسر نہیں ہوئی۔

اس کی اور بھی تاویلات بعیدہ بیان کی گئی ہیں بخوف طوالت انہیں ہم نظر انداز کرتے ہیں۔مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيْ رُوْحِ الْمَعَانِيْ۔

علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لُغَةٌ فِيْ هَيْتَ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْقِرَاءَةَ كُلُّهَا لُغَاتٌ وَ هِيَ فِيْهَا اِسْمُ فِعْلٍ بِمَعْنٰى هَلُمَّ۔ ہیت کے معنی ہلم کے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول منقول ہے کہ هيت هييت ہے مثل جِئْتَ۔

''قَالَ مَعَاذَاللّٰهِ۔فرمایا یوسف علیہ السلام نے پناہ بخدا''۔

یہ نصب علی المصدر ہے۔محاورہ میں عُذْتُ عَوْذًا وَ عَيَاذَةً وَ عِيَاذً وَ مَعَاذًا بولتے ہیں جس کے معنی ہوتے ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَعَاذًا مِمَّا تُرِيْدِيْنَ مِنِّيْ۔میں اللہ عزوجل سے پناہ مانگتا ہوں اس سے جس کا تو مجھ سے ارادہ کر چکی ہے۔

وَ هٰذَا اِجْتِنَابٌ مِّنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى اَتَمِّ الْوُجُوْهِ۔اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے علی اتم الوجوہ اجتناب تھا۔

خلاصہ یہ کہ جب راعیل عرف زلیخا نے مکان کے یکے بعد دیگرے ساتوں دروازے بند کر دیئے اور چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کے ساتھ مشغول ہو کر اس کی ناجائز اور حرام خواہش پوری کریں۔چنانچہ اس نے غیر مبہم الفاظ میں

www.waseemziyai.com

هَیْتَ لَکَ کہہ کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف رجوع کرنا چاہا۔ چنانچہ هَیْتَ لَکَ کے معنی۔ مجھے تم سے محبت ہے۔ جلدی ادھر آ تیار ہو کے میرے لئے اور اپنا کام کر اس لئے کہ ایسی خلوت پھر نہیں ملے گی۔ میں تیرے لئے تیار ہوں۔ میں تجھ سے کہتی ہوں۔ میرا ارادہ تیرے لئے ہو چکا ہے۔ پکار کر حضرت یوسف کو اپنی طرف بلایا۔ جلدی کر وغیرہ میں۔ جو تمام کے تمام زلیخا کی نیت کے خراب ہونے پر دال ہیں۔

لیکن جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ معارج عفت پر پہنچا دیا تھا وہ ایسی راہ کیسے اختیار فرما سکتے تھے۔ چنانچہ معاذ اللہ کہہ کر اس سے مجتنب ہوئے پھر۔

اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ۔ فرما کر اس سے اجتناب ہی نہ کیا بلکہ اسے بھی امانتداری کی طرف متوجہ کیا اور کہا: اِنَّ الشَّانَ الْخَطِیْرَ هٰذَا اَیْ هُوَ رَبِّیْ اَیْ سَیِّدِی الْعَزِیْزُ اَحْسَنَ تَعَهُّدِیْ حَیْثُ اَمَرَکِ بِاِکْرَامِیْ عَلٰی اَکْمَلِ وَ جْهٍ فَکَیْفَ یُمْکِنُ السَّیِّءُ اِلَیْهِ بِالْخِیَانَةِ وَ فِیْ حُرْمَتِهٖ وَ فِیْهِ اِرْشَادٌ لَهَا اِلٰی رِعَایَةِ حَقِّ الْعَزِیْزِ بِاللُّطْفِ وَجْهٍ وَاِلٰی هٰذَا الْمَعْنٰی ذَهَبَ مُجَاهِدٌ وَالسُّدِّیْ وَ ابْنُ اَبِیْ اِسْحٰقِ۔

مجاہد، سدی اور ابن ابی اسحٰق رحمہم اللہ یہ معنی لیتے ہیں کہ گویا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسی خطرناک حرکت ایسی صورت میں کیونکر ممکن ہے جبکہ عزیز مصر میرا سردار ہے اور اس نے تجھے میرے اکرام کا حکم دیا ہے اور وہ مجھ سے ہر پہلو پر اعزازی برتاؤ کرتا ہے تو مجھ سے اس کی امانت میں خیانت کیونکر ممکن ہے اس لئے کہ تو اس کی بیوی ہے اس میں گویا زلیخا کو بھی ہدایت وارشاد مقصود تھی کہ تجھے خود بھی حق عزیز مصر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اور اِنَّهٗ رَبِّیْٓ میں اطلاق رب رب حقیقی کی طرف نہ تھا اور اگر اس سے رب حقیقی عزوجل مراد لیا جائے تو باطل ہے اس لئے کہ ایک نبی کریم کی زبان سے کسی مخلوق کے لئے رب کہہ دینا کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا تو جب یہاں ربی سے مراد سیدی تھی تو یہ حقیقت تھی کیونکہ آپ اس کے مملوک تھے اس نے آپ کو خریدا تھا۔

اور صاحب بحر نے اِنَّهٗ رَبِّیْٓ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لی ہے تو ایسی صورت میں رَبِّیْ خبر اِنَّ ہوگی اور اَحْسَنَ مَثْوَایَ خبر ثانی تو اس کے معنی یہ ہوں گے: اِنَّهٗ تَعَالٰی خَالِقِیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ بِعَطْفِهٖ قَلْبَ مَنْ اَمَرَکِ بِاِکْرَامِیْ عَلَیَّ فَکَیْفَ اَعْصِیْهِ بِارْتِکَابِ تِلْکَ الْفَاحِشَةِ الْکَبِیْرَةِ۔ وہ رب تعالیٰ مجدہ میرا خالق ہے اس لئے میرے لئے تجھے حکم دلایا کہ میرا اکرام ہو تو کیسے میں نافرمانی کروں ایسے فاحشہ کبیرہ کے ارتکاب کے ساتھ۔

وَ فِیْهِ تَحْذِیْرٌ لَهَا عَنْ عِقَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ اس بیان سے اسے تحذیر عقاب وعذاب الٰہی عزوجل تھی۔

''اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ بے شک وہ ظالم وبدکار لوگوں کا بھلا نہیں کرتا''۔ (روح المعانی)

فلاح کے معنی ظفر وکامیابی کے ہیں۔ پھر یہ فلاح دو قسم کی ہوتی ہے۔ اول فلاح دنیوی دوسرے فلاح اخروی۔

فلاح دنیوی، ظفر اور ایسی سعادت جس سے حیات دنیا پاک رہے اور وہ بقا، غنی اور عزت ہے۔

دوسرے فلاح اخروی۔ وہ چار باتوں پر ہے: بقا بلا فنا، غنی بلا فقر، عزت بغیر ذلت کے، علم بلا جہل کے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا عَیْشَ الْاٰخِرَةُ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةُ

www.waseemziyai.com

17

اور وَ ضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّهٖ ظلم کی تعریف ہے۔

كُلُّ مَنْ ظَلَمَ كَائِنًا مَنْ كَانَ فَيَدْخُلُ فِيْ ذَالِكَ الْمُجَازُوْنَ لِلْاِحْسَانِ بِالْاِسَاءَةِ وَالْعُصَاةُ لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى دُخُوْلًا اَوَّلِيًّا۔ ہر وہ شخص جو ظلم کرے تو اس میں مجازاً داخل ہے گناہ اور نافرمانی الٰہی عزوجل کے ساتھ۔

اور ایک قول یہ ہے: اَلزَّنَاةُ لِاَنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَلِلْمُزْنٰى بِاَهْلِهٖ۔ اس سے زانی لوگ مراد ہیں اس لئے کہ وہ ظالم ہیں جو اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں اور مزینہ اپنے اہل کے ساتھ ظالم ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ہر خائن ظالم ہے اس لئے کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور وہ جو خائن ہے۔

''وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ۔ اور بے شک زلیخا نے اس کے ساتھ ارادہ کیا اور وہ (یعنی یوسف) بھی ارادہ کرتا اگر نہ دیکھ لیتا دلیل اپنے رب کی''۔

اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ زلیخا طمع نفسانی سے مغلوب و مقہور ہو کر آمادہ ہو چکی تھی اس جملہ کے آگے ق قف کا اسی لئے آیت میں لگایا گیا کہ هَمَّتْ بِهٖ علیحدہ ہے اس کا مفہوم بمعنی صیغہ ماضی آمادہ ہو جانا ہے اس کے بعد فرمایا: وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ۔ اور یوسف بھی آمادہ ہو جاتا یعنی آمادہ ہوا نہیں۔ بلکہ باقتضائے بشریت آمادگی ہونی ممکن تھی اگر نہ دیکھ لیتا وہ دلیل اپنے رب کی وہ برہان کیا تھا اس پر آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَیْ حُجَّةً بَاهِرَةً اَلدَّالَّةُ عَلٰى قُبْحِ الزِّنَا وَ سُوْءِ سَبِيْلِهٖ۔ حجت باہرہ دالۃ کا مشاہدہ اگر نہ ہوتا کہ زنا فعل قبیح علی وجہ الکمال ہے اور برا راستہ۔

وَ الْمُرَادُ بِرُؤْيَتِهٖ لَهَا كَمَالُ اِيْقَانِهٖ بِهَا وَ مُشَاهَدَتُهٗ لَهَا مُشَاهَدَةً وَاصِلَةً اِلٰى مَرْتَبَةِ عَيْنِ الْيَقِيْنِ۔ رؤیت برہان کمال ایقان پر ہونا مراد ہے اور مشاہدہ سے مراد حق مشاہدہ ہے جو مرتبہ حق الیقین تک ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا۔ (اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ وہ یقیناً بے حیائی ہے اور برا راستہ) یہ الفاظ کمرہ کی چھت پر لکھے ہوئے ملاحظہ کئے۔

اور وَ هَمَّ بِهَا کے ساتھ لَوْلَا جو فرمایا اس نے پہلے هَمَّتْ اور اس هَمَّ کے معنی میں فرق بھی کر دیا هَمَّتْ بِهٖ معنی ماضی ہے جس کے صاف معنی ہیں کہ زلیخا آمادہ ہو گئیں اور دوسرا هَمَّ وہ ہے جس پر لَوْلَا موجود ہے اس کے معنی استقبال کے ہو گئے یعنی یوسف بھی آمادہ ہو جاتا اگر برہان الٰہی نہ دیکھ لیتا مگر چونکہ برہان الٰہی دیکھ لیا اس لئے آمادہ نہ ہوا۔

جیسے محاورہ میں بولتے ہیں اور اس کو جواب لولا کہتے ہیں جو محذوف ہوتا ہے جیسے اَنْتَ ظَالِمٌ اِنْ فَعَلْتَ كَذَا یا اِنْ فَعَلْتَ فَاَنْتَ ظَالِمٌ۔ تو ظالم تھا اگر ایسا کرتا یا ایسا کرتا تو تو ظالم تھا مگر ایسا نہیں کیا تو ظالم نہیں ہوا۔

اس واقعہ میں بہت سے اقوال متکاذبہ بھی ارباب سیر کے ہیں یہ تمام اقوال بعض فساق مسلمین نے گھڑ ڈالے ہیں اور ان پر نہ ہمارا اعتقاد نہ ہم انہیں صحیح مانتے ہیں۔ (روح)

البتہ ایک روایت قابل تسلیم ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے جسے ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں نقل کیا ہے کہ زلیخا نے ایک بت اس مکان کے گوشہ میں قائم کر رکھا تھا جو موتیوں سے مکلل تھا اور اس پر یاقوت کے نگینے جڑے ہوئے تھے۔ اس نے جب یہ قبیح ارادہ کیا تو اس کے اور اپنے مابین ایک سفید کپڑا حائل کر لیا۔ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَیُّ شَیْءٍ

www.waseemziyai.com

تَصْنَعِيْنَ فَقَالَتْ اَسْتَحْيِيْ مِنْ اِلٰهِيْ اَنْ يَرَانِيْ عَلٰى هٰذِهِ الصُّوْرَةِ فَقَالَ تَسْتَحْيِيْنَ مِنْ صَنَمٍ لَا يَاْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ وَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ اِلٰهِيَ الَّذِيْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ کیا کیا ہے تو زلیخا نے کہا مجھے شرم آتی ہے اپنے معبود کے سامنے میں ایسے حال میں ہوں اور وہ مجھے دیکھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو ایک ایسے بت سے شرمائی جو نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے اور میں نہ شرماؤں اپنے رب حی وقدیم سے جو ہر جان کے ساتھ قائم ہے اور جو کوئی جو کچھ کرتا ہے اسے دیکھ رہا ہے۔ ثُمَّ قَالَ لَا تَنَالِيْهَا مِنِّيْ اَبَدًا وَهُوَ الْبُرْهَانُ الَّذِيْ رَاٰى۔ پھر فرمایا اب تو مجھ سے نہیں لے سکتی کبھی بھی۔ یہ وہ برہان تھا جو آپ نے دیکھا۔

ابن جریر وغیرہ رحمہم اللہ حضرت ابن عباس سے راوی ہیں: اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُثِّلَ لَهٗ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ممثل ہو کر تشریف لائے اور آپ نے سینہ یوسف علیہ السلام پر ہاتھ مارا۔

اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّهٗ مُثِّلَ لَهٗ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَاضًّا عَلٰى اِصْبَعَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا يُوْسُفُ اَتَهِمُّ بِعَمَلِ السُّفَهَاءِ وَاَنْتَ مَكْتُوْبٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام انگشت بدنداں نظر آئے اور فرما رہے تھے اے یوسف کیا بے وقوف سفیہوں کا کام کرتے ہو اور تم انبیاء کی فہرست میں لکھے ہوئے ہو۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ طَيَّبَ اللّٰهُ ثَرَاهُ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ فرماتے ہیں: اِنَّ الْهَمَّ هَمَّانِ هَمٌّ ثَابِتٌ وَ هُوَ مَا كَانَ مَعَهٗ عَزْمٌ وَ عَقْدٌ وَ رِضَا مِثْلَ هَمِّ امْرَأَةِ الْعَزِيْزِ وَ هَمٌّ عَارِضٌ وَ هُوَ الْخَطْرَةُ وَ حَدِيْثُ النَّفْسِ مِنْ غَيْرِ اخْتِيَارٍ وَلَا عَزْمٍ مِثْلَ هَمِّ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

هَمٌّ دو قسم ہیں ایک تو هَمٌّ ثابت اور وہ وہ ہے جس کے ساتھ ارادہ اور پختگی اور رضا ہو مثل امراۃ عزیز کے کہ اس کی نیت یقیناً بدی کی طرف مائل ہو چکی تھی۔ اور دوسرا هَمٌّ عارض ہے اور وہ خطرہ اور حدیث نفس ہے جس میں کسی قسم کا اختیار و عزم نہیں ہوتا مثل هَمِّ یوسف علیہ السلام کے انتہی مختصراً۔ (روح)

''كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ۔ ایسے ہم نے پھیر دی اس سے برائی اور بے حیائی بے شک وہ (یوسف) ہمارے مخلص بندوں سے ہے''۔

اس میں صیانت سردار کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے بھی هَمٌّ سے یوسف علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور فحشاء زنا سے بھی بچا لیا اور جسے ہم برگزیدہ مخلص چنا ہوا بندہ بنا لیتے ہیں اسے ایسے ہی محفوظ رکھ لیتے ہیں۔

''وَاسْتَبَقَا الْبَابَ۔ اور دونوں بھاگے دروازے کو اور چیر دیا اس نے (زلیخا نے) اس کا قمیص پیچھے سے اور اَلْفَيَا مل گیا دونوں کو اس کا (زلیخا کا) خاوند دروازے کے پاس بولی (زلیخا) کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری بیوی سے بدی کا ارادہ کیا مگر یہ کہ قید کیا جائے یا عذاب دردناک''۔

حضرت یوسف علیہ السلام اس فعل شنیع سے مجتنب ہو کر دروازے کی طرف دوڑے اور آپ علیہ السلام کے پیچھے آپ کو پکڑنے کے لئے دوڑیں۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاسْتُشْكِلَ بِاَنَّهٗ كَيْفَ يَسْتَبِقَانِ اِلَيْهِ وَ دُوْنَهٗ اَبْوَابٌ جَوَانِبِهٖ بِنَاءً عَلٰى مَا ذَكَرُوْا مِنْ اَنَّ الْاَبْوَابَ

www.waseemziyai.com

كَانَتْ سَبْعَةٌ وَ اُجِيْبَ بِاَنَّهٗ رُوِیَ عَنْ كَعْبٍ اَنَّ اَقْفَالَ هَاتِيْكَ الْاَبْوَابِ كَانَتْ تَتَنَاثَرُ اِذَا قَرُبَ اِلَيْهَا يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ تَنْفَتِحُ لَهٗ۔

یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ دونوں کیسے دوڑے جبکہ ان کے آگے دروازے مقفل تھے جیسا کہ مروی ہے کہ دروازے بھی سات مقفل تھے۔ فرماتے ہیں اور اس کا جواب دیا گیا بروایت کعب کہ قفل جو دروازوں پر لگے ہوئے تھے کھل کھل کر گرتے جاتے تھے جب حضرت یوسف علیہ السلام ان کے قریب پہنچتے اور دروازہ کھلتا جاتا تھا۔ (روح)

اور ایسا ہونا معجزہ اور کرامت سے کچھ بعید نہیں اور جہاں اللہ تعالیٰ ہی فرمائے: كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ تو یہ سب کچھ نظام ہی من جانب اللہ اور خالص من جانب اللہ ہی ہو۔ اور زلیخا اپنی عنفوان خواہش میں پیچھے پیچھے دوڑیں اور جب یسف ہاتھ نہ آئے تو دامن قمیص پر ہاتھ مار کر اسے کھینچا وہ پھٹ گیا۔ عربی محاورہ میں قَدَّ کے معنی قطع وشق کے آتے ہیں قَالَ اَبُوْ حَيَّانَ اَیْ وَ قَدَّتْ وَالْقَدُّ الْقَطْعُ وَالشَّقُّ۔

اَلْمُرَادُ هٰهُنَا اَنَّهَا جَذَبَتْهُ مِنْ وَّرَاءٍ فَانْحَرَقَ الْقَمِيْصُ اِلٰى اَسْفَلِهٖ۔ اور یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف کھینچتی تھی پیچھے سے قمیص مبارک نیچے تک پھٹ گیا۔

اور اَلْفَيَا کے معنی ہیں وَجَدَا یعنی پایا دونوں نے زلیخا کے خاوند کو لَدَا الْبَابِ اَیْ عِنْدَ الْبَابِ دروازے کے پاس تو ایسی صورت میں زلیخا کو اور کچھ نہ بن آئی سوا اس کے کہ حضرت کے ذمہ ہی الزام تراشے چنانچہ کہنے لگی:

''مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا۔ اس کی کیا سزا ہے جو تیری گھر والی کے ساتھ برا ارادہ کرے''۔

یعنی زنا کرے۔

''اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ استفہامیہ لا کر اول سزا پوچھی پھر خود ہی تجویز بھی کر دی۔ تا کہ کہیں عزیز مصر غصہ میں از خود رفتہ ہو کر سزائے موت نہ دے دیں تو خود ہی بولیں کہ یا تو انہیں قید کیا جائے یا کوئی تکلیف دہ سزا۔

وَ ذَكَرَ الْاِمَامُ فِیْ تَفْسِيْرِهٖ مَا فِيْهِ نَوْعُ مُخَالَفَةٍ لِذَالِكَ حَيْثُ قَالَ اَنَّ فِیْ الْاٰيَةِ لَطَائِفُ۔ اس بیان میں کسی قسم کی مخالفت کا پہلو نہیں اس آیت کریمہ میں بہت سے لطیف پہلو ہیں۔

اَحَدُهَا اِنَّ حُبَّ الشَّدِيْدِ لِيُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَمَلَهَا عَلٰى رِعَايَةِ دَقِيْقَتَيْنِ فِیْ هٰذَا الْمَوْضِعِ۔

پہلی لطیف بات یہ ہے کہ زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام سے شدید محبت تھی اور اس نے محبت نے اسے مجبور کیا کہ دو صورتیں ہی سزا کی ہوں۔

اول اس کے بیان میں سجن آیا اور اس کے بعد کوئی عذاب۔

اس لئے کہ محبّ ایلام محبوب کی سعی نہیں کر سکتا۔

اور یہ بھی قابل غور بات ہے کہ اول جرم زنا پر حضرت کا نام نہ لے سکی بلکہ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا کہا جس میں حفاظت محبوب مضمر تھی اور سجن سے مراد ایک دن یا اس سے کم کی طرف اشارہ تھا۔ اس لئے حبس دائم اس بیان سے نہیں نکلتی۔

دوسری لطیف بات یہ ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اس عصمت کا اندازہ کیا جو آپ علیہ السلام نے ظاہر فرمائی اس کے دل میں آپ علیہ السلام کی عظمت بڑھ گئی۔ اور اس نے سمجھا کہ عنفوان شباب جس کو جوانی کہتے ہیں وہ

www.waseemziyai.com

دیوانی ہوتی ہے تو حضرت عنفوان شباب کے ساتھ کمال قوت اور نہایت شہوت کے اہل تھے اس کے باوجود آپ کی عصمت اس درجہ تھی کہ زلیخا کی طرف التفات نہ کیا اس سے زلیخا کی عقیدت آپ کی طہارت اور نزاہت کی طرف بڑھ چکی تھی تو اسے شرم آتی تھی کہ وہ ایسے فرشتہ اور ملک کریم پر برے قصد کا الزام کیسے رکھے تو اس نے تعریضاً مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ کہنے پر ہی اکتفا کیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پاک دامنی اور صفائے باطن سے بے خوف تھے بنابرایں آپ نے صاف فرمادیا:

''قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي۔ فرمایا یہی ہے جس نے مجھے اپنے نفس کی طرف لبھایا تھا''۔

میرا تو اس کی طرف کوئی برا ارادہ نہ تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے هِيَ فرمایا۔ اَنْتِ نہیں فرمایا یعنی یوں نہ کہا: اَنْتِ رَاوَدْتِنِي بلکہ هِيَ رَاوَدَتْنِي۔ بلکہ اس نے مجھے لبھانا چاہا فرمایا۔

مختصر یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے صاف فرمادیا کہ میں پاک دامن ہوں باوجود یکہ زلیخا نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں کی۔ تو عزیز نے اس پر شاہد طلب کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا وہاں تیسرا تو سوا تین ماہہ بچے کے اور کوئی نہ تھا۔ عزیز مصر نے کہا وہ کیا گواہی دے گا جو بول بھی نہیں سکتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر سب کچھ آسان ہے چنانچہ ارشاد ہے:

''وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا۔ اور گواہی دی ایک گواہ نے زلیخا کے گھر والوں سے اگر ہے اس کا (یوسف کا) قمیص آگے سے پھٹا ہوا تو وہ (زلیخا) سچی ہے اور وہ (یوسف) جھوٹے ہیں اور اگر ہے قمیص اس کا (یوسف کا) پیچھے سے پھٹا ہوا تو وہ (زلیخا) جھوٹی ہے اور وہ (یوسف) سچا ہے''۔

وَ فِيْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ اَنَّهٗ ابْنُ اُخْتٍ لَّهَا وَ كَانَ عُمْرُهٗ اِذْ ذَاكَ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ۔ بعض اخبار میں ہے کہ بھانجا تھا زلیخا کا اور اس کی عمر ابھی تین ماہ کی تھی۔

چنانچہ عزیز مصر متعجب تو ضرور تھا مگر اس نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ قمیص یوسف کو دیکھو اگر وہ آگے کی طرف سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سچی اور حضرت یوسف غلط اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا جھوٹی اور یوسف سچے ہیں۔

وَ ذَهَبَ جَمْعٌ اِلٰى اَنَّهٗ ابْنُ خَالٍ وَ كَانَ فِي الْمَهْدِ اَنْطَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِبَرَائَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

اور ایک جماعت ادھر گئی ہے کہ وہ زلیخا کے ماموں کا لڑکا تھا اور گہوارہ میں تھا اللہ تعالیٰ نے اسے بریت یوسف علیہ السلام پر قوت گویائی عطا فرمائی۔

حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَكَلَّمَ اَرْبَعَةٌ فِي الْمَهْدِ وَ هُمْ صِغَارٌ۔

اِبْنُ مَاشِطَةِ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ

وَ شَاهِدُ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ صَاحِبُ جُرَيْجٍ۔

وَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

چار بچوں نے مہد مادر میں گفتگو کی۔

www.waseemziyai.com

فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی کا لڑکا

یوسف علیہ السلام کا شاہد

جریج کا گواہی دینے والا

اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام۔

اور حاکم مستدرک میں اور احمد اپنی مسند میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اَلْمُشَارُ اِلَیْہِ اٰنِفًا زِیَادَۃٌ عَلَی الْاَرْبَعِ۔ مہد مادر میں بولنے والے چار سے زائد ہیں۔

ایک وہ بچہ جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک حسین وجمیل سوار گزرا تو اس کی والدہ نے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَ ھٰذَا فَتَرَکَ الصَّبِیُّ الثَّدْیَ وَ قَالَ اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ۔

الٰہی اس میرے بچے کو اس سوار جیسا کرنا تو بچے نے چھاتی چھوڑ دی اور دعا کی الٰہی مجھے اس جیسا نہ کرنا۔

اور اصحاب اخدود کے واقعہ میں جو بروج میں ہے کہ ایک بچے کا ماں کی گود سے چھین کر آگ میں ڈال دینے کے بعد وہ آگ سے بولا تھا کہ ماں یہ آگ نہیں ہے آجا یہ تو پھول ہیں۔

اس طرح گیارہ تک مہد مادر میں بولنے والے پہنچتے ہیں جو منظوم ہیں:

تَکَلَّمَ فِی الْمَھْدِ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ وَ یَحْیٰی وَ عِیْسٰی وَ الْخَلِیْلُ وَ مَرْیَمُ

وَ مُبْرِیْ جُرَیْجٍ ثُمَّ شَاھِدُ یُوْسُفَ وَ طِفْلُ الَّذِی الْاُخْدُوْدُ یَرْوِیْہِ مُسْلِمُ

وَ طِفْلٌ عَلَیْہِ مَرَّ بِالْاَمَۃِ الَّتِیْ یُقَالُ لَھَا تَزْنِیْ وَلَا تَتَکَلَّمُ

وَ مَاشِطَۃٌ فِیْ عَھْدِ فِرْعَوْنَ طِفْلُھَا وَ فِیْ زَمَنِ الْھَادِی الْمُبَارَکِ یُخْتَمُ

پنگھوڑے میں گفتگو کی نبی محمد اور یحییٰ اور عیسیٰ اور خلیل اور مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام نے۔

اور جریج کی بریت کرنے والے اور یوسف (علیہ السلام) کے گواہ نے اور اصحاب الاخدود کے اس بچے نے۔

اور اس بچے نے جس کے پاس سے لونڈی کو لے کر گزرے کہتے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے اور وہ نہ بولتی تھی۔

اور فرعون کے زمانہ میں کنگھی کرنے والی کے بیٹے نے اور ہادی مبارک کے زمانہ میں آخری بچے نے بات کی۔

''فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَہٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ۔ تو جب دیکھا (عزیز مصر نے) قمیص یوسف کہ وہ پھٹا ہوا تھا پیچھے سے بولا بے شک یہ مکر ہے تم عورتوں کا اور بے شک تمہارا مکر عظیم ہے۔ اے یوسف اس بات سے آپ اعراض کریں اور بخشش مانگ (اے زلیخا) اپنے گناہ سے بے شک تو خطاوار ہے''۔

عزیز مصر پر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام پاک دامن اور معصوم ہیں اور زلیخا نے تمام مکر و کید بھی کئے اور وہ ضرور خطاوار ہے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام سے عزیز نے کہا حضرت آپ مغموم نہ ہوں بے شک آپ کی پاک دامنی آپ کی چاک دامنی سے روشن ہو گئی۔ اس طرف آپ خیال ہی نہ فرمائیں۔ یعنی اس بات کو دبا دیں اس کا چرچا ہی نہ کریں اور زلیخا سے وَ اسْتَغْفِرِیْ اس لئے بھی فرمایا گیا کہ انہوں نے ایک پاک دامن معصوم کو داغدار کرنا چاہا تھا اس لئے اسے توبہ کا حکم دیا اگرچہ

www.waseemziyai.com

عزیز مصر نے اس قصہ کو بہت دبانا چاہا لیکن اس کا چرچا ہو ہی گیا۔

حضرت یوسف نے کیا کیا گل کھلائے مصر میں
چاک دامانی سے ظاہر پاک دامانی ہوئی

اسی بنا پر بعض علماء سے مروی ہے:

اِنَّا نَخَافُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا نَخَافُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِنَّهٗ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا وَ قَالَ لِلنِّسَاءِ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ وَ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ یُوَسْوِسُ مُسَارَقَةً وَ هُنَّ یُوَاجِهْنَ بِهٖ۔

فرماتے ہیں ہم عورتوں سے جتنا ڈرتے ہیں اتنا شیطان سے نہیں ڈرتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مکر کو ضعیف کہا اور عورتوں کے مکر کو عظیم فرمایا۔

اور اس لئے بھی کہ شیطان چوروں کی طرح چھپ کر وسوسہ ڈالتا ہے اور عورتیں سامنے آ کر حملہ کرتی ہیں۔ انتہی مختصراً

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾

اور بولیں کچھ عورتیں شہر میں کہ زوجہ عزیز اپنے نوجوان کو لبھاتی ہے اپنے نفس پر بے شک دل نشین ہو چکی ہے محبت زلیخا کے دل میں ہم تو اسے دیکھتے ہیں صراحۃً از خود رفتہ۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ﴿۳۱﴾

تو جب سنا زلیخا نے ان کا خفیہ چرچا تو بھیجا انہیں پیغام دعوت کھانے کا اور تیار کیں ان کیلئے مسندیں اور دیں ہر ایک کو ان میں سے چھریاں اور یوسف سے کہا نکلو یوسف تم ان پر تو جب دیکھا یوسف کو اس کی بڑائی کرنے لگیں اور کاٹ لیے اپنے ہاتھ اور بولیں حاش للہ یہ تو بشر نہیں یہ تو نہیں مگر فرشتہ ہے عزت والا۔

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

بولی زلیخا تو اس پر تم مجھے ملامت کرتی تھیں اس کی محبت میں اور بے شک میں نے انہیں اپنی طرف لبھایا تو انہوں نے اپنے کو معصوم ثابت کیا اور اگر نہ کریں گے وہ جو میں انہیں کہتی ہوں تو ضرور قید ہوں گے اور ہو جائیں گے ذلت والوں سے۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

فرمایا یوسف نے اے میرے رب قید خانہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو نہ پھیرے گا مجھ سے ان کا مکر تو پھنس جاؤں گا ان کے جال میں اور بنا دانوں میں داخل ہوں گا۔

www.waseemziyai.com

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

تو مستجاب فرمائی ان کے لئے اس کے رب نے دعا اور پھیر دیا اس سے ان کا مکر بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع

پھر ظاہر کر دیں ان پر وہی نشانیاں جو دیکھ چکے تھے اور (بتا دیا) کہ ضرور برائے چندے قید میں ہوں۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

وَقَالَ۔ اور کہا
نِسْوَةٌ۔ عورتوں نے
فِي الْمَدِيْنَةِ۔ شہر میں
امْرَاَتُ۔ بیوی
الْعَزِيْزِ۔ عزیز کی
تُرَاوِدُ۔ لبھاتی ہے
فَتٰىهَا۔ اپنے جوان کو
عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اس کے نفس سے
قَدْ۔ بے شک
شَغَفَهَا۔ اس کے دل میں پہنچ گئی
حُبًّا۔ محبت
اِنَّا۔ بے شک ہم
لَنَرٰىهَا۔ دیکھتی ہیں اسے
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ صاف گمراہی میں
فَلَمَّا۔ پھر جب
سَمِعَتْ۔ سنی اس نے
بِمَكْرِهِنَّ۔ ان کی چال
اَرْسَلَتْ۔ تو بھیجا
اِلَيْهِنَّ۔ ان کی طرف
وَاَعْتَدَتْ۔ اور تیار کیں
لَهُنَّ۔ ان کے لئے
مُتَّكَاً۔ مسندیں
وَّاٰتَتْ۔ اور دی
كُلَّ وَاحِدَةٍ۔ ہر ایک کو
مِّنْهُنَّ۔ ان میں سے
سِكِّيْنًا۔ چھری
وَّقَالَتِ۔ اور کہا
اخْرُجْ۔ نکل
عَلَيْهِنَّ۔ ان پر
فَلَمَّا۔ پھر جب
رَاَيْنَهٗٓ۔ انہوں نے دیکھا اسے
اَكْبَرْنَهٗ۔ اس کی بڑائی کی
وَ قَطَّعْنَ۔ اور کاٹ لئے
انہوں نے
اَيْدِيَهُنَّ۔ اپنے ہاتھ
وَقُلْنَ۔ اور کہا
حَاشَ۔ پاکی ہے
لِلّٰهِ۔ اللہ کو
مَا هٰذَا۔ نہیں ہے یہ
بَشَرًا۔ انسان
اِنْ۔ نہیں ہے
هٰذَآ۔ یہ
اِلَّا مَلَكٌ۔ مگر فرشتہ
كَرِيْمٌ۔ بزرگ
قَالَتْ۔ کہنے لگی
فَذٰلِكُنَّ۔ تو یہی ہے
الَّذِيْ۔ وہ جوان
لُمْتُنَّنِيْ۔ جو ملامت کرتی ہو تم مجھے
فِيْهِ۔ اس میں
وَلَقَدْ۔ اور بے شک
رَاوَدْتُّهٗ۔ میں نے اسے لبھایا
عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اس کی جان سے
فَاسْتَعْصَمَ۔ تو وہ بچتا رہا
وَلَئِنْ۔ اور اگر
لَّمْ يَفْعَلْ۔ نہ کیا اس نے
مَآ اٰمُرُهٗ۔ جو میں اسے حکم دیتی ہوں
لَيُسْجَنَنَّ۔ تو ضرور قید کیا جائے گا
وَلَيَكُوْنًا۔ اور ہو جائے گا
مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ۔ ذلیل
لوگوں سے
قَالَ۔ بولا
رَبِّ۔ اے میرے رب
السِّجْنُ۔ قید خانہ
اَحَبُّ۔ زیادہ پیارا ہے
اِلَيَّ۔ مجھے
مِمَّا۔ اس چیز سے
يَدْعُوْنَنِيْٓ۔ جو بلاتی ہیں مجھے
اِلَيْهِ۔ اس کی طرف
وَاِلَّا۔ اور اگر نہ
تَصْرِفْ۔ پھیرے گا تو
عَنِّيْ۔ مجھ سے
كَيْدَهُنَّ۔ ان کا مکر
اَصْبُ۔ تو میں مائل ہوں گا
اِلَيْهِنَّ۔ ان کی طرف
وَاَكُنْ۔ اور ہو جاؤں گا میں
مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ جاہلوں سے
فَاسْتَجَابَ۔ تو قبول کر لی دعا
لَهٗ۔ اس کے لئے
رَبُّهٗ۔ اس کے رب نے
فَصَرَفَ۔ تو پھیر دیا
عَنْهُ۔ اس سے
كَيْدَهُنَّ۔ ان کا مکر
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ

MARKAZ-UL-QOMIL ISLAMIA ACADEMY

هُوَ السَّمِيْعُ۔ وہی ہے سننے والا الْعَلِيْمُ۔ جاننے والا ثُمَّ بَدَا۔ پھر ظاہر ہوا لَهُمْ۔ ان کے لئے
مِّنْۢ بَعْدِ۔ بعد اس کے کہ مَا رَاَوُا۔ دیکھی انہوں نے الْاٰيٰتِ۔ نشانیاں لَيَسْجُنُنَّهٗ۔ ضرور قید کریں اسے
حَتّٰى حِيْنٍ۔ ایک وقت تک

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ یوسف۔ پ ۱۲

''وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ۔ اور کہنے لگیں شہر (مصر) میں عورتیں کہ عزیز کی بیوی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے بے شک اس کی (یوسف کی) محبت اس (زلیخا) کے دل میں بھر گئی ہے۔ ہم تو بے شک اسے (زلیخا کو) از خود رفتہ صریح پا رہی ہیں تو جب سنا (زلیخا نے) ان کا خفیہ چرچا تو بلا بھیجا ان عورتوں کو اور ان (عورتوں) کے لئے مسندیں تیار کیں اور دی ہر ایک کو (ان عورتوں سے) چھری اور کہا (زلیخا نے) نکل آ ان (عورتوں) پر تو جب ان (عورتوں) نے دیکھا (یوسف کو) تو اس کی بڑائی میں بولیں اور کاٹ لئے (از خود رفتگی سے عورتوں نے) اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں (سب عورتیں) سبحان اللہ یہ بشر نہیں یہ تو فرشتے ہیں معزز''۔

شرفاء مصر کی عورتوں میں یہ باتیں ہونے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی کو ایک جوان زرخرید کی محبت میں اپنے ننگ و ناموس اور عصمت و عفت کا بھی پاس نہ رہا اور وہ محبت غلام میں اتنی از خود رفتہ ہو چکی ہے کہ اب اس کی محبت علانیہ اس کی آشفتگی کا ڈھنڈورا پیٹ چکی ہے۔

یہ عورتیں شرفاء مصر کی تھیں۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ وہ چالیس تھیں۔ قِيْلَ دَعَتْ اَرْبَعِيْنَ اِمْرَأَةً۔

اور مقاتل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ پانچ تھیں۔ ایک امراۃ خباز محل کی روٹی بنانے والے کی بیوی اور عزیز کے ساقی کی بیوی اور بواب محل شاہی کے چوکیدار کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی بیوی اور صاحب دواب آنے جانے والوں سے ملاقات کرانے والے کی بیوی۔

اور بقول کلبی رحمہ اللہ وہ چار تھیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ كَوْنُ قَوْلِهِنَّ فِي الْمَدِيْنَةِ اِشَاعَةً وَّ اِفْشَاءً فِيْهَا کہ ان کی باتوں سے شہر میں یہ آواز شائع ہو گئی۔

بہر حال منصوص قطعی اتنا ضرور ہے کہ عورتوں میں چرچا ہو گیا اور زلیخا نے انہیں اپنے یہاں مہمان بلا کر حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال دلآویز دکھایا اور انہوں نے ان چھریوں سے جو کھانے کے وقت وہاں کی تہذیب میں پھل یا لیموں تراشنے کو رکھی تھیں جمال حسن یوسف علیہ السلام سے از خود رفتہ ہو کر لیموں کی بجائے اپنی انگلیاں تراش لیں۔

مجاہد سے ہے: اِنَّهُ الطَّعَامُ يُجَزُّ جَزًّا بِالسِّكِّيْنِ وَ اخْتَلَفُوْا فِيْ تَعْيِيْنِهٖ فَقِيْلَ كَانَ لَحْمًا وَ كَانُوْا لَا يَنْهَشُوْنَ اللَّحْمَ اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَهٗ جَزًّا بِالسِّكِّيْنِ وَ قِيْلَ كَانَ اُتْرُجًّا وَّ مَوْزًا وَ بِطِّيْخًا۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ گوشت نوچ کر نہیں کھاتے تھے بلکہ چھری سے کاٹ کر کھاتے تھے اور اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں گوشت چھری سے کاٹ کر کھاتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ لیموں یا کیلا یا تربوز کاٹنے کے لئے چھری رکھی گئی۔

اور ان کی مہمانی میں مسندیں لگائی گئیں۔ دسترخوان سجایا گیا انواع و اقسام کے اطعمہ لذیذہ اور نعمت پسندیدہ ان کے

www.waseemziyai.com

آگے رکھے گئے۔عرب میں عموماً آج بھی کھانے کے وقت گوشت کی مسلم ران یا دنبہ رکھا جاتا ہے اور اسے کاٹنے کے لئے چھریاں مہمانوں کے سامنے ہوتی ہیں تاکہ گوشت اور میوہ کاٹنے میں آسانی رہے اور کھانے کے موقع پر تکیہ وغیرہ کے سہارے بیٹھنا متکبروں کا طریقہ تھا اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ابن ابی شیبہ جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ وَ اَنْ يَّاْكُلَ مُتَّكِئًا۔

جب یہ تمام اہتمام ہوگیا اور تمام خواتین مصر دسترخوان پر جمع ہوگئیں تو زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مکلّف لباس فاخرہ سے آراستہ کر کے۔

''وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ۔حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ان پر نکل آؤ''۔

پہلے تو آپ علیہ السلام نے عورتوں میں آنے سے تامل فرمایا لیکن جب اصرار پر تاکید بڑھی تو اس کے بعد اندیشہ مخالفت سے آپ علیہ السلام کو آنا ہی پڑا۔

''تو جب عورتوں نے دیکھا (یوسف کو) آپ کی بڑائی کرنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں سبحان اللہ یہ تو بشر نہیں یہ تو معزز فرشتہ ہے''۔

یہ از خود رفتگی اور بے خودی خواتین مصر پر اس وجہ سے طاری وساری ہوئی کہ انہوں نے حسن مصری تو جو محض صباحت تک ہوتا ہے دیکھا ہوا تھا لیکن حسن صبیح کے ساتھ جمال عالم افروز اور انوار نبوت ورسالت کا کبھی معاینہ ومشاہدہ نہ کیا تھا اور اس جمال دلآویز کے ہوتے تواضع وانکسار کے چار چاند علیحدہ چمک رہے تھے اور تواضع وانکسار کی چاندنی میں ہیبت شاہانہ اور اقتدار دلربایانہ غرضکہ ایسی صباحت وجامعیت کا حسین اور ایسا جامع حسن ان کے تصور میں بھی نہ آیا تھا۔

دیکھتے ہی آنکھیں خیرہ ہوگئیں مہابت حسن سے لرزہ براندام لیموں یا کیلا یا تربوز تراشتے تراشتے انگلیاں کاٹ بیٹھیں اور یہ حسن حسن عالمتاب محبوب وہاب سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن جہاں افروز کا تہائی حصہ تھا كَمَا قَالَ الْحَسَنُ اِنَّهٗ اُعْطِيَ ثُلُثَ الْحُسْنِ۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُعْطِيَ هُوَ وَاُمَّهٗ شَطْرَ الْحُسْنِ۔

ابن جریر رحمہ اللہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: رَاَيْتُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔حضور ﷺ نے فرمایا میں نے یوسف علیہ السلام کا حسن ایسے دیکھا جیسے چودھویں کا چاند۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب بازار مصر سے گزرتے تو چہرۂ زیبا کی شعاعیں دیواروں کو ایسے منور کر دیتیں جیسے سورج کا نور روشنی پھیلاتا ہے اور یہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو آپ کی دادی حضرت سارہ سے حصہ میں آیا۔

اور ہماری سرکار ابد قرار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اتنا کامل واکمل تھا کہ امام محمد بوصیر قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

تو ہمارے حضور فضیلتوں کے سورج ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں یوسف ہوں یا یونس عیسیٰ ہوں یا موسیٰ آدم ہوں یا یحییٰ تمام مثل ستاروں کے ہیں یہ سب نور بینیاں کرتے رہے جب تک ہدایت کی شب رہی اور اس شمس ہدایت سراپا رحمت کے طلوع کے بعد کسی کا نور روشن نہ رہا ماند پڑ گیا اس لئے۔

www.waseemziyai.com

كَالزَّهرِ فِیْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِیْ شَرَفٍ وَالْبَحرِ فِیْ كَرَمٍ وَالدَّهرِ فِیْ هِمَمٍ

وہ تازگی میں پھول ہیں اور شرف و بزرگی میں چودھویں کا چاند اور بخشش میں سمندر ہیں اور ہمتوں میں ایک زمانہ ہیں۔

ایسی جامعیت کسی کو نہ ملی نہ آگے مل سکتی ہے اس لئے کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ان کی شان اعلیٰ میں فرمایا گیا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى بِاَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں سر کٹاتے ہیں ترے نام پر مردان عرب

اور زنان مصر نے اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ اس وجہ میں بھی کہا کہ یہ خواتین مصر کے عالی خاندان حسینہ و جمیلہ مخدرات عصمت تھیں اور شاہی مہمانی میں آتے ہوئے انہوں نے انواع و اقسام کے نفیس لباس ملبوس کئے ہوئے تھے۔ زیورات سے تمام کی تمام آراستہ و پیراستہ تھیں لیکن آپ علیہ السلام نے کسی کی طرف بھی نظر نہ ڈالی اور قطعاً التفات نہ کیا۔ اس کے بعد زلیخا نے کہا جس کا تذکرہ آگے ارشاد ہے:

''قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ۔ تو یہ وہ ہیں جن پر تم نے مجھے طعنہ دیا اور بے شک میں نے انہیں اپنے نفس کی طرف لبھایا تو انہوں نے اپنی پاک دامنی کو بچایا اور اگر وہ نہ کریں گے جو میں انہیں کہتی ہوں تو ضرور قید کئے جائیں گے اور ضرور پڑیں گے وہ ذلت میں۔''

زلیخا نے زنان مصر سے کہا کہ اب تم نے دیکھ لیا کہ میرا از خود رفتہ محبت ہونا اور ان پر شیفتہ ہونا کوئی تعجب ناک نہ تھا اور تم نے جو ملامت کی حق بجانب نہ تھی اور فَاسْتَعْصَمَ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَامْتَنَعَ عَمَّا اَرَدْتُّ مِنْهُ یعنی جو میں نے خواہش کی اس سے انکاری ہو گئے۔

''وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ۔ اور اگر انہوں نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی اور کسی طرح میری طرف مائل نہ ہوئے تو ضرور قید کئے جائیں گے''۔

اس پر مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے سفارش کی اور عرض کیا آپ زلیخا کا کہنا مان لیجئے ورنہ وہ آپ کے لئے فیصلہ کر چکی ہے کہ آپ کو جیل بھیج دے وہ کہتی ہے کہ جب یہ مجھ پر رحم نہیں کرتے۔ میرا دل لے کر میرے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور تیغ فراق سے میرا خون بہا رہے ہیں تو میں بھی یوسف کو چوروں، قاتلوں کے ساتھ جیل میں رکھوں گی تا کہ لذیذ کھانوں سے محروم رہیں آرام کی نیند انہیں بھی میسر نہ ہو۔ جس طرح میں ہجر کے انگاروں پر لوٹ کر رات گزارتی ہوں۔ جدائی کی مصیبتیں جھیلتی ہوں صدمات کے ساتھ لیل و نہار گزارتی ہوں یہ بھی تو کچھ تکلیف اٹھائیں۔ میرے ساتھ حریر اور شاہانہ سریر پر انہیں عیش منظور نہیں تو قید خانہ میں چھبنے والے بوریے پر ننگے جسم سے لیٹ کر قدر عافیت معلوم کریں۔ یہ سب باتیں زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مواجہ میں کیں۔

آپ یہ سب کچھ سن کر مجلس سے اٹھ کر چلے تو مصری عورتیں سمجھانے بجھانے کے بہانہ آپ کے پیچھے آئیں اور بجائے حق زلیخا میں بولنے کے اپنی اپنی تمناؤں اور مرادوں کو پیش کرنے لگیں آپ ان کی ایسی بے حیا باتیں سن کر سخت برہم ہوئے (حسینی، خازن) اور دست بدعا ہوئے جس کا ذکر آگے ہے:

www.waseemziyai.com

''قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ۔ یوسف نے عرض کیا اے میرے رب قید خانہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس کام سے جس کی طرف بلاتی ہیں (زلیخا اور یہ عورتیں) اور اگر تو مجھ سے نہ پھیرے گا ان کا مکر تو میں ان کی طرف مائل ہو کر جاہلوں سے ہو جاؤں گا''۔

یعنی آپ نے بارگاہ رحمت میں عرض کیا کہ الٰہی اس سے مجھے قید اور قید خانہ زیادہ محبوب ہے جس فحش کاری کی طرف زلیخا مجھے بلا رہی ہے اور ان کے دام تزویر سے اگر تو نے مجھے نہ بچایا اور ان کے کید و مکر کو نہ پلٹا تو میں نادان جاہلوں میں ہو سکتا ہوں تو اب تو ہی مجھے اپنی عافیت سے پناہ میں لے۔

''فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ۔ تو اس کے رب نے اس کی دعا مستجاب فرمائی اور اس سے پھیر دیا ان (عورتوں کا) مکر بے شک وہی سنتا جانتا ہے''۔

واقعہ یہ ہے کہ زنان مصر تمام جتن کرنے کے بعد امید پوری ہونے سے مایوس ہو گئیں اور کامیابی کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو سب نے زلیخا سے کہا اب مناسب یہی ہے کہ چند روز کے لئے انہیں قید خانہ بھیج دیا جائے تا کہ یوسف وہاں کی محنت و صعوبت دیکھ کر تمہارے پاس کی نعمت و راحت کی قدر کریں اور اس کے بعد شاید وہ تیری درخواست منظور کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

زلیخا کو اپنی نفسانی محبت کے پیش نظر زنان مصر کی یہ رائے پسند آئی اور عزیز مصر کے سامنے یہ مکر گانٹھا کہ غمگین صورت بنا کر بیٹھی اور عزیز کی طرف سے اس غم کی وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ اس عبری غلام کی وجہ سے میں بدنام و رسوا ہو گئی ہوں اس نے ہی هِیَ رَاوَدْتُّنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ کہہ کر اپنے آپ کو بری کر لیا۔ اور تم نے بھی مجھے اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ اور اسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕیْنَ کہہ کر مجھ پر ہی جرم قائم کر دیا۔

عزیز مصر نے زلیخا کو تسلی دے کر پوچھا اب تو کیا چاہتی ہے؟

زلیخا نے کہا مجھے تو اس غلام سے اب نفرت ہو گئی ہے۔ لہٰذا میرا داغ مٹنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ اسے قید خانہ میں بند کر دیا جائے تا کہ جو مجھے مطعون کر چکی ہیں وہ سمجھ لیں کہ دراصل خطاوار یوسف ہے میں نہیں ہوں۔

عزیز مصر کے ذہن میں بھی یہ بات آ گئی اور اس نے یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ۔ پھر انہیں یہی مناسب نظر آیا بعد اس کے کہ سب نشانیاں دیکھ چکے تھے کہ ضرور اس (یوسف) کو ایک مدت کے لئے قید میں ڈالیں''۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور آپ علیہ السلام کو قید خانہ بھیج دیا۔

مضمون بالا علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں بایں عبارت تحریر فرمایا:

فَقَدْ رُوِیَ اِنَّهُنَّ قُلْنَ لَهٗ اَطِعْ مَوْلَاتِکَ وَاقْضِ حَاجَتَهَا لِتَاْمَنَ مِنْ عُقُوْبَتِهَا فَاِنَّهَا الْمَظْلُوْمَةُ وَاَنْتَ الظَّالِمُ وَ زَیَّنَ لَهٗ مُطَاوَعَتَهَا۔

وَ رُوِیَ اَنَّ كُلًّا مِّنْهُنَّ طَلَبَتِ الْخَلْوَةَ لِنَصِیْحَتِهٖ فَلَمَّا خَلَتْ بِهٖ دَعَتْهُ اِلٰی نَفْسِهَا۔

وَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِ سِرًّا تَسْاَلُهُ الزِّیَارَةَ فَاَشَارَ ذٰلِکَ اِلَیْهِنَّ لَا عَنْهُنَّ اَیْضًا دَعَوْنَهٗ اِلٰی اَنْفُسِهِنَّ صَرِیْحًا اَوْ اِشَارَةً۔

www.waseemziyai.com

روایت کیا گیا ہے کہ ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا اپنی مالکہ کی فرمانبرداری کر اور اس کی حاجت پوری کر تا کہ تو اس کی سزا سے بچے وہ مظلوم ہے اور تو ہی ظالم ہے اور انہیں زلیخا کی فرمانبرداری کی ترغیب دلائی۔

یہ بھی روایت ہے کہ ان میں سے ہر ایک عورت نے خلوت طلب کی تا کہ اسے نصیحت کرے۔ جب وہ خلوت میں جاتی تو انہیں اپنے نفس کی طرف دعوت دیتی۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک عورت نے آپ کی طرف پوشیدہ پیغام بھیجا کہ میں زیارت کی طالب ہوں تو اس سے معلوم ہوا کہ بات تو زلیخا کی ہوتی لیکن ساتھ ہی صراحۃً یا اشارۃً اپنے نفس کی طرف بھی دعوت دیتی۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ کی تفسیر

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ اَبُو الشَّیْخِ عَنْ عِکْرَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْاٰیَاتِ فَقَالَ مَا سَاَلَنِیْ عَنْهَا اَحَدٌ قَبْلَکَ مِنَ الْاٰیَاتِ قَدُّ الْقَمِیْصِ وَ اَثَرُهَا فِیْ جَسَدِهٖ وَاَثَرُ السِّکِّیْنِ فَعَدَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْاَثَرَ مِنَ الْاٰیَاتِ وَلَمْ یُذْکَرْ فِیْمَا سَبَقَ۔

عکرمہ فرماتے ہیں میں نے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ کے متعلق سوال کیا کہ وہ نشانیاں عزیز مصر نے کیا دیکھی تھیں جن کے باوجود وہ بیوی کے مکر میں پھنسا اور قید خانہ میں آپ کو ڈال دیا تو آپ نے فرمایا اس سے پہلے مجھ سے ان نشانیوں کے متعلق کسی نے سوال نہیں کیا۔ قمیص کا پھاڑنا اس کا اثر جسم مبارک پر ہونا چھریوں کا واقعہ وغیرہ، شاہد بن کر طفل رضیع کا بولنا۔ یہ وہ نشانیاں تھیں جن کے دیکھنے کے بعد کوئی شبہ کی گنجائش باقی نہیں تھی مگر اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ کی وجہ میں عزیز مصر کی طرف سے یہ سب اقدام بے جا ہوئے۔ اور زلیخا کا عزیز سے اصرار کہ یوسف علیہ السلام جیل بھیجے جائیں ورنہ میری رسوائی مٹ نہ سکے گی اس کا ماخذ یہ ہے:

رُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا اسْتَعْصَمَ عَنْهَا وَیَئِسَتْ مِنْهُ قَالَتْ لِلْعَزِیْزِ اِنَّ هٰذَا الْغُلَامَ الْعِبْرَانِیَّ قَدْ فَضَحَنِیْ فِی النَّاسِ بِخَبَرِ هِمْ بِاَنِّیْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَفْسِهٖ فَاَبٰی وَیَصِفُ الْاَمْرَ حَسْبَمَا یَخْتَارُ وَاَنَا مَحْبُوْسَةٌ مَحْجُوْبَةٌ فَاِمَّا اَنْ تَاْذَنَ لِیْ فَاَخْرُجَ فَاَعْتَذِرَ اِلَی النَّاسِ وَ اُکَذِّبَهٗ وَ اِمَّا اَنْ تَحْبِسَهٗ کَمَا اَنِّیْ مَحْبُوْسَةٌ فَحُبِسَ۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ اُمِرَ بِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَحُمِلَ عَلٰی حِمَارٍ وَ ضُرِبَ مَعَهُ الطَّبْلُ وَ نُوْدِیَ عَلَیْهِ فِیْ اَسْوَاقِ مِصْرَ اَنَّ یُوْسُفَ الْعِبْرَانِیَّ رَاوَدَ سَیِّدَتَهٗ فَهٰذَا جَزَاؤُهٗ وَ کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَمَا قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ کُلَّمَا ذَکَرَ هٰذَا بَکٰی۔

کہ جب یوسف علیہ السلام بدکرداری سے بچے رہے اور زلیخا مایوس ہوگئی تو اس نے عزیز سے کہا کہ ''اس عبرانی غلام نے یہ بتا کر کہ ''اس عورت نے مجھے پھسلانا چاہا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا'' مجھے لوگوں میں بدنام کر دیا ہے اور اب وہ اپنی مرضی کے مطابق لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے اور میں گھر میں بند ہوں یا تو مجھے بھی اجازت دے دو کہ میں بھی باہر نکل کر لوگوں میں اپنی بریت کروں اور اسے جھٹلاؤں اور یا پھر اسے بھی جیل میں بند کر دو جیسا کہ میں گھر میں بند ہوں'' تو پھر آپ کو قید کیا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کے متعلق حکم دیا گیا تو ان کو گدھے پر سوار کیا گیا اور ڈھول پیٹا گیا اور

www.waseemziyai.com

مصر کے بازاروں میں منادی کی گئی کہ یوسف عبرانی نے اپنی مالکہ کو ورغلانے کی کوشش کی اب اسے یہ سزا دی جا رہی ہے۔تو ابوصالح کے قول کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما جب بھی اس واقعہ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے۔

آپ کی مدت قید میں مختلف روایات ہیں اس لئے کہ حین کی تقریباً تین مقدار ہیں۔

وَ قِیْلَ الْحِیْنُ ھٰھُنَا خَمْسُ سِنِیْنَ۔حین کا اطلاق پانچ سال پر ہوتا ہے۔

وَ قِیْلَ بَلْ سَبْعٌ۔ایک قول ہے کہ سات سال پر حین بولا جاتا ہے۔

وَ قَالَ مُقَاتِلٌ اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ حُبِسَ اثْنَیْ عَشَرَ سَنَةً۔مقاتل کہتے ہیں آپ بارہ سال تک محبوس رہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع-سورۃ یوسف-پ ۱۲

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾

اور داخل ہوئے اس کے (یوسف کے) ساتھ قید خانہ میں دو جوان بولا ان دو کا ایک کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور بولا دوسرا میں نے خواب میں دیکھا کہ اٹھائے ہوئے ہوں سر پر روٹیاں کہ کھا رہے ہیں پرند اس سے خبر دیجئے ہمیں اس کی تعبیر سے بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کو نیکوکار۔

قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

فرمایا(یوسف نے)نہیں آئے گا تم دونوں کے پاس کھانا جو تمہیں ملا کرتا ہے مگر میں اس کی تعبیر بتادوں گا اس سے قبل کہ آئے تمہارے پاس یہ دونوں تعبیریں اس سے ہیں جو میرے رب نے مجھے سکھائیں میں نے چھوڑا دین اس قوم کا جو اللہ پر ایمان نہ لائیں اور وہ آخرت سے منکر ہیں۔

وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور میں نے پیروی کی ملت اپنے دادا کی ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کی نہیں زیبا ہمیں کہ شریک کریں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو یہ اللہ کا فضل ہے جو ہمارے اوپر اور لوگوں پر ہے۔لیکن اکثر لوگ شکر گزار نہیں۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾

اے دونوں میرے قید خانہ کے ساتھیو کیا متفرق خدا بہتر ہیں یا اللہ واحد قہار۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

نہیں پوجتے تم اللہ کے سوا مگر چند نام جو گھڑ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکم نہیں مگر اللہ کا حکم دیا اس نے کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

www.waseemziyai.com

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾

اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا اور دوسرا وہ سولی دیا جائے گا تو کھائیں گے پرند اس کا سر حکم ہو چکا جس کا تم سوال کرتے ہو۔

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾

اور فرمایا (یوسف نے) اسے جس کے متعلق گمان کیا کہ وہ نجات پائے گا میرا تذکرہ اپنے بادشاہ سے کرنا تو بھلا دیا اسے شیطان نے بادشاہ سے ذکر کرنے کو تو رہے (یوسف) جیل میں چند سال۔

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

وَدَخَلَ۔ اور داخل ہوئے
مَعَهُ۔ اس کے ساتھ
السِّجْنَ۔ قید خانہ میں
فَتَيٰنِ۔ دو نوجوان
قَالَ۔ کہا
اَحَدُهُمَآ۔ ایک نے ان دونوں میں سے
اِنِّيْٓ۔ بے شک میں
اَرٰىنِيْٓ۔ دیکھتا ہوں اپنے کو
اَعْصِرُ۔ کہ نچوڑتا ہوں
خَمْرًا۔ شراب
وَقَالَ۔ اور کہا
الْاٰخَرُ۔ دوسرے نے
اِنِّيْٓ۔ بے شک میں
اَرٰىنِيْٓ۔ دیکھتا ہوں اپنے کو
اَحْمِلُ۔ کہ اٹھائی ہیں میں نے
فَوْقَ۔ اوپر
رَاْسِيْ۔ اپنے سر کے
خُبْزًا۔ روٹیاں
تَاْكُلُ۔ کھاتے ہیں
الطَّيْرُ۔ پرندے
مِنْهُ۔ اس سے
نَبِّئْنَا۔ بتا ہم کو
بِتَاْوِيْلِهٖ۔ اس کی تعبیر
اِنَّا۔ بے شک ہم
نَرٰىكَ۔ دیکھتے ہیں تجھے
مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیک لوگوں سے
قَالَ۔ فرمایا
لَا يَاْتِيْكُمَا۔ نہیں آئے گا تمہارے پاس
طَعَامٌ۔ کھانا
تُرْزَقٰنِهٖٓ۔ جو تمہیں دیا جاتا ہے
اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا۔ مگر بتا دوں گا میں تم دونوں کو
بِتَاْوِيْلِهٖ۔ اس کی تعبیر
قَبْلَ۔ پہلے
اَنْ۔ اس سے کہ
يَّاْتِيَكُمَا۔ آئے تمہارے پاس
ذٰلِكُمَا۔ یہ
مِمَّا۔ اس سے ہے
عَلَّمَنِيْ۔ جو سکھایا مجھے
رَبِّيْ۔ میرے رب نے
اِنِّيْ۔ بے شک میں نے
تَرَكْتُ۔ چھوڑ دیا ہے
مِلَّةَ۔ مذہب
قَوْمٍ۔ اس قوم کا
لَّا يُؤْمِنُوْنَ۔ جو نہیں ایمان لاتے
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر
وَهُمْ۔ اور وہ
بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت سے
هُمْ۔ وہ
كٰفِرُوْنَ۔ منکر ہیں
وَاتَّبَعْتُ۔ اور میں نے پیروی کی
مِلَّةَ۔ مذہب
اٰبَآءِيْ۔ اپنے باپ دادا
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم
وَاِسْحٰقَ۔ اور اسحٰق
وَيَعْقُوْبَ۔ اور یعقوب کی
مَا كَانَ۔ نہیں ہے
لَنَآ۔ ہمارے لئے
اَنْ۔ یہ کہ
نُّشْرِكَ۔ شریک ٹھہرائیں ہم
بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
مِنْ شَيْءٍ۔ کسی چیز کو
ذٰلِكَ۔ یہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنْ فَضْلِ۔فضل ہے
اللّٰهِ۔اللہ کا
عَلَيْنَا۔ہم پر
وَعَلَى۔اوراوپر
النَّاسِ۔لوگوں کے
وَلٰكِنَّ۔اورلیکن
اَكْثَرَ۔اکثر
النَّاسِ۔لوگ
لَا يَشْكُرُوْنَ۔نہیں شکر کرتے
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ۔اے میرے قیدخانے کے ساتھیو
ءَاَرْبَابٌ۔کیارب
مُّتَفَرِّقُوْنَ۔بہت سے
خَيْرٌ۔بہتر ہیں
اَمِ۔یا
اللّٰهُ۔اللہ
الْوَاحِدُ۔اکیلا
الْقَهَّارُ۔زبردست
مَا۔نہیں
تَعْبُدُوْنَ۔پوجتے تم
مِنْ دُوْنِهٖٓ۔اس کے سوا
اِلَّآ۔مگر
اَسْمَآءً۔ناموں کو
سَمَّيْتُمُوْهَآ ۔جو نام رکھے
اس کے
اَنْتُمْ۔تم نے
وَاٰبَآؤُكُمْ۔اورتمہارے باپوں نے
مَّآ۔نہیں
اَنْزَلَ۔اتاری
اللّٰهُ۔اللہ نے
بِهَا۔اس کی
مِنْ سُلْطٰنٍ۔کوئی دلیل
اِنِ۔نہیں ہے
الْحُكْمُ۔حکم
اِلَّا لِلّٰهِ۔مگراللہ کا
اَمَرَ۔حکم دیااس نے
اَنْ لَّآ ۔یہ کہ نہ
تَعْبُدُوْٓا۔پوجو تم
اِلَّآ۔مگر
اِيَّاهُ۔اسی کو
ذٰلِكَ۔یہ ہے
الدِّيْنُ۔دین
الْقَيِّمُ۔سیدھا
وَلٰكِنَّ۔اورلیکن
اَكْثَرَ۔اکثر
النَّاسِ۔لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ۔نہیں جانتے
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ۔اے قید
خانے کے ساتھیو
اَمَّآ۔اے پر
اَحَدُكُمَا۔ایک تم میں سے
فَيَسْقِيْ۔پلائے گا
رَبَّهٗ۔اپنے مالک کو
خَمْرًا۔شراب
وَاَمَّا۔اورپھر
الْاٰخَرُ۔دوسرا
فَيُصْلَبُ۔سووہ سولی دیا جائے گا
فَتَاْكُلُ۔توکھائیں گے
الطَّيْرُ۔پرندے
مِنْ رَّاْسِهٖ۔اس کے سر سے
قُضِيَ۔فیصلہ ہوگیا
الْاَمْرُ۔کام کا
الَّذِيْ۔وہ
فِيْهِ۔جس میں
تَسْتَفْتِيٰنِ۔تم جواب مانگتے تھے
وَقَالَ۔اورکہا
لِلَّذِيْ۔اس کو
ظَنَّ۔جوخیال کیا
اَنَّهٗ۔کہ وہ
نَاجٍ۔نجات پانے والا ہے
مِّنْهُمَا۔ان میں سے
اذْكُرْنِيْ۔ذکرکرنا میرا
عِنْدَ۔نزدیک
رَبِّكَ۔اپنے مالک کے
فَاَنْسٰىهُ۔تو بھلادیا اسے
الشَّيْطٰنُ۔شیطان نے
ذِكْرَ۔ذکرکرنا
رَبِّهٖ۔اپنے مالک سے
فَلَبِثَ۔توٹھہرا
فِي السِّجْنِ۔قیدخانہ میں
بِضْعَ۔چند
سِنِيْنَ۔سال

مختصر تفسیر پانچواں رکوع ۔سورۃ یوسف۔پ ۱۲

''وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ ۔اور داخل ہوئے اس (یوسف) کے ساتھ جیل میں دونو جوان بولا ایک ان دو کا میں نے خواب میں دیکھا کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور کہا دوسرے نے میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اٹھائے ہوئے ہوں جس سے پرندے کھاتے ہیں بتائیے ہمیں تعبیر بے شک ہم آپ کو دیکھتے ہیں نیکوکاروں سے''۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہی دو جوان اور جیل گئے۔آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غُلَامَانِ كَانَا لِلْمَلِكِ الْاَكْبَرِ الرَّيَّانِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَحَدُهُمَا خَبَّازُهٗ وَ صَاحِبُ طَعَامِهٖ وَالْاٰخَرُ سَاقِيْهِ وَ صَاحِبُ شَرَابِهٖ وَ كَانَ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا بِسَبَبِ اَنَّ جَمَاعَةً مِّنْ اَشْرَافِ مِصْرَ اَرَادُوا

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْمَكْرَ بِالْمَلِكِ وَ اغْتِيَالَهُ فَضَمِنُوْا لَهُمَا مَالًا عَلٰى اَنْ يَّسُمَّاهُ فِيْ طَعَامِهٖ وَ شَرَابِهٖ فَاَجَابَا اِلٰى ذَالِكَ ثُمَّ اِنَّ السَّاقِيَ نَدِمَ فَرَجَعَ عَنْ ذَالِكَ وَ قَبِلَ الْخَبَّازُ الرِّشْوَةَ وَ سَمَّ الطَّعَامَ فَلَمَّا حَضَرَ بَيْنَ يَدَى الْمَلِكِ الطَّعَامَ۔

قَالَ السَّاقِيُ لَا تَاْكُلْ اَيُّهَا الْمَلِكُ فَاِنَّ الطَّعَامَ مَسْمُوْمَةٌ۔

وَ قَالَ الْخَبَّازُ لَا تَشْرَبْ فَاِنَّ الشَّرَابَ مَسْمُوْمٌ۔

فَقَالَ لِلسَّاقِيْ اِشْرَبْهُ فَشَرِبَهُ فَلَمْ يَضُرَّهُ۔

وَ قَالَ لِلْخَبَّازِ كُلْ مِنْ طَعَامِكَ فَاَبٰى فَاُطْعِمَ مِنْ ذَالِكَ لِدَابَتِهٖ فَهَلَكَتْ۔

فَاَمَرَ الْمَلِكُ بِحَبْسِهِمَا فَاتَّفَقَ اَنْ اُدْخِلَا مَعَهُ السِّجْنَ۔

یہ دونوں جوان بڑے بادشاہ ریان بن ولید کے ملازم تھے۔ایک ان میں سے مہتمم مطبخ تھا اور دوسرا اس کا ساقی۔

اور ان دونوں پر بادشاہ ریان غضب ناک ہو گیا تھا۔اس کا سبب یہ تھا کہ ایک جماعت نے اشراف مصر سے بادشاہ ریان کے لئے خفیہ تدبیر کر کے زہر دینا چاہا تھا اور ساقی وخباز سے ساز باز کی اور ذمہ لیا کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں کافی مال دیا جائے گا بشرطیکہ کھانے اور پینے میں شراب کے ذریعہ زہر دیں۔دونوں لالچ میں آ گئے اور اقرار کر لیا۔پھر ساقی کو یہ فعل برا محسوس ہوا اور اپنے دل ہی دل میں نادم ہو کر اس ارادہ سے رک گیا۔

اور خباز داروغہ مطبخ نے رشوت قبول کر لی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔

جب کھانا بادشاہ کے پیش ہوا تو ساقی نے عرض کیا: لَا تَاْكُلْ اَيُّهَا الْمَلِكُ فَاِنَّ الطَّعَامَ مَسْمُوْمٌ حضور یہ کھانا نہ کھائیں اس لئے کہ زہر ملا ہے۔

اس پر خباز داروغہ مطبخ بولا جہاں پناہ شراب بھی نہ پئیں اس لئے کہ یہ زہر ملی ہے۔

بادشاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ تو یہ شراب پی اس نے بلا تکلف پی لی اسے کچھ نقصان بھی نہ ہوا۔

پھر داروغہ مطبخ کو حکم ہوا کہ تو یہ کھانا کھا اس نے انکار کیا تو وہ کھانا جانور کو کھلایا گیا تو وہ مر گیا۔

بادشاہ نے دونوں کو قید کا حکم دے دیا اور اس پر اتفاق ہوا کہ ان دونوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہی جیل بھیج دیا جائے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اور اوشان اور مرطش ایک ہی جیل میں بھیج دیئے گئے۔

اور اس میں ایک یہ بھی حکمت تھی کہ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے حکم جیل سنا تو ان کے دل میں آپ علیہ السلام کی محبت جوش مار رہی تھی اور ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ جہاں ان کے محبوب ہیں وہاں ہی یہ بھی ہوں۔

چنانچہ ابن اسحاق وغیرہ رحمہم اللہ سے مروی ہے: اِنَّهُمَا لَمَّا رَاَيَاهُ قَالَ لَهٗ يَافَتٰى لَقَدْ وَاللّٰهِ اَحْبَبْنَاكَ حِيْنَ رَاَيْنَاكَ فَقَالَ لَهُمَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اُنْشِدُكُمَا اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ لَّا تُحِبَّانِيْ فَوَ اللّٰهِ مَا اَحَبَّنِيْ اَحَدٌ قَطُّ اِلَّا دَخَلَ عَلَيَّ مِنْ حُبِّهٖ بَلَاءٌ لَقَدْ اَحَبَّتْنِيْ زَوْجَةُ صَاحِبِيْ هٰذَا فَدَخَلَ عَلَيَّ بِحُبِّهَا اِيَّايَ بَلَاءٌ فَلَا تُحِبَّانِيْ بَارَكَ تَعَالٰى فِيْكُمَا فَاَبَيَا اِلَّا وَاللّٰهِ حَيْثُ كَانَ۔

www.waseemziyai.com

18

جب ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو کہنے لگے اے شہزادے خدا کی قسم جب ہم نے آپ کو دیکھا تھا ہمارے دل میں آپ محبوب ہو گئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے محبت نہ کرنا خدا کی قسم مجھ سے کبھی کسی نے محبت نہ کی مگر میری محبت سے اس پر بلا آئی۔

میری پھوپھی نے مجھ سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان پر بلاء مہاجرت آئی۔

پھر میرے ابا جان نے مجھ سے محبت کی تو ان پر اس محبت سے بلاء مفارقت آئی۔

پھر مجھ سے ملک عزیز کی بیوی نے محبت کی تو وہ بھی میری محبت سے بلا میں پھنس گئی۔

تو تم مجھ سے محبت نہ کرو اللہ تمہاری زندگی میں برکت دے تو دونوں نے ترک محبت سے انکار کیا اور کہا جہاں بھی آپ ہوں گے ہم آپ سے محبت کریں گے۔

قَالَ اَحَدُهُمَآ۔ یعنی ساقی بولا میں نے خواب میں دیکھا کہ اَعْصِرُ خَمْرًا میں انگور نچوڑ رہا ہوں اور خواب کی اس طرح صورت بیان کی۔

رَاَیْتُ حَلْبَةً مِّنْ کَرَمٍ حَسَنَةٍ لَّهَا ثَلَاثَةُ اَغْصَانٍ فِیْهَا عَنَاقِیْدُ عِنَبٍ فَکُنْتُ اَعْصِرُهَا وَ اَسْقِی الْمَلِکَ وَ سَمَّاهُ بِمَا یَؤُوْلُ اِلَیْهِ لِاَنَّ الْخَمْرَ مِمَّا لَا یُعْصَرُ اِذَ عَصْرُ الشَّیْءِ اِخْرَاجُ مَا فِیْهِ مِنَ الْمَائِعِ بِقُوَّةٍ۔

میں نے خواب میں انگور کا پھٹو دیکھا جس میں نہایت اعلیٰ درجہ کے انگور ہیں اور ان کے تین خوشے ہیں تو میں انہیں نچوڑ رہا ہوں اور ملک ریان کو پلا رہا ہوں اور لفظ خمر سے مراد عصارہ انگور ہے اور عصارۂ عنب کو خمر کے ساتھ موول کیا جاتا ہے۔

وَ قِیْلَ الْخَمْرُ بِلُغَةِ غَسَّانَ اِسْمٌ لِلْعِنَبِ۔ ایک قول ہے کہ خمر لغت غسان ہے اور یہ نام انگور کا ہے۔

وَ قِیْلَ فِیْ لُغَتِ اَذْرُعَانَ قَالَ الْمُعْتَمِرُ لَقِیْتُ اَعْرَابِیًّا یَحْمِلُ عِنَبًا فِیْ وِعَاءٍ فَقُلْتُ مَا تَحْمِلُ قَالَ حَمْرًا اَرَادَ الْعِنَبَ۔ لغت اذرعان یعنی کاشتکاروں کی زبان میں خمر انگور کو کہتے ہیں علامہ معتمر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں ایک بدو سے ملا جو انگور لئے جا رہا تھا ایک برتن میں تو میں نے کہا کیا لے جا رہا ہے تو اس نے کہا خمر اور اس سے مراد انگور تھے۔

اور دوسرا جوان کہنے لگا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھا کر جا رہا ہوں اور ان روٹیوں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر دیجئے ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں۔

پہلا اوشان ساقی تھا جس کا خواب بیان ہو چکا اور یہ دوسرا داروغہ مطبخ تھا جس کا نام مرطش تھا۔

رُوِیَ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَخْرُجُ مِنْ مَّطْبَخَةِ الْمَلِکِ وَ عَلٰی رَاْسِیْ ثَلَاثُ سَلَالٍ فِیْهَا خُبْزٌ وَالطَّیْرُ تَاْکُلُ مِنْ اَعْلَاهُ۔ مرطش نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ میں شاہی مطبخ سے نکلا اور میرے سر پر تین طشت تھے جن میں روٹیاں تھیں اور پرند اوپر سے کھا رہے تھے اس کی تعبیر ہمیں دیجئے۔

سلال کا لفظ تو سل سے ہے جسے ٹرے یا خوان کہتے ہیں منتہی الارب میں ہے سل جمعہ سلال طعام وجز آں دورے نہند۔

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ کے معنی میں آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَیْ مِنَ الَّذِیْنَ یُحْسِنُوْنَ تَاْوِیْلَ الرُّؤْیَا۔ یعنی ہم آپ کو ان میں سے دیکھتے ہیں جو تاویل رؤیا اچھی طرح بیان کریں۔

www.waseemziyai.com

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ روزہ دار رہتے ہیں اور شب بیداری کرتے ہیں۔جیل میں جو بیمار ہو اس کی عیادت فرماتے ہیں جب کوئی تنگدست ہو اس کی مدد فرماتے ہیں۔

اور یہ اس وجہ میں انہیں یقین ہوا کہ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ دَخَلَ السِّجْنَ قَدْ قَالَ اِنِّیْ اُعَبِّرُ الرُّؤْيَا وَاَجِيْدُ وَ مِنَ الْعُلَمَاءِ كَمَا فِیْ قَوْلِ عَلِیٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ قِيْمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَا يُحْسِنُهٗ وَ ذَالِكَ لَمَّا سَمِعَاهُ يَذْكُرُ لِلنَّاسِ مَا يَدُلُّ عَلٰى عِلْمِهٖ وَ فَضْلِهٖ۔اس کا خلاصہ مفہوم سعدی علیہ الرحمۃ کے اس شعر سے نکلتا ہے:

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

''قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ۔فرمایا (یوسف نے) نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں رزق دیا جاتا ہے مگر میں تمہیں اس کی تعبیر اس کے آنے سے قبل تمہیں بتادوں گا یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ حضرت نے تعبیر سے قبل اپنے کمال نبوت کا اظہار اور توحید کے فضائل بیان کرنا شروع کر دیئے اور اس امر کا اظہار فرمادیا کہ تم مجھے جن ظاہری امور سے میرا وزن کر رہے ہو میرا درجہ علم وعمل میں اس سے کہیں زیادہ ہے اور علم تعبیر اگرچہ ایک ظنی علم ہے لیکن نبی کی تعبیر ظنی نہیں ہوتی بلکہ علم غیب کی روشنی کی وجہ میں قطعی ہوتی ہے۔

جسے اللہ تعالیٰ علوم غیبی عطا فرمائے اس سے تعبیر خواب سن کر محض خواب وخیال کا ظنی الجھاؤ نہیں رکھنا چاہئے بلکہ وہ تعبیر جو نبی کی زبان سے نکلتی ہے وہ قطعی، اذعانی اور یقینی ہوتی ہے جبھی تو حضرت نے تعبیر دے کر قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ فرمادیا اور چونکہ آپ کے علم میں آچکا تھا کہ ایک بری ہوگا اور دوسرا سولی پر چڑھایا جائے گا۔تو آپ نے پہلے تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا اور فرمایا۔(مدارک وخازن)

''اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ بے شک میں نے نہ مانا دین اس قوم کا جو ایمان باللہ سے منحرف ہے اور آخرت سے انکار کرتی ہے اور میں نے اختیار کیا دین اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا ہمیں زیبا نہیں کہ ہم شرک کریں اللہ کے ساتھ ذرہ بھر یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر گزار نہیں''۔

اپنی شان نبوت کا اظہار فرما کر یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ ہم خاندان نبوت سے ہیں اور ہمارے آباء واجداد سب نبی ہیں اور شرک سے اجتناب توحید کے ساتھ اعتراف کرنے کو دین حق ثابت فرما کر دونوں جیل کے ساتھیوں کو مزید عقلی نظریہ سے افہام تفہیم کی اور فرمایا:

''يٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ۔اے میرے جیل کے ساتھیو (اپنی عقل سے بتاؤ) کیا علیحدہ علیحدہ متفرق خدا اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔تم نہیں پوجتے اللہ کے سوا مگر چند نام گھڑے ہوئے جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے اللہ نے نہیں اتاری ان کی کوئی سند (یاد رکھو) حکم تو صرف اور صرف اللہ ہی کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ نہ پوجا جائے اس کے سوا کوئی یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

اور اس کی پرستش کی بجائے ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر خواب کی طرف توجہ فرمائی اور اس طرح ارشاد ہوا:

''يٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ۔اے قید خانہ کے ساتھیو تم میں ایک تو اپنے بادشاہ کو عصارۂ عنب پلائے گا۔رہا دوسرا وہ سولی دیا

www.waseemziyai.com

جائے گا تو پرندے اس کے سر سے کھائیں گے قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ فیصلہ ہو چکا ہے اس معاملہ کا جس کی بابت تم تعبیر پوچھ رہے ہو''۔

یہ سن کر وہ دونوں قیدی ہنسنے لگے اور بولے حضرت ہم نے تو خواب دیکھا ہی نہیں تھا ہم تو امتحاناً بنا کر خواب سنا رہے تھے اور ہنسی کر رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا تم نے دیکھا یا نہ دیکھا اب یاد رکھو ہونا ایسا ہی ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا وہ حکم الٰہی اٹل ہے حتیٰ کہ آپ نے اپنے علم لدنی کے تیقن پر اسے مخاطب کر کے فرما بھی دیا جس کے بری ہونے کی پیشگوئی آپ فرما چکے تھے چنانچہ ارشاد ہے:

''وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ۔ اور فرمایا (یوسف نے) اسے جس کے بری ہونے پر آپ کو یقین تھا کہ اپنے بادشاہ سے ہمارا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے بھلا دیا ذکر کرنا تو یوسف چند سال جیل ہی میں رہے''۔

چنانچہ وہ ساقی اپنی ملازمت پر بحال ہو کر حضرت کا وعدہ ایسا بھولا کہ خیال بھی نہ آیا اور دوسرا داروغہ مطبخ صلیب دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سات برس جیل میں رہے۔

ایک قول ہے کہ پانچ برس رہے۔

ایک قول ہے بارہ سال رہے۔

اس کی تحقیق یہ ہے کہ اَلْبِضْعُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ اِلَى التِّسْعِ كَمَا رُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ وَ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ مِنَ الثَّلَاثِ اِلَى التِّسْعِ۔ لفظ بضع تین سال سے نو سال تک پر استعمال ہوتا ہے۔

ابو عبیدہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک سے دس سال تک پر بضع بولا جاتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ سات آپ علیہ السلام کے ٹھہرنے کی مدت ہے اور آپ علیہ السلام اس سے قبل پانچ سال رہ چکے تھے تو کل مدت بارہ سال ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ

اَوْ حَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنِ اسْتَنْقَذَكَ مِنَ الْقَتْلِ حِيْنَ هَمَّ اِخْوَتُكَ اَنْ يَّقْتُلُوْكَ قَالَ اَنْتَ يَا رَبِّ۔

قَا فَمَنِ اسْتَنْقَذَكَ مِنَ الْجُبِّ اِذْ اَلْقَوْكَ فِيْهِ قَالَ اَنْتَ يَا رَبِّ۔

قَالَ فَمَنِ اسْتَنْقَذَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ اِذْ هَمَّتْ بِكَ قَالَ اَنْتَ يَا رَبِّ۔

قَالَ فَمَا بَالُكَ نَسِيْتَنِيْ وَ ذَكَرْتَ اٰدَمِيًّا قَالَ يَا رَبِّ كَلِمَةٌ تَكَلَّمَ بِهَا لِسَانِيْ۔

قَالَ وَ عِزَّتِيْ لَاَدْخُلَنَّكَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی کی کہ کس نے تمہیں قتل سے بچایا جب تمہارے بھائی تمہارے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے۔ عرض کی تو نے اے میرے رب۔

فرمایا پھر کس نے تمہیں کنوئیں میں بچایا جب تمہیں اس میں ڈالا تھا۔ عرض کی تو نے اے میرے رب۔

فرمایا پھر کس نے تمہیں بچایا اس عورت سے جو تمہاری طرف آمادہ ہو گئی تھی۔ عرض کی تو نے اے میرے رب۔

www.waseemziyai.com

فرمایا تو تمہارا کیا حال ہے کہ مجھے بھول کر ایک آدمی سے مدد لیتے ہو۔ عرض کیا الٰہی یہ وہ کلمے ہیں جو میری زبان نے کہے فرمایا تو اب مجھے میری عزت وجلال کی قسم تمہیں جیل میں بضع سنین داخل رکھوں گا۔ بضع کی تعریف پہلے بیان ہو چکی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور کہا بادشاہ نے میں نے خواب میں دیکھی ہیں سات گائیں فربہ کہ انہیں سات گائیں دبلی کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سات سوکھی۔ اے درباریو جواب دو مجھے میری خواب میں اگر تم ہو خوابوں کی تعبیر والے۔

قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

بولے پریشان خواب ہیں اور ہم نہیں تعبیر خواب پریشاں کے عالم۔

وَ قَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

اور بولا وہ جوان جو بری ہوا دو میں سے اور یاد آیا اسے ایک مدت کے بعد میں تعبیر دوں گا تمہیں تو مجھے بھیجو۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اے یوسف اے سچے ہمیں تعبیر دو سات گائیں فربہ کہ کھا رہی ہیں انہیں سات دبلی گائیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی تا کہ واپس ہو کر لوگوں کی طرف جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

فرمایا کاشت کرو گے تم سات برس متواتر تو جو کاٹو اسے بالیوں میں رہنے دو مگر تھوڑا جو کھا سکو۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾

پھر آئے گا اس کے بعد سات سال کا زمانہ سخت کہ کھا جائیں گے جو پہلے تم نے جمع کیا مگر تھوڑا جو تم بچا لو۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع

پھر آئے گا اس کے بعد ایک سال کہ مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں (پھلوں سے) رس نچوڑیں گے۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

وَقَالَ۔ اور کہا	الْمَلِكُ۔ بادشاہ نے	اِنِّيْۤ۔ بے شک میں نے	اَرٰى۔ دیکھی ہیں
سَبْعَ۔ سات	بَقَرٰتٍ۔ گائیں	سِمَانٍ۔ موٹی	يَّاْكُلُهُنَّ۔ کھاتی ہیں ان کو
سَبْعٌ۔ سات	عِجَافٌ۔ دبلی	وَّسَبْعَ۔ اور سات	سُنْۢبُلٰتٍ۔ بالیاں
خُضْرٍ۔ سبز	وَّاُخَرَ۔ اور دوسری	يٰبِسٰتٍ۔ خشک	يٰۤاَيُّهَا۔ اے

www.waseemziyai.com

الْمَلَاُ۔سردارو
لِلرُّءْيَا۔خواب کی
اَحْلَامٍ۔خواب ہیں
بِعٰلِمِيْنَ۔جاننے والے
مِنْهُمَا۔ان دومیں سے
اَنَا۔میں
يُوْسُفُ۔اے یوسف
فِيْ سَبْعِ۔سات
سَبْعٌ۔سات
خُضْرٍ۔سبز
اَرْجِعُ۔لوٹوں
يَعْلَمُوْنَ۔جانیں
سِنِيْنَ۔سال
فَذَرُوْهُ۔تو چھوڑو تم اس کو
مِّمَّا۔اس سے
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
يَّاْكُلْنَ۔کھاجائیں گے
اِلَّا۔مگر
ثُمَّ۔پھر
عَامٌ۔ایک سال
وَفِيْهِ۔اوراس میں

اَفْتُوْنِيْ۔جواب دو مجھے
تَعْبُرُوْنَ۔تعبیر کرتے
وَمَا نَحْنُ۔اورنہیں ہم
وَقَالَ۔اور کہا
وَادَّكَرَ۔اور یاد کیا
اُنَبِّئُكُمْ۔خبر دیتا ہوں تم کو
اَيُّهَا۔اے
بَقَرٰتٍ۔گائیں
عِجَافٌ۔دبلی
وَّاُخَرَ۔اوردوسری
اِلَى۔طرف
قَالَ۔کہا
دَاَبًا۔محنت سے
فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ۔بالیوں میں
تَاْكُلُوْنَ۔جوتم کھاؤ
ذٰلِكَ۔اس کے
مَا۔جو
قَلِيْلًا۔تھوڑا
يَاْتِيْ۔آئے گا
فِيْهِ۔اس میں
يَعْصِرُوْنَ۔شراب نچوڑیں گے

فِيْ رُءْيَايَ۔میری خواب میں
قَالُوْٓا۔بولے
بِتَاْوِيْلِ۔تعبیر
الَّذِيْ۔جس نے
بَعْدَ۔بعد
بِتَاْوِيْلِهٖ۔اس کی تعبیر کی
الصِّدِّيْقُ۔سچے
سِمَانٍ۔موٹی میں
وَّسَبْعِ۔اورسات
يٰبِسٰتٍ۔خشک
النَّاسِ۔لوگوں کے
تَزْرَعُوْنَ۔کاشت کروگے تم
فَمَا۔پھر جو
اِلَّا۔مگر
ثُمَّ۔پھر
سَبْعٌ۔سات سال
قَدَّمْتُمْ۔جمع کیا تم نے
مِّمَّا۔اس سے جو
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
يُغَاثُ۔بارش ہوگی

اِنْ كُنْتُمْ۔اگر ہوتم
اَضْغَاثُ۔پریشان
الْاَحْلَامِ۔پریشان خواب کی
نَجَا۔نجات پائی تھی
اُمَّةٍ۔ایک مدت کے
فَاَرْسِلُوْنِ۔سو مجھے بھیجو
اَفْتِنَا۔بتا ہمیں
يَّاْكُلُهُنَّ۔کھاتی ہیں ان کو
سُنْۢبُلٰتٍ۔بالیاں
لَّعَلِّيْٓ۔تاکہ میں
لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ
سَبْعَ۔سات
حَصَدْتُّمْ۔کاٹو تم
قَلِيْلًا۔تھوڑا
يَاْتِيْ۔آئیں گے
شِدَادٌ۔سخت
لَهُنَّ۔ان کے لئے
تُحْصِنُوْنَ۔بیج ڈالو تم
ذٰلِكَ۔اس کے
النَّاسُ۔لوگوں پر

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

''وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ۔اور کہا بادشاہ نے میں خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں فربہ کہ انہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں سبز اور دوسری سات سوکھی اے دربار یو بیان کرو میری خواب میں اگر ہو تم خواب کی تعبیر جانتے۔سب بولے پریشان خوابیں ہیں اور ہم تو خوابوں کی تعبیریں جانتے ہی نہیں''۔

یہ بادشاہ ریان بن ولید شاہ اعظم مصر تھا اس نے یہ عجیب وغریب خواب دیکھا چونکہ یہ کافر تھا اس نے پریشان ہو کر ساحروں، کاہنوں اور معبروں کو جمع کر کے اپنا خواب بیان کیا۔اس میں کافر بادشاہ کو ملک کہا گیا۔بنا برایں کافر کو ملک کہنے کے جواب کو تسلیم کرنے والے اس آیت کو دلیل جواز بناتے ہیں اور جو اس کے مجوز نہیں وہ کہتے ہیں: بِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

www.waseemziyai.com

وَسَلَّمَ کَتَبَ اِلٰی ھِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ وَلَمْ یَکْتُبْ مَلِکَ الرُّوْمِ۔ بہرحال یہ بحث لفظی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب عظیم مصر یا امیر مصر یا ملک مصر نے اپنا خواب بیان کیا اس میں بقرات سمان اور عجاف کہا۔

بَقَرٰتٍ سِمَانٍ عربی میں مُمْتَلِئَاتٌ لَحْمًا وَّ شَحْمًا پر بولتے ہیں جس کی اردو موٹی تازی گائیں ہوتی ہے اس لئے سمین فربہ کو کہتے ہیں۔

اور عِجَافٌ اس گائے کو کہتے ہیں جو مہزولہ ہو یعنی بہت دبلی کمزور ہو۔

تو خواب کی صورت یہ تھی کہ ملک ریان نے دیکھا سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ خَرَجْنَ مِنْ نَھْرٍ یَابِسٍ ثُمَّ خَرَجَ عَقِیْبَھُنَّ سَبْعُ بَقَرَاتٍ عِجَافٍ یَاْکُلْنَ سَبْعًا سِمَانًا۔ سات موٹی گائیں ایک خشک نہر پر جارہی تھیں پھر ان کے پیچھے سات دبلی کمزور گائیں آئیں انہوں نے وہ سات موٹی گائیں کھالیں اور نگل گئیں۔

اور سات بالیں ہری تھیں ان پر سات سوکھی بالیں لپٹ گئیں اور انہوں نے ہری بالوں کو بھی سکھا دیا۔ ملک ریان ان سب کے مجمع میں یہ خواب سنا کر ان سے تعبیر کا طالب ہوا وہ اس کی پیچیدگی سے چکرا گئے۔ اور کہنے لگے یہ پریشان خواب ہیں اس کی تعبیر کچھ نہیں اور ایسے خوابوں کی تعبیر ہم جانتے بھی نہیں۔

''وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْھُمَا وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّۃٍ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِہٖ فَاَرْسِلُوْنِ۔ اور بولا وہ جوان جو دو میں سے ایک بری ہوا تھا اور (آج) اسے یاد آیا ایک مدت کے بعد (یعنی شاہی ساقی) میں آپ کو تعبیر بتاؤں گا مجھے (قید خانہ) بھیجو

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی خواب کی تعبیر دے کر فرمایا تھا کہ اپنے بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا لیکن یہ بری ہو کر اپنے منصب پر مامور ہو کر ایسا بھولا کہ یاد ہی نہ آیا۔ آج یہ خواب سنا اور معبروں کی طرف سے اسے احلام کہہ کر ٹال دیا گیا۔ اس لئے احلام و رؤیا پر ارباب عرف محاورہ کے اختلاف میں حَیْثُ قَالَ وَ الْاَحْلَامُ جَمْعُ حُلْمٍ۔ احلام حلم کی جمع ہے۔

وَ قَالَ بَعْضُھُمُ الرُّؤْیَا وَالْحُلْمُ عِبَارَۃٌ عَمَّا یَرَاہُ النَّائِمُ مُطْلَقًا لٰکِنْ غَلَبَتِ الرُّؤْیَا عَلٰی مَا یَرَاہُ مِنَ الْخَیْرِ وَالشَّیْءِ الْحَسَنِ۔ بعض کا قول ہے کہ رؤیا اور حلم عبارت ہے اس سے جو سونے والا سوتے ہوئے مطلقاً دیکھے لیکن رؤیا کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو بھلائی اور اچھی چیز دیکھی جائے۔

وَالْحُلْمُ عَنِ الْعَرَبِ یُسْتَعْمَلُ اِسْتِعْمَالَ الرُّؤْیَا وَالتَّفْرِیْقُ مِنَ الْاِصْطِلَاحَاتِ الَّتِیْ سَنَّھَا الشَّارِعُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْفَصْلِ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ کَاَنَّہٗ کَرِہَ اَنْ یُّسَمّٰی مَا کَانَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ مَا کَانَ مِنَ الشَّیْطَانِ بِاسْمٍ وَّاحِدٍ فَجَعَلَ الرُّؤْیَا عِبَارَۃً عَنْ قِسْمِ الصَّالِحِ لِمَا فِیْھَا مِنَ الدَّلَالَۃِ عَلٰی مُشَاھَدَۃِ الشَّیْءِ بِالْبَصَرِ وَالْبَصِیْرَۃِ۔

اور حلم عربی میں رؤیا پر بھی استعمال ہوتا ہے اور اصطلاحی فرق اس وجہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے فرمایا اور اس سے کراہت کی کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھے اسے اور جو شیطان کی طرف سے دیکھے دونوں کو ایک نام دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیا کو اس قسم کے خواب کے لئے استعمال فرمایا جو صالح ہو یا مشاہدہ شے بالبصر والبصیرۃ سے ہو۔

www.waseemziyai.com

وَالْحُلُمُ عِبَارَةٌ عَمَّا كَانَ مِنَ الشَّيْطَانِ لِاَنَّ اَصْلَ الْكَلِمَةِ لَمْ تُسْتَعْمَلْ اِلَّا فِيْمَا يُخَيَّلُ لِلْحَالِمِ فِيْ مَنَامِهٖ مِنْ قَضَاءِ الشَّهْوَةِ بِمَا لَا حَقِيْقَةَ لَهٗ۔

اور حلم جس کی جمع احلام ہے یہ عبارت ہے اس خواب سے جو شیطان کی طرف سے ہو اس لئے اصل کلمہ حلم ہرگز رؤیا پر مستعمل نہیں ہوتا مگر اس بدخوابی پر جو سوئے ہوئے کے لئے قضائے شہوات کا موجب ہو جاتا ہے اور اسی وجہ میں محتلم اسے فقہاء نے کہا جسے نہانی حاجت بدخوابی سے ہو احتلام اس بدخوابی پر بولتے ہیں اور بس۔

توریان بن ولید کے درباری منجم کاہن اسے احلام کی قسم سے سمجھے اسی وجہ میں انہوں نے کہا: وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ اَیِ الْمَنَامِ الْبَاطِلَةِ بِعَالِمِيْنَ لِاَنَّهَا لَا تَاْوِيْلَ لَهَا اِنَّمَا التَّاوِيْلُ لِلْمَنَامَاتِ الصَّادِقَةِ ہم باطل خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے یعنی جو منام باطلہ سے دیکھے جاتے ہیں اس لئے کہ اس کی تعبیر ہوتی ہی نہیں البتہ منام صادقہ کی تعبیر ہوتی ہے۔

تو ساقی شاہی جس کا نام اوشان تھا بول پڑا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا وہ قول آج یاد آیا جو آپ نے فرمایا تھا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ اور وہ بھول گیا تھا۔ آج اس خواب کے سننے سے اسے یاد آیا۔ اور بادشاہ سے کہا کہ قید خانہ میں علم تعبیر کا ایک جید عالم ہے ان سے تعبیر لے کر میں آپ کو بتادوں گا مجھے وہاں بھیج دیجئے بادشاہ نے ساقی کو بھیج دیا اس نے پہنچ کر عرض کیا:

''يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ۔ اے یوسف اے سچے (تعبیر دینے والے) ہمیں تعبیر دیجئے سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں جنہیں دوسری سات سوکھی بالوں نے خشک کر دیا میں لوٹ کر جاؤں تو شاید لوگ آگاہ ہوں''۔

بَعْدَ اُمَّةٍ کے معنی ایک مدت مدید اس بنا پر کئے گئے کہ اس کی تعریف آلوسی رحمہ اللہ کرتے ہیں: اَیْ طَائِفَةٌ مِّنَ الزَّمَانِ وَ مُدَّةً طَوِيْلَةً یعنی زمانہ کے دو رگزرنے اور مدت طویلہ کے بعد۔

اور اشہب عقیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِمَّةٍ بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ وَ تَشْدِيْدِ الْمِيْمِ اَیْ نِعْمَةٍ عَلَيْهِ بَعْدَ نِعْمَةٍ یعنی امۃ سے مراد ساقی کی رہائی۔ نعمتوں پر نعمتوں سے تمتع حاصل کرنے میں حضرت یوسف علیہ السلام کا وعدہ بھول گیا۔

زید بن علی رضی اللہ عنہ ابن عباس سے اَمَّهٗ بفتح الہمزۃ مروی ہیں: اَمَّهٗ يَاُمُّهٗ اَمًّا اِذَا نَسِيَ۔ یہاں بھولنے کے معنی ہیں۔

مختصر یہ کہ وہ جو ساقی ریان بن ولید کا شاہی اجازت نامہ لے کر جیل خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا: يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اس سے اے ندا کا حرف محذوف ہے اور آپ کو صدیق بایں غرض کہا کہ جَرَّبَ اَحْوَالَهٗ فِيْ مُدَّةِ اِقَامَتِهٖ فِي السِّجْنِ وہ آپ کے حالات کا تجربہ کر چکا تھا جبکہ آپ کے ساتھ جیل میں رہا تھا۔ چنانچہ اس نے عرض کیا حضور یہ خواب ہمارے بادشاہ ریان بن ولید نے دیکھا ہے اور اس خواب کو وہ اپنے کاہنوں، منجموں اور معبروں کو کہہ چکا ہے سب اس کی تعبیر سے عاجز آچکے ہیں آپ کا ذکر میں نے بادشاہ سے کیا ہے اور اس کے حکم سے میں آیا ہوں لہٰذا بَيِّنْ لَّنَا مَالَ ذَالِكَ وَ حُكْمَهٗ۔ اب آپ اس خواب کا انجام ظاہر فرمائیں تاکہ میں واپس جا کر بادشاہ کو اور اہل شہر کو سناؤں تاکہ وہ لوگ بھی آپ کا فضل اور مرتبہ جانیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام خواب سن کر تعبیر فرمائی:

''قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ۔ فرمایا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار''۔

www.waseemziyai.com

دَاَبًا۔ کے معنی تعب ومشقت کے ہیں اور عادت مستمرہ کے ہیں یعنی حسب عادت کاشت کرو گے۔

''تو جو کاٹو اسے بالیوں میں رہنے دو''۔ تاکہ خراب نہ ہو۔

''مگر تھوڑا جو تم کھانا چاہو کھالو''۔ اس سے بھوسی اتار لو اور اسے صاف کرلو باقی کو ذخیرہ بنالو۔

''ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ۔ پھر اس کے بعد سات سال ایسے سخت آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو کچھ تم نے پہلے ان (سات سالوں کے لئے) جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا جو جمع کر رکھا ہو''۔

یہ اشارہ دبلی گاؤں اور سوکھی بالوں کی طرف ہے۔

''ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ۔ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو (مینہ کے ذریعہ) اچھا سیراب کیا جائے گا اور اس میں (پھلوں سے رس) نچوڑیں گے۔ اَیْ یَعْصِرُوْنَ مِنَ الْعِنَبِ وَالْقَصَبِ وَالزَّیْتُوْنِ وَالسِّمْسِمِ وَ نَحْوِھَا مِنَ الْفَوَاکِہِ لِکَثْرَتِھَا۔ یعنی وہ رس نکالیں گے انگور، گنے، زیتون، تل وغیرہ فواکہات سے بوجہ فراوانی کے یعنی انتہائی فراخی وشادابی ہوجائے گی۔

ساقی ریان بن ولید جن کا نام اوشان تھا حضرت یوسف علیہ السلام سے مفصل تعبیر لے کر آیا اور شاہ مصر ریان کو من وعن سنائی۔ بادشاہ کو یہ تعبیر بہت پسند آئی حتیٰ کہ اسے یقین ہوگیا کہ تعبیر کے مطابق ہی ہونا ہے۔ چنانچہ ریان کو شوق پیدا ہوا کہ وہ اپنی خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے خود سنے چنانچہ آئندہ رکوع میں اس کی تفصیل ہے۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝

اور کہا بادشاہ نے انہیں لاؤ میرے پاس تو جب اس کے (یوسف کے) پاس ایلچی پہنچا فرمایا (یوسف نے) واپس جا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس تو پوچھ اس سے کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹے تھے اپنے ہاتھ بے شک میرا رب ان کے مکر جانتا ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا جب تم نے لبھایا یوسف کو اپنے نفس کی طرف بولیں سبحان اللہ نہیں پائی ہم نے اس میں کوئی برائی بولی عزیز کی بیوی (زلیخا) اب کھل گیا حق میں نے ہی اسے لبھایا اپنے نفس کی طرف اور وہ بے شک سچے ہیں۔

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝

(فرمایا یوسف نے) یہ میں نے اس لئے کیا کہ جان لے (عزیز) کہ میں نے خیانت غائبانہ نہیں کی اور بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا کید خائن سے۔

www.waseemziyai.com

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

وَقَالَ۔ اور کہا
الْمَلِكُ۔ بادشاہ نے
ائْتُوْنِيْ۔ لاؤ تم میرے پاس
بِهٖ۔ اس کو
فَلَمَّا۔ پھر جب
جَآءَهُ۔ آیا اس کے پاس
الرَّسُوْلُ۔ ایلچی
قَالَ۔ فرمایا
ارْجِعْ۔ واپس جا
اِلٰى۔ طرف
رَبِّكَ۔ اپنے مالک کی
فَسْئَلْهُ۔ پھر پوچھ اس سے
مَابَالُ۔ کیا حال ہے
النِّسْوَةِ عورتوں کا
الّٰتِيْ۔ جنہوں نے
قَطَّعْنَ۔ کاٹے
اَيْدِيَهُنَّ۔ اپنے ہاتھ
اِنَّ۔ بے شک
رَبِّيْ۔ میرا رب
بِكَيْدِهِنَّ۔ ان کا مکر
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے
قَالَ۔ کہا
مَاخَطْبُكُنَّ۔ کیا حال تھا تمہارا
اِذْ۔ جب
رَاوَدْتُّنَّ۔ پھسلایا تم نے
يُوْسُفَ۔ یوسف کو
عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اس کے نفس سے
قُلْنَ۔ کہنے لگیں
حَاشَ۔ پاک ہے
لِلّٰهِ۔ اللہ
مَا۔ نہیں
عَلِمْنَا۔ جانی ہم نے
عَلَيْهِ۔ اس میں
مِنْ سُوْٓءٍ۔ کوئی برائی
قَالَتِ۔ بولی
امْرَاَتُ۔ عورت
الْعَزِيْزِ۔ عزیز کی
اَلْئٰنَ۔ اب
حَصْحَصَ۔ کھل گیا
الْحَقُّ۔ حق
اَنَا۔ میں نے
رَاوَدْتُّهٗ۔ لبھایا تھا اسے
عَنْ نَّفْسِهٖ۔ اس کی جان سے
وَاِنَّهٗ۔ اور بے شک وہ
لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ سچے لوگوں سے ہے
ذٰلِكَ۔ یہ اس لئے
لِيَعْلَمَ۔ کہ جانے
اَنِّيْ۔ کہ میں نے
لَمْ اَخُنْهُ۔ نہیں خیانت کی اس کی
بِالْغَيْبِ۔ پیٹھ پیچھے
وَاَنَّ۔ اور بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
لَا يَهْدِيْ۔ نہیں راہ دکھاتا
كَيْدَ۔ تدبیر
الْخَآئِنِيْنَ۔ خیانت کاروں کو

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۲

''وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ۔ اور کہا بادشاہ نے لاؤ اسے میرے پاس تو جب آیا ایلچی آپ کے پاس فرمایا لوٹ جا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس تو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے بے شک میرا رب ان کے فریب جانتا ہے''۔

ملک ریان بن ولید کو آپ سے ملنے کا اشتیاق بڑھا اور اپنا ایلچی آپ کو بلانے کے لئے جیل کی طرف بھیجا اس نے آپ کی خدمت میں ملک کا پیغام عرض کیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا واپس جا اور بادشاہ سے کہہ کہ میں اس سے قبل باہر آنے کے لئے آمادہ نہیں جب تک کہ ان عورتوں سے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے میرے متعلق بات صاف نہ کر لی جائے کہ وہ مجھے کیسا آدمی سمجھتی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ ان کے مکر و فریب کو جانتا ہے۔ مگر تیرا بادشاہ ریان بن ولید تو نہیں جانتا ہے اس کے خیال میں تو یہی جچا ہوا ہوگا کہ میرا وزیر عزیز مصر سچا ہے۔ اس نے مجھے مجرم خائن سمجھ کر جیل بھیجا ہے اور یہ مدت طویل کی قید جو مجھے دی گئی اس میں وہ حق بجانب تھا۔ اسے آج کے قانون میں ہیبس کارپس کہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ ریان کے پاس جب یہ پیغام پہنچا تو ملک ریان نے شرفاء مصر کی خواتین کو معہ زلیخا کے طلب کر لیا اور ان سے پوچھا تم نے یوسف کنعانی کو کیسا پایا۔

''قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ۔ بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا تجربہ ہے جب تم نے یوسف کا جی لبھایا''۔

اس کے جواب میں تمام خواتین نے اپنے تجربے کے مطابق جواب دیا کہ

''حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ۔ سبحان اللہ وہ تو درحقیقت جو ہیں سو ہیں لیکن ہم نے بظاہر بھی ان میں کوئی بدی اور برائی نہیں دیکھی''۔

باآنکہ ہم نے بھی فرداً فرداً انہیں اپنی طرف لبھایا اپنے سے مانوس کرنا چاہا مگر وہ نہایت پاک دل، پاک نفس اور پاک باطن نکلے۔

جب زلیخا نے دیکھا کہ تمام زنان مصری نے اپنا خفیہ راز بھی بادشاہ سے نہ چھپایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی صفائی میں اپنا ارادۂ سو بھی ظاہر کر دیا تو خود بھی آگے بڑھی اور کہنے لگی:

''قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ اب حق ظاہر ہو گیا اور باوجود راز مخفی رکھنے کے سب کچھ کھل گیا تو میں بھی ایک معصوم پر داغ گوارہ نہیں کرتی اب صاف صاف بتاتی ہوں کہ میں نے اسے اپنی طرف لبھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور میں نے اسے سب کچھ ڈرا بھی سنائے مگر درحقیقت وہ سچے ہیں اور میں اور میرا الزام جھوٹا ہے۔

''حَصْحَصَ۔ کے متعلق راغب اصفہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اِنَّ حَصَّ وَ حَصْحَصَ كَكَفَّ وَ كَفْكَفَ وَ كَبَّ وَ كَبْكَبَ عَلٰى مَعْنٰى اُقِرَّ الْحَقُّ فِيْ مَقَرِّهٖ وَ وُضِعَ فِيْ مَوْضَعِهٖ۔

یعنی حصحص حق قائم ہونے اور بات واضح ہو جانے کا معنی دیتا ہے۔

قَالَهُ الْخَلِيْلُ وَ هُوَ مَاْخُوْذٌ مِّنَ الْحِصَّةِ وَ هِيَ الْقِطْعَةُ مِنَ الْجُمْلَةِ اَیْ تَبَيَّنَتْ حِصَّةُ الْحَقِّ مِنْ حِصَّةِ الْبَاطِلِ وَالْمُرَادُ تَمِيْزُ هٰذَا عَنْ هٰذَا۔

حصحص۔ حصہ سے ماخوذ ہے اور وہ مجموعہ میں سے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں جس کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ واضح ہو گیا حق حصہ باطل حصہ سے اور اس سے مراد تمیز حاصل کرنا ہے ایک شے کی دوسری شے سے۔

اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی غرض سے یہ سوال اٹھایا تھا کہ اگر میں بلا صفائی باہر آ گیا تو لوگوں میں میری تر دامنی کا اشتباہ باقی رہ جائے گا۔

اب آپ کا جیل سے باہر لانا پاک دامنی کے چار چاند کی روشنی میں ہوا۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہی فرمایا:

''ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ۔ یہ (یوسف علیہ السلام نے) اس لئے کیا کہ واضح ہو جائے کہ میں غائبانہ عزیز کی پیٹھ پیچھے خائن نہ تھا اور میں نے خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ خائنوں کے فریب چلنے نہیں دیتا''۔

چنانچہ ملک ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ مصری عورتوں نے آپ کی پاکدامنی بیان کی اور خود عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے بھی اپنی غلطی اور قصور کو واضح الفاظ میں مان لیا۔ لہٰذا اب آپ تشریف لے آئیں''۔

www.waseemziyai.com

اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے اعتراف قصور اور زنان مصر کی شہادت صفائی کے باوجود فرمایا جو آیت نمبر ۵۳ کی تفسیر میں ملاحظہ ہو۔

اظہار تشکر

فخر العلماء پروفیسر جناب قاری مشتاق احمد صاحب ایم اے

حضرت مفتی عبد الغنی عثمانی نے تفسیر کی تصحیح و دیگر علمی خدمات میں تعاون فرمایا۔

ادارہ ان تمام حضرات کا بے حد ممنون و مشکور ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی خدمات کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

امین الحسنات خلیل احمد قادری اشرفی (رحمۃ اللہ علیہ)

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

پارہ نمبر ۱۳

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَ مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾

اور میں بری نہیں کرتا اپنے نفس کو بے شک نفس امارہ ہے برائی کا حکم دینے والا مگر جس پر رحم فرماوے میرا رب بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾

اور کہا بادشاہ نے لاؤ انہیں میرے پاس میں چاہتا ہوں انہیں اپنے لئے چن لینا تو جب ان سے گفتگو کی کہا بادشاہ نے تم آج کے دن ہمارے معزز ہوامین ہو۔

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰى خَزَآىٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

فرمایا (یوسف نے) مجھے کر دے خزانچی زمین کا میں حفاظت والا اور علم والا ہوں۔

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾

اور ایسے ہی متمکن کیا ہم نے یوسف کو زمین میں وہ اس سے جہاں چاہے۔ پہنچاتے ہیں اپنی رحمت ہم جسے چاہیں اور نہیں ضائع فرماتے ہم بدلہ نیکوں کا۔

وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور بے شک بدلہ آخرت کا ان کے لئے ہے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَمَآ - اور نہیں	اُبَرِّئُ - بری کرتا میں	نَفْسِیْ - اپنے نفس کو	اِنَّ - بے شک
النَّفْسَ - نفس	لَاَمَّارَةٌ - حکم دینے والا ہے	بِالسُّوْٓءِ - برائی کا	اِلَّا مَا - مگر جس پر
رَحِمَ - رحم کرے	رَبِّیْ - میرا رب	اِنَّ - بے شک	رَبِّیْ - میرا رب
غَفُوْرٌ - بخشنے والا	رَّحِیْمٌ - رحم کرنے والا ہے	وَقَالَ - اور کہا	الْمَلِكُ - بادشاہ نے
ائْتُوْنِیْ - لاؤ میرے پاس	بِهٖ - اس کو	اَسْتَخْلِصْهُ - میں خالص بناؤں گا اس کو	
لِنَفْسِیْ - اپنے لئے	فَلَمَّا - پھر جب	كَلَّمَهٗ - بات کی اس سے	قَالَ - بولا
اِنَّكَ - بے شک تو	الْیَوْمَ - آج کے دن	لَدَیْنَا - ہمارے پاس	مَكِیْنٌ - مرتبے والا ہے
اَمِیْنٌ - امانت دار	قَالَ - فرمایا	اجْعَلْنِیْ - مقرر کر مجھے	عَلٰى - اوپر
خَزَآىٕنِ - خزانوں	الْاَرْضِ - زمین کے	اِنِّیْ - بے شک میں	حَفِیْظٌ - حفاظت کرنے والا
عَلِیْمٌ - جاننے والا ہوں	وَكَذٰلِكَ - اور اسی طرح	مَكَّنَّا - جگہ دی ہم نے	لِیُوْسُفَ - یوسف کو

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں	یَتَبَوَّاُ۔ جگہ پکڑتا	مِنْهَا۔ اس سے	حَیْثُ۔ جہاں
یَشَآءُ۔ چاہتا	نُصِیْبُ۔ پہنچاتے ہیں ہم	بِرَحْمَتِنَا۔ اپنی رحمت	مَنْ۔ جسے
نَشَآءُ۔ چاہیں ہم	وَلَا نُضِیْعُ۔ اور نہیں ضائع کرتے ہم		اَجْرَ۔ اجر
الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کا	وَلَاَجْرُ۔ اور یقیناً اجر	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	خَیْرٌ۔ بہتر ہے
لِّلَّذِیْنَ۔ ان کیلئے	اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	وَکَانُوْا۔ اور تھے	یَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

''وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ۔ اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا''۔

کہ میں اپنی طرف سے پاک دامنی کی نسبت اور نیکی کا بیان کر کے خود ہی پارسائی اور خود پسندی نہیں کرتا۔ بلکہ بارگاہ متعال میں تواضع اور انکسار کے لئے عرض کرتا ہوں کہ میں اپنے کو اور اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا اور مجھے اپنی بے گناہی پر ناز نہیں اور میں گناہ سے بچنے اور اپنے نفس کو کسی فحش طریقہ پر نہ چلنے دینے پر اپنی خوبی قرار نہیں دیتا بلکہ مانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ

''اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ بے شک نفس برائی کا حکم کرنے میں بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے''۔

یعنی جب مخصوص بندے کو وہ رب تعالیٰ شانہ اپنے کرم سے معصوم و محفوظ کر لے اس کا برائیوں سے بچا رہنا اس کا کمال نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم اور فضل و رحمت سے ہے اور معصوم کرنا بھی اسی کا کرم خاص ہے پھر کیا ہوا وہ آگے ارشاد ہے:

''وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ۔ اور کہا بادشاہ نے انہیں میرے پاس لے آؤ میں انہیں خالص اپنی (مصاحبت کے لئے) مختص کر لوں''۔

یعنی جب ملک مصر ریان بن ولید کو حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی، نظافت طبعی، علم باطنی، پاک باطنی، امانت شعاری، ایمانداری کا حال معلوم ہو گیا اور آپ علیہ السلام کے حسن صبر اور حسن ادب کا قصہ اور قید خانہ والوں کے ساتھ حسن سلوک اور مصائب و محن میں ثبات و استقلال واضح ہو گیا تو وہ آپ کے جامع الصفات ہونے کا قائل ہوا اس کے دل میں آپ کی تکریم و تعظیم پیدا ہوئی وہ آپ کا معتقد ہوا اور آدمی آپ علیہ السلام کے لینے کو بھیج دیا اور اس شان سے بھیجا کہ اس کے ساتھ بادشاہ نے معززین کی ایک جماعت بہترین سواریوں اور شاہانہ ساز و سامان اور نفیس پوشاکوں کے ساتھ قید خانہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اخلاق نبوت اور شاہانہ سطوت سے انہیں بٹھایا اور ان کی درخواست پر آپ ان کے ساتھ ایوان شاہی میں تشریف لائے۔ آپ جب قید خانہ سے رخصت ہوئے تو تمام قیدیوں کے لئے دعا فرمائی اور قید خانہ سے باہر آ کر دروازہ پر یہ لکھا:

هٰذِهٖ مَنَازِلُ الْبَلْوٰی وَ قُبُوْرُ الْاَحْیَاءِ وَ شَمَاتَةُ الْاَعْدَاءِ وَ تَجْرِبَةُ الْاَصْدِقَاءِ۔ یہ گھر نزول مصائب کا ہے اور زندوں کی قبروں کا اور دشمنوں کے ہنسنے کا اور دوستوں کے تجربہ کا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اس روایت کو مفصل نقل فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com

رُوِیَ اَنَّ الرَّسُوْلَ جَاءَ هُ فَقَالَ اَجِبِ الْمَلِکَ الْاٰنَ بِلَا مُعَاوَدَةٍ وَاَلْقِ عَنْکَ ثِیَابَ السِّجْنِ وَ اغْتَسِلْ وَالْبَسْ ثِیَابًا جُدَدًا۔

فَفَعَلَ

فَلَمَّا قَامَ لِیَخْرُجَ دَدَا لِاَهْلِ السِّجْنِ اَللّٰهُمَّ عَطِّفْ عَلَیْهِمْ قُلُوْبَ الْاَخْیَارِ وَلَا تَعْمِ عَلَیْهِمُ الْاَخْبَارَ فَهُمْ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْاَخْبَارِ فِیْ کُلِّ بَلَدٍ۔

ثُمَّ خَرَجَ فَکَتَبَ عَلَی الْبَابِ:

هٰذَا مَنَازِلُ الْبَلْوٰی وَ قُبُوْرُ الْاَحْیَاءِ وَ شَمَاتَةُ الْاَعْدَاءِ وَ تَجْرِبَةُ الْاَصْدِقَاءِ۔

پھر غسل فرما کر پوشاک زیب تن کی اور ابواب شاہی پر پہنچے فَلَمَّا وَصَلَ اِلٰی بَابِ الْمَلِکِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِخَیْرِکَ مِنْ هٰذِهٖ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّ غَیْرِهٖ

ثُم سَلَّمَ عَلَیْهِ بِالْعَرَبِیَّةِ

فَقَالَ لَهُ الْمَلِکُ: مَا هٰذَا اللِّسَانُ فَقَالَ لِسَانُ عَمِّیْ اِسْمَاعِیْلَ

ثُمَّ دَعَا لَهُ بِالْعِبْرَنِیَّةِ فَقَالَ لَهُ:

وَ مَا هٰذَا اللِّسَانُ اَیْضًا فَقَالَ هٰذَا لِسَانُ اٰبَاءِیْ۔

وَ کَانَ الْمَلِکُ یَعْرِفُ سَبْعِیْنَ لِسَانًا فَکَلَّمَهُ بِهَا فَاَجَابَهُ بِجَمِیْعِهَا فَتَعَجَّبَ مِنْهُ۔

فَقَالَ: اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَ رُؤْیَایَ مِنْکَ فَحَکَاهَا عَلَیْهِ السَّلَامُ لَهُ طَبْقَ مَا رَاٰی لَمْ یَحْزِمْ مِّنْهَا حَرْفًا فَقَالَ الْمَلِکُ اَعْجَبُ مِنْ تَاْوِیْلِکَ اِیَّاهَا مَعْرِفَتَکَ لَهَا فَاَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَی السَّرِیْرِ وَ فَوَّضَ اِلَیْهِ اَمْرَهُ۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ ذَکَرُوْا اَنَّ قِطْفِیْرَ (اَعْنِیْ عَزِیْزَ مِصْرَ) هَلَکَ فِیْ تِلْکَ الَّیَالِیْ وَاَنَّ الْمَلِکَ زَوَّجَ یُوْسُفَ اِمْرَاَتَهُ ذَکَرُوْا رَاعِیْلَ فَقَالَ لَهَا حِیْنَ اُدْخِلَتْ عَلَیْهِ

هٰذَا خَیْرٌ مِّمَّا کُنْتِ تُرِیْدِیْنَ فَقَالَتْ: اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ لَا تَلُمْنِیْ فَاِنِّیْ کُنْتُ امْرَاَةً کَمَا تَرٰی حَسْنَاءَ جَمْلَاءَ نَاعِمَةً فِیْ مُلْکٍ وَ دُنْیَا وَ کَانَ صَاحِبِیْ لَایَاْتِی النِّسَاءَ وَ کُنْتَ کَمَا جَعَلَکَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ حُسْنِکَ وَ هَیْئَتِکَ فَغَلَبَتْنِیْ نَفْسِیْ عَلٰی مَا رَاَیْتَ فَیَزْعَمُوْنَ اَنَّهٗ وَ جَدَهَا عَذْرَاءَ فَوَلَدَتْ لَهٗ رَجُلَیْنِ اِفْرَائِیْمَ وَ مَنَشَا۔

وَ فِیْ رِوَایَةٍ اَنَّ الْمَلِکَ عَزَلَهٗ وَ نَصَبَ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْصَبَهٗ وَ کَانَ ذَالِکَ عَلَی الْفَوْرِ بِنَاءً عَلٰی اَنَّهٗ لَمْ تَکُنِ الْعِدَّةُ فِیْ دِیْنِهِمْ۔

اَخْرَجَ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ وَّهْبٍ اَصَابَتْ اِمْرَاَةَ الْعَزِیْزِ حَاجَةٌ فَقِیْلَ لَهَا لَوْاَتَیْتِ یُوْسُفَ بْنَ یَعْقُوْبَ فَسَاَلْتِهٖ فَاشْتَشَارَتِ النَّاسَ فِیْ ذَالِکَ فَقَالُوْا لَا تَفْعَلِیْ فَاِنَّا نَخَافُ عَلَیْکِ قَالَتْ کَلَّا اِنِّیْ لَا اَخَافُ مِمَّنْ یَّخَافُ اللّٰهَ تَعَالٰی فَاُدْخِلَتْ عَلَیْهِ فَرَاَتْهُ فِیْ مُلْکِهٖ فَقَالَتْ:

www.waseemziyai.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْعَبِیْدَ مُلُوْکًا بِطَاعَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَتْ اِلٰی نَفْسِهَا فَقَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمُلُوْکَ عَبِیْدًا بِمَعْصِیَتِهٖ فَقَضٰی لَهَا جَمِیْعَ حَوَائِجِهَا ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَوَجَدَهَا بِکْرًا۔

وَ فِیْ رِوَایَةٍ اِنَّهَا تَعَرَّضَتْ لَهٗ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَتْ مَا قَالَتْ فَعَرَفَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَوَجَدَهَا بِکْرًا وَّ کَانَ زَوْجُهَا عَنِیْنًا۔

مضمون منقولہ عربی کا خلاصہ یہ ہے کہ

آپ نے بادشاہ کا پیام قبول فرما کر غسل کیا اور خلعت شاہی زیب تن فرما کر باہر آنے سے قبل تمام قیدیوں سے رخصت ہوئے۔ اور ان کے حق میں دعا بھی فرمائی جو عربی میں اول ہم لکھ آئے ہیں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: ''الٰہی ان قیدیوں کی محبت حکومت کے اخیار کے دل میں پیدا کر اور ان کو حالات سے بے خبر نہ رکھ''۔ پھر جب آپ جیل سے باہر تشریف لائے تو اس کے دروازے پر لکھا:

''یہ بلاؤں کے نزول کا مقام ہے اور زندوں کا قبرستان ہے اور دشمنوں کی بدگوئی کا مکان ہے اور سچے دوستوں کا مقام امتحان ہے''۔

جب آپ شاہی قلعہ پر تشریف لائے تو یہ دعا کی:

''الٰہی میں تجھ سے اس جگہ کی بھلائی تیری بھلائی کے ساتھ مانگتا ہوں اور یہاں کے شروں سے پناہ طلب کرتا ہوں''۔

پھر جب بادشاہ سے دوچار ہوئے۔

تو آپ نے اسے عربی میں سلام کیا بادشاہ نے دریافت کیا یہ کون سی زبان ہے آپ نے فرمایا میرے عم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان ہے۔

پھر آپ نے اسے عبرانی زبان میں دعا دی۔

بادشاہ نے پوچھا یہ کون سی زبان ہے فرمایا یہ میرے ابا کی زبان ہے۔

بادشاہ یہ دونوں زبانیں نہ سمجھ سکا تا آنکہ وہ ستر زبانوں پر عبور رکھتا تھا۔

پھر بادشاہ نے آپ سے جس زبان میں گفتگو کی آپ نے اسی زبان میں اسے جواب دیا۔

اس وقت آپ کی عمر مبارک تیس سال کی تھی۔ بادشاہ نے اس عمر میں آپ کی یہ وسعت علوم دیکھ کر بڑا تعجب کیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے برابر تخت نشین کیا۔

اور عرض کیا حضرت میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے خواب کی تعبیر آپ کی مبارک زبان سے سنوں آپ نے اس خواب کی اول تفصیل فرمائی پھر اس کی تعبیر من وعن بیان کر دی باوجودیکہ آپ کے سامنے خواب مجملاً بیان ہوا تھا اس پر بادشاہ کو اور بھی تعجب ہوا۔

اس کے بعد آپ نے اسے فرمایا: اب بہتر یہ ہے کہ اس تعبیر کے ظہور سے قبل غلہ جمع کیا جائے اور ان فراخی کے سات سالوں میں بکثرت کاشت کی جائے اور غلہ بالیوں سمیت محفوظ رکھا جائے اور رعایا کی پیداوار سے خمس بطور ٹیکس وصول کیا جائے اس سے جو جمع ہوگا وہ مصر اور حوالی مصر کے باشندوں کے لئے کافی ہوگا اور خلق خدا ہر طرح سے تیرے پاس غلہ خریدنے

www.waseemziyai.com

آئے گی اور اس سے تیرے ملک میں اتنے خزائن واموال جمع ہوں گے کہ تجھ سے پہلے ارباب حکومت جمع نہ کر سکے۔

بادشاہ نے کہا یہ انتظام کون کرے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس کا اس طرح ذکر ہے:

''فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ۔ پھر جب اس سے بات کی تو بولا بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز ومعتمد ہیں''۔

''قَالَ اجْعَلْنِي۔ فرمایا (یوسف نے) مجھے زمین کے خزانوں کا وزیر بنا دے بے شک میں حفاظت کرنے والا اور (میں حق کا) عالم ہوں''۔

آپ نے فرمایا کہ اپنی قلمرو کے تمام خزانے میرے سپرد کر دے کہ میں اس فن کا عالم ہوں۔

بادشاہ نے کہا آپ سے زائد اس عہدہ کا اور مستحق بھی کون ہو سکتا ہے۔

یہاں چند مسائل سمجھ لینے ضروری ہیں۔

اول احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طلب امارت کسی کو جائز نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ملک میں اہل موجود ہوں اور اقامت احکام کسی ایک کے ساتھ خاص نہ ہو ایسی صورت میں امارت طلب کرنا مکروہ ہے۔ مگر جب عام طور پر حکومت نااہلوں کے ہاتھ بازیچۂ اطفال بن رہی ہو اور اس کا اہل اس ایک کے علاوہ نہ ہو تو اسے ایسی حالت میں امارت طلب کرنا امیدوار بننا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام اسی حال میں تھے کہ آپ رسول الٰہی عزوجل ہونے کے ساتھ مصالح امت کے عالم تھے۔ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے۔ اس میں رعایا کو راحت وآسائش پہنچانے کی یہی سبیل ہے کہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیں اسی بنا پر آپ نے فرمایا: اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۖ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ۔

آیت کریمہ سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا بہ نیت اقامت عدل جائز ہے۔

اور یہ بھی واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ احکام دین کا اجراء فرمانے کے لئے اگر ماسبق بادشاہ کی تمکین بغیر نہ ہو سکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔

یہ مسئلہ بھی اس آیت کریمہ سے مل گیا کہ اپنی خوبیوں اور اپنے جوہروں کا بیان بہ نیت تفاخر وتکبر جائز نہیں لیکن دوسروں کو نفع پہنچانے کی غرض سے یا رعایا کے حقوق کی محافظت کے خیال سے اپنی شخصیت کا تعارف کرانے کی ضرورت لاحق ہو تو ممنوع نہیں اسی بناء پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ۔ آگے ارشاد ہے:

''وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ۔ اور ایسے ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر متمکن فرمایا جہاں چاہے رہے''۔

تمام قلمرو ملک ریان کی ان کے تحت تصرف کی۔ اس عہدہ کے ایک سال بعد ملک ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کر آپ علیہ السلام کی تاجپوشی کر دی۔ تلوار اور مہر شاہی آپ کے پیش کی طلائی تخت جواہر نگار پر بٹھایا جو مرصع بجواہر تھا اور تمام ملک آپ علیہ السلام کے زیر نگین کر دیا اور قطفیر جسے عزیز مصر کہتے تھے اسے معزول کر دیا یا وہ مر گیا۔

ایک روایت ہے کہ اول عزیز مصر معزول کیا گیا اور بعد چندے وہ مر گیا اور راعیل جس کا نام زلیخا تھا اسی وقت آپ علیہ السلام کے عقد میں آ گئی اس لئے کہ اس شریعت میں عدت کا قانون نہ تھا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کے قریب

www.waseemziyai.com

تشریف لائے تو فرمایا:

اَلَیسَ ھٰذَا خَیرٌ مِّمَّا تُرِیدِینَ۔ زلیخا کیا یہ بہتر نہیں اس سے جو تو نے چاہا تھا۔

اس پر زلیخا نے عرض کیا اے صدیق مجھے ملامت نہ کرو میں خوبرو نوجوان تھی عیش وعشرت میں تھی اور عزیز مصر قطفیر کو عورتوں سے سروکار ہی نہ تھا (اس لئے کہ وہ نامرد تھا) اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حسن و جمال عطا کیا تھا کہ اسے دیکھ کر میرا دل قابو میں نہ رہا اللہ نے آپ کو معصوم کیا ہے آپ اس فحش کاری سے محفوظ رہے۔ لیکن میں بھی سوا آپ کے کسی طرف نہ جھکی پاک دامن ہی رہی۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو باکرہ پایا۔ اس کے بعد زلیخا سے دو فرزند ہوئے۔ افرائیم اور منشا اور مصر میں آپ کی حکومت مضبوط ہوئی۔ آپ نے عدل کی بنیادیں قائم فرمائیں ہر زن و مرد کے دل میں آپ کی محبت جاگزین ہوئی اور آپ نے ایام قحط میں قحط سالی سے رعایا کو محفوظ رکھنے کی غرض سے غلوں کے ذخیرے جمع کرنے کی تدبیر فرمائی اور اس کے لئے بہت وسیع عالی شان ذخیرہ جمع کرنے کے گودام تعمیر کرائے اور کافی ذخائر جمع کئے۔

جب فراخی کے سات سال گزر گئے اور قحط کے ایام آئے۔ تو آپ نے بادشاہ کے لئے اور اس کے خدم وحشم کے واسطے روزانہ ایک وقت کا کھانا مقرر کیا۔

ایک روز دوپہر کے وقت ملک ریان نے حضرت سے بھوک کی شکایت کی آپ نے فرمایا یہ قحط کا ابتدائی وقت ہے پہلے سال میں لوگوں کے پاس جو ذخیرے جمع تھے سب ختم ہو گئے اور بازار کی سب منڈیاں خالی ہو گئیں۔

اہل مصر یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر آ کر جنس خریدنے لگے اس ذریعہ رعایا کے درہم و دینار آپ کے پاس آ گئے۔

دوسرے سال زیورات و جواہرات سے غلہ خریدا۔

تیسرے سال چوپائے جانور دے کر غلہ حاصل کیا۔ اب ملک میں کوئی کسی جانور کا مالک نہ رہا۔

چوتھے سال غلہ کے بدلہ تمام غلام باندیاں بیچ دیں۔

پانچویں سال تمام اراضی وعملہ وجاگیریں فروخت کر کے غلہ خریدا۔ اور یہ تمام چیزیں حضرت یوسف علیہ السلام کے قبضہ میں آ گئیں۔

چھٹے سال جب کچھ نہ رہا تو لوگوں نے اپنی اولادیں بیچ کر غلہ حاصل کیا اور وقت گزارا۔

ساتویں سال رعایا کا ہر فرد خود بک گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام کہلانے لگا۔ اب مصر میں کوئی آزاد مرد و عورت باقی نہ رہا۔

جو مرد تھا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام تھا اور جو عورت تھی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کنیز۔ لوگوں کی زبان پر عام طور پر یہی تھا کہ عظمت یوسفی، جلالت یوسفی کا مقابلہ کبھی کوئی سلطنت نہیں کر سکے گی۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا کہ تو نے دیکھا اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کیسا کرم ہے۔ اس نے کتنا بڑا احسان عظیم فرمایا کہ میں کبھی مصر میں غلام کنعانی کہلایا تھا۔ اور آج تمام مصر میرا غلام ہے۔

اب بتا ان سب کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟

www.waseemziyai.com

بادشاہ نے جواب دیا مجھے آپ کے فیصلہ میں کوئی دخل نہیں۔ اس لئے کہ میں اپنی طرف سے آپ کو مختار بنا چکا ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فوراً فرمایا بادشاہ میں تجھے اور اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کیا۔ اور ان کی تمام جاگیریں اور ان کی تمام املاک واپس کیں۔

اس زمانہ قحط میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا تناول نہ فرمایا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اتنے عظیم خزانوں کے مالک ہو کر آپ بھوکے رہتے ہیں تو فرمایا اس اندیشہ سے شکم سیر نہیں ہوتا کہ بھوکوں کو نہ بھول جاؤں۔

بعض مفسرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مصر کے تمام زن و مرد کو حضرت کا زرخرید بنانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ آئندہ کسی کو یہ کہنے کی جرأت اور موقع نہ ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام غلام کی شان میں آئے تھے اور مصر کے ایک شخص قطفیر عزیز مصر کے خریدے ہوئے ہیں۔ بلکہ سب پر یہ بات روشن رہے کہ مصر کا ہر شخص ان کا خریدا ہوا اور آزاد کیا ہوا غلام ہے۔

''نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ۔ ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت سے جسے چاہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے بدلہ نیکوں کا اور اخروی بدلہ یقیناً بہتر ہے ان کے لئے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے''۔

دنیا میں تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نبوت و ملک و دولت سے نوازا اور آخرت کے اجر کا درجہ واضح فرمایا کہ اس اجر سے بدرجہا بہتر ہے۔

ابن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''مومن اپنی نیکیوں کا ثمرہ دنیا و آخرت دونوں میں پاتا ہے اور کافر جو کچھ پاتا ہے دنیا ہی میں پاتا ہے آخرت میں اسے کچھ نہیں سوائے عذاب کے''۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور آئے بھائی یوسف کے تو حاضر ہوئے (یوسف کے) دربار میں تو پہچان لیا انہیں یوسف نے اور وہ اس سے انجان رہے۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾

اور جب ان کا سامان مہیا کر دیا کہا اپنا سوتیلا بھائی میرے پاس لاؤ کیا تم نہیں دیکھتے میں پیمانہ پورا دیتا ہوں اور میں بہترین مہمان نواز ہوں۔

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾

تو اگر نہیں لائے تم میرے پاس تو نہیں ہے پیمانہ تمہارے لئے میرے پاس اور تم قریب بھی نہ آنا۔

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

بولے ہم ضرور کوشش کریں گے اس کی اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا ہے۔

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ

اور کہا (یوسف نے) اپنے غلاموں کو کر دو ان کی پونجی ان کی خورجیوں میں شاید وہ اسے پہچانیں جب لوٹ کر

www.waseemziyai.com

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾

جائیں اپنے گھر شاید وہ پھر آئیں۔

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾

توجب وہ گئے اپنے باپ کی طرف بولے ابا جان ہم سے غلہ روک دیا گیا تو بھیج دیجئے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو کہ پیمانہ کرا کر غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾

فرمایا (یعقوب) نے کیا تم پر ویسا ہی اعتبار کرلوں جیسا اس کے بھائی کے لئے کیا تھا پہلے۔ تو اللہ ہی بہترین محافظ ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَ نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾

توجب کھولا انہوں نے اپنا اسباب تو پائی اپنی پونجی جوان کو پھیر دی گئی بولے ابا جان ہم کیا چاہیں یہ ہمارے حصہ کا غلہ ہے جو لوٹا دیا گیا ہمیں اور اپنا گھر کا غلہ لائیں اور حفاظت کریں اپنے بھائی کی اور زیادہ پائیں پیمانہ ایک اونٹ کا یہ پیمانہ اس بادشاہ کو دینا آسان ہے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾

فرمایا (یعقوب) نے ہرگز نہ بھیجوں گا میں اسے تمہارے ساتھ جب تک نہ دو اللہ کا یہ عہد کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر یہ کہ تم گھیرے جاؤ وہاں تو جب دے دیا انہوں نے (یعقوب) کو عہد بولے اللہ کا ذمہ ہے اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور فرمایا (یعقوب) نے اے میرے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازے سے اور داخل ہونا جدا جدا دروازوں سے اور میں نہیں بچا سکتا تمہیں اللہ سے کسی طرح کوئی حکم نہیں مگر اللہ کا اسی پر بھروسہ ہے میرا اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ ع

اور جب داخل ہوئے ویسے ہی جس طرح انہیں کہا تھا ان کے باپ نے نہ بچا سکا انہیں اللہ سے کچھ مگر ایک حاجت تھی جی میں یعقوب کے وہ پوری کی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

www.waseemziyai.com

حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَجَآءَ - اور آئے
عَلَيْهِ - اس پر
مُنْكِرُوْنَ - نہ پہچانتے تھے
قَالَ - کہا
مِّنْ اَبِيْكُمْ - باپ کی طرف سے
اَنِّيْ - کہ بے شک میں
خَيْرُ - بہترین
بِهٖ - اس کو
عِنْدِيْ - میرے پاس
سَنُرَاوِدُ - ہم کوشش کریں گے
وَ اِنَّا - اور ہم یقیناً
اجْعَلُوْا - رکھ دو
لَعَلَّهُمْ - تاکہ وہ
اِلٰى - طرف
فَلَمَّا - پھر جب
قَالُوْا - بولے
الْكَيْلُ - ماپ
نَكْتَلْ - ہم ماپ لائیں
قَالَ - فرمایا
اِلَّا كَمَآ - مگر جیسے
اَخِيْهِ - اس کے بھائی کے
حٰفِظًا - محافظ ہے
وَلَمَّا - اور جب
بِضَاعَتَهُمْ - اپنی پونجی
يٰۤاَبَانَا - اے ہمارے باپ
رُدَّتْ - واپس کی گئی
وَنَحْفَظُ - اور حفاظت کریں گے

اِخْوَةُ - بھائی
فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ - اور وہ پہچان گئے ان کو اور وہ سب
وَلَمَّا - اور جب
ائْتُوْنِيْ - لاؤ میرے پاس
بِاَخٍ - بھائی
اَلَا - کیا نہیں
اُوْفِيْ - پورا ماپتا ہوں
الْمُنْزِلِيْنَ - مہمان نواز ہوں
فَلَا - تو نہیں ہے
وَلَا - اور نہ
لَفٰعِلُوْنَ - کرنے والے ہیں
بِضَاعَتَهُمْ - ان کی پونجی
يَعْرِفُوْنَهَآ - پہچانیں اس کو
اَهْلِهِمْ - اپنے گھر والوں کے
رَجَعُوْٓا - واپس آئے
يٰۤاَبَانَا - اے ہمارے باپ
فَاَرْسِلْ - پھر بھیج
وَ اِنَّا - اور بے شک ہم
هَلْ - کیا
اَمِنْتُكُمْ - میں نے اعتبار کیا تمہارا
مِنْ قَبْلُ - پہلے
وَّهُوَ - اور وہ
فَتَحُوْا - کھولا انہوں نے
رُدَّتْ - کہ واپس کی گئی ہے
مَا نَبْغِيْ - ہم کیا چاہیں
اِلَيْنَا - ہماری طرف

يُوْسُفَ - یوسف کے
فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ - اور وہ پہچان گئے ان کو اور وہ سب
جَهَّزَهُمْ - تیار کر دیا ان کو
بِاَخٍ - بھائی
اَلَا - کیا نہیں
الْكَيْلَ - پیمانہ
فَاِنْ - پھر اگر
كَيْلَ - ماپ
تَقْرَبُوْنِ - قریب آنا میرے
عَنْهُ - اس کے متعلق
وَقَالَ - اور کہا
فِيْ - بیچ
اِذَا - جب
لَعَلَّهُمْ - تاکہ وہ
اِلٰى - طرف
مُنِعَ - روک دیا گیا
مَعَنَآ - ہمارے ساتھ
لَهٗ - اس کی
اٰمَنُكُمْ - میں اعتبار کروں تمہارا
اَمِنْتُكُمْ - میں نے اعتبار کیا تمہارا
فَاللّٰهُ - پھر اللہ ہی
اَرْحَمُ - بہترین
مَتَاعَهُمْ - اپنا سامان
اِلَيْهِمْ - ان کی طرف
هٰذِهٖ - یہ ہے
وَنَمِيْرُ - اور ہم غلہ لائیں گے
اَخَانَا - اپنے بھائی کی

فَدَخَلُوْا - وہ داخل ہوئے
لَهٗ - اس کو
بِجَهَازِهِمْ - ان کا سامان
لَّكُمْ - اپنا
تَرَوْنَ - دیکھتے تم
وَاَنَا - اور میں
لَّمْ تَاْتُوْنِيْ - نہ لاؤ میرے پاس
لَكُمْ - تمہارے لئے
قَالُوْا - بولے
اَبَاهُ - اس کے باپ سے
لِفِتْيٰنِهِ - اپنے جوانوں کو
رِحَالِهِمْ - ان کی خورجیوں کے
انْقَلَبُوْٓا - پھر یں وہ
يَرْجِعُوْنَ - واپس آئیں
اَبِيْهِمْ - اپنے باپ کی
مِنَّا - ہم سے
اَخَانَا - ہمارے بھائی کو
لَحٰفِظُوْنَ - حفاظت کریں گے
عَلَيْهِ - اس سے
عَلٰٓى - اوپر
خَيْرٌ - بہتر
الرّٰحِمِيْنَ - رحم کرنے والا ہے
وَجَدُوْا - تو پائی انہوں نے
قَالُوْا - بولے
بِضَاعَتُنَا - ہماری پونجی
اَهْلَنَا - گھر والوں کے لئے
وَنَزْدَادُ - اور زیادہ لائیں

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

گے
گَیْلَ۔ماپ
بَعِیْرٍ۔ایک اونٹ کا
ذٰلِكَ۔یہ ہے
گَیْلٌ۔ماپ
یَّسِیْرٌ۔آسان
قَالَ۔فرمایا
لَنْ اُرْسِلَهٗ۔میں کبھی نہ
بھیجوں گا اسے
مَعَكُمْ۔تمہارے ساتھ
حَتّٰی۔یہاں تک کہ
تُؤْتُوْنِ۔دو تم مجھے
مَوْثِقًا۔عہد
مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ کا
لَتَاْتُنَّنِیْ۔کہ ضرور لاؤ گے تم میرے پاس
بِهٖ۔اس کو
اِلَّاۤ اَنْ۔مگر یہ کہ
یُّحَاطَ۔گھیرے جاؤ
بِكُمْ۔تم
فَلَمَّاۤ۔پھر جب
اٰتَوْهُ۔دیا اس کو انہوں نے
مَوْثِقَهُمْ۔اپنا عہد
قَالَ اللّٰهُ۔کہا اللہ
عَلٰی مَا۔اس پر جو
نَقُوْلُ۔ہم کہتے ہیں
وَكِیْلٌ۔کارساز ہے
وَقَالَ۔اور فرمایا
یٰبَنِیَّ۔اے میرے بیٹو
لَا تَدْخُلُوْا۔نہ داخل ہو
مِنْۢ بَابٍ۔دروازے
وَّاحِدٍ۔ایک سے
وَّادْخُلُوْا۔اور داخل ہو
مِنْ اَبْوَابٍ۔دروازوں
مُّتَفَرِّقَةٍ۔مختلف سے
وَمَاۤ۔اور نہیں
اُغْنِیْ۔کفایت کرتا میں
عَنْكُمْ۔تم سے
مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
مِنْ شَیْءٍ۔کچھ بھی
اِنِ۔نہیں ہے
الْحُكْمُ۔حکم
اِلَّا۔مگر
لِلّٰهِ۔اللہ کا
عَلَیْهِ۔اسی پر
تَوَكَّلْتُ۔میں نے توکل کیا
وَعَلَیْهِ۔اور اسی پر
فَلْیَتَوَكَّلِ۔بھروسہ کریں
الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔بھروسہ کرنے والے
وَلَمَّا۔اور جب
دَخَلُوْا۔داخل ہوئے
مِنْ حَیْثُ۔جہاں سے
اَمَرَهُمْ۔ان کو حکم دیا تھا
اَبُوْهُمْ۔ان کے باپ نے
مَا كَانَ۔نہیں تھا
یُغْنِیْ۔کفایت کرسکتا تھا
عَنْهُمْ۔ان سے
مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
مِنْ شَیْءٍ۔کچھ بھی
اِلَّا۔مگر
حَاجَةً۔ایک خواہش تھی
فِیْ نَفْسِ۔نفس
یَعْقُوْبَ۔یعقوب میں
قَضٰىهَا۔جو پوری کرلی اس نے
وَاِنَّهٗ۔اور بے شک وہ
لَذُوْ۔صاحب
عِلْمٍ۔علم تھا
لِّمَا۔جو
عَلَّمْنٰهُ۔ہم نے اسے سکھایا
وَلٰكِنَّ۔اور لیکن
اَكْثَرَ۔اکثر
النَّاسِ۔لوگ
لَا یَعْلَمُوْنَ۔نہیں جانتے

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

''وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ۔اور آئے بھائی یوسف کے تو داخل ہوئے دربار میں تو پہچان لیا یوسف نے انہیں اور وہ اس سے انجان رہے''۔

قحط کی شدت نے نہ صرف اہل مصر پر اثر ڈالا بلکہ یہ بلا عام ہوگئی اور بلاد و امصار بھی اس قحط کی شدت سے پریشان ہو کر غلہ لینے کے لئے مصر آنے لگے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ ایک اونٹ سے زیادہ کا بار کسی کو نہ دیا جائے تاکہ مساوات قائم رہے اور سب کی مصیبت میں آسانی رہے۔ چنانچہ یہ مصیبت شام سے کنعان بھی پہنچی اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے علاوہ اپنے دسوں بیٹوں کو غلہ کے لئے مصر بھیجا انہیں ہر حال میں دربار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے روبرو پیش ہونا تھا۔ چنانچہ یہ پیش ہوئے آپ نے پہچان لیا مگر وہ طویل مدت گزر جانے اور اس امر کا یقین رکھنے کے باعث نہ پہچان سکے کہ

www.waseemziyai.com

نہ معلوم یوسف بک بکا کر کہاں گئے یا زندہ بھی ہیں یا نہیں اب تک کنویں میں ڈالنے کے بعد سے چالیس سال کا زمانہ گزر چکا تھا انہیں تو قریب قریب اس امر کا یقین غالب تھا کہ آپ انتقال فرما چکے ہوں گے۔

اور یہاں قضاء وقدر نے اپنے دریچۂ قدرت سے یہ کرشمہ دکھانا تھا کہ وہ تخت سلطنت پر متمکن ہیں اور شاہانہ لباس میں سطوت وجبروت شاہی پر جلوہ افروز ہیں اس وجہ سے وہ پہچان ہی نہ سکتے تھے بھائیوں نے عبرانی زبان میں آپ علیہ السلام سے عرض معروض کی آپ علیہ السلام نے بھی انہیں عبرانی میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا تم لوگ کون ہو انہوں نے عرض کیا ہم شام کے رہنے والے ہیں اور قحط کی مصیبت کے مارے یہاں آئے ہیں۔ اور آپ سے غلہ خریدنا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا تم جاسوس تو نہیں ہو؟

سب بھائیوں نے عاجزانہ جواب دیا کہ قسم بخدا ہم جاسوس نہیں ہم سب بھائی ہیں اور ایک باپ سے ہیں اور ہمارے باپ بہت بزرگ معمر ہیں اور ان کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام ہے وہ اللہ عزوجل کے نبی ہیں۔

آپ نے فرمایا تم کتنے بھائی ہو؟

کہنے لگے حضور ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی ہمارے ساتھ جنگل گیا تھا اسے بھیڑیا کھا گیا اور وہ بھائی ہم سب میں باپ کو بہت پیارا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اب تم کتنے بھائی ہو؟

عرض کیا حضور ہم دس ہیں۔

فرمایا گیارہواں کہاں ہے؟

بولے حضور وہ والد صاحب کے پاس ہے کیونکہ جو بھائی ہلاک ہو گیا وہ اسی کا حقیقی بھائی ہے۔ والد صاحب کو اس سے کچھ تسلی ہوتی ہے اس لئے ہم ساتھ نہ لائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا ان کے اونٹ بھر دیئے جائیں اور ان کی میزبانی فرما کر مکلّف دعوت کے بعد انہیں زادسفر دے کر رخصت کر دیا اور فرمایا اگر وہ بھائی بھی یہاں آیا تو اس کا اونٹ بھی بھر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔ (روح المعانی)

''وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ۔ اور جب ان کا انتظام فرمایا تو کہا اپنا وہ بھائی جو سوتیلا ہے میرے پاس لاؤ (تو اس کا حصہ بھی لے جاؤ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا پیمانہ دیتا ہوں اور میں آنے والوں کے لئے بہترین میزبان ہوں''۔

وَاَصْلُ الْجَهَازِ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْمُسَافِرُ مِنْ زَادٍ وَّ مَتَاعٍ وَ جَهَازُ الْعُرُوْسِ مَا تُزَفُّ بِهٖ اِلٰى زَوْجِهَا وَالْمَيِّتِ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ فِيْ دَفْنِهٖ۔

اور جہاز اصل میں وہ سامان ہے جس کی مسافر کو ضرورت ہو اور دلہن کا جہاز وہ سامان ہے جو اسے جہیز کے طور پر شادی کے موقعہ پر دیا جاتا ہے اور میت کا جہاز وہ سامان ہے جو اس کے کفن دفن کے کام آئے۔

تو دسوں بھائیوں کے اونٹ بھر کر فرمایا گیارہواں آئے گا تو اپنا حصہ لے جائے گا بلکہ شاید اسے اور زیادہ دیا جائے اور جو قیمت غلہ کی انہوں نے ادا کی تھی وہ خفیہ طور پر انہیں اونٹوں میں رکھوا دی۔ جس کا ذکر آگے ہے۔

www.waseemziyai.com

''فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ۔ تو اگر تم اسے لے کر میرے پاس نہ آئے تب تمہارے لئے میرے پاس پیمانہ نہیں ہے اور تم بھی میرے پاس نہ آنا بولے ہم کوشش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں ضرور ایسا کرنا ہے اور (یوسف نے) غلاموں کو حکم دیا کہ ان کی رقم ان ہی کی خورجیوں میں رکھ دو شاید وہ اسے پہچانیں جب اپنے گھر لوٹ کر جائیں اور شاید واپس آئیں''۔

یعنی ان کی ادا کی ہوئی رقم انہی کی خورجیوں میں غلاموں کو حکم دے کر رکھا دی تا کہ جب وہ اپنا سامان کھولیں تو اپنی خورجیوں میں دیکھ کر جانیں کہ بادشاہ مصر میں اس شان کی سخاوت ہے دوسرے ایام قحط میں ان کے کام آئے اور علانیہ وہ رقم لینے سے جو شرم آتی اس سے بھی محفوظ رہیں اور اس لالچ میں پھر آنے کی سعی کریں۔ اور بنیامین کو بھی ساتھ لے آئیں۔ یا خیال کریں کہ یہ رقم بھولے سے آ گئی ہے لہٰذا واپس کرنے کے خیال سے آ جائیں۔ (روح المعانی)۔

''فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ۔ تو جب وہ لوٹ کر آئے اپنے باپ کے پاس بولے ابا جان روکا گیا ہم سے غلہ کا پیمانہ تو بھیج دیجئے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی (بنیامین) کو کہ پیمانہ کرا کر غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔ فرمایا یعقوب نے کیا میں تم پر ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا''۔

برادران یوسف علیہ السلام نے واپس آ کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے وہاں کا سب حال سنا کر عرض کیا کہ ایک اونٹ کا بار غلہ ہم سے روک لیا گیا محض اس وجہ سے کہ ہمارا گیارہواں بھائی ہمارے ساتھ نہ تھا۔ لہٰذا اب آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تا کہ وہ بھی غلہ لا سکیں اور مطمئن رہئے ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے اور اگر آپ نے بنیامین کو نہ بھیجا تو غلہ نہ ملے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح اس کے بھائی کی تم نے حفاظت کی تھی کیا ویسی ہی محافظت اس کی کرو گے اور میں اسی طرح کا بھروسہ تم پر کر لوں تم نے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے لے جانے کے وقت بھی پوری ذمہ داری لی تھی۔

''فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا۔ خیر تم تو کیا حفاظت کرو گے اللہ ہی بہترین محافظ ہے اور وہی بڑا رحم والا ہے مہربانوں میں۔ تو جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی دی ہوئی رقم خورجیوں میں پائی جو (خفیہ) واپس کر دی گئی تھی۔ بولے ابا جان اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری رقم جو ہمیں واپس کر دی گئی اور ہم اپنے گھر کے لئے اور غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بار اور زیادہ پائیں یہ بار بادشاہ کے لئے بہت آسان ہے''۔

نَمِیْرُ اَهْلَنَا۔ کے معنی نَجْلِبُ لَهُمُ الْمِیْرَةَ طَعَامٌ یَمْتَارُهُ الْاِنْسَانُ اَیْ مَا یَجْلِبُهٗ ہیں۔ یعنی میرہ وہ طعام ہے جو انسان اپنے گھر لائے۔

''یہ بادشاہ پر بہت آسان ہے''۔ اس لئے کہ جس بادشاہ نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہماری ادا کی ہوئی رقم بھی خفیہ طور پر ہماری خورجیوں میں رکھا دی اور اس طرح دے دی اس کے لئے ایک اونٹ کا غلہ لدوا کر دے دینا کیا مشکل ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

''قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ۔ فرمایا میں ہرگز تمہارے ساتھ (بنیامین کو) نہ بھیجوں گا

www.waseemziyai.com

جب تک تم مجھے اللہ کا عہد نہ دے دو کہ ضرور اسے اپنے ساتھ لے کر آؤ گے مگر یہ کہ تم ہی گھیرے جاؤ''۔

اللہ کا عہد یعنی جب تک قسم کھا کر اقرار نہ کرو گے کہ ہم حضرت بنیامین کو ضرور بہ حفاظت واپس لائیں گے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ بھیجنے کو تیار نہیں۔ البتہ اگر تم سب ہی کہیں گھیرے جاؤ تو وہ قسم تم پر نہیں ہوگی تم اس سے بری ہو۔

''فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ تو جب انہوں نے یعقوب کو عہد دے دیا اور کہا جو ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ کا ذمہ ہے''۔

تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت بنیامین کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا اور ساتھ ہی ہدایت کی جس کا ذکر آگے ہے:

''وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ۔ اور فرمایا دیکھو بیٹو تم سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا (بلکہ) جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا حکم تو یقیناً اللہ کا ہی ہے۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے''۔

یہ علیحدہ علیحدہ شاہی محل میں داخلہ کی ہدایت نظر بد سے محفوظ رہنے کے لئے آپ نے فرمائی۔ اس لئے کہ درباریوں کے سامنے جب گیارہ کے گیارہ یک دم پہنچیں تو کہیں کثرت دیکھ کر کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، :اَلْعَيْنُ حَقٌّ۔ نظر حق ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

پہلی بار جب یہ گئے تو اس وقت آپ نے نظر بد کی پرواہ نہ کی اور اب جب کہ بنیامین ہمراہ تھے تو نظر وغیرہ کے احتمالات کیوں پیدا ہو گئے اس کا جواب یہ ہے کہ

پہلی بار جب گئے تو وہاں کسے معلوم تھا کہ یہ سب ایک باپ کی اولاد ہیں اور اب ایسی صورت میں جا رہے ہیں کہ وہاں درباریوں کو یہ علم ہو چکا تھا کہ یہ سب ایک باپ کے بیٹے ہیں اس بنا پر نظر بد کی حفاظت کے لئے علیحدہ علیحدہ جانے کا حکم دیا گیا۔

اس سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ آفتوں اور بلاؤں سے بچنے کی تدبیر اور مناسب احتیاط کرنا طریقۂ انبیاء علیہم السلام ہے اور اس کے ساتھ ہی تمام امور اللہ عزوجل کے بھروسہ پر چھوڑ دیں۔ جیسا تعلیم توکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَعْقِلْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اونٹ کو باندھ کر اللہ پر بھروسہ کر اور یہ یقین رکھ کہ جو مقدر میں ہے وہ کسی تدبیر سے ٹل نہیں سکتا۔

''وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ۔ اور جب وہ داخل ہوئے جیسے حکم دیا تھا ان کے باپ نے ان کو وہ کچھ انہیں اللہ سے نہ بچا سکتا مگر ایک خواہش تھی حضرت یعقوب کے دل میں جو اس نے پوری کر لی اور بے شک وہ ذی علم ہے ہمارے سکھائے سے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

چنانچہ بموجب ہدایت حضرت یعقوب علیہ السلام شہر کے مختلف دروازوں سے یہ داخل ہوئے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع دی کہ حضور ہم حاضر ہیں۔ آگے کا بیان نویں رکوع میں ہے۔ (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾	اور جب داخل ہوئے یوسف پر جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو کہا میں تیرا ہی بھائی ہوں تو نہ غم کر جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔
فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ	تو جب ان کا سامان مہیا کر دیا وہ پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا پھر منادی دی ندا دینے والے نے

www.waseemziyai.com

لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾
اے قافلہ والو! تم چور ہو۔

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾
بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تم نے کیا چیز گم کی۔

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾
بولے ہم نے گم کیا بادشاہ کا پیمانہ اور جو لائے گا اسے اس کے لئے بوجھ ایک اونٹ کا اور ہم اس کے ضامن ہیں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾
کہنے لگے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے ہم نہیں آئے کہ فساد کریں زمین میں اور نہیں ہم چور۔

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾
بولے تو کیا سزا ہے اس کی اگر ہو تم جھوٹے۔

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾
بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے کجاوے میں وہ ملے وہی اس کے بدلے غلام بنے ہمارے یہاں یہی سزا ہے ظالموں کی۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾
تو کھولا ان کی خورجیوں کو اپنے بھائی (بنیامین) کی خورجی سے پہلے پھر نکالا اسے اپنے بھائی (بنیامین) کی خورجی سے یہی تدبیر بتائی ہم نے یوسف کو نہیں حق تھا یوسف کو کہ (بلاوجہ) لے اپنے بھائی کو قانون شاہی میں مگر یہ کہ خدا چاہے۔ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہیں اور ہر علم والے سے بلند ایک علم والا ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾
بولے اگر اس نے چوری کی تو بے شک چوری کر چکا ہے اس کا بھائی اس سے پہلے تو یوسف نے ان کی بات دل میں رکھی اور ظاہر نہ کی انہیں جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بنا رہے ہو۔

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾
بولے اے عزیز اس کے ایک باپ ہیں بڑے بوڑھے تو لے لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ بے شک ہم دیکھتے ہیں تمہیں احسان کرنے والا۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾
فرمایا پناہ بخدا ہم کیسے لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا سامان ملا ورنہ ہم ظالموں سے ہیں۔

حل لغات نواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَلَمَّا - اور جب
دَخَلُوْا - داخل ہوئے
عَلٰى - اوپر
يُوْسُفَ - یوسف کے

www.waseemziyai.com

اٰوٰی۔جگہ دی
اِنِّیۡ۔بے شک میں
تَبۡتَئِسۡ۔برا منا
فَلَمَّا۔پھر جب
السِّقَایَۃَ۔پیمانہ
اَذَّنَ۔آواز دی
اِنَّکُمۡ۔یقیناً تم
عَلَیۡہِمۡ۔ان پر
نَفۡقِدُ۔ہم گم پاتے ہیں
جَآءَ۔لائے گا
وَّاَنَا۔اور میں
تَاللّٰہِ۔خدا کی قسم
لِنُفۡسِدَ۔کہ فساد کرتے پھریں
سٰرِقِیۡنَ۔چور
اِنۡ۔اگر
جَزَآؤُہٗ۔اس کا بدلہ
فَھُوَ۔تو وہی
الظّٰلِمِیۡنَ۔ظالموں کو
وِعَآءِ۔بورے
مِنۡ وِّعَآءِ۔بورے
لِیُوۡسُفَ۔یوسف کے لئے
فِیۡ دِیۡنِ۔قانون
اللّٰہُ۔اللہ
نَّشَآءُ۔چاہیں ہم
عَلِیۡمٌ۔کوئی علم والا ہے
فَقَدۡ۔تو بے شک
فَاَسَرَّھَا۔تو چھپایا اس کو
کیا اس کو

اِلَیۡہِ۔اپنے پاس
اَنَا۔میں ہی
بِمَا۔اس کا جو
جَھَّزَھُمۡ۔تیار کر دیا ان کو
فِیۡ رَحۡلِ۔بورے میں
مُؤَذِّنٌ۔آواز دینے والے نے
لَسٰرِقُوۡنَ۔چور ہو
مَّاذَا۔کیا
صُوَاعَ۔پیمانہ
بِہٖ۔اس کو اس کے لئے
بِہٖ۔اس کا
لَقَدۡ۔یقیناً
فِی الۡاَرۡضِ۔زمین میں
قَالُوۡا۔بولے
کُنۡتُمۡ۔ہو تم
مَنۡ۔وہ ہے جو
جَزَآؤُہٗ۔اس کا بدلہ ہے
فَبَدَاَ۔پھر شروع کیا
اَخِیۡہِ۔اپنے بھائی سے
کَذٰلِکَ۔اسی طرح
لِیَاۡخُذَ۔کہ پکڑ سکتا
اِلَّاۤ اَنۡ۔مگر یہ کہ
دَرَجٰتٍ۔درجے
کُلِّ۔ہر ایک
اِنۡ۔اگر
سَرَقَ۔چوری کی تھی
یُوۡسُفُ۔یوسف نے
لَھُمۡ۔ان کے سامنے

اَخَاہُ۔اپنے بھائی کو
اَخُوۡکَ۔تیرا بھائی ہوں
کَانُوۡا۔وہ تھے
بِجَھَازِھِمۡ۔ان کا سامان
اَخِیۡہِ۔اپنے بھائی کے
اَیَّتُھَا۔اے
قَالُوۡا۔بولے
تَفۡقِدُوۡنَ۔گم پاتے ہو
الۡمَلِکِ۔بادشاہ کا
حِمۡلُ۔بوجھ ہے
زَعِیۡمٌ۔ضامن ہوں
عَلِمۡتُمۡ۔تم نے جانا کہ
وَمَا۔اور نہیں
فَمَا۔پھر کیا
کٰذِبِیۡنَ۔جھوٹے
وُّجِدَ۔پایا جائے
کَذٰلِکَ۔اسی طرح
بِاَوۡعِیَتِھِمۡ۔ان کے بوروں سے
ثُمَّ۔پھر
اَخِیۡہِ۔اپنے بھائی سے
کَذٰلِکَ۔اسی طرح
مَا کَانَ۔نہیں تھا
الۡمَلِکِ۔شاہی میں
نَرۡفَعُ۔بلند کرتے ہیں ہم
وَفَوۡقَ۔اور اوپر
قَالُوۡۤا۔بولے
سَرَقَ۔چوری کی تھی
اَخٌ لَّہٗ۔اس کے بھائی نے بھی
فِیۡ نَفۡسِہٖ۔اپنے دل میں
قَالَ۔فرمایا

قَالَ۔فرمایا
فَلَا۔سو نہ
یَعۡمَلُوۡنَ۔کرتے
جَعَلَ۔رکھ دیا
ثُمَّ۔پھر
الۡعِیۡرُ۔قافلے والو
وَاَقۡبَلُوۡا۔اور متوجہ ہوئے
قَالُوۡا۔بولے
وَلِمَنۡ۔اور جو آدمی
بَعِیۡرٍ۔ایک اونٹ کا
قَالُوۡا۔بولے
مَّاجِئۡنَا۔نہیں آئے ہم
کُنَّا۔ہیں ہم
جَزَآؤُہٗ۔بدلہ ہے اس کا
قَالُوۡا۔بولے
فِیۡ رَحۡلِہٖ۔اس کے بورے میں
نَجۡزِی۔بدلہ دیتے ہیں ہم
قَبۡلُ۔پہلے
اسۡتَخۡرَجَھَا۔نکالا اس کو
کِدۡنَا۔تدبیر کی ہم نے
اَخَاہُ۔اپنے بھائی کو
یَّشَآءَ۔چاہے
مَّنۡ۔جس کے
ذِیۡ عِلۡمٍ۔علم والے کے
یَّسۡرِقۡ۔اس نے چوری کی ہے
مِنۡ قَبۡلُ۔پہلے
وَلَمۡ یُبۡدِھَا۔اور نہ ظاہر
اَنۡتُمۡ۔تم

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

شَرٌّ۔ برے ہو
بِمَا۔ جو کچھ
الْعَزِيْزُ۔ عزیز
شَيْخًا۔ بوڑھا
مَكَانَهٗ۔ اس کی جگہ
لوگوں سے
اَنْ۔ یہ کہ
مَتَاعَنَا۔ اپنا سامان
لَظٰلِمُوْنَ۔ یقیناً ظالم ہوں گے

مَّكَانًا۔ مرتبہ میں
تَصِفُوْنَ۔ تم بیان کرتے ہو
اِنَّ۔ بے شک
كَبِيْرًا۔ بڑا ہی
اِنَّا۔ بے شک ہم
قَالَ۔ فرمایا
نَّاْخُذَ۔ پکڑیں ہم
عِنْدَهٗٓ۔ اس کے پاس

وَاللّٰهُ۔ اور اللہ
قَالُوْا۔ بولے
لَهٗٓ۔ اس کا
فَخُذْ۔ سو تو لے لے
نَرٰىكَ۔ دیکھتے ہیں تجھے
مَعَاذَ۔ پناہ
اِلَّا مَنْ۔ مگر اس کو
اِنَّآ۔ بے شک ہم

اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
يٰٓاَيُّهَا۔ اے
اَبًا۔ باپ ہے
اَحَدَنَا۔ ہم میں سے ایک
مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیک
اللّٰهِ۔ خدا کی
وَّجَدْنَا۔ کہ پایا ہم نے
اِذًا۔ اس وقت

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

''وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اور جب داخل ہوئے وہ یوسف پر جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو کہا میں یقیناً تیرا بھائی ہوں تو نہ غم کر یہ جو کچھ کر رہے ہیں (کرنے دے)''۔

برادران یوسف حضرت بنیامین کو جب لے کر آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع دی کہ ہم آپ کے پاس اپنے بھائی بنیامین کو لے آئے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا پھر انہیں عزت سے اپنے یہاں مہمان بنایا اور دسترخوان علیحدہ علیحدہ لگا کر دو دو کو ایک ایک دسترخوان پر بٹھایا سب دو دو دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ حضرت بنیامین تنہا رہ گئے آپ کو اس وقت فطرتاً اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کی یاد نے رلا دیا اور کہنے لگے آج اگر میرا بھائی یوسف ہوتا تو وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھاتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دسترخوان پر بٹھا لیا اور فرمایا: بَقِيَ اَخُوْكُمْ بِنْيَامِيْنُ وَحِيْدًا فَقَالُوْا لَهٗ كَانَ لَهٗ اَخٌ فَهَلَكَ قَالَ فَاَنَا اُجْلِسُهٗ مَعِيْ فَاَخَذَهٗ وَ اَجْلَسَهٗ مَعَهٗ عَلٰى مَائِدَةٍ وَ جَعَلَ يُوَاكِلُهٗ۔ تمہارا ایک بھائی بنیامین اکیلا رہ گیا ہے۔ بھائیوں نے عرض کیا حضور ان کا ایک بھائی تھا وہ ہلاک ہو گیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہم اسے اپنے ساتھ بٹھا رہے ہیں اور انہیں لے کر اپنے ہی دسترخوان پر بٹھا لیا اور کھانا شروع کر دیا۔

فَلَمَّا كَانَ الَّيْلُ اَمَرَهُمْ بِمِثْلِ ذَالِكَ وَ قَالَ يَنَامُ كُلُّ اثْنَيْنِ مِنْكُمْ عَلٰى فِرَاشٍ فَبَقِيَ بِنْيَامِيْنُ وَحْدَهٗ فَقَالَ هٰذَا يَنَامُ عِنْدِيْ عَلٰى فِرَاشٍ فَنَامَ مَعَ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَجَعَلَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَضُمُّهٗ وَ يَشُمُّ رِيْحَهٗ حَتّٰى اَصْبَحَ وَ سَاَلَهٗ عَنْ وُلْدِهٖ فَقَالَ لَهٗ عَشَرَةُ بَنِيْنَ اِشْتَقَقْتُ اَسْمَاءَهُمْ مِنْ اِسْمِ اَخٍ لِّيْ هَلَكَ فَقَالَ لَهٗ اَتُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ اَخَاكَ بَدَلَ اَخِيْكَ الْهَالِكِ قَالَ مَنْ يَّجِدُ اَخًا مِثْلَكَ اَيُّهَا الْمَلِكُ وَلٰكِنْ لَمْ يَلِدْكَ يَعْقُوْبُ وَلَا رَاحِيْلُ فَبَكٰى يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَامَ اِلَيْهِ وَ عَانَقَهٗ وَ تَعَرَّفَ اِلَيْهِ عِنْدَ ذَالِكَ وَ قَالَ اِنِّيْ اَنَا اَخُوْكَ يُوْسُفُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)۔

تو جب رات ہوئی تو سب کو ایک ایک بستر پر دو دو بھائیوں کے سونے کا حکم ہوا اس موقعہ پر بھی بنیامین تنہا رہ گئے تو

www.waseemziyai.com

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ ہمارے ساتھ سوئیں گے تو بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ سوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں خوب پیار کیا اور ان کی خوشبو لی حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔

پھر یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب کی اولاد کے متعلق دریافت کیا۔ بنیامین نے عرض کیا دس بیٹے ایک باپ اور ایک ماں سے ہیں اور میں اور یوسف میرے بھائی ایک ماں سے تھے اب میں تنہا ہوں میرے بھائی ہلاک ہو چکے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ ہم تمہارے بھائی بن جائیں تمہارے حقیقی بھائی کے بدلے۔ بنیامین نے نہایت سنجیدہ جواب دیا۔ عرض کیا حضور آپ جیسا بھائی کسے مل سکتا ہے لیکن آپ کو یعقوب علیہ السلام کی نسبت تولید اور راحیل سے نسبت ولادت نہیں یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے آنسو نکل پڑے اور آپ نے کھڑے ہو کر بنیامین کو گلے لگا لیا اور بتایا کہ بنیامین غم نہ کر میں تیرا بھائی یوسف ہوں۔ اب اس کا غم نہ کر جو یہ کر رہے ہیں۔

لَا تَبْتَئِسْ۔ کے معنی لَا تَحْزَنْ ہوتے ہیں۔ (روح المعانی)

آپ نے اپنے بھائی کو مطمئن فرما کر فرمایا کہ اس راز سے باقی بھائیوں کو مطلع نہ کرنا اور اب میں تمہیں اپنے سے جدا نہ ہونے دوں گا۔ بنیامین نے عرض کیا یہ تو صحیح ہے مگر آپ کی جدائی کا انہیں یعنی والد کو کافی غم پہنچ چکا ہے اور میرے رکھنے سے مزید غم ہوگا۔ آپ نے فرمایا اب غم کے ایام ختم ہو چکے اس کی پرواہ نہ کرو لیکن تمہارے روکنے کیلئے بجز اس کے اور کوئی سبیل نہیں ہے کہ میں تمہاری طرف کوئی غیر پسندیدہ بات منسوب کروں۔ بنیامین نے کہا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

''فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ۔ تو جب ان کا سامان مہیا کر دیا''۔

یعنی ہر ایک کو ایک بار شتر غلہ دے دیا اور ایک بار شتر بنیامین کے نام کا خاص کر دیا۔ جہاز کا لغوی عرفی استعمال آٹھویں رکوع میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ تو خلاصہ آیت یہ ہے کہ ان دس بھائیوں کے ساتھ گیارہویں بھائی بنیامین کا اونٹ بھی لاد دیا گیا۔

''مگر اس میں بموجب حکم شاہی نظر بچا کر حضرت یوسف علیہ السلام کا شاہی سقایہ جس میں آپ پانی نوش فرماتے تھے رکھ دیا اور حضرت بنیامین کی خورجی میں اسے چھپا دیا''۔

اسی پیالہ سے رعایا کو کھانا بھی ماپ کر دیا جاتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ وہ برتن تھا جس سے جانوروں کو پانی دیا جاتا اور اس سے دانہ بھی ماپ کر دیتے تھے۔

اور یہ پیالہ یا پیمانہ چاندی کا مرصع بہ جواہر تھا بروایت عکرمہ رحمہ اللہ وغیرہ۔

اور ابن عباس حسن بن زید علیہم رضوان سے مروی ہے کہ وہ پیمانہ یا کٹورا سونے کا تھا۔

ایک قول ہے کہ چاندی کا تھا اس پر سونے کی منوت کاری تھی۔

بہر حال یہ برتن چاندی کا تھا یا سونے کا مرصع بہ جواہر تھا یا سنہری منوت کا تھا۔ ضرور تھا جیسا بھی تھا اور وہ حضرت بنیامین کی خورجی میں رکھا گیا اور بعد ازاں جب یہ قافلہ کنعان کو چلنے لگا تو منادی ندا کرتا ہوا آیا اور کہا:

''اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ۔ اے قافلہ والو تم چور ہو''۔

اور چونکہ حدیث میں ارشاد ہے: لَا يَزْنِي الزَّانِيْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ بنابریں

www.waseemziyai.com

منادی نے ندا میں عیر کہا اس لئے کہ اَلْعِیْرُ الْاِبِلُ الَّتِیْ عَلَیْھَا الْاَحْمَالُ سُمِّیَتْ بِذَالِکَ لِاَنَّھَا تَعِیْرُ اَیْ تَذْھَبُ وَ تَجِیْءُ۔ عیر وہ اونٹ ہے جس پر بوجھ لادا جائے اس لئے یہاں عیر کہا کہ وہ آتا جاتا رہتا ہے یہ سن کر سب کے سب بھائی متعجب ہو کر منادی کی طرف متوجہ ہوئے۔

''قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَیْھِمْ۔ سب کے سب بولے اور ندا کنندہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تم کیا چیز گم کر بیٹھے بولے بادشاہ سلامت کا پیمانہ نہیں ملتا اور جو اسے لا کر دے گا اس کے لئے ایک بار اونٹ کا غلہ (انعام) ہے اور ہم اس کے ضامن ہیں''۔

برادران یوسف متحیر ہو کر پوچھنے لگے کیا گم ہو گیا؟۔ تَفْقِدُوْنَ پر راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْفَقْدُ عَدَمُ الشَّیْءِ بَعْدَ وُجُوْدِہٖ۔ فقد کہتے ہیں اس چیز کے گم ہونے کو جو پہلے موجود ہو۔ تو منادی بولا:

''قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِکِ۔ ہم بادشاہ سلامت کا پیمانہ نہیں پاتے''۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَلَمْ یَقُوْلُوْا سَرَقْتُمُوْہُ۔ منادی نے یہ نہیں کہا کہ وہ پیمانہ تم نے چرایا ہے۔ بلکہ یہ کہا پیمانہ مقصود ہے۔ اور وَلِمَنْ جَآءَ بِہٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ اور جو وہ پیالہ پیدا کر کے لائے گا اسے ایک اونٹ غلہ انعام ملے گا اور ہم لوگ اس کے ضامن ہیں۔ اس پر برادران یوسف پریشان ہو کر کہنے لگے۔ جس کا ذکر فرمایا:

''قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ۔ بولے خدا کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ ہم نہیں اس زمین میں فساد کرنے آئے اور نہیں ہم چور''۔

اس لئے کہ چوری تو سب سے بڑا فساد ہے اور اس قسم کے فساد کو ہماری طرف منسوب کر رہے ہو اور حقیقت یہ ہے کہ ہم چور ہرگز نہیں ہیں۔ اس پر ندا کنندہ اور شاہی پولیس نے جواب دیا:

''قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُہٗٓ اِنْ کُنْتُمْ کٰذِبِیْنَ۔ بولے تو کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ''۔

یعنی مال مسروقہ تم میں سے نکل آئے اور تمہارا دعویٰ باطل ثابت ہو جائے تو اس کی سزا تمہارے مذہبی قانون میں کیا ہے؟

''قَالُوْا جَزَآؤُہٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِہٖ فَھُوَ جَزَآؤُہٗ۔ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے کجاوے میں وہ پیالہ ملے وہی اس کے بدلے غلام بن کر رہے۔ ایسا ہی ہمارے یہاں ظالموں کی سزا میں حکم ہے''۔

یعنی شریعت یعقوبی میں چور کی یہ سزا ہے جو چور ثابت ہو وہ غلام بنایا جائے اور اسے غلاموں میں رہنا پڑتا ہے۔

چنانچہ انہیں کہا گیا: لَا بُدَّ مِنْ تَفْتِیْشِ رِحَالِکُمْ فَرُدُّوْھُمْ بَعْدَ اَنْ سَارُوْا مَنْزِلًا اَوْ بَعْدَ اَنْ خَرَجُوْا اِلَی الْعِمَارَۃِ اِلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اب لازمی ہو گیا ہے کہ تمہارے راحلہ یعنی کجاوے دیکھے جائیں لہٰذا قافلہ واپس کرو۔ یہ ان کا واپس جانا روانگی کے بعد ہوا۔ یا عمارت شاہی سے رخصت ہونے کے بعد دربار میں واپس لایا گیا۔

''فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِھِمْ۔ تو شروع کی گئی تفتیش اور تلاشی لی گئی حضرت بنیامین کی خورجی کی تلاشی سے پہلے پھر اسے تلاشی لیتے لیتے برادر یوسف علیہ السلام کی خورجی میں سے اس پیمانہ کو نکال لیا ایسے ہی ہم نے یوسف کو تدبیر سمجھائی''۔

غرضکہ وہ پیالہ یا پیمانہ نقرئی یا طلائی حضرت بنیامین کی خورجی سے نکل آیا اور وہ نکلنا ہی تھا اس لئے حضرت بنیامین کو روکنے کی یہی سبیل تھی۔ اس لئے کہ

www.waseemziyai.com

''مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ۔ شاہی قانون میں کسی کو یہ حق ہی نہ تھا کہ بھائی کو بلا وجہ لے سکیں مگر یہ کہ خدا چاہے''۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ شریعت یعقوب میں اس کے لئے کیا حکم ہے جس کے پاس سے مال مسروقہ برآمد ہو تو شریعت یعقوبی میں تو چور غلام بنا کر رکھ لینا تھا اور شریعت مصری میں چور کی سزا مارنا یا مسروقہ مال سے دو چند مال لینا مقرر تھیں۔ اور یہ جو کچھ ہوا سب مشیت الٰہی عزوجل سے ہوا۔ چنانچہ ان کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ ان کی سزا برادران یوسف سے ہی پوچھیں تو انہوں نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ۔ جس کے راحلہ میں مال مسروقہ ملے وہی غلام بنا کر رکھ لیا جائے۔

''نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔ ہم جسے چاہیں اس کے درجے بلند کریں اور ہر ایک علم والے سے اوپر علم والا ہے''۔

اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اِنَّ اِخْوَةَ يُوْسُفَ كَانُوْا عُلَمَاءَ اِلَّا اَنَّ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْهُمْ۔ یہ کہ برادران یوسف اگرچہ عالم تھے مگر یوسف علیہ السلام ان سے علم میں بھی افضل تھے اس کے بعد جب ثبوت جرم ہو چکا اور برادران یوسف نے سمجھ لیا کہ چوری بنیامین کے ذمہ لگی تو بجائے رنجیدہ ہونے کے اپنی عصبیت کے تعصب میں اظہار تعصب اس طرح کر بیٹھے:

''قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ۔ بھائی بولے اگر اس بنیامین نے چوری کی ہے تو (یہ نئی بات نہیں) بے شک اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے۔ پہلے تو یوسف علیہ السلام نے (سن کر) یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی (اور دل ہی میں) فرمایا تم شریر ترین جگہ پر ہو اور اللہ بہتر جاننے والا ہے جو باتیں تم بناتے ہو''۔

اس کی تفسیر میں ابن اسحٰق ابن جریر، ابن ابی حاتم مجاہد رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ كَانَ اَوَّلُ مَا دَخَلَ عَلٰى يُوْسُفَ مِنَ الْبَلَاءِ فِيْمَا بَلَغَنِيْ اَنَّ عَمَّتَهٗ كَانَتْ تَحْضِنُهٗ وَ كَانَتْ اَكْبَرَ وُلْدِ اِسْحٰقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَانَتْ اِلَيْهَا مِنْطَقَةُ اَبِيْهَا وَ كَانُوْا يَتَوَارَ ثُوْنَهَا بِالْكِبْرِ لَا تُحِبُّ اَحَدًا كَحُبِّهَا اِيَّاهُ حَتّٰى اِذَا تَرَعْرَعَ وَقَعَتْ نَفْسُ يَعْقُوْبَ اِلَيْهِ فَاَتَاهَا فَقَالَ يَا اُخْتَاهُ سَلِّمِيْ اِلَيَّ يُوْسُفَ فَوَاللّٰهِ مَا اَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يَّغِيْبَ عَنِّيْ سَاعَةً فَقَالَتْ وَ اللّٰهِ مَا اَنَا بِتَارِكَتِهٖ فَدَعْهُ عِنْدِيْ اَيَّامًا اَنْظُرُ اِلَيْهِ لَعَلِّيْ ذَالِكَ يُسَلِّمُنِيْ فَلَمَّا خَرَجَ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ عِنْدِهَا عَجَّلَتْ اِلٰى تِلْكَ الْمِنْطَقَةِ فَخَرَمَتْهَا عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ تَحْتِ ثِيَابِهٖ ثُمَّ قَالَتْ فَقَدْتُّ مِنْطَقَةَ اَبِيْ اِسْحٰقَ فَانْظُرُوْا مَنْ اَخَذَهَا فَالْتُمِسَتْ ثُمَّ قَالَتْ اَكْشِفُوْا اَهْلَ الْبَيْتِ فَكَشَفُوْهُمْ فَوَجَدُوْهَا مَعَ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ وَ اللّٰهِ اِنَّهٗ سُلِّمَ لِيْ اَصْنَعُ فِيْهِ مَا شِئْتُ فَاَتَاهَا يَعْقُوْبُ فَاَخْبَرَتْهُ الْخَبَرَ فَقَالَ اَنْتِ وَ ذَاكَ اِنْ كَانَ فَعَلَ فَاَمْسَكَتْهُ فَمَا قَدَرَ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَتْ۔

''سب سے پہلی مصیبت جو یوسف علیہ السلام کو پہنچی وہ یہ تھی کہ آپ کی پھوپھی آپ کی پرورش کر رہی تھیں اور یہ پھوپھی اسحٰق علیہ السلام کی سب سے بڑی اولاد تھی یہ اپنے باپ کے کمر بند کی وارث تھی کیونکہ وہ ورثہ میں سب سے بڑی اولاد کو ملتا تھا

www.waseemziyai.com

اور اس پھوپھی کو یوسف علیہ السلام سے بڑی محبت تھی جب وہ کچھ بڑے ہو گئے تو یعقوب علیہ السلام کے دل میں یوسف علیہ السلام اپنے پاس لے آنے کا خیال آیا۔ بہن کے پاس آ کر کہا بہن اب مجھے یوسف دے دو خدا کی قسم اب مجھ سے اس کی جدائی پر صبر نہیں ہوسکتا تو بہن نے کہا میں اسے نہیں چھوڑوں گی آپ ابھی کچھ دن اسے میرے پاس رہنے دیں میں اس معاملہ پر غور کروں گی۔

جب یعقوب علیہ السلام اس کے پاس سے چلے آئے تو اس نے جلدی سے وہ کمر بند اٹھایا اور یوسف کے کپڑوں کے نیچے اس کی کمر میں باندھ دیا پھر کہنے لگی میرے باپ اسحٰق کا کمر بند گم ہو گیا ہے اسے دیکھو کون لے گیا ہے تو اس کی تلاش شروع ہوئی پھر کہنے لگی گھر والوں کی جامہ تلاشی لو چنانچہ تلاشی ہوئی تو وہ کمر بند یوسف علیہ السلام کے پاس سے برآمد ہو گیا تو پھوپھی نے کہا اب یہ میرے سپرد ہوا اب میں جو چاہوں گی اس کے متعلق کروں گی۔

پھر یعقوب علیہ السلام بہن کے پاس آئے تو اس نے بھائی کو سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا اب تو جان اور یہ جانے اگر واقعی اس نے ایسا کیا ہے تو پھوپھی نے یوسف علیہ السلام کو روک لیا اور جب تک پھوپھی فوت نہ ہو گئی تب تک یعقوب علیہ السلام یوسف کو نہ لے سکے۔''

دوسری صورت کے متعلق ابن مردویہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیہ کریمہ کے متعلق فرمایا:

سَرَقَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَنَمًا لِجَدِّهٖ اَبِىْ اُمِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ وَّ فِضَّةٍ فَكَسَرَهٗ فَاَلْقَاهُ عَلَى الطَّرِيْقِ فَعَيَّرَهٗ اِخْوَتُهٗ بِذَالِكَ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک بت اپنے نانا کا چرایا تھا جسے وہ پوجتے تھے آپ نے اسے چرایا اور توڑ کر راستہ میں پھینک دیا۔ اس سے آپ پر الزام تراشا گیا حالانکہ درحقیقت یہ چوری نہ تھی بلکہ بت پرستی مٹانے کی غرض سے اپنے جد کریم ابراہیم خلیل کی سنت کی پیروی کی تھی۔

اور اس اتہام لگانے سے ان کا مدعا یہ تھا کہ ہم لوگ تو بنیامین کے سوتیلے بھائی ہیں تو اگر بنیامین نے ایسا کیا تو اس کا ہمارے اوپر کوئی اثر نہیں۔

اب جبکہ حضرت بنیامین اس بہانہ سے روک لئے گئے تو انہیں اپنے میثاق و معاہدہ کا خیال آیا تو گھبرائے اور دربار یوسفی میں حاضر ہو کر بولے:

''قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ۔ بولے اے عزیز مصر اس کے باپ بڑے بوڑھے ہیں تو ہم میں سے اس کی جگہ کسی ایک کو لے لے بے شک ہم تیرے احسانات دیکھ رہے ہیں''۔

بنیامین کے والد کو اس سے بہت زیادہ محبت ہے اس سے ان کے دل کو تسلی رہتی ہے لہٰذا ہم میں سے ایک کو رکھ لے لیکن بنیامین کو رخصت کر دیجئے آپ علیہ السلام نے جواب دیا:

''قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ۔ فرمایا (یوسف نے) پناہ بخدا کہ ہم لیں تم سے کسی کو مگر اسی کو جس کے پاس سے ہمارا مال ملا (اگر اس کے خلاف کریں) تو ہم پھر ظالموں میں سے ہیں''۔

اور یہ تمہارے مذہب کے بھی خلاف ہے تم نے خود ہی فیصلہ سنایا تھا مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ پھر اس کے

www.waseemziyai.com

خلاف ہم کیسے عملدرآمد کر سکتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

تو جب مایوس ہو گئے اس سے علیحدہ جا کر سرگوشی کرنے لگے بولا بڑا ان کا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا تھا تم سے عہد اللہ کا اور اس سے پہلے بھی جو کچھ تم زیادتی کر چکے ہو یوسف کے معاملہ میں تو میں تو ہرگز نہ چھوڑوں گا یہ زمین حتیٰ کہ اجازت دیں ابا جان یا حکم دے اللہ اور وہ بہترین حکم دینے والا ہے۔

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾

لوٹ جاؤ تم اپنے باپ کے پاس تو کہو ابا جان بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے گواہی نہ لی تھی مگر جتنی ہمارے علم میں تھی اور ہم غیب دان نہ تھے۔

وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور پوچھ لو اس بستی سے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے اور ہم بے شک سچے ہیں۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

فرمایا تمہارے دل نے حیلہ تمہیں بنا دیا تو صبر ہی اچھا ہے قریب ہے کہ ان سب کو اللہ مجھ سے ملائے گا بے شک وہ علم والا حکمت والا ہے۔

وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

اور پلٹے ان سے اور کہا اے افسوس یوسف کی جدائی پر اور سفید ہو گئیں ان کی آنکھیں غم سے اور وہ غم کھا رہے تھے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾

بولے خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے حتیٰ کہ ہو جائیں آپ گور کنارے یا جان سے گزر جائیں۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

فرمایا میں تو فریاد کرتا ہوں غم اور پریشانی میں اللہ سے اور مجھے اللہ کی وہ شانیں یاد ہیں جو تم نہیں جانتے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

اے بیٹو جاؤ یوسف کی تلاش کرو اور اس کے بھائی کی اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک مایوس نہیں ہوتے اس کی رحمت سے مگر قوم کافروں کی۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي

تو جب داخل ہوئے اس پر بولے اے عزیز پہنچی ہمیں اور گھر والوں کو مصیبت اور ہم آئے ہیں کچھ پونجی بے قدر لے کر تو ہمیں پورا پیمانہ دے کر اور ہم پر خیرات کر کے

www.waseemziyai.com

الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾
اجر لے بے شک اللہ اجر دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾
فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کیا کیا یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ جب تم جاہل تھے۔

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ ۫ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾
بولے کیا فی الواقع آپ یوسف ہیں فرمایا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بے شک اللہ نے احسان کیا ہم پر بے شک وہ جو پرہیز گار ہو اور صبر کرے تو بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا بدلہ نیکوں کا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾
بولے قسم بخدا بے شک فضیلت دی اللہ نے آپ کو ہم پر اور بے شک ہم خطا کار ہیں۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾
فرمایا تم پر کوئی ملامت نہیں آج اللہ بخشے تمہیں اور وہ بڑا مہربان رحم والا ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَ اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع
لے جاؤ یہ میری قمیص تو ڈال دو اسے اوپر چہرہ ابا جان کے ہو جائیں گے وہ بصیر اور میرے پاس آ جاؤ معہ اہل و عیال کے سب۔

حل لغات دسواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

فَلَمَّا - پھر جب
اسْتَيْـَٔسُوْا - ناامید ہو گئے وہ
مِنْهُ - اس سے
خَلَصُوْا - علیحدہ ہوئے
نَجِيًّا - مشورہ کے لئے
قَالَ - بولا
كَبِيْرُهُمْ - ان کا بڑا
اَلَمْ - کیا نہیں
تَعْلَمُوْٓا - جانا تم نے
اَنَّ - بے شک
اَبَاكُمْ - تمہارے باپ نے
قَدْ - یقیناً
اَخَذَ - لیا
عَلَيْكُمْ - تم سے
مَّوْثِقًا - عہد پختہ
مِّنَ اللّٰهِ - اللہ کا
وَ مِنْ قَبْلُ - اور پہلے
مَا - جو
فَرَّطْتُّمْ - کوتاہی کی تم نے
فِيْ يُوْسُفَ - یوسف کے متعلق
فَلَنْ اَبْرَحَ - سو میں نہ جاؤں گا
الْاَرْضَ - اس زمین سے
حَتّٰى - یہاں تک کہ
يَاْذَنَ - اجازت دے
لِيْٓ - مجھے
اَبِيْٓ - میرا باپ
اَوْ - یا
يَحْكُمَ - حکم دے
اللّٰهُ - اللہ
لِيْ - مجھ کو
وَ هُوَ - اور وہ ہے
خَيْرُ - بہتر
الْحٰكِمِيْنَ - حکم دینے والا
اِرْجِعُوْٓا - لوٹ جاؤ
اِلٰٓى - طرف
اَبِيْكُمْ - اپنے باپ کی
فَقُوْلُوْا - پھر کہو
يٰٓاَبَانَآ - اے ہمارے باپ
اِنَّ - یقیناً
ابْنَكَ - تیرے بیٹے نے
سَرَقَ - چوری کی
وَ مَا - اور نہیں
شَهِدْنَآ - گواہی لی ہم نے
اِلَّا - مگر
بِمَا - جو
عَلِمْنَا - ہم نے جانا
وَ مَا - اور نہیں

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

كُنَّا۔ تھے ہم
الْقَرْيَةَ۔ بستی
وَالْعِيْرَ۔ اور قافلہ
وَاِنَّا۔ اور یقیناً ہم
سَوَّلَتْ۔ بنالیا ہے
فَصَبْرٌ۔ تو صبر ہی
اَنْ۔ یہ کہ
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
وَتَوَلّٰى۔ اور منہ پھیرا
عَلٰى۔ اوپر
مِنَ الْحُزْنِ۔ غم کی وجہ سے
تَاللّٰهِ۔ خدا کی قسم
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
مِنَ الْهٰلِكِيْنَ۔ ہلاک ہونے والوں سے
اَشْكُوْا۔ میں شکوہ کرتا ہوں
وَاَعْلَمُ۔ اور میں جانتا ہوں
يٰبَنِيَّ۔ اے میرے بیٹو
وَاَخِيْهِ۔ اور اس کے بھائی کو
رحمت سے
رحمت سے
فَلَمَّا۔ پھر جب
يٰۤاَيُّهَا۔ اے
والوں کو
مُزْجٰىةٍ۔ کھوٹی
وَتَصَدَّقْ۔ اور صدقہ کر
يَجْزِي۔ جزا دیتا ہے
هَلْ۔ کیا
بِيُوْسُفَ۔ یوسف

لِلْغَيْبِ۔ غیب کی
الَّتِيْ۔ اس سے جو
الَّتِيْۤ۔ اس سے
لَصٰدِقُوْنَ۔ بے شک سچے ہیں
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
جَمِيْلٌ۔ اچھا ہے
يَّاْتِيَنِيْ۔ لے آئے میرے پاس
هُوَ۔ وہی ہے
عَنْهُمْ۔ ان سے
يُوْسُفَ۔ یوسف کے
فَهُوَ۔ سو وہ
تَفْتَؤُا۔ آپ ہمیشہ
تَكُوْنَ۔ ہو جائیں آپ
قَالَ۔ فرمایا
بَثِّيْ۔ اپنے اندوہ
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
اذْهَبُوْا۔ جاؤ
وَلَا۔ اور نہ
اِنَّهٗ۔ بے شک
اِلَّا۔ مگر
دَخَلُوْا۔ داخل ہوئے
الْعَزِيْزُ۔ عزیز
الضُّرُّ۔ تکلیف
فَاَوْفِ۔ سو پورا دے
عَلَيْنَا۔ ہم پر
الْمُتَصَدِّقِيْنَ۔ صدقہ کرنے والوں کو
عَلِمْتُمْ۔ تم جانتے ہو
وَاَخِيْهِ۔ اور اس کے بھائی سے

حٰفِظِيْنَ۔ نگرانی کرنیوالے
كُنَّا۔ تھے ہم
اَقْبَلْنَا۔ جو آئے ہم
قَالَ۔ فرمایا
اَنْفُسُكُمْ۔ تمہاری جانوں نے
عَسَى۔ قریب ہے
بِهِمْ۔ ان کو
الْعَلِيْمُ۔ جاننے والا
وَقَالَ۔ اور کہا
وَابْيَضَّتْ۔ اور سفید ہو گئیں
كَظِيْمٌ۔ غم کا بھرا ہوا تھا
تَذْكُرُ۔ یاد کرتے رہیں گے
حَرَضًا۔ بوڑھے
قَالَ۔ فرمایا
وَحُزْنِيْۤ۔ اور اپنے غم کا
مَا لَا۔ جو نہیں
فَتَحَسَّسُوْا۔ تلاش کرو
تَايْـَٔسُوْا۔ مایوس ہو
لَا يَايْـَٔسُ۔ نہیں مایوس ہوتی
الْقَوْمُ۔ قوم
عَلَيْهِ۔ اس پر
مَسَّنَا۔ پہنچی ہمیں
وَجِئْنَا۔ اور لائے ہم
لَنَا۔ ہم کو
اِنَّ۔ یقیناً
قَالَ۔ کہا
مَّا۔ کہ کیا
اِذْ اَنْتُمْ۔ جب تم

وَسْـَٔلِ۔ اور پوچھ
فِيْهَا۔ اس میں
فِيْهَا۔ اس میں
بَلْ۔ بلکہ
اَمْرًا۔ ایک حیلہ
اللّٰهُ۔ اللہ
جَمِيْعًا۔ سب کو
الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا
يٰۤاَسَفٰى۔ اے افسوس
عَيْنٰهُ۔ اس کی آنکھیں
قَالُوْا۔ بولے
يُوْسُفَ۔ یوسف کو
اَوْ تَكُوْنَ۔ یا ہو جائیں
اِنَّمَاۤ۔ سوائے اس کے نہیں
اِلَى اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم
مِنْ يُّوْسُفَ۔ یوسف کو
مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ۔ اللہ کی
مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ۔ اللہ کی
الْكٰفِرُوْنَ۔ کافروں کی
قَالُوْا۔ بولے
وَ اَهْلَنَا۔ اور ہمارے گھر
بِبِضَاعَةٍ۔ پونجی
الْكَيْلَ۔ ماپ
اللّٰهَ۔ اللہ
قَالَ۔ کہا
فَعَلْتُمْ۔ کیا تھا تم نے
جٰهِلُوْنَ۔ جاہل تھے

WWW.WASEEMZIYAI.COM
MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالُوْٓا۔ بولے
قَالَ۔ فرمایا
اَخِیْ۔ میرا بھائی ہے
عَلَیْنَا۔ ہم پر
وَیَصْبِرْ۔ اور صبر کرے
اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اجر نیکی کرنے والوں کا
لَقَدْ۔ بے شک
وَاِنْ۔ اور بے شک
لَاتَثْرِیْبَ۔ کوئی گرفت نہیں
اللّٰہُ۔ اللہ
الرّٰحِمِیْنَ۔ رحم کرنے والا
فَاَلْقُوْہُ۔ پھر ڈالو اسے
یَاْتِ۔ ہو جائے گا
بِاَھْلِکُمْ۔ اپنا بال بچہ

ءَاِنَّکَ۔ کیا تو
اَنَا۔ میں ہی
قَدْ۔ بے شک
اِنَّہٗ۔ بے شک وہ
فَاِنَّ۔ تو یقیناً
اَثَرَکَ۔ چن لیا تجھے
کُنَّا۔ ہم ہی تھے
عَلَیْکُمُ۔ تم پر
لَکُمْ۔ تم کو
اِذْھَبُوْا۔ لے جاؤ
عَلٰی۔ اوپر
بَصِیْرًا۔ دیکھنے والا
اَجْمَعِیْنَ۔ سب

لَاَنْتَ۔ تو ہی ہے
یُوْسُفُ۔ یوسف ہوں
مَنَّ۔ احسان کیا
مَنْ۔ جو آدمی
اللّٰہَ۔ اللہ
قَالُوْا۔ بولے
اللّٰہُ۔ اللہ نے
لَخٰطِئِیْنَ۔ خطا کار
الْیَوْمَ۔ آج کے دن
وَھُوَ۔ اور وہ ہے
بِقَمِیْصِیْ۔ میری قمیص
وَجْہِ۔ چہرے

یُوْسُفُ۔ یوسف
وَھٰذَآ۔ اور یہ
اللّٰہُ۔ اللہ نے
یَّتَّقِ۔ پرہیز گار رہو
لَایُضِیْعُ۔ نہیں ضائع کرتا
تَاللّٰہِ۔ خدا کی قسم
عَلَیْنَا۔ ہم پر
قَالَ۔ فرمایا
یَغْفِرُ۔ بخشے
اَرْحَمُ۔ سب سے بڑھ کر
ھٰذَا۔ یہ
اَبِیْ۔ باپ میرے کے
وَاْتُوْنِیْ۔ اور لے آؤ میرے پاس

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

''فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا مِنْہُ۔ تو جب مایوس ہو گئے اس سے علیحدہ جا کر سرگوشی کرنے لگے بولا بڑا ان کا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے لیا تھا تم سے عہد اللہ کا اور اس سے پہلے جو کچھ زیادتی کر چکے ہو تم یوسف کے معاملہ میں تو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا یہ زمین حتیٰ کہ اجازت دیں ابا جان یا حکم دے اللہ مجھے اور وہ تمام حکم والوں سے بہترین حاکم ہے''۔

اول تو کوشش کی کہ دوسرے بھائیوں میں سے ایک کو رکھ لیں اور بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے معاذ اللہ فرما کر جب سختی سے جواب دے دیا کہ مجھ سے یہ امید نہ رکھو کہ میں قصوروار کی جگہ بے قصور کو رکھ لوں۔ تو سب بھائی مایوس ہو گئے اور سمجھ گئے کہ بنیامین کا ہمارے ساتھ جانا ممکن نہیں ہے۔

تو بعض سیر کی روایات میں ایسے قصہ بھی ہیں کہ

روبیل یا بروایت دیگر شمعون غضب ناک ہو کر کہنے لگا بادشاہ ہمارے بھائی بنیامین کو آپ دے دیں ورنہ میں ایسی چنگھاڑ لگاؤں گا کہ مصر کی حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔

آپ نے اپنے صاحبزادہ کو جو راعیل زلیخا سے تھا حکم دیا کہ تم کھڑے ہو کر اسے پکڑ لو۔

اور یہ مسلّم تھا کہ آل یعقوب کا غضب و غصہ سوائے آل یعقوب کے کسی کے ہاتھ سے نہیں رکتا تھا تو جب اس لڑکے نے اسے پکڑا روبیل یا شمعون کا غصہ سکون میں آ گیا۔

تو روبیل بولا اور اپنے بھائیوں کی طرف مخاطب ہوا: مَنْ مَّسَّنِیْ مِنْکُمْ تم میں سے کس نے مجھے چھوا۔ فَقَالُوْا مَا

www.waseemziyai.com

مَسَّکَ مِنَّا اِحَدٌ۔ ہم میں سے کسی نے تجھے نہیں چھوا تو وہ کہنے لگا: لَقَدْ مَسَّنِیْ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ یقیناً مجھے آل یعقوب سے کسی نے چھوا ہے۔

تو اس نے کہا مصر کے دروازوں پر تم کھڑے ہو جاؤ اور میں بادشاہ کے پاس رہتا ہوں اور سب مل کر یکبارگی حملہ کریں۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی یہ نیت دیکھی آپ کھڑے ہو گئے اور ان میں سے ایک کے کندھے کو پکڑ کر گرا دیا اور فرمایا: یٰمَعْشَرَ الْعِبْرَا نِیِّیْنَ تَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا اَحَدٌ اَشَدُّ مِنْکُمْ قُوَّۃً۔ اے عبرانیو! تمہارا یہ گمان ہے کہ تم سے زیادہ کوئی قوی نہیں ہے۔ یہ سن کر اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قوۃ دیکھ کر نرم ہو گئے۔ اور کہنے لگے:

یٰٓاَیُّھَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَہٗٓ اَبًا شَیْخًا کَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَکَانَہٗ۔ اے بادشاہ! بنیامین کے باپ نہایت ضعیف ہیں لہٰذا آپ ہم میں سے کسی کو روک لیں مگر بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے وہی جواب دیا جو پہلے گزر چکا ہے۔

ابو ربیعہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اَیْئَسُوْ – اِسْتَیْئَسُوْا – اَیِسَ یَیْئَسُ سے ہے اس کا استعمال وہاں ہوتا ہے۔ لَمَّا انْقَطَعَ طَمْعُھُمْ بِالْکُلِّیَّۃِ جب کہ جو چاہیں اس سے انقطاع مکمل طور پر ہو گیا تو خَلَصُوْا۔ یعنی علیحدہ ہو کر سرگوشی کرنے لگے۔ یَعْنِیْ اِنْفَرَادُوْا عَنْ غَیْرِھِمْ وَ اعْتَزَلُوا النَّاسَ وَ قَوْلُ الزُّجَاجِ انْفَرَدَ بَعْضُھُمْ عَنْ بَعْضٍ۔

(نَجِیًّا) اَیْ مُتَنَاجِیْنَ مُتَشَاوِرِیْنَ فِیْمَا یَقُوْلُوْنَ لِاَبِیْھِمْ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

یعنی علیحدہ بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے کہ اب ابا جان سے کیا کہیں گے۔ ہمارا ان سے میثاق اللہ کے ساتھ تھا کہ بنیامین کو ہم ضرور ساتھ لائیں گے۔

قَالَ کَبِیْرُھُمْ۔ ان سب کا بڑا بھائی شمعون بولا۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس سے کبیر السن مراد ہے اور وہ روبیل تھا۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں جو عقل میں سب سے زیادہ تھا اور وہ یہودا مراد ہے۔

وہب اور کلبی محمد بن اسحٰق رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ وہ لاوی تھا۔

بہر حال وہ جو بھی تھا ان میں کا ایک بڑا بولا:

''اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاکُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْکُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰہِ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا''۔

''وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ۔ اور اس سے پہلے بھی جو زیادتی تم یوسف کے ساتھ کر چکے ہو''۔

اس پر بھی غور کر لو۔

''فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ۔ تو میں ہرگز ہرگز یہ زمین نہ چھوڑوں گا''۔

وَ عَنٰی بِھَا اَرْضَ مِصْرَ اَیْ فَلَنْ اُفَارِقَ اَرْضَ مِصْرَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْٓ اَبِیْ۔ حتیٰ کہ اجازت دیں مجھے ابا جان اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ یا اللہ تعالیٰ حکم دے وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ۔

www.waseemziyai.com

بَرَحَ بِالْاِنْصِرَافِ اِلَیْہِ۔ برح ایک جگہ سے کسی دوسری جگہ جانے کے معنی دیتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

''اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْکُمْ فَقُوْلُوْا یٰٓاَبَانَآ۔ اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ تو عرض کرو ابا جان آپ کے بیٹے نے چوری کی اور ہم تو اپنے ہی معاہدہ کے گواہ تھے جو ہم جانتے تھے اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے''۔

جاؤ اور ابا جان سے عرض کرو کہ ہم بنیامین کی محافظت کے ذمہ دار تھے ہمیں یہ علم نہیں تھا کہ اس پر چوری کا الزام لگے گا یا وہ چوری کرے گا۔ ہمیں خبر نہیں کہ یہ الزام اس پر لگایا گیا یا اس نے واقعی ایسا کیا۔ باقی رہا یہ کہ ہم اس معاملہ میں کتنے سچے ہیں اس کی تصدیق آپ اس قافلہ سے کرلیں جس کے ساتھ ہم آئے ہیں۔

''وَسْـَٔلِ الْقَرْیَۃَ الَّتِیْ کُنَّا فِیْھَا وَالْعِیْرَ الَّتِیْٓ اَقْبَلْنَا فِیْھَا۔ اور پوچھ دیکھئے اس بستی سے جس میں ہم تھے یعنی اہل مصر سے اور اس قافلہ سے اطمینان کر لیجئے جس میں ہم آئے اور ہم بالکل سچے ہیں''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ اور حسن رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ قریہ سے مراد مصر ہے اور قافلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو کنعانی تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہمسایہ تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ قافلہ صنعاء کا تھا۔

''قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا۔ یعقوب علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا تمہارے دل نے کچھ حیلہ بنا دیا۔ لہٰذا

''فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِھِمْ جَمِیْعًا۔ صبر ہی اچھا ہے۔ قریب ہے کہ اللہ لے آئے ان سب کو میرے پاس اکٹھا''۔

یعنی یوسف علیہ السلام اور بنیامین اور ان کے تیسرے بھائی یہودا یا لاوی یا روبیل کو۔

''اِنَّہٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۔ بے شک وہی علم وحکمت والا ہے''۔ اس کے بعد

''وَتَوَلّٰی عَنْھُمْ۔ بھائیوں سے منہ پھیر لیا اور انتہائے غم واندوہ میں فرمانے لگے:

''وَقَالَ یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ اور کہا اے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اسی غم میں آنکھیں سفید ہوگئیں اور وہ غصہ کھاتا رہا''۔

اسف کی تعریف میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْاَسَفُ اَشَدُّ الْحُزْنِ عَلٰی مَا قِیْلَ وَ قَالَ الْاِمَامُ اِنَّ مِثْلَ ھٰذِہِ الْمَحَبَّۃِ الشَّدِیْدَۃِ تُزِیْلُ عَنِ الْقَلْبِ الْخَوَاطِرَ وَ یَکُوْنُ حَاجِبًا کَثِیْرَ الرُّجُوْعِ اِلَیْہِ تَعَالٰی کَثِیْرَ الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ فَیَصِیْرُ ذَالِکَ سَبَبًا لِکَمَالِ الْاِسْتِغْرَاقِ۔

ایک قول ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی حیات اور ان کے مکان کا علم تھا اور ان کے آنے اور ان سے ملنے کا یقین واثق تھا۔

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ لَمْ تُعْطَ اُمَّۃٌ مِّنَ الْاُمَمِ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اِلَّا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ لَمْ یَعْلَمُوْہُ وَلَمْ یُوَا فِقُوْا لَہٗ عِنْدَ نُزُوْلِ الْمُصِیْبَۃِ بِھِمْ اَلَا یُرٰی اِلٰی یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ اَصَابَہٗ مَا اَصَابَہٗ لَمْ یَسْتَرْجِعْ وَ قَالَ مَا قَالَ۔

www.waseemziyai.com

کسی امت کو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ نہیں عطا ہوا سوائے امت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی کسی کو یہ سکھایا نہ گیا کہ نزول مصائب کے موقع پر اِنَّا لِلّٰہِ کہے حضرت یعقوب علیہ السلام پر جو جو مصائب آئے اسی وجہ میں انہوں نے استرجاع یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ نہیں فرمایا بلکہ جو کچھ کہا وہ یٰاَسَفٰی وَغَیْرُہٗ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ فرمایا۔

وَابْیَضَّتْ عَیْنٰہُ مِنَ الْحُزْنِ فَھُوَ کَظِیْمٌ۔ آنکھوں کا سپید ہو جانا درحقیقت کثرت بکاء و گریہ سے تھا۔ اس لئے کہ اِنَّ الْعَبْرَۃَ اِذَا کَثُرَتْ مَحَقَتْ سَوَادَ الْعَیْنِ وَ قَلَبَتْہُ اِلٰی بَیَاضِ کَدِرٍ جب گریہ زیادہ ہو تو آنکھوں کی سیاہی دھل جاتی ہے اور گدمیل سپیدی سے بدل جاتی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اَنَّہٗ کِنَایَۃٌ عَنِ الْعَمٰی فَیَکُوْنُ قَدْ ذَھَبَ بَصَرُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ یہ کنایہ نابینا ہونے کی طرف ہے۔

وَالْمُرَادُ مِنَ الْاٰیَۃِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَارَتْ فِیْ عَیْنَیْہِ غِشَاوَۃٌ بَیْضِھِمَا۔ آیہ کریمہ میں مراد یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں میں دھند آ گئی تھی۔

وَ کَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُدْرِکُ اِدْرَاکًا ضَعِیْفًا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام ضعف بصارت کے ساتھ دیکھنے لگے تھے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے نابینا ہونے پر ہم اول بحث کر آئے ہیں۔ اس میں مادرزاد اندھا ہونا انبیاء علیہم السلام کے لئے نہیں ہے۔ عوارض سے ایسا ہوا ہے تو وہ زائل ہو گیا تھا۔

عبداللہ بن احمد زوائد میں اور ابن جریر اور ابوالشیخ سے مروی ہے: قَالَ کَانَ مُنْذُ خَرَجَ یُوْسُفُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ عِنْدِ یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی یَوْمٍ رَجَعَ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً لَمْ یُفَارِقِ الْحُزْنُ قَلْبَہٗ وَ دُمُوْعُہٗ تَجْرِیْ عَلٰی خَدَّیْہِ وَلَمْ یَزَلْ یَبْکِیْ حَتّٰی ذَھَبَ بَصَرُہٗ وَ مَا عَلَی الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ وَاللّٰہِ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْہُ۔

یوسف علیہ السلام کے جدا ہونے سے ملنے تک اسی سال کی مدت گزری اس مدت میں آپ کا حزن قلب مبارک سے نہیں ہٹا اور آنسو آپ کے رخسارۂ مبارک سے بہتے رہے اور آپ ہمیشہ روتے رہے حتیٰ کہ آپ کی بینائی جاتی رہی۔

اس آیہ کریمہ سے جواز تاسف و بکاء پر نزول مصائب میں استدلال کیا ہے۔

وَ قَدْ رَوَی الشَّیْخَانِ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکٰی عَلٰی وَلَدِہٖ اِبْرَاھِیْمَ وَ قَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَخْشَعُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَ اِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا اپنے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر اور فرمایا آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل خاشع ہے اور ہم زبان سے نہ کہیں گے مگر وہی جس سے ہمارا رب راضی رہے اور اے ابراہیم تیری جدائی میں ہم غمگین ہیں۔

وَاِنَّمَا الْمَنْھِیُّ عَنْہُ یَفْعَلُہُ الْجَھَلَۃُ مِنَ النِّیَاحَۃِ وَلَطْمِ الْخُدُوْدِ وَالصُّدُوْرِ وَ شَقِّ الْجُیُوْبِ وَ تَمْزِیْقِ الثِّیَابِ۔ اور جو شریعت میں ممنوع ہے وہ وہ افعال ہیں جو جاہل کرتے ہیں مثل نوحہ کے، رخساروں کو پیٹنے کے، سینہ کوبی کرنے کے گریبان چاک کر دینے کے اور کپڑے پھاڑ ڈالنے کے۔

وَرَوَیَا اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ اُسَامَۃَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُفِعَ اِلَیْہِ صَبِیٌّ لِبَعْضِ بَنَاتِہٖ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ فَاَقْعَدَہٗ فِیْ حَجْرِہٖ وَ نَفْسُہٗ تَتَقَعْقَعُ کَاَنَّھَا فِیْ شَنٍّ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ سَعْدٌ یَا

www.waseemziyai.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءِ۔

قَعْقَعَ سے يَتَقَعْقَعُ ہے اِضْطَرَبَ وَ تَحَرَّکَ صَوْتٌ عَنِ التَّحَرُّکِ اور شَنٌّ قَوْسٌ مُشِنَّةٌ تکلیف سے مثل کمان دہرا ہونا۔ (المنجد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صاحبزادیوں میں سے کسی صاحبزادی کا بچہ لایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی گود میں لیا اور دیکھا کہ اس کا سانس چل رہا ہے اور وہ دوہرا ہوا جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک سے آنسو ابل پڑے حضرت سعد نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے یہ مادہ عطا فرماتا ہے اور اللہ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔

کشاف میں ہے: اِنَّهٗ قِيْلَ لَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ تَبْكِيْ وَقَدْ نَهَيْتَنَا عَنِ الْبُكَاءِ قَالَ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْبُكَاءِ وَ اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ صَوْتَيْنِ اَحْمَقَيْنِ صَوْتٍ عِنْدَ الْفَرَحِ وَ صَوْتٌ عِنْدَ التَّرَحِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک سے آنسو دیکھ کر عرض کیا گیا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی گریہ فرماتے ہیں اور ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے سے منع فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں رونے سے نہیں روکا البتہ میں نے منع کیا ہے دو آوازوں سے جو احمق نکالتے ہیں ایک آواز خوشی کے موقعہ پر اور ایک آواز ایسی ہنسی کی جو موجب حزن و ملال ہو۔ تَرَحَ تَرْحًا و ع تَتْرَحُ حَزِنَ تَرَحَهٗ اَحْزَنَهٗ۔ (منجد)

''قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ۔ (ابناء یعقوب) بولے خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے حتیٰ کہ آپ گور کنارے جا لگیں یا جان سے گزر جائیں گے''۔

تَفْتَؤُ اَیْ لَاتَزَالُ یعنی ہمیشہ رہیں گے ان کی یعنی یوسف کی یاد میں حتیٰ کہ آپ مریض ہو کر ہلاکت تک پہنچ جائیں گے۔ حَرِضَ مَنْ اَذَا بِهٖ هَمٌّ اَوْ مَرَضٌ وَ جَعَلَهٗ مَهْزُوْلًا نَحِيْفًا اَوْتَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ یا ہلاک ہو جائیں گے۔

''قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ فرمایا (یعقوب) نے میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں اللہ کی وہ شانیں جو تم نہیں جانتے''۔

اَلْبَثُّ فِي الْاَصْلِ اِثَارَةُ الشَّيْءِ وَتَفْرِيْقُهٗ كَبَثَّتِ الرِّيْحُ التُّرَابَ وَاسْتُعْمِلَ فِي الْغَمِّ الَّذِيْ لَا يُطِيْقُ صَاحِبُهُ الصَّبْرَ عَلَيْهِ۔ بث ایسے غم پر استعمال ہوتا ہے جس پر مغموم صبر کی طاقت نہ رکھے۔ اور لغت میں بث وہ غم ہے جو سارے جسم میں پھیل جائے۔

وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ – فِي الْخَبَرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُنُوْزِ الْبِرِّ اِخْفَاءُ الصَّدَقَةِ وَ كَتْمَانُ الْمَصَائِبِ وَ الْاَمْرَاضِ وَ مَنْ بَثَّ لَمْ يَصْبِرْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائی کے خزانوں سے ہے صدقہ خفیہ دینا اور مصیبت کا غم چھپانا اور امراض میں تکلیف برداشت کرنا اور جب کیفیت بث تک پہنچ جائے تو پھر صبر کی طاقت نہیں رہتی۔

''وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ کے لطف و رحمت کو میں اس درجہ تک جانتا ہوں کہ تم اسے نہیں جانتے''۔

www.waseemziyai.com

حدیث میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ کو بتایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں یہ خواب اور جگہ بھی مروی ہے مگر اس کی سند کسی نے بھی نہیں بتائی اور نہ حوالہ دیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نضر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ اَنَّ یَعْقُوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَکَثَ اَرْبَعَةً وَ عِشْرِیْنَ عَامًا لَا یَدْرِیْ أَیُوْسُفُ حَیٌّ اَمْ مَیِّتٌ حَتّٰی تَمَثَّلَ لَهٗ مَلَکُ الْمَوْتِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهٗ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا مَلَکُ الْمَوْتِ فَقَالَ اُنْشِدُکَ بِاللّٰهِ اِلٰهِ یَعْقُوْبَ هَلْ قَبَضْتَ رُوْحَ یُوْسُفَ قَالَ لَا فَعِنْدَ ذَالِکَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام چوبیس سال اس حال میں رہے کہ آپ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت یوسف زندہ ہیں یا انتقال فرما گئے۔ حتی کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام متمثل ہو کر آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون ہو انہوں نے عرض کیا میں ملک الموت ہوں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں الہ یعقوب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے روح یوسف قبض کی ہے آپ نے عرض کیا نہیں تو اس اطمینان کے بعد فرمایا:

''یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اَخِیْهِ۔ اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور مایوس نہ ہو اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ''۔

تحسس کی تعریف ہے: اَلْاَصْلُ بِالْحَالَةِ وَ قَرِیْبٌ مِّنَ التَّجَسُّسِ بِالْجِیْمِ۔ چنانچہ ایک قرأت میں فَتَجَسَّسُوْا جیم کے ساتھ بھی ہے۔ اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف اور بنیامین کی تجسیس کے لئے صرف فرمایا اور تیسرے کا ذکر نہ فرمایا یعنی جس نے فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ کہہ کر مصر میں قیام کر لیا تھا اس لئے کہ لِاَنَّ غَیْبَتَهٗ اِخْتِیَارِیَّةٌ لَا یَعْسِرُ اِزَالَتُهَا۔ یعنی ان کا غائب ہونا اختیاری تھا جس کا ازالہ مشکل نہ تھا اس لئے کہ وہ جب چاہتا آ سکتا تھا۔

وَ لَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ یَعْنِیْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ فَرَجِهٖ سُبْحَانَهٗ۔ نہ مایوس ہو اللہ تعالیٰ کی کشادگیوں سے۔

راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّنَفُّسُ یُقَالُ اَرَاحَ الْاِنْسَانُ اِذَا تَنَفَّسَ ثُمَّ اسْتُعِیْرَ لِلْفَرَجِ۔ روح سے استعارہ کشادگی کا کیا گیا ہے۔

اور عمر بن عبدالعزیز اور حسن اور قتادہ رحمہم اللہ نے اس کی تفسیر میں رحمۃ فرمایا یعنی تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔

''اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ۔ بے شک اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر کافر لوگ''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُؤْمِنَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرٍ یَّرْجُوْهُ فِی الْبَلَاءِ وَ یَحْمَدُهٗ فِی الرَّخَاءِ۔ بے شک مومن اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ بھلائی کا طالب رہتا ہے بلاؤں میں امید رکھتا ہے اور کشادگی میں حمد کرتا ہے۔

وَ ذَکَرَ الْاِمَامُ اَنَّ الْیَاسَ لَا یَحْصُلُ اِلَّا اِذَا اعْتَقَدَ الْاِنْسَانُ اَنَّ الْاِلٰهَ غَیْرُ قَادِرٍ عَلَی الْکَمَالِ اَوْ غَیْرُ عَالِمٍ بِجَمِیْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ اَوْ لَیْسَ بِکَرِیْمٍ وَ اعْتِقَادُ کُلٍّ مِّنْ هٰذِهِ الثَّلَاثِ یُوْجِبُ الْکُفْرَ۔

مایوسی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک انسان یہ عقیدہ نہ کر لے کہ

(۱) اللہ تعالیٰ قادر نہیں علیٰ وجہ الکمال۔

(۲) اور عالم جمیع معلومات نہیں۔

www.waseemziyai.com

(۳) یا وہ کریم وکارساز نہیں۔

اور یہ تینوں اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔

اور جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ یاس و ناامیدی گناہ کبیرہ ہے۔

اور آیہ کریمہ بھی یاس کو علامت کفر بتا رہی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یاس اکبر کبائر سے ہے اور یہ حکم قنوط اور سوء ظن کا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ - اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ فرمان الٰہی عزوجل ہے۔

یہ حکم سن کر برادران یوسف پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آگے ارشاد ہے:

''فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا۔ تو جب داخل ہوئے (بارگاہ یوسف میں) تو عرض پیرا ہوئے اے عزیز مصر ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو پہنچی مصیبت اور ہم لائے ہیں بے قدر پونجی تو آپ ہمیں پورا پیمانہ دیں اور ہم پر خیرات کریں بے شک اللہ صلہ دیتا ہے خیرات والوں کو''۔

بضاعت مزجتہ ایسی پونجی پر استعمال ہوتا ہے جسے ہر تاجر پسندیدہ نظر سے نہ دیکھے اور اپنے پاس سے دفع کر دے۔

ایک قول ہے کہ جنگل والے لوگوں کا سامان بضاعت مزجاۃ کہلاتا ہے جیسے صوف اور سمن۔

ایک قول ہے رسی چھال وغیرہ بضاعت مزجاۃ کہلاتی ہے۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ لغت عجمی ہے۔ بعض نے کہا یہ لغت قبطی ہے۔

ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مقصد ان کا یہ تھا کہ بنیامین کو وہ کسی طرح واپس کر دیں۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کا انتہائی انکسار دیکھا تو آپ نے ان پر انکشاف حقیقت فرمانے کو تمہید شروع کی اور فرمایا:

''قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے تم نے یوسف کے ساتھ کیا کیا اور اس کے بھائی سے کیا برتاؤ کئے جب تم جاہل تھے''۔

یعنی وہ جہالت جو تم کر چکے ہو وہ جہل تمہارا زائل ہوا یا نہیں؟

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب بھائیوں نے اپنا عجز اور بھوک کی سختی اور جسموں کا دبلا ہو جانا ظاہر کر کے بضاعت مزجاۃ یعنی ایسی کھوٹی پونجی جسے کوئی سوداگر مال کی قیمت میں قبول نہ کرے اور چند کھوٹے درہم اور اثاث البیت کی چند پرانی چیزیں جو بوسیدہ تھیں پیش کیں اور اس کے بدلہ غلہ اور بنیامین کو مانگا تو حضرت یوسف علیہ السلام کا دل بھر آیا اور گریہ طاری ہو گیا اور چشم گوہر فشاں سے در ہائے اشک گرنے لگے وَ لَمْ يَمْلِكْ نَفْسَهٗ فَشَرَعَ فِي التَّعَرُّفِ بِهِمْ اور آپ کو اپنے پر ضبط نہ ہو سکا تو آپ نے اپنے تعارف کی تمہید شروع فرمائی اور مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ۔ کہا

صاحب کشاف رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب بیٹوں کو آپ نے مصر سہ بارہ بھیجا تو انہیں ایک خط بھی لکھ دیا کہ یہ عزیز مصر کو دے کر ہمارا حال سنانا۔ اس کا مضمون یہ تھا:

مِنْ يَعْقُوْبَ اِسْرَائِيْلَ اللّٰهِ بْنِ اِسْحٰقَ ذَبِيْحِ اللّٰهِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ اِلٰى عَزِيْزِ مِصْرَ۔

www.waseemziyai.com

اَمَّا بَعْدُ ! فَاِنَّا اَهْلُ بَیْتٍ مُوَکَّلٌ بِنَا الْبَلَاءُ۔

اَمَّا جَدِّیْ فَشُدَّتْ یَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَ اُمِرَ بِهٖ فَرُمِیَ فِی النَّارِ لِیَحْرِقَ فَنَجَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ جُعِلَتِ النَّارُ عَلَیْهِ بَرْدًا وَّ سَلَامًا۔

وَ اَمَّا اَبِیْ فَوُضِعَ عَلٰی قَفَاهُ السِّکِّیْنُ لِیُقْتَلَ فَفَدَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

وَ اَمَّا اَنَا فَکَانَ لِیَ ابْنٌ وَ کَانَ اَحَبُّ الْاَوْلَادِ اِلَیَّ فَذَهَبَ بِهٖ اِخْوَاتُهٗ اِلَی الْبَرِیَّةِ ثُمَّ اَتَوْنِیْ بِقَمِیْصِهٖ مُلَطَّخًا بِالدَّمِ وَ قَالُوْا قَدْ اَکَلَهُ الذِّئْبُ فَذَهَبَتْ عَیْنَایَ مِنْ بُکَائِیْ عَلَیْهِ ثُمَّ کَانَ لِیَ ابْنٌ کَانَ اَخَاهُ مِنْ اُمِّهٖ فَکُنْتُ اَتَسَلّٰی بِهٖ فَذَهَبُوْا بِهٖ ثُمَّ رَجَعُوْا وَ قَالُوْا اِنَّهٗ سَرَقَ وَ اَنَّکَ حَبَسْتَهٗ لِذَالِکَ وَ اِنَّا اَهْلُ بَیْتٍ لَا نَسْرِقُ وَلَا نَلِدُ سَارِقًا فَاِنْ رَدَدْتَّهٗ عَلَیَّ وَاِلَّا دَعَوْتُ عَلَیْکَ دَعْوَةً تُدْرِکُ السَّابِعَ مِنْ وَلَدِکَ – وَالسَّلَامُ۔

یہ نامہ یعقوب اسرائیل اللہ کی طرف سے ہے جو اسحٰق علیہ السلام کا بیٹا ہے اور وہ ابراہیم خلیل اللہ کا عزیز مصر کی طرف۔

بعد حمد وصلوۃ کے یہ ہے کہ ہم ایسے گھرانہ سے ہیں جن پر بلائیں مقرر ہیں۔

میرے دادا کے لئے یہ بلا آئی کہ ان کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے۔ انہیں آگ میں جلانے کے لئے پھینکا گیا تو اللہ نے انہیں نجات دی اور آگ ان پر بردوسلام کی۔

پھر میرے باپ تھے ان پر چھری رکھی گئی تا کہ انہیں ذبح کیا جائے تو اللہ نے ان کے بدلے فدیہ جنت کے مینڈھے کا بھیجا۔

اب میں ہوں تو میرا ایک لخت جگر تھا جو تمام بیٹوں سے مجھے محبوب ترین تھا اسے اس کے بھائی جنگل لے گئے اور خون آلود قمیص لے کر آئے اور بولے اسے بھیڑیا کھا گیا اس غم میں روتے روتے میری آنکھیں جاتی رہیں پھر اس کا حقیقی بھائی تھا اس سے میں تسلی اور سکون حاصل کرتا تھا اسے مصر لے گئے اور واپس آ کر مجھ سے کہا اس نے چوری کی اور وہاں کے عزیز نے اسے قید کر لیا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس گھرانہ سے ہیں کہ نہ چوری کرتے ہیں نہ ایسی اولاد جنتے ہیں جو چور ہو تو اگر تو رحم کر کے اسے واپس کر دے تو فبہا ورنہ میں بددعا کروں گا جس سے تجھے تیری اولاد کے ساتھ یہ صدمہ پہنچے۔ والسلام

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ سے مروی ہے: فَلَمَّا قَرَءَ یُوْسُفُ عَلَیْهِ السَّلَامُ الْکِتَابَ لَمْ یَتَمَالَکْ نَفْسَهٗ وَصَبْرَهٗ فَقَالَ لَهُمْ ذَالِکَ مَافَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ نامہ مبارک پڑھا تو آپ سے ضبط نہ ہو سکا اور بھائیوں سے مَافَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْهِ فرما کر تمہید تعارف فرمائی۔

ایک روایت ہے کہ جب آپ نے نامہ یعقوب علیہ السلام پڑھا تو جواب لکھا: وَ اصْبِرْ کَمَا صَبَرُوْا تَظْفَرْ کَمَا ظَفَرُوْا هٰذَا۔ آپ بھی صبر کریں جیسے آپ کے بزرگوں نے صبر کیا فتحیاب ہوں گے جیسے پہلے وہ فتحیاب ہوئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو برادران یوسف نے کیسے پہچانا؟

سَبَبُ مَعْرِفَتِهِمْ اِیَّاهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقِیْلَ عَرَفُوْهُ بِرُؤْیَتِهٖ وَ شَمَائِلِهٖ وَ کَانَ قَدْ اَدْنَاهُمْ اِلَیْهِ وَ لَمْ

www.waseemziyai.com

یُدْنِهِمْ مِنْ قَبْلُ۔

ایک قول ہے کہ آپ کو دیکھ کر اور آپ کے شمائل سے انہوں نے پہچانا اس لئے کہ آج وہ قریب آ گئے تھے اس سے پہلے وہ دور ہی رہتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ اول پردہ سے گفتگو ہوتی تھی آج آپ نے پردہ ہٹا دیا تھا۔

تو بھائیوں نے غور سے دیکھ کر عرض کیا:

''ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ۔ کیا آپ ہی یوسف ہیں''؟ آپ نے جواب دیا:

''قَالَ اَنَا يُوْسُفُ۔ فرمایا میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی (بنیامین) ہے بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا''۔

اور ہمیں جدائی کے بعد سلامتی اور عزت سے ملا دیا اور دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اس لئے کہ

''اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ۔ جو پرہیزگاری سے صبر کرے تو اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا بولے (برادران یوسف) خدا کی قسم بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطا کار تھے فرمایا (یوسف نے) تم پر کچھ ملامت نہیں آج کے دن اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ بڑا مہربانوں میں مہربان ہے''۔

لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ اِخْتَارَکَ وَ فَضَّلَکَ عَلَیْنَا بِالصَّبْرِ وَالتَّقْوٰی اللہ نے آپ کو اختیار فرمایا اور ہم پر فضیلت صبر و تقویٰ سے دی۔

وَ رُوِیَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِالصَّبْرِ وَالْعِلْمِ وَ قِیْلَ بِالْمُلْکِ۔

وَ قِیْلَ بِالْعِلْمِ

وَ قَالَ صَاحِبُ الْغُنْیَانِ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَ الْخَلَقِ وَ الْعِلْمِ وَ الْحِلْمِ وَالْاِحْسَانِ وَالْمُلْکِ وَ السُّلْطَانِ وَ الصَّبْرِ عَلٰی مَا اٰذَانَا۔

اور لَا تَثْرِیْبَ کے معنی یہ ہیں: اَیْ لَا تَانِیْبَ وَلَا لُوْمَ عَلَیْکُمْ۔

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کا حال دریافت کیا۔

انہوں نے عرض کیا حضور آپ کی جدائی کے غم میں روتے روتے ان کی بینائی کمزور ہو چکی ہے۔ تو آپ نے فرمایا:

''اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا۔ لے جاؤ میرا یہ کرتا اسے ابا جان کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں بحال ہو کر پھر بصارت پر آ جائیں گی اور لے آؤ تمام گھر بھر کو میرے پاس''۔

یہ قمیص وہی تھا جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بطور تعویذ آپ کے بازو یا گلے میں لٹکایا تھا اور یہ قمیص تبرکاً آپ کے پاس تھا۔ یہی قمیص حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ میں جاتے وقت پہنایا تھا جس سے آپ علیہ السلام آگ سے مامون رہے اور یہ جنت کی قمیصوں میں سے تھا۔

اس کی برکت سے خلیل آگ سے محفوظ رہے اور یوسف علیہ السلام چاہ کنعان میں ہر بلا سے مصئون رہے اور اسی اصل سے اہل سنت بزرگان دین کے پہنے ہوئے کپڑے سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور مزارات اولیاء رحمہم اللہ کے غلاف کو برکت والا جانتے ہیں کہ غلاف ان کی قبر سے مس کیا ہوا ہوتا ہے اور کپڑا ان کے جسم سے مس کر کے موجب برکت ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس قمیص کو موجب شفاء بھی قرار دیا جب ہی تو فرمایا اَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ اور نتیجہ بتایا: يَاْتِ بَصِيْرًا۔ ان کی آنکھوں میں نور آ جائے گا اور سب کنبہ کو آنے کا حکم دے دیا۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الرَّبِيْعِ ابْنِ اَنَسٍ اَنَّهُمْ اثْنَانِ وَ سَبْعُوْنَ مِنْ وُلْدِهٖ وَ وُلْدِ وُلْدِهٖ۔ وہ کنبے والے بہتر آدمی بیٹے پوتے سب تھے۔

وَ قِيْلَ ثَمَانُوْنَ۔ ایک روایت ہے کہ وہ اسی تھے۔

وَ قِيْلَ تِسْعُوْنَ۔ ایک روایت ہے کہ نوے تھے۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ غَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُمْ ثَلٰثٌ وَّ تِسْعُوْنَ۔ وہ ترانوے تھے۔

وَ قِيْلَ سِتٌّ وَّ تِسْعُوْنَ وَ قَدْ نَمَوْا فِيْ مِصْرَ فَخَرَجُوْا مِنْهَا مَعَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُمْ سِتُّمِائَةِ اَلْفٍ وَ خَمْسُمِائَةٍ وَّ بِضْعَةٌ وَّ سَبْعُوْنَ رَجُلًا۔

ایک روایت ہے کہ یہ چھیانوے تھے اور ان کے اندر مصر میں اتنی نشو ونما ہوگئی کہ انہیں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چھ لاکھ پانچ سو اور ستر اور چند آدمی تھے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾

اور جب جدا ہوا قافلہ فرمایا یعقوب نے بے شک میں پا رہا ہوں یوسف کی خوشبو اگر تم نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

بولے (بیٹے) خدا کی قسم آپ اپنی پرانی وارفتگی میں ہیں۔

فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور جب آیا خوشی سنانے والا ڈالا اس نے ان کے منہ پر وہ کرتا تو لوٹ آئیں ان کی آنکھیں فرمایا کیا میں نہیں کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ جو تم نہیں جانتے۔

قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

بولے ابا جان ہمارے لئے معافی مانگئے ہمارے گناہوں کی بے شک ہم ہی خطاوار تھے۔

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

فرمایا جلدی میں تمہارے لئے بخشش چاہوں گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

تو جب داخل ہوئے وہ یوسف پر اس نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو ان شاء اللہ امن کے ساتھ۔

وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ

اور اٹھایا اپنے والدین کو تخت پر اور سب اس کے لئے سجدہ کو گرے اور کہا یوسف نے ابا جان یہ ہے تعبیر میرے خواب

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِکُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ﴿۱۰۰﴾

کی جو پہلے ہوا تھا اور کر دیا اللہ نے اسے سچا اور بے شک احسان کیا مجھ پر جب مجھے نکالا قید خانہ سے اور لے آیا آپ کو گاؤں سے بعد اس کے کہ ناچاقی ڈالی شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں بے شک میرا رب احسان کرتا ہے جو چاہے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾

اے میرے رب بے شک تو نے دی مجھے سلطنت اور سکھایا تو نے مجھے تاویل کرنا باتوں کا۔ بنانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا۔ تو ہی میرا کام بنانے والا ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ اٹھا مجھے مسلمان اور ملا مجھے صالحین میں۔

ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ۚ وَ مَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْکُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

یہ ہیں کچھ خبریں غیب کی جو وحی کرتے ہیں ہم تیری طرف اور تم نہ تھے ان کے پاس جب انہوں نے اپنا کام پختہ کیا تھا اور وہ خفیہ تدبیر میں تھے۔

وَ مَاۤ اَکْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

اور نہیں اکثر آدمی اگرچہ تم کتنا ہی چاہو ایمان لانے والے۔

وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور نہیں مانگتے تم ان سے بدلہ یہ تو نہیں مگر نصیحت ہے سب جہان والوں کو۔

حل لغات گیارہواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَلَمَّا - اور جب	فَصَلَتِ - الگ ہوا	الْعِیْرُ - قافلہ	قَالَ - کہا
اَبُوْهُمْ - ان کے باپ نے	اِنِّیْ - بے شک میں	لَاَجِدُ - پاتا ہوں	رِیْحَ - خوشبو
یُوْسُفَ - یوسف کی	لَوْلَآ - اگر نہ ہو	اَنْ - یہ کہ کہو	تُفَنِّدُوْنِ - سٹھیا گیا ہوں میں
قَالُوْا - بولے	تَاللّٰهِ - خدا کی قسم	اِنَّكَ - یقیناً آپ	لَفِیْ - بے شک
ضَلٰلِكَ - اپنی وارفتگی	الْقَدِیْمِ - پرانی میں ہیں	فَلَمَّآ - پھر جب	اَنْ - ایسا ہوا کہ
جَآءَ - آیا	الْبَشِیْرُ - خوشخبری دینے والا	اَلْقٰىهُ - ڈالا اس کو	عَلٰی - اوپر
وَجْهِهٖ - اس کے چہرے کے	فَارْتَدَّ - پھر ہو گیا	بَصِیْرًا - دیکھنے والا	قَالَ - فرمایا
اَلَمْ - کیا نہیں	اَقُلْ - کہا تھا میں نے	لَّكُمْ - تم سے	اِنِّیْٓ - کہ یقیناً میں
اَعْلَمُ - جانتا ہوں	مِنَ اللّٰهِ - اللہ سے	مَا لَا - جو نہیں	تَعْلَمُوْنَ - جانتے تم
قَالُوْا - بولے	یٰۤاَبَانَا - اے ہمارے باپ	اسْتَغْفِرْ - بخشش مانگئے	لَنَا - ہمارے لئے
ذُنُوْبَنَآ - ہمارے گناہ کی	اِنَّا - بے شک	كُنَّا - ہم ہی تھے	خٰطِـِٕیْنَ - گنہگار

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

قَالَ۔کہا
رَبِّیْ۔اپنے رب سے
الرَّحِیْمُ۔مہربان
یُوْسُفَ۔یوسف کے
وَقَالَ۔اور کہا
اللّٰہُ۔اللہ
عَلٰی۔اوپر
سُجَّدًا۔سجدہ کرتے
تَاْوِیْلُ۔تعبیر
جَعَلَھَا۔بنایا اس کو
اَحْسَنَ۔احسان کیا
مِنَ السِّجْنِ۔قید خانے سے
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
بَیْنِیْ۔میرے درمیان
رَبِّیْ۔میرا رب
اِنَّہٗ۔بے شک وہ
رَبِّ۔اے میرے رب
وَعَلَّمْتَنِیْ۔اور سکھایا تو نے مجھے
فَاطِرَ۔اے پیدا کرنے والے
وَلِیّ۔میرا دوست
تَوَفَّنِیْ۔فوت کر مجھے
ذٰلِكَ۔یہ ہیں
اِلَیْكَ۔تیری طرف
اِذْ۔جبکہ
یَمْكُرُوْنَ۔تدبیر کرتے تھے
وَلَوْ۔اگرچہ
تَسْئَلُھُمْ۔مانگتا تو ان سے
اِلَّا۔مگر

سَوْفَ۔عنقریب
اِنَّہٗ۔بے شک وہ
فَلَمَّا۔پھر جب
اٰوٰی۔جگہ دی
اُدْخُلُوْا۔داخل ہو
اٰمِنِیْنَ۔امن سے
الْعَرْشِ۔تخت کے
وَقَالَ۔اور کہا
رُءْیَایَ۔میری خواب کی
رَبِّیْ۔میرے رب نے
بِیْ۔مجھ پر
وَجَآءَ۔اور لایا
اَنْ۔اس کے کہ
وَبَیْنَ۔اور درمیان
لَطِیْفٌ۔مہربان ہے
ھُوَ۔وہی
قَدْ۔بے شک
وَمَا۔اور نہیں تھا
اَجْمَعُوْٓا۔جمع کیا انہوں نے
وَمَآ۔اور نہیں
حَرَصْتَ۔تو حرص رکھے
عَلَیْہِ۔اس پر
ذِكْرٌ۔نصیحت

اَسْتَغْفِرُ۔بخشش مانگوں گا
ھُوَ۔وہی ہے
دَخَلُوْا۔داخل ہوئے
اِلَیْہِ۔اپنے پاس
مِصْرَ۔مصر میں
وَرَفَعَ۔اور اٹھایا
وَخَرُّوْا۔اور گر پڑے
یٰٓاَبَتِ۔اے میرے باپ
مِنْ قَبْلُ۔پہلے سے
حَقًّا۔سچا
اِذْ۔جبکہ
بِكُمْ۔تم کو
نَّزَغَ۔دشمنی ڈالی
اِخْوَتِیْ۔میرے بھائیوں کے
لِّمَا۔جس کے لئے
الْعَلِیْمُ۔جاننے والا
اٰتَیْتَنِیْ۔دی تو نے مجھے
مِنْ تَاْوِیْلِ۔انجام معلوم کرنا
وَالْاَرْضِ۔اور زمین کے
الدُّنْیَا۔دنیا
وَّاَلْحِقْنِیْ۔اور ملا دے مجھے
الْغَیْبِ۔غیب کی
كُنْتَ۔تو
اَمْرَھُمْ۔اپنا کام
اَكْثَرُ۔اکثر
بِمُؤْمِنِیْنَ۔ایمان لانے والے
مِنْ اَجْرٍ۔کوئی بدلہ
لِّلْعٰلَمِیْنَ۔جہان والوں کے لئے

لَكُمْ۔تمہارے لئے
الْغَفُوْرُ۔بخشنے والا
عَلٰی۔اوپر
اَبَوَیْہِ۔اپنے ماں باپ کو
اِنْ شَآءَ۔اگر چاہے
اَبَوَیْہِ۔اپنے ماں باپ کو
لَہٗ۔اس کے لئے
ھٰذَا۔یہ ہے
قَدْ۔بے شک
وَقَدْ۔اور بے شک
اَخْرَجَنِیْ۔نکالا مجھے
مِّنَ الْبَدْوِ۔گاؤں سے
الشَّیْطٰنُ۔شیطان نے
اِنَّ۔بے شک
یَشَآءُ۔چاہے
الْحَكِیْمُ۔حکمت والا ہے
مِنَ الْمُلْكِ۔سلطنت
الْاَحَادِیْثِ۔باتوں کا
اَنْتَ۔تو ہے
وَالْاٰخِرَةِ۔اور آخرت کے
بِالصّٰلِحِیْنَ۔نیکوں سے
نُوْحِیْہِ۔وحی کرتے ہیں ہم ان کو
لَدَیْھِمْ۔ان کے پاس
وَھُمْ۔اور وہ
النَّاسِ۔لوگ
وَمَا۔اور نہیں
اِنْ ھُوَ۔نہیں وہ

WWW.FAZL-O-OMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع -سورۃ یوسف- پ ۱۳

''وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ۔ جب (مصر سے) قافلہ جدا ہوا فرمایا (یعقوب) ان کے والد نے بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں۔ بولے بیٹے پوتے خدا کی قسم آپ اپنی پرانی خود رفتگی میں ہیں''۔

یعنی جب برادران کنعان کی طرف قمیص یوسف علیہ السلام لے کر قافلہ کے ساتھ مصر سے چلے۔ تو مصر سے بیت المقدس کے قریب یہ مقام تھا۔

ایک قول ہے کہ وہ جزیرہ تھا۔

اور مصر سے کنعان آنے کا راستہ آٹھ دن کا تھا بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

اور حسن اور ابن جریج رحمہم اللہ فرماتے ہیں اسی فرسخ کا فاصلہ تھا۔

اور بروایت حسن رحمہ اللہ دوسرا قول ہے کہ تیس دن کی مسافت پر تھا۔

ایک قول ہے دس رات کی مسافت پر تھا۔

تو اتنی بُعد، مسافت پر حضرت یعقوب علیہ السلام کو وہ خوشبو پہنچ گئی۔

ابوایوب ہروی فرماتے ہیں کہ ہوا نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لی تو اس نے وہ خوشبو آپ کے مشام دماغ کو پہنچادی۔

تو آپ علیہ السلام نے وہ خوشبو محسوس فرما کر اپنے پوتوں کو فرمایا اور پاس والوں سے ذکر کیا کہ آج مجھے یوسف کی بو آرہی ہے اگر تم مجھے فند سے منسوب نہ کرو فند سے تُفَنِّدُوْنِ ہے اس کے معنی ضعف رائے اور کمزوری عقل کے ہوتے ہیں اور وہ بھی ایسے موقعہ پر جب کہ بڑھاپا اور کبیر السن ہونے سے ہو جسے عرف اردو میں سٹھیا جانا کہتے ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مُفَنَّدٌ اِذَا خَسِرَ رَأْيُهٗ۔

تو سب نے مل کر کہہ دیا: تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۔ قسم بخدا ابا جان آپ تو یوسف کی محبت میں از خود رفتہ ہو چکے ہیں اس لئے کہ اب حضرت یوسف کہاں۔ اتنی مدت مدیدہ کے اندر نہ معلوم وہ کہاں وفات پا چکے ہوں۔

ادھر کنعان کو جب قافلہ چلا تو یہودا نے کہا کہ۔

''خون آلود قمیص بھی میں ہی لے کر گیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور انہیں اس خبر سے میں نے ہی غمگین کیا تھا آج یہ قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بخیر حیات ہونے کی فرحت انگیز خبر بھی میں ہی سناؤں گا''۔

تو یہودا برہنہ سر، برہنہ پا کرتا لے کر اسی فرسنگ دوڑتا آیا راستہ میں کھانے کے لئے سات روٹیاں لایا تھا فرط شوق میں یہ عالم تھا کہ تمام سفر میں وہ روٹیاں بھی ختم نہ کر سکا۔

چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

قَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ يَهُوْدَ رُوِيَ اَنَّهٗ قَالَ لِاِخْوَتِهٖ قَدْ عَلِمْتُمْ اِنِّيْ ذَهَبْتُ اِلٰى اَبِيْ بِقَمِيْصِ الرَّحْمَةِ فَدَعُوْنِيْ اَذْهَبْ اِلَيْهِ بِقَمِيْصِ الرَّحْمَةِ فَتَرَكُوْهُ۔

''فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ۔ تو جب آیا خوشی سنانے والا اس نے وہ قمیص حضرت یعقوب کے منہ پر ڈالا تو جبھی بینائی

www.waseemziyai.com

لوٹ آئی اور فرمایا کیا میں نہ کہتا تھا کہ میں وہ اللہ کی شانیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (برادران یوسف) بولے ابا جان ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے بے شک ہم ہی خطا کار ہیں۔ فرمایا (یعقوب نے) میں عنقریب تمہارے لئے بخشش مانگوں گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت جب درست ہوگئی تو یہودا سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال پوچھا۔

یہودا نے کہا حضور وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا مجھے بادشاہی کا کیا کرنا ہے یہ بتاؤ کہ وہ کس دین اور ملت پر ہیں۔

یہودا نے عرض کیا وہ دین اسلام پر ہیں۔

آپ نے فرمایا: الحمدللہ اب اللہ کی نعمت پوری ہوگئی۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے پچھلی رات نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کے دربار میں برادران یوسف کے لئے بخشش مانگی وہ قبول ہوگئی اور اس کی خبر بذریعہ وحی آئی کہ ان کی دعا قبول ہوگئی۔

رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَخَّرَ الْاِسْتِغْفَارَ لَهُمْ اِلَی السَّحَرِ لِاَنَّ الدُّعَاءَ فِیْهِ مُسْتَجَابٌ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہودا کو کہہ دیا تھا کہ ابا جان اور تمام اہل وعیال اور کنبہ کے سب افراد کو مصر لے آؤ اور یہودا وغیرہ برادران یوسف کے ساتھ دو دو سواریاں کو تل گھوڑوں کی بھیج دی تھیں اور بہت کچھ سامان بھی بھیجا تھا۔

آپ نے یہ پیام بشارت نظام سن کر اپنے تمام اہل وعیال کو جمع فرمایا تو کل مرد وزن کی تعداد بہتر (۷۲) تھی۔

انہیں مصر کے اندر پہنچ کر اس قدر برکت ہوئی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو چھ لاکھ سے زائد تھے جس کی تفصیل ہم اول لکھ آئے ہیں۔ باآنکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے چار سو برس بعد مبعوث ہوئے ہیں۔

مختصر یہ کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنا قافلہ لے کر قریب مصر ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملک اعظم کو اطلاع دی اور چار ہزار لشکری اور کافی مصری سوار ہمراہ لے کر آپ علیہ السلام اپنے والد ماجد کے استقبال کے لئے صد ہا ریشمی پھریرے اڑاتے قطاریں باندھے روانہ ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ کے سہارے تشریف لا رہے تھے جب آپ علیہ السلام کی نظر لشکر پر پڑی اور آپ نے دیکھا جنگل میں منگل ہے۔ تمام صحرا زرق برق سواروں سے بھرا ہوا ہے تو آپ نے یہودا سے فرمایا کیا یہ فرعون مصر کا لشکر ہے۔ جو اس شان وشکوہ سے آرہا ہے۔

یہودا نے عرض کیا حضور یہ فرعونی لشکر نہیں بلکہ آپ کے نور نظر لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام کا لشکر ہے۔

آپ متعجبانہ نظر سے اس لشکر کے تجمل کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ روح الامین علیہ السلام عرض پیرا ہوئے۔ حضور فضائے ہوائی میں نظر فرمائیں آپ کے اس جشن میں ملائکہ سماوی بھی شریک ہوئے ہیں جو آپ کے غم میں آپ کے ساتھ روتے رہے ہیں۔

آج ان کی تسبیح اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ طبل وبوق کی آواز میں سنئے۔

www.waseemziyai.com

2

یہ ہجرت زدہ قافلہ ۱۰/ محرم الحرام کو ایک جگہ جمع ہوا اور والد و ولد پسر و پدر قریب ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو سلام کرنا چاہا کہ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا حضور خاموش رہیں آج ابتدائے سلام کا موقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیجئے۔

چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُذْهِبَ الْاَحْزَانِ۔ اے غم واندوہ کے دور کرنے والے تجھ پر سلام ہو۔

پھر ہجران کشیدہ باپ حضرت یعقوب علیہ السلام اور مصائب وآلام چشیدہ حضرت یوسف علیہ السلام دونوں گلے ملے اور گریہ حسرت میں دونوں خوب روئے۔

پھر اس مزین وآراستہ فرودگاہ میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ علیہ السلام کے لئے آراستہ کی گئی تھی یہ یعقوبی کیمپ خیموں اور مکلّف فرش فروش سے آراستہ تھا۔

یہ پہلا دخول حدود مصر میں تھا۔

اس کے بعد دوسرا دخول خاص شہر میں ہے جس کا تذکرہ آگے آتا ہے۔ یہ تمام واقعہ روح المعانی میں مذکور ہے۔

''فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ تو جب وہ سب یوسف کے یہاں داخل ہوئے اس نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ چاہے تو امان کے ساتھ''۔

اب یہ دوسرا دخول شہر مصر کا ہے کَمَا قَالَ الْاَلُوْسِیُ اَحَدُهُمَا دُخُوْلًا عَلَیْهِ خَارِجَ الْبَلَدَةِ وَالثَّانِیْ دُخُوْلٌ فِی الْبَلَدَةِ اٰوٰی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَالْمُرَادُ بِهَا اَبُوْهُ وَ خَالَتُهُ لَیَّا۔ یہاں والدین سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کی خالہ لیا ہیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے اس سے مراد والدہ یوسف علیہ السلام راحیل ہی ہیں۔

اور خالہ قائم مقام ماں کے ہوتی ہے جیسے چچا قائم مقام باپ کے ہوتا ہے۔

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اب شہر میں امن وامان سے داخل ہو جائیے۔

''وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ۔ اور بلند کیا ماں باپ کو تخت پر اور سب اس کے لئے سجدہ میں گرے''۔

جب دخول ثانی حضرت یعقوب اور برادران یوسف کا مصر کے اندر ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے والدین کو یا اپنے والد اور خالہ کو تخت پر بٹھایا اور ان کا اکرام کیا تو والد اور ماسی یعنی خالہ اور تمام بھائی سجدہ تحیت وتواضع میں گرے۔

یہ سجدۂ تحیت یا تعظیمی شریعت یوسفی میں جائز تھا۔

اور شریعت محمدیہ میں سجدہ خواہ تعظیمی ہو یا تحیت ہو حرام ہے ہماری شریعت میں تعظیم کے لئے قیام مصافحہ، دست بوسی جائز کی گئی۔

اور سجدۂ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے کسی صورت اور کسی نیت سے جائز نہیں بلکہ ایسا کرنا شرک ہے اور اگر وہی سجدہ بہ نیت عظمت ہو جسے سجدۂ تعظیمی کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ بھی حرام ہے اگرچہ اس نیت سے یہ سجدہ شرک نہیں۔ لیکن مرتکب حرام فاسق ہے اور محلل حرام کافر خارج از اسلام۔

www.waseemziyai.com

صحابہ کرام علیہم رضوان نے بارگاہ رسالت ﷺ میں سجدہ کرنے کی اجازت چاہی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔ بلکہ فرمایا: اَرَاَیْتَ لَوْمَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَتَسْجُدُھَا۔ بھلا یہ تو بتا اگر تو ہماری قبر سے گزرے گا تو کیا اسے بھی سجدہ کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں تو فرمایا جس کی قبر کو سجدہ نہیں اس کے حین حیات بھی اسے سجدہ نہیں۔ کیونکہ یہ پرستش ہے اور پرستش سواحی وقیوم کسی کی بھی جائز نہیں۔

اور اسی لئے قرآن کریم میں ہے: لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ۔ سورج چاند کو سجدہ نہ کرو اور سجدہ اللہ تعالیٰ ہی کو کرو جس نے تمام کائنات اور چاند سورج پیدا فرمائے۔

مختصر یہ کہ خالق کے لئے سجدہ ہے اور مخلوق کے لئے ہرگز سجدہ روا نہیں۔

اور وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا میں بھی معنی حقیقی لینے میں اختلاف ہے۔

چنانچہ صاحب روح المعانی رحمہ اللہ نے ان تمام اختلافات کو ایک جگہ جمع فرمادیا ہے۔ وھو ہذا۔

وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا – اَیْ عَلَی الْجِبَاہِ کَمَا ھُوَ الظَّاھِرُ وَ ھُوَ کَمَا قَالَ اَبُو الْبَقَا حَالٌ مُقَدَّرَۃٌ لِاَنَّ السُّجُوْدَ یَکُوْنُ بَعْدَ الْخُرُوْرِ وَ کَانَ جَائِزًا عِنْدَھُمْ۔

یہ سجدہ پیشانی سے تھا اس لئے کہ سجدہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔

دوسرا قول ہے: وَ ھُوَ جَارٍ مَجْرَی التَّحِیَّۃِ وَالتَّکْرِمَۃِ کَالْقِیَامِ وَالْمُصَافَحَۃِ وَ تَقْبِیْلِ الْیَدِ وَ نَحْوِھَا مِنْ عَادَاتِ النَّاسِ الْفَاشِیَۃِ فِی التَّعْظِیْمِ وَالتَّوْقِیْرِ۔ سجدہ سے مراد تعظیم وتکریم وتحیہ ہے جیسے قیام اور مصافحہ اور ہاتھ چومنا اور مثل اس کے تعظیم وتکریم میں۔

قَالَ قَتَادَۃُ کَانَ السُّجُوْدُ تَحِیَّۃَ الْمُلُوْکِ عِنْدَھُمْ۔ سجدۂ تحیت بادشاہوں میں تھا ان کے نزدیک وَ اَعْطَی اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ السَّلَامَ تَحِیَّۃَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کَرَامَۃً مِّنْہُ تَعَالٰی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو سلام تحیت اہل جنت عطا فرمایا یہ احترام ہے اس امت کا۔

مَا کَانَ ذَالِکَ اِلَّا اِیْمَاءٌ بِالرَّأْسِ۔ یہ سجدہ ایسا نہ تھا بلکہ سر سے اشارہ کرنے کا تھا۔

وَ قِیْلَ کَانَ کَالرُّکُوْعِ الْبَالِغِ دُوْنَ وَضْعِ الْجَبْھَۃِ عَلَی الْاَرْضِ۔ ایک قول ہے کہ وہ سجدہ مثل رکوع کے تھا وضع جبہہ علی الارض اس میں نہیں تھا۔

وَ قِیْلَ الْمُرَادُ بِہِ التَّوَاضُعُ وَ یُرَادُ بِہِ الْخُرُوْرُ۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد محض تواضع ہے۔ اس کے علاوہ ماٰلحن فیہ کی تائید میں اور اقوال بھی ہیں جو بخوف طوالت نہیں لکھے گئے۔

''وَقَالَ یٰٓاَبَتِ ھٰذَا تَاْوِیْلُ۔ اور کہا (یوسف نے) ابا جان یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے۔ بے شک کر دیا اسے میرے رب نے سچ اور بے شک اسی نے احسان کیا مجھ پر کہ مجھے قید سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے کہ ناچاقی ڈال دی تھی شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں بے شک میرا رب آسان کرنے والا ہے جس بات کو چاہے بے شک وہی علم وحکمت والا ہے''۔

یہ اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے صغرسنی میں دیکھا تھا جس کا سورت کے شروع میں ذکر ہو چکا ہے۔

www.waseemziyai.com

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ۔ یہاں اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ سے اپنے ابتلاء ومصائب کا ذکر اس وجہ میں فرمایا اور کنویں کا تذکرہ نہ کیا کہ بھائی شرمندہ نہ ہوں۔

ارباب سیر وتواریخ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں چوبیس سال عیش وآرام سے رہے۔ (روح المعانی)

اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَیْ لَطِیْفُ التَّدْبِیْرِ اِذْمَا مِنْ صَعْبٍ اِلَّا وَ تَنْفُذُ فِیْهِ مَشِیَّتُهٗ تَعَالٰی وَ مُتَسَهِّلٌ دُوْنَهَا کَذَا قَالَهٗ غَیْرُهٗ۔

جب آپ کی وفات کے دن قریب ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ انہیں ملک شام میں لے جا کر ارض مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبر مبارک کے پاس دفن کیا جائے۔

بعد وفات حضرت یوسف علیہ السلام نے سال کی لکڑی کے تابوت میں آپ کے جسد اطہر کو رکھ کر شام میں پہنچایا اور حضرت عیص برادر یعقوب علیہ السلام کی وفات بھی اسی وقت ہوئی اور آپ کی ولادت بھی ساتھ ہی ہوئی تھی دفن بھی ایک ہی قبر میں کئے گئے۔

حضرت یعقوب اور حضرت عیص علیہما السلام دونوں کی عمر ایک سو پینتالیس سال تھی۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا کو دفن کر کے مصر کی طرف واپس ہوئے تو آپ علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی:

''رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ۔ اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے تاویل احادیث کا فن سکھایا۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے تو ہی میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں اٹھا مجھے مسلمان اور ان سے ملا جو تیرے قرب کے لائق صالح ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کا ایک ایک لفظ وہ ہے جس سے دنیا وآخرت کی فلاح وبہبود ہے۔ اور الحاق بالصالحین سے مراد حضرت ابراہیم وحضرت اسحٰق وحضرت یعقوب علیہم السلام انبیاء کرام مراد ہیں۔ قرآن کریم میں صالحین دو قسم کے ہیں ایک تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ہیں اور ایک اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ہیں۔

اور چونکہ انبیاء کرام تمام معصوم ہوتے ہیں بنابریں حضرت یوسف علیہ السلام کی معصومیت میں بھی کسی قسم کا شبہ نہیں ہوسکتا تو یہ دعا اظہار انکسار کے لئے ہے یا تعلیم امت کے لئے کہ وہ ہمیشہ حسن خاتمہ اور صلاحیت کی دعا کرتے رہیں۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام تیئیس سال دنیا میں بقید حیات رہے پھر آپ کی وفات ہوگئی۔

''ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا ایکا کیا تھا اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور نہیں اکثر آدمی جو تمہاری خواہش پر ایمان لائیں اور تم نہیں مانگتے اس تبلیغ پر ان سے کوئی بدلہ۔ نہیں ہے یہ مگر سارے جہان کو نصیحت''۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دفن میں اہل مصر نے بڑا اختلاف کیا۔

حالانکہ آپ علیہ السلام کی وصیت یہی تھی کہ انہیں اسی زمین میں دفن کیا جائے جہاں حضرت ابراہیم واسحٰق اور یعقوب علیہم السلام مدفون ہیں۔ لیکن مصری یہ چاہتے تھے کہ حضرت یہاں ہی دفن ہوں بلکہ ہر محلہ والا اپنے محلہ میں دفنانے پر مصر تھا۔

www.waseemziyai.com

آخر یہ رائے طے پائی کہ آپ کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تا کہ پانی آپ کی قبر مبارک سے چھوتا ہوا گزرے اور اس کی برکت سے تمام اہل مصر فیض یاب ہوں۔ چنانچہ آپ کو سنگ رخام یا سنگ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ کی قبر مبارک چار سو برس تک وہیں رہی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تابوت سنگی نیل سے نکالا اور آپ کے آباء کرام کے پاس ملک شام میں لے جا کر دفن کیا۔

اور اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ سے مراد برادران یوسف کا خفیہ مشورہ ہے اور وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ سے مراد تعلیم قرآن کریم ہے اور انباء غیب سے مراد وہ اخبارات بھی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ اور واقعہ یوسف علیہ السلام، حالات نوح ولوط علیہم السلام کا تفصیل سے بیان کرنا غیبی خبر اور معجزہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّهُمْ اَهْلُ مَكَّةَ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی آپ کتنا ہی انہیں ایمان کی طرف بلائیں یہ ایمان نہ لائیں گے۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع - سورۃ یوسف - پ ۱۳

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں کہ گزرتے ہیں لوگ ان پر اور وہ ان سے بے خبر ہی رہتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے مگر شرک کرتے ہوئے۔

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

کیا اس سے امن میں ہیں کہ آئے اللہ کا عذاب انہیں گھیرنے والا یا آجائے قیامت اچانک اور وہ بے خبر رہ جائیں۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

فرما دیجئے یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت پر میں اور جو میرے پیرو ہیں اور پاکی ہے اللہ کو اور میں مشرک نہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور نہ بھیجا ہم نے تم سے پہلے رسول مگر سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے ہیں اور سب شہر والے تھے تو کیا یہ لوگ سیر نہیں کرتے زمین میں تو دیکھیں کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

حتیٰ کہ جب مایوس ہوئے رسول (ظاہر اسباب) سے اور سمجھے لوگ کہ رسول نے ان سے غلط کہا تھا تو آئی ہماری مدد تو نجات دی ہم نے جسے چاہا اور نہیں پھر سکتا ہمارا عذاب قوم مجرمین سے۔

www.waseemziyai.com

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

بے شک ان کے قصوں سے عبرت ہوتی ہے عقل والوں کو نہیں یہ کوئی بنائی ہوئی بات لیکن تصدیق ہے ان کے لئے جو ان سے اگلے ہیں اور تفصیل ہر شے کی اور ہدایت ورحمت ایمان والی قوم کو۔

حل لغات بارہواں رکوع ۔سورۃ یوسف۔ پ ۱۳

وَكَاَيِّنْ۔اور کتنے ہی
يَمُرُّوْنَ۔گزرتے ہیں
مُعْرِضُوْنَ۔منہ پھیرتے ہیں
بِاللّٰهِ۔اللہ پر
اَنْ۔یہ کہ
اللّٰهِ۔الٰہی سے
بَغْتَةً۔ناگہاں
هٰذِهٖ۔یہ ہے
اللّٰهِ۔اللہ کی
اتَّبَعَنِيْ۔پیروی کی میری
اَنَا۔میں
اَرْسَلْنَا۔بھیجا ہم نے
نُّوْحِيْٓ۔وحی کرتے ہیں ہم
اَفَلَمْ۔کیا نہیں
كَيْفَ۔کیسا
مِنْ قَبْلِهِمْ۔جو ان سے پہلے تھے
خَيْرٌ۔بہتر ہے
تَعْقِلُوْنَ۔تم سمجھتے
الرُّسُلُ۔رسول
كُذِبُوْا۔جھٹلائے گئے
مَنْ۔وہ جسے
بَاْسُنَا۔ہمارا عذاب

مِنْ اٰيَةٍ۔نشان ہیں
عَلَيْهَا۔اس پر
وَمَا۔اور نہیں
اِلَّا وَهُمْ۔مگر وہ ہوتے ہیں
تَاْتِيَهُمْ۔آئے ان کے پاس
اَوْ۔یا
وَّهُمْ۔اور وہ
سَبِيْلِيْٓ۔میری راہ
عَلٰى بَصِيْرَةٍ۔بصیرت پر
وَسُبْحٰنَ۔اور پاک ہے
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں سے
مِنْ قَبْلِكَ۔آپ سے پہلے
اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف
يَسِيْرُوْا۔پھرے وہ
كَانَ۔ہوا

فِي السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں میں
وَهُمْ۔اور وہ
يُؤْمِنُ۔ایمان لاتے
مُّشْرِكُوْنَ۔شرک کرنے والے
غَاشِيَةٌ۔ڈھانپنے والی
تَاْتِيَهُمْ۔آئے ان کے پاس
لَا يَشْعُرُوْنَ۔نہ جانتے ہوں
اَدْعُوْٓا۔میں بلاتا ہوں
اَنَا۔میں
اللّٰهِ۔اللہ
اِلَّا۔مگر
مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى۔بستیوں والوں سے
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
عَاقِبَةُ۔انجام
وَلَدَارُ۔اور یقیناً گھر
اتَّقَوْا۔پرہیزگار رہیں
اِذَا۔جب
اَنَّهُمْ۔کہ وہ
نَصْرُنَا۔ہماری مدد
وَلَا۔اور نہیں
الْمُجْرِمِيْنَ۔مجرمین سے

وَالْاَرْضِ۔اور زمین میں
عَنْهَا۔اس سے
اَكْثَرُهُمْ۔اکثر ان کے
اَفَاَمِنُوْٓا۔کیا وہ مطمئن ہیں
مِّنْ عَذَابِ۔عذاب
السَّاعَةُ۔قیامت
قُلْ۔کہہ
اِلٰى۔طرف
وَمَنِ۔اور وہ جس نے
وَمَآ۔اور نہیں
وَمَآ۔اور نہیں
رِجَالًا۔مردوں کو

فَيَنْظُرُوْا۔کہ دیکھیں وہ
الَّذِيْنَ۔ان کا
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کا
اَفَلَا۔کیا نہیں
اسْتَيْئَسَ۔مایوس ہو گئے
قَدْ۔یقیناً
فَنُجِّيَ۔پھر نجات دیا گیا
يُرَدُّ۔پھیرا جاتا
لَقَدْ۔بے شک

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

كَانَ۔ ہے فِيْ قَصَصِهِمْ۔ان کے واقعات میں عِبْرَةٌ۔عبرت
لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔عقل مندوں کے لئے مَا كَانَ۔نہیں ہے حَدِيْثًا۔بات
يُّفْتَرٰى۔بنائی ہوئی وَلٰكِنْ۔اور لیکن تَصْدِيْقَ۔تصدیق ہے الَّذِيْ۔اس کی
بَيْنَ يَدَيْهِ۔جو اس سے پہلے ہے وَتَفْصِيْلَ۔اور تفصیل ہے كُلِّ۔ہر ایک
شَيْءٍ۔چیز کی وَّهُدًى۔اور ہدایت وَّرَحْمَةً۔اور رحمت لِّقَوْمٍ۔واسطے قوم
يُّؤْمِنُوْنَ۔ایمان والی کے

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع۔سورۃ یوسف۔پ ۱۳

''وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ۔اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں کہ گزرتے ہیں اس پر لوگ اور وہ ان سے بے خبر ہوتے ہیں''۔

یعنی خالق اور اس کی توحید وصفات پر دلالت کرنے والی بہت سی نشانیاں ہلاک شدہ امتوں اور ان کے کھنڈرات ہر مقام پر ہیں اور دیکھنے والے انہیں دیکھ کر بجائے عبرت حاصل کرنے کے اعراض کرتے ہیں۔وَكَاَيِّنْ کے معنی كَمْ مِّنْ اٰيَةٍ ہوتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ كَاَيِّ اِسْمٌ كَكَمِ التَّكْثِيْرِيَّةِ الْخَبَرِيَّةِ فِي الْمَعْنٰى مُرَكَّبٌ مِّنْ كَافِ تَشْبِيْهٍ۔

''وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ۔اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے اللہ پر مگر شرک کرتے ہوئے''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مجاہد اور عکرمہ، شعبی اور قتادہ اور اکثر مفسرین اس آیت کریمہ کو مشرکین کے لئے بتاتے ہیں اس لئے کہ وہ خالقیت ورازقیت الٰہی کا اقرار کرنے کے باوجود بت پرستی کرتے اور غیروں کو عبادت میں اللہ کا شریک مانتے ہیں۔

وہ ایام حج میں تلبیہ بھی کہتے تو اس طرح کہتے: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَ مَا مَلَكَ۔

وَ عَنِ ابْنِ زَيْدٍ وَ عِكْرِمَةَ وَ قَتَادَةَ وَ مُجَاهِدٍ اَيْضًا اِنَّ هٰؤُلَاءِ كُفَّارُ الْعَرَبِ مُطْلَقًا اَفْرَدُوْا بِالْخَالِقِ الرَّازِقِ الْمُمِيْتِ وَاَشْرَكُوْا بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ۔

وَ قِيْلَ اَشْرَكُوْا بِقَوْلِهِمُ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا اِنَّهُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ اَيْرَدُوْا بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَ اَشْرَكُوْا بِهٖ مِنْ حَيْثُ كَفَرُوْا بِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اَوْ مِنْ حَيْثُ عَبَدُوْا عُزَيْرًا وَالْمَسِيْحَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

وَ قِيْلَ كَفَرُوْا بِالتَّبَنِّيْ وَ اتِّخَاذِهِمْ اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا۔

یہ کفار عرب کے حق میں نازل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کو خالق رازق ممیت ماننے کے باوجود شرک کرتے تھے بتوں کو پوج کر ایک قول ہے کہ سب کچھ مان کر بھی کہتے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

www.waseemziyai.com

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید تسلیم کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ اور حضرت عزیر اور مسیح علیہما السلام کو پوجتے ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ عیسیٰ وعزیر کو خدا کا بیٹا مانتے اور اپنے رہبان واحبار کو رب اعتقاد کرتے ہیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بزرگان دین، صوفیائے سالکین، غوث، قطب، ابدال، اوتاد حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جو بھی رب اعتقاد کر لے وہ مسلمان نہیں۔ مگر ان سے خوش اعتقادی، انہیں اللہ عزوجل کا مقرب جاننا، ان سے بلاؤں کے دفع میں دعاؤں سے مدد لینا، ان کے حضور حاضر آنا، استعانت کرنا یہ سب چیزیں جائز اور مباح ہیں ان سے مسلمان کے اسلام پر اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ صادق نہیں آتا۔ اس لئے کہ وہ انہیں رب تسلیم کرتے تھے اور جو شخص انہیں مقرب الٰہی سمجھے حتیٰ کہ مستجاب الدعوات بھی جانے وہ اس حکم میں نہیں۔

''اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔ کیا اس سے امن میں ہو کہ آ جائے تمہیں گھیرتا ہوا عذاب الٰہی یا آ جائے قیامت اچانک اور انہیں خبر بھی نہ ہو''۔

اس آیت کریمہ میں استفہام انکاری ہے جو توبیخ وتہدید کے معنی بھی رکھتا ہے۔ كَمَا فِي الْبَحْرِ۔

گویا مشرکین عرب اور اہل کتاب کو فرمایا جا رہا ہے کہ تمہیں کس چیز سے امن حاصل ہے اگر عذاب الٰہی تمہیں گھیر لے یا قیامت آ جائے اور اچانک آ جائے تو تم کیا کرو گے۔ لہٰذا اے محبوب۔

''قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ فرما دیجئے یہ میری راہ ہے میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ میں اور جو میرا پیرو ہو اور اللہ کے لئے پاکی ہے اور میں شرک کرنے والا نہیں''۔

اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ میں توحید کی راہ پر بلاتا ہوں اور دعوت ایمان دیتا ہوں۔ دل کی آنکھ والوں کو میں اور جو میرے پیرو ہیں۔ يَعْنِيْ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ میں اور میرے صحابہ جو احسن طریق اور افضل ہدایت پر ہیں اور یہ معدن علم، فراست ایمان وشکر رحمٰن ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طریقہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اگر حاصل کرنا ہو تو گزرے ہوئے لوگوں کا طریقہ حاصل کرو اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کے دل امت میں سب سے زیادہ پاک ہیں۔

ان کے علوم سب سے زیادہ عمیق ہیں۔

اور ان میں تکلف اور بناوٹ سب سے کم۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اشاعت دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برگزیدہ کر لیا ہے۔

''وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ۔ اور وہ ذات وہ ذات ہے کہ اسی کے لئے پاکی زیبا ہے وہی جملہ عیوب ونقائص اور شرکاء وانداد سے منزہ ہے''۔

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى۔ اور نہیں بھیجے ہم نے تم سے پہلے رسول مگر مرد ہی تھے وحی کرتے ہیں ہم ان پر وہ سب شہر کے ہی ساکن تھے''۔

یعنی رسول جتنے بھی ہم نے بھیجے وہ نہ فرشتے تھے نہ عورت۔ یہ اہل مکہ کو جواب ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ اللہ نے

www.waseemziyai.com

فرشتوں کو کیوں نبی نہ بنایا انہیں کہا گیا کہ اس میں تمہیں تعجب کیوں ہے جبکہ تم سے پہلے بھی کبھی کوئی نبی فرشتہ ہو کر نہیں آیا۔ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى سے یہ مراد ہے جیسا کہ حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل بادیہ اور جنات میں سے بھی کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ نبی ہمیشہ اہل قری یعنی شہری ہوگا۔

''اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ۔ تو کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے تو دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا اور بے شک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں''۔

یعنی عاد، ثمود، قوم نوح، قوم لوط وغیرہ پہلی قومیں کس طرح ہلاک کی گئیں اور یہ سب سزا انبیاء کرام کو جھٹلانے کی تھی۔

''حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْـَٔسَ الرُّسُلُ۔ حتیٰ کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھنے لگے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا اور نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب قوم مجرمین سے''۔

اس کے یہ معنی ہیں کہ اسباب ظاہر جب منقطع ہو گئے اور منکرین اپنی قساوت پر اڑے رہے تو انبیاء کرام علیہم السلام ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے اور مثل نوح علیہ السلام کہہ بیٹھے: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ اور منکرین ومشرکین تعویق عذاب سے مغرور ومطمئن ہو گئے حالانکہ عذاب الٰہی میں تاخیر ہونے اور عیش وآسائش میں ان کا زیادہ دیر رہنا انہیں غلطی میں پھانس دیتا ہے۔ حالانکہ پہلی امتوں کو بھی مہلتیں دی جا چکی ہیں (تفسیر ابوالسعود) اور جب وہ عذاب کی طرف سے مطمئن ہو گئے تو اچانک ان پر عذاب آیا اور وہ عذاب پھر کسی دنیاوی قوت سے نہ لوٹایا گیا۔

''لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ بے شک ان کے قصوں میں عبرت ہے عقل والوں کے لئے یہ کوئی ایسی بات نہیں جس میں افتراء ہو لیکن اپنے کاموں کی تفصیل ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے''۔

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے قصص وواقعات اور ان کی قوم کے حالات جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے بڑے بڑے نتائج منکشف ہوتے ہیں۔

اس قصہ سے صبر کا نتیجہ ملتا ہے سلامت وکرامت کا۔

ایذا رسانی اور بدخواہی کا انجام ندامت ہوتا ہے۔

اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھنے والا آخر کار کامیاب ہوتا ہے۔

بندے کو سختیوں کے پیش آنے سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔

اگر رحمت الٰہی عزوجل دستگیری فرمائے تو کسی کی بداندیشی، بدخواہی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

اس کے بعد قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہے:

''مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی۔ نہیں ہے یہ کوئی گھڑی ہوئی افتراء پردازی کہ کسی انسان نے اسے اپنی طرف سے بنا لیا ہو۔ کیونکہ اس کا اعجاز من جانب اللہ ہونے کو قطعی طور پر ثابت کر رہا ہے۔ اس میں ہر چیز کا مفصل بیان اس شان سے ہے کہ وہ انسان کے قبضہ قدرت سے بالاتر ہے اور توریت وانجیل وغیرہ کتب الٰہیہ کی یہ مصدق اور وہ اس کی مصدق ہیں اور عامہ مومنین کے لئے یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے۔

www.waseemziyai.com

بحمد اللہ سورۂ یوسف بخیر وخوبی ختم ہوئی

سُوْرَةُ الرَّعْد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورۃ مکی ہے اس کی تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

طریق مجاہد سے ابن عباس اور علی بن ابی طلحہ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مکی ہے۔

اس کے علاوہ باختلاف روات اس کی بعض آیتیں مدنی ہیں اور بعض مکی۔

چنانچہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے مگر ستائیس آیتیں کوفی ہیں اور چار مدنی اور پانچ بصری اور سات شامی۔

اس کی فضیلت میں ابن ابی شیبہ اور مروزی فرماتے ہیں کہ اگر دم آخر یہ سورت پڑھی جائے تو سکرات میں تخفیف ہوتی ہے اور اگر میت پر پڑھی جائے تو اس کی سختی میں تخفیف کا موجب ہوتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ بخشنے والے مہربان کے نام سے۔

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور وہ جو نازل کی گئی تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲

اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بلا ستون کہ تم دیکھو پھر قصد کیا عرش کا اور مسخر کیا سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے مقررہ وعدے پر تدبیر کرتا ہے کام کی مفصل بتاتا ہے نشانیاں تاکہ تمہیں رب سے ملنے کا پورا یقین ہو۔

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

اور وہ وہ ہے جس نے پھیلایا زمین کو اور کیا اس میں لنگروں کو اور نہریں بنائیں اور ہر قسم کے پھل بنائے اس میں دو دو طرح کے چھپاتا ہے رات سے دن کو اور دن کو رات سے بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں فکر کرنے والوں کو۔

وَ فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴

اور زمین میں مختلف قطعے پاس پاس ہیں اور باغ انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے درخت ایک تنے کے اور الگ الگ سیراب کئے ہوئے ایک ہی پانی سے اور بہتر کرتے ہیں ہم ایک کو دوسرے سے پھلوں پر ذائقوں میں بے

www.waseemziyai.com

شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵

اور اگر تم تعجب کرو تو تعجب تو ان کے کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئی پیداوار ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب سے اور یہ وہ ہیں کہ طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں اور یہی جہنم والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۶

اور جلدی چاہتے ہیں تجھ سے رحمت سے پہلے عذاب کی اور بے شک ان سے اگلوں کو سزائیں ہو چکیں اور بے شک تمہارا رب بخشش کرنے والا ہے لوگوں پر ان کے ظلم کے باوجود اور بے شک تمہارا رب سخت ہے عذاب دینے میں۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷

اور کہتے ہیں جو کافر ہوئے کیوں نہ نازل ہوئی نشانی ان پر ان کے رب سے تم تو اے محبوب ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ہادی۔

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

الٓمّٓرٰ۔	تِلْكَ۔ یہ	اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں	الْكِتٰبِ۔ کتاب کی
وَالَّذِيْٓ۔ اور وہ جو	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے
الْحَقُّ۔ حق ہے	وَلٰكِنَّ۔ اور لیکن	اَكْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ نہیں ایمان لاتے		اَللّٰهُ۔ اللہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جس نے
رَفَعَ۔ بلند کیا	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کو	بِغَيْرِ۔ بغیر	عَمَدٍ۔ ستون کے
تَرَوْنَهَا۔ کہ دیکھو تم اس کو	ثُمَّ۔ پھر	اسْتَوٰى۔ قصد کیا	عَلَى۔ اوپر
الْعَرْشِ۔ عرش کے	وَسَخَّرَ۔ اور تابع کیا	الشَّمْسَ۔ سورج	وَالْقَمَرَ۔ اور چاند کو
كُلٌّ۔ ہر ایک	يَّجْرِيْ۔ چلتا ہے	لِاَجَلٍ۔ واسطے مدت	مُّسَمًّى۔ مقرر کے
يُدَبِّرُ۔ تدبیر کرتا ہے	الْاَمْرَ۔ کام کی	يُفَصِّلُ۔ کھول کر بیان کرتا ہے	الْاٰيٰتِ۔ آیتیں
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	بِلِقَآءِ۔ ساتھ ملاقات	رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کے	تُوْقِنُوْنَ۔ یقین کرو
وَهُوَ۔ اور وہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے کہ	مَدَّ۔ پھیلایا	الْاَرْضَ۔ زمین کو
وَجَعَلَ۔ اور بنائے	فِيْهَا۔ اس میں	رَوَاسِيَ۔ پہاڑ	وَاَنْهٰرًا۔ اور نہریں
وَمِنْ كُلِّ۔ اور ہر طرح کے	الثَّمَرٰتِ۔ پھل	جَعَلَ۔ بنائے	فِيْهَا۔ اس میں

www.waseemziyai.com

زَوْجَيْنِ۔ جوڑے
اثْنَيْنِ۔ دو دو
يُغْشِي۔ ڈھانپتا ہے
اللَّيْلَ۔ رات کو دن سے
النَّهَارَ۔ اور دن کو رات سے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ۔ بے شک اس میں
لَاٰيٰتٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم
يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ سمجھدار کے
وَفِي الْاَرْضِ۔ اور زمین میں
قِطَعٌ۔ ٹکڑے ہیں
مُّتَجٰوِرٰتٌ۔ ملے ہوئے
وَّجَنّٰتٌ۔ اور باغ ہیں
مِّنْ اَعْنَابٍ۔ انگوروں سے
وَّزَرْعٌ۔ اور کھیتی ہے
وَّنَخِيْلٌ۔ اور کھجور
صِنْوَانٌ۔ زیادہ ٹہنی والے
غَيْرُ۔ اور نہ
صِنْوَانٍ۔ زیادہ ٹہنوں والے
يُّسْقٰى۔ پلائے جاتے ہیں
بِمَآءٍ۔ پانی
وَّاحِدٍ۔ ایک سے
وَنُفَضِّلُ۔ اور برتری دیتے
ہیں ہم
بَعْضَهَا۔ ان کے بعض کو
عَلٰى۔ اوپر
بَعْضٍ۔ بعض کے
فِي الْاُكُلِ۔ مزے میں
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ۔ بے شک اس میں
لَاٰيٰتٍ۔ البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم
يَّعْقِلُوْنَ۔ عقلمند کے
وَاِنْ۔ اور اگر
تَعْجَبْ۔ تعجب کرے تو
فَعَجَبٌ۔ تو عجیب ہے
قَوْلُهُمْ۔ ان کی بات
ءَاِذَا۔ کیا جب
كُنَّا۔ ہو جائیں گے ہم
تُرَابًا۔ مٹی
ءَاِنَّا۔ کیا ہم
لَفِيْ۔ بیچ
خَلْقٍ۔ پیدائش
جَدِيْدٍ۔ نئی کے
اُولٰٓئِكَ۔ یہ وہ ہیں
الَّذِيْنَ۔ جنہوں نے
كَفَرُوْا۔ کفر کیا
بِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب سے
وَاُولٰٓئِكَ۔ اور یہی ہیں کہ
الْاَغْلٰلُ۔ طوق ہوں گے
فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ۔ ان کی گردنوں
میں
وَاُولٰٓئِكَ۔ اور یہی ہیں
اَصْحٰبُ۔ ساتھی
النَّارِ۔ آگ کے
هُمْ۔ وہ
فِيْهَا۔ اس میں
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ۔ اور جلدی
چاہتے ہیں تجھ سے
بِالسَّيِّئَةِ۔ برائی
قَبْلَ۔ پہلے
الْحَسَنَةِ۔ نیکی سے
وَقَدْ۔ اور بے شک
خَلَتْ۔ گزر چکی
مِنْ قَبْلِهِمُ۔ ان سے پہلے
الْمَثُلٰتُ۔ سزائیں
وَاِنَّ۔ اور بے شک
رَبَّكَ۔ تیرا رب
لَذُوْ۔ صاحب
مَغْفِرَةٍ۔ بخشش ہے
لِّلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
عَلٰى ظُلْمِهِمْ۔ ان کے ظلم کے باوجود
وَاِنَّ۔ اور بے شک
رَبَّكَ۔ تیرا رب
لَشَدِيْدُ۔ سخت
الْعِقَابِ۔ عذاب والا ہے
وَيَقُوْلُ۔ اور کہتے ہیں
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہیں
لَوْلَآ۔ کیوں نہیں
اُنْزِلَ۔ اتاری گئی
عَلَيْهِ۔ اس پر
اٰيَةٌ۔ کوئی نشانی
مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اس کے رب سے
اِنَّمَآ۔ سوائے اس کے نہیں
اَنْتَ۔ تو
مُنْذِرٌ۔ ڈرانے والا ہے
وَّلِكُلِّ۔ اور واسطے ہر
قَوْمٍ۔ قوم کے
هَادٍ۔ ہدایت دینے والا ہے

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

''الٓمّٓرٰ''۔ اس کی تفسیر میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَنَا اللّٰهُ الْمَلِكُ اَرٰی میں اللہ ہوں، بادشاہ ہوں، سب کو دیکھ رہا ہوں۔

یہ حروف مقطعات سے ہیں ان کے حقیقی معنی تو اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے مگر

www.waseemziyai.com

معنی تاویلی وہ ہو سکتے ہیں جو آپ کو بتائے گئے۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ اَبُو الشَّیْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مَعْنٰی ذَالِکَ اَنَّا اللّٰہُ اَعْلَمُ وَ اَرٰی۔ یہ متعدد اقوال میں سے ایک مشہور قول ہے۔

''تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ۔ یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور وہ جو نازل ہوئی تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے''۔

یہ قرآن کریم کی آیتیں ہیں اور جو آپ پر نازل ہوا وہ بھی قرآن کریم ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ حق ہے اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں اور جو لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے اور مشرکین مکہ کی طرح بکواس کرتے ہیں کہ یہ کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے انہوں نے خود بنالیا ہے ان پر اس آیہ کریمہ میں رد ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی شان ربوبیت کے دلائل اور عجائب قدرت کا بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بلا ستون کہ تم دیکھو پھر عرش کی طرف قصد فرمایا اور سورج اور چاند مسخر کئے ہر ایک مدت مسمّٰی تک چلتا ہے۔ تدبیر فرماتا ہے تمہارے کاموں کی اور مفصل بیان کرتا ہے اپنی نشانیاں تاکہ تمہیں اپنے رب سے ملنے کا یقین ہو''۔

صاحب جمل اور خازن رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے دو معنی ہیں۔

ایک یہ کہ آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند فرمایا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ درحقیقت کوئی ستون نہیں ہے۔

دوسرے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ستون کے ہوتے ہوئے تم اسے بلا ستون دیکھ رہے ہو۔ ان دونوں سے قول اول صحیح ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ قَالَ اَلسَّمَّاءُ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَمْلَاکٍ کُلُّ زَاوِیَةٍ مُوَکَّلٌ بِھَا مَلَکٌ۔ آسمان چار گوشوں پر ہے اور ہر گوشہ پر فرشتہ اسے تھامے ہوئے ہے۔

وَ زَعَمَ بَعْضُھُمْ اَنَّ الْعَمَدَ جَبَلُ قَافٍ فَاِنَّہٗ مُحِیْطٌ بِالْاَرْضِ وَالسَّمَاءُ عَلَیْہِ کَالْقُبَّةِ۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ آسمان کا ستون کوہ قاف ہے اس لئے کہ وہ محیط علی الارض ہے اور اس پر آسمان مثل قبہ یا سرپوش کے ہے''۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: فَالْحَقُّ اَنَّ الْعَمَدَ قُدْرَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ ھٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی وُجُوْدِ الصَّانِعِ الْحَکِیْمِ تَعَالٰی شَانُہٗ۔ حق بات یہ ہے کہ آسمان کا ستون قدرت الٰہی ہے اور یہ دلیل واضح ہے وجود صانع حکیم پر۔

اور فلاسفہ قدیم نے تصریح کی ہے کہ بِاَنَّ الْمَرْاٰی ھُوَ کُرَّةُ الْبُخَارِ وَ ثَخْنُھَا کَمَا قَالَ صَاحِبُ التُّحْفَةِ اَحَدٌ وَ خَمْسُوْنَ مِیْلًا وَ تِسْعٌ وَّ خَمْسُوْنَ دَقِیْقَةً وَالْمَجْمُوْعُ سَبْعَةَ عَشَرَ فَرْسَخًا وَ ثُلُثُ فَرْسَخٍ تَقْرِیْبًا۔

جو ہمیں یہ نظر آرہا ہے کہ کرۂ بخار ہے اور اس کا حجم صاحب تحفہ کے نزدیک اکیاون میل اور انسٹھ دقیقہ ہے۔ جس کا مجموعہ سترہ فرسخ اور ایک ثلث ہے اور یہ تخمینہ تقریبی ہے۔

اور بعض محققین کہتے ہیں کہ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا مَانِعَ عِنْدَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ کَوْنِ الْمَرْاٰی ھُوَ السَّمَاءُ

www.waseemziyai.com

الدُّنیَا الْمُسَمَّاۃُ بِفَلَکِ الْقَمَرِ عِنْدَ الْفَلاسِفَۃِ۔ یہ تو ہر ایک جانتا ہے کہ جو ہمیں نظر آ رہا ہے وہ سماء دنیا ہے جس کا نام فلک القمر ہے فلاسفہ کے نزدیک۔

پھر ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جسے حضور تک مرفوع کیا گیا ہے:

مِنْهَا اِنَّ وَرَاءَ اَرْضِنَا بَحْرًا مُحِیْطًا ثُمَّ جَبَلًا یُقَالُ لَهٗ قَافٌ ثُمَّ اَرْضًا ثُمَّ بَحْرًا ثُمَّ جَبَلًا وَ هٰکَذَا عَدَّ سَبْعًا مِّنْ کُلٍّ۔

ہماری زمین سے پرے ایک بحر محیط ہے پھر پہاڑ ہے جسے قاف کہتے ہیں پھر زمین ہے پھر دریا ہے اور پھر پہاڑ ہے اس طرح سات طبقے گنائے ہیں۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰی حَقِیْقَةِ الْحَالِ۔

''ثُمَّ اسْتَوٰی۔ پھر استوی فرمایا جیسا کہ اس کے لئے زیبا و لائق ہے عرش پر۔ اس کے متعلق مفسرین نے فرمایا: اِسْتِعَارَةٌ تَمْثِیْلِیَّةٌ لِلْحِفْظِ وَالتَّدْبِیْرِ یعنی یہ استعارہ ہے محافظت اور تدبیر سے۔

اسی وجہ میں بعض نے ثُمَّ اسْتَوٰی کے معنی ''پس قصد کرد بہ سوئے عرش''۔ بھی کئے یعنی تخلیق عرش کی طرف التفات مشیت ہوا۔

بعض نے کہا: اِسْتَوٰی بِاسْتَوْلٰی۔

بعض اس طرف گئے کہ فَلَیْسَ الْمُرَادُ بِهِ الْقَصْدُ اِلٰی اِیْجَادِ الْعَرْشِ کَمَا قَالُوْا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ لِاَنَّ اِیْجَادَهٗ قَبْلَ اِیْجَادِ السَّمٰوٰتِ۔

یہ قصد ستوی علی العرش کے معنی یہ ہرگز نہیں جو بعض زنادقہ نے کر دیئے کہ مستوی عرش ہوا اور اس کے وزن سے معاذ اللہ کرسی چرچرا رہی ہے۔ اس لئے کہ وہ ذات والا صفات جہت و مکان سے منزہ ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نعت سید عالم میں ایک شعر فرمایا جس میں ذات واجب تعالیٰ شانہ کی صفات کا بھی عقیدہ واضح کر دیا۔

وہی لا مکان کے مکین ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے
یہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

''وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ۔ یعنی سورج اور چاند کو اپنی اطاعت کے لئے ایسا مسخر فرمایا کہ دونوں منازل اور اپنے درجات میں سیدھے چلتے ہیں۔

کَمَا قَالَ تَعَالٰی لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ سورج کی طاقت نہیں کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے ہر ایک ایک محور میں چل رہے ہیں۔

اور اس رات دن کے انقلاب و تبدل میں بندوں کے منافع اور آبادی کے مصالح ہیں اسی لئے فرمایا: كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ہر ایک ایک مقررہ وقت کے وقت چلتے ہیں تاکہ دونوں کا حساب ----- کے تعین اوقات کے تقاضے سب آسان ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اجل مسمّٰی سے ان کے درجات اور منازل مراد ہیں۔ یعنی دونوں ایک حد

www.waseemziyai.com

تک اپنی منزل میں گردش کرتے ہیں۔اس سے متجاوز نہیں ہو سکتے۔شمس وقمر سے ہر ایک کے لئے ایک رفتار ہے سورج اتنا بطی الحرکت ہے کہ ایک سال میں اس کا ایک چکر ختم ہوتا ہے اور چاند اتنا سریع الحرکت ہے کہ ایک مہینہ میں اپنا دورہ پورا کرتا ہے۔

''كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ''۔امور علم علوی اور سفلی کی تدبیر اسی سے کی جاتی ہے۔

''يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ''۔مفصل نشانیاں اسی طرح بیان فرماتا ہے۔

''لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ''۔تاکہ تم اللہ سے ملنے کا یقین کرو اور سمجھو کہ نیست کر کے وہ اسی طرح ہست کرنے پر قادر ہے جیسے رات ختم کر کے دن لانے پر اسی طرح زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ کرنے کی بس اسی کو قدرت ہے۔آگے ارشاد ہے:

''وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ۔اور وہی ذات ہے جس نے زمین کو پھیلایا''۔

مَدَّ الْاَرْضَ۔اس لئے فرمایا کہ اَلْمَدُّ الْبَسْطُ اَلْمَدُّ اِلٰی مَا لَا یُرٰی مُنْتَهَاهَا۔یعنی مد پھیلانے کو کہتے ہیں مگر مد اس پھیلانے کو کہتے ہیں جس کی انتہا نظر نہ آئے۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِنَّ الدُّنْیَا مَسِیْرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ اَرْبَعُ مِائَةِ عَامٍ خَرَابٌ وَ مِائَةٌ عِمْرَانٌ۔دنیا پانچ سو برس کی مسافت تک ہے۔چار سو برس ویران اور سو برس کا بعد مسافت آباد ہے۔

''وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ۔اور اس میں لنگر ڈالے''۔

رَوَاسِیَ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ جِبَالًا ثَوَابِتُ فِیْ اَحْیَازِهَا مِنَ الرَّسْوِ وَ هُوَ ثُبَاتُ الْاَجْسَامِ الثَّقِیْلَةِ۔رواسی جمع ہے رسو کی وہ بھاری جسم ہیں جو ایک جگہ قائم ہوں یعنی ان سے مراد پہاڑ ہیں۔سعدی علیہ الرحمۃ بھی فرما چکے ہیں۔

زمین از تپ و لرزہ آمد ستوہ برو کوفت بردا منش میخ کوہ

اس لحاظ سے رواسی میخوں کے معنی میں ہے۔رسو میخ۔اور لنگر بھی درحقیقت جہازوں کے لئے میخ ہیں کہ اس سے جہاز قائم رہ سکے۔تو زمین بھی چونکہ پانی اور ہوا پر ہے تو اس کی نوعیت بھی ایک جہاز کی شکل میں ہے۔بنا برایں اس کے قائم رکھنے کو پہاڑوں کے لنگر یا میخ تجویز ہوئے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِیْدُ فَخَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْجِبَالَ عَلَیْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ اَلْحَدِیْدُ فَقَالُوْا رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ الْحَدِیْدِ قَالَ نَعَمْ اَلنَّارُ فَقَالُوْا رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ اَلْمَاءُ فَقَالُوْا رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ اَلْهَوَاءُ فَقَالُوْا رَبَّنَا خَلَقْتَ خَلْقًا اَعْظَمَ مِنَ الْهَوَاءِ قَالع نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ یَتَصَدَّقُ الصَّدَقَةَ بِیَمِیْنِهٖ فَیُخْفِیْهَا عَنْ شِمَالِهٖ۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کے قائم رکھنے کو پہاڑ پیدا فرمائے جس سے وہ ٹھہر گئی تو ملائکہ نے عرض کیا الٰہی پہاڑوں سے زبردست مخلوق بھی پیدا کی ہے فرمایا ہاں لوہا پھر سوال ہوا اس سے بڑی مخلوق فرمایا ہاں۔آگ اور اس سے زبردست پانی اور پانی سے زبردست ہوا اور ہوا سے زبردست انسان کہ وہ صدقہ ایک ہاتھ سے ایسی شان میں دیتا ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ بے خبر ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

گویا صدقہ دے کر مخفی کرنا زمین، پہاڑ، لوہا، آگ، پانی، ہوا سب سے زبردست کام ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے کہ

سب سے پہلا پہاڑ جو زمین پر رکھا گیا وہ جبل ابوقبیس ہے۔ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ عَطَاءٍ۔

اور تمام پہاڑوں کا مجموعہ ۱۸۷ پہاڑ ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ

اقلیم اول میں بیس پہاڑ ہیں۔

اقلیم ثانی میں ستائیس ہیں۔

اقلیم ثالث میں تینتیس ہیں۔

اقلیم رابع میں پچپن ہیں۔

اقلیم خامس میں تیس ہیں۔

اقلیم سادس میں گیارہ ہیں۔

اقلیم سابع میں گیارہ ہیں۔

میزان کل ۱۸۷۔

''وَ اَنْهٰرًا۔ اور نہریں بنائیں''۔

اور نہریں اللہ تعالیٰ نے زمین میں کافی پیدا فرمائیں۔

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اِنَّهَا مِائَةٌ وَّ سِتَّةٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَهْرًا۔ یعنی کل نہریں ایک سو چھیانوے ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ اس سے بھی زائد نہریں ہیں۔

لیکن نہر سے مراد وہ نہریں ہیں جو قدرتی طور پر چشموں اور بارش سے جاری ہیں۔

وَ جَاءَ اَرْبَعَةٌ مِّنْهَا مِنَ الْجَنَّةِ۔ چار نہریں جنت کی ہیں۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِيْحَانُ وَ جِيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَ النِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ۔ سیحان، جیحان، فرات اور نیل یہ سب جنت کی نہریں ہیں۔

پہلی دونوں نہریں جو سیحان اور جیحان ہیں یہ ارض ارمن میں ہیں۔ اور جوہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ جیحان شام میں ہے یہ غلط ہے۔

اور سیحون اور جیحون ان میں سے سیحون نہر ہندی ہے اور وہ پہاڑوں کے کنارے کنارے چشموں سے نکلتی ہے اور بحر حبشی میں ساحل ہند پر ختم ہوتی ہے اس کے بہاؤ کی مقدار چار سو فرسخ ہے اور جیحون نہر بلخ ہے۔ یہ چشموں سے نکل کر خوارزم سے ہوتی ہوئی جرجان تک جاتی ہے اس کا طول ایک سو میل کی مسافت تک ہے۔

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ چار نہریں بلاد اسلامی میں سب سے بڑی ہیں۔ نیل مصر میں۔ فرات عراق میں سیحان وجیحان یا سیحون وجیحون یہ بلاد خراسان میں ہیں۔ یہ نہریں بھی باعتبار اقالیم اس طرح ہیں:

www.waseemziyai.com

اقلیم اول میں تیس نہریں۔
اقلیم دوم میں ستائیس۔
اقلیم سوم میں بائیس۔
اقلیم چہارم میں بائیس۔
اقلیم پنجم میں پچیس۔
اقلیم ششم میں چالیس۔
اقلیم ہفتم میں چالیس
میزان کل ۲۰۶۔

بہر حال ۲۰۶ ہوں یا ایک سو چھیانوے قرآن کریم میں انہار فرمایا گیا ہے۔اس کے ساتھ ہی ارشاد ہوا:

''وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا۔اور زمین میں ہر طرح کے پھل بنائے ہم نے اس میں دو دو طرح کے''۔

سیاہ سپید، ترش شیریں، چھوٹے بڑے، بری بحری، بستانی پہاڑی، گرم سرد، خشک وتر سب ذائقہ والے اور ان کی نشو ونما انہیں نہروں سے ہے اور اس میں بھی صناع مطلق کے وجود کی دلیلیں ہیں۔

''يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ۔رات سے دن کو چھپا لیتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو''۔

کہ یہ تمام آثار حکیم مطلق کے وجود برحق پر دلالت کرتے ہیں جیسے دوسری جگہ فرمایا: يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ یعنی دن کو رات ڈھانپ لیتی ہے۔

''وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ۔اور زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں پاس پاس اور باغ انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے درخت جو ایک ہی کیاری سے اگے اور الگ الگ نشو ونما پائی سب کو ایک ہی پانی دیا گیا اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر اور افضل کرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے''۔

ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہونے کے باوجود کوئی قابل زراعت ہے کوئی نا قابل زراعت کوئی پتھریلا کوئی ریتلا کوئی ذائقہ میں کھٹا میٹھا کوئی کسیلا کوئی کڑوا۔

اس پر ابن جریر رحمہ اللہ حسن رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قلوب بنی آدم کی مثال بھی دی ہے کہ زمین ید قدرت میں تھی اور وہ ایک ہی تھی اس کے مختلف قطعات ہوئے ان پر آسمان سے ایک ہی پانی برسا اس سے مختلف قسم کے پھول پھل، بیل بوٹے، اچھے برے بغیر کانٹے اور کانٹے دار پیدا ہوئے ان پر جیسے پانی برسا۔

اسی طرح آدمی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا ہوا ان پر آسمان سے ہدایت کا پانی برسا اس سے بعض نرم دل بنے ان میں خشوع وخضوع پیدا ہوا بعض سخت دل ہوئے ان میں لہو ولعب اور لغویات پیدا ہوئے تو جس طرح زمین کے قطعات اپنے پھل پھول میں مختلف ہیں اسی طرح انسانی قلوب اپنی کیفیت واسرار میں مختلف ہیں۔چنانچہ اصل عبارت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی ابن جریر رحمہ اللہ نے جو فرمائی وہ یہ ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنِ الْحَسَنِ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّهٗ قَالَ هٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِقُلُوْبِ بَنِيْ

www.waseemziyai.com

22

اٰدَمَ كَانَتِ الْاَرْضُ فِیْ يَدِ الرَّحْمٰنِ طِيْنَةً وَاحِدَةً فَسَطَحَهَا وَ بَطَحَهَا فَصَارَتْ قِطَعًا مُتَجَاوِرَةً فَيَتَنَزَّلُ عَلَيْهَا الْمَاءُ مِنَ السَّمَاءِ فَتُخْرِجُ هٰذِهِ زَهْرَتَهَا وَ ثَمَرَهَا وَ شَجَرَهَا وَ تُخْرِجُ نَبَاتَهَا وَ تُخْرِجُ هٰذِهِ سَبْخَهَا وَ مِلْحَهَا وَ خَشْبَهَا وَ كِلْمَتَاهُمَا تُسْقٰى بِمَاءٍ وَاحِدٍ فَلَوْ كَانَ الْمَاءُ مِلْحًا قِيْلَ اِنَّمَا اسْتَبْخَتْ هٰذِهِ مِنْ قِبَلِ الْمَاءِ۔

كَذَالِكَ النَّاسُ خُلِقُوْا مِنْ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُنْزِلُ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مُذَكِّرَةً فَتَرِقُّ قُلُوْبٌ فَتَخْشَعُ وَ تَخْضَعُ وَ تَقْسُوْ قُلُوْبٌ فَتَلْهُوْ وَ تَسْهُوْ۔

پھر فرمایا:

وَ اللّٰهِ مَا جَالَسَ الْقُرْاٰنَ اَحَدٌ اِلَّا قَامَ مِنْ عِنْدِهٖ بِزِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

آگے ارشاد ہے جس میں مشرکین کا رد اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔

''وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ ۔اور اگر تم تعجب کرو تو تعجب ان کے کہنے پر بھی ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئی پیداوار بنیں گے''۔

''اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ۔ یہ وہ ہیں جو انکار کر رہے ہیں اپنے رب سے اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور وہی لوگ جہنم والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے''۔

یعنی اے محبوب اگر آپ کے فرمانے پر وہ تعجب کر رہے ہیں تو ان کے اس قول پر بھی تو تعجب ہے کہ وہ مٹی ہو کر پھر پیدا ہونا ممکن نہیں سمجھتے باآنکہ ان کی ابتدائی پیدائش مٹی سے ہی ہوئی ہے تو جس چیز سے وہ نیست سے ہست ہوئے اس چیز سے دوبارہ بن جانا یا بنا دیا جانا کیوں تعجب ناک ہے لہٰذا اے محبوب آپ ان کے اس تعجب پر کوئی پرواہ نہ کریں آپ تو ان میں صادق و امین مانے ہوئے ہیں مگر یہ بے سمجھے بوجھے اعتراض و تعجب ان کے عناد پر ہے اور وہ اپنے رب سے منکر ہو رہے ہیں اس کا بدلہ بروز قیامت یہ ہوگا کہ ان کے گلوں میں طوق ہوں گے اور جہنم میں جل رہے ہوں گے اور وہ اسی عذاب کے سزاوار ہیں۔

''وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ۔ اور (اے محبوب) تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے اور ان سے اگلوں کی سزائیں ہو چکیں اور بے شک تمہارا رب لوگوں کے ظلم پر بھی انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے اور بے شک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری تم تو (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی''۔

یعنی مشرکین مکہ بطور تمسخر عذاب مانگ رہے ہیں اور موجودہ رحمت و عافیت کی قدر نہیں کرتے ان سے پہلے بھی جو عذاب سے ہلاک ہوئے ایسا ہی کیا کرتے تھے آخر انہیں عذاب نے ہلاک کیا اور ان کے تمسخر کا انہیں بدلہ مل گیا اور آج وہ جہنم میں پڑے ہوئے ہیں کم از کم پہلی مثالیں ان کے لئے سبق عبرت ہیں اللہ تعالیٰ کی تو یہ شان ہے کہ وہ عذاب میں جلدی نہیں فرماتا اور انہیں مہلت دیتا ہے۔

اور ان کا یہ کہنا کہ ان کی طرف کوئی نشانی کیوں نہیں اتری یہ ان کی بے ایمانی کی بات ہے انہوں نے تمام دلائل و براہین

www.waseemziyai.com

اور معجزات سب دیکھے اور بھلا دیئے یہ ان کی انتہائی بے انصافی اور نادانی ہے۔

اور یہ کوئی معقول بات نہیں کہ منکر جو مانگے وہی اسے دکھایا جائے اس کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ قیامت تک یہ سلسلہ لامتناہی ہوگا

قانون قدرت یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو ایسے معجزات دیئے جاتے ہیں جن سے ہر شخص ان کی صداقت کا قائل ہو جائے یا ایسے معجزات عطا ہوتے ہیں جس سے وہ قوم مہارت تامہ رکھ کر دعویٰ دار ہوتی ہے۔ تو اس کا دعویٰ توڑنے کو وہ معجزے عطا ہوتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شفائے امراض واحیاء اموات یہ ایسے معجزے تھے جن کے آگے یونان کے دعویدار عاجز آ گئے۔

اسی طرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عرب میں فصاحت و بلاغت اوج کمال کو پہنچ چکی تھی اور وہ لوگ زمانہ بھر میں خوش بیانی اور جامعیت میں زمانہ پر فائق تھے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ معجز بیان معجزہ عطا فرمایا کہ تمام بلغاء وفصحاء عرب عاجز آ گئے اور قرآن کریم کے مقابل ایک چھوٹی سی آیت بھی بنا کر نہ لا سکے۔

اور تمام بلغاء وفصحاء مان گئے کہ یہ کلام ربانی عظیم الشان نشان ہے اور اس کا مقابلہ ناممکن اور محال ہے اگرچہ عاند جاحد پھر بھی انکار پر اڑے رہے۔

تو آخر کو ارشاد ہو گیا کہ ان منکروں کو انکار کرنے دو اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ آپ ڈر سنانے والے اور تمام اقوام عالم کے لئے ہادی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸

اللہ جانتا ہے جو حمل ہوتا ہے کسی مادہ کو اور جو گھٹتے ہیں رحم اور جو بڑھتے ہیں اور ہر شے اس کے پاس ایک اندازہ سے ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹

جاننے والا ہے ہر چھپی کا اور ظاہر کا اور بڑا ہے بلندی والا ہے۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝۱۰

برابر ہے تم میں سے جو بات خفیہ کہے اور جو آواز سے اور وہ جو چھپا ہے رات میں اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝۱۱

اس کے لئے (یعنی آدمی کے لئے) بدلی والے (فرشتہ) ہیں اس کے آگے اور پیچھے حفاظت کرتے ہیں بحکم الٰہی بے شک اللہ نہیں بدلتا کسی قوم سے (اپنی نعمت) حتیٰ کہ وہ بدل لیں خود اپنی حالت دلوں کی اور جب اللہ کسی قوم سے برائی چاہے تو پھر نہیں سکتی اور نہیں اس کے سوا کوئی حمایتی۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۲ۚ

وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈر اور خوف کو اور امید کو اور اٹھاتا ہے بادل بوجھل۔

www.waseemziyai.com

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝١٣

اور تسبیح کرتا ہے رعد اس کی حمد میں اور فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے کڑک تو وہ پہنچاتا ہے جسے چاہے اور وہ جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں اور وہ سخت گرفت والا ہے۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝١٤

اسی کو پکارنا حق ہے اور وہ جو پکارتے ہیں اس کے سوا نہیں سنتے ان کی کچھ مگر وہ ایسا ہے جو ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف تاکہ وہ پہنچ جائے اس کے منہ کو اور نہیں پہنچنے والا وہ اس تک اور نہیں پکار کافروں کی مگر رائیگاں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝١٥

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی اور مجبوری سے اور کافر کا سایہ سجدہ کرتا ہے صبح اور شام۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝١٦

فرما دیجئے کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا فرما دیجئے اللہ ہے فرما دیجئے تو کیا پکڑ لئے ہیں تم نے اس کے سوا حمایتی جو نہیں مالک اپنی جانوں کے نفع اور نہ نقصان کے فرما دیجئے کیا برابر ہیں اندھے اور آنکھ والے یا کیا برابر ہیں اندھیریاں اور نور کیا بنا لئے ہیں اللہ کے شریک جنہوں نے پیدا کئے مثل پیدا کرنے اللہ کے تو مشابہ نظر آئی تخلیق انہیں فرما دیجئے اللہ ہی ہے خالق ہر شے کا اور وہ ایک ہے سب پر غالب۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاۗءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۭ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاۗءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝١٧

اس نے نازل کیا آسمان سے پانی تو بہ نکلے نالے اپنی اپنی مقدار میں تو اٹھایا بہاؤ نے جھاگ ابھرا ہوا اور جس پر دھکاتے ہیں آگ میں چاہتے ہیں زیور یا اور اسباب جھاگ اٹھتے ہیں ویسے ہی ایسے ہی مثال دیتا ہے اللہ حق اور باطل کی تو جھاگ تو جاتی رہتی ہے پھک کر اور وہ جو لوگ نفع حاصل کریں تو ٹھہرتا ہے زمین میں ایسے ہی مثال دیتا ہے اللہ۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA FORDEMY

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم سنا ان کے لئے بھلائی ہے اور وہ جو نہیں سنتے وہ اگر جو زمین میں ہے اور مثل اس کے اور ان کی ملک سے صدقہ دے دیں یہ وہ ہیں کہ ان کے لئے برا حساب ہے۔ اور ٹھکانا ان کا جہنم ہے اور برا بچھونا ہے۔

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

اَللّٰهُ - اللہ
كُلُّ - ہر
الْاَرْحَامُ - رحم
شَيْءٍ - چیز
الْغَيْبِ - چھپی
سَوَآءٌ - برابر ہے
الْقَوْلَ - بات کو
وَمَنْ - اور جو
وَسَارِبٌ - اور چلنے والا ہے
مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ - اس کے آگے
يَحْفَظُوْنَهٗ - حفاظت کرتے ہیں اس کی
اِنَّ - بے شک
حَتّٰى - یہاں تک کہ
وَاِذَآ - اور جب
سُوْٓءًا - برائی کا
وَمَا - اور نہیں
هُوَ - وہ اللہ
خَوْفًا - خوف
الثِّقَالَ - بھارے
وَالْمَلٰٓئِكَةُ - اور فرشتے
فَيُصِيْبُ - پھر پہنچاتا ہے

يَعْلَمُ - جانتا ہے
اُنْثٰى - مادہ
وَمَا - اور جو
عِنْدَهٗ - اس کے پاس
وَالشَّهَادَةِ - اور ظاہر کا
مِنْكُمْ - تم میں سے
وَمَنْ - اور جو
هُوَ - وہ
بِالنَّهَارِ - دن کو
اللّٰهَ - اللہ
يُغَيِّرُوْا - بدل دیں وہ
اَرَادَ - ارادہ کرتا ہے
فَلَا - تو نہیں ہے
لَهُمْ - واسطے ان کے
الَّذِيْ - وہ ہے
وَّطَمَعًا - اور امید سے
وَيُسَبِّحُ - اور تسبیح کہتا ہے
مِنْ خِيْفَتِهٖ - اس کے ڈر سے
بِهَا - وہ بجلی

مَا - جو
وَمَا - اور جو
تَزْدَادُ - زیادہ کرتے ہیں
بِمِقْدَارٍ - اندازے سے ہے
الْكَبِيْرُ - بڑا ہے
مَّنْ - جو
جَهَرَ - ظاہر کرے
مُسْتَخْفٍ - چھپنے والا ہے
لَهٗ - اس کے لئے
وَمِنْ خَلْفِهٖ - اور اس کے پیچھے
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ - اللہ کے حکم سے
لَا يُغَيِّرُ - نہیں بدلتا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ - اپنی جانوں کا طرز عمل
اللّٰهُ - اللہ
مَرَدَّ - پھرنا
مِّنْ دُوْنِهٖ - اس کے سوا
يُرِيْكُمُ - جو دکھاتا ہے تم کو
وَّيُنْشِئُ - اور اٹھاتا ہے
الرَّعْدُ - رعد
وَيُرْسِلُ - اور بھیجتا ہے
مَنْ - جسے

تَحْمِلُ - اٹھاتی ہے
تَغِيْضُ - کم کرتے ہیں
وَكُلُّ - اور ہر
عٰلِمُ - جاننے والا ہے
الْمُتَعَالِ - بلند
اَسَرَّ - چھپائے
بِهٖ - اس کو
بِالَّيْلِ - رات میں
مُعَقِّبٰتٌ - نگران ہیں
مِنْ قَوْمٍ - جو کسی قوم پر نعمت ہے
بِقَوْمٍ - کسی قوم سے
لَهٗ - اس کو
مِنْ وَّالٍ - کوئی بچانے والا
الْبَرْقَ - بجلی
السَّحَابَ - بادل
بِحَمْدِهٖ - اس کی حمد کی
الصَّوَاعِقَ - بجلی
يَّشَآءُ - چاہے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

وَهُمْ۔اور وہ
يُجَادِلُوْنَ۔جھگڑتے ہیں
فِي اللّٰهِ۔اللہ کے بارے میں
وَهُوَ۔اور وہ ہے
شَدِيْدُ۔سخت
الْمِحَالِ۔عذاب والا
لَهٗ۔اس کے لئے
دَعْوَةُ۔دعوت ہے
الْحَقِّ۔حق کی
وَالَّذِيْنَ۔اور وہ جو
يَدْعُوْنَ۔پکارتے ہیں
مِنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سوا
لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ۔نہیں جواب دیتے
لَهُمْ۔ان کو
بِشَيْءٍ۔کچھ بھی
اِلَّا۔مگر
كَبَاسِطِ۔جیسے پھیلانے والا
كَفَّيْهِ۔اپنے دونوں ہاتھ
اِلٰى۔طرف
الْمَآءِ۔پانی کی
لِيَبْلُغَ۔تاکہ پہنچے
فَاهُ۔اس کے منہ کو
وَمَا۔اور نہیں
هُوَ۔وہ
بِبَالِغِهٖ۔پہنچنے والا اس کو
وَمَا۔اور نہیں
دُعَآءُ۔پکار
الْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کی
اِلَّا فِيْ۔مگر
ضَلٰلٍ۔ضائع
وَلِلّٰهِ۔اور اللہ کو
يَسْجُدُ۔سجدہ کرتا ہے
مَنْ۔جو
فِي السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں میں ہے
وَالْاَرْضِ۔اور زمین میں
طَوْعًا۔خوشی سے
وَّكَرْهًا۔اور مجبوری سے
وَّظِلٰلُهُمْ۔اور ان کے سائے
بِالْغُدُوِّ۔پہلے پہر
وَالْاٰصَالِ۔اور پچھلے پہر
قُلْ۔کہہ
مَنْ۔کون ہے
رَّبُّ۔رب
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَالْاَرْضِ۔اور زمین کا
قُلِ۔کہہ
اللّٰهُ۔اللہ
قُلْ۔کہہ
اَفَاتَّخَذْتُمْ۔کیا پکڑے تم نے
مِّنْ دُوْنِهٖٓ۔اس کے سوا
اَوْلِيَآءَ۔کارساز
لَا يَمْلِكُوْنَ۔جو نہیں مالک
لِاَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں کے
نَفْعًا۔نفع
وَّلَا۔اور نہ
ضَرًّا۔نقصان کے
قُلْ۔کہہ
هَلْ۔کیا
يَسْتَوِي۔برابر ہے
الْاَعْمٰى۔اندھا
وَالْبَصِيْرُ۔اور دیکھنے والا
اَمْ هَلْ۔یا کیا
تَسْتَوِي۔برابر ہیں
الظُّلُمٰتُ۔اندھیرے
وَالنُّوْرُ۔اور نور
اَمْ۔کیا
جَعَلُوْا۔بنائے انہوں نے
لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے
شُرَكَآءَ۔شریک
خَلَقُوْا۔پیدا کیا انہوں نے
كَخَلْقِهٖ۔اس کی پیدائش جیسا
فَتَشَابَهَ۔تو مشابہ ہوگئی
الْخَلْقُ۔پیدائش
عَلَيْهِمْ۔ان پر
قُلِ۔کہہ
اللّٰهُ۔اللہ ہی
خَالِقُ۔پیدا کرنے والا ہے
كُلِّ۔ہر
شَيْءٍ۔چیز کا
وَّهُوَ۔اور وہ
الْوَاحِدُ۔اکیلا ہے
الْقَهَّارُ۔زبردست
اَنْزَلَ۔اس نے اتارا
مِنَ السَّمَآءِ۔بلندی سے
مَآءً۔پانی
فَسَالَتْ۔تو بہہ نکلیں
اَوْدِيَةٌ۔وادیاں
بِقَدَرِهَا۔اپنے اندازے سے
فَاحْتَمَلَ۔تو اٹھائی
السَّيْلُ۔سیلاب نے
زَبَدًا۔جھاگ
رَّابِيًا۔چڑھنے والی
وَمِمَّا۔اور اس سے جو
يُوْقِدُوْنَ۔پھونکتے ہیں
عَلَيْهِ۔اس پر
فِي النَّارِ۔آگ میں
ابْتِغَآءَ۔چاہنے
حِلْيَةٍ۔زیور کے
اَوْ۔یا
مَتَاعٍ۔سامان کے
زَبَدٌ۔جھاگ ہے
مِّثْلُهٗ۔اس کی مثل
كَذٰلِكَ۔اسی طرح
يَضْرِبُ۔بیان کرتا ہے
اللّٰهُ۔اللہ
الْحَقَّ۔حق
وَالْبَاطِلَ۔اور باطل کو
فَاَمَّا۔پھر جو
الزَّبَدُ۔جھاگ ہے
فَيَذْهَبُ۔وہ چلی جاتی ہے

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

جُفَآءً۔ پھک کر
فَيَمْكُثُ۔ وہ ٹھہرتی ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
لِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب کی
لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا۔ نافرمانی کی
مَّا۔ جو کچھ
مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ
لَهُمْ۔ ان کے لئے
جَهَنَّمُ۔ جہنم ہے

وَاَمَّا مَا۔ اور جو چیز
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں
الْاَمْثَالَ۔ مثالیں

لَهٗ۔ اس کی
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے
لَافْتَدَوْا۔ تو فدیہ میں دیں
سُوْٓءُ۔ برا
وَبِئْسَ۔ اور برا ہے

يَنْفَعُ۔ نفع دیتی ہے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
لِلَّذِيْنَ۔ ان کیلئے جنہوں نے
الْحُسْنٰى۔ بھلائی ہے

لَوْ اَنَّ۔ اگر ہو
جَمِيْعًا۔ سب
بِهٖ۔ اس کو
الْحِسَابِ۔ حساب ہے
الْمِهَادُ۔ بچھونا

النَّاسَ۔ لوگوں کو
يَضْرِبُ۔ بیان کرتا ہے
اسْتَجَابُوْا۔ فرمانبرداری کی
وَالَّذِيْنَ۔ اور جنہوں نے
لَهُمْ۔ ان کے لئے
وَّمِثْلَهٗ۔ اور اتنا ہی
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ ہیں کہ
وَمَاْوٰىهُمْ۔ اور ان کا ٹھکانہ

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

''اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى۔ اللہ جانتا ہے جو حمل کسی مادہ کے ہوتا ہے اور جو رحم گھٹتا ہے یا بڑھتا ہے اور ہر چیز اس کے پاس ایک مقدار سے ہے''۔

یعنی مقادیر الٰہی ایسی معین ہے کہ اس سے کوئی چیز گھٹ بڑھ نہیں سکتی۔

''عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ وہ عالم ہے ہر غیب کا اور ظاہر کا سب سے بڑا بلندی والا''۔

یعنی دل کی چھپی باتیں حیات سے مخفی چیزیں اور زبان سے علانیہ کہی ہوئی باتیں سب اس کے علم میں ہیں۔

''سَوَآءٌ مِّنْكُمْ۔ برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے بولے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے''۔

سَارِبٌ بِالنَّهَارِ اَیْ ظَاهِرٌ فِيْهِ مِنْ سَرَبَهٗ اِذَا ذَهَبَ فِيْ سِرْبَتِهٖ اَیْ طَرِيْقَتِهٖ۔ سارب بمعنی راہ چلنے کے آتا ہے۔

اور رات کو چھپ کر جو عمل کئے ہیں اور دن میں ظاہری طور سے جو کچھ کیا ہے ہر کام اللہ عزوجل کے علم میں ہے اور اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔

''لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ۔ انسان کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے''۔

حدیث میں آیا ہے تم میں فرشتے نوبت بہ نوبت آتے ہیں رات اور دن میں اور نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں نئے فرشتے رہ جاتے ہیں اور جو فرشتے رہ چکے ہیں وہ چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں نماز پڑھتے پایا اور نماز پڑھتے چھوڑا۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر بندے کے ساتھ ایک فرشتہ حفاظت کے لئے مامور ہے جو سوتے جاگتے جن وانس اور موذی جانوروں سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہر ستانے والی چیز کو اس سے روکتا ہے بجز اس کے جس کا پہنچانا مشیت الٰہی میں ہو۔

www.waseemziyai.com

(صحیح بخاری)

اس کے علاوہ اور احادیث ہیں جو آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں نقل فرمائی ہیں وَ هُوَ هٰذَا۔ اور مُعَقِّبٰتٌ کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں: مَلَائِكَةٌ تَعْتَقِبُ فِيْ حِفْظِهٖ جَمْعُ مُعَقِّبَةٍ مِنْ عَقَبٍ مُبَالَغَةٌ فِيْ عَقَبِهٖ اِذَا جَاءَ عَلٰى عَقَبِهٖ وَاَصْلُهٗ مِنَ الْعَقَبِ وَ هُوَ مُؤَخَّرَةُ الرِّجْلِ۔

وَ فِي الصَّحِيْحِ يَتَعَاقَبُ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَ مَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَ يَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ۔ انسان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے اور یہ دونوں جمع ہوتے ہیں صبح کی نماز اور عصر کی نماز میں۔

اور یہ بھی فرمایا: اِنَّ مَعَ الْعَبْدِ غَيْرُ الْمَلَائِكَةِ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ۔ کرام کاتبین کے علاوہ حفاظت کرنے والے فرشتے علیحدہ مقرر ہیں۔

فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْ دَاوُدَ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا وَ غَيْرُهُمْ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ قَالَ لِكُلِّ عَبْدٍ حَفَظَةٌ لَا يَخِرُّ عَلَيْهِ حَائِطٌ اَوْ يَتَرَدّٰى فِيْ بِئْرٍ اَوْ تُصِيْبُهٗ دَابَّةٌ حَتّٰى اِذَا جَاءَ الْقَدَرُ الَّذِيْ قُدِّرَ لَهٗ خَلَتْ عَنْهُ الْحَفَظَةُ فَاَصَابَهٗ مَاشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يُّصِيْبَهٗ۔

ہر بندے پر محافظ ملائکہ ہوتے ہیں کہ اس پر دیوار نہ گر جائے وہ کنوئیں میں نہ چلا جائے یا کوئی جانور اس پر حملہ نہ کر دے یہاں تک کہ تقدیر اللہ میں جو اس کے لئے ہے وہ آئے جب ایسا ہوتا ہے تو حفظ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور اسے وہ تکلیف پہنچتی ہے جو اللہ چاہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا وَالطَّبْرَانِيْ وَ الصَّابُوْنِيْ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُكِّلَ بِالْمُؤْمِنِ ثَلٰثُمِائَةٍ وَّ سِتُّوْنَ مَلَكًا يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ مَا لَمْ يُقَدَّرْ عَلَيْهِ مِنْ ذَالِكَ لِلْبَصَرِ سَبْعَةُ اَمْلَاكٍ يَذُبُّوْنَ عَنْهُ كَمَا يُذَبُّ عَنْ قَصْعَةِ الْعَسَلِ مِنَ الذُّبَابِ فِي الْيَوْمِ الصَّائِفِ وَمَا لَوْ بَدَلَكُمْ لَرَاَيْتُمُوْهُ عَلٰى كُلِّ سَهْلٍ وَّ جَبَلٍ كُلُّهُمْ بَاسِطٌ يَدَيْهِ فَاغِرٌ فَاهُ وَمَا لَوْ وُكِّلَ الْعَبْدُ فِيْهِ اِلٰى نَفْسِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ لَا خْتَطَفَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ۔

ہر مومن پر تین سو ساٹھ فرشتے محافظ مقرر ہیں جب تک تقدیر الٰہی نہ آ جائے اس سے تکلیفوں کو روکتے ہیں۔ آنکھ کی حفاظت پر سات فرشتے مقرر ہیں وہ اس طرح تکالیف کو دور کرتے ہیں جیسے گرمیوں کے دن میں شہد کے پیالہ سے مکھیاں دور کی جاتی ہیں اگر وہ فرشتے نظر آ سکیں تو تم انہیں ہر میدان اور ہر پہاڑ پر دیکھو اور اگر انسان کو اس کے نفس کے سپرد آنکھ جھپکنے تک بھی کیا جائے تو شیطان اسے اچک لے جائیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ كَنَانَةَ الْعَدَوِيْ قَالَ دَخَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْعَبْدِ كَمْ مَّعَهٗ مِنْ مَّلَكٍ فَقَالَ مَلَكٌ عَنْ يَّمِيْنِكَ عَلٰى حَسَنَاتِكَ وَ هُوَ اَمِيْرٌ عَلَى الَّذِيْ عَلَى الشِّمَالِ اِذَا عَمِلْتَ حَسَنَةً كُتِبَتْ عَشْرًا فَاِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً قَالَ الَّذِيْ عَلَى الشِّمَالِ لِلَّذِيْ عَلَى الْيَمِيْنِ أَ اَكْتُبُ قَالَ لَا لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَ يَتُوْبُ

www.waseemziyai.com

فَاذَا قَالَ ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ اُكْتُبْ اَرَاحَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ مَا اَقَلَّ مُرَاقَبَتَهٗ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَ اَقَلَّ اِسْتِحْيَاءً مِّنْهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ وَ مَلَكَانِ مِنم بَيْنِ يَدَيْكَ وَ مَلَكَانِ مِنْ خَلْفِكَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ وَ مَلَكٌ قَابِضٌ عَلٰى نَاصِيَتِكَ فَاِذَا تَوَاضَعْتَ لِلّٰهِ تَعَالٰى رَفَعَكَ وَ اِذَا تَجَبَّرْتَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَضَحَكَ وَ مَلَكٌ قَائِمٌ عَلٰى فِيْكَ لَا يَدَعُ اَنْ تَدْخُلَ الْحَيَّةُ فِيْهِ وَ مَلَكَانِ عَلٰى عَيْنِكَ فَهٰؤُلَاءِ عَشَرَةُ اَمْلَاكٍ يَّنْزِلُوْنَ عَلٰى كُلِّ ابْنِ اٰدَمَ فِي النَّهَارِ وَ يَنْزِلُ مِثْلُهُمْ فِي اللَّيْلِ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ ایک بندے کے لئے کتنے فرشتے مقرر ہیں؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داہنا فرشتہ نیکیوں کا ہے جو بائیں فرشتہ کا امیر ہوتا ہے جب انسان کوئی نیک عمل کرے تو وہ فرشتہ یمین دس نیکیاں لکھ لیتا ہے اور جب کوئی گناہ کرتا ہے تو بایاں فرشتہ لکھنے کی اجازت مانگتا ہے تو وہ کہہ دیتا ہے ابھی نہیں شاید یہ استغفار کر لے تو جب تیسری بار اجازت طلب کرتا ہے تو وہ اجازت دیتا ہے۔ الخ

اور دو فرشتے انسان کے آگے اور دو پیچھے ہوتے ہیں جس کے متعلق لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ میں ذکر ہے وہ بحکم الٰہی اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اور ایک فرشتہ پیشانی تھامے ہوئے ہے اور ایک فرشتہ منہ کا محافظ ہے اور دو فرشتے آنکھوں کے محافظ ہیں یہ دس فرشتے ایک بندے کے لئے مقرر ہیں جو صبح و شام بدلتے رہتے ہیں۔ مختصر طور پر ترجمہ ختم ہوا۔

چنانچہ ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اپنی کبیر میں اور ابن مردویہ اور ابونعیم دلائل میں طریق عطاء بن یسار رحمہم اللہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے تو دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور کہنے لگے اگر ہم دونوں اسلام لے آئیں تو آپ ہمارے لئے کیا کریں گے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے وہی ہے جو عام مسلمانوں کے لئے ہے اور تجھ پر وہی پابندیاں ہیں جو عام مسلمانوں پر ہیں۔

تو اربد اور ابن طفیل کہنے لگا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو آپ کے بعد آپ کی جگہ پر میں رہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا تجھے اور تیری قوم کو یہ منصب نہیں مل سکتا البتہ تیری مدد گھوڑوں سے کی جا سکتی ہے۔

اربد بولا میرے حصہ میں وبر یعنی جنگل کا حصہ کر دو اور مدر یعنی شہری حصہ آپ اپنے لئے کر لیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔

تو کہنے لگا میں آپ کے مقابلہ میں سوار اور فوج سے ملک بھر دوں گا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْنَعُكَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے روک دے گا اور تو کچھ نہ کر سکے گا۔

www.waseemziyai.com

ایک روایت میں ہے کہ اس نے اوس وخزرج کے قبائل سے ڈرانا چاہا تو جب یہ دونوں مایوس ہو کر نکلے تو عامر بن طفیل نے کہا اربد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باتوں میں مشغول کرتا ہوں اور تو تلوار سے گردن مار۔ تو لوگ اپنے قانون دیت کے مطابق ہم سے دیت لے کر راضی ہو جائیں گے اور ہم سے مقابلہ اور جنگ پسند نہ کریں گے تو ہم دیت ادا کر دیں گے۔

اربد کہنے لگا اچھا پھر ایسا ہی کر۔

فَاَقْبَلَا رَاجِعَيْنِ۔ دونوں واپس لوٹے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے: يَا مُحَمَّدُ قُمْ مَعِيْ اُكَلِّمُكَ۔ حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ساتھ آ ٹھ کر تشریف لائیں کچھ باتیں کرنی ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ تشریف لائے انہوں نے ایک دیوار کی اوٹ میں ٹھہر کر گفتگو شروع کی تو عامر نے باتیں کرنی شروع کر دیں اور اربد نے تلوار سونتی۔ تو جب اربد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا اور تلوار اٹھانے کی طاقت نہ رہی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عامر کے ساتھ ہی ملتفت رہے تو اربد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ ڈالی اور کچھ نہ کر سکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے تشریف لے آئے۔

تو عامر نے اربد سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا؟

تو اربد بولا میں نے اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھا ہی تھا کہ شل ہو گیا۔

پھر یہ وہاں سے چلا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے صاعقہ محرقہ ڈالا جس سے اربد ہلاک ہو گیا اور عامر وادی جرید میں گیا وہاں اس کے ایک زخم ہو گیا اور اسی میں مر گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات کریمہ نازل فرمائیں اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ سے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ تک۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمُعَقِّبَاتُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ يَحْفَظُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ معقبات اللہ کے حکم سے وہی ہیں جنہوں نے محافظت کی۔ تو مورد اگرچہ یہ واقعہ ہے لیکن اس کا حکم عام ہے قیامت تک آگے ارشاد ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ۔ بے شک اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل لیں اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ فرما لے تو کوئی اسے پھیرنے والا نہیں اور اس کے سوا اس کا کوئی حمایتی نہیں''۔

یعنی دنیا میں کسی قوم کی حالت عزت سے ذلت کی طرف اس وقت تک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک وہ معاصی میں مبتلا ہو کر منہیات کے ارتکاب میں نہ پڑ جائے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کے لئے برائی کا ارادہ ہو جائے تو اسے کوئی رد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مرد مصدر میمی ہے اس کے معنی ہوتے ہیں: اَیْ فَلَا رَدَّ لَهٗ اور اس میں مبتلاء عذاب و ہلاک کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی حمایتی نہیں ہو سکتا۔ وَّالٍ کے معنی ہیں: يَلِيْ اُمُوْرَ هُمْ مِّنْ ضُرٍّ وَّ نَفْعٍ یعنی نفع و نقصان میں کوئی اس کے قریب نہیں ہو سکتا۔

''هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی ڈر اور امید کو اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے

www.waseemziyai.com

اور تسبیح کرتا ہے رعد اس کی حمد میں اور فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے کڑک تو پہنچاتا ہے اسے جس پر چاہے اور جو اللہ کے (وجود میں) جھگڑتے ہیں اور اس کی گرفت سخت ہے''۔

اس کے متعلق ابوالشیخ رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: خَوْفًا لِّاَهْلِ الْبَحْرِ وَ طَمَعًا لِاَهْلِ الْبَرِّ وہ بجلی دریا والوں کے لئے خوف اور خشکی والوں کے لئے امید کی موجب ہے۔

اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: خَوْفًا لِّلْمُسَافِرِ مِنْ اَذَى الْمَطَرِ وَ طَمَعًا لِلْمُقِيْمِ فِيْ نَفْعِهٖ مسافر کے لئے بارش کی اذیتوں کی وجہ میں خوف ہے اور امید مقیم کے لئے اس کے منافع کی۔

اور ماوردی رحمہ اللہ کہتے ہیں: خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ وَ طَمَعًا فِي الثَّوَابِ عذاب کی وجہ میں خوف اور ثواب کی وجہ میں امید رہتی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ بجلی اگر گرے تو نقصان کا خوف ہوتا ہے اور امن سے بارش ہو تو نفع کی امید ہوتی ہے اور جو سفر میں جنگل بیابان میں ہوں تو بجلی چمک رہی ہو بادل گرج رہے ہوں تو دل دہل جاتا ہے اور عام مسافر خائف ہوتا ہے برخلاف کاشتکار کے وہ بہ امید منفعت جنگل میں بھی اپنے کھیت میں پانی دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

اویُسَبِّحُ الرَّعْدُ پر مفسرین کے متعدد اقوال ہیں:

۱- هُوَ اِسْمٌ لِّلصَّوْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ یہ رعد اس آواز کا نام ہے جو عام طور پر مسموع ہوتی ہے جسے گرج کہتے ہیں۔

۲- اَیْ یُسَبِّحُ السَّامِعُوْنَ لِذَالِکَ الصَّوْتِ مُتَّبِعِیْنَ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی یُسَبِّحُوْنَ بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ جب گرج ہوتی ہے تو سننے والے تسبیح کرتے ہیں اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کہتے ہیں۔

۳- اِنَّمَا التَّجَوُّزُ فِي التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ حَيْثُ شَبَّهَ دَلَالَتَهُ الرَّعْدَ بِنَفْسِهٖ عَلٰى تَنْزِيْهِهٖ تَعَالٰى عَنِ الشَّرِيْكِ۔

تسبیح رعد سے مراد اس آواز کو سن کر اللہ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس آواز میں اللہ تعالیٰ کے خالق اور قادر ہونے ہر نقص سے منزہ ہونے کی بھی دلیل ہے اور اس قوت والا وہی ہو سکتا ہے جو شریک سے بھی منزہ ہو۔

۴- وَ قِيْلَ الرَّعْدُ اِسْمُ مَلَكٍ فَاِسْنَادُ التَّسْبِيْحِ وَ التَّحْمِيْدِ اِلَيْهِ حَقِيْقَةً۔ رعد ایک فرشتے کا نام ہے اور تسبیح اور تحمید اس کی طرف حقیقتاً منسوب ہے۔

اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے:

فَقَدْ اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ صَحَّحَهٗ وَالنَّسَائِیُّ وَاٰخَرُوْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْیَهُوْدَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَخْبِرْنَا مَا هٰذَا الرَّعْدُ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَلَکٌ مِّنْ مَّلَائِکَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی مُوَکَّلٌ بِالسَّحَابِ بِیَدَیْهِ مِخْرَاقٌ مِنْ نَّارٍ یَزْجُرُ بِهِ السَّحَابَ یَسُوْقُهٗ حَیْثُ اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالُوْا فَمَا هٰذِهٖ! لِلصَّوْتِ الَّذِیْ نَسْمَعُ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ صَوْتُهٗ فَقَالُوْا صَدَقْتَ۔

یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا یہ رعد کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملائکہ الٰہی کے فرشتوں سے

www.waseemziyai.com

یہ بھی ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر حکمران ہے اس کے ہاتھ میں چابک آگ کا ہوتا ہے جس سے وہ بادلوں کو ہانکتا ہے جس طرح امر الٰہی ہوتو وہ بولے حضرت یہ آواز کیسی ہے جو ہم سنتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی آواز ہے تو یہودی کہنے لگے آپ نے سچ فرمایا۔

اس کے بعد آواز سن کر ہمیں کیا پڑھنا چاہئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عمل تھا وہ ذیل میں مذکور ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَبَّتِ الرِّیْحُ اَوْ سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ تَغَیَّرَ لَوْنُهٗ حَتّٰی یُعْرَفَ ذَالِکَ فِیْ وَجْهِهِ الشَّرِیْفِ ثُمَّ یَقُوْلُ لِلرَّعْدِ سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهٗ وَ لِلرِّیْحِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّ لَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آندھی آتی یا گرج مسموع فرماتے تو آپ کا روئے زیبا اتنا خوفزدہ ہو جاتا کہ چہرۂ اقدس سے ظاہر ہو جاتا۔

پھر گرج سن کر فرماتے: سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهٗ۔ (پاک ہے وہ جس کی تو پاکیزگی بیان کرتا ہے)۔

اور آندھی ہوتی تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّ لَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا۔ (اے اللہ اس کو رحمت بنا دے اور نہ بنا اس کو عذاب)

وَ اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَ غَیْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقَ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُهْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرج سنتے یا بجلی چمکتی تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُهْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ۔ (اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہمیں عافیت دے)۔

وَ اَخْرَجَ اَبُوْ دَاوٗدَ مَرَاسِیْلَهٗ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرَ اَنَّ قَوْمًا سَمِعُوا الرَّعْدَ فَکَبَّرُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الرَّعْدَ فَسَبِّحُوْا وَ لَا تُکَبِّرُوْا۔

لوگ جب گرج سنتے تو اللہ اکبر کہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم گرج کڑک سنا کرو تو تسبیح کیا کرو تکبیر نہ کہا کرو۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گرج کڑک سنتے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔ (پاک ہے اللہ اس کی تعریف ہے پاک ہے اللہ بڑا) پڑھا کرتے تھے۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ وَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ قَالَ سُبْحَانَ مَنْ یُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ۔

www.waseemziyai.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رعد کی آواز سنتے تو سُبْحَانَ مَنْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ۔ (پاک ہے وہ جس کی تسبیح اور حمد رعد بیان کرتا ہے) پڑھا کرتے تھے۔

اور وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ کے یہ معنی ہیں اَیْ وَ یُسَبِّحُ الْمَلَائِکَۃُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ مِنْ ھَیْبَتِہٖ تَعَالٰی وَ اِجْلَالِہٖ تمام ملائکہ تسبیح وتحمید کرتے ہیں ہیبت وجلال الٰہی کے خوف سے۔

وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ- صواعق صاعقة کی جمع ہے وَالْمُرَادُ ھٰھُنَا النَّارُ النَّازِلَۃُ مِنَ السَّحَابِ مَعَ صَوْتٍ۔ اس سے مراد وہ آگ ہے جو بادلوں سے آواز شدید کے ساتھ نازل ہوتی ہے جسے بجلی اور کڑک کہتے ہیں۔

فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ۔ تو پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس آگ کو جس پر چاہے فَیُھْلِکُہٗ اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

وَ اسْتَدَلَّ بِمَا اَخْرَجَہُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الرَّعْدُ مَلَکٌ اسْمُہُ الرَّعْدُ وَ صَوْتُہٗ ھٰذَا تَسْبِیْحُہٗ فَاِذَا اشْتَدَّ زَجْرُہٗ اَحْتَکَ السَّحَابَ وَ اصْطَدَمَ مِنْ خَوْفِہٖ فَتَخْرُجُ الصَّوَاعِقُ مِنْ بَیْنِہٖ۔

رعد ایک فرشتہ ہے اور یہ آواز اس کی تسبیح ہے تو جب اس کا تشدد وزجر ہوتا ہے تو اس سے صواعق یعنی آگ نکلنے لگتی ہے۔

اور فلاسفہ کی تحقیق یا اوہام کا خلاصہ یہ ہے:

اَنَّ الدُّخَانَ الْمُحْتَبِسَ فِیْ جَوْفِ السَّحَابِ اِذَا نَزَلَ وَ فَرَّقَ السَّحَابَ قَدْ یَشْتَعِلُ بِقُوَّۃِ الشَّخِیْنِ الْحَاصِلِ مِنَ الْحَرْکَۃِ الشَّدِیْدَۃِ وَ اِذَا اشْتَعَلَ فَلَطِیْفُہٗ یَنْطَفِیُٔ سَرِیْعًا وَ ھُوَ الْبَرْقُ وَ کَثِیْفُہٗ لَا یَنْطَفِیُٔ حَتّٰی یَصِلَ اِلَی الْاَرْضِ وَ ھُوَ الصَّاعِقَۃُ۔ الخ

یہ بخارات محتبسہ ہیں جوف سحاب میں جب یہ برستا ہے تو بادل سے بادل ٹکراتے ہیں اور بعض اپنی سختی سے ٹکر میں آگ دیتے ہیں حرکت شدیدہ کے باعث تو اس میں جو لطیف ہوتے ہیں وہ چمک کر سرد ہو جاتے ہیں اسے برق کہتے ہیں اور جو کثیف ہوتے ہیں وہ سرد نہیں ہوتے یہاں تک کہ وہ زمین کی طرف آتے ہیں اسے صاعقہ کہتے ہیں۔

ایک قول اس کے متعلق یہ ہے کہ اَنَّھَا نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ فَمِ الْمَلَکِ الْمُوَکَّلِ بِالسَّحَابِ اِذَا اشْتَدَّ زَجْرُہٗ یہ وہ آگ ہے جو رعد علیہ السلام کے منہ سے نکلتی ہے جو بادلوں پر حکمران ہیں جب وہ بادلوں پر زجر فرماتے ہیں۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ اَبُو الشَّیْخِ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیْ قَالَ اِنَّ بُحُوْرًا مِّنْ نَّارٍ دُوْنَ الْعَرْشِ یَکُوْنُ مِنْھَا الصَّوَاعِقُ۔ عرش کے نیچے آگ کے دریا ہیں ان سے یہ صواعق محرقہ نکلتے ہیں۔

وَقَدْ اَخْرَجَ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ فَیَقُلْ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ ۚ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

جو گرج سنے وہ یہ پڑھے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ ۚ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (پاک ہے وہ اللہ کہ جس کی تسبیح اور حمد رعد بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اس کے ڈر سے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَغَیْرُہٗ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ قَالَ الصَّاعِقَۃُ تُصِیْبُ الْمُؤْمِنَ وَالْکَافِرَ وَلَا تُصِیْبُ ذَاکِرًا۔ بجلی کافر اور مومن دونوں پر پڑ سکتی ہے لیکن ذاکر پر نہیں پڑتی۔

www.waseemziyai.com

ایک یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسی حال میں اس کی کھوپڑی پر بجلی گری۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ایک جابر حکمران کی طرف وفد بھیجا کہ اسے دعوت اسلام دے اس نے ان سے کہا: اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ اِلٰهِ مُحَمَّدٍ اَمِنْ لُّؤْلُؤٍ هُوَ اَمْ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ مِنْ نُّحَاسٍ۔ مجھے یہ بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا موتی کا ہے یا سونے کا یا تانبہ کا تو اس پر بجلی گری اور اسے ہلاک کر گئی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شَدِیْدُ الْمِحَالِ۔ کے معنی میں آلوسی فرماتے ہیں: اَیِ الْمُمَاحَلَةُ وَ هِیَ الْمُکَایَدَةُ مِنْ مَّحَلَ بِفُلَانٍ اِذَا کَادَهٗ وَ عَرَضَهٗ لِلْهَلَاکِ۔ مکر کے جواب میں جو گرفت کی جاتی ہے جو ہلاکت تک ہو اس موقعہ پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ وَ کَانَ اَصْلُهٗ مِنَ الْمَحْلِ بِمَعْنَی الْقَحْطِ۔ اس کا اصل محل سے ہے جس کا معنی قحط ہوتا ہے آگے ارشاد ہے:

''لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ۔ اسی کا پکارنا سچا ہے''۔ یعنی اس کی توحید کی شہادت دینا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا یا اس کی توحید کی تائید کرنا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہی دعا قبول کرتا ہے اور اس سے دعا کرنا حق ہے اور وہی دعا کا سزاوار ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اس کے ماتحت گیارہ اقوال نقل فرماتے ہیں:

۱- لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ اَیْ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَیِ الدُّعَاءُ وَالتَّضَرُّعُ الثَّابِتُ۔ یعنی دعا اور تضرع اللہ کے حضور ہی کرنا صحیح ہے۔

۲- دوسرا قول یہ ہے کہ وَالْمُرَادُ اَنَّ اِجَابَةَ ذَالِکَ لَهٗ تَعَالٰی دُوْنَ غَیْرِهٖ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پکارنے والے کی دعا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

۳- تیسرا قول یہ ہے کہ وَالْمُرَادُ بِدَعْوَةِ الْحَقِّ اَلدُّعَاءُ عِنْدَ الْخَوْفِ فَاِنَّهٗ لَا یُدْعٰی فِیْهِ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی۔ دعاء خوف و مصیبت میں سوا اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہیں کی جاتی اور جو بتوں سے مدد مانگتے ہیں وہ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ کے مصداق ہیں۔

۴- چوتھا قول یہ ہے: اَلدَّعْوَةُ بِمَعْنَی الدُّعَاءِ اَیْ طَلَبُ الْاِقْبَالِ وَالْمُرَادُ بِهِ الْعِبَادَةُ۔ دعا طلب قبول کے معنی میں ہے اس سے مراد عبادت ہے۔

۵- پانچواں قول یہ ہے کہ حَاصِلُ الْمَعْنٰی اَنَّ الَّذِیْ یَحِقُّ اَنْ یُّعْبَدَ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی دُوْنَ غَیْرِهٖ۔ اس کے حاصل معنی یہ ہیں کہ حقدار وہی ایک ذات ہے اس کے سوا نہیں۔

۶- چھٹا قول یہ ہے: اَنَّ الدَّعْوَةَ بِمَعْنَی الدُّعَاءِ وَ مُتَعَلَّقُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ لِلْعِبَادَةِ۔ دعوت بمعنی دعا ہے اور اس کا متعلق محذوف ہے یعنی عبادت میں۔

۷- ساتواں قول یہ ہے کہ اَنَّهُ الَّذِیْ یَحِقُّ اَنْ یُّدْعٰی اِلٰی عِبَادَتِهٖ دُوْنَ غَیْرِهٖ۔ وہی ذات حقدار ہے کہ اسے عبادت میں پکارا جائے غیر کے لئے عبادت نہیں۔

۸- آٹھواں قول یہ ہے کہ فَاِنَّهٗ اِذَا کَانَتِ الدَّعْوَةُ اِلٰی عِبَادَتِهٖ سُبْحَانَهٗ حَقًّا کَانَتْ عِبَادَتُهٗ جَلَّ شَانُهٗ

www.waseemziyai.com

حَقًّا۔ جب دعوت عبادت حق تعالیٰ میں ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ کو ہی حق ہے کہ اس کی عبادت ہو۔

۹- نواں قول حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ہے: اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْحَقِّ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ دعوت حق سے مراد عبادت الٰہی ہے

۱۰- اور دسواں قول تمام اقوال کا خلاصہ ہے: كَمَا قَالَ الزَّمَخْشَرِیُ وَالْمَعْنٰی عَلَيْهِ كَمَا قَالَ لَهٗ دَعْوَةُ الْمَدْعُوِّ الْحَقُّ الَّذِیْ يَسْمَعُ فَيُجِيْبُ۔ آیہ کریمہ دعوت فرید اسی کے لئے جو سنے اور قبول کرے۔ پتھر، کنکر، درخت، بت اس کے اہل نہیں۔

۱۱- گیارہواں قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہے: اَنَّ دَعْوَةَ الْحَقِّ التَّوْحِيْدُ۔ دعوت الحق سے مراد نداء توحید ہے۔

''وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ۔ اور وہ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے وہ ان کی نہیں سنتے کچھ بھی مگر مثل اس کی جو ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف کہ پہنچ جائے اس کے منہ میں اور وہ نہیں پہنچے گا اور نہیں پکار کافروں کی مگر رائیگاں''۔

یعنی جو اللہ عزوجل کے سوا غیر خدا کو معبود جان کر مثل کفار بتوں کو پکارتے یا عبادت کرتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے ایک پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلانے والا اور پانی کو پکارنے والا تا کہ وہ پانی کنوئیں سے نکل کر اس کے منہ میں آجائے حالانکہ اس پانی میں طاقت ہی نہیں کہ وہ کسی کے منہ میں بلانے سے آجائے اس لئے کہ پانی کو نہ علم نہ شعور جو اس کی حاجت اور پیاس کو سمجھے اور پانی میں یہ قدرت نہیں کہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکے اور نہ اپنی جگہ اور مقر سے خلاف طبیعت اوپر چڑھ کر پکارنے والے کے منہ میں پہنچ سکے۔ یہی حال بتوں کا ہے کہ نہ انہیں بت پرستوں کے پکارنے کی خبر نہ ان کی حاجت کا شعور نہ ان کے نفع پہنچانے کی وہ کچھ قدرت رکھیں۔

محاورہ عرب کی تمثیل علامہ راغب رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ كَالنِّدَاءِ اِلَّا اَنَّ النِّدَاءَ قَدْ يُقَالُ بِيَا اَوْ اَيَا وَ نَحْوِ ذَالِكَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّضَمَّ اِلَيْهِ الْاِسْمُ وَالدُّعَاءُ لَا يَكَادُ يُقَالُ اِلَّا اِذَا كَانَ مَعَهُ الْاِسْمُ نَحْوُيَا فُلَانُ وع قَدْ يُسْتَعْمَلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مَوْضَعَ الْاٰخَرِ قَالَ تَعَالٰی كَمَثَلِ الَّذِیْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً۔

وَ يُسْتَعْمَلُ اسْتِعْمَالَ التَّسْمِيَةِ نَحْوُ دَعَوْتُ ابْنِیْ زَيْدًا اَیْ تَمَّيْتُهٗ قَالَ تَعَالٰی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا حِثًّا عَلٰی تَعْظِيْمِهٖ وَ ذَالِكَ مُخَاطَبَةُ مَنْ كَانَ يَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ۔

۱- خلاصہ یہ ہے کہ ندا باسم منادی سے ہو یا بلا اسم منادی جیسے قرآن کریم میں ہے: كَمَثَلِ الَّذِیْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً گدھے کی طرح پکارنا ہی پکارنا ہو۔

۲- دوسری نداء بہ اسم مسمّٰی جیسے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ مِثْلَ يَا مُحَمَّدُ اس میں تعظیماً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک سے ندا ممنوع قرار دی گئی۔

۳- تیسرے دعا بمعنی سوال ہے جیسے اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ اَیْ سَلْهُ یعنی آپ اپنے رب سے سوال کریں۔

۴- چوتھا دعا بمعنی استغاثہ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ جب عذاب الٰہی آئے تو کیا سوا خدا کے اور کو پکارو گے یعنی اس کے سوا کسی سے استغاثہ کرو گے ایسے ہی وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا میں ہے۔

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ - وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ - وَلَا تَدْعُ مِنْ

www.waseemziyai.com

دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ۔

۵- لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا۔ بمعنی حسرت وندامت پکارنا یا افسوس کرنا۔

۶- رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ۔ یَدْعُوْنَنِیْ۔ میں بمعنی آمادگی اور برانگیختہ کرنے کے ہیں۔

۷- وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ - تَدَّعُوْنَ بِمَعْنٰی تَطْلُبُوْنَ۔ یہاں طلب کرنے کے معنی ہوں گے۔

۸- بمعنی دعویٰ کردن۔ فَمَا کَانَ دَعْوٰىھُمْ اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَآ۔

۹- بمعنی دعاء عبادت۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰىھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''وَ لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے یا مجبوری سے اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح وشام۔

اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ طوعاً مومن کرتا ہے اور کرہاً منافق اور کافر کرتا ہے اور پرچھائیں سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کافر غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کی پرچھائیاں اللہ تعالیٰ کو۔

ایک قول یہ ہے کہ جن، انسان، فرشتے سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں حتیٰ کہ جب آفتاب مشرق سے مغرب کو جاتا ہے اور سورج غروب ہوتا ہے تو سب چیزوں کے سائے بھی سجدہ کرتے ہیں۔

ابن انباری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ پرچھائیوں کو ایسا فہم عطا کردے کہ وہ اسے سجدہ کریں۔

بعض کہتے ہیں کہ سجدہ سے مراد سایہ کا ایک رخ سے دوسرے رخ کی طرف مائل ہونا اور آفتاب کے ارتفاع ونزول کے ساتھ دراز وکوتاہ ہونا ہے۔ (خازن)

اور اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ سجدہ بوضع جبہہ علی الارض خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اور سجدہ بالانحناء یا بالایماء یا سجدہ بالرکوع یا شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سجدہ بمعنی تواضع مصافحہ اور تعظیم وتکریم تک جو ہے وہ غیر اللہ میں سے معظمین کے لئے مباح ہے۔

مگر جو تعظیم میں سجدہ بمعنی حقیقی غیر اللہ کے لئے کرتے ہیں عام اس سے کہ وہ مرشدین کو ہو یا مقابر کو اس کی حرمت میں آیہ کریمہ کے مفہوم منطوق کے ماتحت کوئی شک وشبہ نہیں اور اس قسم کے سجدہ کو حلال جاننے والا کافر ہوگا اور بلا حلال سمجھے کرنے والا یقیناً فاسق مستحق عذاب جبار ضرور ہوگا۔ اس کی تحقیق انیق ہم اس سے پہلے سورۂ یوسف میں لکھ چکے ہیں۔

عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّ السُّجُوْدَ عِبَادَۃٌ عَنِ الْھَیْئَۃِ الْمَخْصُوْصَۃِ۔ سجدہ عبادت ہے ہیئت مخصوصہ سے۔

''قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰہُ۔ فرمادیجئے کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا۔ فرمادیجئے اللہ ہے''۔

یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ ہی فرمادیں کہ وہ رب اللہ تعالیٰ ہے اس لئے کہ اس سوال کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور مشرکین باوجود اس کے کہ غیر اللہ کو سجدہ کررہے ہیں اس امر کے یقیناً مقر ہیں کہ آسمان اور زمین کا خالق یقیناً اللہ عزوجل ہی ہے تو جب یہ امر یقیناً مسلم ہے تو انہیں الزاماً فرمائیں۔

''قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖٓ۔ فرمائیں کیا تم پکڑتے ہو اس کے سوا اسے اپنا حمایتی جو مالک نہ ہو اپنی جان کے لئے

www.waseemziyai.com

نفع وضرر کا فرما دیجئے کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور آنکھ والے یا کیا برابر ہو سکتے ہیں اندھیریاں اور اجالے کیا اللہ کے لئے بناتے ہو وہ شریک جنہوں نے بنایا اور مشابہ خالق کے تخلیق کی برابر ہوا فرما دیجئے اللہ ہی خالق ہے ہر چیز کا اور وہ سب پر غالب ہے''۔

تو جب بتوں، ستاروں، درختوں کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتے تو دوسروں کو کیا نفع وضرر پہنچا سکتے ہیں پھر ایسی مخلوق کو معبود بنانا اور اس حقیقی خالق رازق قوی وقادر کو چھوڑنا انتہا درجہ کی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔

ان دلائل کی روشنی میں معنی ان پر واضح ہے مگر توہمات کی الجھن میں ایسے مشتبہ ہیں کہ بت پرستی کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بت اللہ تعالیٰ کی طرح کسی مخلوق کو بنانے کی طاقت رکھنا تو کجا، وہ عام بندوں کی مصنوعات کے مثل بھی کچھ نہیں بنا سکتے تو جماد محض اور بے جانوں کا پوجنا عقل کے بھی خلاف ہے اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو مخلوق ہو وہ اپنے خالق کی ہی اطاعت وعبادت کرتی ہے اور جو مخلوق مخلوق کی بندگی کرے اور اسے پوجے اور اسے خدا عزوجل کی عبادت میں شریک عبادت سمجھے اسے عقل بھی عقلاً کسی طرح تسلیم نہیں کرتی۔

''اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ۔ اس نے اتارا آسمان سے پانی تو بہا نالوں میں اس کی وسعت ومقدار سے تو اٹھا لائی پانی کی رو جھاگ ابھرے ہوئے اور جس پر دھکاتے ہیں آگ میں گہنا یا اور اسباب بنانے کو اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں ایسی مثال دیتا ہے اللہ تعالیٰ حق و باطل کی تو جھاگ تو جاتا رہتا ہے پھک کر اور وہ جو لوگوں کے نفع کو ہے وہ زمین میں ٹھہرتا ہے اللہ یونہی مثالیں بیان فرماتا ہے''۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کی مثال دی ہے کہ پانی تو آسمان سے ہی برستا ہے اور اس سے ندی نالے اپنی اپنی مقدار میں بہہ نکلتے ہیں تو اس بہاؤ میں جب موجیں آپس میں متصادم ہوتی ہیں تو زبد یعنی جھاگ اور کوڑا کرکٹ وغیرہ پانی کے اوپر بہتا آجاتا ہے۔

ایسے ہی کبھی باطل غالب آکر اونچا نظر آنے لگتا ہے لیکن درحقیقت اَلْحَقُّ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى حق ہمیشہ بلند ہی رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا اسی طرح وہ کوڑا کرکٹ اگر پانی پر بلند ہو کر بہتا ہے مگر انجام کار اسے کوڑے میں رہنا ہے۔

رَابِيًا۔ کے معنی عالیاً ہے یعنی وہ جھاگ کوڑا وغیرہ پانی کے اوپر ہوتا ہے۔

دوسری مثال دی کہ زیور وغیرہ کے لئے سونا، چاندی، تانبہ پگھلاتے ہیں اس پر بھی اس کا وسخ اور میل اوپر آجاتا ہے لیکن اس کے اوپر آجانے سے اس کی قیمت اور قدر اس چاندی سونے سے زائد نہیں ہو جاتی ایسے ہی کفر اور باطل اگر اسلام کے مقابل بلند ہوتا نظر بھی آجائے تو اسے بالآخر پست اور ذلیل ہی ہو جانا چاہئے چنانچہ فرمایا:

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً۔ تو جھاگ (اور میل) وہ تو پھینک دیا جاتا ہے جَفَا الْمَاءُ بِالزَّبَدِ اِذَا قَذَفَهٗ محاورہ ہے۔ یعنی صاف ہو گیا پانی جھاگ اور میل سے جب اس جھاگ اور میل کو پھینک دیتے ہیں تو جفا کے معنی دور کرنے کے ہوئے اور اسی سے باطل کو تشبیہ دی اور وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ سے حق کی تشبیہ دے کر فرمایا كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ایسے ہی اللہ مثالوں سے تمہیں سمجھاتا ہے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَ حَاصِلُ الْكَلَامِ فِيْ اٰيَتَيْنِ اَنَّهٗ تَعَالٰى مَثَّلَ الْحَقَّ وَ هُوَ الْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ عَنِ الْكَثِيْرِ فِيْ فَيَضَانِهٖ مِنْ

www.waseemziyai.com

23

جُنَابِ الْقُدْسِ عَلٰی قُلُوْبٍ خَالِیَةٍ عَنْهُ مُتَفَاوِتَةَ الْاِسْتِعْدَادِ۔

خلاصہ کلام ان دونوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق کی مثال دی جو قرآن کریم ہے اکثر مفسرین کے نزدیک باعتبار فیضان بارگاہ قدس ہے جو قلوب صافیہ عن الوسخ پر ہوتا ہے باعتبار استعداد تحمل کے۔

وَ فِیْ جِرْیَانِهٖ عَلَیْهَا مُلَاحَظَةً وَّ حِفْظًا وَ عَلَی الْاَلْسِنَةِ مَذْکُوْرَةٌ وَ تِلَاوَةٌ مَعَ کَوْنِهٖ مُمِدًّا لِّحَیَاتِهَا الرُّوْحَانِیَّةِ۔

اور اس اجراء میں اس کے احکام کی محافظت کی جاتی ہے وہ زبانوں پر حفاظ کے جاری رہتا ہے اس کی تلاوت ممد حیات روحانی ہوتی ہے۔

اور باطل کی مثال کفر ہے کہ اس میں کافر مبتلا ہوتے ہیں اپنی کوتاہ نظری سے وہ زَبَدًا رَّابِیًا تو ہو سکتے ہیں یعنی کبھی کسی موقعہ پر اونچے ہو سکتے ہیں لیکن بہت جلدی وہ مضمحل ہو کر رہیں گے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَ الْعِلْمِ مَثَلُ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاءَ وَ الْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَ کَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَکْتَسَبَتِ الْمَاءَ نَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَ سَقَوْا وَ رَعَوْا۔

میری بعثت کی مثال اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیج کر ہدایت وعلم جو دیا وہ بارش سے دی کہ زمین پر برسی اس میں جو ٹکڑا زمین کا پاک تھا اس پر پھل پھول کافی ہوئے اور اس سے جو پانی بچا تو لوگوں نے اس سے یہ فائدہ حاصل کیا کہ اس سے سیراب ہوئے سبزہ پھل وغیرہ کھایا (یہ تو اسلام، ایمان، ایقان، تقویٰ، طہارت ہے) مثل صوفیاء واولیاء کے۔

وَ اَصَابَ طَائِفَةً مِّنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ لَا تُمْسِکُ مَاءً وَّلَا تُنْبِتُ کَلَاءً فَذٰلِکَ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ نَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ مُتَعَلِّمٌ وَّ عَالِمٌ۔

اور ایک طائفہ وہ ہے کہ اس نے پانی روک کر نہ رکھا تو اس پر سبزہ وغیرہ نہ اگا۔ گھاس پیدا نہ ہوئی یہ وہ ہے جسے اللہ نے تفقہ فی الدین عطا فرمایا اور میری بعثت کا اسے یہ نفع پہنچا تو اس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا یہ مثل علماء کرام کی ہے۔

وَ مَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِکَ رَاْسًا وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ۔

اور تیسرا طبقہ وہ ہے جس نے اس طرف التفات ہی نہ کیا اور ہدایت کو گوش قبول سے ہی نہ سنا یہ مثال کافر کی ہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم وخس

اب آگے کافر جاحد اور مومن قابل کے اجروزجر کی تفصیل ہے۔

''لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی۔ ان کے لئے جنہوں نے قبول کیا حکم اپنے رب کا حسنیٰ ہے یعنی جنت''۔

''وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ۔ اور وہ جنہوں نے قبول نہ کیا ان کے لئے اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور بھی ان کے ملک میں ہوتا اور وہ اسے (اپنی نجات کے لئے) فدیہ کر دیتے، یہی ہیں جن کا برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت برا بچھونا ہے۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ﴿۱۹﴾	تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے وہ مثل اس کے ہوگا جو اندھا ہے۔ نصیحت تو وہی مانیں گے جو عقلمند ہیں۔
الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۙ﴿۲۰﴾	وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور نہیں توڑتے قول و قرار کو۔
وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾	اور وہ جو ملاتے ہیں اسے جس کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور خوف کرتے ہیں حساب کے برے نتیجہ کا۔
وَ الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً وَّ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ﴿۲۲﴾	اور وہ جو صبر کریں اپنے رب کی رضامندی چاہنے کو اور نماز قائم رکھیں اور خرچ کریں ہمارے دیئے ہوئے سے خفیہ اور ظاہر اور ٹالتے ہیں بھلائی کر کے برائی کو یہ وہ ہیں کہ ان کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ﴿۲۳﴾	بسنے والے باغ جن میں وہ داخل ہوں اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا سے اور ان کی بیویوں سے اور اولاد سے اور فرشتے داخل ہوں ان پر ہر ایک دروازے سے۔
سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ؕ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ؕ﴿۲۴﴾	سلام کہتے تم پر بدلہ تمہارے اجر کا تو اچھا ہے پچھلا گھر۔
وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾	اور وہ جو اللہ کا عہد توڑیں بعد اس کے کہ پکا کیا ہو اور قطع کریں اسے جو حکم دیا اللہ نے جوڑنے کا اور فساد زمین میں کریں یہ وہ ہیں کہ انہیں لعنت ہے اور ان کا برا گھر ہے۔
اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ وَ فَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾	اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگ کرتا ہے اور اتراتے ہیں کافر دنیا کی زندگی میں اور نہیں حیات دنیا آخرت کے مقابلہ میں مگر کچھ دن برتنا۔

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

اَفَمَنْ - کیا جو آدمی	یَّعْلَمُ - جانتا ہے	اَنَّمَآ - کہ وہ جو	اُنْزِلَ - اتارا گیا ہے
اِلَیْكَ - طرف تیری	مِنْ رَّبِّكَ - تیرے رب سے	الْحَقُّ - وہ حق ہے	كَمَنْ - اس جیسا ہے

www.waseemziyai.com

2/2

هُوَ۔کہ وہ
اَعْمٰی۔نابینا ہے
اُولُوا الْاَلْبَابِ۔عقل والے لوگ
بِعَهْدِ۔عہد
اللّٰهِ۔اللہ کا
الْمِيْثَاقَ۔عہد پختہ
وَالَّذِيْنَ۔اور وہ جو
اَمَرَ۔حکم دیا
اللّٰهُ۔اللہ نے
يُوْصَلَ۔ملایا جائے
وَيَخْشَوْنَ۔اور ڈرتے ہیں
سُوْٓءَ۔برے
ابْتِغَآءَ۔واسطے چاہنے
وَجْهِ۔رضامندی
الصَّلٰوةَ۔نماز
رَزَقْنٰهُمْ۔دیا ہم نے ان کو
سِرًّا۔پوشیدہ
وَّعَلَانِيَةً۔اور ظاہر
وَّيَدْرَءُوْنَ۔اور دور کرتے ہیں
بِالْحَسَنَةِ۔نیکی سے
السَّيِّئَةَ۔برائی کو
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ ہیں
لَهُمْ۔ان کے لئے
عُقْبَى۔آخرت کا
الدَّارِ۔گھر ہے
جَنّٰتُ۔باغ
عَدْنٍ۔ہمیشہ کے
يَّدْخُلُوْنَهَا۔داخل ہوں گے ان میں
وَمَنْ۔اور جو
صَلَحَ۔نیک ہوا
مِنْ اٰبَآئِهِمْ۔ان کے باپ دادا سے
وَاَزْوَاجِهِمْ۔اور ان کی بیویوں سے
وَذُرِّيّٰتِهِمْ۔اور ان کی اولاد سے
وَالْمَلٰٓئِكَةُ۔اور فرشتے
يَدْخُلُوْنَ۔داخل ہوں گے
عَلَيْهِمْ۔ان پر
مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔ہر دروازے سے
سَلٰمٌ۔سلام ہے
عَلَيْكُمْ۔تم پر
بِمَا۔بدلے
صَبَرْتُمْ۔تمہارے صبر کے
فَنِعْمَ۔تو اچھا ہے
عُقْبَى۔آخرت کا
الدَّارِ۔گھر
وَالَّذِيْنَ۔اور وہ جو
يَنْقُضُوْنَ۔توڑتے ہیں
عَهْدَ۔عہد
اللّٰهِ۔اللہ کا
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد اس کے
مِيْثَاقِهٖ۔مضبوط کرنے کے
وَيَقْطَعُوْنَ۔اور توڑتے ہیں
مَآ۔جو
اَمَرَ۔حکم دیا ہے
بِهٖٓ۔اس کے متعلق
اَنْ۔یہ کہ
يُّوْصَلَ۔ملایا جائے
وَيُفْسِدُوْنَ۔اور فساد کرتے ہیں
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ ہیں کہ
لَهُمْ۔ان کے لئے
اللَّعْنَةُ۔لعنت ہے
وَلَهُمْ۔اور ان کے لئے ہے
سُوْٓءُ۔برا
الدَّارِ۔گھر
اَللّٰهُ۔اللہ
يَبْسُطُ۔پھیلاتا ہے
الرِّزْقَ۔رزق
لِمَنْ۔جس کے لئے
يَّشَآءُ۔چاہے
وَيَقْدِرُ۔اور تنگ کرتا ہے
وَفَرِحُوْا۔اور خوش ہوئے وہ
بِالْحَيٰوةِ۔زندگی
الدُّنْيَا۔دنیا پر
وَمَا۔اور نہیں ہے
الْحَيٰوةُ۔زندگی
الدُّنْيَا۔دنیا کی
فِي الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے مقابلہ میں
اِلَّا۔مگر
مَتَاعٌ۔معمولی سامان
اِنَّمَا۔سوائے اس کے نہیں
الَّذِيْنَ۔وہ جو
وَلَا۔اور نہیں
يَصِلُوْنَ۔ملاتے ہیں
بِهٖٓ۔اس کے متعلق
رَبَّهُمْ۔اپنے رب سے
الْحِسَابِ۔حساب کا
يَتَذَكَّرُ۔نصیحت لیتے ہیں
يُوْفُوْنَ۔پورا کرتے ہیں
يَنْقُضُوْنَ۔توڑتے
مَآ۔اس چیز کو کہ
اَنْ۔یہ کہ
وَ يَخَافُوْنَ ۔ اور خوف
وَالَّذِيْنَ۔اور وہ جنہوں نے
رَبِّهِمْ۔اپنے رب کے
وَ اَنْفَقُوْا ۔ اور خرچ کیا

MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

''اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ۔ تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے''۔

یعنی اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔

''كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى۔ وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے''۔

ایسا اندھا جو حق کو دیکھ ہی نہیں سکتا اور اسی وجہ میں وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتا۔

''اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ نصیحت تو وہی مانتا ہے جسے عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں''۔

اور اسے اپنا رب مان کر اس کی ربوبیت کی شہادت دیتے ہیں اور اس کے حکم سے منحرف نہیں ہوتے۔

''وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ۔ اور عہد کر کے اسے نہیں توڑتے اور وہ جو جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں اور اس کے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر اور بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق نہیں کرتے۔

یا یہ معنی ہیں کہ حقوق قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں۔

سادات کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ مودت و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مدافعت اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں خادموں ہمسایوں اور سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے۔

اور شریعت محمدیہ میں ان امور کا لحاظ رکھنا ان پر عمل پیرا ہونے پر تاکید اکید آئی ہے اور اس معاملہ میں بکثرت احادیث وارد و صادر ہیں۔ (روح المعانی)

چنانچہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے: وَ مِنْ اَعْظَمِ الْمَوَاثِیْقِ عَلٰی مَا قَالَ ابْنُ الْعَرَبِیْ اَنْ لَّا یَسْاَلَ الْعَبْدُ سِوَا مَوْلَاهُ جَلَّ شَانُهٗ۔ ایفائے عہد کا بڑا درجہ یہ ہے جو شیخ ابن عربی نے فرمایا کہ بندہ کسی سے سوال نہ کرے سوا اپنے رب عزوجل کے۔

اور ابوحمزہ خراسانی رحمہ اللہ کے ایک قصہ سے اس میثاق باللہ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے آپ نے اپنے رب سے عہد کیا کہ وہ کسی سے سوا ذات احد کے سوال نہ کریں گے تو اتفاقاً آپ ایک کنوئیں میں گر گئے آپ نے ایفائے عہد میں گزرنے والوں سے قطعاً سوال نہ کیا اور کسی سے استمداد کا طالب نہ ہوا کہ کوئی انہیں کنوئیں سے نکال لے حتیٰ کہ ایک شخص آئے اور انہوں نے آپ کے سوال کے بغیر آپ کو نکالا اور آپ نے اسے دیکھا بھی نہیں کہ کون نکال رہا ہے تو آپ کو غیبی آواز آئی كَیْفَ رَاَیْتَ ثَمْرَةَ التَّوَكُّلِ۔ اے ابوحمزہ تم نے توکل کا کیسا پھل دیکھا۔

اور ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابوحمزہ رحمہ اللہ نے اس میں غلطی کی: اِنَّ التَّوَكُّلَ لَایُنَافِی الْاِسْتِغَاثَةَ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ۔ اس لئے کہ توکل میں ایسی حالت کے اندر استغاثہ منافی نہیں۔

www.waseemziyai.com

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَوْ اَنَّ اِنْسَانًا جَاعَ فَلَمْ يَسْأَلْ حَتّٰى مَاتَ دَخَلَ النَّارَ۔ جب آدمی بھوکا ہو اور کسی سے سوال نہ کرے اور مر جائے وہ جہنمی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوحمزہ کی جہالت پر لطف و کرم فرمایا کہ اسے کنوئیں سے نکلوا دیا۔

آگے فرماتے ہیں: لَا يَلِيْقُ الْاِسْتِغَاثَةُ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَى النَّحْوِ الَّذِىْ يَفْعَلُهُ النَّاسُ الْيَوْمَ مَعَ اَهْلِ الْقُبُوْرِ الَّذِيْنَ يَتَخَيَّلُوْنَ فِيْهِمْ ما يتخيلون فَاهًا ثُمَّ اهًا مِمَّا يَفْعَلُوْنَ۔

خدا کے سوا کسی غیر خدا سے استغاثہ نہیں چاہئے جیسا کہ لوگ آج اصحاب قبور کے ساتھ کیا کیا خیال کرتے ہیں افسوس افسوس ان کے ان افعال پر کہ مقابر کو سجدہ کریں اور اس سجدہ کو سجدہ تعظیمی اور کیا کیا صورت میں جائز بتائیں یا صاحب قبر سے استعانت اس نسبت سے کرتے ہیں کہ معین و ممد حقیقی یہی صاحب قبر ہے خدا چاہے یا نہ چاہے معاذ اللہ یہی سب کچھ دے سکتے ہیں جیسے کسی جاہل نے کہا۔ (روح المعانی)

اگر باب اجابت بند ہو جائے تو کیا غم ہے! کھلا رہتا ہے دروازہ معین الدین چشتی کا!

ایسے اعتقادات فاسدہ کاسدہ کو علامہ آلوسی نے شرمناک اور رذیلہ خبیثہ فرمایا۔

اور اگر مظہر عون الٰہی جان کر ارباب قبور سے استعانت کرے تو مضائقہ نہیں جیسا کہ ارشاد ہے: اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِى الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا بِاَصْحَابِ الْقُبُوْرِ۔ جب تم اپنے کاموں میں متحیر و متفکر ہو جاؤ تو اصحاب قبور کی روحانیت سے مدد لو اور یہ عقیدہ رکھو کہ یہ اللہ کے مقرب ہیں ان کے تقرب کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمارا کام درست فرمائے گا۔

''وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ۔ اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور خوف کرتے ہیں حساب کی برائی سے'' تو وہ حساب سے قبل اپنے نفس سے محاسبہ کرتے ہیں۔ (روح المعانی)

ایک قول یہ ہے کہ اَلْخَشْيَةُ اَشَدُّ الْخَوْفِ خشیت سخت ترین خوف کو کہتے ہیں۔

''وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ۔ اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور خرچ کیا ہمارے دیئے ہوئے سے چھپے اور ظاہر اور برائی کے بدلے بھلائی کی ان کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے''۔

یعنی وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا تکالیف اطاعت پر اور مصائب پر اور معصیت شعاری سے باز رہے اور اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے سے خرچ کیا پوشیدہ اس لئے کہ صدقات و خیرات اور نوافل پوشیدہ کرنا افضل ہے اور فرائض خواہ وہ زکوٰۃ ہو یا پنجگانہ عبادت اس کا ظاہری طور پر کرنا افضل ہے۔

اور يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ يَعْنِىْ يَدْفَعُوْنَ الشَّرَّ بِالْخَيْرِ وَ يُجَازُوْنَ الْاِحْسَانَ بِالْاِحْسَانِ۔ یعنی دفع کریں شر کو بھلائی سے اور ہر اساءت و برائی کو احسان سے مثلاً بدزبانی کا جواب شیریں زبانی سے اور جو ان کے کسی حق کو لے کر انہیں محروم کر دے اس پر عطا کریں جب ان پر ظلم ہو معاف کریں جب کوئی ان سے پیوند قطع کرے یہ اسے ملائیں اور جب گناہ کریں بارگاہ حق میں توبہ کریں جب ناجائز کام دیکھیں اسے جائز صورت میں بدلنے کی سعی کریں جہل دیکھیں تو اسے علم سے متبدل کریں ایذا دیکھیں تو اس پر صبر کریں ان کے لئے پچھلا گھر یعنی جنت نفع کا مقام ہے۔

''جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا۔ بسنے والے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور

www.waseemziyai.com

بیویوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر آئیں اور کہیں سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو بہتر ہے پچھلا گھر''۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ۔ ہمیشگی والا گھر جس میں ایسے نیک داخل ہوں گے اور مَنْ صَلَحَ جو نیک ہوئے اس کے باپ دادا بیوی اور اولاد سے۔ (روح المعانی)

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ جبیر بن معظم رحمہم اللہ سے راوی ہیں جب آدمی جنت میں جائے گا تو کہے گا: اَیْنَ اُمِّیْ اَیْنَ وَلَدِیْ اَیْنَ زَوْجَتِیْ۔ میری ماں، میرا بیٹا، میری بیوی کہاں ہے؟ تو اسے کہہ دیا جائے گا: لَمْ یَعْمَلُوْا مِثْلَ عَمَلِکَ انہوں نے تیرے جیسے عمل نہیں کئے تو وہ کہے گا میں نے تو عمل اپنے لئے اور ان کے لئے کئے ہیں۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھ کر تفسیر کی: مَنْ صَلَحَ مِمَّنْ اٰمَنَ۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں واضح فرما دیا کہ اَنَّ الْاَنْسَابَ لَا تَنْفَعُ اِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَهَا اَعْمَالٌ صَالِحَةٌ بَلِ الْاٰبَاءُ وَ الْاَزْوَاجُ وَ الذُّرِّیَّةُ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ۔ انساب وہاں نفع نہ دیں گے جب تک اس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں بلکہ باپ دادا بیوی اولاد بھی جنت میں نہ جائیں گے مگر اعمال صالحہ کے ساتھ۔ (روح المعانی)

علامہ واحدی رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا انہوں نے فرمایا: اَلصَّحِیْحُ مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ مِنْ ثَوَابِ الْمُطِیْعِ سُرُوْرَهٗ بِحُضُوْرِ اَهْلِهٖ مَعَهٗ فِی الْجَنَّةِ۔

اللہ تعالیٰ مطیع کے عمل کے ثواب والدین، اولاد، بیوی کو بھی ثواب عطا فرمائے گا تاکہ جنت میں جانے والے کے سرور میں کمی نہ ہو۔

اور ملائکہ ابواب جنت میں داخل ہو کر کہیں سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرما کر سنایا کہ مومن ایک موتی کے خیمہ میں ہوگا اس میں کوئی جوڑ نہ ہوگا اس کا طول ہوا میں ساٹھ میل ہوگا اس میں چار ہزار سونے کے دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر ستر ہزار ملائکہ ہوں ہر فرشتے کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ باذن الٰہی ہوگا۔

اور وہ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ سنا رہا ہوگا۔

ایک حدیث ابن جریر محمد بن ابراہیم رحمہم اللہ سے لائے فرماتے ہیں: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَ کَذَا کَانَ یَفْعَلُ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبور شہداء پر ہر سال کے شروع میں تشریف لا کر فرماتے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔ اور ایسا ہی حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے بھی کیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جو جنت میں اللہ کی مخلوق سے داخل ہوگا وہ فقراء مہاجرین ہوں گے اِلٰی آخِرِ الْحَدِیْثِ۔ (روح المعانی)

اب حسب اسلوب بیان قرآن معجز بیان جہنمیوں کا تذکرہ شروع ہے اس لئے کہ جنتیوں کے حال سے مطلع فرما دیا گیا۔

www.waseemziyai.com

''وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ۔ اور وہ جو توڑیں اللہ کا عہد پختہ کرنے کے بعد اور کاٹیں اسے جس کے جوڑنے کا حکم اللہ نے فرمایا اور زمین میں فساد پھیلائیں یہ وہ ہیں جن کے لئے لعنت اور ان کا برا گھر ہے''۔

یعنی جنہوں نے اللہ عزوجل کے حضور عہد کر کے توڑ دیا اور فساد پھیلاتے رہے ان کا برا گھر جہنم ہے۔

''اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ۔ اللہ کشادہ فرماتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگ کرتا ہے''۔

اور کافر خوش ہیں دنیا کی زندگی پر اور نہیں دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں مگر کچھ برت لینا۔

ترمذی شریف میں ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَ قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ فَقَالَ وَ مَا لِيْ وَ لِلدُّنْيَا مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَكَهَا۔

حضور آرام گزین ہوئے ایک چٹائی پر تو جب اس سے اٹھے تو پہلوئے مبارک پر اس کے نشان تھے تو ہم نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ کوئی گدا کیوں نہ بنالیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا لینا ہے یہی نا کہ جیسے گھوڑے سوار درخت کا سایہ لے کر ستائے پھر روانہ ہو جائے اور اس سایہ کو چھوڑ دے۔ یہی عرف محاورہ عربی میں متاع کا ہے یعنی چند ساعت کا برتنا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾

اور کہتے ہیں وہ جو کافر ہیں کیوں نہ اتری ان پر کوئی نشانی ان کے رب کے پاس سے فرما دیجئے بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے اسے جو اس کی طرف رجوع لائے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾

وہ جو ایمان لائے اور مطمئن ہوئے ان کے دل ذکر اللہ سے خبردار رہو اللہ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے انہیں خوشی ہے اور نیک انجام۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِیْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَیْهِمُ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَ هُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

ایسے ہی بھیجا ہم نے تمہیں اس امت میں جس سے پہلے گزر چکیں امتیں تاکہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے وحی کی تمہاری طرف اور وہ کفر کر رہے ہیں رحمٰن سے فرما دیجئے وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ

اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا کٹ جاتی زمین یا مردے باتیں کرتے (یہ پھر بھی نہ

www.waseemziyai.com

جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۳۱

مانتے) بلکہ اللہ کے ہاتھ سب کام ہے تو کیا نہ مایوس ہوئے مومن اس سے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت دے دیتا سب کو اور ہمیشہ رہیں گے وہ جو کافر ہیں پہنچتا ہے انہیں صدمہ جو وہ کرتے ہیں دھمک سے یا اترے ان کے گھروں کے نزدیک حتیٰ کہ آئے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

وَيَقُوْلُ۔ اور کہتے ہیں
اُنْزِلَ۔ اتاری گئی
قُلْ۔ کہہ
مَنْ۔ جسے
مَنْ۔ اس کو جو
وَتَطْمَئِنُّ۔ اور تسلی پاتے ہیں
اَلَا۔ خبردار
الْقُلُوْبُ۔ دل
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے
مَاٰبٍ۔ انجام
فِيْٓ اُمَّةٍ۔ اس امت میں کہ
اُمَمٌ۔ امتیں
اَوْحَيْنَآ۔ وحی کی ہم نے
بِالرَّحْمٰنِ۔ رحمان کا
لَآ اِلٰهَ۔ نہیں کوئی معبود
وَاِلَيْهِ۔ اور اسی طرف ہے
قُرْاٰنًا۔ قرآن
اَوْ۔ یا
اَوْ۔ یا
بَلْ۔ بلکہ

الَّذِيْنَ۔ وہ جو
عَلَيْهِ۔ اس پر
اِنَّ۔ بے شک
يَّشَآءُ۔ چاہے
اَنَابَ۔ رجوع کرے
قُلُوْبُهُمْ۔ ان کے دل
بِذِكْرِ۔ یاد
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو
طُوْبٰى۔ خوشی ہے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
قَدْ۔ بے شک
لِّتَتْلُوَا۔ تاکہ تو پڑھے
اِلَيْكَ۔ تیری طرف
قُلْ۔ کہہ
اِلَّا هُوَ۔ مگر وہی
مَتَابِ۔ میرا پھرنا
سُيِّرَتْ۔ چلائے جائیں
قُطِّعَتْ۔ کاٹی جائے
كُلِّمَ۔ کلام کریں
لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے ہے

كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
اٰيَةٌ۔ کوئی نشانی
اللّٰهَ۔ اللہ
وَيَهْدِيْٓ۔ اور ہدایت دیتا ہے
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو
بِذِكْرِ۔ یاد
اللّٰهِ۔ الٰہی سے
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
لَهُمْ۔ ان کے لئے
اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے تجھے
خَلَتْ۔ گزر چکیں
عَلَيْهِمُ۔ ان پر
وَهُمْ۔ اور وہ
هُوَ۔ وہ
عَلَيْهِ۔ اسی پر
وَلَوْ۔ اور اگر
بِهِ۔ اس کے ساتھ
بِهِ۔ اس کے ساتھ
بِهِ۔ اس کے ساتھ
الْاَمْرُ۔ حکم

لَوْلَآ۔ کیوں نہیں
مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اس کے رب سے
يُضِلُّ۔ گمراہ کرتا ہے
اِلَيْهِ۔ اپنی طرف
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
اللّٰهِ۔ الٰہی سے
تَطْمَئِنُّ۔ تسلی پاتے ہیں
وَعَمِلُوا۔ اور عمل کئے
وَحُسْنُ۔ اور اچھا ہے
اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے تجھے
مِنْ قَبْلِهَآ۔ اس سے پہلے
الَّذِيْ۔ وہ جو
يَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے ہیں
رَبِّيْ۔ میرا رب ہے
تَوَكَّلْتُ۔ میں نے بھروسہ کیا
اَنَّ۔ بے شک
الْجِبَالُ۔ پہاڑ
الْاَرْضُ۔ زمین
الْمَوْتٰى۔ مردے
جَمِيْعًا۔ سب

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اَفَلَمْ۔کیانہیں	یَایْئَسِ۔مایوس ہوئے	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
اَنْ۔یہ کہ	لَوْ۔اگر	یَشَآءُ۔چاہے	اللّٰہُ۔اللہ
لَھَدَی۔توہدایت دے	النَّاسَ۔لوگوں	جَمِیْعًا۔سب کو	وَلَایَزَالُ۔اور ہمیشہ رہیں گے
الَّذِیْنَ۔وہ جو	کَفَرُوْا۔کافر ہوئے	تُصِیْبُھُمْ۔پہنچے گی ان کو	بِمَا۔بدلے
صَنَعُوْا۔ان کی کمائی کے	قَارِعَۃٌ۔مصیبت	اَوْ۔یا	تَحُلُّ۔اترے
قَرِیْبًا۔قریب	مِّنْ دَارِھِمْ۔ان کے گھروں کے	حَتّٰی۔یہاں تک کہ	یَاْتِیَ۔آئے
وَعْدُ اللّٰہِ۔اللہ کا فیصلہ	اِنَّ۔بے شک	اللّٰہَ۔اللہ	لَایُخْلِفُ۔نہیں خلاف کرتا
الْمِیْعَادَ۔وعدہ			

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔سورۃ رعد۔پ ۱۳

''وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔اور کہنے لگے وہ جو کافر ہیں کیوں نہ اتری ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے فرما دیجئے اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی راہ کی اسے جو اس کی طرف رجوع کرے۔وہ جو ایمان لائے اور مطمئن ہوئے ان کے دل اللہ کی یاد سے۔خبردار رہو اللہ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں''۔

کافروں کی یہ ڈھٹائی تھی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیات ومعجزات بکثرت دیکھنے کے باوجود بھی کہتے رہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری۔باآں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اتنے ان کے مشاہدہ میں آچکے تھے کہ ان کی گنتی مشکل ہے درختوں نے جڑیں چھوڑ کر تعمیل حکم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے شہادت دی۔ٹوٹی ہڈیاں جڑیں نکلی ہوئی آنکھیں درست ہوئیں۔سنگریزوں نے کلمہ پڑھا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔ڈوبا سورج واپس آیا۔مٹھی بھر کنکریوں سے فوج اندھی ہوئی۔

چاند شق ہو، پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں۔

بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے۔

آلوسی فرماتے ہیں: اِنَّ الْاٰیَاتِ الْبَاھِرَۃَ الْمُتَکَاثِرَۃَ الَّتِیْ اُوْتِیَھَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُؤْتَھَا نَبِیٌّ قَبْلَہٗ وَ کَفٰی بِالْقُرْاٰنِ وَ حْدَہٗ اٰیَۃً فَاِذَا جَحَدُوْنَا وَلَمْ یَعْتَدُّوْا بِھَا کَانَ ذَالِکَ مَوْضَعًا لِلتَّعَجُّبِ وَالْاِنْکَارِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے گنتی نشانیاں من جانب اللہ عطا ہوئیں جو کسی نبی کو آپ سے پہلے نہیں دی گئیں اور قطع نظر دیگر معجزات ونشانات کے سب میں بڑا معجزہ اور نشانیاں اتنا زبردست ہے کہ سب معجزات ایک طرف اور صرف قرآن کریم ایک طرف جس نے بڑے بڑے بلغاء خطباء ادباء ناظم ناثر اور شعراء کو کھلا چیلنج کر دیا اور آج تک بدستور وہ چلا آرہا ہے کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ اور اس معارضہ کے مطالبہ پر اعلان عام کہ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا۔

لیکن اس وقت کے تمام بلغاء وفصحاء دبے لچے رہے اور آج چودہ سو برس کے قریب زمانہ گزر گیا اور اب تک کسی کو جرأت مقابلہ نہ ہوسکی۔اس پر ان کے سردار عبداللہ بن امیہ اور فصحاء مکہ کا یہ کہنا کہ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ غایت درجہ کا مکابرہ

www.waseemziyai.com

اور انتہاء درجہ کا عناد ہی ہے۔

اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ عز اسمہ کا یہ جواب بالکل صحیح ہے کہ اے محبوب فرما دیجئے اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور وہ ہدایت پر نہیں آ سکتا اور اسے مادرزاد اندھے کی طرح یہی کہنے کی سوجھتی ہے کہ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ۔

اور جو ہدایت یافتہ ہے وہ وہی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا اور ایمان لا کر اللہ عزوجل کے ذکر کے ساتھ اپنے دل کو مطمئن کر لیا اور ذکر الٰہی عزوجل سے جو دلوں کو چین اور اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ہو سکتا۔

اور ذکر الٰہی عزوجل اس کی رحمت و فضل کو یاد کر کے ہی ہوتا ہے۔

اس کے احسان و کرم کو پیش نظر رکھ کر بھی ہوتا ہے۔

حضور سید یوم النشور کی تشریف آوری اور ذکر مہبط وحی بھی ذکر اللہ عزوجل ہے اس سے طمانیت حاصل ہوتی ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا کو پڑھنے سے طمانیت قلب ہوتی ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔ بھی ذکر الٰہی عزوجل ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ بھی ذکر الٰہی عزوجل ہے۔ اس پر غور کرنے اور سمجھنے سے بھی طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

اگرچہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس کے عدل اور عقاب کو دیکھ کر دل خائف ہو جاتے ہیں با آنکہ وہ بھی ذکر الٰہی عزوجل ہے لیکن جہاں آیہ کریمہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ پڑھیں وہاں اس کی جباری قہاری کی شان پیش نظر رکھ کر دلوں میں خوف پیدا کر کے آگے وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا پڑھ کر بھی وہی اطمینان قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کی شان رحمت پیش نظر رکھ کر وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اور قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ جب پڑھیں گے تو اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ہی غالب رہے گا اس لئے کہ یہ مواعید تمام کے تمام يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ کے ساتھ ہیں۔ اور يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ کے بعد ذکر الٰہی عزوجل خواہ مواعید عذاب کے ساتھ ہو یا بشارات ثواب کے ماتحت سب سے اطمینان قلب ہی حاصل ہوتا ہے۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ کا نام لے کر قسم اٹھاتا ہے تو سننے والا اس کی قسم پر اعتبار ہی یوں کرتا ہے کہ اسے طمانیت قلب حاصل ہو جاتی ہے۔

تفسیر خازن سے آلوسی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں: اِنَّ هٰذَا فِي الْحَلْفِ بِاللّٰهِ وَ ذَالِكَ اَنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَلَفَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى سَكَنَ قَلْبُهٗ۔

شان نزول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ حِيْنَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ

www.waseemziyai.com

هَلْ تَدْرُوْنَ مَا مَعْنٰی ذَالِکَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ اَحَبَّ اَصْحَابِیْ۔

جب آیہ کریمہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تمہیں معلوم ہے اس آیہ کریمہ کے کیا معنی ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے فرمایا جو اللہ، اس کے رسول اور میرے صحابہ سے محبت رکھے وہ مطمئن القلوب ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت مولا شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَ ذَاکَ مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ اَحَبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ صَادِقًا غَیْرَ کَاذِبٍ وَاَحَبَّ الْمُؤْمِنِیْنَ شَاهِدًا وَّ غَائِبًا۔

یہ اس کی صفت ہے جس کا دل مطمئن ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور میرے اہل بیت کو سچے دل سے محبوب رکھے جھوٹی دکھاوے کی محبت نہ ہو اور مسلمان مومنین کو حاضر و غائب محبوب رکھے۔

وَ ذَکَرَ الْاِمَامُ فِیْ بَیَانِ اطْمِیْنَانِ الْقَلْبِ بِذِکْرِهٖ تَعَالٰی وُجُوْهًا۔

فَقَالَ اِنَّ الْمَوْجُوْدَاتِ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ۔

مَوَثِّرٌ لَّا یَتَاَثَّرُ وَ مُتَاَثِّرٌ لَا یُؤَثِّرُ وَ مَوْجُوْدٌ یُؤَثِّرُ وَ یَتَاَثَّرُ۔

فَالْاَوَّلُ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ الثَّانِیْ هُوَ الْجِسْمُ فَاِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ خَاصِیَّةٌ اِلَّا الْقُبُوْلُ لِلْاٰثَارِ الْمُتَنَافِیَةِ وَالصِّفَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ وَ الثَّالِثُ الْمَوْجُوْدَاتُ الرُّوْحَانِیَّةُ فَاِنَّهَا اِذَا تَوَجَّهَتْ اِلَی الْحَضْرَةِ الْاِلٰهِیَّةِ صَارَتْ قَابِلَةً لِّلْاٰثَارِ الْفَائِضَةِ عَلَیْهَا مِنْهَا وَ اِذَا تَوَجَّهَتْ اِلٰی اَعْلَامِ الْاَجْسَامِ اشْتَاقَتْ اِلَی التَّصَرُّفِ فِیْهَا لِاَنَّ عَالَمَ الْاَرْوَاحِ مُدَبِّرٌ لِعَالَمِ الْاَجْسَامِ۔

موجودات تین اقسام پر ہے۔

مؤثر لا یتاثر۔ وہ صرف واجب الوجود باری تعالیٰ عزاسمہ کی ذات ہے۔

متاثر لا یوثر۔ وہ جسم ہے کہ اس میں اثرات متنافیہ کے قبول کرنے کے سوا اس میں کوئی خاصیت نہیں ہے۔ اسی وجہ میں اس کی صفات بھی مختلف ہوتی ہے۔

یوثر یتاثر۔ وہ موجودات روحانیہ ہیں کہ جب الوہیت کی طرف متوجہ ہوتی ہیں تو اثرات فائضہ قبول کرتی ہیں۔

اور جب وہ اعلام اجسام کی طرف آتی ہیں تو اس پر تصرف کرتی ہیں اس لئے کہ ارواح مدبر اجسام ہیں۔

تو قلب انسان جب اجسام کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور قلق و اضطراب بڑھ جاتا ہے اور اس کا میلان اجسام پر مستولی ہونے کی طرف ہوتا ہے اور اس میں تصرف کرنا چاہتا ہے۔

اور جب وہ متوجہ ہوتا ہے مطالعۂ تجلیات الٰہیہ کی طرف تو اس میں انوار صمدیت پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ ساکن اور مطمئن ہو جاتا ہے۔

''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ۔ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے طوبیٰ ہے اور نیک انجام''۔

www.waseemziyai.com

نیک عمل ایمان کے ساتھ مستوجب طوبیٰ ہے۔اس کی تصریح میں ۱۴ قول ہیں:

۱- قِيْلَ مَصْدَرٌ مِنْ طَابَ كَبُشْرٰى وَ زُلْفٰى وَ الْوَاوُ مُنْقَلِبَةٌ مِّنَ الْيَاءِ۔ یہ مصدر ہے طاب سے جیسے بشریٰ اور زُلفیٰ یہاں واو یاء سے بدلا ہے۔ یہ دعا کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

۲- ابوالحسن رحمہ اللہ طوبیٰ طیبۃ کی جمع ہے جیسے کیسہ کی جگہ کوسیٰ بھی کہتے ہیں۔

۳- ابن جریر رحمہ اللہ وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اس کے معنی فرح اور آنکھ کی ٹھنڈک کے ہیں۔

۴- ضحاک رحمہ اللہ اس کے معنی غبطہ کے لیتے ہیں۔

۵- قتادہ رحمہ اللہ حُسْنٰى لَهُمْ اس کا ترجمہ فرماتے ہیں یعنی نیک انجام یا جنت۔

۶- ایک قول ہے اَصَابُوْا خَيْرًا بھلائی کو پہنچنے کے معنی مراد ہیں۔

۷- نخعی رحمہ اللہ کے نزدیک خَيْرٌ كَثِيْرٌ لَّهُمْ۔ بہت سی بھلائیاں ان کے لئے۔

۸- اور ایک قول انہیں سے ہے کہ كَرَامَةً لَّهُمْ۔ عزت ان کے لئے۔

۹- سمیط بن عجلان رحمہ اللہ کے نزدیک دَوَامُ الْخَيْرِ لَهُمْ۔ ہمیشہ بھلائیاں ان کے لئے۔

۱۰- اور بقول اس کے معنی میں عیش طیب ان کے لئے۔

۱۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن جریر رحمہ اللہ سے ہے: اِنَّ طُوْبٰى اِسْمٌ لِّلْجَنَّةِ بِالْحَبْشِيَّةِ وَ قِيْلَ بِالْهِنْدِيَّةِ۔ طوبیٰ جنت کا نام ہے لغت حبشی اور ہندی میں۔

۱۲- قرطبی کہتے ہیں: اَلصَّحِيْحُ اَنَّهَا عَلَمٌ لِشَجَرٍ فِي الْجَنَّةِ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ جنت کے ایک درخت کا نام ہے۔

۱۳- احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، بیہقی رحمہم اللہ سے راوی ہے کہ طوبیٰ بعث ونشر کے لئے عام ہے۔

۱۴- سہیل وغیرہ اور عتبہ بن عبد رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ حضور! صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں پھل بھی ہوں گے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبیٰ کہتے ہیں وہ وسط جنت میں ہے۔

بدوی نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زمین میں اس جیسا کوئی درخت ہے؟

فرمایا کوئی درخت زمین میں اس کے مشابہ نہیں لیکن کیا تو شام کی طرف گیا ہے؟

عرض کیا نہیں۔

فرمایا وہاں ایک درخت ہے جو جوزہ کے نام سے مشہور ہے وہ ایک تنہ سے اگتا ہے اور اوپر جا کر پھیلتا ہے۔

عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ کتنا عریض وطویل ہے؟

فرمایا اس کی ایک ڈالی کہ اونٹ کا سوار گزرے تو وہ مر جائے لیکن ڈالی ختم نہ ہو۔

عرض کی حضور! صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں انگور ہیں فرمایا ہاں۔

وَحُسْنُ مَاٰبٍ۔ تو خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ طُوْبٰى لَهُمْ فرما کر اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ انہیں راحت دوامی ہے۔ نعمت حشر ونشر سے متمتع ہوں گے خوشحالی کا انہیں مژدہ ہے ان کی شان رحمت دیکھ کر دوسرے غبطہ کریں گے۔ یعنی رشک اور حسد نہیں

www.waseemziyai.com

اس لئے کہ یہ جنت میں معدوم ہے البتہ غبطہ جس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کی نعمت جیسی نعمت کی آرزو دل میں پیدا ہوگی حسد اور رشک میں یہی فرق ہے کہ حسد یہ ہے کہ اس کی نعمت زائل ہو جائے اور اسے مل جائے یہ مذموم بات ہے۔

اور زبان حبشی کے لحاظ سے انہیں جنت ہے۔ طوبیٰ جنت کا وہ درخت ہے جس کا سایہ ہر جنت میں جائے اور یہ درخت جنت عدن میں ہوگا۔ طوبیٰ وہ درخت ہے جس کی جڑ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایوان عالی میں ہوگی اور اس کی شاخیں ہر قصر میں جنت کے ہوں گی اس درخت میں سوا کالے رنگ کے تمام خوشگوار رنگ ہوں گے اس ایک درخت میں انواع و اقسام کے پھل ہوں گے اس کی جڑ سے کافور اور سلسبیل کی نہریں رواں ہیں۔

''كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ۔ ایسے ہی ہم نے آپ کو ایسی امت میں مبعوث فرمایا جس سے پہلے گزر چکیں بہت سی امتیں کہ آپ انہیں پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی اور وہ کفر کرتے ہیں رحمٰن کے ساتھ''۔

یعنی اے محبوب ہم نے آپ کی امت سب سے پچھلی امت بنائی اور آپ خاتم النبیین سید المرسلین ہیں آپ کی رسالت کا شکوہ آپ کی نبوت کی شان سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی! سب سے اعلیٰ و بالا ہمارا نبی!
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی! چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی!

اور یہ اس لئے کہ تاج خاتمیت سے آپ کو نوازا گیا تا کہ آپ ہی انہیں احکام سنائیں اور بتا دیں کہ اب آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں آپ ہی خاتم انبیاء آخر انبیاء افضل انبیاء اور اشرف انبیاء ہیں۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے جسے قتادہ اور مقاتل رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ مُشْرِكِيْ مَكَّةَ لَمَّا رَاَوْا كِتَابَ الصُّلْحِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَ قَدْ كَتَبَ فِيْهِ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو مَا نَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ اِلَّا مُسَيْلَمَةَ وَ قِيْلَ سَمِعَ اَبُوْجَهْلٍ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ فَقَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا يَنْهَانَا عَنْ عِبَادَةِ الْاٰلِهَةِ وَ هُوَ يَدْعُو اِلٰهَيْنِ فَنَزَلَتْ۔

یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لئے آیا اور صلح نامہ لکھنا طے پایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ لکھو آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا کفار نے اس پر جھگڑا کیا اور بولے ہمارے دستور کے مطابق لکھوائیں ہم رحمٰن کو نہیں جانتے وہ مسیلمہ تھا اور بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھواؤ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا وہ کفار تو رحمٰن کے منکر ہیں لیکن آپ جو ہم وحی کریں اسے سناتے رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اللہ یا رحمٰن فرمایا تو ابوجہل کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تو متعدد خداؤں کی پوجا سے منع کرتے ہیں اور خود دو خدا پوج رہے ہیں یعنی ایک اللہ اور دوسرا رحمٰن تو اس کا اب جواب فرمایا۔

''قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فرما دیجئے وہی میرا رب ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا مگر وہی ایک ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے''۔

یعنی وہ رحمٰن جس کے تم منکر ہو وہی میرا رب ہے وہی میرا خالق اور میرے تمام امور کا مختار اس کے سوا کوئی مستحق

www.waseemziyai.com

عبادت نہیں میرا ہر معاملہ اس کے سپرد ہے اور میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع ہوں۔

''وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ۔ اور اگر ایسا قرآن ہوتا جس کے سبب پہاڑ ٹل جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردے باتیں کرنے لگتے (تو پھر بھی یہ کافر نہ مانتے) بلکہ ہر کام اللہ کے ہی اختیار میں ہے''۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر وغیرہ شعبی رحمہم اللہ سے راوی ہیں:

قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتَ نَبِيًّا كَمَا تَزْعَمُ فَبَاعِدْ جَبَلَ مَكَّةَ اَخْشَبَا هٰذَيْنِ مَسِيْرَةَ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ اَوْ خَمْسَةً فَاِنَّهَا ضَيِّقَةٌ حَتّٰى نَزْرَعَ فِيْهَا وَ نَرْعٰى وَ ابْعَثْ لَنَا اٰبَاءَ نَا مِنَ الْمَوْتٰى حَتّٰى يُكَلِّمُوْنَا وَ يُخْبِرُوْنَا اَنَّكَ نَبِيٌّ اَوْ اَحْمِلْنَا اِلَى الشَّامِ اَوْ اِلَى الْيَمَنِ اَوْ اِلَى الْحِيْرَةِ حَتّٰى نَذْهَبَ وَ نَجِيْءَ فِيْ لَيْلَةٍ كَمَا زَعَمْتَ اَنَّكَ فَعَلْتَهٗ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

کفار قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ اپنی نبوت ہم سے تسلیم کرانا چاہتے ہیں تو آپ قرآن کریم پڑھ کر مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیجئے تا کہ ہمیں کھیتیاں کرنے کے لئے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کر دیجئے تا کہ ہم کھیتوں اور باغوں کو ان سے سیراب کر لیں اور قصی بن کلاب سے لے کر ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے تا کہ وہ ہم سے کہیں کہ آپ نبی ہیں اور شام و یمن و حیرتک میدان کر دیجئے تا کہ ہم آئیں جائیں۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا کہ یہ حیلے بہانے کرنے والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں اللہ رب العزت انہیں جانتا ہے اور ہر کام اسی کے ماتحت ہے۔

''اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا۔ تو کیا مایوس نہ ہوئے وہ جو ایمان لائے کہ اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا''۔

يَايْئَسِ۔ کے معنی میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے چند معنی بیان فرمائے ہیں:

اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا - يَعْنِيْ اَفَلَمْ يَعْلَمُوْا - بِلُغَةِ هَوَازِنَ۔ کیا نہیں جانتے مسلمان۔

دوسرا قول یہ ہے: وَالظَّاهِرُ اَنَّ اسْتِعْمَالَ الْيَاْسِ فِيْ ذَالِكَ حَقِيْقَةٌ۔ یاس ناامیدی ہے ظاہر معنی میں۔

تیسرا قول یہ ہے: وَ يَشْهَدُ لِاِرَادَةِ الْعِلْمِ هٰهُنَا قِرَاءَةِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ عِكْرِمَةَ وَ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ وَالْجُحْدَرِيِّ وَ اَبِيْ يَزِيْدَ الْمَدَنِيِّ وَ جَمَاعَةٍ اَفَلَمْ يَتَبَيَّنْ۔ کیا نہیں ظاہر ہوا۔ یعنی يَيْئَسْ کے معنی ظہور علم کے ہیں۔

چوتھا قول ہے: اَيْ اُغْفُلُوْا عَنْ كَوْنِ الْاَمْرِ جَمِيْعِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَفَلَمْ يَعْلَمُوْا۔ یعنی وہ غافل ہیں اس سے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں نہیں جانتے۔

كَاَنَّهٗ قِيْلَ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَوْشَاءَ هِدَايَتَهُمْ لَهَدَاهُمْ وَاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ لَمْ يَشَاْ ذَالِكَ۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ کیا نہیں جانتے کہ اللہ اگر چاہتا تو سب ہدایت پا جاتے مگر اللہ کی مشیت نہیں۔ اس کی تصریح میں فرماتے ہیں:

وَ ذَالِكَ لِمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْكُفَّارَ لَمَّا سَاَلُوْا وَدَّ الْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ يُّظْهِرَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِيَجْتَمِعُوْا عَلَى الْاِيْمَانِ۔

www.waseemziyai.com

یہ واقعہ یوں ہے کہ جب کفار مکہ نے پہاڑ ہٹنے، مردوں کے بولنے کا مطالبہ کیا تو صحابہ نے دل میں چاہا کہ اللہ تعالیٰ جب قادر ہے اور یقیناً قادر ہے تو ایسا اگر ہو جائے تو اچھا ہے تا کہ سب ایک طریقہ پر مل جل کر رہیں اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

پانچواں قول یہ ہے: وَ الْیَاسُ بِمَعْنَی الْقُنُوْطِ کَمَا ھُوَ الشَّائِعُ فِیْ مَعْنَاہُ اَیْ اَلَمْ یَعْلَمِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حَالَھُمْ ھٰذِہٖ فَلَمْ یَقْنَطُوْا مِنْ اِیْمَانِھِمْ حَتّٰی وَ دُّوْا ظُھُوْرَ مُقْتَرِحَاتِھِمْ۔

یاس بمعنی قنوط ہے گویا یہ معنی ہیں کیا مومن نہیں جانتے ان کے حال کو تو مایوس نہ ہوئے ان کے ایمان سے اور ان کے مطالبات کے پورا ہونے کی پرواہ نہ کریں جسے ہم ہدایت دینا چاہیں گے وہ ان مطالبات کے پورا ہوئے بغیر بھی ایمان لائے گا۔

اور اگر اسلام لانے کے لئے منکروں کے مطالبات ہی پورے کرنے ضروری ہوں تو ان کے مطالبات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

''وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ اور ہمیشہ رہیں گے کافر کہ ان کے کئے پر انہیں ضرب لگتی رہے گی یا وہ ضرب اور دھمک ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی حتیٰ کہ آجائے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ کا وعدہ خلاف نہ ہوگا۔

یعنی یہ مشرک اپنے عناد وحسد کی وجہ سے ہمیشہ انواع واقسام کے حوادث ومصائب کا شکار ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ وعدہ حق آجائے یعنی قیامت قائم ہو۔

اس کے بعد آئندہ رکوع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایسے لایعنی سوالات آپ سے پہلے بھی یہ سرکش کرتے رہے ہیں اور ہم نے کچھ دن انہیں مہلت دے کر عذاب میں مبتلا کر دیا۔

ایسے ہی ان کا حشر ہوگا کہیں شکست پائیں گے کہیں قتل ہوں گے کہیں قید وبند میں مبتلا کئے جائیں گے اور ان کے باطل معبود ان کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾	اور بے شک ہنسی کی گئی رسولوں سے تم سے پہلے تو میں نے مہلت دی انہیں جو کافر تھے پھر پکڑا انہیں تو کیسا تھا میرا عذاب۔
اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾	تو کیا وہ جو قائم ہے ہر جان پر کہ اس کے اعمال کیسے ہیں اور کیا انہوں نے اللہ کا شریک فرما دیجئے ان کا نام لو یا بتاتے ہو اسے وہ جو نہیں اس کے علم میں زمین بھر میں یا یوں ہی اوپری باتیں کرتے ہو بلکہ اچھا لگا کافروں کی نظر میں ان کا فریب اور روکے گئے راہ سے اور جسے گمراہ کر دے اللہ تو نہیں اس کا کوئی ہادی۔

www.waseemziyai.com

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

ان کے لئے عذاب ہے دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے زیادہ سخت ہے اور نہیں ان کا اللہ سے کوئی بچانے والا۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۡ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

مثال اس جنت کی جس کا تقویٰ والے وعدہ دیئے گئے ہیں رواں ہیں اس کے نیچے نہریں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ۔ یہ ہے انجام ان کا جو پرہیزگار ہیں اور انجام کافروں کا آگ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾

اور وہ جنہیں دی ہم نے کتاب وہ خوش ہیں اس سے جو تم پر اترا اور ان کی جماعت میں وہ بھی ہیں جو انکار کرتے ہیں بعض کا۔ فرما دیجئے مجھے حکم ہے کہ میں پوجوں اللہ کو اور نہ شرک کروں اس کے ساتھ اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا پھرنا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

اور ایسے ہی نازل کیا ہم نے فیصلہ عربی زبان میں اس کی طرف (اور اے سننے والے) اگر پیروی کی تو نے ان کی خواہشوں کی بعد اس کے کہ آ گیا تیرے پاس علم تو نہیں تیرا اللہ کے مقابل کوئی حمایتی نہ بچانے والا۔

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

وَلَقَدِ - اور بے شک
اسْتُهْزِئَ - ٹھٹھا کیا گیا
بِرُسُلٍ - رسولوں سے
مِّنْ قَبْلِكَ - تجھ سے پہلے
فَاَمْلَيْتُ - تو مہلت دی میں نے
لِلَّذِيْنَ - ان کو جو
كَفَرُوْا - کافر تھے
ثُمَّ - پھر
اَخَذْتُهُمْ - میں نے ان کو پکڑا
فَكَيْفَ - سو کیسا
كَانَ - ہوا
عِقَابِ - میرا عذاب
اَفَمَنْ - کیا جو
هُوَ - وہ
قَآئِمٌ - قائم ہے
عَلٰى - اوپر
كُلِّ - ہر
نَفْسٍ - جان کے
بِمَا - جو کچھ
كَسَبَتْ - اس نے کمایا
وَجَعَلُوْا - اور بنائے انہوں نے
لِلّٰهِ - اللہ کے لئے
شُرَكَآءَ - شریک
قُلْ - کہہ
سَمُّوْهُمْ - نام لو ان کا
اَمْ - یا
تُنَبِّئُوْنَهٗ - خبر دیتے ہو تم اس کو
بِمَا - جو
لَا يَعْلَمُ - نہیں جانتا
فِي الْاَرْضِ - زمین میں
اَمْ - یا
بِظَاهِرٍ - اوپر کی
مِّنَ الْقَوْلِ - بات کہتے ہو
بَلْ - بلکہ
زُيِّنَ - زینت دی گئی
لِلَّذِيْنَ - ان کو جو
كَفَرُوْا - کافر ہوئے
مَكْرُهُمْ - ان کی تدبیر
وَصُدُّوْا - اور روک دیئے

www.waseemziyai.com

24

گئے وہ — عَنِ السَّبِيْلِ۔ راستے سے — وَمَنْ۔ اور جسے — يُّضْلِلِ۔ گمراہ کرے
اللّٰهُ۔ اللہ — فَمَا۔ تو نہیں ہے — لَهٗ۔ اس کے لئے — مِنْ هَادٍ۔ کوئی ہادی
لَهُمْ۔ ان کے لئے — عَذَابٌ۔ عذاب ہے — فِي الْحَيٰوةِ۔ زندگی — الدُّنْيَا۔ دنیا میں
وَلَعَذَابُ۔ اور عذاب — الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا — اَشَقُّ۔ بہت سخت ہے — وَمَا۔ اور نہیں
لَهُمْ۔ ان کے لئے — مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے — مِنْ وَّاقٍ۔ کوئی بچانے والا — مَثَلُ۔ مثال
الْجَنَّةِ۔ جنت کی — الَّتِيْ۔ جو — وُعِدَ۔ وعدہ دیئے گئے ہیں — الْمُتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار
تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں — مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے — الْاَنْهٰرُ۔ نہریں — اُكُلُهَا۔ اس کے پھل
دَآئِمٌ۔ ہمیشہ ہیں — وَّظِلُّهَا۔ اور اس کے سائے — تِلْكَ۔ یہ ہے — عُقْبَى۔ انجام
الَّذِيْنَ۔ ان کا — اتَّقَوْا۔ جو پرہیزگار رہیں — وَّعُقْبَى۔ اور انجام — الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کا
النَّارُ۔ آگ ہے — وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ جو — اٰتَيْنٰهُمُ۔ دی ہم نے ان کو — الْكِتٰبَ۔ کتاب
يَفْرَحُوْنَ۔ خوش ہیں — بِمَآ۔ اس سے جو — اُنْزِلَ۔ اتاری گئی — اِلَيْكَ۔ تیری طرف
وَمِنَ الْاَحْزَابِ۔ اور لشکروں سے — مَنْ۔ وہ بھی ہے جو — يُّنْكِرُ۔ انکار کرتا ہے
بَعْضَهٗ۔ اس کے بعض کا — قُلْ۔ کہہ — اِنَّمَآ۔ سوائے اس کے نہیں — اُمِرْتُ۔ میں حکم دیا گیا ہوں
اَنْ۔ یہ کہ — اَعْبُدَ۔ عبادت کروں میں — اللّٰهَ۔ اللہ کی — وَلَآ۔ اور نہ
اُشْرِكَ۔ شرک کروں میں — بِهٖ۔ اس کے ساتھ — اِلَيْهِ۔ اسی کی طرف — اَدْعُوْا۔ میں بلاتا ہوں
وَاِلَيْهِ۔ اور اسی کی طرف — مَاٰبِ۔ پھرنا ہے — وَكَذٰلِكَ۔ اور اسی طرح — اَنْزَلْنٰهُ۔ ہم نے اسے اتارا
حُكْمًا۔ حکم — عَرَبِيًّا۔ عربی زبان میں — وَلَئِنِ۔ اور اگر — اتَّبَعْتَ۔ تو پیروی کرے
اَهْوَآءَهُمْ۔ ان کی خواہشوں کی — بَعْدَ۔ بعد — مَا۔ اس کے جو — جَآءَكَ۔ آیا تیرے پاس
مِنَ الْعِلْمِ۔ علم — مَالَكَ۔ نہیں ہے تیرے لئے — مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے — مِنْ وَّلِيٍّ۔ کوئی حمایتی
وَّلَا۔ اور نہ — وَاقٍ۔ کوئی بچانے والا

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

''وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ۔ اور بے شک ہنسی کی گئی رسولوں سے آپ سے پہلے تو ہم نے کچھ مہلت دی کافروں کو پھر انہیں پکڑا تو کیسا تھا ہمارا عذاب تو کیا وہ جو قائم ہے ہر جان پر اس کے عمل کی نگہداشت پر اور وہ اللہ کے شریک کرتے ہیں۔ فرما دیجئے ان کے نام لو یا بتاتے ہو اسے وہ جو اس کے علم میں زمین پر ہی نہیں یا یوں ہی اوپری بات بناتے ہو بلکہ اچھا نظر آیا کافروں کو ان کا فریب اور راہ سے روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں''۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے اور فرمایا ہے یہ عاند حاسد، جاہل کفار جو آپ کے احکام پر استہزاء کر رہے ہیں یہ ان کی نئی بات نہیں یہ آپ سے پہلے انبیاء کرام کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے رہے ہیں اور اس سے آپ رنجیدہ اور غمگین نہ ہوں کیونکہ ہادیوں کے ساتھ ایسے واقعات پیش آیا ہی کرتے ہیں اور ہماری طرف سے ان کے

www.waseemziyai.com

اس استہزاء پر مہلت ملتی رہی۔

فَاَمْلَيْتُ۔ يَعْنِیْ اَیْ تَرَكْتُهُمْ مَلَاوَةً مِّنَ الزَّمَانِ كَمَا يُمْلٰى لِلْبَهِيْمَةِ فِی الْمَرْعٰى۔ ہم انہیں کچھ دن ڈھیل دیتے ہیں جیسے جانور کو اس کی چراگاہ میں رسی ڈھیلی کر دی جاتی ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمَعْنٰى اَنَّ ذَالِكَ لَيْسَ مُخْتَصًّا بِكَ بَلْ هُوَ اَمْرٌ مُطَّرِدٌ قَدْ فَعَلَ بِرُسُلٍ جَلِيْلَةٍ كَثِيْرَةٍ كَائِنَةٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْهَلْتُ الَّذِيْنَ فَعَلُوْهُ بِهِمْ۔ اس کے معنی ہوئے کہ اے محبوب مشرکین کی یہ استہزاء آپ کے ساتھ ہی مختص نہیں ہے بلکہ یہ ان کی عادت اور پرانی عادت ہے انہوں نے آپ سے قبل اولوالعزم انبیاء کے ساتھ بھی ایسے تمسخر کئے تو جب بھی ہم نے ان جانوروں کی رسی ڈھیلی کی اور کچھ دن انہیں مہلت دی جب یہ باز ہی نہ آئے تو پھر ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ پھر انہیں پکڑا کہ دنیا میں ہی قحط، قتل، قید میں مبتلا کئے گئے اور آخرت کا عذاب جہنم علیحدہ ہے۔

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ۔ فرمانے سے مراد تعجیب ہے تاکہ سننے والا سمجھ سکے کہ عذاب الٰہی عزوجل زبردست ہے پھر اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ کے معنی ہیں: رَقِيْبٌ مُهَيْمِنٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ كَائِنَةٍ مَّا كَانَتْ بِمَا كَسَبَتْ فَعَلَتْ مِنْ خَيْرٍ اَوْ شَرٍّ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَیْءٌ۔ یعنی وہ ذات قائم ہے ہر جان پر جو ہو چکی یا ہوگی اس کے ہر فعل خیر و شر پر کہ اس سے کچھ مخفی نہیں۔ یہ ہمزہ استفہام انکاری کا ہے یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس ذات ذوالجلال سے کچھ مخفی نہیں ہے۔ جیسے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ میں یا اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ یا جیسے اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ۔ وغیرہ میں استفہام انکاری ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ۔ یہ جملہ مستانفہ ہے یعنی یہ سمجھتے ہوئے بھی یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں۔

اے محبوب! آپ فرمائیں سَمُّوْهُمْ۔ تم ان کے نام تو لے کر بتاؤ اور ثابت کرو کہ یہ نفع و ضرر کے مجاز و مختار ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ تم ایسے ناموں کی خبر دے رہے ہو جنہیں زمین بھر میں کوئی نہیں جانتا کہ یہ مستحق عبادت ہیں۔ اس لئے کہ علم اس کا ہر شے کو محیط ہے اور اس سے ماوراء باطل محض ہے۔

اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ۔ یہ محض تمہاری زبانی باتیں ہیں جیسے زنگی کا نام کافور رکھ لیا جائے۔

ضحاک و قتادہ رحمہم اللہ کہتے ہیں: اِنَّ الظَّاهِرَ مِنَ ظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ الْبَاطِلِ مِنْهُ۔ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ کے معنی باطل اور لغو بات ہے۔

جبائی کہتے ہیں: اِنَّ الْمُرَادَ مِنْ ظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ظَاهِرُ كِتَابٍ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ سَمّٰى بِهِ الْاَصْنَامَ اٰلِهَةً حَقِيْقَةً – بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ۔ سے مراد ظاہر کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور ان کا نام بت فرمایا۔

''بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ۔ بلکہ اچھا نظر آیا کافروں کی نظر میں ان کا مکر و فریب اور وہ راہ سے روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں انہیں عذاب ہے دنیا کی زندگی میں اور بے شک عذاب آخرت سخت تر ہے اور انہیں اس سے یعنی اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں''۔

یعنی جو کافروں نے اپنے دل سے باتیں گھڑلی ہیں وہ انہیں کے لئے وبال ہیں اور انہیں رشد و ہدایت سے اور سیدھی راہ سے روک رہا ہے صد عربی محاورہ میں روکنے کے معنی دیتا ہے اور جو گمراہ شدہ ہو اس کا کوئی ہادی نہیں ہو سکتا ان کے لئے دنیا میں

www.waseemziyai.com

عذاب یہ ہے کہ وہ قتل وقید ہوں یا اور مصائب میں مبتلا رہیں۔ اور عذاب آخرت تو دوامی ہے اور وہ شدید ترین ہے اور ان کے لئے اس عذاب الٰہی عزوجل سے بچانے والا کوئی نہیں وَاقٍ کے معنی محافظ کے ہیں یعنی مَا لَهُمْ مِنْ وَّاقٍ وَ حَافِظٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ آگے ارشاد ہے:

''مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ۔ مثل اس جنت کی جس کا وعدہ پرہیزگاروں کے لئے ہے اس کے نیچے رواں ہیں نہریں اس کے میوے ہمیشہ اس کا سایہ دوامی یہ انجام ہے ان کا جو پرہیزگار ہیں اور انجام کافروں کا آگ ہے''۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ۔ اس کے معنی ہیں اَیْ نَعْتُهَا وَ صِفَتُهَا یعنی جنت کی تعریف اور صفت كَمَا اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ اَبُو الشَّیْخِ عَنْ عِكْرِمَةَ فَهُوَ عَلٰی مَا فِی الْبَحْرِ مِنْ مَثَّلْتَ الشَّیْءَ اِذَا وَصَفْتَهٗ وَ قَرَّبْتَهٗ لِلْفَهْمِ۔ یعنی ایسے طریق سے کسی شے کی صفت بیان کرنا جو افہام عامہ کے قریب ہو وہاں مثل بولتے ہیں۔

ابوعلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مثل کی تفسیر صفت سے کرنا پختہ اور سیدھی تفسیر نہیں ہے وَاِنَّمَا مَعْنَاهُ التَّشْبِیْهُ اس کے صحیح معنی تشبیہ کے ہیں۔

بعض محققین کہتے ہیں مثل تین معانی میں مستعمل ہے:

اصل لغت کے لحاظ سے بمعنی تشبیہ کے ہے۔

یا بمعنی قول کے ہے۔

یا بمعنی صفت عجیبہ۔

وہ جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے جو کفر و معاصی سے بچے رہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس جنت کے نیچے نہریں رواں ہیں اُكُلُهَا دَآئِمٌ اس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو کھائی جائیں وہ ہمیشہ ہوں گی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے پھل کبھی منقطع نہ ہوں گے۔

تیسرا قول یہ ہے جسے ابراہیم تیمی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی ماکولات کی لذتیں دائمی ہوں گی بھوک میں نہ پڑیں اور شکم سیری میں نہ کم ہوں۔ اور اس کا سایہ کبھی نہ گھٹے جیسے موسم خزاں میں پتے جھڑ جاتے ہیں وہاں خزاں کو دخل ہی نہیں۔

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۪ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ۔ یہ انجام ہے پرہیزگاروں کا اور وہ انجام کافروں کا کہ ان کے لئے آگ ہے۔

''وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ۔ اور جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس پر خوش ہیں جو (اے محبوب) آپ پر اترا اور ان میں ایک جماعت ہے کہ وہ اس کے بعض سے منکر ہے''۔

ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیہ کریمہ اہل کتاب کے مومنین مثل عبداللہ بن سلام اور کعب احبار اور ان کی مثل علماء یہود کے حق میں اتری اس میں حبشہ اور نجران کے نصاریٰ کے مومنین بھی شامل ہیں اور وہ جماعت جو اس کے بعض پر ایمان لاتی ہے اور بعض سے کفر کرتی ہے وہ یہود و نصاریٰ کے مشرکین ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں اندھے ہیں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائیاں بھی کیں۔

ابن جریر قتادہ رحمہ اللہ سے راوی ہیں کہ اس سے مراد بنو امیہ، بنو مغیرہ ہیں اور اسی طرح کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے۔

www.waseemziyai.com

''قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ۔ فرما دیجئے مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے''۔

یعنی مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں عقلاً ونقلاً اسی کی اطاعت وعبادت کروں اس لئے کہ ہر شے میں اس کی قدرت کے دلائل موجود ہیں اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا خلاف عقل ہے۔

وَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَّهٗ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اس لئے میں تمہیں بھی اسی کی طرف بلاتا ہوں اور میں بھی آخر اسی کی طرف لوٹوں گا۔

''وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ۔ اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا اور (اے سننے والے) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو وہ اللہ سے تیری حمایت نہ کر سکے گا اور کوئی تیرا حمایتی نہ ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا''۔

یعنی جس طرح انبیاء سابقہ پر ان کی زبانوں میں احکام نازل ہوئے اسی طرح ہم نے یہ قرآن کریم (اے محبوب) آپ پر آپ کی زبان میں اتارا۔ قرآن کریم کو یہاں حُكْمًا عَرَبِيًّا اس لئے کہا گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی توحید اور اس کے دین کی طرف دعوت اور تمام احکام حلال وحرام کا بیان مفصل ہے۔

بعض کا قول ہے کہ چونکہ تمام مخلوق پر اس قرآن کریم کو قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم فرمایا گیا اس لئے اس کا نام حکم رکھا گیا۔

اور چونکہ کفار ہر ایک کو اپنی طرف بلانے پر کوشاں تھے تو فرمایا وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ یعنی اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشات لاغیہ طاغیہ کا اتباع کرے گا تو تیرا آخرت میں کوئی حمایتی اور بچانے والا نہ ہوگا۔

آئندہ رکوع کا شان نزول یہ ہے:

کافروں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی عیب نہ ملا تو یہ عیب لگایا کہ وہ نکاح کرتے ہیں اگر یہ نبی ہوتے تو دنیا ترک کر دیتے بیوی بچوں سے واسطہ ہی نہ رکھتے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اس میں بتایا گیا کہ بیوی بچے ہونا منافی نبوت نہیں ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے بھی بیوی بچے تھے اور تمہارے بڑے انہیں نبی مانتے تھے۔ یہ اعتراض تمہارا محض حسد وعناد کے ماتحت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾	اور بے شک بھیجے ہم نے رسول تم سے پہلے اور کیں ہم نے ان کے لئے بیویاں اور بچے اور نہیں تھا کسی رسول کا یہ کام کہ لائے کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے ہر وقت لکھا ہوا ہے۔
يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚۖ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾	مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور قائم کرتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔

www.waseemziyai.com

وَ اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾

اور اگر ہم دکھا دیں تجھے بعض وہ جس کا ہم وعدہ دیتے ہیں یا بلا لیں ہم تمہیں تو بہر حال تم پر تو پہنچانا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم لاتے ہیں زمین کو گھٹاتے ہیں اسے اس کے کناروں سے اور اللہ حکم دیتا ہے نہیں پیچھے رہنے والا اس کا حکم اور وہ حساب جلدی لینے والا ہے۔

وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَ سَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

اور فریب کر چکے ہیں ان سے پہلے تو اللہ کے لئے ہیں سب خفیہ تدبیریں جانتا ہے جو کماتی ہے کوئی جان اور عن قریب جان لیں گے کافر کس کے لئے ہے آخر گھر۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

اور کہتے ہیں وہ جو کافر ہیں نہیں تم رسول فرما دیجئے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان اور وہ جس کے پاس ہے علم کتاب کا۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ رعد - پ ۱۳

وَلَقَدْ۔اور بے شک	اَرْسَلْنَا۔بھیجے ہم نے	رُسُلًا۔رسول	مِّنْ قَبْلِكَ۔تجھ سے پہلے
وَجَعَلْنَا۔اور بنائے ہم نے	لَهُمْ۔ان کے لئے	اَزْوَاجًا۔بیوی	وَّذُرِّيَّةً۔اور بچے
وَمَا۔اور نہیں	كَانَ۔ہے	لِرَسُوْلٍ۔واسطے کسی رسول کے	اَنْ۔یہ کہ
يَّاْتِيَ۔لائے	بِاٰيَةٍ۔کوئی نشانی	اِلَّا۔مگر	بِاِذْنِ۔حکم
اللّٰهِ۔الٰہی سے	لِكُلِّ۔واسطے ہر	اَجَلٍ۔وقت کے	كِتَابٌ۔تحریر ہے
يَمْحُوا۔مٹاتا ہے	اللّٰهُ۔اللہ	مَا يَشَآءُ۔جو چاہے	وَيُثْبِتُ۔اور ثابت رکھتا ہے
وَعِنْدَهٗ۔اور اس کے پاس ہے	اُمُّ۔بنیاد	الْكِتٰبِ۔کتاب کی	وَاِنْ مَّا۔اور اگر
نُرِيَنَّكَ۔دکھائیں ہم تجھ کو	بَعْضَ۔بعض	الَّذِيْ۔وہ عذاب	نَعِدُهُمْ۔جو ہم وعدہ دیتے
ہیں ان کو	اَوْ۔یا	نَتَوَفَّيَنَّكَ۔تجھے فوت کرلیں	فَاِنَّمَا۔تو سوائے اس کے نہیں
عَلَيْكَ۔تیرے ذمہ ہے	الْبَلٰغُ۔پہنچانا	وَعَلَيْنَا۔اور ہم پر ہے	الْحِسَابُ۔حساب
اَوَلَمْ۔کیا نہیں	يَرَوْا۔دیکھا انہوں نے کہ	اَنَّا۔ہم	نَاْتِي۔آتے ہیں
الْاَرْضَ۔زمین کو	نَنْقُصُهَا۔کم کرتے ہیں ہم اس کو		مِنْ اَطْرَافِهَا۔اس کے
کناروں سے	وَاللّٰهُ۔اور اللہ	يَحْكُمُ۔حکم دیتا ہے	لَا مُعَقِّبَ۔نہیں کوئی پیچھا
کرنے والا	لِحُكْمِهٖ۔اس کے حکم کا	وَهُوَ۔اور وہ ہے	سَرِيْعُ۔جلدی

www.waseemziyai.com

الْحِسَابِ۔حساب لینے والا وَقَدْ۔اور بے شک مَكَرَ۔فریب کیا الَّذِيْنَ۔ان لوگوں نے
مِنْ قَبْلِهِمْ۔جوان سے پہلے تھے فَلِلّٰهِ۔تو اللہ کے لئے ہے الْمَكْرُ۔تدبیر
جَمِيْعًا۔ساری يَعْلَمُ۔جانتا ہے مَا تَكْسِبُ۔جو کماتا ہے كُلُّ۔ہر
نَفْسٍ۔جی وَسَيَعْلَمُ۔اور جلدی جانیں گے الْكُفّٰرُ۔کافر
لِمَنْ۔کہ کس کے لئے ہے عُقْبَى۔آخر الدَّارِ۔گھر وَيَقُوْلُ۔اور کہتے ہیں
الَّذِيْنَ۔وہ جو كَفَرُوْا۔کافر ہوئے لَسْتَ۔نہیں تو مُرْسَلًا۔رسول
قُلْ۔فرمادیجئے كَفٰى۔کافی ہے بِاللّٰهِ۔اللہ شَهِيْدًا۔گواہ
بَيْنِيْ۔درمیان میرے وَبَيْنَكُمْ۔اور درمیان تمہارے وَمَنْ۔اور وہ عِنْدَهٗ۔جس کے پاس ہے
عِلْمُ۔علم الْكِتٰبِ۔کتاب کا

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع -سورۃ رعد- پ ۱۳

''وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً۔اور بے شک بھیجے ہم نے رسول پہلے اور کئے ہم نے ان کے لئے بیوی بچے اور کسی رسول کا کام نہیں کہ لائے کوئی نشان مگر اللہ کے حکم سے ہر ایک وقت کتاب میں ہے۔اللہ مٹاتا ہے جو چاہے اور قائم رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے''۔

اس آیہ کریمہ میں یہود کے اس حاسدانہ قول کا رد ہے جو انہوں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر کہا تھا جیسے کلبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ۔

یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا تھا اور کہا تھا: مَا نَرٰى لِهٰذَا الرَّجُلِ هِمَّةً اِلَّا النِّسَاءُ وَالنِّكَاحُ وَلَوْ كَانَ نَبِيًّا كَمَا زَعَمَ لَشَغَلَهُ اَمْرُ النُّبُوَّةِ عَنِ النِّسَاءِ۔یعنی انہیں عورتوں سے نکاح کی طرف شوق ہے۔اگر یہ نبی ہوتے تو نبوت کے مراتب والے کو عورتوں سے کیا تعلق ہوتا۔

اس کا رد فرمایا گیا کہ ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو رسول آئے سب کی بیویاں اور اولادیں تھیں تو اسی طرح ہم نے ان کے لئے بیوی اور اولاد کی اس لئے کہ اَلتَّزَوُّجُ لَا يُنَافِي النُّبُوَّةَ۔تزوج عقد منافی نبوت نہیں اور پہلے بہت سے رسولوں میں تو بیویاں کافی مقدار میں تھیں۔

ذُكِرَ اَنَّهٗ كَانَ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلٰثُمِائَةِ اِمْرَاةٍ مَّهْرِيَّةٍ وَ سَبْعُمِائَةِ سَرِيَّةٍ۔حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیوی اور سات سو لونڈیاں تھیں۔

وَ اِنَّهٗ كَانَ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِائَةُ اِمْرَأَةٍ۔اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں۔

تو ان کا یہ اعتراض حاسدانہ جاہلانہ ہی ہے۔پھر باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیل ونہار کی یہ شان تھی کہ كَانَ يَجُوْعُ الْاَيَّامَ حَتّٰى يَشُدُّ عَلٰى بَطْنِهِ الشَّرِيْفِ الْحَجَرَ وَ مَعَ ذَا يَطُوْفُ عَلٰى جَمِيْعِ نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ۔کہ کئی کئی دن بے خورد ونوش رہتے حتیٰ کہ بطن مبارک پر پتھر باندھ لیتے اور باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج میں باری باری ایک ہی رات تشریف لے جاتے۔

www.waseemziyai.com

وَ فِیْ تَکْثِیْرِ نِسَاءِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَوَائِدُ جَمَّۃٌ۔ اور اس تکثیر نساء میں بہت سے فوائد تھے۔ جن کا تعلق مسائل شرعیہ سے ہے جو عورتوں کے ذریعہ ہی شائع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرضیت غسل و عدم فرضیت کے مسائل فرمائے۔ یہ مرد کس طرح تعلیم دے سکتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

اور مَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ میں اس امر کی تصریح فرمائی کہ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم معجزات وغیرہ بطور تماشہ دکھانے تشریف نہیں لائے مگر جہاں مشیت الٰہی عزوجل ہوئی وہاں کسی دعویٰ کی تردید میں معجزات پیش کئے۔ جیسے جادوگروں کے دعویٰ انانیت کو توڑنے اور فرعون کے ادعاء الوہیت باطل کرنے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا لے کر تشریف لائے۔ ید بیضا سے ان کی نظریں خیرہ کی گئیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یونانیوں کے دعوے کے رد کے لئے احیاء اموات ابراء اکمہ وابرص اور اندھے مادرزاد کے انکھیارہ کردینے کے معجزات لائے تاکہ ان کی انانیت ٹوٹے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بلاغت وفصاحت کے دریا امنڈ رہے تھے میدان فصاحت میں کوس لمن الملک بجانے والے تھے تو قرآن کریم کا وہ زندہ معجزہ عطا ہوا کہ قیامت تک زندہ رہے گا اور تا قیام قیامت اس کے مقابلہ میں کسی کو آنے کی تاب نہیں۔

لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ۔ یعنی ہر وقت اور مدت کے لئے حکم معین ہے جو بندوں کے لئے لکھا جا چکا ہے۔ اس لئے کہ شرائع بتمامہ بندوں کے اصلاح احوال کے لئے ہے جو مبدأ و معاد میں اس سے وابستہ ہے تو تغیر اوقات کے مطابق تغیر احوال بھی ہوتا ہے۔ جیسے مریض کے احوال کے مطابق علاج بھی متبدل ہوتا رہتا ہے۔

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ۔ کے یہ معنی ہیں کہ احکام میں بحسب اوقات بمقتضائے حکمت جو اللہ تعالیٰ منسوخ فرماتا ہے۔

وَ یُثْبِتُ۔ اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور منسوخ نہیں کرتا۔

اس آیہ کریمہ میں اٹھارہ اقوال ہیں:

۱- پہلا تو بیان ہو چکا۔

۲- دوسرا قول عکرمہ رحمہ اللہ کا ہے: یَمْحُوْا بِالتَّوْبَۃِ جَمِیْعَ الذُّنُوْبِ وَ یُثْبِتُ بَدْلَ ذَالِکَ حَسَنَاتٍ کَمَا قَالَ تَعَالٰی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ۔ توبہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ محو فرما کر حسنات اس کی جگہ لکھ دیتا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ مذکورہ میں فرمایا کہ جو توبہ کرے اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگے تو ان کے تمام گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جاتے ہیں۔

۳- تیسرا قول ابن جریر رحمہ اللہ سے ہے: یَغْفِرُ مَا یَشَاءُ مِنْ ذُنُوْبِ عِبَادِہٖ وَ یَتْرُکُ مَا یَشَاءُ فَلَا یَغْفِرُہٗ گناہوں میں سے جتنے بندے کے گناہ اللہ چاہے بخش دیتا ہے اور جتنے چاہے نہیں بخشتا۔

۴- چوتھا قول یہ ہے: یَمْحُوْا مَا یَشَاءُ مِمَّنْ حَانَ اَجَلُہٗ وَ یُثْبِتُ مَا یَشَاءُ مِمَّنْ لَّمْ یَاْتِ اَجَلُہٗ۔ جس کی معافی کا وقت آجائے وہ بخش دیتا ہے اور جس کی معافی کا وقت نہ ہوا ہو اسے وہ ثابت رکھتا ہے۔

۵- پانچواں قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے: یَمْحُوا مَا یَشَاءُ مِنَ الْقُرُوْنِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ وَ يُثْبِتُ مَا يَشَاءُ مِنْهَا لِقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ۔

گزشتہ قوموں سے جو چاہے مکا دے جیسے فرمایا ہے کہ بہت سے ہلاک کر دیں ہم نے تم سے پہلے جماعتیں اور قائم رکھیں جو ہم نے چاہیں جیسا کہ ارشاد ہے پھر پیدا کرتے ہیں ہم اس کے بعد دوسری جماعت۔

۶- چھٹا قول ربیع رحمہ اللہ کی طرف سے ہے: هٰذَا فِي الْاَرْوَاحِ حَالَةُ النَّوْمِ يَقْبِضُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ فَمَنْ اَرَادَ مَوْتَهٗ فَجَاءَ ةً اَمْسَكَ رُوْحَهٗ فَلَمْ يُرْسِلْهَا وَ مَنْ اَرَادَ بَقَائِهٖ اَرْسَلَ رُوْحَهٗ بَيَانُهٗ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا۔

یہ آیت ارواح کے معاملہ میں ہے جو اللہ تعالیٰ سونے والے کی روح قبض فرماتا ہے تو جس کے ساتھ موت کا اچانک ارادہ فرمالے کہ اس کی روح روک لیتا ہے اور جس کی قبض نہ کرنی ہو تو اسے واپس فرما دیتا ہے جیسا کہ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا میں فرمایا۔

۷- ساتواں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور ضحاک رحمہ اللہ بھی اس میں متفق ہے: يَمْحُوا مِنْ دِيْوَانِ الْحَفَظَةِ مَا لَيْسَ مِنْ حَسَنَةٍ وَّ لَا سَيِّئَةٍ لِاَنَّهُمْ مَامُوْرُوْنَ بِكِتَابِ كُلِّ قَوْلٍ وَّ فِعْلٍ وَ يُثْبِتُ مَا هُوَ حَسَنَةٌ اَوْ سَيِّئَةٌ۔

دفتر حفظ سے مٹا دیتے ہیں اسے جو نہ نیکی ہو نہ گناہ اس لئے کہ حفظہ مامور ہیں ہر قول اور فعل کے لکھنے پر اور قائم رکھتے ہیں ہر نیکی بدی کو۔

۸- آٹھواں قول یہ ہے کہ بعض مخلوق سے مٹا دیتے ہیں اور بعض سے حیوانات ونباتات واشجار وصفات واحوال کو قائم رکھتے ہیں۔

۹- نواں قول یہ ہے کہ دنیا میں مٹا دیتے ہیں اور آخرت میں ثابت رکھتے ہیں۔

۱۰- دسواں قول حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہے یہ وہ فرق ہے جو مدت حیات بنی آدم میں لیلۃ القدر کو لکھا جاتا ہے۔

۱۱- گیارہواں قول یہ ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو مرنے والوں کی مدت دفتر احیاء سے مٹا دی جاتی ہے اور دفتر اموات میں ان کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں۔

۱۲- بارہواں قول سدی رحمہ اللہ کا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ چاند کو مٹاتا ہے اور سورج کو ثابت فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً۔

۱۳- تیرہواں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے امور عبادت کو جسے چاہے مٹائے اور ثابت رکھے مگر سعادت اور شقاوت اور مقررہ مدتیں یہ محو نہیں ہوتیں۔

۱۴- چودھواں قول مرفوع ہے ابن مردویہ رحمہ اللہ سے: یہ حکم رزق اور زندگی اور سعادت وشقاوت کے لئے ہے اور اسی وجہ میں صحابہ اور تابعین بارگاہ متعال میں تضرع کے ساتھ عرض پیرا ہوتے ہیں کہ انہیں سعداء کی جماعت میں کرے۔

۱۵- پندرہواں ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف میں۔ اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ مَا دَعَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا وُسِّعَ عَلَيْهِ فِيْ مَعِيْشَتِهٖ۔ فرماتے ہیں یہ دعا جو بندہ مانگے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی معاش میں وسعت دیتا ہے۔ دعا یہ ہے:

www.waseemziyai.com

يَا ذَاالْمَنّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيْهِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا ذَاالطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ظَهْرَ اللَّاجِيْنَ وَ جَارَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَ مَامَنَ الْخَائِفِيْنَ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ عِنْدَكَ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ شَقِيًّا فَامْحُ عَنْ اِسْمِ الشَّقَاوَةِ وَاثْبُتْنِيْ عِنْدَكَ سَعِيْدًا وَ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ عِنْدَكَ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ مَحْرُوْمًا مُقْتِرًا عَلٰى رِزْقِيْ فَامْحُ حِرْمَانِيْ وَ يَسِّرْ رِزْقِيْ وَ اثْبُتْنِيْ عِنْدَكَ سَعِيْدًا مُوَفَّقًا لِّلْخَيْرِ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ فِيْ كِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ يَمْحُوااللّٰهُ مَايَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ۔

اے احسان کرنے والے جس پر احسان نہیں کیا جاتا اے بزرگی اور عزت کے مالک اے فراخی والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پناہ لینے والوں کا مددگار ہے اور پناہ کے طالبوں کی پناہ ہے اور ڈرنے والوں کے امن کی جگہ اگر تو نے مجھے اپنے پاس لوح محفوظ میں بد بخت لکھا ہے تو مجھ سے بدبختی کا نام مٹا دے اور مجھے اپنے پاس نیک بخت ثابت کر اور اگر تو نے مجھے اپنے پاس لوح محفوظ میں محروم اور تنگدست لکھا ہے تو محرومی کو مٹا دے اور میرا رزق آسان کر اور مجھے اپنے پاس نیک بخت اور بھلائی کی توفیق والا ثابت کر کہ تو نے کہا ہے اپنی اس کتاب میں جو تو نے اتاری ہے مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس ہے لوح محفوظ۔

۱۶- سولہواں قول یہ ہے:

وَ اَخْرَجَ عَبْدُ بْنِ حُمَيْدٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ وَ هُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ۔ عبد بن حمید وغیرہ نے روایت کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے وقت یہ دعا پڑھ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَ عَلَيَّ شَقْوَةً اَوْ ذَنْبًا فَامْحُهٗ وَ اجْعَلْهُ سَعَادَةً وَّ مَغْفِرَةً فَاِنَّكَ تَمْحُوْا مَا تَشَاءُ وَ تُثْبِتُ وَ عِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ۔

اے اللہ اگر تو نے مجھ پر بدبختی یا کوئی گناہ لکھا ہے تو اسے مٹا دے اور بنا دے اس کو نیک بختی اور بخش کہ تو مٹاتا ہے جو چاہے اور ثابت رکھتا ہے اور تیرے پاس لوح محفوظ ہے۔

۱۷- سترہواں قول ابن جریر شفیق ابی وائل سے ہے کہ وہ کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا اَشْقِيَاءَ فَامْحُنَا وَ اكْتُبْنَا سُعَدَاءَ وَ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَاءَ فَاَثْبِتْنَا فَاِنَّكَ تَمْحُوْا مَا تَشَاءُ وَ تُثْبِتُ۔

اے اللہ اگر تو نے ہمیں بد بخت لکھا ہے تو ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیک بخت لکھ اور اگر تو نے ہمیں نیک بخت لکھا ہے تو ہمیں ثابت رکھ کہ تو مٹاتا ہے جو چاہے اور ثابت رکھتا ہے۔

۱۸- اٹھارہواں قول ابن سعد وغیرہ کلبی رحمہ اللہ سے ہے کہ وہ یوں دعا کرتے تھے:

يَمْحُوا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الرِّزْقِ وَ يَزِيْدُ فِيْهِ وَ يَمْحُوْا مِنَ الْاَعْجَلِ وَ يَزِيْدُ فِيْهِ – فَقِيْلَ لَهٗ مَنْ حَدَّثَكَ بِهٰذَا فَقَالَ اَبُوْصَالِحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رِئَابِ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اللہ مٹاتا ہے رزق اور زیادہ کرتا ہے اس میں اور مٹاتا ہے مدت اور زیادہ کرتا ہے اس میں۔

آپ سے کہا گیا یہ آپ کو کس نے بتایا فرمایا ابوصالح نے جابر بن عبداللہ بن رباب انصاری رضی اللہ عنہم سے انہوں نے

www.waseemziyai.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں جو علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں نقل فرمائے ہیں بخیال طوالت وہ نہیں لکھے گئے مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيهِ۔

''وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ۔ اور اس کے پاس ام الکتاب ہے''۔ اس کے متعلق

عبدالرزاق اور ابن جریر رضی اللہ عنہما کعب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: وَ الْمَشْهُوْرُ اَنَّهَا اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ قَالُوْا وَ هُوَ اَصْلُ الْكِتَابِ اِذْ مَا مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الذَّاهِبِ وَالثَّابِتِ اِلَّا وَ هُوَ مَكْتُوْبٌ فِيْهِ كَمَا هُوَ۔

مشہور قول یہی ہے کہ ام الکتاب لوح محفوظ ہے اس لئے وہی اصل کتاب ہے اس لئے کہ کوئی شے آنے جانے والی نہیں مگر جیسی وہ ہے وہ لکھی ہے اس میں۔

''وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ۔ اور اگر ہم تمہیں دکھا دیں بعض وہ جس کا ہم نے تم سے وعدہ کیا ہے یا اٹھا لیں تمہیں۔ تو بہر حال تم پر تو پہنچانا ہے اور ہم پر حساب لینا''۔

یعنی وہ عذاب جس کا تمہیں وعدہ ہے اس میں سے کچھ تمہیں دکھا دیں یا تمہیں وفات دے کر ہم تمہیں اپنے پاس اٹھا لیں تو بھی اے محبوب آپ کا کام حکم پہنچانا ہی ہے اور حساب تو ہمیں ہی لینا ہے۔

''اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں اور اللہ جو حکم دیتا ہے اس کو پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں اور وہ حساب سرعت سے لینے والا ہے''۔

یعنی ہم شرک کی زمین کو اس کی وسعت میں دمبدم کم کر رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کفار کے گرد و پیش کی اراضی یکے بعد دیگرے فتح ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لشکر کو فتح مند کر کے ان کے دین کو غلبہ دیتا ہے اور اس کا حکم نافذ ہے کسی کو یہ مجال نہیں کہ اس کے حکم کو پیچھے ڈال سکے اور کوئی اس کے فرمان میں تبدل و تغیر نہیں کر سکتا۔

''وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ اور بے شک مکر کیا انہوں نے جو ان سے اگلے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک اللہ ہی ہے جانتا ہے جو کچھ ان کی جان کمائے اور عنقریب جان لیں گے کافر کہ کسے ملتا ہے پچھلا گھر اور کافر کہتے ہیں آپ رسول نہیں فرما دیجئے اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جس کے پاس ہے علم کتاب کا''۔

یعنی ان مشرکین سے قبل بھی بہت سے مشرک مکر کر چکے ہیں یعنی خفیہ تدابیر اسلام کے خلاف سب ہی کر چکے ہیں لیکن انہیں کیا یہ معلوم نہیں کہ بغیر مشیت الٰہی عزوجل کسی کی کچھ چل ہی نہیں سکتی۔ پھر جب حقیقت میں مشیت الٰہی عزوجل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا تو مخلوق کے کسی فریب یا مکر سے کیوں اندیشہ ہو اور وہ ذات قادر و قیوم ہر ایک کے کسب کی عالم ہے اور ان کمانے والوں اور کسب کرنے والوں سے وہ واقف ہی نہیں بلکہ ان کے ہر مکر کی خبر بھی اس کے یہاں مقرر ہے اور یہ منکر عنقریب جان لیں گے کہ راحت و عیش آخرت ایمان والوں کے لئے ہے اور آخرت کی ذلت اور خواری کفار کے لئے ہے۔

اور کافروں کا آپ ﷺ کی نبوت سے انکار کرنا اور کہنا لَسْتَ مُرْسَلًا یعنی آپ نبی نہیں ہیں اس کا جواب یہی کافی ہے کہ انہیں فرما دیں کہ اس معاملہ میں میرا گواہ اللہ تعالیٰ کافی ہے یا وہ جنہوں نے میرے معجزات دیکھ کر مجھ سے بیعت کی اور وہ

www.waseemziyai.com

میری نبوت کے گواہ ہیں اور وہ گواہ ہیں جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

قتادہ عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ وغیرہ فرماتے ہیں: كَانَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ بِالْحَقِّ اہل کتاب میں ایک جماعت شہادت حق دیتی تھی۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُرَادَ بِذَالِكَ عَبْدُاللّٰهِ ان سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔

وَ يَعْرِفُوْنَهٗ مِنْهُمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَالْجَارُوْدُ وَ تَمِيْمُنِ الدَّارِىُ وَ سَلْمَانُ الْفَارِسِىُ۔ اور دوسری روایت میں عبداللہ بن سلام، جارود، تمیم داری، سلمان فارسی کا نام بتایا۔

اور ان عالموں میں صرف یہود کے علماء ہی مراد نہیں ہیں بلکہ علماء توریت احبار اور علماء انجیل رہبان دونوں ہی وہ تھے جنہوں نے توریت وانجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناعت ومناقب پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق فرمائی۔

تمت سورۃ الرعد

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْم

مَكِّيَّةٌ وَهِىَ اثْنَتَانِ وَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ابراہیم مکی ہے اس کی باون آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾

یہ کتاب ہے کہ نازل کی ہم نے تمہاری طرف تا کہ تم نکالو لوگوں کو اندھیریوں سے نور کی طرف ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا اور سب خوبیوں والا ہے۔

اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ﴿۲﴾

وہ اللہ کہ اس کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور خرابی ہے کافروں کے لئے عذاب شدید سے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾

جنہیں پیاری ہے حیوٰۃ دنیا آخرت پر اور روکتے ہیں راستے سے اللہ کے اور چاہتے ہیں اس میں کجی یہ گمراہی میں ہیں دور کی۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِىْ

اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان میں کہ وہ انہیں ظاہر کرے تو گمراہ کرے اللہ جسے چاہے اور

www.waseemziyai.com

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴
ہدایت کرے جسے چاہے اور وہ عزت وحکمت والا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵
اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر کہ نکال اپنی قوم کو ظلمتوں سے نور کی طرف اور یاد دلا انہیں اللہ کے دن بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر والے شکر گزار کے لئے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶
اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم کو یاد کرو نعمتیں اللہ کی جو تم پر کیں جب اس نے نجات دی تمہیں آل فرعون سے تکلیف دیتا تھا تمہیں برے عذاب سے اور ذبح کرتا تھا تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتا تھا تمہاری بیٹیاں اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑا امتحان ہوا۔

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

الٓرٰ۔
كِتٰبٌ۔ یہ کتاب ہے
اَنْزَلْنٰهُ۔ اتارا ہم نے اس کو
اِلَيْكَ۔ تیری طرف
لِتُخْرِجَ۔ تا کہ نکالے تو
النَّاسَ۔ لوگوں کو
مِنَ الظُّلُمٰتِ۔ اندھیریوں سے
اِلَى۔ طرف
النُّوْرِ۔ روشنی کی
بِاِذْنِ۔ ساتھ حکم
رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے
اِلَى۔ طرف
صِرَاطِ۔ راستے
الْعَزِيْزِ۔ غالب
الْحَمِيْدِ۔ تعریف کئے گئے کی
اللّٰهِ الَّذِيْ۔ وہ اللہ
لَهٗ۔ جس کا ہے
مَا فِي۔ جو کچھ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے
وَمَا۔ اور جو کچھ
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں ہے
وَوَيْلٌ۔ اور خرابی ہے
لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے لئے
مِنْ عَذَابٍ۔ عذاب
شَدِيْدٍ۔ سخت سے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يَسْتَحِبُّوْنَ۔ پسند کرتے ہیں
الْحَيٰوةَ۔ زندگی
الدُّنْيَا۔ دنیا کی
عَلَى۔ اوپر
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
وَيَصُدُّوْنَ۔ اور روکتے ہیں
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ سے
وَيَبْغُوْنَهَا۔ اور چاہتے ہیں اس میں
عِوَجًا۔ کجی
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
فِيْ۔ بیچ
ضَلٰلٍ۔ گمراہی
بَعِيْدٍ۔ دور کے ہیں
وَمَآ۔ اور نہیں
اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے
مِنْ رَّسُوْلٍ۔ کوئی رسول
اِلَّا۔ مگر
بِلِسَانِ۔ زبان
قَوْمِهٖ۔ اس کی قوم میں
لِيُبَيِّنَ۔ تا کہ بیان کرے
لَهُمْ۔ ان کے لئے
فَيُضِلُّ۔ پھر گمراہ کرتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
مَنْ يَّشَآءُ۔ جسے چاہے
وَيَهْدِيْ۔ اور ہدایت دیتا ہے
مَنْ يَّشَآءُ۔ جسے چاہے
وَهُوَ۔ اور وہ
الْعَزِيْزُ۔ غالب
الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا ہے
وَلَقَدْ۔ اور بے شک
اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے
مُوْسٰى۔ موسیٰ کو
بِاٰيٰتِنَآ۔ اپنی آیتیں دے کر
اَنْ۔ یہ کہ
اَخْرِجْ۔ نکال
قَوْمَكَ۔ اپنی قوم کو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنَ الظُّلُمٰتِ۔اندھیریوں سے اِلَی۔طرف النُّوْرِ۔روشنی کی وَذَكِّرْهُمْ۔اور یاددلا ان کو
بِاَيّٰمِ۔دن اللّٰهِ۔اللہ کے اِنَّ۔بے شک فِیْ۔بیچ
ذٰلِكَ۔اس کے لَاٰيٰتٍ۔البتہ نشانیاں ہیں لِّكُلِّ۔واسطے ہرایک صَبَّارٍ۔صبر کرنے والے
شَكُوْرٍ۔شکر کرنے والے کے وَاِذْ۔اور جب قَالَ۔کہا مُوْسٰی۔موسیٰ نے
لِقَوْمِهٖ۔اپنی قوم کو اذْكُرُوْا۔یادکرو نِعْمَةَ۔احسان اللّٰهِ۔اللہ کا
عَلَيْكُمْ۔اپنے اوپر اِذْ۔جب اَنْجٰىكُمْ۔نجات دی اس نے تم کو
مِّنْ اٰلِ۔آل فِرْعَوْنَ۔فرعون سے يَسُوْمُوْنَكُمْ۔پہنچاتے تھے تم کو سُوْٓءَ۔برا
الْعَذَابِ۔عذاب وَيُذَبِّحُوْنَ۔اور ذبح کرتے تھے اَبْنَآءَكُمْ۔تمہارے بیٹوں کو
وَيَسْتَحْيُوْنَ۔اور زندہ رکھتے نِسَآءَكُمْ۔تمہاری بیٹیاں وَفِیْ ذٰلِكُمْ۔اور اس میں بَلَآءٌ۔امتحان تھا
مِّنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب (کی طرف) سے عَظِيْمٌ۔بہت بڑا

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔سورۃ ابراہیم۔پ ۱۳

''الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ۔ یہ کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف نازل کی تا کہ تم نکالو لوگوں کو اندھیریوں سے روشنی میں ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے''۔

''الٓرٰ''۔اس کے متعلق سورۃ رعد میں ہم لکھ چکے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں اَنَا اللّٰهُ الْمَلِكُ اَرٰی ترجمہ بنتا تھا یہاں اَنَا اللّٰهُ اَرٰی (میں اللہ دیکھتا ہوں) ہوگا اس لئے کہ وہاں الٓمّٓرٰ تھا۔اور یہاں الٓرٰ ہے۔

آگے فرمایا گیا یہ کتاب عظیم ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تا کہ آپ اے محبوب نکالو لوگوں کو اندھیریوں سے نور کی طرف۔ یہ کنایہ ہے اندھیریوں میں کفر وضلالت اور جہل وغوایت سے اور نور سے مراد ایمان ہے۔

پھر ظلمت کو صیغہ جمع میں لا کر ظلمات فرمایا اور نور کو مفرد ذکر کیا اس میں اس امر کی طرف ایماء واشارہ ہے کہ کفر وضلالت اور جہالت وغوایت کے راستے بہت ہیں لیکن دین حق کی راہ تو ایک صراط مستقیم ہی ہے۔آگے صراط فرما کر وہی دین اسلام مراد لیا ہے۔

''اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ اللہ وہ ہے کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور خرابی ہے کافروں کے لئے سخت عذاب سے جنہیں محبوب ہے زندگی دنیا کی آخرت پر روکتے ہیں راستے سے اللہ کے اور اس راہ میں چاہتے ہیں کجی یہ لوگ ہیں گمراہی بعید میں''۔

اللہ تعالیٰ کا ہی ملک سب کچھ ہے آسمانوں میں ہو یا زمین میں اس لئے کہ وہ سب کا خالق ومالک ہے اور اس کے بندے اور مملوک ہیں بنا برایں اس کی اطاعت وعبادت سب پر لازم ہے اور اس کے سوا کسی کی پرستاری کرنا شرک ہے اور جو شرک کرے وہ مشرک اور کافر ہے اس کے لئے خرابی وعذاب شدید ہے۔ان میں یہ مرض بھی ہے کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی دین حق قبول کرنے سے روکتے ہیں دنیا کی زندگی انہیں اتنی محبوب ہے کہ آخرت کی بھلائی پر آنا نہیں چاہتے بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں یہ لوگ گمراہ ہو کر حق سے بہت دور ہو گئے ہیں۔

www.waseemziyai.com

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اور نہیں بھیجے ہم نے رسول مگر ان کی قوم کی زبان کے ساتھ تا کہ وہ انہیں روشن اور صاف طور پر بتائیں تو گمراہ کرتا ہے اللہ جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ عزت والا اور حکمت والا ہے''۔

گویا یہ عادۃ اللہ عزوجل ہے کہ جس قوم میں رسول مبعوث کیا گیا اسے اسی قوم کی زبان میں مبعوث فرمایا گیا اگر چہ اس کی دعوت عام اور دوسری قوموں پر اور دوسرے ملکوں پر بھی اس کا اتباع لازم ہو جیسے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی بعثت تو ایک قوم میں ہوئی لیکن آپ کی رسالت تمام آدمیوں اور تمام ملکوں پر لازم ہے۔ بلکہ جنوں اور ہر مخلوق کی طرف آپ کی رسالت ہے اور آپ ﷺ سب کے نبی ہیں جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا۔

تو جس قوم میں وہ نبی تشریف لائے انہیں اسی زبان میں تبلیغ فرمائی تا کہ ان کی قوم اچھی طرح سمجھ لے اس کے بعد دوسری قوموں کو ترجموں کے ذریعے سے وہ احکام پہنچا دیئے جائیں اور ان کے معنی سمجھا دیئے جائیں۔

بعض مفسرین اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قوم کی ضمیر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر رسول کو اپنے حبیب کی زبان میں وحی فرمائی یعنی وحی ہمیشہ ہم نے عربی میں کی۔

اور اس کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے کہ وَ قِيْلَ اَلضَّمِيْرُ ''قَوْمِهٖ'' لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِنَّهٗ كَمَا اَخْرَجَ ابْنُ اُبَيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ لَمْ يُنْزَلْ وَحْيٌ اِلَّا بِالْعَرَبِيَّةِ ثُمَّ تَرْجَمَ كُلُّ نَبِيٍّ لِقَوْمِهٖ۔

وحی ہر پیغمبر پر عربی میں ہوئی اور پھر اپنی اپنی قوم کے لئے ہر نبی نے اس کی زبان میں ترجمہ کر دیا۔

(روح المعانی، اتقان، حسینی)

نوٹ

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ زبان عربی تمام زبانوں سے افضل ہے اس سے ہدایت وضلالت جو ہوئی وہ مشیت حق کے ماتحت ہوئی اور اس کی ذات والا صفات ہی عزت وحکمت والی ہے۔

''وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ۔ اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ کہ نکال اپنی قوم کو اندھیریوں سے نور میں وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اور یاد دلا انہیں اللہ کے دن بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے''۔

اس آیہ کریمہ میں سابقہ اجمال کی تفسیر ہے جو فرمایا تھا: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ تو اس آیت میں فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم میں اپنے معجزات کے ساتھ بھیجا۔

ابن جریر وغیرہ، مجاہد، عطا، عبید بن عمیر رحمہم اللہ فرماتے ہیں: اَلْاٰيَاتُ التِّسْعُ الَّتِيْ اَجْرَاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى يَدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ نو معجزات ایسے تھے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے جاری فرمائے۔ اور اس کی اصل قرآن کریم میں بھی ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ۔ ان آیات میں ید بیضا اور عصا کے ذریعہ سات آٹھ معجزات ہیں۔

جیسے عصا کی طرف سے عصا ہونے کے باوجود حَيَّةٌ تَسْعٰى کا ظہور فلق بحر نیل کا ظہور آپ کی دشمنوں سے محافظت اندھیرے میں روشن شمع ہو جانا جنگل میں پانی دینا۔ سایہ کرنا وغیرہ

www.waseemziyai.com

اور موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں بھیجا جو آپ کی قوم تھی اور حکم ہوا کہ اسے ظلمت وکفر و جہالت سے نکالو جس میں وہ مبتلا ہیں اور نور ایمان اور توحید وغیرہ اتباع شریعت کی طرف لاؤ اور انہیں ان ایام کی یاد دلاؤ جس میں ان پر احسان کئے گئے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان پر نعمتیں جو کی گئیں آسمان سے خوان اترے۔ من وسلویٰ اتارا گیا۔

اَیّٰمِ اللّٰہِ کی تفسیر میں ابن عباس اور ربیع اور مقاتل اور ابن زید فرماتے ہیں: اَلْمُرَادُ بِاَیَّامِ اللّٰہِ وَقَائِعُہٗ سُبْحَانَہٗ وَ نَقَمَاتُہٗ فِی الْاُمَمِ الْخَالِیَۃِ۔ ایام اللہ سے مراد وہ وقائع ہیں جن میں طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم وغیرہ متواتر نازل ہوئے۔

اور دوسرا قول یہ ہے: وَ مِنْ ذَالِکَ اَیَّامُ الْعَرَبِ لِحُرُوْبِھَا وَ مَلَاحِمِھَا لِیَوْمِ ذِیْ قَارٍ یَوْمِ فُجَّارٍ یَوْمِ قَضَّۃَ وَغَیْرِہٖ۔

اور تیسرا قول نسائی اور عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر ایام اللہ میں فرماتے ہیں کہ احسانات الٰہی جو بنی اسرائیل پر ہوئے وہ مراد ہیں۔

راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں ایام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دن اور معراج ہے گویا ان دونوں ایام کی یاد قائم کرنا بھی اس آیہ کریمہ کے حکم میں داخل ہے اور اس اصل کے تحت ان بزرگوں کے ایام ولادت ووفاۃ بھی آتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں علم وعرفان اور تقرب کی نازل کیں۔

جیسے حضور داتا گنج بخش حضور غوث پاک، سرکار الہند غریب نواز اجمیری، قطب عالم بختیار کعکی، محبوب الٰہی سلطان الاولیاء دہلوی، بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت علاؤ الدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ ان کی ولادت کا جشن۔ ان کی وفات کے دن عرس حد شریعت تک وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ کے تحت آتا ہے۔

پھر اسی میں محرم الحرام کا عشرہ، یوم بدر وغیرہ، رمضان المبارک سب ایام اللہ ہیں اور ان کی تذکیر منصوص باقتضاء النص واضح ہے اور آگے کی آیت میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ تذکیر بایام اللہ کی تعمیل میں ہے۔ اور اس میں بہت سی نشانیاں ہیں صابر وشکور کے لئے اور شکور عام ہے ہر قسم شکر پر۔ شکر تین قسم پر ہے اور ان تینوں اقسام پر شکور حاوی ہے۔ شکر القلب، شکر اللسان، شکر الجوارح۔ چنانچہ اب آگے ارشاد ہے:

''وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ (اور اے محبوب یاد فرمائیں) جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر ہوا جب اس نے تمہیں نجات دی فرعونیوں سے جو تم کو بری مار دیتے تھے اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تھے تمہاری بیٹیاں اور اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا''۔

یہاں ''یاد فرمایئے اے محبوب'' اس لئے بڑھایا گیا کہ اِذْ کا مقتضا اُذْکُرْ کو محذوف رکھتا ہے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَشْرُوْعٌ فِیْ بَیَانِ تَصْدِیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا اُمِرَ بِہٖ مِنَ التَّذْکِیْرِ — وَاِذْ مَنْصُوْبٌ عَلَی الْمَفْعُوْلِیَّۃِ عِنْدَ کَثِیْرٍ بِمُضْمَرٍ خُوْطِبَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ تَعْلِیْقُ الذِّکْرِ بِالْوَقْتِ مَعَ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ تَذْکِیْرُ مَا وَقَعَ فِیْہِ مِنَ الْحَوَادِثِ لِمَا مَرَّ غَیْرَ مَرَّۃٍ اَیْ اُذْکُرْ لَھُمْ وَقْتَ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

www.waseemziyai.com

خلاصہ یہ ہے کہ اس میں مخاطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ وہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام ان کے لئے یعنی کفار کے لئے یاد فرمائیں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم قبط اور بنی اسرائیل کو فرمایا: اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔

اور سوء بقول راغب رحمہ اللہ ذَهَابٌ فِيْ طَلَبِ الشَّيْءِ اور سوء مصدر ہے سَاءَ يَسُوْءُ سے جو جنس عذاب السئ کے معنی دیتا ہے۔

اور بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ میں بھی بَلَآءٌ کا ترجمہ فضل اس لئے کیا کہ قرآن کریم میں بلاء شر اور خیر دونوں معنی میں استعمال کیا گیا ہے: كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ ذَالِكَ بِاعْتِبَارِ الْمَالِ الَّذِيْ هُوَ الْاِنْجَاءُ اَوْ بِاعْتِبَارِ اَنَّ بَلَاءَ الْمُؤْمِنِ تَرْبِيَةٌ لَهٗ وَ نَفْعٌ فِي الْحَقِيْقَةِ۔

مومن پر جو بلاء آتی ہے وہ اس کی تربیت کے لئے آتی ہے اور تربیت میں تکلیف ہوتی ہے مگر اس کا مآل نجات ہی نجات ہے اور نجات فضل الٰہی ہے بنابرایں یہاں بلاء بمعنی فضل مفسرین نے تفسیر فرمائی۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝۷

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸

اور کہا موسیٰ نے اگر کافر ہو جاؤ تم اور جو زمین میں ہیں سب تو بے شک اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں والا۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۛ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹

کیا نہ آئیں تمہیں خبریں ان کی جو تم سے پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود کی۔ اور وہ جو ان کے بعد ہوئے نہیں جانتا انہیں مگر اللہ آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ تو لے گئے وہ اپنے ہاتھ اپنے منہ میں اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جس کے ساتھ تم بھیجے گئے اور ہم شک میں ہیں اس سے جس طرف تم ہمیں بلا رہے ہو وہ کھلی بات نہیں ہے۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰

کہا ان کے رسولوں نے کیا اللہ میں شک ہے جو بنانے والا آسمانوں اور زمین کا ہے بلاتا ہے تمہیں تاکہ بخش دے تمہیں گناہ تمہارے اور مؤخر کر دے تمہیں تمہاری مقررہ مدت تک عذاب سے بولے تم تو ہمارے جیسے بشر ہو تم چاہتے ہو یہ کہ ہمیں روک دو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان سے تو لاؤ کوئی روشن سند۔

www.waseemziyai.com

25

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

کہا انہیں ان کے رسولوں نے ہم نہیں مگر تم جیسے بشر لیکن اللہ احسان فرماتا ہے جس پر چاہے اپنے بندوں سے اور نہیں ہمارا کام یہ کہ ہم لائیں تمہارے پاس سند مگر اللہ کے حکم سے اور اوپر اللہ ہی کے بھروسہ کرتے ہیں مومن۔

وَ مَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور کیا ہوا ہمیں کہ نہ بھروسہ کریں ہم اللہ پر اور بے شک ہدایت دی ہمیں ہماری راہوں کی اور ہم ضرور صبر کریں گے اوپر ان اذیتوں کے جو تم ہمیں دے رہے ہو اور اوپر اللہ کے بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

وَ اِذْ۔ اور جب
تَاَذَّنَ۔ اعلان کیا
رَبُّكُمْ۔ تمہارے رب نے
لَئِنْ۔ اگر
شَكَرْتُمْ۔ تم شکر کرو
لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ تو میں تمہیں ضرور زیادہ دوں گا
وَلَئِنْ۔ اور اگر
كَفَرْتُمْ۔ تم ناشکری کرو
اِنَّ۔ تو بے شک
عَذَابِيْ۔ میرا عذاب
لَشَدِيْدٌ۔ البتہ سخت ہے
وَقَالَ۔ اور کہا
مُوْسٰى۔ موسیٰ نے
اِنْ۔ اگر
تَكْفُرُوْٓا۔ تم کفر کرو
اَنْتُمْ۔ تم
وَمَنْ۔ اور جو
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں ہیں
جَمِيْعًا۔ سب
فَاِنَّ۔ تو بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
لَغَنِيٌّ۔ بے نیاز ہے
حَمِيْدٌ۔ تعریف کیا گیا
اَلَمْ۔ کیا نہیں
يَاْتِكُمْ۔ آئی تمہارے پاس
نَبَؤُا۔ خبر
الَّذِيْنَ۔ ان کی جو
مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تم سے پہلے تھے
قَوْمِ۔ قوم
نُوْحٍ۔ نوح کی
وَّعَادٍ۔ اور عاد
وَّثَمُوْدَ۔ اور ثمود کی
وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ جو
مِنْۢ بَعْدِهِمْ۔ ان کے بعد ہوئے
لَا يَعْلَمُهُمْ۔ نہیں جانتا ان کو
اِلَّا اللّٰهُ۔ مگر اللہ
جَآءَتْهُمْ۔ آئے ان کے پاس
رُسُلُهُمْ۔ ان کے رسول
بِالْبَيِّنٰتِ۔ دلائل کے ساتھ
فَرَدُّوْٓا۔ تو لے گئے وہ
اَيْدِيَهُمْ۔ اپنے ہاتھ
فِيْٓ۔ بیچ
اَفْوَاهِهِمْ۔ اپنے مونہوں کے
وَقَالُوْٓا۔ اور بولے
اِنَّا۔ بے شک ہم نے
كَفَرْنَا۔ کفر کیا
بِمَآ۔ ساتھ اس کے جو
اُرْسِلْتُمْ۔ بھیجے گئے ہو تم
بِهٖ۔ ساتھ اس کے
وَ اِنَّا۔ اور بے شک ہم
لَفِيْ۔ البتہ بیچ
شَكٍّ۔ شک کے ہیں
مِّمَّا۔ اس سے
تَدْعُوْنَنَآ۔ جو بلاتے ہو تم
اِلَيْهِ۔ طرف اس کی
مُرِيْبٍ۔ شک کرنے والے
قَالَتْ۔ کہا
رُسُلُهُمْ۔ ان کے رسولوں نے
اَفِي۔ کیا بیچ
اللّٰهِ۔ اللہ کے
شَكٌّ۔ شک ہے
فَاطِرِ۔ جو پیدا کرنے والا ہے
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کا
يَدْعُوْكُمْ۔ وہ بلاتا ہے تم کو
لِيَغْفِرَ۔ تاکہ بخشے
لَكُمْ۔ تم کو
مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ۔ تمہارے گناہ
وَيُؤَخِّرَكُمْ۔ اور مہلت دے تم کو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اِلٰی۔طرف اَجَلٍ۔مدت مُّسَمًّی۔مقرر کی قَالُوْٓا۔بولے
اِنْ۔نہیں ہو اَنْتُمْ۔تم اِلَّا۔مگر بَشَرٌ۔آدمی
مِّثْلُنَا۔ہمارے جیسے تُرِیْدُوْنَ۔تم چاہتے ہو اَنْ۔یہ کہ تَصُدُّوْنَا۔روک دو تم ہم کو
عَمَّا۔اس چیز سے کَانَ۔جو تھے یَعْبُدُ۔عبادت کرتے اٰبَآؤُنَا۔ہمارے باپ دادا
فَاْتُوْنَا۔تو لاؤ ہمارے پاس بِسُلْطٰنٍ۔سند مُّبِیْنٍ۔کھلی قَالَتْ۔کہا
لَهُمْ۔ان کو رُسُلُهُمْ۔ان کے رسولوں نے اِنْ۔نہیں نَّحْنُ۔ہم
اِلَّا۔مگر بَشَرٌ۔آدمی مِّثْلُكُمْ۔تمہارے جیسے وَلٰكِنَّ۔اور لیکن
اللّٰهَ۔اللہ یَمُنُّ۔احسان کرتا عَلٰی۔اوپر مَنْ۔جس کے
یَّشَآءُ۔چاہے مِنْ عِبَادِهٖ۔اپنے بندوں سے وَمَا۔اور نہیں كَانَ۔ہے
لَنَآ۔ہمارے لئے اَنْ۔یہ کہ نَّاْتِیَكُمْ۔لائیں ہم تمہارے پاس
بِسُلْطٰنٍ۔سند اِلَّا۔مگر بِاِذْنِ۔ساتھ حکم اللّٰهِ۔اللہ کے
وَعَلَی۔اور اوپر اللّٰهِ۔اللہ کے فَلْیَتَوَكَّلِ۔چاہئے کہ بھروسہ کریں
الْمُؤْمِنُوْنَ۔ایمان والے وَمَا لَنَآ۔اور کیا ہے ہمیں اَلَّا۔یہ کہ نہ نَتَوَكَّلَ۔توکل کریں ہم
عَلَی۔اوپر اللّٰهِ۔اللہ کے وَقَدْ۔اور بے شک هَدٰىنَا۔ہدایت دی اس
نے ہمیں سُبُلَنَا۔ہماری راہوں کی وَلَنَصْبِرَنَّ۔اور ضرور صبر کریں گے ہم
عَلٰی۔اوپر مَآ۔اس کے جو اٰذَیْتُمُوْنَا۔تکلیف دیتے ہو تم ہمیں
وَعَلَی۔اور اوپر اللّٰهِ۔اللہ کے فَلْیَتَوَكَّلِ۔بھروسہ کریں الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔بھروسہ کرنے والے

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔سورۃ ابراہیم۔پ ۱۳

''وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ۔اور (یاد فرمائیں) جب سنا دیا تمہارے رب نے کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے''۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ۔کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں تین قول نقل فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَئِنْ شَكَرْتُمْ اَیْ لَئِنْ وَحَّدْتُّمْ وَاَطَعْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ فِی الثَّوَابِ۔لَئِنْ شَكَرْتُمْ کے یہ معنی ہیں کہ اگر تم توحید الٰہی اور اطاعت رسالت پناہی میں مضبوط ہو گئے تو تمہارا ثواب ہم زیادہ کریں گے۔

وَ عَنِ الْحَسَنِ وَ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ اِنَّ الْمَعْنٰی لَئِنْ شَكَرْتُمْ اِنْعَامِیْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ مِنْ طَاعَتِیْ۔اگر تم شکر گزار رہے تو میں اپنی عطا و انعام کو تم پر زیادہ کروں گا۔

تیسرا قول یہ ہے جسے امام فرماتے ہیں: اِنَّ حَقِیْقَةَ الشُّكْرِ الْاِعْتِرَافُ بِنِعْمَةِ الْمُنْعِمِ مَعَ تَعْظِیْمِهٖ۔حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم حقیقی کے انعام کا اعتراف ایسے کیا جائے کہ اس کی تعظیم بھی اس میں ہو۔اور مزید تفصیل فرماتے ہیں:

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

25/25

وَ بَيَانُ زِيَادَةِ النِّعَمِ بِهٖ اَنَّ النِّعَمَ مِنْهَا رُوْحَانِيَّةٌ وَ مِنْهَا جِسْمَانِيَّةٌ وَالشَّاكِرُ يَكُوْنُ اَبَدًا فِيْ مُطَالَعَةِ اَقْسَامِ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اَنْوَاعِ فَضْلِهٖ وَ كَرَمِهٖ۔ نعمت کے زیادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نعمت روحانی اور نعمت جسمانی دو صورت میں ہوتی ہے اور شکر کرنے والا ہر حال میں مطالعہ اقسام نعمت الٰہیہ میں محو رہتا ہے اور اس کے فضل و کرم پر نظر رکھتا ہے۔

وَ ذَالِكَ يُوْجِبُ تَاَكُّدَ مَحَبَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْمُحْسِنِ اِلَيْهِ بِذَالِكَ وَ مَقَامُ الْمَحَبَّةِ اَعْلٰى مَقَامَاتِ الصِّدِّيْقِيْنَ ثُمَّ قَدْيَتَرَقَّى الْعَبْدُ مِنْ تِلْكَ الْحَالَةِ اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ حُبُّهٗ لِلْمُنْعِمِ شَاغِلًا عَنِ الْاِلْتِفَاتِ اِلَى النِّعْمَةِ وَ هٰذِهٖ اَعْلٰى وَ اَعْلٰى فَثَبَتَ مِنْ هٰذَا اَنَّ الْاِشْتِغَالَ بِالشُّكْرِ يُوْجِبُ زِيَادَةَ النِّعَمِ الرُّوْحَانِيَّةِ وَ كَوْنِهٖ مُوْجِبًا لِزِيَادَةِ النِّعَمِ الْجِسْمَانِيَّةِ فَلِلْاِسْتِقْرَاءِ الدَّالِ عَلٰى اَنَّ كُلَّ مَنْ كَانَ اشْتِغَالُهٗ بِالشُّكْرِ اَكْثَرُ كَانَ وُصُوْلُ النِّعَمِ اِلَيْهِ اَكْثَرُ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ

شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور شکر کی اصل یہ ہے کہ انسان نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے۔ اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے۔

اس میں ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے فضل و کرم اور احسان کا مطالعہ و مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے شکر میں مشغول ہو جاتا ہے تو لَاَزِيْدَنَّكُمْ کی بشارت کے مطابق اس پر نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں تو پھر بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ وہ مقام اعلیٰ و بالا پر فائز ہو جاتا ہے۔

پھر اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت کا اس پر اتنا استیلاء ہو جائے کہ اس کا دل نعمتوں کی طرف ملتفت ہی نہ رہے اس مقام کو مقام صدیقی کہتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

''وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ اور کہا موسیٰ نے اگر تم کافر ہو جاؤ اور جتنے زمین میں ہیں سب کفر میں چلے جائیں تو بے شک اللہ بے پرواخوبیوں والا ہے''۔

اس رویہ سے تم ہی نقصان میں رہو گے اور اس کی نعمتوں سے محروم اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بے پرواہے کہ تم اس کے شکر گزار رہو یا کفران نعمت کرنے والے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شکر نعمت منعم واجب ہے اور نہیں تو اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ کی وعید تمہارے لئے ہے پھر عذاب دیکھ کر يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا کہنا۔ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا کہنا سب بے کار ہوگا۔ آگے ارشاد ہے:

''اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ کیا نہیں آئیں تمہارے پاس ان کی خبریں جو تم سے پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور وہ جو ان کے بعد ہوئے انہیں نہیں جانتا کوئی مگر اللہ ان کے پاس آئے ان کے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ تو وہ اپنے ہاتھ لے جاتے تھے اپنے منہ کی طرف اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو بھیجا گیا تمہارے ساتھ اور ہم اس سے شک میں ہیں جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو وہ بات ہم پر کھلنے نہیں دیتا''۔

یعنی قوم نوح اور عاد و ثمود کا ان کے رسولوں علیہم السلام کی مخالفت کی وجہ سے جو حشر ہوا کیا تمہیں اس کی خبر نہیں کہ انہوں نے معجزات دکھائے انہیں دعوت توحید دی تو وہ غصہ میں آکر شدت غیظ و غضب سے اپنے ہاتھ کاٹتے تھے۔ كَمَا قَالَ ابْنُ

www.waseemziyai.com

مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ یَعْنِیْ عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ ۔ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کتاب اللہ سن کر تعجب سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے گویا اس سے انکار کرنے کی کوئی نہ کوئی راہ اختیار کی اور صاف کہا کہ ہمارا شک آپ کی بات واضح نہیں ہونے دیتا یعنی شک اور کفر ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں۔

اس لئے کہ کفر عدم ایمان کو کہتے ہیں اسی بناء پر ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الْکُفْرَ عَدَمُ الْاِیْمَانِ مُتَعَلِّقُ الْکُفْرِ وَالشَّکِّ وَاحِدٌ۔

اور مریب کے معنی ہیں: مَوْقِعَةُ الرِّیْبَةِ کے یعنی مِنْ اَرَابَنِیْ بِمَعْنٰی اَوْقَعَنِیْ فِی الرِّیْبَةِ اَوْ ذِیْ رِیْبَةٍ مِنْ اَرَابَ صَارَ ذَارِیْبَةٍ وَ هِیَ قَلَقُ النَّفْسِ وَ عَدَمُ اطْمِیْنَانِهَا بِالشَّیْءِ۔

خلاصہ یہ کہ ریب، شک کے معنی میں مستعمل ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ۔ فرمایا ان کے رسولوں نے کیا اللہ میں شک کرتے ہو جو آسمان اور زمین بنانے والا ہے۔ تمہیں بلاتا ہے تاکہ بخش دے تمہارے گناہ اور مؤخر کردے تمہارا عذاب تمہاری اسی مقررہ زندگی تک''۔

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام نے انہیں جواب دیا کہ اللہ کی قدرت مطلقہ میں شک کر رہے ہو جس میں کوئی عقل والا شک نہیں کرسکتا اس واسطے کہ اس کے وجود کی روشن دلیل آسمان وزمین کا بنانا ہے وہ تمہیں بلاتا ہے اپنی طاعت وایمان کی طرف اور چونکہ ایمان لانے کے بعد پہلے گناہ تمام معاف ہو جاتے ہیں تو وہ تمہیں اس لئے بلاتا ہے کہ ایام شرک کے تمہارے گناہ معاف فرمادے اور تم ایمان والوں میں شمار کئے جاؤ تو اس کے جواب میں وہ بولے:

''قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ بولے تم نہیں مگر ہمارے مثل ہی بشر ہو تُرِیْدُوْنَ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے روک لو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے تو لاؤ ہمیں دکھانے کو روشن سند ہمارے پاس''۔

یعنی مشرکین نے انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی ظاہری شبیہ پر دیکھ کر کہا کہ آپ لوگ ہمارے جیسے ہی بشر ہیں تو جب آپ اور ہم ایک جیسے ہیں تو آپ کیسے نبی ہو گئے اور ہم کیوں نبی نہ بنائے گئے لہٰذا ہمارے پاس کوئی روشن دلیل لاؤ یہ ان کا کہنا محض عناد سے تھا ورنہ انبیاء کرام علیہم السلام بے گنتی معجزات وبینات لا چکے تھے اس آیہ کریمہ سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ صورت بشری میں مبعوث ہوتے ہیں مگر ان کی حقیقت صفت بشری سے بالا ہوتی ہے۔

دوسرے کسی نبی کی شان میں بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہہ دینا اتباع کفار ہے مومن انہیں صورتاً بشر مانتا ہے مگر ان کی حقیقت کو بشریت سے بالا جانتا ہے۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ ہی کو معلوم ہے تم کون ہو کیا ہو

دوسرا شعر اس سے بھی واضح تر ہے:

محمد سر وحدت ہیں کوئی رمز ان کی کیا جانے شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جانے

کسی عاشق کی طرف سے ایک اور شعر ہے:

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھئے شان محمد

www.waseemziyai.com

ہمارے آقا و مولا وہ بشر ہیں کہ جامی کہتے ہیں:

بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی
موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو جمال تو عین ذات مے نگری در تبسمی

بہرحال انبیاء کرام علیہم السلام کو مادی نگاہوں سے دیکھنے والے مشرک اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ہی کہتے رہے اور معجزات و بینات کے مشاہدہ کے باوجود فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ہی سناتے رہے۔

''قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ فرمایا انہیں ان کے رسولوں نے کہ بے شک ہم نہیں مگر بشر ہیں مثل تمہارے۔ لیکن اللہ جس پر احسان فرماتا ہے اپنے بندوں میں سے (وہ مناصب و مراتب علیا کے اعتبار سے مخلوق پر فائق ہو جاتا ہے)

اور یہ ایسا جواب تھا جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ماننے والا انکار نہیں کر سکتا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ارشاد الٰہی عزوجل ہے اور پھر انبیاء کرام علیہم السلام نے جو جواب دیا وہ ان کی شایان شان ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

''وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِیَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اور ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم لائیں تمہارے پاس کوئی سند مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں مسلمان۔ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں اور بے شک ہدایت کی ہمیں ہماری راہوں کی اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور اللہ پر بھروسہ کرنا ہی بھروسہ کرنے والوں کو چاہئے۔

اس آیہ کریمہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان سے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ کسی نبی کا معجزہ اس کے اپنے اختیار سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ بحکم الٰہی عزوجل۔ اور کوئی نبی معجزہ نہیں لاتا مگر بحکم الٰہی عزوجل اور ان سب کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ اس لئے ہدایت و ضلالت دونوں من جانب اللہ عزوجل ہوتی ہیں اور کافر جو ایذائیں انبیاء علیہم السلام کو پہنچاتے ہیں اس پر ان کا صبر کرنا ہی حق ہے اور شر اعداء کا دفع کرنا اور ان کی اذیتوں سے محفوظ رکھنا اللہ ہی کا کام ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ۙ﴿۱۳﴾	اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں سے ہم ضرور تمہیں نکال دیں گے اپنی زمین سے یا تم لوٹ آؤ ہماری ملت پر تو وحی کی انہیں ان کے رب نے ہم ضرور ہلاک کر دیں گے ظالموں کو۔
وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾	اور ضرور ہم بسائیں گے تم کو زمین میں ان کے بعد یہ اس کے لئے ہے جو ڈرے میرے حضور کھڑے ہونے سے اور ڈرے میرے عذاب کے وعدے سے۔
وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۙ﴿۱۵﴾	اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور نامراد ہوا ہر سرکش عناد والا۔
مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَیُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ۙ﴿۱۶﴾	ان کے پیچھے جہنم ہے اور پلایا جائے گا انہیں پانی پیپ کا۔

www.waseemziyai.com

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

گھونٹ لے گا اور نہیں اترے گا حلق سے اور موت آئے گی ہر طرف سے اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے عذاب گاڑھا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾

مثال ان کی جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل مثل راکھ کے ہیں کہ سخت آیا جھونکا ہوا کا آندھی کے دن نہ قبضہ کر سکے اپنی کمائی سے کچھ یہ ہے ان کی دور کی گمراہی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾

کیا نہ دیکھا تو نے کہ بے شک اللہ نے بنائے آسمان اور زمین حق کے ساتھ اگر چاہے تو لے جائے تمہیں اور لائے نئی مخلوق۔

وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

اور نہیں یہ اللہ پر کچھ دشوار۔

وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾

اور علانیہ نکلیں گے اللہ کے حضور تو جو کمزور تھے وہ کہیں گے تکبر کرنے والوں سے ہم تھے تمہارے پیرو تو کیا تم بے پروا کر سکتے ہو ہمیں عذاب الٰہی سے کچھ کہیں گے اگر ہدایت دیتا ہمیں اللہ تو ہم تمہیں ہدایت دیتے برابر ہے ہمارے اوپر بیقراری کریں یا صبر سے رہیں نہیں ہمارے لئے کوئی پناہ۔

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

وَقَالَ - اور کہا
الَّذِيْنَ - انہوں نے جو
كَفَرُوْا - کافر تھے
لِرُسُلِهِمْ - اپنے رسولوں کو
لَنُخْرِجَنَّكُمْ - ضرور نکال دیں گے ہم تم کو
مِّنْ اَرْضِنَآ - اپنی زمین سے
اَوْ - یا
لَتَعُوْدُنَّ - یقیناً لوٹو گے تم
فِيْ - بیچ
مِلَّتِنَا - ہمارے مذہب کے
فَاَوْحٰٓى - تو وحی کی
اِلَيْهِمْ - ان کی طرف
رَبُّهُمْ - ان کے رب نے
لَنُهْلِكَنَّ - ضرور ہلاک کریں گے ہم
الظّٰلِمِيْنَ - ظالموں کو
وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ - اور ضرور آباد کریں گے ہم تم کو
الْاَرْضَ - زمین میں
مِنْۢ بَعْدِهِمْ - ان کے بعد
ذٰلِكَ - یہ
لِمَنْ - اس کے لئے ہے جو
خَافَ - ڈرا
مَقَامِيْ - میرے سامنے کھڑا ہونے سے
وَخَافَ - اور ڈرا
وَعِيْدِ - میرے عذاب کے
وعدے سے
وَاسْتَفْتَحُوْا - اور فیصلہ مانگا انہوں نے
وَخَابَ - اور نامراد ہوا
كُلُّ - ہر ایک
جَبَّارٍ - سرکش
عَنِيْدٍ - ضدی
مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ - اس کے پیچھے ہے

MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

جَهَنَّمَ۔جہنم
يَّتَجَرَّعُهٗ۔گھونٹ گھونٹ پئے گا اس کو
وَيَاْتِيْهِ۔اور آئے گی اس کے پاس
مَكَانٍ۔جگہ سے
وَمِنْ وَّرَآئِهٖ۔اور اس کے پیچھے
مَثَلُ۔مثال
اَعْمَالُهُمْ۔ان کے عمل
الرِّيْحُ۔ہوا
رکھتے
شَيْءٍ۔کسی چیز کے
الْبَعِيْدُ۔دور کی
اللّٰهَ۔اللہ نے
بِالْحَقِّ۔ساتھ حق کے
وَيَاْتِ۔اور لے آئے
ذٰلِكَ۔یہ
لِلّٰهِ۔اللہ کے سامنے
لِلَّذِيْنَ۔ان کو
لَكُمْ۔تمہارے
مُّغْنُوْنَ۔بچانے والے ہو
مِنْ شَيْءٍ۔کچھ
اللّٰهُ۔اللہ
عَلَيْنَآ۔ہم پر
مَالَنَا۔نہیں ہمارے لئے

وَيُسْقٰى۔اور پلایا جائے گا
وَّمَا۔اور نہیں
هُوَ۔وہ
عَذَابٌ۔عذاب ہے
الَّذِيْنَ۔ان کی جو
كَرَمَادِ۔مثل راکھ کے ہیں
فِيْ يَوْمٍ۔دن
مِمَّا۔اس چیز سے جو
ذٰلِكَ۔یہ ہے
اَلَمْ۔کیا نہیں
خَلَقَ۔پیدا کیا
اِنْ۔اگر
بِخَلْقٍ۔پیدائش
عَلَى اللّٰهِ۔اللہ پر
جَمِيْعًا۔سب
اسْتَكْبَرُوْٓا۔جو متکبر تھے
تَبَعًا۔تابع
عَنَّا۔ہم کو
قَالُوْا۔تو کہیں گے وہ
لَهَدَيْنٰكُمْ۔تو ہدایت دیتے ہم تم کو
اَجَزِعْنَآ۔کہ بے صبری کریں ہم
مِنْ مَّحِيْصٍ۔کوئی پناہ کی جگہ

مِنْ مَّآءٍ۔پانی
وَلَا يَكَادُ۔اور نہیں قریب
الْمَوْتُ۔موت
هُوَ۔وہ
عَذَابٌ۔عذاب ہے
كَفَرُوْا۔منکر ہوئے
اشْتَدَّتْ۔کہ سخت چلی
عَاصِفٍ۔آندھی کے
كَسَبُوْا۔کمایا انہوں نے
هُوَ۔وہ
تَرَ۔دیکھا تو نے
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کو
يَّشَاْ۔وہ چاہے
جَدِيْدٍ۔نئی
بِعَزِيْزٍ۔کچھ مشکل
فَقَالَ۔تو کہیں گے
اِنَّا۔بے شک
فَهَلْ۔تو کیا
مِنْ عَذَابِ۔عذاب
لَوْ۔اگر
اَمْ۔یا

صَدِيْدٍ۔پیپ کا
يُسِيْغُهٗ۔کہ نگل سکے اس کو
مِنْ كُلِّ۔ہر ایک
بِمَيِّتٍ۔مرنے والا
غَلِيْظٌ۔گاڑھا
بِرَبِّهِمْ۔اپنے رب سے
بِهٖ۔اس پر
لَا يَقْدِرُوْنَ۔نہیں قدرت
عَلٰى۔اوپر
الضَّلٰلُ۔گمراہی
اَنَّ۔کہ بے شک
وَالْاَرْضَ۔اور زمین کو
يُذْهِبْكُمْ۔تو لے جائے تم کو
وَّمَا۔اور نہیں
وَبَرَزُوْا۔اور نکلیں گے
الضُّعَفٰٓؤُا۔کمزور لوگ
كُنَّا۔ہم تھے
اَنْتُمْ۔تم
اللّٰهِ۔الٰہی سے
هَدٰىنَا۔ہدایت دیتا ہم کو
سَوَآءٌ۔برابر ہے
صَبَرْنَا۔صبر کریں ہم

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

''وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ۔ اور کہا انہوں نے جو کافر ہوئے اپنے رسولوں سے ہم ضرور تمہیں نکال دیں گے اپنی زمین سے یا تم لوٹ آؤ ہماری ملت پر تو وحی کی انہیں ان کے رب نے کہ ہم ہلاک کریں گے ضرور ان ظالموں کو اور ضرور تمہیں بسائیں گے زمین میں ان کے بعد یہ اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور ڈرے اس سے جو میں نے عذاب کا وعدہ دیا''۔

www.waseemziyai.com

کافروں نے خصوصاً قوم شعیب نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ ہم آپ کو اپنی زمین مدین سے نکال دیں گے ورنہ آپ ہمارے طریقہ پر آ جائیں تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ یہ تو آپ کو کیا نکالیں گے ان کے نکالنے سے پہلے ہم انہیں ہلاک کر دیں گے۔ اور ان کے مساکن واماکن پر تمہیں قبضہ دیں گے۔

چنانچہ حدیث میں ہے: مَنْ اٰذٰی جَارَهٗ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی دَارَهٗ۔ جو اپنے ہمسایہ کو ایذا دیتا ہے اللہ اس کے گھر کا اس ہمسایہ کو مالک بنا دیتا ہے۔

اور ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ۔ یہ اس کے لئے ہے جو بروز قیام میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے یعنی جب حساب کے لئے اللہ عزوجل کے حضور کھڑا ہونا ہو اس سے خائف ہو اور میرے مواعید عذاب سے ڈرے۔ آگے ارشاد ہے کہ انبیاء ورسل علیہم السلام نے بارگاہ الوہیت عزوجل میں استفتاح کیا یعنی مدد طلب کی یا امتوں نے اپنے رسولوں کے مابین اللہ تعالیٰ سے استمداد کی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ۔ اور استفتاح کیا انہوں نے اور نامراد ہوا ہر جابر سرکش''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام اور متبعین کی مدد فرمائی گئی اور فتح دی اور سرکش عاند جاحد کافر نامراد ہوئے اور ایسے نامراد ہوئے کہ انہیں اپنی خلاصی کی کوئی سبیل نہ رہی۔ جبار متکبر عن عبادۃ اللہ کو کہتے ہیں اور عنید معاند للحق کو کہتے ہیں۔

''مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ۔ ان کے پیچھے جہنم ہے اور پلایا جائے گا اسے پانی پیپ کا گھونٹ لے گا اس کے اور نہیں اتر سکے گا اس کے حلق سے اور آئے گی اسے موت ہر طرف سے اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے عذاب شدید ہوگا''۔

ماء صدید کے متعلق مجاہد، قتادہ، ضحاک رحمہم اللہ کہتے ہیں: هُوَ مَا يَسِيْلُ مِنْ اَجْسَامِ اَهْلِ النَّارِ جہنمیوں کے جسم سے جو بہے گا اسے ماء صدید کہتے ہیں۔

اور محمد بن کعب اور ربیع رحمہم اللہ کہتے ہیں: مَا يَسِيْلُ مِنم فُرُوْجِ الزَّنَاةِ وَ الزَّوَانِیْ۔ زانی مرد وعورت کی شرم گاہوں سے جو مواد بہے اسے صدید کہتے ہیں۔

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ الدَّمُ وَالْقَيْحُ۔ وہ خون اور پیپ جہنم کا ہے۔

اور تجرع رحمہ اللہ کہتے ہیں بمشکل حلق سے اتارنے کو يَتَجَرَّعُهٗ اَیْ تَتَكَلَّفُ جُرْعَهٗ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰی لِغَلَبَةِ الْعَطْشِ وَ اسْتِيْلَاءِ الْحَرَارَةِ۔

حدیث میں ہے کہ جہنمی کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا جب وہ منہ کے پاس آئے گا تو اسے سخت ناگوار معلوم ہوگا جب اور قریب ہوگا تو اس کا چہرہ جھلس جائے گا اور سر تک کی کھال جل کر گر پڑے گی۔ جب پئے گا تو آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ اصل حدیث یہ ہے:

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیْ وَالنَّسَائِیْ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهٗ وَ غَيْرُهُمْ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْاٰيَةِ يُقَرَّبُ اِلَيْهِ فَيَتَكَرَّهُهٗ فَاِذَا اَدْنٰی مِنْهُ شَوٰی وَجْهَهٗ وَ وَقَعَتْ فَرْوُ رَاْسِهٖ فَاِذَا شَرِبَهٗ قَطَّعَ اَمْعَائَهٗ حَتّٰی يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ وَ قَالَ سُبْحٰنَهٗ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِی الْوُجُوْهَ۔

www.waseemziyai.com

اور یَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ کے معنی جَمِيْعِ الْجِهَاتِ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

اور ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مِنْ كُلِّ مَكَانٍ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ۔

اور وَ مِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ پر فرماتے ہیں: يَسْتَقْبِلُ كُلَّ وَقْتٍ عَذَابًا اَشَدُّ وَ اَشَقُّ مِمَّا كَانَ قَبْلَهٗ یعنی پہلی ساعت سے آنے والی ساعت کا عذاب شدید تر ہوگا۔

''مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ ۔مثال ان کی جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل مثل راکھ کے ہیں کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آندھی کے دن میں آیا نہ قدرت پا سکے اپنی کمائی پر کچھ یہ ہے ان کی گمراہی دور کی''۔

یعنی کافر مشرک جو اپنے خیال میں نیک عمل کرتے ہیں خیرات وصدقات اور محتاجوں کی امداد اور مسافروں کی اعانت، بیماروں کی خبر گیری، صلہ رحمی اور یتیموں، اسیروں سے ہمدردی کرتے ہیں وہ ایسی رائیگاں اور عبث ہے جیسے راکھ کہ ایک جگہ جمع کر لی ہو اور ریح عاصف یعنی تیز وتند جھونکا آندھی کا آیا اور سب کو اڑا کر لے گیا اس لئے کہ ان کی یہ نیکیاں مبنی بر ایمان نہیں۔ ہر عمل صالح سے مقدم ایمان ہے اگر ایمان نہیں تو کوئی عمل صالح مقبول نہیں اور ہونا بھی ایسا چاہئے۔ اس لئے کہ جس کے لئے اعمال کئے جا رہے ہیں وہ رب سبحانہ وتعالیٰ ہے جب وہی نہ مانا گیا اور اس پر ایمان نہ ہوا تو عمل کس کے لئے اگر پتھروں، بتوں اور درختوں اور چاند ستاروں شمس وقمر کے لئے وہ عمل ہیں تو ان سے ہی اس کا اجر لینا چاہئے اور جب وہ جماد محض اور بے شعور ہیں تو بدلہ کس سے لینے کا وہ حق رکھتے ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا راوی ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ابن جدعان نے زمانہ جاہلیت میں بہت صلہ رحمی کی ہے مساکین کو وہ بہت کچھ کھلاتا تھا کیا اسے اس کا فائدہ پہنچے گا؟

فرمایا نہیں اسے کچھ نفع نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے کبھی اللہ تعالیٰ کے حضور یہ نہ کہا الٰہی میری خطائیں قیامت کے دن معاف فرما دے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ جَدْعَانَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَ يُطْعِمُ الْمَسَاكِيْنَ هَلْ ذَالِكَ نَافِعُهٗ؟

قَالَ لَا لِاَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ خَطِيْٓـَٔتِىْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔

اور قرآن پاک میں بھی صاف ارشاد ہے: فلن يقبل من احدهم ملا الارض ذهبا و لو افتدى به ۔آگے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے۔

''اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ۔(اے محبوب) کیا نہ دیکھا آپ نے کہ اللہ نے پیدا فرمائے آسمان اور زمین حق کے ساتھ اگر چاہے تو (ان سب کو) لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ پر کچھ مشکل اور دشوار نہیں''۔

یہ آسمان وزمین کی تخلیق ایسی شان حق ہے کہ اس میں بڑی حکمتیں ہیں اور اس کی پیدائش بے کار نہیں وہ اگر انہیں معدوم

www.waseemziyai.com

کردے اوران کی بجائے ایسی مخلوق لے آئے جو مطیع وفرمانبردار ہوتو اس کی قدرت کاملہ سے بعید نہیں جب وہ آسمان وزمین پیدا کردینے پر قادر تھا تو ان سب کے فنا کردینے پر بطریق اولیٰ قادر ہے غرضکہ ہست کو نیست کردینا اور نیست کو ہست کردینا اسے کچھ مشکل نہیں۔

''وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ اور سب ظاہر ہوں گے خدا کے حضور تو کہیں گے وہ جو کمزور تھے ان سے جو متکبر تھے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے تو کیا تم ہمیں بے پروا کر سکتے ہو عذاب الٰہی سے کچھ۔ کہیں گے (وہ متکبر کافر) اگر ہدایت کرتا ہمیں اللہ تو ہم تمہیں ہدایت کرتے تو (اب) برابر ہے ہمارے لئے بیقراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں''۔

بُرُوْز۔ عربی محاورہ میں ظہور کے معنی میں مستعمل ہے تو یہاں چونکہ قبروں سے ظہور ہونا ہے اس لئے بَرَزُوْا فرمایا گیا۔ آلوسی فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِبُرُوْزِهِمْ لِلّٰهِ ظُهُوْرُهُمْ مِّنْ قُبُوْرِهِمْ لِلرَّائِيْنَ لِاَجْلِ حِسَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

اور ضعفاء سے مراد وہ بیوقوف ضعیف الرائے لوگ مراد ہیں جو دولتمند متکبرین کفار کے پیروکار تھے آج وہ انہیں ملامت کرتے ہوئے کہیں گے کہ تم تو ڈوبے تھے صنم ہم کو بھی لے ڈوبے دنیا میں تم نے ہمیں اپنا پیروکار رکھا گمراہ کیا راہ حق سے روکا اور بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے رہے اب تمہارا وہ غرور وتکبر وہ تعلیاں کہاں گئیں۔ اب جو عذاب ہم پر تمہاری بدولت ہوا اسے کچھ تو کم کرو۔

تو وہ خبثا۔ حمقاء متکبر جواب دیں گے کہ اللہ نے جب ہمیں ہدایت نہ دی گمراہ کیا تو ہم تمہیں کیسے ہدایت کر سکتے تھے آج خلاصی کی کوئی راہ نہیں نہ ہم لوگوں کے لئے ہمارا کوئی شفیع ہے آؤ ہم تم مل جل کر صبر کریں چنانچہ حدیث میں ہے کہ پانچ سو برس تک صبر کرتے رہیں گے جب اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا تو کہیں گے آؤ تم ہم مل کر روئیں تو پانچ سو برس روتے رہیں گے جب اس سے بھی کام نہ ہوگا تو کہیں گے: سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔ اصل حدیث یہ ہے۔

اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِىْ حَاتِمٍ وَالطَّبْرَانِىُّ وَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَظُنُّ اَنَّهُ قَالَ يَقُوْلُ اَهْلُ النَّارِ هَلُمُّوْا فَلْنَصْبِرْ فَيَصْبِرُوْنَ خَمْسَمِائَةَ عَامٍ فَلَمَّا رَاَوْا ذَالِكَ لَا يَنْفَعُهُمْ قَالُوْا هَلُمُّوْا فَلْنَجْزَعْ فَيَبْكُوْنَ خَمْسَمِائَةَ عَامٍ فَلَمَّا رَاَوْا ذَالِكَ لَا يَنْفَعُهُمْ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔

محیص۔ عربی میں عام مایوسی کے معنی میں بولتے ہیں چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمَعْنٰى لَيْسَ لَنَا مَحَلٌّ نَنْجُوْا فِيْهِ مِنْ عَذَابِهٖ اَوْلَا نَجَاةَ لَنَا مِنْ ذَالِكَ وَالْمَحِيْصُ مِنْ حَاصَ حَادَ وَ فَرَّ وع هُوَ اِسْمُ مَكَانٍ كَالْمَبِيْتِ وَالْمَصِيْفِ اَوْ مَصْدَرٌ مِيْمِىٌّ كَالْمَغِيْبِ وَالْمَشِيْبِ۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ ابراہیم۔ پ ۱۳

وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ	اور کہے گا شیطان جب فیصلہ ہو چکے گا بے شک اللہ نے تم کو وعدہ دیا سچا اور میں نے وعدہ دیا تم کو وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا تھا اور نہیں تھا میرا تم کو قابو مگر اتنا کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو نہ ملامت کرو مجھے اور ملامت کرو

www.waseemziyai.com

مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

اپنے کو نہ میں تمہاری مدد کو پہنچ سکوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو میں منکر ہوں اس سے جو تم نے مجھے شریک ٹھہرایا ہے بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَ اُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ رہیں ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کا اکرام اس میں سلام ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ۙ

کیا تم نے نہ دیکھا کیسی مثال دی اللہ نے مثال پاکیزہ بات کی مثل پاکیزہ درخت کے ہے جس کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں

تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

دیتا ہے اپنا پھل ہر وقت رب کے حکم سے اور مثال دیتا ہے اللہ لوگوں کے لئے تاکہ وہ سمجھیں۔

وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

اور مثال گندی بات کی مثل گندے درخت کے ہے کہ کاٹ دیا گیا زمین کے اوپر سے نہیں اسے کوئی قرار۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ۬ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع

اللہ ثابت رکھتا ہے انہیں جو ایمان لائے قول ثابت پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

وَقَالَ - اور کہے گا
الْاَمْرُ - کام کا
وَعَدَ - وعدہ
فَاَخْلَفْتُكُمْ - تو خلاف کیا
عَلَيْكُمْ - تم پر
فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ - تو تم نے میرا کہا مانا
وَلُوْمُوْٓا - اور ملامت کرو
وَمَآ - اور نہیں
كَفَرْتُ - انکار کیا
مِنْ قَبْلُ - پہلے
الشَّيْطٰنُ - شیطان
اِنَّ - بے شک
الْحَقِّ - سچا
وَمَا - اور نہیں
مِّنْ سُلْطٰنٍ - کوئی غلبہ
اَنْفُسَكُمْ - اپنے آپ کو
اَنْتُمْ - تم
بِمَآ - اس کا
اِنَّ - بے شک
لَمَّا - جب
اللّٰهَ - اللہ نے
وَعَدَكُمْ - وعدہ دیا تم کو
وَوَعَدْتُّكُمْ - اور میں نے وعدہ دیا تم کو
كَانَ - تھا
لِيَ - میرا
اِلَّآ اَنْ - مگر یہ کہ
دَعَوْتُكُمْ - میں نے تمہیں بلایا
فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ - تو نہ ملامت کرو مجھے
مَآ اَنَا - نہیں ہوں میں
بِمُصْرِخِيَّ - بچانے والا مجھ کو
اَشْرَكْتُمُوْنِ - جو شریک بنایا تم نے مجھے
قُضِيَ - فیصلہ ہو جائے گا
بِمُصْرِخِكُمْ - بچانے والا تم کو
اِنِّيْ - بے شک میں نے
الظّٰلِمِيْنَ - ظالم
لَهُمْ - ان کے لئے

www.waseemziyai.com

عَذَابٌ۔عذاب ہے
اَلِیْمٌ۔دردناک
وَاُدْخِلَ۔اور داخل کئے جائیں گے
الَّذِیْنَ۔وہ جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
وَعَمِلُوا۔اور عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے
جَنّٰتٍ۔باغوں میں
تَجْرِیْ۔چلتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا۔ان کے نیچے
الْاَنْهٰرُ۔نہریں
خٰلِدِیْنَ۔ہمیشہ رہنے والے ہیں
فِیْهَا۔اس میں
بِاِذْنِ۔ساتھ حکم
رَبِّهِمْ۔اپنے رب کے
تَحِیَّتُهُمْ۔ان کا تحفہ
فِیْهَا۔اس میں
سَلٰمٌ۔سلام ہوگا
اَلَمْ۔کیا نہ
تَرَ۔دیکھا تو نے
کَیْفَ۔کس طرح
ضَرَبَ۔بیان کی
اللّٰهُ۔اللہ نے
مَثَلًا۔مثال
کَلِمَةً۔کلمے
طَیِّبَةً۔پاک کی
کَشَجَرَةٍ۔جیسے درخت
طَیِّبَةٍ۔پاک
اَصْلُهَا۔اس کی جڑ
ثَابِتٌ۔ثابت ہے
وَّفَرْعُهَا۔اور اس کی شاخ
فِی السَّمَآءِ۔آسمان میں ہے
تُؤْتِیْٓ۔دیتا ہے
اُكُلَهَا۔اپنا پھل
كُلَّ۔ہر
حِیْنٍ۔وقت
بِاِذْنِ۔ساتھ حکم
رَبِّهَا۔اپنے رب کے
وَیَضْرِبُ۔اور بیان کرتا ہے
اللّٰهُ۔اللہ
الْاَمْثَالَ۔مثالیں
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ
یَتَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت حاصل کریں
وَمَثَلُ۔اور مثال
كَلِمَةٍ۔کلمے
خَبِیْثَةٍ۔گندے کی
كَشَجَرَةٍ۔جیسے درخت
خَبِیْثَةٍ۔گندا جو
اجْتُثَّتْ۔کاٹ لیا گیا
مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ۔زمین کے اوپر سے
مَا لَهَا۔نہیں ہے اس کو
مِنْ قَرَارٍ۔کوئی ثبات
یُثَبِّتُ۔ثابت رکھتا ہے
اللّٰهُ۔اللہ
الَّذِیْنَ۔ان کو
اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے
بِالْقَوْلِ۔ساتھ بات
الثَّابِتِ۔ثابت کے
فِی الْحَیٰوةِ۔زندگی
الدُّنْیَا۔دنیا میں
وَفِی۔اور بیچ
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے
وَیُضِلُّ۔اور گمراہ کرتا ہے
اللّٰهُ۔اللہ
الظّٰلِمِیْنَ۔ظالموں کو
وَیَفْعَلُ۔اور کرتا ہے
اللّٰهُ۔اللہ
مَا یَشَآءُ۔جو چاہے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔سورۃ ابراہیم۔پ ۱۳

''وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ۔اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا بے شک اللہ نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا وہ میں نے جھوٹا کیا تھا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا مگر یہ کہ میں نے تم کو بلایا تم نے قبول کیا تو اب مجھ پر ملامت نہ کرو اور ملامت کرو اپنے نفس کو اب میں نہ تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو''۔

یعنی جب میدان حشر میں حساب و کتاب سے فیصلہ ہو جائے گا اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو دوزخی شیطان پر ملامت کریں گے اور کہیں گے کہ کم بخت تو نے ہمیں گمراہ کر کے اس مصیبت میں پھنسایا تو وہ جواب دے گا کہ اگرچہ میں نے تمہیں یہ کہا تھا کہ مرنے کے بعد نہ نشر ہے نہ جزا اور سزا جنت ہے نہ دوزخ مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی تو تمہارے کانوں تک پہنچ چکا تھا جس میں تمہیں بتا دیا گیا تھا کہ مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے اور آخرت میں نیکی بدی کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ کا وعدہ سچا تھا سچا ہوا میں جھوٹا تھا میرا بیان بھی جھوٹا ہوا۔

www.waseemziyai.com

پھر میں نے تمہیں کہا ہی تو تھا میں تمہیں مجبور تو نہ کرتا تھا۔ علاوہ ازیں میرے بیانات بلا حجت و برہان تھے محض وساوس اور خواہشات نفسانی کے موافق تھے تو یہ تمہاری غلطی تھی کہ بلا حجت و برہان دعاوی کو تم نے مان لیا اور معجزات و بینات سے جو انبیاء و رسل کے بیانات تھے وہ تم نے قبول نہ کئے تو اب تم اپنے اوپر ملامت کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برابر فرما رہا تھا کہ شیطان کے بہکاوے میں نہ آنا وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے مجھ پر ملامت بیکار ہے۔

تم میں جو انبیاء و رسل آئے انہوں نے حجتیں پیش کیں براہین قائم فرمائے مگر تم نے ان کی نہ سنی ان کے خلاف ہوئے اور میں چونکہ تمہاری خواہشات کے مطابق تمہیں غلط راہ پر بلاتا تھا تم میری سنتے تھے تو یہ تمہاری غلطی تھی جس کا آخ خمیازہ بھگت رہے ہو پھر میں نہ دنیا میں تمہاری کسی مصیبت میں فریاد کو پہنچا نہ آج پہنچ سکتا ہوں اس لئے کہ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا۔ کا اعلان تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا رہا تھا اس بناء پر تو تمہیں سمجھنا چاہئے تھا کہ جو تمہارا دشمن ہے وہ تمہاری بھلائی کیسے چاہ سکتا ہے دشمن سے خیر اندیشی کی امید رکھنا حماقت ہی ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اَیْ اُحْکِمَ وَ فُرِّغَ مِنْهُ وَهُوَ الْحِسَابُ وَ دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَ اَهْلُ النَّارِ النَّارَ خَطِیْبًا فِیْ مَحْفَلِ الْاَشْقِیَاءِ مِنَ الثَّقَلَیْنِ۔

حساب و کتاب کے بعد جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو شیطان اشقیاء کے مجمع میں کھڑا ہو کر بطور خطیب بولے گا۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ غَیْرُهٗ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ قَامَ اِبْلِیْسُ خَطِیْبًا عَلٰی مِنْبَرٍ مِّنْ نَّارٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ۔ قیامت کے دن شیطان ناری منبر پر خطیب بن کر کھڑا ہوگا اور کہے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ۔ الخ

وَ عَنْ مُقَاتِلٍ اَنَّ الْکُفَّارَ یَجْتَمِعُوْنَ عَلَیْهِ فِی النَّارِ بِالْمَلَامَةِ فَیَرْقٰی مِنْبَرًا مِّنْ نَّارٍ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَکُمْ۔ الخ

کفار آگ میں شیطان کو ملامت کرتے ہوئے گھیریں گے تو وہ آگ کے منبر پر کھڑا ہو کر جواب دے گا: اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَکُمْ۔ الخ

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَ ابْنُ الْمُبَارَکِ فِی الزُّهْدِ وَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ عَسَاکِرٍ لٰکِنْ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ مِّنْ حَدِیْثِ عُقْبَةَ عَامِرٍ یَرْفَعُهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْکُفَّارَ حِیْنَ یَرَوْا شَفَاعَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتُوْنَ اِبْلِیْسَ فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ قَدْ وَجَدَ الْمُؤْمِنُوْنَ مَنْ یَّشْفَعُ لَهُمْ فَقُمْ اَنْتَ فَاشْفَعْ لَنَا فَاِنَّکَ اَضْلَلْتَنَا فَیَقُوْمُ فَیَثُوْرُ مِنْ مَجْلِسِهٖ اَنْتَنُ رِیْحٍ مَا شَمَّهَا اَحَدٌ فَیَقُوْلُ مَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

کفار جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مومنین کے لئے دیکھیں گے تو شیطان کے پاس سب جمع ہو کر آئیں گے اور کہیں گے ایمان والوں نے تو اپنی شفاعت کرنے والا پالیا تو اب کھڑا ہو اور ہماری شفاعت کر اس لئے کہ تو نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔

تو جب وہ کھڑا ہوگا تو اس کی مجلس سے ایسی بدبو پھیلے گی کہ ایسی بدبو کبھی کسی انسان نے نہ سونگھی ہوگی تو پھر وہ کچھ بیان

www.waseemziyai.com

کرے گا جو اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔

لہٰذا آج نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ یَعْنِیْ مَا اَنَا بِمُغِیْثِكُمْ مِمَّا اَنْتُمْ فِیْهِ مِنَ الْعَذَابِ محاورہ میں بولتے ہیں: اِسْتَصْرَخَنِیْ فَاَصْرَخْتُهٗ یَعْنِیْ اِسْتَغَاثَنِیْ فَاَغَثْتُهٗ۔ اس نے مجھ سے فریاد کی میں اس کی فریاد کو پہنچا۔

پھر تم نے مجھے اللہ کا شریک مانا اور میں اس عقیدے سے بیزار تھا اور اب بھی بیزار ہوں لیکن تم نے مجھے اپنی خواہشات کے ماتحت خدا کا شریک ٹھہرایا تو اب میں تمہیں کہتا ہوں۔

''اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ۔ میں انکار کرتا ہوں اس سے جو تم نے مجھے خدا کا شریک ٹھہرایا اس سے پہلے بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تم نے جو مجھے شریک ٹھہرایا اس سے میں بیزار ہوں اور اس کی پیش گوئی قرآن کریم میں پہلے ہی فرما دی گئی تھی: وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ۔

''وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ۔ اور داخل کئے جائیں گے وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اپنے رب کے حکم سے ان کا اکرام ملتے وقت سلام ہے''۔

یعنی جنتوں میں داخل ہونے کے بعد ان کے اکرام میں اللہ تعالیٰ اور ملائکہ علیہم السلام کی طرف سے آپس میں ملتے وقت سلام کیا جائے گا اور وہ آپس میں خوش وخرم سلام سلام کے ساتھ ہی ایک دوسرے سے ملیں گے۔

''اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ۔ کیا آپ نے اے محبوب نہ دیکھا کہ اللہ کیسی مثال بیان فرماتا ہے پاک بات کی''۔

یعنی کلمہ طیبہ کی یا توحید کی یہ مخاطبہ سید المخاطبین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مخاطبہ ہر اس مسلمان سے ہے جو اپنے اعمال کی اصلاح کر چکا ہو۔

''كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ۔ جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم ہے اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے''۔

یعنی ایسی ہی کلمہ ایمان کی کیفیت ہے کہ اس کی جڑ قلب مومن میں مضبوط ہو جاتی ہے اور اس کی شاخیں یعنی اعمال آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس کے پھل یعنی برکت اور ثواب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ کلمہ طیبہ سے مراد قرآن کریم ہے كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْاَصَمِّ۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں دعوت اسلام مراد ہے۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد تسبیح وتنزیہ ہے۔

عبدالرزاق اور ترمذی شعیب بن حجاب رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے تو ہمارے پاس ایک تازہ کھجوروں کا طبق لایا گیا۔ حضرت انس نے فرمایا: كُلْ یَا اَبَا الْعَالِیَةِ فَاِنَّ هٰذَا مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِیْ

www.waseemziyai.com

ذَکَرَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہٖ۔

ابوالعالیہ کھاؤ اس لئے کہ یہ اس درخت کا پھل ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ۔

اور ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ بسند صحیح انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ مِنْ بُسْرٍ فَقَالَ مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ حَتّٰی بَلَغَ کُلَّ حِیْنٍ قَالَ ھِیَ النَّخْلَۃُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجوروں کی کھڑ لائی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ ..... کُلَّ حِیْنٍ۔ تک پڑھی اور فرمایا وہ کھجور ہے۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اَنَّھَا جَوْزَ الْھِنْدِ وہ اخروٹ کا درخت ہے۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِنَّھَا شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وہ ایک درخت ہے جنت میں۔

اور ایک قول ہے: کُلُّ شَجَرَۃٍ مُثْمِرَۃٍ طَیِّبَۃِ الثَّمَارِ۔ اس سے مراد ہر وہ درخت ہے جو پھل دار ہو اور اس کا پھل اچھا ہو۔

''وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ۔ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھیں اور ایمان لا کر اپنی عاقبت درست کریں اور مثالیں دے کر سمجھانے سے یہ مقصد ہے کہ سننے والے کے ذہن میں اچھی طرح آجائے''۔

''وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ۔ اور گندی بات کی مثال اس درخت خبیث کی سی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھیڑ دیا گیا اور اسے کوئی قیام نہیں''۔

کلمہ خبیثہ سے مراد کلام کفر ہے۔ اجْتُثَّتْ۔ اَیْ اُقْتُلِعَتْ مِنْ اَصْلِھَا وَ حَقِیْقَۃُ الْاِجْتِثَاثِ اَخْذُ الْجُثَّۃِ۔ اجْتُثَّتْ کے معنی اکھیڑ دینے کے ہیں یعنی جڑ سے اسے اکھاڑ ڈالا ہو کہ پھر اسے کھڑے رہنے کا سہارا ہی نہ رہے مَالَھَا مِنْ قَرَارٍ۔ اسے نہ ہو کسی قسم کا قرار وَالْمُرَادُ بِھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ الْمَنْعُوْتَۃِ الْحَنْظَلَۃُ اس سے مراد درخت حنظل ہے جسے انارنی بھی کہتے ہیں اور اندرائن بھی پنجاب میں کڑوی تنبی بھی کہتے ہیں۔ یہ مزہ میں تلخ ہوتا ہے بو اس کی ناگوار اور اس کی جڑیں زمین میں ثابت و مستحکم نہیں ہوتی اور اس کی شاخیں بلند بھی نہیں ہوتیں۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد درخت کشوث ہے۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد درخت ثوم یعنی لہسن ہے۔

ایک قول ہے کل درخت کانٹے دار اس سے مراد ہیں۔

ایک قول ہے اس سے مراد طحلب یعنی کائی ہے۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد پد بھیڑا (کھنبی) ہے جو موسم بارش میں زمین سے سفید رنگ کی چھتری سی نکلتی ہے۔

ایک قول ہے: کُلُّ شَجَرٍ لَا یَطِیْبُ لَہٗ ثَمَرٌ ہر وہ درخت مراد ہے جس میں پھول پھل نہ ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّھَا شَجَرَۃٌ لَمْ تُخْلَقْ عَلَی الْاَرْضِ۔ وہ ایسا درخت ہے کہ زمین پر پیدا ہی

www.waseemziyai.com

نہیں ہوا شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ پر آلوسی رحمہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا سے تفسیر شجرۃ الخبیثۃ میں بنی امیہ بھی مراد لئے ہیں۔لیکن علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس پر ایک نقل فرما کا محاکمہ کیا ہے وَ هُوَ هٰذَا۔

اَخرَجَ ابنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ الْحَاتِمِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَلَّبَ الْعِبَادَ ظَهْرًا وَّ بَطْنًا فَکَانَ خَیْرُ عِبَادِهِ الْعَرَبُ وَ قَلَّبَ الْعَرَبَ ظَهْرًا وَّ بَطْنًا فَکَانَ خَیْرُ الْعَرَبِ قُرَیْشًا وَ هِیَ الشَّجَرَةُ الْمُبَارَکَةُ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِهٖ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ لِاَنَّ بَنِیْ اُمَیَّةَ مِنْ قُرَیْشٍ وَ اَخْبَارُ الطَّائِفَتَیْنِ فِیْ هٰذَا الْبَابِ رَکِیْکَةٌ وَ اَحْوَالُ بَنِیْ اُمَیَّةَ الَّتِیْ یَسْتَحِقُّوْنَ بِهَا مَا یَسْتَحِقُّوْنَ غَیْرُ خَفِیَّةٍ عِنْدَالْمُوَافِقِ وَ الْمُخَالِفِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندوں کو اللہ تعالیٰ نے پشت اور بطن سے منتقل فرمایا تو خیر عباد اللہ میں عرب ہوئے، پھر عرب ظہراً و بطناً جب بدلے گئے تو خیر العرب قرار پائے قریش اور یہ شجرہ مبارکہ ہے یہ وہ ہیں جن کی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمائی اور کہا: مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اور بنی امیہ بھی قریش سے ہیں اور اخبار شیعہ وسنی اس بحث میں نہایت رکیک ہیں۔پھر بنی امیہ کے حالات ایسے بھی ہیں جن پر خیال کرتے ہوئے یَسْتَحِقُّوْنَ مَا یَسْتَحِقُّوْنَ ہی کہا جائے گا اور وہ ہر دو فریق پر روشن ہیں تو وہ حدیث جو حضرت علی اور سیدہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس کی صحت پر ہمیں تامل ہے۔اور یہی صواب ہے۔

اور شجرۂ خبیثہ کی تحقیق میں اکثر محققین اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد حنظل ہے یا وہ جھاڑی ہے جس میں تنہ ہی نہیں بعض نے درخت کشوث کہا ہے۔

اور امام رازی رحمہ اللہ نے اس موضع پر جو کہا وہ بھی مخلصاً بیان کر دینا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا اور وہ یہ ہے:

اَنَّهٗ تَعَالٰی ذَکَرَ فِی الْمَثَلِ الْاَوَّلِ شَجَرَةً مَّوْصُوْفَةً بِاَرْبَعِ صِفَاتٍ ثُمَّ شَبَّهَ الْکَلِمَةَ الطَّیِّبَةَ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ

اَلْاُوْلٰی کَوْنُهَا طَیِّبَةً وَ ذَالِکَ یَحْتَمِلُ کَوْنُهَا طَیِّبَةَ الْمَنْظَرِ وَ کَوْنُهَا طَیِّبَةَ الرَّائِحَةِ وَ کَوْنُهَا طَیِّبَةَ الثَّمَرَةِ بِمَعْنٰی کَوْنِهَا لَذِیْذَةً مُسْتَطَابَةً

وَ الثَّانِیْ کَوْنُ (اَصْلُهَا ثَابِتٌ) وَ هُوَ صِفَةُ کَمَالٍ لَّهَا لِاَنَّ الشَّیْءَ الطَّیِّبَ اِذَا کَانَ فِیْ مَعْرَضِ الزَّوَالِ فَهُوَ

وَ اِنْ کَانَ یَحْصُلُ الْفَرَحُ بِوُجْدَانِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ یُعَظِّمُ الْحُزْنَ بِالْخَوْفِ مِنْ زَوَالِهٖ وَ اَمَّا اِذَا لَمْ یَکُنْ کَذَالِکَ فَاِنَّهٗ یُعَظِّمُ السُّرُوْرَ بِهٖ مِنْ غَیْرِ مَا یُنَغِّصُ ذَالِکَ

وَالثَّالِثَةُ کَوْنُ (فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ) وَ هُوَ اَیْضًا صِفَةُ کَمَالٍ لَّهَا لِاَنَّهَا مَتٰی کَانَتْ مُرْتَفِعَةً کَانَتْ بَعِیْدَةً عَنْ عَفُوْنَةِ الْاَرْضِ وَ قَاذُوْرَاتِ الْاَبْنِیَةِ فَکَانَتْ ثَمَرَتُهَا نَقِیَّةً خَالِصَةً عَنْ جَمِیْعِ الشَّوَائِبِ

وَالرَّابِعَةُ کَوْنُهَا (دَائِمَةَ الثَّمَرِ) کَمَا قَالَ اُکُلُهَا دَآئِمٌ لَا اِنَّ ثَمَرَهَا حَاضِرٌ فِیْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ دُوْنَ بَعْضٍ وَ هُوَ صِفَةُ کَمَالٍ اَیْضًا اِذِ الْاِنْتِفَاعُ غَیْرُ مُنْقَطِعٍ حِیْنَئِذٍ۔

www.waseemziyai.com

ترجمہ رازی قدس سرہ العزیز

اللہ تعالیٰ نے پہلی مثال میں شجرۂ موصوفہ کو چار صفات پر متصف فرما کر اسے کلمۃ الطیبہ سے ممثل فرمایا۔

۱- پہلی صفت یہ ہے کہ وہ (طَيِّبَةً) ہو یہ صفت اس امر کی محتمل ہے کہ وہ دیکھنے میں بھی طیبۃ المنظر ہو۔ اور طیبۃ الرائحہ یعنی اس کی خوشبو بھی پاک ہو اس کا پھل بھی پاک ہو یعنی لذیذ اور دل خوش کرنے والا اور اس کی تغذی بھی طیبۃ الثمرۃ ہو یعنی اس کے کھانے سے کھانے والے کو نفع ہی زیادہ ہو اور یہ خوبی یا کھجور کے درخت میں یا کلمہ طیبہ میں۔

۲- دوسری صفت یہ ہے کہ وہ (اَصْلُهَا ثَابِتٌ) کا مصداق ہو اور یہ صفت بھی اس کے کمال پر دال ہے اس لئے کہ پاک شے اگر معرض زوال میں ہو تو اگرچہ اس سے فرحت وجدانی حاصل ہوگی مگر حزن وخوف بھی لاحق ہوگا اس کے زوال کے خطرے سے اور اگر وہ اصل ثابت کے ساتھ ہے تو سرور ہی سرور حاصل ہوگا اور خطرہ زوال سے طبیعت منغض نہ ہوگی۔

۳- تیسری صفت یہ ہے کہ وہ (فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ) کے ساتھ ہو اور یہ صفت بھی اس کے کمال کی ہے اس لئے کہ جب وہ بلند ہوگا تو عفونت ارضی سے اور قاذورات ردیہ سے محفوظ رہے گا پھر اس کا پھل بھی خالص نقی اور ستھرا ہوگا جمیع شوائب سے۔

۴- چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ دائمۃ الثمر ہو جیسا کہ فرمایا (اُكُلُهَا دَآئِمٌ) اس لئے کہ جس کا پھل کبھی ہو اور کبھی نہیں جیسے فصول کا پابند پھل تو ان سے نفع بھی کبھی ہوگا اور کبھی نہیں اور دائم الثمر وہی ہوگا جس سے انتفاع غیر منقطع ہو۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ان صفات کے ساتھ انسان کو متصف ہونا لازمی ہے۔

یعنی جہاں تک ممکن ہو اسے چاہئے کہ اپنے کو اطاعت الٰہی میں ثابت کرے اور اس میں تساہل نہ برتے پھر یہ سمجھ لے کہ اس شجرہ میں چار صفات ہیں:

پہلی صفت انسان حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ معرفت الٰہی کے ساتھ جوہر نفس ناطقہ کو نرم نہ کر لے اور روح قدسیہ کو جلا نہ دے لے تو اس میں خوشبو پیدا ہوگی۔

اور اس کے پھلوں کی لذت یہ ہے کہ بدن کو ملائم کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اصل شجرہ معرفت اللہ اکمل اقوائے کر لے تو پھر اس کی جڑیں جوہر نفس قدسیہ میں راسخ ہوں گی۔

اور جوہر نفس قدسیہ اور جوہر مجردہ کون وفساد سے مامون ہو جائے گا اور جب اس درجہ پر آ جائے گا تو تغیر اور فنا سے بعید ہو جائے گا۔

اور جب یہاں تک پہنچ جائے گا تو وہ مورد ہوگا تجلی سبحان کا یہ لوازم ہیں اس کی ذات میں نور النور کے ظہور کے اور مبادیات ظہور کے۔

تیسری صفت اس شجرۃ طیبہ میں فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ کی یوں ہوگی کہ جیسے اس کی اغصان اور شاخیں آسمان پر ہیں ایسی ہی شجرۂ معرفت کی شاخیں ہواء عالم الٰہی میں ہوں گی اور اس کی ڈالیں ہواء عالم جسمانی میں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلتَّعْظِيْمُ لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى کے ساتھ ایسی محبت الٰہی اور تشوق ذات اور مواظبت ذکر جل شانہ اور انقطاع ماسواہ کی

www.waseemziyai.com

کیفیت پیدا ہو کہ اسی کو ہر لمحہ ہر آن دیکھے اور اس کے تصور میں سب سے منقطع ہو جائے۔

پھر جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالشَّفَقَةُ عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ مومن کا شعار ہے۔ تو اس تصور سے اس میں رافت و رحمت اور صفح اور تجاوز عن الاساءۃ سرایت کر جائے انتہی مختصراً۔

چنانچہ بعض محققین نے فرمایا: مَنْ اثَرَ الْعُرْفَانَ لِلْعُرْفَانِ فَقَدم وَقَفَ بِالسَّاحِلِ وَ مَنْ اثَرَ الْعُرْفَانَ لَا لِلْعُرْفَانِ بَلْ لِلْمَعْرُوْفِ فَقَدْ خَاضَ لُجَّةَ الْوُصُوْلِ۔

جس نے عرفان چاہا عرفان حاصل کرنے کو، وہ ساحل پر رہا اور جس نے عرفان چاہا صرف اس ذات کے لئے جو معروف ہے اس نے لجۂ وصول میں غوطہ لگایا۔

مفصل بحث روح المعانی میں دیکھنا چاہئے۔

ایسے ہی شجرہ خبیثہ کا حال اسے بھی تین صفتوں سے متصف فرمایا ہے۔

۱- پہلی صفت اس کا خبیث ہونا ہے اور یہ صفت محتمل ہے اس امر کی کہ اس میں بو بھی خبیث ہو۔ ذائقہ بھی خبیث ہو صورت بھی خبیث ہو۔

۲- دوسری صفت یہ ہے کہ وہ زمین سے ایسے معلق ہو جیسے کاہی سڑے پانی پر۔

۳- تیسری صفت یہ ہے کہ اسے قرار کہیں نہ ہو اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جاہل ہو کہ اشراک باللہ بھی اس میں ہوگا اور یہ پہلی آفت اور عنوانات مخافات اور رأس الشقاوات ہے پھر اس کا خبث ظاہر ہوگا۔

مختصر یہ کہ ایسے خبائث سے احتراز و اجتناب لازمی ہے آگے ارشاد ہے:

''يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔ اللہ قائم رکھتا ہے ایمان والوں کو قول ثابت پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور اللہ جو چاہے کرے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ایمان پر قائم و ثابت رکھتا ہے حیوٰۃ دنیا اور آخرت میں اور ہر ابتلاء و مصائب کے وقت انہیں صبر و استقامت عطا فرماتا ہے۔ راہ حق اور دین قویم سے وہ کسی مصیبت اور شدت میں نہیں ہٹتے حتیٰ کہ ان کی حیات کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے جیسے صحابہ کرام اور ان سے پہلے اصحاب اخدود جن کا ذکر سورۂ بروج میں ہے۔

اور جرجیس و شمسون اور حضرت بلال و صہیب رومی وغیرہ اور جسے گمراہ کرتا ہے وہ دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی ذلیل ہوتا ہے۔

چنانچہ قبر جو اول منزل آخرت ہے اس میں جب منکر و نکیر آ کر اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے اور حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ اس ہستی مقدس کی شان میں کیا کہتا تھا تو يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے مصداق وہاں بھی اتنے مضبوط اور پختہ ہوں گے کہ اس ہول میں بھی ثابت قدم رہ کر جواب دیں گے:

مَنْ رَبُّكَ۔ کا جواب رَبِّيَ اللّٰهُ ہوگا۔

مَا دِيْنُكَ۔ پر دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ جواب دیں گے۔

www.waseemziyai.com

مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ کے موقعہ پر کفن چاک کر کے نور ایمان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر قدموں پر لوٹ جائے اور کہے: هٰذَا حَبِیْبِیْ وَ مَحْبُوْبِیْ وَ سَیِّدِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہ اللہ کے محبوب میرے آقا ہیں اللہ کے بندے اور عالم کے آقا ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہو کہ اس کی قبر وسیع کر دی جائے اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آنے لگیں اور ایمان کے نور سے قبر منور ہو۔

پھر آسمان سے ندا آئے کہ تمہارے سوالوں کے جواب میں میرا بندہ سچا نکلا۔

اس مضمون کی اصل علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اس سند سے فرماتے ہیں:

اَیْ یُثَبِّتُهُمْ بِالْبَقَاءِ عَلٰی ذَالِکَ مُدَّةَ حَیَاتِهِمْ فَلَا یَزَالُوْنَ اِذَا قُیِّضَ لَهُمْ مَنْ یُّفْتِنُهُمْ وَ یُحَاوِلُ زَلَلَهُمْ عَنْهُ کَمَا جَرٰی لِاَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ وَ لِجُرْجِیْسَ وَ شَمْسُوْنَ وَ کَمَا جَرٰی بِبِلَالٍ وَ کَثِیْرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

''وَ فِی الْاٰخِرَةِ ''اَیْ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ ذَالِکَ فِی الْقَبْرِ الَّذِیْ هُوَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ وَ فِیْ مَوَاقِفِ الْقِیَامَةِ فَلَا یَتَلَعْثَمُوْنَ اِذَا سُئِلُوْا عَنْ مُعْتَقَدِهِمْ هُنَاکَ وَلَا تُدْهِشُهُمُ الْاَحْوَالُ وَ الْاَهْوَالُ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْاٰیَةِ التَّثْبِیْتُ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اِذَا جَاءَ الْمَلَکَانِ اِلَی الرَّجُلِ فِی الْقَبْرِ فَقَالَا لَهٗ مَنْ رَّبُّکَ قَالَ رَبِّیَ اللّٰهُ قَالَ وَ مَا دِیْنُکَ قَالَ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ قَالَا وَ مَنْ نَبِیُّکَ قَالَ نَبِیِّ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَالْمُرَادُ مِنَ (الْاٰخِرَةِ) یَوْمُ الْقِیَامَةِ۔

وَ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ (یُثَبِّتُ اللّٰهُ) فِی الْاٰخِرَةِ الْقَبْرُ وع عَلٰی هٰذَا فَالْمُرَادُ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مُدَّةُ الْحَیٰوةِ وَ اِلٰی ذَالِکَ ذَهَبَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ وَاخْتَارَهُ الطَّبْرِیُّ نَعَمْ اِخْتَارَ بَعْضُهُمْ اَنَّ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا مِنْ حَیَاتِهِمْ وَالْاٰخِرَةُ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ وَالْعَرْضِ۔

اور بعض محققین اس طرف گئے ہیں کہ ثابت رہنا دنیا میں فتح و نصرت پر ہے اور آخرت میں جنت اور ثواب ہے۔

''وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ۔ یعنی جن کی پیدائش میں ضلال عن الحق ہے اسے اللہ گمراہ ہی کرتا ہے اس کا حشر یہ ہے کہ وہ قبر میں منکر نکیر کو جواب صحیح نہیں دے سکے گا ہر سوال پر اس کے منہ سے یہی نکلے گا: هَاهَا لَا اَدْرِیْ۔ افسوس افسوس میں نہیں جانتا اس پر آسمان سے ندا آئے گی کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ اسے دوزخ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف اس کی مرقد کا دروازہ کھول دو پھر اسے دوزخ کی گرمی اور لپٹ پہنچتی ہے اور اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آجاتی ہیں عذاب کے فرشتے اس پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں وہ اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔

مضمون بالا سے اس کی اصل ملتی ہے علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس طرح فرماتے ہیں:

وَ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ الْبَیْهَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْکَافِرَ اِذَا حَضَرَتْهُ الْمَوْتُ تَنَزَّلُ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وَجْهَهٗ وَ دُبُرَهٗ فَاِذَا دَخَلَ قَبْرَهٗ اُقْعِدَ فَقِیْلَ لَهٗ

www.waseemziyai.com

مَنْ رَّبُّکَ فَلَمْ یُرْجِعْ اِلَیْهِمْ شَیْئًا وَ اَنْسَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ذِکْرَ ذَالِکَ وَ اِذَا قِیْلَ لَهٗ مَنِ الرَّسُوْلُ الَّذِیْ بُعِثَ اِلَیْکُمْ لَمْ یَهْتَدِ لَهٗ وَ لَمْ یَرْجِعْ اِلَیْهِمْ شَیْئًا فَذَالِکَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۘ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع-سورۃ ابراہیم-پ ۱۳

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جنہوں نے بدل دی نعمت اللہ کی کفر سے اور اپنی قوم کو اتارا تباہی کے گھر۔

جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ؕ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾

جہنم میں اس کے اندر جائیں گے اور بری ہے ٹھہرنے کی جگہ۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾

اور کیا انہوں نے اللہ کے برابر تا کہ گمراہ کر دیں راہ سے فرما دیجئے کچھ دن رہ لو تمہارا لوٹنا آگ میں ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

فرما دیجئے میرے بندوں کو جو ایمان لائے نماز قائم رکھیں اور خرچ کریں ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے کہ آئے ان پر وہ دن جس میں نہ بیع ہوگی نہ یارانہ۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے پانی تو نکالے اس سے پھل تمہارے کھانے کو اور مسخر کیا تمہارے لئے کشتی کو تا کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور مسخر کیں تمہارے لئے نہریں۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾

اور مسخر کئے تمہارے لئے سورج اور چاند برابر چل رہے ہیں اور مسخر کیا تمہارے لئے رات اور دن۔

وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

اور دیا تمہیں ہر اک وہ جو تم نے مانگا اور اگر گنو نعمتیں اللہ کی نہ شمار کر سکو گے بے شک انسان ظالم اور بڑا ناشکرا ہے۔

حل لغات رکوع پانچواں-سورۃ ابراہیم-پ ۱۳

اَلَمْ-کیا نہیں	تَرَ-دیکھا تو نے	اِلَی-طرف	الَّذِیْنَ-ان کی جنہوں نے
بَدَّلُوْا-بدل دیا	نِعْمَتَ-نعمت	اللّٰهِ-الٰہی کو	كُفْرًا-ناشکری میں
وَّاَحَلُّوْا-اور اتارا انہوں نے	قَوْمَهُمْ-اپنی قوم کو	دَارَ-گھر	الْبَوَارِ-ہلاکت میں

www.waseemziyai.com

جَهَنَّمَ۔جہنم ہے
الْقَرَارُ۔ٹھکانا
لِّيُضِلُّوْا۔تاکہ گمراہ کریں
فَاِنَّ۔تو بے شک
قُلْ۔کہہ
يُقِيْمُوا۔کہ قائم کریں
رَزَقْنٰهُمْ۔جو دیا ہم نے ان کو
اَنْ۔اس سے
فِيْهِ۔اس میں
الَّذِيْ۔وہ ہے
وَاَنْزَلَ۔اور اتارا
بِهٖ۔اس کے ساتھ
وَسَخَّرَ۔اور تابع کیا
فِي الْبَحْرِ۔سمندر میں
الْاَنْهٰرَ۔نہروں کو
وَالْقَمَرَ۔اور چاند
الَّيْلَ۔رات
مِّنْ كُلِّ۔ہر
وَاِنْ۔اور اگر
لَا تُحْصُوْهَا۔تو تم نہ گن سکو گے
لَظَلُوْمٌ۔بڑا ظالم

يَصْلَوْنَهَا۔داخل ہوں گے اس میں
وَجَعَلُوْا۔اور بنائے انہوں نے
لِلّٰهِ۔اللہ کے
عَنْ سَبِيْلِهٖ۔اس کی راہ سے
مَصِيْرَكُمْ۔تمہارا لوٹنا
اِلَى۔طرف
لِّعِبَادِيَ۔میرے بندوں کو
الصَّلٰوةَ۔نماز
سِرًّا۔پوشیدہ
يَّاْتِيَ۔کہ آئے
وَلَا۔اور نہیں
خَلَقَ۔جس نے پیدا کیا
مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے
مِنَ الثَّمَرٰتِ۔پھلوں سے
لَكُمْ۔تمہارے
الْفُلْكَ۔کشتیوں کو
بِاَمْرِهٖ۔اس کے حکم سے
وَسَخَّرَ۔اور تابع کیا
لَكُمْ۔تمہارے
وَسَخَّرَ۔اور تابع کیا
دَآئِبَيْنِ۔پھرنے والے
وَالنَّهَارَ۔اور دن کو
مَا۔اس چیز سے
تَعُدُّوْا۔شمار کرو تم
كَفَّارٌ۔بڑا ناشکرا ہے

وَبِئْسَ۔اور برا ہے
اَنْدَادًا۔شریک
تَمَتَّعُوْا۔فائدہ اٹھاؤ
النَّارِ۔آگ کی
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
مِمَّا۔اس سے
مِّنْ قَبْلِ۔پہلے
لَا بَيْعٌ۔کہ نہیں ہے تجارت
اَللّٰهُ۔اللہ
وَالْاَرْضَ۔اور زمین کو
فَاَخْرَجَ۔تو نکالا
لَّكُمْ۔تمہارے لئے
لِتَجْرِيَ۔تاکہ چلیں
لَكُمْ۔تمہارے
الشَّمْسَ۔سورج
لَكُمْ۔تمہارے
وَاٰتٰىكُمْ۔اور دیا اس نے تم کو
سَاَلْتُمُوْهُ۔جو تم نے اس سے مانگا
اللّٰهِ۔الٰہی کو
الْاِنْسَانَ۔انسان

اِنَّ۔بے شک

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔سورۃ ابراہیم۔پ ۱۳

''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا۔کیا نہ دیکھا آپ نے انہیں جنہوں نے بدل ڈالی اللہ کی نعمت کفر سے اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر وہ جہنم ہے پہنچیں گے اس میں اور وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی''۔

یہ تعجیباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے۔

وَالْمُرَادُ بِهِمْ اَهْلُ مَكَّةَ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ اَسْكَنَهُمْ حَرَمَهٗ وَ جَعَلَهُمْ قَوَّامَ بَيْتِهٖ وَ اَكْرَمَهُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَفَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ بَدَلَ مَا اَلْزَمَهُمْ مِنَ الشُّكْرِ الْعَظِيْمِ اَوْ اَصَابَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالنِّعْمَةِ وَالسَّعَةِ لِاِيْلَافِهِمُ الرِّحْلَتَيْنِ فَكَفَرُوْا نِعْمَتَهٗ سُبْحَانَهٗ فَضَرَبَهُمْ جَلَّ جَلَالُهٗ بِالْقَحْطِ سَبْعَ سِنِيْنَ

www.waseemziyai.com

وَ قُتِلُوْا وَ اُسِرُوْا یَوْمَ بَدْرٍ فَحَصَلَ لَھُمُ الْکُفْرُ بَدْلَ النِّعْمَۃِ وَ بَقِیَ ذَالِکَ طَوْقًا فِیْ عُنُقِھِمْ۔

اس سے مراد اہل مکہ ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حرم میں سکونت پذیر کیا اور بیت اللہ کا متولی کیا اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ باعزت کیا تو انہوں نے کفران کیا باآنکہ ان پر شکر عظیم لازم تھا یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نعمتوں میں وسعتیں دیں تو انہوں نے اپنا رجحان نعمت کے بدلہ میں کفران نعمت کی طرف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات سال کا قحط مسلط کیا اور وہ قتل کئے گئے اور قید ہوئے بدر والے دن تو انہیں کفر ملا نعمت کے بدلے اور لعنت کا طوق ان کی گردنوں میں پڑا۔

وَاَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَ صَحَّحَہٗ وَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَالطَّبْرَانِیُّ وَ غَیْرُھُمْ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ ھٰؤُلَاءِ الْمُبَدِّلِیْنَ ھُمَا الْاَفْجَرَانِ مِنْ قُرَیْشٍ بَنُوْ اُمَیَّۃَ وَ بَنُوالْمُغِیْرَۃِ فَاَمَّا بَنُوالْمُغِیْرَۃِ فَقَطَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ اَبْرَمَھُمْ یَوْمَ بَدْرٍ وَ اَمَّا بَنُوْاُمَیَّۃَ فَمُتِّعُوْا اِلٰی حِیْنٍ۔

فرماتے ہیں یہ نعمت بدلنے والے وہ دو فجار قریش سے ہیں بنو امیہ اور بنو مغیرہ۔ پھر بنو مغیرہ کو تو اللہ تعالیٰ نے قطع ہی فرما دیا یوم بدر کے ساتھ اور بنو امیہ کچھ دن زندگی آرام وعیش سے گزارتے رہے۔

''وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا۔ اور بنایا انہوں نے اللہ کے لئے برابر والا کہ اس کی راہ سے گمراہ کریں فرما دیجئے اے محبوب کچھ دن آرام کر دو تو تمہارا لوٹنا آگ کی طرف ہے''۔

یعنی انہوں نے بتوں کو اللہ عزوجل کا مثل بنایا۔ نِدّ عربی میں شریک کو کہتے ہیں اور ہر شریک مثل ہی ہوتا ہے۔

''لِّیُضِلُّوْا۔ تاکہ وہ بہکا دیں سبیل قویم سے جو توحید ہے تو انہیں فرما دیجئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔ تَمَتَّعُوْا۔ آرام سے گزار لو جن شہوات ولذائذ میں تم ہو تو بے شک اس کے بعد تمہارا لوٹنا آگ کی طرف ہے گویا یہ جواب منکرین ومشرکین کو تہدیداً دیا گیا۔

''قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ فرما دیجئے میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کریں خفیہ اور ظاہر اس سے پہلے کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہو نہ یارانہ''۔

وَلَا خِلٰلٌ۔ بقول اخفش رحمہ اللہ جمع خلیل کی ہے جیسے اخلاء واخلہ۔

وَالْمُرَادُ وَاحِدٌ وَ ھُوَ نَفْیُ اَنْ یَّکُوْنَ ھُنَاکَ خَلِیْلٌ یُنْتَفَعُ بِہٖ بِاَنْ یَّشْفَعَ لَہٗ اَوْ یُسَامِحُہٗ۔ خلال، خلیل کی جمع ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہاں کوئی ایسا دوست نہ ہوگا جس سے نفع پہنچے یا وہ سفارش کر سکے۔ دوسرے مقام پر بھی ارشاد ہے: اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۢ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔ سورۃ بقرہ میں ہے مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن کے لئے تین باتیں اپنے عمل میں مضبوطی سے اختیار کرنی ضروری ہیں۔ نماز پنجگانہ قائم رکھیں۔ اور جو اللہ عزوجل نے انہیں رزق اور مال سے عطا فرمایا ہے اسے پوشیدہ دیں۔ تیسرے بوقت ضرورت علانیہ بھی دیں اور اس دن سے پہلے یہ کام کرنا ضروری ہے کہ جس دن بیع وشراء تجارت اور دوست کام نہ آئیں گے۔

''اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا فرمائے آسمان اور زمین اور نازل کیا آسمان

www.waseemziyai.com

سے پانی تو اس سے نکالے کچھ پھل تمہارے کھانے کو اور تمہارے لئے کشتی مسخر کی کہ وہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور مسخر کیں تمہارے لئے نہریں اور مسخر کئے تمہارے لئے سورج اور چاند جو برابر چل رہے ہیں اور مسخر کئے رات اور دن''۔

دَآئِبَيْنِ۔ کا ترجمہ دَائِمَيْنِ ہے یعنی ہمیشہ مسخر ہی رہیں گے۔

بعض نے اس کی تفسیر کی وَ اَصْلُ الدَّابِ الْعَادَةُ الْمُسْتَمِرَّةُ۔ داب عادت مستمرہ کے معنی میں ہے۔

اس آیہ کریمہ میں خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فرما کر یہ معنی مراد لئے کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِيْهَا مِنَ الْاَجْرَامِ الْعُلَوِيَّةِ وَالْاَرْضَ وَ مَا فِيْهَا مِنْ اَنْوَاعِ الْمَخْلُوْقَاتِ۔ آسمان پیدا فرمائے اور جو کچھ اس میں اجرام علویہ ہیں سب اور زمین بھی پیدا فرمائی معہ انواع مخلوقات کے۔

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ اَلسَّمَاءُ السَّحَابُ یعنی آسمان سے ابر مراد لے کر فرمایا کہ ابروں سے پانی اتارا کیونکہ ایک قسم بارش کی وہ ہے جسے مطر کہتے ہیں اور سحاب کو سماء اس لئے فرمایا کہ ہم سے بلند ہوتے ہیں وَ كُلُّ مَا عَلَا فَهُوَ سَمَاءٌ۔ اور جو ہم سے بلند اور اونچا وہ محاورہ میں سماء ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلْمُرَادُ مِنَ السَّمَاءِ الْفَلَكُ الْمَعْلُوْمُ فَاِنَّ الْمَطَرَ مِنْهُ يَبْتَدِئُ اِلَى السَّحَابِ وَ مِنَ السَّحَابِ اِلَى الْاَرْضِ۔ سماء سے مراد وہ آسمان ہے جو ہمیں نظر آ رہا ہے اور مطر اسی سے سحاب یعنی ابر میں آتا ہے اور ابر سے زمین کی طرف برستا ہے۔

عام اس سے کہ وہ شعاع شمسیہ کے ذریعہ سمندر سے بخار بن کر اعلیٰ کو چڑھ کر ابر بنے یا بخارات علویہ سے ہی ابر تیار ہو اس میں نزاع تحقیقی ہے سائنس والوں کی۔ جہاں تک نظر و تحقیق ہوئی انہوں نے اس پر حصر کر لیا اور اس کے خلاف قرآن کریم میں یوں ہے کہ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ہی فرمایا ہے اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مینہ برستا اوپر سے ہے۔ خواہ وہ سمندر سے بخار بن کر ابر بنے خواہ بخارات عالیہ سے ہی ابر بن کر برس جائے۔ اس کے بعد اس کا فائدہ فرمایا کہ

''فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ۔ اسی مینہ کے ذریعہ تمہاری معاش و خورد و نوش کے لئے پھل نکالے کہ تم اسے کھاؤ۔ گویا فرمایا: تَعِيْشُوْنَ بِهٖ وَ هُوَ بِمَعْنَى الْمَرْزُوْقِ مُرَادًا بِهِ الْمَعْنَى اللُّغَوِيِّ وَ هُوَ كُلُّ مَا يُنْتَفَعُ بِهٖ فَيَشْمَلُ الْمَطْعُوْمَ وَ الْمَلْبُوْسَ۔ اس میں حیات کے ضروریات سب داخل ہیں یعنی جس سے انتفاع حاصل ہو اس پر رِزْقًا لَّكُمْ حاوی ہے تو مطعوم اور ملبوس دونوں کا بیان اس میں آ گیا۔

یعنی مینہ سے پھل کھانے کے بھی نکالے اور پہننے کے مثل روئی، سن، ریشم وغیرہ بھی پیدا فرمائے۔

''وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ۔ اور کشتی تمہارے لئے مسخر کی کہ اس کے بنانے اور استعمال کرنے دونوں کی قوتیں تمہیں عطا کیں۔

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ۔ تاکہ جہاں چاہو جدھر چاہو سمندر میں چلو اللہ کے حکم و مشیت سے وَ كَذَا تَسْخِيْرُ الرِّيَاحِ۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ۔ اور نہریں تمہارے لئے مسخر فرمائیں کہ ان سے پانی پیو اور اپنے باغ اور کھیتیوں کو پلاؤ۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ۔ اور سورج چاند بھی تمہارے لئے مسخر کئے جو دائمین فی الحرکۃ ہیں۔ ہمیشہ

www.waseemziyai.com

چلتے رہیں گے حتیٰ کہ عمر دنیا ختم ہو جائے۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ اَبُوالشَّیْخِ فِی الْعَظْمَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الشَّمْسُ بِمَنْزِلَةِ السَّاقِیَةِ تَجْرِیْ بِالنَّهَارِ فِی السَّمَاءِ فِیْ فَلَكِهَا فَاِذَا غَرَبَتْ جَرَتْ بِاللَّیْلِ فِیْ فَلَكِهَا تَحْتَ الْاَرْضِ حَتّٰی تَطْلُعَ مِنْ مَّشْرِقِهَا وَ كَذَالِكَ الْقَمَرُ۔ سورج اپنی منزل چلتا ہے دن میں آسمان پر اپنے محور میں اور جب غروب ہوتا ہے تو رات میں چلتا ہے اپنے محور میں زمین کے اندر حتیٰ کہ اپنے مشرق سے طلوع ہو جاتا ہے۔

اور فلاسفہ کی تحقیق علیحدہ ہے اسے ہم یہاں نقل نہیں کرتے مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ۔ اور رات دن تمہارے لئے مسخر کئے کہ ایک کے پیچھے ایک آ جا رہا ہے۔

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ۔ اور جو کچھ تم نے مانگا اور چاہا ہم نے اس میں سے تمہیں دیا جو مصلحت وحکمت کے موافق تھا۔

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تم گن نہیں سکتے لَا تُطِیْقُوْا حَصْرَهَا۔ تم میں قوت وطاقت ہی نہیں کہ اس کا حصر کر سکو چنانچہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ نَعْمَةَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ اِلَّا فِیْ مَطْعَمِهٖ وَ مَشْرَبِهٖ فَقَدْ قَلَّ عِلْمُهٗ وَ حَضَرَ عَذَابُهٗ۔

جو اللہ کی نعمت کھانے پینے سے زیادہ نہیں جانتا وہ علم میں کم ہے اور اس پر عذاب ہے کفران نعمت کا۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔ بے شک انسان بڑا ظالم ناشکرا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد ابوجہل ہے۔

زجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انسان اسم جنس ہے اور یہاں اس سے ہر کافر مراد ہے اور اس کی تصریح کی کہ ال جو انسان پر ہے وہ جنس کے لئے ہے یعنی الف لام جنسی ہے بنا بر ایں جنس کافر مراد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾	اور (یاد فرمائیں) جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب کر دے اس شہر کو امن والا اور بچا مجھے اور میرے بیٹوں کو اس سے کہ پوجیں بتوں کو۔
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾	اے میرے رب بے شک ان بتوں نے گمراہ کر دیئے بہت لوگ تو جو میرا پیرو ہوا تو وہ تو میرا ہے اور جو نافرمان ہوا تو تو ہی بے شک بخشنے والا مہربان ہے۔
رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾	اے میرے رب میں بسا رہا ہوں اپنی کچھ اولاد کو ایک نالے میں جو غیر مزروع ہے تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے میرے رب تاکہ وہ نماز قائم رکھیں تو کر دے ان کے دل ان کی طرف مائل اور انہیں دے کھانے کو کچھ

www.waseemziyai.com

پھل تا کہ وہ شکر گزار ہوں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَ مَا نُعْلِنُ ؕ وَ مَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾

اے میرے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپائیں اور ظاہر کریں اور نہیں چھپا ہوا اللہ پر کچھ زمین میں نہ آسمان میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾

سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے عطا کیا مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق بے شک میرا رب دعا سنتا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾

اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا اور دعا قبول فرما

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

اے رب ہمارے بخش مجھے اور میرے والدین اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب قائم ہو۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

وَاِذْ - اور جب	قَالَ - کہا	اِبْرٰهِيْمُ - ابراہیم نے	رَبِّ - اے میرے رب
اجْعَلْ - بنادے	هٰذَا - اس	الْبَلَدَ - شہر کو	اٰمِنًا - امن والا
وَّاجْنُبْنِيْ - اور بچا مجھ کو	وَبَنِيَّ - اور میرے بیٹوں کو	اَنْ - یہ کہ	نَّعْبُدَ - عبادت کریں ہم
الْاَصْنَامَ - بتوں کی	رَبِّ - اے میرے رب	اِنَّهُنَّ - بے شک انہوں نے	اَضْلَلْنَ - گمراہ کیا ہے
كَثِيْرًا - بہت سے	مِّنَ النَّاسِ - لوگوں کو	فَمَنْ - پھر جس نے	تَبِعَنِيْ - میری پیروی کی
فَاِنَّهٗ - تو وہ	مِنِّيْ - مجھ سے ہے	وَمَنْ - اور جس نے	عَصَانِيْ - میری نافرمانی کی
فَاِنَّكَ - تو بے شک تو	غَفُوْرٌ - بخشنے والا	رَّحِيْمٌ - مہربان ہے	رَبَّنَآ - اے ہمارے رب
اِنِّيْٓ - بے شک میں نے	اَسْكَنْتُ - آباد کیا	مِنْ ذُرِّيَّتِيْ - اپنی کچھ اولاد کو	بِوَادٍ - ایسے نالے میں
غَيْرِ - جو نہیں ہے	ذِيْ زَرْعٍ - کھیتی والا	عِنْدَ - نزدیک	بَيْتِكَ - تیرے گھر
الْمُحَرَّمِ - عزت والے کے	رَبَّنَا - اے ہمارے رب	لِيُقِيْمُوا - تا کہ قائم کریں	الصَّلٰوةَ - نماز
فَاجْعَلْ - تو بنادے	اَفْئِدَةً - دل	مِّنَ النَّاسِ - لوگوں کے	تَهْوِيْٓ - کہ جھک آئیں
اِلَيْهِمْ - ان کی طرف	وَارْزُقْهُمْ - اور رزق دے ان کو	مِّنَ الثَّمَرٰتِ - پھلوں کا	لَعَلَّهُمْ - تا کہ وہ
يَشْكُرُوْنَ - شکر کریں	رَبَّنَآ - اے ہمارے رب	اِنَّكَ - بے شک تو	تَعْلَمُ - جانتا ہے
مَا - جو	نُخْفِيْ - ہم چھپائیں	وَمَا - اور جو	نُعْلِنُ - ہم ظاہر کریں
وَمَا - اور نہیں	يَخْفٰى - چھپی رہتی	عَلَى اللّٰهِ - اللہ پر	مِنْ شَيْءٍ - کوئی چیز
فِي الْاَرْضِ - زمین میں	وَلَا - اور نہ	فِي السَّمَآءِ - آسمان میں	اَلْحَمْدُ - سب تعریف

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

لِلّٰهِ۔اللہ کی ہے | الَّذِیْ۔جس نے | وَهَبَ۔دیا | لِیْ۔مجھے
عَلَی۔اوپر | الْکِبَرِ۔بڑھاپے کے | اِسْمٰعِیْلَ۔اسماعیل | وَ اِسْحٰقَ۔اور اسحاق
اِنَّ۔بے شک | رَبِّیْ۔میرا رب | لَسَمِیْعُ۔سننے والا ہے | الدُّعَآءِ۔دعائیں
رَبِّ۔اے میرے رب | اجْعَلْنِیْ۔بنا مجھ کو | مُقِیْمَ۔قائم کرنے والا | الصَّلٰوةِ۔نماز کا
وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ۔اور میری اولاد کو بھی | رَبَّنَا۔اے ہمارے رب | وَتَقَبَّلْ۔اور قبول کر
دُعَآءِ۔دعاء | رَبَّنَا۔اے رب ہمارے | اغْفِرْ۔بخش | لِیْ۔مجھے
وَلِوَالِدَیَّ۔اور میرے والدین | وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔اور سب ایمان والوں کو بھی
یَوْمَ۔جس دن | یَقُوْمُ۔قائم ہو | الْحِسَابُ۔حساب

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

''وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ۔ اور (یاد فرمائیں) جب عرض کیا ابراہیم نے اے میرے رب کر دے اس شہر کو امن والا اور مجھے اور بیٹوں کو بچا اس سے کہ پوجیں بتوں کو اے میرے رب بے شک ان بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا اتباع کیا تو وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مکہ معظمہ کے لئے کی تھی کہ اتنا امن رکھ کہ قیامت قائم ہونے تک یہ شہر پرامن رہے اور ویران نہ ہو اور اس کے رہنے والے امن میں رہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ آج تک اور آج سے قیامت تک یہ شہر بلد امین ہے۔ حملے بھی ہوئے چڑھائیاں بھی ہوئیں لیکن اسے کوئی بھی ویران نہ کر سکا اور قیامت تک کوئی اسے ویران نہ کر سکے گا اور اس کی خصوصیات میں یہ بات ہے کہ یہ حرم ہے۔

اس میں نہ کسی انسان کا خون بہانے کی اجازت ہے نہ کسی پر ظلم کرنے کی حتیٰ کہ حدود حرم میں شکار مارنے سبزہ کاٹنے تک کی اجازت نہیں اور وَاجْنُبْنِیْ میں اپنی ذات کو بھی شریک کیا وہ تواضع وانکسار کے لئے ہے ورنہ ہر نبی معصوم ہے اور بت پرستی تو اکبر کبائر ہے وہ تو صغائر سے بھی معصوم ہے گویا آپ علیہ السلام نے دعا میں یوں عرض کیا کہ تو نے اپنے کرم ورحمت سے مجھے معصوم فرمایا ہے لیکن باوجود اس عصمت کے میں تیرے حضور دست احتیاج پھیلاتا ہوں۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ۔ میں مفعول فعل محذوف ہے اس لحاظ سے اس کے معنی یہ ہوئے: اُذْکُرْ ذَالِکَ الْوَقْتَ وہ وقت یاد فرمائیں۔ دوسری دعا یہ تھی وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اس کے معنی ہیں: بَعِّدْنِیْ وَ اِیَّاهُمْ دور کر مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے ان کی عبادت سے وَ اَصْلُ التَّجَنُّبِ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّجُلُ فِیْ جَانِبٍ غَیْرِ مَا عَلَیْهِ غَیْرُهٗ ثُمَّ اسْتُعْمِلَ بِمَعْنَی الْبُعْدِ۔ تجنب کہتے ہیں اس کو کہ آدمی ایک جانب رہے پھر اس کا استعمال بعد کے معنی میں ہو گیا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ اِنْ کَانَ یَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَعْصِمُهٗ مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ اِلَّا اَنَّهٗ ذَکَرَ ذَالِکَ هَضْمًا لِنَفْسِهٖ وَ اِظْهَارًا لِّلْحَاجَةِ۔

''رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا۔ اے میرے رب ان بتوں نے بہت لوگ گمراہ کر دیئے فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ۔ تو جو میرا متبع ہوا وہ تو میرا ہے اور جو نافرمان ہوا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے''۔

www.waseemziyai.com

یعنی یہ بت بہت لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے گویا سبب ضلالت یہ ہوئے ورنہ وہ تو جماد محض ہیں تو چونکہ سبب ضلالت وہ بت ہیں اس لئے انہیں اَضْلَلْنَ فرمایا۔

اور میرے پیرو وہ ہیں جو میرے فرمانبردار ہیں اور جو نافرمان ہیں وہ تیرے سپرد ہیں تو چاہے تو انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمادے آگے ارشاد ہے:

''رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ۔ اے ہمارے رب میں نے بسائی کچھ اپنی اولاد ایک نالے میں جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے عزت والے گھر کے پاس''۔

یعنی اس وادی میں جہاں اب مکہ مکرمہ ہے اور ذریت سے مراد صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں نہیں ہوئی بلکہ آپ سرزمین شام میں حضرت ہاجرہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت ہاجرہ ام اسماعیل علیہما السلام قبط سے تھیں اور امۃ حضرت سارا تھیں انہیں حضرت سارا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کر دیا تھا۔

حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوگئی تو حضرت سارا کو اپنی اولاد نہ ہونے اور حضرت ہاجرہ سے صاحبزادہ ہونے پر غبطہ ہوا حضرت سارا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے علیحدہ کر دیجئے۔ حکمت الٰہی عزوجل نے یہ ایک سبب پیدا کیا۔

چنانچہ حضرت خلیل اللہ کو وحی ہوئی کہ ہاجرہ اور اسماعیل کو اس سرزمین میں لے جائیں۔ آپ بہ حکم رب العالمین ہاجرہ اور اسماعیل علیہما السلام کو ملک شام سے سرزمین حرم میں لے آئے اور کعبہ مقدسہ کے نزدیک اتارا اس وقت اس جنگل میں کوئی آبادی نہ تھی اور نہ یہاں کوئی چشمہ نہ کنواں۔

پھر آپ انہیں ایک توشہ دان میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی دے کر واپس جانے لگے اور ان کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ حضرت ہاجرہ نے عرض کیا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اور ہمیں اس جنگل بیابان میں بے رفیق وانیس چھوڑ رہے ہیں آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی طرف التفات بھی نہ کیا۔ حضرت ہاجرہ نے جب دیکھا کہ آپ کی طرف سے جواب بھی نہیں ہے تو آپ سمجھیں کہ اس میں کوئی راز ہے۔

تو حضرت ہاجرہ نے عرض کیا حضرت کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اشارہ سے فرمایا کہ ہاں۔

یہ سمجھ کر آپ نے اطمینان کیا اور فرمایا: اِذًا لَّا یُضِیۡعُنَا اللّٰہُ۔ بس اب ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے گئے اور چلتے ہوئے بارگاہ متعال میں رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ فرما کر اس کے بعد دعا کی۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے فرزند ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں۔ اس جنگل میں گرمی کی شدت تھی جو پانی تھا وہ ختم ہوگیا۔ اب حضرت ذبیح اللہ کا حلق پیاس سے خشک ہوگیا تو آپ پانی کی جستجو میں آبادی کی تلاش میں صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں پر چڑھیں اور درمیانی راہ دوڑ کر طے فرمائی۔

www.waseemziyai.com

یہ ادھر سے ادھر دوڑنا ہی اصل ہے سعی صفا و مروہ کی جو حاجی کرتے ہیں اور یہ سنت ہاجرہ اس طرح قیامت تک کے لئے جاری ہوگئی۔

ساتویں بار جب آپ کی نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام پر پڑی تو وہاں پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔ یہ چشمہ فرشتے کے پر مارنے یا حضرت ذبیح علیہ السلام کی ایڑیوں کے رگڑنے سے جاری ہوا۔

یہ چشمہ اس پتھریلی خشک زمین میں جب ابلنے لگا تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اس کے چاروں طرف مٹی جمع کرتی جاتی تھیں اور فرماتی جاتی تھیں زَمْزَمْ زَمْزَمْ۔ اس کے معنی تھم تھم ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ بھی ایک شعر میں فرماتے ہیں:

اس میں زمزم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش

آیہ کریمہ میں عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ جو فرمایا اس سے مراد بیت اللہ شریف ہے۔

طوفان نوح (علیہ السلام) سے قبل کعبہ مقدسہ اس جگہ تھا اور طوفان کے وقت آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ آپ علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا۔

ایک لطیف بات اس قصہ سے یہ بھی واضح ہوتی ہے کہ جب آپ آگ میں ڈالے گئے تو آپ نے قطعاً دعا نہ فرمائی اور اس وقت آپ نے دعا فرمائی اس میں یہ راز ہے کہ اگرچہ دعا نہ کرنا اور کارسازیٔ حق پر اعتماد رکھنا بھی ایک درجہ توکل ہے جو اپنی منزل و مقام میں بہتر ہے۔

لیکن اس مقام سے جب بلند مقام پر عارف پہنچتا ہے تو دعا کرنا ہی اس کے لئے افضل ہوتا ہے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے درجات جب پہلے مقام سے بلندی پر آئے تو آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور اس سے ادنیٰ درجہ پر دعا کے لئے لب بند رکھے۔

اس واقعہ کو علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

وَ ذَالِکَ اَنَّ هَاجَرَ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ كَانَتْ اَمَةً مِّنَ الْقِبْطِ لِسَارَةَ فَوَهَبَتْهَا مِنْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا وَلَدَتْ اِسْمٰعِيْلَ غَارَتْ فَلَمْ تَقَارِّهٖ عَلٰى كَوْنِهٖ مَعَهَا فَاَخْرَجَهَا وَ ابْنَهَا اِلٰى اَرْضِ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْسَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِيْ اَعْلَى الْمَسْجِدِ وَ لَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ وَ وَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَ سِقَاءً فِيْهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفٰى مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ هَاجَرُ فَقَالَتْ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَ تَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِى الَّذِىْ لَيْسَ فِيْهِ اَنِيْسٌ وَلَا شَيْءٌ۔

قَالَتْ لَهٗ ذَالِکَ مِرَارًا وَ جَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهٗ۔

اَللّٰهُ اَمَرَکَ بِهٰذَا؟۔

قَالَ نَعَمْ۔

قَالَتْ اِذًا لَّا يُضِيْعُنَا۔

ثُمَّ رَجَعَتْ وَانْطَلَقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهٗ وَ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ وَ كَانَ اِذْ ذَاکَ مُرْتَفِعًا مِّنَ الْاَرْضِ كَرَابِيَةٍ تَاْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَ شِمَالِهٖ ثُمَّ دَعَا

www.waseemziyai.com

بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ (اِلٰى) لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔

ثُمَّ اِنَّهَا جَعَلَتْ تُرْضِعُ ابْنَهَا وَ تَشْرَبُ مِمَّا فِي السِّقَاءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ عَطِشَتْ وَ عَطِشَ ابْنُهَا وَ جَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةً اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ فَهَبَطَتْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتْهُ ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَ نَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ فَفَعَلَتْ ذَالِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَ لِذَالِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا سَبْعًا۔

فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهْ تُرِيْدُ نَفْسَهَا ثُمَّ سَمِعَتْ فَسَمِعَتْ اَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ۔

فَاِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تَحُوْضُهٗ وَ تَعْرِفُ مِنْهُ فِيْ سَقَائِهَا وَ هُوَ يَفُوْرُ فَشَرِبَتْ وَ اَرْضَعَتْ وَلَدَهَا وَ قَالَ لَهَا الْمَلَكُ۔

لَا تَخَافِي الضَّيْعَةَ فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَبْنِيْهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَ اَبُوْهُ وَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَا يُضِيْعُ اَهْلَهٗ۔

وہ فرشتہ جس کے ذریعہ چشمہ زمزم جاری ہوا اس نے حضرت ہاجرہ سے کہا آپ کسی قسم کا خوف نہ کریں یہاں بیت اللہ ہے اور اس کی تعمیر اس بچے اور اس کے باپ کے ہاتھوں ہوگی اور اللہ تعالیٰ خلیل کے اہل کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اس جنگل میں تھے کہ قبیلہ بنی جرہم کے کچھ آدمی ادھر سے گزرے انہوں نے یہاں کچھ پرند اڑتے دیکھے انہوں نے کہا پرند تو اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اس جگہ پانی نہ ہو چنانچہ انہوں نے آدمی بھیجا کہ معلوم کرے یہاں پانی کس جگہ ہے اس آنے والے نے تلاش کرتے کرتے پانی پالیا آخر وہ آئے اور انہوں نے کہا:

اگر آپ اجازت دیں تو ہم بھی یہاں اس پانی میں شرکت کرلیں اور اپنے مویشیوں کے دودھ میں ہم آپ کو شریک کر لیں گے۔

مختصر یہ کہ اس طرح مکہ معظمہ کی آبادی شروع ہوئی پھر انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے اپنی لڑکی بیاہ دی۔ باقی طویل قصہ ہے جو کتب سیر میں ملاحظہ کریں۔ بقیہ عبارت قصہ مذکورہ کی یہ ہے:

ثُمَّ اَنَّهٗ مَرَّتْ بِهِمَا رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمَ فَرَاَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا لَا يَطِيْرُ اِلَّا عَلَى الْمَاءِ فَبَعَثُوْا رَسُوْلَهُمْ فَنَظَرَ فَاِذَا بِالْمَاءِ فَاَتَاهُمْ فَقَصَدُوْهُ وَ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ عِنْدَهٗ فَقَالُوْا اَشْرِكِيْنَا فِيْ مَاءِ كِ نُشْرِكْكِ فِيْ اَلْبَانِنَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا اَدْرَكَ اِسْمَاعِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ زَوَّجُوْهُ امْرَاءَ ةً مِّنْهُمْ وَ تَمَامُ الْقِصَّةِ فِيْ كُتُبِ السِّيَرِ۔

بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ۔ اس سے مراد وادی مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ مراد ہے اور غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ اس لئے فرمایا کہ مکہ معظمہ کی زمین میں اس امر کی صلاحیت ہی نہ تھی کہ اس میں کھیتی کیاری ہو سکے اور ایسی بنجر پتھریلی زمین میں مرکز

www.waseemziyai.com

عبادت اور مقام ختم المرسلین ﷺ مقرر فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ یہاں سے توحید کے چشمہ پھوٹنے پر سوائے تعجب کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ وہاں سے سلسلہ تبلیغ ہونا ہی تھا اس لئے کہ وہ تجارت کا مرکز تھا۔ پھل اور پھولوں کا خزانہ تھا۔ پیداوار کا معدن تھا ہر طرف سے تاجروں کا وہاں آنا جانا تھا اس وجہ میں تبلیغ مکمل ہوئی۔

اب یہی کہا جائے گا کہ کوہستانی گھاٹیوں میں سنگلاخ جنگل میں جہاں نہ زراعت تھی نہ باغ حتیٰ کہ خرموں کے درخت بھی اس سے دور دور ہیں وہاں آواز حق بلند فرما کر چار دانگ عالم میں توحید کا ڈنکا بجا دینا یہ صرف اور صرف اس نبی ابطحی امی لقمی کی معجز نمائی اور تائید الٰہی عزوجل تھی۔ ورنہ اسباب ظاہری تو بالکل ایسی جگہ سے ایسے کارہائے نمایاں کی امید ہی نہیں کر سکتے۔ آگے ارشاد ہے:

''رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ۔ اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ قائم رکھیں نماز تو تو کر دے دل لوگوں کے ان کی طرف مائل''۔

یعنی حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد اس وادی غیر ذی زرع میں تیرے ذکر و عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے بیت حرم کے پاس اکناف عالم اور اطراف بلاد سے لوگ آئیں ان کے دل اس مکان مطہر کے شوق زیارت سے کھنچیں۔

اس آیہ کریمہ میں اہل ایمان کے لئے یہ دعا ہے کہ انہیں حج بیت اللہ میسر ہو اور سکان مکہ مکرمہ کے لئے اور ان کی اولاد کے واسطے یہ دعا کہ جب باہر کے ممالک کے لوگ زیارت و حج کے لئے آئیں گے تو یہاں کے رہنے والے ان سے منتفع ہوں گے۔ مختصر یہ کہ اس دعا میں دینی و دنیوی دونوں برکات مضمر ہیں۔

اور خلیل اللہ عزوجل وعلیہ السلام کی یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ قیامت تک یہ زائرین کا مرکز بن گیا۔ ایام حج اور غیر ایام حج ہر موسم میں طواف بیت اللہ بھی بارہ مہینے ہوگا اور ہوتا رہتا ہے اور زائرین بھی ہر موسم میں یہاں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

مختصراً اس قصہ کا آخر واقعہ یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بنی جرہم کے ساتھ سکونت پذیر رہے۔

''وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ۔ اور انہیں پھلوں میں سے روزی عطا فرما تا کہ وہ شکر گزار رہوں''۔

''رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ۔ اے ہمارے رب تو جانتا ہے کہ جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور نہیں کچھ مخفی اللہ پر زمین اور آسمان میں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۔

یعنی اپنے فضل سے ایسے جنگل غیر ذی زرع میں یہاں کے رہنے والوں کو ہر قسم کے پھلوں سے متمتع فرما۔ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے ایسی شان سے مستجاب فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ہر قسم کے پھل تازہ اب تک ملتے ہیں۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دعائیں حضرت نے فرمائیں۔

وَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ۔ اور دوسری دعا

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ۔ چنانچہ اس مقام مقدسہ کے لئے قلوب مومنین کا رجحان اتنا بڑھا کہ ہر ملک ہر اقلیم کا آدمی یہاں کی زیارت کو حاضر آتا ہے اور پھلوں کی افراط کا یہ عالم ہے کہ۔

حَتّٰى اَنَّهٗ يَجْتَمِعُ فِيْ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ الْبَوَاكِيْرُ وَالْفَوَاكِهُ الْمُخْتَلِفَةُ الْاَزْمَانِ مِنَ الرَّبِيْعِيَّةِ

www.waseemziyai.com

وَالصَّيْفِيَّةِ وَالْخَرِيْفِيَّةِ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ۔

مکہ مکرمہ میں ربیع وخریف صیف وشتا کے تمام پھل ایک ہی دن میں حاصل ہوتے ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ نِ الطَّائِفِيْ اَنَّ الطَّائِفَ كَانَتْ مِنْ اَرْضِ فَلَسْطِيْنَ فَلَمَّا دَعَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهِ الدَّعْوَةِ رَفَعَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَ وَضَعَهَا حَيْثُ وَضَعَهَا رِزْقًا لِّلْحَرَمِ۔

طائف ارض فلسطین سے تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اٹھایا اور مکہ مکرمہ کے قریب کر دیا تا کہ ہر قسم کے پھل اہل مکہ کو ملتے رہیں۔

وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اقْتَلَعَهَا فَجَاءَ وَ طَافَ حَوْلَ الْبَيْتِ سَبْعًا وَلِذَا سُمِّيَتِ الطَّائِفُ ثُمَّ وَضَعَهَا قَرِيْبَ مَكَّةَ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ طائف کو اکھاڑ کر اٹھایا اور روح الامین علیہ السلام نے بیت اللہ کے سات طواف کر کے طائف کو مکہ معظمہ کے قریب رکھ دیا اسی وجہ سے اس کا نام طائف رکھا گیا۔

وَ رُوِيَ نَحْوَ ذَالِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ ایسا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ اللّٰهَ نَقَلَ قَرْيَةً مِّنْ قُرَى الشَّامِ فَوَضَعَهَا بِالطَّائِفِ لِدَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

اللہ تعالیٰ نے شام کے قریوں میں سے ایک قریہ طائف سے ملا کر دعاء ابراہیم علیہ السلام مستجاب فرمائی۔

اور رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّ مُرَادَهُ مَا نُخْفِيْ مِنْ حُبِّ اِسْمٰعِيْلَ وَ اُمِّهٖ وَ مَا نُعْلِنُ لِسَارَةَ مِنَ الْجَفَاءِ لَهُمَا۔

آیہ کریمہ میں جو فرمایا: رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ اس سے مراد اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کی محبت ہے اور وَ مَا نُعْلِنُ سے حضرت سارہ نے جو غیرت اولاد کا مظاہرہ کیا وہ ہے۔

بہر حال آگے خود ہی فرمایا: وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ اور اللہ تعالیٰ پر کوئی شے زمین و آسمان کی مخفی نہیں۔

گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ان دعاؤں کے بعد یہ بھی ظاہر فرمانا ضروری تھا کہ تیرے حضور جو دعائیں کر رہا ہوں یہ صرف اظہار عبودیت اور خشوع وخضوع تیری عظمت سے کر رہا ہوں ورنہ تیرے علم سے کچھ مخفی نہیں۔

وَ قِيْلَ اَرَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّكَ اَعْلَمُ بِاَحْوَالِنَا وَ مَصَالِحِنَا وَ اَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا فَلَا حَاجَةَ لَنَا اِلَى الطَّلَبِ لٰكِنْ نَدْعُوْكَ لِاِظْهَارِ الْعُبُوْدِيَّةِ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گزارش میں یہ ارادہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض بھی ہو جائے اور دعا بھی کہ الٰہی تو ہمارے حالات اور ہماری بہبود وسود سے واقف ہے اور رحم کرنے والا ہے ہماری جانوں پر اگرچہ تیرے حضور طلب کی ضرورت نہیں لیکن میں اس لئے مانگ رہا ہوں کہ اپنی عبودیت کا اظہار کر سکوں۔

www.waseemziyai.com

اس پر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رباعی میں بتایا کہ ظہور حال مستغنی عن السوال ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

وَ یَعْمَنِیُ الشَّکْوٰی اِلَی النَّاسِ اَنَّنِیُ عَلِیْلٌ وَ مَنْ اَشْکُوْ اِلَیْهِ عَلِیْلُ

وَ یَعْمَنِیُ الشَّکْوٰی اِلَی اللّٰهِ اَنَّهٗ عَلِیْمٌ بِمَا اَشْکُوْهُ قَبْلَ اَقُوْلُ

لوگوں سے یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اس لئے مجھے منع کرتا ہے کہ جس کی طرف میں یہ شکوہ کر رہا ہوں وہ خود بھی علیل ہے۔ اور اللہ کے حضور شکوے سے مجھے یوں منع کرتا ہے کہ وہ میرے عرض سے پہلے اس حال سے واقف ہے جس کا شکوہ کر رہا ہوں۔

اس کے بعد بارگاہ الوہیت عزوجل میں حمد فرمائی:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ۔ اس کے وجہ منیر کو حمد ہے جس نے کبر سنی اور بڑھاپے میں جب کہ میں اولاد کی طرف سے ناامید ہو چکا تھا تو اللہ نے دو صاحبزادے اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے حضرت اسماعیل ننانوے سال کی عمر میں اور حضرت اسحاق ایک سو بارہ سال کی عمر میں پیدا ہوئے۔

''اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ۔ بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے''۔ اور دعا آپ نے یہ کی تھی کہ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے بارگاہ حق میں عرض کیا۔

''رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ۔ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو''۔

اس لئے کہ آپ کی ذریت میں بعض کے متعلق باعلام واخبار الٰہی عزوجل معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کافر ہوں گے اسلئے آپ نے دعا میں وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ فرمایا اور من تبعیضیہ لگایا تا کہ سب ذریت کے لئے نہیں بلکہ بعض ذریت کے لئے پابندی نماز اور محافظت کی دعا رہے۔

''رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ۔ اے ہمارے رب میری دعا سن لے قبول فرمالے''۔

''رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب قائم ہو''۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ کَانَتْ اُمُّهٗ عَلٰی مَارَوَی الْحَسَنُ مُؤْمِنَةً فَلَا اِشْکَالَ فِی اسْتِغْفَارٍ لَّهَا وَاَمَّا الْاِسْتِغْفَارُ لِاَبِیْهِ فَقَدْ قِیْلَ فِی الْاِعْتِذَارِ عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ قَبْلَ اَنْ یَّتَبَیَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔

آپ کی والدہ مومنہ تھیں تو ان کے لئے تو کوئی اشکال استغفار میں نہیں۔ اور استغفار باپ کے لئے اس پر اعتذار ہو چکا کہ وہ اس امر سے قبل کی دعا تھی جب تک آپ پر یہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اور اس پر مفسرین کے چند اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس دعا میں آپ نے اپنے والد نوح علیہ السلام مراد لئے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس دعا میں حضرت آدم وحوا مراد ہیں۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع -سورۃ ابراہیم- پ ۱۳

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۴۲﴾

اور نہ گمان کرنا کہ اللہ غافل ہے ظالموں کے کام سے انہیں تو مہلت دی ہے صرف اس دن تک کہ اس میں آنکھیں پتھرا جائیں گی۔

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے نہ پلٹ سکیں گے اس طرف اپنی پلک اور ان کے دل اڑ رہے ہوں گے۔

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ﴿۴۴﴾

اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے جب آئے ان پر عذاب تو کہیں وہ جو ظالم ہیں اے ہمارے رب مؤخر کر دے ہمیں تھوڑی مدت کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور رسولوں کی پیروی کریں تم قسم نہ کھا چکے تھے پہلے کہ نہیں تمہیں دنیا سے ہٹ کر جانا۔

وَّ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾

اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہیں کھل گیا کہ ہم نے کیا کیا ان کے ساتھ اور ہم نے تمہیں مثالیں دے کر بتایا۔

وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

اور بے شک انہوں نے مکر کیا اپنا اور اللہ کے پاس ان کے مکر کا جواب ہے اگرچہ ہو ان کا مکر ایسا کہ پہاڑ ٹل جائیں۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۙ﴿۴۷﴾

اور نہ گمان کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا بے شک اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

وہ دن جب کہ بدل دی جائے زمین اس زمین کے سوا اور آسمان اور نکلیں اللہ کے لئے جو ایک غالب ہے۔

وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۚ﴿۴۹﴾

اور تم مجرموں کو دیکھو گے اس دن کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے۔

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۙ﴿۵۰﴾

ان کے کرتے رال کے ہوں گے اور ان کے منہ آگ چھپائے گی۔

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

تاکہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو اس کے عمل کا بے شک اللہ حساب لینے میں جلدی کرتا ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

یہ حکم پہنچانا ہے لوگوں کو اور ڈرانا اس سے تا کہ جان لیں کہ بے شک اللہ ہی ایک ہے اور تا کہ نصیحت مانیں عقل والے۔

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

وَلَا - اور نہ	تَحْسَبَنَّ - خیال کرتو	اللّٰهَ - اللہ کو	غَافِلًا - غافل
عَمَّا - اس سے	يَعْمَلُ - جو کرتے ہیں	الظّٰلِمُوْنَ - ظالم	اِنَّمَا - سوائے اس کے نہیں
يُؤَخِّرُهُمْ - مہلت دیتا ہے وہ ان کو	لِيَوْمٍ - اس دن کے لئے کہ	تَشْخَصُ - جھک جائیں گی	
فِيْهِ - اس میں	الْاَبْصَارُ - آنکھیں	مُهْطِعِيْنَ - دوڑتے ہوں گے	مُقْنِعِيْ - اٹھائے ہوئے
رُءُوْسِهِمْ - اپنے سروں کو	لَا يَرْتَدُّ - نہیں لوٹیں گی	اِلَيْهِمْ - ان کی طرف	طَرْفُهُمْ - ان کی نگاہیں
وَاَفْئِدَتُهُمْ - اور ان کے دل	هَوَآءٌ - اڑتے ہوں گے	وَاَنْذِرِ - اور ڈرا	النَّاسَ - لوگوں کو
يَوْمَ - جس دن	يَاْتِيْهِمُ - آئے گا ان کے پاس	الْعَذَابُ - عذاب	فَيَقُوْلُ - پھر کہیں گے
الَّذِيْنَ - وہ جو	ظَلَمُوْا - ظالم ہیں	رَبَّنَآ - اے ہمارے رب	اَخِّرْنَآ - مہلت دے ہمیں
اِلٰى - طرف	اَجَلٍ - مدت	قَرِيْبٍ - قریب کی	نُّجِبْ - ہم قبول کریں
دَعْوَتَكَ - تیری پکار	وَنَتَّبِعِ - اور پیروی کریں	الرُّسُلَ - رسولوں کی	اَوَلَمْ - کیا نہیں
تَكُوْنُوْٓا - تھے تم	اَقْسَمْتُمْ - قسمیں کھاتے	مِّنْ قَبْلُ - پہلے	مَا لَكُمْ - کہ نہیں ہے تمہیں
مِّنْ زَوَالٍ - کوئی زوال	وَّسَكَنْتُمْ - اور بسے تم	فِيْ مَسٰكِنِ - گھروں میں	الَّذِيْنَ - ان کے جنہوں نے
ظَلَمُوْٓا - ظلم کیا	اَنْفُسَهُمْ - اپنی جانوں پر	وَتَبَيَّنَ - اور ظاہر ہو گیا	لَكُمْ - تمہارے لئے
كَيْفَ - کس طرح	فَعَلْنَا - کیا ہم نے	بِهِمْ - ان کے ساتھ	وَ ضَرَبْنَا - اور بیان کیں
ہم نے	لَكُمُ - تمہارے لئے	الْاَمْثَالَ - مثالیں	وَقَدْ - اور بے شک
مَكَرُوْا - مکر کیا انہوں نے	مَكْرَهُمْ - اپنا مکر	وَعِنْدَ - اور پاس ہے	اللّٰهِ - اللہ کے
مَكْرُهُمْ - ان کے مکر کا جواب	وَاِنْ - اور بے شک	كَانَ - تھا	مَكْرُهُمْ - ان کا مکر
لِتَزُوْلَ - کہ ٹل جائیں	مِنْهُ - اس سے	الْجِبَالُ - پہاڑ	فَلَا - پھر نہ
تَحْسَبَنَّ - خیال کرتو	اللّٰهَ - اللہ کو	مُخْلِفَ - خلاف کرنے والا	وَعْدِهٖ - اپنے وعدے کا
رُسُلَهٗ - اپنے رسولوں سے	اِنَّ - بے شک	اللّٰهَ - اللہ	عَزِيْزٌ - غالب ہے
ذُوانْتِقَامٍ - بدلہ لینے والا	يَوْمَ - جس دن	تُبَدَّلُ - بدل جائے گی	الْاَرْضُ - زمین
غَيْرَ - سوائے	الْاَرْضِ - زمین کے	وَالسَّمٰوٰتُ - اور آسمان بھی	وَبَرَزُوْا - اور نکلیں گے
لِلّٰهِ - اللہ	الْوَاحِدِ - اکیلے	الْقَهَّارِ - زبردست کے لئے	وَتَرَى - اور دیکھے گا تو

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

27/27

الْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرموں کو	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	مُّقَرَّنِيْنَ۔ جکڑے ہوئے	فِي الْاَصْفَادِ۔ زنجیروں میں
سَرَابِيْلُهُمْ۔ ان کے کرتے	مِّنْ قَطِرَانٍ۔ رال کے ہوں گے		وَّتَغْشٰى۔ اور ڈھانپے گی
وُجُوْهَهُمُ۔ ان کے چہروں کو	النَّارُ۔ آگ	لِيَجْزِيَ۔ تاکہ بدلہ دے	اللّٰهُ۔ اللہ
كُلَّ۔ ہر	نَفْسٍ۔ آدمی کو	مَّا۔ جو	كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا
اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	سَرِيْعُ۔ جلدی لینے والا ہے	الْحِسَابِ۔ حساب
هٰذَا۔ یہ	بَلٰغٌ۔ پہنچانا ہے	لِّلنَّاسِ۔ لوگوں کو	وَلِيُنْذَرُوْا۔ اور تاکہ وہ
ڈرائے جائیں	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	وَلِيَعْلَمُوْٓا۔ اور تاکہ جانیں وہ کہ	
اَنَّمَا۔ سوائے اس کے نہیں	هُوَ۔ وہ	اِلٰهٌ۔ معبود	وَّاحِدٌ۔ ایک
وَّلِيَذَّكَّرَ۔ اور تاکہ نصیحت لیں		اُولُوا۔ صاحب	الْاَلْبَابِ۔ عقل لوگ

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورۃ ابراہیم - پ ۱۳

''وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اور نہ گمان کرنا کہ اللہ غافل ہے ظالموں کے کام سے انہیں تو مہلت دی ہے صرف اس دن تک کہ آنکھیں پتھرا جائیں گی بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے نہ پلٹ سکے گی اس وقت ان کی پلک اور ان کے دل اڑ رہے ہوں گے اور ڈراؤ لوگوں کو اس دن سے جب آئے ان پر عذاب تو کہیں ظالم لوگ اے ہمارے رب مؤخر کر دے ہمیں ایک قریب مدت تک عذاب۔ ہم تیری دعوت قبول کر لیں اور رسولوں کی پیروی کیا تم نہ تھے قسم کھانے والے اس سے قبل کہ تمہیں دنیا میں کوئی زوال نہیں اور بسے رہے تم ظالموں کے گھروں میں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور ظاہر ہو گیا تمہیں کہ ہم نے کیا کیا ان کے ساتھ اور ہم نے مثالیں دے کر تمہیں بتایا''۔

یہ مخاطب ان کی طرف ہے جو اس وہم میں تھے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ غافل ہو سکتا ہے انہیں فرمایا گیا کہ یہ گمان نہ رکھنا البتہ یہ ہے کہ انہیں ڈھیل دی گئی ہے اس دن تک جس دن تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ہوگا۔

شخص بصر رحمہ اللہ پر راغب فرماتے ہیں: مَنْ هَوْلِ مَا يَرَوْنَهٗ۔ دہشت زدہ آدمی کی نظر جس حال میں ہو جاتی ہے اسے شخص بصر کہتے ہیں۔

حضرت قتادہ سے عبد بن حمید رحمہم اللہ راوی ہیں: شَخَصَتْ فِيْهِ اَبْصَارُهُمْ فَلَا تَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ آنکھیں چری کی چری رہ جانا۔ پتھرا جانا حیرت و استعجاب میں جو حال ہوتا ہے حیرت زدہ تکتا رہ جاتا ہے۔

مُهْطِعِيْنَ۔ مُسْرِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِيْ۔ ایسے دوڑنا جیسے مجرم آواز پڑنے پر حاکم کی طرف دوڑتا ہے۔

احمد بن یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْمُهْطِعُ الَّذِيْ يَنْظُرُ فِيْ ذُلٍّ وَّ خُشُوْعٍ۔ مہطع اس دیکھنے والے کو کہتے ہیں جو ذلت اور خوف کے وقت دیکھے۔

ابن انباری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْاِهْطَاعُ التَّجْمِيْعُ وَ هُوَ قَبْضُ الرَّجُلِ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ اہطاع دوڑ کر آگے کی چیز کو پکڑنا ہے۔

لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ۔ لَا يَقِرُّ اَعْيُنُهُمْ وَ تَارَةً يَّتِيْهُوْنَ فَلَا تَطْرِفُ اَبْصَارُهُمْ۔ مبہوت ہو کر ایک طرف

www.waseemziyai.com

بت بن جانا ادھر ادھر نظر نہ پھیر سکنا۔

وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ۔ اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں۔ یعنی خالی عقل وفہم فرط حیرت ودہشت میں۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ۔ یعنی اے محبوب ڈرائیں لوگوں کو خطاب سید المخاطبین صلی اللہ علیہ وسلم۔

عَلَامَةٌ اَنَّ تَاخِيرَ عَذَابِهِمْ لِمَاذَا وَ اَمَرَ لَهُ بِاِنْذَارِهِمْ وَ تَخْوِيفِهِمْ مِنْهُ فَالْمُرَادُ بِالنَّاسِ الْكُفَّارُ الْمُعَبَّرُ عَنْهُمْ بِالظَّالِمِينَ۔ اور فرما دیجئے کہ عذاب میں تاخیر کیوں ہے اس لئے کہ تمہیں ہدایت اور انذار کی ہدایت کی گئی ہے۔ چنانچہ ناس سے مراد وہی کفار ہیں جنہیں ظالم کہا گیا ہے۔

يَوْمَ يَاْتِيهِمُ الْعَذَابُ۔ اس دن سے جس دن ان پر عذاب آئے گا اس سے مراد قیامت ہے یا موت کا دن مراد ہے جس میں سکرات کے وقت ملائکہ علیہم السلام عذاب اسے نظر آئیں گے۔

فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ تو اس وقت کہیں گے وہ جو ظالم ہیں۔

رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ۔ الٰہی مؤخر کر دے ہم سے عذاب اور وہ دنیا میں بھیجے جانے کی آرزو کریں۔

اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيبٍ۔ تھوڑی مدت تک یعنی وہ طلب کریں گے مدت یسیر تا کہ

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ۔ مانیں ہم تیرے وعدہ کو اور رسولوں کی پیروی کریں۔ تو انہیں فرمایا جائے گا:

اَوَلَمْ تَكُونُوٓا اَقْسَمْتُمْ مَّا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ۔ کیا تم نے قسمیں کھا کر نہیں کہا تھا کہ تمہیں کوئی زوال نہیں۔ انہیں عیش و آرام میں تمہیں ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے اور نہ قبر میں کچھ ہوگا نہ قبر سے نشر اور حشر میں جانا ہے۔

ذَكَرَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ نِ الْقُرَظِيِّ اَنَّهُ قَالَ لِاَهْلِ النَّارِ خَمْسَ دَعَوَاتٍ يُجِيبُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ اَرْبَعٍ مِنْهَا فَاِذَا كَانَتِ الْخَامِسَةُ لَمْ يَتَكَلَّمُوْا بَعْدَهَا اَبَدًا۔

يَقُولُونَ – اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوجٍ مِّنْ سَبِيلٍ۔

فَيُجِيبُهُمُ اللّٰهُ – ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔

ثُمَّ يَقُولُونَ – رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُونَ۔

فَيُجِيبُهُمْ – فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا۔

ثُمَّ يَقُولُونَ – رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ۔

فَيُجِيبُهُمْ – اَوَلَمْ تَكُونُوٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ۔

ثُمَّ يَقُولُونَ – رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ۔

فَيُجِيبُهُمْ – اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ۔

فَيَقُولُونَ – رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ۔

فَيُجِيبُهُمْ – اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ

www.waseemziyai.com

فَلَا يَتَكَلَّمُوْنَ بَعْدَهَا اِنْ هُوَ اِلَّا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ وَ عِنْدَ ذَالِكَ انْقَطَعَ رِجَاؤُهُمْ ۔

علامہ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جہنمیوں کی پانچ بار دعائیں ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ انہیں چار بار جواب عطا فرمائے گا۔

جب پانچویں بار وہ پکاریں گے تو اس کے بعد وہ کبھی نہ بول سکیں گے۔

پہلی بار پکاریں گے: رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ۔ اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بارہ مردہ کیا اور دو بارہ زندہ کیا تو اب ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا تو کیا اس عذاب سے نکلنے کی کوئی راہ ہے۔

تو اس کا جواب رب العزت عزوجل فرمائے گا: ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔ یہ اس پر ہوا کہ جب اللہ ایک پکارا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے اور اگر اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم ایمان لاتے تو حکم اللہ کے لئے ہے جو سب سے بلند اور بڑا ہے۔

دوبارہ پھر جہنمی پکاریں اور عرض کریں گے:

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۔ اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھیر کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آ گیا۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گا: فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا۔ تو اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اس دن کی حاضری بھولے ہوئے تھے۔

پھر سہ بارہ وہ پکاریں اور عرض کریں گے:

رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ۔ اے ہمارے رب موخر کر ہمیں عذاب تھوڑی دیر کہ ہم تیری دعوت مانیں اور رسولوں کا اتباع کریں۔

اس کا جواب ملے گا: اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مَّا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ۔ تو کیا نہ تھے تم قسم کھانے والے کہ تمہیں دنیا سے ہٹ کر کہیں جانا نہیں۔

پھر چوتھی بار وہ پکاریں گے:

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ۔ اے ہمارے رب ہم سے نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔

اس کا جواب ملے گا: اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ۔ تو کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہو۔

پھر پانچویں بار پکاریں گے:

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

www.waseemziyai.com

تو اس کا جواب ملے گا: اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ دھتکارے پڑے رہو اور مجھ سے کوئی کلام نہ کرو۔

تو اس کے بعد وہ نہ بول سکیں گے مگر زفیر و شہیق اور اس کے ساتھ ہی ان کی امید منقطع ہو جائے گی اور آپس میں ایک دوسرے پر منہ کے بل گریں گے اور جہنم بند کر دیا جائے گا:

اَللّٰهُمَّ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَ نَلُوْذُ بِكَنَفِكَ مِنْ عَذَابِكَ وَ نَسَالُكَ التَّوْفِيْقَ لِلْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيْ يَوْمِنَا لِغَدِنَا وَالتَّقَرُّبَ اِلَيْكَ بِمَا يُرْضِيْكَ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ الْاَمْرُ مِنْ يَّدِنَا۔

''وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔ اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا''۔

اور وَ جَوَّزَ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَعْنٰى وَ قَرَرْتُمْ فِيْ مَسَاكِنِهِمْ مُطْمَئِنِّيْنَ سَائِرِيْنَ سِيْرَتَهُمْ فِي الظُّلْمِ بِالْكُفْرِ وَ الْمَعَاصِيْ۔ گویا پہلی قومیں اپنے کفر و عناد سے جو ہلاک کی گئیں ان کی جگہ اب تم بسے۔

''وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ۔ اور تم پر ظاہر ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا''۔ اہلاک و عذاب سے ان کے کرنے کا بدلہ کس طرح دیا۔

''وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝۔ اور ہم نے مثالیں دے کر تمہیں بتایا''۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان سے اور قرآن کریم میں ان کے حال اور ان کے کو تک بیان کئے۔

''وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ۔ اور بے شک انہوں نے خفیہ چالیں چلیں''۔ ابطال حق کے لئے پوری چالیں اور سرکشی میں حد سے متجاوز ہو گئے۔

''وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ۔ اور اللہ کے پاس ان کی خفیہ چالوں کا جواب ہے''۔ گویا یہ عبارت یوں ہوئی۔ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ يَعْنِيْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى جَزَاءُ مَكْرِهِمْ۔

یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ایک مکر ہے عربی زبان میں اور ایک ہے اردو محاورہ میں۔

عربی میں مکر کہتے ہیں کسی کے مقابلہ میں خفیہ تدبیر کرنا خواہ وہ ابطال حق کے لئے ہو یا احقاق حق کے لئے۔

اردو میں مکر مقام مذموم میں مستعمل ہے۔ عوام اپنے محاورہ میں مکر اسی کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں جو مکر آیا ہے جیسے اس آیہ کریمہ میں اس کے علاوہ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا وغیرہ یہاں مکر بمعنی خفیہ تدبیر ہے۔

علاوہ برایں عرف میں اس کے معنی ہی یوں کئے جاتے ہیں جس سے اس خفیہ تدبیر کا انتساب بھی حق تعالیٰ شانہ پر نہیں ہوتا۔

جیسے وَمَكَرُوْا اور کفار اور منافقین نے خفیہ تدبیریں ابطال حق کے لئے کیں تو مکر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی خفیہ تدبیر کو بیکار کر دیا اور وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ اور اللہ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

ایسے ہی اس آیہ کریمہ میں فرمایا: وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ فِيْ اِبْطَالِ الْحَقِّ وَ تَقْرِيْرِ الْبَاطِلِ مَكْرَهُمُ الْعَظِيْمَ اور بے شک انہوں نے خفیہ تدبیر کی اپنی طرف سے پوری خفیہ ابطال حق کے لئے یعنی انہوں نے مکر عظیم کیا۔

''وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ۔ یعنی اگرچہ ان کا مکر اپنی غایت شدت میں ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ بھی

www.waseemziyai.com

ٹل جائیں''۔

اس میں مفسرین میں سے بعض اس طرف گئے کہ اِنْ کَانَ میں اِنْ نافیہ ہے اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انہوں نے سخت سے سخت تدبیریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آیات الٰہی عزوجل اور شرع مصطفائی ﷺ کے ابطال کے لئے کیں لیکن وہ بمنزلہ پہاڑ کے تھیں انہیں وہ ٹلا نہ سکے نہ ہلا سکے۔ان کی حیلہ اور خفیہ تدبیریں سب رکھی کی رکھی رہ گئیں۔

اَلْمَکْرُ صَرْفُ الْغَیْرِ عَمَّا یَقْضِیْهِ بِحِیْلَةٍ وَ ذَالِکَ ضَرْبَانِ۔

مَکْرٌ مَحْمُوْدٌ وَ ذَالِکَ اَنْ یُتَحَرّٰی بِذَالِکَ فَعْلٌ جَمِیْلٌ وَ عَلٰی ذَالِکَ قَالَ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ۔

وَ مَذْمُوْمٌ وَ هُوَ اَنْ یُتَحَرّٰی بِهٖ فِعْلٌ قَبِیْحٌ قَالَ وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ مَکْرِهِمْ۔

وَ قَالَ فِی الْاَمْرَیْنِ وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا۔

وَ قَالَ بَعْضُهُمْ مِنْ مَکْرِ اللّٰهِ اِمْهَالُ الْعَبْدِ وَ تَمْکِیْنُهٗ مِنْ اَغْرَاضِ الدُّنْیَا۔

وَ لِذَالِکَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ یُتَّسَعُ عَلَیْهِ دُنْیَاهُ وَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّهٗ مَکْرُ اللّٰهِ فَهُوَ مَخْدُوْعٌ عَنْ عَقْلِهٖ۔

مکر دو قسم پر ہے محمود۔ جو من جانب اللہ عزوجل ہو۔ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ۔

اور مذموم وہ ہے جو کہ فعل قبیح کے لئے خفیہ تدبیر کی جائے۔ (مفردات راغب اصفہانی)۔

''فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ۔ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا بے شک اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے''۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ جو آپ سے وعدہ کیا ہے کہ ظالموں کو عذاب ہوگا وہ ہو کر رہے گا۔ اور وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا اپنے رسولوں کی مدد ضرور فرمائے گا ان کے دین کو غلبہ دے گا ان کے دشمنوں کو ہلاک فرمائے گا وہ غالب اور قادر ہے۔ (روح)

''یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ۔ جس دن بدل جائے زمین اس زمین کے سوا اور آسمان اور نکلیں لوگ اللہ واحد قہار کے لئے''۔

زمین و آسمان کی تبدیلی کے لئے مفسرین کے دو قول ہیں۔ (روح المعانی)

ایک یہ کہ ان کے اوصاف بدل دیئے جائیں مثلاً زمین کی ایک سطح ہو جائے نہ اس پر پہاڑ ہوں نہ ٹیلے نہ غار نہ درخت نہ عمارت اور آسمان پر نہ ستارے رہیں نہ آفتاب و ماہتاب یہ تبدیلی ذات کی نہیں اوصاف کی ہے۔ اس کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ نے چودہ پندرہ قول نقل فرمائے ہیں۔ مختصراً انہیں پر ہی اکتفا کیا گیا۔ اسی طرح بروز کے معنی میں کئی قول ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل جائے گی زمین کی جگہ دوسری زمین چاندی کی ہو جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو نہ کوئی معصیت کی گئی ہو اور آسمان سونے کا۔

www.waseemziyai.com

یہ دونوں قول اگرچہ بظاہر متضاد معلوم ہوتے ہیں مگر دونوں صحیح ہیں اس کی وجہ جمع یہ ہے کہ اول تبدیلی صفات ہو اس کے بعد حساب و کتاب ہو کر تبدیلی شان بھی ہو جائے۔

''وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اصفاد یعنی بیڑیوں میں بندھے ہوں''۔

اصفاد۔ صفد کی جمع ہے جو قید کے وقت گلے، گردن، پیروں میں ڈالی جاتی ہیں اسے اردو میں بیڑی کہتے ہیں۔ (روح)

''سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ۔ ان کے پیرہن رال کے ہوں''۔

قَطِرَانٌ هُوَ يُحْلَبُ مِنْ شَجَرَةِ الْاَبْهَلِ فَيُطْبَخُ وَ تُهْنَاءُ بِهِ الْاِبِلُ الْجَرِبِيُّ فَيُحَرِّقُ الْجَرَبَ۔

قطران۔ ابہل درخت سے نچوڑ کر پکاتے ہیں اور اونٹ کھاج پر ملتے ہیں۔ یہ رال ہی ہے۔ (روح) اس پر بھی تین چار قول ہیں۔

ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قطران دو کلمہ ہیں قطر پگھلا ہوا تانبہ اور آن بمعنی شدید الحرارت ہیں۔

''وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ۔ اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی تا کہ اللہ بدلہ دے ہر جان کو اس کی کرنی کا بے شک اللہ حساب میں دیر نہیں کرتا یہ پہنچانا ہے حکم لوگوں کو تا کہ وہ ڈریں اور جانیں کہ ایک ہی معبود ہے اور تا کہ عقل والے نصیحت پکڑیں''۔

یہ وہ آیتیں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیلیں ہیں انہیں پڑھیں اور نصیحت حاصل کریں یہ آخری آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

بحمد اللہ سورۂ ابراہیم ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ

اس میں ۹۹ آیتیں اور ۶ رکوع ۶۵۴ کلمے دو ہزار سات سو ساٹھ حروف ہیں۔

اس سورۂ مبارکہ کے متعلق ابن مردویہ رحمہ اللہ سید المفسرین حضرت ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں اِنَّهَا نَزَلَتْ بِمَكَّةَ۔ یہ سورہ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی۔

اور ایسا ہی قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ مجمع البیان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اَنَّهَا مَكِّيَّةٌ اِلَّا قَوْلَهُ تَعَالٰى وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ وَ قَوْلَهُ تَعَالٰى كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ۔

مجمع البیان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ مکی ہے مگر ایک آیت وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ۔ دوسری كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ۔ مدنی ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع -سورۃ حجر- پ ۱۳

الٓرٰ قف تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ ① یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی۔

حل لغات پہلا رکوع -سورۃ حجر- پ ۱۳

الٓرٰ۔ تِلۡكَ۔یہ اٰيٰتُ۔آیتیں ہیں الۡكِتٰبِ۔کتاب
وَقُرۡاٰنٍ۔اور قرآن مُّبِيۡنٍ۔روشن کی

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع -سورۃ حجر- پ ۱۳

''الٓرٰ قف تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ۔ یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی''۔

یہاں تِلۡكَ اسم اشارہ لاکر اس سے مراد تِلۡكَ السُّوۡرَةُ لی ہے یعنی یہ سورت مبارک کامل حقیق ہے۔

بعض اس طرف گئے کہ فَالۡمُرَادُ بِهٖ جَمِيۡعُ الۡقُرۡاٰنِ۔اس سے مراد تمام قرآن کریم ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

الٓرٰ۔قَدۡ تَقَدَّمَ الۡكَلَامُ فِيۡهِ۔اس کے متعلق اول بیان ہو چکا یہاں بھی اس کے معنی تاویلی اَنَا اللّٰهُ اَرٰی ہوتے ہیں۔اس کے بعد

بحمدہ تعالیٰ تیرہواں پارہ ختم ہوا اور چودھواں پارہ شروع ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

پارہ نمبر ۱۴

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ۲
بہت سے کافر آرزو کریں گے کہ کاش ہوتے ہم مسلمان

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ ۳
چھوڑو انہیں کہ کھائیں اور کچھ متمتع ہولیں اور مشغول کر دے انہیں کھیل تو عنقریب جان لیں گے۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ ۴
اور جو بستی ہم نے ہلاک کی اس کا ایک معلوم شدہ نوشتہ تھا۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ ۵
کوئی سبقت نہیں کرے کوئی گروہ اپنے وعدہ سے نہ پیچھے ہٹے۔

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ ۶
اور بولے کہ اے وہ جس پر نازل ہوا قرآن بے شک تم مجنون ہو۔

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ۷
کیوں نہیں لاتے فرشتے ہمارے پاس اگر ہو تم سچے۔

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝ ۸
اور ہم نہیں اتارتے فرشتے مگر کسی کام کے لئے اور جو اتر آئیں تو انہیں مہلت نہ ملے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ۹
بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ۱۰
اور بے شک بھیجے ہم نے آپ سے پہلے پہلی جماعتوں میں۔

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ۱۱
اور نہیں آیا ان کے پاس رسول مگر اس سے استہزاء کرتے ہیں۔

كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ۱۲
ایسے ہی ہم اس تمسخر کے ان مجرموں کے دلوں میں راہ دیں۔

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ۱۳
نہیں وہ ایمان لاتے اور بے شک پہلی پرانوں کی راہ گزر چکی ہے۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝ ۱۴
اور اگر ہم کھولیں ان پر دروازہ آسمان سے تو ہوں وہ اس میں چڑھتے۔

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝ ۱۵
جب بھی کہتے ہماری نگاہیں نشہ میں ہیں۔ بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے۔

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

رُبَمَا۔ بہت دفعہ يَوَدُّ۔ خواہش کریں گے الَّذِيْنَ۔ وہ جو كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے

www.waseemziyai.com

لَوْ۔کاش
يَاْكُلُوْا۔کھائیں
اَلْاَمَلُ۔امید
اَهْلَكْنَا۔ہلاک کی ہم نے
كِتَابٌ۔نوشتہ ہے
مِنْ اُمَّةٍ۔کوئی امت
وَقَالُوْا۔اور بولے
عَلَيْهِ۔تجھ پر
لَوْمَا۔کیوں نہیں
كُنْتَ۔ہے تو
نُنَزِّلُ۔اتارتے ہم
وَمَا۔اور نہ
اِنَّا۔یقیناً
وَاِنَّا۔اور یقیناً ہم ہی
وَلَقَدْ۔اور بے شک
گروہوں میں
اِلَّا۔مگر
كَذٰلِكَ۔اسی طرح
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔نہیں ایمان لاتے
خَلَتْ۔گزر چکا
فَتَحْنَا۔کھولیں ہم
فَظَلُّوْا۔پھر ہوں
اِنَّمَا۔صرف یہ ہے
نَحْنُ۔ہم

مُسْلِمِيْنَ۔مسلمان
وَيُلْهِهِمُ۔اور غافل کرے ان کو
يَعْلَمُوْنَ۔جانیں گے
اِلَّا۔مگر
مَا۔نہیں
وَمَا۔اور نہ
الَّذِيْ۔وہ کہ
اِنَّكَ۔یقیناً تو
بِالْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتے
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔سچے لوگوں سے
اِلَّا۔مگر
اِذًا۔اس وقت
نَزَّلْنَا۔اتارا
لَحٰفِظُوْنَ۔حفاظت کریں گے
مِنْ قَبْلِكَ۔تجھ سے پہلے
يَاْتِيْهِمْ۔آیا ان کے پاس
بِهٖ۔اس کے ساتھ
نَسْلُكُهٗ۔چلاتے ہیں ہم اس کو
بِهٖ۔ساتھ اس کے
الْاَوَّلِيْنَ۔پہلوں کا
بَابًا۔دروازہ
يَعْرُجُوْنَ۔چڑھتے
اَبْصَارُنَا۔ہماری نگاہیں
مَّسْحُوْرُوْنَ۔جادو کی گئی

ذَرْهُمْ۔چھوڑ ان کو کہ
فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ۔پہلے
مِّنْ رَّسُوْلٍ۔کوئی رسول
يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ٹھٹھا کرتے
فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ۔مجرموں کے دلوں میں
وَقَدْ۔اور بے شک
وَلَوْ۔اور اگر
مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے
لَقَالُوْٓا۔تو کہیں
بَلْ۔بلکہ

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔اکثر آرزو کریں گے کافر یہ کہ کاش مسلمان ہوتے۔چھوڑو انہیں تاکہ وہ کھائیں اور (حیوٰۃ دنیا سے) نفع حاصل کریں اور کھیل میں ڈالے انہیں امید تو عنقریب یہ لوگ جان لیں گے۔

یہ آرزوئیں کرنے کے دو وقت ہو سکتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

یا بوقت نزع روح ملائکہ عذاب کو دیکھ کر کافر آرزو کرے گا کہ کاش میں مسلمان ہوتا تو یہ مصیبت نہ آتی۔ اب گمراہی کا بدلہ ہی ملنا ہے۔

یا یوم آخرت۔ بروز قیامت شدائد واہوال قیامت سے سراسیمہ ہوکر اپنا انجام وہاں دیکھ کر۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کافر کی یہ آرزو بعد مرگ دوامی ہوگی جب مسلمانوں پر رحمت اور اپنے اوپر زحمت دیکھے گا تو پچھتائے گا اور کہے گا: یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ کبھی مایوس ہوکر کہے گا:

یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہے اے محبوب ذَرْھُمْ انہیں چھوڑ دیئے تا کہ یہ دنیا کی عارضی عیش وعشرت میں پڑ کر خدا کو بھول جائیں اور یہاں کے راگ ورنگ انہیں ملاہی وہ مزامیر عیاشی و بدمعاشی میں مبتلا رکھیں اور یہاں کے عارضی تنعم وتلذذ اور طول حیات میں منہمک رہیں اور ایمان سے محروم ہوں۔

پھر بعد چندے انہیں پتہ لگ جائے گا کہ اس غفلت وحسد اور جحد اور کفر کا انجام کیا ہے اس ارشاد میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ طول امل یعنی لمبی امیدوں میں گرفتار رہنا دنیاوی لذائذ اور طلب دنیا میں غرق ہوجانا ایمان کے خلاف ہے۔

حضرت مولاء کائنات اسد اللہ شیر خدا فرماتے ہیں: لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور اتباع ہوا و ہوس حق سے روک دیتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اس مضمون کو ذرا وضاحت اور تفصیل سے بیان فرماتے ہیں وَ ھُوَ ھٰذَا۔

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُبَارَکِ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ وَ غَیْرُھُمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اِنَّھُمَا تَذَاکَرَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ فَقَالَا ھٰذَا حَیْثُ یَجْمَعُ اللّٰہُ تَعَالٰی بَیْنَ اَھْلِ الْخَطَایَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الْمُشْرِکُوْنَ مَا اَغْنٰی عَنْکُمْ مَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ فَیَغْضَبُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَھُمْ فَیُخْرِجُھُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ۔

جب گنہگاران امت میں سے مشرکین جہنم کے ساتھ جمع ہوں تو مشرکین ان سے کہیں کہ تمہاری توحید پرستی نے بھی تمہیں عذاب سے نہیں بچایا تو غضب انہی مشرکین پر ہو اور گنہگاران امت اللہ کے فضل ورحمت سے جہنم سے نکال دیئے جائیں۔

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ نَاسًا مِنْ اُمَّتِیْ یُعَذَّبُوْنَ بِذُنُوْبِھِمْ فَیَکُوْنُوْنَ فِی النَّارِ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّکُوْنُوْا ثُمَّ یُعَیِّرُھُمْ اَھْلُ الشِّرْکِ فَیَقُوْلُوْنَ مَا نَرٰی مَا کُنْتُمْ فِیْہِ مِنْ تَصْدِیْقِکُمْ نَفَعَکُمْ فَلَا یَبْقٰی مُوَحِّدٌ اِلَّا اَخْرَجَہُ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ۔

حضور فرماتے ہیں کچھ لوگ میری امت میں سے اپنے گناہوں کے عذاب کی وجہ سے جہنم میں ہوں گے تو مشرکین انہیں طعن کریں گے اور کہیں گے ہم تو تمہاری تصدیق توحید کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیکھتے تو اللہ کی رحمت سے کوئی موحد جہنم میں نہ رہے سب جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اور لفظ رُبَمَا۔ رب بضم الراء وتشدید الباء بھی ہے اور رب بفتح الراء بھی ہے۔ اس لفظ کا استعمال سترہ طریق پر ہے مَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔ اس کے معنی ''سب سے کم'' کئے گئے ہیں۔ یعنی بہت سے۔ جیسے رُبَّ شَیْءٍ یَوَدُّہُ

www.waseemziyai.com

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔

آگے ارشاد ہے:

ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَ یَتَمَتَّعُوْا۔ اس کے معنی ہیں: اُتْرُکْھُمْ یعنی انہیں چھوڑو وَالْمُرَادُ مِنَ الْاَمْرِ التَّخْلِیَۃُ بَیْنَھُمْ وَ بَیْنَ شَھَوَاتِھِمْ اِذْ لَمْ تَنْفَعْھُمُ النَّصِیْحَۃُ وَالْاِنْذَارُ۔ یعنی اس امر سے مراد علیحدہ ہونا ہے ان میں اور ان کی شہوات میں اس لئے کہ جب انہیں نصیحت نفع نہیں دیتی اور انذار سے وہ بے پرواہیں تو کھائیں، پئیں اور حیات دنیا سے تمتع حاصل کریں۔

وَ یُلْھِھِمُ الْاَمَلُ وَیُشْغِلُھُمُ التَّوَقُّعُ لِطُوْلِ الْاَعْمَارِ۔ اور انہیں مشغول رہنے دو امیدوں میں عمروں کی زیادتی میں اس خیال پر کہ بعد مرنے کے عاقبت میں ایمان واطاعت کا بدلہ کچھ نہ ملے گا۔

فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔ وہ عنقریب اپنی بداعمالی اور بداعتقادی کا نتیجہ جان لیں گے دنیا میں تو ذلت قتل وقید اور آخرت میں عذاب سرمدی۔

عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اِنَّمَا اَخْشٰی عَلَیْکُمُ اثْنَتَیْنِ طُوْلَ الْاَمَلِ وَاتِّبَاعَ الْھَوٰی فَاِنَّ طُوْلَ الْاَمَلِ یُنْسِی الْاٰخِرَۃَ وَاتِّبَاعَ الْھَوٰی یَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ۔

حضرت اسد اللہ نے فرمایا مجھے دو باتوں کا تم پر خوف ہے اول امیدوں کا لمبا ہونا دوسرے خواہشات کا پیرو ہونا۔ اس لئے کہ امید دراز کرنے سے انسان آخرت کو بھول جاتا ہے اور اتباع حرص وہوئ حق کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِی الزُّھْدِ وَالطَّبْرَ انِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا رَفَعَہٗ قَالَ صَلَاحُ اَحْوَالِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بِالزُّھْدِ وَالْیَقِیْنِ وَ اِھْلَاکُ اٰخِرِھَا بِالْبُخْلِ وَالْاَمَلِ۔

اس امت کی بہتری زہد ویقین میں ہے اور آخر ہلاکت اس امت کی بخل اور طول امل یعنی امیدوں کی درازی میں ہے۔

آگے ارشاد ہے:

''وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا وَلَھَا کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ۔ اور جو ہلاک کی ہم نے کوئی بستی مگر اس کے لئے ایک مقررہ نوشتہ تھا کوئی آگے نہیں بڑھتا اپنی مدت سے نہ پیچھے ہٹے''۔

یعنی جس قوم اور جماعت پر جو ہلاکت یا عذاب نازل ہوا اور ہوگا وہ لوح محفوظ میں لکھا ہوتا ہے وہ اسی وقت ہلاک کیا جاتا ہے۔

''وَقَالُوْا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْ۔ اور کافر بولے کہ اے وہ جس پر قرآن اترا بے شک تم مجنون ہو''۔

یہ جملہ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو مخاطب کر کے کہا تھا اور ساتھ ہی وہ کہنے لگے:

''لَوْمَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَۃِ۔ کیوں نہیں لاتے ہمارے پاس فرشتے اگر تم سچے ہو''۔

یہ بطور تمسخر واستہزاء کفار مکہ نے کہا جیسے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی نسبت کہا تھا: اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْنٌ۔ اور ثبوت دعویٰ پر بھی یہ مطالبہ تھا گویا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبوت معجزات و

www.waseemziyai.com

براہین سے نہیں مانی بلکہ یہ مطالبہ کیا کہ فرشتہ آئے اور آپ کے رسول ہونے اور قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے کی گواہی دے تو ہم تسلیم کر سکتے ہیں اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ملا کہ

''مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ۔ ہم نازل نہیں فرمایا کرتے بے کار طریقہ پر اپنے فرشتوں کو اور جب وہ اترتے ہیں تو منکروں کو مہلت نہیں ملتی''۔

یعنی جب تک فرشتے نازل نہیں ہوتے اسی وقت تک تم باتیں بھی بنا رہے ہو اور تکذیب کر رہے ہو لیکن جب فرشتہ نازل ہوگا تو تم میں دم ہی نہ رہے گا۔ ذرا سی مخالفت اور انکار کے ساتھ ہی تم پر نزول عذاب بھی ہو جائے گا۔

''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ بے شک ہم نے نازل فرمایا ذکر (قرآن) اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔

یعنی اس قرآن پاک کے محافظ ہم ہی ہیں یہی وجہ ہے کہ اس میں تحریف وتبدیلی کمی وزیادتی کی کسی کو گنجائش ہی نہیں۔

تمام جن وانس اور ساری مخلوق میں سے کسی کو مقدور نہیں کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کر سکے یا تغیر وتبدل کرے اور اس حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ توریت، انجیل، زبور باآنکہ کتاب اللہ ہیں لیکن ان کے متعلق وعدۂ محافظت نہیں فرمایا یہ خصوصیت صرف اور صرف قرآن کریم کی ہے۔ اس حفاظت کی چند صورتیں ہیں:

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ایسا معجزہ بنایا کہ کلام بشر اس سے مل ہی نہیں سکتا۔

دوسرے یہ کہ اس کلام پاک کو اللہ تعالیٰ نے معارضہ اور مقابلہ سے ایسا محفوظ فرمایا کہ کوئی اس کے مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو سکا۔

تیسرے یہ کہ تمام مخلوق اس کے مٹانے اور معدوم کرنے سے عاجز کی گئی۔ کفار باوجود کمال عداوت کے اس مقدس کتاب کو مٹا نہ سکے۔ آگے مشرکین کے مجنون کہنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء کرنے پر تسلی فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ۔ اور بے شک ہم نے تم سے پہلے اگلی جماعتوں میں رسول بھیجے اور ان کے پاس نہیں آیا کوئی رسول مگر اس سے تمسخر کرتے ہیں ایسے ہی ہم نے اس تمسخر کو ان کے دلوں میں جو مجرم ہیں راہ دی ہے''۔

اس آیہ کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ کفار مکہ کی یہ نئی حماقت وجہالت نہیں ہے کہ آپ سے تمسخر کرتے اور مجنون ہونے کا عیب لگاتے ہیں آپ سے پہلے نبیوں، رسولوں کے ساتھ بھی ایسے ہی استہزاء اور تمسخر کئے گئے ہیں اور یہ بات ان کے حسد وعناد اور جہالت کی وجہ میں ہم نے ان کے دلوں میں ڈال دی ہے اور اس پر مزید یہ کہ وہ باوجود معجزات وآیات دیکھنے پر بھی ایمان نہیں لاتے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ۔ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگلوں کے طریقے پر پڑ گئے ہیں''۔

یعنی سید الانس والجان اور قرآن پر ایمان لانے سے منحرف ہیں اور یہی طریقہ ان سے پہلے جاہلوں کا تھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب کرتے تھے آخرش عذاب الٰہی عزوجل سے ہلاک ہوئے آگے ارشاد ہے:

www.waseemziyai.com

''وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ۔ اور اگر ہم ان پر دروازہ آسمان کا کھول دیں کہ ان میں اس سے چڑھ جائیں جب بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے''۔

ظَلَّ۔ کے معنی حدیث سے ملتے ہیں فَظَلَّ الْمَلٰئِكَةُ – فَظَلُّوْا اَیْ فِیْ ذَالِکَ الْبَابِ يَعْرُجُوْنَ اَیْ يَصْعَدُوْنَ یعنی وہ دن میں اس دروازے سے چڑھیں۔

یعنی ان کفار کا عناد اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان کے لئے آسمان میں دروازہ کھول دیا جاتا اور انہیں اس میں چڑھنا میسر ہو جاتا اور دن میں اس سے گزرتے اور آنکھوں سے آنا جانا دیکھتے جب بھی نہ مانتے اور کہہ دیتے ہماری نظر بندی کی گئی ہے اور ہم پر جادو ہوا ہے تو ایسے ضدی ہٹیلے جاہلوں کے لئے ملائکہ علیہم السلام آ کر اگر شہادت دیں تو انہیں ہدایت کیونکر ملے گی۔ لہٰذا ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع – سورۃ حجر – پ ۱۴

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝۱۶	اور بے شک بنائے ہم نے آسمان میں برج اور اسے مزین کیا دیکھنے والوں کے لئے۔
وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝۱۷	اور محفوظ کیا ہم نے اسے ہر شیطان مردود سے۔
اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۸	مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو پیچھے لگتا ہے اس کے شعلہ روشن۔
وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝۱۹	اور زمین پھیلائی ہم نے اور ڈالے اس میں لنگر اور اگائی ہم نے اس میں ہر شے اندازے سے۔
وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝۲۰	اور کیں ہم نے اس میں روزیاں اور وہ کر دے جنہیں تم نہیں دیتے روزی۔
وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۲۱	اور کوئی شے نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں اور نہیں اتارتے ہم اسے مگر ایک مقدار معلوم سے۔
وَ اَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝۲۲	اور بھیجیں ہم نے ہوائیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں تو اتارا ہم نے آسمان سے پانی تو پلایا اسے تمہیں اور نہیں تم اس کے خزانچی۔
وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۲۳	اور بے شک ہم جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔
وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝۲۴	اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو آگے بڑھے تم میں سے اور بے شک ہم جانتے ہیں جو تم میں پیچھے رہے۔
وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝۲۵	اور تیرا رب ان کو اکٹھا کرے گا وہ یقیناً حکمت والا علم والا ہے

www.waseemziyai.com

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

وَلَقَدْ۔ اور بے شک
جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے
فِي السَّمَآءِ۔ آسمان میں
بُرُوْجًا۔ برج
وَّزَيَّنّٰهَا۔ اور زینت دی ہم نے اسے
لِلنّٰظِرِيْنَ۔ دیکھنے والوں کے لئے
وَحَفِظْنٰهَا۔ اور محفوظ کیا ہم نے اس کو
مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک
شَيْطٰنٍ۔ شیطان
رَّجِيْمٍ۔ مردود سے
اِلَّا۔ مگر
مَنِ۔ جس نے
اسْتَرَقَ۔ چوری لگائے
السَّمْعَ۔ کان
فَاَتْبَعَهٗ۔ تو پیچھے لگا اس کے
شِهَابٌ۔ شعلہ
مُّبِيْنٌ۔ ظاہر
وَالْاَرْضَ۔ اور زمین
مَدَدْنٰهَا۔ پھیلایا ہم نے اس کو
وَاَلْقَيْنَا۔ اور ڈالے ہم نے
فِيْهَا۔ اس میں
رَوَاسِيَ۔ لنگر
وَاَنْۢبَتْنَا۔ اور اگائی ہم نے
فِيْهَا۔ اس میں
مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک
شَيْءٍ۔ چیز
مَّوْزُوْنٍ۔ اندازے سے
وَجَعَلْنَا۔ اور بنائی ہم نے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
فِيْهَا۔ اس میں
مَعَايِشَ۔ روزی
وَمَنْ۔ اور اس کی
لَّسْتُمْ۔ کہ نہیں تم
لَهٗ۔ اس کو
بِرٰزِقِيْنَ۔ روزی دینے والے
وَاِنْ۔ اور نہیں
مِّنْ۔ کوئی
شَيْءٍ۔ چیز
اِلَّا۔ مگر
عِنْدَنَا۔ ہمارے پاس
خَزَآئِنُهٗ۔ اس کے خزانے ہیں
وَمَا۔ اور نہیں
نُنَزِّلُهٗٓ۔ اتارتے ہم اس کو
اِلَّا۔ مگر
بِقَدَرٍ۔ ایک اندازے
مَّعْلُوْمٍ۔ مقرر سے
وَاَرْسَلْنَا۔ اور بھیجیں ہم نے
الرِّيٰحَ۔ ہوائیں
لَوَاقِحَ۔ رس بھری
فَاَنْزَلْنَا۔ پھر اتارا ہم نے
مِنَ السَّمَآءِ۔ بلندی سے
مَآءً۔ پانی
فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ۔ پھر وہ پلایا
ہم نے تم کو
وَمَآ۔ اور نہیں
اَنْتُمْ۔ تم
لَهٗ۔ اس کے
بِخٰزِنِيْنَ۔ خزانچی
وَاِنَّا۔ اور بے شک
لَنَحْنُ۔ ہم ہی
نُحْيٖ۔ زندہ کرتے ہیں
وَنُمِيْتُ۔ اور مارتے ہیں
وَنَحْنُ۔ اور ہم ہی
الْوٰرِثُوْنَ۔ وارث ہیں
وَلَقَدْ۔ اور بے شک
عَلِمْنَا۔ جانتے ہیں ہم
الْمُسْتَقْدِمِيْنَ۔ آگے بڑھنے والوں کو
مِنْكُمْ۔ تم سے
وَلَقَدْ۔ اور بے شک
عَلِمْنَا۔ ہم جانتے ہیں
الْمُسْتَاْخِرِيْنَ۔ پیچھے رہنے والوں کو
وَاِنَّ۔ اور بے شک
رَبَّكَ هُوَ۔ تیرا رب وہ
يَحْشُرُهُمْ۔ ان کو اکٹھا کرے گا
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
حَكِيْمٌ۔ حکمت والا
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

''وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا۔ اور بے شک بنائے ہم نے آسمان میں برج اور آراستہ کیا ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لئے اور اسے ہم نے محفوظ کیا ہر شیطان مردود سے مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے لگتا ہے روشن شعلہ''۔

برج کواکب وسیارگان کی منازل کو کہتے ہیں یہ بارہ ہیں۔

www.waseemziyai.com

حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ۔ میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔

اور احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آسمان میں محل بھی ہیں باغ بھی ہیں وہاں چار دیواریاں بھی ہیں۔

فَقَدْ اَخْرَجَ عِنْدَ ابْنِ اَبِیْ حَاتِمٍ اَنَّهٗ قَالَ جَعَلْنٰهَا قُصُوْرًا فِی السَّمَآءِ فِیْهِمُ الْحَرَسُ – جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے آسمان میں محل بنائے اور ان کے لئے چوکیدار رکھوالے بھی ہیں۔

اور بروج سے بڑے ستارے بھی مراد لئے ہیں۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ صَالِحٍ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْبُرُوْجِ الْکَوَاکِبُ الْعِظَامُ۔ کہ بروج سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں۔

اور سید المفسرین ابن عباس تفسیر ذَالِکَ بِالْبُرُوْجِ الْاِثْنَیْ عَشَرَ الْمَشْهُوْرِ وَهِیَ سِتَّةٌ شِمَالِیَّةٌ ثَلٰثَةٌ رَبِیْعِیَّةٌ وَثَلَاثَةٌ صَیْفِیَّةٌ وَاَوَّلُهَا الْحَمَلُ وَسِتَّةٌ جُنُوْبِیَّةٌ ثَلَاثَةٌ خَرِیْفِیَّةٌ وَثَلَاثَةٌ شَتَائِیَّةٌ وَاَوَّلُهَا الْمِیْزَانُ۔

بارہ برجیں مشہور ہیں اور وہ چھ شمال میں ہیں تین ربیعی اور تین صیفی اور پہلا ان کا حمل ہے اور چھ جنوبی ہیں تین خریفی تین شتائی اور پہلا ان کا میزان ہے۔

''وَزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ۔ اور اسے ہم نے دیکھنے والوں کے لئے مزین کیا''۔ ستاروں اور شمس وقمر کے ساتھ۔

''وَحَفِظْنٰهَا مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ۔ اور اسے ہم نے محفوظ رکھا ہر شیطان مردود سے''۔

رَجِیْمٍ۔ کے معنی ایک تو یہ کہ وہ مطرود عن الخیر ہے اور رجم کا اطلاق رمی بالرجام پر ہوتا ہے۔ یعنی پتھروں سے مارا گیا تو اس جگہ فَالْمُرَادُ بِالرَّجِیْمِ الْمَرْمِیُّ بِالنُّجُوْمِ ہے۔ رجیم یعنی مارا گیا نجوم سماویہ سے اور رجم کا اطلاق اہلاک اور قتل پر بھی ہوتا ہے۔ آگے استثناء کر کے فرمایا:

''اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیْنٌ۔ مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے لگتا ہے روشن شعلہ''۔

وَالْاِسْتِرَاقُ اِفْتِعَالٌ مِنَ السَّرَقَةِ وَهُوَ اَخْذُ الشَّیْءِ بِخُفْیَةٍ شَبَّهَ بِهٖ خَطْفَتَهُمُ الْیَسِیْرَةَ مِنَ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَهُوَ الْمَذْکُوْرُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ۔

اِسْتِرَاقٌ۔ بوزن افتعال سرقہ سے ہے اور سرقہ کہتے ہیں خفیہ طریق سے کسی شے کے اٹھانے کو یہ مشابہ خطفہ کے ہے جو ملاء اعلیٰ سے شیاطین کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ۔ یہ تمام قرآن کریم میں صرف ایک ہی جگہ ہے پارہ ۲۳ رکوع ۵ جس کے معنی ہیں مگر جو اچک لے چلا ایک آدھ بار۔

اور شہاب کی تعریف میں علامہ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اَلشُّعْلَةُ السَّاطِعَةُ مِنَ النَّارِ الْمُوْقَدَةِ وَیُطْلَقُ عَلَی الْکَوْکَبِ لِبَرِیْقِهٖ کَشُعْلَةِ النَّارِ۔ چمکتا شعلہ دھکائی ہوئی آگ کا اور اس کا اطلاق اس تارے پر بھی کیا جاتا ہے جو چمک میں شعلہ نار کی طرح ہوتا ہے۔

وَاَصْلُهٗ مِنَ الشُّهْبَةِ وَهِیَ بَیَاضٌ فَیَقُوْلُوْنَ فَرَسٌ اَشْهَبُ۔ اصل اس کی شہبہ سے ہے جو سپیدی ہے۔ چنانچہ گھوڑا اگر سبزہ ہو یعنی مثل کاغذ کے سپید ہو تو اسے فرس اشہب کہتے ہیں۔

اس کے اثرات پر علماء رحمہم اللہ کے مختلف اقوال ہیں:

www.waseemziyai.com

فَحَكَى الْقُرْطُبِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الشِّهَابَ يَجْرَحُ وَيُحَرِّقُ وَلَايَقْتُلُ۔شہاب زخمی کر دیتا ہے اور جلا دیتا ہے مگر قتل نہیں کرتا۔

عَنِ الْحَسَنِ وَطَائِفَةٍ اَنَّهُ يَقْتُلُ۔ایک جماعت اس طرف ہے کہ وہ ہلاک کر دیتا ہے۔

وَنَقَلَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ اِنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا يَسْتَرِقُوْنَ السَّمْعَ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَيُرْمَوْنَ بِالْكَوَاكِبِ فَلَا تُخْطِئُ اَبَدًا فَمِنْهُمْ مَّنْ تَقْتُلُ وَمِنْهُمْ مَنْ تَحْرِقُ وَجْهَهُ اَوْ جَنْبَهُ اَوْ يَدَهُ اَوْ حَيْثُ يَشَاءُ اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ تَخْبَلُهُ فَيَصِيْرُ غَوْلًا فَيُضِلُّ النَاسَ فِي الْبَرَارِيْ۔

شیاطین ایک پر ایک آسمان دنیا کی طرف چڑھتے ہیں کہ ملائکہ کی گفتگو اڑائیں تو فرشتے انہیں کواکب مارتے ہیں اور وہ کبھی خالی نہیں جاتا۔بعض اس سے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا منہ یا پہلو یا ہاتھ جھلس جاتا ہے اور بعض اس سے بدحواس ہو جاتے ہیں وہ غول بیابانی بن جاتے ہیں جسے اردو میں چھلاوہ کہتے ہیں یہ لوگوں کو جنگل میں راہ سے بھٹکا دیتا ہے۔

اور فلاسفہ قدیم نے اسے بنظر مادی اور طرح تحقیق کیا وہ کہتے ہیں:

اِنَّ الْاَرْضَ اِذَا سَخِنَتْ بِالشَّمْسِ ارْتَفَعَ مِنْهَا بُخَارٌ يَابِسٌ فَاِذَا بَلَغَ كُرَّةَ النَّارِ الَّتِيْ دُوْنَ الْفَلَكِ احْتَرَقَ بِهَا فَتِلْكَ الشُّعْلَةُ هِيَ الشِّهَابُ۔

زمین جب شعاع شمس سے سخت ہو جاتی ہے تو اسے بخارات یابس اٹھا لے جاتے ہیں تو جب وہ کرۂ نار کے اندر پہنچ جاتا ہے جو آسمان سے نیچے ہے تو وہ جل جاتا ہے یہ شعلہ شہاب ہے۔

نجوم یا شہاب ثاقب کے متعلق زمانۂ جاہلیت کے اعتقادات ونظریات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جن آسمان کی طرف چڑھتے اور وحی سنتے تو جو کچھ سنتے اس میں کچھ اپنی طرف سے بڑھا کر اپنے کاہنوں سے کہتے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو تمام شیاطین روک دیئے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل رمی نجوم نہ تھا جب ایسا ہوا کہ ان پر شہاب ثاقب مارے گئے تو شیطان کہنے لگا یہ بلا وجہ روک نہیں ہوئی لازمی طور پر کوئی بات نئی ہونے والی ہے۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ جب تک عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء ہوا نجم کی رمی نہ تھی یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو یہ رمی علی الشیاطین ہونے لگی تو قریش نے دیکھ کر کہا کہ یہ ایسی بات ہے کہ اس سے پہلے نہیں ہوئی۔

چنانچہ روایت ہے کہ رمی بالنجوم کے سبب سب سے پہلے جو قبیلہ گھبرایا وہ بنی ثقیف تھا۔چنانچہ یہ ایک شخص کے پاس آئے جسے عمرو بن امیہ کہتے تھے یہ بنی علاج کا ایک آمر تھا اس سے یہ واقعہ بیان کیا تو اس نے وہی خبر دی جو حدیث شریف میں آتی ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ قریش نے جانوروں کو چارے ڈالے، غلام آزاد کئے اور گمان کیا کہ اب فنا کا زمانہ آ گیا یا کوئی نئی بات ظہور میں آنے والی ہے تو وہ انتظار کرتے رہے۔

تو عمرو بن امیہ سے جب بات کی تو اس نے بھی یہی کہا کہ یا تو برائے چندے مہلت ہے پھر ہلاکت یا ایسا جب ہوتا ہے

www.waseemziyai.com

28/28

جب کسی نبی کا ظہور ہونے والا ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ زمین آسمان کے مابین پانچ سو برس کی راہ ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ اِذْ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا حَدَثَ مِثْلَ هٰذَا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں جلوہ افروز تھے کہ تارا ٹوٹا اور خوب روشن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم جہالت کے زمانہ میں ایسی صورت رونما ہونے پر کیا کہتے تھے۔ سب نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کہا کرتے تھے کہ کسی بادشاہ کی ولادت ہوئی یا کوئی صاحب سلطنت مرا ہے۔

تو حضور نے فرمایا: فَاِنَّهَا لَا تُرْمٰى لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنْ رَبُّنَا تَعَالٰى اِذَا قَضَى الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ سَبَّحَتْ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ وَ يُسَبِّحُ اَهْلُ كُلِّ سَمَآءٍ حَتّٰى يَنْتَهِيَ التَّسْبِيْحُ اِلٰى هٰذَا السَّمَآءِ وَ يُخْبِرُوْنَ اَهْلُ السَّمَآءِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ وَلَايَزَالُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ الْخَبَرُ اِلٰى هٰذَا السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الْجِنُّ فَيُرْمَوْنَ فَمَا جَاءُوْا بِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَزْدَادُوْنَ فِيْهِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رمی نہ کسی کی موت پر ہے نہ کسی کی پیدائش پر لیکن رب تبارک وتعالیٰ جب کوئی حکم نافذ فرماتا ہے تو حملۃ العرش تسبیح کرتے ہیں پھر اس کے نیچے کے ملائکہ تسبیح کرتے ہیں پھر تمام آسمانوں میں وہ تسبیح کی جاتی ہے حتیٰ کہ اس آسمان تک وہ تسبیح آتی ہے تو آسمان دنیا کے فرشتے پوچھتے ہیں حملۃ العرش سے اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہوا؟ تو انہیں وہ خبر دیتے ہیں پھر یہ خبر ہمارے اس آسمان تک آتی ہے تو جن اس خبر کو اچک لیتے ہیں تو ان پر شہاب ثاقبہ مارے جاتے ہیں تو وہ جن جو خبر لاتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے مگر وہ اس میں کچھ اور بڑھا دیتے ہیں۔

بحث طویل کے بعد ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے: اِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَانُوْا لَا يُحْجَبُوْنَ عَنِ السَّمٰوٰتِ فَلَمَّا وُلِدَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مُنِعُوْا مِنْ ثَلَاثِ سَمَاوَاتٍ وَلَمَّا وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِعُوْا مِنَ السَّمَاوَاتِ كُلِّهَا۔

شیاطین آسمانوں میں داخل ہو کر وہاں کی خبریں کاہنوں کے پاس لاتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیاطین تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو تمام آسمانوں سے منع کر دیئے گئے۔

''وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا ۔ اور پھیلائی ہم نے زمین اور اس میں لنگر ڈالے اور اگائی ہم نے ہر چیز اس میں اندازے سے''۔

مَدَدْنٰهَا۔ کے معنی بَسَطْنَاهَا ہیں یعنی ہم نے زمین کو پھیلایا۔

قَالَ الْحَسَنُ اَخَذَ اللّٰهُ تَعَالٰى طِيْنَةً فَقَالَ لَهَا انْبَسِطِيْ فَانْبَسَطَتْ۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو اٹھا کر فرمایا پھیل جا تو وہ پھیل گئی۔

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ اُمَّ الْقُرٰى مَكَّةُ وَمِنْهَا دُحِيَتِ الْاَرْضُ وَبُسِطَتْ۔

www.waseemziyai.com

فرماتے ہیں کہ ام القریٰ مکہ معظمہ ہے اور یہیں سے تمام زمین پھیلائی گئی اور یہیں سے وہ پھیل کر عام ملکوں تک گئی۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ بَسَطْنَاهَا عَلٰى وَجْهِ الْمَاءِ وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاهَا۔ کے یہ معنی ہیں کہ پانی پر زمین کو ہم نے پھیلایا۔

وَقِيْلَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُرَادُ جَعَلْنَاهَا مُمْتَدَّةً فِي الْجِهَاتِ الثَّلَاثِ الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ وَالْعُمْقِ۔ ایک قول یہ ہے کہ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا سے یہ مراد ہے کہ ہم نے زمین کو جہات ثلاثہ طول، عرض اور عمق میں پھیلایا۔

''وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ''۔ اَیْ جِبَالًا ثَوَابِتَ اور ڈالا ہم نے اس پر لنگر یعنی پہاڑ قائم کئے۔ رَوَاسِیَ جمع ہے راسیہ کی۔ اور وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ بھی دوسری جگہ فرمایا۔ تو اس ڈالنے کی حکمت یہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا بَسَطَ الْاَرْضَ عَلَى الْمَاءِ مَالَتْ كَالسَّفِيْنَةِ فَاَرْسَاهَا بِالْجِبَالِ الثِّقَالِ لِئَلَّا يَمْتَلَّ بِاَهْلِهَا۔ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پانی پر پھیلایا تو وہ کشتی کی طرح ادھر ادھر حرکت کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر بھاری پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ حرکت نہ کرے۔

''وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا''۔ اور اگائے ہم نے اس میں یعنی زمین میں اور پہاڑوں میں۔ فِيْهَا کی ضمیر پہاڑ اور زمین دونوں طرف ہے۔

''مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ''۔ ہر چیز اندازے سے یعنی ایسی مقدار معین سے کہ جسے موزون بھی کہا جائے اور اقتضاء حکمت بھی پورا ہو جائے۔ موزون کے معنی متناسب اور معتدل کے محاورہ میں مستعمل ہوتے ہیں۔

''وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ۔ اور کر دیں ہم نے تمہارے لئے اس میں روزیاں''۔

مثل گندم، جو، باجرہ، جوار، مکئی وغیرہ کے اور پھلوں میں تمام انواع واقسام فواکہہ کھجور، سیب، کیلا، انار، انگور یہ سب معایش میں داخل ہیں۔

''وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ''۔ اور وہ بھی ہم نے پیدا فرمائے جنہیں تم رزق نہیں دیتے یعنی ایک تو وہ جنہیں روزی دینا جن کے لئے معاش بہم پہنچانا تمہارے سپرد ہے جیسے عیال، مملوک، دواب خانگی اور مثل اس کے دوسرے وہ کہ جن کی معاش تمہارے ذمہ نہیں جیسے وحوش وطیور دواب وانعام وغیرہ۔

''وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ۔ اور نہیں کوئی چیز مگر اس کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور ہم نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے''۔

یہاں خزانے سے مراد اقتدار واختیار ہے اور اِنْ نافیہ ہے اور مِنْ مزید تاکید کے لئے لایا گیا۔ اس کی عبارت گویا یوں ہوئی: مَا شَيْءٌ مِّنَ الْاَشْيَاءِ الْمُمْكِنَةِ یعنی اشیاء ممکنہ میں سے کوئی شے ایسی نہیں جو ہمارے اختیار واقتدار میں نہ ہو۔

''وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ۔ اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والی تو اتارا ہم نے آسمان سے پانی تو وہ سیراب کرتا ہے اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں''۔

یعنی ہواؤں کے ذریعہ ہم نے پانی بادلوں میں بھر کر تمہاری آبادیوں کو سیراب کیا اور وہ پانی تمہارے اختیار میں نہیں

www.waseemziyai.com

اگر چہ تم اس پر قبضہ کرنے کو تمام اسباب مہیا کرتے ہو علیحدہ علیحدہ ہیڈ بناتے ہو پانی کو روک کر اسے تقسیم کرتے ہو لیکن باایں ہمہ وہ تمہارے قبضہ میں نہیں جب مشیت الٰہی عزوجل تمہارے نظام کے خلاف ہو جائے تو وہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور پانی تمہارے قبضہ میں نہیں رہتا جسے تم سیلاب اور طوفان کے نام سے ظاہر کرتے ہو۔ اور پھر تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ہی محتاج ہوتے ہو۔ یہ تمام امور تمہارے عجز اور اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر دال ہیں۔

لَوَاقِحَ۔ عربی محاورہ میں ملاقح کے معنی میں مستعمل ہے جو ملحقہ کی جمع ہے اس سے مراد ابروں (بادلوں) کا ملحق ہو کر برسنا ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں وَالْمُرَادُ مُلْحِقَاتٌ لِلشَّجَرِ فَيَكُوْنُ قَدِ اسْتُعِيْرَ اللِّقْحُ لِصَبِّ الْمَطَرِ فِي السَّحَابِ اَوِ الشَّجَرِ۔

آگے فرماتے ہیں: الرِّيْحَ لَوَاقِحَ۔ ایک قسم کی ہوا ہے جسے ریح جنوب کہتے ہیں كَمَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا عَنْ قَتَادَةَ مَرْفُوْعًا۔

فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ۔ يَعْنِيْ جَعَلْنَاهُ لَكُمْ سَقْيًا تَسْقُوْنَ بِهٖ مَزَارِعَكُمْ وَ مَوَاشِيَكُمْ۔

''وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ۔ اور بے شک ہم ہی جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں اور بے شک ہم جانتے ہیں تم میں آگے بڑھنے والوں کو اور بے شک ہم جانتے ہیں تم میں پیچھے رہنے والوں کو''۔

اس آیہ کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ مخلوقات کا کام ہی حادث و فانی ہے اور ہر مدعی ملک کی ملک ضائع ہونے والی ہے اور وارث مطلق وہی ایک ذات ہے جو رب اول ہے وہی ہے اور وہی رہے گا اور اس کے علم میں ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتیں اور سب سے پچھلی امت مرحومہ محمدیہ ﷺ میں کیا فرق ہے اور ان میں سے کون اطاعت، ریاضت، عبادت میں سبقت کرنے والی ہے اور کون دنی الحوصلہ پست بن کر پیچھے رہ گئی ہے۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ فِي الصَّلٰوةِ فَازْدَحَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَكَانُوْا بَنُوْ عُذْرَةَ دُوْرُهُمْ قَاصِيَةً عَنِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا نَبِيْعُ دُوْرَنَا وَ نَشْتَرِيْ دُوْرًا قَرِيْبَةً مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْاٰيَةَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صف اول میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ کا اژدحام صف اول کی طرف ہونے لگا اور قبیلہ بنی عذرہ کے لوگ وہ تھے جن کے مکان مسجد نبوی سے بعد پر تھے۔ انہوں نے کہا ہم اپنے مکان بیچ کر مسجد نبوی کے قریب مکان بنالیں گے تاکہ صف اول کی فضیلت سے محروم نہ رہیں۔

اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسلی دی گئی کہ ثواب نیتوں پر موقوف ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اللہ تعالیٰ اگلوں کو بھی جانتا ہے اور جو بہ عذر پیچھے رہ گئے انہیں جانتا ہے اس سے کچھ مخفی نہیں ہے۔

ابن ماجہ، احمد، ترمذی اور حاکم اپنی صحیح میں اور بیہقی اپنی سنن میں طریق ابی الجوزاء رحمہم اللہ سے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ كَانَتِ امْرَاَةٌ تُصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا وَيَسْتَاْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى

www.waseemziyai.com

يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَإِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ إِبْطَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْآيَةَ۔

ایک خاتون نہایت حسینہ جمیلہ تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کو آتی تھیں تو صحابہ میں بعض تو وہ تھے کہ آگے بڑھ کر صف اول میں اس غرض سے مل جاتے تھے کہ انہیں وہ خاتون نظر ہی نہ آسکیں اور بعض وہ تھے کہ صفوف میں پیچھے شرکت کرتے اور جب رکوع میں جاتے تو اپنی بغل کے خلو سے انہیں دیکھتے رہتے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی کہ پیچھے رہنے والوں کی بدنیت بھی ہمارے علم میں ہے اور آگے بڑھنے والوں کی صفاء قلب بھی ہمارے علم میں ہے۔ ہم پر کچھ مخفی نہیں وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰى نیت پر جزاء عمل ہے اور ہر شخص کی جو نیت ہے ویسا ہی اس کا بدلہ ہے۔

''وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ۔ اور بے شک تمہارا رب انہیں محشور فرمائے گا (بروز قیامت) بے شک وہ حکمت والا علم والا ہے''۔

یعنی جس حال میں ان کا خاتمہ ہوا ہے اسی کے مطابق ان کا انجام ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾	اور بے شک پیدا کیا ہم نے انسان کو بجتی مٹی سے جو ایک خمیر دار گارا تھی۔
وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾	اور جنوں کو پیدا کیا ہم نے اس سے قبل دھکی ہوئی آگ سے۔
وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾	اور یاد فرمائیں جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں کو میں پیدا کرنے والا ہوں ایک بشر بجتی مٹی خمیر شدہ گارے سے۔
فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾	تو جب میں اسے برابر کرلوں اور پھونک دوں اس میں اپنی خاص روح تو گر جانا تم اس کے لئے سجدہ میں۔
فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾	تو سجدہ کیا سب فرشتوں نے جمع ہو کر۔
إِلَّآ إِبْلِيْسَ ؕ أَبٰٓى أَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾	مگر شیطان نہ مانا اس نے یہ کہ ہوتا وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔
قَالَ يٰٓإِبْلِيْسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾	فرمایا اے شیطان کیا ہوا تجھے کہ نہ ہوا تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔
قَالَ لَمْ أَكُنْ لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾	بولا مجھے زیبا نہ تھا کہ بشر کو سجدہ کروں تو نے اسے بنایا بجتی مٹی خمیر کی ہوئی گارے سے۔
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾	ارشاد ہوا نکل جا (جنت سے) تو بے شک مردود ہے۔
وَّإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾	اور بے شک تجھ پر لعنت ہے قیامت کے دن تک۔

www.waseemziyai.com

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾

عرض کرنے لگا میرے رب مجھے مہلت دے اس دن تک جب اٹھائے جائیں۔

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۳۷﴾

فرمایا بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں سے ہے۔

اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾

وقت مقررہ تک۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۳۹﴾

عرض کی اے میرے رب قسم ہے مجھے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں خوشگوار جچاؤں گا زمین میں اور بہکاؤں گا سب کو۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾

مگر تیرے خاص بندے چنے ہوئے۔

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿۴۱﴾

ارشاد ہوا یہ راہ ہے میری سیدھی۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾

بے شک میرے بندوں پر تیرا قابو نہ پہنچے گا مگر جو تیری اتباع میں گمراہ ہوں۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾

اور بے شک جہنم ان کا وعدہ ہے سب کا۔

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

اس کے سات در ہیں ہر در کے لئے ان سے ایک حصہ ہے تقسیم کیا ہوا۔

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

وَلَقَدْ۔ اور بے شک
خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے
الْاِنْسَانَ۔ انسان کو
مِنْ صَلْصَالٍ۔ بجنے والی مٹی
مِّنْ حَمَاٍ۔ کیچڑ
مَّسْنُوْنٍ۔ بدبودار سے
وَالْجَآنَّ۔ اور جن
خَلَقْنٰهُ۔ پیدا کیا ہم نے اس کو
مِنْ قَبْلُ۔ پہلے
مِنْ نَّارِ۔ آگ کے
السَّمُوْمِ۔ شعلہ سے
وَاِذْ۔ اور جب
قَالَ۔ کہا
رَبُّكَ۔ تیرے رب نے
لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں سے
اِنِّیْ۔ بے شک میں
خَالِقٌۢ۔ پیدا کرنے والا ہوں
بَشَرًا۔ انسان کو
مِّنْ صَلْصَالٍ۔ بجنے والی مٹی
مِّنْ حَمَاٍ۔ کیچڑ
مَّسْنُوْنٍ۔ بدبودار سے
فَاِذَا۔ پھر جب
سَوَّیْتُهٗ۔ میں برابر کرلوں اسے
وَنَفَخْتُ۔ اور پھونکوں
فِیْهِ۔ اس میں
مِنْ رُّوْحِیْ۔ اپنی روح
فَقَعُوْا۔ تو گر پڑو
لَهٗ۔ اس کے لئے
سٰجِدِیْنَ۔ سجدہ کرتے
فَسَجَدَ۔ پھر سجدہ کیا
الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتوں نے
كُلُّهُمْ۔ تمام کے
اَجْمَعُوْنَ۔ تمام نے
اِلَّآ۔ مگر
اِبْلِیْسَ۔ ابلیس نے
اَبٰٓی۔ انکار کیا
اَنْ۔ یہ کہ
یَّكُوْنَ۔ ہو
مَعَ۔ ساتھ
السّٰجِدِیْنَ۔ سجدہ کرنے والوں کے
قَالَ۔ کہا
یٰٓاِبْلِیْسُ۔ اے ابلیس
مَالَكَ۔ کیا ہے تجھے
اَلَّا۔ یہ کہ نہ
تَكُوْنَ۔ ہو تو
مَعَ۔ ساتھ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

السّٰجِدِیْنَ۔سجدہ کرنے والوں کے
اِلَّآ سْجُدَ۔کہ سجدہ کروں
مِنْ صَلْصَالٍ۔بجنے والی مٹی
فَاخْرُجْ۔نکل جا
وَّاِنَّ۔اور بے شک
یَوْمِ۔دن
فَاَنْظِرْنِیْٓ۔مہلت دے مجھے
قَالَ۔فرمایا
اِلٰی۔طرف
قَالَ۔کہا
رَبِّ۔اے میرے رب
لَاُزَیِّنَنَّ۔میں زینت دوں گا
گمراہ کروں گا ان
مِنْهُمْ۔ان میں سے
صِرَاطٌ۔راہ
عِبَادِیْ۔میرے بندے
سُلْطٰنٌ۔کوئی غلبہ
مِنَ الْغٰوِیْنَ۔گمراہوں میں سے
لَمَوْعِدُهُمْ۔وعدہ ہے ان
اَبْوَابٍ۔دروازے ہیں
جُزْءٌ۔حصہ ہے

قَالَ۔کہا
لِبَشَرٍ۔بشر کو
مِّنْ حَمَاٍ۔کیچڑ
مِنْهَا۔اس سے
عَلَیْكَ۔تجھ پر
الدِّیْنِ۔قیامت کے
اِلٰی۔طرف
فَاِنَّكَ۔یقیناً تو
یَوْمِ۔دن
رَبِّ۔اے میرے رب
لَهُمْ۔ان کے لئے
اَجْمَعِیْنَ۔سب کو
الْمُخْلَصِیْنَ۔خالص
عَلَیَّ۔مجھ پر
لَیْسَ۔نہیں ہے
اِلَّا۔مگر
لَمَنْ جَهَنَّمَ۔جہنم
لِكُلِّ۔ہر ایک
مَّقْسُوْمٌ۔تقسیم کیا ہوا

قَالَ۔کہا
خَلَقْتَهٗ۔کہ پیدا کیا تو نے اس کو
مَّسْنُوْنٍ۔بدبودار سے
فَاِنَّكَ۔یقیناً تو
اللَّعْنَةَ۔لعنت ہے
قَالَ۔بولا
یَوْمِ۔دن کی کہ
مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۔مہلت دیا گیا ہے
الْوَقْتِ۔وقت
بِمَآ۔بوجہ اس کے کہ
فِی الْاَرْضِ۔زمین میں
اِلَّا۔مگر
قَالَ۔فرمایا
مُسْتَقِیْمٌ۔سیدھی
لَكَ۔تیرا
مَنِ۔جس نے
وَاِنَّ۔اور بے شک
لَهَا۔اس کے
بَابٍ۔دروازے کا

لَمْ اَكُنْ۔نہیں ہوں میں
قَالَ۔کہا
رَجِیْمٌ۔مردود ہے
اِلٰی۔طرف
رَبِّ۔اے میرے رب
یُبْعَثُوْنَ۔اٹھائے جائیں
الْمَعْلُوْمِ۔مقرر کے
اَغْوَیْتَنِیْ۔تو نے گمراہ ٹھہرایا مجھے
وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ۔اور میں ضرور
عِبَادَكَ۔بندے تیرے
هٰذَا۔یہ ہے
اِنَّ۔بے شک
عَلَیْهِمْ۔ان پر
اتَّبَعَكَ۔پیروی کی تیری
جَهَنَّمَ۔جہنم
سَبْعَةٌ۔سات
مِّنْهُمْ۔ان میں سے

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔سورۃ حجر۔پ ۱۴

''وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔اور بے شک بنایا ہم نے انسان کو بجتی مٹی سیاہ سڑے ہوئے گارے سے''۔

عربی میں صلصال سوکھی ہوئی کیچڑ کی پپڑی کو کہتے ہیں جو بجنے لگتی ہے کَمَا قَالَ الْاَلُوْسِیُ: مِنْ صَلْصَالٍ اَیْ طِیْنٍ یَابِسٍ یَتَصَلْصَلُ اَیْ یُصَوِّتُ اِذَا نُقِرَ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ وَنَقَلَهُ فِی الْوِرْدِ الْمَصْئُوْنِ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ وَ نَقَلَ عَنْهُ اَبُوْ حِبَّانَ اِنَّهُ قَالَ هُوَ الطِّیْنُ الْمَخْلُوْطُ بِالرَّمْلِ وہ ریتا ملی مٹی ہے۔

مِّنْ حَمَاٍ۔حَمَا۔اس مٹی کو کہتے ہیں جو پانی کے نیچے بیٹھ کر متغیر اللون ہو کر کالی ہو جاتی ہے جسے خمیر کی ہوئی یا سڑی مٹی کہتے ہیں۔ حَیْثُ قَالَ الْاَلُوْسِیُ مِنْ حَمَأٍ مِّنْ طِیْنٍ تَغَیَّرَ وَاسْوَدَّ مِنْ مُجَاوَرَةِ الْمَاءِ۔

www.waseemziyai.com

مَّسْنُوْنٍ۔قَالَ قَتَادَةُ وَمَعْمَرٌ اَلْمَسْنُوْنُ الْمُنْتِنُ۔سڑی ہوئی بدبودار مٹی کو مَسْنُوْن کہتے ہیں۔

''وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔اور قوم جن کو پیدا کیا اس سے پہلے بے دھوئیں کی آگ سے''۔

جان سے مراد ابوالجن ہے علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَهُوَ اِبْلِيْسُ۔اس سے مراد ابلیس ہے وَرُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ اِنَّهٗ هُوَ اَبُو الْجِنِّ۔ابلیس ابوالجن ہے۔یعنی ابوالبشر آدم علیہ السلام میں اور ابوالجن ابلیس ہے۔اس کی تخلیق مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ سے ظاہر فرمائی ہے نار سموم ایسی گرم ہوا کو کہتے ہیں جو ہلاک کر دے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وَاَكْثَرُ مَا تَهُبُّ فِي النَّهَارِ وَقَدْ تَهُبُّ لَيْلًا وَسُمِّيَتْ سَمُوْمًا لِاَنَّهَا بِاَلْطَفِهَا تَنْفُذُ فِيْ مَسَامِ الْبَدَنِ وَمِنْهُ السَّمُّ الْقَاتِلُ۔

یہ ہوا اکثر صبح چلتی ہے اور کبھی کبھی شام کو بھی اور سموم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ اتنی لطیف ہوتی ہے کہ مسام بدن میں نفوذ کر جاتی ہے اور اسی سے سم قاتل ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلسَّمُوْمُ نَارٌ لَادُخَانَ لَهَا وَمِنْهَا تَكُوْنُ الصَّوَاعِقُ۔سموم وہ آگ ہے جس میں دھواں نہ ہو اور صواعق محرقہ بھی اسی سے ہیں۔

ایک قول ہے کہ وَالْمُرَادُ مِنَ النَّارِ الْمُفْرِطَةُ الْحِرَارَةِ۔اس سے مراد ہر وہ آگ ہے جس کی حرارت مفرط ہو۔

ایک قول میں حدیث سے یہ تعریف کی گئی کہ اِنَّ النَّارِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْهَا الْجَانُّ اَشَدُّ حَرَارَةً مِّنَ النَّارِ الْمَعْرُوْفَةِ۔جس آگ سے جن بنائے گئے وہ سخت ترین ہے اس عام آگ سے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْأً مِنَ النُّبُوَّةِ وَهٰذِهِ النَّارُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِنَ السَّمُوْمِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْهَا الْجَانُّ وَتَلَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاٰيَةَ۔

مومن کا خواب مقام نبوت سے ستر واں حصہ ہے اور یہ آگ ستر درجہ کم ہے نار سموم سے جس کے ساتھ جن پیدا کیے گئے پھر وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔تلاوت فرمائی۔

فلاسفہ اگرچہ اپنی مادی نگاہ کے ماتحت وجود جن سے انکار بھی کر چکے ہیں اور بعض نے انہیں اجسام ہوائیہ یا ناریہ بھی مانا۔لیکن جمہور ارباب ملل واصحاب روحانیات ان کے وجود کے قائل ہیں اور وہ انہیں ارواح سفلیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں مفصل بحث روح المعانی میں دیکھی جائے۔

وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْاَسْمَاءِ وَاَبُوْنُعَيْمٍ وَالدَّيْلَمِيُّ وَغَيْرُهُمْ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ كَمَا قَالَ الْعِرَاقِيُّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ مَرْفُوْعًا اَلْجِنُّ ثَلَاثَةُ اَصْنَافٍ:

فَصِنْفٌ لَّهُمْ اَجْنِحَةٌ يَطِيْرُوْنَ فِي الْهَوَاءِ۔

وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَكِلَابٌ۔

وَصِنْفٌ يَحِلُّوْنَ وَيَظْعَنُوْنَ۔

جن تین قسموں پر ہیں:

ایک قسم ہے جن کے پر ہیں وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

دوسری قسم سانپ اور کتوں کی شکل میں ہے۔

تیسری قسم اتنی لطیف ہے کہ وہ اجسام انسانی میں چلتے پھرتے ہیں۔

بہرحال قرآن کریم میں سورۂ جن میں ان کا تذکرہ مفصل ہے پھر متعدد مقامات پر اس قوم کا ذکر فرمایا گیا بنابریں ہمیں اس سے انکار کرنے کی مجال نہیں کہ جن کا وجود نہیں لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ جن ہیں اور ضرور ہیں فضاء ہوائیہ میں اڑتے ہوں یا سانپ کتے کی شکل میں پھرتے ہوں یا اجسام میں حلول کرتے ہوں۔

علاوہ ازیں کاہنوں کی کیفیت جن احادیث سے ملتی ہے ان میں بھی جنوں کا وجود واضح ہے بنابریں ہمیں اس مقام پر ان احادیث کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ لسان اجنہ سے واضح ہوتا ہے۔علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین میں نقل فرماتے ہیں۔وَ ھُوَ ھٰذَا فصل چہارم۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص حاکم قادسیہ کو حکم بھیجا کہ نضلہ بن معاویہ کو حلوان بھیج دو کہ وہ اطراف عراق فتح کریں۔

چنانچہ حضرت سعد نے تین سو سواروں کے ساتھ حضرت نضلہ کو حلوان بھیج دیا۔آپ نے وہاں فتح حاصل کی اور وہاں کے غنائم ہمراہ لے کر واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک پہاڑ کے قریب شام ہوگئی جب نضلہ نے نماز مغرب کے لئے اذان دی۔

جب آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو غیبی آواز آئی: کَبَّرْتَ کَبِیْرًا یَا نَضْلَۃُ۔جب آپ نے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو آواز آئی: ھٰذِہٖ کَلِمَۃُ الْاِخْلَاصِ۔جب آپ نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو آواز آئی: ھٰذَا دِیْنٌ صَادِقٌ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیٌّ صَادِقٌ۔یہی دین سچا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ان کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ انہی کی امت پر دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہا تو آواز آئی، اسے خوشخبری ہے جو نماز کی طرف آئے اور اس پر مداومت کرے۔جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہا تو آواز آئی، اس نے فلاح پائی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا جب آخر اذان پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو آواز آئی: کَبَّرْتَ کَبِیْرًا پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو آواز آئی: یہ کلمہ اخلاص ہے اے نضلہ! اللہ نے تجھ پر جہنم حرام کیا۔

حضرت نضلہ فرماتے ہیں کہ اذان سے فارغ ہو کر میں بولا اے شخص اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے فرشتہ ہے یا جن؟ جب تو نے مجھے آواز سنائی ہے تو اپنی زیارت سے بھی مشرف کر ہم اللہ کے رسول کے وفد میں سے ہیں۔

پھر یکا یک وہ پہاڑ چکی کی طرح گھوما اور شق ہوا اور ایک بزرگ سفید ریش پشمینہ پہنے ظاہر ہوئے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرما کر بیٹھے ہم نے جب جواب سلام دے کر پوچھا:

آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں زریب ابن مرتملہ ہوں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتی ہوں مجھے اس پہاڑ میں رہنے کا حکم تھا اور اس کی

www.waseemziyai.com

مدت یہ فرمائی گئی ہے کہ جب تک میں آسمان سے نزول نہ کروں تجھے یہیں رہنا ہے اس وقت تک مجھے زندہ رہنے کی دعا بھی فرمائی گئی۔

جب وہ نازل ہوں گے خنزیر قتل کریں گے، صلیب توڑیں گے اور نصاریٰ نے جو انہیں ابن اللہ کہا اس سے بیزاری کا اظہار فرمائیں گے۔

پھر اس جن نے پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

میں نے کہا: وفات ہوگئی۔

یہ سنتے ہی وہ گریہ کرنے لگے اور دیر تک روتے رہے حتیٰ کہ اشک ہائے متواتر سے ریش مبارک تر ہوگئی اس کے بعد انہوں نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین خلیفہ کون ہیں؟

میں نے کہا: حضرت صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور وہ بھی انتقال فرما گئے۔

اس نے پوچھا: ان کے بعد کون خلیفہ ہیں؟

میں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

یہ سن کر زریب ٹھنڈا سانس لے کر بولے خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میری قسمت میں نہ تھی۔ اب عہد فاروقی ہے ان کی خدمت میں میرا اسلام پہنچا دینا اور عرض کرنا حضور ہر کام میں راست روی اور اعتدال اختیار فرمائیں۔ قیامت قریب ہے اس کی علامتیں یہ ہیں جو امت مرحومہ میں عام ہو جائیں گی ان سے اجتناب فرمانا اول علامت یہ ہے کہ

مرد مرد آپس میں لواطت یعنی بدفعلی کرنے لگیں گے۔

عورت عورت کے ساتھ چپٹی کھیلے گی۔

نسب بدلنے میں سعی ہوگی۔

اپنے سردار کو چھوڑ کر اغیار کی غلامی اختیار کریں گے۔

بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں گے چھوٹے بڑوں کا وقار ترک کر دیں گے۔

امر بالمعروف، نہی عن المنکر ترک ہو جائے گی۔

علم دین درہم و دنانیر کے عوض بکنے لگے گا۔

بارش عذاب کی صورت میں برسے گی۔

اولاد والدین کے رنج کا موجب ہوگی۔

منبر اونچے اونچے بنائے جائیں گے۔

قرآن مجید کا اتنا ہی احترام رہ جائے گا کہ اسے چاندی سونے سے سجایا جائے گا۔

مساجد ظاہری زیب و زینت سے مزین ہوں گی مگر نمازی کم ہوں گے۔

رشوت خوری عام ہوگی۔

مکان نہایت شاندار بنائے جائیں گے۔

www.waseemziyai.com

ہر ایک نفسانی خواہشات کا متبع ہو جائے گا۔

دین۔دنیا کے بدلے بیچا جائے گا۔

خونریزی عام ہونے لگے گی۔

رشتہ داروں میں باہمی رنجشیں ہوں گی صلح رحمی منقطع ہو جائے گی۔

فتوے پیسے کے بدلے مستفتی کی مرضی سے لکھے جائیں گے۔

باہمی قتل وقتال کا نام جہاد ہو جائے گا۔

اہل علم وفضل، ادنیٰ مالدار وجاہل حکمران کی تعظیم کریں گے۔

عورتیں گھوڑوں پر سوار ہو کر ہوا خوری کریں گی۔

یہ باتیں کہتے کہتے وہ نظر سے غائب ہو گئے۔

یہ خبر جب عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی۔آپ نے حضرت سعد کو لکھا کہ وہ مہاجرین وانصار کو ہمراہ لے کر اس پہاڑ پر جائیں اور اس سے ملاقات کر کے ہمارا اسلام انہیں پہنچائیں مجھے حضور نے فرمایا تھا کہ جانب عراق ایک پہاڑ ہے اس میں بعض مردان خدا رہتے ہیں جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری سنت کی وصیت فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت سعد چار ہزار پیادہ وسوار کے ساتھ اس پہاڑ پر تشریف لائے اور چالیس دن پنجگانہ اذان دی مگر ملاقات نہ ہوئی۔

اسی حجۃ اللہ میں بروایت ابن سعد اور ابونعیم حضرت عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل مکہ معظّمہ سے حرا کی طرف جا رہے تھے۔راہ میں مجھ سے ملاقات ہوئی۔فرمایا مکہ سے میرا نکلنا اس وجہ میں ہوا کہ مجھ سے میری قوم مخالف ہو گئی ہے۔اس مخالفت کے چند وجوہ ہیں:

اول یہ کہ میں نے بتوں کی پوجا سے انکار کیا اور یہ ان کے آبائی معبود تھے۔

دوم یہ کہ میں مذہب ابراہیمی کا پیرو بن کر اس نبی آخر الزمان کے انتظار میں ہوں جو اولاد اسماعیل سے عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں گے۔ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔مگر مجھے امید نہیں کہ میں ان کا زمانہ پاؤں لیکن میں ان پر غائبانہ ایمان لا چکا ہوں۔اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور اس امر پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔اگر تمہاری عمر میں وہ تمہیں ملیں تو ان کی خدمت میں میرا اسلام پہنچا دینا۔میں تمہیں ان کی علامات ظاہر کئے دیتا ہوں تا کہ تمہیں ان کے جاننے میں شک وشبہ نہ ہو۔

وہ درمیانہ قد وقامت کے ہوں گے۔

وہ بال بھی درمیانہ درجہ کے رکھتے ہوں گے۔

ان کی چشم سحر آفریں سے سرخ ڈورا ہر وقت نظر آئے گا۔

ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

وہ اسی شہر مکہ میں پیدا ہوں گے۔

www.waseemziyai.com

وہ اسی شہر میں اپنی نبوت کا اعلان فرمائیں گے۔

جب ان کی قوم ان کی ہدایت سے برہم ہوگی تو وہ ہجرت فرما کر بطحا تشریف لے جائیں گے وہاں ان کی نبوت کا اثر زور پر ہوگا اور چند دنوں میں وہ سب پر غالب ہو جائیں گے۔ خبردار انہیں دھوکہ نہ دینا، ان پر ایمان لانا۔

وہ آخری نبی ہوں گے ان کا دین آخری دین حق ہوگا ان کے بعد قیامت تک کوئی بھی سچا نبی نہ ہوگا۔

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ جب بموجب خبر حضرت زید میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظّمہ میں دعوت نبوت کرتے دیکھا اور مذکورہ صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں پائیں تو میں ایمان لے آیا اور تمام قصہ حضرت زید کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء رحمت فرمائی اور فرمایا میں انہیں جنت میں چلتا پھرتا دیکھتا ہوں ان کے دامن قبا دراز ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت آدمی کو جاتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص زمانہ جاہلیت میں یا تو ہمارے دین پر تھا اور یا پھر کاہن۔ اسے ذرا بلاؤ جب وہ حاضر آیا آپ نے فرمایا۔ ''کیا زمانہ جاہلیت میں تو کاہن تھا؟''۔

اس نے عرض کیا: ''ہاں''۔

آپ نے فرمایا: ''اس زمانہ کی تعجب خیز کوئی بات سنا جو تیرا جن لایا ہو''۔

وہ کہنے لگا ایک دن بازار میں میرا جن گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْجِنِّ وَ اِبْلَاسِهَا وَیَاْسِهَا مِنْ بَعْدِ اِنْکَاسِهَا وَلُحُوْقِهَا بِالْقُدُسِ وَ اَحْلَاسِهَا۔ کیا نہ دیکھا تو نے جنوں کو اور ان کی حیرت و ناامیدی کو آسمان کی خبریں سننے کے بعد لوٹ کر آنے آسمان سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سچ ہے۔

میں بھی ایام جاہلیت میں ایک بت کے پاس تھا۔ سو گیا کہ ایک بچھڑا لایا گیا جسے اس بت پر ذبح کیا گیا کہ اچانک ایک آواز آئی جو اس سے پہلے کبھی سننے میں نہ آئی۔ وہ کہہ رہا تھا:

یَا جَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

''اے خبر پوچھنے والے حیرت زدہ ایک کام ظاہر ہونے والا ہے نجات کا ایک مرد فصیح کہہ رہا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر تو۔''

اس آواز سے لوگ وحشت زدہ ہو کر بھاگے مگر میں نے کہا میں ہرگز نہ ہٹوں گا جب تک تحقیق نہ کرلوں کہ یہ کون بولنے والا ہے کہ اچانک پھر آواز آئی۔ جو وہی تھی:

یَا جَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

یہ سن کر میں بھی چل دیا چند ہی دن گزرے کہ عام چرچا شروع ہوگیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔

ابوالہیثم بن تیہان قضاعی قبیلہ بنی عبدالاشہل کے حلیف موحد تھے وہ فرماتے ہیں میں نے انسانوں سے ہی نہیں بلکہ جنوں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سنے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: چاندنی رات میں چلتے چلتے مجھے اونٹنی پر نیند آگئی کہ یک لخت اونٹنی چمکی۔ میں چونک پڑا تو دیکھا مثل ستاروں کے بہت سی آگ جگہ جگہ چمک رہی ہے میں نے ان چمکاروں کی

www.waseemziyai.com

طرف اونٹنی ہانکی جب میں قریب پہنچا تو وہ چنگاریاں جمع ہوگئیں اور اس کے گرداگرد میں نے ایسے آدمی دیکھے جو عجیب الخلقت تھے اور ان میں کچھ شور ہو رہا تھا۔ میں خائف ہوا۔ اونٹنی بھی وہاں سے کودی۔ میں اونٹنی سے اترا تو چند نیلگوں رنگ کے آدمی عجیب وغریب حلیہ میں میرے سامنے آئے مجھے ان سے اتنا خوف آیا کہ میں چیخا اور پکارا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ان جنوں کے سردار سے کہ ان میں سے چند آدمی مجھے اشارہ سے اپنی طرف بلانے لگے۔

پھر ان میں سے چند آدمیوں نے مجھ سے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہو؟ اور چار آدمی میرے آگے آئے اور سلام علیک کہا۔ پھر بیٹھ گئے ان کی شکلیں بھی ہیبت ناک تھیں وہ مجھ سے پوچھنے لگے تم کہاں کے آدمی ہو؟

میں نے کہا میں قبیلہ بنی غسان سے ہوں یہ قبیلہ بنی قیلہ کی شاخ ہے۔

انہوں نے مجھ سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے گھبرا کر کہا کیا میں یہاں جنوں کے حاکم کی امان میں نہیں ہوں؟

انہوں نے کہا تم کسی سے نہ ڈرو بے شک تم امن میں ہو۔

میں نے کہا میں یمن جانا چاہتا ہوں وہاں ایک کاہن ہے اور اس سے ملنے کا ارادہ ہے اس لئے کہ ہم لوگ کاہنوں پر یقین رکھتے ہیں۔ آج کاہن کی بجائے میں تم سے ہی مل گیا لہٰذا اب تم بھی مجھے کچھ مستقبل کی خبریں سنا دو۔

انہوں نے آپس میں کچھ باتیں کر کے مجھ سے پوچھا تم کس کے باپ ہو؟

میں نے کہا میں ابو عامر ہوں۔

اس نے ایک مقفی مسجع خوشنما عبارت میں مجھے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی اور جب میں نے مزید سوالات کئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کر دیا اور بتایا کہ۔

ان کا رنگ کھلا ہوا ہوگا۔

وہ درمیانہ قد وقامت کے ہوں گے۔

کنکھیوں سے زیادہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

جو انہیں ستائے گا اس سے درگزر فرمائیں گے۔

ان کی چشم مخمور نہایت کشادہ خوشنما ہوں گی۔

ان کے دونوں شانوں کے مابین مہر نبوت ہوگی۔

وہ آسان اور سیدھا راستہ بتائیں گے۔

وہ خوش نصیب ہے جو ان کی پیروی کرے۔

یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور میں شب بھر وہیں رہ کر صبح روانہ ہوا۔

حضرت خزیمہ فرماتے ہیں کہ ابو عامر راہب تو روانہ ہو گئے اور میں قصبۃ الیمامہ کی نشست گاہ میں بیٹھ گیا کہ ایک آدمی جو وہاں بیٹھا تھا مجھ سے کہنے لگا کہ میں ہوذہ بادشاہ کے پاس تھا کہ دربان نے عرض کیا دمشق کا راہب حاضری کی اجازت چاہتا ہے۔

www.waseemziyai.com

ہوذہ نے اجازت دی وہ آ گیا۔ ادھر ادھر کی باتیں کرتے راہب نے کہا آپ کے ملک کے شہر بہت خوبصورت ہیں۔

ہوذہ نے کہا ہاں ہمارے شہر عرب کے لئے موجب فخر و مباہات ہیں۔

راہب بولا تمہارے شہروں میں وہ کون سا شہر ہے جس میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوگی اور وہاں سے دوسرے شہر میں ہجرت فرما کر اپنے دین کی طرف دعوت عام دیں گے۔

ہوذہ نے کہا اسے یثرب کہتے ہیں وہ ہم سے نزدیک ہے۔

ان کا فرمان مجھے آ چکا ہے وہ اپنے دین کی طرف مجھے بلا رہے ہیں مگر میں نے ابھی ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

راہب نے کہا کیوں قبول نہ کیا؟

ہوذہ بولا محبت سلطنت کی وجہ سے مجھے خوف ہے کہ مجھے اس دین کے قبول کرنے کے بعد میری قوم مجھے معزول نہ کر دے۔

راہب نے کہا اگر تو ان کی اطاعت کر لیتا تو وہ تجھے تیرے تخت پر ہی رکھتے تیری بھلائی ان کی پیروی میں ہے وہ بے شک نبی آخر الزمان ہیں وہ وہ ہیں جن کی تشریف آوری کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی انجیل میں ان کے اوصاف مذکور ہیں۔

ہوذہ نے راہب سے پوچھا تم نے ان کی اطاعت کیوں نہ کی؟

راہب بولا مجھے شراب نوشی کی عادت ہے اور وہ شراب حرام فرمائیں گے۔

ہوذہ نے کہا میرا ارادہ تو ان کی اطاعت کر لینے کا ہے اور میرا ان سے یہی سوال ہوگا کہ مجھے میرے ملک پر بدستور قائم رکھیں اس کا وعدہ مجھ سے ان کے قاصد کر گئے ہیں۔

اس کے بعد ہوذہ نے اپنے منشی کو بلا کر عریضہ لکھوایا اور کچھ ہدایا ساتھ کر کے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔

یہ خبر جب رعایا کو ملی وہ بادشاہ سے بگڑی اور معزول کر دینے کی دھمکی دی۔ قاصد ڈر گیا اور روانگی ملتوی کر دی۔

کچھ مدت بعد وہ راہب ملک شام آیا تو حضرت خزیمہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے راہب سے دریافت کیا کہ ہوذہ سے تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گفتگو کی تھی وہ صحیح تھی؟

راہب نے کہا ہاں صحیح تھی تجھے چاہئے کہ ان کی پیروی کرے انہوں نے راہب سے یہ سن کر اپنے گھر آ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری کا انتظام کیا اور ایمان لے آئے۔

اسی حجۃ اللہ میں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کا واقعہ اس طرح ہے:

کہ جب طائف کا محاصرہ ہوا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کر لیا تو واپسی کے موقعہ پر غیلان بن سلمہ سے ملے اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام بہت بلند ہو گیا ہے اور گروہ کے گروہ ان کا اتباع کر رہے ہیں۔

غیلان نے کہا ہاں اب یہ بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟

عروہ فرماتے ہیں میں نے کہا اہل عرب اپنے کو عقلمند سمجھتے ہیں لیکن اگر ہم نے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کیا تو ہم سے زیادہ بے وقوف کوئی نہ ہوگا۔

www.waseemziyai.com

غیلان کہنے لگا عروہ ایسی باتیں تم سے سننا مجھے پسند نہیں۔تم سردار قوم ہو اگر ایسے خیال ظاہر کرو گے تو تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

میں نے کہا سچی بات پر اگر جان جاتی ہے تو جائے۔

میں صاف کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔میں نے آج تک کسی سے وہ واقعہ بیان نہیں کیا جو مجھ پر گزر چکا ہے آج تمہیں سناتا ہوں۔

میں بغرض تجارت نجران جا رہا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ظہور ہوا تھا نہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی تھی۔

اثناء راہ میں قافلہ سے علیحدہ ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا۔کہ دو لڑکیاں میری طرف آتی نظر آئیں۔حتیٰ کہ وہ میرے پاس بیٹھ گئیں۔میں نے لیٹے لیٹے آنکھیں بند کر لیں اور ان دونوں لڑکیوں میں گفتگو شروع ہوئی۔

لڑکی: یہ کون شخص ہے؟

دوسری: یہ عروہ بن مسعود ثقفی اپنی قوم کا سردار ہے جو سب پر غالب ہے اور اتنا سخی ہے کہ اکثر تنگدست رہتا ہے۔

لڑکی: یہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا؟

دوسری: طائف کے قبیلہ بنی ثقیف سے آیا ہے اور نجران جا رہا ہے جہاں کے لوگ اس کے مخالف ہیں۔

لڑکی: اس سفر میں اس کی بہتری ہے یا نہیں؟

دوسری: اس پر راستہ آسان ہوگا اور یہ سب پر غلبہ پائے گا۔

لڑکی: آخر انجام کیا ہوگا؟

دوسری: یہ سردار ہی رہے گا اور ایک نبی آخر الزمان کا پیرو بن کر بڑا رتبہ پائے گا۔

لڑکی: وہ نبی کون ہیں؟ دوسری نے کہا:

دَاعٍ مُجَابٌ لَهُ اَمْرٌ عُجَابٌ يَاْتِيْهِ مِنَ السَّمَآءِ كِتَابٌ يَبْهَرُ الْاَلْبَابَ وَيَقْهَرُ الْاَرْبَابَ۔

وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کی طرف ایک بلانے والا ہے جس کی دعوت قبول ہوگی اور امور عجیب اس سے ظاہر ہوں گے آسمان سے اس کے پاس ایک کتاب اترے گی جو اہل عقل کے عقلوں کو روشن کر دے گی اور سرداروں کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ وہ لڑکیاں نہ معلوم کہاں گئیں اور میں ایسا سویا کہ جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو میں اٹھا۔ طائف گیا اور وہاں سے

جب میں واپس نجران پہنچا تو بڑے پادری سے ملا جو میرا دوست تھا۔اس نے بھی مجھ سے کہا عروہ یہ زمانہ نبی آخر الزمان کے ظہور کا ہے جو تمہارے حرم مکہ سے ظہور فرما کر حق کی راہنمائی کریں گے۔

یہ سن کر میں نے راہب سے کہا تمہاری اس میں کیا رائے ہے؟

راہب نے کہا قسم مسیح کی بے شک وہ سچے نبی ہیں سب نبیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کسی

www.waseemziyai.com

2

نبی کا ظہور نہ ہوگا اگر تمہارے زمانہ میں وہ تشریف لے آئیں تو تم ضرور ان کی پیروی کر لینا اس میں تمہاری نجات ہے۔

یہ سن کر میں نے اس راز کو بھی مخفی رکھا اور راہب کو تاکید کر دی کہ وہ بھی کسی پر اس امر کا اظہار نہ کرے۔

آخر میں نے دیکھا کہ قبیلہ بنی ثقیف کا تشدد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں بڑھ گیا اور میں خود بھی انہیں میں تھا۔ آخرش میں بارگاہ رسالت میں حاضر آیا اور ایمان کامل سے مشرف ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب وغریب قصہ حجۃ اللہ میں مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک روز میں مدینہ طیبہ سے باہر گیا کہ اچانک ایک ضعیف العمر لکڑی ٹیکتا آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی چال سے اندازہ فرما کر بتایا کہ اس بڈھے کی چال تو جنوں کی سی ہے اتنے میں وہ حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔

اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا طرز تکلم تو جنوں کا سا ہے۔

اس نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم میرا نام ہامہ ہے اور میرے باپ کا نام ہام تھا اور ہام لاقیس کا بیٹا تھا اور لاقیس ابلیس کا بیٹا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تم میں اور ابلیس میں دو ہی پشت ہیں؟

عرض کیا بے شک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری عمر کتنی ہے ہامہ؟

حضور! صلی اللہ علیہ وسلم میں طویل زمانے دیکھ چکا ہوں۔ قابیل نے جب حضرت ہابیل کو قتل کیا تھا میں اس وقت چند سال کا تھا اور اکثر ٹیلوں پر چڑھ کر شکار کرتا آئندہ وروندہ کو خرابی میں ڈالتا تھا۔

حضور: تو برے کام میں رہتا تھا۔

ہامہ: پھر حضور میں حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لایا اور جب آپ نے اپنی قوم کے لئے بددعا فرمائی تو میں نے حضرت نوح علیہ السلام پر اظہار ناراضگی کیا آپ اس سے نادم ہو کر رونے لگے حتیٰ کہ میں بھی رو پڑا۔

پھر حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بھی ان کے بددعا کرنے پر میرا ایسا ہی معاملہ ہوا۔

پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان پر ایمان لایا اور جب انہیں آتش نمرود میں ڈالا گیا میں ان کے ساتھ تھا۔

اسی طرح جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو میں ان سے پہلے کنوئیں میں اتر گیا تھا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہا۔

پھر حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پر ایمان لایا انہوں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر تو زمانہ خاتم الانبیاء کا پائے تو میرا سلام عرض کرنا۔

حضرت انس فرماتے ہیں یہ سب سن کر جواب سلام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَیْکَ وَعَلَیْهِ یَا هَامَه فرما کر ارشاد فرمایا ہامہ اب اپنا مدعا کہو۔

ہامہ نے عرض کیا حضور موسیٰ علیہ السلام نے مجھے توریت پڑھائی تھی اور

www.waseemziyai.com

عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل پڑھائی۔

اب میری آرزو ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قرآن کریم پڑھائیں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہامہ کو سورۂ واقعہ، عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ، اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ، قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ، سورۂ اخلاص، فلق، ناس سکھا کر رخصت کیا۔

اس کے بعد اس کے انتقال کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے نہیں سنی۔ میرا گمان ہے کہ ابھی تک وہ زندہ ہوں گے۔

بتوں سے بھی جنوں کی آوازیں ان کے پجاریوں نے سنیں۔

خصائص کبریٰ سے علامہ نبہانی نقل فرماتے ہیں کہ راشد بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بت جس کا نام سواع تھا۔ مقام معلاۃ میں چند قبائل کا معبود بنا ہوا تھا۔

ان میں سے قبیلہ بنی ظفرہ نے میرے ہاتھ سواع کے لئے بھینٹ بھیجی میں صبح کے وقت اس بت کے پاس پہنچا کہ اس کے جوف سے میں نے یہ آواز سنی:

اَلْعَجَبُ کُلَّ الْعَجَبِ مِنْ خُرُوْجِ نَبِیٍّ مِّنْ بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلَبِ یُحَرِّمُ الزِّنَا وَالرِّبٰوا وَالذَّبْحَ لِلْاَصْنَامِ وَحُرِسَتِ السَّمَاءُ وَرُمِیْنَا بِالشُّھُبِ۔

انتہائی تعجب ہے کہ بنی عبدالمطلب سے ایک نبی کے ظہور پر جو زنا اور بیاج کو حرام کرے گا۔ اور ذبح للا صنام ممنوع قرار دے گا اور روک دیا گیا آسمانوں سے خبریں سننا اور ہم پر شعلہ پھینکے گئے۔

میں یہ آواز سن کر متحیر تھا کہ دوسرے بت سے جس کا نام ضمار تھا آواز آئی:

تُرِکَ الضَّمَارُ وَکَانَ یُعْبَدُ وَخَرَجَ اَحْمَدُ نَبِیٌّ یُّصَلِّی الصَّلٰوۃَ وَیَاْمُرُ بِالزَّکٰوۃِ وَ الصِّیَامِ وَالْبِرِّ وَالصِّلَۃِ لِلْاَرْحَامِ۔

ضمار ترک کر دیا گیا جو پوجا جاتا تھا اور ظاہر ہو گئے احمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو نماز پڑھاتے اور زکوۃ دلاتے اور روزہ رکھاتے ہیں اور بھلائی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

کہ اتنے میں تیسرے بت سے یہ آواز آئی:

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّھْتَدٰی نَبِیٌّ یُّخْبِرُکُمْ بِمَا سَبَقَ وَمَا یَکُوْنُ غَدًا۔

نبوت وہدایت کے جو مالک ہیں بعد ابن مریم قریش سے ہدایت دیتے ہیں وہ نبی وہ ہیں جو خبر دیتے ہیں گزشتہ کی اور جو کل ہونے والا ہے اس کی۔

راشد فرماتے ہیں میں نے سواع بت کو دیکھا کہ اس کے گرد جو بھینٹ کا گوشت پڑا ہوا تھا اسے لومڑیاں کھا رہی تھیں اور سواع کو چاٹتے چاٹتے اس پر چڑھیں اور پیشاب کرنے لگیں میں نے برجستہ اسی وقت یہ شعر کہا:

اَ رَبٌّ یَبُوْلُ الثَّعْلَبَانُ بِرَاْسِہٖ لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَیْہِ الثَّعَالِبُ

کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں موتیں۔ بے شک وہ ذلیل ہے جس پر لومڑیاں موتیں آخرش یہ حال دیکھ کر

www.waseemziyai.com

29
29

میں مدینہ منورہ گیا اور شرف اسلام سے مشرف ہوا۔

اس کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک قطعہ زمین طلب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی اور ایک برتن میں پانی بھر کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈال کر مجھے عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اس پانی کو اس زمین پر چھڑک دے تیری ضرورت پوری ہوگی اور اس سے ایک چشمہ نکلے گا اسے اپنی ضرورت میں خرچ کرنا اور زائد سے لوگوں کو نہ روکنا۔

چنانچہ اس زمین سے ایسا چشمہ ابلا کہ تمام زمین میں خرما لگا کر خوب پھلے پھولے اس چشمہ کا نام آج تک ماء الرسول ہے اس سے جو بیمار غسل کرتے ہیں شفایاب ہوتے ہیں۔

اور بروایت حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں دوپہر کے وقت اپنی اونٹنیاں چرا رہا تھا کہ ایک شخص سپید پوش شتر مرغ پر سوار نمودار ہوا اور مجھ سے کہنے لگا:

اَلَمْ تَرَ اِلَی السَّمَاءِ قَدْ تَعِبَ حُرَّاسُهَا وَاِنَّ الْحَرْبَ قَدْ حَرَّقَتْ اَنْفَاسُهَا
وَ اِنَّ الْخَيْلَ قَدْ وُضِعَتْ اَحْلَاسُهَا وَاِنَّ الَّذِیْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْبِرُّ وَ التَّقْوٰی
صَاحِبُ النَّاقَةِ الْقَصْوٰی

کیا تو نے نہ دیکھا آسمان کی طرف کہ رنج و تعب ہے آسمان سے خبریں اڑا کر لانے والوں کو اور خانہ جنگیوں سے جانیں جل گئیں اور گھوڑوں کے پالان اتر گئے اور بے شک وہ ہستی جس پر احسان اور پرہیزگاری کا نزول ہوا وہ قصویٰ اونٹنی والا ہے۔

یہ سن کر میں گھبرایا ہوا اپنے بت کے پاس آیا جسے ضمار کہتے تھے اور میں نے اسے چوما، سجدہ کیا کہ ناگاہ اس میں سے یہ آواز آنے لگی:

قُلْ لِّلْقَبَائِلِ مِنْ سَلِيْمٍ كُلِّهَا اُوْذِیَ ضَمَارٌ عَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ
اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰی بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدِیْ
اُوْذِیَ ضَمَارٌ كَانَ يُعْبَدُ مَرَّةً قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

بنی سلیم کے تمام قبائل کو کہہ دے۔ ضمار مارا گیا مسجدیں آباد ہوگئیں۔

نبوت و ہدایت کے وارث تشریف لے آئے۔ بعد ابن مریم قریش میں ہدایت دینے۔

ضمار خطرہ میں ہے جو پوجا جا رہا تھا کتاب اللہ سے قبل جسے نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔

فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے ضمار توڑ دیا اور اپنی قوم بنی حارثہ کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الکل فی الکل کی خدمت میں پہنچا۔ جب مسجد میں داخل ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا عباس کس چیز نے تمہیں اسلام کی طرف مائل کیا؟

میں نے واقعہ گزشتہ سنا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق سنائی اور مجھے داخل اسلام کیا۔

حضرت مازن قصریہ فرماتے ہیں کہ عمان کے قریب بادر نامی بت کا میں پجاری تھا۔ ایک دن اس کی بھینٹ کے لئے بکرا ذبح کر رہا تھا کہ اس میں سے یہ آواز آنے لگی۔

www.waseemziyai.com

يَا مَازِنُ اسْمَعْ تَسُرُّ – ظُهُوْرُ خَيْرِ الْبَشَرِ – بُعِثَ نَبِيٌّ مِّنْ مُّضَرَ – يَدِيْنُ بِدِيْنِ اللّٰهِ بَرَّ – فَدَعْ نَحِيْتًا مِّنْ حَجَرٍ – تَسْلَمْ مِنْ حَرِّسَقَرَ۔

اے مازن سن اور خوش ہو خیر البشر کے ظہور سے۔ بنی مضر سے نبی کا ظہور ہو گیا۔ دین الٰہی لے کر بھلائی اور احسان کر رہا ہے تو اب چھوڑ دے گھڑے ہوئے پتھروں کو نجات پا جائے جہنم کی آگ سے۔

حضرت مازن فرماتے ہیں کہ اس آواز سے میں متحیر خوفزدہ تھا کہ پھر اس میں سے آواز آنے لگی:

اَقْبِلْ اِلَیَّ اَقْبِلْ – مُسْتَمِعًا لَا تَجْهَلْ – هٰذَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ جَاءَ الْحَقُّ فَنَزَلَ۔

دیکھ دیکھ میری طرف اور سن جہالت نہ کر یہ نبی مرسل آئے ہیں حق کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔

مختصر یہ کہ حجاز سے آنے والوں کی زبانی سنا کہ وہاں نبی مرسل احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ سب کو اللہ واحد قہار کے احکام سناتے ہیں۔ بس میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خدمت عالی میں پہنچا اور جاتے ہوئے اس بت کے ٹکڑے کر دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب قصہ عرض کیا اور یہ اشعار میں نے سنائے:

كَسَرْتُ بَادِرًا جُذَاذًا وَكَانَ لَنَا رَبًّا نَطِيْفُ بِهٖ حِيْنًا بِتَضْلَالِ
بِالْهَاشِمِيِّ هُدِيْنَا مِنْ ضَلَالَتِنَا وَلَمْ يَكُنْ دِيْنُهٗ شَيْئًا عَلٰى بَالِ
يَا رَاكِبًا بَلِّغَنْ عَمْرًوا وَاِخْوَتَهَا اِنِّيْ لِمَا قَالَ رَبِّيْ بَادِرٌ قَالِ

میں نے بادر کے ٹکڑے کر ڈالے ہیں جو میرا رب بنا ہوا تھا اور میں اس کا ہمیشہ طواف کرتا تھا۔

اے ہاشمی سرکار! تم نے ہدایت فرمائی میری گمراہیوں سے اور نہ رہا وہ دین میری نظر میں جس پر میرا ایمان و یقین تھا۔

اے جانے والے سوار عمرو اور اس کے بھائیوں کو یہ خبر دے دے میں نے جو کچھ کیا بادر کے حکم سے ہی کیا ہے۔

اس کے بعد میں نے اسلام قبول کیا اور اس بارگاہ میں اپنے عیب ظاہر کئے چنانچہ میں نے عرض کیا حضور میں گانے بجانے کا شوقین ہوں۔ شراب خوری کی مجھے عادت ہے۔ زنا کاری کا مجھ میں عیب ہے۔ قحط سالی نے مجھے مفلس قلاش کر دیا ہے۔ میرا تمام کنبہ تباہ ہو چکا ہے۔ میری اولاد کوئی نہیں ہے۔

اب سوالی ہوں کہ اللہ مجھ سے میرے عیب دور فرما دے اور اولاد بھی عطا فرمائے اور شرم و حیاء بھی دے۔

آپ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَبْدِلْهُ بِالطَّرَبِ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ وَ بِالْحَرَامِ الْحَلَالَ وَ بِالْخَمْرِ رَيًّا لَا اِثْمَ فِيْهِ وَبِالْعَهْرِ الْعِفَّةَ وَاٰتِهٖ بِالْحَيَاءِ وَهَبْ لَهٗ وَلَدًا۔

الٰہی اس کے گانے بجانے کو قرأت قرآن سے بدل دے اور حرام کاری کی بجائے حلال کی توفیق عطا فرما اور شراب کی جگہ اسے تروتازگی بخش جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بجائے زنا کے اسے عفت اور پارسائی دے اور حیاء عطا فرما اور اولاد صالح نصیب کر۔

اس دعا کی برکت سے میرے سب عیب جاتے رہے اور کئی حج کئے۔ قرآن کریم یاد کیا اور چار عورتیں میرے نکاح میں آئیں میرے اردگرد تک کی سب آبادیاں سرسبز اور شاداب ہوئیں اور حسان جیسا نیک بیٹا عطا فرمایا۔ انتہیٰ مختصراً

www.waseemziyai.com

بحث اجنہ کے ماتحت منقول میں مضمون طویل ہوگیا پھر یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ جس کا ذکر قرآن کریم فرما چکا ہو اس کے وجود کا انکار بھی دیر پا ہو۔

فلاسفہ قدیم بھی انکار کرتے کرتے آخر اجسام ہوائیہ کی صورت میں مان کر ہی رہے۔

آج تک فلاسفہ جدید بھی منکر رہے لیکن اب تو فرانسیسی ڈاکٹر نہ صرف مان رہا ہے بلکہ دکھانے کا بھی دعویدار ہے۔

اور عربی کی لغات میں ایک لطافت بھی ایسی ہے کہ اس کے اعتبار سے جن کا نظر سے مخفی ہونا لازم ہو جاتا ہے یہ مسلمہ اصول ہے کہ جس لغت کے اول جیم اور اس کا مابعد نون ہو وہ اسی چیز کا نام ہوگا جو مخفی عن البصر ہو۔ مثلاً

جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو رحم مادر میں مخفی ہو۔

جنان اس باغ کو کہا جائے گا جو دیواروں سے مخفی ہو۔ یا جنان دل کو کہا جائے گا جو نظروں سے پوشیدہ ہے۔

جنت وہ باغیچہ کہلائے گا جسے دیواریں مخفی رکھیں۔

جنون وہ مرض ہے جس کا سدہ نبض کے ذریعہ بھی محسوس نہ ہو۔

جنہ اس ڈھال کو کہتے ہیں جس سے اپنے کو حملہ سے محفوظ کر سکے۔

بہر حال لطیفہ زبان سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جن ایسی ناری مخلوق ہے جس کو نظر دیکھنے سے قاصر ہے۔

ایسے ہی ف - ر جس لغت کے اول میں ہو وہ اس چیز کے لئے استعمال ہوگا جو کودنے والا بھاگنے والا ہو جیسے فرس گھوڑا، فرار پارہ، فراست پرواز عقل، وقس علیٰ ہذا۔

یہ مبحث مانحن فیہ میں طویل کرنے سے اصل مقصد کو فوت کرنے والا ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب آگے تفسیر آیت کی طرف ملتفت ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ۔ اور (یاد فرمائیں) جب آپ کے رب نے فرمایا فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں آدمی کو بجتی ہوئی مٹی سے جو خمیر شدہ سیاہ گارا ہوگی تو جب میں برابر کرلوں اور پھونک دوں اس میں اپنی روح سے تو گر جانا تم اس کے لئے سجدہ میں تو سجدہ کیا تمام فرشتوں نے مگر ابلیس نے کہ انکار کیا اس سے کہ ہو وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ''۔

نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ کے معنی حیات عطا کرنے کے ہیں۔

فَقَعُوْا لَهٗ۔ یعنی اس کی تعظیم و تکریم کے لئے سٰجِدِيْنَ، سجدہ کرنا، آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَمَرَ لِلْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى وَجْهِ التَّحِيَّةِ وَالتَّعْظِيْمِ اَوْ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَنْزِلَةِ الْقِبْلَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو سجدہ کا آدم علیہ السلام کے لئے جو حکم دیا وہ تحیت و تعظیم آدم کے لئے تھا یا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اور آدم بمنزلہ قبلہ تھے۔

علاوہ بریں یہ بحث ہم اول مفصل کر چکے ہیں جس میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ سجدۂ تحیت و تعظیم شرائع آدم و یوسف علیہما السلام میں غیر اللہ کے لئے جائز تھا اور سجدۂ عبودیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تھا لیکن شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ

www.waseemziyai.com

والسلام میں سجدۂ تعظیم بھی غیر اللہ کے لئے حرام ہو گیا بنا بریں اب سجدہ کسی قسم کا بھی غیر اللہ کے لئے جائز نہیں۔

اور یہ سجدہ بصورت انحنا جو بعض نے لکھا وہ صحیح نہیں اس لئے کہ ملائکہ مامور بالسجدہ تھے۔ اس لئے کہ حکم فَقَعُوْا ہوا اور قَعُوْا بمعنی سقوط ہے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مجرد انحناء سے تعمیل حکم نہیں ہوئی بلکہ سجدہ ہی کیا گیا۔

كَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِیْ وَ فِیْ اَمْرِهِمْ بِالْوُقُوْعِ اَیِ السُّقُوْطِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ لَیْسَ الْمَامُوْرُ بِهٖ مُجَرَّدُ الْاِنْحِنَاءِ كَمَا قِیْلَ بَلِ السُّجُوْدُ بِالْمَعْنَی الْمُتَبَادِرِ۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ''۔ بِحَیْثُ لَمْ یَتَاَخَّرْ فِیْ ذَالِکَ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ اَحَدٍ بَلْ اَوْقَعُوا الْفِعْلَ مُجْتَمِعِیْنَ فِیْ وَقْتٍ وَاحِدٍ۔

یہ سجدہ ایسی حیثیت میں ہوا کہ ملائکہ میں سے ایک بھی مقدم مؤخر نہ رہا بلکہ سب نے اجتماعی سجدہ بیک وقت کیا سوا ابلیس کے اس نے خود بینی کی اور ملائکہ کے ساتھ سجدہ میں نہ گرا۔

اور اِلَّآ اِبْلِیْسَ۔ میں استثناء متصل ہے اس لئے کہ وہ ملائکہ سے نہ تھا بلکہ وہ جن تھا اسے یہاں تغلیباً بیان فرمایا گیا۔

حَیْثُ قَالَ الْاٰلُوْسِیْ اِلَّا اِبْلِیْسَ اِسْتِثْنَاءٌ مُّتَّصِلٌ لِاَنَّهٗ كَانَ جِنِّیًّا مُفْرَدًا مَغْمُوْرًا بِالْعُرْفِ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ فَعُدَّ مِنْهُمْ تَغْلِیْبًا۔

اور قرآن کریم میں اسے قوم جن سے ہی بتایا گیا: كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ۔ آگے ارشاد ہے:

''قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ۔ فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) اے ابلیس کیا ہوا تجھے کہ نہ ہوا تو سجدہ والوں کے ساتھ۔ بولا مجھ سے زیبا نہ تھا کہ میں بشر کو سجدہ کرتا جسے تو نے بنایا بجتی مٹی سے جو سیاہ خمیر شدہ گارے سے تھی۔ فرمایا نکل جا تو اس (جنت) سے کہ تو مردود ہے اور بے شک تجھ پر لعنت ہے قیامت تک''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتثال امر نہ کرنے پر اس سے مطالبہ ہوا تو نے سجدہ کیوں نہ کیا تو اس نے جواب دیا میں بشر کو جو جسم کثیف رکھتا ہے کس طرح سجدہ کرتا با آنکہ میں جسم ناری سے ہوں۔ اس گستاخانہ جواب پر اسے جنت سے نکال دیا گیا اور طوق لعنت ڈال دیا گیا جو قیامت تک رہے گا۔ اس کے بعد بروز قیامت ہمیشگی کے عذاب میں مبتلا ہوگا جس سے کبھی خلاصی نہ ہوگی یہ فیصلہ پا کر شیطان عرض کرنے لگا۔

''قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ۔ بولا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک جب سب اٹھائے جائیں''۔

یعنی قیامت تک اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دنیا کی زندگی میں قیامت تک زندہ رہے اس لئے کہ قیامت کے بعد تو کوئی نہ مرے گا اور قیامت تک کی اس نے مہلت مانگ لی۔ چنانچہ اس کی عرض قبول ہوئی اور ارشاد ہوا۔

''قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ فرمایا تو مہلت دیا گیا ہے وقت مقرر تک''۔

وقت مقررہ وہ نفخہ اولیٰ ہے جس میں تمام خلق مر جائے گی اور شیطان بھی نفخہ اولیٰ سے نفخہ ثانیہ تک ضرور مرے گا اور یہ مدت نفخہ اول سے ثانیہ تک چالیس سال ہے اور اسے یہ مہلت دینا بھی اس کی شقاوت کی حد ہے نہ کہ اکراماً اس مہلت کی وجہ میں اس پر عذاب بھی شدید ہوگا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یَمُوْتُ عِنْدَ النَّفْخَةِ الْاُوْلٰی وَبَیْنَهَا وَبَیْنَ النَّفْخَةِ الثَّانِیَةِ الَّتِیْ یَقُوْمُ فِیْهَا

www.waseemziyai.com

الْخَلْقُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔

اوراحنف بن قیس علیہ الرحمۃ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ اُرِیْدُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فَاِذَا اَنَا بِحَلْقَةٍ عَظِیْمَةٍ وَکَعْبُ نِ الْاَحْبَارُ فِیْهَا یُحَدِّثُ وَ هُوَ یَقُوْلُ لَمَّا حَضَرَ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ الْوَفَاةُ قَالَ یَا رَبِّ سَیَشْمَتُ بِیْ عَدُوِّی اِبْلِیْسُ اِذَا رَاٰنِیْ مَیِّتًا وَهُوَ مُنْتَظِرٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَاُجِیْبَ اَنْ یَا اٰدَمُ اِنَّکَ سَتُرَدُّ اِلَی الْجَنَّةِ وَیُؤَخَّرُ اللَّعِیْنُ اِلَی الْمُنْتَظَرَةِ لِیَذُوْقَ اَلَمَ الْمَوْتِ بِعَدَدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔

حضرت احنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضری کی غرض سے مدینہ منورہ آیا تو میں نے ایک جم غفیر دیکھا جس میں حضرت کعب احبار تقریر فرمارہے تھے آپ اس وقت بیان کررہے تھے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب میرا دشمن شیطان طعنہ دے گا جب وہ مجھے میت دیکھے گا اور وہ مہلت دے دیا گیا ہے قیامت تک کے لئے تو انہیں جناب باری کی طرف سے جواب ملا اے آدم آپ کو تو ہم جنت میں واپس لارہے ہیں اور اس لعین کو اس کی مہلت میں چھوڑ رہے ہیں تا کہ وہ اولین وآخرین کا الم موت کا عذاب چکھے۔

ثُمَّ قَالَ لِمَلَکِ الْمَوْتِ صِفْ لِیْ کَیْفَ تُذِیْقُهُ الْمَوْتَ فَلَمَّا وَصَفَهٗ قَالَ یَا رَبِّ حَسْبِیْ فَضَجَّ النَّاسُ وَقَالُوْا یَا اَبَااِسْحٰقَ کَیْفَ ذَالِکَ۔

پھر ملک الموت سے آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے بیان کر تو کس طرح اسے موت کا ذائقہ دے گا جب ملک الموت نے اس کی تفصیل بیان کردی تو آپ نے عرض کی اے میرے رب اب مجھے کافی ہے۔ تو لوگ چیخ پڑے اور کہنے لگے اے ابواسحاق یہ کیسے ہوگا۔

تو آدم علیہ السلام نے اس کی تفصیل بیان کرنے سے انکار فرمایا تو لوگوں نے الحاح وعجز سے پوچھا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ملک الموت کو فرمائے گا نفخۂ اولیٰ کے بعد کہ میں نے تجھے تمام اہل سموات وارضین کی موت عطا کی اور آج میں تجھے لباس غضب وغصہ سے ملبوس کرتا ہوں تو اب نکل میرے غضب کے ساتھ میرے رد کئے ہوئے ابلیس کی طرف اور اسے ذائقہ موت دے اور ڈال اس پر اولین وآخرین کی تلخیاں اور ہوں گے تیرے ساتھ ستر ہزار اژدھے جو غیظ وغضب میں بھرے ہوں پھر اس کی روح خبیث ستر ہزار کتوں کے قبضہ میں ہو۔ پھر مالک جہنم کو آواز پڑے کہ وہ جہنم کا دروازہ کھولے پھر اس پر فرشتہ ایسی صورت میں آئے کہ اگر اسے آسمان والے یا زمین والے دیکھ لیں تو مرجائیں اور اس کے ہول اور دہشت کی برداشت نہ کریں۔

پھر حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے کہا جائے آج اپنے دشمن کا حال دیکھ لو تو وہ عرض کریں الٰہی تو نے اپنی نعمتیں ہم پر پوری کریں۔ (روح المعانی)۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

''قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ۔ شیطان بولا اے میرے رب تو نے مجھے جس وجہ میں گمراہ کیا مجھے قسم ہے کہ اسے زمین میں خوشگوار زندگی جچا کر ضرور انہیں گمراہ کروں گا مگر جو تیرے بندے ان میں سے چنے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ راستہ میری طرف سیدھا ہے بے شک میرے بندوں پر تجھے کچھ قابو نہیں مگر جو تیری پیروی کریں وہ گمراہوں سے ہیں اور بے شک جہنم ان کا

www.waseemziyai.com

وعدہ ہے اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ تقسیم کیا ہوا ہے''۔

لَاُزَيِّنَنَّ۔ میں لام قسمیہ ہے یعنی مجھے قسم ہے کہ میں ذریت آدم علیہ السلام کی نظر میں دنیا کی زینت جچا کر سب کو گمراہی کی طرف مائل کروں گا۔ سوا ان کے جو تیری توحید وعبادت کے لئے برگزیدہ ہیں ان پر میرا مکر وکید کارگر نہ ہوگا۔

''قَالَ هٰذَا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا یہ میرا راستہ حق ہے سیدھا ہے اس میں انحراف کی گنجائش نہیں''۔

اِنَّ عِبَادِیْ۔ بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ اگر وہ ایماندار ہیں۔

اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔ مگر وہ جو تیرے پیرو ہو کر گمراہ ہو جائیں اور تیری اتباع کی طرف جھک جائیں تو ان کے لئے۔

وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ۔ بے شک جہنم ان کا وعدہ ہے جہاں ابلیس کا مقام ہے وہاں ہی وہ بھی جائیں گے۔

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ۔ اس کے سات دروازے ہیں جس سے ہر ایک اپنے اپنے جرم کے مطابق جائے گا۔ كَمَا رَوٰى عِكْرِمَةُ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُفِي الزُّهْدِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْبَعْثِ وَغَيْرُهُمَا مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ قَالَ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ سَبْعَةٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَيُمْلَاُ الْاَوَّلُ ثُمَّ الثَّانِيْ ثُمَّ الثَّالِثُ حَتّٰى تُمْلَاَ كُلُّهَا۔

جہنم کے سات دروازے ہیں ایک پر ایک ہے تو پہلا جب پر ہو جائے گا تو پھر دوسرا پھر تیسرا حتیٰ کہ تمام جہنم بھر جائے گی۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا جَهَنَّمُ وَالسَّعِيْرُ وَاللَّظٰى وَالْحُطَمَةُ وَالسَّقَرُ وَالْجَحِيْمُ وَالْهَاوِيَةُ وَهِيَ اَسْفَلُهَا۔ وہ دروازے سات ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ جہنم، سعیر۔ لظی، حطمہ، سقر، جحیم، ہاویہ اور یہ جہنم کا نیچے والا دروازہ ہے۔

لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ۔ ہر دروازہ ہر جماعت کے لئے مقرر ہے جس فریق کے جرم کے قابل جو ہے اسے اس سے داخل کیا جائے گا۔

۱: فَبَابٌ لِّلْمُوَحِّدِيْنَ الْعُصَاةِ۔ ایک دروازہ نافرمان موحدین کے لئے ہے۔

۲: وَبَابٌ لِلْيَهُوْدِ۔ ایک دروازہ یہودیوں کے لئے جنہوں نے حضرت عزیر کو ابن اللہ کہا۔

۳: وَبَابٌ لِلنَّصَارٰى۔ ایک دروازہ نصاریٰ کے لئے ہے جنہوں نے مسیح ابن مریم کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا۔

۴: وَبَابٌ لِلصَّابِئِيْنَ۔ ایک دروازہ صابیوں کے لئے ہے جو دین اسلام سے منحرف ہو کر نیا دین گھڑتے ہیں۔

۵: وَبَابٌ لِلْمَجُوْسِ۔ ایک دروازہ مجوس آتش پرستوں کے لئے ہے۔

۶: وَبَابٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ۔ ایک دروازہ بت پرست مشرکوں کے لئے ہے۔

۷: وَبَابٌ لِلْمُنَافِقِيْنَ۔ ایک دروازہ منافقوں کے لئے ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ حجر۔ پ ۱۴

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾	بے شک پرہیزگار باغوں میں اور چشموں میں ہیں۔
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾	ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امن میں۔

www.waseemziyai.com

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور کھینچ لئے ہم نے جو کچھ ان کے سینوں میں کینے تھے آپس میں بھائی بھائی تختوں پر روبرو۔

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

نہ پہنچے انہیں اس میں کچھ تکلیف اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾

خبر دو میرے بندوں کو کہ میں بے شک بخشنے والا مہربان ہوں۔

وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾

اور بے شک میرا عذاب دردناک ہے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾

اور سناؤ انہیں حال مہمانان ابراہیم کا۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾

جب وہ داخل ہوئے اس کے پاس تو بولے سلام فرمایا میں تم سے خائف ہوں۔

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾

وہ بولے نہ خوف کرو ہم آپ کو ایک لڑکے علم والے کی بشارت دیتے ہیں۔

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾

فرمایا تم مجھے بشارت دیتے ہو اس پر کہ مجھے پیری آ چکی ہے اب کیا بشارت دیتے ہو۔

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾

بولے ہم بشارت دیتے ہیں آپ کو حق کی تو نہ ہوں آپ ناامید۔

قَالَ وَ مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

فرمایا کون ناامید ہے رحمت رب سے مگر گمراہ۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

فرمایا تو تمہارا کام کیا ہے اے بھیجے ہوئے فرشتو۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

بولے ہم بھیجے گئے قوم مجرمین کی طرف۔

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾

مگر آل لوط انہیں ہم بچالیں گے تمام کو۔

اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؕ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

مگر ان کی بیوی کے لئے ہم لازم کر چکے ہیں وہ پیچھے رہ جانے والی ہے۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

اِنَّ - بے شک	الْمُتَّقِيْنَ - پرہیزگار لوگ ہوں گے	فِيْ - بیچ	
جَنّٰتٍ - باغوں	وَّعُيُوْنٍ - اور چشموں میں	اُدْخُلُوْهَا - داخل ہو جاؤ اس میں	
بِسَلٰمٍ - سلامتی سے	اٰمِنِيْنَ - امن والے	وَنَزَعْنَا - اور کھینچ لیا ہم نے	

www.waseemziyai.com

مَا۔ جو کچھ
اِخْوَانًا۔ بھائی بھائی
لَا یَمَسُّهُمْ۔ نہیں پہنچے گی ان کو
وَّمَا۔ اور نہ
نَبِّئْ۔ خبر دو
الْغَفُوْرُ۔ بخشنے والا
هُوَ۔ وہ
عَنْ ضَیْفِ۔ مہمانوں
عَلَیْهِ۔ اس پر
اِنَّا۔ بے شک ہم
لَا تَوْجَلْ۔ نہ ڈر
بِغُلٰمٍ۔ ایک لڑکے
دیتے ہو مجھے
الْكِبَرُ۔ بڑھاپا
قَالُوْا۔ بولے
فَلَا۔ پھر نہ
قَالَ۔ فرمایا
رَبِّهٖٓ۔ اپنے رب سے
فَمَا۔ پھر کیا
قَالُوْٓا۔ بولے
قَوْمٍ۔ قوم
لُوْطٍ۔ لوط
اَجْمَعِیْنَ۔ سب کو
اِنَّهَا۔ کہ وہ ہے

فِیْ صُدُوْرِهِمْ۔ ان کے سینوں میں ہے
عَلٰی۔ اوپر
سُرُرٍ۔ تختوں کے
فِیْهَا۔ اس میں
مِّنْهَا۔ اس سے
عِبَادِیْٓ۔ میرے بندوں کو
الرَّحِیْمُ۔ مہربان ہوں
الْعَذَابُ۔ عذاب ہے
اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم کی
فَقَالُوْا۔ تو بولے
مِنْكُمْ۔ تم سے
اِنَّا۔ ہم
عَلِیْمٍ۔ جاننے والے کی
عَلٰٓی۔ اوپر
فَبِمَ۔ پھر کس کی
بَشَّرْنٰكَ۔ خوشخبری دی ہم نے تجھ کو
تَكُنْ۔ ہو تو
وَمَنْ۔ اور کون
اِلَّا۔ سوائے
خَطْبُكُمْ۔ کام ہے تمہارا
اِنَّآ۔ بے شک ہم
مُجْرِمِیْنَ۔ مجرموں کی
اِنَّا۔ کہ ہم
اِلَّا۔ مگر
لَمِنَ۔ یقیناً

مِنْ غِلٍّ۔ کینہ سے
مُّتَقٰبِلِیْنَ۔ روبرو
نَصَبٌ۔ کوئی تکلیف
بِمُخْرَجِیْنَ۔ نکالے جائینگے
اَنَا۔ میں ہی
عَذَابِیْ۔ میرا عذاب
وَنَبِّئْهُمْ۔ اور خبر دے ان کو
دَخَلُوْا۔ داخل ہوئے
قَالَ۔ فرمایا
قَالُوْا۔ بولے
وَجِلُوْنَ۔ خوفزدہ ہیں
نُبَشِّرُكَ۔ خوشخبری دیتے ہیں تم کو
قَالَ۔ فرمایا
اَنْ۔ اس کے کہ
تُبَشِّرُوْنَ۔ خوشخبری دیتے ہو مجھے
بِالْحَقِّ۔ سچی
مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ۔ ناامیدوں سے
یَّقْنَطُ۔ ناامید ہوتا ہے
الضَّآلُّوْنَ۔ گمراہوں کے
اَیُّهَا۔ اے
اُرْسِلْنَآ۔ بھیجے گئے ہیں
اِلَّآ۔ مگر
لَمُنَجُّوْهُمْ۔ ان کو نجات دینے والے ہیں
امْرَاَتَهٗ۔ اس کی بیوی
الْغٰبِرِیْنَ۔ پیچھے رہنے والوں سے

اِنَّ۔ بے شک
اَنِّیْٓ۔ کہ بے شک میں
وَاَنَّ۔ اور بے شک
الْاَلِیْمُ۔ دردناک
اِذْ۔ جب
سَلٰمًا۔ سلام
اِنَّا۔ ہم
قَالَ۔ فرمایا
اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ۔ کیا خوشخبری
مَسَّنِیَ۔ پہنچا مجھے
بِالْحَقِّ۔ سچی
مِنْ رَّحْمَةِ۔ رحمت
قَالَ۔ فرمایا
الْمُرْسَلُوْنَ۔ بھیجے ہوؤ
اِلٰی۔ طرف
اٰلَ۔ آل
قَدَّرْنَآ۔ اندازہ کیا ہم نے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

''اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ۔ بے شک پرہیزگار باغوں میں اور چشموں میں ہیں۔ داخل ہوں ان میں سلامتی سے امن کے ساتھ''۔

یعنی پرہیزگاروں کا مستقر باغوں چشموں میں ہے۔ متقین سے مراد بقول کشاف بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما

www.waseemziyai.com

پرہیزگار ہیں اَلَّذِیْنَ اتَّقَوُا الْکُفْرَ وَالْفَوَاحِشَ وَلَهُمْ ذُنُوْبٌ تُکَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَغَیْرُهَا۔ جو کفر سے بچیں اور فواحش سے مجتنب رہیں اور ان کے ایسے گناہ ہوں جن کا کفارہ نماز وغیرہ ہو جائیں۔

وَ نَقَلَ الْاِمَامُ عَنْ جَمْهُوْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ اِنَّ الْمُرَادَ بِهِمُ الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ الشِّرْکَ ثُمَّ قَالَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ الصَّحِیْحُ۔

اور جمہور صحابہ وتابعین کی یہی رائے ہے کہ متقی سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک باللہ سے پرہیز رکھیں اور یہی حق وصحیح ہے۔ (روح المعانی)

اس کے بعد آیہ کریمہ کا ظاہر مفہوم فرماتے ہیں:

فَظَاهِرُ الْاٰیَةِ یَقْتَضِیْ حُصُوْلَ الْجَنَّاتِ وَالْعُیُوْنِ لِکُلِّ مَنِ اتَّقٰی عَنْ ذَنْبٍ وَّاحِدٍ اِلَّا اَنَّ الْاُمَّةَ مُجْتَمِعَةٌ عَلٰی اَنَّ التَّقْوٰی عَنِ الْکُفْرِ شَرْطٌ فِیْ حُصُوْلِ هٰذَا الْحُکْمِ۔ (روح المعانی)

تو ظاہر آیت حصول جنت اور عین ہر اس شخص کے لئے مقتضی ہے جو ایک گناہ سے بھی پرہیز کرے۔ اس لئے کہ جمہور علماء امت اس امر پر مجتمع ہیں کہ کفر سے تقویٰ اس حکم کے حصول کی شرط ہے۔ (روح المعانی)

بعض نے یہاں تک فرمایا: وَالظَّاهِرُ فَثَبَتَ اَنَّ الْحُکْمَ الْمَذْکُوْرَ یَتَنَاوَلُ جَمِیْعَ الْقَائِلِیْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ کَانُوْا مِنْ اَهْلِ الْمَعْصِیَةِ وَهٰذَا تَقْرِیْرٌ بَیِّنٌ وَکَلَامٌ ظَاهِرٌ۔

ظاہر مفہوم منطوق تو یہ ثابت کرتا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ۔ کا حکم ہر اس شخص پر متناول ہے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے والا ہے اگر چہ وہ عصیان کار ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ تقریر بین اور فرمان ظاہر ہے۔ (روح المعانی)

آگے فرماتے ہیں کہ وَاِخْرَاجُ الْعُصَاةِ مِنَ النَّارِ ثَابِتٌ بِنُصُوْصٍ اُخَرَ۔ سیاہ کاران امت کا جہنم سے نکالنا دوسری نصوص سے بھی ثابت ہے۔

اور ایسے ہی اِدْخَالُ التَّائِبِیْنَ الْجَنَّةَ بَلْ غَیْرِهِمْ اَیْضًا۔ ایسا ہی یہ بھی ثابت ہے کہ توبہ کرنے والے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

وَالِ لِلْاِسْتِغْرَاقِ وَهُوَ اِمَّا مَجْمُوْعِیٌّ فَیَکُوْنُ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُتَّقِیْنَ جَنَّةٌ وَعَیْنٌ – اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ میں الف لام استغراقی ہے یا تو پھر مجموعی ہے تو ہر ایک متقی کے لئے جنت پر چشمہ علیحدہ علیحدہ مانا جائے گا۔

اَوْ اِفْرَادِیٌّ فَیَکُوْنُ لِکُلِّ جَنَّاتٌ وَّ عُیُوْنٌ۔ یا افرادی ہے تو جنات وعیون سب کے لئے ایک ہی ہوگا۔

آگے عیون یعنی چشموں کی تحقیق پر فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِالْعُیُوْنِ یَحْتَمِلُ کَمَا قِیْلَ اَنْ یَکُوْنَ الْاَنْهَارُ الْمَذْکُوْرَةُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَا اَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی – وَ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ مُتَابِعٌ مُتَغَایِرَةٌ لِتِلْکَ الْاَنْهَارِ وَهُوَ الظَّاهِرُ۔

www.waseemziyai.com

عیون سے مراد ہوسکتا ہے کہ وہ نہریں ہوں جیسا کہ فرمایا جنت کی مثال جس کا وعدہ متقیوں کے لئے ہوا یہ ہے کہ اس میں نہریں ہوں گی ایسے پانی کی جو گندہ نہ ہو اور دودھ کی نہریں ہوں جس کا ذائقہ خراب نہ ہو سکے اور شہد کی نہریں ہوں جو صاف ستھرا ہو۔

اور ان نہروں کے متبع ہوں جو انہیں نہروں سے بہتے ہوں اور ظاہر ایسا ہی ہے۔

وَيُمْكِنُ اَنْ تَجْرِىَ الْعُيُوْنُ مِنْ بَعْضِهِمْ اِلٰى بَعْضٍ لِاَنَّهُمْ مُّطَهَّرُوْنَ عَنِ الْحِقْدِ وَالْحَسَدِ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی نہر ہر نعمت کی بہتی تمام جنتوں میں پہنچے اس لئے کہ اہل جنت حقد وحسد سے پاک ہوں گے۔ تو انہیں اپنے جنتی بھائی سے اس امر کی جلن نہیں ہوگی کہ اسے وہی نعمت کیوں ملی جو اسے ملی ہے۔

اُدْخُلُوْهَا۔ یہ متقیوں کو من جانب اللہ عزوجل امر ہے۔

بِسَلٰمٍ۔ یعنی ہر آفت وزوال سے محفوظ رہتے ہوئے۔

اٰمِنِيْنَ۔ مِنْ طَرَدٍ۔ یعنی اب اس سے نکلنے کا بھی تمہیں امن ہے۔ یہ نعمت تمہارے لئے دوامی اور غیر فانی ہے۔

اس کے بعد ایک خاص بات اہل جنت کے لئے ہے جس کا ذکر فرمایا جاتا ہے:

''وَنَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ۔ اور کھینچ لئے ہم نے جو کچھ ان کے سینوں میں کینے اور حسد تھے''۔

غِلٍّ۔ عربی محاورہ میں کپڑے پر جو میل کچیل ہوتا ہے اسے کہتے ہیں۔ پھر اس سے استعارہ کیا حقد وحسد سے یعنی کینہ اور بغض۔ تو اب اس کا استعمال ہر بری خصلت پر ہونے لگا۔ كَالْحِقْدِ وَالْحَسَدِ وَ غَيْرِهِمَا۔

وَهٰذَا النَّزْعُ قِيْلَ فِى الدُّنْيَا۔ اور یہ حسد وکینہ نکالنے کے متعلق ایک قول ہے کہ دنیا میں ہی انہیں اس عیب سے پاک کر دیا گیا ہے۔ (روح)

آیہ کریمہ کا شان نزول

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِىْ حَاتِمٍ وَابْنُ عَسَاكِرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِىْ جَعْفَرٍ اَنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِىْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِىْ اَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَاَيْتُ فِىْ بَعْضِ النُّسَخِ زِيَادَةً وَ عُثْمَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق وفاروق اور اسد اللہ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی اور بعض نسخوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔

آپ نے اس آیت کی تلاوت فرما کر قسم کھائی اور فرمایا:

وَاللّٰهِ رَبَّنَا لَفِيْهِمْ اُنْزِلَتْ وَ فِيْمَنْ تُنَزَّلُ اِلَّا فِيْهِمْ۔ قسم بخدا یہ آیت انہیں چاروں کے لئے نازل ہوئی اور ان کے علاوہ اور کس کے حق میں نازل ہو سکتی تھی۔

قُلْتُ اَىُّ غِلٍّ هُوَ قَالَ غِلُّ الْجَاهِلِيَّةِ اِنَّ بَنِىْ تَيْمٍ وَبَنِىْ عَدِيٍّ وَبَنِىْ هَاشِمٍ كَانَ بَيْنَهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا اَسْلَمَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ تَحَابُّوْا فَاَخَذْتُ اَبَابَكْرِنِ الْخَاصِرَةَ فَجَعَلَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ يُسْخِنُ يَدَهٗ فَيَكْوِىْ بِهَا خَاصِرَةَ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

www.waseemziyai.com

میں نے عرض کیا وہ کیا غل تھا فرمایا زمانہ جاہلیت میں بنی عدی، بنی تیم، بنی ہاشم ان میں جاہلیت کے زمانہ میں بڑی کشیدگی تھی۔ جب یہ اسلام لے آئے تو باہمی وداد ومحبت کے مجسمہ ہو گئے۔

وَيُشْعِرُ بِذٰلِكَ عَلٰى مَا قِيْلَ مَا اَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْحَاكِمُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ اَنَّهُ قَالَ لِابْنِ طَلْحَةَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا وَاَبُوْكَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ۔

فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اس آیت کا مورد میں اور تمہارے والد ہوں۔

وَقِيْلَ اِنَّ ذٰلِكَ فِي الْاٰخِرَةِ بَعْدَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آخرت میں بعد دخول جنت ہوگا۔

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ مِنْ طَرِيْقِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ فِي الدُّنْيَا مِنَ الشَّحْنَاءِ وَالضَّغَائِنِ حَتّٰى اِذَا تَدَانَوْا وَتَقَابَلُوْا عَلَى السُّرُرِ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ فِي الدُّنْيَا مِنْ غِلٍّ۔

ابوامامہ فرماتے ہیں جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان میں جو کچھ حیات دنیا میں کینہ وحسد تھا وہ سب ہوگا۔ حتیٰ کہ جب وہ تخت نشین ہوں گے تو اللہ تعالیٰ سب کچھ ان کے دلوں سے کھینچ لے گا جو غل وغش تھا۔

تو آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے: طَهَّرَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ مِنْ اَنْ يَّتَحَاسَدُوْا عَلَى الدَّرَجَاتِ فِي الْجَنَّةِ وَنَزَعَ سُبْحَانَهٗ مِنْهَا كُلَّ غِلٍّ وَاَلْقٰى فِيْهَا التَّوَادَّ وَالتَّحَابَّ۔

اللہ تعالیٰ جنتیوں کے دل حسد سے پاک کر دے گا تا کہ وہ جنتیوں کے اعلیٰ وادنیٰ درجات پر حسد نہ کریں اور ان کے دلوں میں مودت ومحبت ڈال دے گا۔

''اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔ بھائی بھائی تخت نشین ہوں گے روبرو بیٹھے ہوئے''۔

سُرُرًا: بضمتین۔ سریر کی جمع ہے اور یہ سرور سے مشتق ہے۔ اہل نعمت ووسعت کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

وَاِطْلَاقُهٗ عَلٰى سَرِيْرِ الْمَيِّتِ لِلتَّشْبِيْهِ فِي الصُّوْرَةِ وَلِلتَّفَاؤُلِ بِالسُّرُوْرِ الَّذِيْ يَلْحَقُ الْمَيِّتَ بِرُجُوْعِهٖ اِلٰى جَوَارِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَخَلَاصِهٖ مِنْ سِجْنِهِ النَّارِيَّةِ بِمَا جَاءَ فِيْ بَعْضِ الْاٰثَارِ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ۔

اور میت کے لئے سریر میت کا اطلاق تشابہ صوری کے اعتبار سے ہے اور اس میں تفاول ہے اس سرور سے جو میت کو جوار الٰہی سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ بعض احادیث میں ہے کہ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔ دنیا مومن کا جیل خانہ ہے اور جنت ہے کافر کی۔

وَيُجْمَعُ عَلٰى اَسِرَّةٍ وَهِيَ عَلٰى مَارُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلَةٍ بِالْيَوَاقِيْتِ وَالزَّبَرْجَدِ وَالدُّرِّ وَسَعَتُهٗ كُلُّ سَعَةِ مَا بَيْنَ صَفَاءٍ اِلَى الْجَابِيَةِ۔

اور اسے بعض بنی کلب اور بنی تمیم نے بفتح را پڑھا ہے اور وہ اس روایت کی بناء پر ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ تخت سونے کے جڑاؤ ہوں گے یاقوت اور زبرجد اور موتیوں سے اور ان کا عرض وطول اتنا ہوگا جتنا صفا سے جابیہ تک ہے۔

www.waseemziyai.com

وَفِیْ کَوْنِھِمْ عَلٰی سُرُرٍ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّھُمْ فِیْ رَفْعَتِھِمْ وَ کِرَامَتِھِمْ تَامَّۃٌ۔اور سرر کی طرف اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے کہ وہ رفعت و کرامت پر علیٰ وجہ الکمال پہنچے ہوئے ہوں گے۔

مُّتَقٰبِلِیْنَ۔ کے معنی متساویین کے ہیں کہ وہ ہر پہلو سے منصب و نعمت میں مساوی ہوں گے۔ چنانچہ بعض حدیثوں میں ہے: اِنَّ الْمُؤْمِنَ فِی الْجَنَّۃِ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَلْقٰی اَخَاہُ الْمُؤْمِنَ سَارَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ اِلٰی صَاحِبِہٖ فَیَلْتَقِیَانِ وَیَتَحَدَّثَانِ۔مومن جنت میں جب اپنے بھائی مومن سے ملنے کا ارادہ کرے گا تو ہر ایک معہ تخت و زیبائش کے ملے گا تو وہ اپنے اپنے تخت سے ملیں گے اور گفتگو کریں گے۔

''لَا یَمَسُّھُمْ فِیْھَا نَصَبٌ وَّ مَا ھُمْ مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ۔انہیں جنت میں کوئی تکلیف نہ پہنچے نہ وہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے''۔

نَصَبٌ۔ کے معنی تعب کے ہیں اور اس پر تنوین تنکیر ہے یعنی تعب یا کسی قسم کی بھی تکلیف نہیں ہوگی۔

چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّ قُوَّۃَ الْوَاحِدِ مِنْھُمْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا مِّنْ رِجَالِ الدُّنْیَا۔ایک جنتی میں دنیا کے چالیس آدمیوں کی طاقت ہوگی اور وہ ہمیشہ اس نعمت سے متمتع رہیں گے۔

''نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔خبر دے دیجئے میرے بندوں کو کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں اور بے شک میرا عذاب دردناک ہے''۔

یعنی میرے متقی بندوں کو خبر دو کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں اور کافروں مشرکوں کے لئے میرا عذاب بھی دردناک ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ گنہگار متقی عن الکفر والشرک کے لئے غفور رحیم کی بشارت ہے اور کفار و مشرکین کے لئے المناک عذاب چنانچہ

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ مِنْ طَرِیْقِ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِطَّلَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَابِ وَنَوٰی مِنْہُ بَنُوْ شَیْبَۃَ فَقَالَ اَلَا اَرَاکُمْ تَضْحَکُوْنَ ثُمَّ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا کَانَ عِنْدَ الْحَجَرِ رَجَعَ اِلَیْنَا الْقَھْقَرٰی فَقَالَ اِنِّیْ لَمَّا خَرَجْتُ جَاءَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِمَ تُقْنِطُ عِبَادِیْ نَبِّیْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَ فِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی سَبْقِ الرَّحْمَۃِ۔

ایک صحابی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے فرماتے ہیں کہ باب بنی شیبہ پر حضور جلوہ فرما ہوئے اور ہم سے فرمایا کیا میں تمہیں ہنستا خوش ہوتا نہیں دیکھتا پھر تشریف لے گئے حتیٰ کہ جب ہم حجر اسود کے پاس تھے تو حضور واپس لوٹ کر تشریف لائے اور فرمایا میں جب جا رہا تھا تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بولے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو کیوں مایوس کرتے ہو انہیں مطلع کر دو کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لئے ہوئے ہے غَلَبَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ۔

فَقَدْ اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَجَمَاعَۃٌ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْاٰیَۃِ بَلَغَنَا اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

www.waseemziyai.com

وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْعَبْدُ قَدْرَ عَفْوِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَمَا تَوَرَّعَ مِنْ حَرَامِهٖ وَلَوْيَعْلَمُ قَدْرَ عَذَابِهٖ لَبَخِعَ نَفْسَهٗ۔

اس آیت کریمہ کے متعلق حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بندہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت کا اندازہ کرے تو تورع وتقویٰ ترک کردے اور اگر شان عذاب جان لے تو اپنی جان ہلاک کردے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ رَحْمَةً وَاَرْسَلَ فِىْ خَلْقِهٖ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً فَلَوْيَعْلَمُ الْكَافِرُ كُلَّ الَّذِىْ عِنْدَهٗ مِنْ رَّحْمَةٍ لَمْ يَيْاَسْ مِنَ الرَّحْمَةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِىْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَاْمَنْ مِنَ النَّارِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحمت پیدا فرما کر اسے سو حصہ کیا اور اپنے پاس ننانوے حصے رحمت رکھی اور ایک حصہ رحمت کا تمام مخلوق کو دیا تو اگر کافر جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ ہرگز مایوس نہ ہو اور اگر مومن جان لے جتنا اس کے یہاں المناک عذاب ہے تو اپنے کو مامون من العذاب نہ سمجھے۔

اس بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ۔ ایمان امید وخوف کے مابین ہے۔

واں نہ رحمت میں کمی یاں نہ گناہوں میں قصور جتنی رحمت ہے بس اتنا ہی گنہگار ہوں میں

اب قصہ ضیف ابراہیم علیہ السلام کا دوبارہ تذکرہ مختصراً فرمایا گیا۔ اس کی تصریح ہم پہلے کر چکے ہیں۔ جو سورہ ہود (علیہ السلام) میں بیان ہو چکا۔ یہاں سے اجمالاً پھر دہرایا گیا ہے اور ارشاد ہوا:

''وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ۔ اور خبر دو انہیں مہمان ابراہیم کی جب وہ داخل ہوئے ان پر تو بولے سلام ہے۔ فرمایا میں تم سے خائف ہوں۔ فرشتے بولے آپ خوف نہ کریں ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں ایک علم والے صاحبزادے کی۔ فرمایا (ابراہیم نے) کیا ایسی حالت میں بشارت دیتے ہو کہ مجھے ضعیفی پیرانہ سالی آ چکی ہے تو کس لئے ایسی بشارت دیتے ہو فرشتوں نے عرض کی ہم آپ کو حق بشارت دے رہے ہیں آپ ناامید نہ ہوں''۔

یعنی یہ مہمان فرشتے تھے آپ نے ان کے بے وقت آنے اور ان کے آگے بھنی ران رکھی تو نہ کھانے سے آپ کو خوف ہوا کہ یہ اجنبی کون ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی تو آپ کو اسباب ظاہری کے لحاظ سے تعجب ہوا اس لئے کہ آپ کی عمر مبارک ایک سو بیس برس تک پہنچ چکی تھی اور آپ کی زوجہ سارہ ننانوے سال کی ہو گئی تھیں تو آپ نے جو فرمایا اپنی اور بیوی کی پیرانہ سالی کے باعث فرمایا۔

مَّسَّنِىَ الْكِبَرُ۔ مجھے بڑھاپا آ گیا اب یہ بشارت کیسی ہے؟

تو فرشتوں نے یقین دلانے کی غرض سے عرض کیا: بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ۔ یہ بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے آپ ناامید نہ ہوں قضاء الٰہی اس پر جاری ہو چکی ہے کہ آپ کے ایک صاحب زادہ ایسا ہو جس سے آپ کی ذریت پھیلے تو آپ نے فرمایا:

''قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ۔ فرمایا کون ہے جو رحمت الٰہی سے مایوس ہو مگر گمراہ لوگ''۔

اس لئے کہ اس کی رحمت سے ناامید تو کافر ہی ہے البتہ جو سنت الٰہیہ عزوجل ہے اس کے لحاظ سے یہ بشارت تعجب خیز

www.waseemziyai.com

ہے پھر آپ نے فرمایا:

''قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ۔ تو فرمایا تمہارا یہاں آنے میں اور کیا کام ہے بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر اولاد لوط ان سب کو ہم بچالیں گے مگر اس کی عورت کے لئے ہم مقرر کر چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والی ہے''۔

یعنی آپ نے فرمایا اس بشارت کے علاوہ تمہارا اور کیا کام ہے انہوں نے عرض کیا ہم قوم لوط پر عذاب لائے ہیں اسے ہلاک کریں گے مگر ان کی اولاد جو ایماندار ہے اسے بچالیں گے اور ان کی کافرہ بیوی بھی اس عذاب میں ہلاک کی جائے گی۔

وَجَلٌ۔ عربی میں اضطراب نفس کو کہتے ہیں جو کسی خوف کی بناء پر ہو۔

وَكَانَ الْعَادَةُ اِنَّ الضَّيْفَ اِذَا لَمْ يَاْكُلْ مِمَّا يُقَدَّمُ لَهٗ ظَنُّوْا اَنَّهٗ لَمْ يَجِئْ بِخَيْرٍ۔

وہاں کی قوم میں یہ رواج تھا کہ جب مہمان پیش کئے ہوئے کھانے کو نہ کھائے تو سمجھتے تھے کہ یہ کسی خیر کے ماتحت نہیں آیا۔

اور انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑا تلا ہوا پیش کیا تو انہوں نے نہیں کھایا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً۔ اور ایسی بشارتیں ہو چکی ہیں كَمَا قَالَ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت ہوئی۔

اور حضرت مریم علیہا السلام کو لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ فرمایا وغیرہ وغیرہ

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾	توجب لوط کے گھر والوں میں بھیجے ہوئے (فرشتے) آئے۔
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾	کہا تم قوم بے گانہ ہو۔
قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾	بولے بلکہ ہم تو لائے ہیں تمہارے پاس وہ جس میں یہ شک کرتے ہیں۔
وَ اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾	اور لائے ہم آپ کے پاس سچا حکم اور ہم بے شک سچے ہیں۔
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾	تو روانہ ہو جائیں آپ اپنے اہل کے ساتھ رات میں اور آپ سب کے پیچھے رہیں اور نہ دیکھے تم میں سے کوئی اور چلے جاؤ جہاں کا حکم ہے۔
وَ قَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾	اور فیصلہ کر دیا ہم نے اس سے کام کا کہ صبح اس قوم کی جڑ کٹ جائے گی۔
وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾	اور آئے بستی والے خوشیاں مناتے۔
قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾	کہا لوط نے یہ میرے مہمان ہیں مجھے شرمندہ نہ کرو۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾	اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔

www.waseemziyai.com

30

قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾

بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا اوروں میں دخل دینے سے۔

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾

فرمایا یہ میری قوم کی لڑکیاں ہیں اگر تم کرنا چاہو۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾

آپ کی جان کی قسم (اے محبوب) وہ بے شک اپنے نشہ میں اندھے ہوئے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

تو پکڑا انہیں ایک چنگھاڑ نے صبح ہوتے۔

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾

تو کیا ہم نے اس بستی کا بلند نیچے اور برسایا ہم نے ان پر کنکروں کا مینہ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾

بے شک اس میں نشانیاں ہیں اہل فراست کے لئے۔

وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾

اور بے شک وہ بستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾

اور بے شک تھے جھاڑی والے ظالم۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾

تو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور بے شک یہ بستیاں کھلے راہ ہیں۔

حل لغات پانچواں رکوع۔سورۃ حجر۔پ ۱۴

فَلَمَّا۔پھر جب
جَآءَ۔آئے
اٰلَ۔آل
لُوْطِ۔لوط کے پاس
الْمُرْسَلُوْنَ۔بھیجے ہوئے
قَالَ۔فرمایا
اِنَّكُمْ۔تم
قَوْمٌ۔قوم ہو
مُّنْكَرُوْنَ۔بیگانہ
قَالُوْا۔بولے
بَلْ۔بلکہ
جِئْنٰكَ ۔ لائے ہیں ہم
تیرے پاس
بِمَا۔جو
كَانُوْا۔تھے وہ
فِيْهِ۔اس میں
يَمْتَرُوْنَ۔شک کرتے
وَ۔اور
اَتَيْنٰكَ۔اور آئے ہم تیرے پاس
بِالْحَقِّ۔حق لے کر
وَ اِنَّا۔اور ہم یقیناً
لَصٰدِقُوْنَ۔بے شک سچے ہیں
فَاَسْرِ۔پھر لے جا
بِاَهْلِكَ۔اپنے گھر والوں کو
بِقِطْعٍ۔ایک ٹکڑے
مِّنَ الَّيْلِ۔رات میں
وَاتَّبِعْ۔اور پیچھے رہ
اَدْبَارَهُمْ۔ان کے
وَلَا۔اور نہ
يَلْتَفِتْ۔پیچھے پھر کر دیکھے
مِنْكُمْ۔تم میں سے
اَحَدٌ۔کوئی
وَّامْضُوْا۔اور چلے جاؤ
حَيْثُ۔جہاں
تُؤْمَرُوْنَ۔حکم دیئے جاتے ہو تم
وَقَضَيْنَآ۔اور فیصلہ کیا
اِلَيْهِ۔اس کی طرف
ذٰلِكَ۔اس
الْاَمْرَ۔بات کا
اَنَّ۔کہ بے شک
دَابِرَ۔جڑ
هٰٓؤُلَآءِ۔ان کی
مَقْطُوْعٌ۔کاٹی جائے گی
مُّصْبِحِيْنَ۔صبح کے وقت
وَجَآءَ۔اور آئے

MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَهْلُ۔رہنے والے الْمَدِيْنَةِ۔شہر کے يَسْتَبْشِرُوْنَ۔خوش ہوکر قَالَ۔فرمایا
اِنَّ۔بے شک هٰٓؤُلَآءِ۔یہ لوگ ضَيْفِيْ۔میرے مہمان ہیں فَلَا۔تو نہ
تَفْضَحُوْنِ۔ذلیل کرو تم مجھے وَاتَّقُوا۔اور ڈرو اللّٰهَ۔اللہ سے وَلَا۔اور نہ
تُخْزُوْنِ۔رسوا کرو مجھے قَالُوْٓا۔بولے اَوَلَمْ۔کیا نہیں نَنْهَكَ۔روکا ہم نے تجھے
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔دوسرے لوگوں سے قَالَ۔فرمایا هٰٓؤُلَآءِ۔یہ
بَنٰتِيْٓ۔میری بیٹیاں ہیں اِنْ۔اگر كُنْتُمْ۔ہو تم فٰعِلِيْنَ۔کرنے والے
لَعَمْرُكَ۔تیری زندگی کی قسم اِنَّهُمْ۔یقیناً وہ لَفِيْ۔بیچ سَكْرَتِهِمْ۔اپنی مستی کے
يَعْمَهُوْنَ۔اندھے ہیں فَاَخَذَتْهُمُ۔پھر پکڑ لیا ان کو الصَّيْحَةُ۔چنگھاڑ نے مُشْرِقِيْنَ۔صبح ہوتے
فَجَعَلْنَا۔پھر بنایا ہم نے عَالِيَهَا۔اس کے اوپر کو سَافِلَهَا۔اس کا نچلا وَاَمْطَرْنَا۔اور بارش برسائی
ہم نے عَلَيْهِمْ۔ان پر حِجَارَةً۔پتھر مِّنْ سِجِّيْلٍ۔کنکریوں کے
اِنَّ۔بے شک فِيْ ذٰلِكَ۔اس میں لَاٰيٰتٍ۔البتہ نشانیاں ہیں لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ایمان والوں کیلئے
وَاِنْ۔اور بے شک كَانَ۔تھے اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ۔جھاڑی والے
لَظٰلِمِيْنَ۔یقیناً ظالم فَانْتَقَمْنَا۔تو ہم نے بدلہ لیا ان سے مِنْهُمْ۔ان سے
وَاِنَّهُمَا۔اور بے شک وہ دونوں لَبِاِمَامٍ۔راہ مُّبِيْنٍ۔کھلی پر ہیں

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔سورۃ حجر۔پ ۱۴

''فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِالْمُرْسَلُوْنَ۔تو جب آئے لوط کے گھر والوں میں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے''۔

یہ فرشتے خوبصورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں متمثل ہوکر آئے۔لوط علیہ السلام نے انہیں دیکھ کر خطرہ محسوس فرمایا کہ قوم بدعادت اور بدخصلت ہے ان کے حسن کی طرف اگر ان کا میلان ہوا تو میں انہیں کیسے روک سکوں گا تو آپ نے فرمایا:

''قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ۔کہا تم بیگانی قوم سے ہو''۔

نہ تو میں تمہیں اس ملک کا باشندہ جانتا ہوں اور نہ مسافر سمجھ سکتا ہوں اس لئے کہ تم میں مسافروں کی سی علامت نہیں تو فرشتے بولے:

''قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ۔عرض کی حضرت ہم تو آپ کے پاس وہ لے کر آئے ہیں جس میں اس قوم کو شک وشبہ ہے''۔

جب آپ انہیں عذاب سے ڈراتے ہیں تو یہ شک کرتے ہیں لہٰذا آج ان کا شک وشبہ رفع ہو جائے گا۔کیونکہ

''اور ہم آپ کے پاس حق کی طرف سے حکم لائے ہیں اور بے شک ہم سچے ہیں تو اب آپ معہ اہل وعیال یہاں سے کچھ رات رہے باہر کی طرف روانہ ہو جائیں اور آپ ان کے پیچھے چلیں اور پیچھے کی طرف تم میں سے کوئی ملتفت نہ ہو اور چلے جائیں جہاں کا حکم ہے''۔

یعنی لوٹ کر قوم کی طرف نہ دیکھیں کہ ان پر کیا بلا نازل ہوئی حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ۔اس لئے کہا کہ حضرت لوط علیہ السلام کو

www.waseemziyai.com

30/30

بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما ملک شام کی طرف جانے کا حکم ہو چکا تھا۔

فَاَسْرِ۔ کے معنی محاورہ عرب میں ہیں: اَیِ اذْهَبْ بِاللَّیْلِ۔ چلے جاؤ رات میں اور بِقِطْعٍ فرما کر اس امر کی تصریح کی گئی کہ رات کے آخری حصہ میں روانہ ہوں۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وَهُوَ سَیْرُ اللَّیْلِ۔ اَسْرِ۔ عموماً رات کی روانگی پر بولا جاتا ہے۔

لیث کہتے ہیں: یُقَالُ اَسْرٰی فِی السَّیْرِ رَوٰی لِلَیْلٍ وَسَرٰی فِی السَّیْرِ اٰخِرَهٗ۔

اور ابن عطیہ اور صاحب لوامع یمانی رحمہم اللہ سے روای ہیں وَ هُوَ عَامٌّ۔ ابتداء آخر اللیل دونوں کے لئے یہ لفظ عام ہے۔ یہاں پچھلی رات مخصوص یوں ہے کہ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ۔ فرمایا گیا جس کے معنی ہوئے کچھ رات رہے روانہ ہو جائیں۔

اور وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ کے معنی ہوتے ہیں: وَكُنْ عَلٰی اَثَرِهِمْ۔ تم ان کے قدم بقدم پیچھے رہو تا کہ سب کی نگرانی رکھو وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَیْ مِنْكَ وَمِنْهُمْ اَحَدٌ مَا وَرَائَهٗ۔ یعنی تم اور تمہارے اہل مڑ کر نہ دیکھیں کہ ان پر کیا مصیبت آئی۔

لِاَنَّ الْاِلْتِفَاتَ اِلَی الشَّیْءِ یَقْتَضِیْ مَحَبَّتَهٗ۔ اس لئے کہ التفات بمقتضاء محبت ہوتا ہے اور قوم کی محبت آپ کی کافرہ بیوی کو تھی جیسا کہ سورہ ہود میں اِلَّا امْرَاَتَكَ کہا گیا اور اس نے اسی محبت کے ماتحت مڑ کر دیکھا تو اس کی پیشانی پر بھی عذاب کا پتھر آ کر لگا اور وہ بھی ہلاک ہوگئی آگے ارشاد ہے:

''وَقَضَیْنَآ اِلَیْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ۔ اور فیصلہ سنا دیا ہم نے اسے اس حکم کا کہ جڑ کٹ جائے گی اس قوم کی صبح ہوتے ہوتے''۔

اور تمام بدچلن ہلاک کر دیئے جائیں گے چنانچہ اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ قوم کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ آج حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں کچھ مہمان آئے ہیں جو نہایت حسین وجمیل ہیں تو شہر سدوم کے رہنے والے اپنی بدخصلت اور بدعادت کے ماتحت آپ کی طرف چلے۔

''وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَسْتَبْشِرُوْنَ۔ اور آئے شہر (سدوم) والے خوشیاں مناتے حضرت لوط نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں تو مجھے شرمندہ نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو (قوم کے لوگ) بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اوروں کے معاملہ میں دخل نہ دو''۔

یعنی وہ سدوم شہر کے بدچلن یہ خبر سن کر آپ کے گھر کی طرف لپکے اور نیت فاسد لے کر آئے آپ علیہ السلام نے فرمایا دیکھو یہ میرے مہمان ہیں اور مہمان کا احترام تو ہر ایک پر لازم ہوتا ہے تم ان کی بے حرمتی کا خیال نہ کرو اس لئے کہ مہمان کی بے حرمتی میزبان کی رسوائی کا موجب ہوتی ہے جب وہ نہ مانے تو آپ علیہ السلام نے انہیں فرمایا:

''قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ فرمایا یہ قوم کی عورتیں میری ہی لڑکیاں بیٹیاں ہیں ان سے نکاح کر کے اپنا مقصد پورا کرو''۔

اور حرام کاری ولواطت سے باز رہو اس پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

''لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔ (اے محبوب) تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں اندھے تھے''۔

یہاں اس امر کا اظہار فرمایا کہ ہمارے یہاں مخلوق میں کوئی جان پاک کی طرح عزت وحرمت نہیں رکھتا اور قرآن کریم

www.waseemziyai.com

میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر وحیات کے سوا کسی کی عمر کی قسم نہیں فرمائی اس سے صرف اور صرف اظہار مرتبت سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

''فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ۔ تو پکڑا انہیں صیحہ نے صبح ہوتے تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کر دیا اور برسایا ہم نے ان پر کنکروں کا مینہ بے شک اس میں نشانیاں ہیں اہل فراست کے لئے اور بے شک وہ بستی اس شاہراہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے اور بے شک اصحاب ایکہ ضرور ظالم تھے تو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور بے شک یہ دونوں بستیاں راستہ میں پڑتی ہیں''۔

صیحہ عرب میں ابن منذر اور ابن جریج رحمہم اللہ کے نزدیک مثل صاعقہ آواز کو کہتے ہیں یا پھر اس آواز کو جس سے قوم ہلاک ہو جائے۔ اردو میں اس کو چنگھاڑ کہہ سکتے ہیں۔

''قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ کا مفہوم آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ عَنْ اِجَارَةِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَحَيْلُوْلَتِكَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهٗ۔ جس کا خلاصہ وہی ہے جو ہم لکھ چکے ہیں۔

''قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ''۔ يَعْنِيْ نِسَاءَ الْقَوْمِ۔ یعنی قوم کی لڑکیاں اور اس پر سورۂ ہود میں مفصل بیان ہو چکا۔

''لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ''۔ قَسَمٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِعُمُرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ الْمُفَسِّرِيْنَ۔

وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَغَيْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا ذَرَأَ وَمَا بَرَأَ اَكْرَمَ مِنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا سَمِعْتُ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ قَسَمَ بِحَيَاةِ اَحَدٍ غَيْرَهٗ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کوئی جان پیدا ہی نہ فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اکرم واعلیٰ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی حیات کی قسم نہ سنی۔

اور بعض نے جو اقوال اس کے علاوہ کہے ہیں ان کا آلوسی رحمہ اللہ نے خود ہی رد فرما دیا ہے۔

وَقِيْلَ هُوَ الْقَسَمُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِعُمُرِ لُوْطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ مَعَ مُخَالَفَتِهٖ لِلْمَاثُوْرِ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قسم ملائکہ علیہم السلام نے عمر لوط علیہ السلام کی لی۔ مگر یہ مخالف ماثور ہے وغیرہ۔ اور

''لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ''۔ کے معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لِلنَّاظِرِيْنَ فرمائے۔

وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلْمُتَفَرِّسِيْنَ۔ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ نے معنی اہل فراست کئے ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ نے لِلْمُعْتَبِرِيْنَ فرمائے یعنی عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے۔

وَذُكِرَ اَنَّ اَصْلَهُ التَّثَبُّتُ وَالتَّفَكُّرُ مَاخُوْذٌ مِنَ الْوَسْمِ وَهُوَ التَّاثُّرُ بِحَدِيْدَةٍ مُّحْمَاةٍ فِيْ جِلْدِ الْبَعِيْرِ۔ تثبت وتفکر یہ وسم سے ماخوذ ہے اور وہ لوہا گرم کر کے اونٹ پر نشان لگانے کو کہتے ہیں۔ تو یہاں بھی وہ علامت خاص مہلکین مجرمین کی سب کے لئے ہے۔

''لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ''۔ اَیْ طَرِيْقٍ ثَابِتٍ يَسْلُكُهُ النَّاسُ وَيَرَوْنَ اٰثَارَهَا۔ وہ ہلاک شدگان کے کھنڈر شاہراہ پر

www.waseemziyai.com

ہیں کہ وہاں سے گزرنے والے ان کا حال دیکھ سکیں۔

''وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ لَظٰلِمِیْنَ''۔ اصحاب ایکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو فرمایا گیا ہے اور ایکہ اصل میں درخت کو کہتے ہیں جو جھاڑی کی شکل میں ہو۔

بعض نے بیری کی جھاڑی فرمائی۔

''وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ''۔ اور وہ دونوں یعنی قوم لوط اور قوم شعیب علیہما السلام بطریق واضح راستہ میں رہگذر عام پر ہلاک شدہ موجود ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع۔سورۃ حجر۔پ ۱۴

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۸۰﴾	اور بے شک جھٹلایا حجر والوں نے رسولوں کو۔
وَاٰتَیْنٰهُمْ اٰیٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۸۱﴾	اور ہم نے دیں انہیں اپنی نشانیاں تو وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہوئے۔
وَكَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ ﴿۸۲﴾	اور وہ تراشتے تھے پہاڑوں میں گھر بے خوف۔
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُصْبِحِیْنَ ﴿۸۳﴾	تو انہیں پکڑا صیحہ نے صبح ہوتے۔
فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾	تو نہ مستغنی کرسکی ان کی محنت۔
وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ﴿۸۵﴾	اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے مگر حق کے ساتھ اور بے شک قیامت آنے والی ہے تو تم درگزر کرو اچھی طرح۔
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۶﴾	بے شک تمہارا رب ہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔
وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ﴿۸۷﴾	اور بے شک دیں ہم نے تمہیں سات آیتوں والی جو دہرائی جاتی ہے اور قرآن عظمت والا۔
لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾	اور نہ کرو اپنی آنکھ اس طرف جو ہم نے برتنے کو جوڑوں میں سے دی اور غم نہ کرو اور جھکالو اپنے بازو ایمان والوں کے لئے۔
وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۹﴾ ۚ	اور فرمادو میں ہوں کھلا ڈرانے والا (اس عذاب سے)
كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ ﴿۹۰﴾	جیسا ہم نے نازل کیا بانٹنے والوں پر۔
الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ﴿۹۱﴾	جنہوں نے کلام الٰہی کے تکے بوٹی کردیئے۔
فَوَ رَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۲﴾	تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور پوچھیں گے ان سب کو۔
عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ الربع	جو کچھ وہ کرتے تھے۔
فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۴﴾	تو دوٹوک سنا دو جس کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے

www.waseemziyai.com

اعراض کرو۔

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾	بے شک ہم کافی ہیں ان مسخروں سے۔
الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾	وہ جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا ٹھہراتے ہیں تو جلدی جان لیں گے۔
وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾	اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی طرف سے دل تنگ ہیں جو وہ بکواس کرتے ہیں۔
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾	تو تسبیح کرو اپنے رب کی اور ہو جاؤ سجدہ والے۔
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾	اور اللہ کی عبادت کرو مرتے دم تک۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

وَلَقَدْ۔ اور بے شک	كَذَّبَ۔ جھٹلایا	اَصْحٰبُ۔ اصحاب	الْحِجْرِ۔ حجر نے
الْمُرْسَلِيْنَ۔ پیغمبروں کو	وَاٰتَيْنٰهُمْ۔ اور دیں ہم نے ان کو	اٰيٰتِنَا۔ اپنی نشانیاں	فَكَانُوْا۔ پھر تھے وہ
عَنْهَا۔ اس سے	مُعْرِضِيْنَ۔ منہ پھیرنے والے	وَكَانُوْا۔ اور تھے وہ	يَنْحِتُوْنَ۔ کھودتے
مِنَ الْجِبَالِ۔ پہاڑوں سے	بُيُوْتًا۔ گھر	اٰمِنِيْنَ۔ بے خوف	فَاَخَذَتْهُمُ۔ تو پکڑا ان کو
الصَّيْحَةُ۔ چنگھاڑ نے	مُصْبِحِيْنَ۔ صبح ہوتے	فَمَآ۔ تو نہ	اَغْنٰى۔ کفایت کی
عَنْهُمْ۔ ان سے	مَّا۔ جو	كَانُوْا۔ تھے وہ	يَكْسِبُوْنَ۔ کماتے
وَمَا۔ اور نہیں	خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کو	وَالْاَرْضَ۔ اور زمین کو
وَمَا۔ اور جو	بَيْنَهُمَآ۔ ان کے درمیان ہے	اِلَّا۔ مگر	بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ
وَاِنَّ۔ اور بے شک	السَّاعَةَ۔ قیامت	لَاٰتِيَةٌ۔ آنے والی ہے	فَاصْفَحِ۔ تو درگزر کر
الصَّفْحَ۔ درگزر کرنا	الْجَمِيْلَ۔ اچھا	اِنَّ۔ بے شک	رَبَّكَ۔ تیرا رب
هُوَ۔ وہی ہے	الْخَلّٰقُ۔ پیدا کرنے والا	الْعَلِيْمُ۔ جاننے والا	وَلَقَدْ۔ اور بے شک
اٰتَيْنٰكَ۔ دیں ہم نے تجھ کو	سَبْعًا۔ سات آیتیں	مِّنَ الْمَثَانِيْ۔ بار بار پڑھی جانے والی	
وَالْقُرْاٰنَ۔ اور قرآن	الْعَظِيْمَ۔ باعظمت	لَا تَمُدَّنَّ۔ نہ دراز کر	عَيْنَيْكَ۔ اپنی آنکھیں
اِلٰى۔ طرف	مَا۔ اس کی	مَتَّعْنَا۔ جو فائدہ دیا ہم نے	بِهٖٓ۔ اس کا
اَزْوَاجًا۔ جوڑے جوڑے	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	وَلَا۔ اور نہ	تَحْزَنْ۔ غم نہ کھا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَاخْفِضْ۔ اور جھکا دے	جَنَاحَكَ۔ اپنے بازو	لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ایمان والوں کیلئے
وَقُلْ۔ اور کہہ	اِنِّيْٓ۔ بے شک میں	اَنَا۔ میں ہی ہوں	النَّذِيْرُ۔ ڈرانے والا
الْمُبِيْنُ۔ ظاہر	كَمَآ۔ جس طرح	اَنْزَلْنَا۔ ہم نے اتارا	عَلَى۔ اوپر

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الْمُقْتَسِمِيْنَ۔ تقسیم کرنے والوں کے
الَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے
جَعَلُوا۔ بنایا
الْقُرْاٰنَ۔ قرآن کو
عِضِيْنَ۔ ٹکڑے
فَوَرَبِّكَ۔ سو تیرے رب کی قسم
لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ۔ ہم ضرور پوچھیں
گے ان سے
اَجْمَعِيْنَ۔ سب سے
عَمَّا۔ اس سے
كَانُوْا۔ جو تھے
يَعْمَلُوْنَ۔ وہ کماتے
فَاصْدَعْ۔ سو تو کر
بِمَا۔ جو
تُؤْمَرُ۔ حکم دیا جاتا ہے تو
وَاَعْرِضْ۔ اور منہ پھیر لے
عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں سے
اِنَّا۔ بے شک ہم
كَفَيْنٰكَ۔ کفایت کرینگے تجھے
الْمُسْتَهْزِءِيْنَ۔ ٹھٹھا کرنے والوں سے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يَجْعَلُوْنَ۔ بناتے ہیں
مَعَ۔ ساتھ
اِلٰهًا۔ معبود
اٰخَرَ۔ دوسرا
اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَلَقَدْ۔ اور بے شک
نَعْلَمُ۔ جانتے ہیں ہم
فَسَوْفَ۔ تو جلدی
يَعْلَمُوْنَ۔ جانیں گے
صَدْرُكَ۔ سینہ
بِمَا۔ اس سے جو
اَنَّكَ۔ کہ تیرا
يَضِيْقُ۔ تنگ ہوتا ہے
رَبِّكَ۔ رب اپنے کے
يَقُوْلُوْنَ۔ وہ کہتے ہیں
فَسَبِّحْ۔ سو تسبیح بیان کر
بِحَمْدِ۔ ساتھ حمد
وَاعْبُدْ۔ اور عبادت کر
وَكُنْ۔ اور ہو
مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ سجدہ کرنے والوں سے
رَبَّكَ۔ اپنے رب کی
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يَاْتِيَكَ۔ آئے تیرے پاس
الْيَقِيْنُ۔ یقین (موت)

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورۃ حجر - پ ۱۴

''وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اور بے شک حجر والوں نے جھٹلایا رسولوں کو اور ہم نے انہیں نشانیاں دیں تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے اور وہ تراشتے تھے پہاڑوں سے گھر بے خوف تو انہیں صیحہ نے پکڑ لیا صبح ہوتے اور انہیں ان کی محنت مستغنی نہ کر سکی''۔

حجر ایک وادی ہے مدینہ منورہ اور شام کے مابین اس میں قوم ثمود رہتی تھی انہوں نے اپنے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور چونکہ ایک نبی علیہ السلام کی تکذیب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب ہے اس لئے مرسلین کی تکذیب فرما دیا گیا اس لئے کہ ہر نبی تمام نبیوں پر ایمان لانے کی دعوت دیتا رہا ہے۔ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے پہاڑ کی چٹان سے ناقہ ظاہر ہونا طلب کیا تھا جو بہت سے عجائب پر مشتمل تھا۔

مثلاً اس کا عظیم الجثہ ہونا، پیدا ہوتے ہی بچہ جننا، کثرت سے دودھ دینا بلکہ اتنا دودھ دینا کہ تمام قوم ثمود کو کافی تھا۔ یہ معجزہ حضرت صالح علیہ السلام سے ظاہر ہوا اور قوم ثمود کے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں تھا۔ لیکن وہ ایمان نہ لائے۔

اس کا مفصل حل سورۂ شمس میں آئے گا اور اعراف میں گزر چکا۔

آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: حِيْنَ كَذَّبُوْا رَسُوْلَهُمْ صَالِحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ مَنْ كَذَّبَ وَاحِدًا مِنْ رُّسُلِ اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ فَكَاَنَّمَا كَذَّبَ الْجَمِيْعَ لِاِتِّفَاقِ كَلِمَتِهِمْ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَ الْاُصُوْلِ الَّتِىْ لَا تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْاُمَمِ۔ اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے۔

وَالْحِجْرُ وَادٍ بَيْنَ الْحِجَازِ وَالشَّامِ كَانُوْا يَسْكُنُوْنَهٗ۔ جو ایک جنگل ہے مابین حجاز اور شام جس میں یہ قوم آباد تھی۔

www.waseemziyai.com

وَقَدْ نَهٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ كَمَا فِي الصَّحِيْحِ لِلْبُخَارِيْ مِنَ الدُّخُوْلِ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنُوْا بَاكِيْنَ حَذَرًا اَنْ يُّصِيْبَهُمْ مِثْلَ مَا اَصَابَهُمْ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو منع فرمایا کہ اس ہلاک شدہ قوم پر نہ جاؤ اور اگر جاؤ تو غضب الٰہی سے ڈرتے روتے جاؤ تاکہ جو ان پر گزری تم اس سے محفوظ رہو کما فی صحیح البخاری۔

وَجَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّاسَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اِسْتَقَوْا مِنْ مِّيَاهِ الْاٰبَارِ الَّتِيْ كَانَتْ تَشْرَبُ مِنْهَا ثَمُوْدُ وَعَجَنُوْا مِنْهَا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ بِاللَّحْمِ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِهْرَاقِ الْقُدُوْرِ وَاَنْ يَعْلِفُوا الْاِبِلَ الْعَجِيْنَ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَتْ تَرِدُ النَّاقَةُ۔

لوگ غزوۂ تبوک کے سال انہیں کنوؤں سے پانی لینے لگے جس سے قوم ثمود پانی پیتی تھی تو ان لوگوں نے اس سے پانی لے کر آٹا گوندھا اور ہانڈیاں پکائیں جن میں گوشت تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گوشت پھینکنے کا حکم دیا اور آٹا اونٹوں کو کھلا دینے کی ہدایت فرمائی اور اونٹنی جہاں سے پانی پیتی تھی وہ پانی استعمال کرنے کا حکم دیا۔ (روح المعانی)

بعض روایتوں میں ہے کہ ناقہ کے اندر سے پانچ معجزے ظاہر ہوئے۔ چٹان سے اس کا نکلنا اور فوراً بچہ دینا اور اس کا عظیم الجثہ ہونا کہ اس کے مشابہ کوئی ناقہ ہی نہ تھا اور اتنا دودھ دینا کہ تمام قوم کو مکتفی ہو۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا۔ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا گیا اگرچہ اس کے علاوہ اور بھی معجزات تھے لیکن ذکر نہ کرنا ہمارے لئے مضر نہیں اس لئے اجمالاً بیان کر دینے میں اتنا ہی کافی ہے پھر فرمایا:

''فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ''۔ قوم نے خود ہی یہ معجزہ طلب کیا اور پھر خود ہی اس سے منحرف ہوئے اور اپنی حفاظت کے لئے۔

''وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ''۔ پہاڑوں میں اپنے لئے مکان تراشے تاکہ عذاب سے مامون رہیں اور اس پر چند قول ہیں:

۱- یہ مکان نزول عذاب سے محفوظ و مامون رہنے کے لئے انہوں نے بنائے۔

۲- موت سے بچنے کے لئے انہوں نے ایسا کیا۔

۳- مکان منہدم ہونے کے خوف سے اور چوروں کی نقب زنی کے خطرہ سے بچنے کو ایسا کیا۔

۴- ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں صحیح یہ ہے جو مجھے ظاہر ہوا کہ وہ انجام آخرت سے محفوظ رہنے کے لئے یہ سب کچھ کرتے تھے۔

تو ان پر عذاب ہی ایسا آیا کہ کہیں بھی انہیں پناہ نہ ملی چنانچہ ارشاد ہے:

''فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ''۔ تو انہیں پکڑ لیا صیحہ نے صبح کے وقت اور صیحہ اور رجفہ مترادف المعنی ہے سورہ اعراف میں فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ آیا ہے۔

اور حاصل مفہوم یہ ہے کہ صیحہ دن میں ہوا رات میں نہیں تو اس چنگھاڑ یا صاعقہ سے۔

''فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ''۔ وہ مستغنی نہ ہو سکے جو کچھ انہوں نے کیا تھا یعنی پہاڑ تراش کر مکان بنانا اس میں محفوظ رہنا سب بیکار گیا۔

www.waseemziyai.com

''وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ''۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے عبث مگر حق طریقہ پر اور بے شک قیامت آنے والی ہے تو آپ اے محبوب اچھی طرح درگزر فرمائیں۔ بے شک تمہارا رب ہی بڑا خالق اور علم والا ہے۔

یعنی جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے وہ ملتبس بہ حق ہے اور باحکمت ہے اور اسی حکمت کے مقتضیات سے یہ قوموں کی ہلاکت بھی ہے۔ اس کے علاوہ قیامت آئے گی اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا و سزا ملے گی۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے لئے فرمایا کہ اے محبوب آپ مخالفین کی ایذاؤں پر صبر و تحمل فرمائیں۔

(نوٹ) مضمون آیہ کریمہ ناسخ قتال نہیں ہے اور صبر و تحمل کی ہدایت سے یہ صبر و تحمل کا حکم بھی منسوخ نہیں۔

بلکہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور منصب مصطفیٰ کی بلندی دکھاتے ہیں۔ وَ هُوَ هٰذَا۔

وَفَسَّرَ الرَّاغِبُ الصَّفْحَ بِتَرْكِ التَّثْرِيْبِ۔ صفح عربی میں کسی کو کسی فعل پر ملامت کرنے سے رکنے کو کہتے ہیں۔

وَذَكَرَ اَنَّهٗ اَبْلَغُ مِنَ الْعَفْوِ وَفِيْ اَمْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَالِكَ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ قَادِرٌ عَلَى الْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ فَكَاَنَّهٗ قِيْلَ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَحَمَّلْ اَذِيَّتَهُمْ وَلَا تَعْجَلْ بِالْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ وَعَامِلْهُمْ مُعَامَلَةَ الصَّفُوْحِ الْحَلِيْمِ وَحَاصِلُ ذَالِكَ اَمَرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُخَالَفَتِهِمْ بِخُلُقٍ مَّرْضِيٍّ وَحِلْمٍ وَتَاَنٍّ بِاَنْ يُّنْذِرَهُمْ وَيَدْعُوَهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَبْلَ الْقِتَالِ ثُمَّ يُقَاتِلُهُمْ وَعَلٰى هٰذَا فَالْاٰيَةُ غَيْرُ مَنْسُوْخَةٍ۔

صَفْح۔ عفو کا بلند درجہ ہے اور حضور سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کو فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ کے ساتھ جو حکم ہوا وہ اس بنا پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے انتقام لینے کی قدرت حاصل تھی تو گویا یہ فرمایا گیا کہ اے محبوب ان سے چشم پوشی فرمائیں اور ان کی ایذا کا تحمل کریں اور انتقام لینے میں عجلت نہ فرمائیں بلکہ ان سے ایسا برتاؤ رکھیں جیسے ایک حلیم چشم پوشی کرنے والا برتاؤ کرتا ہے تو خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین کی مخالفتیں جو تھیں ان کا جواب خلق پسندیدہ اور بردباری سے دیں تاکہ انہیں انذار و تنذیر بھی ہو اور آپ کی دعا بھی جہاد و قتال سے قبل ان کی ہدایت کے لئے ہو اس کے بعد پھر جہاد و مقاتلہ ہو۔

اسی بناء پر آیہ کریمہ منسوخ بہ آیات القتال نہیں ہوئی۔

اگرچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ، مجاہد، ضحاک کہتے ہیں کہ اِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ۔ یہ منسوخ بہ آیت السیف ہے۔ بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب خلق عظیم ہونے کے ساتھ پہلا مضمون مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ۔ اور بے شک دیں ہم نے آپ کو سات آیتیں جو دہرائی جائیں اور قرآن عظمت والا''۔

یعنی سبع مثانی الحمد شریف کا نام بھی ہے اور یہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے اور بخاری مسلم میں اس سے مراد الحمد شریف ہی ہے۔

اور اس کے تقریباً سترہ نام احادیث میں ملتے ہیں وہ یہ ہیں:

www.waseemziyai.com

سورۃ الحمد: اس لئے کہ اس کی ابتداء حمد سے ہے۔

سورۃ الشکر: اس لئے کہ حمد بنیاد شکر ہے جس نے حمد کا طریقہ جان لیا اسے قواعد شکر بھی آ گئے۔

سورۃ الکنز: حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ یہ سورہ مبارکہ اس خزانہ سے نازل ہوئی جو کنز عرش سے ہے۔ اس بنا پر اس کا نام سورۃ الکنز ہو گیا۔

سورۃ المناجات: اس لئے کہ بندہ اس کے ذریعہ بارگاہ متعال میں مناجات کرتا ہے۔

سورۃ التفویض: بندہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر اپنے تمام امور اپنے رب عزوجل کے سپرد کر دیتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَ اخْتَرْلِيْ وَلَا تَكِلْنِيْ عَلَى اخْتِيَارِيْ۔

سورۃ الفاتحہ: پنجگانہ صلوٰۃ مفروضہ اور نافلہ میں ابتداء اسی سورۂ مبارکہ سے ہوتی ہے۔

سورۃ الوافیہ: اس کا پڑھنے والا کافی ووافی اجر پاتا ہے۔

سورۃ الشافیہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شِفَاءٌ لِكُلِّ دَاءٍ اور فرمایا: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ۔ الحمد تمام امراض کے لئے شفاء ہے۔ اسی بنا پر اس کا نام شافیہ ہے۔

سورۃ الرقیہ: رقیہ کہتے ہیں منتر پڑھ کر دم کرنے کو جس سے مریض کا مرض دفع ہو جاتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے مرگی والے پر یہ سورہ مبارکہ پڑھ کر دم کیا وہ شفایاب ہو گیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حالت سفر میں مارگزیدہ کے لئے پانی پڑھ کر دم کیا اور پلایا وہ شفا پا گیا۔

سورۃ الاساس: نماز کی بنیاد اسی سورۃ پر ہے: لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بنابریں اسے سورۃ الاساس فرمایا۔

سورۃ الصلوٰۃ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جان مزکی سید الطیبہ علیہ التحیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے مابین تقسیم کیا ہے۔

جب بندہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے میرے بندے نے مجھے یاد کیا۔

جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری خوبیاں بیان کر رہا ہے۔

جب الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو ارشاد باری ہوتا ہے میرے بندے نے میری عظمت بیان کی ہے۔

جب مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے اب یہ میری ملکیت تامہ ظاہر کر رہا ہے۔

جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے یہ قول میرے اور بندے کے مابین مشترک ہے۔ عبادت میرا حق ہے اور استعانت بندہ کا حق ہے اس نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہہ کر میرا حق ادا کیا اور وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر اپنا حق مجھ سے طلب کیا۔

جب بندہ کہتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ تو حضرت جل مجدہ فرماتا ہے یہ مضمون تمام بندے کے حق میں ہے۔

میں اس کا مطالبہ پورا کروں گا، سیدھا راستہ دکھاؤں گا، مغضوب علیہم سے بچاؤں گا اور گمراہی سے محفوظ رکھوں گا۔

بنابریں اس سورۂ مبارکہ کا نام سورۃ الصلوٰۃ ہوا۔

www.waseemziyai.com

سورۃ سبع مثانی: چونکہ اس سورۂ مبارکہ میں سات آیات ہیں بنابریں سبعہ ہوئی اور مثانی اس لئے کہ فرائض ونوافل میں اس کا پڑھنا واجب ہے فرضوں میں ابتدائی دو رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے۔ مقتدی ہو تو اس کا حکم آگے آرہا ہے اور منفرد پر واجب ہے یوں یہ سبع مثانی کہی گئی۔

بعض نے فرمایا رب جل وعلا کی راہ کے سات راستے ہیں اور ہر راستہ کے دروازے کی کنجی الحمد ہے۔ ہر آیت ہر اک دروازہ کی کنجی ہے۔

جب مصلی اس سورۂ مبارکہ کو پڑھ لیتا ہے تو ساتوں راستوں کے دروازے کھل جاتے ہیں وہ سات دروازے یہ ہیں:

باب ذکر، باب شکر، باب رجا، باب خوف، باب اخلاص، باب دعا، باب انس۔

سورۃ قران عظیم: اس لئے اس کا نام ہے کہ سب سے اول یہ سورت قرآن کریم میں آتی ہے اور اس سورۂ مبارکہ کا اجر عظیم ہے۔

سورۂ تعلیم المسئلہ: اس لئے اس کا نام ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بندے کو سوال کرنے کے آداب بتائے ہیں۔

سورۂ کافیہ: اس لئے نام ہے کہ اس سورۂ مبارکہ کی قرأت اجر میں تمام قرآن پاک کے برابر ہے اور نماز کی قرأت میں کافی ہے۔

سورۂ ام الکتاب: اس لئے فرمایا کہ تمام قرآن کریم اس سورۂ مبارکہ میں ہے جیسے تمام انسان بطن ام میں ہوتا ہے۔

سورۂ ام القرآن: بھی اس کا نام مذکورہ وجہ سے ہوا۔

سورۃ الرحمۃ: یہ سورۃ مجسمہ رحمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں وہ سات حروف نہیں جو سات عذابوں کے لئے بیان ہوئے یعنی

ث، جیم، خا، زا، شین، ظا، فا۔

(۱) ث: سے عذاب ثبور ہے یعنی ہلاکت۔

(۲) ج: جحیم ہے۔

(۳) خ: سے خزی یعنی ہر طرح کا خسران۔

(۴) ز: سے زفیر جو آواز اعلیٰ جہنم ہے یا زقوم جو اہل جہنم کی غذا ہے۔

(۵) ش: سے مراد شہیق اہل نار ہے جیسا کہ ارشاد ہے لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ۔

(۶) ظ: سے مراد لظی ہے کہ طبقہ جہنم کا نام ہے۔

(۷) ف: سے مراد فراق کہ ہر جہنمی علیحدہ علیحدہ قید تنہائی میں ہو۔

مختصر فضائل سورۂ مبارکہ

جو شخص اس سورت مبارکہ کو بخشوع وخضوع تلاوت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ساتوں قسم کے عذاب سے محفوظ و مصئون رہتا ہے۔

انسان میں تین چیزیں ایسی ہیں کہ شیطان ان کی مدد سے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اول: شہوت کہ اس کی وجہ سے ہر ظلم اس کے لئے جرم محسوس نہیں ہوتا۔

دوم غضب: کہ اس کی وجہ میں وہ غیر پر ظلم روا سمجھتا ہے۔

سوم حرص: اس کی وجہ سے انسان اپنے رب عزوجل کی نافرمانی کر گزرتا ہے۔

جو شخص اس سورۂ مبارکہ کو بہ نیت دعا پڑھتا رہے وہ ان تینوں بلاؤں سے محفوظ رہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ اِطْلَاقُ ذَالِکَ عَلَی الْفَاتِحَةِ لِاَنَّهَا تُکَرَّرُ قِرَاءَ تُهَا فِی الصَّلٰوة۔ اسے سبع مثانی اس وجہ میں کہا گیا ہے کہ اس کا نماز میں دوبارہ پڑھنا لازم وواجب ہے۔

اور ایک قول حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے اور مجاہد رحمہ اللہ بھی کہتے ہیں: اِنَّ اِطْلَاقَ الْمَثَانِیْ عَلَی الْفَاتِحَةِ لِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحٰنَهُ اسْتَثْنَاهَا وَ ادَّخَرَهَا لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ اس سورۂ مبارکہ پر مثانی کا اطلاق اس وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مستثنیٰ کر کے اس امت کے لئے محفوظ رکھا۔ فَلَمْ یُعْطِهَا لِغَیْرِهِمْ۔ تو یہ سورت سوائے امت مرحومہ کے اور کسی کو نہیں عطا کی گئی ہے۔

اور قرآن عظیم میں اس کے بعد جو فرمایا اس کے متعلق بخاری ابوسعید بن معلیٰ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ هِیَ السَّبْعُ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔

باقی احکام قرأۃ الفاتحہ اور فاتحہ خلف الامام کی مفصل بحث ہم سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں لکھ چکے ہیں۔ اَمَنْ شَاءَ فَلْیَنْظُرْ۔

اب آگے ارشاد ہے:

''لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ۔ نہ اٹھائیں آپ اپنی دونوں آنکھیں اس کی طرف جو ہم نے متمتع ہونے کو دی کچھ جوڑوں کو انسانوں میں سے اور نہ غم فرمائیں ان پر اور جھکا لیجئے اپنے (رحمت کے) بازو مومنین کے لئے''۔

یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کے مقابل دنیائے فانی کی نعمتیں حقیر ہیں تو آپ متاع دنیا سے مستغنی رہیں اور جو ہماری طرف سے چند روزہ نعمت دنیا یہود ونصاریٰ ومشرکین کو ملی ہیں ان کی طرف تمد اعین نہ فرمائیں یعنی انہیں مومنین للچائی ہوئی نگاہ سے نہ دیکھیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں کوئی نہیں جو قرآن کریم کی برکات کی وجہ سے دنیا کی ہر عیش سے مستغنی نہ ہو اور حقیقتاً قرآن کریم ایسی نعمت لازوال ہے جس کے سامنے تمام دنیا کی نعمتیں ہیچ ہیں بشرطیکہ ایمان میں جلا ہو اور جلا میں نور ایقان ورنہ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ کسی دنیوی اندھے کے لئے کبھی موجب اطمینان نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ حرص وآز کے چشمہ سے ہر چیز کو دیکھے گا اور یہاں چشمہ ایمان ونور ایقان کی ضرورت ہے اور آیت میں مخاطبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ایمان والوں سے۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کِنَایَةٌ عَنِ التَّوَاضُعِ لَهُمْ وَ الرِّفْقِ بِهِمْ وَاَصْلُ ذَالِکَ اِنَّ الطَّائِرَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّضُمَّ فَرَخَهٗ اِلَیْهِ بَسَطَ جَنَاحَیْهِ لَهٗ وَالْجَنَاحَانِ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ جَانِبَاهُ۔

کنایہ ہے تواضع سے مومنین کے لئے اور ان کی حفاظت سے اور اصل اس کی یہ ہے کہ پرند جب چاہتا ہے کہ اپنے بچے کو

www.waseemziyai.com

چمٹا لے تو وہ اپنے پر اس کے لئے پھیلاتا ہے اور انسان کے دونوں پر اس کے دونوں پہلو ہیں۔

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ ایمان والوں کو اپنے ساتھ لگائے رہیں تا کہ ان کا حوصلہ بڑھا رہے اور آپ فرما دیجئے:

''وَقُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ۔ اور فرما دیجئے میں ہی ہوں ڈر سنانے والا کھلم کھلا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے نازل کیا بانٹنے والوں پر جنہوں نے قرآن تقسیم کر ڈالا حق و باطل میں''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: هُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّءُ وْهُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَ كَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ۔ وہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے جز جز کر کے بعض پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا۔

اَیْ قَسَّمُوْهُ اِلٰی حَقٍّ وَّ بَاطِلٍ حَیْثُ قَالُوْا عِنَادًا وَ عَدَاوَةً بَعْضُهٗ حَقٌّ مُوَافِقٌ لِلتَّوْرَاتِ وَالْاِنْجِیْلِ وَ بَعْضُهٗ بَاطِلٌ مُخَالِفٌ لَهُمَا۔

یعنی انہوں نے قرآن کریم کو حق و باطل میں عناد اور عداوت سے تقسیم کر ڈالا اور کہا بعض حصہ اس قرآن کا حق ہے انجیل و توریت کے موافق ہے اور بعض باطل اور مخالف توریت ہے اور مخالف انجیل۔

فَقَدْ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنِ الْحِبْرِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَاَیْتَ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ مَا عِضِیْنَ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَ كَفَرُوْا بِبَعْضٍ اور اِقْتَسَمُوْهُ لِاَنْفُسِهِمْ اِسْتِهْزَاءً بِهٖ۔

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ کس جماعت کے لئے ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ میں عِضِیْنَ سے کیا مراد ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض قرآن پر ایمان اور بعض سے کفر وہ تقسیم کرتے ہیں استہزاء کرنے کے لئے چنانچہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اِنَّ بَعْضَهُمْ كَانَ یَقُوْلُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ لِیْ وَ بَعْضُهُمْ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ لِفِیْ وَ هٰكَذَا۔ یہود و نصاریٰ میں ایسے بازاری مذاق ہوتے تھے کہ ایک کہتا سورۃ بقرہ میرے لئے ہے اور دوسرا کہتا آل عمران میرے لئے ہے۔

وَ جَوَّزَ اَنْ یُّرَادَ بِالْمُقْتَسِمِیْنَ جَمَاعَةٌ مِنْ قُرَیْشٍ وَ هُمْ اِثْنَا عَشَرَ وَ قَالَ ابْنُ السَّائِبِ سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلًا۔

اور بعض نے کہا کہ مقتسمین سے مراد ایک جماعت قریش مکہ ہے اور وہ بارہ ہیں ابن السائب فرماتے ہیں سولہ آدمی ہیں۔

حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ، شیبہ ابنا ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن ہشام، ابوقیس بن اسید، قیس بن فاکہہ، زہیر بن امیہ، ہلال بن عبدالاسود، سائب بن الصیفی، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن حجاج، امیہ بن خلف، اوس بن مغیرہ۔

اور اوس بن مغیرہ نے ولید بن مغیرہ کو ایام موسم حج میں اس غرض سے مقرر کیا کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے راہ پر رہے تا کہ جو باہر سے آئیں انہیں نفرت دلائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے روکے۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ ان میں سے علیحدہ علیحدہ مداخل طریق مکہ پر ٹھہرے رہتے تو جو آتا اس سے کہتے: لَا تَغْتَرُّوْا بِالْخَادِعِ فَاِنَّهٗ سَاحِرٌ دھوکے میں نہ آنا وہ جادوگر ہے۔

وَ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِلْاٰخَرِ كَذَّابٌ وَالْاٰخَرُ شَاعِرٌ اِلٰى غَيْرِ ذَالِكَ۔ بعض کہتے وہ جھوٹا ہے کوئی کہتا شاعر ہے اسی قسم کی بہکی بہکی باتیں کہتے۔

فَاَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ بَدْرٍ وَ قَبْلَهٗ بِاٰفَاتٍ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بدر میں ہلاک کیا اور قبل بدر بہت سی آفتوں سے مارا۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ اور اسود قبل بدر ہی ہلاک کئے گئے۔

ایک قول ہے: اَلْعِضَةُ فِيْ لُغَةِ قُرَيْشٍ اَلسِّحْرُ فَيَقُوْلُوْنَ لِلسَّاحِرِ عَاضَةٌ وَ لِلسَّاحِرَةِ عَاضِيَةٌ۔ عضۃ قریشی لغت میں سحر کو کہتے ہیں اور ساحر کو عاضہ اور ساحرہ کو عاضیہ بولتے ہیں۔

اور ابن عدی نے اپنی کامل میں اور ابو یعلی رحمہم اللہ نے اپنی مسند میں ایک حدیث نقل کی ہے جس سے مذکورہ لغت کے معنی کی تصدیق ہوتی ہے: لَعَنَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْعَاضَهَةَ وَالْمُسْتَضْهَةَ۔ اللہ کی لعنت جادو کرنے والی اور جادو کرانے والی پر۔ آگے ارشاد ہے:

''فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور پوچھیں گے ان سب سے جو کچھ وہ کرتے تھے تو آپ علانیہ دوٹوک فرما دیں جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور مشرکوں سے اعراض فرمائیں بے شک ہم کافی ہیں تمہیں ان ہنسنے والوں پر جو اللہ کے ساتھ بناتے ہیں دوسرے معبود تو عنقریب وہ جان لیں گے''۔

یعنی اے محبوب بروز قیامت ان سب سے ان کے اعمالی حالت کا جائزہ لیا جائے گا اور آپ پرواہ نہ کریں انہیں بکنے دیں جو کچھ یہ قرآن اور آپ کی شان میں بکتے ہیں۔

علامہ کلبی صدع کے معنی فرماتے ہیں: اَیْ اَظْهِرْهُ وَاجْهَرْهُ يُقَالُ صَدَعَ بِالْحُجَّةِ اِذَا تَكَلَّمَ جَهَارًا۔ یعنی صاف ظاہر فرما دیں ان پر اور علانیہ حکم پہنچائیں۔ صَدَعَ بِالْحُجَّةِ بولتے ہی اس وقت ہیں جب علانیہ کلام کیا جائے۔

دوسرا قول ہے: وَجَوَّزَ اَنْ يَّكُوْنَ اَمْرًا مِنْ صَدْعِ الزُّجَاجَةِ وَ هُوَ تَفْرِيْقُ اَجْزَائِهَا اَیْ اَفْرِقْ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔ اور یہاں صدع سے مراد دوٹوک حکم دینے کے ہیں صَدْعُ الزُّجَاجَةِ محاورہ میں جب بولتے ہیں جب شیشہ ٹوٹ کر علیحدہ علیحدہ ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حق و باطل میں صاف فرق فرما دیں۔

چنانچہ ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ جو حکم قرآن کریم میں ہے اسے صاف فرما دیں۔

وَ يُحْكٰى اَنَّ بَعْضَ الْعَرَبِ سَمِعَ قَارِئًا يَقْرَأُهَا فَسَجَدَ فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ سَجَدْتُّ لِبَلَاغَةِ هٰذَا الْكَلَامِ وَ لَمْ يَزَلْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا كَمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ نُزُوْلِ ذَالِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ خَرَجَ هُوَ وَ اَصْحَابُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

روایت ہے کہ عرب کا ایک شخص کسی پڑھنے والے سے اس آیت کو سن کر سجدہ میں گر گیا تو اسے کہا گیا یہ کیوں ایسا کیا بولا میں نے اس کلام کی بلاغت پر سجدہ کیا اور اس وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مخفی طور پر تبلیغ فرماتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ اس آیہ کریمہ کے نزول سے قبل مخفی تبلیغ تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ

www.waseemziyai.com

کے صحابہ علیہم السلام علانیہ تبلیغ کو نکل آئے۔

اور اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ کے یہ معنی ہیں کہ لَا تَلْتَفِتْ اِلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَلَا تُبَالِ بِهِمْ۔ آپ ہرگز ان کی بکواس کی طرف التفات نہ فرمائیں اور ان کی کچھ پرواہ نہ کریں۔

فَلَيْسَتِ الْاٰيَةُ مَنْسُوْخَةٌ۔ تو اس آیہ کریمہ کا آیات سیف سے منسوخ ہونا لازم نہیں آتا اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ آیات سیف سے یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ لیکن ابن حاتم وابوداؤد رحمہم اللہ فی ناسخہ یہ سب اس کے نسخ پر ہیں۔

وَ قِيْلَ هِيَ مِنْ اٰيَاتِ الْمُهَادَنَةِ الَّتِيْ نَسَخَتْهَا اٰيَةُ السَّيْفِ۔ بہرحال اس کے منسوخ ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے۔

''اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ۔ بے شک ہم تمہیں کافی ہیں ان ہنسنے والوں پر جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو عنقریب وہ جان لیں گے کہ تم دل تنگ ہوتے ہو ان کی بکواس سے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہو اور سجدہ والوں میں ہو جاؤ اور اس کی عبادت کرتے رہو مرتے دم تک''۔

یعنی آپ کے ساتھ یا قرآن کے ساتھ جو استہزاء کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ وہ عنقریب اس کا بدلہ پالیں گے اور ان کے قلع قمع کا وقت آرہا ہے۔

یہ پیشگوئی من جانب اللہ عزوجل مشرکین مکہ کے لئے ہوئی۔ چنانچہ طبرانی اوسط میں اور بیہقی اور ابونعیم دلائل میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ بسند حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلْمُسْتَهْزِؤُنَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ – وَالْاَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَغُوْثَ وَالْاَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ وَالْحَرْثُ بْنُ عَيْطَلِ السَّهْمِيُّ وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ۔

فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَشَكَاهُمْ اِلَيْهِ فَاَرَاهُ الْوَلِيْدَ فَاَوْمَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى اَكْحَلِهٖ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَعٍ كَفَيْتُكَهٗ۔

ثُمَّ اَرَاهُ الْاَسْوَدَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاَوْمَاَ اِلٰى عَيْنِهٖ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ كَفَيْتُكَهٗ۔

ثُمَّ اَرَاهُ الْحَرْثَ فَاَوْمَاَ اِلٰى بَطْنِهٖ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ كَفَيْتُكَهٗ۔

ثُمَّ اَرَاهُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ فَاَوْمَاَ اِلٰى اَخْمَصِهٖ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ كَفَيْتُكَهٗ۔

فَاَمَّا الْوَلِيْدُ فَمَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ خُزَاعَةَ وَ هُوَ يُرِيْشُ نَبْلًا فَاَصَابَ اَكْحَلَهٗ فَقَطَعَهَا۔

وَ اَمَّا الْاَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ فَنَزَلَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَجَعَلَ يَقُوْلُ يَا بَنِيَّ اَلَا تَدْفَعُوْنَ عَنِّيْ قَدْ هَلَكْتُ اُطْعَنُ بِالشَّوْكِ فِيْ عَيْنِيْ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ مَا نَرٰى شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى عَمِيَتْ عَيْنَاهُ۔

وَ اَمَّا الْاَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَغُوْثَ فَخَرَجَ فِيْ رَاْسِهٖ قُرُوْحٌ فَمَاتَ مِنْهَا۔

وَ اَمَّا الْحَرْثُ فَاَخَذَ الْمَاءُ الْاَصْعَرُ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى خَرَجَ رَجِيْعُهٗ مِنْ فِيْهِ فَمَاتَ مِنْهُ۔

وَ اَمَّا الْعَاصُ فَرَكِبَ الطَّائِفَ فَرَبَضَ عَلٰى شِبْرُقَتِهٖ فَدَخَلَ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمِهٖ شَوْكَةٌ فَقَتَلَهٗ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ کفار قریش کے پانچ سردار ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حرث بن عیطل سہمی

www.waseemziyai.com

عاص بن وائل تھے۔

یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت خلاف تھے آپ کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرتے رہتے تھے۔ جب جبریل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا ان لوگوں نے مخالفت میں تو حد کر دی ہے۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں رونق افروز تھے کہ یہ پانچوں آئے اور حسب سابق طعن و تمسخر کرنے لگے اس کے بعد طواف کعبہ میں مشغول ہو گئے کہ روح الامین علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ نے

۱- ولید بن مغیرہ کی پنڈلیوں کی طرف نظر ڈالی۔

۲- اور اسود بن مطلب کی آنکھ پر نگاہ ڈالی۔

۳- پھر اسود بن عبد یغوث کو دیکھا۔

۴- پھر حرث کے پیٹ پر نظر کی۔

۵- پھر حرث بن عیطل کی طرف توجہ فرمائی۔

چنانچہ تھوڑی دیر میں یہ سب اندھے ہو کر، زخمی ہو کر، منہ سے نجاست ڈال کر، بدحواس ہو کر، کانٹے سے پاؤں میں زخم ہو جانے سے ہلاک ہو گئے۔

اور اسود بن عبد یغوث کو استسقاء ہوا۔ غرضیکہ سب ہلاک ہو کر جہنم میں گئے اور باقی ماندہ دشمن سردار قریش کے بھی ہلاک کر دیئے گئے اور قرآنی پیشگوئی پوری ہوئی۔

ان باتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنگدل ہو رہے تھے۔

اور کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ اِنَّ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ هُمُ السَّبْعَةُ الَّذِيْنَ اَلْقَوا الْاَذٰى وَ رُسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ كَمَا جَاءَ فِيْ حَدِيْثِ الْبُخَارِيِّ وَهُمْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ وَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَ شَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَالِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ وَ اُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ وَ عُقْبَةُ بْنُ مُعَيْطٍ – وَ عَمَّارُ بْنُ الْوَالِيْدِ۔

وَ فِي الْاَعْلَامِ لِلسُّهَيْلِيِّ اِنَّهُمْ قُذِفُوْا بِقَلِيْبِ بَدْرٍ۔

یہ استہزاء کرنے والے سات مذکورہ افراد تھے جن کے انجام کو اعلام میں سہیلی فرماتے ہیں کہ یہ سب قلیب بدر میں ڈال دیئے گئے۔

اور در منثور میں ان کی ہلاکت کی تفصیل بہت طویل بیان کی گئی ہے۔

آگے تصریح کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب زیادہ غمگین ہوتے تو نماز کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے۔ وَ قَدْ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْزَنَهُ اَمْرٌ فَزَعَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

اور صحیح حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے تین چیزیں ہی پسند فرمائی ہیں: حَيْثُ قَالَ حُبِّبَ لِيْ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔

تمہاری دنیا سے میرے لئے تین چیزیں محبوب کر دی گئیں۔ خواتین، خوشبو اور آنکھوں کے لئے ٹھنڈک کی گئی نماز میں۔

''وَاعْبُدْ رَبَّكَ''۔ يَعْنِيْ دُمْ عَلَيْهِ عَلٰى مَا اَنْتَ عَلَيْهِ مِنْ عُبَادَتِكَ سُبْحٰنَهٗ۔ یعنی ہمیشہ عبادت الٰہی

www.waseemziyai.com

میں رہو جیسے کہ آپ ابھی ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے: وَالْمَعْنٰی دُمْ عَلَی الْعِبَادَةِ مَا دُمْتَ فِیْهَا مِنْ غَیْرِ اِخْلَالٍ۔

حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ۔ اَیْ الْمَوْتُ حتیٰ کہ آئے موت۔

وَ قَالَ اِبْنُ بَحْرِ الْیَقِیْنُ النَّصْرُ عَلَی الْكَافِرِیْنَ الَّذِیْنَ وَعَدَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔یعنی یقین سے مراد وہ فتح ہے جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا۔

وَ قَالُوْا اِنَّ الْعَبْدَ مَتٰی حَصَلَ لَهٗ ذَالِكَ سَقَطَ عَنْهُ التَّكْلِیْفُ بِالْعِبَادَةِ۔بعض نے کہا جب کیفیت موت طاری ہو جاتی ہے۔تو اس پر سے تکلف عبادت ساقط ہو جاتا ہے۔اس لئے حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ۔فرمایا۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ

سورۂ نحل مکیہ ہے مگر فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ سے آخر سورۃ تک جو آیتیں ہیں وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں اور اس میں اقوال کا اختلاف ہے اور اس میں ۱۶ رکوع ایک سو اٹھائیس آیتیں دو ہزار آٹھ سو چالیس کلمے سات ہزار سات سو سات حرف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع -سورۂ نحل- پ ۱۴

اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۱	آتا ہے اللہ کا حکم تو نہ جلدی کرو پاکی اور برتری ہے اسے ان سے جو شریک بنا رہے ہیں۔
یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲	نازل کرتا ہے فرشتوں کو حکم کی جان کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں پر تا کہ ڈر سناؤ کہ میرے سوا کوئی نہیں تو مجھی سے ڈرتے رہو۔
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۳	پیدا کئے آسمان اور زمین حق کے ساتھ برتر ہے ان سے جنہیں وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝۴	پیدا کیا انسان کو ایک صاف بوند سے تو جبھی وہ کھلا جھگڑالو ہے۔
وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِیْهَا دِفْٓءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵	اور چارپائے پیدا کئے تمہارے لئے ان میں گرم لباس ہے اور بہت سے نفع اور ان میں سے کھاتے ہو۔
وَ لَكُمْ فِیْهَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَ حِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶	اور تمہارے لئے ان میں تجمل ہے جب شام واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو۔
وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۷	اور اٹھاتے ہیں تمہارا بوجھ ایسے شہر کی طرف کہ نہیں تم وہاں پہنچ سکتے مگر اپنی جان مشقت میں ڈال کر بے شک

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

تمہارا رب مہربان رحم والا ہے۔

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور اللہ پر بیچ کی راہ ہے اور اس میں ٹیڑھ بھی ہے اور اگر چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا۔

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

اَتٰٓى - آتا ہے	اَمْرُ - حکم	اللّٰهِ - اللہ کا	فَلَا - تو نہ
تَسْتَعْجِلُوْهُ - جلدی کرو تم اس کی		سُبْحٰنَهٗ - وہ پاک ہے	وَتَعٰلٰى - اور بلند ہے
عَمَّا - اس سے	يُشْرِكُوْنَ - جو وہ شرک کرتے ہیں	يُنَزِّلُ - اتارتا ہے	الْمَلٰۗىِٕكَةَ - فرشتوں کو
بِالرُّوْحِ - روح کے ساتھ	مِنْ اَمْرِهٖ - اپنے حکم سے	عَلٰى - اوپر	مَنْ - جس کے
يَّشَاۗءُ - چاہتا ہے	مِنْ عِبَادِهٖٓ - اپنے بندوں سے	اَنْ - یہ کہ	اَنْذِرُوْٓا - ڈراؤ
اَنَّهٗ - بے شک	لَآ اِلٰهَ - نہیں کوئی معبود	اِلَّآ اَنَا - مگر میں	فَاتَّقُوْنِ - تو مجھ سے ڈرو
خَلَقَ - پیدا کیا	الْاِنْسَانَ - انسان کو	مِنْ نُّطْفَةٍ - نطفہ سے	فَاِذَا - تو ناگہاں
هُوَ - وہ	خَصِيْمٌ - جھگڑالو ہے	مُّبِيْنٌ - ظاہر	وَالْاَنْعَامَ - اور چارپائے
خَلَقَهَا - پیدا کیا ان کو	لَكُمْ - تمہارے لئے	فِيْهَا - اس میں	دِفْءٌ - آرام ہے
وَّمَنَافِعُ - اور منافع	وَمِنْهَا - اور اس سے	تَاْكُلُوْنَ - کھاتے ہو تم	وَلَكُمْ - اور تمہارے لئے
فِيْهَا - اس میں	جَمَالٌ - خوبصورتی ہے	حِيْنَ - جب	تُرِيْحُوْنَ - چرا کر لاتے ہو
وَحِيْنَ - اور جب	تَسْرَحُوْنَ - چرنے کو لیجاتے ہو	وَتَحْمِلُ - اور اٹھاتے ہیں	اَثْقَالَكُمْ - تمہارے بوجھ
اِلٰى - طرف	بَلَدٍ - شہر کی	لَّمْ تَكُوْنُوْا - کہ نہیں تھے تم	بٰلِغِيْهِ - وہاں پہنچنے والے
اِلَّا - مگر	بِشِقِّ - ساتھ مشقت	الْاَنْفُسِ - نفس کے	اِنَّ - بے شک
رَبَّكُمْ - تمہارا رب	لَرَءُوْفٌ - مہربان ہے	رَّحِيْمٌ - رحمت والا	وَّالْخَيْلَ - اور گھوڑے
وَالْبِغَالَ - اور خچر	وَالْحَمِيْرَ - اور گدھے	لِتَرْكَبُوْهَا - تاکہ تم ان پر سوار ہو	
زِيْنَةً - اور زینت	وَيَخْلُقُ - اور پیدا کرے گا	مَا لَا - جو نہیں	تَعْلَمُوْنَ - جانتے تم
وَعَلَى - اور اوپر	اللّٰهِ - اللہ کے ہے	قَصْدُ - درمیانی	السَّبِيْلِ - راہ
وَمِنْهَا - اور اس سے	جَاۗىِٕرٌ - ٹیڑھے بھی ہیں	وَلَوْ - اور اگر	شَاۗءَ - چاہتا
لَهَدٰىكُمْ - تو ہدایت دیتا تم	اَجْمَعِيْنَ - سب کو		

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع -سورۃ نحل- پ ۱۴

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ۔ الخ

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ

کفار مکہ نے عذاب موعود کے نزول اور قیامت قائم ہونے سے تکذیب کرنے کو استہزاءً جلدی کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا گیا کہ جس کی تم جلدی کر رہے ہو وہ آیا ہی جانو اس کا وقت بہت قریب ہے اور وہ وقت پر یقیناً ظاہر ہوگا اور یہ بھی سمجھ لو کہ جب وہ واقع ہو جائے گا تو تمہیں اس سے خلاصی کی کوئی راہ نہ ملے گی اور یہ بت جنہیں تم پوج رہے ہو اس وقت وہ تمہارے کام نہ آئیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جب اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ۔ نازل ہوئی تو کفار اپنے آپ میں کہنے لگے کہ یہ گمان کر رہے ہیں کہ قیامت بہت قریب آ گئی تو اس خوف سے وہ ان باتوں سے رک گئے جو آپس میں کرتے تھے حتیٰ کہ انتظار کا زمانہ مؤخر ہو گیا تو کہنے لگے مَانَرٰی شَیۡئًا ہم تو ابھی تک کچھ نہیں دیکھتے۔

پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ تو وہ اس سے اور زیادہ خائف ہوئے اور پھر انتظار کرنے لگے جب اس پر بھی امتداد زمانہ ہو گیا تو سب مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے مَا نَرٰی شَیۡئًا مِمَّا تُخَوِّفُنَا حضور جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں ہم تو اس کی کوئی علامت نہیں دیکھتے۔

تو پھر یہ آیت نازل ہوئی اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَوَثَبَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ النَّاسُ رُءُوۡسَہُمۡ تو اس پر حضور اچھل پڑے اور لوگوں نے سر اٹھا کر دیکھنا شروع کیا تو نازل ہوا فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ تو لوگوں کو اطمینان ہوا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بُعِثۡتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیۡنِ وَاَشَارَ بِاِصۡبَعَیۡہِ اِنۡ کَادَتۡ لَتَسۡبِقُنِیۡ میں مبعوث ہوا ہوں اور قیامت یہ سامنے ہے اور اپنی انگشت مبارک سے ایسا اشارہ کیا جیسے کہ قیامت آ رہی ہے۔

اور بعض فضلاء کا قول ہے کہ اس سے مراد مومنین کو خبر دینا تھا۔ جیسا کہ ابن مردویہ رحمہ اللہ سے راوی ہیں: لَمَّا نَزَلَتۡ اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ زَعَرَ اَصۡحَابُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی نَزَلَتۡ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ فَسَکَنُوۡا۔ جب اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ نازل ہوئی تو اصحاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خائف ہوئے اور بہت گھبرائے یہاں تک کہ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ نازل ہوئی تو سکون ہوا۔

''اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ۔ آ بھی گیا حکم تو اللہ کا تو تم جلدی نہ کرو پاکی اور بلندی ہے اسے ان سے جنہیں شریک ٹھہرا رہے ہیں''۔

اس لئے کہ وہ واحد اور احد ہے۔ لاشریک لہ ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں۔

''یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ۔ نازل فرماتا ہے ملائکہ کو روح یعنی وحی کی جان کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں پر کہ ڈر سناؤ اور یہ کہ کوئی معبود نہیں مگر میں تو ڈرو مجھ سے اس نے پیدا فرمائے آسمان اور زمین حق کے ساتھ۔ بلند و بالا ہے ان کے شرک سے۔ اس نے پیدا کیا انسان کو ایک صاف قطرہ سے تو وہ کھلم کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا کئے تمہارے

www.waseemziyai.com

لئے ان میں گرم لباس (کا سامان) ہے اور بہت نفع اور ان میں تم کھاتے ہو اور تمہارے لئے ان میں تجمل ہے جب انہیں شام کو لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو اور وہ اٹھاتے ہیں تمہارا بوجھ اس شہر کی طرف کہ تم نہیں اس تک پہنچنے والے مگر جان کی تکلیفوں سے بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے''۔

''یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ۔ نازل کرتا ہے ملائکہ کو جان احکام یعنی وحی دے کر اپنے جس بندے پر چاہے''۔

اور نبوت سے نوازے یعنی حضور خاتم النبیین سے قبل لاکھوں کو نبوت سے نوازا اور اب صرف اور صرف خاتم الانبیاء حبیب کبریا پر ہی وحی ہے کیونکہ قَدِ انْقَطَعَتِ النُّبُوَّةُ وَالرِّسَالَةُ۔ نبوت و رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی فَلَا نَبی بعدہ ولا رسول بعدہ۔

اور خود حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقح، قاطع، جامع، مانع فیصلہ فرمانے کو یہ اعلان فرما دیا اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ اور ان انبیاء علیہم السلام کا کام یہ تھا کہ بذریعہ وحی جو اوامر و احکام ہوں۔

''اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ۔ تا کہ ڈر سناؤ اور فرماؤ کہ کوئی معبود نہیں مگر میں تو مجھ سے ہی ڈرو''۔

میری ہی عبادت کرو میرے سوا کسی کو نہ پوجو کیونکہ میں خالق کل قادر کل ہوں کہ

''خَلَقَ السَّمٰوٰتِ۔ آسمان اور زمین میں نے بنائے حق کے ساتھ''۔

جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور بے مثال خلاقی اور توحید کے بے شمار دلائل ہیں۔

''تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ وہ بلند ہے ان کے شریکوں سے اس نے آدمی کو ایک صاف بوند سے بنایا تو اب وہ کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا فرمائے ان میں تمہارے لئے گرم لباس کے لئے اون بنایا اور بہت سے منافع ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو اور تمہاری شان تجمل ان میں ہے جب انہیں واپس لاتے اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو''۔

یعنی قطرہ مصفیٰ منی سے انسان کو بنایا جس میں نہ حس ہے نہ حرکت پھر اسے اپنی قدرت مطلقہ سے انسان بنایا قوت و طاقت بخشی۔ دوسری جگہ فرمایا:

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ۔

ہلاک ہو جائے انسان کیا ناشکرا ہے کہ باوجود بے نہایت احسانوں اور بے گنت نعمتوں کے وہ سرکش ہے وہ کس چیز سے بنایا گیا ایک صاف ستھری بوند سے اسے پیدا کیا پھر اسے اس کی راہ آسان کی پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھا پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔

گویا اس قدرت کے باوجود بھی وہ ہمارے قبضہ اقتدار میں ہے اس پر وہ جھگڑالو بنا ہوا ہے اور یہ بھی ہم نے اسے بتا دیا ہے کہ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا کوئی زمین پر چلنے والا نہیں مگر ہم اس کی چوٹی پر قبضہ رکھتے ہیں۔ ایک جھٹکے میں حیات ختم کر دیتے ہیں۔ باوجود اس کے وہ جھگڑالو ہے۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول امیہ بن خلف کے حق میں ہے یہ وہ خبیث اخبث تھا کہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کو نہیں مانتا تھا ایک روز مردے کی گلی ہڈی وہ اٹھا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا۔ حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم)

www.waseemziyai.com

آپ کے خیال میں اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو زندہ کر دے گا اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں اپنے دلائل قدرت ظاہر فرمائے کہ ہڈی کا زندہ ہونا اسی طرح خلاف عقل نہیں جس طرح ایک قطرہ سے آدمی بننا۔ تو اگر ہڈی زندہ نہیں ہوسکتی تو اس قطرہ سے اتنا لحیم شحیم ثمین انسان کیونکر بن گیا اور اگر ایک قطرہ سے بنانے والا انسان بنا سکتا ہے انڈے میں بے حس و بے جان زردی اور سپیدی سے چوزہ نکال سکتا ہے تو گلی ہڈی میں اسے جان ڈال دینا کس عقل میں خلاف عقل ہے۔

پھر دابۃ الارض چوپایوں پر اون پیدا ہوتی ہے اسے تم کاٹ کر گرم لباس بنا لیتے ہو تو اس جانور پر وہ اون دوبارہ کیسے آ جاتی ہے اور اس کے علاوہ اس کے خون کے اجزا سے سفید و شفاف دودھ تم کیسے نکالتے ہو انہیں ذبح کر کے تم کھائے جا رہے ہو لیکن پھر حلال جانور کے برابر اور جانوروں میں وہ کثرت نہیں ہوتی با آنکہ بکری دو یا تین انتہاء چار بچے دیتی ہے لیکن کتیا آٹھ، خنزیر بارہ تک دیتی ہے وہ اس کے بالمقابل کم ہیں اور بکری روزانہ ہر شہر ہزاروں ذبح ہونے کے باوجود ہر جگہ اور ہر شہر میں ہر وقت کافی دستیاب ہوسکتی ہے۔

حکومت کی طرف سے کبھی کبھی کتے مارنے کا انتظام ہوتا ہے تو اس پر بھی کتا بعض شہر میں خال خال نظر آنے لگتا ہے با آنکہ وہ چار سے آٹھ بچے دیتا ہے یہ سب اس کے کمال قدرت کے دلائل ہیں اور انہیں چار پایوں میں اونٹ، گھوڑا، بیل ہیں جو تمہارے لئے پانی نکالتے ہیں جوتنے، بالیوں سے دانہ نکالنے میں مدد دیتے ہیں۔

اور انہیں جب اپنے دروازے پر لا کر باندھتے ہو تو اس سے تمہارا تجمل، تمہاری شان نظر آتی ہے۔ صبح چرنے کو بھیجنے میں ایک شان معلوم ہوتی ہے اور واپس گھر لانے میں علیحدہ ہی شان معلوم ہوتی ہے۔

پھر اپنا سامان ایک بستی سے دوسری بستی میں لے جانے کے لئے ان کی مدد کے تم محتاج ہو آج جبکہ سائنس پورے فروغ پر ہے مہینوں کی راہ گھنٹوں میں طے کر لیتے ہو۔ زمین پر، ہوا میں، دریا میں ہر جگہ چل رہے ہو لیکن باایں ہمہ سہولت ہے آج بھی بیل، اونٹ، گدھے، خچر بغیر تمہارا کام نہیں چل سکا۔ اس لئے فرمایا

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ۔ اور وہ چار پائے تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایک ایسی بستی میں کہ تم اس تک بغیر ان کے نہیں پہنچا سکتے مگر اپنی جانیں مشقت میں ڈال کر وہاں نہ جیپ کار بکار آتی ہے نہ کارکار آمد ہوتی ہے نہ بسیں وہاں پہنچ سکتی ہیں نہ ایروپلین نہ ریل گاڑی غرضیکہ سب کچھ ترقی اور مادی عروج حاصل کرنے کے باوجود تم اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ سواری کے بہر حال محتاج ہو پہاڑوں پر، تنگ گلیوں میں تمہاری یہ سواریاں بیکار ہیں۔

بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے کہ اس نے تمہارے آرام اور نفع کے لئے

''وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً۔ گھوڑے، خچر، گدھے، اونٹ پیدا فرمائے تا کہ جہاں تم کار، بس، لاری، جیپ، ایروپلین، سائیکل، موٹر سائیکل، ریل وغیرہ سے کامیاب نہ ہوسکو تو وہاں ان سے مدد لو۔

''اور ان پر سوار ہو اور یہ تمہاری زینت کے لئے ہیں''۔

پھر فرما دیا کہ یہ سب مشین، انجن کی سواریاں ان کا نقشہ ان کے بنانے کا طریقہ بھی تو ہماری ہی قدرت کاملہ کے ذریعہ تمہاری حس مشترک میں آیا اور انہیں سواریوں پر بس نہیں ہے۔

''وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ''۔ اور وہ پیدا کرے گا (تمہاری حس مشترک میں اس کا نقشہ کھینچ کر یا کسی اور طریقہ سے)

www.waseemziyai.com

ایسی ایسی سواریاں جنہیں تم ابھی تک نہیں جانتے۔

چنانچہ آج سے سو برس قبل ہمارے علم میں موٹر سائیکل، بس، ٹرک، لاریاں، ایروپلین کہاں تھے۔ اس خلاق عالم نے ہمارے ہاتھوں یہ سب بنوا دیئے۔ اور نہ معلوم ان کے علاوہ کیا کیا بنوائے گا یا بنائے گا۔ جیسے برقی مشینیں، آلات جہیر الصوت، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور کیا کیا۔

''وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ۔ اور اللہ پر سیدھ کی راہ ہے اور کوئی ٹیڑھی راہ اور اگر چاہتا تو تم سب کو راہ دے دیتا''۔

اور صراط مستقیم اور دین اسلام پر لے آتا۔ اور جائز راہ ویسی ہے جس پر چلنے والا منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔

تُرِيْحُوْنَ۔ کے معنی اَیْ تَرُدُّوْنَهَا بِالْعَشِيِّ مِنَ الْمَرْعٰى اِلٰى مَرَاحِهَا۔ یعنی چراگاہ سے واپس آ کر آرام لینے کی جگہ۔

تَسْرَحُوْنَ۔ کے معنی تَخْرُجُوْنَهَا غُدْوَةً مِنْ حَظَائِرِهَا۔ صبح اپنے باڑہ سے نکل کر چرنے کو جانا۔

بِشِقِّ الْاَنْفُسِ کے معنی مُشَقَّتِهَا وَ تَعَبِهَا۔ سخت تکلیف اور محنت ہیں۔

قَصْدُ السَّبِيْلِ۔ میں قصد مصدر ہے بمعنی فاعل یُقَالُ سَبِيْلٌ قَصْدٌ وَ قَاصِدٌ اَیْ مُسْتَقِيْمٌ جَائِرٌ اَیْ عَادِلٌ عَنِ الْمَحَجَّةِ مُنْحَرِفٌ عَنِ الْحَقِّ۔ حج شرعی سے منحرف اور دلائل حقہ کے خلاف۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ نحل۔ پ ۱۴

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾

وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لئے جس سے پینا اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو۔

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾

اگاتا ہے تمہارے لئے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشانی ہے فکر و غور کرنے والوں کے لئے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۙ﴿۱۲﴾

اور مسخر کئے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے بندھے ہوئے ہیں اللہ کے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

اور جو کچھ تمہارے لئے پیدا کیا زمین میں مختلف ہیں رنگ اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کے لئے۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور وہی ہے جس نے مسخر کیا دریا تا کہ کھاؤ اس سے گوشت تازہ اور نکالو اس سے زیور جو پہنتے ہو اور دیکھتے ہو کشتیاں چیرتی ہیں ان کے لئے تا کہ تلاش کرو اللہ کا فضل تا کہ شکر گزار رہو۔

www.waseemziyai.com

وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور ڈالے اس نے زمین میں لنگر کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے اور ندیاں اور راستے تا کہ تم راہ پاؤ۔

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور علامتیں اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾

تو کیا جو بنائے وہ ایسا ہو جائے جو نہ بنائے تو نصیحت نہیں مانتے۔

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾

اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو اسے شمار نہ کر سکو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو

وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ

اور وہ جو پوجتے ہیں اللہ کے سوا نہیں پیدا کر سکتے کچھ اور وہ پیدا کیے گئے ہیں۔

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۧ

مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

هُوَ - وہ اللہ
الَّذِيْٓ - وہ ہے جس نے
اَنْزَلَ - اتارا
مِنَ السَّمَآءِ - آسمان سے
مَآءً - پانی
لَّكُمْ - تمہارے لئے
مِّنْهُ - اس میں
شَرَابٌ - پینا ہے
وَّمِنْهُ - اور اس میں
شَجَرٌ - درخت ہیں
فِيْهِ - کہ ان میں
تُسِيْمُوْنَ - تم چراتے ہو
يُنْۢبِتُ - اگاتا ہے
لَكُمْ - تمہارے لئے
بِهِ - اس کے ساتھ
الزَّرْعَ - کھیتی
وَالزَّيْتُوْنَ - اور زیتون
وَالنَّخِيْلَ - اور کھجور
وَالْاَعْنَابَ - اور انگور
وَمِنْ كُلِّ - اور ہر طرح کے
الثَّمَرٰتِ - میوے
اِنَّ - بے شک
فِيْ ذٰلِكَ - اس میں
لَاٰيَةً - یقیناً نشانی ہے
لِّقَوْمٍ - اس قوم کے لئے
يَّتَفَكَّرُوْنَ - جو غور و فکر کرتے ہیں
وَسَخَّرَ - اور تابع کیا
لَكُمُ - تمہارے
الَّيْلَ - رات کو
وَالنَّهَارَ - اور دن کو
وَالشَّمْسَ - اور سورج
وَالْقَمَرَ - اور چاند
وَالنُّجُوْمُ - اور ستارے
مُسَخَّرٰتٌ - تابع ہیں
بِاَمْرِهٖ - اس کے حکم سے
اِنَّ - بے شک
فِيْ ذٰلِكَ - اس میں
لَاٰيٰتٍ - البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ - اس قوم کے لئے
يَّعْقِلُوْنَ - جو سمجھیں
وَمَا - اور جو
ذَرَاَ - پیدا کیا اس نے
لَكُمْ - تمہارے لئے
فِي الْاَرْضِ - زمین میں
مُخْتَلِفًا - مختلف ہیں
اَلْوَانُهٗ - اس کے رنگ
اِنَّ - بے شک
فِيْ ذٰلِكَ - اس میں
لَاٰيَةً - البتہ نشان ہے
لِّقَوْمٍ - اس قوم کے لئے
يَّذَّكَّرُوْنَ - جو نصیحت لیں
وَهُوَ - اور وہ
الَّذِيْ - وہ ہے جس نے
سَخَّرَ - تابع کیا
الْبَحْرَ - دریا کو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

لِتَاْكُلُوْا۔تا کہ کھاؤ
مِنْهُ۔اس سے
لَحْمًا۔گوشت
طَرِيًّا۔تازہ
وَّتَسْتَخْرِجُوْا۔اور نکالو
حِلْيَةً۔زیور
تَلْبَسُوْنَهَا۔کہ جسے تم پہنو
وَتَرَى۔اور دیکھتا ہے تو
الْفُلْكَ۔کشتیوں کو
مَوَاخِرَ۔چیرنے والی پانی کو
فِيْهِ۔اس میں
وَ لِتَبْتَغُوْا ۔ اور تا کہ تم
تلاش کرو
مِنْ فَضْلِهٖ۔اس کا فضل
وَلَعَلَّكُمْ۔تا کہ تم
تَشْكُرُوْنَ۔شکر کرو
وَاَلْقٰى۔اور ڈالے
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
رَوَاسِيَ۔لنگر
اَنْ۔یہ کہ
تَمِيْدَ۔نہ حرکت کرے
بِكُمْ۔تمہارے ساتھ
وَاَنْهٰرًا۔اور نہریں
وَّسُبُلًا۔اور راستے
لَّعَلَّكُمْ۔تا کہ تم
تَهْتَدُوْنَ۔راہ پاؤ
وَعَلٰمٰتٍ۔اور نشان
وَبِالنَّجْمِ۔اور ستاروں سے
هُمْ۔وہ
يَهْتَدُوْنَ۔راہ پاتے ہیں
اَفَمَنْ۔کیا جو
يَّخْلُقُ۔پیدا کرتا ہے
كَمَنْ۔اس جیسا ہے
لَّا يَخْلُقُ۔جو نہیں پیدا کرتا
اَفَلَا۔کیا پھر نہیں
تَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت لیتے تم
وَاِنْ۔اور اگر
تَعُدُّوْا۔تم گنو
نِعْمَةَ۔نعمتیں
اللّٰهِ۔اللہ کی
لَا تُحْصُوْهَا۔تو نہ گن سکو تم ان کو
اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
لَغَفُوْرٌ۔بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے
وَاللّٰهُ۔اور اللہ
يَعْلَمُ۔جانتا ہے
مَا تُسِرُّوْنَ۔جو تم چھپاتے ہو
وَمَا۔اور جو
تُعْلِنُوْنَ۔تم ظاہر کرتے ہو
وَالَّذِيْنَ۔اور وہ جو
يَدْعُوْنَ۔پکارتے ہیں
مِنْ دُوْنِ۔سوائے
اللّٰهِ۔اللہ کے
لَا يَخْلُقُوْنَ۔وہ نہیں پیدا کرتے
شَيْئًا۔کچھ بھی
وَّهُمْ۔اور وہ
يُخْلَقُوْنَ۔پیدا کئے گئے ہیں
اَمْوَاتٌ۔مردے ہیں
غَيْرُ۔نہیں ہیں
اَحْيَآءٍ۔زندہ
وَمَا۔اور نہیں
يَشْعُرُوْنَ۔جانتے
اَيَّانَ۔کب
يُبْعَثُوْنَ۔اٹھائے جائیں گے

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع ۔سورۃ نحل۔ پ ۱۴

''هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لئے پینے کو اور اس سے درخت پیدا کئے جن سے چراتے ہو۔ اگاتا ہے تمہارے لئے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشان ہے فکر و غور کرنے والوں کے لئے''۔

اب دوسری نعمتوں کے ساتھ دلائل توحید واضح فرمائے اور نزول ماء کی صورت بارش سے ظاہر فرمائی اور ابروں سے ظاہر فرمائی اور بتایا کہ یہ سب کچھ تمہارے لئے ہے پھر وہ پانی تمہارے پینے کے لئے بھی ہوتا ہے اور تمہارے باغوں کو سرسبز و شاداب کرنے کے لئے بھی۔

اور شَجَرٌ سے تُسِيْمُوْنَ بھی فرمایا جس کے استعاری معنی چرانے کے ہیں اس لئے کہ مَا تَاْكُلُهُ الْاِبِلُ فَتَسْمَنُ اِسْنَمَتُهَا وہ پتے درختوں کے اونٹ کھا کر فربہ ہوتے ہیں اسی بناء پر صاحب نہایہ نے فرمان سید اکرم نقل فرمایا: وَلَا تَاْكُلُوْا ثَمَنَ الشَّجَرِ فَاِنَّهٗ سُحْتٌ درخت کے پتوں کی قیمت نہ کھاؤ کہ وہ سحت ہے اور سحت حرام ہے اسی پر آلوسی فرماتے ہیں:

فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ اَىْ تَرْعَوْنَ يُقَالُ السَّامُ الْمَاشِيَةُ وَ سَوْمُهَا جَعْلُهَا تَرْعٰى وَ سَامَتْ بِنَفْسِهَا فَهِيَ

WWW.WASEEMZIYAI.COM
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سَائِمَةٌ وَ سُوَامٌ رَعَتْ حَيْثُ شَاءَ تْ۔یعنی چراتے ہو۔محاورہ میں اَسَامَ الْمَاشِيَةُ وَ سَوْمُهَا بولتے ہیں یعنی جانور کو چرنے کے لئے چھوڑ دینا تا کہ وہ چر کر فربہ ہو جائے اور اس سے سائمہ اور سوام ہے جو ایسے جانور پر بولتے ہیں جو جہاں چاہے چرے۔

علامہ زجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلسَّوْمَةُ وَهِيَ مَا سَمَتْهُ الْعَلَامَةُ لِاَنَّ الْمَوَاشِيَ تُؤْثِرُ عَلَامَاتٍ فِي الْاَرْضِ وَالْاَمَاكِنَ الَّتِيْ تَرْعَاهَا۔

سومۃ نشان لگا ہوا جانور ہے کہ اس علامت کے بعد وہ زمین میں جہاں چاہے چرتا پھرے۔

''يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ۔ اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی بڑھاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل مختلف صورت اور رنگ میں''۔

اور مختلف رنگ اور مزے کے ساتھ خاصیت اور مزاج بھی مختلف ہیں اور سب ایک ہی پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور اوصاف میں ایک دوسرے سے جدا ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کی ایک دلیل ہے۔

ان انواع پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں: اِنَّهٗ مُخْتَلِفٌ اَیْ اَنْوَاعٌ حَتّٰی سَمِعْتُ اَنَّهٗ عَلٰی خَمْسِيْنَ صِنْفًا كَثِيْرُ التُّخْمِ وَ كَثِيْرُ اللَّوْنِ وَالطَّبْعِ وَاِنَّهٗ سُمِعَ فِيْ مِصْرَ مِنْ اَصْنَافِ التَّمْرِ مَا يَقْرُبُ مِنْ ثَلٰثِمِائَةِ صِنْفٍ۔مصر میں تو کھجوریں تین سو قسم تک ہیں چنانچہ مدینہ منورہ میں بموقع حج میں نے خود برنی، حلوہ، عجوہ، شلبی وغیرہ کھجوریں دیکھیں۔

''اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو''۔

اس کی حکمت وقدرت اور وحدانیت پر۔

''وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ۔ اور اس نے مسخر کئے رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے جو بندھے ہوئے ہیں اس کے حکم سے اس میں بے شک نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے''۔

جو ان میں غور کر کے سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فاعل حقیقی اور مختار مطلق ہے اور تمام علویات وسفلیات سب اس کے تحت قدرت ہیں۔

''وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ۔ اور جو کچھ تخلیق کیا رنگ رنگ کا بے شک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو''۔

یہ رنگ خواہ حیوانوں میں ہوں یا درختوں میں نقاش ازل کی قدرت کے مظاہر ہیں اور صبغۃ اللہ پر دلیل اور اس کا ثبوت کہ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً آگے ارشاد ہے:

''وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ۔ اور وہی صناع مطلق ہے کہ جس نے دریا مسخر کیا''۔

کہ اس میں کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کرو آگ بوٹ اور لانچ میں جہاں چاہو جاؤ اور غوطہ زنی کر کے غوطہ زن کشتیوں میں دریا کی تہہ تک پہنچو اور شکار کر کے لاؤ۔

''لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا۔ تا کہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت اور اس میں سے زیورات نکالو جسے تم پہنو اور آپ دیکھیں گے کہ کشتیاں پانی کو چیر کر چلتی ہیں اور تا کہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور احسان مانو''۔

زیورات کے لئے موتی مرجان بھی دریا سے ملتے ہیں مچھلی کا گوشت بھی اسی دریا سے حاصل ہوتا ہے یہ سب نعمتیں جتا کر

www.waseemziyai.com

احسان مند بنایا گیا۔لحم طری پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَ یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ اللَّحْمِ الطَّرِیِّ لَحْمُ السَّمَکِ اور ہوسکتا ہے کہ تازہ گوشت سے مراد مچھلی کا گوشت ہو۔

اور احناف میں مچھلی کے سوا دریائی جانوروں میں سے کوئی نہیں کھاتے کَمَا قَالَ وَلَا یُؤْکَلُ عِنْدَنَا حَیَوَانُ الْبَحْرِ اِلَّا السَّمَکُ۔

وَتَرَی الْفُلْکَ مَوَاخِرَ فِیْہِ۔اس کے معنی کشتیاں تم دیکھتے ہو پانی چیر کر چلتی ہیں اس لئے کئے گئے کہ جَوَارِیْ فِیْہِ اس کا ترجمہ ہے چلتی ہیں اس پانی میں۔ماخرہ کی جمع مواخرہ ہے اور ماخرہ کے معنی جاریہ کے ہیں۔وَاَصْلُ الْمَخْرِ الشَّقُّ۔ مخر کے اصلی معنی چیرنے کے ہیں۔محاورہ میں بولتے ہیں: مَخَرَ الْمَاءُ الْاَرْضَ اِذَا شَقَّھَا۔پانی نے چیر دیا زمین کو جبکہ وہ زمین کو پھاڑ دے۔

''وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ۔اور اس نے زمین میں ڈالے لنگر کہ کہیں تمہیں لے کر جھک جھولے نہ کھائے۔

اَنْ تَمِیْدَ۔کے معنی جھک جھولے ہے اور یہی محاورہ میں ہو سکتے ہیں اس لئے کہ وَالْمَیْدُ اِضْطِرَابُ الشَّیْءِ الْعَظِیْمِ۔میدعربی میں کسی بڑی چیز کے اضطراب کو کہتے ہیں۔

اس لئے کہ زمین بھی مثل کشتی کے پانی پر ہے اور جہاز اور کشتیاں چھوٹے ہوں یا بڑے اگر انہیں لنگر ڈال کر نہ روکا جائے تو وہ ضرور اتنا مضطرب ہوگا کہ ادھر ادھر جھوکے کھانے لگے گا اسی طرح اگر زمین پر پہاڑوں کے لنگر نہ ہوں تو ضرور ہلنے لگے اور ادھر سے ادھر جھک جائے۔

''وَاَنْھٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔اور ندیاں اور راستے تا کہ تم راہ پاؤ''۔

اور اپنے مقصود کی طرف پہنچ سکو۔

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ ھُمْ یَھْتَدُوْنَ۔اور علامتیں رکھیں اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں''۔

علامات سے مراد ہواؤں کے رخ سے یہ جاننا کہ بارش آرہی ہے یا آندھی ہوا گرم ہے یا سرد بلکہ بعض لوگ ایسا صحیح شامہ رکھتے ہیں کہ مٹی سونگھ کر نیچے کا پانی بتا دیتے ہیں کہ یہاں میٹھا اور یہاں کھاری پانی ہے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَ حُکِیَ اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ شَمَّ التُّرَابَ فَیَعْرِفُ بِشَمِّہِ الطَّرِیْقَ وَ اَنَّھَا مَسْلُوْکَۃٌ اَوْغَیْرُ مَسْلُوْکَۃٍ وَلِذَا الْمُسَافَۃُ مُسَافَۃُ اَخْذِ السَّوْفِ بِمَعْنَی الشَّمِّ۔بعض لوگ ایسے ہیں کہ راستہ کی مٹی سونگھ کر راستہ جان لیتے ہیں اور بتا دیتے ہیں کہ یہ راستہ جاتا ہے یا نہیں اور اس مسافت کو مسافت کہا گیا کہ وہ ماخوذ ہے سوف سے اور سوف شم کو کہتے ہیں۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَغَیْرُہٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّھَا مَعَالِمُ الطَّرِیْقِ بِالنَّھَارِ۔علامات سے مراد راستہ جاننے کے ذرائع ہیں جیسے سنگ میل وغیرہ کہ دن میں اس کے راہ مقصود تک پہنچا جاتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔

وَ عَنِ الْکَلْبِیِّ اَنَّھَا الْجِبَالُ۔کلبی کے نزدیک علامات سے مراد پہاڑ ہیں۔

وَ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّھَا النُّجُوْمُ۔قتادہ کہتے ہیں کہ وہ ستارے ہیں۔

وَ قَالَ ابْنُ عِیْسٰی اَلْمُرَادُ مِنْھَا الْاُمُوْرُ الَّتِیْ یُعْلَمُ بِھَا مَا یُرَادُ مِنْ خَطٍّ اَوْ لَفْظٍ اَوْ اِشَارَۃٍ اَوْ ھَیْئَۃٍ۔

اس سے مراد وہ تمام امور ہیں جو خطوط اور الفاظ واشارات سے ظاہر ہوں یا ہیئت راستہ کے۔

www.waseemziyai.com

''وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ بِاللَّيْلِ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ۔ستاروں سے راہ خشکی اور تری دریا اور میدان میں پاتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِالنُّجُوْمِ الْجِنْسُ فَيَشْمَلُ الْجِنْسَ وَ غَيْرَهَا مِمَّا يُهْتَدٰى بِهٖ۔نجم سے مراد ہر وہ ستارہ ہے جسے دیکھ کر راہ مل جاتی ہے۔

وَعَنِ السُّدِّيْ تَخْصِيْصُ ذَالِكَ بِالثُّرَيَّا وَالْفَرْقَدَيْنِ وَ بَنَاتِ النَّعْشِ وَالْجَدِّيْ۔سدی کہتے ہیں کہ نجم سے یہاں مخصوص طور پر ثریا اور فرقدین اور بنات النعش اور جدی مراد ہیں۔

وَ عَنِ الْفَرَّاءِ تَخْصِيْصُهٗ بِالْجَدِّيْ وَالْفَرْقَدَيْنِ۔جدی اور فرقدین سے مراد لی جاتی ہے۔

حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جدی ستارہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ هُوَ الْجَدِّيْ۔

اور جنگلوں میں رات اور دن کے لئے ایسی علامتیں ہوتی ہیں جس کے ذریعہ سمت قبلہ اور راستہ معلوم کیا جاتا ہے آگے ارشاد ہے جس میں بت پرستوں سے استفہام انکاری ہے۔

''اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ۔تو کیا جو پیدا فرماتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو کچھ نہ بنا سکے تو کیوں نہیں نصیحت حاصل کرتے تم''۔

یعنی اللہ تعالیٰ جو خالق کل اور مالک کل ہے وہ اور بے جان بت جو جماد محض ہیں جن میں پیدا کرنے کی طاقت تو کہاں اپنی مکھی بھی اڑانے کی سکت نہیں دونوں کو برابر مانتے ہو۔لہٰذا ہوش کرو اور نصیحت حاصل کرو۔

''وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔اور اگر اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو تم ان کا شمار نہ کر سکو گے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عالم میں نہیں صرف جسم انسان میں اتنی بے گنتی اور بے شمار ہیں کہ ان کا احصاء انسان کی قوت سے بالا ہے مثلاً کان، ناک، آنکھ، ہاتھ، پیر، امعاء، گردہ، پھیپھڑا، دل، دماغ، جگر، انگلیاں، ناخن، بال، چہرہ، دانت، زبان، حلق، نرخرہ، گردن، پسلیاں، پنڈلیاں، ایڑیاں، ران، کمر، پیٹھ اور کیا کیا ان میں سے ہر ایک نعمت ہے کہ جب وہ نہیں ہوتی تو اس کی قدر آتی ہے۔

ایک سیر کی روایت میں ہے کہ ایک شخص کسی عارف کامل کے حضور جب آتا تو یہی درخواست کرتا کہ حضور میرے لئے اتنی تو دعا ہو جائے کہ میں نان جویں کا محتاج نہ رہوں۔

رہنے کو گھر نہیں بسنے کو مقام نہیں پہننے کو کپڑا نہیں بیوی نہیں بچہ نہیں تو بقول غالب ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے۔

اس کے وہ عارف کامل اسے تسلی دیتے اور فرماتے میاں یہ تمہاری ناشکری ہے۔اگر تم غور سے دیکھو گے تو تم پر واضح ہو جائے گا کہ کچھ نہ ہوتے بھی تم ایک ایک ایسی نعمت سے متمتع ہو کہ اس کے بدلے تم ایک سلطنت منظور نہ کرو۔یہ سن کر خاموش ہو جاتا اور سوچتا کہ وہ کون سی ایسی نعمت ہے جس کے بدلے میں سلطنت ٹھکرا دوں۔

آخرش وقت آ گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت کا عرفان حاصل کرے۔تنگدستی نے گھیرا وطن چھوڑ دیا۔مسافرت میں نکلا۔ایک شہر میں پہنچا کہ وہاں کے والی سلطنت کی ایک آنکھ تھی۔حکماء وقت نے دوسری آنکھ لگانے کی اس شرط

www.waseemziyai.com

پر وعدہ کیا تھا کہ کوئی آنکھ دینا منظور کرے تو ہم وہ نکال کر لگا دیں گے۔

یہ حضرت بھی پہنچے وہاں کی حکومت ظالم جابر نہ تھی انہیں غریب الوطن، غریب مفلس دیکھ کر دربار شاہی میں پیش کیا۔ بادشاہ نے ان سے کہا ہمیں آپ کی ایک چیز درکار ہے اور اس کے معاوضہ میں ہم آپ کو اپنی آدھی سلطنت کا مالک بناتے ہیں آپ منظور کر لیجئے۔ اس مسافر نے کہا وہ کیا چیز ہے جو آپ مجھ سے آدھی سلطنت کے عوض طلب کر رہے ہیں۔

بادشاہ نے کہا میری ایک آنکھ ہے۔ آپ دو آنکھوں کے مالک ہیں میں آپ کی صرف ایک آنکھ لے کر اپنی آنکھ میں لگانا چاہتا ہوں اور اس کے بدلے میں آپ کو آدھی سلطنت کا مالک بناتا ہوں اس نے کہا صاحب یہ تو مجھے منظور نہیں۔

اس کے بعد اسے اس عارف کا قول یاد آیا کہ تیرے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں کہ سلطنت اس کی قیمت میں تجھے منظور نہ ہو۔ تو فوراً عرفان عطاء معطی ہوا اور وہ دنیا سے مستغنی ہو گیا۔ اسی لئے ارشاد ہوا: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔

''وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو''۔

یعنی اعتقادات ایسے امور ہیں جو عموماً خفیہ ہوتے ہیں۔ زبان سے ظاہر کئے بغیر واضح نہیں ہوتے۔ اور بت پرستی ایسی چیز ہے کہ عام طور پر ظاہر ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کیفیتوں کا عالم ہے ظاہر ہو یا مخفی ہو۔

''وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اور وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں بے جان مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں شعور نہیں کہ کس دن بعث وحشر اور نشر ہو گا۔

تحقیق تَدْعُوْا

اس کا مبدأ اشتقاق دعا ہے یہ مثل ندا کے ہے مگر ندا کبھی یا کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی ایا کے ساتھ ہوتی ہے اس کی تفصیل ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں لیکن مزید معلومات کے لئے یہاں بھی بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اس کا استعمال متعدد مواقع پر ہے جس کے معنی ہر موقعہ پر علیحدہ علیحدہ کئے جاتے ہیں۔

بمعنی تسمیہ: یعنی کسی کا نام لے کر بلانا دعا وہاں استعمال ہوتی ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ اس میں حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم کی تعلیم ہے۔ یعنی ہمارے حبیب کو ایسے نہ پکارو جیسے آپس میں تم ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو یعنی یا محمد کہہ کر نہ پکارو بلکہ تَبَا لَغُوْا فِيْ تَعْظِيْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ۔ وغیرہ کہہ کر پکارو۔

بمعنی سوال واستغاثہ استعمال ہوتا ہے جیسے: قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا – یعنی ادع بمعنی سله۔ سوال کریں اللہ سے۔

بمعنی استغاثہ استعمال ہوتا ہے: قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ۔ جب تم پر اللہ کا عذاب آئے تو اللہ کے سوا کس سے استغاثہ کرو گے بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ۔ بلکہ یقیناً تم اللہ سے ہی استغاثہ کرو گے۔

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ مدد لو اللہ سے خوف اور امید کے ساتھ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ۔ جب انسان

www.waseemziyar.com

کومصیبت آتی ہے تو اللہ سے استغاثہ کرتا ہے۔

بمعنی تاسف بھی استعمال ہوتا ہے لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا بِمَعْنٰى يَا حَسْرَتًا يَا لَهْفٰى۔

بمعنی دعوۃ یعنی بلانے کے معنی میں بھی مستعمل ہے: رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ - وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ - وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ - لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ لِاَ كُفْرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ۔

بمعنی ضرورۃ وعبادۃ بھی استعمال ہوتا ہے: وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور وہ جو پوجتے ہیں اللہ کے سوا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اَیْ وَالْاٰلِهَةُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَهُمْ اَيُّهَا الْكُفَّارُ۔ یعنی ان معبودوں کو جنہیں تم پوجتے ہوائے کافرو۔

بمعنی دعا بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اس کے بعد عقلی نظریہ ظاہر فرمایا کہ خالق کے مقابلہ میں غیر خالق کی پوجا بے عقلی ہے اور پھر غیر خالق بھی وہ جو خود بے جان جماد محض ہیں یعنی بت جنہیں ان کا شعور نہیں کہ حشر ونشر اور بعث کب ہوگا اس لئے کہ اپنی تکلیف وآسائش کا شعور نہیں انہیں اور کسی چیز کا شعور کب ہوسکتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾	تمہارا خدا ایک خدا ہے تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ متکبر ہیں۔
لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾	حقیقتاً اللہ جانتا ہے ان کا چھپا اور ظاہر بے شک اللہ نہیں پسند کرتا متکبروں کو۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾	اور جب کہا جائے ان سے کیا نازل کیا تمہارے رب نے بولیں پہلوں کی کہانیاں ہیں۔
لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾	تا کہ اٹھائیں پورے بوجھ اپنے قیامت کے دن اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا اپنی جہالت سے خبردار برا بوجھ ہے جو اٹھا رہے ہیں۔

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

اِلٰهُكُمْ۔ خدا تمہارا	اِلٰهٌ۔ خدا	وَّاحِدٌ۔ ایک ہے	فَالَّذِيْنَ۔ پھر وہ جو
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان نہیں لاتے	بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت پر	قُلُوْبُهُمْ۔ ان کے دل	مُّنْكِرَةٌ۔ منکر ہیں
وَّهُمْ۔ اور وہ	مُّسْتَكْبِرُوْنَ۔ متکبر ہیں	لَا جَرَمَ۔ حقیقتاً	اَنَّ۔ بے شک

www.waseemziyai.com

اللّٰہَ۔اللہ یَعْلَمُ۔جانتا ہے مَا۔جو یُسِرُّوْنَ۔وہ چھپاتے ہیں
وَمَا۔اور جو یُعْلِنُوْنَ۔وہ ظاہر کرتے ہیں اِنَّہٗ۔بے شک لَا یُحِبُّ۔نہیں پسند کرتا
الْمُسْتَکْبِرِیْنَ۔تکبر کرنے والوں کو وَاِذَا۔اور جب قِیْلَ۔کہا جاتا ہے
لَھُمْ۔ان کو مَّاذَآ۔کیا اَنْزَلَ۔اتارا رَبُّکُمْ۔تمہارے رب نے
قَالُوْٓا۔تو کہتے ہیں اَسَاطِیْرُ۔کہانیاں ہیں الْاَوَّلِیْنَ۔پہلوں کی لِیَحْمِلُوْٓا۔تاکہ اٹھائیں
اَوْزَارَھُمْ۔اپنے بوجھ کَامِلَۃً۔پورے یَّوْمَ۔دن الْقِیٰمَۃِ۔قیامت کے
وَمِنْ اَوْزَارِ۔اور کچھ بوجھ الَّذِیْنَ۔ان کے یُضِلُّوْنَھُمْ۔جن کو گمراہ کرتے ہیں
بِغَیْرِ۔بغیر عِلْمٍ۔علم کے اَلَا۔خبردار سَآءَ۔برا ہے
مَا۔جو یَزِرُوْنَ۔بوجھ اٹھاتے ہیں

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔سورۃ نحل۔پ ۱۴

''اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ۔تمہارا خدا ایک خدا ہے تو جو آخرت پر ایمان نہیں لائے ان کے دل منکر ہیں اور وہ متکبر ہیں''۔

اللہ عزوجل ایک ہے اور ایسا ایک ہے کہ اس ایک کی تجزی محال ہے جس طرح عددی ایک وہ ہے جس کا نصف بھی ہو جاتا ہے اور چوتھائی بھی اس سے نکل آتا ہے ذات واجب تعالیٰ شانہ کے ایک ہونے کی یہ شان ہے کہ وہ عددی ایک سے بھی بالا ہے۔اپنی ذات وصفات میں نظیر وشریک وندیم وضد سے بھی پاک ہے لاشریک لہ ہے اس کی وحدانیت تسلیم کرنے سے جو انکاری ہیں ان کے دل منکر ہیں اور باوجود اس کے کہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے وہ از روئے تکبر اتباع نہیں کرتے۔

''لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ۔حقیقتاً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں بے شک اللہ نہیں پسند فرماتا متکبروں کو''۔

لَا جَرَمَ۔کے معنی حق اور واضح ہیں۔یعنی واضح امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے حال اور ظاہری اعمال سب جانتا ہے۔

یحییٰ بن سلام فرماتے ہیں: اَلْمُرَادُ ھُنَا بِمَا یُسِرُّوْنَ تُشَاوِرُھُمْ فِیْ دَارِ النَّدْوَہِ فِیْ قَتْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔اس سے مراد ان کے وہ مشورے ہیں جو دارالندوۃ میں حضور کے قتل کے متعلق کفار مکہ کرتے تھے۔

اور علانیہ یہ کہ ان کے سرکش اور اظلم قرآن کریم کا استہزاء کرتے۔

''وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ۔اور جب ان سے کہا جائے کیا اتارا تمہارے رب نے تو کہیں اگلوں کی کہانیاں ہیں''۔

یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے لوگ آتے تو راستہ میں عوام پوچھتے تو بیچ میں یہ سرکشوں کے سرغنے کہہ دیتے کچھ نہیں پچھلی کہانیاں ہیں۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ اس کا شان نزول نضر بن حارث کے متعلق ہے اس نے بہت سی کہانیاں یاد کر رکھی تھیں۔ تو جب کوئی قرآن کریم کی نسبت صحابہ سے سوال کرتا کہ آج کیا حکم نازل ہوا تو وہ باوجود اس کے کہ جانتا اور سمجھتا تھا کہ قرآن پاک کی معجز بیانی اور اس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں مگر اپنی گمراہی سے دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کے لئے یہی بکواس کرتا اور کہتا ایسی کہانیاں مجھے بہت یاد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ کہنے سے ہمارا کلام معجز نظام اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ نہیں ہوسکتا۔

''لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ۔ تاکہ اٹھائیں بوجھ پورا قیامت کے دن اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں جہالت سے گمراہ کرتے ہیں خبردار بہت برا ہے وہ بوجھ جو اٹھا رہے ہیں''۔

یعنی خود گمراہ ہو کر اپنی گمراہی کا بوجھ اٹھاتے ہیں پھر گمراہ گری کا بوجھ علیحدہ اپنے سر لیتے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهٗ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔ جو کسی اچھے کام کا طریقہ جاری کرے اسے اس کا اجر ہے اور جو اس کی تحریک پر چلے ان کے برابر بھی ثواب ہوگا بلا نقص اجر عاملین اور جو برا طریقہ جاری کرے اسے اس کا گناہ ہوگا اور ان کا جو اس کی تحریک سے گمراہ ہو بلا نقص وزر یعنی گمراہ ہونے والوں کو علیحدہ عذاب ہوگا اور اس محرک کو سب کے برابر۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ نحل۔ پ ۱۴

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

بے شک فریب کیا تھا ان سے پہلوں نے تو اللہ نے آ لیا ان کی تعمیر کو بنیادوں سے تو گری ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب ایسے حال میں کہ وہ بے خبر تھے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

پھر قیامت کے دن رسوا کرے گا انہیں اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن میں تم جھگڑتے تھے کہیں گے وہ جنہیں علم دیا گیا بے شک رسوائی آج کے دن اور برائی ان پر ہے جو کافر ہیں۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

وہ جنہیں موت دیتے ہیں فرشتے جو ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر تو اب ڈالیں گے صلح کہ نہیں تھے ہم عمل کرتے برائی کا کیوں نہیں بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

تو داخل ہو جہنم کے دروازے سے ہمیشہ رہنے والے ہیں اس میں تو یقیناً برا ٹھکانا ہے متکبروں کا۔

وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

اور کہا گیا ان سے جو پرہیزگار تھے کیا کچھ نازل کیا تمہارے رب نے بولے بہتری ان کے لئے جو بھلا کام

www.waseemziyai.com

حَسَنَةٌ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۰﴾

کر گئے اس دنیا میں وہ بھلائی میں ہیں اور گھر آخرت کا بہتر ہے اور اچھا ہے گھر پرہیزگاروں کا۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۱﴾

باغ آباد ہیں جن میں وہ داخل ہوں جاری ہیں نیچے ان کے نہریں ان کے لئے اس میں ہیں جو چاہیں ایسا ہی اللہ بدلہ دیتا ہے پرہیزگاروں کو۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾

جنہیں وفات دیتے ہیں فرشتے عمدگی کے ساتھ کہتے ہیں سلام تم پر داخل ہو جنت میں بدلہ تمہارے عملوں کا۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

کیا انتظار ہے یہی کہ آئیں ان پر فرشتے یا آئے حکم تیرے رب کا ایسے ہی کرتے رہے وہ جو ان سے پہلے تھے اور نہیں ظلم کرتا اللہ مگر وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾

تو پہنچا انہیں عذاب ان کے عمل کا اور گھیر لیا انہیں جس پر وہ ہنستے تھے۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

قَدْ - بے شک
مَكَرَ - فریب کیا
الَّذِيْنَ - ان لوگوں نے
مِنْ قَبْلِهِمْ - جو ان سے پہلے تھے
فَاَتَى - تو آلیا
اللّٰهُ - اللہ نے
بُنْيَانَهُمْ - ان کی تعمیروں کو
مِّنَ الْقَوَاعِدِ - بنیادوں سے
عَلَيْهِمْ - ان پر
السَّقْفُ - چھت
مِنْ فَوْقِهِمْ - ان کے اوپر سے
وَاَتٰىهُمُ - اور آیا ان کے پاس
الْعَذَابُ - عذاب
مِنْ حَيْثُ - ایسی جگہ سے کہ
لَا يَشْعُرُوْنَ - وہ نہیں سمجھتے تھے
ثُمَّ - پھر
يَوْمَ - دن
الْقِيٰمَةِ - قیامت کے
يُخْزِيْهِمْ - ان کو ذلیل کریگا
وَيَقُوْلُ - اور کہے گا
اَيْنَ - کہاں ہیں
شُرَكَآءِيَ - میرے شریک
الَّذِيْنَ - وہ
كُنْتُمْ - کہ تھے تم
تُشَآقُّوْنَ - جھگڑتے
فِيْهِمْ - ان کے متعلق
قَالَ - تو کہیں گے
الَّذِيْنَ - وہ جنہیں
اُوْتُوا - دیا گیا
الْعِلْمَ - علم
اِنَّ - بے شک
الْخِزْيَ - رسوائی
الْيَوْمَ - آج کے دن
وَالسُّوْٓءَ - اور برائی
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ - کافروں پر ہے
الَّذِيْنَ - وہ کہ
تَتَوَفّٰىهُمُ - فوت کرتے ہیں ان کو
الْمَلٰٓئِكَةُ - فرشتے
ظَالِمِيْٓ - کہ وہ ظلم کرنے والے ہیں
اَنْفُسِهِمْ - اپنی جانوں پر
فَاَلْقَوُا - تو وہ ڈالیں گے
السَّلَمَ - صلح
مَا كُنَّا - نہیں تھے ہم
نَعْمَلُ - عمل کرتے
مِنْ سُوْٓءٍ - برے
بَلٰٓى - کیوں نہیں
اِنَّ - بے شک
اللّٰهَ - اللہ

www.waseemziyai.com

عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے
فَادْخُلُوْٓا۔ تو داخل ہو جاؤ
فِيْهَا۔ اس میں
وَقِيْلَ۔ اور کہا جائے
اَنْزَلَ۔ اتارا
لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لئے
الدُّنْيَا۔ دنیا کے
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
جَنّٰتٌ۔ باغ ہیں
تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں
فِيْهَا۔ اس میں
يَجْزِي۔ بدلہ دیتا ہے
تَتَوَفّٰهُمُ۔ فوت کرتے ہیں ان کو
يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
الْجَنَّةَ۔ جنت میں
هَلْ۔ کیا
تَاْتِيَهُمْ۔ آئیں ان کے پاس
اَمْرُ۔ فیصلہ
الَّذِيْنَ۔ انہوں نے
ظَلَمَهُمْ۔ ظلم کیا ان پر
اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں پر
مَا عَمِلُوْا۔ اس کی جو عمل کئے انہوں نے
مَّا۔ اس نے

بِمَا۔ جو
اَبْوَابَ۔ دروازوں
فَلَبِئْسَ۔ تو برا ہے
لِلَّذِيْنَ۔ ان کو
رَبُّكُمْ۔ تمہارے رب نے
اَحْسَنُوْا۔ جو نیک ہیں
حَسَنَةٌ۔ بھلائی ہے
وَلَنِعْمَ۔ اور اچھا ہے
عَدْنٍ۔ ہمیشہ کے
مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے
مَا۔ جو کچھ
اللّٰهُ۔ اللہ
الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے
سَلٰمٌ۔ سلام ہو
بِمَا۔ بدلہ اس کا کہ
يَنْظُرُوْنَ۔ وہ انتظار کرتے ہیں
الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے
رَبُّكَ۔ تیرے رب کا
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جو ان سے پہلے تھے
اللّٰهُ۔ اللہ نے
يَظْلِمُوْنَ۔ ظلم کرتے

كُنْتُمْ۔ تھے تم
جَهَنَّمَ۔ جہنم میں
مَثْوَى۔ ٹھکانہ
اتَّقَوْا۔ جو پرہیزگار ہیں
قَالُوْا۔ بولے
فِيْ۔ میں
وَلَدَارُ۔ اور یقیناً گھر
دَارُ۔ گھر
يَدْخُلُوْنَهَا۔ داخل ہوں گے اس میں
الْاَنْهٰرُ۔ نہریں
يَشَآءُوْنَ۔ وہ چاہیں
الْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کو
الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
كُنْتُمْ۔ تھے تم
اِلَّآ۔ مگر
اَوْ۔ یا
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
وَلٰكِنْ۔ اور لیکن
فَاَصَابَهُمْ۔ تو پہنچی ان کو
وَحَاقَ۔ اور گھیرا
يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے

تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے
الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ متکبروں کا
مَاذَآ۔ کیا
خَيْرًا۔ بھلائی
هٰذِهِ۔ اس
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا
الْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کا
لَهُمْ۔ ان کے لئے ہے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
الَّذِيْنَ۔ وہ کہ
طَيِّبِيْنَ۔ عمدگی سے
ادْخُلُوا۔ داخل ہو جاؤ
تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے
اَنْ۔ یہ کہ
يَّاْتِيَ۔ آئے
فَعَلَ۔ کیا
وَمَا۔ اور نہیں
كَانُوْا۔ تھے وہ
سَيِّاٰتُ۔ برائی
بِهِمْ۔ ان کو

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

''قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ بے شک فریب کاری کی انہوں نے جو ان سے پہلے تھے تو لیا اللہ نے ان کی عمارتوں کو بنیادوں سے تو گری ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب ایسے حال میں کہ وہ بے خبر تھے''۔

مکر کی تعریف میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: وَالْمَكْرُ صَرْفُ الْغَيْرِ عَمَّا يَقْصُدُهُ بِحِيْلَةٍ۔ مکر کہتے ہیں پلٹانا کسی اور کی طرف اس بات کو جو اس کے لئے تھی کسی حیلے سے۔

www.waseemziyai.com

جیسے قوم لوط نے حضرت لوط علیہ السلام کو ہلاک کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا ہی طبقہ الٹ دیا اور ہلاک کر دیا یا جیسے مشرکین مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے خفیہ تدابیر کیں اللہ تعالیٰ نے ان کی بنیادیں اکھاڑ دیں اور ظاہر ہے کہ بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں تو چھت قائم نہیں رہ سکتی تو وہ ان کی چھت ان پر ہی پڑی۔

علامہ راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں بنیان جمع ہے مثل شعیر اور شعیرہ اور تمر اور تمرہ اور نخل اور نخلہ اور یہ تذکیر و تانیث دونوں پر مشتمل ہوتا ہے تو اس کا اطلاق ہر اس کیفیت پر ہوتا ہے جو موجب ہلاکت ہو تو اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ کفار کی طرف سے ہمیشہ خفیہ تدابیر و حیل کی عمارتیں تعمیر ہوتی رہیں ہمارے رسل و انبیاء علیہم السلام کی مخالفت میں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی بنیادیں ہلا دیں اور ان کی اس تعمیر کی چھت ان پر ہی الٹی ایسی پڑی کہ انہیں شعور بھی نہ ہوا۔

یہ ایک تمثیل ہے کہ پچھلی امتوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ فریب کرنے کے لئے کچھ منصوبے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں انہیں منصوبوں میں ہلاک کر دیا ان کا حال ایسا ہوا جیسے کسی قوم نے کوئی بلند عمارت بنائی پھر وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہوگئی اسی طرح کفار اپنی مکاریوں سے خود برباد ہوئے جیسے ضرب المثل ہے: مَنْ حَفَرَ لِاَخِیْهِ جُبًّا وَقَعَ فِیْهِ مُکِبًّا۔

فارسی میں بولتے ہیں چاہ کن را چاہ در پیش۔ چنانچہ بعض نے یوں بھی کہا: اِنَّ الْمُرَادَ اَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی خیالی عمارت چنی چنائی گر گئی اس کے عمل حبط ہو گئے۔

وَقِیْلَ الْاَمْرُ مَبْنِیٌّ عَلَی الْحَقِیْقَةِ وَ ذَالِکَ اَنَّ نَمْرُوْدَ بْنَ کِنْعَانَ بَنٰی صَرْحًا بِبَابِلَ لِیَصْعَدَ بِزَعْمِهٖ اِلَی السَّمَاءِ وَ یَعْرِفُ اَمْرَهَا وَ یُقَاتِلُ اَهْلَهَا وَ اَفْرَطَ فِیْ عُلُوِّهٖ فَکَانَ طُوْلُهٗ فِی السَّمَاءِ عَلٰی مَا حَکَی النَّقَاشُ وَرُوِیَ عَنْ کَعْبٍ فَرْسَخَیْنِ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ عبارت منصوصہ مبنی علی الحقیقۃ ہے اور یہ اس طرح کہ نمرود بن کنعان نے بابل میں ایک منارہ بنایا کہ اس پر چڑھ کر اپنے گمان میں آسمان پر جائے اور وہاں کے حالات سے آگاہ ہو کر وہاں کے رہنے والوں کو ہلاک کر دے تو اس کا طول نقاشی اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق دو فرسخ تھا۔

اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور وہب رحمہ اللہ کَانَ ارْتِفَاعُهٗ خَمْسَةَ اٰلَافِ ذِرَاعٍ وَ عَرْضُهٗ ثَلَاثَةَ اٰلَافِ ذِرَاعٍ فَبَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ رِیْحًا فَهَدَمَتْهُ وَخَرَّ سَقْفُهٗ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اَتْبَاعِهٖ فَهَلَکُوْا۔ اس عمارت کی بلندی پانچ ہزار گز اور عرض تین ہزار گز تھا تو اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیجی جس سے وہ گری اور اس کی چھت اس پر اور اس کے متبعین پر آئی جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔

وَقِیْلَ هَدَمَهٗ جِبْرِیْلُ بِجَنَاحِهٖ۔ ایک قول ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے پر سے اسے گرایا۔

اور یہ مصیبت اس پر اور اس کی قوم پر آئی تو بوکھلا کر انواع و اقسام کی آوازوں میں وہ چیخنے لگے جسے عربی میں تبلبلت کہتے ہیں۔

فَکَلَّمُوْا یَوْمَئِذٍ بِثَلَاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ لِسَانًا فَلِذٰلِکَ سُمِّیَتْ بَابِلُ وَ کَانَ قَبْلَ ذَالِکَ لِسَانُ النَّاسِ السُّرْیَانِیَّةَ۔

تو اس دن لوگوں میں تہتر زبانوں کا استعمال ہوا جو از خود رفتگی میں وہ بلبلا کر بول رہے تھے اسی وجہ میں اس آبادی کا نام بابل ہو گیا اور اس سے قبل ان کی زبان سریانی تھی۔

www.waseemziyai.com

32/32

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس روایت کے خلاف بھی ایک مشہور قصہ ہے کہ

اَنَّ مُوْجِبَهٗ اَنَّ هَلَاکَ نَمْرُوْدَ کَانَ بِمَا ذَکَرُوْا اَلْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ عَاشَ بَعْدَ قِصَّةِ الصَّرْحِ وَاَهْلَکَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِبَعُوْضَةٍ وَصَلَتْ بِدِمَاغِهٖ اِظْهَارًا لِکَمَالِ خِسَّتِهٖ وَ عِجْزِهٖ۔

ہلاک نمرود کا ایک واقعہ تو وہ ہے جو بیان ہو چکا اور دوسرا یہ بھی مشہور ہے کہ اس عمارت کے بعد وہ زندہ رہا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے دماغ میں مچھر پہنچایا اور اس سے پریشان رہ کر عاجز آ کر ہلاک ہوا اس میں اس کی انتہائی بے بسی اور کمزوری دکھانی مقصود تھی کہ دعوائے خدائی کرنے والے کا یہ حشر ہوا۔

معجم البلدان میں ہے کہ بابل کا اصل نام نوید سیف الجبار تھا اور پھر نام مشتری ستارہ سے مشتق تھا لان بابل باللسان البابلی الاول اسم للمشتری ۔اس لئے کہ زبان بابلی میں بابل مشتری ستارے کو کہتے ہیں۔

''ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُخْزِیْهِمْ۔ پھر قیامت کے روز وہ رسوا کئے جائیں'' اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔

''اَیْنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِیْهِمْ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن میں جھگڑتے تھے''۔

جیسے دوسری جگہ فرمایا: اَیْنَ شُرَکَآؤُکُمُ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ یعنی وہ کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جنہیں تمہارا گمان تھا یا تم نے گھڑ رکھے تھے اور ان کی حمایت میں مسلمانوں سے جھگڑتے تھے۔

''قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ کہیں گے علم والے آج ساری رسوائی اور عذاب کافروں پر ہے''۔

یعنی ان امتوں کے انبیاء علیہم السلام اور علماء رحمہم اللہ جو انہیں دنیا میں ایمان کی دعوت دیتے اور نصیحت کرتے تھے اور یہ لوگ ان کی نصیحت نہ مانتے تھے وہ کہیں گے آج جو عذاب تم پر ہے وہ تمہارے جحد و انکار اور کفر کی وجہ میں ہے اور اس رسوائی کا سبب بھی تمہاری گمراہی ہے۔

''اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ۔ وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے''۔

یعنی کفر میں مبتلا تھے لیکن جب وہ عذاب میں پکڑے جائیں گے تو۔

''فَاَلْقَوُا السَّلَمَ۔ اب صلح ڈالیں گے (اور کہیں گے) ہم تو کوئی عمل برا نہ کرتے تھے''۔

اور صاف مکر جائیں گے اور کہہ دیں گے کہ ہم نے ایسے کام نہ کئے تھے۔ اس کا جواب من جانب اللہ عزوجل یہ ہوگا کہ

''بَلٰٓی اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ہاں کیوں نہیں بے شک اللہ خوب جانتا ہے تمہارے کوتکوں کو''۔

یعنی آج تمہارا انکار تمہیں بری کرنے والا نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے وہ خوب تمہارے اعمال و افعال کا جاننے والا ہے بس اب اس کا جواب صرف یہ ہے کہ تمہیں فرشتے دے رہے ہیں۔

''فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ ۔اب داخل ہو دروازہ جہنم میں ہمیشہ اس میں رہو تو بہت برا ٹھکانا ہے مغرور و متکبر لوگوں کا''۔

آج تمہارا عذر مسموع نہیں اس لئے کہ آج دار الجزاء میں ہو دار العمل سے تم آ چکے ہو اور اس آیہ کریمہ سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ مشرکین و کفار جبکہ اسی کفر و شرک میں مر گئے ان کے لئے اس نص صریح سے خلود جہنم اور تابد بالعذاب ثابت ہو

www.waseemziyai.com

گیا۔اسی حکم میں مرتدین اور خلاف اسلام منکرین مرنے والے بھی داخل ہیں۔

''وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ۔اور کہا گیا انہیں جو پرہیز گار ہیں کہ تمہارے رب نے کیا اتارا بولے بہتری انہیں جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کے لئے بے شک پچھلا گھر سب سے بہتر ہے اور یقیناً دار آخرت بہت اچھا گھر ہے پرہیز گاروں کا''۔

یعنی ایمان والوں کو کہا جائے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا اور کیا بدلہ دیا تو وہ کہیں گے ہمارا بدلہ بہترین ہے اس لئے کہ قرآن کریم تمام خوبیوں کا جامع اور حسنات و برکات کا منبع ہے دینی و دنیوی اور ظاہری و باطنی کمالات کا سرچشمہ ہے۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

قبائل عرب ایام حج میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کی تحقیقات کے لئے مکہ مکرمہ میں قاصد بھیجتے تھے یہ قاصد جب مکہ مکرمہ آتے تو انہیں پہلے شہر کے کناروں پر کفار کے قاصد کارندے ملتے جیسا کہ اس سے پہلے رکوع میں بیان ہو چکا ان سے یہ قاصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرتے چونکہ یہ لوگ بہکانے پر مامور تھے لہٰذا ان میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہتا کوئی کاہن بتاتا کوئی شاعر کہتا کوئی کذاب کوئی مجنون کہہ دیتا اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا کہ خبردار تم ان سے نہ ملنا، تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔

اس پر وہ قاصد جواب دیتے کہ

اگر ہم مکے پہنچ کر ان سے ملے بغیر اپنی قوم کے پاس گئے تو ہم ان کو کیا جواب دیں گے اور قاصد کے فرض منصبی کے یہ بات بالکل خلاف ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم جہاں جائیں اپنے بیگانوں سے ملیں ان کے حالات کی تحقیقات کریں پھر جو کچھ معلومات حاصل ہوں وہ بلاکم وکاست اپنی قوم کو واپس جا کر بتائیں۔(روح)

چنانچہ قاصد لوگ ان مشرکین کے کارندوں سے باتیں کر کے اصحاب رسول ﷺ سے ملتے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کرتے صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات، صداقت نبوت کے دلائل سناتے قرآن کریم کے مضامین سے مطلع کرتے اس کا ذکر اس آیہ کریمہ میں کیا گیا ہے۔آگے ارشاد ہے کہ ان پرہیز گاروں کے لئے جنتیں ہیں۔

''جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا۔ بسنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں رواں ہیں انہیں اس میں جو چاہیں ملے گا ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیز گاروں کو انہیں وہ فرشتے جو جان نکالتے ہیں پاکی سے کہتے ہیں کہ سلام تم پر داخل ہو جنت میں بدلہ اپنے عمل (خیر) کا''۔

طیبین سے مراد یہ ہے کہ وہ شرک و کفر سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے اقوال و افعال اور اخلاق و خصائل پاکیزہ ہوتے ہیں اور ان کا دامن محرمات و ممنوعات کے داغوں سے پاک ہوتا ہے انہیں قبض روح کے وقت جنت اور رضوان اور رحمت و کرامت کی بشارتیں دی جاتی ہیں اس حال میں انہیں موت خوشگوار معلوم ہوتی ہے اور ان کی جان فرح و سرور کے ساتھ اس جسم خاکی سے نکلتی ہے اور ملائکہ عزت و حرمت سے اس کا خیر مقدم سلام کے ساتھ کرتے ہیں۔(خازن)

بیہقی محمد بن کعب قرظی رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِذَا اُسْتُدْعِيَتْ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ۔

www.waseemziyai.com

اور ایک روایت میں ہے کہ موت کے وقت بندۂ مومن کے پاس فرشتہ رحمت آ کر کہتا ہے کہ اے اللہ کے دوست تجھ پر سلام اور اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ پر سلام فرماتا ہے جنت کی بشارت دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کفار کے لئے ارشاد ہے: (روح المعانی)

''کیا انتظار کر رہے ہیں یہی نا کہ آئیں ان پر فرشتے یا آئے ان پر تمہارے رب کا عذاب''۔

یعنی کفار کیوں ایمان نہیں لاتے وہ کس کا انتظار کر رہے ہیں یہی انتظار کہ ان پر عذاب کے فرشتے آئیں یا روح قبض کرتے وقت یا بروز قیامت۔

''هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ ایسا ہی کیا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے تو ان کی بری کمائیاں ان پر پڑیں اور انہیں گھیر لیا اس نے جس پر وہ ہنستے تھے''۔

یعنی پہلی امتوں کے کفار نے بھی ایسا ہی کفر کیا اور اپنے کفر و تکذیب پر اڑے رہے تو انہوں نے اپنے اعمال خبیثہ کی سزا پائی۔

وَحَاقَ بِهِمْ۔ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ اَحَاطَ بِهِمْ وَاَصْلُ مَعْنَى الْحَيْقِ الْاِحَاطَةُ مُطْلَقًا ثُمَّ خُصَّ فِي الْاِسْتِعْمَالِ بِاِحَاطَةِ الشَّرِّ۔

حاق کے معنی گھیرنے کے ہیں حیق کے اصل معنی محض احاطہ کے ہیں پھر اس کا استعمال خصوصی احاطہ شر پر ہو گیا۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۂ نحل - پ ۱۴

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾

اور بولے شرک کرنے والے اگر اللہ چاہتا تو نہ پوجتے اس کے سوا کسی شے کو ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ حرام ٹھہراتے ہم اس کے حکم کے خلاف کچھ ایسا ہی کیا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے تو کیا ہے رسولوں پر مگر صاف تبلیغ۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾

اور بے شک بھیجے ہم نے ہر امت میں ایک رسول کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے اجتناب کرو تو ان میں سے اللہ نے کسی کو ہدایت کی اور ان میں سے کسی پر پختہ ہوئی گمراہی تو سیر کرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

اگر تم حرص کرو ان کی ہدایت کی تو بے شک ہدایت نہیں دیتا اللہ جسے گمراہ کرے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور انہوں نے قسم کھائی اللہ کی کوشش سے اپنی حلف میں کہ نہ اٹھائے گا اللہ اس کو جو مر چکا ہاں کیوں نہیں وعدہ اللہ پر ہے سچا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

www.waseemziyai.com

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ﴿٣٩﴾

اس لئے کہ انہیں ظاہر کردے جس بات میں جھگڑتے ہیں اور اس لئے کہ جان لیں وہ جو کافر ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾

ہمارا فرمانا کسی شے کا جب ہم ارادہ کریں یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہوجا تو ہوجاتی ہے۔

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَقَالَ۔ اور کہا
الَّذِيْنَ۔ انہوں نے جو
اَشْرَكُوْا۔ مشرک ہوئے
لَوْ۔ اگر
شَآءَ۔ چاہتا
اللّٰهُ۔ اللہ
مَا۔ تو نہ
عَبَدْنَا۔ عبادت کرتے ہم
مِنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا
مِنْ شَيْءٍ۔ کسی چیز کی
نَّحْنُ۔ ہم
وَلَآ۔ اور نہ
اٰبَآؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا
وَلَا۔ اور نہ
حَرَّمْنَا۔ حرام کرتے ہم
مِنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا
مِنْ شَيْءٍ۔ کوئی چیز
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
فَعَلَ۔ کیا
الَّذِيْنَ۔ انہوں نے جو
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے
فَهَلْ۔ تو کیا ہے
عَلَى۔ اوپر
الرُّسُلِ۔ رسولوں کے
اِلَّا۔ مگر
الْبَلٰغُ۔ پہنچانا
الْمُبِيْنُ۔ ظاہر
وَلَقَدْ۔ اور بے شک
بَعَثْنَا۔ بھیجے ہم نے
فِيْ كُلِّ۔ ہر ایک
اُمَّةٍ۔ امت میں
رَّسُوْلًا۔ رسول
اَنِ۔ یہ کہ
اعْبُدُوا۔ عبادت کرو
اللّٰهَ۔ اللہ کی
وَاجْتَنِبُوا۔ اور بچو
الطَّاغُوْتَ۔ شیطان سے
فَمِنْهُمْ۔ تو بعض ان سے
مَّنْ۔ وہ ہیں جن کو
هَدَى اللّٰهُ۔ ہدایت کی اللہ نے
وَمِنْهُمْ۔ اور بعض ان سے
مَّنْ۔ وہ ہیں کہ
حَقَّتْ۔ حق ہوئی
عَلَيْهِ۔ ان پر
الضَّلٰلَةُ۔ گمراہی
فَسِيْرُوْا۔ تو پھرو
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں
فَانْظُرُوْا۔ پھر دیکھو
كَيْفَ۔ کیسا
كَانَ۔ ہوا
عَاقِبَةُ۔ انجام
الْمُكَذِّبِيْنَ۔ جھٹلانے والوں کا
اِنْ۔ اگر
تَحْرِصْ۔ تو حرص رکھے
عَلٰى۔ اوپر
هُدٰىهُمْ۔ ان کی ہدایت کے
فَاِنَّ۔ تو بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ تعالیٰ
لَا يَهْدِيْ۔ نہیں ہدایت دیتا
مَنْ۔ اسے جو
يُّضِلُّ۔ گمراہ کرے
وَمَا۔ اور نہیں
لَهُمْ۔ ان کے لئے
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔ کوئی مددگار
وَاَقْسَمُوْا۔ اور قسم کھائی انہوں نے
بِاللّٰهِ۔ اللہ کی
جَهْدَ۔ مضبوط
اَيْمَانِهِمْ۔ اپنی قسمیں
لَا يَبْعَثُ۔ نہیں اٹھائے گا
اللّٰهُ۔ اللہ
مَنْ۔ اسے جو
يَّمُوْتُ۔ مرے گا
بَلٰى۔ کیوں نہیں
وَعْدًا۔ وعدہ ہے
عَلَيْهِ۔ اس پر
حَقًّا۔ سچا
وَّلٰكِنَّ۔ اور لیکن
اَكْثَرَ۔ اکثر
النَّاسِ۔ لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے
لِيُبَيِّنَ۔ تاکہ بیان کرے
لَهُمُ۔ ان کے لئے
الَّذِيْ۔ وہ جس میں
يَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے ہیں
فِيْهِ۔ اس میں
وَلِيَعْلَمَ۔ اور جلدی جانیں گے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

كَفَرُوْٓا۔کافر ہوئے	اَنَّهُمْ۔بے شک وہ	كَانُوْا۔تھے	كٰذِبِيْنَ۔جھوٹے
اِنَّمَا۔اس کے سوانہیں	قَوْلُنَا۔کہ ہمارا کہنا	لِشَيْءٍ۔کسی چیز کو	اِذَآ۔جب
اَرَدْنٰهُ۔ارادہ کریں ہم اس کا	اَنْ۔یہ کہ	نَّقُوْلَ۔ہم کہیں	لَهٗ۔اس کو
كُنْ۔ہوجا	فَيَكُوْنُ۔تو ہوجاتی ہے		

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔سورۃ نحل۔پ ۱۴

''وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔اور بولے وہ جو شرک کر رہے تھے اگر چاہتا اللہ تو نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ حرام ٹھہراتے اس کے حکم کے خلاف کسی چیز کو''۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو مشرکین کی طرف سے نکلتے رہے ہیں جیسے سورہ انعام میں بھی ان کے تذکرہ میں فرمایا: سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ۔الخ اور سورۂ زخرف میں بھی فرمایا: لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً۔اس کے جواب میں ارشاد ہو چکا ہے قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔اللہ کے لئے اس کی حقانیت پر حجت بالغہ ہے۔

وہی ان کے جملوں کو یہاں دہرا کر فرمایا جس کے یہ معنی ہیں: لَوْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَدَمَ عِبَادَتِنَا لِشَيْءٍ غَيْرَهٗ سُبْحٰنَهٗ كَمَا تَقُوْلُ مَا عَبَدْنَا ذَالِكَ۔یعنی اگر اللہ چاہتا کہ ہم سوا اس کے کسی کی عبادت نہ کریں جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں تو ہم کبھی اس کے غیر کی پوجا نہ کرتے۔

اور ہم ہی نہیں ہمارے اجداد و آباء بھی نہ پوجتے اور نہ حرام ٹھہراتے اس کے حکم کے خلاف بحیرہ، سائبہ اور حام وغیرہ کو۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں: مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَ مَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔حالانکہ اس میں محض مشیت پر عدم اور وجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: وَمَا شَاءَ عَدَمَ كَوْنِهٖ لَمْ يَكُنْ۔بلکہ یہ فرمایا: وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔جس چیز کا وجود نہ چاہے نہیں ہو سکتی نہ یہ کہ جو فعل انسان کرے اس کا عدم بھی ضروری ہے۔(روح المعانی)

اسی وجہ میں وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ہمارا عقیدہ ہے یعنی ہم اللہ تعالیٰ کو خالق خیر و شر تسلیم کرتے ہیں۔دنیا میں دنیا کی تمام برائیاں بنانے والا اور دنیا میں دنیا کی تمام بھلائیاں بنانے اور پیدا کرنے کی نسبت اس ذات کی طرف ہے اس لئے کہ وہ صناع مطلق ہے اچھی سے اچھی چیز اچھے سے اچھا فعل بھی اسی نے پیدا فرمایا ہے اور بری سے بری چیز اور برے سے برا فعل بھی اسی نے پیدا کیا ہے۔

اگر خالق خیر و شر اسے نہ مانا جائے تو اس کے قادر مطلق ہونے میں نقص لازم آتا ہے۔

خنزیر، درندے، زقوم، سم الفار۔بول و براز افعال میں زنا، حرام، چوری، ڈاکہ اور تمام افعال قبیحہ و عادات رذیلہ کا وہی خالق ہے اسی طرح۔

حسین و جمیل اشیاء طیبہ سیب، انگور، حلال جانور ہرن، بکرا، دنبہ، حلوا اور حامض، نیکی و عبادت حق اس کا بھی وہی خالق ہے۔

تو خالق خیر و شر ہونا تو اس کا لازمی ہے لیکن ہر بری چیز کی برائی پر مطلع کرنے کے لئے اپنے رسولوں کا بھیجنا بس اسی کا فعل ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ فلاں چیز اللہ تعالیٰ نے بنا کر اس کی برائی سے ہمیں انبیاء کرام کے ذریعہ مطلع فرما دیا اس سے

www.waseemziyai.com

اجتناب کا حکم دیا اور ہمیں اپنے افعال پر اختیار بھی اسی نے دیا اور برے افعال پر سزا نیک افعال پر جزا بھی مرتب فرما دی۔

نیک و بد سے تجھ کو ماہر کر دیا اب تو اپنے فعل کا مختار ہے اور قصیدہ بدء الامالی میں ہے جو کہ عقائد کی کتاب ہے:

مُرِيْدُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ الْقَبِيْحِ وَ لٰكِنْ لَيْسَ يَرْضٰى بِالْمَعَالِ

وہ بھلائی اور بدترین برائی کا ارادہ کرنے والا ہے لیکن وہ برائی اور تکبر کو پسند نہیں کرتا۔

یہ عقیدہ جبریوں کا ہے کہ ہم سے ہر فعل ہوگا جو اللہ چاہے گناہ چاہے گناہ نیکی چاہے نیکی اور یہ عقیدہ باطل ہے۔ جبریہ قدریہ عقیدہ والے اسی وجہ میں گمراہ مانے گئے ہیں۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشرکین کا یہ کہنا کہ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ باطل تھا اور اس کہنے سے ان کی مراد تکذیب رسل الکرام تھی اور ان کی شان میں طعن مقصود تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ ہم موحد بنیں اور شرک نہ کریں اور جسے اس نے حرام کیا اسے حلال نہ بنائیں تو ہم ایسا ہی کرتے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی چاہا تو اس کے مطابق ہم نے کفر و شرک کیا۔ تو اس پر ارشاد الٰہی عزوجل ہوا:

''كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ایسا ہی ان سے پہلے کر گئے ہیں''۔

یعنی ایسے اقوال شنیعہ افعال رذیلہ پہلی امتیں کر چکی ہیں اور ہمارے رسولوں سے مجادلہ کر کے باطل پر مصر رہ چکی ہیں اور یہ نہ سمجھیں کہ

''فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ۔ رسولوں پر کیا ذمہ ہے یہی کہ وہ کھلا حکم پہنچا دیں''۔

برے بھلے کی خبر دے دیں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَیْ لَیْسَتْ وَظِیْفَتُهُمْ اِلَّا الْاِبْلَاغَ لِلرِّسَالَةِ الْمُوْضِحِ طَرِیْقَ الْحَقِّ وَالْمُظْهِرِ اَحْكَامَ الْوَحْیِ الَّتِیْ مِنْهَا تَحْتَ تَعَلُّقِ مَشِیَّتِهٖ تَعَالٰی بِاهْتِدَاءِ مِنْ صَرْفِ قُدْرَتِهٖ وَ اخْتِیَارِهٖ اِلٰی تَحْصِیْلِ الْحَقِّ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

انبیاء کرام کے ذمہ سوائے تبلیغ حق اور واضح طور پر طریق حق اور احکام وحی پہنچا دیں اور کچھ نہیں ہے رہا ہدایت نہ ملنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے چنانچہ ارشاد باری ہے جو لوگ ہماری طرف رجوع کرنے میں کوشاں ہیں انہیں یقیناً ہم اپنی راہ کا راستہ بتا دیتے ہیں۔

فَاِنَّ الرُّسُلَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لَیْسَ شَانُهُمْ اِلَّا تَبْلِیْغَ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِیْ۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان ارفع یہی ہے کہ وہ تبلیغ اوامر و نواحی فرمائیں۔

وَاَنَّ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ لَا یَشَاءُ الشِّرْكَ وَالْمَعَاصِیْ بِالْبَیَانِ وَالْبُرْهَانِ وَیُطْلِعُوْا عَلٰی بُطْلَانِ الشِّرْكِ وَ قُبْحِهٖ وَ بَرَّأَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاَنَّهُمْ فَاعِلُوْهَا بِقَصْدِهِمْ وَاِرَادَتِهِمْ وَ اخْتِیَارِهِمْ وَاللّٰهُ تَعَالٰی بَاعِثُهُمْ عَلٰی جَمِیْلِهَا وَ مُوَفِّقُهُمْ لَهٗ وَزَاجِرٌ لَهُمْ عَنْ قَبِیْحِهَا وَ مُوْعِدُهُمْ عَلَیْهِ اِلٰی اٰخِرِ مَا قَالَ مِمَّا هُوَ عَلٰی هٰذَا الْمِنْوَالِ۔

اور اللہ تعالیٰ کبھی شرک اور معاصی نہیں چاہتا اس لئے کہ بیان و برہان کے ذریعہ اس کا بطلان ظاہر فرما دیتا ہے اور بتا دیا

www.waseemziyai.com

کہ شرک قبیح ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے ایسے افعال کے مرتکبوں پر زجر فرمائی گئی اور آخرت میں اس کی سزا پر مواعید آئے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

''وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا۔ اور بے شک بھیجا ہم نے ہر امت میں ایک رسول کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو تو ان میں سے کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی کو گمراہی پسند آئی تو سیر کرو زمین میں اور دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا''۔

یعنی گزشتہ امتوں میں رسول علیہم السلام تشریف لائے انہوں نے ہدایت کی اور کہا صرف ایک اللہ کو پوجو اور طاغوت سے اجتناب کرو ورنہ عاد و ثمود اور ہامان و قارون کا سا حشر ہوگا۔

آلوسی رحمہ اللہ طاغوت کی تعریف میں فرماتے ہیں: هُوَ كُلُّ مَا يَدْعُوْا اِلَى الضَّلَالَةِ۔ ہر وہ چیز جو گمراہی کی طرف بلائے وہ طاغوت ہے۔

قَالَ الْحَسَنُ هُوَ الشَّيْطَانُ۔ حسن بصری فرماتے ہیں اس سے مراد شیطان ہے۔

وَالْمُرَادُ مِنِ اجْتِنَابِهٖ اِجْتِنَابُ مَا يَدْعُوْا اِلَيْهِ۔ اجتناب سے مراد یہی ہے کہ ہر اس بات سے بچا جائے جس کا مقتضی گمراہی ہو۔

تو ان میں سے بعض تو وہ نکلے جو حق کی طرف راہ پا گئے اللہ کی اطاعت و عبادت کی طرف جھکے طاغوت سے مجتنب رہے اللہ نے انہیں اس کی توفیق دی اور ان میں سے بعض وہ تھے جنہیں گمراہی لازم نظر آئی۔

حَقَّتْ کا ترجمہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ثَبَتَتْ وَ وَجَبَتْ اِذْ لَمْ يُوَفِّقْهُمْ وَلَمْ يَرِدْ هِدَايَتُهُمْ۔ ان پر گمراہی قائم ہوئی ضلالت لازم ہوگئی اس لئے کہ ہدایت ان کی رفیق نہ ہوئی اور ان پر ان کی ہدایت وارد نہ ہوئی۔

اور امام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ اَرَادُوْا مِنْ قَوْلِهِمْ ذَالِكَ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ الْكُلُّ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى كَانَ بِعْثَةُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَبَثٌ۔ مشرکین کا یہ خیال کہ افعال صالحہ اور طالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتے ہیں یوں بھی صحیح نہیں اگر یہی ہے تو بعثت انبیاء علیہم السلام عبث ہو جاتی ہے اور فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل عبث نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ کہ ہدایت یافتہ امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے گمراہ پیدا ہی کیوں کئے اس کے دو جواب ہیں۔

اول تو یہ کہ تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِهَا۔ حقیقت اشیاء اضداد کے وجود سے ہی جانی جاتی ہے تو مومن کی عظمت کفار کے وجود میں ہی جانی جا سکتی تھی اس لئے ان کا ہونا بھی ضروری تھا جیسے دن کی قدر رات میں ہونے سے آتی ہے صحت کی قدر بیمار ہونے پر ہوتی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اِذْ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَنْ يَفْعَلَ فِيْ مُلْكِهٖ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا وَ لِمَ لَمْ تَفْعَلْ ذَاكَ۔

جب کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے تو مالک اپنے ملک میں جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے۔ اس کے دربار عزت میں یہ جائز ہی نہیں ہے کہ اس کے حضور کہا جاوے یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔

تو زمین میں پھر کر سیر کر کے دیکھو کہ ان گمراہوں کا انجام کیا ہوا انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا ان کے ویران شہر اور ان کی

www.waseemziyai.com

بستیاں ان کی ہلاکت پر آج تک مرثیہ خواں ہیں انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور سمجھ لو کہ اگر تم بھی ایسا کرو گے اور اپنے کفر پر مصر رہو گے تو تمہارا بھی یہی انجام ہوگا۔ آگے ارشاد ہے:

''اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ اگر تم اے محبوب ان کی ہدایت کی حرص کرو تو بے شک اللہ ہدایت نہ دے گا اسے جو اس کی طرف سے گمراہ کیا گیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں''۔

حرص عربی میں فرط ارادہ کو کہتے ہیں۔

یعنی اے محبوب عالم و عالمیان اگر آپ ان کے ایماندار ہونے کی حرص فرمائیں تو جو اپنی گمراہی میں ثابت ہو گئے ہیں اور ان کی شقاوت ازلی ہے انہیں کسی طرح ہدایت نہ ہوگی جیسا کہ پہلے پارہ کے پہلے رکوع میں ارشاد ہوا: اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ جو شقی ازلی اور کافر ہیں برابر ہے کہ انذار و تنذیر کریں یا نہ کریں وہ ایماندار نہیں ہوں گے۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر فرما دی ہے جس کی وجہ سے وہ اندر کا کفر باہر نہیں نکال سکتے اور ایمان قبول نہیں کر سکتے اور نہ ان کا کوئی مددگار ہے۔

''وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ۔ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر اپنی حلف کو مضبوط کر لیا ہے کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا''۔

''بَلٰی۔ ہاں کیوں نہیں وعدہ اس کا سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تا کہ ان پر روشن ہو جائے جس بات پر وہ جھگڑتے ہیں اور اختلاف کرتے ہیں اور اس لئے کہ جان لیں وہ جو کافر ہیں کہ وہ جھوٹے تھے ہمارا قول تو یہی ہوتا ہے کہ کسی چیز کو جب ہم چاہیں فرما دیں ہو جا وہ ہو جاتی ہے''۔

شان نزول آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ

ایک مشرک مسلمان کا مقروض تھا۔ مسلمان نے اس سے تقاضا کیا دوران گفتگو اس نے اس طرح اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ مجھے اس کی قسم جس سے میں مرنے کے بعد ملنے کی تمنا رکھتا ہوں اس پر مشرک بولا یہ تمہارا کیا خیال ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد اٹھے گا۔

تو اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ مشرک یہ قسم کھاتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد نہ اٹھے گا یہ غلط ہے وہ ضرور اٹھایا جائے گا۔

اور اس کی حکمت یہ ہے کہ منکروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع۔ سورۃ نحل۔ پ ۱۴

وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۴۱﴾	اور جنہوں نے ہجرت کی اس دین الٰہی کی خاطر بعد اس کے کہ مظلوم ہوئے انہیں ہم جگہ دیں گے اس دنیا میں اچھی اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے اگر وہ جانیں۔
الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾	وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔
وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ	اور نہیں بھیجے ہم نے تم سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم

www.waseemziyai.com

اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾

وحی کرتے ہیں تو پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾

روشن دلیلوں اور کتابوں سے اور نازل کیا ہم نے تمہاری طرف اے محبوب ذکر تا کہ بیان کرو لوگوں کو جو نازل ہوا ان پر تا کہ فکر کریں۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾

کیا امن میں ہیں جو مکر کرتے ہیں گناہوں کے اس سے کہ دھنسا دے اللہ انہیں زمین میں یا لے آئے ان پر عذاب ایسی جگہ سے کہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔

اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾

یا پکڑے انہیں چلتے پھرتے تو نہیں وہ عاجز کر سکتے۔

اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

یا انہیں پکڑ لے کسی خوف پر تو بے شک تمہارا رب مہربان رحم والا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

کیا نہ دیکھا ان کا حال جو پیدا کی اللہ نے کہ پرچھائیاں ان کی جھکی ہیں دائیں بائیں سجدہ کرتی اللہ کو اور وہ اس کے آگے ذلیل ہیں۔

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں چلنے والے اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

ڈرتے ہیں اپنے رب سے اوپر سے اور کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَالَّذِيْنَ۔ اور وہ جنہوں نے
هَاجَرُوْا۔ ہجرت کی
مَاظُلِمُوْا۔ اس کے جو ظلم کیے گئے
فِي الدُّنْيَا۔ دنیا میں
اَكْبَرُ۔ بہت بڑا ہے
صَبَرُوْا۔ صبر کیا
وَمَآ۔ اور نہیں
رِجَالًا۔ مرد
اَهْلَ الذِّكْرِ۔ علم والوں سے
اِنْ۔ اگر
فِي اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ میں
مِنْۢ بَعْدِ۔ پیچھے
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ۔ ہم ضرور جگہ دیں گے انہیں
حَسَنَةً۔ اچھی
لَوْ كَانُوْا۔ کاش وہ
وَعَلٰى۔ اور اوپر
اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے
نُّوْحِيْٓ۔ وحی کرتے ہم
كُنْتُمْ۔ تم ہو
وَلَاَجْرُ۔ اور یقیناً اجر
يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہوں
رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے
مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے
اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف
لَا تَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا
الَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے
يَتَوَكَّلُوْنَ۔ وہ بھروسہ کرتے ہیں
اِلَّا۔ مگر
فَسْـَٔلُوْٓا۔ تو پوچھو

www.waseemziyai.com

بِالْبَيِّنٰتِ۔ساتھ دلائل
الذِّكْرَ۔ذکر
اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف
الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے
يَّخْسِفَ۔غرق کردے
اَوْ۔یا
لَايَشْعُرُوْنَ۔کہ نہ سمجھیں
پھرنے میں
اَوْ۔یا
رَبَّكُمْ۔تمہارا رب
يَرَوْا۔دیکھا انہوں نے
اللّٰهُ۔اللہ نے
عَنِ الْيَمِيْنِ۔دائیں
وَهُمْ۔اور وہ
مَا۔جو چیز
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں ہے
لَايَسْتَكْبِرُوْنَ۔نہیں تکبر کرتے
مِّنْ فَوْقِهِمْ۔اپنے اوپر سے

وَالزُّبُرِ۔اور کتابوں کے
لِتُبَيِّنَ۔تاکہ تم بیان کرو
وَلَعَلَّهُمْ۔اور تاکہ وہ
مَكَرُوا۔فریب کئے
اللّٰهُ۔اللہ
بِهِمْ۔ان کو
الْعَذَابُ۔عذاب
يَاْتِيَهُمْ۔آئے ان کے پاس
اَوْ۔یا
فَمَا۔پھر نہیں
يَاْخُذَهُمْ۔پکڑے ان کو
هُمْ۔وہ
عَلٰى تَخَوُّفٍ۔ڈرنے پر
رَّحِيْمٌ۔رحم کرنے والا
مَا۔اس کی جو
يَّتَفَيَّؤُا۔تو جھکتے ہیں
وَالشَّمَآئِلِ۔اور بائیں سے
دٰخِرُوْنَ۔ذلیل ہوں
وَلِلّٰهِ۔اور اللہ کے لئے
فِي السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں میں ہے
مِنْ دَآبَّةٍ۔جاندار
وَّالْمَلٰٓئِكَةُ۔اور فرشتے
يَخَافُوْنَ۔ڈرتے ہیں
وَيَفْعَلُوْنَ۔اور کرتے ہیں
مَا۔جو

وَاَنْزَلْنَآ۔اور اتارا ہم نے
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
يَتَفَكَّرُوْنَ۔سوچیں
السَّيِّاٰتِ۔برے
الْاَرْضِ۔زمین میں
مِنْ حَيْثُ۔ایسی جگہ سے
فِيْ تَقَلُّبِهِمْ۔ان کے چلنے
بِمُعْجِزِيْنَ۔عاجز کرنیوالے
فَاِنَّ۔پھر بے شک
اَوَلَمْ۔کیا نہیں
خَلَقَ۔پیدا کیا
ظِلٰلُهٗ۔ان کے سائے
لِلّٰهِ۔اللہ کو
يَسْجُدُ۔سجدہ کرتی ہے
وَمَا۔اور جو
وَهُمْ۔اور وہ
رَبَّهُمْ۔اپنے رب سے
يُؤْمَرُوْنَ۔حکم دیئے جاتے ہیں

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع ۔سورۃ نحل ۔پ ۱۴

''وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ۔اور جنہوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں بعد مظلوم ہونے کے انہیں ضرور ہم اچھی جگہ دیں گے دنیا میں اور بے شک آخرت کا اجر بڑا ہے اگر وہ جانیں جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں''۔

شان نزول

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیہ کریمہ ان صحابہ کرام علیہم رضوان کی شان میں نازل ہوئی جن پر اہل مکہ نے بہت ظلم کئے اور آخر انہیں دین اسلام کی خاطر وطن چھوڑنا ہی پڑا۔بعض ان میں سے حبشہ چلے گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ آئے اور بعض مدینہ منورہ ہی آگئے۔انہوں نے مدینہ طیبہ کو جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دارالہجرۃ بنایا تھا دارالاقامۃ اور اپنا مامن بنالیا۔

اور لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ نہیں فرمایا جو کافر ہی رہے یا مومن تو تھے مگر ہجرت نہ کرسکے۔اگر جان لیتے کہ اس ہجرت کا اجر کتنا عظیم ہے تو ضرور ہجرت کرلیتے اور جو کفار کی اذیتوں پر صبر کرکے اللہ کے بھروسہ پر وطن گھر بار سب کو خیرباد کہہ کر آگئے ان

www.waseemziyai.com

کے مقامات بہت بلند ہیں۔

اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ هُمْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ظَلَمَهُمْ اَهْلُ مَكَّةَ فَخَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ حَتّٰى لَحِقَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ بِاَرْضِ حَبْشَةَ ثُمَّ بَوَّاَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْمَدِيْنَةَ بَعْدَ ذَالِكَ حَسْبَمَا وَعَدَ سُبْحٰنَهٗ لِقَوْلِهٖ جَلَّ وَ عَلَا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اَیْ مُبَاءَ ةً حَسَنَةً وَ حَاصِلُهٗ لَنُنَزِّلُهُمْ فِی الدُّنْيَا مَنْزِلًا حَسَنًا۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے جن پر اہل مکہ نے ظلم کئے تو وہ اپنے گھروں سے نکل کر ایک جماعت حبشہ کی طرف چلی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مدینہ منورہ میں ایسے آباد فرمایا جیسا کہ ان سے وعدہ کیا تھا یعنی دنیا میں انہیں منازل حسن عطا فرمائے۔

وَ عَنِ الْحَسَنِ دَارًا حَسَنَةً۔ حسن بصری فرماتے ہیں اس سے مراد اچھے گھر ہیں۔

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ عَلٰی مَعْنٰی لِنُعْطِيَنَّهُمْ مَنْزِلَةً حَسَنَةً – لَنُبَوِّئَنَّهُمْ۔ کے معنی ہیں ضرور ہم عطا فرمائیں گے انہیں اچھے مکان۔

وَعَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ التَّقْدِيْرَ مَعِيْشَةً حَسَنَةً اَیْ رِزْقًا حَسَنًا۔ مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد اچھی زندگی اور اچھا رزق ہے۔

وَيُفَسَّرُ بِذَاكَ بِكُلِّ شَیْءٍ حَسَنٍ نَالَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ فِی الدُّنْيَا۔ یوں بھی اس کی تفسیر کی گئی کہ ہر شے جو مہاجرین سے مشرکین نے لی دنیا میں اس سے بہتر ملے گی۔

وَقَدْ تُعْتَبَرُ هٰذِهِ التَّبَوَّئَةُ بِحَيْثُ تَشْمَلُ اِعْطَاءَ كُلِّ شَیْءٍ صَارِ لِلْمُهَاجِرِيْنَ عَلٰی نَحْوِ السَّابِقِ۔

اور اس سے یہ بھی مراد لی گئی کہ انہیں ہجرت سے قبل جو کچھ ملا ہوا تھا وہ سب عطا ہو۔

وَ نُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِیْ صُهَيْبٍ وَ بِلَالٍ وَ عَمَّارٍ وَ خَبَّابٍ وَ عَابِسٍ وَ جُبَيْرٍ وَ اَبِیْ جُنْدُلِ بْنِ سُهَيْلٍ اَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَجَعَلُوْا يُعَذِّبُوْنَهُمْ لِيَرُدُّوْهُمْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَاَمَّا صُهَيْبٌ فَقَالَ لَهُمْ اَنَا رَجُلٌ كَبِيْرٌ اِنْ كُنْتُ مَعَكُمْ لَمْ اَنْفَعْكُمْ وَاِنْ كُنْتُ عَلَيْكُمْ لَمْ اَضُرَّكُمْ فَافْتَدٰی مِنْهُمْ بِمَالِهٖ وَهَاجَرَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَبِحَ الْبَيْعُ يَا صُهَيْبُ وَ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَيْبٌ۔

یہ آیت ان سات کے حق میں نازل ہوئی جنہیں مشرکین نے پکڑ کر سخت تکلیفیں دیں تاکہ یہ اسلام سے منحرف ہو جائیں چنانچہ حضرت صہیب نے تو انہیں یہ کہا دیکھو میں کبیر السن ضعیف ہوں اگر تمہارے ساتھ رہوں تو تمہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا اور اگر میں تمہارے مقابلہ میں آؤں تو تمہیں کچھ نقصان نہیں دے سکتا لہٰذا میرا مال رکھ لو اور مجھے چھوڑ دو۔ چنانچہ انہوں نے اس کا مال لے کر انہیں رہا کر دیا اور یہ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور حال سنا فرمایا صہیب سودا نفع والا کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صہیب اچھا بندۂ خدا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ مہاجر عام جو بھی دین کے لئے ہجرت کرے یا کر چکا اول کے ہوں یا آخر کے سب کے لئے یہ عام

www.waseemziyai.com

بشارت ہے اس لئے کہ اَلْعِبْرَةُ لِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ لَا لِخُصُوْصِ السَّبَبِ۔ یہ اصول مقرر ہے کہ عام الفاظ کا لحاظ ہوتا ہے نہ کہ خاص سبب کا۔

اور وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ کے ماتحت بعض نے فرمایا: مِمَّا يُعَجَّلُ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا۔ دنیا میں جو کچھ انہیں فراخی ملے اس پر آخرت کا اجر بہت بڑا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ كَانَ اِذَا اَعْطَى الرَّجُلَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ عَطَاءً يَقُوْلُ لَهُ خُذْ بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَكَ هٰذَا مَا وَعَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا وَمَا اَخَّرَلَكَ فِي الْاٰخِرَةِ اَفْضَلُ ثُمَّ يَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔

جب کوئی مہاجر کو کچھ دے تو اسے کہے یہ لے اللہ برکت کرے تیرے لئے جو تجھ سے تیرے رب نے وعدہ کیا یہ دنیا میں ہے اور جو آخرت میں ہے وہ افضل ترین ہے پھر یہ آیہ کریمہ پڑھے۔ آگے ارشاد ہے جس میں کفار قریش کا رد ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ

اَللّٰهُ اَعْظَمُ اَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُهُ بَشَرًا هَلَّا بَعَثَ اِلَيْنَا مَلَكًا۔ اللہ کی ذات اس سے بالا ہے کہ اس کا رسول بشر کی بشریت میں ہو کیونکہ نہ بھیجا اس نے ہماری طرف فرشتہ رسول بنا کر۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے مگر مرد جس کی طرف وحی کی ہم نے''۔

اَیْ جَرَتِ السُّنَّةِ الْاِلٰهِيَّةُ حَسْبَمَا اقْتَضَتْهُ الْحِكْمَةُ بِاَنْ لَا نَبْعَثَ لِلدَّعْوَةِ الْعَامَةِ اِلَّا بَشَرًا نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ بِوَاسِطَةِ الْمَلَكِ فِي الْاَغْلَبِ الْاَوَامِرَوَالنَّوَاهِيَ لِيُبَلِّغُوْهَا وَ يَتَحَرَّزُ بِالدَّعْوَةِ الْعَامَةِ عَنْ بَعْثِ الْمَلَكِ لِلْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لِلتَّبْلِيْغِ اَوْ يَعِزُّهُمْ كَبِعْثَةِ لِمَرْيَمَ لِلْبَشَارَةِ۔

یعنی سنت الٰہی اسی میں جاری ہے جو مقتضائے حکمت بھی ہے کہ دعوت عامہ کے لئے سوائے بشر کے کسی کو وحی نہ ہو جو اکثر بواسطہ ملک اوامر و نواہی پہنچائے جاتے ہیں اور دعوۃ عامہ میں فرشتہ کی بعثت سے احتراز فرمایا گیا بلکہ اگر کسی فرشتہ کے ذریعہ بشارت بھی دی گئی تو اسے بھی متشکل بہ بشریت کر کے مبعوث فرمایا جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو یا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کو۔

پھر دوسری جگہ صاف ارشاد بھی فرمایا گیا: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ۔ اس کے ساتھ حکم فرمایا کہ اگر تم اس حال سے جاہل ہو تو۔

''فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ تو پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے''۔

یعنی اہل کتاب سے جو یہود اور نصاریٰ میں ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد توریت ہے جیسا کہ ارشاد ہوا: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ فَاَهْلُهُ الْيَهُوْدُ تو اہل ذکر سے مراد یہود ہوتے ہیں۔

اور وہ اہل کتاب جو اسلام نہیں لائے انہیں یوں فرمایا کہ لِاَنَّهُمُ الَّذِيْنَ لَا يُتَّهَمُوْنَ عِنْدَ اَهْلِ مَكَّةَ فِيْ

www.waseemziyai.com

اَخْبَارِهِمْ بِاَنَّ الرُّسُلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَانُوْا رِجَالًا فَاِخْبَارُهُمْ بِذٰلِكَ حُجَّةٌ عَلَيْهِمْ۔

یعنی مشرکین مکہ ان کی بات پر یقین رکھتے ہیں جو اہل کتاب سے ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور انہیں خبر دینے میں انہوں نے ابھی متہم نہیں کیا تھا اور وہ بھی یہی کہیں گے کہ رسول علیہم السلام مرد ہی تھے تو ان کی خبر ان پر حجت ہوگی۔

اور اعمش اور ابن عیینہ اور ابن جبیر فرماتے ہیں: اَلْمُرَادُ مَنْ اَسْلَمَ مِنْهُمْ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ اس سے مراد جو مسلمان ہو گئے تھے وہ ہیں جیسے ابن سلام اور سلمان فارسی۔

اور ابو جعفر اور ابن زید کا قول ہے: اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الذِّكْرِ الْقُرْاٰنُ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمَّاهُ ذِكْرًا فِيْ مَوَاضِعَ مِنْهَا وَ اَهْلُ الذِّكْرِ عَلٰى هٰذَا الْمُسْلِمُوْنَ مُطْلَقًا۔ ذکر سے مراد قرآن کریم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو بہت مواقع پر ذکر فرمایا ہے اور اہل ذکر سے مراد اس صورت میں مطلقاً مسلمان ہیں۔

اور زمانی اور زجاج اور زہری فرماتے ہیں: اَلْمُرَادُ بِاَهْلِ الذِّكْرِ عُلَمَاءُ اَخْبَارِ الْاُمَمِ السَّالِفَةِ كَائِنًا مَنْ كَانَ فَالذِّكْرُ بِمَعْنِي الْحِفْظِ۔ اہل ذکر سے مراد وہ عالم ہیں جو گزشتہ امتوں کے حالات جانتے ہیں اور یہاں ذکر سے مراد حفظ ہے۔

جبائی کہتے ہیں: اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَمْ يُبْعَثُوْا اِلَى الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اِلَّا مُمَثَّلِيْنَ بِصُوَرِ الرِّجَالِ۔ ملائکہ علیہم السلام انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف بھی نہیں آئے مگر ممثل بصورت انسان ہو کر۔

اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی روح الامین علیہم السلام کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو بار ہی ملاحظہ فرمایا۔

اور امام قاضی سے ناقل ہیں کہ جبائی کا یہ کہنا اس معنی میں ہے کہ انبیاء کرام کی خدمت میں ان کی امت کی حاضری کے اندر کوئی فرشتہ اصلی صورت میں نہیں آیا مگر انسانی صورت میں ممثل ہو کر جیسا کہ روایت ہے: اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَضَرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَحْضَرٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ صُوْرَةِ دَحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَ فِيْ صُوْرَةِ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَ فِيْ صُوْرَةِ اَعْرَابِيٍّ لَمْ يَعْرِفُوْهُ۔ جبریل علیہ السلام صحابہ کی موجودگی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے تو تین شکلوں میں آئے۔ کبھی بصورت دحیہ کلبی یا بصورت سراقہ یا بصورت اعرابی کہ کوئی اسے نہیں جانتا تھا۔

وَاسْتَدَلَّ بِهَا اَيْضًا عَلٰى وُجُوْبِ الْمُرَاجَعَةِ لِلْعُلَمَاءِ فِيْمَا لَا يَعْلَمُ۔ اس سے مراجعت للعلماء کا وجوب ثابت ہوا ان کے لئے جو نہیں جانتے۔

وَ فِي الْاِكْلِيْلِ لِلْجَلَالِ السُّيُوْطِيِّ اَنَّهُ اسْتَدَلَّ بِهَا عَلٰى جَوَازِ تَقْلِيْدِ الْعَامِيِّ فِي الْفُرُوْعِ۔ سیوطی نے اس سے جواز تقلید پر فروع میں استدلال کیا۔

اور جلال المحلی نے کہا: اَنَّهُ يَلْزَمُ غَيْرَ الْمُجْتَهِدِ عَامِيًّا كَانَ اَوْ غَيْرِهِ التَّقْلِيْدُ لِلْمُجْتَهِدِ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ غیر مجتہد پر تقلید لازم ہے تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ اس آیت کریمہ کے مفہوم کے مطابق۔

اور علامہ سبکی نے تو صاف فرما دیا کہ اَنَّ مُخَالِفَ الْاَرْبَعَةِ كَمُخَالِفِ الْاِجْمَاعِ۔ ائمہ اربعہ کا مخالف ایسا ہے جیسا

www.waseemziyai.com

اجماع کا مخالف۔

حدیث میں ہے کہ جہل کے مرض کی شفاء علماء سے سوال کر کے معلومات حاصل کرنا ہے چنانچہ وہ بتا دیں گے کہ سنت الٰہیہ یہی ہے کہ اس کے رسول مرد ہی ہوں۔

''بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ۔ روشن دلیلوں اور کتابوں کے ذریعہ اور اے محبوب نازل کیا ہم نے تمہاری طرف ذکر تا کہ تم واضح طور پر بیان فرما دو جوان کی طرف اترا تا کہ وہ فکر کریں''۔

یہاں ذکر سے مراد قرآن کریم ہے چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس کی تفسیر ان الفاظ میں فرما رہے ہیں: اَیْ بِالْمُعْجِزَاتِ وَالْكُتُبِ وَالْاَوْلٰى لِلدَّلَالَةِ عَلَى الصِّدْقِ۔ یعنی بالبینات سے مراد معجزات ہیں اور زبر سے مراد کتب ہیں توریت، انجیل، زبور، قرآن کریم تو اول دلائل باہرہ اور معجزات قاہرہ تصدیق کے لئے ہیں۔

وَالثَّانِیْ لِبَیَانِ الشَّرَائِعِ وَالتَّكَالِیْفِ۔ اور دوسرے احکام شرعی اور اس پر پابند رہنے میں مکلف فرمانا۔

''وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ اَیْ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مِنَ التَّذْكِيْرِ اِمَّا بِمَعْنَى الْوَعْظِ اَوْ بِمَعْنَى الْاِيْقَاظِ مِنْ سِنَةِ الْغَفْلَةِ۔

یعنی نازل کیا ہم نے تمہاری طرف ذکر یعنی قرآن اور وہ تذکیر سے ہے خواہ بمعنی وعظ و نصیحت ہو خواہ بمعنی جگانے کے ہو غفلت کی نیند سے۔

''لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ لِلنَّاسِ كَافَّةً وَيَدْخُلُ فِيْهِمْ اَهْلُ مَكَّةَ دُخُوْلًا اَوَّلِيًّا مَا نُزِّلَ فِیْ ذَالِكَ الذِّكْرِ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالشَّرَائِعِ وَ غَيْرِ ذَالِكَ مِنْ اَحْوَالِ الْقُرُوْنِ الْمُهْلَكَةِ بِاَفَانِيْنِ الْعَذَابِ حَسْبَ اَعْمَالِهِمْ مَعَ اَنْبِيَائِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الْمُوْجِبَةِ لِذَالِكَ عَلٰى وَجْهِ التَّفْصِيْلِ بَيَانًا شَافِيًا كَمَا يُنْبِئُ عَنْهُ۔

یعنی اس قرآن پاک سے تمام لوگوں کو حقیقت حقانیت واضح کر دی جائے اور اس حکم میں اہل مکہ اول داخل ہیں جو کچھ اس میں نازل ہوا احکام اور شرائع اعنی احوال ماضیہ اور ہلاکت منکرین کا حال عذاب سے ان کے اعمال کے موجب جو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کئے علیٰ وجہ التفصیل بیان شافی تا کہ وہ فکر و تدبر کر کے اپنے کو راہ راست پر لائیں۔ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اس کے بعد ارشاد ہے:

''اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ۔ کیا بے خوف ہیں وہ لوگ جو گناہوں میں مکر کرتے ہیں''۔

''اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ۔ اس سے کہ دھنسا دے اللہ انہیں زمین میں''۔

''اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں شعور بھی نہ ہو یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے تو وہ (اللہ) کو عاجز نہیں کر سکتے''۔

قارون کا خسف زندہ نظیر ہے اسے زمین میں دھنسایا گیا اور اسے پتہ بھی نہ چلا کہ کس طرح دھنسایا گیا۔ اور تَقَلُّبِهِمْ کے معنی پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَیْ حَرَكَتُهُمْ اِقْبَالًا وَ اَدْبَارًا وَالْمُرَادُ مَا اَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ قَتَادَةَ وَ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ اَسْفَارِهِمْ وَ حَمَلَهُ عَلٰى ذَالِكَ قَالَ الْاِمَامُ مَاخُوْذٌ مِّنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ

www.waseemziyai.com

33

كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ وَالْمُرَادُ فِيْ حَالِ مَا يَتَقَلَّبُوْنَ فِيْ قَضَاءِ مَكْرِهِمْ وَالسَّعْيُ فِي تَنْفِيْذِهٖ وَ قِيْلَ الْمُرَادُ فِيْ حَالِ تُقَلِّبُهُمْ عَلَى الْفُرُشِ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا۔

اس سے مراد ان کی وہ کروٹیں ہیں جو دائیں بائیں لیتے ہیں۔

ابن جریر، قتادہ رحمہم اللہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ صبح کے وقت جب آدمی سونے سے اٹھ کر کروٹیں لیتا ہے وہ مراد ہے۔

امام فرماتے ہیں کہ یہ مضمون اسی آیت سے ماخوذ ہے جو فرمایا: لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ۔ اے سننے والے نہ دھوکہ دے تجھے کھلے بندوں پھرنا کافروں کا شہروں میں۔

وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ۔ بھی آیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں اور ہم ان کی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کتا پھیلائے ہوئے ہیں اپنی کلائیاں غار کی چوکھٹ پر۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ نُقَلِّبُهُمْ اور فِيْ تَقَلُّبِهِمْ کے یہ معنی ہیں کہ وہ بے فکر کروٹیں لیتے رہیں گے اور ہمارا عذاب انہیں پکڑ لے گا۔

''اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ اَیْ بِالْمَخَافَةِ وَحَذْرٌ مِنَ الْهَلَاكِ وَالْعَذَابِ بِاَنْ يُّهْلِكَ قَوْمًا قَبْلَهُمْ اَوْ يَحْدُثُ حَالَاتٌ يُخَافُ مِنْهَا غَيْرَ ذَالِكَ كَالرِّيَاحِ الشَّدِيْدِ وَالصَّوَاعِقِ وَالزِّلْزَالِ فَيَتَخَوَّفُوْا فَيَاْخُذَهُمْ بِالْعَذَابِ۔

ایسے خوفناک اور ڈرانے والے امور ظاہر ہوں جس سے پہلی قومیں ہلاک ہو چکی ہیں مثل سخت آندھی یا کڑک بازیوں کے تو اس میں وہ مبتلا ہو کر عذاب سے ہلاک ہوں۔

''فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ بے شک تمہارا رب مہربان اور رحم کرنے والا ہے''۔ اور عذاب نازل فرمانے میں جلدی نہیں کرتا۔

''اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ۔ اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے پیدا کی اس کی پرچھائیں دائیں اور بائیں جھکتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے خوف کرتے ہیں اپنے رب کا اپنے اوپر اور وہ ہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو''۔

سجدہ کی بحث ہم اول کر چکے ہیں مختصر طور پر یہاں بھی دہراتے ہیں۔

سجدہ دو صورتوں پر ہے ایک سجدۂ اطاعت یہ عبادت ہے جیسا کہ مسلمانوں کا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

دوسرا سجدہ انقیاد و خضوع کے لئے جیسا کہ سایہ دار درخت اور سایہ کا سجدہ یہ ہر چیز کا سجدہ اس کی حسب حیثیت ہے۔ مکانوں اور ملائکہ علیہم السلام کا سجدہ سجدۂ اطاعت ہے اور یہ عبادت میں داخل ہے اور اس کے ماسوا جو سجدے ہیں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں آیا ہے اور وہ سجدۂ انقیاد و خضوع ہے اور یہ بھی مخصوص بذات الٰہی عزوجل ہے غیر کے لئے نہیں۔

اور وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ ملائکہ علیہم السلام بھی انسان کی طرح مکلف بالاحکام ہیں۔

اور جب یہ واضح و لائح ہو گیا کہ آسمان زمین کی کل کائنات اللہ عزوجل کے حضور خاضع و خاشع اور متواضع ہے تو سب

www.waseemziyai.com

ایک ہی ذات کے عابد و مطیع ہوئے تو سب اسی کے مملوک اور اس کے تحت قدرت وتصرف ثابت ہوئے تو اس کے غیر کے حضور کسی قسم کا سجدہ کرنا قطعاً ناروا ہوا اور اسی لئے شرک سے منع کیا گیا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾

اور فرما دیا اللہ نے نہ ٹھہراؤ دو خدا وہ تو ایک ہی خدا ہے تو مجھ ہی سے ڈرو۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کے دین کے فرمانبرداری لازم ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرو گے۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ۚ ﴿۵۳﴾

اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت سو وہ اللہ کی طرف سے ہے پھر جب پہنچتی ہے تمہیں کوئی تکلیف تو اسی کی پناہ میں جاتے ہو۔

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۙ ﴿۵۴﴾

پھر جب کھول دیتا ہے تم سے برائی کو تو تمہارا ایک فریق اپنے رب سے شرک کرنے لگتا ہے۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

تاکہ ناشکری کرے ہمارے دیئے ہوئے سے تو برت لو کچھ دن تو عنقریب جان لوگے۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور کرتے ہیں ان کے لئے جنہیں نہیں جانتے حصہ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے قسم بخدا کہ تم ضرور پوچھے جاؤ گے جو کچھ تم جھوٹ باندھتے ہو۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور بناتے ہیں اللہ کی بیٹیاں اسے پاکی ہے اور اپنے لئے جو چاہتے ہیں۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚ ﴿۵۸﴾

اور جب انہیں بشارت دی جائے بیٹی کی تو دن میں اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے۔

يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

چھپتا پھرتا ہے قوم سے بری بشارت کی وجہ میں کیا اسے گاڑ دے ذلت کے ساتھ یا دبا دے گا مٹی میں خبردار برا ہے جو فیصلہ کیا ہے۔

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع

ان کا جو ایمان نہ لائے آخرت میں برا حال ہے اور اللہ کے لئے سب بلند شان ہے اور وہ عزت وحکمت والا ہے۔

www.waseemziyai.com

33
33

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَقَالَ - اور فرمایا
اثْنَيْنِ - دو
وَّاحِدٌ - ایک ہے
مَا - جو
وَلَهُ - اور اسی کا
اللّٰهِ - اللہ کے
مِّنْ نِّعْمَةٍ - نعمت ہے
الضُّرُّ - تکلیف
كَشَفَ - کھولتا ہے
فَرِيْقٌ - ایک فریق
لِيَكْفُرُوْا - تاکہ انکار کریں
فَسَوْفَ - تو جلدی
الْبَنٰتِ - بیٹیاں
يَشْتَهُوْنَ - وہ چاہیں
بِالْاُنْثٰى - لڑکی کی
وَّهُوَ - اور وہ ہوتا ہے
مِنْ سُوْٓءِ - برائی
اَيُمْسِكُهٗ - کیا روک رکھے اسے
اَمْ - یا
سَآءَ - برا ہے
لَا يُؤْمِنُوْنَ - جو نہیں ایمان لاتے
وَلِلّٰهِ - اور اللہ کے لئے
الْعَزِيْزُ - غالب ہے

اللّٰهُ - اللہ نے
اِنَّمَا - اس کے سوا نہیں
فَاِيَّايَ - تو خاص مجھ سے
فِي السَّمٰوٰتِ - آسمانوں میں ہے
الدِّيْنُ - دین
تَتَّقُوْنَ - ڈرتے ہو
فَمِنَ اللّٰهِ - وہ اللہ سے ہے
فَاِلَيْهِ - تو اسی کی
الضُّرَّ - تکلیف
مِّنْكُمْ - تم میں سے
بِرَبِّهِمْ - اپنے رب سے
بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ - اس کا جو دیا ہم نے تمہیں
تَعْلَمُوْنَ - جانو گے تم
سُبْحٰنَهٗ - وہ پاک ہے
وَاِذَا - اور جب
ظَلَّ - تو ہو جاتا ہے
وَجْهُهٗ - اس کا منہ
يَتَوَارٰى - چھپتا ہے
بُشِّرَ - جو خبر دیا گیا
عَلٰى - اوپر
فِي التُّرَابِ - مٹی میں
يَحْكُمُوْنَ - فیصلہ کرتے ہیں
مَثَلُ - مثال ہے
الْاَعْلٰى - بلند

لَا تَتَّخِذُوْٓا - نہ بناؤ
هُوَ - وہ
فَارْهَبُوْنِ - ڈرو
وَاصِبًا - لازم ہے
وَمَا - اور جو بھی
ثُمَّ اِذَا - پھر جب
تَجْـَٔرُوْنَ - پناہ لیتے ہو
عَنْكُمْ - تم سے
بِرَبِّهِمْ - اپنے رب سے
فَتَمَتَّعُوْا - تو فائدہ اٹھاؤ
وَيَجْعَلُوْنَ - اور بناتے ہیں
وَلَهُمْ - اور ان کے لئے ہے
بُشِّرَ - خبر دیا جاتا ہے
وَجْهُهٗ - اس کا منہ
يَتَوَارٰى - چھپتا ہے
بُشِّرَ - جو خبر دیا گیا
بِهٖ - اس کی
هُوْنٍ - ذلت کے
اَلَا - خبردار
يَحْكُمُوْنَ - فیصلہ کرتے ہیں
مَثَلُ - مثال ہے
الْاَعْلٰى - بلند

اِلٰهَيْنِ - خدا
اِلٰهٌ - خدا
وَلَهٗ - اور اسی کا ہے
وَالْاَرْضِ - اور زمین میں
اَفَغَيْرَ - کیا سوائے
بِكُمْ - تمہارے پاس
مَسَّكُمُ - پہنچتی ہے تمہیں
ثُمَّ اِذَا - پھر جب
اِذَا - تو ناگہاں
يُشْرِكُوْنَ - شرک کرتے ہیں
فَتَمَتَّعُوْا - تو فائدہ اٹھاؤ
لِلّٰهِ - اللہ کے لئے
مَّا - جو
اَحَدُهُمْ - کوئی ان کا
مُسْوَدًّا - سیاہ
مِنَ الْقَوْمِ - قوم سے
بِهٖ - اس کی
هُوْنٍ - ذلت کے
اَلَا - خبردار
لِلَّذِيْنَ - ان کے لئے
السَّوْءِ - بری
وَهُوَ - اور وہ

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

''وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ۔ اور فرمایا اللہ نے نہ ٹھہراؤ دو خدا وہ تو ایک ہی خدا ہے تو مجھی سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے تو کیا سوا اللہ کے کسی غیر سے ڈرو گے''۔

MARKAZUL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

یہ اعلان اس بناء پر کیا گیا کہ دو خدا کا تصور ممتنع العقل ہے چنانچہ قرآن کریم میں برہان قاطع کے بیان میں فرمایا گیا: لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ اگر ایک خدا کے سوا چند خدا ہوتے تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔

اس لئے کہ ہر خدا اپنی مشیت وارادہ میں دوسرے خدا کا پابند نہیں ہوتا اگر ہوتا تو پھر ایک ہی خدا الہ الحق رہ جاتا اور اگر مِنْ حَيْثُ هُوَ هُوَ یہ دوسرا خدا بھی قادر ہوتا تو جب ایک خدا کسی شے کو بنانا چاہتا ممکن ہے کہ دوسرا خدا اسے مٹانا چاہتا ایک زندہ کرتا دوسرا مار دیتا بنابریں فرمایا گیا لَفَسَدَتَا فساد عام ہو جاتا لہٰذا عقل اس امر کی متقاضی ہے کہ قادر و قیوم محی و ممیت خالق و رازق ایک ہی ہو دو ہونا خلاف عقل ہے۔

''اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ وہ تو ایک ہی خدا ہے تو مجھی سے ڈرو''۔

''فَارْهَبُوْنِ۔ رہب سے ہے یعنی خوف تو اس کے معنی یہ ہوئے: اِنْ رَهِبْتُمْ شَيْئًا فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ اگر تم کسی شے سے ڈرتے ہو تو مجھی سے ڈرو۔

''وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے''۔

''وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا۔ اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے''۔

''اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ''۔ وَلَهُ الدِّيْنُ وَحْدَهٗ اَيِ الطَّاعَةُ وَالْاِنْقِيَادُ وَاصِبًا اَیْ وَاجِبًا لَازِمًا لَازَوَالَ لَهٗ۔

''لَهُ الدِّيْنُ۔ کے معنی اطاعت وانقیاد ہے اور وَاصِبًا کے معنی وَاجِبًا کے معنی ہیں یعنی واجب ولازم اطاعت جس کو کبھی زوال ہی نہیں صرف اور صرف اسی کی ہے۔

اور ربیع بن انس رحمہ اللہ نے وَاصِبًا کے معنی خَالِصًا کے کئے ہیں۔

اور فراء رحمہ اللہ نے کہا: اَلْوَاصِبُ الدَّائِمُ۔

آگے اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ۔ یہ ہمزہ انکار کے لئے ہے اور ف تعقیب کے لئے یعنی جب یہ کائنات اسی کے تحت تصرف ہے اور اسی کی اطاعت خالص دوامی اور لازم وواجب ہے تو کیا پھر بھی اس کے غیر سے ڈرو گے یعنی اسی سے ڈرنا لازم ہے۔

''وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ۔ یعنی کوئی ایسی نعمت نہیں جو تمہیں ملی مگر وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ پھر پہنچتی ہے تمہیں کوئی برائی تو اسی کی طرف جہر اور صیاح کرتے ہو''۔

یعنی تضرع اور زاری اسی کی طرف کرتے ہو تَجْـَٔرُوْنَ جؤار سے ہے اور جؤار اصل میں صیاح الوحش یعنی جنگلی جانوروں کی چیخ کو کہتے ہیں اس کا استعمال محاورہ عرب میں رفع صوت بالدعا میں ہو گیا جس کے حاصل معنی تضرع وزاری کے ہو گئے۔

''ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ۔ پھر جب کھول دی تمہاری تکلیف تم سے تو تم میں ایک فریق وہ ہے جو اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے تاکہ کفران نعمت کریں ان سے جو ہم نے انہیں عطا کیا۔ فَتَمَتَّعُوْا تو کچھ دن متمتع ہو لو پھر عنقریب جان لوگے''۔

چند روز آرام عیش کے ساتھ زندگی گزار لو اور اس کے بعد اس ناشکری کا نتیجہ پالو گے''۔

''وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا۔ اور کرتے ہیں ان کے لئے جنہیں نہیں جانتے حصے ہمارے دیئے ہوئے

www.waseemziyai.com

رزق سے۔ تَاللّٰہِ قسم بخدا تم سے ضرور سوال ہونا ہے اس سے جو جھوٹ باندھتے ہو‘‘۔

یعنی بتوں کے نام کا حصہ لات ومنات کا حصہ جن کے متعلق انہیں ان کا نافع وضار ہونا معلوم ہی نہیں مگر ان کے لئے چڑھاوے اور بھینٹ نکالتے ہو ان کے متعلق تم پوچھے جاؤ گے اور ضرور تم سے باز پرس ہوگی کہ یہ افتراء پردازی تم نے کس سے سیکھی اور کیوں کی۔

’’وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ۔ اور بناتے ہیں اللہ کے لئے بیٹیاں۔ سُبْحٰنَهٗ اس کے لئے پاکی ہے اور اپنے لئے جو جی چاہتا ہے کرتے ہیں اور جب خوشخبری دی جائے بیٹی ہونے کی تو دن بھر ان کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے چھپتا پھرتا ہے قوم سے اس بشارت کے بری ہونے کے باعث کیا اسے روکے رکھے گا ذلت پر یا اسے دبا دے گا مٹی میں خبردار برا ہے جو تم نے فیصلہ کیا‘‘۔

ظَلَّ۔ اَیْ صَارَ۔ یعنی ہو جاتا ہے وَاَصْلُ مَعْنَى الظَّلِّ اَقَامَ نَهَارًا۔ یعنی دن بھر

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا مِنَ الْكَابَةِ وَالْحَيَاءِ مِنَ النَّاسِ۔ دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے رنج اور لوگوں سے شرم کے باعث وَاِسْوِدَادِ الْوَجْهِ كِنَايَةٌ عَنِ الْعُبُوْسِ وَالْغَمِّ وَالْفِكْرَةِ وَالنَّفْرَةِ الَّتِىْ لَحِقَتْهُ بِوِلَادَةِ الْاُنْثٰى۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کفار مکہ میں خوف شماتت اور شرم خاوند کے باعث ان کے یہاں لڑکی کا ہونا معیوب ومنحوس سمجھا جاتا تھا حتیٰ کہ جب بچہ پیدا ہوتا معلوم کرتے کیا ہوا۔ اگر بیٹا ہوتا تو معلوم کر کے خوشی اور مسرت کرتے اور اگر معلوم ہوتا کہ بیٹی ہوئی ہے تو اس کا گلا گھونٹ کر اسے دفنا دیتے یا زندہ ہی گاڑ آتے اور اس کی خبر بھی دینا موجب شرم سمجھتے۔

وَّهُوَ كَظِيْمٌ اَیْ مَمْلُوٌّ غَيْظًا وَاَصْلُ الْكَظْمِ مَخْرَجُ النَّفْسِ – كَظِيْمٌ۔ کے معنی غصہ سے بھر جانے کے ہیں اور اصل میں کظم سانس نکالنے کو کہتے ہیں اور کظم الغیظ کے معنی فیصلہ کرنے اور روکنے کے بھی ہیں تو یہاں یہ معنی ہوئے کہ ٹھنڈی سانس لے کر اپنے غصہ کو دباتا ہے۔

اور جہالت پر جہالت یہ تھی کہ پیدا ہونا من جانب اللہ عزوجل ہوتا ہے خواہ لڑکی یا لڑکا اس میں عورت کا کوئی قصور نہیں لیکن مشرکین مکہ عورت پر ناراض ہوتے تھے کہ اس نے لڑکی کیوں جنی۔

چنانچہ اصمعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے لڑکی جنی اس کا نام زلفاء رکھا اس کے خاوند کو جب علم ہوا تو اس نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے اس پر رباعی کہی:

مَا لِاَبِی الزَّلْفَاءِ لَا يَاتِيْنَا يَظَلُّ فِى الْبَيْتِ الَّذِىْ يَلِيْنَا

يَوَدُّ اَنْ لَّا نَلِدَ الْبَنِيْنَا وَاِنَّمَا نَاْخُذُ مَا يُعْطِيْنَا

زلفاء کے باپ کو کیا ہوا کہ ہمارے گھر نہیں آیا۔ دن بھر اس گھر میں رہا جو ہمارے ہی قریب ہے۔

ایسا انتظام کر دے کہ ہم منفرد رہیں اور ہم اولاد نہ جنیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہم تو وہی لیں گے جو ہمیں دیا جائے گا۔

اور فرماتے ہیں: وَالْفَقِيْرُ قَدْ رَاَيْتُ مَنْ طَلَّقَ زَوْجَتَهٗ لِاَنَّهَا وَلَدَتْ اُنْثٰى۔ ایک فقیر کو میں نے دیکھا کہ اپنی بیوی کو اس نے اس وجہ سے طلاق دے دی کہ اس نے لڑکی جنی۔

تو اللہ تعالیٰ تعریضاً فرماتا ہے کہ تم ہمارے لئے تو لڑکیاں فرشتوں کو ستاروں کو سورج کو بناتے ہو اور اپنے لئے لڑکی اتنی

www.waseemziyai.com

معیوب سمجھتے ہو کہ

''یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ۔ چھپتا پھرتا ہے قوم سے بشارت کے بری ہونے پر''۔ یَتَوَارٰی کے معنی یَسْتَخْفِیْ کے ہیں یعنی چھپانے کے۔

وَیُرْوٰی اَنَّ بَعْضَ الْجَاهِلِیَّةِ یَتَوَارٰی فِی حَالِ الطَّلْقِ فَاِنْ اُخْبِرَ بِذَکَرٍ ابْتَهَجَ اَوْ بِاُنْثٰی حَزِنَ وَ بَقِیَ مُتَوَارِیًا اَیَّامًا یُدَبِّرُ فِیْهَا مَا یُصْنَعُ۔

روایت ہے کہ بعض اہل جاہلیت ایام حمل کے گزرنے پر جب وضع حمل کے دن آتے تو چھپ جاتے پھر اگر لڑکے کی خبر پاتے تو خوش ہوتے اور اگر لڑکی کی اطلاع پاتے غمگین ہو کر لوگوں سے اپنے کو چھپاتے پھرتے اور سوچتے کہ اس کا کیا کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اَیُمْسِکُهٗ عَلٰی هُوْنٍ۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا''۔ اَیْ یَتْرُکُهٗ وَ یُرَبِّیْهِ عَلٰی هُوْنٍ اَیْ ذُلٍّ۔ یعنی اسے ذلت کے ساتھ چھوڑے گا۔

''اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ۔ یا اسے مٹی میں دبا دے گا''۔

یَدُسُّهٗ اَیْ یُخْفِیْهِ فِی التُّرَابِ وَالْمُرَادُ یَئِدُهٗ وَ یَدْفِنُهٗ حَیًّا حَتّٰی یَمُوْتَ وَ اِلٰی هٰذَا ذَهَبَ السُّدِّیُ وَ قَتَادَةُ وَ ابْنُ جُرَیْجٍ وَ غَیْرُهُمْ وَ قِیْلَ الْمُرَادُ اِهْلَاکُهٗ سَوَاءٌ کَانَ بِالدَّفْنِ حَیًّا اَمْ بِاَمْرٍ اٰخَرَ فَقَدْ کَانَ بَعْضُهُمْ یُلْقِیَ الْاُنْثٰی مِنْ شَاهِقٍ۔

رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَ قَدْ کَانَتْ لِیْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ بِنْتٌ وَ اَمَرْتُ اِمْرَاَةً اَنْ تُزَیِّنَهَا وَ اَخْرَجْتُهَا فَلَمَّا انْتَهَیْتُ اِلٰی وَادٍ بَعِیْدِ الْقَعْرِ اَلْقَیْتُهَا فَقَالَتْ یَا اَبَتِ قَتَلْتَنِیْ فَلَمَّا ذَکَرْتُ قَوْلَهَا لَمْ یَنْفَعْنِیْ شَیْءٌ فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَدْ هَدَمَهُ الْاِسْلَامُ وَ مَا فِی الْاِسْلَامِ یَهْدِمُهُ الْاِسْتِغْفَارُ وَ کَانَ بَعْضُهُمْ یُغْرِقُهَا وَ بَعْضُهُمْ یَذْبَحُهَا۔

یَدُسُّهٗ۔ کے معنی مٹی میں چھپانے کے ہیں اور اس سے مراد زندہ درگور کر دینا ہے جسے موؤدۃ کہتے ہیں یا دفن کر دینا زندہ کا حتیٰ کہ مر جائے اور یہی تحقیق سدی اور قتادہ اور ابن جریج رحمہم اللہ وغیرہم کی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ دساس کے معنی ہلاک کر دینے کے ہیں عام اس سے کہ دفن کیا یا نہیں دفن ہو یا کسی اور طریقہ سے۔ چنانچہ بعض لڑکی کو گڑھے میں ڈال دیتے تھے بعض شاہق یعنی پہاڑ سے لڑھکا دیتے تھے۔

ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا حضور قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جب سے میں مسلمان ہوا میں نے ایمان کی حلاوت نہیں پائی اس لئے کہ جاہلیت میں میری بیٹی تھی میں نے اپنی بیوی کو کہا اسے سجا پہنا جب اس نے اسے اچھے لباس سے مزین کر دیا تو میں اسے لے کر چلا یہاں تک کہ میں نے اسے ایک جنگل میں لے جا کر ایک گڑھے میں ڈال دیا اور وہ پکارتی رہی ابا جان! کیا مجھے مارنا چاہتے ہو کیا مجھے ہلاک کرنا ہے تو جب تک اس کے یہ کلمے سنتا رہا مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔

www.waseemziyai.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بیان سن کر فرمایا جو کچھ جاہلیت میں کیا اسے اسلام نے مٹا دیا اور جو گناہ اسلام لانے کے بعد ہوا اسے استغفار مٹا دے گی۔

اور اہل جاہلیت میں یہ رواج اتنا عام تھا کہ کوئی تو پانی میں غرق کر دیتا اور کوئی اپنی بیٹی کو ذبح کر ڈالتا۔

''اَلَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ۔ خبردار بہت برا ہے تمہارا محاکمہ''۔

کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہو اور اپنے لئے اسے اتنا معیوب سمجھتے ہو۔

''لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ۔ ان کے لئے جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ان کا حال برا ہے اور اللہ کی شان سب سے بلند و بالا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے''۔

اور وہ والد و ولد سے پاک ہے اور منزہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ جمیع صفات جلال و کمال سے متصف ہے۔

مَثَلُ السَّوْءِ یَعْنِیْ صِفَۃَ السَّوْءِ الَّتِیْ ھِیَ کَالْمَثَلِ الْقَبِیْحِ وَ لِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی اَیِ الصِّفَۃُ الْعَجِیْبَۃُ الشَّانِ الَّتِیْ ھُوَ مَثَلٌ فِی الْعُلُوِّ تَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔ سورۃ نحل۔ پ ۱۴

وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَیْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور اگر اللہ گرفت کرتا لوگوں کو ان کے ظلم پر تو نہ چھوڑتا زمین پر کوئی چلنے والا لیکن مہلت دیتا ہے انہیں ایک مقررہ وقت تک جب ان کا وقت آئے گا نہ پیچھے ہٹیں ایک ساعت اور نہ آگے بڑھیں۔

وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا یَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے لئے وہ جو اپنے لئے کراہت کرتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں زبان سے جھوٹی کہ ان کے لئے بھلائی ہے تو لازم ہوئی ان کے لئے آگ اور وہ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِیُّهُمُ الْیَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۳﴾

قسم بخدا بے شک بھیجے ہم نے کئی امتوں کی طرف تم سے پہلے رسول تو بھلے کر دکھائے ان کے لئے شیطان نے ان کے کام تو وہی ان کا رفیق ہے آج اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾

اور نہیں اتاری ہم نے تم پر کتاب مگر اس لئے کہ ظاہر کرو ان پر جو اختلاف کر رہے ہیں اس میں اور ہدایت و رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

www.waseemziyai.com

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی تو زندہ کیا اس سے زمین کو بعد مرنے کے بے شک اس میں نشانی ہے سننے والوں کو۔

حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَلَوْ۔ اور اگر
بِظُلْمِهِمْ۔ ان کے ظلم پر
مِنْ دَآبَّةٍ۔ کوئی چلنے والا
اِلٰى۔ طرف
جَآءَ۔ آجاتا ہے
سَاعَةً۔ ایک گھڑی
وَيَجْعَلُوْنَ۔ اور بناتے ہیں
وَتَصِفُ۔ اور بیان کرتی ہیں
لَهُمُ۔ ان کے لئے
لَهُمُ۔ ان کے لئے
تَاللّٰهِ۔ خدا کی قسم
اُمَمٍ۔ امتوں کی
الشَّيْطٰنُ۔ شیطان نے
الْيَوْمَ۔ آج کے دن
وَمَآ۔ اور نہیں
اِلَّا۔ مگر
اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کرتے ہیں
لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم
مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
الْاَرْضَ۔ زمین کو
فِيْ۔ بیچ
يَّسْمَعُوْنَ۔ جو سنتے ہیں

يُؤَاخِذُ۔ پکڑے
مَّا۔ تو نہ
وَّلٰكِنْ۔ اور لیکن
اَجَلٍ۔ وقت
اَجَلُهُمْ۔ ان کا وقت
وَّلَا۔ اور نہ
لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے
اَلْسِنَتُهُمُ۔ ان کی زبانیں
الْحُسْنٰى۔ بھلائی ہے
النَّارَ۔ آگ ہے
لَقَدْ۔ بے شک
مِّنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے
اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل
وَلَهُمْ۔ اور ان کے لئے
اَنْزَلْنَا۔ اتاری ہم نے
لِتُبَيِّنَ۔ تاکہ تو ظاہر کرے
فِيْهِ۔ اس میں
يُؤْمِنُوْنَ۔ مومن کے
مَآءً۔ پانی
بَعْدَ۔ بعد
ذٰلِكَ۔ اس کے

اللّٰهُ۔ اللہ
تَرَكَ۔ چھوڑے
يُؤَخِّرُهُمْ۔ وہ مہلت دیتا ہے ان کو
مُّسَمًّى۔ مقرر کی
لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ۔ تو نہیں پیچھے ہٹتے
يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ آگے بڑھتے ہیں
مَا۔ جو
الْكَذِبَ۔ جھوٹ
لَا جَرَمَ۔ لازماً
اَنَّهُمْ۔ اور بے شک وہ
اَرْسَلْنَآ۔ بھیجے ہم نے
فَزَيَّنَ۔ تو خوشنما بنائے
فَهُوَ۔ تو وہ
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
عَلَيْكَ۔ تجھ پر
لَهُمُ۔ ان کے لئے
وَهُدًى۔ اور ہدایت
وَاللّٰهُ۔ اور اللہ نے
فَاَحْيَا۔ تو زندہ کیا
مَوْتِهَا۔ اس کی موت کے
لَاٰيَةً۔ البتہ نشانی ہے

النَّاسَ۔ لوگوں کو
عَلَيْهَا۔ اس پر
فَاِذَا۔ تو جب
يَكْرَهُوْنَ۔ برا جانتے ہیں
اَنَّ۔ کہ بے شک
اَنَّ۔ یقیناً
مُّفْرَطُوْنَ۔ حد سے بڑھتے ہیں
اِلٰى۔ طرف
لَهُمُ۔ ان کے لئے
وَلِيُّهُمُ۔ ان کا دوست ہے
اَلِيْمٌ۔ دردناک
الْكِتٰبَ۔ کتاب
الَّذِيْ۔ وہ کہ
وَّرَحْمَةً۔ اور رحمت
اَنْزَلَ۔ اتارا
بِهٖ۔ اس سے
اِنَّ۔ کہ بے شک
لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم کے

WWW.WASEEMZIYAI.COM
MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع -سورۃ نحل- پ ۱۴

''وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ۔ اور اگر گرفت کرتا اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر نہ چھوڑتا زمین پر کوئی چلنے والا اور لیکن مہلت دیتا ہے ایک مقررہ وقت تک تو جب ان کا وقت آئے گا نہ پیچھے ہٹے ایک ساعت نہ آگے بڑھے''۔

آیت کریمہ کا مفہوم منطوق یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا مواخذہ فرمانے میں اگر عجلت کرتا اور ان کی گرفت ان کی معصیت شعاری پر کرتا تو سب کو ہلاک کر دیتا جو زمین پر چلنے والے ہیں۔

زمین پر چلنے والوں سے مراد یا کافر ہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔

یا یہ معنی ہیں کہ زمین پر چلنے والوں میں سے کسی کو نہ چھوڑتا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو زمین پر رہا وہ ہلاک کر دیا گیا صرف وہی محفوظ رہے جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ زمین پر چلنے والے ظالم ہلاک کر دیتا ان کی نسلیں منقطع ہو جاتیں اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہتا۔

''وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ لیکن انہیں مہلت دیتا ہے ایک مقررہ وعدے تک''۔ یعنی ان کے لئے دنیا کی زندگی کی ایک مقررہ مدت ہے جس میں انہیں مہلت دے دی گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر رحم و کرم ہے وہ مقررہ مدت ان کی عمر کے دن ہیں یا قیامت۔

''فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ تو جب وہ وقت مقررہ آ جائے گا نہ مؤخر ہوگی ایک ساعت نہ آگے بڑھے گی اور اللہ کے لئے وہ کرتے ہیں جو اپنے لئے مکروہ جانتے ہیں'' (یعنی بیٹیاں اور شریک)

جب ان کے لئے بیٹی ہو تو منہ کالا ہو جاتا ہے اپنی قوم سے چھپتے پھرتے ہیں اور اس لڑکی کو جب تک ہلاک نہ کر دیں انہیں چین نہیں آتا اور اپنے ملک میں شریک بھی گوارا نہیں مگر ہمارے لئے دونوں بناتے ہیں لڑکیاں بھی اور شریک بھی۔

''وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى۔ اور تعریف کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ کہ ان کے لئے بھلائی ہے یعنی جنت''۔

کفار باوجود اپنے کفر و شرک اور افتراء کے کہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اس کا شریک ہے یہ کہہ کر بھی گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَادِقًا فِي الْبَعْثِ فَلَنَا الْجَنَّةُ بِمَا نَحْنُ عَلَيْهِ۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اس بات میں کہ مرنے کے بعد خلقت اٹھائی جائے گی تو جنت ہمیں کو ملے گی کیونکہ ہم حق پر ہیں اسی کا رد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ۔ تو لازمی طور پر ان کے لئے آگ ہے اور وہ اپنی ضد میں مفرط ہیں''۔

لَا جَرَمَ۔ اَیْ حَقًّا یہی حق ہے اِنَّ لَهُمْ مَكَانَ مَا زَعَمُوْهُ مِنَ الْحُسْنٰى النَّارُ الَّتِيْ لَيْسَ وَرَاءَ عَذَابِهَا عَذَابٌ۔ کہ ان کے لئے جنت کے بجائے جس کا انہیں گمان ہے آگ ہے اور ایسی آگ ہے کہ اس کے بعد اور اس سے زیادہ عذاب ہی نہیں۔ اس میں لا رد کلام کے لئے کفار پر فرمایا اور جرم بمعنی کسب ہے وَ اِلٰى هٰذَا ذَهَبَ الزُّجَاجُ۔

وقال قطرب جرم بمعنی ثبت و وجب۔ قطرب کے نزدیک جرم کے معنی ثابت ہو گیا اور لازم ہوا کے ہیں۔

ایک قول میں لَا جَرَمَ کے معنی حق کے ہیں۔

اور قرأت حسن اور عیسیٰ بن عمر میں اَنَّهُمْ اِلَيْهَا

www.waseemziyai.com

''وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ' اَیْ مُقَدَّمُوْنَ مُعَجَّلٌ بِهِمْ اِلَیْهَا۔یعنی حد سے بڑھنے والے اور جلدی جانے والے۔

مجاہد اور ابن جبیر اور ابن ہندر حمہم اللہ کہتے ہیں اَیْ مُتْرَکُوْنَ فِی النَّارِ مَنْسِیُّوْنَ فِیْهَا اَبَدًا مِنْ اَفْرَطْتُ فُلَانًا خَلْفِیْ اِذَا تَرَکْتُهٗ وَ نَسِیْتُهٗ – مُّفْرَطُوْنَ۔ کے معنی چھوڑ دیئے گئے جہنم میں اور اس میں ڈال کر بھلا دیئے گئے ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں۔

محاورہ میں ہے اَفْرَطْتُ فُلَانًا خَلْفِیْ۔ بولتے ہیں جب ترک کر کے بھلا دیں۔

اور ابن عباس، ابن مسعود اور ابو رجاء اور شیبہ، نافع اور اکثر قراء مدینہ مُفْرِطُوْنَ بِکَسْرِ الرَّاءِ پڑھتے ہیں یعنی اسم فاعل کے ساتھ مِنْ اِفْرَاطِ اللَّازِمِ اِذَا تَجَاوَزَ۔ لازمی افراط کے معنی ہیں جبکہ وہ متجاوز ہو جائے یَعْنِیْ مُتَجَاوِزُوْا الْحُدُوْدِ فِیْ مَعَاصِی اللّٰهِ تَعَالٰی حدود حکم سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بڑھ جانے والے۔

اور ابو جعفر مُفَرِّطُوْنَ بِتَشْدِیْدِ الرَّاءِ وَکَسْرِهٖ پڑھتے ہیں جس کے معنی مُقَصِّرُوْنَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ کے ہوتے ہیں یعنی اللہ کی اطاعت میں قاصر رہنے والے اور مُقَدِّمُوْنَ اِلَی النَّارِ اور جہنم کی طرف بڑھنے والے۔

''تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ۔ (اے محبوب) قسم بخدا ہم نے بھیجے کتنی امتوں کی طرف (اپنے (رسول) فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ تو بھلے کر دکھائے انہیں شیطان نے ان کے عمل''۔

یعنی انہوں نے اپنی بداعمالیوں کو نیکی سمجھ لیا اور ہمارے رسولوں کی ہدایت سے انحراف کیا اور دنیا میں شیطان کے کہے پر چلے۔

''فَهُوَ وَلِیُّهُمُ الْیَوْمَ۔تو آج کے دن وہی ان کا رفیق اور دوست ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے''۔

ولی کی تفصیل ہم پہلے مفصل بیان کر چکے ہیں یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ میں وہاں دیکھی جائے تو یہاں فرمایا کہ وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو کر ذلیل وخوار ہوں گے۔

اور ولی اس جگہ بمعنی ناصر استعمال ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ لَا نَاصِرَ لَهُمْ فِیْ ذَالِکَ الْیَوْمِ تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ آج ان کا معین و مددگار شیطان ہے لیکن آخرت میں شیطان کے سوا ان کا کوئی رفیق نہ ہوگا اور وہ خود گرفتار عذاب ہوگا اس دن وہ ان کی کچھ مدد نہ کر سکے گا۔

''وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ۔اور نہ اتاری ہم نے تم پر یہ کتاب مگر اس لئے کہ تم روشن اور واضح کر دو لوگوں پر جس بات میں وہ اختلاف کریں اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے''۔

''وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔اور اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی''۔

''فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔تو اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرجانے کے بعد بے شک اس میں نشانی ہے ان کو جو گوش قبول سے سنیں''۔

آیہ کریمہ میں الْکِتٰبَ سے مراد قرآن کریم ہے اور لِتُبَیِّنَ سے مراد وضاحت احکام و امور دین ہیں اور اَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ سے مراد روئیدگی، سرسبزی و شادابی ہے اور زمین کی موت سے مراد خشک سالی اور بے سبزہ و بے گیاہ ہو جانا ہے اور لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو گوش قبول سے سن کر سمجھتے ہیں غور کرتے ہیں کہ حی قادر و قیوم نے زمین کو اس کی

www.waseemziyai.com

موت یعنی بنجر ہو جانے کے بعد قوت نامیہ بخشی جو درحقیقت زندہ کرنے کے حکم میں ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد زندہ کرنے پر کیوں نہ قادر ہوگا۔

یَّسْمَعُوْنَ۔ کے معنی مولیٰ ابن کمال فرماتے ہیں: اُرِیْدَ بِهِ السَّمْعُ الْقُبُوْلُ۔ سمع سے یہاں مراد سمع قبول ہے۔

اب موت کے معنی محاورہ عرب میں جیسے ہیں وہ مفردات امام راغب رحمہ اللہ اور منجد سے ہم اس جگہ پیش کرتے ہیں۔

(منجد) مَاتَ یَمُوْتُ مَوْتًا – حَلَّ بِهِ الْمَوْتُ وَ فَارَقَتِ الرُّوْحُ جَسَدَهٗ۔ جب موت حائل ہو جائے تو روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔

مَاتَتِ الرِّیْحُ سَکَنَتْ۔ ہوا کا مرنا اس کا سکون ہے۔

مَاتَتِ النَّارُ – بَرُدَ رَمَادُهَا۔ آگ مرگئی یعنی اس کی راکھ سرد ہوگئی۔

مَاتَ الْحَرُّ – اَیْ زَالَ۔ گرمی مرگئی یعنی زائل ہوگئی۔

مَاتَ الْبَرْدُ۔ سردی کے ازالہ پر مستعمل ہے۔

مَاتَتِ الْخَمْرُ – سَکَنَ غِلْیَانُهَا۔ جبکہ اس کا جوش سکون پر آ جائے۔

مَاتَ الثَّوْبُ – بَلِیَ۔ کپڑا گل جائے تو بولتے ہیں۔

مَاتَ الْمَکَانُ – خَلَا مِنَ الْعِمَارَةِ۔ جب کہ اس کی عمارت نہ رہے اور اس کے رہنے والے اسے خالی کر دیں۔

مَاتَ فَوْقَ الرَّحْلِ – اَیِ اسْتَنْقَلَ فِیْ نَوْمِهٖ۔ سواری پر چلتے سو گیا۔

مَاتَ اللَّحْمُ – بَالَغَ فِیْ نَضْجِهٖ۔ جبکہ پکا کر اسے ریشہ ریشہ کر دیا جائے۔

مَاتَ الْقَلْبُ – اِذَا ضَعُفَ۔ دل مرگیا جبکہ ضعف آ جائے۔

اَلْمَوْتُ وَالْمَوْتَةُ – زَوَالُ الْحَیَاتِ عَمَّنْ کَانَتْ فِیْهِ۔

راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں:

مَوْتٌ – اَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسْبِ اَنْوَاعِ الْحَیَاتِ۔ موت کی قسمیں بموجب اقسام حیات ہوتی ہیں۔

فَالْاَوَّلُ مَا هُوَ بِاِزَاءِ الْقُوَّةِ النَّامِیَةِ الْمَوْجُوْدَةِ فِی الْاِنْسَانِ وَ الْحَیَوَانَاتِ وَ النَّبَاتَاتِ نَحْوُ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا – اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا۔

موت کی قسمیں قوت نامیہ کی کیفیت پر منقسم ہیں۔ انسان، حیوان اور نباتات میں جیسے یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اور اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا۔ اس میں قوۃ نامیہ کے زوال پر موت کا لفظ مستعمل ہوا۔

زوال قوت حاسہ کے معنی میں جیسے یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا اور عَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا۔

اَلثَّالِثَةُ زَوَالُ الْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ وَ هِیَ الْجَهَالَةُ نَحْوُ اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ – فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی۔ یعنی تم بے عقلوں کو نہیں سنا سکتے۔

اَلرَّابِعُ الْحُزْنُ الْمُکَدِّرُ لِلْحَیَاةِ۔ جیسے وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ زندگی تلخ ہونے کے معنی میں بھی موت کا استعمال ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اَلْخَامِسُ الْمَنَامُ۔ نیند کے معنی میں فَقِیْلَ النَّوْمُ مَوْتٌ خَفِیْفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِیْلٌ جیسے وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ - اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا - وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ۔

زَوَالُ الْقُوَّةِ الْحَیَوَانِیَّةِ وَ اِبَانَةُ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ۔ قوت حیوانیہ کے زوال اور روح کا جسم سے علیحدہ ہونا بھی موت ہے جیسے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ یہ تو زوال قوت نامیہ کے معنی میں ہے۔

تحلل کے معنی میں اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ہے یَعْنِیْ سَتَمُوْتُ عنقریب تم کو مرنا ہے اس لئے کہ لَا بُدَّ لِاَحَدٍ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ ہر ایک کے لئے کسی نہ کسی قسم کی موت لازمی ہے یہاں موت میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ موت ابانت روح عند الجسد نہیں ہے بَلْ هُوَ اِشَارَةٌ اِلٰی مَا یَعْتَرِی الْاِنْسَانَ فِیْ كُلِّ حَالٍ مِّنَ التَّحَلُّلِ وَالنَّقْصِ فَاِنَّ الْبَشَرَ مَادَامَ فِی الدُّنْیَا یَمُوْتُ جُزْءً فَجُزْءً ا۔

اسی بنا پر میت اور مائت میں فرق کیا گیا ہے چنانچہ اَلْمَائِتُ هُوَ الْمُتَحَلِّلُ۔ میت مائت سے متحلل کے معنی میں ہے اور میت میتہ سے موت کے معنی دیتا ہے۔

عدم تخضر کے معنی میں مستعمل ہے سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ - بَلْدَةً مَّیْتًا۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾

اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت حاصل ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس سے جو اس کے پیٹ میں گوبر اور خون سے دودھ خالص گلے سے آسان اترتا پینے والوں کے لئے۔

وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

اور پھلوں سے کھجور اور انگور کے کہ بناتے ہو اس سے نبیذ اور اچھا رزق بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کے لئے۔

وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور الہام کیا تمہارے رب نے مکھی کو یہ کہ بنائے پہاڑوں میں گھر اور درختوں اور چھتوں میں۔

ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾

پھر کھا ہر قسم کے پھلوں سے تو چل اپنے رب کی راہیں جو تیرے لئے نرم و آسان ہیں نکالتا ہے اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں اس میں شفاء ہے لوگوں کے لئے بے شک اس میں نشانی ہے غور کرنے والوں کو۔

www.waseemziyai.com

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں وفات دی اور تم میں وہ بھی ہے جو پھیرا جاتا ہے ذلیل عمر کی طرف تا کہ نہ جانے بعد جاننے کے کچھ اور بے شک اللہ جاننے والا قادر ہے۔

حل لغات نواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَاِنَّ - اور بے شک
لَكُمْ - تمہارے لئے
فِي - میں
الْاَنْعَامِ - چارپایوں کے
لَعِبْرَةً - یقیناً عبرت ہے
نُسْقِيْكُمْ - پلاتے ہیں ہم تمہیں
مِّمَّا - اس سے
فِيْ بُطُوْنِهٖ - جو اس کے پیٹوں میں ہے
مِنْۢ بَيْنِ - درمیان
فَرْثٍ - گوبر
وَّدَمٍ - اور خون سے
لَّبَنًا - دودھ
خَالِصًا - خالص
سَآئِغًا - خوشگوار
لِّلشّٰرِبِيْنَ - پینے والوں کے لئے
وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ - اور کھجور کے پھلوں
وَالْاَعْنَابِ - اور انگور سے
تَتَّخِذُوْنَ - تم بناتے ہو
مِنْهُ - اس سے
سَكَرًا - نبیذ
وَرِزْقًا - اور رزق
حَسَنًا - اچھا
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ - بے شک اس میں
لَاٰيَةً - البتہ نشانی ہے
لِّقَوْمٍ - واسطے قوم
يَّعْقِلُوْنَ - عقلمند کے
وَاَوْحٰى - اور وحی کی
رَبُّكَ - تیرے رب نے
اِلَى - طرف
النَّحْلِ - شہد کی مکھی کے
اَنِ - یہ کہ
اتَّخِذِيْ - بنا
مِنَ الْجِبَالِ - پہاڑوں میں
بُيُوْتًا - گھر
وَّمِنَ الشَّجَرِ - اور درختوں پر
وَمِمَّا - اور اس سے جو
يَعْرِشُوْنَ - مکان بناتے ہیں
ثُمَّ - پھر
كُلِيْ - کھا
مِنْ كُلِّ - ہر طرح کے
الثَّمَرٰتِ - پھل
فَاسْلُكِيْ - پھر چل
سُبُلَ - راستوں پر
رَبِّكِ - اپنے رب کے
ذُلُلًا - نرمی سے
يَخْرُجُ - نکلتا ہے
مِنْۢ بُطُوْنِهَا - اس کے پیٹوں
میں سے
شَرَابٌ - شربت
مُّخْتَلِفٌ - مختلف ہیں
اَلْوَانُهٗ - اس کے رنگ
فِيْهِ - اس میں
شِفَآءٌ - شفاء ہے
لِّلنَّاسِ - لوگوں کے لئے
اِنَّ - بے شک
فِيْ ذٰلِكَ - اس میں
لَاٰيَةً - نشانی ہے
لِّقَوْمٍ - واسطے قوم
يَّتَفَكَّرُوْنَ - سمجھ دار کے
وَاللّٰهُ - اور اللہ نے
خَلَقَكُمْ - تمہیں پیدا کیا
ثُمَّ - پھر
يَتَوَفّٰىكُمْ - تمہیں مارے گا
وَمِنْكُمْ - اور بعض تم سے
مَّنْ - وہ ہے جو
يُّرَدُّ - پھیرا جاتا ہے
اِلٰٓى - طرف
اَرْذَلِ - نکمی
الْعُمُرِ - عمر کے
لِكَيْ لَا - تا کہ نہ
يَعْلَمَ - جانے
بَعْدَ - بعد
عِلْمٍ - جاننے کے
شَيْـًٔا - کچھ بھی
اِنَّ - بے شک
اللّٰهَ - اللہ
عَلِيْمٌ - جاننے والا ہے
قَدِيْرٌ - قدرت والا

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

''وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً - اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں سبق عبرت ہے''۔

WARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

آلوسی فرماتے ہیں: اَیْ مُعْتَبِرًا یَعْتَبِرُ بِهٖ مِنَ الْجَهْلِ اِلَی الْعِلْمِ وَاَصْلُ مَعْنَی الْعِبْرِ وَ الْعُبُوْرِ التَّجَاوُزُ مِنْ مَحَلٍّ اِلٰی اٰخَرِہٖ۔ یعنی چوپایوں کے حالات دیکھنے سے ایسا سبق عبرت ملتا ہے کہ انسان جہل سے علم کی طرف آجاتا ہے۔

وَاَصْلُ مَعْنَی الْعِبْرِ وَ الْعُبُوْرِ۔ عبر اور عبور کے اصل معنی تجاوز کے ہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر۔

وَقَالَ الرَّاغِبُ الْعُبُوْرِ بِتَجَاوُزِ الْمَاءِ بِسَبَاحَةٍ وَ نَحْوِهَا۔ راغب کہتے ہیں عبور کہتے ہیں پانی سے پار ہونے کو تیر کر یا کسی طرح۔

وَالْمَشْهُوْرُ عُمُوْمُهٗ فَاِطْلَاقُ الْعِبْرَةِ عَلٰی مَا یُعْتَبَرُ بِهٖ۔ اور مشہور معنی اطلاق پر ہیں یعنی ایسے دلائل جس سے عبرت حاصل ہو تو

وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً۔ کے معنی یہ ہوئے کہ تمہارے لئے چوپایوں میں سبق عبرت ہے اگر تم غور کرو تو بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہو اور تم پر حکومت الٰہیہ کے عجائب وغرائب کا انکشاف ہو سکتا ہے کہ

''نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔ تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ آسانی سے اترتا پینے والوں کے لئے''۔

ایسا خالص دودھ جس میں کسی دوسری چیز کی آمیزش بھی نہیں باآنکہ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ حیوان کے جسم میں ایک ہی مقام ہے جہاں چارا گھاس بھوسہ وغیرہ پہنچتا ہے اور اسی چارے سے دودھ، خون، گوبر پیدا ہوتا ہے لیکن دودھ گوبر سے علیحدہ اور خون دودھ سے علیحدہ رہتا ہے حتیٰ کہ خون کا رنگ اور گوبر کی بو تک اس میں نہیں ہوتی ہر چیز اپنی اپنی کیفیت میں خالص اور بے لوث نکلتی ہے اس سے اس صناع مطلق کی عجیب کاری واضح ہوتی ہے۔

اس مضمون سے قبل پہلے رکوع میں مسئلہ بعثت کا بیان ہو چکا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مردوں کو زندہ اٹھائے جانے سے جو کفار مکہ منکر ہیں اس انکار کی وجہ ان کے دو شبہے ہیں۔

ایک یہ کہ'' جو چیز فاسد ہو گئی اور اس کی حیات جاتی رہی اس میں دوبارہ پھر زندگی کس طرح آسکتی ہے''۔

اس شبہ کا ازالہ تو فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا فرما کر کر دیا گیا اور بتا دیا کہ مردہ زمین پر محض بارش کر کے بغیر کسی بیج کے ہم اسے سرسبز کر دیتے ہیں۔ پہلے اس میں سے کیفیت تخضر ونمو جاتی رہی تھی لیکن وہ پھر سرسبز ہوئی تو اگر تم گوش قبول سے سنو تو تمہارے شبہ کے ازالہ کے لئے یہی ایک مثال کافی ہے اور تم سمجھ سکتے ہو کہ فیض قدرت قادر یہ شان رکھتا ہے پھر کسی مردہ کے جسم کے اجزاء منتشرہ کو پھر جمع کر کے حیات تازہ بخش دینا ہمارے لئے کیوں مشکل ہو۔

پھر اسی رکوع میں پہلی آیت میں ظاہر فرمایا کہ گوبر خون میں سے خالص دودھ پلا دینے پر ہم ہی قادر ہیں اور ہماری یہ قدرت روزانہ تمہارے مشاہدہ میں ہے کہ غذا کے مخلوط اجزاء میں سے خالص دودھ تمہیں ملتا ہے اور اس کے قرب وجوار میں جو چیزیں ہیں ان کی آمیزش تو کہاں اس کا رنگ وبو بھی اس میں کبھی نہیں آسکتا۔

پھر اس حکیم مطلق کی حکمت مطلقہ سے کیا بعید ہے کہ انسانی جسم کے اجزاء کو منتشر ہونے کے بعد پھر مجتمع فرما دے۔

شقیق بلخی فرماتے ہیں کہ قدرت کاملہ کا مظاہرہ علیٰ وجہ الکمال یہی ہے کہ چارا گھاس جس سے گوبر خون بن رہا ہے اسی سے صاف دودھ ایسا آئے کہ کسی چیز کی بو اور رنگ بھی نہ آئے ہمیں چاہئے تو یہ تھا کہ جیسے اس نے ہمیں دودھ گوبر خون سے علیحدہ کر

www.waseemziyai.com

کے صاف ستھرا عطا فرمایا ہم بھی اپنی طرف سے اس کی عبادت ایسی خالص کریں کہ اس میں بوئے ریا اور نجاست ہوا و حرص کا شائبہ بھی نہ ہوتا کہ شرف قبول سے مشرف ہوں لیکن اس کی خالص نعمتوں کے شکر میں ہم مخلصانہ اطاعت سے بھی محروم ہیں۔

فرث کی تعریف علامہ آلوسی رحمہ اللہ یوں کہتے ہیں: اَلْفَرْثُ عَلٰی مَا فِی الصِّحَاحِ الرِّجْسُ مَادَامَ فِی الْکَرْشِ وَالْجَمْعُ فُرُوْثٌ۔ فرث بروایات صحیحہ سرگین یعنی گوبر ہے جب تک وہ اوجڑی میں ہے اور اس کی جمع فروث ہے۔

وَ فِی الْبَحْرِ کَثِیْفٌ مَا یَبْقٰی مِنَ الْمَاکُوْلِ فِی الْکَرْشِ وَالْمَعٰی۔ فرث وہ فضلہ ہے جو ہضم کے بعد اوجڑی اور امعاء میں رہ جاتا ہے۔

وَرَوٰی ذَالِکَ الْکَلْبِیُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اِنَّ الْبَھِیْمَۃَ اِذَا اعْتَلَفَ وَانْضَجَ الْعَلْفَ فِیْ کَرْشِھَا کَانَ اَسْفَلُہٗ فَرْثًا وَ اَوْسَطُہٗ لَبَنًا وَ اَعْلَاہُ دَمًا۔ جانور جب چرتا ہے اور وہ چرا ہوا معدہ میں پکتا ہے تو اس کا نیچے کا حصہ تو گوبر بن جاتا ہے اور اس کے اوسط میں دودھ اور اوپر خون بن جاتا ہے۔

فخر الدین رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَللَّبَنُ وَالدَّمُ لَا یَتَوَلَّدَانِ فِی الْکَرْشِ وَالدَّلِیْلُ عَلَیْہِ الْحِسُّ فَاِنَّ الْحَیَوَانَاتِ تُذْبَحُ دَائِمًا وَلَا یُرٰی فِیْ کَرْشِھَا شَیْءٌ مِنْ ذَالِکَ وَلَوْ کَانَ تَوَلَّدَ مَا ذُکِرَ فِیْہِ لَوَجَبَ اَنْ یُّشَاھَدَ فِیْ بَعْضِ الْاَحْوَالِ۔

دودھ اور خون کرش یعنی اوجڑی میں پیدا نہیں ہوتا اور اس کی دلیل مشاہدہ ہے اس لئے کہ حیوانات ہمیشہ ذبح ہوتے ہیں اور کبھی اس کی اوجڑی میں ایسا نہ دیکھا گیا اور اگر ایسا ہوتا تو لازمی طور پر کبھی تو دیکھا جاتا اس کے بعد کہتے ہیں:

بَلِ الْحَقُّ اَنَّ الْحَیَوَانَ اِذَا تَنَاوَلَ الْغِذَاءُ وَصَلَ اِلٰی مِعْدَتِہٖ وَاِلٰی کَرْشِہٖ اِنْ کَانَ مِنَ الْاَنْعَامِ وَغَیْرِھَا فَاِذَا طَبَخَ وَ حَصَلَ الْھَضْمُ الْاَوَّلُ فِیْہِ فَمَا کَانَ مِنْہُ صَافِیًا اِنْجَذَبَ اِلَی الْکَبِدِ وَمَا کَانَ کَثِیْفًا نَزَلَ اِلَی الْاَمْعَاءِ ثُمَّ ذَالِکَ الَّذِیْ یَحْصُلُ فِی الْکَبِدِ یَنْضَجُ وَ یَصِیْرُ دَمًا وَ ذَالِکَ ھُوَ الْھَضْمُ الثَّانِیْ وَ یَکُوْنُ ذَالِکَ مَخْلُوْطًا بِالصَّفْرَاءِ وَالسَّوْدَاءِ وَ زِیَادَۃِ الْمَائِیَّۃِ۔

صحیح تحقیق یہ ہے کہ حیوان جب غذا کھاتا ہے وہ معدہ اور اوجڑی میں جاتی ہے اگر وہ چوپایہ ہو یا کوئی اور تو جب وہ پک جاتی ہے اور ہضم اول شروع ہو جاتا ہے تو جو اس میں صاف ہوتی ہے وہ تو جگر میں جذب ہو جاتی ہے اور جو حصہ کثیف ہوتا ہے وہ امعاء میں چلا جاتا ہے۔

پھر اس سے جو حاصل ہوتا ہے وہ جگر میں جا کر پکتا ہے اور خون بن جاتا ہے یہ ہضم ثانی ہے اور یہ صفراء کے ساتھ مخلوط ہو کر اس کی تلچھٹ سودا بن جاتی ہے اور زائد اجزاء مائیہ ہو جاتے ہیں۔

وَاَمَّا الصَّفْرَاءُ فَتَذْھَبُ اِلَی الْمَرَارَۃِ وَالسَّوْدَاءِ اِلَی الطِّحَالِ وَالْمَاءِ اِلَی الْکُلْیَۃِ وَ مِنْھَا اِلَی الْمَثَانَۃِ۔ اور صفراء مرارہ (پتہ) میں چلا جاتا ہے اور سوداء طحال یعنی تلی میں اور پانی گردہ میں اور اس سے مثانہ تک پہنچتا ہے۔

وَاَمَّا ذَالِکَ الدَّمُ فَاِنَّہٗ یَدْخُلُ فِی الْاَوْرِدَۃِ وَ الْعُرُوْقِ الثَّابِتَۃِ مِنَ الْکَبِدِ وَھُنَاکَ یَحْصُلُ الْھَضْمُ الثَّالِثُ۔ اور یہ خون داخل ہو جاتا ہے وریدوں اور عروق ثابتہ میں جگر سے اس مقام پر حاصل ہوتا ہے ہضم ثالث۔

وَ بَیْنَ الْکَبِدِ وَالضِّرْعِ عُرُوْقٌ کَثِیْرَۃٌ فَیَنْصَبُّ الدَّمُ مِنْ تِلْکَ الْعُرُوْقِ اِلَی الضِّرْعِ وَالضِّرْعُ

www.waseemziyai.com

لَحْمٌ غَدَدِیٌّ رِخْوَةٌ بِیْضٌ فَیُقَلِّبُ اللّٰهُ الدَّمَ فِیْهِ اِلٰی صُوْرَةِ اللَّبَنِ۔

اور جگر اور تھنوں میں بہت سی رگیں ہیں تو خون ان عروق سے گرتا ہے تھنوں میں اور تھن یا پستان ایک غددی گوشت ہے نرم سفید تو اللہ تعالیٰ خون کو اس میں دودھ کی شکل کے ساتھ بدل دیتا ہے۔

اب ایک اعتراض پیدا کر کے دفع دخل مقدر کرتے ہیں:

لَا یُقَالُ اِنَّ هٰذَا الْمَعْنٰی حَاصِلَةٌ فِی الْحَیَوَانِ الذَّکَرِ فَلِمَ لَمْ یَحْصُلْ مِنْهُ اللَّبَنُ لِاَنَّا نَقُوْلُ۔ یہ نہ کہا جائے کہ اس معنی سے حیوان نر بھی مادہ کی طرح ہے تو پھر نر سے دودھ کیوں نہیں پیدا ہوتا اس بناء پر ہم کہتے ہیں:

اَلْحِکْمَةُ الْاِلٰهِیَّةُ اقْتَضَتْ تَدْبِیْرَ کُلِّ شَیْءٍ عَلَی الْوَجْهِ اللَّائِقِ بِهِ الْمُوَفَّقِ لِمَصْلِحَةٍ فَاَوْجَبَتْ مِزَاجَ الذَّکَرِ حَارًّا یَابِسًا وَمِزَاجَ الْاُنْثٰی بَارِدًا رَطْبًا فَاِنَّ الْوَلَدَ اِنَّمَا یَتَوَلَّدُ فِیْ دَاخِلِ بَدَنِ الْاُنْثٰی فَکَانَ اللَّائِقُ بِهَا اِخْتِصَاصُهَا بِالرَّطُوْبَةِ لِتَصِیْرَ دَمًا لِلتَّوَلُّدِ وَ سَبَبًا لِقَبُوْلِ التَّمَدُّدِ فَتَتَّسِعُ لِلْوَلَدِ ثُمَّ اِنَّ تِلْکَ الرَّطُوْبَةَ بَعْدَ انْفِصَالِ الْجَنِیْنِ تَنْصَبُّ اِلَی الضَّرْعِ فَتَصِیْرُ مَادَّةً لِغِذَائِهٖ کَمَا کَانَتْ کَذٰلِکَ قَبْلُ فِی الرَّحِمِ۔

حکمت الٰہیہ کا مقتضا ہے کہ ہر شے کی تدبیر اس کے لائق فرمائے اور مصلحت موافق پر رکھے تو لازم ہوا کہ نر کا مزاج حار یا بس ہو اور مادہ کا مزاج بارد رطب۔

اس لئے کہ بچہ مادہ کے بدن میں پیدا ہوتا ہے تو اس کے لئے رطوبت پیدا فرمادی جو تولد کے لئے سبب ہو اور اس میں قبولیت کا مادہ ہو تو بچہ کے لئے وہ رطوبت موجب توسیع رحم ہوتی ہے پھر جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہی رطوبت تھنوں میں پہنچ کر دودھ کی شکل میں بدل جاتی ہے تا کہ اس کی غذا کا کام دے جیسے قبل حمل تھی۔

تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ۔

اَنَّهٗ اِذَا وَرَدَ الْغِذَاءُ الْکَرِشَ انْطَبَخَ فِیْهِ وَ تَمَیَّزَتْ مِنْهُ اَجْزَاءٌ لَطِیْفَةٌ تَنْجَذِبُ اِلَی الْکَبِدِ فَیَنْطَبِخُ فِیْهَا فَیَحْصُلُ الدَّمُ فَتَسْرِیْ اَجْزَاءٌ مِنْهُ اِلَی الضَّرْعِ وَیَسْتَحِیْلُ لَبَنًا بِتَدْبِیْرِ الْحَکِیْمِ الْعَلِیْمِ۔

جب غذا اوجڑی میں وارد ہو کر پک جاتی ہے اور اس سے اجزاء لطیفہ ممیز ہو جاتے ہیں تو وہ جگر میں جا کر جذب ہوتے ہیں اور اس میں پکتے ہیں تو خون بن جاتے ہیں پھر وہ خون تھنوں میں پھیل کر دودھ کی شکل میں مستحیل ہو جاتا ہے یہ اس حکیم و علیم کی تدبیر ہے۔

''خَالِصًا''۔ یَعْنِیْ مُصَفًّی عَمَّا یَصْحَبُهٗ مِنَ الْاَجْزَاءِ الْکَثِیْفَةِ بِتَضْیِیْقِ مَخْرَجِهٖ اَوْ صَافِیًا لَا یَسْتَصْحِبُهٗ لَوْنُ الدَّمِ وَلَا رَائِحَةُ الْفَرْثِ۔

یعنی ایسا صاف کہ اجزاء کثیفہ سے اپنے تنگ مخارج سے نکلتا ہے یا ایسا صاف کہ اس میں خون کا رنگ بھی نہیں اور گوبر کی بو بھی نہیں ہوتی اور۔

''سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ''۔ یَعْنِیْ سَهْلُ الْمَرُوْرِ فِیْ حَلْقِهِمْ لِدُهْنِیَّتِهٖ۔ آسانی سے حلق سے اتر جانے والا اپنی دہنیت کی وجہ سے۔

www.waseemziyai.com

34

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ یَحْیَی ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَرِبَ اَحَدٌ لَبَنًا فَشَرِقَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی دودھ نہیں پیتا تو روشن ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دودھ خالص آسانی سے حلق میں اتر جانے والا ہے پینے والوں کے لئے۔

''وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو''۔

یعنی سرکہ، رب، خرما اور مویز۔

اس کے متعلق فقہاء رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ

مویز اور انگور وغیرہ کا رس جب اس قدر پکا لیا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہے تو اس کو نبیذ کہتے ہیں یہ اگر نشہ نہ لائے تو شیخین کے نزدیک حلال ہے۔ اور اس حکم کا ماخذ فقہاء رحمہم اللہ نے اسی آیہ کریمہ کو اور احادیث کو مانا ہے۔

وَفَسَّرُوا الرِّزْقَ الْحَسَنَ بِالْخِلِّ وَالرُّبِّ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِیْبِ وَ غَیْرِ ذَالِکَ۔ اور رزق حسن کی تفسیر میں سرکہ اور رب اور کھجور اور کشمش فرمائے ہیں۔

اور سکر لغت حبشیہ میں سرکہ کو کہتے ہیں۔ عَلٰی مَارُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ السُّكَرَ هُوَ الْخِلُّ بِلُغَةِ الْحَبْشِیَّةِ اَوْ عَلٰی مَا نُقِلَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ اَنَّ السُّكَرَ الْمَطْعُوْمُ الْمُتَفَكَّهَةِ۔ اور سکر کھانے کی چیز ہے جو پھلوں سے بنائی جاتی ہے۔

ذَهَبَ الْحَنَفِیُّوْنَ وَقَالُوْا الْمُرَادُ بِالسُّكَرِ مَا لَا یَسْكُرُ مِنَ الْاَنْبِذَةِ۔ احناف اس طرف گئے ہیں کہ سکر سے مراد وہی نبیذ ہے جو نشہ نہ لائے۔

وَاسْتَدَلُّوْا عَلَیْهِ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اِمْتَنَّ عَلٰی عِبَادِهٖ بِمَا خَلَقَ لَهُمْ مِنْ ذَالِکَ وَ لَا یَقَعُ الْاِمْتِنَانُ اِلَّا لِمُحَلِّلٍ فَیَكُوْنُ ذَالِکَ دَلِیْلًا عَلٰی جَوَازِ شُرْبِ مَا دُوْنَ الْمُسْكِرِ مِنَ النَّبِیْذِ فَاِذَا انْتَهٰی اِلَی السُّكَرِ لَمْ یَجُزْ۔

اور احناف نے اسی آیہ کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا اس پر جو ان کے لئے پیدا فرمایا ان اشیاء سے اور اللہ کا احسان حلال ہی چیز پر ہو سکتا ہے۔ بنا بریں یہ آیت دلیل ہے جواز شرب نبیذ پر نشہ آور ہونے سے ورے ورے جب وہ نشہ تک پہنچ جائے پھر حلال نہیں۔

چنانچہ حرمت مسکرات پر حدیث ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی: حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْخَمْرَ بِعَیْنِهَا الْقَلِیْلِ مِنْهَا وَالْكَثِیْرِ وَالسُّكَرُ بِضَمِّ السِّیْنِ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ۔ اللہ تعالیٰ نے خمر کم زیادہ مقدار پر مطقاً حرام فرمائی اور سکر بضم سین ہر قسم کی شراب پر عائد ہے۔

اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْحَاصِلُ شُرْبُ النَّبِیْذِ مَا لَمْ یَصِلْ اِلَی الْاِسْكَارِ۔ نبیذ تمر جب تک اس میں نشہ نہ آجائے حلال ہے۔

www.waseemziyai.com

ذَهَبَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُ وَ اَبُوْجَعْفَرَ الطَّحَاوِيُ وَكَانَ اِمَامَ زَمَانِهٖ وَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُ وَهُوَ مِمَّنْ تَعَلَّمَ وَ كَانَ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ يَشْرَبُهُ كَمَا ذَكَرَ ذَالِكَ الْقُرْطَبِيُ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ۔ ابوجعفر طحاوی اور سفیان ثوری جن کے شاگرد ابوجعفر ہیں فرماتے ہیں کہ آپ نبیذ پیا کرتے تھے اور یہ امام تھے اپنے زمانے کے۔

تمام بحث کا خلاصہ یہ سمجھنا چاہئے کہ نبیذ تمر وہ پی سکتا ہے جسے اس کی وہ مدت معلوم ہو جب اس میں نشہ آ جاتا ہے اور جسے نہ معلوم ہو وہ اگر نہ پیئے تو احتیاط اسی میں ہے۔

چنانچہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ اس کی حلت وحرمت میں متردد ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: اَنَّ السُّكَرَ وَاِنْ كَانَ مُبَاحًا فَهُوَ مِمَّنْ يَحْسُنُ اجْتِنَابِهٖ۔ سکر اگر چہ مباح ہے لیکن بہتر اجتناب ہی ہے۔

''وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ اور الہام کیا تیرے رب نے مکھی کو''۔

روح المعانی میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور اوحی کا ترجمہ الہام کرتے ہیں: حَيْثُ قَالَ اَلْهَمَهَا وَاَلْقٰى فِيْ رَوْعِهَا وَ عَلَّمَهَا بِوَجْهٍ لَايَعْلَمُهٗ اِلَّا اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ – وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ یعنی الہام فرمایا اس کو اور اس کو دل میں ڈالا اور اسے (اقلیدس کا قاعدہ) ایسا سکھایا کہ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر وہ لطیف وخبیر۔

وَفَسَّرَ بَعْضُهُمُ الْاِيْحَاءُ بِتَسْخِيْرِهَا لِمَا اُرِيْدَ مِنْهَا۔ اور بعض نے تفسیر کی کہ اس کی طرف ایحاء فرمایا اس کام کا جو اس سے لینے کا ارادہ کیا۔

وَمَنَعُوْا اَنْ يَّكُوْنَ الْمُرَادُ حَقِيْقَةَ الْاِيْحَاءِ اِنَّمَا يَكُوْنُ لِلْعُقَلَاءِ وَ لَيْسَ النَّحْلُ مِنْهَا۔ اس سے ممانعت کی گئی کہ یہاں اوحی سے مراد ایحاء حقیقی لی جائے۔ اس لئے کہ ایحاء اہل عقول پر ہوتا ہے اور مکھی ان میں سے نہیں۔

اس کا جواب آلوسی رحمہ اللہ دے کر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ

وحی جو اصطلاح شرعی میں ہے وہ محض عاقل پر ہی نہیں ہوتی اور مکھی کو اس اعتبار سے لایعقل کہنا بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اس سے ایسے افعال صادر وواردہوتے ہیں جس سے اس طرف خیال جاتا ہے کہ وہ ذوی العقول سے ہے اور اتنی فضیلت رکھتی ہے کہ اس کے اکثر حالات کے سمجھنے سے ذی عقل بھی قاصر ہیں۔

فَتَرَاهَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَاحِدٌ كَالرَّئِيْسِ هُوَاَعْظَمُهَا جُثَّةً يَكُوْنُ نَافِذُ الْحُكْمِ عَلٰى سَائِرِهَا وَالْكُلُّ يَخْدِمُوْنَهٗ وَيَحْمِلُوْنَ عَنْهُ وَ سُمِّيَ الْيَعْسُوْبُ وَالْاَمِيْرُ۔ تم دیکھو گے ان کے اندر ایک مکھی ہوتی ہے وہ مثل بادشاہ کے ہے وہ ان سب سے جسم میں بڑی ہوتی ہے اس کا حکم نافذ العمل ہوتا ہے تمام مکھیاں اس کی پیرو ہوتی ہیں اس کا نام یعسوب ہے یا امیر النحل۔

وَذَكَرُوْا اَنَّهَا اِذَا نَفَرَتْ عَنْ وَكْرِهَا ذَهَبَتْ بِجَمْعِيَّتِهَا اِلٰى مَوْضِعٍ اٰخَرَ فَاِذَا اَرَادُوْا عَوْدَهَا اِلٰى وَكْرِهَا ضَرَبُوْا لَهَا الطَّبُوْلُ وَالْاٰتِ الْمُوْسِيْقِيْ وَ رَدَّدُوْهَا بِوَاسِطَةِ تِلْكَ الْاَلْحَانِ اِلٰى وَكْرِهَا۔ اور کہتے ہیں کہ وہ بادشاہ جب ان سے ناراض ہو جاتا ہے تو ان کا چھتہ چھوڑ کر کسی دوسرے چھتہ پر چلا جاتا ہے تو جب یہ مکھیاں اسے منا کر لانا چاہتی ہیں تو طبل اور موسیقی کے الحان دلربا اس کے آگے بجاتی ہیں اس ذریعہ سے اسے اپنے چھتے میں لاتی ہیں۔

www.waseemziyai.com

وَهِیَ تَبْنِی الْبُیُوْتَ الْمُسَدَّسَةَ مِنْ اَضْلَاعٍ مُتَسَاوِیَةٍ وَالْعُقَلَاءِ لَا یُمْکِنُهُمْ ذَالِکَ اِلَّا بِالْاٰلَاتِ مِثْلَ الْمِسْطَرَةِ وَالْفَرْجَاءِ وَ تَخْتَارُهَا عَلٰی غَیْرِهَا مِنَ الْبُیُوْتِ الْمُشَکَّلَةِ بِاَشْکَالٍ اُخَرَ کَالْمُثَلَّثَاتِ وَالْمُرَبَّعَاتِ وَالْمُخَمَّسَاتِ وَغَیْرِهَا وَ فِیْ ذَالِکَ سِرٌّ لَطِیْفٌ فَاَنَّهُمْ قَالُوْا ثَبَتَ فِی الْهِنْدَسَةِ اِنَّهَا لَوْ کَانَتْ مُشَکَّلَةً بِاَشْکَالٍ اُخَرَ یَبْقٰی فِیْمَا بَیْنَهَا بِالضَّرُوْرَةِ فَرْجٌ خَالِیَةٌ ضَائِعَةٌ وَلَهَا اَحْوَالٌ عَجِیْبَةٌ غَیْرَ ذَالِکَ قَدْ شَاهَدَهَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَ سُبْحَانَ مَنْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی۔

وہ مکھی اپنے گھر مسدستہ الاضلاع بناتی ہے پھر وہ اضلاع متساوی ہوتے ہیں عقلاء کے لئے یہ ممکن نہیں مگر آلات کی مدد سے جیسے مسطرہ خط کھینچنے کا رول یا مسطر اور پرکار لیکن مکھی ان آلات کی مدد کے بغیر بناتی ہے۔ پھر اپنے گھر اشکال مشکلہ کی دوسری شکلوں میں بھی بناتی ہے جیسے مثلث یا مربع یا مخمس وغیرہ کے۔

پھر اس میں بھی ایک لطیف راز ہے جیسے کہا گیا کہ فن ہندسہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ اگر اشکال مشکلہ بنائی جاتی ہیں تو ان کے مابین ضرور فرج خالیہ ضائع رہتی ہے۔

لیکن اس مکھی کی بنائی ہوئی شکلوں میں یہ بات نہیں ہے اس کے علاوہ اس کے بہت سے عجیب وغریب احوال ہیں جو لوگوں نے مشاہدہ کئے۔ بس اسی کی ذات کے لئے پاکی ہے جس نے ہر شے کو ایسی عجیب چیزیں بنانے کی راہ دی۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

کشمیر سرینگر میں نشاط باغ کے پاس ایک شخص کا مکان ہے جسے بابا کمالا کہتے ہیں اس کے یہاں ایک پورا شہر مکھیوں کا آباد ہے اور اس میں صندوقوں کے اندہ علیحدہ علیحدہ محلے آباد ہیں۔

ہم جب اس کے پاس شہد لینے گئے تو اس نے دریافت کیا کہ آپ کو کس پھول کا شہد چاہئے؟ اس نے ایسی عجیب بات سنائی جسے ہم سن کر محو حیرت ہو گئے۔

اس نے کہا میرے یہاں نیم کے شہد کی مکھی ہے وہ صرف نیم سے ہی شہد بناتی ہے اور اگر وہ نیم کے علاوہ کسی اور پھول کا شہد لے آتی ہے تو ان کے یہاں اس کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ اس نے صندوق میں دکھایا چند مکھیاں کٹی ہوئی دو دو ٹکڑے ہوئی پڑی تھیں اس نے کہا یہ مکھی اپنے مخصوص پھول کے علاوہ کسی اور پھول کا شیرہ لائی اور مار دی گئی۔ ان کا بادشاہ اسے سزائے موت سے ورے اور کوئی سزا نہیں دیتا۔

چنانچہ اس نے کہا میرے پاس اس آبادی میں نیم کے شہد کی مکھی ہے، گلاب کے پھول والی ہے، زعفران والی ہے، بنفشہ والی ہے، نرگس والی ہے، نیلوفر والی ہے، گڑھل والی ہے، کنیر والی ہے، پیا بانسہ والی ہے اور خیار شنبر والی ہے۔

ہم نے پہلے گلاب والی مکھی کا شہد طلب کیا تو اس میں یقیناً گلاب کی خوشبو تھی۔

پھر زعفران کا شہد مانگا اس میں قطعی زعفران مہک رہی تھی۔

دوسرے روز ہم نے نیم کا شہد طلب کیا اس میں فی الواقع نیم کی بو تھی اور تلخی بھی۔

ایک روز میرے ساتھی انجینئر میر حبیب اللہ کو زکام ہوا بنفشہ کا شہد طلب کیا اس نے ہمیں دیا وہ سریع الاثر تھا۔

حسب موقع ہم نے بھی اپنا مشاہدہ عرض کر دیا جس سے علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے بیان کردہ فضائل کی مزید توثیق اور

www.waseemziyai.com

تصدیق ہوتی ہے۔

اور اسی بابا کمالا نے اس امر کی بھی تصدیق کی کہ جب ان کا بادشاہ ناراض ہو جاتا ہے تو یہ نہایت دلآویز نغمہ بجا کر اسے راضی کرتی ہیں جن ایام میں ہم سرینگر تھے اس وقت یعسوب غالباً ان سے خوش تھا ہمیں وہ موسیقاری سننی میسر نہ ہوئی۔

اب جس دن معطی حقیقی اپنے خاصوں کے صدقے میں اس خطہ کو پاکستان میں دے دے گا تو انشاء اللہ پھر بابا کمالا اس کی اولاد سے مل کر مزید معلومات عجیبہ حاصل ہوں گی وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ اب حسب موقع وحی کی لغوی و شرعی تحقیق بھی ملاحظہ کریں۔

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں۔

وَحْيٌ: اَصْلُ الْوَحْيِ الْاِشَارَةُ السَّرِيْعَةُ الْمُتَضَمِّنُ السُّرْعَةَ۔ اصل میں وحی اشارہ سریعہ کو کہتے ہیں یا اس حکم کو جو متضمن سرعت ہو۔

(۱) قِيْلَ اَمْرُ وَحْيٍ وَ ذَالِكَ يَكُوْنُ بِالْكَلَامِ عَلَى سَبِيْلِ الرَّمْزِ وَالتَّعْرِيْضِ۔ کہا جاتا ہے حکم دیا مجھے وحی سے اور یہ کبھی اشارات میں کلام کرنے کے موقعہ پر ہوتا ہے بطریق تعریض۔

(۲) وَقَدْ يَكُوْنُ بِصَوْتٍ مُجَرَّدٍ عَنِ التَّرْكِيْبِ وَ بِاِشَارَةٍ بِبَعْضِ الْجَوَارِحِ وَ بِالْكِنَايَةِ۔ اور کبھی یہ مجرد آواز میں ہوتا ہے جو مجرد عن الترکیب ہو یا جسم کے کسی اشارہ اور کبھی کنایہ کے طور پر ہوتا ہے۔

(۳) وَقَدْ حُمِلَ عَلٰى ذَالِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى – عَنْ زَكَرِيَّا فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۔ کبھی وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمول ہوتی ہے جیسے ارشاد باری ہے۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ۔ الخ کہ وہ نکلے عبادت خانہ سے اپنی قوم کی طرف تو وحی کی ان کی طرف۔

(۴) فَقَدْ قِيْلَ رَمْزٌ وَ قِيْلَ اِعْتِبَارٌ وَ قِيْلَ كَتَبَ وَ عَلٰى هٰذَا الْوُجُوْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ اور ایسے ہی کیا ہم نے ہر نبی کے دشمن شیاطین انس کو کہ خفیہ منصوبے کرتے ہیں از روئے تکبر۔

وَقَوْلُهٗ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ اور بے شک اپنے حمایتیوں سے خفیہ باتیں کرتے ہیں۔

یہ دونوں مثالیں وحی بمعنی توسوس شیطانی پر ہیں جس پر قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ۔ فرمایا گیا۔ فرما دیجئے پناہ لوگوں کے رب کی اور مالک کی اور خدا کی شر وسواس شیطانی سے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَاِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةَ الْخَيْرِ اور شیطان کے اشارہ ہوتے ہیں بھلائی کی شکل کے اندر۔

(۵) وَيُقَالُ لِلْكَلِمَةِ الْاِلٰهِيَّةِ الَّتِيْ تُلْقٰى اِلٰى اَنْبِيَائِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ وَحْيٌ وَ ذَالِكَ اَضْرُبٌ حَسْبَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا۔

وَ ذَالِكَ اِمَّا بِرَسُوْلٍ مُشَاهِدٍ تَرٰى ذَاتَهٗ وَ يَسْمَعُ كَلَامَهٗ كَتَبْلِيْغِ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلنَّبِيِّ فِيْ صُوْرَةٍ مُعَيَّنَةٍ وَ اِمَّا بِسَمَاعِ كَلَامٍ مِنْ غَيْرِ مُعَايَنَةٍ كَسَمَاعِ

www.waseemziyai.com

مُوْسٰی کَلَّمَ اللّٰہِ وَ اِمَّا بِالْقَاءٍ فِی الرَّوْعِ کَمَا ذَکَرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ وَاِمَّا بِالْھَامٍ نَحْوُ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ وَاِمَّا بِتَسْخِیْرٍ نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَوْ بِمَنَامٍ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ وَ بَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتِ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ فَالْاِلْھَامُ وَالتَّسْخِیْرُ وَ الْمَنَامُ دَلَّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ اِلَّا وَحْیًا۔

اور رسول سے جو کلام ہوتا ہے وہ یا تو ایسی صورت میں کہ وہ مشاہدۂ ذات کرتا ہے یا کلام سنتا ہے مثل تبلیغ جبریل علیہ السلام کے کہ نبی کو کسی صورت معین میں یا روح القدس دل میں ڈالتا ہے یا بطریق الہام جیسے وحی کی ہم نے موسیٰ کی والدہ کو کہ دودھ پلاؤ یہ الہام تھا یا بطور تسخیر جیسے وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ وحی یعنی الہام کیا تیرے رب نے مکھی کو یا بذریعہ خواب جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وحی منقطع ہے میرے بعد اور مبشرات باقی ہیں جو مومن کے خواب ہیں تو الہام تسخیر اور الہام منام دلالت کرتے ہیں قول حق پر اِلَّا وَحْیًا۔

(۶) وَسِمَاعُ الْکَلَامِ مُعَایَنَۃً دَلَّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ۔ یا کلام معاینہ یعنی سننا بدوں یہ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ پر دلالت کرتا ہے۔

(۷) وَتَبْلِیْغُ جِبْرِیْلُ فِیْ صُوْرَۃٍ مُعَیَّنَۃٍ دَلَّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ۔ اور یا بھیجا جاوے رسول یہ دلالت کرتا ہے جبریل کے ذریعہ پر۔

(۸) وَقَوْلُہٗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ فَذَالِکَ لِمَنْ یَّدَّعِیْ شَیْئًا مِنْ اَنْوَاعِ مَا ذَکَرْنَاہُ مِنَ الْوَحْیِ اَیْ نَوْعٍ اِدَّعَاہُ مِنْ غَیْرِ اَنْ حَصَلَ لَہٗ۔ اور غیر نبی اگر دعویٰ وحی کرے تو اظلم ترین خلق ہے اور جھوٹا مدعی ہے یہ دعویٰ وہی کرے گا جسے کچھ حاصل نہ ہو اور محض جھوٹ بکتا پھرے کہ مجھے وحی ہوئی جیسے مرزا غلام احمد قادیانی۔

(۹) قَوْلُہٗ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ الْاٰیَۃَ فَھٰذَا الْوَحْیُ ھُوَ عَامٌّ فِیْ جَمِیْعِ اَنْوَاعِہٖ۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تم سے قبل مگر اسے وحی فرمائی۔

وَذَالِکَ اَنَّ مَعْرِفَۃَ وَحْدَانِیَّۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ مَعْرِفَۃُ وُجُوْبِ عِبَادَتِہٖ لَیْسَتْ مَقْصُوْرَۃً عَلَی الْوَحْیِ الْمُخْتَصِّ بِاُوْلِی الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ بَلْ یُعْرَفُ ذَالِکَ بِالْعَقْلِ وَالْاِلْھَامِ کَمَا یُعْرَفُ بِالسَّمْعِ فَالْقَصْدُ مِنَ الْاٰیَۃِ تَنْبِیْہٌ اَنَّہٗ مِنَ الْمُحَالِ اَنْ یَّکُوْنَ رَسُوْلًا لَا یَعْرِفُ وَحْدَانِیَّۃَ اللّٰہِ وَوُجُوْبَ عِبَادَتِہٖ۔

یہ اس لئے ہے کہ معرفت وحدانیت الٰہی اور معرفت وجوب عبادت وحی پر منحصر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیاء اولوالعزم معرفت الٰہی اور وجوب اطاعت عقل سے ہی جانتے ہیں اور الہام سے جو جانے وہ غیر رسول ہوگا اس لئے کہ انبیاء کے لئے عدم عرفان حق محال ہے۔

(۱۰) وَقَوْلُہٗ وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ فَذَالِکَ وَحْیٌ بِوَسَاطَۃِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ قَوْلُہٗ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ فَذَالِکَ وَ حْیٌ اِلَی الْاُمَمِ بِوَسَاطَۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَ مِنَ الْوَحْیِ الْمُخْتَصِّ بِالنَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَام اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی

www.waseemziyai.com

اِلَیَّ۔

اور جب وحی کی میں نے حواریوں کی طرف یہ وحی بوساطت عیسیٰ علیہ السلام تھی اور وحی کی ہم نے اچھے کام کرنے کی یہ وحی اللہ کی طرف سے بوساطت انبیاء علیہم السلام ہے اور وحی جو مخصوص نبی علیہ السلام کو ہوئی وہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ اور یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یہ خاص وحی انبیاء ہے۔ غیر نبی کو نہیں ہوسکتی۔

(۱۱) وَ قَوْلُہٗ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْہِ۔ فَوَحْیُہٗ اِلٰی مُوْسٰی بِوَسَاطَۃِ جِبْرِیْلَ۔ اور وحی کی ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کو بوساطت جبریل۔

(۱۲) وَ وَحْیُہٗ تَعَالٰی اِلٰی ھٰرُوْنَ بِوَسَاطَۃِ جِبْرِیْلَ وَ مُوْسٰی۔ اور ہارون علیہ السلام کو وحی بوساطت جبریل وموسیٰ تھی۔

(۱۳) وَقَوْلُہٗ حِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَذَالِکَ وَحْیٌ اِلَیْھِمْ بِوَسَاطَۃِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ فِیْمَا قِیْلَ۔ یہ وحی بوساطت لوح وقلم ہوئی۔

(۱۴) وَقَوْلُہٗ وَ اَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا فَاِنْ کَانَ الْوَحْیُ اِلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ فَقَطْ فَالْمُوْحٰی اِلَیْھِمْ مَحْذُوْفٌ ذِکْرُہٗ کَاَنَّہٗ قَالَ اَوْحٰی اِلَی الْمَلٰئِکَۃِ لِاَنَّ اَھْلَ السَّمَاءِ ھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَیَکُوْنُ کَقَوْلِہٖ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ۔

اور وحی تمام آسمانوں سے مراد یا اہل سماء ملائکہ ہیں جیسا کہ دوسری جگہ ہے جب وحی کی تمہارے رب نے فرشتوں کو یا محض القاء تسخیر ہے۔

اور منجد میں وحی لغوی اور شرعی کی تحقیق یہ ہے

(۱) وَحٰی یَحِیُ وَ حْیًا – اِلٰی فُلَانٍ اَشَارَ اِلَیْہِ اَرْسَلَ اِلَیْہِ رَسُوْلًا۔ فلاں کی طرف اشارہ کیا یا فلاں کی طرف قاصد بھیجا۔

(۲) وَحٰی اِلَیْہِ کَلَامًا کَلَّمَہٗ سِرًّا اَوْ کَلَّمَہٗ بِمَا یُخْفِیْہِ عَنْ غَیْرِہٖ۔ اسے وحی کی گفتگو سے یا ایسا کلام کیا جو غیر سے مخفی ہو۔

(۳) اَلْلّٰہُ فِیْ قَلْبِہٖ کَذَا – اَلْھَمَہٗ اِیَّاہُ۔ اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ ڈالا۔ کَذَا اَلْھَمَہٗ ایسے ہی الہام کیا۔

(۴) اَلْکِتَابُ – کَتَبَ الذَّبِیْحَۃَ ذَبَحَھَا بِسُرْعَۃٍ۔ لکھنا کسی کو کہ جلدی ذبح کردے۔

(۵) وَحْیًا وَوَحٰی وَوَحَاءَ وَ تَوَحّٰی – اَسْرَعَ۔ جلدی کی۔

(۶) اَوْحٰی اِیْحَاءً – اِلٰی فُلَانٍ – اَشَارَ وَ اَوْمَا کَلَّمَہٗ بِکَلَامٍ یُخْفِیْہِ عَنْ غَیْرِہٖ۔ اشارۃً کسی کو کہنا کہ غیر سے مخفی ہو۔ بَعَثَہُ اللّٰہُ اَلْھَمَہٗ۔

(۷) اَلْوَحْیُ الْمَکْتُوْبُ وَالرِّسَالَۃُ اُلْقِیَتْہُ اِلٰی غَیْرِکَ لِیَعْلَمَہٗ ثُمَّ غَلَبَ فِیْ مَا یُلْقِیْہِ اللّٰہُ اِلٰی اَنْبِیَائِہٖ۔

(۸) اَلْوَحْیُ – اَلصَّوْتُ الْعُجْلَۃُ۔

(۹) مَوْتَۃٌ وَحْیٌ۔

(۱۰) اَلْاَوْحٰی – اَلْاَسْرَعُ۔

www.waseemziyai.com

''اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا۔ کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں اور چھتوں میں''۔

اس پر ابو حیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں وحی سے مراد اجماعاً الہام ہے: اِنَّ فِیْ ذَالِکَ نَظْرًا لِاَنَّ الْوَحْیَ هٰهُنَا بِمَعْنَی الْاِلْهَامِ اِجْمَاعًا۔

''بُیُوْتًا' اَوْ کَارًا۔ یعنی اپنے چھتے بنا۔

''مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ'۔ درخت سے اور چھتوں سے۔

کَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ زَیْدٍ وَ غَیْرِهٖ اَوْ اُسْقُوْفٍ کَمَا نُقِلَ عَنِ الطِّبْرِیْ اَوْ اَعَمَّ مِنْهُمَا کَمَا قَالَ الْبَعْضُ وَ مِنْ فِی الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثَةِ لِلتَّبْعِیْضِ بِحَسْبِ الْاَفْرَادِ وَ بِحَسْبِ الْاَجْزَاءِ فَاِنَّ النَّحْلَ لَا یَبْنِیْ کُلِّ شَجَرٍ وَ کُلَّ جَبَلٍ وَ کُلَّ مَا یَعْرِشُوْنَ وَلَا فِیْ کُلِّ مَکَانٍ۔

من تبعیضیہ یہاں اس لئے لایا گیا کہ تین مقاموں پر اسے چھتے بنانے کا الہام ہوا شجر، جبل اور چھت مگر وہ ہر پہاڑ اور ہر درخت اور ہر چھت پر اپنے چھتے نہیں بناتی۔ بلکہ محفوظ مقام کا انتخاب کرتی ہے پھر حکم ہوا۔

''ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں''۔

یعنی پھلوں کی تلاش کے لئے چل اور یہ تیرے لئے آسان کیا گیا یعنی وہ کتنی ہی دور نکل جائے راہ نہ بھٹکے گی اور اپنے مقام پر واپس آجائے گی۔

وَقَالَ الْاِمَامُ رَأَیْتُ فِیْ کُتُبِ الطِّبِّ اَنَّهٗ تَعَالٰی دَبَّرَ هٰذَا الْعَالَمَ عَلٰی وَجْهٍ یَحْدُثُ فِی الْهَوَاءِ طَلٌّ لَطِیْفٌ فِی اللَّیَالِیْ وَ یَقَعُ عَلٰی اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ فَقَدْ تَکُوْنُ تِلْکَ الْاَجْزَاءُ لَطِیْفَةً صَغِیْرَةً مُتَفَرِّقَةً عَلَی الْاَوْرَاقِ وَالْاَزْهَارِ وَ قَدْ تَکُوْنُ کَثِیْرَةً بِحَیْثُ یَجْتَمِعُ مِنْهَا اَجْزَاءٌ مَحْسُوْسَةٌ وَ هٰذَا مِثْلُ التَّرَنْجَبِیْنِ فَاِنَّهٗ طَلٌّ یَنْزِلُ مِنَ الْهَوَاءِ وَ یَجْتَمِعُ عَلَی الْاَطْرَافِ فِیْ بَعْضِ الْبُلْدَانِ۔

امام فرماتے ہیں میں نے کتب طب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اس عالم کی تدبیر ایسی شان سے فرماتا ہے کہ ہوا میں بھی شبنم سے لطیف چیز راتوں میں پیدا کرتا ہے جو درختوں کے پتوں پر گر کر خشک ہوتی ہے اور چھوٹے چھوٹے اجزاء کی شکل میں پھولوں پتوں پر جم جاتی ہے اور کبھی کافی گرتی ہے اور مثل ترنجبین کے ملتی ہے بعض ملکوں میں یہ کافی ہوتی ہے۔

تو اس کی قسم اول بالہام الٰہی یہ مکھی لے جاتی ہے۔ پھولوں پتوں سے اور کھاتی ہے اور جب شکم سیر ہو جاتی ہے تو اسے لا کر چھتے میں جمع کر لیتی ہے تاکہ چاندنی راتوں میں اسے کھائے فَاِنَّ طَبِیْعَةَ التَّرَنْجَبِیْنِ قَرِیْبَةٌ مِنَ الْعَسَلِ فِی الطَّعْمِ وَالشَّکْلِ وَلَا شَکَّ اَنَّهٗ طَلٌّ یَحْدُثُ فِی الْهَوَاءِ۔

ترنجبین کا مزاج شہد سے قریبی ہے ذائقہ میں بھی یہ شہد کے مشابہ اور وہ یقیناً ہوا سے اوس بن کر تیار ہوتی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت ہے کہ اس نے ایک مکھی کو اتنی عقل اور دانائی عطا فرمائی اور اتنی باریک صنعتکاری پر قادر کیا۔

''فَاسْلُکِیْ' اَنِ اسْلُکْ فِیْ تِلْکَ الْمَسَالِکِ یعنی چل سَلَکَ یَسْلُکُ کے چلنا چلانا ہی معنی ہوتے ہیں۔

''ذُلُلًا' اَیْ مُذَلَّلَةً ذَلَّلَهَا اللّٰهُ وَسَهَّلَهَا۔ آسانی کے معنی میں مستعمل ہے۔

www.waseemziyai.com

''یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ نکلتی ہے اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو''۔

یعنی پینے کی چیز شہد جو نکلتی ہے اس کے رنگ ابیض، اصفر، احمر اور اسود ہوتے ہیں۔ اور یہ رنگ بھی مکھی کی عمر کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔

فَالْاَبْیَضُ لِفَتِیِّهَا وَالْاَصْفَرُ لَکُهْلِهَا وَالْاَحْمَرُ لِمُسِنِّهَا وَالْاَسْوَدُ لِلطَّاعِنِ فِیْ ذَالِکَ جِدًّا۔

سپید شہد جوان مکھی کا ہوگا اور زرد ادھیڑ عمر والی کا اور لال بوڑھی مکھی کا اور کالا اس کا ہوگا جو اس سے زائد عمر میں پہنچ کر محنت کرے۔

فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے اِمَّا بِنَفْسِهٖ کَمَا فِی الْاَمْرَاضِ الْبَلْغَمِیَّةِ اَوْ مَعَ غَیْرِهٖ کَمَا فِیْ سَائِرِ الْاَمْرَاضِ اِذْ قَلَّمَا یَکُوْنُ مَعْجُوْنٌ لَا یَکُوْنُ فِیْهِ عَسَلٌ فَلَهٗ دَخْلٌ فِیْ اَکْثَرَ مَا بِهِ الشِّفَاءُ مِنَ الْمَعَاجِیْنِ وَالتَّرَاکِیْبِ۔

یا تو اس شفاء سے مراد خالص شہد میں جو ہے وہ ہے جیسے امراض بلغمیہ میں اس کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

یا اس کے ساتھ دوسرے غیرہ تمام امراض میں شفاء ہے اس لئے کہ بہت کم ایسی معجونیں ہیں جس میں شہد شامل نہ ہو تو اسے اس کے شفاء ہونے کے بعد تمام معجون اور مرکبات میں داخل رکھا گیا۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تو کسی زخم یا دنبل کا علاج شہد کے سوا کسی اور چیز سے نہ فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانَ لَایَشْکُوْ قُرْصَةً وَلَا شَیْئًا اِلَّا جَعَلَ عَلَیْهِ عَسَلًا حَتّٰی الدَّمَلُ اِذَا کَانَ بِهٖ طَلَّا عَسَلًا فَقُلْنَا لَهٗ تُدَاوِیْ الدَّمْلَ بِالْعَسَلِ فَقَالَ اَلَیْسَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَابَاسَ بِمُدَاوَاةِ الدَّمْلِ بِالْعَسَلِ فَقَدْ ذَکَرَ الْاَطِبَّاءُ اَنَّهٗ یَنْفِیْ الْجُرُوْحَ وَ یَدْمُلُ وَ یَاْکُلُ اللَّحْمَ الزَّائِدَ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کوئی زخم یا کوئی تکلیف نہ ہوتی مگر شہد استعمال فرماتے حتیٰ کہ پھوڑا بھی اگر ہوتا تو شہد کا طلا کرتے تو ایک بار ہم نے سوال کیا کہ حضرت آپ دنبل پر بھی شہد استعمال فرماتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کیا اللہ تعالیٰ نے فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ نہیں فرمایا۔

اور یہ امر مسلمہ ہے کہ شہد کا استعمال دمل پر مفید ہے اس لئے کہ اطباء نے شہد کے خواص میں لکھا ہے کہ وہ زخم پاک کرتا ہے اور مندمل کرتا ہے اور زائد گوشت کھا لیتا ہے۔

اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیْ وَ مُسْلِمٌ وَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَخِیْ اِسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ اَسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ عَسَلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَیْتُهٗ عَسَلًا فَمَا زَادَ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا قَالَ اَذْهَبْ فَاسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ عَسَلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا زَادَهٗ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ کَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ اِذْهَبْ فَاسْقِهٖ عَسَلًا فَذَهَبَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔

www.waseemziyai.com

ایک شخص بارگاہ شفاء میں حاضر آئے اور عرض کی حضور! صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں فرمایا اسے شہد پلا اس نے پلایا پھر حاضر آیا اور عرض کی شہد سے کوئی فائدہ نہیں ہوا فرمایا جا شہد ہی پلا اس نے پھر شہد پلایا اور حاضر ہو کر عرض کی حضور! صلی اللہ علیہ وسلم دست بدستور ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاو ہی شہید پلا وہ گیا اور شہد پلایا پھر حاضر ہوا اور عرض کی حضور اس سے دست اور زیادہ ہو گئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے جاو ہی شہد پلا وہ گیا اور شہد پلایا اسے آرام آ گیا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کو اس آدمی کا علم تھا کہ یہ دست شہد سے ہی جائیں گے اس لئے کہ اس مریض کے معدہ میں رطوبات لزجہ غلیظہ جمی ہوئی تھیں تو جب قابض دوا پہنچائی جاتی تو اسے فائدہ نہ ہوتا اور وہ پھسل کر دستوں میں آ جاتی اور دست بدستور رہتے تو اس شہد نے جلاء معدہ کر کے دستوں کو بند کر دیا۔

اسی قسم کا ایک واقعہ عہد مامون میں ہوا کہ ثمامہ عبسی خواص مامون سے تھا اسے ایک رات دن میں سو بار دست آئے اور اطباء عاجز آ گئے آخر یزید بن یوحنا طبیب مامون بلایا گیا اس نے مسہل ہی دیا اور شفایاب ہو گیا۔

حالانکہ دوسرے اطباء کا یہ گمان تھا کہ دستوں پر اس کمزوری میں اگر اور دست کرائے گئے تو یہ مر جائے گا۔

مامون نے یزید بن یوحنا سے پوچھا کہ آپ نے کیا تشخیص کر کے مسہل دیا اس نے کہا اس کے جوف میں کیموس فاسد بڑھ گیا تھا تو غذا اور دوا کو داخل ہونے کی راہ نہ ملتی تو میں نے سمجھا جب تک اسے صاف نہ کیا جائے صحت مشکل ہے۔ چنانچہ میں نے اسہال کرائے۔ آگے ارشاد ہے:

''وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا اور تم میں وہ بھی ہیں جو سب سے ناقص اور حقیر عمر میں پھیر دیئے جاتے ہیں کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے بے شک اللہ علم اور قدرت والا ہے''۔

ارذل عمر سے مراد اَخْسَرُ وَاَحْقَرُهٗ وَهُوَ وَقْتُ الْهَرَمِ الَّذِیْ تَنْقُصُ فِیْهِ الْقُوٰی وَ تَفْسُدُ الْحَوَاسُ۔ ذلیل وحقیر عمر ہے اور وہ وقت ساٹھ ستر سال سے زائد عمر پر آتا ہے اس میں حواس بھی باختہ ہو جاتے ہیں اور نادان بچوں سے بھی زیادہ بہک جاتا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمر سے پناہ طلب فرمائی۔

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُهٗ عَنْ عِکْرَمَةَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ یُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ۔ جو قرآن پڑھے وہ ارذل عمر سے بچا رہے گا۔

اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیْ وَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ اَنَسٍ کَانَ مِنْ دَعَائِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں یہ لفظ ہوتے تھے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں بخل، کسل، ارذل عمر، عذاب قبر، فتنہ دجال، حیات کے فتنوں اور موت کے فتنوں سے۔

''لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ۔ کے یہی معنی ہیں کہ حواس باختہ ہو جائے۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع -سورۃ نحل- پ ۱۴

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾

اور بڑائی دی اللہ نے تم میں ایک دوسرے کو رزق میں جو جسے فضیلت دی وہ نہیں لوٹا سکتے اپنا رزق اپنے غلاموں کو کہ وہ ان میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی نعمت سے منحرف ہوتے ہو۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور اللہ نے بنائیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں اور بنائے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے اور رزق دیا تمہیں پاک تو کیا باطل پر ایمان لاؤ گے اور اللہ کی نعمت سے منکر ہوتے ہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـــًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾

اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا انہیں جو نہیں مالک روزی کے آسمان سے نہ زمین سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

تو نہ بناؤ اللہ کی مثل بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

مثال دیتا ہے اللہ اس بندے کی جو اس کی ملک میں نہیں مقدور سے کچھ اور ایک وہ جسے ہم نے اچھی روزی دی تو وہ خرچ کرتا ہے اس سے خفیہ وعلانیہ کیا دونوں برابر ہو جائیں گے سب حمد اللہ کو ہی ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾

اور مثال دیتا ہے اللہ ان دو آدمیوں کی ایک ان کا گونگا ہے کسی بات پر قادر نہیں اور وہ بار ہے اپنے مالک پر جو بھیجا جائے کچھ بھلائی نہ لائے کیا برابر ہے وہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرے اور وہ سیدھے راہ پر ہے۔

حل لغات دسواں رکوع -سورۃ نحل- پ ۱۴

وَاللّٰهُ۔ اور اللہ نے	فَضَّلَ۔ بزرگی دی	بَعْضَكُمْ۔ بعض تمہارے کو	عَلٰى۔ اوپر
بَعْضٍ۔ بعض کے	فِي الرِّزْقِ۔ رزق میں	فَمَا۔ پھر نہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
فُضِّلُوْا۔ بزرگی دیئے گئے	بِرَآدِّيْ۔ لوٹانے والے	رِزْقِهِمْ۔ اپنا رزق	عَلٰى۔ اوپر
مَا مَلَكَتْ۔ ان کے جو مالک ہیں ان کے		اَيْمَانُهُمْ۔ دائیں ہاتھ	فَهُمْ۔ تو وہ
فِيْهِ۔ اس میں	سَوَآءٌ۔ برابر ہوں	اَفَبِنِعْمَةِ۔ تو کیا نعمت	اللّٰهِ۔ الٰہی کا

www.waseemziyai.com

يَجْحَدُوْنَ۔وہ انکار کرتے ہیں وَاللّٰهُ۔اور اللہ نے جَعَلَ۔بنائیں لَكُمْ۔تمہارے لئے
مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔تمہاری جانوں میں سے اَزْوَاجًا۔بیویاں وَّجَعَلَ۔اور بنائے
لَكُمْ۔تمہارے لئے مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ۔تمہاری بیویوں سے بَنِيْنَ۔بیٹے
وَحَفَدَةً۔اور پوتے وَّرَزَقَكُمْ۔اور رزق دیا تم کو مِّنَ الطَّيِّبٰتِ۔پاکیزہ چیزوں کا
اَفَبِالْبَاطِلِ۔کیا باطل کے ساتھ يُؤْمِنُوْنَ۔وہ ایمان لاتے ہیں وَبِنِعْمَتِ۔اور ساتھ نعمت
اللّٰهِ۔اللہ کے هُمْ۔وہ يَكْفُرُوْنَ۔انکار کرتے ہیں وَيَعْبُدُوْنَ۔اور پوجتے ہیں
مِنْ دُوْنِ۔سوائے اللّٰهِ۔اللہ کے مَالَا۔ان کو جو نہیں يَمْلِكُ۔مالک ہیں
لَهُمْ۔ان کے لئے رِزْقًا۔رزق کے مِّنَ السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں سے
وَالْاَرْضِ۔اور زمین سے شَيْئًا۔کسی چیز کے وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ۔اور نہیں طاقت رکھتے
فَلَا۔تو نہ تَضْرِبُوْا۔بیان کرو لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے الْاَمْثَالَ۔مثالیں
اِنَّ۔تحقیق اللّٰهَ۔اللہ يَعْلَمُ۔جانتا ہے وَاَنْتُمْ۔اور تم
لَا تَعْلَمُوْنَ۔نہیں جانتے ضَرَبَ۔بیان کی اللّٰهُ۔اللہ نے مَثَلًا۔مثال
عَبْدًا۔بندے مَّمْلُوْكًا۔غلام کی لَّا يَقْدِرُ۔جو نہیں قادر عَلٰى شَيْءٍ۔کسی چیز پر
وَّمَنْ۔اور وہ جو رَّزَقْنٰهُ۔رزق دیا ہم نے اسے مِنَّا۔اپنی طرف سے رِزْقًا۔رزق
حَسَنًا۔اچھا فَهُوَ۔تو وہ يُنْفِقُ۔خرچ کرتا ہے مِنْهُ۔اس سے
سِرًّا۔پوشیدہ وَّجَهْرًا۔اور ظاہر هَلْ۔کیا يَسْتَوٗنَ۔برابر ہیں
اَلْحَمْدُ۔سب تعریف لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے ہے بَلْ۔بلکہ اَكْثَرُهُمْ۔اکثر ان کے
لَا يَعْلَمُوْنَ۔نہیں علم رکھتے وَضَرَبَ۔اور بیان کی اللّٰهُ۔اللہ نے مَثَلًا۔مثال
رَّجُلَيْنِ۔دو آدمیوں کی اَحَدُهُمَآ۔ایک ان کا اَبْكَمُ۔گونگا ہے لَا يَقْدِرُ۔نہیں طاقت رکھتا
عَلٰى۔اوپر شَيْءٍ۔کسی چیز کے وَّهُوَ۔اور وہ كَلٌّ۔بوجھ ہے
عَلٰى۔اوپر مَوْلٰىهُ۔اپنے مالک کے اَيْنَمَا۔جہاں بھی يُوَجِّهْهُّ۔منہ کرے
لَا يَاْتِ۔نہیں لاتا بِخَيْرٍ۔بھلائی هَلْ۔کیا يَسْتَوِيْ۔برابر ہے
هُوَ۔وہ وَمَنْ۔اور وہ جو يَّاْمُرُ۔حکم دیتا ہے بِالْعَدْلِ۔انصاف کا
وَهُوَ۔اور وہ عَلٰى۔اوپر صِرَاطٍ۔راہ مُّسْتَقِيْمٍ۔سیدھی کے ہے

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔سورۃ نحل۔پ ۱۴

''وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ۔اور اللہ نے فضیلت دی بعض تمہارے کو بعض پر تو نہیں ہیں وہ جنہیں فضیلت دی کہ وہ اپنا رزق اپنے غلاموں مملوکوں کی طرف پھیر دیں تو وہ اس میں برابر ہو جائیں تو کیا اللہ کی نعمت سے منکر ہو''۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی کو غنی اور کسی کو فقیر بنایا اور کسی کو مالک اور کسی کو مملوک تو انہیں یہ کب گوارا ہے کہ وہ اپنی روزی اپنی

www.waseemziyar.com

باندی غلاموں کو دے کر سب برابر کے ہو جائیں تو جب تم اپنے باندی غلاموں کو اپنا مساوی بنانا گوارا نہیں کرتے تو اللہ عزوجل کی مخلوق کو اللہ عزوجل کے مساوی قرار دینا تمہیں کیسے گوارا ہو گیا یہ مشرکین کے شرک کا نفیس رد ہے۔ آگے فرمایا تو کیا اللہ کی نعمتوں سے مکرتے اور منحرف ہوتے ہو اور غیر خدا کی پرستاری کرتے ہو۔ اور نعمت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو مجسمۂ فضل الٰہی عزوجل ہیں اس سے منکر ہوتے ہو اور غیروں کی طرف جھکتے ہو۔

''وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا۔ اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں اور پیدا کئے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے''۔

حفدہ عربی محاورہ میں جمع ہے حافدہ کی۔ حافد بروزن کاتب حَفَدَ یَحْفِدُ حَفْدًا وَ حُفُوْدًا وَ حُفْدَانًا اِذَا اَسْرَعَ فِی الْخِدْمَةِ۔ خدمت میں جلدی کرنے والے۔ حدیث میں بھی ہے: وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ۔

وَجَاءَ فِی لُغَةٍ کَمَا قَالَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ اَحْفَدَ اِحْفَادًا۔

وَالْمُرَادُ بِالْحَفَدِ، عَلٰی مَارُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْاَزْهَرِیُّ وَ جَاءَ فِیْ رِوَایَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اخْتَارَهُ ابْنُ الْعَرَبِیُّ اَوْلَادُ الْاَوْلَادِ۔ پوتے کے معنی میں مستعمل ہے۔

''وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَهُمْ۔ اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا اسے جو نہیں مالک انہیں روزی دینے میں آسمان اور زمین سے کچھ تو اللہ کے لئے مثل نہ بناؤ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق کی پوجا کرتے ہو یعنی بت پرستی کرتے ہو جس میں روزی رسانی کی بھی قطعاً طاقت نہیں تو کسی غیر خدا کو خدا عزوجل کے مثل نہ بناؤ وہی سب کچھ جانتا ہے اور تمہیں کچھ بھی علم نہیں ہے۔

''ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ۔ مثال دی اللہ نے کہ ایک بندہ ہے کسی کا مملوک جو کچھ مقدرت نہیں رکھتا اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے خفیہ اور علانیہ کیا وہ دونوں برابر ہیں، الحمدللہ تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں بلکہ اکثر نہیں جانتے''۔

یعنی ایک خود مختار و متصرف دوسرا مجبور محض دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں جب نہیں ہو سکتے تو جس ذات مجمع الصفات کے کوئی برابر نہیں تو مخلوق کو اس کے برابر ماننا کتنی بے عقلی اور جہالت ہے۔

یہ آیت کریمہ بروایت ابن عساکر حضرت عباس کی تحقیق میں ہشام بن عمرو کے حق میں نازل ہوئی اور یہ وہ ہیں جو سراً و جہراً سخاوت کرتے ہیں اور ان کا غلام ابوالجوزاء اس قسم کی سخاوت کے خلاف تھا اور آپ کو منع کیا کرتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت خلیفۃ المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابوجہل لعین کے حق میں نازل ہوئی۔

''وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ۔ اور مثال دیتا ہے اللہ ان دو آدمیوں کی ایک گونگا جو کسی کام کی قدرت نہیں رکھتا وَهُوَ كَلٌّ عَلٰی مَوْلٰىهُ وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے جدھر جائے کچھ بھلائی نہ لائے کیا برابر ہے وہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔

اَبْكَمُ۔ بکم سے ہے

www.waseemziyai.com

وَاَبْكَمُ الْاَخْرَسُ الْمُقَارِنُ لِلْخِلْقَةِ وَيَلْزِمُهُ الصَّمَمُ فَصَاحِبُهُ لَا يَفْهَمُ لِعَدَمِ السَّمْعِ وَلَا يَفْهَمُ غَيْرُهُ لِعَدَمِ الْفَهْمِ وَالنُّطْقِ۔

اَبْكَمُ۔ بکم سے ہے اور اَبْكَمُ اس مادرزاد گونگے کو کہتے ہیں جس کے لئے بہرا ہونا لازمی ہو تو وہ بوجہ عدم سمع کچھ نہ سمجھ سکے اور غیر کو بوجہ عدم نطق کچھ نہ سمجھا سکے۔

وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ۔ ثَقِيْلٌ وَ عَيَالٌ عَلٰى مَنْ يَّعُوْلُهُ وَ يَلِيْ اَمْرَهُ۔ وہ بار ہو اپنے آقا پر جس کے ذمے اس کی خوردنوش ہے۔

اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ اَىْ حَيْثُمَا يُرْسِلُهُ مَوْلَاهُ فِيْ اَمْرِ الدِّيَاتِ بِنَجْعٍ وَ كِفَايَةٍ مُهِمٍّ۔ جہاں اس کا آقا بھیجے کسی کام کو تو نہ لائے کوئی نتیجہ اور نہ امر مطلوبہ میں فائدہ مند ہو۔

تو گویا اس کے معنی یہ ہوئے کہ جیسے گونگا بہرا کسی کام کا نہیں اور اس کے مقابل مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ يَعْنِىْ مَنْ هُوَ مِنْطِيْقٌ ذُوْفَهْمٍ ذُوْرَاىٍ وَرُشْدٍ۔ وہ ہے جو سمجھ کر بات کرے صائب الرائے ہو نیک ہو اور سیدھی راہ پر ہو کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں۔

وَمَا رُوِىَ مِنْ اَنَّ الْاَبْكَمَ اَبُوْجَهْلٍ وَالْاٰمِرُ بِالْعَدْلِ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ۔ ایک روایت ہے کہ ایمان کی بات کہنے سننے سے گونگا بہرا ابوجہل تھا اور انصاف وعدل کا حکم دینے والے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تھے۔

ایک قول ہے کہ اَلْاَبْكَمُ اُبَىُّ بْنُ خَلَفٍ وَالْاٰمِرُ بِالْعَدْلِ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ۔ اَبْكَمُ سے مراد ابی بن خلف ہے اور آمر بالعدل سے مراد عثمان بن مظعون ہیں۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ مذکور بالا ہر دو روایات کی سند مرتبہ صحت پر نہیں اور صحیح روایت یہ ہے:

مَا اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَ غَيْرُهُمَا عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ وَ مَوْلٰى لَهُ كَافِرٌ وَ هُوَ اُسَيْدُ بْنُ اَبِى الْعِيْصِ كَانَ يَكْرَهُ الْاِسْلَامَ وَ كَانَ عُثْمَانُ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَيَكْفِيْهِ الْمُؤْنَةَ وَ كَانَ الْاٰخَرُ يَنْهَاهُ عَنِ الصَّدَقَةِ وَالْمَعْرُوْفِ فَنَزَلَتْ فِيْهِمَا۔

یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کا غلام آزاد شدہ کافر تھا جس کا نام اسید بن ابی العیص تھا یہ اسلام کو بنظر کراہت دیکھتا اور حضرت عثمان اللہ کی راہ میں خرچ فرماتے اور یہ آپ کو منع کرتا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

خلاصہ آیت یہ ہے کہ

مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے وہ گونگا بہرہ ہے حکم حق سننے سے عاری اور حق سے بے بہرہ اور مومن آمر بالعدل اور صراط مستقیم پر قائم ہے یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع۔ سورۃ نحل۔ پ ۱۴

وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾

اور اللہ ہی کے لئے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا اور نہیں معاملہ قیامت کا مگر مثل پلک جھپکنے کے یا اس سے بھی قریب تر بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

www.waseemziyai.com

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾

اور اللہ نے تمہیں نکالا شکم ہائے مادر سے تم کچھ نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل تا کہ تم شکر گزار ہو۔

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾

کیا نہیں دیکھتے پرندوں کو مسخر ہیں فضا میں آسمانوں کے نہیں روک سکتا انہیں کوئی مگر اللہ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَ يَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَ مِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اور اللہ نے کئے تمہارے لئے گھر بسنے والے رہنے کو اور کیا تمہارے لئے کھالوں سے چوپایوں کے گھر جو تمہیں ہلکے ہوتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزل پر ٹھہرنے کے دن اور ان اونوں سے اور بھیڑوں سے اور بالوں سے گھر کا سامان اور ایک مدت تک متمتع ہونا۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور اللہ نے بنائے تمہارے لئے پیدا کئے ہوئے سے سایہ اور کیا تمہارے لئے پہاڑوں سے چھپنے کا مقام اور کیا تمہارے لئے ایسا پہناوا جو گرمی سے بچائے اور ایسا پہناوا جو لڑائی میں محفوظ کر دے ایسے ہی تمام کرتا ہے اپنی نعمت تم پر تا کہ تم تسلیم کرو۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾

تو اگر منحرف ہو تو بے شک نہیں (اے محبوب) تم پر مگر پہنچا دینا واضح۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

جانتے ہیں وہ اللہ کی نعمت پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان کے اکثر کافر ہیں۔

حل لغات گیارہواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَ لِلّٰهِ - اور اللہ کے لئے ہے
غَيْبُ - غیب
وَمَآ - اور نہیں
اَمْرُ - معاملہ
كَلَمْحٍ - جیسے جھپکنا
الْبَصَرِ - آنکھ کا
اِنَّ - بے شک
اللّٰهَ - اللہ
شَيْءٍ - چیز کے
قَدِيْرٌ - قادر ہے
مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ - تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں
السَّاعَةِ - قیامت کا
اَوْ هُوَ - یا وہ
عَلٰى - اوپر
وَاللّٰهُ - اور اللہ نے
وَالْاَرْضِ - اور زمین کا
اِلَّا - مگر
اَقْرَبُ - قریب تر ہے
كُلِّ - ہر
اَخْرَجَكُمْ - نکالا تم کو
لَا تَعْلَمُوْنَ - نہیں جانتے تھے تم

www.waseemziyai.com

شَيْئًا۔کچھ بھی
وَّجَعَلَ۔اور بنائے
لَكُمُ۔تمہارے لئے
السَّمْعَ۔کان
وَالْاَبْصَارَ۔اور آنکھیں
وَالْاَفْـِٕدَةَ۔اور دل
لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
تَشْكُرُوْنَ۔شکر کرو
اَلَمْ۔کیا نہیں
يَرَوْا۔دیکھا انہوں نے
اِلٰى۔طرف
الطَّيْرِ۔پرندوں کی
مُسَخَّرٰتٍ۔کہ تابع ہیں
فِيْ جَوِّ۔فضائے
السَّمَآءِ۔آسمانی میں
مَا۔نہیں
يُمْسِكُهُنَّ۔تھامتا ان کو
اِلَّا۔مگر
اللّٰهُ۔اللہ
اِنَّ۔بے شک
فِيْ ذٰلِكَ۔اس میں
لَاٰيٰتٍ۔البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ۔واسطے قوم
يُّؤْمِنُوْنَ۔مومن کے
وَاللّٰهُ۔اور اللہ نے
جَعَلَ۔بنائے
لَكُمْ۔تمہارے لئے
مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ ۔تمہارے
گھروں میں
سَكَنًا۔سکون
وَّجَعَلَ۔اور بنائے
لَكُمْ۔تمہارے لئے
مِّنْ جُلُوْدِ۔چمڑوں
الْاَنْعَامِ۔جانوروں سے
بُيُوْتًا۔گھر
تَسْتَخِفُّوْنَهَا ۔ہلکا پاتے
ہو تم ان کو
يَوْمَ۔دن
ظَعْنِكُمْ۔اپنے سفر کے
وَيَوْمَ۔اور دن
اِقَامَتِكُمْ۔اپنے ٹھہرنے کے
وَمِنْ اَصْوَافِهَا۔اور بھیڑوں کی اون
وَاَوْبَارِهَا۔اور اونٹوں کی پشم
وَاَشْعَارِهَآ۔اور بکریوں کے بالوں سے
اَثَاثًا۔سامان ہے
وَّمَتَاعًا۔اور فائدہ
اِلٰى۔طرف
حِيْنٍ۔ایک مدت کے
وَاللّٰهُ۔اور اللہ نے
جَعَلَ۔بنائے
لَكُمْ۔تمہارے لئے
مِّمَّا۔اس سے جو
خَلَقَ۔پیدا کیا
ظِلٰلًا۔سائے
وَّجَعَلَ۔اور بنائیں
لَكُمْ۔تمہارے لئے
مِّنَ الْجِبَالِ۔پہاڑوں سے
اَكْنَانًا۔چھپنے کی جگہیں
وَّجَعَلَ۔اور بنایا
لَكُمْ۔تمہارے لئے
سَرَابِيْلَ۔لباس جو
تَقِيْكُمُ۔بچاتا ہے تمہیں
الْحَرَّ۔گرمی سے
وَسَرَابِيْلَ۔اور لباس جو
تَقِيْكُمْ۔بچاتا ہے تمہیں
بَاْسَكُمْ۔تمہاری لڑائی سے
كَذٰلِكَ۔اسی طرح
يُتِمُّ۔پورا کرتا ہے
نِعْمَتَهٗ۔اپنا احسان
عَلَيْكُمْ۔تم پر
لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
تُسْلِمُوْنَ۔تسلیم کرو
فَاِنْ۔پھر اگر
تَوَلَّوْا۔پھریں
فَاِنَّمَا۔تو صرف
عَلَيْكَ۔آپ کے ذمہ
الْبَلٰغُ۔پہنچانا ہے
الْمُبِيْنُ۔ظاہر
يَعْرِفُوْنَ۔پہچانتے ہیں
نِعْمَتَ۔نعمت
اللّٰهِ۔خداوندی کو
ثُمَّ۔پھر
يُنْكِرُوْنَهَا۔انکار کرتے ہیں اس کا
وَاَكْثَرُهُمُ۔اور ان کے اکثر
الْكٰفِرُوْنَ۔کافر ہیں

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع -سورۃ نحل- پ ۱۴

''وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔اور اللہ ہی کے لئے ہے علم غیب آسمانوں اور زمین کا اور نہیں معاملہ قیامت کا مگر مثل ایک پلک جھپکنے کے یا اس سے بھی قریب تر بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے''۔

یہاں غیب کی تعریف آلوسی رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں:

اَیْ جَمِیْعُ الْاُمُوْرِ الْغَائِبَةِ عَنْ عُلُوْمِ الْمَخْلُوْقِیْنَ بِحَیْثُ لَاسَبِیْلَ لَهُمْ اِلٰی اِدْرَاکِهَا حِسًّا وَلَا اِلٰی

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فَهُمِهَا عَقْلًا۔یعنی تمام امور غائبہ علوم مخلوق سے اس حیثیت میں کہ اس کے ادراک کی قوت حس میں نہ ہو اور اس علم سے مراد علم حضوری ہے۔

پھر اس کے متعلق مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ علم حضوری اللہ تعالیٰ کے لئے جمیع غیوب کا ہے اور بعض نے کہا اس سے مراد علم قیامت ہے جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔

ان پانچ چیزوں کے علم کو ہی علم خمس کہتے ہیں۔یعنی

علم قیامت	علم ماذا تکسب غدا
علم انزال مطر	علم بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ
علم الارحام	

لیکن اس کے متعلق اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ علوم خمس اور ماسوائے اس کے تمام علوم ذاتی طور پر سوائے اس علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا نہ نبی بذاتہ کسی علم کا عالم نہ ولی نہ غوث نہ قطب۔لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی پر کسی علم کا انکشاف فرمادے تو وہ جان سکتا ہے۔

بنابرایں کم اور زیادہ اور جمیع علوم کے عطا ہونے میں اگر اللہ تعالیٰ عطا فرمانا چاہے تو کسی کو کلام نہیں ہوسکتا۔

اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ جمیع علوم صرف اور صرف اللہ عزوجل ہی کو ہیں اور معاذ اللہ اللہ تعالیٰ بھی قادر نہیں کہ کسی کو علم غیب عطا فرمادے تو یہ عقیدہ قرآن کریم کی نصوص کے خلاف ہوگا۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔غیب کا جاننے والا اللہ ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر جسے پسندیدہ فرمائے اپنے رسولوں سے۔

عبادت کا مفہوم واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب کا عالم ذاتی ہے اور اس صفت میں وہ منفرد ہے۔(خازن و بیضاوی)

تو اس علم ذاتی کو کسی چیز پر ظاہر نہیں فرماتا یا اس علم پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر انہی کو اطلاع تام اور کشف کامل عطا فرماتا ہے جسے اس کے لئے پسند فرمائے۔

پھر یہ علم غیب بعطاء الٰہی عزوجل جو ہوتا ہے وہ اس نبی کے لئے معجزہ ہوتا ہے اور ایسے ہی جو اولیاء پر انکشاف ہو وہ انبیاء کرام کے علم سے ادنیٰ ہوتا ہے۔انبیاء کرام کا علم باعتبار کشف وانجلاء اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا ارفع واعلیٰ ہے اس لئے کہ اولیاء پر جو انکشاف ہوگا وہ بوساطت انبیاء علیہم السلام ہی ہوتا ہے جو فیوض انبیاء کرام سے ہے۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سید الرسل عالم السبل رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مرتضیٰ رسولوں میں سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم سے نوازا چنانچہ یہ آیہ کریمہ بعطاء الٰہی عزوجل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام رسل مرتضیٰ کے لئے علم غیب ہونا ثابت کرتی ہے اور علم عطائی کلی اس وجہ میں واضح ہوتا ہے کہ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ میں ضمیر علم غیب کی طرف ہے۔

www.waseemziyai.com

اور علم غیب بھی وہ علم غیب جس کی عالم ذاتی اللہ تعالیٰ ہے تو فرق یہ نکلا کہ علم الٰہی ذاتی غیر عطائی حضوری ہے اور علم انبیاء و اولیاء عطائی حصولی ہے گویا علم الٰہی ذاتی اور علم خلق عطائی ہے علم الٰہی واجب ہے اور علم خلق ممکن۔ علم الٰہی قدیم ازلی غیر منتہی ہے اور علم خلق حادث علم الٰہی نامخلوق ہے اور علم خلق مخلوق علم الٰہی نامقدور ہے اور علم خلق مقدور۔ علم انبیاء و اولیاء حادث غیر قدیم عطائی منتہی ہے اور علم الٰہی ضروری البقاء ہے علم خلق جائز الفنا۔ علم الٰہی ممتنع التغیر علم خلق ممکن التبدل ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ علم خمس بھی کسی کو عطا ہوا یا نہیں؟

اس پر مندرجہ ذیل پیش کرتا ہوں جو آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے تا کہ شبہ میں پڑنے سے ہر ناظر مضمون محفوظ ہو جائے۔

سب سے پہلے لغوی تحقیق لفظ غیب کی ملاحظہ ہو مفردات راغب میں ہے:

غَيْبُ – اَلْغَيْبُ مَصْدَرٌ۔ غیب مصدر ہے۔ محاورہ میں بولتے ہیں: غَابَتِ الشَّمْسُ اِذَا اسْتَتَرَتْ عَنِ الْعَيْنِ۔ سورج غائب ہو گیا جبکہ وہ آنکھوں سے پوشیدہ ہو جائے۔

كَذَا قَالَ تَعَالٰى اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ۔ یا وہ غائب ہے۔ یہ مثال تو غائب عن النظر ہونے کی ہے۔

اور کبھی غائب کا لفظ اس پر بھی استعمال ہوتا ہے جو حواس انسانی اور علم انسانی سے مخفی ہو جیسے فرمایا وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ آسمانوں اور زمین میں کوئی ایسا مخفی عن العلم والحواس نہیں مگر کتاب مبین ہے کہ جو لوح محفوظ یا قرآن کریم ہے۔

اور کبھی غیب اور غائب کا استعمال باعتبار مخلوق انسانی ہوتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے فَاِنَّهٗ لَا يَغِيْبُ عَنْهُ شَيْءٌ۔ اس لئے کہ اس ذات پاک سے تو کوئی غائب ہی نہیں ہو سکتی مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ۔ اسی لئے فرمایا کہ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ – اَیْ مَا يَغِيْبُ عَنْكُمْ وَ مَا تَشْهَدُوْنَهٗ۔ یعنی وہ عالم الغیب والشہادۃ بایں معنی ہے کہ جو تم سے غائب و مخفی ہے اور جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔

اور وہ حیب جس پر ہمیں ایمان کی تعریف میں فرمایا: يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وہ ایمان لاتے ہیں غیب پر۔ مَا لَا يَقَعُ تَحْتَ الْحَوَاسِ ہے جو حواس کے تحت نہ آ سکے۔ وَلَا تَقْتَضِيْهِ بَدَاهَةُ الْعُقُوْلِ اور عقل کی روشنیاں اس کا ادراک نہ کر سکیں وَاِنَّمَا يُعْلَمُ بِخَبَرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ بِدَفْعِهٖ يَقَعُ عَلَى الْاِنْسَانِ اِسْمُ الْاِلْحَادِ وہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی خبروں سے جانا جا سکتا ہے اور اس کے نہ ماننے سے انسان پر الحاد و زندقہ واقع ہو جاتا ہے۔

یہ ایمان باللہ بتعلیم الانبیاء ہے جس کا ادراک عقل و درایت اور حواس سے بالا ہے۔ انتہی مختصرا۔

اور ایمان عقلی جیسے خطیب الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے حال میں مذکور ہے یہ محض ایمان بالغیب ہے نہ کہ ادراک غیب۔

تقریر مسئلہ علم غیب بموجب مذہب احناف اہلسنت

حضرت حق جلت و مجدہ و عزاسمہ نے اپنے نبی مکرم تاجدار عرب و عجم مالک رقاب امم مظہر اتم جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ و مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیائے جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ کا علم عطا فرمایا۔

بدأ الخلق سے لے کر دخول جنت و دوزخ تک سب حضور پر مثل کف دست روشن و ظاہر ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ آیہ کریمہ سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ والتحیات کو قرآن کریم پڑھایا اور قرآن کریم

www.waseemziyai.com

تمام اشیاء کے بیان کا حامل ہے جیسا کہ ارشاد ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ تو جب کلام پاک ہر چیز کے بیان کا حامل ہے اور حضور ہادی سبل سید الکل فی الکل اس کے عالم تو بلا شبہ حضور جملہ اشیاء کے عالم ہوئے۔

چنانچہ ابن سراقہ کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ۔

اَنَّهٗ قَالَ يَوْمًا مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْعَالَمِ اِلَّا وَهُوَ فِي الْكِتَابِ الْمَجِيْدِ فَقِيْلَ لَهٗ اَيْنَ الْخَانَاتُ فَقَالَ فِيْ قَوْلِهٖ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ فَهِيَ الْخَانَاتُ۔ (تفسیر اتقان)

ابن سراقہ نے فرمایا کوئی چیز جہان میں ایسی نہیں جس کا ذکر قرآن پاک میں نہ ہو کسی نے کہا سراؤں کا ذکر قرآن میں کہاں ہے آپ نے فرمایا: آیہ کریمہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ میں جو فرمایا وہ غیر مسکونہ گھر سرائے نہیں تو کیا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور جو کچھ قرآن پاک میں ہے حضور اس کے عالم ہیں تو تمام عالم کی اشیاء کے حضور عالم ہوئے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ افہام عامہ اس کے فہم سے قاصر رہیں۔

وَ كُلُّ الْعِلْمِ فِي الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تُقَاصِرُ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

آگے جو آیہ کریمہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ہے اس پر صاحب معالم التنزیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِيْ بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ۔

اور تفسیر حسینی میں ہے ''یا بوجود آرد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) را و بیاموزانید وے را آنچہ بود و ہست و باشد''۔ آیہ کریمہ کا مفہوم ہر دو تفاسیر کے بموجب قول یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرما کر علوم ما کان و ما یکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔

واضح رہے کہ اس عقیدہ میں ہم حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم نہیں ثابت کر رہے اور نہ جمیع معلوت آلٰہیہ کا۔ بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم الٰہی عزوجل سے کوئی نسبت نہیں۔

یوں سمجھئے کہ جیسے ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔ مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔

علم الٰہی عزوجل کے حضور تمام مخلوق کے علوم سمجھانے کے لئے اقل قلیل یہ کہہ سکتے ہیں کہ علم الٰہی عزوجل کے مقابل کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتے۔

اس پر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ بعطاء الٰہی عزوجل ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع کائنات اور ما کان و ما یکون کے علوم حاصل ہیں۔

ہم اپنے عقیدہ میں مماثلت و مساوات کے قائل نہ ہوتے ہوئے عطائے الٰہی اور فضائل رسالت پناہی کے منکر بھی نہیں ہیں۔

پھر ہم اپنے عقیدہ کے ثبوت میں مذکورہ آیات ہی پر اکتفا نہیں رکھتے بلکہ آیہ کریمہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ بھی ہمارے عقیدہ کی مؤید ہے جس کے یہ معنی ہیں اے محبوب تمہارے رب نے تمہیں تعلیم فرما دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور

www.waseemziyai.com

ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ اور اللہ تعالیٰ یوں نہیں کہ تمہیں مطلع کر دے غیب پر لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیز گاری کرو گے تو تمہیں بڑا ثواب ہے۔

جمل میں ہے: وَالْمَعْنٰى وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ اَىْ يَصْطَفِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَيُطْلِعَهٗ عَلَى الْغَيْبِ اور وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ کے یہ معنی ہیں کہ چھانٹ لیتا ہے اور برگزیدہ فرماتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے تو مطلع کرتا ہے اسے غیب پر۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ عالم الغیب ہی عالم الغیب ہے تو کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا مگر جس کو مرتضیٰ کر لے رسولوں میں سے۔

محققین نے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ۔ پر بلاغت کلام معجز نظام کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ فرماتے ہیں فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا کیوں نہ فرمایا جس کے صاف معنی تھے کہ اللہ عزوجل اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا اور فرمایا فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا۔

یہ اس لئے کہ اظہار غیب تو اولیاء کرام رحمہم اللہ پر بھی ہوتا ہے جو بذریعہ انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔ تو پھر انبیاء و اولیاء میں مابہ الامتیاز غیب ظاہر ہونے میں کوئی چیز نہ رہتی۔

اس لئے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا فرمایا جس کے معنی یہ ہوئے کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر و غالب اور مسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں میں سے مرتضیٰ رسولوں کو۔ اور دونوں بیانوں میں فرق عظیم واضح ولائح ہے۔

روح البیان جلد رابع میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں ہے:

قَالَ ابْنُ الشَّيْخِ اَنَّهٗ تَعَالٰى لَا يَطَّلِعُ عَلَى الْغَيْبِ الَّذِىْ يَخْتَصُّ بِهٖ عِلْمُهٗ اِلَّا الْمُرْتَضٰى الَّذِىْ يَكُوْنُ رَسُوْلًا وَ مَا لَا يُخْتَصُّ بِهٖ يَطَّلِعُ عَلَيْهِ غَيْرُ الرَّسُوْلِ۔

ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جو اس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ نہیں ہے وہ غیب پر بخیل۔

هُوَ۔ کا مرجع یا اللہ عزوجل ہے یا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا قرآن کریم۔ ہمارے عقیدہ کی مؤید تینوں صورتیں ہیں۔

اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ هُوَ کا مرجع ہے تو وہ کریم جتنا جس کو چاہے دے کسی کو مقدار معین کرنے کا حق ہی نہیں پہنچتا۔

اور اگر قرآن کریم کی طرف ضمیر هُوَ ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم القرآن فرما ہی دیا گیا ہے۔

اور اگر هُوَ کا مرجع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے تو ہمارا مقصد بہر حال پورا ہوتا ہے۔

اب علم خمس پر مختصراً کچھ منقولات عرض ہیں:

www.waseemziyai.com

تفسیر احمدی میں ملا جیون علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وَ ذَالِکَ اَنْ تَقُوْلَ اِنَّ عِلْمَ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ وَاِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُهَا اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ لٰكِنْ يَجُوْزُ اَنْ يَّعْلَمَهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ مُحِبِّيْهِ وَاَوْلِيَائِهٖ بِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ بِمَعْنَى الْمُخْبِرِ۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرمادے اور غبیر بمعنی مخبر بھی آتا ہے۔

اور یہ ماننا پڑے گا کہ جتنی قرآنی آیات میں مذکور ہے کہ کوئی غیب نہیں جانتا ان سب کا مقصد یہی ہے کہ خود بخود بلا تعلیم الٰہی عزوجل وئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جان سکتا ہے۔

جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایہ میں علامہ شنوانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: لَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ فَلَا يَعْلَمُ ذَالِكَ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ قَالَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِيْنَ لَا يَعْلَمُ هٰذِهِ الْخَمْسِ عِلْمًا لَدُنِيًّا ذَاتِيًّا بِلَا وَاسِطَةٍ اِلَّا اللّٰهُ فَالْعِلْمُ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ مِمَّا اخْتَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا وَ اَمَّا بِوَاسِطَةٍ فَلَا يَخْتَصُّ بِهٖ تَعَالٰى۔

خلاصہ کلام شنوانی یہ ہے کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں لیکن علم بواسطہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں وہ قادر ومختار مطلق ہے جسے چاہے تعلیم فرمادے اور اس نے جسے چاہا تعلیم فرمایا۔

چنانچہ شیخ محقق علامہ مدقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس کے مؤید ہیں حیث قال۔

''ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقلی ہیچکس انبیا را ندانند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آں را ندانند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بدانانند''۔

یعنی مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو اٹکل اور عقل کی مدد سے نہیں جان سکتا اس لئے کہ یہ امور غیب ہیں سوائے رب عزاسمہ کوئی اس کا جاننے والا نہیں مگر جس کو اللہ جل شانہ نے وحی یا الہام کے ذریعہ تعلیم فرمایا ہو۔

اس سے بحمدہ تعالیٰ واضح لائح روشن ظاہر و باہر اظہر من الشمس بین من الامس ہو گیا کہ آیات شریفہ جتنی بھی قرآن کریم میں لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وغیرہ وارد ہیں وہ سب نفی مطلق کی نہیں بلکہ بلا عطاء الٰہی عزوجل کی ہیں کہ خود بخود اپنی عقل ودرایت سے جاننے کی کسی شخص کو بھی طاقت نہیں۔

پھر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بھی شرح فقہ اکبر میں جو تکفیر عقیدہ فرما رہے ہیں: ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يَعْلَمُوْا الْمَغِيْبَاتِ مِنَ الْاَشْيَاءِ اِلَّا مَا عَلَّمَهُمْ۔ وہ بھی لامحالہ ذاتی علم پر ہے۔

وَذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيْحًا بِالتَّكْفِيْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔

یعنی اچھی طرح جان لے کہ انبیاء علم غیب خود نہ جانتے تھے مگر وہی جو بتعلیم الٰہی ملا اور احناف نے صراحۃً تکفیر کی ہے اس اعتقاد کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (بلا عطاء الٰہی) غیب جانتے تھے اس لئے کہ یہ معارضہ ہے آیہ کریمہ قُلْ لَّا يَعْلَمُ الخ کی

www.waseemziyai.com

یعنی فرما دیجئے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہیں جانتا جو آسمانوں اور زمین میں ہے (بالذات) غیب سے مگر اللہ۔

بالذات کی قید یہاں یوں لازم لگانی ضروری ہوئی کہ علم الٰہی عزوجل ذاتی ہے تو علم الٰہی عزوجل من حیث ہو ہو کی ہی نفی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے جو علم عطائی کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

چنانچہ شرح جامع صغیر میں علامہ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔ اس آیت میں بھی نفی علم ذاتی کی ہے علامہ مناوی فرماتے ہیں۔

اَمَّا قَوْلُہٗ لَّا یَعْلَمُ فَمُفَسَّرٌ بِاَنَّہٗ لَا یَعْلَمُھَا اَحَدٌ بِذَاتِہٖ وَ مِنْ ذَاتِہٖ اِلَّا ھُوَ۔ فرمان الٰہی لَّا یَعْلَمُ خود اس امر کی مفسر ہے کہ کوئی اپنے آپ یا اپنی ذات سے نہیں جانتا مگر وہی علام الغیوب۔

امام نووی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: مَسْئَلَۃٌ مَا مَعْنٰی قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ – وَاَشْبَاہُ ذَالِکَ مَعَ اَنَّہٗ قَدْ عَلِمَ مَا فِیْ غَدٍ مِنْ مُعْجِزَاتِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَ فِیْ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔

سوال: اس کے کیا معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ اور مثل اس کے اور آیتیں باآنکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کل ہونا ہے اسے اپنے معجزہ سے جانا اور کرامات اولیاء رضی اللہ عنہم میں ایسے واقعات ہیں۔

اَلْجَوَابُ: مَعْنَاہُ لَا یَعْلَمُ ذَالِکَ اِسْتِقْلَالًا وَاَمَّا الْمُعْجِزَاتُ وَ الْکَرَامَاتُ فَحَصَلَتْ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ لَا اِسْتِقْلَالًا۔

اس کے معنی ہیں کہ مستقل بالذات کوئی نہیں جانتا لیکن معجزات و کرامات سے تو وہ باعلام اللہ حاصل ہیں نہ کہ بالاستقلال۔

ابن حجر مکی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں بھی ایسا ہی فرما رہے ہیں:

مَعْنَاھَا لَا یَعْلَمُ ذَالِکَ اِسْتِقْلَالًا وَ عِلْمُ اَحَاطَۃٍ بِکُلِّ الْمَعْلُوْمَاتِ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی وَ اَمَّا الْمُعْجِزَاتُ وَ الْکَرَامَاتُ فَبِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَھُمْ عُلِمَتْ۔

لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ۔ کے یہ معنی ہیں کہ کوئی نہیں جانتا آسمانوں اور زمین میں بالذات اور وہ علم جس کا احاطہ جمیع معلومات پر ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن معجزات اور کرامات کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے باعلام الٰہی عزوجل ہوتا ہے جس سے انہیں معلوم ہو جاتا ہے۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ شرح شفا میں فرماتے ہیں: ھٰذَا لَا یُنَافِی الْاٰیَاتِ اِلَّا اللّٰہُ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی فَاِنَّ الْمَعْنٰی عِلْمُہٗ مِنْ غَیْرِ وَاسِطَۃٍ وَاَمَّا اِطِّلَاعٌ عَلَیْہِ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاَمْرٌ مُتَحَقَّقٌ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

یہ آیہ کریمہ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اس امر کے منافی نہیں ہے کہ انبیاء و اولیاء کو علم نہیں ہوتا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اس لئے کہ نفی علم اس علم کی ہے جو بلا واسطہ ہو لیکن اس پر مطلع کر دینا باعلام اللہ تعالیٰ تو یہ متحقق ہے دوسری آیہ کریمہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ سے۔

اب اس کے بعد اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ کی مفصل تفسیر وتصریح عرض ہے۔

ترجمہ

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم۔

اور اتارتا ہے مینہ۔

اور جانتا ہے جو کچھ رحمتوں میں ہے۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گا۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گا۔

بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اس آیہ کریمہ کا نزول حارث بن عمرو کے معاملہ میں ہوا جس نے نبی کریم رؤف ورحیم کے حضور حاضر ہو کر دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی۔

میں نے کھیتی کی ہے فرمایئے بارش کب ہوگی۔

میری عورت حاملہ ہے اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی۔

یہ تو مجھے معلوم ہے کہ میں نے کل کیا کیا یہ بتائیں میں کل کیا کروں گا۔

مجھے یہ تو معلوم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا آپ بتائیں میں کہاں مروں گا۔

اس کے جواب میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اس میں بتایا گیا کہ ان چیزوں کا بالذات علم بلا واسطہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اور وہی علم والا ہے اور بتانے والا۔ جس کو چاہے اپنے اولیاء اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں عطا فرما دے اور خبردار کر دے۔

اس آیہ کریمہ میں جن پانچ امور کی نسبت علم خصوصی اپنی ذات کی طرف مختص کیا اسی کو علم الخمس کہتے ہیں۔

انہیں پانچ امور کی نسبت سورہ جن میں ارشاد ہوا۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ جس کا مفہوم واضح ہے کہ وہ عالم الغیب ان علوم خمسہ پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر جسے اپنا مرتضیٰ ومحبوب اور برگزیدہ بنالے اسے مطلع فرما دیتا ہے اور وہ بطریق معجزہ اور کرامت عطا ہوتا ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے

جسے علم ذاتی، دائم البقاء، غیر حادث، قدیم ازلی، ابدی حضوری اور غیر منتہی کہتے ہیں۔

تو جو علم عطائی، حصولی، منتہی ہو اس کا عطا ہونا اس اختصاص کے منافی نہیں اس پر ہم اول مختصر تقریر لکھ چکے ہیں۔

اور بارش کب ہوگی۔ حمل میں کیا ہے۔ کل کیا کرے گا۔ کہاں مرے گا۔ قیامت کب ہوگی ان کی خبریں بکثرت اولیاء رحمہم اللہ وانبیاء علیہم السلام نے دی ہیں اور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق و یعقوب علیہما السلام کی بشارت دی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی۔

حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی۔

تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے مطلع کیا اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے۔

تو خلاصہ یہ نکلا کہ آیہ کریمہ کے معنی قطعی یہی ہیں کہ بغیر اعلام الٰہی عزوجل کوئی نہیں جانتا اور یہ واہمہ پیش کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہے محض باطل اور خلاف نصوص قطعیہ ہے۔

اب اس مسئلہ میں تین مفروضے نکلتے ہیں:

اول یہ کہ ان اشیاء کا علم بغیر تعلیم الٰہی عزوجل کسی کو نہیں ہوسکتا۔

دوسرے یہ کہ ان اشیاء کا علم مخصوص بذات الٰہی عزوجل ہے اور باعلام الٰہی عزوجل بھی کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا۔

تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کا علم اپنے لئے خاص رکھا ہے اور کسی کو بتایا ہی نہیں۔

تو نمبر ایک تو بلا خلاف مسلم ہے اس میں کسی کو کلام نہیں۔

اور نمبر دو کو صحیح ماننے والا سخت بے دین وملحد ہے اس لئے کہ وہ نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ کا منکر ہے۔

نمبر تین بھی بالکل غلط اور دعویٰ بے دلیل ہے اس کے خلاف بہت سے دلائل ہیں۔

عِلْمُ السَّاعَةِ

چنانچہ مشکوۃ شریف میں کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ

جب روح الامین نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق سوال کیا تو حضور نے مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فرما کر یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ اس پر علامہ مدقق محدث محقق شیخ دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

''مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند''۔

علاوہ ازیں مقتضائے الفاظ جواب سے واضح ہوتا ہے کہ جواب جبریل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں

www.waseemziyai.com

نہیں جانتا بلکہ الفاظ کا مفہوم یہ بتا رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم کو بھی معلوم ہے اور مجھے بھی معلوم ہے لیکن ایسا جواب میں کیسے دوں جس کے اخفاء کا حکم ہے۔

چنانچہ اس کی تائید صاحب روح البیان جلد دوم میں فرماتے ہیں جو يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ کے تحت مرقوم ہے: قَدْ ذَهَبَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ اِلٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْرِفُ وَقْتَ السَّاعَةِ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ هُوَ لَا يُنَافِي الْحَصْرَ فِي الْاٰيَةِ كَمَا لَا يَخْفٰى۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کا وقت باعلام الٰہی عزوجل جانتے تھے اور وہ منافی حصر نہیں آیت میں جیسا کہ مخفی نہیں۔

فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ میں ہے: فَاِنْ قِيْلَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمًا وَالْاٰيَاتُ تَقْتَضِيْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُتَفَرِّدٌ بِعِلْمِهَا فَالْجَوَابُ كَمَا قَالَ الْحَلْبِيُّ اَنَّ مَعْنَاهُ اَنَا النَّبِيُّ الْاَخِيْرُ فَلَا يَلِيْنِيْ نَبِيٌّ اٰخَرُ وَاَنْ تَلِيَنِيَ الْقِيٰمَةُ وَالْحَقُّ كَمَا قَالَ جَمْعٌ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰى لَمْ يَقْبِضْ نَبِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى اِطَّلَعَهٗ عَلٰى كُلِّ مَا اَبْهَمَهٗ عَنْهُ اِلَّا اَنَّهٗ اَمَرَهٗ بِكَتْمِ بَعْضٍ وَالْاِعْلَامِ بِبَعْضٍ۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تمام علوم عطا فرما دیئے جو آپ سے مبہم رکھے گئے تھے لیکن بعض علوم ظاہر فرمانے کی اجازت ملی اور بعض کے پوشیدہ رکھنے کی ہدایت تھی۔

مینہ کا علم

مشکوٰۃ میں طویل حدیث ترمذی سے نواس بن سمعان رحمہم اللہ کی روایت سے بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَى السَّاعَةِ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں: ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ فتنہ یاجوج و ماجوج کے بعد اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر اور گاؤں کا مکان خالی نہ رہے گا۔

دوسری حدیث میں اس مشکوٰۃ کے اندر باب لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ فَيُنْبِتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ہے۔ یعنی جب آدمی مر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مثل شبنم کے ایک بارش بھیجے گا جس سے مرے ہوئے لوگوں کے جسم اگیں گے۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سینکڑوں سال قبل بارش کی خبر سنا چکے ہیں۔

رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے

اس کی خبر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی اور اس وقت دی جبکہ حضرت امام مہدی کا استقرار نطفہ بھی نہیں ہوا۔

ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شہزادہ حسن رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل رضی اللہ عنہا منقول ہے کہ

www.waseemziyai.com

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا میں نے آج رات ایک نہایت ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا دیکھا۔

عرض کیا میں نے دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب تو مبارک ہے ان شاء اللہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لڑکا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث یہ ہیں:

تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حُجْرِكِ۔

بستان المحدثین میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ۔

''والدا بن حجر را فرزند نہ می زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید۔ شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند''۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی تو نبی ہے ولی بھی رحم کی خبریں دیتے ہیں۔

کل کی بات جاننا

قلعہ خیبر پر لشکر اسلام ہے اور قلعہ فتح نہیں ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کل ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر خیبر فتح کرے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا الفاظ حدیث مشکوٰۃ شریف میں یہ ہیں۔ سہل بن سعد فرماتے ہیں۔ باب مناقب علی بن ابی طالب۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ۔

اور وَ فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ۔ یوم بعاث کی لڑکیوں کو گاتے سن کر منع فرمایا حالانکہ یعلم ما فی غد صحیح تھا۔ اس کی وجہ وجیہ مرقاۃ میں بیان ہو چکی ہے۔ حَيْثُ قَالَ وَ اِنَّمَا مَنَعَ الْقَائِلَةَ بِقَوْلِهَا وَ فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ — لِكَرَاهَةِ نِسْبَةِ عِلْمِ الْغَيْبِ اِلَيْهِ لِاَنَّهٗ لَايَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنَّمَا يَعْلَمُ الرَّسُوْلُ مِنَ الْغَيْبِ مَا اَعْلَمَهٗ اَوْلِكَرَاهَةِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْ اَثْنَاءِ ضَرْبِ الدَّفِّ وَ اَثْنَاءِ مَرْثِيَةِ الْقَتْلٰى لِعُلُوِّ مَنْصَبِهٖ عَنْ ذَالِكَ۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو دو وجہ سے منع فرمایا۔

ایک تو یہ کہ انہوں نے غیب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی حالانکہ حضور بتعلیم الٰہی عزوجل علوم غیبیہ کے عالم ہیں نہ کہ مطلقاً۔

دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مکروہ جانا کہ دف کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے یا مقتولین کے مراثی میں آپ کے مناقب گائے جائیں یہ امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علو منصب کے خلاف تھا۔

کہاں اور کس زمین پر مرے گا

تفسیر عرائس البیان میں ہے:

www.waseemziyai.com

وَ رُبَمَا قَالُوْا اِنِّیْ اَمُوْتُ بِمَوْضِعِ کَذَا وَ مِنْهُمْ اَبُوْغَرِیْبِ الْاِصْفَهَانِیْ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ مَرِضَ فِیْ شِیْرَازَ فِیْ زَمَانِ الشَّیْخِ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خُنَیْفٍ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَ قَالَ اِذَا مِتُّ فِیْ شِیْرَازَ فَلَاتَدْفُنُوْنِیْ اِلَّا فِیْ مَقَابِرِ الْیَهُوْدِ فَاِنِّیْ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ طُرْسُوْسَ فَبَرِاَ وَ مَضٰی اِلٰی طُرْسُوْسَ وَ مَاتَ بِهَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ۔

اکثر اولیاء اللہ نے فرمایا کہ ہم فلاں جگہ مریں گے اور انہیں میں سے ابوغریب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ شیراز میں ابو عبداللہ بن خنیف رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مریض ہوئے۔ فرمایا اگر میں شیراز میں مروں تو تم مجھے یہودیوں کے مقبرہ میں دفن کرنا۔

(اس لئے کہ یہود کی دعا مسترد ہے اور میں یہودی نہیں میری دعا کیوں مسترد ہو) میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میں طرسوس میں مروں۔ چنانچہ آپ صحت یاب ہوکر طرسوس تشریف لے گئے اور وہاں وفات پائی۔

خود سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات اور مدفن بتایا۔ چنانچہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو روانگی کے وقت فرمایا۔ اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو شاید تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔

معاذ یہ کلمہ جانگداز سن کر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے تصور میں بیقرار ہوکر رونے لگے۔ چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں۔ مشکوۃ شریف میں ہے:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ خَرَجَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْصِیْهِ وَ مُعَاذٌ رَاکِبٌ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ یَا مُعَاذُ اِنَّکَ عَسٰی اَنْ لَا تَلْقَانِیْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا وَ لَعَلَّکَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ هٰذَا وَ قَبْرِیْ فَبَکٰی مُعَاذٌ جَشْعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھتے ہیں:

قَالَ الْمُزَنِیْ دَخَلْتُ عَلَی الشَّافِعِیْ فِیْ عِلَّتِهِ الَّتِیْ مَاتَ فِیْهَا فَقُلْتُ کَیْفَ اَصْبَحْتَ قَالَ اَصْبَحْتُ مِنَ الدُّنْیَا رَاحِلًا وَ لِاِخْوَانِیْ مُفَارِقًا وَ لِکَاْسِ الْمَنِیَّةِ شَارِبًا وَ بِسُوْءِ اَعْمَالِیْ مُلَاقِیًا وَ عَلَی اللّٰهِ وَارِدًا۔

مزنی فرماتے ہیں ان ایام مرض میں حضرت امام شافعی سے میں ملا جس میں وہ فوت ہوئے میں نے عرض کیا کس حال میں صبح کی ہے۔ فرمایا اس حال میں کہ میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور جانے والا ہوں۔

یہ مبحث اتنا وسیع ہے کہ اس پر دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں لیکن بوجہ خوف طوالت اسی مضمون پر اکتفا کرتا ہوں اور تفسیر کے اصل مضمون کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

www.waseemziyai.com

''وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ۔ اور نہیں معاملہ قیامت کا مگر مثل پلک جھپکنے کے بلکہ اس سے بھی قریب بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے''۔

اس لئے کہ پلک جھپکانے میں بھی حرکت ہے اور ہر حرکت میں دو زمانے اور دو سکون اور دو مقام و مکان لازمی ہیں۔

فلاسفہ نے حرکت کی تعریف میں کہا:

اَلْحَرْكَةُ كَوْنَانِ فِيْ اثْنَيْنِ فِيْ مَكَانَيْنِ۔ حرکت اس ہونے والی کو کہتے ہیں جو دو آن اور دو مکان میں ہو تو لمح بصر میں بھی زمانہ ہے اس لئے کہ بغیر زمانہ کے حرکت حاصل نہیں ہوتی، اس میں بھی جملہ شرائط فلاسفہ نے رکھے اور کہا۔

مبداء۔ منتہی۔ زمان۔ محرک۔ متحرک۔ مقصد یہ امور حرکت میں لازمی ہیں اور واجب تعالیٰ شانہ کو یہ قدرت ہے کہ وہ کس شے کو وجود میں لانا چاہے تو کن فرمادے تو بلا زمان و مکان اس کا وجود میں آنا لازم ہے۔ اس لئے کہ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ فرمایا کہ كَلَمْحِ الْبَصَرِ بھی تمہارے افہام سے قریب کرنے کو کہا گیا ورنہ اس کی قدرت کاملہ اس کی بھی محتاج نہیں وہ جب چاہے اس سے قریب تر درجے اور دقیقے اور لمحے سے پہلے قیامت لے آئے اس لئے کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے۔ سب کچھ کرسکتا ہے یہ شرائط عقل بھی اسی کی مخلوق ہیں اور حرکت بھی اسی نے پیدا فرمائی۔ اور

''وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا۔ اور اسی اللہ جل وعلا نے تمہیں نکالا شکمہائے مادر سے (اس وقت جبکہ) تم کچھ نہ جانتے تھے اور بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھ اور دل تا کہ تم شکر کرو''۔

یعنی تم اپنی ابتداء پیدائش میں جاہل اور بے خبر اور اول فطرت میں علم و معرفت سے بے بہرہ تھے پھر کان، آنکھ، دل ہم نے تمہیں دیئے تا کہ ان کے ذریعے اپنی پیدائش کے جہل کو دور کرو اور علم و عمل سے فیضیاب ہو کر اپنے منعم حقیقی اور محسن تحقیقی کا شکر کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو اور اس کا حق نعمت ادا کرنے سے قاصر نہ رہو۔

آگے اپنی شیون قدرت کا کرشمہ ظاہر فرمایا۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تعبیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کان دیئے تا کہ تم مواعظ الٰہیہ سنو اور آنکھیں دیں کہ اس کے انعامات دیکھو اور بطون امہات سے نکل کر تم آدمی بنے اور عقلمند ہوئے اس سے عظمت شان قادر کا توازن کرو۔

''اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ۔ کیا نہ دیکھے انہوں نے پرندے جو مسخر ہیں آسمان کی فضا میں مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ نہیں روک سکتا انہیں کوئی اللہ کے سوا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے''۔

آلوسی نے بروایت کعب رحمہم اللہ فرمایا کہ پرندا تنا مسخر بالحکم ہے کہ لَا تَرْفَعُ اَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ مِيْلًا۔ بارہ میل سے زائد وہ بلندی پر پرواز نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اس سے آگے ہوا اتنی لطیف ہے کہ اس میں اس کی برداشت ہی نہیں ہے۔ تو اگر اس مقدار سے آگے بڑھنا چاہے تو لطافت ہوا اسے پرواز سے عاری کر کے گرادے گی۔ اس کے جسم کا ثقل اس میں جانے کے قابل ہی نہیں رہتا اور اس حد میں بھی ثقل جسم بالطبع اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ گرے لیکن اس حد تک انہیں جو سما میں پرواز کی طاقت عطا کی اور خلاف طبیعت اس میں پرواز کی قوت بخشی اور اس سے آگے چونکہ حکم نہیں اس کی پرواز بھی روک دی گئی تو اس میں بھی ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

''وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا۔ اور اللہ نے بنائی

www.waseemziyai.com

تمہارے لئے تمہارے گھروں میں رہنے بسنے کی جگہ اور بنائے تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ ایسے گھر جو ہلکے پڑتے ہیں تمہیں تمہارے سفر کے دنوں میں اور منزلوں کے اندر ٹھہرنے میں''۔

جیسے خیمے جو حجاز میں اکثر کھالوں کے ہوتے ہیں جنگل میں قیام و مقام کرنے میں انہیں وہ ہلکے پڑتے ہیں اور آسانی سے جہاں چاہیں لگائے جاتے ہیں اور جب چاہیں اٹھالئے جاتے ہیں۔

ظعن کی تعریف آلوسی رحمہ اللہ وَقْتُ تَرَحَالِكُمُ النُّقَض وَالْحَمْلَ لکھتے ہیں یعنی سفروں میں لے جانے اور لگانے میں آسان ہوتے ہیں۔

ظَعَنَ يُقَالُ ظَعَنَ يَظْعَنُ ظَعْنًا اِذْ شَخْصٌ قَالَ يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَالظَّعِيْنَةُ الْهَوْدَجُ اِذَا كَانَ فِيْهِ الْمَرَاَةُ اَنَّهُ يُكْنٰى بِهٖ عَنِ الْمَرْاَةِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فِى الْهَوْدَجِ۔

ظعن جگہ قیام کے بنانے کو کہتے ہیں اور ظعینہ ہودج کو کہتے ہیں جب اس میں عورت ہو پھر اس کے ٹھہرنے کی جگہ پر استعمال ہونے لگا اگرچہ اس میں عورت نہ ہو۔ تو پڑاؤ کی جگہ پر اس کا اطلاق مفہوم ہو گیا۔

''وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ۔ اور ان کی اون سے اور بیری اور بالوں سے کچھ گھر کا سامان اور نفع حاصل کرنے کی چیزیں ایک وقت تک''۔

اون سے سویٹر اور پہننے کے لباس بیری اور بالوں سے غالیچہ، قالین، چادریں یہ گھر کا سامان ہے اس آیہ کریمہ سے کچھ مسائل بھی مستنبط ہوئے۔

یہ تفصیل اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کی کچھ بتادی اور اس سے اشارتاً اس امر کا جواز بھی بیان کر دیا کہ اون اور پشمینہ اور بال پاک ہیں۔

لیکن بالوں کے پاک ہونے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سور کے بال بھی اس طہارت میں داخل ہیں اس لئے کہ خنزیر نجس العین ہے اس کی ہر چیز شارع علیہ السلام نے حرام و نجس قرار دی ہے حتیٰ کہ ہر جانور حلال حرام میتہ کی کھال رنگ لینے کے بعد پاک ہو جاتی ہے مگر سور کی کھال بدستور نجس رہتی ہے حَيْثُ قَالَ كُلُّ اِهَابٍ اِذَا دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ اِلَّا جِلْدَ الْاٰدَمِىِّ وَالْخِنْزِيْرِ۔ اور آدمی کی جلد کا اس بنا پر استعمال ناجائز قرار دیا گیا کہ ایسا کرنا اس کے احترام کے خلاف ہے۔

''وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ۔ اور اللہ نے کئے تمہارے لئے اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے اور کئے تمہارے لئے پہاڑوں سے پناہ لینے کے مقام اور تمہارے لئے بنائے کچھ پہناوے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ۔ ایسے ہی پوری کرتا ہے اپنی نعمت تم پر تا کہ تم تسلیم کرو''۔

ظلال سے مراد وہ سائے ہیں جو مکانوں، دیواروں، درختوں اور ابر وغیرہ سے قدرتی ظاہر ہوتے ہیں اور چھتوں کے سائے وہ جس کے نیچے انسان آرام لیتا ہے۔

اور پہاڑوں میں اکنان غار وغیرہ گھپائیں ہیں جن کے اندر امیر و غریب بوقت ضرورت آرام کرتے ہیں۔

اور سرابیل سربال کی جمع ہے یہ کرتہ ہے گرمی سے بچانے کے لئے ململ۔ ڈوریہ جسے درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ہی بنایا اس

www.waseemziyai.com

لئے کہ اس نے آدمی میں قدرت پیدا فرمائی پھر ہمارے دماغوں میں اس سے انتفاع کے طریقے ڈالے ہم نے اس کا سوت باریک موٹا کاتا اس سے باریک موٹا دبیز سب کچھ قسم کا کپڑا ہم نے حاصل کرلیا۔

اور دوسرا کرتہ جسے زرہ کہتے ہیں جوشن بکتر خود یہ جنگ میں ہمارے اوپر تیر وتلوار سے گھاؤ سے محفوظ رکھتے ہیں یہ سب تمہارے لئے تمہاری حوائج کا سامان ہے جس کی اصل اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائی تو ان کو دیکھ کر اس کی نعمتوں کا اعتراف کر کے اسلام لاؤ یعنی گردن اطاعت جھکاؤ اور اس کو تسلیم کرو۔

''فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ تو اگر وہ انحراف کریں تو (اے محبوب) آپ پر تو صاف پہنچا دینا ہے يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ جانتے ہیں اللہ کی نعمتیں پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور اس میں سے اکثر کافر ہیں''۔

یعنی اے محبوب اس بیان کے بعد بھی اگر وہ آپ کی تصدیق اور اطاعت سے انحراف کریں اور اپنے کفر پر اڑے رہیں تو آپ کے ذمہ روشن ظاہر واضح لائح احکام پہنچا دینا ہے تو جب آپ نے پیغام پہنچا دیا تو آپ کا فرض پورا ہو گیا اور انحراف کرنے والوں پر ان کے انحراف کا وبال رہے گا اور وہ خود ان تمام نعمتوں کو جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں پھر بھی اگر شکر بجا نہ لائیں تو وہ جانیں اس کا وبال ان پر ہے۔

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہاں نعمت سے مراد ذات اقدس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی یہ فرمایا کہ اے محبوب آپ کو وہ جانتے ہیں کہ آپ پیغمبر ہیں مگر حسد وعناد اور ضد وکد سے منحرف ہیں اور اسلام قبول کرنے کی بجائے کافر ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ پھر نہ اجازت ہو انہیں جو کافر ہوئے اور نہ وہ منائے جائیں۔

وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور جب دیکھیں وہ جو ظلم کرنے والے ہیں عذاب تو نہ ہلکا کیا جائے اور نہ مہلت دیئے جائیں۔

وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ۚ

اور جب دیکھیں وہ جو مشرک ہیں اپنے شریکوں کو بولیں اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک کہ تھے ہم پوجتے تیرے سوا تو ڈالیں ان کی طرف اپنی بات کہ بے شک تم جھوٹے ہو۔

وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾

اور بولیں اللہ کی طرف جھکتے ہوئے اس دن دور جاتی رہیں گی ان سے جو افتراء کرتے تھے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

وہ جو کافر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے ہم نے بڑھایا عذاب پر عذاب بدلہ ان کے فساد کا۔

www.waseemziyai.com

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

اور جس دن اٹھائیں ہم ہر گروہ میں ایک گواہ ان پر انہی میں سے اور (اے محبوب) تمہیں ہم گواہ بنا کر ان پر اور نازل کیا ہم نے تم پر کتاب کو کہ بیان ہے ہر شے کا اور ہدایت و رحمت اور بشارت مسلمانوں کے لئے۔

حل لغات بارہواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَيَوْمَ - اور جس دن
نَبْعَثُ - اٹھائیں گے ہم
مِنْ كُلِّ - ہر ایک
اُمَّةٍ - امت سے
شَهِيْدًا - گواہ
ثُمَّ - پھر
لَا يُؤْذَنُ - نہ اجازت دی جائے
لِلَّذِيْنَ - ان کو جو
كَفَرُوْا - کافر ہیں
وَلَا هُمْ - اور نہ وہ
يُسْتَعْتَبُوْنَ - منائے جائیں
وَاِذَا - اور جب
رَاَى - دیکھیں
الَّذِيْنَ - وہ جو
ظَلَمُوا - کافر ہیں
الْعَذَابَ - عذاب
فَلَا - تو نہ
يُخَفَّفُ - ہلکا کیا جائے
عَنْهُمْ - ان سے
وَلَا - اور نہ
هُمْ - وہ
يُنْظَرُوْنَ - مہلت دیئے جائیں
وَاِذَا - اور جب
رَاَى - دیکھیں
الَّذِيْنَ - وہ جو
اَشْرَكُوْا - مشرک ہیں
شُرَكَآءَهُمْ - اپنے شریکوں کو
قَالُوْا - تو کہیں
رَبَّنَا - اے ہمارے رب
هٰٓؤُلَآءِ - یہ ہیں
شُرَكَآؤُنَا - ہمارے شریک
الَّذِيْنَ - وہ جن کو
كُنَّا - ہم تھے
نَدْعُوْا - پکارا کرتے
مِنْ دُوْنِكَ - تیرے سوا
فَاَلْقَوْا - تو وہ ڈالیں
اِلَيْهِمُ - ان کی طرف
الْقَوْلَ - بات
اِنَّكُمْ - کہ یقیناً تم
لَكٰذِبُوْنَ - جھوٹ بولتے ہو
وَاَلْقَوْا - اور ڈالیں وہ
اِلَى - طرف
اللّٰهِ - اللہ کی
يَوْمَئِذِ - اس دن
السَّلَمَ - صلح کی بات
وَضَلَّ - اور بھول جائے
عَنْهُمْ - ان سے
مَّا - جو
كَانُوْا - تھے وہ
يَفْتَرُوْنَ - افتراء کرتے
اَلَّذِيْنَ - وہ جو
كَفَرُوْا - کافر ہوئے
وَصَدُّوْا - اور روکا
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - خدا کی راہ سے
زِدْنٰهُمْ - زیادہ دیں گے ہم
ان کو
عَذَابًا - عذاب
فَوْقَ - اوپر
الْعَذَابِ - عذاب کے
بِمَا - بدلہ اس کا کہ
كَانُوْا - تھے وہ
يُفْسِدُوْنَ - فساد کرتے
وَيَوْمَ - اور جس دن
نَبْعَثُ - اٹھائیں ہم
فِيْ كُلِّ - ہر ایک
اُمَّةٍ - امت میں
شَهِيْدًا - گواہ
عَلَيْهِمْ - ان پر
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ - ان کی جانوں سے
وَجِئْنَا - اور لائیں ہم
بِكَ - تجھ کو
شَهِيْدًا - گواہ
عَلٰى - اوپر
هٰٓؤُلَآءِ - ان کے
وَنَزَّلْنَا - اور اتاری ہم نے
عَلَيْكَ - تجھ پر
الْكِتٰبَ - کتاب
تِبْيَانًا - بیان کرنے والی
لِّكُلِّ - ہر ایک
شَيْءٍ - چیز کو
وَّهُدًى - اور ہدایت
وَّرَحْمَةً - اور رحمت
وَّبُشْرٰى - اور خوشخبری
لِلْمُسْلِمِيْنَ - مسلمانوں کے لئے

WARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع -سورۃ نحل- پ ۱۴

''وَ یَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا ثُمَّ لَا یُؤْذَنُ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ۔ اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو اور نہ وہ منائیں جائیں''۔

یعنی قیامت کے دن ہر امت میں ایک گواہ یعنی ان کا نبی اٹھایا جائے جو ان کی تصدیق وتکذیب اور ایمان وکفر کی شہادت دے گا اور وہ نہ منائے جائیں۔

یعنی ان سے اس وقت یہ نہ کہا جائے گا کہ تم اب بھی توبہ کر کے اپنا عذاب جو غضب الٰہی عزوجل سے تم پر مسلط ہے کم کرا لو اس لئے کہ یہ واقعہ جب ہوگا جب آخرت میں دارالجزاء کے اندر وہ ہوں گے یہاں سے نہ رجوع الی الدنیا ممکن ہے نہ یہاں کوئی عمل ہے اس لئے کہ دارالعمل تو دنیا تھی۔

اور اس کے معنی صاف ہیں کہ فَالْمُرَادُ اِسْتِمْرَارُ النَّفْیِ لَا نَفْیُ الْاِسْتِمْرَارِ۔ یہاں وہ انکار جو دنیا میں ان کی طرف سے تھا وہ دائم ومستمر ہو گیا نہ کہ اس استمرار کے کسی پہلو سے نفی بھی ممکن ہو یعنی توبہ وغیرہ سے وہ دفع ہو سکے یہ نہ ہوگا۔

''وَ اِذَا رَاَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ۔ اور جب دیکھیں ظلم کرنے والے عذاب کو تو نہ کم اور ہلکا ہو وہ عذاب نہ انہیں مہلت ملے''۔

یعنی جب کفار عذاب دیکھیں تو وہ عذاب ان کی معذرت والحاح سے کم اور ہلکا نہ ہو وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اَیْ یُمْهَلُوْنَ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں۔ اگرچہ وہ عرض کریں کہ ہمیں دنیا میں بھیجا جائے تا کہ عمل واتباع رسل کریں ان کی یہ عرض بھی مسموع نہ ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا گیا هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ۝ وَلَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ آج وہ دن ہے کہ نہ کلام کریں اور نہ اجازت ہو کہ اپنا عذر پیش کر سکیں۔

''وَ اِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا شُرَکَآءَهُمْ۔ اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جو شرک کرنے والے ہیں اپنے شریکوں کو کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک جنہیں ہم پوجتے تھے تیرے سوا تو ڈالیں وہ ان پر اپنی بات کہ بے شک تم جھوٹے ہو اور پیش کریں اللہ کے حضور اس دن جھکتے ہوئے عاجزی اور بیکار جائیں وہ سب جو افترا کرتے تھے۔

یعنی جب مشرکین کے سامنے بت وغیرہ آئیں جنہیں وہ پوجتے تھے اَلَّذِیْنَ کَانُوْا یَزْعُمُوْنَهُمْ شُرَکَاءَ لِلّٰهِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰی وَ یَعْبُدُوْنَهُمْ مَعَهٗ عَزَّوَجَلَّ۔ جن کے متعلق ان کا گمان تھا کہ وہ اللہ عزوجل کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی پوجا کرتے تھے۔

اور اس سے مراد تمام وہ ہیں جن کی پوجا کی جاتی ہے۔ صنم، وثن، شیطان، آدمی، فرشتہ سب یعنی بطریق شرک جس کو بھی وہ معبود ٹھہراتے تھے اور ان کے لئے اپنے مال میں سے حصہ نکالتے تھے جانوروں میں سے کھیتیوں میں سے تو انہیں دیکھ کر بولیں۔

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا الَّذِیْنَ کُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ اے ہمارے رب یہ ہیں جنہیں ہم پوجتے تھے جن کا ہم اتباع کرتے تھے فَاَلْقَوْا یعنی مشرک عاجزی سے کہیں الٰہی یہ ہیں ہمارے مفروضہ معبود تو اب ہم عاجزانہ طور پر جھکتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور ان سے کہیں اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ بے شک تم جھوٹے معبود ہو وَ ضَلَّ عَنْهُمْ

www.waseemziyai.com

ضَاعَ وَ بَطَلَ ان کی سب افتراء پردازیاں ضائع اور باطل ہو جائیں۔

''اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ وہ جو کفر کر چکے اور اللہ کی راہ سے روکتے رہے ہم نے انہیں عذاب پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا''۔

یعنی ان پر دوہرا عذاب اس لئے ہے کہ ایک تو خود کفر کیا اور دوسروں کو خدا کی راہ سے روکا اور گمراہ کیا۔

ابن مردویہ اور خطیب براء بن عازب رحمہم اللہ سے راوی ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ذَالِکَ فَقَالَ عَقَارِبُ كَاَمْثَالِ النَّخْلِ الطِّوَالِ یُنْهِشُوْنَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ وَ رَوٰی نَحْوَه الْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهٗ وَالْبَیْهَقِیُّ وَغَیْرُهٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عذاب پر دوسرا عذاب کیا ہوگا۔ فرمایا کھجور کے طویل درخت کی مثل بچھو مسلط ہوں جو جہنم میں ان کے ڈنگ لگاتے رہیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ السُّدِّیِّ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اَهْلَ النَّارِ اِذَا جَزَعُوْا مِنْ حَرِّهَا اسْتَغَاثُوْا بِضَحْضَاحٍ فِی النَّارِ فَاِذَا اَتَوْهُ تَلْقَاهُمْ عَقَارِبُ كَاَنَّهُنَّ الْبِغَالُ الدُّهْمُ وَ اَفَاعِیْ كَاَنَّهُنَّ الْبُخَاتِیُّ فَتَلْدَغُهُمْ فَذَالِکَ الزِّیَادَةُ۔

جہنمی جب آگ سے گھبرا کر تھوڑا سا پانی طلب کریں گے آگ میں تو ان کے پاس بچھو آئیں گے مثل شوخ خچروں کے اور زہریلے سانپ گویا کہ وہ بختی اونٹ ہیں اور انہیں ڈنگ ماریں گے یہ ہے وہ زیادت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِنَّهَا اَنْهَارٌ مِنْ صُفْرٍ مُذَابٍ یَسِیْلُ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ یُعَذَّبُوْنَ بِهَا۔ وہ گندھک کی نہر پگھلائی ہوئی عرش کے نیچے سے بہتی ہوئی ہو جس سے انہیں عذاب پر عذاب دیا جائے۔

وَعَنِ الزُّجَاجِ یَخْرُجُوْنَ مِنْ حَرِّ النَّارِ اِلَی الزَّمْهَرِیْرِ فَیُبَادِرُوْنَ مِنْ شِدَّةِ بَرْدِهٖ اِلَی النَّارِ۔ جہنمی شدت گرما سے آگ سے نکل کر زمہریر کی طرف آئیں اور یہاں کی برودت سے پریشان ہو کر پھر آگ کی طرف لپکیں۔

بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ اَیْ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ الَّذِیْ یَسْتَحِقُّوْنَهٗ بِكُفْرِهِمْ بِسَبَبِ اسْتِمْرَارِهِمْ عَلَی الْاِفْسَادِ وَ هُوَ الصَّدُّ عَنِ السَّبِیْلِ۔ یعنی عذاب پر عذاب وہ ہے جس کے وہ مستحق ہیں اپنے کفر کی وجہ اور ہمیشہ عذاب میں رہنا اس لئے ہے کہ وہ دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے تھے۔

''وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ اور جس دن ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ اٹھائیں انہیں میں سے اور (اے محبوب) لائیں تم کو شاہد بنا کر ان سب پر وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اور ہم نے تم پر یہ کتاب (یعنی قرآن) اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو''۔

ہر امت میں جو انہیں میں سے گواہ اٹھائیں جائیں گے یہ اس امت کے نبی علیہ السلام ہوں گے۔ اور ان امتوں پر شہادت کے لئے حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے جائیں گے جیسا کہ دوسری آیہ کریمہ میں بھی اس کا ذکر ہو چکا۔ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا

آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں ذکر فرماتے ہیں: وَهُوَ كَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَبِیُّهُمْ

www.waseemziyai.com

الَّذِیْ بُعِثَ فِیْهِمْ فِی الدُّنْیَا۔یعنی ان کا وہ نبی جو دنیا میں ان کے اندر مبعوث ہو چکا تھا۔

اور مِّنْ اَنْفُسِهِمْ پر فرماتے ہیں: اِنَّهٗ مِنْهُمْ وَ ذَالِکَ لِیَکُوْنَ اَقْطَعَ لِلْمَعْذِرَةِ یعنی وہ گواہ انہیں میں سے ہوں تا کہ ان کے عذر اور بہانہ کو قطع کرنے والے ہوں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو ابن عطیہ سے منقول ہے: یَجُوْزُ اَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰی شُهَدَاءَ مِنَ الصَّالِحِیْنَ مَعَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گواہ صالحین میں سے اٹھائے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلْمُرَادُ بِالشَّهِیْدِ اَجْزَاءٌ مِنَ الْاِنْسَانِ وَ ذَالِکَ اَنَّهٗ تَعَالٰی یُنْطِقُ عَشْرَةَ اَجْزَاءٍ مِنْهُ وَ هِیَ الْاُذُنَانِ وَ الْعَیْنَانِ وَالرِّجْلَانِ وَ الْیَدَانِ وَ الْجِلْدِ وَ اللِّسَانِ فَتَشْهَدُ عَلَیْهِ لِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ قَالَ فِیْ صِفَةِ الشَّهِیْدِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ اللہ تعالیٰ دس اجزاء سے شہادت دلائے شہید سے مراد انسانی اعضاء ہیں۔ دو کان، دو آنکھ، دو پیر، دو ہاتھ، جلد اور زبان۔

اس پر کہا گیا ہے: وَ یَاْبٰی ذَالِکَ اِذْ لَوْ یَصِحُّ وَصْفُ اَحَادِ الْاَعْضَاءِ بِاَنَّهَا مِنَ الْاُمَّةِ۔ اس روایت سے انکار کیا گیا ہے اس لئے کہ اعضاء کی صفت امت پر صحیح نہیں ہوتی۔

وَ عِنْدَ اَکْثَرِ الْمُفَسِّرِیْنَ وَلَمْ یَسْتَبْعِدْ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ بِهِمْ مَا یَشْمَلُ الْحَاضِرِیْنَ وَ غَیْرِهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَاِنَّ اَعْمَالَ اُمَّتِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ تُعْرَضُ عَلَیْهِ بَعْدَ مَوْتِهٖ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا رَاَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ مَا رَاَیْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی لَکُمْ۔

اکثر مفسرین نے فرمایا یہ ہرگز مستبعد نہیں کہ اس سے مراد حاضرین میدان قیامت میں نبی بھی شامل ہوں اسلئے کہ اعمال امت حضور پر پیش ہوتے رہیں گے قیامت تک بعد وفات بھی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَ یُحَدَّثُ لَکُمْ وَ مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا رَأَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَمَا رَأَیْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَکُمْ۔

میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم جو چاہو کہہ لیتے ہو اور اس کا تمہیں جواب مل جاتا ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے رہیں گے تو جو نیک عمل میں دیکھوں گا اللہ کا شکر کروں گا اس پر اور جو برا عمل دیکھوں گا تو اللہ کے حضور بخشش طلب کروں گا تمہارے لئے۔ انتہی۔

آخر میں صاف لکھتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ شہداء صرف اور صرف انبیاء کرام ہی ہیں: اَلْمُرَادُ بِهِمْ شُهَدَاءُ الْاُمَمِ وَ هُمُ الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لِعِلْمِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِعَقَائِدِهِمْ وَاسْتِجْمَاعِ شَرْعِهٖ لِقَوَاعِدِهِمْ لَا الْاُمَّةُ کَوْنَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ شَهِیْدًا عَلٰی اُمَّتِهٖ عُلِمَ مِمَّا تَقَدَّمَ فَالْاٰیَةُ مَسُوْقَةٌ لِشَهَادَتِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ۔

اشہید سے مراد شہداء امم ہی ہیں اور وہ انبیاء علیہم السلام ہیں اس لئے کہ انہیں ان کے عقائد کا علم ہوتا ہے اور اجتماع شرعیہ کا اس لئے کہ وہ امت کے لئے سب احکام دیتے رہے نہ کہ امتی امتی پر گواہ ہو اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

www.waseemziyai.com

امت کے گواہ ہیں کہ وہ ان کے ماتقدم پر واقف ہیں اور سیاق آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت انبیاء پر ظاہر کرتا ہے۔
اور اس کی تائید وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ بھی کر رہی ہے۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

آیہ کریمہ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ کے بعد ہی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرمانا برائے دفع دخل مقدر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی ممکن ہے معترض یہ کہہ دے کہ ظہور حضور پرنور ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام وامم ماضیہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت بلا رویت ہی ہو سکتی ہے اور جو شہادت بلا رویت وحصول علم اذعانی ہو اس کا فائدہ کچھ نہیں ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت انبیاء علیہم السلام اور امم ماضیہ پر جو ہوگی وہ مفید نہیں ہو سکتی۔

تو اس اعتراض کے دفع کے لئے ساتھ ہی فرما دیا کہ ہم نے اے ہمارے محبوب کتاب یعنی قرآن کریم نازل فرما کر عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ فرما دیا کہ سید اکرم کو علم قرآن دیا پھر اس کے حقائق ودقائق کا بیان بھی سکھا دیا اور وہ کوئی تاریخ یا سیر کی کتاب نہیں جس پر کسی کو شبہ کرنے کی گنجائش ہو بنا بریں اس قرآن کے علم سے جو شہادت حضور کو ہوگی وہ قطعی یقینی اذعانی ہوگی اسے سماعی نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ عینی سے بھی بلند پایہ ہوگی۔

اس قرآن کریم میں تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہے ہر شے کا روشن بیان ہے۔ ماضیہ ومستقبلہ تمام حالات وکوائف قصائص و واقعات سب اللہ تعالیٰ نے فرمائے جن میں انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ مَنْ شَكَّ فَقَدْ كَفَرَ۔

تو یہاں مضمون ماسبق کی تائید میں وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرمانا صحیح اور ضروری ہے پھر مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ بھی فرما دیا گیا۔

ترمذی کی حدیث ہے کہ حضور سرور عالم مالک رقاب امم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش آنے والے فتنوں کی خبر دی صحابہ نے ان سے خلاص کا طریقہ پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے اور تم سے بعد کے حالات کی بھی اور تمہارے موجودہ حالات کی بھی خبر ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کر لے اس میں اولین وآخرین کی خبریں ہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا امت کے تمام علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث پاک قرآن کی شرح ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم بھی دیا وہ وحی تھا جو آپ کو قرآن پاک سے مفہوم ہوا۔

حضرت ابوبکر بن مجاہد رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ میں مذکور نہ ہو۔ کسی نے سوال کیا سراؤں کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ میں بیوت غیر مسکونہ سے مراد سرائے نہیں تو کیا ہے؟

ابوالفضل مرسی رحمہ اللہ نے فرمایا اولین وآخرین کے تمام علوم قرآن پاک میں ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ قرآن سے وہی علوم نکال سکتا ہے جس پر انکشاف ہو جائے اور جس کی جتنی علمیت وذہنیت ہے اتنا ہی وہ کلام پاک سے استفادہ کر سکتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ روح المعانی میں لکھتے ہیں:

www.waseemziyai.com

اَنَّهٗ قَالَ مَرَّةً بِمَكَّةَ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ اُخْبِرُكُمْ عَنْهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی- فَقِیْلَ مَا تَقُوْلُ فِی الْمُحْرِمِ یَقْتُلُ الزَّنْبُوْرَ۔آپ نے ایک بار مکہ معظمہ میں اعلان فرمادیا کہ مجھ سے جو چاہو دریافت کرو میں تمہیں قرآن کریم سے جواب دوں گا تو آپ سے عرض کیا گیا حضرت محرم کے لئے تتیا یعنی ڈیمو مارنے کا کیا حکم ہے؟

فقال بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو حکم ہمارا رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ خَرَاشٍ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرَ۔حضرت حذیفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ میرے بعد پیروی کرنا ابوبکر وعمر کی۔گویا پیش گوئی فرمائی کہ میرے بعد حضرت ابوبکر اور ان کے بعد عمر میرے خلیفہ ہوں گے اور ان سے یہ حدیث ہے:

حَدَّثَنَا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَمَرَ بِقَتْلِ الْمُحْرِمِ الزَّنْبُوْرَ۔کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا محرم کو کہ زنبور یعنی تتیا جسے بزبان پنجابی ڈیمو کہتے ہیں مار دے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کا فرمان فرمان واجب الاذعان فرمان مصطفیٰ بنا بریں تو فرمان خلفاء باتباع فرمان الٰہی ہوا۔

بخاری شریف میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ۔

اللہ نے لعنت فرمائی جسم سوئی سے گدانے والی اور گودنے والی پر۔

اور بالوں میں بال بٹ کر بال لمبے کرانے والی اور بٹنے والی پر۔

اور دانتوں میں چھید کرا کر سونے کی کیل لگانے والی پر۔

اور اللہ تعالیٰ نے جو قدرتی حسن دیا اسے متغیر کرنے والی پر۔

خواہ وہ پلاسٹک سے ہو یا پاؤڈر سے خواہ وہ لالی لگانے سے ہو خواہ بال کاٹنے سے وغیرہ وغیرہ من الخرافات۔

فَقَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَةٌ فِیْ ذَالِكَ۔تو ایک عورت اس حال میں تھیں انہوں نے اس پر اعتراض کیا فَقَالَ مَا لِیْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔آپ نے فرمایا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم لعنت فرمائیں ہم کیوں اس پر لعنت نہ کریں۔

تو وہ خاتون کہنے لگیں: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَیْنَ اللَّوْحَیْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ۔حضرت! میں نے یہ قرآن کریم جو ہمارے سامنے ہے پڑھا ہے مگر ہم نے تو اس میں وہ نہ پایا جو آپ فرمارہے ہیں۔

www.waseemziyai.com

قَالَ لَئِنْ كُنتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَ جَدْتِيهِ اَمَا قَرَأْتِ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو قرآن پڑھتی تو یقیناً پالیتی کیا تو نے مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ نہیں پڑھا۔

قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ۔ خاتون نے عرض کیا بے شک پڑھا ہے فرمایا یہی حکم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بناوٹوں سے منع فرمایا ہے اور کلام حق ہے فرمان محمد وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔

اور شیخ اکبر قدس سرہ نے تو قرآن کریم سے حوادث کونیہ اتنے نکالے ہیں جن کا احصاء ممکن نہیں۔

وَقَدْ رَاَيْتُ جَدْوَلًا حَرْفِيًّا مَنْسُوْبًا اِلَى الشَّيْخِ كَتَبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ يُعْرَفُ مِنْهُ حَوَادِثُ اَهْلِ الْمَحْشَرِ

ایک جدول حرفی شیخ اکبر قدس سرہ کا دیکھا جس سے حوادث اہل محشر معلوم ہو جاتے ہیں۔

اور ایک جدول دوسرا ہے جس سے حوادث اہل جنت واضح ہوتے ہیں۔

اور تیسرا ایک جدول ہے جس سے حوادث اہل نار روشن ہیں وَكُلُّ ذَالِكَ عَلٰى مَا يَزْعُمُوْنَ مُسْتَخْرَجٌ مِنَ الْكِتَابِ الْكَرِيْمِ۔ اور یہ سب کچھ انہوں نے قرآن کریم سے نکالنے کا دعویٰ فرمایا ہے۔

وَمِثْلُ ذَالِكَ الْجَفْرُ الْجَامِعُ الْمَنْسُوْبُ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ فَاِنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّهٗ جَامِعٌ لِمَاشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْحَوَادِثِ الْكَوْنِيَّةِ وَ هُوَ اَيْضًا مُسْتَخْرَجٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ۔

اور ایسا ہی جفر جامع ہے جو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے اس میں وہ فرماتے ہیں کہ یہ جامع حوادث کونیہ ہے اور مستخرج من القرآن العظیم ہے۔ روح المعانی

وَ قَدْ نَقَلَ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ عَنِ الْمُرْسِيِّ اَنَّهٗ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنُ عُلُوْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ بِحَيْثُ لَمْ يُحِطْ بِهَا عِلْمًا حَقِيْقَةً اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَنْ فَضَّلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ وَرِثَهُمْ بَعْدَ ذَالِكَ سَادَاتُ الصَّحَابَةِ وَاَعْلَامُهُمْ مِثْلُ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ وَ مِثْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى قَالَ الْاَوَّلُ لَوْ ضَاعَ لِيْ عِقَالُ بَعِيْرٍ لَوَجَدْتُهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔

سیوطی علامہ مرسی سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا قرآن کریم جامع ہے علوم اولین و آخرین کا حتیٰ کہ اس کا احاطہ از روئے علم حقیقتاً کوئی نہ کر سکا سوائے اللہ تعالیٰ کے پھر حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے یا جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔

پھر اس علم کے وارث ہوئے سادات صحابہ اور ان میں سے جو ان پر حاکم ہیں مثل خلفاء اربعہ اور مثل ابن عباس اور ابن مسعود حتیٰ کہ اول درجے والے تو فرما گئے کہ اگر میرے اونٹ کا عقال بھی گم ہو جائے تو میں کتاب اللہ سے پالیتا ہوں۔

ثُمَّ وَرِثَهُمُ التَّابِعُوْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ ثُمَّ تَقَاصَرَتِ الْهِمَمُ وَ فَتَرَتِ الْعَزَائِمُ وَ تَضَاءَ لَ اَهْلُ الْعِلْمِ وَ ضَعُفُوْا عَنْ حَمْلِ مَا حَمَلَهُ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ مِنْ عُلُوْمِهٖ وَ سَائِرِ فُنُوْنِهٖ فَنَوَّعُوْا فُنُوْنَهٗ وَ عُلُوْمَهٗ وَ قَامَتْ كُلُّ طَائِفَةٍ بِفَنٍّ مِنْ فُنُوْنِهٖ۔

پھر ان کے علوم پر تابعین وارث ہوئے پھر ہمتیں قاصر ہو گئیں اور عزائم کمزور ہو گئے اور اہل علم پراگندہ خیال ہو گئے اور ضعیف الہمت ہو گئے اس بار کے اٹھانے میں جو صحابہ اور تابعین نے اٹھایا تھا ان کے علوم اور فنون سے تو انواع و اقسام کے

www.waseemziyai.com

علوم ایجاد کئے اور علیحدہ علیحدہ ایک جماعت ایک فن پر جم گئی اور وہ اس کے ماتحت چلنے لگ گئی۔

وَ قِیْلَ لَا یَخْلُو الزَّمَانُ مِنْ عَارِفٍ بِجَمِیْعِ ذَالِکَ وَ ھُوَالْوَارِثُ الْمُحَمَّدِیُ وَ یُسَمَّی الْغَوْثُ وَ قُطْبُ الْاَقْطَابِ وَالْمَظْھَرُ الْاَتَمّ وَ مَظْھَرُ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ۔

اور یہ بھی ایک قول ہے کہ زمانہ کبھی عارف سے خالی نہیں ہوتا وہ تمام علوم پر حاوی ہوتا ہے اور وہ وارث محمدی ہوتا ہے اس کا نام غوث اور قطب الاقطاب اور مظہر اتم اور مظہر اسم اعظم ہوتا ہے۔

''وَّھُدًی وَّ رَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ۔ اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو''۔

وَّھُدًی وَّ رَحْمَةً للجمیع بقرینة قوله تعالی وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ - وَ حِرْمَانُ الْکَفَرَةِ مِنْ جِھَةِ تَفْرِیْطِھِمْ۔ ہدایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا قرآن کریم سب کے لئے ہے بقرینہ آیہ کریمہ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اور باوجود اس کے کافروں کی محرومی ان کی تفریط عقیدہ کفریہ شرکیہ کی بنا پر ہے۔

''وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ۔ خاصۃً اور بشارت خصوصیت سے مومنین و مسلمین کے لئے ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ بشارت ان سب کے لئے ہے جو ہدایت و رحمت سے منتفع ہوں اسلئے کہ ہدایت دلالت موصولہ ہے اور رحمت رحمت تامہ۔

بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور احسان اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے ہدایت فرماتا ہے تمہیں تا کہ تم یاد رکھو۔

وَ اَوْفُوْا بِعَھْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰھَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِھَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

اور پورا کرو عہد اللہ کا جبکہ تم عہد کرلو اور نہ توڑو اپنا عہد قسم والا بعد مؤکد کر لینے کے اور کر چکے ہو تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ ھِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَ لَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور نہ ہو اس عورت کی طرح جس نے توڑ دیا اپنا سوت بعد مضبوط ہونے کے ریزہ ریزہ پکڑتے ہو اپنی قسمیں مداخلت باہمی کی وجہ سے کہ نہ ہو ایک گروہ دوسرے سے زیادہ اللہ تو اس سے تمہیں آزماتا ہے اور تم پر ظاہر کر دے گا قیامت کے دن جس بات پر تم اختلاف کرتے تھے۔

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور اگر چاہتا اللہ ضرور کرتا تمہیں ایک گروہ لیکن گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور ضرور تم پوچھے جاؤ گے اس سے جو تھے تم کرتے۔

وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِھَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ

اور نہ پکڑو اپنی قسموں کو بہانہ اپنے آپس میں تو لغزش کرے قدم جم جانے کے بعد اور چکھو تم برائی بدلہ اس کا کہ روکتے

www.waseemziyai.com

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾
تھے تم اللہ کی راہ سے اور تمہیں دردناک عذاب ہے۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾
اور نہ لو اللہ کے عہد کے بدلے قیمت ذلیل بے شک وہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانو۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾
جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہے گا اور ضرور جزا دیں گے ہم انہیں جو صبر کریں ان کا بدلہ سب سے اچھا ہے جو ہیں وہ عمل کرتے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾
جو عمل نیک کرے مرد اور عورت سے حال آنکہ وہ مومن ہو تو ہم ضرور اسے زندگی دیں گے زندگی اچھی اور انہیں جزا دیں گے اچھے بدلے سے جو ان کے عمل کے لائق ہو۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾
تو جب پڑھو تم قرآن تو پناہ مانگو اللہ کی شیطان مردود سے۔

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾
بے شک اس کا نہیں کوئی قابو ان پر جو ایمان والے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾
اس کا قابو تو ان پر ہے جو اس سے دوستی کریں اور وہ جو اسے شریک ٹھہراتے ہیں۔

حل لغات تیرہواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

اِنَّ - بے شک	اللّٰهَ - اللہ	يَاْمُرُ - حکم دیتا ہے	بِالْعَدْلِ - انصاف
وَالْاِحْسَانِ - اور نیکی	وَاِيْتَآئِ - اور دینے کا	ذِي الْقُرْبٰى - قرابت والوں کو	وَيَنْهٰى - اور روکتا ہے
عَنِ الْفَحْشَآءِ - بے حیائی سے		وَالْمُنْكَرِ - اور بری بات	وَالْبَغْيِ - اور سرکشی سے
يَعِظُكُمْ - نصیحت کرتا ہے تم کو	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم	تَذَكَّرُوْنَ - یاد رکھو	وَاَوْفُوْا - اور پورا کرو
بِعَهْدِ - عہد	اللّٰهِ - اللہ کا	اِذَا - جب	عٰهَدْتُّمْ - عہد کرو تم
وَلَا - اور نہ	تَنْقُضُوا - توڑو	الْاَيْمَانَ - قسمیں	بَعْدَ - بعد
تَوْكِيْدِهَا - مضبوط کرنے اس کے		وَقَدْ - اور بے شک	جَعَلْتُمُ - بنایا تم نے
اللّٰهَ - اللہ کو	عَلَيْكُمْ - اپنے اوپر	كَفِيْلًا - ضامن	اِنَّ - بے شک
اللّٰهَ - اللہ	يَعْلَمُ - جانتا ہے	مَا - جو	تَفْعَلُوْنَ - تم کرتے ہو
وَلَا - اور نہ	تَكُوْنُوْا - ہو جاؤ تم	كَالَّتِيْ - اس عورت کی طرح	نَقَضَتْ - جس نے توڑ دیا
غَزْلَهَا - اپنا سوت	مِنْۢ بَعْدِ - بعد	قُوَّةٍ - مضبوط کرنے کے	اَنْكَاثًا - ٹکڑے ٹکڑے

www.waseemziyai.com

تَتَّخِذُوْنَ۔ بناتے ہو تم
اَنْ۔ یہ کہ
اَرْبٰی۔ زیادہ
اللّٰهُ۔ اللہ
یَوْمَ۔ دن
تَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے
لَجَعَلَكُمْ۔ تو بنا دے تم سب کو
وَّلٰكِنْ۔ اور لیکن
وَيَهْدِيْ۔ اور ہدایت دیتا ہے
جاؤ گے تم
وَلَا۔ اور نہ
بَيْنَكُمْ۔ آپس میں
ثُبُوْتِهَا۔ ثابت قدمی کے
صَدَدْتُّمْ۔ روکا تم نے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
بِعَهْدٍ۔ عہد
اِنَّمَا۔ بے شک جو
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے
وَمَا۔ اور جو
اَيْمَانَكُمْ۔ اپنی قسموں کو
تَكُوْنَ۔ ہو
مِنْ اُمَّةٍ۔ دوسری سے
بِهٖ۔ اس سے
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
وَلَوْ۔ اور اگر
يُّضِلُّ۔ گمراہ کرتا ہے
مَنْ۔ جس کو
عَمَّا۔ اس سے
تَتَّخِذُوْٓا۔ بناؤ تم
فَتَزِلَّ۔ کہ پھسل جائیں
وَتَذُوْقُوا۔ اور چکھو تم
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ خدا کی راہ سے
عَظِيْمٌ۔ بڑا
اللّٰهِ۔ خداوندی سے
عِنْدَ۔ پاس
لَّكُمْ۔ تمہارے لئے
مَا۔ جو
عِنْدَ۔ پاس
وَلَنَجْزِيَنَّ۔ اور ضرور بدلہ دیں گے ہم
بِاَحْسَنِ۔ اچھا
مَنْ۔ جو
اَوْ اُنْثٰى۔ یا عورت
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ۔ تو ضرور زندگی دیں گے ہم اس کو
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ۔ اور بدلہ دیں گے ہم ان کو
كَانُوْا۔ جو تھے وہ
الْقُرْاٰنَ۔ قرآن

دَخَلًا۔ مداخلت
اُمَّةٌ۔ ایک جماعت
اِنَّمَا۔ سوائے اس کے نہیں
وَلَيُبَيِّنَنَّ۔ اور ظاہر کرے گا
مَا كُنْتُمْ۔ جو تھے تم
شَآءَ۔ چاہے
اُمَّةً۔ جماعت
مَنْ۔ جس کو
يَّشَآءُ۔ چاہے
كُنْتُمْ۔ جو تھے تم
اَيْمَانَكُمْ۔ اپنی قسموں کو
قَدَمٌ۔ قدم
السُّوْٓءَ۔ برائی
وَلَا۔ اور نہ
ثَمَنًا۔ قیمت
اللّٰهِ۔ خدا کے ہے
اِنْ۔ اگر
عِنْدَكُمْ۔ تمہارے پاس ہے
اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے
الَّذِيْنَ۔ ان کو
مَا۔ اس سے
عَمِلَ۔ عمل کرے
وَهُوَ۔ اور وہ
حَيٰوةً۔ زندگی
اَجْرَهُمْ۔ ان کے اجر کا
يَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے
فَاسْتَعِذْ۔ تو پناہ لے

بَيْنَكُمْ۔ آپس میں
هِيَ۔ وہ
يَبْلُوْكُمْ۔ آزماتا ہے تمہیں
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
فِيْهِ۔ اس میں
اللّٰهُ۔ اللہ
وَّاحِدَةً۔ ایک
يَّشَآءُ۔ چاہے
وَلَتُسْـَٔلُنَّ۔ اور ضرور پوچھے
تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے
دَخَلًا۔ مداخلت کا سبب
بَعْدَ۔ بعد
بِمَا۔ بدلے اس کے جو
وَلَكُمْ۔ اور تمہارے لئے
تَشْتَرُوْا۔ خریدو
قَلِيْلًا۔ ذلیل
هُوَ۔ وہ
كُنْتُمْ۔ ہو تم
يَنْفَدُ۔ ختم ہو جائے گا
بَاقٍ۔ باقی رہنے والا ہے
صَبَرُوْٓا۔ جو صابر ہیں
كَانُوْا۔ جو تھے وہ
صَالِحًا۔ اچھے
مُؤْمِنٌ۔ مومن ہو
طَيِّبَةً۔ اچھی
بِاَحْسَنِ۔ اچھا
فَاِذَا۔ پھر جب
بِاللّٰهِ۔ اللہ کی

MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِنَ الشَّيْطٰنِ۔شیطان الرَّجِيْمِ۔مردود سے
لَهٗ۔اس کا سُلْطٰنٌ۔کوئی غلبہ
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے وَعَلٰى۔اوراوپر
کرتے ہیں اِنَّمَا۔سوائے اس کے نہیں
الَّذِيْنَ۔ان کے ہے جو يَتَوَلَّوْنَهٗ۔اس سے دوستی کریں
هُمْ۔کہ وہ بِهٖ۔اس کو

اِنَّهٗ۔بے شک وہ لَيْسَ۔نہیں ہے
عَلَى۔اوپر الَّذِيْنَ۔ان کے جو
رَبِّهِمْ۔اپنے رب کے يَتَوَكَّلُوْنَ ۔ وہ بھروسہ
سُلْطٰنُهٗ۔غلبہ اس کا عَلَى۔اوپر
مُشْرِكُوْنَ۔شریک ٹھہرائیں وَالَّذِيْنَ۔اور وہ

مختصر تفسیر اردو تیرہواں رکوع۔سورۃ نحل۔پ ۱۴

''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ۔ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور احسان اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم یاد رکھو''۔

اس آیہ کریمہ میں چھ باتوں کا حکم ہے۔

عدل۔احسان۔ایتاء ذی القربیٰ۔نہی عن الفحشاء۔نہی عن المنکر۔نہی عن البغی۔اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عدل کی تعریف یہ ہے: اَیِ الْمُرَاعَاتُ التَّوَسُّطِ بَيْنَ طَرَفَي الْاِفْرَاطِ وَ التَّفْرِيْطِ۔افراط وتفریط سے بچ کر درجہ متوسط کو ملحوظ رکھنا۔

اَلْعَدْلُ عَلٰى مَا رَوَاهُ عَنْهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ۔اسماء وصفات الٰہی میں عدل کرے۔

وَابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَيْرُهُمْ وَ ضَمَّ اِلَيْهِ بَعْضُهُمُ الْقَوْلَ بِالْكَسْبِ الْمُتَوَسِّطِ بَيْنَ مَحْضِ الْجَبْرِ وَالْقَدْرِ وَ مِنَ الْحُكْمِ الْعَمَلُ التَّعَبُّدُ بِاَدَاءِ الْوَاجِبَاتِ الْمُتَوَسِّطِ بَيْنَ الْبَطَالَةِ وَ تَرْكِ الْعَمَلِ لِزَعْمِ اَنَّهٗ لَا فَائِدَةَ فِيْهِ اِذِ الشَّقِيُّ وَالسَّعِيْدُ مُتَعَيَّنَانِ فِي الْاَزَلِ كَمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْمُلَاحِدَةِ وَالتَّرَهُّبُ بِتَرْكِ الْمُبَاحَاتِ تَشْبِيْهًا بِالرُّهْبَانِ وَ مِنَ الْحُكْمِ الْخُلُقِيَّةِ الْجُوْدُ الْمُتَوَسِّطُ بَيْنَ الْبُخْلِ وَ التَّبْذِيْرِ۔

عدل یہ ہے کہ عمل متوسط ہو اور جبریہ قدریہ کے مسئلہ میں حد سے نہ بڑھے اور عملی حیثیت سے عبادت اداء واجبات کے ساتھ ہو اور باطل طریقہ سے اجتناب ہو اس خیال کو دفع کرے کہ عمل کا کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ گمان ہے ملاحدہ کا کہ شقی اور سعید مقرر ہو چکے ہیں ازل میں۔یا جائز امور سے اجتناب کرنے لگے۔جیسے راہبوں کا طریقہ ہے اور اخلاقی کیفیت میں بخشش کرے تو ایسی کہ مبذر یعنی فضول خرچ بھی نہ ہو اور بخیل بھی نہ ہو۔

وَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ اَنَّ الْعَدْلَ اِسْتِوَاءُ السَّرِيْرَةِ وَالْعَلَانِيَةِ فِي الْعَمَلِ۔عدل خفیہ وعلانیہ کے مابین عمل میں رہنا ہے یعنی ریاء کے وہم میں اگر مقام خفی نہ ملے تو عبادت ہی ترک کر دے بلکہ عمل میں اپنے رب کے ساتھ خلوص ہو خواہ سری ہو یا علانیہ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ اَنَّهٗ قَالَ دَعَانِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ فَقَالَ لِيْ صِفْ لِيَ الْعَدْلَ فَقُلْتُ بَخٍ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ جَسِيْمٍ كُنْ لِصَغِيْرِ النَّاسِ اَبًا وَ لِكَبِيْرِهِمْ اِبْنًا وَ

www.waseemziyai.com

لِلْمَثَلِ مِنْهُمْ اَخًا وَ لِلنِّسَاءِ كَذٰلِكَ وَ عَاقِبِ النَّاسِ عَلٰى قَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ وَ عَلٰى قَدْرِ اَجْسَادِهِمْ وَلَا تَضْرِبَنَّ لِغَضَبِكَ سَوْطًا وَاحِدًا فَتَكُوْنَ مِنَ الْعَادِيْنَ۔

محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بلا کر فرمایا عدل کی تعریف بتائیے۔

میں نے کہا خوب سوال کیا تم نے یہ بہت بھاری بات ہے۔

''چھوٹوں کے لئے آپ بمنزلہ باپ ہوں، بڑوں کے سامنے بمنزلہ بیٹے کے ہوں، برابر والوں میں بھائی کے موافق ہوں اور ایسا ہی عورتوں میں درجہ رہے اور کسی کو سزا نہ دیں مگر اس کے گناہ کے برابر اور اس کی جسمانی طاقت پر اور کسی کو غصہ کے اندر کوڑے نہ لگائیں ورنہ پھر آپ اللہ کے نافرمان ہو جائیں گے۔ یہ ہے عدل۔ آگے فرماتے ہیں شاید یہ تعریف سائل کے درجہ اور مقام کے موافق فرمائی تھی۔ اس لئے کہ عمر بن عبدالعزیز والی ملک خلیفۃ المسلمین تھے۔

تو خلاصہ تعریف عدل کا یہ ہے۔

جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عدل یعنی انصاف یہ ہے کہ آدمی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دے اور نیکیوں میں فرائض کا خیال رکھے اور شرک سے مجتنب رہے۔

اور احسان کی تعریف یہ ہے کہ اعمال وعبادات میں مسابقت کرے جیسا کہ بخاری شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔ عبادت کرتے وقت مومن اس خیال میں محو ہو جائے کہ گویا وہ اللہ کے حضور میں حاضر ہے اور اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ خیال پختہ نہ ہو تو کم از کم یہ تصور ضرور رہے کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ النَّجَّارِ فِيْ تَارِيْخِهٖ مِنْ طَرِيْقِ الْعُكْلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ بِقَوْمٍ يَّتَحَدَّثُوْنَ فَقَالَ فِيْمَ اَنْتُمْ فَقَالُوْا نَتَذَاكَرُ الْمُرُوْءَةَ فَقَالَ اَمَا كَفَاكُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ذَالِكَ فِيْ كِتَابِهٖ اِذْ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ فَالْعَدْلُ الْاِنْصَافُ وَ الْاِحْسَانُ التَّفَضُّلُ فَمَا بَقِيَ بَعْدَ هٰذَا۔

فرماتے ہیں حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ ایک جماعت میں گزرے جو گفتگو کر رہی تھی آپ نے فرمایا کس معاملہ میں گفتگو کر رہے ہو؟

انہوں نے عرض کیا مروۃ پر گفتگو کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کیا تمہیں فرمان الٰہی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کافی نہیں ہے؟

فَالْعَدْلُ الْاِنْصَافُ۔ تو عدل انصاف ہے وَالْاِحْسَانُ التَّفَضُّلُ۔ یعنی دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اگر وہ مومن ہو تو اس کے برکات ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر کافر ہو تو تمہیں یہ پسند ہو کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی ہو جائے۔

ایک قول یہ ہے کہ عدل انصاف ہے اور انصاف توحید ہے اور احسان نیکی ہے اور نیکی اخلاص ہے۔

www.waseemziyai.com

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الشَّعْبِیْ قَالَ قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّمَا الْاِحْسَانُ اَنْ تُحْسِنَ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْکَ لَیْسَ الْاِحْسَانُ اَنْ تُحْسِنَ اِلٰی مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْکَ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اپنے ساتھ برائی کرنے والے سے چشم پوشی کرے یہ احسان نہیں کہ اپنے محسن کے ساتھ احسان کرے۔

وَلِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ مَا فَسَّرَ الْعَدْلَ بِالتَّوْحِیْدِ فَسَّرَ الْاِحْسَانَ بِاَدَاءِ الْفَرَائِضِ۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عدل کی تفسیر توحید سے کر کے احسان کی تفسیر ادائے فرائض سے فرمائی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ عدل افعال میں ہوتا ہے اور احسان اقوال میں۔

''وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی'' اَیْ اِعْطَاءِ الْاَقَارِبِ حَقَّهُمْ مِنَ الصِّلَةِ وَالْبِرِّ وَهٰذَا دَاخِلٌ فِی الْعَدْلِ اَوِ الْاِحْسَانِ۔ یعنی اقارب واعزا کو ان کے حق دے کر صلہ رحمی کرنا اور بھلائی کرنا۔ یہ عدل میں داخل ہے یا احسان میں۔

وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِذِی الْقُرْبٰی مَا یَعُمُّ سَائِرَ الْاَقَارِبِ سَوَاءٌ کَانُوْا مِنْ جِهَةِ الْاُمِّ اَوْ مِنْ جِهَةِ الْاَبِ وَ هٰذَا هُوَ الْمُرَادُ بِذَوِی الْاَرْحَامِ الَّذِیْنَ حَثَّ الشَّارِعُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی صِلَتِهِمْ عَلَی الْاَصَحِّ۔

اور ظاہر ہے ذوی القربیٰ عام ہے تمام اقارب کے لئے، عام اس سے کہ وہ ماں کی طرف سے ہوں یا باپ کی طرف سے اور یہ وہی ہیں جو ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور ذوی الارحام وہی ہیں جن کی صلہ رحمی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تاکید فرمائی۔

ایک قول یہ ہے کہ ذوی الارحام وہ اقارب ہیں جو ماں کی طرف سے ہوں۔

وَ ذَکَرَ الطَّبْرَسِیُّ اَنَّ الْمَرْوِیَّ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ الْمَرْوِیَّ مِنْ ذَوِی الْقُرْبٰی هٰهُنَا قَرَابَتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُرَادُوْنَ فِیْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی۔

طبرسی کہتے ہیں کہ بروایت جعفر ذوی القربیٰ سے اس جگہ قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے جو فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی میں بیان ہوئی۔

''وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ''۔ فحش باتوں سے روکتا ہے۔ اور وہ ہے:

اَلْاَفْرَاطُ فِیْ مُتَابَعَةِ الْقُوَّةِ الشَّهْوَانِیَّةِ کَالزِّنَا مَثَلًا۔ فحش جس کی جمع فحشاء ہے اس سے مراد شہوانی قوت کی طرف بطور افراط متوجہ ہونا ہے۔ جیسے زنا مثلاً

وَفَسَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْفَحْشَاءَ بِهٖ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سے ہر بے حیائی مراد لیتے ہیں۔

''وَالْمُنْکَرِ''۔ مَا یُنْکَرُ عَلٰی مُتَعَاطِیْهِ مِنَ الْاِفْرَاطِ فِیْ اِظْهَارِ الْقُوَّةِ الْغَضَبِیَّةِ۔ اس سے قوت غضبانیہ کا اظہار مراد ہے۔

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ مُقَاتِلٍ تَفْسِیْرُهٗ بِالشِّرْکِ۔ اس سے مراد شرک ہے۔

www.waseemziyai.com

وَ عَنِ السَّائِبِ اَنَّهٗ مَا وُعِدَ عَلَيْهِ بِالنَّارِ۔ ہر وہ کام جس پر جہنم کا وعدہ ہے۔

وَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ اَنَّهٗ مُخَالَفَةُ السَّرِيْرَةِ لِلْعَلَانِيَةِ۔ ہر وہ عیب جو خفیہ کے خلاف علانیہ ہو وہ مراد ہے۔

وَ قِيْلَ مَا لَا يُوْجِبُ الْحَدُّ فِي الدُّنْيَا لٰكِنْ يُوْجِبُ الْعَذَابَ فِي الْاٰخِرَةِ۔ دنیا میں اس کی سزا نہ ہو آخرت میں اس کا عذاب ضروری ہو۔

وَ قَالَ الزَّمَخْشَرِيُّ مَا تُنْكِرُهُ الْعُقُوْلُ۔ جس سے عقل انکار کرے۔ لیکن اس پر ابن منیر نے اعتراض کیا ہے وہ کہتے ہیں یہ خیال اعتزالی یعنی معتزلہ کا یہ خیال ہے کہ جو کام عقل پسند نہ کرے وہ ہی منکر ہے۔ البتہ اگر یہ کہا جائے کہ اَلْمُنْكَرُ مَا اَنْكَرَهُ الشَّرْعُ لَوَافَقَ الْحَقَّ۔ منکر وہ ہے جس سے شریعت انکار کرے تو مسلم ہو سکتا ہے۔

''وَالْبَغْيِ''۔ یعنی لوگوں پر اپنی بلندی دکھانے کو جبر کرنا بغی ہے اور یہ آثار قوت وہمیہ شیطانیہ سے ہے۔

بعض نے کہا اَلْبَغْيُ التَّطَاوُلُ بِالظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ بڑھنا ظلم اور سیاہ کاری کے ساتھ۔

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْعَدْلَ عِبَارَةٌ عَنِ الْقَدْرِ الْوَاجِبِ مِنَ الْخَيْرَاتِ۔ عدل مقدار واجب ہے بھلائی کی۔

وَالْاِحْسَانُ عِبَارَةٌ عَنِ الزِّيَادَةِ فِي الطَّاعَاتِ بِحَسْبِ الْكَمِيَّةِ وَ بِحَسْبِ الْكَيْفِيَّةِ وَ بِحَسْبِ الدَّوَاعِيْ وَالصَّوَارِفِ وَ بِحَسْبِ الْاِسْتِغْرَاقِ فِيْ شُهُوْدِ مَقَامِ الْعُبُوْدِيَّةِ وَالرَّبُوْبِيَّةِ۔ احسان عبارت ہے طاعات میں زیادتی کرنے سے۔ مقدار کمیت و کیفیت اور دواعی وصوارف اور استغراق کی مقام عبودیت میں شہود مقام ربوبیت کا۔

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس بشریہ کو چار قویٰ ودیعت فرمائے ہیں۔

قوائے شہوانیہ۔ قوائے بہیمیہ۔ قوائے غضبیہ سبعیہ اور قوائے وہمیہ شیطانیہ یا عقلیہ ملکیہ۔

پھر عقلیہ ملکیہ تہذیب انسانی کا محتاج نہیں اس لئے کہ وہ جوہر ملائکہ سے ہے۔

اور قوت شہوانیہ تحصیل لذات شہوانیہ کرتی ہے۔

اور لذات شہوانیہ اذن شریعت سے خارج ہے اسی بنا پر اسے فحش فرمایا اور يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ فرما کر اسے مہذب کیا۔

اور قوت غضبانیہ سبعیہ اس کی سعی ہمیشہ شر اور بلا اور ایذاء خلق کی طرف مائل کرنا ہے اس لئے وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ فرمایا:

فَالْمُنْكَرُ عِبَارَةٌ عَنِ الْاِفْرَاطِ الْحَاصِلِ فِيْ اٰثَارِ الْقُوَّةِ الْغَضَبِيَّةِ۔ اور منکر عبارت ہے افراط حاصل قوت غضبانیہ سے۔

اور قوت وہمیہ شیطانیہ کوشش کرتی ہے ہمیشہ اِسْتِعْلَاءٌ عَلَى النَّاسِ وَالتَّرَفُّعُ وَاِظْهَارُ الرِّيَاسَةِ وَالتَّقَدُّمِ اس کے مہذب کرنے کے لئے نہی عن البغی فرمائی اِذْ لَا مَعْنٰى لَهٗ اِلَّا التَّطَاوُلَ وَالتَّرَفُّعَ عَلَى النَّاسِ اس لئے کہ تطاول و ترفع علی الناس ایک بے معنی اور بغی محض ہے اس سے روکا گیا۔

كَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي الْاَدَبِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهٗ عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِجْتَمَعَ اٰيَةٌ لِلْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیہ کریمہ خیر و شر کے لئے جامع ہے۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنِ الْحَسَنِ نَحْوَ ذَالِكَ۔ اور حسن سے اسی کے موافق روایت ہے۔

www.waseemziyai.com

وَاَخْرَجَ الْمَاوَرْدِیُ وَ اَبُوْنُعَیْمٍ فِیْ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ بَلَغَ اَکْتَمُ بْنُ صَیْفِیْ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَهٗ فَاَتٰی قَوْمُهٗ فَانْتَدَبَ رَجُلَانِ فَاَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا نَحْنُ رُسُلُ اَکْتَمَ یَسْاَلُکَ مَنْ اَنْتَ وَ مَا جِئْتَ بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ ثُمَّ تَلَا عَلَیْهِمْ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ اِلَخْ قَالُوْا رُدُّوْا عَلَیْنَا هٰذَا الْقَوْلَ فَرَدَّدَهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِمْ حَتّٰی حَفِظُوْهُ فَاَتَیَا اَکْتَمَ فَاَخْبَرَاهُ فَلَمَّا سَمِعَ الْاٰیَةَ قَالَ اِنِّیْ لَاَرَاهُ یَاْمُرُ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَ یَنْهٰی عَنْ مَذَمِّهَا فَکُوْنُوْا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ رَاْسًا وَلَا تَکُوْنُوْا اَذْنَابًا۔

اکتم بن صیفی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گزرگاہ پر پہنچا اور ارادہ کیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے کہ اس کی قوم آ گئی تو اس نے دو آدمی بطور وکیل مقرر کئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر باتیں کریں۔ چنانچہ یہ دونوں بطور مندوب پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم دونوں اکتم کے فرستادے ہیں یہ معلوم کرنے آئے ہیں کہ آپ کون ہیں اور کس کی تعلیم کو لے کر آپ تشریف لائے ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ خدا کا بندہ ہوں اور اس کا رسول۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔

فرستادوں نے عرض کیا اس کلام کو پھر دہرائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ سنایا اور انہوں نے یاد کر لیا اور وہ اکتم کے پاس آئے اور وہی کلام سنایا۔

جب اکتم نے یہ آیت سنی تو بولا میں دیکھتا ہوں کہ وہ مکارم اخلاق اور نہی فحشاء و منکرات فرما رہے ہیں تو تمہیں چاہئے کہ اس ہستی مقدس کی حمایت میں تم آگے بڑھو اور اذناب یعنی سفلہ لوگوں کے ساتھ نہ رہو۔

تو آیہ کریمہ اکتم کے لئے وہ ہوئی جس کے متعلق احمد اور طبرانی اور بخاری ادب المفرد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِسْتِقْرَارُ الْاِیْمَانِ فِیْ قَلْبِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَ مَحَبَّتُهٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی اکتم کے لئے بھی وہ سبب ایمان بنی جیسے سبب ایمان بنی تھی عثمان بن مظعون کے لئے اور معہ حب حبیب محبت حضور سے۔

عثمان بن ابوالعاص رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا اِذْ شَخَصَ بَصَرُهٗ فَقَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَضَعَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ بِهٰذَا الْمَوْضِعِ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ۔ الخ

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اچانک چشم ہائے مبارک کھلی رہ گئیں پھر فرمایا ابھی جبریل آئے اور حکم دے گئے اس آیت کو اس جگہ رکھوں یعنی تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ کے بعد اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ رکھی جائے۔

''یَعِظُکُمْ'' اَیْ یُنَبِّهُکُمْ بِمَا یَاْمُرُ وَ یَنْهٰی سُبْحٰنَهٗ اَحْسَنَ تَنْبِیْهٍ۔ یعنی تمہیں تنبیہ فرما دی ہے امر و نہی کی باری تعالیٰ کی طرف سے اچھی تنبیہ۔

www.waseemziyai.com

''لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ' طَلَبًا لِاَنْ تَتَّعِظُوْا بِذَالِكَ وَ تَنْتَبِهُوْا۔ تاکہ نصیحت حاصل کرو اور متنبہ رہو''۔

خلاصہ مفہوم آیہ کریمہ یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تین چیزوں کا حکم دیا اور تین چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

اول عدل کا حکم دیا جس پر عمل کرنے سے انصاف ومساوات حاصل ہوگی جو اقوال وافعال پر عام ہے اس کے مقابل وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ فرما کر بے حیائی سے روک دیا جو اقبح اقوال وافعال ہے۔

پھر ہمیں دوسرا حکم احسان کا دیا یعنی ظالم کے ظلم کا انتقام لینے کی بجائے معاف کرنا برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ اس سے آگے منکر ہے یعنی محسن کے احسان کا انکار۔

تیسرا حکم ہمیں دیا گیا وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى ہے یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک، صلہ رحمی، شفقت ومحبت کرنا اور اس کے مقابل تیسرے عیب یعنی بغی سے ہمیں روکا اور وہ تکبر ہے یعنی اپنے کو اونچا بنانا اپنے علاقہ والوں کے حقوق غضب کرنا۔

اسی بنا پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تمام خیر وشر کے بیان کی جامع ہے اور یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے ایمان کی باعث ہوئی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اس آیت کا یہ اثر ہوا کہ ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا۔

اور ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے مجسمہ جہل وعناد بھی اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے اور اکتم بن صیفی بھی ایمان کی طرف مائل ہو گیا۔

آگے حکم ہے ان کے حق میں جنہوں نے حضور سے اسلام پر بیعت کی تو مورد خاص ہوا لیکن اب حکم عام ہے ہر عہد کے پورا کرنے کے لئے جو جائز ہو اور ہر وعدہ جو اسلام کے خلاف نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا۔ اور پورا کرو عہد اللہ کا جب کہ تم نے عہد کیا اور نہ توڑو قسمیں بعد موکد مضبوط کرنے کے اور تم اللہ کو کر چکے ہو اپنے اوپر ضامن بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے''۔

ایک شان نزول تو اول بیان ہو چکا۔ دوسرا قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ سے مروی ہے:

نَزَلَتْ فِيْمَا كَانَ مَنْ تَحَالَفَ الْجَاهِلِيَّةِ فِيْ اَمْرِ الْمَعْرُوْفِ اَوْ نَهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ یہ آیہ کریمہ ان کے لئے نازل ہوئی جو جہالت کے دور میں امر بمعروف اور نہی عن منکر پر حلف لے چکے تھے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ مَزِيْدَةَ بْنِ جَابِرٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ بَيْعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَنْ اَسْلَمَ بَايَعَ عَلَى الْاِسْلَامِ۔ اس حدیث کا ترجمہ پہلے شان نزول کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

وَ ظَاهِرُهَا اَنَّهَا فِي الْبَيْعَةِ عَلَى الْاِسْلَامِ مُطْلَقًا فَالْمُرَادُ بِعَهْدِ اللّٰهِ تِلْكَ الْبَيْعَةُ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ۔ گویا اس آیہ کریمہ کا ظاہر یہ ہے کہ یہ معاہدہ وبیعت اسلام کرنے والوں کے حق میں مطلقاً نازل ہوئی تھی تو اس سے مراد ہر اس مسلمان کا معاہدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی معاہدہ کرے۔

چنانچہ اصولی دلیل کے ماتحت علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی اسے عام فرما رہے ہیں:

حَيْثُ قَالَ اِنَّ الظَّاهِرَ اَنَّهٗ عَامٌّ فِيْ كُلِّ مَوْثِقٍ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْتَضِيْهِ كَلَامُ مَيْمُوْنُ بْنُ مَهْوَانَ وَ سَبَبُ

www.waseemziyai.com

النُّزُوْلِ لَيْسَ مِنَ الْمُخَصَّصَاتِ وَ لِذَا قَالُوْا اَلْاِعْتِبَارُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ۔

اس آیہ کریمہ میں ظاہر حکم عام ہے ہر وعدہ وقسم پر اور نزول آیت بھی مخصصات سے نہیں ہے۔ چنانچہ اصول ہے کہ عموم الفاظ معتبر ہوتا ہے نہ کہ خصوصیت سبب۔ لہٰذا یہ حکم عام ہوا اگرچہ اصم کے نزدیک یہ ہے کہ اَلْمُرَادُ بِهِ الْجِهَادُ مَا فُرِضَ فِي الْاَمْوَالِ مِنْ حَقٍّ۔ اس سے مراد جہاد ہے اور وہ جو اپنے اوپر فرض کرلیا جائے مال سے۔ حق الٰہی میں لیکن یہ جمہور کے مقابل ایک ہی رائے ہے۔

''اِذَا عٰهَدْتُّمْ''۔ پر بھی دو قول ہیں لیکن اس کا جواب ہو جانے پر مسلک جمہور عموم پر ہے۔ چنانچہ آلوسی لکھتے ہیں:

وَ قِيْلَ الْمُرَادُ بِهِ النَّذْرُ۔ ایک قول ہے اس سے مراد نذر مان کر پورا کرنے کی تاکید ہے۔

وَ قِيْلَ الْيَمِيْنُ۔ ایک قول ہے کہ اس سے قسم پوری کرنا مراد ہے۔

لیکن امام فرماتے ہیں کہ اس جگہ فرمان الٰہی وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا میں تکرار اس لئے ہے کہ واضح ہو جائے کہ اِنَّ الْوَفَاءَ بِالْعَهْدِ وَالْمَنْعِ مِنَ النَّقْضِ مُتَغَايِرَانِ لِاَنَّ الْاَمْرَ بِالْفِعْلِ يَسْتَلْزِمُ النَّهْيَ عَنِ التَّرْكِ عہد پورا کرنے کا حکم اور نہی اس کے نقض کے قریب قریب اس لئے بیان ہوئیں کہ امر بالفعل مستلزم نہی ہوتا ہے ترک سے۔

''وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا۔ اور نہ توڑو قسمیں مضبوط کر کے وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اور تم اللہ کو کر چکے ہو اپنے اوپر ضامن اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو''۔

یعنی اس کے نام کی قسم کھا کر اس کے عہد کو نہ توڑو اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الْمُرَادَ كَوْنُ الْعَقْدِ مُؤَكِّدًا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا بِذِكْرِ غَيْرِهٖ كَمَا يَفْعَلُهُ الْعَامَّةُ الْجَهَلَةُ۔ اس لئے کہ عقد یمین مؤکد بذکر اللہ ہے اور یہ لازمی ہے نہ کہ بذکر غیر اللہ جیسے عام جاہل لوگوں کی زبان زد ہوتا ہے جسے یمین لغو کہتے ہیں مثلاً لَا وَاللّٰهِ بَلٰى وَاللّٰهِ یا اردو میں مثلاً قرآن کی قسم تیرے سر کی قسم یہ یمین لغو ہے جس پر دوسری جگہ ارشاد ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ اللہ تمہاری لغو قسموں کا مواخذہ نہیں کرتا چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں: اَللَّغْوُ الْيَمِيْنُ لَيْسَتْ كَذَالِكَ۔

اور توکید بمعنی توثیق ہے اور قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اَیْ شَاهِدًا رَّقِيْبًا یعنی تم اللہ کو شاہد اور رقیب کر چکے ہو۔ اس لئے کہ رقیب مکفول کے حل پر نظر رکھنے والا ہوتا ہے۔ اسی لئے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ بے شک جانتا ہے اللہ جو تم کرتے ہو فَيُجَازِيْكُمْ عَلٰى ذَالِكَ تو وہ تمہارے عمل کا بدلہ دے گا۔ آگے مثال میں ایک معتوہ العقل عورت کی مثال دے کر ارشاد الٰہی عزوجل ہوتا ہے:

''وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا۔ اور نہ ہو اس عورت کی طرح جس نے توڑ ڈالا اپنا سوت مضبوط کر کے ریزہ ریزہ کر ڈالا''۔

غَزَلَ يَغْزِلُ بِكَسْرِ الزَّاءِ وَ هُوَ فِي الْجَرْمِ فَكُّ اَجْزَائِهٖ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ يَعْنِيْ كَالْمَرْاَةِ الَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ اِبْرَامِهٖ۔ غزل کے معنی اجزاء کا علیحدہ کرنا ہے۔

اَنْكَاثًا جَمْعُ نِكْثٍ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَ هُوَ مَا يَنْكُثُ فَتْلَهٗ۔ اَنْكَاثًا جمع نکث کی ہے یہ اپنے الجھے ہوئے سوت کو

www.waseemziyai.com

سلجھا کر ریزہ ریزہ کرنا ہے۔

وَ قِیْلَ الْمُرَادُ الْمَرْأَۃُ الْمَعْلُوْمَۃُ عِنْدَ الْمُخَاطِبِیْنَ کَانَتْ تَغْزِلُ فَاِذَا بَرِمَتْ غَزْلَھَا تَنْقُضُہٗ وَ کَانَتْ سُمِّیَ خَرْقَاءُ۔ مکہ میں یہ ایک مشہور عورت تھی اس کا نام خرقاء تھا یہ سوت سلجھاتی جب دھاگے صاف نکل آتے تو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی تھی۔

قَالَ ابْنُ الْاَنْبَارِیْ کَانَ اسْمُھَا رَیْطَۃَ بِنْتَ عَمْرِوِ نِ الْمَرِیَّۃَ تُلَقَّبُ الْحَفْرَاءَ۔ ابن انباری کہتے ہیں یہ عورت تھی اس کا نام ریطہ تھا یہ عمرو المریہ کی بیٹی تھی اس کا لقب حفراء تھا۔

وَ قَالَ الْکَلْبِیْ وَالْمُقَاتِلُ ھِیَ اِمْرَأَۃٌ مِنْ قُرَیْشٍ اِسْمُھَا رَبْطَۃَ بِنْتَ سَعْدِنِ التَّیْمِیْ اِتَّخَذَتْ مِغْزَلًا قَدْرَ ذِرَاعٍ وَ ضَارَۃٍ مِثْلَ اِصْبَعٍ وَ فَلْکُہٗ عَظِیْمَۃٌ عَلٰی قَدْرِھَا فَکَانَتْ تَغْزِلُ ھِیَ وَجَوَارِیْھَا مِنَ الْغَدَاۃِ اِلَی الظُّھْرِ ثُمَّ تَاْمُرُھُنَّ فَتَنْقُضُ مَا غَزَلْھُنَّ۔

یہ ایک عورت قریش سے تھی جس کا نام ربطہ بنت سعد تیمی تھا یہ سوت کاتا کرتی اور اپنی لونڈیوں سے بھی کتواتی صبح سے دوپہر تک پھر حکم دیتی کہ سب توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالو۔

وَرَوَی ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ اَنَّھَا شَکَتْ جُنُوْنَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ طَلَبَتْ اَنْ یَّدْعُوَ لَھَا بِالْمُعَافَاۃِ فَقَالَ لَھَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ فَعَافَاکِ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَ احْتَسَبْتِ وَ لَکِ الْجَنَّۃُ فَاخْتَارَتِ الصَّبْرَ وَ الْجَنَّۃَ۔ اس عورت نے اپنے جنون کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو صحت چاہتی ہے تو دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر تو ثواب میں جنت ملے گی چنانچہ اس نے صبر منظور کیا اور جنت قبول کی۔

وَعَنْ مُجَاھِدٍ ھٰذَا فِعْلُ نِسَاءِ نَجْدٍ تَنْقُضُ اِحْدَاھُنَّ غَزْلَھَا ثُمَّ تَنْفُشُہٗ فَتَغْزِلُہٗ بِالصُّوْفِ۔ یہ نساء نجد کا فعل تھا کہ ایک سے عہد توڑ کر دوسرے سے عہد کر لیتی تھیں۔ اس کو سوت کات کر توڑنے سے تشبیہ دی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے اور جب دوسری قوم اس سے زیادہ تعداد یا مال میں پاتے تو پہلی جماعت سے جو حلف کیا تھا اسے توڑ دیتے اور دوسرے سے حلف کر لیتے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما کر ایفاء عہد کا حکم دیا اور فرمایا:

''تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ اُمَّۃٌ ھِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّۃٍ۔ لیتے ہو اپنی قسمیں بے اصل بہانہ کر کے کہیں ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ نہ ہو تو اللہ تمہیں اس سے آزماتا ہے اور ضرور تمہیں ظاہر فرما دے گا قیامت کے دن جس بات میں تم اختلاف کرتے تھے''۔

اَرْبٰی۔ کے معنی اَزْیَدُ عَدَدًا وَ اَوْفَرُ مَالًا کے ہیں یعنی تعداد میں زیادہ اور مال میں وافر۔

دوسرا ترجمہ اَرْبٰی کے یہ ہیں وَھُوَ الرِّبٰی بمعنی زیادۃ وہ اربوٰ ہے بمعنی زیادہ۔

اور بروز قیامت تمہیں تمہارے ان اختلاف سے مطلع کر کے تمہیں اپنے اعمال کے بدلے ثواب وعذاب دے گا۔

''وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ

www.waseemziyai.com

تَعْمَلُوْنَ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور تم سے ضرور سوال ہوگا جو تم کر رہے ہو''۔

یعنی اے لوگو اگر اللہ عزوجل چاہتا تو تم سب ایک دین اسلام پر متفق ہوتے لیکن اس نے اپنی حکمت کے ماتحت ایسا نہ چاہا بلکہ جسے گمراہ کیا اور گمراہی کے لئے پیدا فرمایا اور اس میں گمراہی کا مادہ ڈال دیا اور جسے چاہا ہدایت کے لئے پیدا فرمایا اس میں قبول ہدایت کا مادہ ڈال دیا۔

وَلَتُسْئَلُنَّ۔ اور ضرور تم پوچھے جاؤ گے قیامت کے روز بطریق محاسبہ جو کچھ تم کرتے رہے دنیا میں۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ مشیت الٰہی عزوجل اسلام کی طرف ہی تھی لیکن اس نے چاہا کہ افتراق واختلاف بھی ہو (تا کہ حق وباطل کے امتیاز میں آسانی رہے اور تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِهَا کا مقتضی بھی یہی تھا اور صناع مطلق ہونے کی بھی اسی میں شان نظر آتی ہے) تو ایمان وکفر۔ تصدیق وتکذیب پیدا فرمائے۔

اس میں معتزلہ خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ گمراہی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے نہیں اور جو گمراہی ہے وہ خلاف مشیت الٰہی ہے۔

اس کا جواب علامہ زمخشری رحمہ اللہ آیت کے مفہوم منطوق سے یہ دیتے ہیں کہ:

لَوْ شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى طَرِيْقَةِ الْاِلْجَاءِ وَالْقَسْرِ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَاحِدَةً مُسْلِمَةً فَاِنَّهٗ سُبْحَانَهٗ قَادِرٌ عَلٰى ذَالِكَ لٰكِنِ اقْتَضَتِ الْحِكْمَةُ اَنْ يُّضِلَّ وَ يَخْذُلَ مَنْ يَّشَاءُ مِمَّنْ عَلِمَ سُبْحَانَهٗ اِنَّهٗ يَخْتَارُ الْكُفْرَ وَ يُصَمِّمُ عَلَيْهِ وَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ بِاَنْ يَّلْطُفَ بِمَنْ عَلِمَ اَنَّهٗ يَخْتَارُ الْاِيْمَانَ۔

اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک جماعت مسلمہ پیدا فرماتا اس لئے کہ وہ قادر تھا اس پر لیکن اقتضاء حکمت ہی یہ تھا کہ جسے چاہے گمراہ کر کے ذلیل کرے اس نے کفر اختیار کیا اور حق سننے سے بہرا ہو گیا اور جسے چاہا وہ ہدایت پر آ گیا اس پر اللہ کا لطف وکرم ہوا اس نے ایمان قبول کیا۔ انتہی مختصرا (روح المعانی)

وَ لَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

اور نہ پکڑو اپنی قسمیں بہانہ بنا کر تو متزلزل ہو جائیں گے قدم بعد جمنے کے اور برائی چکھو گے بدلہ اس کا کہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور تمہیں عذاب ہوگا دردناک۔

یعنی قسم توڑنے سے راہ حق سے اور طریقہ اسلام سے تمہارے قدم متزلزل ہو جائیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ذائقہ عذاب چکھو آخرت میں۔ اللہ عزوجل کی راہ سے روکنے کے باعث اس پر تمہیں دردناک عذاب لازمی ہے۔

وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو ذلیل وقلیل رقم میں نہ بیچو۔ یعنی دنیا کے بدلے دین فروخت نہ کرو۔

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ بے شک وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ یعنی دنیا جو ناپائیدار ہے اس کے قلیل وذلیل نفع کے لالچ میں اللہ عزوجل کے عہد کو توڑنا ناعاقبت اندیشی ہے اور آخرت کی جزاء وسزا جو ہے وہ قطعی ہے۔

www.waseemziyai.com

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے۔

يَنْفَدُ کے معنی يَنْقُصُ وَ يَفْنٰى ہے وَاِنْ جَمَّ عَدَدُهٗ وَ طَالَ مُدَدُهٗ يُقَالُ نَفِدَ يَنْفَدُ نَفَادًا وَ نُفُوْدًا اِذَا ذَهَبَ وَ فَنِيَ۔ یعنی ختم ہو جانے والا اور فنا ہونے والا ہے اگر چہ کافی عدد میں ہو محاورہ میں نَفِدَ يَنْفَدُ نَفَادًا وَ نُفُوْدًا بولتے ہیں جب جاتا رہے اور فنا ہو جائے اور ماعنداللہ سے مراد خزائن رحمت دنیویہ اور اخرویہ ہیں۔ بَاقٍ يَعْنِيْ لَا نَفَادَ لَهٗ اسے فنا نہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ الْمُرَادَ بِمَا عِنْدَ اللّٰهِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ الثَّوَابَ الْاُخْرَوِيَّ۔ ابن جبیر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ثواب اخروی ہے۔

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ۔ اور ضرور ہم جزا دیں گے انہیں جو صبر کرنے والے ہیں ان کا صلہ جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو۔

یعنی جو مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے یا احکام کی اتباع اور حفاظت کریں گے انہیں ہم اس کا ضرور بدلہ دیں گے۔

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ وہ اچھے کام کیا ہیں وَهُوَ الصَّبْرُ فَاِنَّهٗ مِنْ اَعْمَالِ الْقَلْبِيَّةِ اور سب سے بہترین کام یہ ہے کہ وہ دل کے عمل سے ہے۔ آگے اس پر فرمایا جو آئندہ آیت ہے۔

اور یہ بھی ہے کہ اس میں اس امر کی بشارت ہے کہ ان کے ادنیٰ سے عمل کی بھی ایسی جزا ہوگی جو وہ اپنی اعلیٰ نیکی پر پاتے۔ (تفسیر ابوالسعود)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ جو اچھا کام کرے مرد سے ہو یا عورت سے اور ہو وہ مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی دیں گے اور ضرور انہیں اس کا بدلہ دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو۔

یعنی عمل نیک کے بدلے کا وہی مستحق ہے جو مومن ہو اس لئے کہ کفار کے اعمال خواہ کتنے ہی صالح ہوں رائیگاں ہیں۔ عمل صالح کا موجب ثواب ہونا جب ہی ہوگا جب کہ اس میں ایمان ہو۔

حیات طیبہ سے مراد وہ حیات ہے جو جنت میں ہوگی۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِالْحَيٰوةِ الطَّيِّبَةِ الْحَيَاةُ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِي الْجَنَّةِ اِذْ هُنَاكَ حَيٰوةٌ بِلَا مَوْتٍ وَ غِنًى بِلَا فَقْرٍ وَ صِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ وَ مُلْكٌ بِلَا هَلَاكٍ وَ سَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ۔

اس لئے کہ جنت کی زندگی بلا موت ہوگی اور وہاں کا غنی بلا فقر اور صحت بلا مرض اور ملک بلا ہلاک اور سعادت بلا شقاوت حاصل ہوگی۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ غَيْرُهُمَا عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَا نَطِيْبُ الْحَيٰوةَ لِاَحَدٍ اِلَّا فِي الْجَنَّةِ۔ حیوۃ طیبہ کسی کو نہیں ملتی مگر جنت میں۔ حدیث میں ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے اپنے لئے غنیمت سمجھو۔

جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔

تندرستی کو بیماری سے پہلے۔

www.waseemziyai.com

ثروت کو ناداری سے پہلے۔
فراغت کو شغل سے پہلے۔
زندگی کو موت سے پہلے۔
کسی نے خوب کہا ہے:

لَا طَیْبَ لِلْعَیْشِ مَا دَامَتْ مُنَغَّصَةً لِذَاتِهٖ بِاِذْکَارِ الْمَوْتِ وَالْهَرَمِ

یعنی زندگی میں مزا نہیں جب تک منہمک ہو، اس کی لذتیں بے مزہ ہیں موت اور بڑھاپے کے خیال میں۔ وَقَالَ شُرَیْکٌ هِیَ حَیَاةٌ تَکُوْنُ فِی الْبَرْزَخِ۔

فَقَدْ جَاءَ الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ۔ قبر باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں سے یا گڑھا ہے جہنم کے گڑھوں سے۔

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ وَالْحَاکِمُ وَ صَحَّحَهٗ وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَغَیْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ فَسَّرَهَا بِذَالِکَ وَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَةٍ لِیْ بِخَیْرٍ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر فرما کر کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اور ایک حدیث میں ہے اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا یَنْفَدُ۔ قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

حضرات ابوبکر وراق رحمہ اللہ سے ایک حدیث میں ہے: هِیَ حَیٰوةٌ یَصْحَبُهَا حَلَاوَةُ الطَّاعَةِ۔ حیات طیبہ وہ حیات ہے جس میں اطاعت کی شیرینی ہو۔

اَخْرَجَ عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ ذَالِکَ فَقَالَ الْحَیٰوةُ الطَّیِّبَةُ الرِّزْقُ الْحَلَالُ۔ آپ سے حیات طیبہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا حیات طیبہ رزق حلال ہے۔

ایک حدیث میں ہے: اَیُّمَا لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِهٖ۔ جو گوشت رشوت سے پلے اس سے آگ بہتر ہے۔ یعنی حرام سے پلا ہوا جسم آگ میں جلے گا اور رزق حرام گویا آگ ہے جو حرام خور پیٹ میں ڈالتا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ نے اس پر بحث طویل فرمائی ہے۔ (روح المعانی)

اور حیات طیبہ کے یہ معنی ہیں کہ دنیا میں رزق حلال وقناعت عطا فرما کر اس کی دنیاوی زندگی موجب فرحت کریں گے اور آخرت میں جنت کی نعمتیں دے کر۔

بعض نے کہا اچھی زندگی سے مراد لذت عبادت ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مومن اگرچہ فقیر ہو اس کی حیات دولت مند کافر کی عیش سے بہتر اور پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو اس نے مقرر فرمائی ہے اس پر راضی رہتا ہے اور اس کا دل حرص کی پریشانی سے محفوظ رہ کر بے فکر ہو جاتا ہے اور کافر حریص ہوتا ہے ہمیشہ رنج وتعب اور تحصیل مال کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان رجیم سے

www.waseemziyai.com

بے شک اس کا کوئی قابو نہیں ان پر جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

یعنی قرآن کریم کی تلاوت شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا کرو یہ امر استحبابی ہے یعنی اعوذ پڑھنا اس امر سے مستحب ہے۔ اس کے مفصل مسائل ہم نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں بیان کئے ہیں۔

اور شیطانی توسوس اگر ہو بھی تو اثر پذیر نہیں ہوسکتا اور اسے مومن قبول نہیں کرتا کَمَا قَالَ الْاَلُوْسِیْ کَیْلَا یُوَسْوِسُکَ فِی الْقِرَاءَۃِ۔

وَ رُوِیَ الثَّعْلَبِیُ وَ وَاحِدِیُ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَرَأَ عَلَیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَقَالَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ قُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ھٰکَذَا اَقْرَاَنِیْہِ جِبْرِیْلُ عَنِ الْقَلَمِ عَنِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن ام عبد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہہ ایسے ہی جبریل نے مجھے سنایا قلم سے اور لوح محفوظ سے۔

ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ذکر افک کرتے ہوئے فرمایا:

جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ کَشَفَ عَنْ وَجْھِہٖ وَ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ۔ الخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ انور کھول کر فرمایا جبکہ ذکر افک ہوا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ۔ الخ

(روح المعانی)

دونوں حدیثوں میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ تلاوت کلام پاک یا نماز میں وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھی جائے اور اس کے علاوہ مواقع پر السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ پڑھا سکتے ہیں۔

اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ۔ اس کا قابو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَیْ یَجْعَلُوْنَہٗ وَالِیًا عَلَیْھِمْ فَیُحِبُّوْنَہٗ وَ یُطِیْعُوْنَہٗ وَ یَسْتَجِیْبُوْنَ دَعْوَتَہٗ۔ جو اسے اپنا دوست بنا کر اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور اس کے اغواء پر پھنس کر اللہ کا شریک ٹھہرا لیتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع - سورۂ نحل - پ ۱۴

وَ اِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ ۙ وَّ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

اور جب ہم بدلیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے کافر کہتے ہیں تم تو دل سے بنا لائے ہو۔ بلکہ اکثر ان کے جاہل ہیں۔

www.waseemziyai.com

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

فرما دیجئے نازل کیا ہے اسے روح قدس نے تمہارے رب کی طرف سے حق کہ ثابت قدم رکھے ایمان والوں کو اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو۔

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾

اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی بشر سکھاتا ہے اس کی زبان جس کی طرف الحاد کر رہے ہیں عجمی ہے اور یہ عربی زبان ہے روشن۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

بے شک وہ جو ایمان نہیں لاتے اللہ کی آیتوں پر نہیں ہدایت دیتا انہیں اللہ اور انہیں دردناک عذاب ہے۔

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

افتراء تو جھوٹا وہی کرتے ہیں جو نہ ایمان لائیں اللہ کی آیتوں پر یہ ہی جھوٹے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

جو کفر کرے اللہ سے ایمان لا کر مگر وہ جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل مطمئن ہو ایمان پر ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہوا تو اس پر غضب ہے اللہ کی طرف سے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور یہ اس لئے کہ انہوں نے پسند کی دنیا کی زندگی آخرت پر اور اس لئے کہ اللہ ہدایت نہیں دیتا کافروں کو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

یہ ہیں وہ جن کے مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر اور وہی غافل ہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

لازمی ہوا کہ وہ آخرت میں نقصان میں ہوں۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنہوں نے ہجرت کی بعد ستائے جانے کے پھر انہوں نے جہاد کیا بے شک تمہارا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

حل لغات چودھواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَاِذَا - اور جب	بَدَّلْنَآ - ہم بدلتے ہیں	اٰيَةً - ایک آیت	مَّكَانَ - جگہ
اٰيَةٍ - دوسری آیت کے	وَّاللّٰهُ - اور اللہ	اَعْلَمُ - خوب جانتا ہے	بِمَا - جو
يُنَزِّلُ - اتارتا ہے	قَالُوْٓا - کہتے ہیں	اِنَّمَآ - سوا اس کے نہیں	اَنْتَ - تو ہے
مُفْتَرٍ - جھوٹ بنانے والا	بَلْ - بلکہ	اَكْثَرُهُمْ - اکثر ان کے	لَا يَعْلَمُوْنَ - نہیں جانتے

www.waseemziyai.com

قُلْ۔آپ کہیں
مِنْ رَّبِّكَ۔تیرے رب سے
اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے
بُشْرٰى۔خوشخبری
نَعْلَمُ۔ہم جانتے ہیں
يُعَلِّمُهٗ۔سکھاتا ہے اسے
يُلْحِدُوْنَ۔نسبت کرتے ہیں
لِسَانٌ۔زبان
الَّذِيْنَ۔وہ جو
لَا يَهْدِيْهِمُ۔نہیں ہدایت دیتا
اَلِيْمٌ۔دردناک
الَّذِيْنَ۔وہ جو
وَاُولٰٓئِكَ۔اور یہی
كَفَرَ۔کفر کرے
اِلَّا۔مگر
مُطْمَئِنٌّ۔تسلی میں ہو
شَرَحَ۔کھل گیا
غَضَبٌ۔غضب ہے
عَظِيْمٌ۔بہت بڑا
الْحَيٰوةَ۔زندگی
وَاَنَّ۔اور بے شک
الْكٰفِرِيْنَ۔کافر کو
اللّٰهُ۔اللہ نے
كانوں کے
هُمُ۔وہی ہیں
فِي الْاٰخِرَةِ۔آخرت میں
ثُمَّ۔پھر
هَاجَرُوْا۔ہجرت کی

رُوْحُ۔روح
نَزَّلَهٗ۔اتارا ہے اسے
بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ
لِيُثَبِّتَ۔تاکہ ثابت رکھے
هُدًى۔ہدایت
وَ۔اور
لِلْمُسْلِمِيْنَ۔مسلمانوں کیلئے
وَ۔اور
يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
اَنَّهُمْ۔کہ وہ
لِسَانُ۔زبان
بَشَرٌ۔ایک آدمی
اَعْجَمِيٌّ۔عجمی ہے
اِلَيْهِ۔اس کی طرف
عَرَبِيٌّ۔عربی ہے
مُّبِيْنٌ۔ظاہر
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔نہیں ایمان لاتے
بِاٰيٰتِ۔آیات
اللّٰهُ۔اللہ
وَلَهُمْ۔اور ان کے لئے
اِنَّمَا۔سوائے اس کے نہیں
يَفْتَرِي۔بناتے ہیں
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔نہیں ایمان لاتے
بِاٰيٰتِ۔آیات
الْكٰذِبُوْنَ۔جھوٹے
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
اُكْرِهَ۔مجبور ہو جائے
وَلٰكِنْ۔لیکن
صَدْرًا۔اس کا دل
وَلَهُمْ۔اور ان کے لئے
بِاَنَّهُمْ۔اس لئے
عَلَى۔اوپر
لَا يَهْدِي۔نہیں ہدایت دیتا
الَّذِيْنَ۔وہ ہیں جو
قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے
وَاَبْصَارِهِمْ۔اور ان کی آنکھوں کے
الْغٰفِلُوْنَ۔غافل
لَا جَرَمَ۔لازماً
هُمُ۔وہی
اِنَّ۔بے شک
رَبَّكَ۔تیرا رب
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد

الْقُدُسِ۔القدس نے
الَّذِيْنَ۔ان کو
وَّ۔اور
لَقَدْ۔یقیناً
اِنَّمَا۔سوا اس کے نہیں
الَّذِيْ۔اس کی جو
وَّهٰذَا۔اور یہ
اِنَّ۔بے شک
اللّٰهِ۔الٰہی پر
عَذَابٌ۔عذاب ہے
الْكَذِبَ۔جھوٹ
اللّٰهِ۔الٰہی پر
مَنْ۔جو
اِيْمَانِهٖٓ۔اپنے ایمان کے
وَقَلْبُهٗ۔اور اس کا دل
مَّنْ۔وہ جو
فَعَلَيْهِمْ۔تو ان پر
عَذَابٌ۔عذاب ہے
اسْتَحَبُّوا۔کہ پسند کیا انہوں نے
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے
الْقَوْمَ۔قوم
طَبَعَ۔مہر کی
وَ سَمْعِهِمْ۔اور ان کے
وَاُولٰٓئِكَ۔اور یہ لوگ
اَنَّهُمْ۔وہی ہیں
الْخٰسِرُوْنَ۔خسارہ اٹھانے والے
لِلَّذِيْنَ۔ان کو جنہوں نے
فُتِنُوْا۔جو فتنے میں ڈالے گئے

WWW.WASEEMZIYAI.COM
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ثُمَّ۔ پھر	جٰهَدُوْا۔ جہاد کیا	وَصَبَرُوْٓا۔ اور صبر کیا	اِنَّ۔ بے شک
رَبَّكَ۔ تیرا رب	مِنْۢ بَعْدِهَا۔ اس کے بعد	لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا ہے	رَّحِيْمٌ۔ مہربان

مختصر تفسیر اردو چودھواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ اور جب بدلیں ہم کوئی آیت آیت کی جگہ اور اللہ خوب جانتا ہے جو نازل فرماتا ہے تو کہتے ہیں (کافر لوگ) تم تو دل سے بنالاتے ہو بلکہ اکثر ان کے جاہل ہیں۔

یعنی جب اپنی حکمت سے ہم ایک حکم منسوخ کر کے دوسرا حکم ہم دیتے ہیں تو مشرکین اپنی جہالت سے اس نسخ پر اعتراض کرتے اور کہتے ہیں یہ تو اپنے دل سے بنالاتے ہیں۔

شان نزول یہ ہے

کہ مشرکین مکہ اپنے عناد و حسد و جہالت سے تبدل حکم پر اعتراض کرتے اور اس کی حکمت سے ناواقف ہونے کے سبب اس کا تمسخر کرتے اور کہتے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حکم دیتے ہیں اور دوسرے روز دوسرا حکم دے دیتے ہیں یہ سب کچھ وہ اپنے دل سے بنا لیتے ہیں اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اس میں فرمایا کہ کافروں کو کیا معلوم کہ تبدیل حکم میں کیا حکمت ہے اور اس میں بندوں کے لئے کیا مصلحت ہے۔

بدل کے معنی علامہ راغب رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں:

بَدْلٌ – اَلْاِبْدَالُ وَالتَّبْدُلُ وَالْاِسْتِبْدَالُ جَعْلُ شَیْءٍ مَکَانَ اٰخَرَ وَهُوَ اَعَمُّ مِنَ الْعَوْضِ فَاِنَّ الْعَوْضَ اَنْ یَصِیْرَ لَکَ الثَّانِیْ بِاِعْطَاءِ الْاَوَّلِ۔

وَالتَّبْدِیْلُ قَدْ یُقَالُ لِلتَّغْیِیْرِ مُطْلَقًا وَ اِنْ لَّمْ یَاْتِ بِبَدَلِهٖ قَالَ تَعَالٰی فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ – وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا – وَقَالَ تَعَالٰی فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ – قِیْلَ هُوَ اَنْ یَعْمَلُوْا اَعْمَالًا صَالِحَةً تَبْطُلُ مَا قَدْ مُوْهُ مِنَ الْاِسَائَةِ وَ قِیْلَ اَنْ یَّعْفُوَ تَعَالٰی عَنْ سَیِّئَاتِهِمْ وَ یَحْتَسِبُ بِحَسَنَاتِهِمْ وَ قَالَ تَعَالٰی فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ – وَ اِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ – وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ – ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ – یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ اَیْ تَغَیَّرُ عَنْ حَالِهَا – اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ – وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ – وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ – وَ قَوْلُهٗ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ اَیْ لَا یُغَیَّرُ مَا سَبَقَ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ تَنْبِیْهًا عَلٰی مَا عَلَّمَهٗ اَنْ سَیَكُوْنُ یَكُوْنُ عَلٰی مَا قَدْ عَلِمَهٗ لَا یَتَغَیَّرُ عَنْ حَالِهٖ – وَ قِیْلَ لَا یَقَعُ فِیْ قَوْلِهٖ خُلْفٌ وَعَلَی الْوَجْهَیْنِ قَوْلِهٖ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ – لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ قِیْلَ مَعْنَاهُ اَمْرٌ وَ هُوَ نَهْیٌ عَنِ الْخِصَاءِ – وَالْاِبْدَالُ قَوْمٌ صَالِحُوْنَ یَجْعَلُهُمُ اللّٰهُ مَكَانَ اٰخَرِیْنَ مِثْلَهُمْ مَاضِیْنَ وَ حَقِیْقَتُهٗ هُمُ الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا اَحْوَالَهُمُ الذَّمِیْمَةَ بِاَحْوَالِهِمُ الْحَمِیْدَةِ وَ هُمُ الْمُشَارُ اِلَیْهِمْ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ – وَالْبَادِلَةُ مَا بَیْنَ الْعُنُقِ اِلَی التُّرْقُوَةِ وَالْجَمْعُ الْبَادِلُ۔

www.waseemziyai.com

بدل۔ابدال۔تبدل اور استبدال کے معنی کسی شے کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کر دینا ہے اور اس میں اس کا عوض جاننا بھی ضروری ہے کہ اس جگہ دوسری چیز کو پہلی کے بدلہ میں کیا ہے۔

اور تبدیل کا لفظ کبھی مطلق تغییر پر بھی استعمال ہوتا ہے خواہ اس کی جگہ اس کا بدل لایا جائے یا نہیں جیسے قرآن کریم میں بنی اسرائیل کے بیان میں فرمایا: فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ۔اور وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔یعنی اعمال صالحہ نے اعمال سیئہ باطل کر دیئے یا یہ کہ سابقہ گناہ معاف کر کے اس پر نیکیوں کا اجر دے دیا۔

اور فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ اور وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ اور وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ اور ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ اور يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ یہاں تغیر ہے ایک حال سے دوسرے حال میں اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ – وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ اور وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ اور مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ یعنی جو لوح محفوظ میں ہے وہ نہیں بدلے گا اس میں تنبیہ ہے اس امر کی کہ جو ہوگا وہی ہوگا اس کے خلاف واقع نہ ہوگا۔

آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ مِنَ الْمَصَالِحِ مِنَ النَّاسِخِ وَ الْمَنْسُوْخِ يُنَزِّلُ حَسْبَمَا تَقْتَضِيْهِ الْحِكْمَةُ وَالْمَصْلِحَةُ فَاِنَّ كُلَّ وَقْتٍ لَهٗ مُقْتَضًى غَيْرَ مُقْتَضَى الْاٰخَرِ فَكَمْ مِنْ مَصْلِحَةٍ تَنْقَلِبُ مُفْسِدَةً فِيْ وَقْتٍ اٰخَرَ لِاِنْقِلَابِ الْاُمُوْرِ الدَّاعِيَةِ اِلَيْهَا۔

اور اللہ خوب جانتا ہے جو نازل فرماتا ہے اس کے مصالح اور ہر ناسخ سے منسوخ کی وجہ تو نازل فرماتا ہے ویسا ہی جیسا اقتضاء حکمت و مصلحت ہوتا ہے اس لئے کہ ہر وقت کا مقتضی پہلے مقتضی کے غیر ہوگا اور بہت سے مصالح بدلیں گے کسی مفسدہ کے ماتحت دوسرے وقت میں بوجہ انقلاب امور داعیہ آگے اس پر نظریات عقل پیش فرماتے ہیں۔

وَ نَرَى الطَّبِيْبَ الْحَاذِقَ قَدْ يَاْمُرُ الْمَرِيْضَ بِشُرْبَةٍ ثُمَّ بَعْدَ ذَالِكَ يَنْهَاهُ عَنْهَا وَ يَاْمُرُ بِضِدِّهَا۔اور ہم دیکھتے ہیں کہ طبیب حاذق حکم دیتا ہے مریض کو کسی شربت کا پھر اس سے منع کر کے اس کی ضد استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وَمَا الشَّرَائِعُ اِلَّا مَصَالِحَ لِلْعِبَادِ وَ اَدْوِيَةٌ لِاَمْرَاضِهِمُ الْمَعْنَوِيَّةِ فَتَخْتَلِفُ حَسْبَ اِخْتِلَافِ ذَالِكَ فِي الْاَوْقَاتِ – سُبْحَانَ الْحَكِيْمِ الْعَلِيْمِ۔اور احکام شرائع بھی درحقیقت بندوں کی اصلاح کے لئے ہیں اور مثل ادویہ ان کے امراض کے لئے اور علاج کے لئے احکام ہیں تو لازمی طور پر اوقات کے اختلاف کے ساتھ احکام مختلف ہوتے ہیں اسی کا نام ناسخ و منسوخ ہے۔

اور یہ نسخ اتنا ضروری ہے کہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ نے جامع کوفہ میں ایک شخص کو تفسیر قرآن کرتے دیکھا آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تو ناسخ و منسوخ جانتا ہے اس نے انکار کیا آپ نے اسے مسجد سے نکال دیا اور حکم دیا کہ خبردار ہماری مسجد میں قطعاً تفسیر بیان نہ کرنا كَمَا نَقَلَ عَلَّامَةُ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْقَاسِمِ فِيْ رِسَالَةِ النَّاسِخِ وَ الْمَنْسُوْخِ۔

اسی میں ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت صحابہ علیہم رضوان میں سنائی راوی فرماتے ہیں کہ میں

www.waseemziyai.com

نے اسے یاد کرلیا اور اپنی بیاض میں لکھ لیا صبح وہ مجھے یاد نہ رہی۔ بیاض میں دیکھا تو اس میں بھی نہ تھی میں نے عرض کیا تو حضو رصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَسَخَتِ الْبَارِحَةُ وہ آیت شام کو منسوخ ہو چکی ہے۔

پھر ظاہر ہے کہ اگر ناسخ ومنسوخ نہ مانا جائے تو بہت سی آیتوں میں تعارض واقع ہو جائے گا مثلاً لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ تمہارا دین تمہیں مبارک اور ہمارا دین ہمیں۔ اس کے مقابل يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ۔ تو اگر ہر ایک اپنے اپنے دین پر رہ سکتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کفار ومنافقین کا حکم کیوں ہوا وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ۔ مشرکین سے مقاتلہ کرو حتیٰ کہ فتنہ شرک نہ رہے اور خالص دین اسلام ہی اللہ کا رہ جائے اور اس قسم کی آیات جہاد اور آیات امن میں کیونکر تطبیق ہوگی۔

بہر حال یہی ماننا پڑے گا کہ ابتداء اسلام میں جہاد نہیں تھا اس وقت یہ حکم تھا جب أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا نازل ہوئی تو پہلی آیتیں منسوخ الحکم اور مامور التلاوۃ ہو گئیں۔

ایسے ہی جس عورت کا خاوند مر جائے اس کے لئے اس وقت تک یہ حکم تھا جب تک بیوی کے لئے میراث کا حکم نہیں آیا تھا کہ وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ پھر جب ازواج کی میراث کا حکم آ گیا تو يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا کا حکم نافذ ہو گیا اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ آیات کا معاملہ یہ ہے کہ تلاوت میں داخل ہیں۔

اسی لئے وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ کا جملہ توبیخ کفار کے لئے فرمایا گیا اور تنبیہ کی گئی کہ کفار جاہل ہیں کہ تبدیلی کی حکمت سے جاہل ہو کر ایسے لایعنی اعتراض تراشتے ہیں اور

ہمارے حبیب پر افترا کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے گھڑ کر احکام سنا دیتے ہیں حالانکہ

جس کلام کی مثل بنانا قدرت بشری سے باہر ہے وہ کسی انسان کا بنایا ہوا کیسے ہو سکتا ہے۔ خالق کا کلام مخلوق کے کلام سے کبھی مساوی نہیں ہو سکتا۔

وَقَدْ بَالَغُوا قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ نِسْبَةِ الْاِفْتِرَاءِ اِلٰى حَضْرَةِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ وَجَّهُوا الْخِطَابَ اِلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ اور مشرکین مرجومین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف افتراء کی نسبت کرنے میں مبالغہ سے کام لیا اور اس ہستی صادق ومصدوق کو مخاطب کر کے اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ کہا جو ان کے کفر اور نزغات شیطانی کے اثر سے تھا اس لئے کہ وہی ان کا ولی تھا۔ بنا برایں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ

''قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ۔ فرما دیجئے اسے روح القدس نے اتارا تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تا کہ ثابت قدم کرے ایمان والوں کو اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو۔ اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو انہیں کوئی آدمی سکھاتا ہے جس کی زبان کی طرف ڈھالتے اور الحاد کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان ہے''۔

اے حبیب فرما دیجئے کہ یہ قرآن مدلول علیہ بالآیہ ہے۔ وَقَالَ الطَّبَرْسِيُّ علامہ طبرسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ناسخ مدلول علیہ بما تقدم ہے یعنی اِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً سے ہی ثابت ہے کہ ناسخ ومنسوخ منصوص بالقرآن ہے۔

اور روح القدس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں وَاَطْلَقَ عَلَيْهِ ذَالِكَ مِنْ حَيْثُ اِنَّهٗ يُنَزِّلُ بِالْقُدُسِ مِنَ اللّٰهِ

www.waseemziyai.com

تَعَالٰی اَیْ مِمَّا یَطْهُرُ النُّفُوْسُ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِکْمَةِ وَالْفَیْضِ الْاِلٰهِیْ یعنی نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ۔ فرما کر اطلاق اس لئے کیا گیا کہ جب اس کا نزول قدس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا جو نفوس کو پاک کرتا ہے قرآن سے اور حکمت وفیض الٰہی سے یعنی اس کو روح القدس (جبریل علیہ السلام) نے اتارا تو اس میں یعنی نزول میں شک کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو شیطان کا دوست ہو۔

وَ قِیْلَ مُطَهَّرَةً مِنَ الْاَدْنَاسِ الْبَشَرِیَّةِ۔ اور ایک قول میں یہ فرمانا اس لئے ہے کہ ادناس بشریت سے پاک جو ہے وہی اسے لایا ہے تو پھر بشریت کا التباس کیونکر ممکن ہے۔

لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَعْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ بِمَا یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِهٖ لِمَا فِیْهِ مِنَ الْحِجَجِ الْقَاطِعَةِ وَ الدَّلَالَةِ السَّاطِعَةِ۔ یعنی تاکہ ایمان پر ثابت قدم رہیں اس کے حجج قاطعہ اور ادلۂ ساطعہ دیکھ کر۔

اَوْ عَلَی الْاِیْمَانِ بِاَنَّهٗ کَلَامُهٗ تَعَالٰی فَاِنَّهُمْ اِذَا سَمِعُوا النَّاسِخَ وَ تَدَبَّرُوْا مَا فِیْهِ رِعَایَةِ الْمَصَالِحِ رَسَخَتْ عَقَائِدُهُمْ وَاطْمَاَنَّتْ بِهٖ قُلُوْبُهُمْ۔ یعنی ایمان پر قائم ہوں گے جب یہ سمجھ لیں گے کہ یہ کلام الٰہی ہے تو جب وہ ناسخ کو سنیں گے اور غور کریں گے کہ اس میں کیا کیا مصالح ہیں ان کے عقیدے راسخ ہوں گے اور دل مطمئن ہوں گے۔

''وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ۔ اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں انہیں کوئی بشر سکھاتا ہے''۔

یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بشر قرآن بتاتا ہے اس سکھلانے والے کے متعلق متعدد قول ہیں جس کی بناء پر مشرکین کی یہ بکواس تھی۔

قِیْلَ جَبْرُ الرُّوْمِیُّ غُلَامُ عَامِرِ بْنِ الْحَضْرَمِیُّ وَکَانَ قَدْ قَرَأَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَکَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْلِسُ اِلَیْهِ اِذَا اٰذَاهُ اَهْلُ مَکَّةَ فَقَالُوْا مَا قَالُوْا۔

ایک قول یہ ہے کہ جبر رومی عامر بن حضرمی کا غلام تھا یہ توریت اور انجیل پڑھا کرتا تھا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تشریف فرما ہو جاتے تھے اس وجہ میں ان وہمیوں نے اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ کہہ کر ایذا دی اور جو کچھ کہا وہ کہا۔

وَ رُوِیَ ذَالِکَ عَنِ السُّدِّیْ۔ سدی سے ایسا ہی مروی ہے۔

وَ قِیْلَ مَوْلٰی لِحُوَیْطِبِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰی اِسْمُهٗ عَائِشٌ اَوْ یَعِیْشُ کَانَ یَقْرَأُ الْکُتُبَ وَ قَدْ اَسْلَمَ وَ حَسُنَ اِسْلَامُهٗ قَالَهُ الْفَرَّاءُ وَالزُّجَاجُ۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ایک غلام آزاد شدہ حویطب بن عبدالعزی کا تھا اس کا نام عائش یا یعیش تھا یہ توریت وانجیل پڑھا کرتا تھا اور بعد میں وہ اسلام لایا اور اچھے عقیدہ کا مسلمان ہو گیا۔ یہ روایت فراء اور زجاج رحمہم اللہ سے ہے۔

وَقِیْلَ اَبَا فُکَیْهٍ مَوْلٰی لِاِمْرَأَةٍ مَکَّةَ قِیْلَ اِسْمُهٗ یَسَارٌ وَکَانَ یَهُوْدِیًّا قَالَهٗ مُقَاتِلٌ وَ ابْنُ جُبَیْرٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ یَقُلْ کَانَ یَهُوْدِیًّا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ابا فکیہ غلام آزاد شدہ مکہ کی ایک عورت کا تھا اس کا نام یسار کہا جاتا ہے۔ یہ یہودی تھا مقاتل کی روایت سے اور بروایت ابن جبیر رحمہم اللہ یہی ہے مگر انہوں نے یہودی نہیں کہا۔

www.waseemziyai.com

وَاَخْرَجَ اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ وَالْبَیْهَقِیْ وَ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ الْحَضْرَمِیْ قَالَ کَانَ لَنَا عَبْدَانِ نَصْرَانِیَانِ مِنْ اَهْلِ عَیْنِ التَّمْرِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا یَسَارٌ وَ لِلْاٰخَرِ جَبْرٌ وَکَانَا یَصْنَعَانِ السُّیُوْفَ بِمَکَّةَ وَ کَانَا یَقْرَاٰنِ الْاِنْجِیْلَ فَرُبَمَا مَرَّبِهِمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ هُمَا یَقْرَاٰنِ فَیَقِفُ وَ یَسْتَمِعُ فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ اِنَّمَا یَتَعَلَّمُ مِنْهُمَا۔

چوتھا قول یہ ہے جسے عبداللہ بن مسلم حضرمی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمارے دو غلام نصرانی تھے عین التمر کے رہنے والے ایک کو یسار کہتے تھے اور دوسرے کو جبر۔ یہ مکہ میں تلواریں بناتے تھے اور انجیل پڑھا کرتے تھے تو اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف سے گزرتے اور وہ انجیل پڑھ رہے ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر کر استماع فرماتے تو مشرکوں نے کہنا شروع کر دیا یہ تو ان دونوں نصرانیوں سے سیکھتے ہیں۔

وَ فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَنَّهٗ قِیْلَ لِاَحَدِهِمَا اَنَّکَ تَعْلَمُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا بَلْ هُوَ یُعَلِّمُنِیْ۔

پانچواں قول یہ ہے کہ مشرکین نے ان کے ایک سے پوچھا کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھاتا ہے تو اس نے کہا نہیں بلکہ وہ مجھے سکھاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ کَانَ بِمَکَّةَ غُلَامٌ اَعْجَمِیٌّ رُوْمِیٌّ لِبَعْضِ قُرَیْشٍ یُقَالُ لَهٗ بَلْعَامٌ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُهُ الْاِسْلَامُ فَقَالَتْ قُرَیْشٌ هٰذَا یَعْلَمُ مُحَمَّدًا عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ جِهَةِ الْاَعَاجِمِ۔

چھٹا قول یہ ہے کہ جسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکہ میں ایک عجمی رومی غلام تھا قریش کے کسی آدمی کے پاس جسے بلعام کہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اسلام کے احکام سکھاتے تھے تو قوم قریش بکنے لگ گئی کہ یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عجمی تعلیم دیتا ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ الضَّحَاکِ اَنَّهٗ سَلْمَانُ الْفَارِسِیُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ ضَعُفَ هٰذَا بِاَنَّ الْاٰیَةَ مَکِّیَّةٌ وَسَلْمَانُ اَسْلَمَ بِالْمَدِیْنَةِ۔

ساتواں قول یہ ہے کہ وہ عجمی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے لیکن اس کی تضعیف اس لئے کی گئی کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور سلمان فارسی مدینہ منورہ میں اسلام لائے تھے۔

وَ رِوَایَةٌ اَنَّهٗ اَسْلَمَ بِمَکَّةَ وَاشْتَرَاهُ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ اَعْتَقَهٗ بِهَا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں اسلام لائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کیا۔

وَقَدْ اَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِهٖ عَنْ بَعْضِ النَّصَارٰی اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ کَانَ نَبِیُّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَرَدَّدُ اِلَیْهِ فِیْ غَارِ حِرَاءَ رَجُلَانِ نَصْرَانِیَّانِ وَ یَهُوْدِیٌّ یُعَلِّمَانِهٖ۔

آٹھواں قول ایک نصاریٰ کے معتبر نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں دو آدمیوں کا تردد فرمایا کرتے تھے ایک نصرانی تھا ایک یہودی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھایا کرتے تھے۔ معاذ اللہ اس کا جواب یہ ہے کہ

www.waseemziyai.com

وَلَمْ اَجِدْ هٰذَا عَنْ اَحَدٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ هُوَ كَذِبٌ بُهْتٌ لَا مَنْشَا لَهٗ وَ بَحْتُ مَحْضٍ لَا شُبْهَةَ فِيْهِ۔ اور کبھی کسی مشرک سے ہم نے یہ افتراء نہ سنا جو اس نصرانی نے کہا یہ کذب خالص اور ایسا بہتان ہے کہ اس کا سر پیر نہیں اس کے دروغ بے فروغ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو کسی بشر سے سیکھنے اور پڑھنے کی کیوں حاجت ہوتی مَعَ كَوْنِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَعْدِنًا لِعُلُوْمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معدن علوم اولین و آخرین بنایا۔ (روح المعانی)

''لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ۔ اس کی زبان جس کی طرف ان کا گمان ہے عجمی ہے وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ اور اس قرآن کی زبان عربی روشن ہے''۔

الحاد عربی میں جھکنے اور مائل ہونے کو کہتے ہیں: حَيْثُ قَالَ الْاِلْحَادُ وَالْمَيْلُ يُقَالُ لَحَدَ وَ اَلْحَدَ اِذَا مَالَ عَنِ الْقَصْدِ وَ مِنْهُ لَحْدُ الْقَبْرِ لِاَنَّهٗ حُفْرَةٌ مَائِلَةٌ عَنْ وَسْطِهٖ وَالْمُلْحِدُ لِاَنَّهٗ اَمَالَ مَذْهَبَهٗ عَنِ الْاَدْيَانِ كُلِّهَا۔

الحاد مائل ہونا ہے۔ بولتے ہیں لَحَدَ وَاَلْحَدَ جبکہ اپنے قصد سے ایک طرف جھکے یا مائل ہو اور اسی سے قبر کی لحد ہے اس لئے کہ وہ قبر میں ایک ایسا حفرہ کھودا جاتا ہے جو ایک طرف اس کے وسط سے ہو اور ملحد اسی کو کہتے ہیں جو بے مذہب ہو کر آزادی کی طرف جھک جائے۔

اَلْاَعْجَمِيُ الْغَيْرُ الْبَيِّنُ۔ اعجمی کھلے ہوئے غیر کو کہتے ہیں قَالَ اَبُو الْفَتْحِ الْمُوْصَلِيْ تَرْكِيْبٌ ع ج م فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْاِبْهَامُ وَالْاِخْفَاءُ وَ ضِدُّهُ الْبَيَانُ الْاِيْضَاحُ۔ ابوالفتح موصلی عجمی کے لفظ کا استعمال ابہام اور اخفاء کے معنی میں لکھتا ہے اور اس کی ضد بیان و ایضاح بتاتا ہے۔

وَ مِنْهُ قَوْلُهُمْ رَجُلٌ اَعْجَمُ وَ امْرَاَةٌ عَجْمَاءُ اِذَا كَانَا لَا يُفْصِحَانِ۔ اور محاورہ میں رجل اعجم اور امرأۃ عجماء جب بولیں گے جبکہ فصاحت کے خلاف بولیں۔

وَسَمَّوْا صَلٰوةَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ الْعَجْمَاوَيْنِ لِاَنَّ الْقِرَاءَةَ فِيْهِمَا سِرٌّ۔ ظہر عصر کی نمازوں کو عجماوین کہتے ہیں اس لئے کہ ان میں قراءت سری ہوتی ہے۔

اور لغت کے معنی میں عجم بولتے ہیں۔

اسی لئے آگے فرمایا وَّهٰذَا يَعْنِيْ الْقُرْاٰنَ الْكَرِيْمَ لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ يَعْنِيْ ذُوْبَيَانٍ وَّ فَصَاحَةٍ۔ اور یہ قرآن کریم زبان عربی میں فصیح و بلیغ ہے۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کریم کی نورانیت، علوم اور حلاوۃ بیان جب تسخیر قلوب کرنے لگی اور مشرکین نے دیکھا کہ دنیا اس کی طرف مائل ہو رہی ہے اور اس کی مخالفت میں ہماری تمام تدابیر بیکار ہو چکی ہیں تو انہوں نے اس قسم کی افتراء پردازیاں اٹھانی شروع کر دیں جنہیں حرکات مذبوحی سے تعبیر کر سکتے ہیں کبھی کہا:

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے کبھی کہہ ڈالا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ یہ کچھ نہیں مگر پہلے قصے ہیں۔ جب اس سے بھی اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نہ روک سکے تو کہنے لگے اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ۔ تم تو اسے بنا لاتے ہو۔

www.waseemziyai.com

غرضیکہ ہزار کوششیں کیں کہ کسی طرح لوگ اس پاک کتاب سے بدظن ہوں اور ان کی مکاریوں میں آئیں لیکن ان کا کوئی مکر بھی کارگر نہ ہوا آخر انہوں نے اڑانی شروع کی اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ایک آدمی انہیں یہ کلام پاک سکھاتا ہے جس کا ذکر ہم بیان کر چکے ہیں اس کے رد میں خود قرآن عظیم نے یہ عظیم رد فرما دیا اور سنایا کہ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ یہ تو زبان عربی میں فصیح و بلیغ کلام ہے کہ عجمی تو عجمی تمہارے وہ فصحاء بھی اس کے مقابل نہ ٹھہر سکے جو میدان فصاحت میں کوس لِمَنِ الْمُلْكُ بجاتے اور هَلْ مِنْ فَصِيْحٍ۔ هَلْ مِنْ شَاعِرٍ کے آوازے لگاتے تھے۔ تمہارے فصحاء و بلغاء جنہیں اپنی زبانوں پر ناز اور فخر تھا وہ تو اس کلام معجز نظام کو سن کر دبے بجھے رہ گئے حیران و ششدر ہو گئے اور انہوں نے کہہ دیا کہ یہ کلام ایسا کلام ہے کہ انسان سے اس کا مقابلہ محال ہے تو ایک عجمی کی طرف اس کی نسبت کرنا کس قدر بے شرمی ہے اور کتنا باطل دعویٰ ہے پھر جس کی طرف تم نسبت تلمذ کر رہے تھے وہ خود بھی حلقہ بگوش غلام ہو گیا اور بارگاہ رسالت میں زانوئے ادب طے کر چکا۔ اسے بھی اس کلام پاک نے اپنی طرف ایسا کھینچا کہ آج وہ صدق و اخلاص کے ساتھ مومن ہے۔ لہٰذا اب ہمارا فیصلہ ہے کہ

''اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ۔ بے شک وہ جو ایمان نہیں لاتے اللہ کی آیتوں پر انہیں راہ نہیں دے گا اللہ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جھوٹ اور افتراء وہی کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ آپ ہی جھوٹے ہیں''۔

یعنی جو حسد اور عناد کے ماتحت ایمان نہیں لاتے اور تصدیق نہیں کرتے اور اس پر انہیں تکذیب اور انکار کی وجہ سے دردناک عذاب ہوگا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اور افتراء پردازی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے۔ آگے حکم عام سنایا اور فرمایا:

''مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ۔ جو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل مطمئن بالایمان ہو''۔ وہ مغضوب نہیں آیہ کریمہ کا شان نزول آگے بیان ہوگا۔

وَاسْتَدَلَّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى اَنَّ الْاِيْمَانَ هُوَ التَّصْدِيْقُ بِالْقَلْبِ وَالْاِقْرَارِ لَيْسَ رُكْنًا فِيْهِ۔ اس آیہ کریمہ سے ایمان کے لئے استدلال کیا گیا کہ ایمان نام ہے تصدیق قلب کا اور محض اقرار اس میں رکن نہیں ہے بلکہ اس تصدیق کی اطلاع اقرار باللسان ہے اس لئے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کہا گیا۔

''وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ ہاں البتہ وہ جس کا دل کفر کے ساتھ کھلا ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے زبردست عذاب ہے''۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور شان نزول ظاہر کرتے ہیں کہ

رُوِىَ اَنَّ قُرَيْشًا اَكْرَهُوْا عَمَّارًا وَ اَبَوَيْهِ يَاسِرٍ وَ سُمَيَّةَ عَلَى الْاِرْتِدَادِ فَاَبَوْا فَرَبَطُوْا سُمَيَّةَ بَيْنَ بَعِيْرَيْنِ وَ وُجِئَ بِحَرْبَةٍ فِىْ قُبُلِهَا وَ قَالُوْا اِنَّمَا اَسْلَمَتْ مِنْ اَجْلِ الرِّجَالِ فَقَتَلُوْهَا وَ قَتَلُوْا يَاسِرًا وَهُمَا اَوَّلُ قَتِيْلَيْنِ فِى الْاِسْلَامِ۔

قریش نے اجبار و اکراہ کا بار حضرت عمار اور ان کے باپ یاسر اور ان کی والدہ سمیہ پر ڈالا اور جبر کیا لیکن انہوں نے مرتد ہونے سے انکار کر دیا تو حضرت سمیہ کو دو اونٹوں میں باندھ کر برچھے سے آپ کو شہید کر ڈالا اور وہ برچھا آپ کی دونوں ٹانگوں

www.waseemziyai.com

کے بیچ میں مارا اور کہا تو لوگوں کے رجحان کو دیکھ کر مسلمان ہوئی ہے پھر حضرت یاسر کو بھی شہید کر دیا۔ یہ دونوں اسلام میں پہلے شہید ہیں۔

وَاَمَّا عَمَّارَ فَاَعْطَاهُمْ بِلِسَانِهٖ مَا اَكْرَهُوْا عَلَيْهِ – فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَمَّارًا كَفَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا اِنَّ عَمَّارًا مُلِئَ اِيْمَانًا مِنْ قَرْنِهٖ اِلٰى قَدَمِهٖ وَاخْتَلَطَ الْاِيْمَانُ بِلَحْمِهٖ وَ دَمِهٖ۔

اب عمارہ رہ گئے تھے آپ نے زبان سے وہ کہہ دیا جو وہ بطریق اکراہ کہلانا چاہتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم عمار نے کفر قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا عمار کے سر سے پیر تک ایمان مملو ہے اور اس کے گوشت اور خون میں ایمان مل چکا ہے۔

اس کے بعد ان سے پیچھا چھڑا کر حضرت عمار بارگاہ رسالت میں روتے ہوئے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا حضرت عمار نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی برا ہوا اور میری زبان سے مشرکین نے بہت برے کلمے نکلوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا دل تو مطمئن بالا یمان تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے ان کے آنسو پونچھے اور نہایت شفقت و رحمت سے فرمایا عمار اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہئے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ بحالت اکراہ کلمہ کفر کہہ دینا جائز ہے تاکہ جان بچ جائے بشرطیکہ دل مطمئن بالا یمان ہو اور اگر کلمہ کفر نہ کہے اور اپنی جان دے دے تو وہ شہید ہوگا اور اکراہ پر صبر کرنے کا اسے اجر ملے گا۔

چنانچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اکراہ پر صبر کیا اور وہ سولی پر شہید کر دیئے گئے جب نوک سنان جگر سے پار ہو رہی تھی تو آپ روضۂ مقدس کے رخ یعنی مدینہ کی طرف منہ کر کے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

اَلَا لَا اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ

اور ایک روایت میں ہے:

اِنَّهُمْ اَخَذُوْهُ فَلَمْ يَتْرُكُوْهُ حَتّٰى سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ ذَكَرَ اٰلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ ثُمَّ تَرَكُوْهُ فَلَمَّا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا وَرَاءَ كَ قَالَ شَرٌّ مَا تَرَكْتُ حَتّٰى نِلْتُ مِنْكَ وَ ذَكَرْتُ اٰلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ قَالَ كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ قَالَ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ عَادُوْا فَعُدْ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

مشرکین نے آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گالیاں نہ کہلوالیں اور اپنے بتوں کے لئے اچھے کلمات۔ جب آپ نے ان کی ضد پوری کر دی تو آپ کو چھوڑا۔ جب آپ بارگاہ رسالت میں حاضر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کر آئے۔ عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی برا ہوا مجھ سے ان کے معبودوں کے لئے کلمات خیر نکلوائے۔ فرمایا تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم دل تو ایمان پر جما ہوا تھا فرمایا اگر پھر ایسا ہو تو ایسا کر لینا پرواہ نہ کرنا۔

دوسرا واقعہ اور ہے۔

www.waseemziyai.com

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنِ الْحَسَنِ وَ عَبْدُالرَّزَّاقِ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ عَنْ مَعْمَرٍ اَنَّ مُسَیْلَمَۃَ الْکَذَّابِ اَخَذَ رَجُلَیْنِ فَقَالَ لِاَحَدِھِمَا مَا تَقُوْلُ فِیْ مُحَمَّدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ فَمَا تَقُوْلُ فِیَّ فَقَالَ اَنْتَ اَیْضًا فَخَلَّاہُ وَ قَالَ لِلْاٰخَرِ مَا تَقُوْلُ فِیْ مُحَمَّدٍ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ فَمَا تَقُوْلُ فِیَّ قَالَ اَنَا اَصَمُّ فَاَعَادَ عَلَیْہِ ثَلَاثًا فَاَعَادَ فِیْ جَوَابِہٖ فَقَتَلَہٗ فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَبَرُھُمَا فَقَالَ اَمَّا الْاُوْلٰی فَقَدْ اَخَذَ بِرُخْصَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اَمَّا الثَّانِیْ فَقَدْ صَدَعَ بِالْحَقِّ فَھَنِیْئًا لَہٗ۔

مسیلمہ کذاب نے دو آدمی مکہ کے پکڑے ایک سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کیا کہتا ہے اس نے کہا اللہ کا رسول تو کہنے لگا میرے حق میں کیا کہتا ہے اس نے کہا تجھے بھی تو اسے چھوڑ دیا۔

پھر دوسرے سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا کہتا ہے اس نے کہا اللہ کا رسول مانتا ہوں۔ مسیلمہ نے کہا میرے متعلق کیا کہتا ہے اس نے کہا میں بہرا ہوں تین بار اس نے سوال کیا انہوں نے مسیلمہ کے متعلق وہی جواب دیا آخر وہ شہید کر دیئے گئے۔

جب یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا تو وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کیا اور دوسرا وہ ہے جس نے حق کے ساتھ جان دے دی تو اسے مبارک ہو۔

وَاسْتَدَلَّ بِاِبَاحَۃِ التَّلَفُّظِ بِالْکُفْرِ عِنْدَ الْاِکْرَاہِ عَلٰی اِبَاحَۃِ سَائِرِ الْمَعَاصِیْ۔ اس تلفظ بالکفر کے جواز سے استدلال کیا بوقت اکراہ اور تمام معاصی کا جواز بھی اس سے عند الاکراہ قرار دیا گیا۔ مثل شرب خمر، اکل میتہ اور لحم خنزیر وغیرہ کے۔ اور جو آدمی دل سے کفر کرے اس پر زبردست عذاب اس لئے ہے کہ

''ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔ یہ اس لئے کہ وہ دنیا کی زندگی پسند کرتا ہے آخرت پر اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا''۔

یعنی وہ اس سے محبت کرتا ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس کام کی جس سے ایمان مضبوط ہو اور بقول ثانی ایسے کاموں کی ہدایت نہیں فرماتا جس سے جنت کا مستحق ہو جائے۔

''اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔ یہی وہ ہیں جن پر مہر کی اللہ نے ان کے دلوں پر ان کے کانوں پر ان کی آنکھوں پر اور یہی لوگ ہیں غفلت والے''۔

یعنی اپنے انجام و عاقبت کار کو نہیں سوچتے اور وہ تدبر نہیں کرتے اور نہ مواعظ و نصائح پر کان دھرتے ہیں نہ طریق رشد و صواب دیکھتے ہیں۔

''لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ لازمی طور پر یہ آخرت میں نقصان و خسران میں ہیں''۔ یعنی ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

''ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ ستائے گئے پھر جہاد کیا اور صبر کیا بے شک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے''۔

www.waseemziyai.com

هَاجَرُوْا۔ سے مراد مکہ معظمہ سے مدینہ کو ہجرت کرنا ہے مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا۔ کفار نے ان پر سختیاں کیں انہیں کفر پر مجبور کیا جیسے حضرمی رضی اللہ عنہ کہ مجبوراً مرتد ہوئے پھر اسلام لائے اور ہجرت کر کے مدینہ آئے یا جیسے عمار بن یاسر پھر انہوں نے تمام مصائب پر صبر کیا اور ہجرت کے بعد جہاد کیا۔ اس آیت کا نزول حضرت عمار اور ان جیسوں کے حق میں ہوا۔ لیکن

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اس پر ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمار کے حق میں ہی یہ آیت نازل ہوتی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ یہ بلند درجے والے ہیں اور ابن اسحٰق نے جن کے نام بتائے یہ وہ ہیں کہ اسلام چھوڑ کر کفر کے ساتھ ملے پھر اللہ تعالیٰ نے باب توبہ ان پر کھولا۔

وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا نَزَلَتْ فَكَتَبَ بِهَا الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى مَنْ كَانَ اَسْلَمَ بِمَكَّةَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَ لَكُمْ مَخْرَجًا فَخَرَجُوْا فَلَحِقَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَاتَلُوْهُمْ حَتّٰى نَجَا مَنْ نَجَا وَ قُتِلَ مَنْ قُتِلَ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ان مسلمانوں کو لکھا جو مکہ میں اسلام لائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نکلنے کی راہ یعنی ہجرت نکال دی ہے چنانچہ وہ مکہ سے نکل رہے تھے کہ مشرکین نے انہیں گھیر لیا آخر مقاتلہ ہوا پھر جو بچ کر آ گیا وہ بچ گیا اور جو شہید ہو گیا وہ ہو گیا۔

بامحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع۔ سورۃ نحل۔ پ ۱۴

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

جن دن آئے گی ہر جان جھگڑتی اپنی ہی جان سے اور دیا جائے گا ہر جان کو اس کا بدلہ اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور مثال دی اللہ نے ایک بستی کی کہ امان و اطمینان سے تھی آتا تھا اسے اس کا رزق بھرپور ہر طرف سے تو انہوں نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں سے تو چکھایا اللہ نے انہیں لباس بھوک اور خوف کا پہنا کر بدلہ ان کے کئے کا۔

وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور بے شک آئے ان کے پاس رسول ان میں سے تو جھٹلایا انہیں تو پکڑا انہیں عذاب نے اور وہ ظالم تھے۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

تو کھاؤ اللہ کی دی ہوئی حلال و پاکیزہ اور شکر کرو نعمت الٰہی کا اگر ہو تم اسے پوجنے والے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

تم پر تو یہی حرام کیا مردار اور خون اور گوشت سور کا اور وہ جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ تو جو مضطر ہو بلا نافرمانی کے نہ سرکشی کرتا تو بے شک بخشنے والا

www.waseemziyai.com

ہے مہربان۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

اور نہ کہو اسے جو بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ افتراء کرو اللہ پر جھوٹ بے شک وہ جو افتراء کرتے ہیں اللہ پر جھوٹا وہ کامیاب نہ ہوں گے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

نفع لیں تھوڑے دن اور ان کیلئے عذاب ہے دردناک۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

اور ان پر جو یہودی ہیں ہم نے حرام کیا ان چیزوں کو جن کا بیان کر دیا پہلے اور ہم نے ظلم نہ کیا ان پر لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع

پھر بے شک تمہارا رب اس کیلئے جو برے عمل کرتے ہیں اپنی جہالت سے پھر توبہ کریں بعد اس کے اور سنور جائیں بے شک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

حل لغات پندرہواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

يَوْمَ - جس دن
تَاْتِيْ - آئے گی
كُلُّ - ہر ایک
نَفْسٍ - جان
تُجَادِلُ - جھگڑا کرے گی
عَنْ نَّفْسِهَا - اپنی ہی جان سے
وَتُوُفّٰى - اور پورا دیا جائے گا
كُلُّ - ہر ایک
نَفْسٍ - آدمی
مَّا - جو
عَمِلَتْ - اس نے کمایا
وَهُمْ - اور وہ
لَا يُظْلَمُوْنَ - ظلم نہ کئے جائیں گے
ضَرَبَ - بیان کی
اللّٰهُ - اللہ نے
مَثَلًا - مثال
قَرْيَةً - ایک بستی کی
كَانَتْ - جو تھی
اٰمِنَةً - امن و
مُّطْمَئِنَّةً - اطمینان والی
يَّاْتِيْهَا - آتا تھا اس کے پاس
رِزْقُهَا - اس کا رزق
رَغَدًا - بافراغت
مِّنْ كُلِّ - ہر ایک
مَكَانٍ - جگہ سے
فَكَفَرَتْ - تو کفر کیا اس نے
بِاَنْعُمِ - نعمت
اللّٰهِ - الٰہی کا
فَاَذَاقَهَا - تو چکھایا اس کو
اللّٰهُ - اللہ نے
لِبَاسَ - لباس
الْجُوْعِ - بھوک
وَالْخَوْفِ - اور خوف کا
بِمَا - بدلہ اس کا کہ
كَانُوْا - تھے وہ
يَصْنَعُوْنَ - کرتے
وَلَقَدْ - اور بے شک
جَآءَهُمْ - آیا ان کے پاس
رَسُوْلٌ - رسول
مِّنْهُمْ - انہی سے
فَكَذَّبُوْهُ - تو انہوں نے جھٹلایا اس کو
فَاَخَذَهُمُ - تو پکڑ لیا ان کو
الْعَذَابُ - عذاب نے
وَهُمْ - اور وہ
ظٰلِمُوْنَ - ظالم تھے
فَكُلُوْا - تو کھاؤ
مِمَّا - اس سے جو
رَزَقَكُمُ - رزق دیا تمہیں
اللّٰهُ - اللہ نے
حَلٰلًا - حلال
طَيِّبًا - پاک
وَّاشْكُرُوْا - اور شکر کرو
نِعْمَتَ - نعمت
اللّٰهِ - الٰہی کا
اِنْ - اگر
كُنْتُمْ - ہو تم
اِيَّاهُ - خاص اس کی
تَعْبُدُوْنَ - عبادت کرتے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اِنَّمَا۔سوااس کے نہیں	حَرَّمَ۔حرام کیااس نے	عَلَيْكُمُ۔تم پر	الْمَيْتَةَ۔مردار
وَالدَّمَ۔اورخون	وَلَحْمَ۔اور گوشت	الْخِنْزِيْرِ۔سور کا	وَمَآ۔اور جو
اُهِلَّ۔پکارا گیا	لِغَيْرِ۔واسطے سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے	فَمَنِ۔پھر جو
اضْطُرَّ۔مجبور ہو جائے	غَيْرَ۔نہ ہو	بَاغٍ۔سرکش	وَّلَا۔اور نہ
عَادٍ۔حد سے بڑھنے والا	فَاِنَّ۔تو بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے	وَلَا۔اور نہ	تَقُوْلُوْا۔کہو	لِمَا۔جو
تَصِفُ۔بیان کریں	اَلْسِنَتُكُمُ۔تمہاری زبانیں	الْكَذِبَ۔جھوٹ	هٰذَا۔یہ
حَلٰلٌ۔حلال ہے	وَّهٰذَا۔اور یہ	حَرَامٌ۔حرام	لِّتَفْتَرُوْا۔تا کہ باندھو
عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	الْكَذِبَ۔جھوٹ	اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو	يَفْتَرُوْنَ۔باندھتے ہیں	عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے
الْكَذِبَ۔جھوٹ	لَا۔نہیں	يُفْلِحُوْنَ۔کامیاب ہوتے	مَتَاعٌ۔فائدہ ہے
قَلِيْلٌ۔تھوڑا سا	وَّلَهُمْ۔اور واسطے ان کے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔دردناک
وَعَلَى۔اور اوپر	الَّذِيْنَ۔ان کے جو	هَادُوْا۔یہودی ہوئے	حَرَّمْنَا۔ہم نے حرام کیا
مَا۔جو	قَصَصْنَا۔بیان کیا ہم نے	عَلَيْكَ۔تجھ پر	مِنْ قَبْلُ۔پہلے سے
وَمَا۔اور نہیں	ظَلَمْنٰهُمْ۔ظلم کیا ہم نے ان پر		وَلٰكِنْ۔اور لیکن
كَانُوْٓا۔تھے وہ	اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں پر	يَظْلِمُوْنَ۔ظلم کرتے	ثُمَّ۔پھر
اِنَّ۔بے شک	رَبَّكَ۔تیرا رب	لِلَّذِيْنَ۔ان کو جنہوں نے	عَمِلُوا۔عمل کیے
السُّوْٓءَ۔برے	بِجَهَالَةٍ۔جہالت سے	ثُمَّ۔پھر	تَابُوْا۔توبہ کی انہوں نے
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	ذٰلِكَ۔اس کے	وَاَصْلَحُوْٓا۔اور درستی کی	اِنَّ۔بے شک
رَبَّكَ۔تیرا رب	مِنْۢ بَعْدِهَا۔اس کے بعد	لَغَفُوْرٌ۔یقیناً بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے

مختصر تفسیر اردو پندرہواں رکوع۔سورۃ نحل۔پ ۱۴

''يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا۔جس دن آئے گی ہر جان جھگڑتی اپنی جان سے اور بھر پور دیا جائے اس کے عمل کا بدلہ اور وہ ظلم نہ کیے جائیں''۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں میں باہمی جھگڑا ہوگا۔حتیٰ کہ روح اور جسم کے مابین بھی خصومت ہوگی۔روح کہے گی یارب نہ میرے ہاتھ تھے کہ میں کسی کو پکڑتی نہ پاؤں تھے کہ چلتی نہ آنکھ تھی کہ دیکھتی۔

جسم عرض کرے یارب میں تو لکڑی کی طرح تھا نہ میرا ہاتھ پکڑ سکتا تھا نہ پاؤں چل سکتا تھا نہ آنکھ دیکھ سکتی تھی جب یہ روح اپنی شعاع مجھ پر ڈالتی تھی تو میں زبان سے بولتا تھا۔آنکھ سے دیکھتا تھا پاؤں سے چلتا تھا لہٰذا جو کچھ کیا اس روح نے کیا۔

www.waseemziyai.com

تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک مثال بیان فرمائے کہ ایک اندھا اور ایک لولا دونوں ایک باغ میں گئے اندھے کو تو پھل نظر نہ آتے تھے اور لولا ان پھلوں تک ہاتھ نہ پہنچا سکتا تھا۔ تو اندھے نے اس لولے کو اپنے اوپر سوار کر لیا اس طرح انہوں نے پھل توڑے تو ایسی صورت میں دونوں سزا کے مستحق ہوئے کیونکہ ارتکاب جرم دونوں نے مل کر کیا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقولہ بالا کی اصل اس طرح بیان فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هٰذِهِ الْمُجَادَلَةَ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ يَقُوْلُ الْجَسَدُ بِكَ نَطَقَ لِسَانِيْ وَ اَبْصَرَتْ عَيْنِيْ وَ مَشَتْ رِجْلِيْ وَ لَوْلَاكَ لَكُنْتُ خُشْبَةً مُلْقَاةً۔

وَ تَقُوْلُ الرُّوْحُ اَنْتَ كَسِبْتَ وَ عَصَيْتَ لَا اَنَا وَ اَنْتَ كُنْتَ الْحَامِلَ وَ اَنَا الْمَحْمُوْلُ۔

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَضْرِبُ لِكُمَا مَثَلاً اَعْمٰى حَمَلَ مُقْعِدًا اِلٰى بُسْتَانَ فَاَصَابَا مِنْ ثِمَارِهٖ فَالْعَذَابُ عَلَيْكُمَا۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں شان تخویف ہے اور اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ وہ دن جسے قیامت کہتے ہیں ایسا ہوگا کہ ہر جان اپنی خلاصی چاہے گی۔ چنانچہ خطیب الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک پر بھی یہ لفظ ہوں گے: رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ لَا اَسْاَلُكَ الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِيْ الٰہی میں اپنی جان کی امان چاہتا ہوں اور تیرے حضور میرا اور کوئی سوال نہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اَلنَّفْسُ الْاُوْلٰى هُوَ الْمَعْرُوْفَةُ وَالثَّانِيْ هُوَ الْبَدَنُ۔ پہلا نفس تو روح معروفہ ہے اور دوسرا نفس بدن ہے۔

عسکری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْاِنْسَانُ يُسَمّٰى نَفْسًا تَقُوْلُ الْعَرَبُ مَا جَاءَ نِيْ اِلَّا نَفْسٌ وَحْدَهٗ اَيْ اِنْسَانٌ وَحْدَهٗ۔ انسان کو نفس کہا جاتا ہے۔ عرب کا محاورہ ہے وہ کہتے ہیں میرے پاس نہیں آیا مگر ایک نفس یعنی ایک انسان اور

وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ يعنى تعطى و افيا كاملا – یعنی تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ۔ کے یہ معنی ہیں کہ ہر جان کو دیا جائے پورا پورا کامل مَّا عَمِلَتْ اَيْ جَزَاءَ عَمَلِهَا۔ یعنی اس کے عمل کا بدلہ اَلَّذِيْ عَمِلْتُهٗ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرًا وَ اِنْ شَرًّا فَشَرًّا۔ جو اس نے کیا اگر اچھا کیا تو اچھا اور اگر برا کیا تو برا بدلہ دیا جائے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہ ہو یعنی عذاب میں بلا قصور کچھ زیادتی نہ ہو۔

''وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ۔ اور اللہ تعالیٰ نے مثال دی اس قریہ کی کہ رہتے تھے اس میں امن واطمینان سے آتا تھا رزق اس کا کثرت سے اور ہر طرف سے تو کفران نعمت کیا انہوں نے اللہ کی نعمتوں سے تو چکھائی اللہ نے لباس میں بھوک اور خوف کی سزا کہ جیسا وہ کرتے تھے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرمائی ایسے لوگوں کے لئے جن پر انعام کیا تو وہ اس نعمت سے متکبر و مغرور ہو گئے اور ناشکری کرنے لگے حتیٰ کہ کافر ہوئے یہ سبب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ہوا۔ ان کی مثال ایسی سمجھو جیسے مکہ مکرمہ کے رہنے والے امان واطمینان سے رہتے تھے نہ اس بستی پر غنیم کا خطرہ تھا نہ وہاں کے لوگ قتل وقید کے مصائب سے آشنا تھے۔ ان پر بہ دعائے ابراہیم وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ کا یہ اثر تھا کہ ہر طرف سے رزق روزی پھل پھول رغداً وسیع طور پر آتا تھا تو انہوں نے اللہ

www.waseemziyai.com

کی نعمتوں کی ناشکری کی تو ان پر سات سال متواتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے قحط اور خشک سالی کی ایسی مصیبت آئی کہ مردار کھاتے اور امن وامان کی بجائے خوف وہراس طاری ہوگیا اور ہر وقت مسلمانوں کے حملے اور لشکر کشی کے اندیشے میں رہنے لگے اور جیسے انسان کے جسم سے لباس لپٹا ہوتا ہے ان پر قحط، جوع، خوف وہراس مثل لباس لپٹ گیا اور یہ بدلہ ان کی کرنی کا تھا۔

''وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ۔ اور بے شک آئے ان کے پاس ایک رسول تو انہوں نے جھٹلایا تو پکڑ لیا انہیں عذاب نے اور وہ ظالم بے انصاف تھے''۔

يَعْنِيْ وَلَقَدْ جَآءَ اَهْلَ تِلْكَ الْقَرْيَةِ رَسُوْلٌ مِنْهُمْ اَیْ مِنْ جِنْسِهِمْ يَعْرِفُوْنَهٗ فَاَصْلَهٗ وَ نَسَبَهٗ۔ یعنی اس بستی میں تشریف لائے ایک رسول جو انہیں میں سے تھے اور وہ لوگ ان کے اصل ونسب کو جانتے تھے تو انہیں جھٹلانے لگ گئے تو فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا اور وہ ظالم تھے اخذ عذاب کی ترتیب سنت الٰہی عزوجل کے مطابق ہی ہوتی ہے کہ فرمایا: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا چنانچہ کفار مکہ کے فسادیوں نے جب تکذیب میں اتنا مبالغہ کیا کہ انواع واقسام کے الزام کذاب، مفتری، مجنون کے لگائے تو حضور ﷺ نے بددعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ فَاَصَابَهُمْ مِنْ جَرْبٍ شَدِيْدٍ وَ اَزْمِنَةٍ مَا عَلَيْهَا مَزِيْدٌ فَاضْطَرُّوْا اِلٰى اَكْلِ الْجِيْفَةِ وَالْكِلَابِ الْمَيْتَةِ وَالْعِظَامِ الْمَحْرُوْقَةِ وَالْعِلْهِزِ۔

وَالْعِلْهَزُ هُوَ طَعَامٌ يُتَّخَذُ فِيْ سِنِي الْمُجَاعَةِ مِنَ الدَّمِ وَالْوَبَرِ۔

وَكَانَ اَحَدُهُمْ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى شِبْهَ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ وَ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ مِنْ سَرَايَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَانُوْا يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَوَاشِيْهِمْ وَعِيْرِهِمْ وَقَافِلَتِهِمْ ثُمَّ اَخَذَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ مَا اَخَذَهُمْ مِنَ الْعَذَابِ هٰذَا مَا اخْتَارَهٗ شَيْخُ الْاِسْلَامِ۔

اس دعا کے بعد وہ مردار اور کتے اور ہڈیاں اور علہز کھانے پر مجبور ہوگئے۔

علہز قحط میں بھوک سے تنگ آکر جنگل سے کھنب لے کر خون کے ساتھ پکا کر کھاتے ہیں۔ اسے علہز کہتے ہیں۔

اس وقت ان کا یہ حال ہوا کہ جب ان میں سے کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے بھوک کی وجہ سے آسمان پر دھواں سا نظر آتا اور ان پر زمین تنگ ہوگئی ان سرایا کے باعث جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجے اور وہ جہاں کہیں تھے ان کے مویشیوں اور قافلوں کی صورتیں بھی بدل گئیں پھر وہ مشرکین بدر والے دن عذاب میں مبتلا ہوئے۔

پھر حرام اور خبیث اموال جو کھایا کرتے تھے یعنی لوٹ، غصب اور مکاسب خبیثہ سے حاصل کئے ہوئے مال علیحدہ تھے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں مخاطب مسلمان ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مخاطب مشرکین مکہ ہیں۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب اہل مکہ قحط کے سبب بھوک سے پریشان ہوئے اور برداشت کی طاقت نہ رہی تو ان کے سرداروں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ آپ سے دشمنی تو مرد کرتے ہیں۔ عورتوں بچوں کو جو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کا خیال فرمائیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے لئے کھانا وغیرہ لے جایا جائے۔ چنانچہ اس آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ خازن اور روح المعانی میں بھی اسی طرح ہے۔

www.waseemziyai.com

رَوَاهُ الْاِمَامُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ثُمَّ نَقَلَ الْکَلْبِیُ مَا یَسْتَدْعِیُ اَنَّ الْخِطَابَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ حَیْثُ قَالَ اِنَّ رُؤُسَا مَکَّۃَ کَلَّمُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ جَھَدُوْا وَ قَالُوْا عَادَیْتَ الرِّجَالَ فَمَا بَالُ الصِّبْیَانِ وَالنِّسَاءِ وَ کَانَتِ الْمِیْرَۃُ مَا قَدْ قُطِعَتْ عَنْھُمْ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ فِی الْحَمْلِ اِلَیْھِمْ فَحُمِلَ الطَّعَامُ اِلَیْھِمْ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا۔

اور یہاں رسول سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

''فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ تو کھاؤ اس سے جو اللہ تمہیں دے حلال اور طیب وَّاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اور شکر کرو نعمتوں کا جو اللہ کی ہیں اگر تم اسے پوجتے ہو''۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گندہ خواری سے نجات پا کر پاک چیزیں کھاؤ اور مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ کی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تمہیں دیا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: وَاللّٰہُ ھُوَ الْمُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ دینے والا اللہ ہی ہے مگر تقسیم والے ہم ہیں۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ بھی اس سے ملتا جلتا بیان دے رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فَانْتَھُوْا عَمَّا اَنْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ کُفْرَانِ النِّعَمِ وَ تَکْذِیْبِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْلَا یَحِلَّ بِکُمْ مَا حَلَّ بِھِمْ وَ اعْرِفُوْا حَقَّ نِعَمِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اَمْرِہٖ وَ نَھْیِہٖ فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی حَالَ کَوْنِہٖ حَلٰلًا طَیِّبًا وَ ذَرُوْا مَا تَفْتَرُوْنَ مِنْ تَحْرِیْمِ الْبَحَائِرِ وَ نَحْوِھَا وَّاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَاعْرِفُوْا حَقَّھَا وَلَا تُقَابِلُوْھَا بِالْکُفْرَانِ۔

تو باز آؤ جس حال پر تم ہو اس سے کفران نعمت اور تکذیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ تمہیں وہ نہ پہنچے جو پہنچا ہے اور سمجھو نعمت الٰہی کا حق اور اتباع کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احکام میں امر و نہی میں اور کھاؤ جو رزق دے اللہ تمہیں جو حلال اور پاک ہے اور چھوڑو افتراء پردازی اور بحیرہ سائبہ کے حرام کر لینے سے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کا حق پہچانو اور کفر کے ساتھ مقابلہ کرو اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ

''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ تم پر یہی حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے''۔

یعنی یہ چار چیزیں حرام ہیں تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور اہلال لغیر اللہ کا ذبیحہ۔

اہلال لغیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی بجائے بِاسْمِ فُلَانٍ کہہ کر ذبح کیا جائے۔ چنانچہ مفسرین نے اس امر کی تصریح فرمائی کہ اہلال کہتے ہی ان الفاظ کو ہیں جو عند الذبح بولے جائیں۔ چنانچہ مشرکین مکہ بتوں پر جو جانور ذبح کرتے وہاں اہلال اس بت کے ساتھ کرتے جس کے سامنے وہ جانور ذبح کرتے۔ ہبل کے سامنے باسم ہبل کہتے لات کے سامنے باسم لات، عزیٰ کے آگے باسم عزیٰ چنانچہ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ وقت ذبح اگر باسم محی الدین یا باسم معین الدین حتیٰ کہ باسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہے وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ

www.waseemziyai.com

یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ کا یہی مفہوم ہے۔ اس کی توضیح ہم اس آیت کریمہ کے تحت پارہ ولوانا میں کر چکے ہیں۔

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر عزیزی کے پہلے اڑھائی پاروں میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس زمانہ میں جو بدعات و منکرات ہوتے تھے وہ سب لکھ کر مسئلہ کا لب لباب یوں بیان کیا۔

''وکنہہ ایں مسئلہ آنست کہ جان را برائے غیر جان آفرین نیاز کردن روا نیست''۔ اس مسئلہ کی جڑ صرف یہ ہے کہ جان دینا جان آفرین کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں۔

پھر آگے فرماتے ہیں۔ ''لیکن معنیش ہمیں است کہ دادن جان برائے خدا ثوابے کہ دارد بآں مردہ بخشیدہ شود نہ آنکہ ذبح برائے مردہ کردہ آید'' یعنی جو ذبح کرتے ہیں اس کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ جان دینا خدا کے لئے بھی ایک ثواب رکھتا ہے تو وہ ثواب جو جان دینے کا اسے مل رہا ہے وہ وہی موتی کو بخش رہا ہے اور اس سے یہ مطلب نہیں کہ ذبح مردے کے لئے کر رہا ہے۔

اسی لئے قرآن کریم میں مَآ اُهِلَّ تقریباً چار جگہ وارد ہے مگر سب جگہ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہی فرمایا گیا اور مَا اُهِلَّ بِغَيْرِ اللّٰهِ کہیں نہ فرمایا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ لغیر اللہ اور بغیر اللہ میں بون بعید ہے بغیر اللہ کے معنی ہو جاتے ہیں غیر خدا کے نام کے ساتھ ذبح کرنا اور ذبح کے وقت جان خدا کے نام پر دینا اور لغیر اللہ کے معنی ہوتے ہیں کہ اس کا ذبح بھی غیر اللہ کے لئے اور جان بھی غیر اللہ کے لئے یہ حرام ہے۔

پھر اہل باعتبار لغت محض ذبح پر محمول کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ اہلال ہلال پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور اہلال نوزائیدہ بچے پر بھی بولا جاتا ہے اور اہلال تلبیہ حج پر بھی مستعمل ہے۔

چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے: اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَوْ اَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِيْحَةً وَ قَصَدَ بِذَبْحِهَا التَّقَرُّبَ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ صَارَ مُرْتَدًّا۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر مسلمان ذبیحہ ذبح کرتے وقت تقرب لغیر اللہ کا قصد کرے تو مرتد ہے۔

اور عام ذبیحے جو بزرگوں کو ثواب پہنچانے کو ہوتے ہیں ان میں یہ بات نہیں بلکہ وہ اللہ عزوجل کے نام پر ذبح کر کے اور جان دینے کا ایک مستقل ثواب جو ہے وہ بھی میت کے حق میں بخشتے ہیں اور گوشت کا ثواب علیحدہ یہی وجہ ہے کہ گیارہویں اور عام فاتحہ میں ذبح کنندہ بازاری گوشت پر فاتحہ کرنے میں خوش نہیں ہوتا اس لئے کہ اس میں موتی کو ثواب فقط گوشت کا پہنچتا ہے اور اگر وہ ذبح خود کرے تو جان جان آفرین کو نذر کرنے کا جو ثواب مل رہا ہے وہ بھی یہ موتی کو پیش کرتا ہے تو دہرا ثواب مل جاتا ہے۔

یہاں نیازوں میں جان اور گوشت دونوں کا ثواب پیش ہو جاتا ہے لیکن بموجب تصریح شاہ صاحب اس امر کا لحاظ لازمی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

''آرے نام خدا براں جانور وقتے فائدہ میدہد کہ قصد تقرب بغیر خدا از دل دور کردہ''۔

بنابرایں محض ذبیحہ کسی کے نام زد کر دینے سے حرام کیسے ہو سکتا ہے۔ بہر حال جانور خریدتے وقت مشتری کا نام رکھا جاتا

www.waseemziyai.com

ہے وہ فروخت ہوگا جس کی وہ اس کی ملک ہے اس کا نام اس پر لیا جائے گا۔ قربانی کا بکرا، دنبہ، بھیڑ، گائے بھی ہو ذبح سے پہلے اور ذبح کے بعد یہی کہا جاتا ہے کہ یہ بکرا فلاں کا ہے یہ گائے فلاں کی ہے۔

تو اگر بغرض ایصال ثواب جانور خرید کر کہہ دیا کہ یہ جانور غوث پاک کا ہے یا یہ دنبہ غریب نواز کا ہے جس کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ اس کا ایصال ثواب انہیں کے پیش ہوگا۔

تو اس سے حلت وحرمت لازم نہیں آتی البتہ عندالذبح اگر غیر خدا کا نام لے کر چھری پھیری جائے تو کسی کے نام پر بھی وہ ذبح ہو سوا خدا عزوجل کے سب کے نام کا ذبیحہ حرام اور مردار ہوگا۔

پھر یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ حرام صرف یہی چار نہیں ہیں اور انہی پر حصر نہیں ہے بلکہ اور بھی ہیں یہ حصر محض حصر اضافی ہے ورنہ

اَلْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ۔ یہ تو میتہ میں داخل ہیں اور وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ یہ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت ہیں۔

''فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ تو جو ایسا مضطر ہو کہ نافرمانی نہ کرے نہ سرکشی کرے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اگر ایسا اضطرار مخمصہ ہو کہ کھانا حرام ومردار کا لازم ہو جائے تو بقدر ضرورت وسد رمق کھا سکتا ہے اور اللہ اس قصور کو بخشنے والا مہربان ہے اَیْ لَا یُؤَاخِذُ سُبْحٰنَهٗ بِذَالِکَ یعنی اگر چہ یہ سب حرام قطعی ہیں لیکن ایسی اضطراری حالت میں کہ اس کے بغیر جان بچانا مشکل ہو تو معاف ہے بشرطیکہ بقدر ضرورت وسد رمق استعمال کرے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ۔ اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ پر جھوٹا افتراء کرو بے شک جو افتراء کرتے ہیں اللہ پر جھوٹا وہ فلاح نہیں پائیں گے''۔

زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام کر لیا کرتے تھے اور اس حلت وحرمت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے اس کی مخالفت کی گئی اور فرمایا گیا یہ خالص اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔

جیسے فی زمانہ بھی ایسا کیا جاتا ہے کہ اہلال لغیر اللہ کا برقع اوڑھ کر گیارہویں شریف کی فاتحہ بزرگان دین کے ایصال ثواب، میلاد پاک کی شیرینی، عرس مبارک کا تبرک، ایصال ثواب کے کھانے کو بلا ثبوت مدعی حرام کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کی حرمت شریعت میں وارد نہیں۔ انہیں توبیخ کر کے فرمایا لَا يُفْلِحُوْنَ ایسے لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔ کیونکہ وہ بلا ثبوت افترا کرتے ہیں۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَیْ لَا تَقُوْلُوْا فِیْ شَاْنِ الَّذِیْ تَصِفُهُ اَلْسِنَتُكُمْ مِنَ الْبَهَائِمِ بِالْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ فِیْ قَوْلِكُمْ مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا یعنی نہ کہو اس کے معاملہ میں جو تمہاری زبانیں کہہ دیتی ہیں جانوروں سے حرام وحلال جیسے مشرکین کہہ دیا کرتے تھے کہ جو بچہ اس جانور کے پیٹ میں ہے وہ خالص مردوں کے

www.waseemziyai.com

لئے حلال ہے اور ہماری عورتوں پر حرام۔

اس پر مفصل تقریر فرما کر آخر میں خلاصہ کرتے ہیں:

وَ حَاصِلُ مَعْنَى الْاٰيَةِ عَلٰى مَا نَصَّ عَلَيْهِ الْعَسْكَرِىُّ لَا تَسَمُّوْا مَا لَمْ يَاْ تِكُمْ حِلُّهٗ وَ حُرْمَتُهٗ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالًا وَ لَا حَرَامًا فَتَكُوْنُوْا كَاذِبِيْنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّ مَدَارَ الْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ لَيْسَ اِلَّا حُكْمُهٗ سُبْحٰنَهٗ۔

خلاصہ معنی آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ تم ہرگز حلال وحرام نہ کہو جب تک حلت وحرمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حلال وحرام نہ ہو اگر ایسا کرو گے تو تم اللہ پر جھوٹ بولنے والے ہو جاؤ گے اس لئے کہ حلت وحرمت کا مدار سوائے حکم الٰہی کسی چیز پر نہیں۔

چنانچہ حضرت ابونضرہ فرماتے ہیں: لَمْ اَزَلْ اَخَافُ الْفِتْيَا مُنْذُ سَمِعْتُ اٰيَةَ النَّحْلِ اِلٰى يَوْمِىْ هٰذَا۔ میں فتویٰ دینے میں اب خائف رہتا ہوں جب سے میں نے آیہ سورۂ نحل سنی یعنی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ۔

قَالَ ابْنُ الْعَرَبِىْ كَرِهَ مَالِكٌ وَقَوْمٌ اِنَّهٗ يَقُوْلُ الْمُفْتِىْ هٰذَا حَلَالٌ وَ هٰذَا حَرَامٌ فِى الْمَسَائِلِ الْاِجْتِهَادِيَّةِ۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ امام مالک اور ان کی جماعت اسے مکروہ سمجھتی تھی کہ مفتی حلال وحرام مسائل اجتہادیہ میں کہے۔

لَا يُفْلِحُوْنَ کے معنی لَا يَفُوْزُوْنَ بِمَطْلُوْبٍ ہیں یعنی وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچیں گے۔

''مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ چند روز تمتع حاصل کرلیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

یعنی دنیا کی چند روزہ آسائش ہے جو مٹ جانے والی ہے ہمیشہ نہیں رہے گی اور آخرت میں ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

''وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ان پر جو یہودی ہیں ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو بیان کر چکے ہم تم پر پہلے اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا لیکن وہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے''۔

''ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ۔ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جو عمل کر بیٹھے برے اپنی جہالت سے۔ پھر توبہ کریں اس کے بعد اور اپنی اصلاح کرلیں بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے''۔ سورۂ انعام میں یہودیوں پر خاص حرمت نازل ہو چکی ہے۔ حیث قال

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ۔ یعنی ہم نے یہودیوں پر حرام کیا ہر ناخن دار جانور۔ یہ حرمت ان کے ظلم کا بدلہ ہے جو انہوں نے اپنی جانوں پر کیا۔ بغاوت ومعصیت کا ارتکاب کر کے اس کی سزا میں بہت سی چیزیں ان پر حرام ہوئیں جیسا کہ فرمایا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ۔

اور جنہوں نے جہالت سے برے عمل کر لئے بعد میں توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی اور نیک خصائل اور پسندیدہ اخلاق اور حمیدہ صفات حاصل کر لئے تو ضرور اللہ ان کی بخشش فرما دے گا۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ سولہواں رکوع -سورۃ نحل- پ ۱۴

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۱۲۰﴾	بے شک ابراہیم ایک امام تھا نیک خصائل اللہ کا فرمانبردار اور سب سے جدا اور مشرک نہ تھا۔
شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾	شکر کرنے والا اللہ کی نعمتوں پر چن لیا اسے اور ہدایت کی اسے سیدھے راہ کی۔
وَ اٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ اِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾	اور دی ہم نے اسے دنیا میں بھلائی اور بے شک وہ آخرت میں صالحین سے ہے۔
ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾	پھر ہم نے وحی کی تمہاری طرف کہ متبع ہو ملت ابراہیم کے کہ وہ سب سے علیحدہ ہے اور نہیں وہ مشرک۔
اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾	ہفتہ تو کیا تھا انہیں پر جو اختلاف میں پڑ گئے تھے اور بے شک تمہارا رب فیصلہ کر دے گا قیامت کو جس بات میں وہ اختلاف میں ہیں۔
اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾	بلاؤ اپنے رب کی راہ پر حکمت اور احسن نصیحت سے اور بحث کرو ان سے ایسے طریقہ پر جو سب سے بہتر ہو بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو گمراہ ہوا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو۔
وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾	اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف دی تھی اور اگر تم صبر کرو تو وہ بہتر ہے صبر والوں کو۔
وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	اور (اے محبوب) صبر کرو تم اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور نہ ہو دل تنگ ان کے مکروں سے۔
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾	بے شک اللہ ساتھ ہے ان کے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

حل لغات سولہواں رکوع -سورۃ نحل- پ ۱۴

اِنَّ- بے شک	اِبْرٰهِيْمَ- ابراہیم	كَانَ- تھا	اُمَّةً- امام
قَانِتًا- فرمانبردار	لِّلّٰهِ- اللہ کے لئے	حَنِيْفًا- ایک رخ	وَلَمْ- اور نہیں
يَكُ- تھا وہ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ- مشرکوں سے		شَاكِرًا- شکرگزار
لِّاَنْعُمِهٖ- اس کی نعمتوں کا	اِجْتَبٰىهُ- چن لیا اسے	وَهَدٰىهُ- اور ہدایت دی اسے	اِلٰى- طرف

www.waseemziyai.com

صِرَاطٍ۔راہ
مُّسْتَقِيْمٍ۔سیدھی کی
وَاٰتَيْنٰهُ۔اور دیا ہم نے اس کو
فِي الدُّنْيَا۔دنیا میں
حَسَنَةً۔بھلا
وَاِنَّهٗ۔اور بے شک وہ
فِي الْاٰخِرَةِ۔آخرت میں
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ یقیناً
نیکوں سے ہے
ثُمَّ۔پھر
اَوْحَيْنَآ۔وحی کی ہم نے
اِلَيْكَ۔تیری طرف
اَنِ۔یہ کہ
اتَّبِعْ۔پیروی کر
مِلَّةَ۔مذہب
اِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم
حَنِيْفًا۔حنیف کی
وَمَا۔اور نہیں
كَانَ۔تھا وہ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ شرک
کرنے والوں سے
اِنَّمَا۔سوائے اس کے نہیں
جُعِلَ۔بنایا گیا
السَّبْتُ۔ہفتہ
عَلَى۔اوپر
الَّذِيْنَ۔ان کے جنہوں نے
اخْتَلَفُوْا۔اختلاف کیا
فِيْهِ۔اس میں
وَاِنَّ۔اور بے شک
رَبَّكَ۔تیرا رب
لَيَحْكُمُ۔ضرور فیصلہ کرے گا
بَيْنَهُمْ۔ان میں
يَوْمَ۔دن
الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
فِيْمَا۔اس میں
كَانُوْا۔جو تھے
فِيْهِ۔اس میں
يَخْتَلِفُوْنَ۔اختلاف کرتے
اُدْعُ۔بلاؤ
اِلٰى۔طرف
سَبِيْلِ۔راہ
رَبِّكَ۔اپنے رب کی
بِالْحِكْمَةِ۔حکمت
وَالْمَوْعِظَةِ۔اور نصیحت
الْحَسَنَةِ۔اچھی سے
وَجَادِلْهُمْ۔اور بحث کرو ان سے
بِالَّتِيْ۔ایسی طرح
هِيَ۔کہ وہ
اَحْسَنُ۔بہت اچھی ہو
اِنَّ۔بے شک
رَبَّكَ۔تیرا رب
هُوَ۔وہ
اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے
بِمَنْ۔اس کو جو
ضَلَّ۔گمراہ ہوا
عَنْ سَبِيْلِهٖ۔اس کی راہ سے
وَهُوَ۔اور وہ
اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے
بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ہدایت پانے والوں کو
وَاِنْ۔اور اگر
عَاقَبْتُمْ۔سزا دو تم
فَعَاقِبُوْا۔تو سزا دو
بِمِثْلِ۔مثل
مَا۔اس کے جو
عُوْقِبْتُمْ۔تم سزا دیئے گئے
بِهٖ۔اس کے ساتھ
وَلَئِنْ۔اور اگر
صَبَرْتُمْ۔تم صبر کرو
لَهُوَ۔تو وہ
خَيْرٌ۔بہتر ہے
لِّلصّٰبِرِيْنَ۔صبر کرنے والوں کے لئے
وَاصْبِرْ۔اور صبر کرو
وَمَا۔اور نہیں ہے
صَبْرُكَ۔تیرا صبر
اِلَّا۔مگر
بِاللّٰهِ۔ساتھ اللہ کے
وَلَا۔اور نہ
تَحْزَنْ۔غم کھا
عَلَيْهِمْ۔ان پر
وَلَا۔اور نہ
تَكُ۔ہو تو
فِيْ ضَيْقٍ۔تنگی میں
مِّمَّا۔اس سے جو
يَمْكُرُوْنَ۔وہ تدبیر کرتے ہیں
اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
مَعَ۔ساتھ
الَّذِيْنَ۔ان کے ہے جو
اتَّقَوْا۔پرہیزگار ہیں
وَّالَّذِيْنَ۔اور وہ
هُمْ۔کہ وہ
مُّحْسِنُوْنَ ۔ نیکی کرنے والے ہیں

مختصر تفسیر اردو سولھواں رکوع - سورۃ نحل - پ ۱۴

''اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ بے شک ابراہیم ایک امام تھے۔ فرمانبردار اللہ کے سب سے جدا اور وہ مشرک نہ تھے۔ شکرگزار اللہ کی نعمتوں پر اسے چن لیا اور اسے سیدھی راہ دکھائی اور ہم نے

www.waseemziyai.com

اسے دنیا میں دی بھلائی اور بے شک وہ آخرت میں صالحین سے ہے''۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَیْ کَانَ عِنْدَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ الْخَیْرِ مَا کَانَ عِنْدَ اُمَّۃٍ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ الْکَثِیْرَۃُ۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اتنی بھلائیاں تھیں جتنی ایک امت کے پاس ہوں اور امت جماعت کثیر کو کہتے ہیں۔

فَاِطْلَاقُھَا عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاسْتِجْمَاعِہٖ کَمَالَاتٍ لَا تُکَادُ تُوْجَدُ اِلَّا مُتَفَرِّقَۃً فِیْ اُمَّۃٍ جَمَّۃٍ۔ اور آپ کی ذات پر اطلاق امت اس وجہ میں کیا گیا کہ آپ نے کمالات اتنے جمع فرمائے کہ ایک میں وہ جمع ہونے ممکن نہیں تھے سوائے متفرق جماعتوں کثیرہ کے۔

وَ لَیْسَ عَلَی اللّٰہِ بِمُسْتَنْکِرٍ اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ وہ عالم ایک میں جمع فرمادے۔

وَ ھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَئِیْسُ الْمُوَحِّدِیْنَ وَ قُدْوَۃُ الْمُحَقِّقِیْنَ الَّذِیْ نَصَبَ اَدِلَّۃَ التَّوْحِیْدِ وَ رَفَعَ اَعْلَامِھَا وَ خَفَضَ رَایَاتِ الشِّرْکِ وَ جَزَمَ بِتَوَاتُرِ الْحِجَجِ ھَامَھَا۔ اور وہ صلی اللہ علیہ وسلم رئیس الموحدین اور قدوۃ المحققین اس شان کے تھے کہ توحید کے دلائل مخالفین پر قائم فرمادیئے اور علم ہائے اسلام بلند کر کے شرک کے جھنڈے نگونسار کردیئے اور متواتر حجج قاطعہ بیان کر کے ان کے سر کچل ڈالے۔

وَ قَالَ مُجَاھِدٌ سَمّٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اُمَّۃً لِاِنْفِرَادِہٖ بِالْاِیْمَانِ فِیْ وَقْتِہٖ مُدَّۃً مَّا۔ اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت خلیل کو امت اس لئے کہا گیا کہ آپ اپنے وقت میں ایک مدت تک تنہا ایمان پر تھے۔

وَ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِسَارَۃَ لَیْسَ عَلَی الْاَرْضِ الْیَوْمَ مُؤْمِنٌ غَیْرِیْ وَ غَیْرُکِ۔ بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلیل علیہ السلام نے حضرت سارہ کو فرمایا آج کے دن کوئی مومن روئے زمین پر نہیں سوا میرے اور تمہارے۔

وَ ذَکَرَ فِی الْقَامُوْسِ اَنَّ مِنْ مَعَانِی الْاُمَّۃِ مَنْ ھُوَ عَلَی الْحَقِّ مُخَالِفٌ لِسَائِرِ الْاَدْیَانِ۔ اور صاحب قاموس کہتے ہیں کہ امت کے معنی یہ ہیں کہ جو حق پر ہو تمام مذاہب کے خلاف۔

وَالظَّاھِرُ اَنَّہٗ مَجَازٌ بِجَعْلِہٖ اُمَّۃً کَاَنَّہٗ جَمِیْعُ ذَالِکَ الْعَصْرِ لِاَنَّ الْکَفَرَۃَ بِمَنْزِلَۃِ الْعَدَمِ۔ اور ظاہر ہے کہ مجازاً آپ ہی اس زمانہ میں جماعت تھے۔ اس لئے کہ کفار بمنزلہ عدم تھے۔

وَقِیْلَ الْاُمَّۃُ ھُنَا فُعْلَۃٌ بِمَعْنٰی مَفْعُوْلٍ کَالرِّحْلَۃِ بِمَعْنَی الْمَرْحُوْلِ اِلَیْہِ وَالنُّخْبَۃُ بِمَعْنٰی مُنْتَخَبٌ مِنَ اللّٰہِ اِذَا قَصَدَہٗ اَوِ اقْتَدٰی بِہٖ اَیْ کَانَ مَامُوْرًا اَوْ مُؤْتَمًّا بِہٖ فَاِنَّ النَّاسَ یَقْصُدُوْنَہٗ لِلْاِسْتِفَادَۃِ وَ یَقْتَدُوْنَہٗ بِسِیْرَتِہٖ۔ یعنی آپ کی پیروی سب پر لازم تھی۔

وَقَالَ ابْنُ الْاَنْبَارِیْ ھٰذَا مَثَلُ قَوْلِ الْعَرَبِ فُلَانٌ رَحْمَۃٌ وَ عَلَامَۃٌ وَ نَسَابَۃٌ یَقْصُدُوْنَ بِالتَّانِیْثِ التَّنَاھِیْ فِی الْمَعْنٰی الْمَوْصُوْفِ۔ ابن انباری کہتے ہیں یہ محاورہ عرب کے ماتحت امۃ کہا گیا جیسے کہتے ہیں فلان رحمۃ

www.waseemziyai.com

ہے علامہ ہے نسابہ ہے اس میں مرادتانیث تناہی ہے اور معنی موصوف میں لیتے ہیں۔

اور یہاں حضرت خطیب الانبیاء خلیل اللہ علیہ السلام کا تذکرہ مذاہب مشرکین کی تردید اور ان کے منصب نبوت پر طعن کرنے اور جسے اللہ عزوجل نے حلال فرمایا اس کے حرام کر لینے کے بعد اس لئے کیا گیا کہ حقیقت دین اسلام اور بطلان شرک ثابت ہو جائے اور اس میں قریش کے دعویٰ کا بھی رد ہے جو کہ انہوں نے گمان اور زعم باطل کیا تھا کہ ہم دین ابراہیم پر ہیں اور یہودیوں نے علیحدہ دعویٰ کیا تھا تو اس بیان کا یہ فائدہ ہوا کہ آپ کے حال اور مشرکین کے احوال کی کیفیت صاف کھل کر سامنے آ گئی۔ اس سے آگے فرمایا:

''قَانِتًا لِّلّٰهِ'' اَیْ مُطِیْعًا لَهٗ سُبْحَانَهٗ قَائِمًا بِاَمْرِهٖ تَعَالٰی ''حَنِیْفًا''۔ مَائِلًا عَنْ کُلِّ دِیْنٍ بَاطِلٍ اِلَی الدِّیْنِ الْحَقِّ غَیْرَ زَائِلٍ عَنْهُ۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مطیع اور اس کے حکم پر قائم تھے ایسے حنیف تھے کہ تمام ادیان وملل سے علیحدہ اور ہر باطل دین سے جدا تھے اور دین حق پر قائم غیر زائل تھے۔

''وَلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ''۔ فِیْ اَمْرٍ مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ اَصْلًا وَ فَرْعًا۔ اور آپ ہرگز مشرک نہ تھے کسی امر میں اپنے دین سے اصول وفروع میں۔

وَ قِیْلَ رَدًّا عَلٰی کُفَّارِ قُرَیْشٍ فِیْ قَوْلِهِمْ نَحْنُ عَلٰی مِلَّةِ اَبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ۔ اور یہ قول بھی ہے کہ کفار قریش کے اس قول کا رد بھی ہے جو انہوں نے کہا تھا ہم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں۔

وَ قِیْلَ لِذَالِکَ وَلِلرَّدِّ عَلَی الْیَهُوْدِ الْمُشْرِكِیْنَ بِقَوْلِهِمْ عُزَیْرٌ ابْنُ اللّٰهِ۔ اور اس میں یہود کا بھی رد کیا گیا ہے جو شرک کر کے بھی دین ابراہیم پر اپنے آپ کو کہتے اور ساتھ ہی حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بھی مانتے تھے۔

چنانچہ دوسرے مقام پر صاف فرمایا: مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔

گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امت فرما کر قَانِتًا لِّلّٰهِ اور حَنِیْفًا فرما کر تیسری صفت فرمائی۔

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ۔ اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنے والے۔

چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہے: اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا یَتَغَدّٰی اِلَّا مَعَ ضَیْفٍ فَلَمْ یَجِدْ ذَاتَ یَوْمٍ ضَیْفًا فَاَخَّرَ غَدَائَهٗ فَاِذَا هُوَ بِفَوْجٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فِیْ صُوْرَةِ الْبَشَرِ فَدَعَاهُمْ اِلَی الطَّعَامِ فَخَیَّلُوْا اَنَّ بِهِمْ جُذَامًا فَقَالَ الْاٰنَ وَجَبَتْ مُوَاكَلَتُكُمْ شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی اَنَّهٗ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكُمْ بِهٖ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ عادت کریمہ تھی کہ آپ صبح کا کھانا بغیر مہمان کے تناول نہ فرماتے تھے۔ ایک روز کوئی مہمان نہ آیا تو آپ نے کھانے کا وقت مؤخر فرما دیا کہ ایک جماعت ملائکہ علیہم السلام صورت بشری میں آئی۔ آپ نے انہیں کھانے پر بلایا کہ آپ کو گمان ہوا ان میں سے جذام والے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ اب تو مجھ پر واجب ہو گیا تمہارا کھلانا اس وجہ میں کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کروں کہ مجھے اس مرض سے محفوظ رکھا جس میں تم مبتلا ہو۔

''اِجْتَبٰىهُ'' یَعْنِیْ اِخْتَارَهٗ وَاصْطَفَاهُ لِلنُّبُوَّةِ۔ یعنی اسے اختیار کیا اور برگزیدہ فرما لیا نبوت کے لئے۔

www.waseemziyai.com

وَاَصْلُ الْاِجْتِبَاءِ الْجَمْعُ عَلٰی طَرِیْقِ الْاِصْطِفَاءِ وَ یُطْلَقُ عَلٰی تَخْصِیْصِ اللّٰہِ تَعَالٰی الْعَبْدَ بِفَیْضٍ اِلٰہِیٍّ یَتَحَصَّلُ لَہٗ مِنْہُ اَنْوَاعٌ مِنَ النِّعَمِ بِلَا سَعْیٍ مِنْہُ وَ یَکُوْنُ لِلْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَ مَنْ یُّقَارِبُھُمْ۔

اجتباء اصل میں چن لینا ہے بطریق اصطفاء اور اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تخصیص پر ہے جب وہ اپنے بندے کو فیض الٰہی اور ان نعمتوں کے لئے منتخب فرمائے جو بلا سعی حاصل ہوں اور یہ عموماً انبیاء علیہم السلام کے لئے ہوتا ہے۔

''وَھَدٰہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ''۔ اور ہدایت دی اسے سیدھی راہ کی طرف جو موصل الی اللہ ہو۔ اور وہ ملت اسلامیہ ہے۔

''وَاٰتَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ۭ وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ اور دی ہم نے اسے دنیا میں بھلائی اور بے شک وہ آخرت میں صالحین سے ہے''۔

دنیا میں حسنہ یعنی بھلائی یہ دی کہ رسالت اور اموال و اولاد اور ثنائے حسن اور قبولیت عامہ ایسی بخشی کہ تمام فرقے اور جماعتیں مسلمان، یہودی، نصاریٰ اور مشرکین عرب سب ان کی عظمت کرتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔

آلوسی بھی یہی کہتے ہیں: بِاَنْ حَبَّبَہٗ اِلَی النَّاسِ حَتّٰی اَنَّ جَمِیْعَ اَھْلِ الْاَدْیَانِ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَ یَثْنُوْنَ عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَسْبَمَا سَاَلَ بِقَوْلِہٖ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔

وَرُوِیَ ھٰذَا عَنْ قَتَادَۃَ وَ غَیْرِہٖ عَنِ الْحَسَنِ الْحَسَنَۃُ النُّبُوَّۃُ۔ حسنہ سے مراد نبوت ہے۔

وَ قِیْلَ الْاَوْلَادُ الْاَبْرَارُ عَلَی الْکِبَرِ۔ ایک قول ہے کہ حسنہ سے مراد نیک اولاد ہے ضعیف العمر میں۔

وَ قِیْلَ الْمَالُ یَصْرِفُہٗ فِیْ وُجُوْہِ الْخَیْرِ وَالْبِرِّ۔ ایک قول ہے کہ حسنہ سے مراد مال ہے جسے آپ نے خرچ کیا بھلائی اور نیکیوں میں۔

وَ قِیْلَ الْعُمُرُ الطَّوِیْلُ فِی السَّعَۃِ وَالطَّاعَاتِ۔ حسنہ سے مراد طویل عمر، فراخ دستی اور اطاعت حق کے ساتھ اور ''وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ یہ بھی انہی درجات علیا میں سے ہے جیسے کہ آپ کی دعاء بھی تھی وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔

وَاَرَادَ مِنْہُ الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔ اور صالحین سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں۔

صَالِحِیْنَ۔ قرآن کریم میں متعدد مواقع پر ہے۔

کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

وَتَکُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِہٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ۔

وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔

وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

حضرت صالح لِیُصْلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَا۔

اس میں ایک تو صالح وہ ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعان میں ڈال کر اپنے کو صالح بنانے کے لئے مشہور کیا اور تَکُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِہٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ۔ کہا

www.waseemziyai.com

اور ایک صالح وہ ہیں جس میں دعا کی گئی کہ صالحین میں مجھے ملا۔

اور صالح وہ ہیں جو صفت انبیاء علیہم السلام میں کہا گیا اور وہ مخصوص نبی کے لئے ہے۔

ایک صالح اسم گرامی ہے نبی صالح علیہ السلام کا۔

اور پہلا كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ یہ بھی انبیاء کرام کے حق میں فرمایا گیا۔

بہر حال صلح سے صالح جو ہے وہ ضد فساد ہے یعنی فساد فی الارض کو روک کر صلاحیت کی طرف اپنا میلان کرنا۔

اور سیاسی صالحین کی حقیقت اللہ عزوجل ہی جانتا ہے ہمیں اس کا پتہ نہیں ملا۔

''ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ پھر وحی کی ہم نے تیری طرف کہ اتباع کرو ملت ابراہیم کی جو حنیف اور ہر باطل سے الگ ہے اور وہ مشرک نہ تھے''۔

یہاں وحی کی تصریح اس لئے ضروری نہیں کہ ہم اس سے پہلے وحی پر سیر حاصل تبصرہ کر چکے ہیں۔ اب اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ سے یہاں مراد اتباع عقائد واصول دین ابراہیم میں موافقت کرنا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس ملت کی اتباع کا حکم ہوا۔ اس میں آپ کی رفعت درجت اور اعلیٰ منزلت کا اظہار ہے کہ آپ کا دین ابراہیم سے موافقت کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے خاص شرف وفضیلت کا موجب ہے اس لئے کہ حضور اکرم الاکرمین افضل الاولین والآخرین ہیں۔

حدیث میں ہے کہ تمام انبیاء کرام اور جمیع خلائق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ افضل واعلیٰ ہے۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مثل یہود ونصاریٰ نہ مشرک تھے اور نہ ہی آپ نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک مانا۔

''اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور بے شک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں بروز قیامت جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے''۔

یعنی شنبہ کی تعظیم اور اس دن کا شکار ترک کرنے کا حکم دے کر اس وقت کو عبادت کے لئے مخصوص کرنا یہودیوں پر فرض کیا گیا تھا اور اس واقعہ کا مفصل بیان پہلے ہو چکا۔

مختصراً یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جمعہ کی تعظیم کا حکم فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خاص کرو اور اس دن کچھ کام نہ کرو اس میں انہوں نے اختلاف کیا اور کہا وہ دن جمعہ نہیں بلکہ سنیچر یعنی ہفتہ ہے سو ایک چھوٹی سی جماعت کے جو بموجب حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام جمعہ پر ہی راضی ہو گئی تھی اللہ تعالیٰ نے یہود کو سنیچر کا ہی حکم دیا اور اس دن شکار بھی حرام فرما دیا۔ اس میں ان پر یہ ابتلاء ہوا کہ ان سے اس دن پر بھی صبر نہ ہوا اور اس دن بھی وہ خلاف حکم شکار کسی بہانہ سے کرنے لگے آخرش ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں۔

سورۂ اعراف میں اس کی تفصیل آ چکی ہے (روح المعانی) قیامت کے دن مطیع کو ثواب اور عاصی کو عقاب فرمائے گا۔

''اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ بلاؤ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے اور بحث کرو ان سے اس طریقہ پر جو سب سے بہتر ہو بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو''۔

www.waseemziyai.com

اس آیہ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ خلق کو دین اسلام کی طرف دعوت دو بالحکمۃ یعنی ایسی دلیل محکم سے جو حق کو واضح کر کے شبہات زائل کر دے اور اچھی نصیحت یعنی ترغیب وترہیب کے ساتھ ایسے طریقہ سے کہ ھِیَ اَحْسَنُ جو بہتر طریقہ ہو۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہوا کہ دعوت حق اور اظہار حقانیت کے لئے مناظرہ مشروع ہے لیکن موجودہ زمانہ کا مناظرہ جس میں ہر شخص احقاق حق کی بجائے محض مکابرہ اور مجادلہ کرتا ہے وہ مشروع نہیں۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوِیَ اَنَّ الْاٰیَۃَ مَنْسُوْخَۃٌ بِاٰیَۃِ السَّیْفِ۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ ہے لیکن مفہوم آیت کے اعتبار سے یہ منسوخ نہیں ہو سکتی اس لئے کہ دعوت الی سبیل الحق اور دفع شبہات کے بعد ہی آیات سیف کا نفاذ ہوتا ہے۔ اور جہاد کا حکم جب ہی ہوتا ہے جبکہ وہ دلائل اور دعوت حق کو قبول نہ کریں۔

''وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَاعُوْقِبْتُمْ بِہٖ۔ اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف دی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا ہے اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے''۔

یعنی سزا بقدر جنایت یعنی قصور کے مطابق ہو اس سے زائد نہ ہو۔ کَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا تُدِیْنُ تُدَانُ۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْاٰیَۃُ نَزَلَتْ فِیْ شَانِ التَّمْثِیْلِ بِحَمْزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَوْمَ اُحُدٍ فَقَدْ صَحَّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی حَمْزَۃَ یَوْمَ اسْتُشْھِدَ فَنَظَرَ اِلٰی مَنْظَرٍ لَمْ یَنْظُرْ اِلٰی شَیْءٍ قَطُّ کَانَ اَوْجَعَ لِقَلْبِہٖ مِنْہُ وَ نَظَرَاِلَیْہِ قَدْ مُثِّلَ بِہٖ فَقَالَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ فَاِنْ کُنْتَ مَا عَلِمْتَ وُصُوْلًا لِلرَّحِمِ فَعُوْلًا لِلْخَیْرَاتِ وَلَوْلَا حُزْنٌ مِنْ بَعْدِکَ عَلَیْکَ سَرَّنِیْ اِنْ اَتْرُکَکَ حَتّٰی یُحْشَرُکَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ اَرْوَاحِ شَتّٰی اَمَا وَاللّٰہِ لَاُمَثِّلَنَّ بِسَبْعِیْنَ مِنْھُمْ مَکَانَکَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ

یہ آیہ کریمہ حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کے معاملہ میں نازل ہوئی۔ جنگ احد میں کفار نے مسلمانوں کے شہداء کے چہرے زخمی کر کے ان کی شکلیں تبدیل کر ڈالی تھیں۔ ان کے شکم ہائے مبارک چاک کر کے ان کے اعضاء کاٹے تھے ان ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو بہت صدمہ محسوس کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک حمزہ کا بدلہ ستر کافروں سے لوں گا اور ان ستر کا یہی حال کروں گا اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ ایک کے بدلے ایک کو سزا دینا صحیح ہے اور صرف حمزہ کے بدلے ستر سے بدلہ لینا صحیح نہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ارادہ ترک فرمایا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ اسلام میں یہ حکم ہے کہ مثلہ کرنا یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ کر کسی کی ہیئت تبدیل کرنا حرام ہے خواہ وہ مشرک ہو یا یہودی۔ آگے ارشاد ہے:

www.waseemziyai.com

''وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ۔ اور اے محبوب اس کا غم نہ کیجئے اور (مشرکین) کے مکروں فریبوں سے دل تنگ نہ ہوں بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور وہ جو نیکیاں کرتے ہیں''۔

یعنی ان شہداء کا غم کر کے ان سے انتقام نہ لیں ان کے فریب اور مکاریاں اگر ایسی ہی رہیں اور ایمان نہ لائے تو ہماری اعانت و نصرت آپ کے ساتھ ہے اور ہم آپ کے معین و ناصر ہیں۔

الحمدللہ چودھواں پارہ ختم ہوا

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پارہ نمبر ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ

سورہ بنی اسرائیل مکیہ ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

پاکی ہے اسے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ دکھائیں ہم اسے اپنی نشانیاں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

وَ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا ؕ ②

اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اسے ہدایت بنی اسرائیل کے لئے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز۔

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ③

ان کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا بے شک تھا وہ بندہ شکر گزار۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ④

اور حکم دیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ ضرور تم فساد کرو گے زمین میں دوبار اور ضرور تکبر کرو گے تکبر کرنا بڑا۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤

تو جب آیا وعدہ پہلی بار بھیجے ہم نے تم پر اپنے بندے سخت لڑائی والے تو تلاش کو گھسے اندر شہروں کے اور تھا وعدہ ایسا کہ پورا ہونا تھا۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ⑥

پھر ہم نے لوٹایا تمہارا حملہ ان پر اور مدد کی ہم نے تمہاری مالوں اور بیٹوں سے اور کر دیا تمہیں بڑے جتھے والا۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ⑦

اگر تم بھلائی کرو تو اپنا بھلا کرو گے اور اگر برائی کرو تو اپنے لئے تو جب آیا وعدہ آخری تا کہ بگاڑیں دشمن تمہارا منہ اور مسجد میں داخل ہوں جیسے داخل ہوئے تھے پہلی بار اور تباہ کر دیں جس پر قابو پائیں تباہ کرنا۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ⑧

قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم شرارت پھر کرو گے تو ہم بھی پھر سزا دیں گے اور کیا ہے ہم نے جہنم کافروں کا قید خانہ۔

www.waseemziyai.com

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ﴿۹﴾

بے شک یہ قرآن ہدایت کرتا ہے انہیں جو سب سے سیدھی راہ ہے اور بشارت دیتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع

اور یہ کہ جو ایمان نہ لائیں آخرت پر تیار کیا ہے ان کے لئے عذاب دردناک۔

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

سُبْحٰنَ - پاک ہے
الَّذِيْٓ - وہ جس نے
اَسْرٰى - سیر کرائی
بِعَبْدِهٖ - اپنے بندے کو
لَيْلًا - مختصر رات میں
مِّنَ الْمَسْجِدِ - مسجد
الْحَرَامِ - حرام سے
اِلٰى - طرف
الْمَسْجِدِ - مسجد
الْاَقْصَا - اقصیٰ کے
الَّذِيْ - وہ کہ
بٰرَكْنَا - برکت رکھی ہم نے
حَوْلَهٗ - اس کے گرداگرد
لِنُرِيَهٗ - تاکہ دکھائیں ہم اسے
مِنْ اٰيٰتِنَا - اپنی نشانیاں
اِنَّهٗ - بے شک وہ
هُوَ - وہی ہے
السَّمِيْعُ - سننے والا
الْبَصِيْرُ - دیکھنے والا
وَاٰتَيْنَا - اور دی ہم نے
مُوْسَى - موسیٰ کو
الْكِتٰبَ - کتاب
وَجَعَلْنٰهُ - اور بنایا ہم نے اس کو
هُدًى - ہدایت
لِّبَنِيْٓ - واسطے بنی
اِسْرَآءِيْلَ - اسرائیل کے
اَلَّا - یہ کہ نہ
تَتَّخِذُوْا - پکڑو
مِنْ دُوْنِيْ - میرے سوا
وَكِيْلًا - کوئی کارساز
ذُرِّيَّةَ - اولاد
مَنْ - اس کی جس کو
حَمَلْنَا - اٹھایا ہم نے
مَعَ - ساتھ
نُوْحٍ - نوح کے
اِنَّهٗ - بے شک وہ
كَانَ - تھا
عَبْدًا - بندہ
شَكُوْرًا - شکرگزار
وَقَضَيْنَآ - اور فیصلہ کیا ہم نے
اِلٰى - طرف
بَنِيْٓ - بنی
اِسْرَآءِيْلَ - اسرائیل کے
فِي الْكِتٰبِ - کتاب میں
لَتُفْسِدُنَّ - ضرور فساد کرو گے تم
فِي الْاَرْضِ - زمین میں
مَرَّتَيْنِ - دوبار
وَلَتَعْلُنَّ - اور بڑائی کرو گے
عُلُوًّا - بڑائی
كَبِيْرًا - بہت بڑی
فَاِذَا - پھر جب
جَآءَ - آیا
وَعْدُ - وعدہ
اُوْلٰىهُمَا - پہلا دونوں سے
بَعَثْنَا - تو بھیجے ہم نے
عَلَيْكُمْ - تم پر
عِبَادًا - بندے
لَّنَا - اپنے
اُولِيْ بَاْسٍ - لڑائی
شَدِيْدٍ - سخت والے
فَجَاسُوْا - تو وہ گھس گئے
خِلٰلَ - اندر
الدِّيَارِ - گھروں کے
وَكَانَ - اور تھا
وَعْدًا - وعدہ
مَّفْعُوْلًا - پورا ہونے والا
ثُمَّ - پھر
رَدَدْنَا - لوٹایا ہم نے
لَكُمُ - تمہارے لئے
الْكَرَّةَ - حملہ
عَلَيْهِمْ - ان پر
وَاَمْدَدْنٰكُمْ - اور مدد دی ہم نے تمہیں
بِاَمْوَالٍ - مالوں
وَّبَنِيْنَ - اور بیٹوں سے
وَجَعَلْنٰكُمْ - اور بنایا ہم نے تمہیں
اَكْثَرَ - زیادہ
نَفِيْرًا - جتھے والا
اِنْ - اگر
اَحْسَنْتُمْ - تم نیکی کرو
اَحْسَنْتُمْ - تو نیکی کرو گے

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لِاَنْفُسِكُمْ۔اپنی جانوں کیلئے وَاِنْ۔اوراگر اَسَاْتُمْ۔تم برائی کرو فَلَهَا۔تواسی کے لئے ہے
فَاِذَا۔پھرجب جَآءَ۔آیا وَعْدُ۔وعدہ الْاٰخِرَةِ۔پچھلا
لِيَسُوْٓءٗا۔تاکہ بگاڑیں وُجُوْهَكُمْ۔تمہارے منہ وَلِيَدْخُلُوا۔اورتاکہ داخل ہوں
الْمَسْجِدَ۔مسجد میں كَمَا۔جیسے دَخَلُوْهُ۔داخل ہوئے تھے اَوَّلَ۔پہلی
مَرَّةٍ۔مرتبہ وَّلِيُتَبِّرُوْا۔اورتاکہ برباد کریں مَاعَلَوْا۔جس پرغالب آئیں تَتْبِيْرًا۔برباد کرنا
عَسٰى۔قریب ہے رَبُّكُمْ۔تمہارارب اَنْ۔یہ کہ يَّرْحَمَكُمْ۔رحم کرے تم پر
وَاِنْ۔اوراگر عُدْتُّمْ۔تم پھرکروگے عُدْنَا۔ہم پھرسزادیں گے وَجَعَلْنَا۔اوربنایاہم نے
جَهَنَّمَ۔دوزخ کو لِلْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کا حَصِيْرًا۔قیدخانہ اِنَّ۔بے شک
هٰذَا۔یہ الْقُرْاٰنَ۔قرآن يَهْدِيْ۔ہدایت دیتاہے لِلَّتِيْ۔اس راہ کی
هِيَ۔کہ وہ اَقْوَمُ۔بہت سیدھی ہے وَيُبَشِّرُ۔اورخوشخبری دیتاہے الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کو
الَّذِيْنَ۔وہ جو يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے ہیں الصّٰلِحٰتِ۔اچھے اَنَّ۔بے شک
لَهُمْ۔ان کے لئے اَجْرًا۔اجرہے كَبِيْرًا۔بہت بڑا وَّاَنَّ۔اوربے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو لَا يُؤْمِنُوْنَ۔نہیں ایمان لاتے بِالْاٰخِرَةِ۔ساتھ آخرت کے اَعْتَدْنَا۔تیارکیاہم نے
لَهُمْ۔ان کے لئے عَذَابًا۔عذاب اَلِيْمًا۔دردناک

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔سورۃ بنی اسرائیل۔پ ۱۵

اس سورۃ کا نام بنی اسرائیل۔سورۃ اسراء۔سورۃ سبحان ہے۔یہ سورت مکی ہے۔لیکن اس میں بقول قتادہ رحمہ اللہ آٹھ آیتیں وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ سے نَفِيْرًا تک مکی نہیں ہیں۔

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کے نزدیک تمام کی تمام سورۃ مکی ہے۔كَمَا قَالَ رُوْحُ الْمَعَانِيْ

اس سورۃ میں بارہ رکوع اور ایک سودس آیتیں بصری ہیں اور ایک سوگیارہ آیتیں کوفی ہیں اور تین ہزار چارسوساٹھ حرف ہیں۔

''سُبْحٰنَ''۔پاکی ہے اسے یعنی اس کی ذات ہرعیب اورنقص اورمجبوری سے پاک اورمنزہ ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سُبْحَانُ مَصْدَرُ سَبَّحَ تَسْبِيْحًا بِمَعْنٰى نَزَّهَ تَنْزِيْهًا لَا بِمَعْنٰى قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ۔سبحان مصدر ہے سَبَّحَ تَسْبِيْحًا کا اس کا معنی ہے'' پاک ہے پاک ہونا''۔

عقدالفرید میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَفْسِيْرِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ تَنْزِيْهٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَنْ كُلِّ سُوْءٍ۔حضورصلی اللہ علیہ وسلم سے سبحان اللہ کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا پاکی ہے اللہ تعالیٰ کو ہرقسم کی برائی سے۔

طیبی فرماتے ہیں: فِيْ قَوْلِ الزَّمَخْشَرِيْ اِنَّهٗ دَلَّ عَلَى التَّنْزِيْهِ الْبَلِيْغِ عَنْ جَمِيْعِ الْقَبَائِحِ الَّتِيْ يُضِيْفُهَا اِلَيْهِ اَعْدَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى۔یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو منزہ ظاہر کرتا ہے تمام ان قبائح سے جو دشمن الٰہی اس کی طرف لگاتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

''اَلَّذِیۡۤ اَسۡرٰی۔وہ ذات جس نے سیر کرائی''۔وَالْاِسْرَاءُ السَّیْرُ بِاللَّیْلِ خَاصَّةً۔اسرٰی محاورہ عرب میں رات کی سیر کو کہتے ہیں۔

وَقَالَ اللَّیْثُ یُقَالُ اَسْرٰی لِاَوَّلِ اللَّیْلِ۔لیث کے نزدیک اسرٰی رات کی ابتدائی سیر کو کہتے ہیں۔

''بِعَبۡدِہٖ۔اپنے بندے کو''۔

عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ سُلَیْمَانَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا وَصَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الدَّرَجَاتِ الْعَالِیَةِ وَالْمَرَاتِبِ الرَّفِیْعَةِ اَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ یَا مُحَمَّدُ بِمَ نُشَرِّفُکَ قَالَ بِنِسْبَتِیْ اِلَیْکَ بِالْعُبُوْدِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تعالی سُبْحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ۔

جب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ اور مراتب رفیعہ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور فرمایا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کس نام سے آپ کو مشرف کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اس نسبت سے جو میری تیرے پاس ہے عبودیت کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سُبْحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ۔

اور حدیث میں بھی وارد ہے: قُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ۔اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔

اللہ کے بندے ہیں بندوں کے مگر مولیٰ یہ شان نرالی ہے یہ شان ہے بس اعلیٰ

اس صفت کے ساتھ حضور ﷺ کو متصف کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غلو عقیدہ میں آخر ابن اللہ عزوجل کہنے لگے تو یہاں ایسے اعتقادیات کا سدباب بھی مقصود تھا۔

پھر اس قسم کے مقام رفیعہ عطا فرمانے میں اللہ تعالیٰ نے صفت عبدیت کسی کو عطا بھی نہیں فرمائی۔چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا: وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد ہوا: اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ۔

اس سے حبیب اور کلیم کا فرق بھی ظاہر ہو گیا۔بہر حال عبدیت ہی وہ مقام ہے کہ جب وہ تقرب خاص میں پہنچ جاتا ہے تو پر تو ذات اس پر اتنے وارد و صادر ہوتے ہیں کہ اس بندے کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اس کی آنکھ خدا کی آنکھ اس کے پیر خدائی پیر ہو جاتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہو چکا ہے تو وہاں اِذَا تَقَرَّبَ عَبْدِیْ ہی فرمایا گیا۔

تو معلوم ہوا تمام مدارج تقرب میں درجۂ عبدیت ہی ایک ایسا خاص مقام ہے کہ اس سے بلند مقام بندے کا اور کوئی نہیں اور اس کے علاوہ جتنے خطابات ہیں اور جتنے بھی مناصب ہیں وہ سب اس سے ادنیٰ اور فروتر ہیں۔آگے ارشاد ہے:

''لَیۡلًا۔رات کے تھوڑے حصہ میں''۔

یہ ظرف ہے اَسۡرٰی کا۔اور لیل پر تنوین تنکیر اور تقلیل کے لئے لائی گئی اور مدت اسرٰی کی تقلیل اور بعض اجزاء لیل ظاہر فرمائی گئی۔چنانچہ قرأت عبداللہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما مِنَ الَّیۡلِ بھی ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بعض حصہ رات سے جیسے مِنَ الَّیۡلِ فَتَهَجَّدْ فرمایا گیا۔

معراج کے معنی کی تحقیق

یہ لفظ عروج سے مشتق ہے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔

چونکہ احادیث میں تذکرۂ معراج کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عُرِجَ بِیْ فرمایا یعنی میں چڑھایا گیا۔

www.waseemziyai.com

پیغمبران اولوالعزم کی روحانی رفعتوں میں ایک درجہ خاص

واقعات انبیاء کرام علیہم السلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز نبوت سے کسی وقت خاص میں یہ منصب رفیع قرب خاص کی صورت میں روحانیت کے ذریعہ اپنے اپنے مقام وتقرب کے اعتبار سے ضرور ملتا ہے اور وہ وقت کچھ ایسی شان خاص رکھتا ہے کہ ان کی چشم حق بین کے سامنے سے تمام مادی حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں اور اسباب سماعت کے جملہ اعتباری قوانین ان کے حق میں منسوخ قرار پاتے ہیں حتیٰ کہ قیود زمانی ومکانی کی بھی زنجیریں کٹ جاتی ہیں۔ آسمان وزمین کے تمام مناظر خفیہ بے حجاب ان کے سامنے آتے اور وہ حلۂ نورزیب تن فرما کر بارگاہ احدیت میں پیش ہوتے ہیں اور اپنے اپنے مدارج کے مطابق قرب بارگاہ حاصل کر کے فیوض ربانی سے معمور اور نور عرفانی سے منور ہو کر مسرور ہوتے ہیں۔

حتیٰ کہ ان مقربان خاص میں سے ایک ہستی اخص الخواص وہ بھی ہے جسے علو درجت میں اتنا بلند کیا کہ محبوب حق ہو کر جلوہ گاہ قدس میں معہ جسد وروح باریابی ملی اور ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى دو چلۂ کمان سے بھی زیادہ نزدیک ہو کر اپنے منصب کا فرمان خاص لے کر اپنے کاشانۂ عالی پر دم زدن میں واپس آئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جلوۂ حق کا پرتو دیکھ کر ایک درجہ کی معراج حاصل فرماتے ہیں اور یہ معراج ان کی شایان شان تھی اور اس جلوہ کی بھی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو جمال تو عین ذات می نگری در تبسمی

یوحنا رسول کا مکاشفہ

مجموعہ انجیل میں مفصل موجود ہے کہ آپ کو بذریعہ خواب بہت سے مناظر دکھائے گئے حتیٰ کہ تمثیلی رنگ میں واقعات قیامت بھی ان کے سامنے پیش ہوئے اس مکاشفہ کی تفصیل بائیس باب میں ختم ہوئی ہے۔ اس میں آثار قیامت جزا میں جنت سزا میں دوزخ وغیرہ کے متعلق اکثر ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جو قرآن کریم سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

انہی واقعات کے تتبع میں مجوس نے زردشت کے لئے بدھ دھرم نے بدھ کے لئے اور کس کس نے اپنے اپنے مفروضہ رشی مہاتماؤں کے لئے بہت سے واقعات اختراع کر کے اپنی مذہبی کتابوں میں لکھ ڈالے لیکن اصل اصل ہی ہے اور نقل نقل ہی ہے۔

حضرت خطیب الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب منصب نبوت پر سرفراز فرمایا گیا تو ان کا تذکرہ قرآن کریم میں اس طرح ہے:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔ یعنی اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی۔ یہ سیر ملکوت یعنی آسمان وزمین کی بادشاہی کا مشاہدہ کیا تھا حقیقتاً اگر دیکھا جائے تو یہ بھی ایک معراج تھی۔

اس تمہید سے یہ ثابت ہوا کہ سیر ملکوت انبیاء کرام علیہم السلام کو ہمیشہ کرائی گئی۔ عام اس سے کہ روحانی ہو یا جسمانی۔ ہر

www.waseemziyai.com

مگر جس طرح آفتاب کا منور کن جمال کواکب کے دعاوی حسن کو توڑ دیتا ہے اور جس طرح صباحت یوسفی مصر کے مغروران زیبائی کو شرمندہ کر دیتا ہے اسی طرح مدنی تاجدار کے ملاحت حسن کے حضور کنعانی صباحت کو سر نیاز خم کرنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی کائنات کے سلسلہ لیل ونہار کے تمام زیب و زینت والے اوقات حبیب ومحبوب کے شب وصال کے حضور سربگریباں ہیں۔

اگر چہ عہد نبوت کے حق نما وقائع اس قدر کثیر ہیں کہ مجلدات کبار بھی ان کو حاوی نہیں ہوسکتیں۔لیکن بعض اعجاز نما کوائف اپنے ساتھ کچھ ایسی دلآویزی اور تجلیاں رکھتے ہیں کہ وہ حیطۂ تحریر میں آنے سے قبل ہی اپنی حقانیت وصداقت کے سکے صفحات قلوب پر جما دیتے ہیں انہی میں سے یہ واقعہ عظیمہ جلیلہ شریفہ ہے جو ابتداء سورہ بنی اسرائیل میں آپ کے پیش نظر ہے جس کی وجہ سے اس سورہ مبارکہ کا نام سورۂ اسرٰی بھی ہے اور سورۂ سبحان بھی اور بنی اسرائیل بھی۔

اور درحقیقت یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہے کہ مجموعہ لیل ونہار کی ورق گردانی اگر کی جائے تو ایسا مرقعہ نظر نہ آئے گا جو لیل اسرٰی کی رنگینی کا مقابلہ کر سکے۔

فلسفی تاریکیاں

جو اوہام باطلہ فاسدہ کاسدہ سے متولد ہوتی ہے حقیقت بینی سے محروم رہ کر اس واقعہ عظیمہ میں چہ میگویاں کر رہے ہیں اور قدرت قادر کے کرشمہ جو روزمرہ بے شمار نگاہوں کے سامنے آتے رہتے ہیں عقل نابینا کو حیرت جلوہ گری بنا کر ششدر کر دیا کرتے ہیں اور حکمت الٰہیہ کے دقائق غامضہ تک جب وہ عقل کج خرام نہیں پہنچ سکتی تو انکار بھی کر بیٹھے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حقیقت قدرت قادر تک یہ عقل کا ٹٹو پہنچ ہی کہاں سکتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور جب یہ عقل تیرہ اس حد تک پہنچنے کے قابل ہی نہیں تو یہ قصور عقل کا ہے نہ کہ اس کمال قدرت کا۔

نصف النہار میں ضعف بصارت یا شپرہ چشمی اگر دور کی اشیاء یا نقش ونگار کے دقیقہ کا مطالعہ ومشاہدہ نہ کرنے دے تو وہ اشیاء ونقوش باطل اور معدوم نہیں ہوسکتے۔

اس عقل اور اس آنکھ کو علاج کی ضرورت ہے تا کہ وہ حقائق کا ادراک کر سکے اسے ایمانی عینک کی ضرورت ہے تا کہ وہ کمال قدرت کا معائنہ کر سکے۔

غرضیکہ اوہام باطلہ کے اعتراضات خود باطل ہیں اور خیال باطل کی بناء پر کسی شے کو باطل کہہ دینا باطل ہی ہوگا۔

جنہیں فیاض حقیقی نے اپنے مبدأ فیض سے ایمانی انوار عطا کئے وہ دیکھتے ہی تصدیق کرتے بلکہ سنتے ہی ایمان لے آتے ہیں۔

ابتداء مضمون میں ہم نے چند نظائر پیش کئے تھے کہ حسب درجہ ومنصب موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کو بھی ایک قسم کی روحانی معراج ہوئی۔

لیکن چونکہ حضور سید یوم النشور سرور عالم رحمت مجسم سرور انبیاء محبوب خدا باعث وجود آدم موجب تخلیق عالم صلی اللہ علیہ وسلم منصب میں سب سے بالا ہیں نبوت میں سب سے اعلیٰ ہیں اس لئے آپ کو اس قادر سبحان نے اس خطیرۂ قدس اور بارگاہ

www.waseemziyai.com

لامکان میں معہ جسم وروح بلایا اور وہ درجہ عطا فرمایا جہاں کسی بھی فرزند آدم کی رسائی نہیں ہوئی نہ قیامت تک ہو۔ حتیٰ کہ ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی وسعت نگاہ اور حد نظر سے وراء الوراء ہے۔

بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی۔

اب یہاں مسئلہ معراج پر ایک تقریر پیش کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے جسے پڑھ کر الجھے خیال اوندے اطوار اندھی عقلیں بینا ہو سکیں اور الجھنے والے سلجھ سکیں۔

''مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک''۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْمَسْجِدُ الْمَشْهُوْرُ بَيْنَ الْخَاصِ وَالْعَامِ بِعَيْنِهٖ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ ذَاكَ فِي الْحَجَرِ مِنْهُ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مسجد سے مراد وہی مسجد مشہور ہے جسے عوام وخواص مسجد حرام کہتے ہیں یہاں سے یہ معراج شروع ہوتی ہے اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے پاس تھے۔

فَقَدْ اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَالتِّرْمَذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا فِي الْحَجَرِ۔ مالک بن صعصعہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم حجر میں تھے۔

ایک روایت ہے کہ فِي الْحَطِيْمِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ فَغَسَلَهٗ ثُمَّ اُعِيْدَ ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَ فَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ الْحَدِيْثَ۔

دوسری روایت ہے کہ حضور حطیم میں سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھے کہ کوئی آنے والا آیا اس نے سینہ شق کر کے دل نکالا اور اسے غسل دیا پھر اسی جگہ رکھ دیا پھر ایک چار پایہ خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا لایا گیا سفید رنگ کا جسے براق کہا گیا پھر ہمیں اس پر سوار کیا۔ الیٰ آخر الحدیث۔

بعض روایات میں ہے: اَنَّهٗ جَاءَ جِبْرِيْلُ وَ مِيْكَائِيْلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ هُوَ مُضْطَجِعٌ فِي الْحَجَرِ بَيْنَ عَمِّهٖ حَمْزَةَ وَ ابْنِ عَمِّهٖ جَعْفَرَ فَاحْتَمَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ جَاءُوْا بِهٖ اِلٰى زَمْزَمَ فَاَلْقَوْهُ اِلٰى ظَهْرِهٖ وَ شَقَّ جِبْرَئِيْلُ صَدْرَهٗ مِنْ ثِغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى اَسْفَلِ بَطْنِهٖ بِغَيْرِ اٰلَةٍ وَلَا سَيْلَانِ دَمٍ وَلَا وُجُوْدِ اَلَمٍ ثُمَّ قَالَ لِمِيْكَائِيْلَ ائْتِنِيْ بِطَسْتٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَاَتَاهُ بِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبَهُ الشَّرِيْفَ وَ غَسَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَعَادَهٗ اِلٰى مَكَانِهٖ وَ مَلَاهُ اِيْمَانًا وَ حِكْمَةً وَ خَتَمَ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ بِهٖ اِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَاِذَا بِالْبُرَاقِ مُسْرَجًا مُلْجَمًا فَرَكِبَهٗ – اَلْخَبَرَ۔

جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے درمیان مقام حجر میں آرام گزین تھے تو ملائکہ علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے اٹھایا اور زمزم پر لا کر پشت کے بل لٹایا اور جبریل نے سینہ مبارک ایسے شق فرمایا کہ نہ کوئی آلہ تھا اور نہ خون بہا اور نہ

www.waseemziyai.com

کوئی تکلیف ہوئی۔ پھر میکائیل کو فرمایا طشت میں زمزم کا پانی لاؤ وہ لائے پھر قلب مبارک نکالا اور اسے تین بار غسل دیا پھر اسے اس کی جگہ رکھ کر ایمان وحکمت سے مملو کر کے مہر کی پھر مسجد حرام کے دروازہ پر لائے۔ تو وہاں براق زین لگام کسا ہوا کھڑا تھا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کیا۔ آخر حدیث تک

اور ہر دو روایات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ حجر ہو یا حطیم دونوں سے مراد حرم ہے اور وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَارِ فَاخِتَةَ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تھے۔

اس واقعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وَاَخْبَرَ بِهٖ قُرَيْشًا فَمِنْ مُصْفِقٍ وَ وَاضِعٍ يَدَهٗ عَلٰى رَاْسِهٖ تَعَجُّبًا وَ اِنْكَارًا وَ اَرْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ اٰمَنَ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ سَعٰى رِجَالٌ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اِنْ كَانَ ذَالِكَ لَقَدْ صَدَقَ قَالُوْا اَتُصَدِّقُهٗ عَلٰى ذَالِكَ قَالَ اِنِّيْ اُصَدِّقُهٗ عَلٰى اَبْعَدَ مِنْ ذَالِكَ اُصَدِّقُهٗ بِخَبَرِ السَّمَاءِ غُدْوَةً اَوْرُوْحَةً فَسُمِّيَ الصِّدِّيْقُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی خبر دی تو وہ تالیاں بجانے لگے اور بعض سر پر ہاتھ رکھ کر تعجب کرنے لگے اور انکار کر گئے اور اکثر مرتد ہو گئے اور بعض اس واقعہ کے بعد ایمان لائے اور مشرکین دوڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے فرمایا اگر ایسا ہوا ہے تو یقیناً سچ ہے۔

مشرکین بولے آپ اس پر تصدیق کر رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس تصدیق پر متعجب ہو میں نے اس سے ابعد امور کی تصدیق کی ہے یعنی صبح وشام جو آسمانی خبریں آتی ہیں میرا ایمان ان پر بھی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ صدیق کے نام سے موسوم ہو گئے۔

اس کے بعد قوم میں وہ لوگ بھی تھے جو بیت المقدس دیکھ چکے تھے فَاسْتَفْتُوْهُ اِيَّاهُ تو انہوں نے وہاں کی تعریف و کیفیت معلوم کرنی چاہی فَجَلِيَ لَهٗ فَطَفِقَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَيَنْعَتُهٗ لَهُمْ۔ اللہ نے آپ کے سامنے وہ متجلی فرما دیا تو آپ اس کی طرف نظر ڈال کر اس کے حالات فرمانے لگے یعنی انہوں نے درمعلوم کئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گن کر بتا دیئے ستون پوچھے سب فرما دیئے۔

اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اب دیکھ دیکھ کر فرمانے لگے اور اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی شے کا دیکھنا دو حال سے خالی نہیں ہوتا ایک دیکھنا سرسری طور پر ہوتا ہے وہ یقیناً دیکھنا ہوتا ہے لیکن اس کی تفصیل سرسری نظر سے دیکھ کر نہیں بتائی جا سکتی۔

مثلاً شالامار باغ

لاہور کا کون سا ایسا رہنے والا ہے جس نے نہ دیکھا ہو لیکن عام دیکھنے والے سوال پر یہ جواب نہیں دے سکیں گے کہ اس میں فوارے کتنے ہیں اس کی وہ نہر جو دروازے سے بارہ دری تک ہے اس میں کتنے فوارے ہیں اور دوسرے طبقہ کے حوض میں کتنے تو اس کا جواب نہ دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو جواب نہ دے سکا اس نے شالامار دیکھا ہی نہیں۔

ایک دیکھنا تفصیلی ہوتا ہے

وہ لازمی طور پر یہ بتا سکے گا کہ اس میں کیا کیا ہے اور کس مقدار و تعداد میں ہے حتیٰ کہ انجینئر زاور اوورسیر تو اس کی اینٹیں

www.waseemziyai.com

بھی بتا سکیں گے کہ ایک دیوار میں اتنی اینٹ اور اتنا مصالحہ لگا ہے۔

تو مشرکین اپنی حاسدانہ نظر سے وہ سوال کر رہے تھے جو سرسری دیکھنے کے بعد بتانا ممکن نہ تھا اور اس پر ان کی نیت تردید کرنے کی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب کے سامنے تمام بیت المقدس ہی متجلی فرما دیا تا کہ منکرین کو کوئی رخنہ انکار کے لئے نہ ملے۔ آخر تفصیلی جواب سن کر مشرکین کو کہنا پڑا۔

اَمَّا النَّعْتُ فَقَدْ اَصَابَ۔ نقشہ بیان کرنے میں تو آپ صائب ہیں۔ لیکن

اَخْبِرْنَا عَنْ عِیْرِنَا فَهِیَ اَهَمُّ اِلَیْنَا هَلْ لَقِیْتَ مِنْهَا شَیْئًا۔ ہمارا قافلہ بھی بیت المقدس کو جا رہا ہے اس کی خبر دیجئے۔ آپ کو ملا یا نہیں۔ حضور نے فرمایا۔

نَعَمْ مَرَرْتُ بِعِیْرَ بَنِیْ فُلَانٍ وَ هِیَ بِالرَّوْحَاءِ وَ قَدْ اَضَلُّوا الْبَعِیْرَ لَهُمْ وَ هُمْ فِیْ طَلَبِهٖ وَ فِیْ رِحَالِهِمْ قَدَحٌ مِنْ مَاءٍ فَعَطَشْتُ فَاَخَذْتُهٗ وَ شَرِبْتُهٗ وَوَضَعْتُهٗ کَمَا کَانَ فَاسْئَلُوْا هَلْ وَجَدُوا الْمَاءَ فِی الْقَدَحِ حِیْنَ رَجَعُوْا قَالُوْا هٰذِهٖ اٰیَةٌ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہم بنی فلان کے قافلہ سے گزرے وہ روحاء میں تھا ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اس کی تلاش میں تھے ان کے کجاوہ میں ایک پیالہ پانی تھا مجھے پیاس تھی میں نے اس پیالہ سے پانی پیا اور اسے وہیں رکھ دیا جہاں رکھا تھا تم اس قافلہ سے پوچھو کہ جب وہ لوٹ کر آئے کہ انہوں نے پیالہ میں پانی پایا یا نہیں۔ مشرکین یہ سن کر بولے البتہ یہ ایک نشانی ہے ہم تحقیق کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک قافلہ نہیں بلکہ مَرَرْتُ بِعِیْرَ بَنِیْ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ رَاکِبَانِ قُعُوْدًا فَنَفَرَ بَعِیْرٌ لَهُمَا مِنِّیْ فَانْکَسَرَ فَاسْاَلُوْهُمَا عَنْ ذَالِکَ قَالُوْا هٰذِهٖ اٰیَةٌ اُخْرٰی۔

ہم بنی فلان اور فلان کے قافلے سے گزرے وہ اونٹوں پر سوار تھے کہ ایک اونٹ ان کا ہماری سواری سے بدکا اور قافلہ سے ٹوٹ گیا یہ بھی ان لوگوں سے پوچھو۔ مشرکین بولے یہ دوسری نشانی ہے۔

ثُمَّ سَاَلُوْهُ عَنِ الْعِدَةِ وَالْاَحْمَالِ وَالْهَیْئَاتِ فَمُثِّلَتْ لَهُ الْعِیْرُ فَاَخْبَرَهُمْ عَنْ کُلِّ ذَالِکَ۔ پھر مشرکین نے کہا پہلے قافلہ میں کتنے آدمی تھے اور کتنے سامان کے اونٹ تھے اور ان کی ہیئتیں کیا تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی کیفیت کا نقشہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا دیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعداد اور سامان کے اونٹ اور ان کی کیفیت سب مفصل بتا دی۔

پھر اس واقعہ کی تاریخ اور دن میں بھی مختلف اقوال ہیں۔

ذَکَرَ النَّوَوِیُّ فِیْ رَوْضَةِ الْاَخْبَارِ اَنَّهٗ کَانَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ بِعَشْرِ سِنِیْنَ وَثَلَاثَةِ اَشْهُرٍ۔ یہ واقعہ اعلان نبوت کے دس سال تین ماہ بعد ہوا۔

وَ فِی الْفَتَاوٰی اَنَّهٗ کَانَ سَنَةَ خَمْسٍ اَوْ سِتٍّ مِنَ النُّبُوَّةِ۔ یہ واقعہ اعلان نبوت سے پانچ چھ سال کے بعد ہوا۔

وَ نَقَلَ عَنْهُ الْفَاضِلُ الْمُلَّا اَمِیْنُ الْعُمَرِیُّ فِیْ شَرْحِ الشِّفَا اَلْجَزْمُ بِاَنَّهٗ کَانَ فِی السَّنَةِ الثَّانِیَةِ عَشَرَةَ مِنَ الْبَعْثِ۔ پختہ تحقیق ملا امین کی یہ ہے کہ معراج بعثت کے بارہویں سال ہوئی۔

www.waseemziyai.com

ایک قول یہ ہے کہ حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے تین سال قبل انتقال فرمایا اور یہ واقعہ ایک سال پانچ ماہ قبل ہجرت ہوا یا ایک سال تین ماہ قبل ہجرت۔

اور محی السنۃ وغیرہ رحمہم اللہ نے شہور وایام کے اختلافات اس طرح بیان کئے۔

فَقَالَ النَّوَوِیُ فِیْ فَتَاوٰی کَانَ فِیْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ۔امام نووی نے اس واقعہ کو ماہ ربیع الاول میں بتایا ہے۔

وَ قَالَ فِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ تَبْعًا لِلْقَاضِیْ عَیَاضٍ فَاِنَّهٗ شَهْرُ رَبِیْعِ الْاٰخِرِ۔یہ واقعہ ربیع الآخر میں ہوا۔

وَجَزَمَ فِی الرَّوْضَةِ بِاَنَّهٗ رَجَبُ۔اور صاحب روضہ رحمہ اللہ نے قطعی فیصلہ رجب کے متعلق دیا۔

وَ قِیْلَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ایک قول ہے کہ رمضان المبارک میں معراج ہوئی۔

وَ قِیْلَ فِیْ شَوَّالٍ۔ایک قول ہے کہ شوال میں ہوئی۔

ایک قول ہے کہ جو بھی مہینہ ہو وہ ہو وہ ستائیسویں شب تھی اور ہفتہ کی رات تھی۔

ایک قول بروایت واقدی رحمہ اللہ بھی اسی طرح ہے۔

ایک قول ہے: کَانَتْ لَیْلَةُ الْجُمُعَةِ لِمَکَانِ فَضْلِهَا وَ فَضْلِ الْاِسْرَاءِ۔وہ جمعہ کی رات تھی۔

وَ وَرَدَبِاَنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ صَلّٰی بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ یَوْمٍ بَعْدَ الْاِسْرَاءِ الظُّهْرِ وَ لَوْ کَانَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ لَمْ یَکُنْ فَرْضُ الظُّهْرِ۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعد معراج پہلے دن ظہر ادا فرمائی اور اگر جمعہ ہوتا تو ظہر فرض ادا نہ ہوتی۔

اور محمد بن عمر السفیر ی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور علامہ عمری رحمہ اللہ نے شرح ذات الشفاء میں بھی فرمایا: اِنَّ الْجُمُعَةَ وَالْجَنَازَةَ وَجَبَتَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ۔جمعہ اور جنازہ تو واجب ہوئی ہیں پنجوقتہ نمازوں کی فرضیت کے بعد۔

وَ فِیْ شَرْحِ الْمِنْهَاجِ لِلْعَلَّامَةِ ابْنِ حَجَرٍ اَنَّ صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ فُرِضَتْ بِمَکَّةَ وَلَمْ تُقَمْ بِهَا لِفَقْدِ الْعَدَدِ اَوْلِاَنَّ شِعَارَهَا الْاَظْهَارُ وَکَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهَا مُسْتَخْفِیًا وَ اَوَّلُ مَنْ اَقَامَهَا بِالْمَدِیْنَةِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ اَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ بِقَرْیَةٍ عَلٰی مِیْلٍ مِنَ الْمَدِیْنَةِ۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ شرح منہاج میں فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ مکہ میں فرض ہوئی مگر وہ بوجہ فقدان عدد مصلین قائم نہ ہو سکی یا یہ کہ جمعہ کے لئے اس کا اظہار شعار میں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخفی طور پر ادا فرماتے تھے۔

اور سب سے پہلے جس نے یہ جمعہ قائم کیا وہ مدینہ منورہ میں قبل ہجرت اسعد بن رزارہ نے ایک میل مدینہ سے دور قائم کیا۔

وَنَقَلَ الدَّمِیْرِیُ عَنِ ابْنِ الْاَثِیْرِ اَنَّهٗ قَالَ الصَّحِیْحُ عِنْدِیْ اِنَّهَا کَانَتْ لَیْلَةَ الْاِثْنَیْنِ۔علامہ دمیری ابن اثیر رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ معراج شریف پیر کے روز ہوئی۔

وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْمُنِیْرِ۔ابن منیر رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا۔

وَ فِی الْبَحْرِ قِیْلَ اِنَّ الْاِسْرَاءَ کَانَ فِیْ سَبْعِ عِشْرِیْنَ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ۔معراج ستائیس ربیع الاول کو ہوئی۔

وَالرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ اِحْدٰی وَ خَمْسِیْنَ سَنَةً وَ تِسْعَةُ اَشْهُرٍ وَ ثَمَانِیَةٍ وَ عِشْرِیْنَ

www.waseemziyai.com

یَوْمًا۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اکاون سال نو ماہ ۲۸ یوم تھی۔

ایک روایت یہ بھی ہے اِنَّهَا لَيْلَةُ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاٰخِرِ۔ وہ ستائیسویں شب ربیع الآخر تھی۔

یہ نو اقوال اختلافی ہیں لیکن نفس معراج کا ان میں کوئی منکر نہیں۔

اور پھر ربیع الاول، ربیع الآخر، شوال، رمضان کی اگر چہ روایات ہیں لیکن ان میں صاحب روضہ رحمہ اللہ کی روایت میں جو جزمی حتمی فیصلہ ہے وہ رجب ہی کا ہے۔

اس کی تائید ابن قتیبہ، دینوری اور علامہ ابن عبدالبر رحمہم اللہ وغیرہ بھی کر رہے ہیں اور متاخرین میں امام رافعی امام نووی رحمہ اللہ بھی اسی کو بہ نظر یقین دیکھ رہے ہیں۔

علامہ عبدالغنی محدث مقدسی رحمہ اللہ بھی رجب کے مؤید ہیں بلکہ ستائیس تاریخ کی بھی تصریح فرماتے ہیں۔ پھر علامہ زرقانی رحمہ اللہ بھی اسی ۲۷ رجب کے مؤید ہیں۔

تو خلاصۂ بحث یہ ہوا کہ قدیم روایات کا بڑا حصہ اس معراج کو ہجرت سے پہلے تسلیم کر رہا ہے اور رجب کی ستائیس تاریخ ہی قابل ترجیح ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ معراج نومی تھی یا یقظی؟ اس میں بھی اختلافی قول ہیں:

حَيْثُ قَالَ وَاخْتَلَفَ اَيْضًا اَنَّهٗ فِي الْيَقْظَةِ اَوْ فِي الْمَنَامِ فَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ فِي الْمَنَامِ۔ ایک قول حسن رحمہ اللہ سے ہے کہ یہ نومی تھی۔

اور حضرت صدیقہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ کا جو قول ہے وَاللّٰهِ مَا فَقَدَ جَسَدُ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ عُرِجَ بِرُوْحِهٖ وَ عَنْ مُعَاوِيَةَ مِثْلَهٗ۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا میں نے جسد اطہر سید عالم کو اپنے سے گم نہ کیا مگر آپ کو روحانی طور پر لے جایا گیا اور حضرت امیر معاویہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَلَعَلَّهٗ لَمْ يَصِحَّ عَنْهُمَا كَمَا فِي الْبَحْرِ۔ غالباً یہ روایت قطعاً صحیح نہیں ہے اس لئے کہ كَانَتْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِذْ ذَاكَ صَغِيْرَةً وَلَمْ تَكُنْ زَوْجَتُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ كَافِرًا يَوْمَئِذٍ۔ حضرت ام المؤمنین اس وقت اتنی صغیر السن تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں نہیں آئی تھیں اور امیر معاویہ اس دن تک مسلمان ہی نہیں ہوئے تھے وہ بحالت کفر تھے۔

پھر عمدۃ الصحائف نے مشکوۃ جلد ثانی باب الولی فصل اول سے نقل کیا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَ هِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَ زُفَّتْ اِلَيْهِ وَ هِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عقد سات سالہ عمر میں فرمایا اور آپ کی رخصت نو سال کی عمر میں ہوئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کا عقد معراج سے دو سال قبل شوال کے مہینہ میں ہوا اور مکہ معظمہ میں ہی آپ جلوہ آرا تھے کہ صدیقہ رخصت ہو کر تشریف لائیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب دو سال بعد آپ رخصت ہو کر آئیں وہ ماہ

www.waseemziyai.com

شوال تھا تو دو سال بعد ماہ شوال ہی میں تشریف لائیں تو اس سے واضح ہوا کہ معراج کے چار ماہ بعد آپ تشریف لائیں۔

پھر قرینہ بھی اس پر صاف ہے کہ اگر حضرت ام المؤمنین تشریف لائے ہوئے ہوتیں تو حضور حجر یا حطیم میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان پر استراحت پذیر کیوں ہوتے۔ بہر حال سیدہ ام المؤمنین کے یہاں سے ہی معراج ہوئی ہوتی۔

اور اگر مان بھی لیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر آ چکی تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ معراج حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے یہاں سے کیوں ہوئی اور اگر یہ بھی مان لیں کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں ہی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو اب مشکل یہ واقع ہوتی ہے کہ آیت کا مفصلہ بیان قرآن فوت ہوتا ہے وہاں وہ اسریٰ جو مسجد حرام سے بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ تک ہوا وہ یقیناً جسم مع الروح سے تھا۔

اس لئے کہ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ فرمایا گیا ہے اور عبد کا اطلاق جسم مع الروح پر ہوتا ہے۔ حَیْثُ قَالَ الْآلُوْسِیْ وَاَیْضًا اَلْعَبْدُ ظَاهِرٌ فِی الرُّوْحِ وَالْبَدَنِ۔ اس میں عبد ظاہر ہے کہ اس کا اطلاق روح اور بدن پر ہوتا ہے نہ کہ فقط روح پر۔

پھر جمہور کا فیصلہ آلوسی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں: وَ ذَهَبَ الْجَمْهُوْرُ اِلٰی اَنَّهٗ فِی الْیَقْظَةِ بِبَدَنِهٖ وَ رُوْحِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالرُّؤْیَا تَكُوْنُ بِمَعْنَی الرُّؤْیَةِ فِی الْیَقْظَةِ وَقَالَ الْوَاحِدِیُّ اَنَّهَا رُؤْیَةُ الْیَقْظَةِ لَیْلًا۔

اور جمہور اس طرف گئے ہیں کہ یہ جاگتے ہوئے معراج ہوئی بدن اور روح صلی اللہ علیہ وسلم کو اور رؤیا کا اطلاق ہی رویت فی الیقظہ یعنی جاگتے ہوئے دیکھنے پر ہی مستعمل ہوتا ہے۔ اور واحدی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ معراج رات کے کچھ حصہ میں جاگتے ہوئے ہوئی۔

پھر ایک نہایت واضح اور مدلل بحث نقل فرماتے ہیں: اَنَّهٗ قَالَ وَاحْتَجَّ الْجَمْهُوْرُ لِذَالِكَ بِاَنَّهٗ لَوْ كَانَ مَنَامًا مَا تَعَجَّبَ مِنْهُ قُرَیْشٌ وَلَا اسْتَحَالُوْهُ لِاَنَّ النَّائِمَ قَدْیَرٰی نَفْسَهٗ فِی السَّمَاءِ وَ یَذْهَبُ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ وَلَا یَسْتَبْعِدُهٗ اَحَدٌ۔

جمہور اس امر کو بھی حجت لاتے ہیں کہ اگر یہ معراج منام و خواب ہی میں ہوئی تھی تو قریش نے کیوں تعجب کیا اس لئے کہ خواب کے مشاہدات کو وہ محال نہیں جانتے تھے اس لئے کہ سوتے ہوئے انسان اپنے کو آسمانوں میں دیکھتا ہے اور مشرق سے مغرب تک پہنچا ہوا پاتا ہے اور اسے کسی نے مستبعد نہیں کہا۔

پھر یہ بھی صورت تطبیق پیش کرتے ہیں کہ

وَ تَصْحِیْحُ الْحَدِیْثَیْنِ فِیْ ذَالِكَ بِاَنَّ الْاِسْرَاءَ كَانَ مَرَّتَیْنِ اِحْدَاهُمَا فِیْ نَوْمِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ فَاُسْرِیَ بِرُوْحِهٖ تَوَطُّئَةً وَتَیْسِیْرًا لِمَا یَضْعُفُ عَنْهُ قُوَی الْبَشَرِ ثُمَّ اُسْرِیَ بِرُوْحِهٖ وَ بَدَنِهٖ بَعْدَ النُّبُوَّةِ قَالَ فِی الْكَشْفِ وَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ وَ بِهٖ یَحْصُلُ الْجَمْعُ بَیْنَ الْاَخْبَارِ۔

دونوں حدیثوں کی تطبیق و تصحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسراء دو بار ہوا ایک بار خواب میں قبل اعلان نبوت تو آپ کو سوتے میں سیر کرائی گئی تا کہ آپ کو باقتضاء قویٰ بشری آسان ہو جائے پھر دوسری بار روح و بدن کے ساتھ آپ کو سیر کرائی گئی بعد اعلان نبوت کے۔ کشف میں فرماتے ہیں یہی کشف حق ہے اور اس سے جمع بین الاخبار حاصل ہو جاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اور باب الاشارات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے علامہ آلوسی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔

وَنَقَلَ الشَّيْخُ قُدِّسَ سِرُّهُ اَنَّ الْاِسْرَاءَ وَقَعَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ مَرَّةً۔ اسراء روحانی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس بار ہوئی۔

وَفِيْ كَلَامِ الشَّيْخِ عَبْدِالْوَهَّابِ الشُّعْرَانِيْ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَسْرَاءَ اتَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ اَرْبَعًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَاحِدٌ بِجِسْمِهٖ وَالْبَاقِيْ بِرُوْحِهٖ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسراء تو چونتیس بار ہوا ایک بجسد وروح اور باقی روحانی۔

اور خصائص صغریٰ میں ہے:

وَخَصَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالْاِسْرَاءِ وَمَا تَضَمَّنَهٗ مِنْ خِرَقِ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَالْعُلُوِّ اِلٰى قَابَ قَوْسَيْنِ وَ وَطْئِهٖ مَكَانًا مَا وَطِئَهٗ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَ اَنَّ قَطْعَ الْمُسَافَةِ الطَّوِيْلَةِ فِي الزَّمَنِ الْقَصِيْرِ مِمَّا يَكُوْنُ كَرَامَةً لِلْوَلِيِّ لِتَحِيَّةِ ذَالِكَ بِطَيِّ الْمُسَافَةِ وَهُوَ مِنْ اَعْظَمِ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا کی گئی۔ اس اسراء میں خرق سماوات سبع اور علو الی قاب قوسین عطا ہوا اور ان مقامات خاص پر آپ کے قدم نوری پہنچے جہاں نبی مرسل اور ملک مقرب کو رسائی نہ ہو اور مسافت طویلہ تھوڑے سے وقت میں طے فرمانا یہ کرامت ولایت ہے اور اسے طی مسافت کہتے ہیں اور خارق عادات امور کا بڑا مقام ہے۔

مزید براں صاحب تمہید علامہ ابوشکور سالم محمد بن عبدالسعید بن شعیب کبشی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی نہایت ہی نفیس توجیہ فرمائی۔ حیث قال

اَلْجَوَابُ عَنْ هٰذَا اَنْ يَقُوْلَ اِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا فَقَدَ جَسَدُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ يَعْنِيْ مَا فَقَدَ جِسْمُهٗ عَنِ الرُّوْحِ بَلْ كَانَ مَعَ رُوْحِهٖ وَالْمِعْرَاجُ مَا كَانَ لِلرُّوْحِ بَلْ كَانَ لَهُمَا وَاَمَّا خَبَرُ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَتْ رُؤْيَا صَالِحَةً اَرَادَ لَهُمَا الْيَقْظَةَ وَكَانَ قَدْ رَاٰى بِعَيْنِهٖ بِدَلِيْلِ اَنَّ الرُّؤْيَا مَصْدَرٌ لِاَنَّهٗ يُقَالُ رَاٰى رُؤْيًا فَكَانَ هٰذَا رُؤْيَا بِالْعَيْنِ۔

وَلِاَنَّهٗ لَوْ كَانَ فِي الْمَنَامِ لَمْ يُنْكِرْهَا اَحَدٌ لِاَنَّ كُلَّ جُحُوْدٍ وَ كَافِرٍ وَ عَاصٍ يَرَى الرُّؤْيَا فِي الْمَنَامِ فَلَمْ يَظْهَرْ تَخْصِيْصُ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضِيْلَةً وَ مَعْنًى فَدَلَّ اَنَّ هٰذَا كَانَ فِي الْيَقْظَةِ وَ كَذَالِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اَرَادَ بِهِ الرُّؤْيَا بِالْعَيْنِ فِي الْيَقْظَةِ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ يَعْنِيْ اَبَاجَهْلٍ وَ مَنْ تَابَعَهٗ لِاَنَّهٗ اَنْكَرَ حَيْثُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ فِي النَّارِ قَالَ كَيْفَ تَبْقَى الشَّجَرَةُ وَكَثِيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَرْتَدُّوْا بِسَبَبِ الْمِعْرَاجِ وَ اَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهٗ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

اس قول کا جواب صاف یہ ہے کہ جو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں مفقود ہوا جسد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج میں یعنی آپ کا جسم مبارک روح سے مفقود نہیں ہوا بلکہ جسد روح کے ساتھ تھا اور وہ معراج روح نہ تھی بلکہ جسد وروح سے تھی۔

www.waseemziyai.com

اور معاویہ والی حدیث جس میں انہوں نے کہا وہ رویا صالحہ تھا اس سے ان کا مقصد جاگتے ہوئے مشاہدہ فرمانے کا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ حضور نے بہ چشم ہائے سر تمام مشاہدہ فرمایا۔

اس پر یہ دلیل واضح ہے کہ رویا مصدر ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں رای رویا۔ تو یہ رویا بالعین ہوتا ہے۔

اور اگر یہ رویا سوتے میں ہوا ہوتا تو ہرگز کوئی انکار ہی نہ کرتا اس لئے کہ جہود، کافر، عاصی نہ معلوم کیا کیا خواب میں دیکھتے ہیں (اور اس زمانہ میں تو معبرین دکانیں لگا کر تعبیر خواب دینے کو بیٹھے ہوتے تھے اور عجیب عجیب خواب جو بالکل خلاف عقل ہوتے تھے سنتے اور تعبیر دیتے تھے پھر اگر یہ معراج خواب اور منام میں ہی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی مخالفت کے کیا معنی ہوتے)

دوسرے اس بیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی کچھ تخصیص بھی ظاہر نہ ہوتی اور نہ اس میں فضیلت معراج ہی کچھ نظر آتی نہ اس مخالفت کے کوئی معنی حاصل ہوتے۔

تو یہ ثابت ہوا یہ رویا جاگتے ہوئے ہوا تھا اور اسی لئے قرآن پاک میں ارشاد ہوا: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اس میں مقصد ارشاد ہی یہ ہے کہ رویا بالعین تھا اور جاگتے ہوئے مشاہدہ کرایا گیا تھا کہ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ امتحان ہو جائے لوگوں کا یعنی ابوجہل اور اس کے متبعین کا اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھوہر کا درخت جہنم میں ہے۔

ابوجہل کہنے لگا تھوہر کا درخت جہنم میں کیسے رہا اور بہت سے کمزور ایمان والے مرتد ہو گئے محض واقعہ معراج کو سن کر۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ضرور جاگتے ہوئی تھی اور روح مع الجسم تھی اس کی سب سے پہلے جس نے تصدیق کی وہ حضرت صدیق اکبر تھے۔ رضی اللہ عنہ

اب یہ سوال بصورت اعتراض قدرتاً پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار تو فرمایا کہ ہم ام ہانی کے مکان میں تھے دوسرے بیان میں فرمایا ہم حجر میں تھے تیسرے موقع پر فرمایا ہم حطیم میں تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔

اور قرآن کریم فرماتا ہے مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

تو یہ مختلف مقامات کے ساتھ ارشاد اصل واقعہ کو مشکوک کر دیتا ہے اور مشکوک روایات حجت نہیں ہو سکتیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بوجہ قرب وملاصقت ومجاورت کے یا اتحاد مکان وشہرت کے ایک ہی شے کو مختلف ناموں سے تعبیر کرنے کے باوجود ایک ہی شے مراد ہوتی ہے۔

مثلاً کوئی کہے

مرکزی جمعیۃ العلماء میں گیا تھا۔ دوسرا کہے دواخانہ قادری میں گیا تھا۔ تیسرا کہے حکیم صاحب قادری کے پاس گیا تھا۔ چوتھا کہے ابوالحسنات سے مل کر آیا ہوں۔ پانچواں کہے صدر جمعیت سے ملا تھا چھٹا کہے مفتی صاحب کے پاس اکبری منڈی گیا تھا۔ ساتواں کہے خطیب مسجد وزیر خان سے ملا تھا۔ آٹھواں کہے صدر مجلس عمل سے باغبانپورہ میں مل کر آیا ہوں۔ تو یہ آٹھوں بیان ایک ہی سے ملنے کے معنی دیں گے اس میں اختلاف عنوان سے اصل کا رد نہیں ہوگا۔

اسی طرح چونکہ حجر، حطیم، بیت ام ہانی رضی اللہ عنہا، بیت فاختہ، مسجد حرام سب حرم میں ہیں یا ملحق ومجاور۔ اس لئے حضور

www.waseemziyai.com

ﷺ نے حجر فرمایا ہو یا مسجد حرام۔ حطیم بتایا ہو یا بیت ام ہانی رضی اللہ عنہا سب چونکہ ایک ہی مقام پر ہیں لہٰذا روایت کو اس سے ضعف نہیں پہنچتا۔

چنانچہ منجد اور منتہی الارب میں صاف موجود ہے ''حطیم دیوار خانہ کعبہ جانب مغرب کہ درانجا ناؤدان کعبہ است و در زمان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام داخل کعبہ بود و حجر دیوار کعبہ گرداگرد جناب شمال اندرون حطیم''۔

صاحب تفسیر حقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں حضرت ام ہانی کا مکان حرم میں تھا اور تحقیق یہ ہے کہ آپ ام ہانی کے مکان میں استراحت پذیر تھے کہ حضرت جبریل نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا۔

اور منجد میں ہے: حَطِیْمٌ جِدَارُ حَجَرَ الْکَعْبَةِ وَ قِیْلَ مَا بَیْنَ الرُّکْنِ وَ زَمْزَمَ وَالْمَقَامِ۔ تو ثابت ہوا کہ حجر، حطیم، بیت ام ہانی رضی اللہ عنہا مسجد حرام ان سب سے مقصود حرم ہی ہے۔ جہاں سے معراج ہوئی تو تعداد اسم مکانی بوجہ اتحاد حقیقی ایک ہی پر اطلاق ہے تو اعتراض معترض حجت نہیں۔

اب معراج کے متعلق عقیدہ اہل سنت کیا ہے۔ یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے۔

علامہ ابوشکور سالمی رحمہ اللہ اپنی تمہید شریف میں معراج کے متعلق اعتقاد کی یوں تصریح فرماتے ہیں:

ثُمَّ الْکَلَامُ فِی الْمِعْرَاجِ فِیْ حَدِّ الشُّهْرَةِ مَنْ اَنْکَرَ یَصِیْرُ مُبْتَدِعًا فَاسِقًا وَاِنْ لَمْ یَکُنْ کَافِرًا۔

معراج کے معاملہ میں جو حد شہرت ہے اس سے جو انکار کرے گا وہ مبتدع فاسق ہو جائے گا۔ اگر چہ وہ کافر نہ ہوگا۔

وَاَجْمَعْنَا عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ الْمِعْرَاجَ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ یَصِیْرُ کَافِرًا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ جو بیت المقدس تک کی معراج کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

ثُمَّ هٰهُنَا ثَلٰثَةُ اَشْیَاءَ۔

اَلْاِسْرَاءُ وَالْمِعْرَاجُ وَالْاِعْرَاجُ۔

فَاَمَّا الْاِسْرَاءُ مِنْ مَکَّةَ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَهٰذَا مِمَّا لَایُنْکِرُهُ الْمُعْتَزِلَةُ وَمَنْ اَنْکَرَ یَصِیْرُ کَافِرًا لِاَنَّ هٰذَا ثَبَتَ بِالنَّصِّ بِدَلِیْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا۔ تفسیر خازن میں ہے۔ وَلَفْظُ الْعَبْدِ عِبَارَةٌ عَنْ مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

اسراء وہ ہے جو مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک ہوا یہ وہ ہے کہ اس سے معتزلہ بھی انکار نہیں کرتے اور جو اس سے منکر ہو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ یہ نص قطعی سے ثابت ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ۔

وَالْمِعْرَاجُ مَا کَانَ مِنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ۔

معراج زمین سے ساتویں آسمان تک ہے۔ جو اقتضاء النص سے ثابت ہے: فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔

وَالْاِعْرَاجُ – مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ اِلَی الْعَرْشِ۔

اور اعراج ساتویں آسمان سے عرش تک ہے۔ اس کے آگے جو معراج ہے اس کے لئے ارشاد ہے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی۔ اس پر سید المفسرین ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: هُوَ الرَّفْرَفُ۔ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی سے

www.waseemziyai.com

مرادرفرف ہے۔

معراج جسمانی بنظر تفلسف

فلاسفہ قدیم معراج جسمانی کے استحالہ پر یوں اڑے ہوئے ہیں کہ ان کی مادی نظریں جسم ثقیل کے صعود کو عقلاً محال دیکھ رہی ہیں۔

دوسری وجہ یہ بھی ان کے ماننے میں حائل ہے کہ خرق والتیام سما عقلاً ممنوع ہے۔

تیسرے کرۂ ناری جو مابین السماء والارض ہے اس سے عبور محال ہے۔

بنابرایں وہ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معراج بجسد وروح ہوئی تھی اور آپ معہ جسم وروح آسمانوں پر تشریف لے گئے تو کرۂ ناری کی مزاحمت سے کیسے محفوظ رہے۔

اس کے جواب میں اولاً باعتبار دلائل نقلی وعقلی ہم کچھ الزامی جواب عرض کرتے ہیں۔اس کے بعد اصول فلاسفہ کی روشنی میں جواب عرض کیا جائے گا۔

وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِی الْمَقْصُوْدِ

اول یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حضرت ابوالبشر آدم صفی اللہ علیہ السلام اسی جسم عنصری کے ساتھ یقیناً بہشت میں تھے اور حضرت حوا علیہا السلام بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ پھر جب اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا کا حکم ہوا تو جیسے جانے میں حیلولہ حائل ہونا چاہئے ویسے آنے پر بھی کرۂ ناری کی مزاحمت لازمی تھی۔ مگر آپ جنت سے سراندیپ تشریف لائے اور حضرت حوا علیہا السلام جدہ اتریں تو ان کے اترنے میں بھی خرق والتیام ہوا یا نہیں؟ اور کرۂ ناریہ حائل ہوا یا بغیر مزاحمت آپ آ گئے۔

اگر کہا جائے کہ آپ بلاخرق والتیام اترے تو ہم کہیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بلاخرق والتیام تشریف لے گئے اور اگر کہا جائے کہ اترتے ہوئے آسمان میں دروازے تھے جس سے آپ اترے تو ہمارا جواب بھی وہی ہے کہ انہیں دروازوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

رہی مزاحمت کرۂ نار جیسے ان کے ساتھ نہ ہوئی ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی نہ ہوئی۔

اور یہ عقیدہ کہ جس جنت سے آدم علیہ السلام نکلے وہ پہلے ہی ارض فلسطین میں تھی یہ صرف معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

جمہور اہل سنت اس اعتقاد کو گمراہی جانتے ہیں اور مفہوم منطوق قرآن مجید بھی اس کے خلاف ہے۔

دوسرے ہمارے عقیدہ میں حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام آسمان دوم پر یہود کی دست برد سے بچانے کے لئے پہنچائے گئے تو خرق والتیام اور کرۂ نار بہرحال آئے تو جو صورت وہاں ہوئی وہی صورت اس معراج کے موقعہ پر ہوئی ہوگی۔

رہا مرزائی عقیدہ تو اس سے مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا اس لئے کہ وہ قانون حکومت کے اعتبار سے مسلمان ہیں نہ کہ قانون اسلامی کے اعتبار سے۔

اسلام تو انہیں قطعاً یقیناً حتماً اذعاناً مرتد کہتا ہے اس لئے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے معنی میں تاویلات بعیدہ کرتے ہیں جنہیں اسلام نہیں مانتا۔ یہی حال لاہوری مرزائیوں کا ہے کہ وہ اس کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ جو دعویٰ نبوت کر چکا ہے۔

www.waseemziyai.com

اسلام تو ہر اس شخص کو مرتد کہتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرے یا دعویٰ نبوت کرنے والے کو مجدد یا بھلا مانس مانے۔

بہر حال یہ نظیر بھی ہمارے دعویٰ کی مؤید ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دوم تک پہنچے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ویسے ہی تمام طبقات سماویہ تک پہنچ کر واپس تشریف لائے۔

حضرت الیاس علیہ السلام بھی آسمانوں پر ہیں۔

حضرت اخنوخ بھی آسمان پر ہیں۔

پھر جملہ ارواح بھی بعد قبض آسمانوں سے ہو کر اپنے برزخ میں آتی ہیں۔

پھر ہماری نظریں آنکھ اٹھاتے ہی فلک الافلاک سے ٹکرا کر واپس آتی ہیں اور ان سے کوئی شے مزاحم نہیں ہوتی۔

سورج چوتھے آسمان سے نور بیزی کرتا ہے اور اس کے انوار معہ قرص خورشید ہمارے مشاہدے میں آتے ہیں یہ کیسے؟

با آنکہ ہیئت والے آفتاب کو زمین سے ۱۶۷ گنا بتاتے ہیں بلکہ چوتھا اور آٹھواں حصہ کہتے ہیں جیسا کہ التصریح میں ہے۔

اور بحساب تذکرہ ۱۶۶ مثل اور بقول بعض ۱۶۵ مثل ہے۔

اور غیاث الدین جمشید کاشی تو ۳۲۶ مثل کہہ رہا ہے۔

تو عقلی گھوڑے دوڑانے والے تو جو کہیں وہ سب صحیح اور جو مشاہدہ فرما کر تاج نبوت سے آراستہ ہو کر بتائیں ان کے ماننے میں عقلی حیلولہ حائل ہیں۔

بنا برایں اگر وہ ماہِ نبوت

خورشید رسالت کو کب محبوبیت اقل قلیل مدت میں قاب قوسین تک جا کر دمزدن میں واپس تشریف لے آئے تو کیا استبعاد ہے۔

پھر یہ بھی غور طلب امر ہے کہ جسم ثقیل کا عدم صعود اور خرق والتیام سما کا استحالہ یہ مسئلہ عدم قبول حرکت زمینیہ پر مبنی ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان یہ حرکت قبول نہیں کرتا۔ مگر اس سے امتناع اس کا اجزاء فلک کے لئے لازم نہیں آتا۔ اس لئے کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ جزو فلک ایسے دائرہ پر ہے جس کا مرکز مرکز عالم ہے اور وہاں سے حرکت کرے تو اس کی حرکت تحت وفوق کی طرف جو فلک سے محدود ہیں واقع ہوگی اور ان کی تقدیم محدد کے فلک پر لازم نہ آئے گی۔

اور یہ کہنا کہ کلام حرکت طبعی میں ہے محض ناتمام ہے۔ اس لئے کہ بطلان قاسر پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔

علاوہ برایں آمد ورفت ملائکہ زمین پر بہ اتفاق عقلاء ثابت ہے۔

تو اگر جسم ثقیل کا صعود محال ہی رکھا جائے تو ملائکہ علیہم السلام جو جسم لطیف رکھتے ہیں ان کا نزول بھی محال ماننا پڑے گا اور یہ شرعاً وعقلاً باطل ہے۔

پھر ضیاء خورشید تو چوتھے آسمان سے آرہی ہے۔

اور ضیاء مشتری چھٹے آسمان سے زمین تک پہنچ رہی ہے۔

www.waseemziyai.com

اورنظر سیکنڈ کے اقل قلیل درجہ میں بلاشکست شیشہ پار ہو جاتی ہے۔

تو اگر وہ جسم نوری جو ملائکہ علیہم السلام و آفتاب و مشتری اور نظر سے لطیف بلکہ الطف ہے بے خرق سما متجاوز ہو گیا تو کیا استحالہ لازم آتا ہے۔

علاوہ بریں معترض کو معلوم ہونا چاہئے کہ خرق والتیام کا وہاں اڑنگا لگ سکتا ہے جہاں آمد و رفت کی راہ نہ ہو۔

اور شریعت مطہرہ میں تو آسمان کے دروازے قرآن و حدیث سے ثابت ہیں وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا۔ قرآن کریم بتا رہا ہے۔

اور احادیث سے ثابت ہے کہ روح الامین علیہ السلام نے خازن سما سے دروازہ کھلوایا جس سے حضور داخل ہو کر آسمان اول و دوم تک پہنچے تو خرق والتیام کی بحث تو یہاں لانی ہی فضول ہے۔

اب یہ اعتراض باقی رہ جاتا ہے

کہ حضور سید یوم النشور سیاح ایں و آں شہسوار لامکان جب تشریف لے گئے تو بعد تقرب الٰہی عزوجل اور حصول نعمائے غیر متناہی تمام عجائب و غرائب ارضی و سماوی جنت و دوزخ وغیرہ دیکھتے بھالتے اس سرعت سے واپس تشریف لائے کہ آلوسی رحمہ اللہ بعض احادیث سے نقل فرماتے ہیں کہ

اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ وَجَدَ فِرَاشَهٗ لَمْ يَبْرُدْ مِنْ اَثَرِ النَّوْمِ وَ قِيْلَ اِنَّ غُصْنَ شَجَرَةٍ اَصَابَهٗ بِعَمَامَتِهٖ فِيْ ذِهَابِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ وَجَدَهٗ بَعْدَ يَتَحَرَّكُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو بستر مبارک گرم تھا اور عمامہ اقدس سے ایک درخت کی ڈالی جو اٹک کر ہلی تھی وہ ہلتی ہوئی ملی۔

تو اس سرعت سیر میں تمام مشاہدہ محال ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حرکت کے سریع اور بطی ہونے کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔

چنانچہ آج وائرلیس، ٹیلیفون، لاسلکی پیام کے ذرائع ہزار ہا میل کی خبریں سیکنڈ سے بھی کم مدت میں لاتے لے جاتے ہیں۔

ایروپلین آواز کی رفتار تک تو ایجاد ہو چکا اور وہ بھی مادیت کی قوت سے اور وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کی بشارت ہے۔

قرآن کریم میں بلقیس شہزادی کا تخت ملک سبا سے چشم زدن میں پیش کر دینا یہ قرآن کریم بتا رہا ہے تو یہاں بھی عقل کا ٹٹو حائل ہو کر قرآن کا منکر ہو جائے گا۔

تو اس عقلی گھوڑ دوڑ کی پیروی میں

ہم اسلام، قرآن، رسول، احکام سب کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

پھر یہ تمام دعاوی بھی وہ ہیں جو محض استقرائی ہیں۔ عقلاء کی جماعت کسی دعویٰ پر آج تک قائم و ثابت نہیں رہی۔ کل جو بات کہی آج اس کے خلاف خود ہی بول پڑے۔

پھر یہ تمام استحالے اگر حاوی بھی ہیں تو مخلوق کے افعال و حرکات پر حاوی ہیں۔ یہاں تو مسئلہ معراج میں رب العزت

www.waseemziyai.com

جلت ومجدہ وعزاسمہ نے پہلے دفع دخل مقدر فرمانے کے لئے سبحان کہہ کر مضمون معراج بیان کیا ہے۔

اور بتادیا ہے کہ یہ حرکت جسے فلاسفہ اٹھائے پھر رہے ہیں اس کی تعریف ہدیہ سعید یہ میں یہ ہے: اَلْحَرْکَۃُ کَوْنَانِ فِیْ اثْنَیْنِ فِیْ مَکَانَیْنِ۔

حرکت نام ہے اس ہونے والی کا جو دو آن اور دو مکان میں ختم ہو۔

اس میں چند شرطیں بھی ہیں یعنی حرکت کے لئے۔

محرک، متحرک، مدۃ حرکت، مبدأ حرکت، منتہائے حرکت اور مقصد حرکت کا ہونا بھی ضروری ہے۔

چنانچہ قرآن کریم نے ان عقلی دیوانوں کے وجود سے پہلے ہی یہ تمام امور واضح کر دیئے۔ اور بتادیا کہ حرکت میں سب سے اول محرک کو سمجھنا ضروری ہے کہ وہ کون ہے۔

چنانچہ فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی۔ پاک ہے ہر قسم کے عجز اور عیب اور مجبوری اور نقص سے وہ ذات جو لے گئی۔ اور وہ محرک اول ہے۔

''بِعَبْدِہٖ''۔ اپنے بندے کو۔ یہ متحرک ہیں۔

''لَیْلًا''۔ تھوڑے سے حصہ میں رات کے یہ زمان حرکت ہے اس پر تنوین تقلیل اس لئے لگائی کہ رات کا اقل قلیل حصہ ثابت ہو جائے۔

''مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ''۔ یہ مبدأ حرکت ہے یعنی مسجد حرام سے۔

''اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا''۔ یہ منتہائے حرکت ہے یعنی مسجد اقصیٰ تک۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

وَ ھُوَ بَیْتُ الْمُقَدَّسِ۔ اور وہ بیت المقدس ہے۔

وَوَصَفَہٗ بِالْاَقْصٰی اَیْ اِلَّابْعَدَ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی مِنَ الْحِجَازِ۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اقصیٰ بعید ترین مقام حجاز سے مراد ہے۔

وَقَالَ غَیْرَ ذَالِکَ اَنَّہٗ سُمِّیَ بِہٖ لِاَنَّہٗ اَبْعَدُ الْمَسَاجِدِ الَّتِیْ تُزَارُ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ بَیْنَھَا نَحْوُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً۔ اس حد کو مقرر کر لینے سے یہ مراد ہے کہ مسجد حرام سے بعید ترین مسجد بتادی جائے جس کے سفر کے لئے چالیس رات لازم ہیں۔

اور قول یہ بھی ہے کہ لِاَنَّہٗ لَیْسَ وَرَائَہٗ مَوْضِعُ عِبَادَۃٍ فَھُوَ اَبْعَدُ مَوَاضِعِھَا۔ یعنی وہ مسجد جس کے بعد موضع عبادت ہی نہ ہو اور وہ بعید ترین ہے۔

''الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ''۔ اس کی تفسیر آگے بیان ہوگی۔

''لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا''۔ تاکہ دکھائیں ہم اسے اپنی نشانیوں سے۔ یہ مقصد حرکت ہے۔

اس تفصیل سے یہ امر واضح ہو گیا کہ جانے آنے والا اگر بندہ ہے تو اس پر یہ استحالے لازم آ سکتے ہیں اس لئے کہ اس پر ہی قیود عقل صادق ہوتی ہے۔ اور جب

www.waseemziyai.com

لے جانے والا وہ ہو جسے قادر علی الاطلاق کہا جاتا ہے جس کی صفت ہی سبحان ہے جو ہر قسم کی عقلی مادی پابندیوں سے منزہ ومبرا ہے۔

جس نے عقل اور مادہ پیدا فرمایا جو خالق روح اور صانع جسم کثیف ولطیف ہے تو اس پر یہ قیود عقلی عائد نہیں اور اس نے خود فرمادیا اَلَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔

وہ لے گیا اپنے بندے کو۔ اس نے سیر کرائی اپنے بندے کو۔ اس نے مشاہدہ کرایا اپنی نشانیوں کا۔ تو سیر کرانے والا سُبْحٰنَ۔ سیر کرنے والا حبیب رحمٰن۔ پھر عقلی استحالوں کا اس پر کیا اثر۔ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ۔

اب بقیہ کوائف معراج مختصراً پیش کر کے تفسیر آیہ کریمہ شروع ہوگی۔

وَذَکَرَ الْعُلَائِیْ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اَنَّہٗ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ الْاِسْرَاءِ خَمْسَۃُ مَرَاکِبَ۔ تفسیر علائی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لیلۃ الاسراء میں پانچ سواریاں تھیں۔

پہلی سواری براق تھا جو بیت المقدس تک لے گیا۔

دوسری سواری معراج جس کے ذریعہ بیت المقدس سے سماء دنیا تک فائزی ہوئی۔

تیسری سواری اجنحۃ الملائکہ علیہم السلام تھے جنہوں نے سماء دنیا سے سماء سابع تک پہنچایا۔

چوتھی سواری جناح رسول الملائکہ جبریل علیہ السلام تھے۔ جس کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سماء سابع سے سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے۔

پانچویں سواری رفرف تھا جس نے سدرۃ المنتہیٰ سے قاب قوسین تک پہنچایا۔ پھر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سواریوں کا تعین محض اظہار کرامت ورفعت منزلت کے لئے تھا ورنہ

فَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّوْصِلَہٗ اِلٰی اَیِّ مَوْضِعٍ اَرَادَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ طَرْفَۃِ الْعَیْنِ۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق تھا وہ چاہتا تو چشم زدن سے پہلے جہاں تک چاہتا لے جاتا۔

وَقَدْ کَانَ لَہٗ عَشْرُ مَرَاقِیْ سَبْعَۃٌ اِلَی السَّمٰوٰتِ وَ الثَّامِنُ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی وَالتَّاسِعُ اِلَی الْمُسْتَوَی الَّذِیْ سَمِعَ فِیْہِ صَرِیْفَ الْاَقْلَامِ وَ الْعَاشِرُ اِلَی الْعَرْشِ – وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دس زینہ تھے۔

سات، ہفت سمادات تک۔

آٹھواں زینہ سدرۃ المنتہیٰ پر۔

نواں زینہ اس مقام مستوی پر جہاں صریف قلم مسموع ہو رہے تھے۔

اور دسواں زینہ عرش الٰہی عزوجل پر۔

وَ ذَکَرَ مَوْلَانَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الدَّشْتِیْ ثُمَّ الْجَامِیْ اَنَّ الْمِعْرَاجَ اِلَی الْعَرْشِ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَاِلٰی مَا وَرَاءَ ذَالِکَ بِالرُّوْحِ وَ اَنْشَدَ بِالْفَارِسِیَّۃِ۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معراج مع الروح والجسد عرش معلیٰ تک ہوئی اور اس کے ماوراء تمام سیر

www.waseemziyai.com

روحانی تھی۔ چنانچہ جامی علیہ الرحمۃ نے فارسی میں فرمایا ہے:

چو رفرف شد مشرف از وجودش گرفت از دست رفرف عرش زودش
بدست عرش تن چوں خرقہ بگذاشت علم بر لامکاں بے خرقہ افراشت
گلے برو اند ازیں دہلیز ہیئت بداں درگاہ والا دست بر دست
جہت راہ مہرہ از ششدر رہایند مکاں را مرکب از تنگی جہایند
مکانے یافت خالی و ز مکاں نیز کہ تن محرم نبود آں جاؤ جاں نیز

آگے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَكَأَنَّهُ لَاحَظَّ اَنَّ الْعُرُوْجَ فَوْقَ الْعَرْشِ بِالْجَسَدِ يَسْتَدْعِيْ مَكَانًا۔ جامی نے گویا یہ دیکھا کہ عروج فوق العرش مع الجسد والروح ممکن نہ تھا۔ اس لئے کہ جسم کے لئے مکان کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن آلوسی رحمہ اللہ اسے درست نہیں مانتے اس لئے کہ اس کے لئے آثار میں سے کوئی سند نہیں ہے۔

وَقَدْ تَقَرَّرَ عِنْدَ الْحُكَمَاءِ اَنَّ مَاوَرَاءَ الْعَرْشِ لَا خَلَا وَلَا مَلَاوَبِهٖ تَنْتَهِي الْاَمْكِنَةُ وَتَنْقَطِعُ الْجِهَاتُ۔ اور حکماء کی یہ تحقیق ہے کہ ماوراء عرش عظیم نہ خلا ہے نہ ملا اور اسی جگہ امکانات ختم ہو جاتے ہیں اور جہات منقطع۔

اس کے بعد آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ اَمْرُ الْمِعْرَاجِ اَجَلُّ مِنْ اَنْ يُّكَيَّفَ وَ مَاذَا عَسٰى يُقَالُ سِوٰى اِنَّ الْقَادِرَ الَّذِيْ لَايُعْجِزُهٗ شَيْءٌ دَعَا حَبِيْبَهُ الَّذِيْ خَلَقَهٗ مِنْ نُوْرِهٖ اِلٰى زِيَارَتِهٖ وَاَرْسَلَ اِلَيْهِ مَنْ اَرْسَلَ مِنْ خَوَاصِ مَلَائِكَتِهٖ فَكَانَ جِبْرِيْلُ هُوَ الْاٰخِذُ بِرَكَابِهٖ وَ مِيْكَائِيْلُ الْاٰخِذُ بِزِمَامِ دَابَتِهٖ اِلٰى اَنْ وَصَلَ اِلٰى مَا وَصَلَ۔

مسئلہ معراج اتنا عظیم الشان مسئلہ ہے کہ اس کی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی البتہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ محبّ قادر وہ ہے جو کسی شے سے عاجز نہیں اس نے اپنے حبیب کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور اپنی زیارت کے لئے بلایا اور آپ کی طرف جنہیں بھیجا وہ اخص الخواص ملائکہ تھے۔

چنانچہ جبریل علیہ السلام جو رسول ملائکہ ہیں ان کے ذمہ یہ خدمت لگی کہ وہ سرکار مدینہ کی رکاب تھامے چلیں اور میکائیل علیہ السلام باگ پکڑے ہوئے چلیں حتیٰ کہ وہاں پہنچے جہاں تک پہنچے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے ولائی شان کا مظاہرہ فرمایا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس منزل تک پہنچے۔ پھر کتنی ہی مسافت ہو اس کے حبیب کے لئے طویل نہیں اور کوئی جسم ہو وہ منزل دنی پہنچنے سے نہیں رک سکتا اور یہ مع خالص جسد نور تھا کسی نے خوب کہا ہے:

قصۂ بیرنگ معراج از من بے دل مپرس قطرہ دریا گشت و پیغمبر نمیدانم چہ شد

شق صدر کی بحث

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر اَلَمْ نَشْرَحْ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار مرتبہ ہوا۔

پہلا شق صدر۔ اس وقت ہوا جبکہ آپ کی عمر مبارک چار سال کی تھی اس شق کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب

www.waseemziyai.com

مبارک سے وہ مادہ نکال دیا جائے جو کھیل کود سے مانوس کرتا ہے اور باقتضائے طفولیت یہ ایام طفولیت میں ہوتا ہے۔

دوسرا شق صدر

ابتداء شباب میں ہوا تا کہ وہ تمام خواہشات جو باقتضاء شباب ہوتی ہیں دور کر دی جائیں۔

تیسرا شق صدر

قریب نزول وحی چالیس سال کی عمر میں ہوا تا کہ آپ میں قوت تحمل وحی آجائے۔

چوتھا شق صدر

اظہار نبوت سے بارہویں سال ہوا تا کہ آپ میں استعداد قوت مشاہدۂ عجائب سماوی وارضی روحی ملکوتی جبروتی پیدا ہو جائے اور معائنہ تجلیات ذاتی وصفاتی ولاہوتی حاصل ہو اور درحقیقت یہ شق صدر مبادیات معراج جسمانی تھا۔

اس لئے کہ روح مجرد عن المادہ ہوتی ہے اس کے لئے شق صدر کی حاجت ہی نہ تھی۔

لیکن چونکہ جسم کے ساتھ معراج منظور تھی تو اس شق صدر سے جسم وجسمانیات کو اس مشاہدہ کے قابل کرنا مقصود تھا۔

چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتے رہے وہ کب کے سب این وآں سے گزر چکے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کے پھر نہ پائی
سواری دلہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے
جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیورا گئے تھے
خرد سے کہہ دو کہ سر جھکائے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں خود جہت کو لالے کسے بتائیں کدھر گئے تھے
سراغ این و متیٰ کہاں تھا نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت سے سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

معراج رات میں ہونے کا فلسفہ

پرانا ہر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تارنگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے

www.waseemziyai.com

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاِنَّمَا اُسْرِیَ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلًا لِمَزِیْدِ الْاِحْتِفَالِ بِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّ اللَّیْلَ وَقْتُ الْخَلْوَۃِ وَالْاِخْتِصَاصِ وَ مُجَالَسَۃِ الْمُلُوْکِ وَ لَا یَکَادُ یَدْعُو الْمَلِکُ لِحَضْرَتِہٖ لَیْلًا اِلَّا مَنْ ھُوَ خَاصٌّ عِنْدَہٗ وَ قَدْ اَکْرَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہِ قَوْمًا مِنْ اَنْبِیَائِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ بِاَنْوَاعِ الْکَرَامَاتِ وَ ھُوَ کَالْاَصْلِ لِلنَّھَارِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر رات میں مزید احتفال کے لئے ہوئی اس لئے کہ رات اوقات خلوت اور خصوصیت کے لئے ہوتی ہے اور شاہوں کے دربار میں رات عام اجازت نہیں ہوتی مگر اسی کے لئے جو اخص الخواص ہو اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرم خاص کے ساتھ تمام انبیاء میں خصوصی اعزاز بخشا۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ

اَنَّ الْمُسَافِرَ یَقْطَعُ فِی اللَّیْلِ مَا لَا یَقْطَعُ فِی النَّھَارِ وَ ھٰھُنَا جَاءَ عَلَیْکُمْ بِالدَّلَجَۃِ فَاِنَّ الْاَرْضَ تَطْوِیْ بِاللَّیْلِ مَا لَا تَطْوِی بِالنَّھَارِ۔

مسافر رات میں جتنی منزل طے کر لیتا ہے اتنی دن میں طے نہیں کر سکتا اور اس جگہ یہ سیر دلجہ میں یعنی اول شب میں ہوئی اس لئے کہ زمین رات میں جتنی طے ہو جاتی ہے دن میں نہیں ہوتی۔

تیسری حکمت ابن جوزی رحمہ اللہ سے ہے

فِیْ ذَالِکَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِرَاجٌ وَالسِّرَاجُ لَایُوْقَدُ اِلَّا لَیْلًا وَ بَدْرٌ و مَسِیْرَۃُ الْبَدْرِ فِی الظُّلَمِ اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ مِنَ الْحِکَمِ الَّتِیْ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اس میں یہ حکمت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراج منیر ہیں اور چراغ سو اشب کے روشن نہیں ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر ہیں اور چاند کی سیر اندھیری رات میں ہی ہوتی ہے۔

''الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ۔ وہ مسجد جسے برکت دی ہم نے اس کے گرد''۔

اس میں وہ صفت ہے جو اشتراک عارض کی مزیل ہے۔ اس میں سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ وہ مقام خصوصیت سے انبیاء علیہم السلام کی عبادت گاہ ہے اور سب کا وہی قبلہ ہے اور اس کے گرد نہریں اور اشجار کافی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

اَنَّہٗ تَعَالٰی بَارَکَ فِیْمَا بَیْنَ الْعَرِیْشِ اِلَی الْفُرَاتِ وَ خَصَّ فَلَسْطِیْنَ بِالتَّقْدِیْسِ۔

اللہ تعالیٰ نے برکت دی ہے عریش اور فرات کے مابین اور مختص کیا فلسطین کو تقدیس میں۔

وَ قِیْلَ بِرَکَتُہٗ اَنْ جَعَلَ سُبْحٰنَہٗ مِیَاہُ الْاَرْضِ کُلُّھَا تَنْفَجِرُ مِنْ تَحْتِ صَخْرَتِہٖ۔

ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کا پانی یہاں سے ہی منفجر فرمایا جو صخرہ کے نیچے ہی بہہ رہا ہے۔

وَ ھُوَ اَحَدُ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثِ الَّتِیْ تُشَدُّ اِلَیْھَا الرِّحَالُ۔

اور بیت المقدس ان مساجد ثلاثہ سے ایک مسجد ہے جہاں کے لئے شد رحال مشروع ہے۔

وَالرَّابِعُ الَّتِیْ یُمْنَعُ مِنْ دُخُوْلِھَا الدَّجَّالُ۔

www.waseemziyai.com

اوران چار مقام سے ایک مقام ہے جہاں دجال کا داخلہ نہیں ہوسکتا۔

فَقَدْ اَخْرَجَ اَحْمَدُ فِی الْمُسْنَدِ اَنَّ الدَّجَالَ یَطُوْفُ الْاَرْضِ اِلَّا اَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ مَسْجِدُ الْمَدِیْنَةِ وَمَسْجِدُ مَکَّةَ وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی وَالطُّوْرُ وَالصَّلٰوةُ فِیْهَا مُضَاعَفَةٌ۔

دجال روئے زمین میں پھر جائے گا مگر چار مسجدوں میں نہ جا سکے گا۔ مسجد مدینہ، مسجد مکہ، مسجد اقصیٰ اور طور اور یہاں نمازوں کا ثواب مضاعف ہے۔

وَ رَوٰی بَعْضَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ هُوَ ثَانِیْ مَسْجِدٌ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ بِخَبْرِ اَبِیْ ذَرٍّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلًا قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ بَیْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔

یہ دوسری مسجد ہے جو روئے زمین میں بنی حضرت ابوذر کی حدیث کے مطابق فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضور کون سی مسجد زمین میں پہلے تعمیر ہوئی فرمایا مسجد حرام عرض کیا پھر کون سی فرمایا مسجد اقصیٰ میں نے عرض کیا ان دونوں کے مابین کتنی مدت تھی فرمایا چالیس سال۔

اَنَّهٗ اَسَّسَهٗ یَعْقُوْبُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ بِنَاءِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ الْکَعْبَةَ۔

اسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کعبہ کی بنا کے بعد تعمیر کیا۔

''لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا- اِیْ لِنَرْفَعَهٗ اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی یَرٰی مَا یَرٰی مِنَ الْعَجَائِبِ الْعَظِیْمَةِ۔ یعنی آسمان پر اٹھانے کے بعد ہم نے دکھائے عجائب عظیمہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ کئے۔ چنانچہ ایک حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

اَنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَاٰی لَیْلَةَ الْمِعْرَاجِ فِیْ مَمْلَکَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی خَلْقًا کَهَیْئَةِ الرِّجَالِ عَلٰی خَیْلٍ بُلْقٍ شَاکِیْنَ السِّلَاحِ طَوْلُ الْوَاحِدِ مِنْهُمْ اَلْفُ عَامٍ وَ الْفَرَسُ کَذٰلِکَ یَتْبَعُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَایُرٰی اَوَّلُهُمْ وَلَا اٰخِرُهُمْ فَقَالَ یَا جِبْرِیْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ فَاَنَا اَهْبِطُ وَ اَصْعَدُ اَرَاهُمْ هٰکَذَا یَمُرُّوْنَ لَا اَدْرِیْ مِنْ اَیْنَ یَجِیْئُوْنَ وَلَا اَیْنَ یَذْهَبُوْنَ وَ قَدْ صَلّٰی - صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ المعراج مملکت الٰہی عزوجل دیکھتے ہوئے ایک مخلوق مثل آدمیوں کی صورت کے ملاحظہ فرمائی ابلق گھوڑوں پر ہتھیار لگائے ہوئے جن میں ایک قطار کا طول ہزار سال کے طول مسافت کا تھا اور گھوڑے بھی اس شان سے تھے ایک کے پیچھے دوسرا جا رہا تھا مگر نہ ان کی ابتداء نظر آئی نہ انتہاء۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل یہ کون ہیں روح الامین نے عرض کیا: وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ۔ کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھا۔

میں آسمان سے اترتا بھی ہوں اور چڑھتا بھی ہوں انہیں ایسے ہی گزرتے دیکھ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم یہ کہاں سے آ رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اور حضور ﷺ نے بیت المقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ نماز ادا فرمائی اور انبیاء کرام کی سات صفیں تھیں۔ تین مرسلوں کی اور باقی ملائکہ کی صفیں تھیں۔ اور ھٰذَا مِنْ خَصَائِصِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ قَرَأَ فِي الْاُوْلٰى قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّانِيَةِ الْاِخْلَاصَ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا فرمائیں۔ پہلی میں سورہ کافرون اور دوسری میں اخلاص پڑھی۔

اور اس میں حکمت یہ تھی کہ

اَنْ يَظْهَرَ اَنَّهٗ اِمَامُ الْكُلِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ اس امر کو ظاہر کر دیا جائے کہ حضور امام الکل فی الکل ہیں۔

سبحان اللہ کیا نفیس فرمایا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے:

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اس کے بعد علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ معراج کے متعلق واضح کر رہے ہیں جو بعینہٖ صاحب تمہید علامہ ابوشکور سالمی رحمہ اللہ کے موافق ہے وھو ہذا۔

قَالُوا الْاِسْرَاءُ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَطْعِيٌّ ثَبَتَ بِالْكِتَابِ فَمَنْ اَنْكَرَهٗ فَهُوَ كَافِرٌ۔ اسراء بیت المقدس تک قطعی ہے جو کتاب سے ثابت ہے جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہے۔

وَالْمِعْرَاجُ لَيْسَ كَذَالِكَ فَمَنْ اَنْكَرَهٗ فَلَيْسَ بِكَافِرٍ بَلْ مُبْتَدِعٍ۔ اور معراج کا مسئلہ اس اہمیت کا نہیں تو جو اس کا انکار کرے وہ کافر نہیں مگر وہ مبتدع ہے۔

''اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ'' - قَالَ الطِّيْبِيُ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ لِاَقْوَالِ ذَالِكَ الْعَبْدِ الْبَصِيْرُ بِاَفْعَالِهٖ بِكَوْنِهَا مُهَذَّبَةً خَالِصَةً عَنْ شَوَائِبِ الْهَوٰى مَقْرُوْنَةً بِالصِّدْقِ وَالصَّفَا مُتَاهِلَةً لِلْقُرْبِ وَ الزُّلْفٰى۔ یعنی وہ ذات واجب تعالیٰ شانہ سمیع ہے اپنے حبیب بندے کے اقوال کا اور بصیر ہے اس کے افعال پر کہ وہ مہذب بہ شوائب ہوا ہے اور بہ صدق وصفا ہے اور اس میں اہلیت ہے قرب خاص کی۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ

كَوْنُ الضَّمِيْرِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نَقَلَهٗ اَبُو الْبَقَاءِ عَنْ بَعْضِهِمْ وَ قَالَ اَىْ السَّمِيْعُ لِكَلَامِنَا الْبَصِيْرُ لِذَاتِنَا۔ یعنی ہمارے حبیب ہمارے کلام کے سننے والے اور ہماری ذات غیر مدرک کے دیکھنے والے ہیں۔

دوسرا قول ہے: قَالَ الْحَلَبِيُ اَنَّهٗ لَا يَبْعُدُ وَالْمَعْنٰى عَلَيْهِ اَنَّ عَبْدِى الَّذِىْ شَرَّفْتُهٗ بِهٰذَا التَّشْرِيْفِ هُوَ الْمُسْتَاهِلُ لَهٗ فَاِنَّهُ السَّمِيْعُ لِاَوَامِرِىْ وَ نَوَاهِىَ الْعَامِلُ بِهِمَا الْبَصِيْرُ الَّذِىْ يَنْظُرُ بِنَظْرَةِ الْعِبْرَةِ فِىْ مَخْلُوْقَاتِىْ۔

www.waseemziyai.com

یعنی ہمارے عبد خاص کو ہم نے اس درجہ شرافت عطا فرمائی کہ وہ اس امر کا اہل ہے کہ ہمارے احکام و مناہی سن کر عمل کرے اور ہماری مخلوق کو بنظر عبرت ملاحظہ کرے۔

تیسرا قول یہ ہے: اِنَّهُ الْبَصِيْرُ بِالْاٰيَاتِ الَّتِیْ اَرَيْنَاهُ اِيَّاهُ كَقَوْلِهٖ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰى۔ وہ دیکھنے والے ہیں ان تمام نشانیوں کے جو ہم نے انہیں بالخصوص دکھائیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

چوتھا قول یہ ہے: وَقِيْلَ لِلْاِشَارَةِ اِلَى اخْتِصَاصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَنْحِ وَالزُّلْفٰى وَ غَيْبُوْبَتُهٗ شُهُوْدُهٗ فِیْ عَيْنٍ بِیْ يَسْمَعُ وَ بِیْ يَبْصُرُ وَلَا يَمْتَنِعُ اِطْلَاقُ السَّمِيْعِ وَالْبَصِيْرِ عَلٰى غَيْرِهٖ تَعَالٰى۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس میں خصوصیت کی طرف اشارہ ہے اس عطاء خاص اور تقرب کی طرف اور شہود و غیب پر جو چشم مبارک میں اس طرح روشن ہوا جیسے حدیث میں تقرب خاص کے موقعہ پر فرمایا: بِیْ يَسْمَعُ وَبِیْ يُبْصِرُ۔ وہ میری ہی قوت سے سنتا اور دیکھتا ہے اور ایسی صورت میں غیر اللہ کے لئے اطلاق و سمیع بصیر ممتنع نہیں۔

پانچواں قول علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَعَلَّ السِّرَّ فِیْ مَجِیْءِ الضَّمِيْرِ مُحْتَمِلًا لِلْاَمْرَيْنِ الْاِشَارَةُ اِلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا رَاٰى رَبَّ الْعِزَّةِ وَ سَمِعَ كَلَامَهٗ بِهٖ سُبْحَانَهٗ كَمَا فِی الْحَدِيْثِ الْمُشَارِ اِلَيْهِ اٰنِفًا فَافْهَمْ تَسْمَعُ وَ تَبْصُرُ۔

یہ ضمیر دو امور پر مشتمل ہے اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور اس کا کلام سنا جیسا کہ مذکورہ حدیث کے مطابق سمع و بصر کا حال ہے۔

چھٹا قول یہ ہے کہ وَ زَعَمَ ابْنُ عَطِيَّةَ اَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَعِيْدٌ لِلْكُفَّارِ عَلٰى تَكْذِيْبِهِمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَمْرِ الْاِسْرَاءِ اَیْ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ لِمَا تَقُوْلُوْنَ اَيُّهَا الْمُكَذِّبُوْنَ الْبَصِيْرُ لِمَا تَفْعَلُوْنَ فَيُعَاقِبُكُمْ عَلٰى ذَالِكَ۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ میں کفار کے لئے وعید شدید ہے ان کی تکذیب پر جو انہوں نے امر اسراء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا یعنی یوں فرمایا وہ سمیع ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو اے جھٹلانے والو اور بصیر ہے جو تم کر رہے ہو تو تمہیں اس کی سزا دے گا۔

''وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ۔ اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب'' یعنی توریت ''وَجَعَلْنٰهُ اور کیا ہم نے اسے'' یعنی اسی کتاب توریت کو ''هُدًى ہدایت عظیم لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا۔ بنی اسرائیل کے لئے کہ نہ پکڑیں میرے سوا کسی کو وکیل و کارساز۔ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ ان کی وہ اولاد جسے ہم نے سوار کیا نوح کے ساتھ'' کشتی میں۔ ''بے شک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا''۔

یعنی حضرت نوح علیہ السلام کثیر الشکر تھے جب کچھ کھاتے پیتے پہنتے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تو اب بنی اسرائیل کا فرض ہے کہ وہ اپنے جد محترم کے طریقہ پر چلیں۔

تطبیق مضمون ماسبق سے اس طرح ہے کہ

موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلا کر توریت عطا فرمائی اور یہ ان کے لئے بمنزلہ معراج تھی اس لئے کہ انہیں کلام سے مشرف

www.waseemziyai.com

فرما کر کلیم بنایا اور اس مرتبہ سے انہیں مشرف فرمایا۔ تو ان میں ایک جماعت نے حضرت عزیر کو ابن اللہ مان لیا۔ دوسری جماعت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا ابن اللہ کہہ ڈالا۔

اسی طرح معراج مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی رنگینیوں سے نگاہ ایمان خیرہ کر کے تم کچھ نہ کر بیٹھنا اور اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی بیماری میں نہ پڑنا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی تو یہ شان شکر تھی کہ

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ كَانَ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا لَبِسَ ثَوْبًا اَوْ طَعِمَ طَعَامًا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَسُمِّيَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔

یعنی آپ کھاتے پہنتے شکر الٰہی بجالاتے اسی وجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبد شکور فرمایا۔

وَاَخْرَجَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ شَكَرَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يُّسَمِّيَ اِذَا اَكَلَ وَ يَحْمَدُ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا فَرَغَ۔ آپ کھانے سے قبل بسم اللہ کہتے اور کھانے کے بعد شکر الٰہی بجالاتے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نُوْحًا عَبْدًا شَكُوْرًا لِاَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَمْسٰى وَ اَصْبَحَ قَالَ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کا نام عبد شکور اس لئے رکھا کہ وہ جب شام ہوتی یا صبح تو فرماتے: فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔

وَ اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ نُوْحًا لَمْ يَقُمْ عَنْ خَلَاءٍ قَطُّ اِلَّا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذَاقَنِيْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰى فِيْ مَنْفِعَتِهٖ وَ اَذْهَبَ عَنِّيْ اَذَاهُ۔ آپ خلا سے فارغ ہوتے وقت مذکورہ الفاظ میں شکر ادا فرماتے۔ ترجمہ یہ ہے:

اس اللہ کی تمام تعریفیں ہیں جس نے مجھے کھانے کی لذت چکھائی اور اس کا نفع بخش حصہ میرے اندر رکھا اور اس کی تکلیف مجھ سے دور کر دی۔

''وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ۔ اور ہم نے حکم دیا بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ ضرور تم فساد کرو گے زمین میں دو بار''۔

اس سے زمین شام اور بیت المقدس مراد ہے۔ (روح المعانی)

دوسری روایت ہے: وَالْمُرَادُ فَسَادَيْنِ اُوْلَاهُمَا عَلٰى مَا نَقَلَ السُّدِّيُّ عَنْ اَشْيَاخِهٖ قَتْلُ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اس سے دو فساد مراد ہیں ان کا پہلا فساد بہ روایت سدی عن المشائخ حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل ہے۔ و روی ذَالِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

اور تیسری روایت یہ ہے:

www.waseemziyai.com

وَ ذَالِکَ اَنَّهٗ لَمَّا مَاتَتْ صَدِیْقَةُ مُلْکِهِمْ تَنَافَسُوْا عَلَی الْمُلْکِ وَ قَتَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَمْ یَسْمَعُوْا مِنْ زَکَرِیَّا فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ قُمْ فِیْ قَوْمِکَ رُوْحٌ عَلٰی لِسَانِکَ فَلَمَّا فَرَغَ مِمَّا اَوْحٰی عَلَیْهِ عَدُوًّا عَلَیْهِ لِیَقْتُلُوْهُ فَهَرَبَ فَانْفَلَقَتْ لَهٗ شَجَرَةٌ فَدَخَلَ فِیْهَا وَ اَدْرَکَهُ الشَّیْطَانُ فَاَخَذَ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهٖ فَاَرَاهُمْ اِیَّاهَا فَوَضَعُوا الْمِنْشَارَ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرَةِ حَتّٰی قَطَعُوْهُ فِیْ وَسْطِهَا۔

جب حضرت صدیقہ مریم علیہا السلام کا انتقال ہوگیا تو آپس میں ملک کے معاملہ میں ایک دوسرے پر الزامات لگائے گئے اور بعض نے بعض کو قتل کرنا شروع کیا اور انہوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کی کچھ نہ سنی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کہا کہ وہ اپنی قوم میں کھڑے ہوکر اپنی زبان سے فیصلہ فرمائیں پس جب وہ اس امر سے جو انہیں وحی کیا گیا، سے فارغ ہوئے تو ایک دشمن نے ان کو قتل کرنا چاہا تو آپ وہاں سے چلے تو آپ کے لئے ایک درخت پھٹا اس میں داخل ہوگئے اور شیطان نے آپ کے کپڑے کا ایک پلا درخت سے نکال لیا اور قوم کو دکھایا کہ جس کی تمہیں تلاش ہے وہ اس درخت میں ہیں لوگوں نے آری سے اسے چیرا آپ اس سے شہید ہوگئے۔

چوتھا قول یہ بھی ہے کہ آپ کے شہید کرنے کے سبب یہ ہوا کہ آپ کو متہم کیا حضرت صدیقہ مریم علیہا السلام کے ساتھ اور اس کے بعد منشار یعنی آرے سے قتل کر ڈالا۔

پانچویں روایت یہ ہے: وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ هِیَ قَتْلُ شَعْیَا عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ قَدْ بُعِثَ بَعْدَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الْوَحْیُ اَرَادُوْا قَتْلَهٗ فَهَرَبَ فَقُتِلَ وَ هُوَ صَاحِبُ الشَّجَرَةِ وَ زَکَرِیَّا عَلَیْهِ السَّلَامُ مَاتَ مَوْتًا وَ لَمْ یُقْتَلْ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں درخت میں قتل حضرت شعیا علیہ السلام کا ہوا وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تھے جب قوم کو معلوم ہوا تو ارادہ قتل کیا آپ ان سے بھاگے اور درخت میں چھپے وہاں شہید ہوئے اور زکریا علیہ السلام نے اپنی موت سے انتقال فرمایا آپ قتل نہیں کئے گئے۔

چھٹا قول کشاف میں اس طرح ہے کہ

اُوْلَاهُمَا قَتْلُ زَکَرِیَّا وَ حَبْسُ اَرْمِیَا وَالْاٰخِرَةُ قَتْلُ یَحْیٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ قَصْدُ قَتْلِ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ هٰذَا فِیْمَنْ جَعَلَ هَلَاکَ زَکَرِیَا قَبْلَ یَحْیٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ رِوَایَةُ ابْنِ عَسَاکِرٍ فِیْ تَارِیْخِهٖ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ۔

پہلا فساد قتل زکریا اور حبس ارمیا ہے اور آخری قتل یحییٰ علیہ السلام اور قصد قتل عیسیٰ علیہ السلام ہے اور قصد قتل عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام سے قبل ہوا۔

پھر اس پر یہ بھی دکھایا ہے کہ ارمیا زمانہ بخت نصر بابلی میں تھے اور حضرت زکریا اور حضرت ارمیا کے مابین دو سو سال سے زیادہ مدت کا تفاصل ہے۔

ساتواں قول یہ ہے: وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ وَ قِیْلَ اِنَّهُ الْحَقُّ اَنَّ الْاُوْلٰی تَغْیِیْرُ التَّوْرَاةِ وَ عَدَمُ الْعَمَلِ بِهَا وَ حَبْسُ اَرْمِیَا وَ جَرْحُهٗ اِذْ وَعَظَهُمْ وَ بَشَّرَهُمْ بِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ اَوَّلُ مَنْ بَشَّرَ بِهٖ عَلَیْهِ

www.waseemziyai.com

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بَعْدَ بِشَارَۃِ التَّوْرَاۃِ وَالْاُخْرٰی قَتْلُ زَکَرِیَّا وَ یَحْیٰی عَلَیْھِمَا السَّلَامُ۔

بعض نے کہا صحیح یہ ہے کہ پہلا فساد تحریف توریت اور اس پر عمل نہ کرنے سے اور حضرت ارمیا کے قید کرنے اور زخمی کرنے سے ہوا جبکہ آپ لوگوں کو وعظ فرماتے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دیتے اور حضرت ارمیا پہلے نبی تھے جنہوں نے تورات کی بشارت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت قوم کو دی۔ اور دوسرا فساد قتل زکریا و یحییٰ علیہما السلام ہے۔

وَ مَنْ قَالَ اِنَّ زَکَرِیَّا مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ وَ اقْتَصَرَ عَلٰی یَحْیٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اور بعض وہ ہیں جو حضرت زکریا کا انتقال مانتے ہیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ہی شہادت تسلیم کرتے ہیں۔

بہرحال تاریخی حیثیت کا یہی مقتضا ہے کہ اس میں اختلاف ہوں اس لئے کہ جتنے منہ اتنے بیان۔ اس کی تحقیق تو اسماء رجال کے فن کے ذریعہ ہوسکی جس کا فائدہ ہمیں احادیث میں ملا۔ یہ سب تاریخی بیانات ہیں۔ چنانچہ ایک قول انہی اختلافات کے بیان کے ساتھ اور جسے اکثر ارباب سیر نے لکھا اور ترجیح دی ہے۔ حیث قال

قَوْلٌ ثَامِنٌ – وَاخْتُلِفَ فِیْ سَبَبِ قَتْلِہٖ فَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَیْرِہٖ اَنَّ سَبَبَ ذَالِکَ اَنَّ مَلِکًا اَرَادَ اَنْ یَّتَزَوَّجَ مَنْ لَا یَجُوْزُلَہٗ تَزَوُّجُھَا فَنَھَاہُ یَحْیٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَکَانَ الْمَلِکُ قَدْ عَوَّدَ تِلْکَ الْمَرْاَۃَ اَنْ یَقْضِیَ لَھَا کُلَّ عِیْدٍ مَا تُرِیْدُ مِنْہُ فَعَلِمَتْھَا اُمُّھَا اَنْ تَسْاَلَہٗ دَمَ یَحْیٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ بَعْضِ الْاَعْیَادِ فَسَاَلَتْہُ فَاَبٰی فَاَلَحَّتْ عَلَیْہِ فَدَعَا بِطَسْتٍ فَذَبَحَہٗ فِیْہِ فَبَدَرَتْ قَطْرَۃٌ عَلَی الْاَرْضِ فَلَمْ تَزَلْ تَغْلِیْ حَتّٰی قُتِلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا – وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَلٰی صِحَّۃِ الْحَالِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل میں بھی اختلاف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ تھا وہ اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا جس سے شرعاً جائز نہ تھا۔ اس پر اس نے چڑ کر آپ کو شہید کر ڈالا اس میں سے ایک قطرہ خون جوش زن ہوا اور اس کے بعد ستر ہزار مارے گئے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

نواں قول ربیع بن انس سے ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نہایت حسین وجمیل تھے تو بادشاہ کی بیوی آپ کی طرف مائل ہو گئی۔ آپ نے اسے جواب دے دیا تو اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اپنے باوا سے یحییٰ علیہ السلام کا سر مانگ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس پر باپ نے آپ کو شہید کر دیا۔

جبائی کا قول نہم ٹھیک معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فساد فی الارض دو بار فرمایا ہے تو دو بار فساد ہوا جس طرح بھی ہوا۔

''وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا''۔ تَسْتَکْبِرُنَّ عَنْ طَاعَۃِ اللّٰہِ اَوْ لَتَغْلِبُنَّ النَّاسَ بِالظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ لَتُفْرِطُنَّ فِیْ ذَالِکَ اِفْرَاطًا مُجَاوِزَ الْحَدِّ۔

اور تم تکبر کرو گے اطاعت الٰہی سے اور لوگوں پر ظلم وسرکشی سے غالب ہو گے اور اس میں تمہاری افراط وتفریط حد سے متجاوز ہو جائے گی۔

علو کے معنی اصل میں ارتفاع وبلندی کے ہیں اور وہ ضد سفل ہے۔ وَتَجَوَّزَ بِہٖ عَنِ التَّکَبُّرِ وَالْاِسْتِیْلَاءِ عَلٰی وَجْہِ الظُّلْمِ۔ اور اس کا استعمال تکبر واستیلاء بطریق ظلم ہونے لگا۔

www.waseemziyai.com

''فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا''۔تو جب آیا پہلا وعدہ۔یعنی اس فساد کا پہلا دور جب آیا۔یعنی فَاِذَا حَانَ وَقْتُ حُلُوْلِ الْعَذَابِ الْمَوْعُوْدِ۔جب عذاب نازل ہونے کا وقت آ گیا۔

''بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ''۔بھیجے ہم نے اپنے بندے جو سخت تکلیف دینے والے تھے''۔یعنی اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں ایسے لوگ بھیجے جو بڑی قوت والے اور انتقام لینے میں ذوبطش اور لڑائی میں سخت تھے۔

راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْبُؤْسُ وَالْبَاْسُ وَالْبَاسَاءُ کے معنی شدت مکروہ کے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ وہ ذی بطش وقوت لوگ کون بھیجے گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما وقتادہ کہتے ہیں: هُمْ جَالُوْتُ الْجَزَرِیُ وَ جُنُوْدُهٗ۔یہ جالوت جزری اور اس کا لشکر تھا۔

ابن جبیر اور ابن اسحٰق رحمہم اللہ کہتے ہیں:هُمْ سَنْجَارِيْبُ مُلْكِ بَابِلَ وَ جُنُوْدُهٗ۔ابن جبیر اور ابن اسحٰق کہتے ہیں وہ متمولین ملک بابل اور ان کا لشکر تھا۔

وَ قِيْلَ هُمُ الْعَمَالِقَةُ۔بعض نے کہا وہ عمالقہ کی جماعت ہے۔

وَ فِيْ اَعْلَامٍ لِلسُّهَيْلِيْ هُمْ بُخْتُ نَصْرَ عَامِلٌ لِهَرَاسِفِ اَحَدِ مُلُوْكِ الْفُرْسِ الْكَيَانِيَّةِ عَلٰى بَابِلَ وَالرُّوْمِ وَ جُنُوْدُهٗ بُعِثُوْا عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَذَّبُوْا اَرْمِيَا وَ جَرَحُوْهُ وَ حَبَسُوْهُ قَبْلُ وَ هُوَ الْحَقُّ۔

وہ بخت نصر عامل ہراسف ملوک فارس کیانی کا بابل اور روم پر تھا اور ان کا لشکر ان پر بھیجا گیا جب انہوں نے ارمیا علیہ السلام کی تکذیب کی اور انہیں زخمی کیا اور اس سے پہلے قید کیا۔اور یہی صحیح ہے۔

''فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ''۔تو وہ ان کے تجسس میں ان کے ملک کے اندر گئے''۔

جَاسُوْا الدِّيَارِ۔پر راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں تَوَسَّطُوْهَا وَ تَرَدَّدُوْهَا قَالَ اَبُوْ زَيْدٍ اَلْجَوْسُ وَ الْحَوْسُ طَلَبُ الشَّيْءِ۔جوس اور حوس کسی شے کی طلب کو کہتے ہیں۔

''وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا''۔اور یہ وعید پورا ہونا تھا''

وَالْجُمْهُوْرُ اَنَّ فِيْ هٰذِهِ الْبِعْثَةِ خَرْبَ هٰؤُلَاءِ الْعِبَادِ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ وَ وَقْعِ الْقَتْلِ الذَّرِيْعِ وَالْجَلَاءِ وَالْاَسْرِ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ۔

اس بعثت میں ان لوگوں نے بیت المقدس کو خراب کیا اور اس میں گلا گھونٹ کر لوگ مارے گئے اور شہر بدر کئے گئے اور بنی اسرئیل میں قید بھی کئے گئے۔

وَ حُرِّقَتِ التَّوْرَاةُ۔اور توریت جلائی گئی اور علماء قتل کئے گئے تو بقول بیضاوی رحمہ اللہ ستر ہزار مارے گئے۔

''ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا۔پھر ہم نے ان پر الٹ کر تمہارا حملہ کر دیا اور تم کو مدد دی ہم نے مالوں اور بیٹوں سے اور تمہاری جمعیت کو زیادہ کر کے''۔

یعنی جب تم نے توبہ کر لی اور تکبر وفساد سے باز آ گئے تو ہم نے تمہیں دولت اور اولاد اور کنبے کی ترقی سے ان پر غلبہ دیا جو تم پر مسلط ہو چکے تھے۔

''اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ۔اگر تم بھلائی کرو گے تو اپنے ہی لئے بھلا کرو گے''۔یعنی تمہیں ہی تمہارے

www.waseemziyai.com

کاموں کی جزا ملے گی۔

''وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا۔ اور اگر برا کرو گے تو ان کے لئے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ۔ تو جب آیا دوسری بار کا وعدہ کہ دشمن تمہارا منہ بگاڑ دیں اور مسجد میں داخل ہوں جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے''۔

یعنی تم نے اگر پھر فساد کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا اور اپنی طرف اٹھا لیا اور تم نے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے تم پر اہل فارس اور روم کو مسلط کیا کہ تمہارے وہ دشمن تمہیں قتل کریں قید کریں اور تمہیں شہر بدر کریں کہ رنج و پریشانی کے آثار تمہارے چہروں سے ظاہر ہوں۔

''وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ۔ اور جس چیز پر قابو پائیں تباہ کر کے برباد کر دیں قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔ اور اگر پھر شرارت کرو تو ہم پھر عذاب کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے''۔

یعنی بیت المقدس میں فساد برپا کر کے اسے ویران کریں۔ اور تیسری بار پھر ایسا ہی کرو تو ہمارا عذاب بھی تمہارے لئے تیار ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب انہوں نے پھر اپنی شرارت اٹھائی اور زمانہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کی تکذیب کی تو قیامت تک کے لئے ان پر ذلت لازم کر دی گئی اور مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا جیسا کہ قرآن کریم میں یہود کے لئے فرمایا: ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ الآیہ۔ باآنکہ آج انگریز ان کی حمایت فلسطین میں کر رہا ہے لیکن وہ ذلت جو مخالفت سے لازم آتی ہے وہ ان پر بھی ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔ بے شک یہ قرآن راہ دکھاتا ہے ان کے لئے جو سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے وَ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ۔ اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

ایمان والوں کیلئے اجر کبیر اور بے ایمانوں کیلئے عذاب الیم کی وعید شدید اس آیہ کریمہ میں بیان فرمائی گئی۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

اور دعا کرتا ہے انسان برائی کے لئے جیسے اس کی دعا بھلائی مانگنے کی تھی اور ہے آدمی بڑا جلد باز۔

وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾

اور بنایا ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں تو مٹائی ہم نے نشانی رات کی اور کی ہم نے نشانی دن کی دکھانے والی تا کہ تلاش کرو فضل سے اپنے رب کے اور تا کہ جانو گنتی برسوں کی اور حساب اور ہر شے جدا جدا ہم نے مفصل رکھی۔

www.waseemziyai.com

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور ہر انسان کے لئے لازم کی ہم نے قسمت اس کی اس کے گلے میں اور نکالیں گے ہم اس کے لئے قیامت کے روز نوشتہ اس کا کھلا ہوا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾

(اور حکم ہوگا) پڑھ اپنا لکھا ہوا کافی ہے تو ہی آج کے دن اپنا محتسب۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

جو ہدایت پر ہوا تو وہ اپنے ہی حق میں ہدایت یافتہ ہے او جو گمراہ ہوا تو اپنی جان پر اور نہ اٹھائے کوئی بوجھ دوسرے کا اور ہم نہیں عذاب کرنے والے حتیٰ کہ بھیجیں رسول۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

اور جب چاہیں ہم یہ کہ ہلاک کریں کسی بستی کو حکم دیتے ہیں ہم ان کے خوشحالوں کو تو فسق کرتے ہیں ان میں تو لازم ہو جاتا ہے ان پر ہمارا فرمان تو تباہ کرتے ہیں ہم اسے برباد کر کے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

اور کتنی ہلاک کیں ہم نے سنگتیں نوح کے بعد اور کافی ہے تمہارا رب گناہوں سے اپنے بندوں کے کہ وہ خبردار دیکھنے والا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾

جو ہے کہ چاہے جلدی، جلدی دیتے ہیں ہم اس میں جو چاہیں جسے چاہیں پھر کر دیں اس کے لئے جہنم کہ جائے اس میں مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾

اور جو چاہے آخرت اور کوشش کرے اس کے لئے اور وہ مومن ہو تو انہی کی کوشش ہوگی ٹھکانے لگی ہوئی۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

سب کو ہم مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی عطا ہے تمہارے رب کی اور نہیں تمہارے رب کی بخشش پر روک۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

دیکھو کس طرح بڑائی دی ہم نے بعض کو بعض پر اور بے شک آخرت کا بڑا درجہ ہے فضیلت میں۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾

(اے سننے والے) نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا خدا تو بیٹھ رہے گا تو مذمت کیا ہوا بے کس۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَ۔اور
دُعَآءَهٗ۔جیسے مانگتا ہے
عَجُوْلًا۔جلد باز
وَالنَّهَارَ۔اور دن کو
الَّيْلِ۔رات کی
مُبْصِرَةً۔روشن
وَلِتَعْلَمُوْا۔اور تاکہ جانو
وَكُلَّ۔اور ہر
وَكُلَّ۔اور ہر ایک
طٰٓئِرَهٗ۔اس کی قسمت
يَوْمَ۔دن
مَنْشُوْرًا۔کھلا ہوا
بِنَفْسِكَ۔تیری اپنی ہی جان
مَنِ۔جو
لِنَفْسِهٖ۔اپنی جان کے لئے
يَضِلُّ۔گمراہی
وَازِرَةٌ۔کوئی اٹھانے والی
كُنَّا۔ہیں ہم
رَسُوْلًا۔رسول
نُّهْلِكَ۔ہلاک کریں
مندوں کو
فَحَقَّ۔تو حق ہو جاتی ہے
ہیں ہم اس کو
مِنَ الْقُرُوْنِ۔سنگتیں
بِرَبِّكَ۔تیرا رب
بَصِيْرًا۔دیکھنے والا
الْعَاجِلَةَ۔جلدی کو

يَدْعُ۔مانگتا ہے
بِالْخَيْرِ۔بھلائی
وَ۔اور
اٰيَتَيْنِ۔دونشان
وَجَعَلْنَآ۔اور بنائی ہم نے
لِّتَبْتَغُوْا۔تاکہ ڈھونڈو
عَدَدَ۔گنتی
شَيْءٍ۔چیز کو
اِنْسَانٍ۔انسان
فِيْ عُنُقِهٖ۔اس کی گردن میں
الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
اِقْرَاْ۔پڑھ
الْيَوْمَ۔آج
اهْتَدٰى۔ہدایت پائے تو
وَمَنْ۔اور جو
عَلَيْهَا۔اسی پر ہے
وِّزْرَ۔بوجھ
اُخْرٰى۔دوسرے کا
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
وَاِذَآ۔اور جب
قَرْيَةً۔کسی بستی کو
فَفَسَقُوْا۔تو وہ برائی کرتے ہیں
عَلَيْهَا۔اس پر
تَدْمِيْرًا۔پورا تباہ کرنا
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد
بِذُنُوْبِ۔گناہوں
مَنْ۔جو
عَجَّلْنَا۔جلدی دیتے ہیں ہم

الْاِنْسَانُ۔انسان
وَكَانَ۔اور ہے
جَعَلْنَا۔بنایا ہم نے
فَمَحَوْنَآ۔پھر مٹادی ہم نے
اٰيَةَ۔نشانی
وَجَعَلْنَآ۔اور بنائی ہم نے
اٰيَةَ۔نشانی
فَضْلًا۔فضل
السِّنِيْنَ۔سالوں کی
فَصَّلْنٰهُ۔بیان کیا ہم نے اسے
اَلْزَمْنٰهُ۔لگادی ہم نے اس کو
وَنُخْرِجُ۔اور نکالیں گے ہم
كِتٰبًا۔لکھا ہوا
كِتٰبَكَ۔اپنا لکھا ہوا
عَلَيْكَ۔تجھ پر
فَاِنَّمَا۔سوائے اس کے نہیں
ضَلَّ۔گمراہ ہوا تو
وَلَا۔اور نہیں
وَمَا۔اور نہیں
نَبْعَثَ۔بھیجیں ہم
اَنْ۔یہ کہ
مُتْرَفِيْهَا۔اس کے دولت
فِيْهَا۔اس میں
الْقَوْلُ۔بات
وَكَمْ۔اور کتنی
نُوْحٍ۔نوح کے
عِبَادِهٖ۔اپنے بندوں سے
كَانَ۔ہے
لَهٗ۔اس کو

بِالشَّرِّ۔برائی
الْاِنْسَانُ۔انسان
الَّيْلَ۔رات
اٰيَةَ۔نشانی
النَّهَارِ۔دن کی
مِّنْ رَّبِّكُمْ۔اپنے رب کا
وَالْحِسَابَ۔اور حساب
تَفْصِيْلًا۔کھول کر

لَهٗ۔اس کے لئے
يَّلْقٰهُ۔پائے گا اس کو
كَفٰى۔کافی ہے
حَسِيْبًا۔حساب لینے والی
يَهْتَدِيْ۔ہدایت پائے گا
فَاِنَّمَا۔سوا اس کے نہیں
تَزِرُ۔اٹھائے گی
وَمَا۔اور نہیں
نَبْعَثَ۔بھیجیں ہم
اَنْ۔یہ کہ
مُتْرَفِيْهَا۔اس کے دولت
فِيْهَا۔اس میں
فَدَمَّرْنٰهَا۔پھر تباہ کرتے
اَهْلَكْنَا۔ہلاک کیں ہم نے
وَكَفٰى۔اور کافی ہے
خَبِيْرًا۔خبردار
يُرِيْدُ۔چاہتا
فِيْهَا۔اس میں

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مَا۔جو
ثُمَّ۔پھر
يَصْلٰهَا۔داخل ہوگا اس میں
اَرَادَ۔چاہے
سَعْيَهَا۔اپنی پوری کوشش
كَانَ۔ہے
نُمِدُّ۔مدد دیتے ہیں ہم
مِنْ عَطَآءِ۔عطا ہے
عَطَآءُ۔عطاء
كَيْفَ۔کس طرح
بَعْضٍ۔بعض کے
وَّاَكْبَرُ۔اور بہت بڑی ہے
مَعَ۔ساتھ
فَتَقْعُدَ۔پھر بیٹھے گا

نَشَآءُ۔چاہیں ہم
جَعَلْنَا۔بنائیں گے ہم
مَذْمُوْمًا۔ملامت کیا ہوا
الْاٰخِرَةَ۔آخرت
وَهُوَ۔اور وہ ہو
سَعْيُهُمْ۔ان کی کوشش
هٰٓؤُلَآءِ۔ان کو بھی
رَبِّكَ۔تیرے رب کی
رَبِّكَ۔تیرے رب کی
فَضَّلْنَا۔بزرگی دی ہم نے
وَلَلْاٰخِرَةُ۔اور یقیناً آخرت
تَفْضِيْلًا۔بزرگی میں
اللّٰهِ۔اللہ کے
مَذْمُوْمًا۔ملامت کیا ہوا

لِمَنْ۔جس کے لئے
لَهٗ۔اس کے لئے
مَّدْحُوْرًا۔دھتکارا ہوا
وَسَعٰى۔اور کوشش کرے
مُؤْمِنٌ۔مومن
مَّشْكُوْرًا۔ٹھکانے لگی
وَ۔اور
وَمَا۔اور نہیں
مَحْظُوْرًا۔بند ہونے والی
بَعْضَهُمْ۔ان کے بعض کو
اَكْبَرُ۔بہت بڑی ہے
لَا۔اور نہ
اِلٰهًا۔خدا
مَّخْذُوْلًا۔رسوا

نُّرِيْدُ۔چاہیں ہم
جَهَنَّمَ۔جہنم
وَمَنْ۔اور جو
لَهَا۔اس کے لئے
فَاُولٰٓئِكَ۔تو یہ لوگ
كُلًّا۔ہر ایک کو
هٰٓؤُلَآءِ۔ان کو بھی
كَانَ۔ہے
اُنْظُرْ۔دیکھ
عَلٰى۔اوپر
دَرَجٰتٍ۔درجے میں
تَجْعَلْ۔بنا
اٰخَرَ۔دوسرا

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

''وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ اور دعا کرتا ہے انسان برائی کی جیسے بھلائی کی دعا مانگتا ہے اور ہے انسان بڑا جلد باز''۔

یعنی انسان اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے اپنے مال کے لئے اور اولاد کے لئے غصہ میں آ کر ان سب کو کوستا ہے اور ان کے لئے بددعائیں کرتا ہے تو اس کی جلد بازی کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بددعا قبول کرے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و فضل و کرم سے اس بددعا کو قبول نہیں کرتا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ وَ مُجَاهِدٍ فَالْمَعْنٰی عَلَی الْاَوَّلِ اَنَّ الْقُرْاٰنَ یَدْعُوا الْاِنْسَانَ اِلَی الْخَیْرِ الَّذِیْ لَا خَیْرَ فَوْقَهٗ مِنَ الْاَجْرِ الْکَبِیْرِ وَ یَحْذَرُهٗ مِنَ الشَّرِّ الَّذِیْ لَا شَرَّ وَرَائَهٗ مِنَ الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ وَ هُوَ اَیْ بَعْضُ اَفْرَادِهٖ اَعْنِی الْکَافِرَ یَدْعُوْا لِنَفْسِهٖ بِمَا هُوَ الشَّرُّ مِنَ الْعَذَابِ الْمَذْکُوْرِ اِمَّا بِلِسَانِهٖ حَقِیْقَةً کَدَاْبِ مَنْ قَالَ منهم اَللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ - فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ۔ سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم انسان کو اس بھلائی کی طرف بلاتا ہے جس سے زائد بھلائی نہیں ثواب کبیر میں اور اس برائی سے ڈراتا ہے جس کے بعد کوئی عذاب دردناک نہیں اور وہ یعنی بعض افراد کفار اپنی جان کے لئے وہ دعا

www.waseemziyai.com

کرتے تھے عذاب کے لئے زبان سے جیسے نضر بن حارث نے کہا اور ان کے شریروں کے لئے بھی بددعا ہوئی کہ الٰہی اگر یہ حق پر ہیں تیری طرف سے تو برسا دے ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ہم پر کوئی عذاب دردناک جیسے کہا ''اگر آپ سچے ہیں تو جو آپ ہمارے لئے کہتے ہیں وہ لے آئیں''۔ چنانچہ نضر بن حارث مارا گیا اور اس کی بددعا اس کے حق میں قبول ہوئی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ہدایت فرمائی کہ تم اپنے اوپر اپنی اولاد کے اوپر اپنے مال پر بددعا نہ کیا کرو۔ تاکہ کہیں وہ بددعا ساعت مستجاب میں نہ ہو جائے اور تمہاری منہ مانگی بلا تم پر نازل ہو۔ حیث قال۔

فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدُ وَالْبَزَّارُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لِئَلَّا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى سَاعَةً فِيْهَا اِجَابَةٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ۔ اسی لئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ انسان بہت جلد باز ہے۔

''وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫۔ اور کیا ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں تو مٹائی ہم نے نشانی رات کی اور کی ہم نے نشانی دن کی دکھانے والی تاکہ تلاش کرو اپنے رب کا فضل اور جانو گنتی برسوں کی اور حساب اور ہر شے ہم نے خوب جدا جدا ظاہر فرما دی''۔

یعنی رات دن کی نشانیاں اللہ تعالیٰ کے قادر علی الاطلاق ہونے پر دو نشانیاں ہیں چنانچہ رات کی نشانی میں تاریکی ڈال کر اسے تمہارے آرام کے لئے رکھا اور دن کی نشانی میں روشنی ڈالی تاکہ تم ہر چیز کو دیکھو اور کسب معاش آسانی سے کر سکو اور اس کے بعد رات آجانے سے دن گن کر برسوں کے حساب جانو اور مہینوں برسوں کے حساب یاد رکھو۔ مزدوروں کی مزدوری میں غلطی نہ کرو اور ہر شے کی تفصیل ہم نے مفصل بیان کر دی۔ اسی لئے فرمایا: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ ہم نے اس کتاب میں تمام امور بیان کر دیئے اور کچھ نہ چھوڑا۔

دوسری جگہ فرمایا: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ مختصر یہ کہ کتاب وہ ہے جس میں جمیع اشیاء کا بیان ہے۔

''وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۔ اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی اور نکالیں گے اس کے لئے بروز قیامت ایک نوشتہ جو کھلا ہوا ہوگا۔ (اسے حکم ہوگا) پڑھ اپنے اعمال نامہ کو آج تیری جان ہی کافی ہے اپنا حساب کرنے کو''۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے خیر ہو یا شر سعادت ہو یا شقاوت وہ اسے ایسے لازم ہوگا جیسے گلے کا ہار جہاں جائے جدھر جائے اس کے ساتھ ہو کبھی جدا نہ ہو۔

مجاہد کہتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ ہر انسان کے گلے میں اس کی سعادت و شقاوت کا نوشتہ ڈال دیا جائے اور حکم ہو اپنا نامہ اعمال پڑھ لے تو ہی اپنے حساب کے لئے کافی ہے۔

''مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ۔ جو راہ پر آیا وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آیا وَمَنْ ضَلَّ اور جو بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں''۔

www.waseemziyai.com

یعنی ہدایت یافتہ کا ثواب ہدایت یافتہ کو ملے گا اور گمراہ کا گناہ اسی پر ہوگا اور کوئی اپنے گناہ کے سوا کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور عذاب سے اول ہم رسول بھیجتے ہیں وہ امت کو اس کے فرائض سے آگاہ فرماتے ہیں اور راہ حق ان پر واضح فرماتے ہیں اور حجت شرعی قائم ہونے کے بعد پھر بصورت مخالفت ان پر عذاب بھیجتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اَنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْوَلِيْدِ بْنِ مُغِيْرَةَ لَمَّا قَالَ اكْفُرُوْا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلَيَّ اَوْزَارُكُمْ۔ یہ آیہ کریمہ ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جب اس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرو اور اس کا گناہ مجھ پر ہے۔

یہاں وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کے مقابلہ میں دوسری آیہ کریمہ سے شبہ ہوتا ہے کہ یہاں کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گی فرمایا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے: مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا۔ یعنی جو سفارش کرے اچھی اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے اور جو بری سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے: لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ تاکہ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے قیامت کے دن اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ لَا يُنَا فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ یہ آیتیں وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کے منافی نہیں ہیں اس لئے کہ ان آیتوں میں ان لوگوں کے عمل کا بوجھ ان پر ڈالا گیا ہے جو دوسروں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرتے رہتے ہیں تو ان کی گمراہی ان گمراہوں کی وجہ سے ہوئی اس لئے وہ ماخوذ ہوں گے۔ یہ جزاء اضلال ہے نہ کہ جزاء ضلال۔

جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ۔ میت عذاب دی جاتی ہے اس کے اہل کے رونے سے اس پر اس کی وجہ فرماتے ہیں: وَاُجِيْبَ بِاَنَّ الْحَدِيْثَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا اِذَا اَوْصَى الْمَيِّتَ بِذٰلِكَ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ التَّعْذِيْبُ مِنْ قَبِيْلِ جَزَاءِ الْاِضْلَالِ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس مرنے والے پر محمول ہے جو میت اپنے بعد رونے کی وصیت کر مرے تو یہ تعذیب بھی از قبیل جزاء اضلال ہے۔

''وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور ہم عذاب نہیں دیتے جب تک کہ رسول مبعوث نہ کرلیں''۔

اس بیان میں عنایت ربانی ہے گویا یہ فرمایا گیا کہ جب تک ہمارا رسول ہدایت حق اور نہی عن الضلال نہ کرے اس وقت تک ہماری حجت قائم نہیں ہوتی جب ہمارے مرسلین کرام کی اتباع سے انحراف ہو جائے اور براہین ساطعہ و معجزات باہرہ کے بعد بھی اتباع کی طرف نہ جھکیں تو پھر ہم عذاب نازل فرماتے ہیں۔

''وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا۔ اور جب ہم ارادہ فرماتے ہیں اس کا کہ ہلاک کریں کسی بستی کو اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا احکام بھیجتے ہیں اس بستی کے خوشحالوں پر تو وہ خلاف ورزی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں''۔

یعنی جس بستی کو ہلاک کرنا مشیت الٰہی میں ہو اس پر اتمام حجت یوں کیا جاتا ہے کہ اس بستی کے سرداروں خوش حالوں پر

www.waseemziyai.com

احکام بھیجے جاتے ہیں تو وہ اس کی اتباع سے نافرمانی کر کے فسق کرتے ہیں۔ مُتْرَفِيْهَا يَعْنِىْ مُتَنَعِّمِيْهَا وَ جَبَّارِيْهَا وَمُلُوْكَهَا وَ خَصَّهُمْ بِالذِّكْرِ مَعَ تَوَجُّهِ الْاَمْرِ اِلَى الْكُلِّ لِاَنَّهُمْ اَئِمَّةُ الْفِسْقِ وَ رُءُوْسَاءِ الضَّلَالِ۔

ان کے مالدار اور ارباب اختیار اور ان کے حکمرانوں کی طرف حکم بھیج کر سب کے لئے عذاب اس بناء پر محقق کیا گیا کہ وہ ان کے فسق و فجور میں امام اور گمراہی کے ذمہ دار ہوتے ہیں فَفَسَقُوْا فِيْهَا اَىْ خَرَجُوْا عَنِ الطَّاعَةِ وَ تَمَرَّدُوْا۔ یعنی وہ اطاعت سے باہر ہوتے اور سرکشی کرتے ہیں تو ہم اس بستی کو تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں۔

''وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ۔ اور کتنی ہلاک کر دیں بستیاں ہم نے نوح کے بعد اور تمہارا رب کافی ہے گناہوں کی خبر رکھنے میں اپنے بندوں کے جو دیکھنے والا ہے''۔

یعنی عاد و ثمود کی مثل جو قومیں حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد ہلاک ہوئیں وہ وہی تھیں جن کے ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ پر روشن اور ظاہر تھے اور وہ ظاہر و باطن کا عالم ہے اس سے کچھ مخفی نہیں کیا جا سکتا وہ علام الغیوب ہے۔

اب اس کے بعد طالب دنیا اور طالب عقبیٰ کا فرق بیان ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ اور مرتبہ واضح ہو رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

''مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ۔ جو ایسا ہو کہ جلدی چاہے کہ ہم اسے اس دنیا میں جلدی دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لئے جہنم کر دیں کہ جائے اس میں مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ اور جو چاہے آخرت اور اس کے لئے اس کی سی کوشش کرے اور ہو وہ مومن تو یہی وہ ہیں جن کی کوشش مقبول ہوگی''۔

یعنی طالب دنیا تو یہی چاہتا ہے کہ اس کی مرضی کے موافق دنیا میں ہم دے دیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ طالب دنیا کی ہر خواہش پوری کی جائے اور اسے اس کی خواہش کے موافق دیا جائے ایسا نہیں بلکہ ان میں سے جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں دیتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ بہت چاہتا ہے اور ہم کم دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مانگنے والا عیش چاہتا ہے تو ہم تکلیف دیتے ہیں ان حالتوں میں کافر دنیا و آخرت دونوں کے نقصان میں رہا۔ اور اگر دنیا میں اسے اس کی پوری مراد دے دی گئی تو آخرت کی بدنصیبی اور شقاوت اس کے لئے ہے برخلاف مومن کے جو آخرت کا طالب ہے اگر اسے دنیا میں بھی فضل الٰہی عزوجل سے اس کو عیش ملا تو دونوں جہان میں کامیاب رہا۔

غرضیکہ مومن ہر حال میں کامیاب ہے اور کافر اگر دنیا میں آرام پا بھی لے تو بھی کیا کیونکہ اس کے لئے پھر جہنم ہے وہ اس میں مذموم یعنی مذمت کیا گیا اور مدحور یعنی دھکے کھاتا ہوا جائے گا اور جو آخرت کا چاہنے والا نیک عمل کرنے والا ایمان و اعتقاد صحیح رکھنے والا جو بھی ہے اس کے عمل کی کوشش مشکور ہوگی یعنی ٹھکانے لگے گی اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی قبولیت کے لئے تین چیزیں درکار ہیں۔

ایک طالب آخرت ہونا یعنی نیت نیک رکھنا اور اپنا رابطہ اپنے رب عزوجل سے رکھنا۔

دوسرے سعی یعنی عمل کو باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا فرض کو فرض کی جگہ سنت کو سنت کی جگہ مستحب کو مستحب کی جگہ۔

تیسرے ایمان جو سب سے مقدم ہے اور اس اعمال ہے

www.waseemziyai.com

''كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطاء سے اور نہیں تمہارے رب کی عطا کو کوئی روکنے والا''۔

یعنی دنیا چاہنے والا اور آخرت کا طالب سب کو اللہ عزوجل روزی پہنچاتا ہے اور سب کا انجام اس کے عمل کے حسب حال ہے وہی سب کو روزی دینے والا ہے دنیا میں سب اسی کی عطا سے فیض یاب ہوتے ہی۔ نیک ہوں یا بد۔

''اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ دیکھو ہم نے ان میں ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی۔ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (اے سننے والے) نہ کر اللہ کے ساتھ دوسرا خدا تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا ہوا۔ مَّخْذُوْلًا بے کسی میں۔

مال ومنال کمال اور جاہ وثروت میں اور جو اللہ عزوجل کے ساتھ دوسرا خدا ٹھہرائے وہ بے یار ومددگار رہ جائے گا۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾	اور حکم فرمایا تمہارے رب نے یہ کہ نہ پوجو مگر اسی کو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونوں تو نہ کہنا اسے اف اور نہ جھڑکنا اور کہنا ان سے تعظیم کی بات۔
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾	اور ان کے لئے بچھا باز و عاجزی کا نرم دلی سے اور عرض کر اے میرے رب رحم کر ان دونوں پر جیسے پالا انہوں نے مجھے بچپن میں۔
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾	تمہارا رب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر ہو تم صالح تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾	اور دے رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین اور مسافر کو اور نہ فضول خرچ کر فضول۔
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾	بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور ہے شیطان اپنے رب کا ناشکرا۔
وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾	اور تو منہ پھیر لے ان سے بامید رحمت اپنے رب کی طرف امید کرتا ان سے تو کہہ ان سے آسان بات۔
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾	اور نہ کر اپنا ہاتھ بندھا ہوا گردن تک اور نہ پورا کھول کھولنے میں کہ تو بیٹھ رہے ملامت کر کے تھکا ہوا۔
اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع	بے شک تمہارا رب کشادہ کرتا ہے روزی جسے چاہے اور تنگ کرتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے۔

www.waseemziyai.com

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَقَضٰی - اور حکم دیا
اِلَّآ - مگر
اِحْسَانًا - احسان کرنا
الْکِبَرَ - بڑھاپے کو
فَلَا - تو نہ
وَّلَا - اور نہ
قَوْلًا - بات
لَهُمَا - ان کے لئے
وَقُلْ - اور کہہ
رَبَّيٰنِيْ - پرورش کیا انہوں نے مجھے
اَعْلَمُ - خوب جانتا ہے
اِنْ - اگر
كَانَ - ہے
وَاٰتِ - اور دے
وَابْنَ السَّبِيْلِ - اور مسافر کو
اِنَّ - بے شک
اِخْوَانَ - بھائی
لِرَبِّهٖ - اپنے رب کا
عَنْهُمُ - ان سے
تَرْجُوْهَا - جو امید ہے تجھے
مَّيْسُوْرًا - نرم
مَغْلُوْلَةً - بندھا ہوا
تَبْسُطْهَا - پھیلا دے تو ان کو
مَلُوْمًا - ملامت کیا ہوا
يَبْسُطُ - پھیلاتا ہے
وَيَقْدِرُ - اور تنگ کرتا ہے

رَبُّكَ - تیرے رب نے
اِيَّاهُ - اسی کو
اِمَّا - اگر
اَحَدُهُمَآ - ایک ان سے
تَقُلْ - کہہ
تَنْهَرْهُمَا - جھڑکی دے ان کو
كَرِيْمًا - اچھی
جَنَاحَ - بازو
رَّبِّ - اے میرے رب
ارْحَمْهُمَا - رحم کر ان دونوں پر
صَغِيْرًا - بچپن میں
بِمَا - جو کچھ
تَكُوْنُوْا - ہو گے تم
صٰلِحِيْنَ - نیک
لِلْاَوَّابِيْنَ - توبہ کرنے والوں کو
ذَا الْقُرْبٰى - قرابت والوں کو
وَلَا - اور نہ
الْمُبَذِّرِيْنَ - فضول خرچ کرنے والے
الشَّيٰطِيْنِ - شیطانوں کے
كَفُوْرًا - ناشکرا
ابْتِغَآءَ - چاہتا ہوا
فَقُلْ - تو کہہ
وَلَا - اور نہ
اِلٰى - طرف
كُلَّ - پورا
مَّحْسُوْرًا - تھکا ہوا
الرِّزْقَ - رزق
اِنَّهٗ - بے شک وہ

اَنْ - یہ کہ
وَبِالْوَالِدَيْنِ - اور ساتھ ماں باپ کے
يَبْلُغَنَّ - پہنچ جائیں
اَوْ - یا
لَّهُمَآ - ان کو
وَقُلْ - اور کہہ
وَ - اور
الذُّلِّ - نرمی کے
مِنَ الرَّحْمَةِ - رحمت سے
كَمَا - جیسے
رَبُّكُمْ - تمہارا رب
فِيْ نُفُوْسِكُمْ - تمہارے دلوں میں ہے
فَاِنَّهٗ - تو وہ
غَفُوْرًا - بخشنے والا
وَالْمِسْكِيْنَ - اور مسکین
تَبْذِيْرًا - فضول
كَانُوْٓا - ہیں
وَكَانَ - اور ہے
وَاِمَّا - اور اگر
رَحْمَةٍ - رحمت
لَّهُمْ - ان سے
تَجْعَلْ - کر
يَدَكَ - اپنا ہاتھ
وَلَا - اور نہ
عُنُقِكَ - اپنی گردن کے
الْبَسْطِ - پھیلانا
اِنَّ - بے شک
لِمَنْ - جس کے لئے
كَانَ - ہے
بِعِبَادِهٖ - اپنے بندوں سے

لَآ تَعْبُدُوْٓا - نہ پوجو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

خَبِیْرًا۔خبردار بَصِیْرًا۔دیکھنے والا

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔سورۃ بنی اسرائیل۔پ ۱۵

''وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔اور حکم فرماتا ہے تیرا رب یہ کہ نہ پوجو مگر اسی کو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو''۔

اس آیہ کریمہ میں دو حکم ہیں پہلا حکم عبادت الٰہی عزوجل میں کسی کو شریک نہ کرنا۔دوسرا حکم والدین کے ساتھ حسن سلوک۔گویا حقوق والدین حق معبود کے ساتھ ساتھ ہیں اور اس کے ساتھ ہی ان کی عمر کے حصہ اخیرہ کے لئے حکم ہے۔

''اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا۔اگر پہنچ جائیں تیرے سامنے ایک یا دونوں بڑھاپے کو'' یعنی ضعف کی عمر میں ان پر ضعف کا غلبہ ہو جائے اعضاء میں قوت نہ رہے اور جس طرح بچپن میں تو ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخر عمر میں تیرے پاس ناتواں ہو جائیں تو

''فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا۔ان کے سامنے اف بھی نہ کرنا اور نہ جھڑکنا''۔

یعنی کوئی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے ان کی دل شکنی ہو اور وہ یہ سمجھ بیٹھیں کہ ہماری اولاد کی محبت میں ہماری طرف سے گرانی ہے بلکہ وہ ہمیں ذلیل دیکھتی ہے بلکہ حسن ادب کے ساتھ ان سے مخاطبہ کرنا اسی بنا پر فقہاء نے آداب والدین میں لکھا کہ ماں باپ کو ان کا نام لے کر پکارنا بھی بے ادبی ہے۔اور ان کی دل آزاری ہے۔البتہ اگر وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا تذکرہ ان کے نام کے ساتھ جائز ہے۔آداب والدین میں یہ بھی حکم ہے کہ ان سے کلام ایسے کرے جیسے غلام اپنے آقا سے ہم کلام ہوتا ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے،

''وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا۔اور ان سے تعظیم کی بات کہنا''۔

''وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔اور ان دونوں کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسے ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا''۔

یعنی نرمی اور تواضع سے ان سے پیش آ اور ان کے ضعف و پیری کے وقت شفقت و محبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے محبت سے پرورش کیا تھا اور جو کچھ انہیں درکار ہو اس کے بہم پہنچانے میں دریغ نہ کر۔

مدعا حکم یہ ہے کہ دنیا میں والدین کے ساتھ اولاد کتنی بھی خدمت اور سلوک کرے اور ان کے ساتھ تواضع میں کتنا ہی مبالغہ کرے لیکن ان کے احسان کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔اس لئے کہ بندہ پر ان کے احسانات ربوبیت کے اتنے ہیں کہ وہ گنے نہیں جا سکتے۔لہٰذا بارگاہ حق عزوجل میں دعا کر کے عرض کرے کہ یارب میری خدمتیں ان کے احسانات کا بدلہ اور جزا نہیں ہو سکتیں لہٰذا تو ان پر کرم کر۔

اس سے یہ مسئلہ بھی ملتا ہے کہ والدین اگر کافر ہوں تو ان کے لئے ہدایت و ایمان کی دعا کرے کہ یہ ان کے حق میں رحمت ہے۔

حدیث میں ہے کہ ''والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ان کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے''۔یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے جو ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے روایت کی:عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَاءُ اللّٰهِ

www.waseemziyai.com

تَعَالٰی فِیْ رِضَاءِ الْوَالِدَیْنِ وَسُخْطُ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ سُخْطِ الْوَالِدَیْنِ۔

ایک روایت میں ہے: اَنَّ رَجُلًا جَاءَ یَسْتَاْذِنُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجِھَادِ مَعَہٗ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْھِمَا فَجَاھِدْ۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اجازت لینے کے لئے کہ جہاد میں آپ کی معیت کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا ان میں ہی رہ کر جہاد کر۔

ایک حدیث میں ہے کہ والدین کا فرمانبردار جہنم میں نہ جائے گا اور ان کا نافرمان کتنے ہی عمل کرے ضرور معذب ہوگا۔

اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کی نافرمانی سے بچو اس لئے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آئے گی اور والدین کا نافرمان وہ خوشبو نہ پائے گا۔

اور قطاع الرحم اور بوڑھا زنا کار اور تکبر سے اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا بھی اس خوشبو سے محروم رہیگا۔

''رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے''۔ یعنی والدین کی خدمت و اطاعت کا ارادہ اور ذوق خدمت یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

''اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا۔ اگر تم صالح ہو گئے تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے''۔ یعنی والدین کی خدمت میں جو تم سے کوتاہی ہوگئی تو توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

''وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۔ اور دور شتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین اور مسافر کو اور فضول خرچ میں نہ اڑا دو''۔

''اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا۔ بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے''۔

یعنی میراث کے حقداروں سے صلہ رحمی کرو عام رشتہ داروں سے محبت اور میل جول رکھو۔ حسن معاشرت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان کی خبر گیری کرو اور ضرورت کے موقع پر ان کی مدد کرو اور مساکین کی اعانت اور مسافروں کی معاونت کرتے ہوئے تبذیر نہ کرو یعنی ناجائز کاموں میں خرچ نہ کرو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبذیر ناجائز کاموں میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور ناجائز کام میں خرچ کرنے والے اخوان الشیاطین اس وجہ میں ہیں کہ وہ ان کی راہ پر چلتے ہیں اور چونکہ شیطان کفران نعمت ہی کی وجہ سے ابلیس ہوا اس وجہ میں اس کے پیروؤں کو اخوان الشیاطین فرمایا گیا۔

شان نزول آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ حضرت مہجع، اور بلال اور صہیب، اسلم اور خباب اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر وقتاً فوقتاً اپنی حوائج وضروریات کے لئے سوال کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حاجت روائی فرماتے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیا فرماتے ہوئے بجائے اس کے کہ انہیں جواب دیتے اعراض فرما کر خاموش رہتے کہ اللہ تعالیٰ دے گا تو انہیں دیں گے تو اس پر یہ حکم نازل ہوا۔

''وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْھُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ تَرْجُوْھَا فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا۔ اور اگر آپ ان سے اعراض

www.waseemziyai.com

کریں اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی آپ کو انتظار ہے تو ان سے بطریقۂ میسور یعنی نرم اور آسان طرح بات فرمائیں''۔یعنی ان کے لئے بہ خندہ پیشانی وعدہ فرمائیں یا ان کے حق میں دعا کردیں۔

''وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا۔اور اپنا ہاتھ اپنی گردن میں بندھا ہوا نہ رکھئے اور نہ پورا کھول دیجئے کہ پھر بیٹھے رہ جائیں ملامت کئے ہوئے تھک کر''۔

یہ مغلول العنق ایک تمثیل عرف ہے۔اس سے انفاق یعنی خرچ میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی تعلیم فرمائی گئی اور یہ بتایا گیا کہ نہ تو اس طرح ہاتھ روکیے کہ بالکل خرچ ہی نہ کریں اور ایسا معلوم ہو کہ گویا ہاتھ گلے سے بندھا ہوا ہے دینے کے لئے ہل ہی نہیں سکتا ایسا کرنا سبب ملامت ہے اس لئے کہ بخیل برا ہوتا ہے اور نہ ایسا ہاتھ کھولیے کہ اپنی ضروریات کے لئے بھی کچھ باقی نہ رہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دی اور کہا کہ'' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت اس انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کہ اپنی ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے''۔

یہودیہ کا یہ طرز تکلم ان کو ناگوار گزرا۔انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سب صاحب فضل وکمال ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جود ونوال میں کچھ شبہ نہیں لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے''۔

یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ اس یہودیہ کو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جود وکرم کی آزمائش کرادی جائے۔چنانچہ انہوں نے اپنی لڑکی کو بھیجا کہ حضور سے قمیص مانگ لائے۔یہ جب قمیص کا سوال کرنے گئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہی قمیص تھی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیب تن تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قمیص اتار کر عطا فرمادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرائے عالی میں تشریف ارزاں رہے شرم کی وجہ سے باہر تشریف نہ لائے۔حتیٰ کہ اذان ہوئی صحابہ علیہم رضوان انتظار کرتے رہے آپ تشریف نہ لائے صحابہ علیہم رضوان کو فکر ہوئی حال معلوم کرنے کے لئے دولت سرائے اقدس پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ قمیص نہیں ہے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اتنا واقعہ شان نزول میں نقل فرماتے ہیں:

وَفِي الْكَشَّافِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ اَتَاهُ صَبِيٌّ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ تَسْئَلُكَ دِرْعًا فَقَالَ مِنْ سَاعَةٍ اِلٰى سَاعَةٍ يَظْهَرُ فَعُدْ اِلَيْنَا فَذَهَبَ اِلٰى اُمِّهٖ فَقَالَتْ قُلْ لَهٗ اِنَّ اُمِّيْ تَسْئَلُكَ الدِّرْعَ الَّذِيْ عَلَيْكَ فَدَخَلَ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَهٗ وَ نَزَعَ قَمِيْصَهٗ وَاَعْطَاهُ وَ قَعَدَ عُرْيَانًا وَ اَذَّنَ بِلَالٌ وَانْتُظِرَ فَلَمْ يَخْرُجْ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَنَزَلَتْ۔

حضور تشریف فرما تھے کہ ایک بچہ حاضر ہوا اور عرض کیا میری ماں نے پہننے کو چادر طلب کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑی دیر میں آنا وہ اپنی ماں کے پاس واپس آیا پھر ماں نے کہا پھر جا اور عرض کر میری ماں وہ چادر طلب کرتی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور قمیص مبارک اتار کر اسے

www.waseemziyai.com

دے دی اور بلا قمیص گھر میں جلوہ افروز رہے اور حضرت بلال نے اذان دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن ولی الدین عراقی فرماتے ہیں کہ کتب احادیث میں ان الفاظ سے ہم نے یہ حدیث نہیں پائی۔

لیکن ابن مردویہ رحمہ اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ جَاءَ غُلَامٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ تَسْاَلُكَ كَذَا وَ كَذَا فَقَالَ مَا عِنْدَنَا الْيَوْمَ شَيْءٌ قَالَ فَتَقُوْلُ لَكَ اَكْسِنِيْ قَمِيْصَكَ فَخَلَعَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَمِيْصَهٗ فَدَفَعَهٗ اِلَيْهِ وَ جَلَسَ فِي الْبَيْتِ حَاسِرًا فَنَزَلَت۔

ایک لڑکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا میری ماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اس نے عرض کیا کہ اپنا قمیص ہی دے دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص مبارک اتار کر اسے دے دیا اور خود اندر تشریف فرما ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اقرع بن حابس کو سو اونٹ عطا فرمائے اور عیینہ بن حصن فزاری کو بھی سو اونٹ عطا فرمائے تو عباس بن مرداس نے آ کر چند شعر پڑھے جس میں حضور سے شکوہ کیا تھا کہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن فزاری کو آپ نے زیادہ بخشش فرمائی اور ابن مرداس کو اتنا نہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: يَا اَبَابَكْرٍ اِقْطَعْ لِسَانَهٗ عَنِّيْ اَعْطِهٖ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ۔ اے صدیق اس کی زبان میری طرف سے کاٹ دو اور اسے بھی سو اونٹ دے دو اور یہ سب مؤلفۃ القلوب سے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے ہم رزق دیتے ہیں انہیں اور تمہیں بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

اور نہ قریب جاؤ زنا کے بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت بری راہ۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

اور نہ قتل کرو اس جان کو جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق سے اور جو مارا جائے از روئے ظلم تو بے شک اس کے ولی کو کیا ہے ہم نے مختار تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہوگی۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾

اور نہ قریب جاؤ مال یتیم کے مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہو حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے متعلق باز پرس ہوگی۔

www.waseemziyai.com

وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾

اور پورا کرو پیمانہ جب ماپو اور وزن کرو صحیح ترازو سے یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾

اور نہ پیچھے لگ اس بات کے جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے۔

وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾

اور نہ چل زمین میں اترا کر بے شک تو ہرگز زمین کو نہ چیر سکے گا اور ہرگز نہ پہنچ سکے گا پہاڑوں کی بلندی کو۔

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾

یہ سب کچھ برائیاں ہیں تیرے رب کے نزدیک سخت ناپسندیدہ۔

ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

یہ وہ وحی ہے جو تمہاری طرف تمہارے رب نے کی حکمت کی باتوں سے اور (اے سننے والے) نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا خدا تو تو جہنم میں پھینکا جائے گا ملامت کیا ہوا دھکے کھاتا۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

کیا چن دیئے تمہارے لئے تمہارے رب نے بیٹے اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنایا بے شک تم بولتے ہو بڑا بول۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَلَا - اور نہ	تَقْتُلُوْٓا - قتل کرو	اَوْلَادَكُمْ - اپنی اولاد کو	خَشْيَةَ - ڈر
اِمْلَاقٍ - خرچ سے	نَحْنُ - ہم	نَرْزُقُهُمْ - ان کو رزق دیتے ہیں	وَاِيَّاكُمْ - اور تمہیں بھی
اِنَّ - بے شک	قَتْلَهُمْ - ان کا قتل	كَانَ - ہے	خِطْاً - گناہ
كَبِيْرًا - بڑا	وَلَا - اور نہ	تَقْرَبُوا - نزدیک جاؤ	الزِّنٰٓى - زنا کے
اِنَّهٗ - بے شک وہ	كَانَ - ہے	فَاحِشَةً - بے حیائی	وَسَآءَ - اور برا
سَبِيْلًا - رستہ	وَلَا - اور نہ	تَقْتُلُوا - قتل کرو	النَّفْسَ - جان
الَّتِيْ - ایسی کو جس کو	حَرَّمَ - حرام کیا	اللّٰهُ - اللہ نے	اِلَّا - مگر
بِالْحَقِّ - ساتھ حق کے	وَمَنْ - اور جو	قُتِلَ - قتل کیا گیا	مَظْلُوْمًا - ظلم سے
فَقَدْ - تو بے شک	جَعَلْنَا - بنایا ہم نے	لِوَلِيِّهٖ - اس کے وارث کو	سُلْطٰنًا - مختار
فَلَا - تو نہ	يُسْرِفْ - زیادتی کرے	فِي الْقَتْلِ - قتل میں	اِنَّهٗ - بے شک وہ
كَانَ - ہے	مَنْصُوْرًا - مدد دیا گیا	وَلَا - اور نہ	تَقْرَبُوْا - قریب جاؤ
مَالَ - مال	الْيَتِيْمِ - یتیم کے	اِلَّا - مگر	بِالَّتِيْ - ایسی طرح

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

هِيَ۔ کہ وہ
اَحْسَنُ۔ اچھی ہو
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يَبْلُغَ۔ پہنچے وہ
اَشُدَّهٗ۔ اپنی جوانی کو
وَاَوْفُوْا۔ اور پورا کرو
بِالْعَهْدِ۔ عہد
اِنَّ۔ بے شک
الْعَهْدَ۔ عہد
كَانَ۔ ہے
مَسْئُوْلًا۔ پوچھا گیا
وَاَوْفُوا۔ اور پورا کرو
الْكَيْلَ۔ ماپ
اِذَا۔ جب
كِلْتُمْ۔ ماپو تم
وَزِنُوْا۔ اور تولو
بِالْقِسْطَاسِ۔ ساتھ ترازو
الْمُسْتَقِيْمِ۔ سیدھی کے
ذٰلِكَ۔ یہ
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
وَّاَحْسَنُ۔ اور اچھا ہے
تَاْوِيْلًا۔ انجام میں
وَلَا۔ اور نہ
تَقْفُ۔ پیچھے لگ
مَا۔ اس چیز کے جو
لَيْسَ۔ نہیں ہے
لَكَ۔ تجھ کو
بِهٖ۔ اس کا
عِلْمٌ۔ کوئی علم
اِنَّ۔ بے شک
السَّمْعَ۔ کان
وَالْبَصَرَ۔ اور آنکھ
وَالْفُؤَادَ۔ اور دل
كُلُّ۔ ہر ایک
اُولٰٓئِكَ۔ ان میں سے
كَانَ۔ ہے
عَنْهُ۔ اس کے سے
مَسْئُوْلًا۔ سوال کیا گیا
وَلَا۔ اور نہ
تَمْشِ۔ چل
فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں
مَرَحًا۔ اکڑ کر
اِنَّكَ۔ بے شک تو
لَنْ۔ ہرگز نہ
تَخْرِقَ۔ پھاڑے گا
الْاَرْضَ۔ زمین کو
وَلَنْ۔ اور ہرگز نہ
تَبْلُغَ۔ پہنچے گا
الْجِبَالَ۔ پہاڑوں کو
طُوْلًا۔ بلندی میں
كُلُّ۔ ہر ایک
ذٰلِكَ۔ اس سے
كَانَ۔ ہے
سَيِّئُهٗ۔ اس کی برائی
عِنْدَ۔ نزدیک
رَبِّكَ۔ تیرے رب کے
مَكْرُوْهًا۔ ناپسندیدہ
ذٰلِكَ۔ یہ
مِمَّآ۔ اس سے ہے جو
اَوْحٰٓى۔ وحی کی
اِلَيْكَ۔ تیری طرف
رَبُّكَ۔ تیرے رب نے
مِنَ الْحِكْمَةِ۔ حکمت سے
وَلَا۔ اور نہ
تَجْعَلْ۔ بنا
مَعَ۔ ساتھ
اللّٰهِ۔ اللہ کے
اِلٰهًا۔ خدا
اٰخَرَ۔ دوسرا
فَتُلْقٰى۔ تو ڈالا جائے گا
فِيْ جَهَنَّمَ۔ جہنم میں
مَلُوْمًا۔ ملامت کیا ہوا
مَّدْحُوْرًا۔ دھکے کھاتا
اَفَاَصْفٰىكُمْ۔ کیا چن کر دیئے تمہیں
رَبُّكُمْ۔ تمہارے رب نے
بِالْبَنِيْنَ۔ بیٹے
وَاتَّخَذَ۔ اور پکڑا
مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کو
اِنَاثًا۔ بیٹیاں
اِنَّكُمْ۔ بے شک تم
لَتَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہو
قَوْلًا۔ بات
عَظِيْمًا۔ بڑی

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

''وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔ اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے ہم رزق دیتے ہیں انہیں اور تمہیں بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے''۔

اِمْلَاقٍ۔ فقر کو کہتے ہیں اس آیہ کریمہ کے ظاہر لفظ میں نہی تمام انواع قتل اولاد کی ہے وہ ذکور سے ہو یا اناث سے خوف فقر و فاقہ سے۔ لیکن رُوِیَ اَنَّ مِنْ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ مَنْ كَانَ يَئِدُ الْبَنَاتِ مَخَافَةَ الْعِجْزِ عَنِ النَّفَقَةِ عَلَيْهِنَّ فَنَهٰى فِي الْاٰيَةِ عَنْ ذَالِكَ۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

روایت ہے کہ اہل جاہلیت لڑکیوں کو زندہ درگور اس لئے کرتے تھے کہ انہیں ان کے اخراجات سے عجز محسوس ہوتا تھا۔ تو اس آیت میں اس سے ممانعت کی گئی اور فرمایا گیا:

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ يَعْنِىْ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ لَا اَنْتُمْ فَلَا تُخَافُوْا الْفَقْرَ بِنَاءً عَلٰى عِلْمِكُمْ بِعَجْزِهِمْ عَنْ تَحْصِيْلِ رِزْقِهِمْ۔ ہم انہیں رزق دیں گے اور تمہیں بھی یعنی ہم رزاق ہیں نہ کہ تم تو فقر و فاقہ کا خوف اپنے اس وہم میں کہ اس کے لئے رزق حاصل کرنا ہمیں مشکل ہے یہ خیال غلط ہے۔

وَجَوَّزَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ كَوْنَ ذَالِكَ لِاَنَّ الْبَاعِثَ عَلَى الْقَتْلِ هُنَاكَ الْاِمْلَاقُ النَّاجِزُ وَ لِذَالِكَ قِيْلَ مِنْ اِمْلَاقٍ وَ هٰهُنَا الْاِمْلَاقُ الْمُتَوَقَّعُ وَ لِذَلِكَ قِيْلَ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ فَكَاَنَّهٗ قِيْلَ نَرْزُقُهُمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ رِزْقِكُمْ شَيْءٌ۔

شیخ الاسلام اس پر فرماتے ہیں کہ اولاد کے قتل کا باعث اس جگہ املاق یعنی فقر و فاقہ ہو اس لئے من املاق فرمایا گیا اور یہاں متوقع جو ہے وہ املاق ہے اس لئے خشیۃ املاق فرمایا گیا گویا یہ جواب دیا گیا کہ ہماری طرف سے انہیں جو رزق ملے گا وہ تمہارے رزق کے علاوہ ہوگا جب ہم یہ اپنے ذمہ کر چکے تو

''اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔ بے شک ان کا قتل کرنا قطع تناسل اور قطع نوع کرنا منکر عظیم اور خطاً کبیر ہے'' تو آیۂ کریمہ میں پہلا حکم یہ ہے کہ اولاد یں خوف فقر سے اور وہم فاقہ سے قتل نہ کرو یہ بڑا گناہ ہے اور دوسرا حکم یہ ہے:

''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى۔ اور نہ قریب جاؤ زنا کے''۔

''وَفَسَّرَ الرَّاغِبُ بِوَطْيِ الْمَرْاَةِ مِنْ غَيْرِ عَقْدٍ شَرْعِيٍّ۔ اس لئے کہ زنا نام ہے غیر عورت سے وطی کا بغیر عقد شرعی کے''۔

اور پچھلے حکم پر عطف اس لئے کیا گیا کہ قتل اولاد اضاعت انساب ہے اور ایسے طریقہ سے اضاعت نطفہ کرنا بھی اضاعت نسب ہے جس طریقہ کی پیدائش سے نسب ثابت نہ ہو تو وہ بھی حکما میت ہے اور ولد الحرام، مجہول النسب کس کے ورثہ کا مالک ہو سکتا ہے لہٰذا میت کے حکم میں ہوا۔ چنانچہ فرما دیا گیا:

''اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا۔ وہ بے حیائی اور قبیح ہے اور برا راستہ ہے''۔

اس لئے کہ بِئْسَ السَّبِيْلُ سَبِيْلًا بِمَا فِيْهِ مِنْ اِخْتِلَالِ اَمْرِ الْاَنْسَابِ وَ هَيَجَانِ الْفِتَنِ۔ راستوں میں برا راستہ وہ ہے جس سے انساب میں اختلاف ہو اور فتنوں میں ہیجان پیدا ہو۔ چنانچہ شیخین وغیرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَزْنِى الزَّانِىْ حِيْنَ يَزْنِىْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرے تو مومن بھی ہو۔

دوسری روایت میں ہے: اَنَّهٗ اِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهٖ كَالظُّلَّةِ فَاِنْ تَابَ وَ نَزَعَ رَجَعَ اِلَيْهِ وَهُوَ مِنَ الْكَبَائِرِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل کر اس کے سر پر سایہ کی طرح رہتا ہے سو اگر وہ توبہ کر لیتا ہے اور اس فعل سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو ایمان واپس لوٹ آتا ہے اور زنا

www.waseemziyai.com

گناہوں میں اکبر کبائر سے ہے اس کے بعد تیسرا حکم یہ ہے کہ

''وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ اور نہ مارو کسی جان کو جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے اور جو قتل کیا جائے مظلوم اور ناحق تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو نہ حد سے بڑھے قتل میں بے شک اس کی مدد ہوتی ہے۔

اس تنبیہ میں ناحق قتل کی ممانعت فرمائی اور ناحق قتل سے مراد یہ ہے کہ جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اسلام کی وجہ سے یا معاہدہ کی بناء پر اور اِلَّا بِالْحَقِّ فرما کر قصاص قائم فرمایا چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے:

لَا یَحِلُّ دَمَ امْرَأٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَ التَّارِکُ لِدِیْنِهِ الْمُفَارِقِ لِلْجَمَاعَةِ۔ کسی اس آدمی کا خون نہیں جو کلمہ شہادت کے ساتھ مجھے اللہ کا رسول مانے مگر تین باتوں میں سے ایک بات پر کسی کے قتل کر دینے پر قصاص میں اور شادی شدہ زانی کا رجم اور مرتد ہو جانے کی صورت میں۔

''وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا۔ اور جو قتل کیا جائے ناحق تو بے شک ہم نے اس کے ولی کو حق دیا ہے''۔

لِوَلِیِّهٖ۔ کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِمَنْ یَلِیَ اَمْرَهٗ مِنَ الْوَارِثِ اَوِ السُّلْطَانِ عِنْدَ عَدَمِ الْوَارِثِ۔ یعنی وہ جو قریب ہو وراثت میں اور اگر وارث نہ ہو تو حاکم اسلام مجاز ہوتا ہے قصاص لینے میں یا دیت میں اس آیہ کریمہ میں قصاص کا حکم ثابت ہے اس پر مندرجہ ذیل مسائل نکلتے ہیں۔

اول آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ قصاص لینے کا حق ولی کو ہے اور وہ بہ ترتیب عصبات ہیں۔

دوسرے یہ بھی مسئلہ نکلا کہ جس مظلوم مقتول کا وارث نہ ہو اس کا وارث اور ولی سلطان اسلام ہے۔

''فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔ تو وہ (یعنی ولی یا سلطان) قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہوتی ہے''۔

زمانہ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا کہ ایک مقتول کے بدلہ کئی کئی قتل کر دیئے جاتے یا بجائے قاتل کے اس کی قوم اور جماعت کے آدمی قتل کئے جاتے اس کی ممانعت فرمائی گئی کہ قاتل کے سوا ولی مقتول کسی کو قتل نہ کرے۔ اب چوتھا حکم فرمایا جاتا ہے:

''وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طرح جو اس کے لئے اچھی ہو حتیٰ کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے''۔

یعنی مال یتیم کے قریب جانا ایسے کہ اسے خرد برد کر دیا جائے یہ ممنوع ہے مگر ایسے طریقہ پر کہ اس کا مال بڑھے اس کی حفاظت ہو۔ یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ سے مراد اس کا بلوغ ہے اور وہ اٹھارہ سال کی عمر ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہی مختار و مفتی بہ ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مدت اس کے لئے ہے جس پر آثار بلوغ ظاہر نہ ہوں تو انتہائے مدت بلوغ میں اس سے تمسک کر کے اٹھارہ سال قرار دی (تفسیر احمدی) پانچواں حکم یہ ہے:

''وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔ اور پورا کرو عہد بے شک عہد پر سوال کیا جائے گا''۔

اس عہد سے مراد اللہ تعالیٰ سے جو عہد ہو وہ بھی ہے اور جو بندوں سے معاہدہ ہو وہ بھی۔ دونوں کے متعلق مواخذہ ہے۔

www.waseemziyai.com

چھٹا حکم یہ ہے:

''وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔ اور پورا کرو پیمانہ جب ماپو اور وزن کرو برابر ترازو سے یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے''۔

جب خریدار کو پیمانہ میں ماپ کر کچھ دو تو پورا دو اور وزن کر کے دو تو صحیح وزن کرو۔ قسطاس بقول اسحٰق شامی رحمہ اللہ لغت میں قرسطون ہے اور زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں قسطاس ترازو کو کہتے ہیں چھوٹی ہو یا بڑی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ عربی زبان کی لغت ہے اور میزان کے معنی دیتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ قسطاس دو کلموں سے مرکب ہے۔ قسط بمعنی عدل۔ طاس ترازو کا پلڑا تو یہ قسط طاس تھا ایک طا حذف کر دی گئی تخفیف کے لئے تو قسطاس رہ گیا۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ یہ بہتر ہے دنیا میں اس لئے کہ یہ سبب ہے لوگوں کی رغبت کا۔ جب کسی پر اطمینان ہو جائے کہ یہ صحیح وزن کرتا ہے تو اس کی طرف عوام کا رجحان زیادہ ہوتا ہے اور اس کی تجارت ترقی کرتی ہے۔ اور انجام نیک اس لئے کہ آخرت میں اس نیک نیتی کا ثواب ملتا ہے۔ اب ساتواں حکم ارشاد ہوتا ہے:

''وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ اور اس بات کے پیچھے نہ لگ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے جواب طلب ہونا ہے''۔

یعنی جس چیز کا علم نہ ہو جسے نہ دیکھا ہو اس کا پیچھا کرنا یا یہ کہہ دینا کہ میں نے دیکھا ہے یا جو بات نہ سنی ہو اسے کہہ دینا کہ میں نے سنی ہے۔

حضرت امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی پر بغیر دیکھے الزام نہ لگاؤ۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ لَا تَتَّبِعْ مَا لَا عِلْمَ لَکَ بِهٖ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ کسی کے قول اور فعل کا تتبع نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ النَّهْيُ عَنْ شَهَادَةِ الزُّوْرِ۔ اس سے مراد شہادت زور کی ممانعت ہے۔

وَقِيْلَ الْمُرَادُ النَّهْيُ عَنِ الْقَذْفِ وَ رَمْيِ الْمُحْصِنِيْنَ وَالْمُحْصَنَاتِ۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قذف محصنات کی ممانعت ہے۔ یعنی بلا تحقیق کسی پاک دامن پر الزام لگانا منع کیا گیا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّاهِرِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَتَوَلّٰى سَرَائِرَهُمْ۔ ہم تو ظاہر پر حکم لگا دیں گے اور مخفی امور کا اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ بے شک آنکھ، کان، دل سب سے قیامت کے روز جواب طلب ہوگا۔ اس کے بعد آٹھواں حکم نافذ ہوا جو اصلاح اخلاق کے لئے ہے۔

''وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا۔ اور نہ چل زمین میں اترا کر بے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز نہ پہنچ سکے گا پہاڑوں کی

www.waseemziyai.com

بلندی کو یہ سب کچھ برا ہے اور تیرے رب کے نزدیک مکروہ''۔

یعنی تکبر وخودنمائی اور غرور سے زمین پر چلنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا اَیْ فَخْرًا وَ کِبْرًا۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْمَرَحُ شِدَّةُ الْفَرَحِ وَالتَّوَسُّعِ فِيْهِ۔ مرح انتہاء فرح اور اس میں چوڑا ہونا ہے جس کا خلاصہ تکبر ونخوت وغرور ہی ہو سکتے ہیں۔

اور اس تکبر وغرور میں کتنا ہی لمبا اور چوڑا ہو کر لیکن زمین اپنے قدموں سے نہیں چیر سکتا اور اکڑتے ہوئے پہاڑوں کی بلندی کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ طریق اور ہر قسم کی متکبرانہ شانیں تمہارے لئے تمہارے رب کے نزدیک ناپسند ہیں۔ یہ آٹھ باتیں بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے جو صحت عقل اور اصلاح نفس سے متعلق ہے۔

''ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی حکمت سے وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ۔ اور (اے سننے والے) نہ کر اللہ کے ساتھ دوسرا خدا کہ تو ڈالا جائے گا جہنم میں پھینکا جائے گا ملامت کیا ہوا دھکے دیا ہوا''۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ ان آیات کا حاصل توحید اور نیکیوں اور طاعتوں کا حکم دینا ہے اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت دلانا مقصود ہے۔

''اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا۔ کیا تمہارے رب نے تمہیں بیٹے چن دیئے اور بنائیں اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بے شک تم بڑا بول بول رہے ہو''۔

جو خلاف حکمت باتیں کر رہے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہو۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْمَلُوْمُ هُوَ الَّذِیْ يُقَالُ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ مِثْلَ هٰذَا الْفِعْلِ وَمَا الَّذِیْ حَمَلَكَ عَلَيْهِ وَالْفَرْقُ بَيْنَ الْمَخْذُوْلِ وَالْمَدْحُوْرِ اَنَّ الْمَخْذُوْلَ عِبَارَةٌ عَنِ الضَّعِيْفِ وَالْمَدْحُوْرَ الْمَطْرُوْدُ۔ ملوم وہ ہے جسے کہا جائے یہ کام کیوں کیا یا اس کام پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا۔

اور مخذول ومدحور میں یہ فرق ہے کہ مخذول ضعیف کیفیت پر مستعمل ہوتا ہے اور مدحور دھکے دیا ہوا ہوتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾	اور بے شک جمع کئے ہم نے اس قرآن میں مختلف بیان تاکہ وہ سمجھیں اور نہیں بڑھتی انہیں مگر نفرت۔
قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾	فرما دیجئے اگر ہوتے اس کے ساتھ اور خدا جیسے یہ کہتے ہیں تو نکال لیتے عرش کے مالک کی طرف راہ۔
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾	اسے پاکی ہے اور وہ بلند ہے اس سے جو یہ کہتے ہیں بڑی برتری۔

www.waseemziyai.com

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

تسبیح کرتے ہیں اس کے لئے آسمان ساتوں اور زمین اور جو اس میں ہیں اور کوئی شے نہیں جو نہ تسبیح کرے اور اس کی حمد لیکن تم نہیں سمجھتے ان کی تسبیح بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ﴿۴۵﴾

اور جب تم نے (اے محبوب) قرآن پڑھا ہم نے تم میں اور ان میں جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر، ایک پوشیدہ پردہ کر دیا ہے۔

وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾

اور کیا ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کہ نہ سمجھ سکیں اور بہرہ پن ان کے کانوں میں اور جب ذکر کرتے ہو تم اپنے رب کا قرآن میں توحید کے ساتھ تو وہ پشت پھیر کر نفرت کرتے ہیں۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾

ہم جانتے ہیں جس کے لئے وہ سنتے ہیں جب آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور جب وہ مشورہ کرتے ہیں آپس میں جب کہتے ہیں ظالم تم نہ چلے ان کے پیچھے مگر آدمی کے جو مسحور ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾

دیکھئے کیسی تشبیہیں دیں انہوں نے آپ کے ساتھ تو گمراہ ہوئے کہ راہ نہیں پا سکتے۔

وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾

اور کہتے ہیں کیا ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا ہم اٹھائے جائیں گے نئی پیداوار میں۔

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۙ﴿۵۰﴾

فرما دیجئے کہ ہو جاؤ پتھر یا لوہا۔

اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾

یا کوئی اور مخلوق جسے تم بڑی خیال کرو اپنے دلوں میں تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا فرما دیجئے وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب مسخرہ پن کرتے ہوئے آپ کی طرف سر ماریں گے اور کہیں گے یہ کب ہو گا فرما دیجئے شاید نزدیک ہی ہو۔

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾

جس دن وہ بلائے گا تمہیں تو تم اس کی حمد کرتے آؤ گے اور یہ گمان کرو گے کہ نہیں ٹھہرے تم مگر تھوڑے دن۔

www.waseemziyai.com

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَلَقَدْ۔اور بے شک
قرآن میں
يَزِيْدُهُمْ۔زیادہ ہوتی ان کو
لَوْ۔اگر
كَمَا۔جیسے
اِلٰى۔طرف
وَتَعٰلٰى۔اور بلند ہے
كَبِيْرًا۔بہت
السَّبْعُ۔ساتوں
وَاِنْ۔اور نہیں
بِحَمْدِهٖ۔اس کی حمد کے ساتھ
اِنَّهٗ۔بے شک وہ
وَاِذَا۔اور جب
بَيْنَكَ۔تیرے درمیان
لاتے
وَّ۔اور
اَكِنَّةً۔پردے
کانوں میں
رَبِّكَ۔اپنے رب کا
عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ۔اپنی پیٹھوں پر
بِمَا۔جو کچھ
يَسْتَمِعُوْنَ۔وہ سنتے ہیں
اِذْ۔جب
تَتَّبِعُوْنَ۔پیروی کرتے تم
اُنْظُرْ۔دیکھ
الْاَمْثَالَ۔مثالیں
سَبِيْلًا۔راہ کی

صَرَّفْنَا۔طرح طرح بیان کیا ہم نے
لِيَذَّكَّرُوْا۔تا کہ نصیحت پکڑیں
اِلَّا۔مگر
كَانَ۔ہوتے
يَقُوْلُوْنَ۔وہ کہتے ہیں
ذِى الْعَرْشِ۔عرش والے کی
عَمَّا۔اس سے جو
تُسَبِّحُ۔تسبیح بیان کرتے ہیں
وَالْاَرْضُ۔اور زمین
مِّنْ شَىْءٍ۔کوئی چیز
وَلٰكِنْ۔لیکن
كَانَ۔ہے
قَرَاْتَ۔پڑھتا ہے تو
وَبَيْنَ۔اور درمیان
بِالْاٰخِرَةِ۔آخرت پر
جَعَلْنَا۔بنائے ہم نے
اَنْ۔یہ کہ
وَقْرًا۔بوجھ ہے
فِى الْقُرْاٰنِ۔قرآن میں
نُفُوْرًا۔نفرت کرتے
يَسْتَمِعُوْنَ۔وہ سنتے ہیں
اِلَيْكَ وَاِذْ۔آپ کو اور جب
يَقُوْلُ۔کہتے ہیں
اِلَّا۔مگر
كَيْفَ۔کس طرح
فَضَلُّوْا۔تو گمراہ ہوئے
وَقَالُوْٓا۔اور کہتے ہیں

نُفُوْرًا۔نفرت
مَعَهٗٓ۔ساتھ اس کے
اِذًا۔تو اس وقت
سَبِيْلًا۔راہ
يَقُوْلُوْنَ۔وہ کہتے ہیں
لَهٗ۔اس کی
وَمَنْ۔اور جو
اِلَّا۔مگر
لَّا تَفْقَهُوْنَ۔تم نہیں سمجھ سکتے
وَلٰكِنْ۔لیکن
حَلِيْمًا۔حوصلے والا
الْقُرْاٰنَ۔قرآن
الَّذِيْنَ۔ان کے
حِجَابًا۔پردہ
عَلٰى۔اوپر
يَّفْقَهُوْهُ۔سمجھیں اس کو
وَاِذَا۔اور جب
وَحْدَهٗ۔اکیلے کا
نَحْنُ۔ہم
بِهٖٓ۔اس کو
هُمْ۔وہ
الظّٰلِمُوْنَ۔ظالم
رَجُلًا۔آدمی
ضَرَبُوْا۔بیان کرتے ہیں
فَلَا۔پھر نہیں
عَاِذَا۔کیا جب

فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ۔ اس
وَمَا۔اور نہیں
قُلْ۔کہہ
اٰلِهَةٌ۔خدا
لَّابْتَغَوْا۔البتہ ڈھونڈتے
سُبْحٰنَهٗ۔پاک ہے وہ
عُلُوًّا۔بلند
السَّمٰوٰتُ۔آسمان
فِيْهِنَّ۔ان میں ہے
يُسَبِّحُ۔تسبیح کرتی ہے
تَسْبِيْحَهُمْ۔ان کی تسبیح
غَفُوْرًا۔بخشنے والا
جَعَلْنَا۔تو بناتے ہیں ہم
لَا يُؤْمِنُوْنَ۔جو نہیں ایمان
مَّسْتُوْرًا۔پوشیدہ
قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے
وَفِىْٓ اٰذَانِهِمْ۔اور ان کے
ذَكَرْتَ۔ذکر کرتا ہے تو
وَلَّوْا۔تو پھر جاتے ہیں
اَعْلَمُ۔خوب جانتے ہیں
اِذْ۔جب
نَجْوٰٓى۔مشورہ کرتے ہیں
اِنْ۔نہیں
مَّسْحُوْرًا۔سحر زدہ کی
لَكَ۔تیرے لئے
يَسْتَطِيْعُوْنَ۔طاقت رکھتے
كُنَّا۔ہو جائیں گے ہم

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

عِظَامًا۔ہڈیاں وَّرُفَاتًا۔اور بوسیدہ ءَاِنَّا۔کیا ہم لَمَبْعُوْثُوْنَ۔اٹھائے جائینگے
خَلْقًا۔پیدائش جَدِیْدًا۔نئی میں قُلْ۔کہہ کُوْنُوْا۔ہوجاؤ
حِجَارَۃً۔پتھر اَوْ۔یا حَدِیْدًا۔لوہا اَوْ۔یا
خَلْقًا۔کوئی مخلوق مِّمَّا۔جو یَکْبُرُ۔بڑی ہو فِیْ صُدُوْرِکُمْ۔تمہارے
دلوں میں فَسَیَقُوْلُوْنَ۔تو جلدی کہیں گے مَنْ۔کون
یُّعِیْدُنَا۔لوٹائے گا ہمیں قُلِ۔کہہ دیجئے الَّذِیْ۔وہ جس نے فَطَرَکُمْ۔پیدا کیا تمہیں
اَوَّلَ۔پہلی مَرَّۃٍ۔مرتبہ فَسَیُنْغِضُوْنَ۔تو جلدی حرکت دیں گے
اِلَیْکَ۔تیری طرف رُءُوْسَھُمْ۔اپنے سروں کو وَیَقُوْلُوْنَ۔اور کہیں گے وہ مَتٰی۔کب ہے
ھُوَ۔وہ قُلْ۔کہہ دیجئے عَسٰی۔ممکن ہے اَنْ۔یہ کہ
یَّکُوْنَ۔ہووہ قَرِیْبًا۔قریب یَوْمَ۔جس دن یَدْعُوْکُمْ۔بلائے گا تمہیں
فَتَسْتَجِیْبُوْنَ۔تو جواب دوگے تم بِحَمْدِہٖ۔اس کی حمد کے ساتھ وَ۔اور
تَظُنُّوْنَ۔خیال کروگے اِنْ۔نہیں لَبِثْتُمْ۔ٹھہرے تم اِلَّا قَلِیْلًا۔مگر تھوڑا

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع -سورۃ بنی اسرائیل- پ ۱۵

''وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّکَّرُوْا ؕ وَمَا یَزِیْدُھُمْ اِلَّا نُفُوْرًا۔اور بے شک ہم نے جمع کئے اس قرآن میں مختلف بیان تاکہ وہ سمجھیں اور اس سے نہیں بڑھتی انہیں مگر نفرت''۔

یعنی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دلیلوں، مثالوں اور حکمتوں، عبرتوں سے جا بجا یہ مضمون توحید انواع واقسام کے پیرایوں میں بیان فرمایا تاکہ یہ لوگ سمجھیں مگر ان میں کچھ نہ بڑھا سوائے نفرت کے اور حق سے دور ہی رہے۔

''قُلْ لَّوْ کَانَ مَعَہٗٓ اٰلِھَۃٌ کَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا۔فرمادیجئے اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسے یہ کہتے ہیں جب تو وہ ڈھونڈ نکالتے عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ''۔

اور اس سے برسر مقابلہ ہوتے جیسا کہ بادشاہوں کا طریقہ ہے کہ جب ان کے مقابلہ میں حریف ہوتا ہے تو اس سے جنگ کرکے یا خود مٹ جاتے ہیں یا اسے مٹا دیتے ہیں اسی بنا پر اسے برہان تمانع کہتے ہیں جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے:

لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا۔یہ بھی برہان تمانع ہے۔گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے سوا اور بھی خدا ہوتا تو لازمی طور پر وہ بھی مختار علی الاطلاق ہی ہوتا اس لئے کہ اگر وہ اپنے اختیار میں محدود ہوتا تو پھر خدا نہ ہوتا اور جب وہ اختیار میں مختار مطلق ہوتا تو جو کام ایک خدا کرنا چاہے ضروری نہیں کہ دوسرے خدا کو اس سے اتفاق ہو بہرحال باہمی کشاکشی ہوکر تمام نظام میں فساد ہونا ضروری ہے اسی لئے لَفَسَدَتَا فرمایا اور یہی یہاں ارشاد ہوا کہ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾۔جب تو وہ ڈھونڈ نکالتے عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ۔چنانچہ اسی کا رد فرمایا گیا۔

''سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ﴿۴۳﴾۔اسے پاکی اور برتری ہے ان کی ان باتوں میں بڑی بلندی''۔

اس لئے کہ وہ ذات اولاد اور اپنی ضد اور اپنے مقابل سے بلند وبالا ہے۔قصیدہ بدء الامالی میں ہے:

www.waseemziyai.com

وَ مُسْتَغْنٍ اِلٰهِیْ عَنْ نِسَاءٍ وَ اَوْلَادٍ اِنَاثٍ وَ الرِّجَالِ
کَذَا عَنْ کُلِّ ذِیْ عَوْنٍ وَ نَصْرٍ تَفَرَّدَ ذُوالْجَلَالِ وَ ذُوالْمَعَالِ

اور میرا رب ذوالجلال مستغنی ہے عورتوں اور اولاد نر و مادہ سے۔

ایسے ہی وہ مستغنی ہے ہر طرح کے یار و مددگار سے یگانہ ہے بلند شان والا بے نیاز ہے۔

''تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں مگر تسبیح کرتی ہے اس کی پاکی سے لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے''۔

یہ تسبیح کرنا زبان حال سے اس طرح ہے کہ وہ اشیاء وجود صانع پر اور اس کی قدرت و حکمت پر دلالت کرتی ہیں۔

اور زبان قال سے یوں کہ اپنی اپنی زبان اور آواز میں چہکتے اور نغمہ سرائی کرتے ہیں۔ چنانچہ جمادات اور نباتات و حیوانات جتنی بھی مخلوق ہے وہ ایک آواز دیتی ہے چنانچہ۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر شے کی زندگی اس کی حسب حیثیت ہے۔

چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں کہ دروازہ کھلنے کی آواز، چھت کی کڑیوں کے چٹخنے کی کیفیت یہ بھی ان کی اپنی آواز میں تسبیح کرنا ہے اور ان سب کی تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوئے ہم نے دیکھے اور یہ بھی ہم نے دیکھا کہ کھانے وقت کھانا تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری شریف)

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے میری بعثت کے زمانے میں سلام کرتا تھا۔ (مسلم شریف)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور حضور منبر پر جلوہ فرما ہوئے تو وہ ستون رویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ستون پر دست کرم پھیرا اور شفقت فرمائی اسے تسکین دی۔ (بخاری شریف)

اس واقعہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

استن حنانہ در ہجر رسول نالہ می زد ہمچو ارباب عقول

اس سے ثابت ہوا کہ جماد کلام اور تسبیح کرتے ہیں اور لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ۔ لیکن تم نہیں سمجھ سکتے ان کی تسبیح۔ یہ ظاہر ہے کہ ہم جماد و نبات و حیوان کی تسبیح کیا سمجھ سکتے ہیں جبکہ ابناء جنس کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہیں اختلاف لغات حائل ہوتے ہیں کہیں دشواری ادراک مانع ہو جاتا ہے۔

ایک کابلی ہم سے اپنا مقصد بغیر ترجمان ظاہر نہیں کر سکتا۔ ایک پنجابی ہندوستانی آسانی سے ایک ترک سے بات کرنے میں معذور ہے۔ ایک یورپین ایک انڈین سے اس وقت تک گفتگو نہیں کر سکتا جب تک اس کی زبان نہ جان لے یا وہ اس کی زبان نہ سمجھ لے تو پھر جمادات و نباتات کی تسبیح

www.waseemziyai.com

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں ہمارے دعویٰ کی تائید میں فرماتے ہیں:

وَ مَنْ تَتَبَّعَ الْاَحَادِیْثَ وَالْاٰثَارَ اَیْ فِیْهَا مَا یَشْهَدُ بِمَا ذَهَبَ اِلَیْهِ هٰذَا الْبَعْضُ شَهَادَةً لَا تَکَادُ تُقْبَلُ التَّاوِیْلَ فَقَدْ صَحَّ سِمَاعُ تَسْبِیْحِ الْحَصَا فِیْ کَفِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ احادیث و آثار کے تتبع سے یہ شہادتیں ملتی ہیں جس کی تاویل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ صحیح حدیث سے کنکروں کی تسبیح دست مصطفیٰ میں ثابت ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَ اَخْرَجَ اَبُو الشَّیْخِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ ثَرِیْدٍ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الطَّعَامَ یُسَبِّحُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ تَفْقَهُ تَسْبِیْحَهٗ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ اُدْنُ هٰذِهِ الْقَصْعَةَ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ فَاَدْنٰهَا فَقَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الطَّعَامَ یُسَبِّحُ فَقَالَ اَدْنُهَا مِنْ اٰخَرَ فَاَدْنَاهَا مِنْهُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الطَّعَامُ یُسَبِّحُ ثُمَّ قَالَ رَدِّهَا فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْرَرْتَ عَلَی الْقَوْمِ جَمِیْعًا۔ الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید لایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے تو صحابہ نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کی تسبیح سمجھ رہے ہیں فرمایا ہاں پھر ایک آدمی کو فرمایا یہ پیالہ اس آدمی سے اس آدمی کے قریب کرانہوں نے سن کر عرض کیا ہاں حضور! صلی اللہ علیہ وسلم یہ تسبیح کر رہا ہے۔ الی آخر الحدیث

ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ کُنَّا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَکَةً وَ اَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِیْفًا بَیْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مَعَنَا مَاءٌ فَقَالَ لَنَا اطْلُبُوْا مَنْ مَعَهٗ فَضْلَ مَاءٍ فَاُتِیَ بِمَاءٍ فَوَضَعَهٗ فِیْ اِنَاءٍ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهٗ فِیْهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الطَّهُوْرِ الْمُبَارَکِ وَالْبَرَکَةُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ کُنَّا نَسْمَعُ صَوْتَ الْمَاءِ وَ تَسْبِیْحَهٗ وَهُوَ یُشْرَبُ۔

فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آیات کریمہ جمع کرتے تھے برکت کے لئے اور تم جمع کرتے ہو خوف کے لئے۔ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے کہ ہمارے پاس پانی نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ کے جس جس آدمی کے پاس بچا ہوا پانی ہو وہ لاؤ۔ تو ہم نے تھوڑا سا پانی جمع کر کے ایک برتن میں بھر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈال دیا تو اس سے پانی انگلیوں سے جاری ہو گیا پھر فرمایا آؤ پاک مبارک اور برکت پر جو اللہ تعالیٰ سے ہے تو ہم نے اس پانی سے پیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پانی میں سے تسبیح کی آواز سن رہے تھے اور پانی پی رہے تھے۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ وَقَالَ نَقِیْقُهَا تَسْبِیْحٌ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک مارنے کو منع فرمایا اور فرمایا اس کی ٹر ٹر جسے نقیق کہتے ہیں تسبیح ہے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِی الزُّهْدِ وَ اَبُو الشَّیْخِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ مِنْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ اَنَّ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَتَی الْبَحْرَ فِیْ سَاعَةٍ فَصَلّٰی فَنَادَتْهُ ضِفْدَعَةٌ یَا دَاوٗدُ اِنَّکَ حَدَّثْتَ نَفْسَکَ اَنَّکَ قَدْ سَبَّحْتَ فِیْ سَاعَةٍ لَیْسَ یُذْکَرُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْهَا غَیْرَکَ وَ اِنِّیْ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفِ ضِفْدَعٍ کُلُّهَا قَائِمَةٌ

www.waseemziyai.com

عَلٰی رِجْلٍ نُسَبِّحُ اللّٰهَ وَ نُقَدِّسُهٗ۔

داؤد علیہ السلام ایک ساعت کے لئے دریا پر تشریف لائے اور آپ نے نماز ادا کی تو ایک مینڈک پکارا حضور! آپ آج ایک ساعت کو یہاں تشریف لائے اور تسبیح کی۔ آپ کے سوا کسی کو ذکر کرتے نہ دیکھا اور میں ستر ہزار مینڈکوں میں ہوں جو اپنے قدموں پر قائم ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ کی حمد اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔

اَخْرَجَ الْخَطِيْبُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَمَرَّبِنَا عَصَافِيْرَ يَصْحِنَ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا تَقُوْلُ هٰذِهِ الْعَصَافِيْرُ قُلْنَا لَا قَالَ اَمَّا اِنِّیْ مَا اَقُوْلُ اِنَّا نَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلٰكِنْ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الطَّيْرَ اِذَا اَصْبَحَتْ سَبَّحَتْ رَبَّهَا وَ سَاَلَتْهُ قُوْتَ يَوْمِهَا وَاَنَّ هٰذِهٖ تُسَبِّحُ رَبَّهَا وَ تَسْاَلُهٗ قُوْتَ يَوْمِهَا۔

فرماتے ہیں ہم حضرت شہزادہ گلگون قبا کی خدمت میں حاضر تھے تو ہم پر سے چڑیاں چہچہاتی ہوئی اڑیں تو آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ چڑیاں کیا کہتی گزری ہیں ہم نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ میں علم غیب جانتا ہوں بلکہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا فرماتے تھے میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ سے سنا فرماتے تھے: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر پرندہ جب صبح کرتا ہے اپنے رب کی تسبیح کر کے اس دن کا رزق طلب کرتا ہے اور یہ چڑیاں تسبیح کرتی ہیں اپنے رب کی اور اس دن کا رزق طلب کرتی ہیں۔

وَاَخْرَجَ اَبُوالشَّيْخِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مِثْلَ ذَالِكَ۔ ایسا ہی حضرت ابودرداء سے ابوالشیخ راوی ہیں اور ابن مردویہ ابن مسعود رحمہم اللہ سے۔ آگے چند اور احادیث بیان فرما کر آلوسی فرماتے ہیں:

اِلٰی مَا لَا يَكَادُ يُحْصٰی مِنَ الْاَخْبَارِ وَالْاٰثَارِ وَ هِیَ بِمَجْمُوْعِهَا مُتَعَاضِدَةٌ فِی الدَّلَالَةِ عَلٰی اَنَّ التَّسْبِيْحَ قَالِیٌّ كَمَا لَا يَخْفٰی وَ هُوَ مَذْهَبُ الصُّوْفِيَّةِ وَ ذَكَرُوْا اَنَّ السَّالِكَ عِنْدَ وُصُوْلِهٖ اِلٰی بَعْضِ الْمَقَامَاتِ يُسْمَعُ تَسْبِيْحُ الْاَشْيَاءِ بِلُغَاتٍ شَتّٰی۔

حتیٰ کہ اخبار و آثار اس مبحث میں اتنے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے اور وہ تمام مضامین ایک دوسرے سے متعاضد ہیں دلائل میں اس دعویٰ پر کہ یہ تسبیحات تمام قالی ہیں اور یہی مذہب صوفیاء کا ہے۔ اور وہ تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ سالک جب بعض مقامات حاصل کر لیتا ہے تو وہ اشیاء سے خود تسبیح مختلف لغات میں سنتا ہے۔

پھر امراض کو مخاطب فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دینا کہ تو اس کے جسم سے نکل جا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ امراض بھی سنتے سمجھتے ہیں۔ حیث قال

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ دُعَائِهٖ لِلْحُمّٰی يَا اُمَّ مَلَامٍ اِنْ كُنْتِ اٰمَنْتِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی فَلَا تَاْكُلِی اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِی الدَّمَ وَلَا تَفُوْرِیْ مِنَ الْفَمِ وَ انْتَقِلِیْ اِلٰی مَنْ يَزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهَةً اُخْرٰی قَالَتْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخار کے لئے مذکورہ دعا فرماتے تھے اس میں بخار کو مخاطب فرمایا اور یا ام ملام فرمایا۔

www.waseemziyai.com

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان دریائے نیل کے نام جاری فرمانا بھی مروی ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمین کو درہ سے مارنا بھی ثابت ہے جبکہ وہ زلزلہ کی شکل میں حرکت کرنے لگی اور اسے فرمایا کہ اِنِّیْ اَعْدِلُ عَلَیْکَ میں تجھ پر عدل کرتا ہوں پھر کیوں لرزتی ہے اور ایسی ایسی کتنی احادیث وروایات ہیں۔

قطع نظر اس کے آج ہم سائنسی کرشمے دیکھتے ہیں کہ

مٹی کی جنس سے چپڑی کی پلیٹ ایک انسان کی آواز اپنے اندر محفوظ کر کے بولنے لگتی ہے جو عام طور پر گراموفون میں دنیا سنتی ہے۔

تانبہ کا تار، سرمہ دونوں جماد اس پر نوشادر اور کاربن اور زنگ کا جو خود جماد ہیں ایک ترکیبی اثر ایسا ہوتا ہے کہ ہزار ہا میل ہماری آواز پہنچا دیتا ہے اس میں میگنٹ مشین جو ہوتی ہے وہ بھی جماد محض ہوتی ہے تو جماد جماد سے مل کر ایک جماد کی ترکیب سے وہ کام کرتا ہے کہ انسان نہیں کر سکتا مگر اسے انسان سے متصرف علی الاصوات بنا دیا گیا۔

ایروپلین تانبہ پیتل اور پٹرول سے ہوا میں اڑ رہا ہے۔

ریل گاڑی پانی، لوہا، تانبہ، پیتل سے ہزار ہا آدمیوں کو ادھر سے ادھر لے جاتی ہے۔

ٹیلی ویژن لندن کی خبریں اور بولنے والے کی تصویر بلا کسی انسانی اعانت کے آپ کے گھر میں دکھا دیتا ہے۔

ٹیلی پرنٹر روز ناموں کے دفتروں میں جا کر دیکھیں کہ وہ کیا کرشمہ دکھا رہا ہے۔

پھر یہ سب کچھ صرف اور صرف انسان کے دماغی اختراع کا نتیجہ ہے تو خاصان حق اگر اپنے اندر ایسی لطافت روحانی حاصل کر لیں کہ وہ سب کچھ سن کر سمجھنے لگیں تو استعجاب کیوں۔

آج تو وہ سائنسی ترقیاں کرشمہ دکھا رہی ہیں کہ انسان حیرت جلوہ گری بن کر رہ جاتا ہے۔ آپ جو بات کریں جس سے گفتگو کریں تقریر کریں سننے والے کا ذہن تمام کی تمام گفتگو اور تقریر کا حافظ نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ مشین برقی قوت سے لگا دی جاتی ہے وہ اپنے اندر آپ کا ایک ایک لفظ محفوظ رکھتی ہے بلکہ جب آپ سننا چاہیں وہ سنا سکتی ہے۔

اس کے بعد بھی وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ پر عقل کے اندھے تسلیم کرنے میں متامل ہوں تو اللہ عزوجل ہی ہدایت فرمانے والا ہے۔ آگے منکروں کا حال بیان فرمایا جا رہا ہے۔

''وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ۝۴۵ وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا۔ (اور اے محبوب) جب پڑھا تم نے قرآن کر دیا ہم نے تم میں اور ان میں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک پردہ پوشیدہ اور کیا ہم نے ان کے دلوں پر غلاف تا کہ نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ ٹھوس دیئے کہ سن نہ سکیں پردہ مخفی اس لئے کہ وہ حضور کو بنظر ایمان نہ دیکھ سکیں۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

جب سورہ تبت یدا نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی پتھر لے کر آئی اور حضور ﷺ مع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے لیکن اس حجاب مستور کی وجہ سے وہ حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی تمہارے رسول کہاں ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے میری ہجو کی ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' وہ کوئی شاعر نہیں جو تیری ہجو کرتے''۔

وہ یہ کہتی ہوئی واپس چلی گئی کہ'' میں ان کا سر کچلنے کو یہ پتھر لائی تھی''۔

www.waseemziyai.com

صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا'' تعجب ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی''۔
فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے مابین ایک فرشتہ حائل کر دیا تھا''۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
اور اَکِنَّۃٌ کے معنی اغطیہ ہیں یعنی غلاف یہ کنان کی جمع ہے۔
اور وَقْرًا کے معنی صمم وثقل عظیم مراد ہے جو مانع سماعت ہوتا ہے۔
اور جبائی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّ الْمُرَادَ بِالْحِجَابِ مَا یَحْجُبُھُمْ عَنْ اِیْذَاءِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ ذَالِکَ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَقْصُدُوْنَہٗ اِذَا قَرَءَ لِیُؤْذُوْہُ فَامَنَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ حجاب سے مراد وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی ایذا سے محفوظ کرے یہ اس وجہ میں کہا کہ جب حضور قرآن کریم تلاوت فرماتے تو مشرکین قصداً ایذا دہی کرتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے امن میں رکھا۔
اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلْمُرَادُ حِجَابٌ مَنَعَھُمْ رُؤْیَۃُ شَخْصِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حجاب سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے سے مانع ہے۔
فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْیَعْلٰی وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْحَاکِمُ وَ صَحَّحَہٗ وَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ وَالْبَیْھَقِیُّ مَعًا فِی الدَّلَائِلِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ اَقْبَلَتِ الْعَوْرَاءُ اُمُّ جَمِیْلٍ وَ لَھَا دَلْوَتُہٗ وَ فِیْ یَدِھَا فَھْرٌ وَ ھِیَ تَقُوْلُ۔
مُذَمَّمًا اَبَیْنَا – وَ دِیْنَہٗ قَلَیْنَا – وَ اَمْرَہٗ عَصَیْنَا۔
ابویعلیٰ، ابن حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جب یہ آیت اتری تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ الخ کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ناکام ہوا۔ تو یک چشم ام جمیل آگے بڑھی اور اس کا ایک مٹکا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور وہ کہتی تھی۔
ہم نے مذمم (محمد) کی نافرمانی کی اور اس کے دین کو اکھاڑ پھینکا اور ان کے احکام کے ہم مخالف ہیں۔
اور حضور تشریف فرما تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے۔ صدیق نے عرض کیا حضور ام جمیل آئی تو مجھے خوف ہوا کہ اس بھینگی کے ہاتھ میں پتھر تھا اور سورۃ تبت یدا نازل ہوئی تھی۔ کہیں یہ حضور کو دیکھ نہ لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہمیں ہرگز نہ دیکھ سکتی تھی۔ اس نے آکر کہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی کہنے لگی: یَا اَبَابَکْرٍ بَلَغَنِیْ اَنَّ صَاحِبَکَ ھَجَانِیْ۔ اے ابوبکر مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے میری ہجو کی ہے۔
فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ لَا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اَھْجَاکِ۔ صدیق نے فرمایا رب کعبہ کی قسم آپ نے تیری ہجو نہیں فرمائی۔
فَانْصَرَفَتْ وَ ھِیَ تَقُوْلُ قَدْ عَلِمَتْ قُرَیْشٌ اِنِّیْ بِنْتُ سَیِّدِھَا۔ تو وہ واپس ہوگئی یہ کہتی ہوئی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔
ایک روایت میں ہے: قَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھَا لَمْ تَرَکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَالَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَھَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ صدیق نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو وہ نہ دیکھ سکی حضور صلی اللہ

www.waseemziyai.com

علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور اس کے مابین جبریل حائل تھے۔

''وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا۔ اور تم قرآن میں اپنے تنہا رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے''۔

''نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ ہم جانتے ہیں جس لئے وہ اسے سنتے ہیں۔ جب آپ کی طرف وہ کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں تو ظالم کہتے ہیں تم پیچھے نہیں لگتے مگر ایک ایسے مرد کے جس پر جادو ہوا ہے''۔

یعنی آپ کی تلاوت قرآن مشرکین جب سنتے ہیں تو تمسخر اور تکذیب کرنے کے لئے مسخری کرتے واپس لوٹتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون و مسحور کہتے ہیں۔ بعض جادوگر اور کاہن کہہ کر مخالفت کرتے ہیں بعض شاعر کہہ دیتے ہیں۔

''اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا۔ دیکھو کیسی تشبیہیں دیں تمہیں تو گمراہ ہوئے راہ نہیں پا سکتے''۔

''وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا۔ اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم اٹھیں گے نئی پیداوار سے''۔

گویا مشرکین بڑے تعجب سے بولے اور مر کر خاک میں مل جانے کے بعد زندہ کئے جانے کو بہت بعید سمجھا۔ اس کا رد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا۔ اور رفات ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ٹوٹ کر گل جائے یہ بروزن دقاق وفتات ہے۔

''قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا۔ ''فرما دیجئے کہ پتھر ہو جاؤ یا لوہا یا اور کوئی مخلوق جو بڑی ہو تمہارے خیال میں تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا۔ فرما دیجئے وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب تمسخر کرتے تمہاری طرف سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہوگا فرما دیجئے شاید کہ وہ ہو جائے عنقریب''۔

یعنی پتھر لوہا یا ایسی کسی مخلوق میں ہو جاؤ جو حیات سے دور ہو اور جان اس سے کبھی متعلق نہ ہوئی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری پہلی حالت میں واپس کرے گا چہ جائے کہ ہڈیاں اور اس جسم کے ذرات زندہ فرمانا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے۔ یہ استبعاد عقل مخلوق کے لئے ہے نہ کہ خالق کے لئے اور ان ہڈیوں سے تو روح پہلے متعلق رہ چکی ہے۔

پھر تعجب میں جاہل کہتے ہیں کہ اسے کون واپس زندہ کرے گا انہیں فرما دیجئے وہی پیدا کرے گا جس نے تمہیں نیست سے ہست کیا تو اس کے جواب سن کر سَيُحَرِّكُوْنَهَا نَحْوَكَ اِسْتِهْزَاءً۔ سر ہلاتے اور تمسخر کرتے ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور آپ نے نَغَضَ كَنَصَرَ وَ ضَرَبَ نَغْضًا وَ نُغُوْضًا وَ نَغْضَانًا کی مثال پر قول شاعر فرمایا:

اَنَنْغِضُ فِيْ يَوْمِ الْفَخَارِ وَ قَدْ تَرٰى خُيُوْلًا عَلَيْهَا كَالْاَسُوْدِ ضَوَارِبَا

دوسرا شعر اور فرمایا۔

www.waseemziyai.com

اَیَنۡغِضُ نَحۡوِیۡ رَاۡسَهٗ وَ اقۡنَعَا کَاَنَّهٗ یَطۡلُبُ شَیۡئًا اَطۡمَعَا

''کیا ہم فخر کے دن اپنے سر جھکا دیں گے حالانکہ تو دیکھتا ہے کہ گھوڑے ہیں اور ان پر شیروں جیسے جنگی سوار ہیں۔ کیا وہ میری طرف اپنا سر جھکاتا ہے اور نیچا کرتا ہے۔ گویا کہ وہ کوئی بڑی لالچ کی چیز طلب کرتا ہے۔

قاموس میں ہے: نغض کنصر و ضرب – نَغۡضًا وَ نُغُوۡضًا وَ نَغۡضَانًا مُحَرَّکَتَیۡنِ تَحَرَّکَ وَ اضۡطَرَبَ کَانۡغَضَ وَ تَحَرَّکَ۔

وَفَسَّرَ الۡقُرَءُوۡنَ نَغَاضًا بِتَحۡرِیۡکِ الرَّاۡسِ بِارۡتِفَاعٍ وَ انۡخِفَاضٍ۔

وَ قَالَ اَبُوالۡهَیۡثَمِ مَنۡ اَخۡبَرَ بِشَیۡءٍ فَحَرَّکَ رَاۡسَهٗ اِنۡکَارًا لَهٗ فَقَدۡ اَنۡغَضَ رَاۡسَهٗ فَکَاَنَّهُمۡ یُحَرِّکُوۡنَ رُءُوۡسَهُمۡ اِنۡکَارًا۔

خلاصہ تحقیق لغوی یہ ہے کہ کسی شے کی خبر سن کر سر ہلانا انکار کرنا ہے اس خبر سے تو یہی انغاض راس کے معنی ہیں گویا یہ معنی ہوئے کہ اب وہ سر ہلائیں گے انکار کرتے ہوئے۔

اور ان کا یہ کہنا کہ مَتٰی هُوَ یہ بھی تمسخر واستہزاء کے لئے ہے لہٰذا فرما دیجئے شاید عنقریب ہو۔

''یَوۡمَ یَدۡعُوۡکُمۡ فَتَسۡتَجِیۡبُوۡنَ بِحَمۡدِهٖ وَتَظُنُّوۡنَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا۔ جس دن وہ تمہیں بلائے گا تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے اور گمان کرو گے کہ نہ رہے ہم (دنیا میں) مگر تھوڑے (دن)''۔

یعنی وہ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ قیامت کب ہوگی اور مردے کب اٹھائے جائیں گے تو آپ فرما دیجئے اس دن قیامت آئیگی جس دن وہ تمہیں بلائے گا اور تم اس کی آواز پر اپنی قبروں سے موقف قیامت کی طرف اپنے سروں سے خاک جھاڑتے اور سُبۡحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمۡدِکَ کہتے اور اقرار کرتے اٹھو گے کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا اور مرنے کے بعد اٹھانے والا ہے اور دنیا میں یا قبر میں ہم نہیں رہے مگر بہت کم دن۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع – سورۃ بنی اسرائیل – پ ۱۵

وَ قُلۡ لِّعِبَادِیۡ یَقُوۡلُوا الَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ یَنۡزَغُ بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا ﴿۵۳﴾

اور فرما دیجئے میرے بندوں کو کہ کہیں وہ بات جو سب سے اچھی ہو بے شک شیطان فساد ڈالتا ہے ان کے آپس میں بے شک شیطان آدمی کے لئے کھلا دشمن ہے۔

رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ یَرۡحَمۡکُمۡ اَوۡ اِنۡ یَّشَاۡ یُعَذِّبۡکُمۡ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡهِمۡ وَکِیۡلًا ﴿۵۴﴾

تمہارا رب خوب جانتا ہے تمہیں اگر چاہے رحم کرے تم پر اور اگر چاہے عذاب دے تمہیں اور ہم نے تمہیں ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔

وَ رَبُّکَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ لَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعۡضٍ وَّ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۵۵﴾

اور تمہارا رب خوب جانتا ہے انہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور بے شک ہم نے فضیلت دی بعض نبیوں کو بعض پر اور دی ہم نے داؤد کو زبور۔

www.waseemziyai.com

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾

فرما دیجئے پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو نہیں اختیار انہیں تم سے تکلیف دور کرنے کا اور نہ پھیرنے کا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾

وہ جنہیں پوجتے ہیں اللہ کے سوا وہ خود چاہتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ کہ کون ہے زیادہ قریب اور امید کرتے ہیں اپنے رب کی رحمت کی اور خائف ہیں اس کے عذاب سے بے شک عذاب تیرے رب کا ہے ڈرنے کی چیز۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

اور کوئی بستی نہیں مگر ہم اسے ہلاک کر دیں گے پہلے قیامت سے یا عذاب دیں گے سخت عذاب ہے، یہی کتاب میں لکھا ہوا۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

اور نہیں روکا اس سے کہ بھیجیں ایسی نشانیاں مگر یوں ہے کہ جھٹلایا انہیں پہلوں نے اور دیا ہم نے ثمود کو ناقہ آنکھیں کھولنے کو تو ظلم کیا انہوں نے اس پر اور نہیں بھیجتے ہم نشانیاں مگر ڈرانے کے لئے۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾

اور جب ہم نے فرمایا تمہیں کہ بے شک تمہارا رب محیط ہے لوگوں پر اور نہ کیا ہم نے وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا گیا مگر لوگوں کے امتحان کے لئے اور وہ شجر ملعونہ قرآن میں اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو نہیں بڑھتی انہیں مگر سرکشی۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَقُلْ۔ اور کہہ
لِّعِبَادِيْ۔ میرے بندوں کو
يَقُوْلُوا۔ کہ کہیں
الَّتِيْ۔ وہ بات
هِيَ۔ کہ وہ
اَحْسَنُ۔ بہتر ہو
اِنَّ۔ بے شک
الشَّيْطٰنَ۔ شیطان
يَنْزَغُ۔ فساد ڈالتا ہے
بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان
اِنَّ۔ بے شک
الشَّيْطٰنَ۔ شیطان
كَانَ۔ ہے
لِلْاِنْسَانِ۔ انسان کا
عَدُوًّا۔ دشمن
مُّبِيْنًا۔ کھلا ہوا
رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب
اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
بِكُمْ۔ تم کو
اِنْ۔ اگر
يَّشَاْ۔ چاہے تو
يَرْحَمْكُمْ۔ رحم کرے تم پر
اَوْ اِنْ۔ یا اگر
يَّشَاْ۔ چاہے تو
يُعَذِّبْكُمْ۔ سزا دے تم کو
وَمَآ۔ اور نہ
اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے تمہیں
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
وَكِيْلًا۔ کارساز
وَرَبُّكَ۔ اور تیرا رب
اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
بِمَنْ۔ ان کو جو

www.waseemziyai.com

فِي السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں میں ہے
فَضَّلْنَا۔ بزرگی دی ہم نے
بَعْضٍ۔ بعض کے
قُلِ۔ کہہ
مِّنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا
الضُّرِّ۔ تکلیف کا
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
اِلٰى۔ طرف
اَقْرَبُ۔ زیادہ قریب ہے
وَيَخَافُوْنَ۔ اور ڈرتے ہیں
رَبِّكَ۔ تیرے رب کا
مِّنْ قَرْيَةٍ۔ کوئی بستی
والے ہیں اس کو
اَوْ۔ یا
شَدِيْدًا۔ سخت
مَسْطُوْرًا۔ لکھا ہوا
نُّرْسِلَ۔ بھیجیں ہم
بِهَا۔ ان کو
النَّاقَةَ۔ اونٹنی
وَمَا۔ اور نہیں
تَخْوِيْفًا۔ ڈرانے کو
اِنَّ۔ بے شک
وَمَا۔ اور نہ
اَرَيْنٰكَ۔ دکھائی تھی ہم نے تجھے
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
وَنُخَوِّفُهُمْ۔ اور ہم ڈراتے ہیں ان کو
اِلَّا۔ مگر

وَالْاَرْضِ۔ اور زمین میں
بَعْضَ۔ بعض
وَّاٰتَيْنَا۔ اور دی ہم نے
ادْعُوا۔ پکارو
فَلَا۔ پھر نہیں
عَنْكُمْ۔ تم سے
الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں
رَبِّهِمُ۔ اپنے رب کی
وَيَرْجُوْنَ۔ اور امید رکھتے ہیں
عَذَابَهٗ۔ اس کے عذاب سے
كَانَ۔ ہے
اِلَّا۔ مگر
قَبْلَ۔ پہلے
يَوْمِ۔ دن
مُعَذِّبُوْهَا۔ سزا دینے والے ہیں اس کو
كَانَ۔ ہے
وَمَا۔ اور نہ
بِالْاٰيٰتِ۔ نشانیاں
الْاَوَّلُوْنَ۔ پہلوں نے
مُبْصِرَةً۔ دکھانے والی
نُرْسِلُ۔ بھیجتے ہم
وَاِذْ۔ اور جب
رَبَّكَ۔ تیرے رب نے
جَعَلْنَا۔ بنائی ہم نے
وَالشَّجَرَةَ۔ اور درخت
طُغْيَانًا۔ سرکشی

النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں کو
دَاوٗدَ۔ داؤد کو
الَّذِيْنَ۔ جن کو
يَمْلِكُوْنَ۔ اختیار رکھتے
وَلَا۔ اور نہ
يَدْعُوْنَ۔ جو پکارتے ہیں
الْوَسِيْلَةَ۔ وسیلہ
اِنَّ۔ بے شک
مَحْذُوْرًا۔ ڈرنے کی چیز
نَحْنُ۔ ہم
يَوْمِ۔ دن
ذٰلِكَ۔ یہ
مَنَعَنَآ۔ روکا ہمیں
اِلَّآ اَنْ۔ مگر یہ کہ
وَاٰتَيْنَا۔ اور دی ہم نے
فَظَلَمُوْا۔ تو ظلم کیا انہوں نے
بِالْاٰيٰتِ۔ نشانیاں
قُلْنَا۔ کہا ہم نے
اَحَاطَ۔ گھیر لیا ہے
الرُّءْيَا۔ خواب
اِلَّا۔ مگر
الْمَلْعُوْنَةَ۔ ملعون
فَمَا۔ تو نہیں
كَبِيْرًا۔ بڑی

وَلَقَدْ۔ اور بے شک
عَلٰى۔ اوپر
زَبُوْرًا۔ زبور
زَعَمْتُمْ۔ خیال کرتے ہو تم
كَشْفَ۔ کھولنے
تَحْوِيْلًا۔ پھیرنے کا
يَبْتَغُوْنَ۔ ڈھونڈتے ہیں
اَيُّهُمْ۔ کہ کون ان میں سے
رَحْمَتَهٗ۔ اس کی رحمت کی
عَذَابَ۔ عذاب
وَاِنْ۔ اور نہیں
مُهْلِكُوْهَا۔ ہلاک کرنے
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
عَذَابًا۔ سزا
فِي الْكِتٰبِ۔ کتاب میں
اَنْ۔ یہ کہ
كَذَّبَ۔ جھٹلایا
ثَمُوْدَ۔ ثمود کو
بِهَا۔ اس پر
اِلَّا۔ مگر
لَكَ۔ تجھ کو
بِالنَّاسِ۔ لوگوں کو
الَّتِيْٓ۔ وہ جو
فِتْنَةً۔ امتحان
فِي الْقُرْاٰنِ۔ قرآن میں
يَزِيْدُهُمْ۔ بڑھتی ان کو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع -سورۃ بنی اسرائیل- پ ۱۵

''وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا۔ اور فرما دیجئے میرے بندوں کو کہ کہیں وہ بات جو سب سے اچھی ہو۔ بے شک شیطان فساد ڈالتا ہے ان کے آپس میں بے شک شیطان آدمی کے لئے کھلا دشمن ہے''۔

یعنی ہمارے مومن بندوں کو یہ تہذیب ہو کہ وہ جب مشرکین یا کسی گمراہ فرقے سے گفتگو کریں تو اچھے محاوروں میں کریں خشونت اور بدکلامی سے نہ کریں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ اہل کتاب سے مجادلہ نہ کرو مگر ایسی گفتگو کرو کہ وہ اچھی ہو نرم اور پاکیزہ ہو ادب اور تہذیب کی ہو ارشاد و ہدایت کی ہو اگرچہ کفار و مشرکین بیہودہ طریقہ سے بولیں انہیں جواب ان کے انداز کلام میں نہ دیا جائے۔

شان نزول آیہ کریمہ کا یہ ہے

جب مشرکین مسلمانوں کے ساتھ بدکلامیاں کرتے انہیں ایذائیں دیتے تو وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر آ کر اس امر کی شکایت کرتے اس پر مومنین کو یہ حکم آیات جہاد سے قبل نازل ہوا اور مومنین کو ہدایت کی گئی کہ وہ کفار کی جاہلانہ باتوں کا ویسا ہی جواب نہ دیں بلکہ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ کہہ کر ٹال دیں بعد ازاں اس حکم کا نسخ اس آیہ کریمہ سے ہوا: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت فاروق اعظم خلیفۃ المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک مشرک نے آپ کی شان میں بے ہودہ کلمہ زبان سے نکالا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تلقین صبر فرما کر معاف فرمانے کا حکم دیا۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ۔ کی تفسیر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کرتے ہیں: اَیْ یُفْسِدُ وَ یَهِیْجُ الشَّرَّ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُشْرِكِیْنَ بِالْمُخَالَفَةِ۔ یعنی شیطان فساد ڈال کر مومن و مشرک میں شر برانگیختہ کرتا ہے اور غضب و غصہ پھیلاتا ہے اور وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔

''رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا۔ تمہارا رب تمہیں جانتا ہے وہ چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تمہیں عذاب کرے اور ہم نے تمہیں ان پر وکیل بنا کر نہ بھیجا''۔

یعنی توفیق ایمان کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اگر وہ چاہے تمہیں عذاب دے اور کفر پر ہی تمہاری موت ہو۔ اس لئے کہ عَلَّقُوْا اَمْرَهُمْ عَلٰی مَشِیَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ لَا تَصَرَّحُوْا بِاَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهٗ مِمَّا یَهِیْجُهُمْ عَلَی الشَّرِّ مَعَ اَنَّ الْخَاتِمَةَ مَجْهُوْلَةٌ لَا یَعْلَمُهَا غَیْرُهٗ تَعَالٰی فَلَعَلَّهٗ سُبْحٰنَهٗ یَهْدِیْهِمْ اِلَی الْاِیْمَانِ۔ سب کا معاملہ مشیت الٰہی عزوجل پر معلق کرو اور اس امر کی تصریح نہ کرو کہ وہ اہل نار سے ہے سوا اس کے جو شر اٹھانے میں پیش پیش ہو اس پر گمان کیا جاتا ہے با آنکہ پھر بھی اس کا خاتمہ مجہول ہوتا ہے کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے تو ممکن ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی طرف ہدایت فرما دے۔

چنانچہ آخر میں فرما دیا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا۔ اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ان پر وکیل بنا کر۔

www.waseemziyai.com

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ مَوْکُوْلًا وَ مُفَوَّضًا اِلَیْکَ اَمْرَھُمْ تُفَسِّرُھُمْ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ تُجْبِرُھُمْ عَلَیْہِ وَاِنَّمَا اَرْسَلْنٰکَ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا فَدَارِھِمْ اَمْرَ اَصْحَابِکَ بِمُدَارَاتِھِمْ وَ تَحَمُّلُ رَذِیَّتِھِمْ وَ تَرْکِ الْمُشَاقَۃِ مَعَھُمْ وَ ھٰذَا قَبْلَ نُزُوْلِ اٰیَۃِ السَّیْفِ۔

یعنی ان کا ہر معاملہ آپ کی سپردگی میں نہیں کہ آپ اسلام لانے پر جبر فرمائیں بلکہ ہم نے آپ کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تو اپنے اصحاب کو ان کی مدارات پر مائل فرمائیں اور ان کی اذیتوں پر برداشت کی تعلیم دیں۔ یہ حکم آیہ سیف سے قبل تک رہا۔

''وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں''۔

اور ان کے احوال ظاہری و باطنی کا اسی کو علم ہے وہ ان میں سے جسے چاہے نبوت کے لئے اور جسے چاہے ولایت کے لئے اختیار فرمائے۔ جس کی طرف حکمت الٰہیہ نے اہلیت کا توازن فرمایا اسے اسی منصب پر فائز کر دیا۔ وَ ھُوَ رَدٌّ عَلَیْھِمْ اِذْ قَالُوْا بَعِیْدٌ اَنْ یَّکُوْنَ یَتِیْمٌ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ نَبِیًّا۔

یہ مشرکین کا اس وقت رد کیا گیا جبکہ انہوں نے کہا کہ یہ بعید ہے کہ یتیم ابن ابی طالب نبی کیا جائے۔

وَ اَنْ یَّکُوْنَ الْعُرَاۃُ الْجُوَّعُ کَصُھَیْبٍ وَ بِلَالٍ وَ خَبَّابٍ وَ غَیْرِھِمْ اَصْحَابَہٗ دُوْنَ اَنْ یَّکُوْنَ ذَالِکَ مِنَ الْاَکَابِرِ وَالصَّنَادِیْدِ۔ اور ان کے اصحاب بھوکے ننگے مثل صہیب و بلال و خباب کے ہوں اور اکابر و صنادید نہ ہوں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ بغرض بطلان قول مشرکین فرمایا جو انہوں نے کہا: لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اور وَالْاَرْضِ ان کے اس قول کے رد میں ارشاد ہوا جو انہوں نے کہا تھا: لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ آگے ارشاد ہے:

''وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ اور بے شک فضیلت دی ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر اور عطا فرمائی ہم نے داؤد کو زبور''۔

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے مخصوص فضائل کے ساتھ ہم نے فضیلت عطا فرمائی جیسے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو فضیلت خلت سے نوازا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ بنایا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب اللہ کا منصب دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرما کر اعزاز بخشا۔

زبور کے متعلق یہ امر مسلم ہے کہ وہ کتاب الٰہی عزوجل تھی۔ اس میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں اور سب میں دعا تھی اور اللہ تعالیٰ کی ثناء اور اس کی تحمید و تمجید۔ اس میں حلال و حرام کا بیان نہ تھا اور نہ اس میں فرائض و حدود و احکام تھے۔

اس آیہ کریمہ میں خصوصیت سے حضرت داؤد علیہ السلام کا نام مبارک لے کر فرمانے پر مفسرین نے چند وجوہ بیان کی ہیں:

اول یہ کہ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی باآنکہ آپ کو نبوت کے ساتھ ملک بھی عطا فرمایا تھا لیکن اس کا ذکر

www.waseemziyai.com

نہ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو فضیلت علم کی ہے وہ مال و ملک کی نہیں تو جو چیز موجب فضیلت تھی اس کا تذکرہ فرمادیا اور نبوت کی نعمت سے تو سب ہی ممتاز ہیں لہٰذا اس کا علم تحصیل حاصل تھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں فرمایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کی امت خیر الامم ہے۔ اسی سبب سے آیہ کریمہ میں حضرت داؤد علیہ السلام اور زبور کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہود کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں اور توریت کے بعد کوئی کتاب نہیں اس آیہ کریمہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمانے کا تذکرہ فرما کر یہود کی تکذیب فرمادی اور ان کا دعویٰ باطل کردیا۔

غرضیکہ یہ آیہ کریمہ حضور سید یوم النشور خاتم الانبیاء علیہ التحیہ والثناء کی فضیلت کبریٰ پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں بھی یہی فرماتے ہیں:

بَيَانٌ بِحَيْثِيَّةِ تَفْضِيْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ اِنَّهٗ بِاِيْتَائِهِ الزَّبُوْرَ لَا بِاِيْتَائِهِ الْمُلْكَ وَالسَّلْطَنَةَ وَ فِيْهِ اِيْذَانٌ بِتَفْضِيْلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ كَوْنَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَ اُمَّتَهٗ خَيْرُ الْاُمَمِ مِمَّا تُضَمِّنُهُ الزَّبُوْرُ۔ اس کا مفہوم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

وَ قَدْ اَخْبَرَ سُبْحٰنَهٗ عَنْ ذَالِكَ بِقَوْلِهٖ عَزَّ قَائِلًا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اُمَّتَهٗ۔

اور اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ہم نے زبور میں لکھ دیا بعد ذکر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ہے۔

تحقیق لفظ زبور

وَالزَّبُوْرُ فِي الْاَصْلِ وَصْفٌ لِلْمَفْعُوْلِ كَالْحَلُوْبِ اَوْ مَصْدَرٌ كَالْقَبُوْلِ نَعَمْ هٰذَا الْوَزْنُ فِي الْمَصَادِرِ قَلِيْلٌ وَالْاَكْثَرُ ضَمُّ الْفَاءِ وَ بِهٖ قَرَأَ حَمْزَةُ۔ زبور اصل میں وصف للمفعول ہے جیسے حلوب یا مصدر ہے مثل قبول البتہ یہ وزن مصادر میں کم ہے اور اکثر نے بضم فاء پڑھا ہے اور حمزہ نے اسی قراءۃ پر پڑھا۔ یعنی زُبُوْرٌ۔

وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الْقِرَاءَةِ جَمْعَ زِبْرٍ بِكَسْرِ الزَّائِ بِمَعْنٰى مَزْبُوْرٍ ثُمَّ جُعِلَ عَلَمًا لِلْكُتُبِ الْمَخْصُوْصِ وَلَيْسَ فِيْهِ مِنَ الْاَحْكَامِ شَيْءٌ۔ یہ ایک علمی مجموعہ ہے اور اس میں احکام وغیرہ کچھ نہ تھے۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ الزَّبُوْرُ ثَنَاءٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ دُعَاءٌ وَ تَسْبِيْحٌ۔ زبور اللہ تعالیٰ کی ثناء اور دعاء اور تسبیح کا ذخیرہ ہے۔

وَاَخْرَجَ هُوْدُ بْنُ جُرَيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نُحَدِّثُ اِنَّ الزَّبُوْرَ دُعَاءٌ عُلِّمَهٗ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ تَحْمِيْدٌ وَ تَمْجِيْدٌ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ فِيْهِ حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ وَلَا فَرَائِضُ وَلَا حُدُوْدٌ۔ زبور دعا ہے جو داؤد علیہ السلام کو سکھائی گئی اور تحمید و تمجید اللہ عزوجل کا خزینہ ہے اس میں حلال و حرام اور فرائض و حدود کا ذکر نہیں۔

ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ فِيْهِ۔ اس میں بھی لکھا تھا۔

اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مَلِكُ الْمُلُوْكِ قُلُوْبُ الْمُلُوْكِ بِيَدِيْ فَاَيُّمَا قَوْمٍ كَانُوْا عَلٰى طَاعَةٍ

www.waseemziyai.com

جَعَلْتُ الْمُلُوْکَ عَلَیْھِمْ رَحْمَۃً وَ اَیَّمَا قَوْمٍ کَانُوْا عَلٰی مَعْصِیَۃٍ جَعَلْتُ الْمُلُوْکَ عَلَیْھِمْ نِقْمَۃً فَلَا تَشْغِلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِسَبِّ الْمُلُوْکِ وَلٰکِنْ تُوْبُوْا اِلَیَّ اُعْطِفْ قُلُوْبَھُمْ عَلَیْکُمْ۔

میں اللہ ہوں کوئی معبود نہیں مگر میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ شاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں تو جو قوم میری اطاعت میں رہے ان کے بادشاہوں کو ان کے لئے رحمت بنا دیتا ہوں۔ اور جو قوم معصیت شعار ہو ان کے حکمرانوں کو ان پر عذاب بنا دیتا ہوں تو تم سب وشتم حکمرانوں میں اپنے نفسوں کو مشغول نہ کرو اور ان کی طرف توبہ نہ کرو بلکہ میری طرف توبہ کرو میں ان کے دل تمہاری طرف مائل کر دوں گا۔

''قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا۔ فرما دیجئے انہیں کہ پکارو انہی کو جنہیں اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے کا اور نہ پھیر دینے کا''۔

شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے کہ اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ اَصَابَھُمْ قَحْطٌ شَدِیْدٌ اَکَلُوْا فِیْہِ الْکِلَابَ وَالْجِیَفَ فَاسْتَغَاثُوْا بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَدْعُوَ لَھُمْ فَنَزَلَتْ۔

جب کفار مکہ پر قحط شدید آیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ کتے اور مردار کھا گئے۔ حتیٰ کہ بارگاہ رحمت پناہ ﷺ میں فریاد لے کر آئے اور آپ سے دعا کی التجا کی۔ اس پر جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آج یہ آپ کے حضور استغاثہ کرنے آئے ہیں انہیں فرما دیجئے کہ جب تم بتوں کو معبود مانتے ہو تو انہیں کو پکارو تا کہ وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو انہیں اللہ کے سوا کیوں خدا مانتے ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام اور اولیاء کرام اور ملائکہ یہ سب وہ ہمارے مقرب بندے ہیں کہ

''اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَہٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ ط اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ کَانَ مَحْذُوْرًا۔ یہ وہ بندے ہیں جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں کہ وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور ان کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈروالا ہے''۔

اور مقربین خاص میں سے فرشتے انبیاء اولیاء ذاتی اختیار نہیں رکھتے کہ وہ اپنی ذاتی قوت سے تمہاری تکلیف دور کر دیں بلکہ وہ وسیلہ اس کا خود ڈھونڈتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کون قریب ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام نے اپنی دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا اور عرض کیا: رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ بِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت ایک جماعت عرب کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے اور جن جب اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والے اس سے بے خبر رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عار دلائی اور فرمایا کہ جنہیں تم پوج رہے ہو وہ ہمارے حضور سربسجود ہیں اور ہماری طرف ہمارے مقربوں کا وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ مقربان بارگاہ الٰہی کا وسیلہ لینا جائز ہے بلکہ اللہ کے مقربوں کا یہ طریقہ ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر عنقریب بحث آئے گی جس میں ابتغاء وسیلہ اور امید رحمت اور خوف عذاب کو مؤید ثابت کیا جائے گا کہ یہ عقلاء کے لئے ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام عزیر علیہ السلام اور بت جو محض لایعقل ہیں وہ اس کے بھی

www.waseemziyai.com

اہل نہیں ہیں۔آلوسی روح المعانی

اور دعا مثل ندا ہے اور وہ یَا، اَیَا، ھَیَا، اَیْ وغیرہ کے ساتھ ہے بغیر اس کے کہ اس لفظ ندا میں کوئی نام ملایا جائے اور یہ ممکن نہیں اس لئے کہ محض یا، اے اور ایا بغیر اسم ملائے بیکار ہوتا ہے۔ چنانچہ یا فلان کہہ کر ہی ندا ہو سکتی ہے اور اسی طرح عام طور پر اس کا استعمال ہے۔تو یہاں مراد

انہیں پکارنے سے کشف الضر ہی ہے اور وہ جلب منفعت سے بھی اولیٰ ہے اور توجہ قلب منادیٰ کی طرف اس لئے ہے کہ وہ کشف ضر کرنے والا ہے۔

تو اس کا جواب دے دیا گیا فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ ان میں ذاتی طاقت نہیں کہ وہ کشف ضر کر سکیں مثل مرض، فقر، قحط وغیرہ کے اور نہ وہ اسے لوٹا سکتے ہیں کسی غیر کی طرف تو جو اس قابل نہیں وہ مستحق عبادت بھی نہیں اس لئے کہ مستحق عبادت وہ ہے جس میں یہ قدرت تام اور کامل ہو اور دفع ضرر پر قادر ہو۔

اور توسل یہ ہے کہ اس کا قرب اللہ تعالیٰ سے اتنا ہو کہ اس کے ذریعہ اپنی دعا اپنا مقصد پورا کرانا چاہئے یہ مشروع اور جائز ہے اور ایسا سلف صالحین کرتے رہے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالتَّقْدِيْرُ اَيُّهُمْ هُوَ اَقْرَبُ وَهُوَ مِمَّا لَا بَاْسَ وَلَا يُنَا فِيْ ذَالِكَ جَمْعُ يَرْجُوْنَ وَ يَخَافُوْنَ۔ایسے توسل کرنا کہ تقرب الی اللہ کے لئے کسی مقرب سے توسل ہو اس میں مضائقہ نہیں اور جمع کے صیغے اس کے مخالف نہیں۔اور یہ جائز ہے۔

''وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے ہلاک کریں گے قیامت سے پہلے یا اسے سخت عذاب دیں گے یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

چنانچہ اس پر مقاتل اور مجاہد اور جبائی رحمہم اللہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ اَلْهَلَاكُ لِلصَّالِحَةِ وَالْعَذَابُ لِلطَّالِحَةِ وَقَالَ اَيْضًا وَ جَدْتُ فِيْ كِتَابِ الضَّحَاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ فِيْ تَفْسِيْرِهَا اَمَّا مَكَّةُ فَتَخْرُبُهَا الْحَبْشَةُ وَ تَهْلِكُ الْمَدِيْنَةُ بِالْجُوْعِ وَالْبَصْرَةُ بِالْغَرْقِ وَالْكُوْفَةُ بِالتُّرْكِ وَالْجِبَالُ بِالصَّوَاعِقِ وَالرَّوَاجِفِ وَ اَمَّا خُرَاسَانُ فَهَلَاكُهَا ضُرُوْبٌ ثُمَّ ذَكَرَ بَلَدًا بَلَدًا۔

صالحین موت سے ہلاک ہوں اور طالحین و فجار پر عذاب اور فرمایا میں نے کتاب ضحاک بن مزاحم کی تفسیر میں پایا کہ مکہ معظمہ حبشہ سے ہلاک ہو اور مدینہ منورہ بھوک سے اور بصرہ غرق سے اور کوفہ ویران ہو ترکیوں کے ہاتھ اور پہاڑ بجلیوں اور بھونچال سے اور خراسان کی ہلاکت ضربوں سے پھر شہر شہر کا تذکرہ فرمایا۔

اور وہب بن منبہ سے مروی ہے: اِنَّ الْجَزِيْرَةَ اٰمِنَةٌ مِنَ الْخَرَابِ حَتّٰى تَخْرُبَ اُرْمِيْنِيَةُ وَ اَرْمِيْنِيَةُ اٰمِنَةٌ حَتّٰى تَخْرُبَ مِصْرُ وَ مِصْرُ اٰمِنَةٌ حَتّٰى تَخْرُبَ الْكُوْفَةُ وَلَا تَكُوْنُ مَلْحَمَةٌ كُبْرٰى حَتّٰى تَخْرُبَ الْكُوْفَةُ فَاِذَا كَانَتِ الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرٰى فُتِحَتْ قُسْطُنْطِنِيَّةُ عَلٰى يَدِ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَ خَرَابُ الْاَنْدَلُسِ مِنْ قِبَلِ الزَّنْجِ وَ خَرَابُ اَفْرِيْقِيَّةَ مِنْ قِبَلِ الْاَنْدَلُسِ وَ خَرَابُ مِصْرَ مِنِ انْقِطَاعِ النِّيْلِ وَاخْتِلَافِ الْجُيُوْشِ فِيْهَا وَ خَرَابُ الْعِرَاقِ مِنَ الْجُوْعِ وَ خَرَابُ الْكُوْفَةِ مِنْ قِبَلِ عَدُوٍّ يَحْصُرُهُمْ وَ يَمْنَعُهُمُ الشُّرْبَ مِنَ

www.waseemziyai.com

الْفُرَاتِ وَ خَرَابُ الْبَصْرَةِ مِنْ قِبَلِ الْعِرَاقِ وَ خَرَابُ الْاِيْلَةِ مِنْ عَدُوٍّ يَحْصُرُهُمْ بَرًّا وَ بَحْرًا وَ خَرَابُ الرَّىِ مِنَ الدَّيْلَمِ وَ خَرَابُ خَرَاسَانَ مِنْ قِبَلِ النَّبْتِ وَ خَرَابُ النَّبْتِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ وَ خَرَابُ الْهِنْدِ وَالْيَمَنِ مِنْ قِبَلِ الْجَرَادِ وَالسُّلْطَانِ وَ خَرَابُ مَكَّةَ مِنَ الْحَبْشَةِ وَ خَرَابُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْجُوْعِ۔

خلاصہ یہ کہ آرمینیہ سے قبل جزیرہ ویران نہیں ہوگا۔ اور آرمینیہ مصر کی تباہی سے پہلے خراب نہ ہوگا اور مصر کوفہ کے خراب ہونے سے قبل محفوظ رہے گا اور بڑی جنگ کوفہ کے خراب ہونے سے پہلے نہ ہوگی۔ جب بڑی جنگ ہوگی تو قسطنطنیہ بنی ہاشم کے ایک آدمی کے ہاتھ سے فتح ہوگا اور اندلس حبشیوں کے ہاتھوں اور افریقہ اندلس کی وجہ سے مصر نیل کے منقطع ہونے سے اور افواج میں بغاوت ہونے سے اور عراق بھوک سے تباہ ہو اور کوفہ محصور ہوگا اور فرات سے ان پر پانی روکا جائے گا اور بصرہ عراق کی طرف سے اور ایلہ کی بربادی دشمنوں سے ہوگی وہ بری و بحری راستوں سے ان کا محاصرہ کریں گے اور رے کی تباہی دیلمیوں سے ہوگی۔ حتیٰ کہ خراسان و چین تباہ ہوں اور ہند و یمن ٹڈی اور سلاطین جبابرہ سے تباہ ہوگا اور مکہ معظّمہ حبشیوں کے ہاتھوں تباہ ہوگا اور مدینہ منورہ بھی قحط اور بھوک سے ہلاک ہوگا۔ چنانچہ فرمایا: اِخْرُ قَرْيَةٍ فِي الْاِسْلَامِ خَرَابًا الْمَدِيْنَةُ۔ آخر اسلامی شہروں میں مدینہ کی خرابی ہے۔

پھر ایک جماعت حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہو کر جہاد کو نکلے گی ادھر دجال کا خروج ہوگا جس کے فتنہ سے بچنے کے لئے بعض مخلص بیت المقدس اپنے امام کے پاس چلے جائیں گے اور باقی جو رہیں گے وہ ایک خوشگوار ہوا کے ذریعہ ہلاک ہو جائیں گے ایسے ایسے بہت سے واقعات جب ہو چکیں گے تو ایک وقت ایسا آئے گا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر انتقال فرما جائیں گے کہ پھر شرار الناس کے سوا کوئی نہ رہے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ صَحَّ اَنَّهٗ بَعْدَ مَوْتِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَجِيْءُ رِيْحٌ بَارِدَةٌ مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا تَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ فَيَبْقٰى شَرَارُ النَّاسِ وَ عَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ۔

یہ صحیح ہے کہ بعد موت عیسیٰ علیہ السلام ایک ٹھنڈی ہوا شام کی طرف سے چلے تو جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا وہ بھی انتقال کر جائے گا تو روئے زمین پر شرار الناس رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت آئے گی۔

آخر یہ کہ حضر موت یا دریائے حضر موت سے ایک آگ نکلے قبل قیامت جس سے سب لوگ یک جا جمع ہوں۔

''كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ یعنی لوح محفوظ میں مسطور ہے۔

''وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ۔ اور نہیں روکا ہمیں ایسی نشانیاں بھیجنے سے مگر یہ کہ جھٹلایا انہیں اگلوں نے''۔

احمد اور نسائی اور حاکم و طبرانی وغیرہ رحمہم اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ سَاَلَ اَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُجْعَلَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا وَ اَنْ يُنَحّٰى عَنْهُمُ الْجِبَالُ فَيَزْرَعُوْا فَقِيْلَ لَهٗ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَسْتَاْنِيَ بِهِمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤْتِيَهُمُ الَّذِيْ سَاَلُوْا فَاِنْ كَفَرُوْا اُهْلِكُوْا كَمَا اُهْلِكَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْاُمَمِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا بَلْ اَسْتَاْنِيْ بِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔

www.waseemziyai.com

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا تھا کہ صفا پہاڑ سونا کر دیا جائے اور پہاڑوں کو ہٹا دیا جائے کہ وہ میدانوں میں کاشت کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد الٰہی عزوجل ہوا کہ اے محبوب اگر آپ چاہتے ہیں تو ان کے اس مطالبہ کو رد کر دیا جائے اور اگر چاہتے ہیں تو ان کا مطالبہ پورا کر دیا جائے لیکن اس کے بعد بھی یہ کافر رہے تو ہلاک کر دیئے جائیں گے جیسے امم ماضیہ ہلاک کر دی گئیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا نہیں ان کا مطالبہ ٹال دیا جائے تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اور آیہ کریمہ کے معنی یہ ہوئے: اِنَّا لَانُرْسِلُ الْاٰیَاتِ الْمُقْتَرِحَةَ لِعِلْمِنَا بِاَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ عِنْدَهَا كَمَا لَمْ یُؤْمِنْ بِهَا مَنِ اقْتَرَحُوْهَا قَبْلَهُمْ فَیَكُوْنُ اِرْسَالُهَا عَبَثًا لَا فَائِدَةَ فِیْهِ وَالْحَكِیْمُ لَا یَفْعَلُهٗ۔ یعنی ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجیں گے جو ہمارے علم میں انہیں ایمان کی طرف مائل نہ کریں جیسے پہلے ایمان نہیں لائے تو ایسے معجزات بھیجنا عبث ہے جن کا کوئی فائدہ نہیں اور حکیم مطلق فعل عبث نہیں کر سکتا۔ فِعْلُ الْحَكِیْمِ لَایَخْلُوا عَنِ الْحِكْمَةِ۔

(روح المعانی آلوسی)

''وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا۔ اور ہم نے ثمود کو ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو تو انہوں نے ظلم کیا اس پر اور ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو''۔

اَیْ مَا نُرْسِلُهَا اِلَّا تَخْوِیْفًا وَ اِنْذَارًا بِعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔ یعنی ایسے معجزات ڈرانے اور خوف عذاب آخرت دلانے کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔

وَاسْتَظْهَرَ اَبُوْحَیَّانَ كَوْنَ الْمُرَادِ بِهَا الْاٰیَاتُ الَّتِیْ مِعْیَارُ الْهَلَالِ كَالْخُسُوْفِ وَالْكُسُوْفِ وَ شِدَّةِ الرَّعْدِ وَ الْبَرْقِ وَالرِّیَاحِ وَالزَّلَازِلِ وَ غَوْرِمَاءِ الْعُیُوْنِ وَ زِیَادَتِهَا عَلَى الْحَدِّ حَتّٰى یَغْرَقَ مِنْهَا بَعْضُ الْاَرْضِیْنَ۔

ابوحیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عذاب سے اول مہلت دی جاتی ہے۔ اس میں خسوف، کسوف، رعد شدید، بجلی، ہوائیں، زلزلے، چشموں کا خشک ہونا اور ابلنا اس حد تک کہ اس سے بعض زمین والے غرق ہو جائیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى یُخَوِّفُ النَّاسَ بِمَا شَاءَ مِنْ اٰیَاتِهٖ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ اَوْ یَذَّكَّرُوْنَ وَ یَرْجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی نشانیوں سے جسے چاہے ڈراتا ہے تاکہ وہ تذکیر حاصل کریں اور کفر سے لوٹ آئیں۔

وَ ذَكَرَ ابْنُ عَطِیَّةَ اَنَّ اٰیَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْمُعْتَبَرَ بِهَا ثَلٰثَةُ اَقْسَامٍ۔

قِسْمٌ عَامٌّ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ۔

فَفِیْ كُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

وَ هُنَاكَ فِكْرَةُ الْعُلَمَاءِ۔

آیات الٰہی عزوجل کا تین قسموں پر اعتبار ہے:

ایک قسم عام ہے ہر شے میں۔

www.waseemziyai.com

فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اور یہاں علماء کا فکر ہی کام کرتا ہے۔

وَ قِسْمٌ مُعْتَادٌ کَالرَّعْدِ وَالْکُسُوْفِ وَ هُنَاکَ فِکْرَةُ الْجَهَلَةِ۔

اور ایک قسم معتاد ہے مثل رعد اور کسوف کے اور یہاں عوام جہلاء کا فکر ہوتا ہے۔

وَ قِسْمٌ خَارِقٌ الْعَادَةِ۔

اور ایک قسم خارق عادات امور سے ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ بِاِقْتِرَاحِهِمْ عَلٰی نَبِیِّهِمْ صَالِحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ اَخْرَجْنَاهَا لَهُمْ مِنَ الصَّخْرَةِ۔ یعنی قوم ثمود کو ناقہ ان کے مطالبہ کے موجب ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام پر بھیجا اور اسے پہاڑ کی چٹان سے نکالا۔ تاکہ ان کی آنکھیں کھلیں اور گمراہی کے اندھیرے سے باہر نکلیں۔

فَظَلَمُوْا بِهَا اَیْ فَکَفَرُوْا بِهَا وَ جَحَدُوْا کَوْنَهَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی لِتَصْدِیْقِ رَسُوْلِهٖ۔ تو انہوں نے ظلم کیا اس کے ساتھ اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماننے سے منکر ہو گئے اور اپنے رسول کی تصدیق سے انکار کیا۔ اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو جلد آنے والے عذاب سے۔ آگے فرماتے ہیں:

اَیْ لَمْ یَکْتَفُوْا بِمُجَرَّدِ الْکُفْرِ بِهَا بَلْ فَعَلُوْا بِهَا مَا فَعَلُوْا مِنَ الْعَقْرِ اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ وَ عَرَضُوْهَا لِلْهَلَاکِ بِسَبَبِ عَقْرِهَا۔ انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ وہ کچھ کیا جو کیا۔ کونچیں کاٹ کر اپنی جانوں پر ظلم کیا اور ہلاکت کے لئے اپنے کو پیش کر دیا۔

تو اگر ہم نے قریش مکہ اور کفار تہامہ کا مطالبہ پورا کر دیا اور وہ پھر بھی ایمان نہ لائیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں تو یہ سب ہلاک ہی کئے جائیں لہٰذا ایسا ہم نہیں چاہتے۔

''وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ۔ اور ہم نے کہا آپ کو کہ بے شک تمہارا رب سب لوگوں پر محیط ہے''۔

اور وہ سب پر غالب ہے اور اس کے قبضہ قدرت میں سب عالم ہے۔ آپ تکلیف تبلیغ فرماتے رہیں اور کسی کا خوف نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: فَلَا یَخْفٰی عَلَیْهِ سُبْحٰنَهٗ شَیْءٌ مِنْ اَحْوَالِهِمْ وَ اَفْعَالِهِمُ الْمَاضِیَةِ وَالْمُسْتَقْبَلَةِ مِنَ الْکُفْرِ وَالتَّکْذِیْبِ۔ تو اللہ تعالیٰ پر ان کے احوال و افعال ماضیہ اور مستقبلہ کفر و تکذیب میں روشن ہے۔

''وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا کَبِیْرًا۔ اور ہم نے نہ کیا وہ مشاہدہ جو آپ نے کیا مگر فتنہ و آزمائش لوگوں کے لئے اور وہ درخت لعنت کیا گیا قرآن میں اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو انہیں کچھ زیادہ نہیں ہوتا مگر سرکشی بڑی''۔

یعنی وہ معائنہ عجیبہ تو شب معراج بحالت بیداری آپ نے کیا نہیں تھا مگر اہل مکہ کی آزمائش تھا۔ چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کو واقعہ معراج کی خبر دی تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اور ان کے ساتھ بعض مسلمان بھی مرتد ہو

www.waseemziyai.com

گئے اور تمسخر کرتے ہوئے عمارت بیت المقدس کا نقشہ دریافت کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سارا نقشہ بتا دیا تو اس پر کفار مکہ آپ کو ساحر کہنے لگ گئے۔

بعض ابوجہل جیسے وہ تھے جو زقوم کے درخت کا سن کر کہ وہ جہنم میں ہے انکاری ہوئے اور ابوجہل تو یہ بھی کہنے لگ گیا کہ ادھر جہنم کی آگ سے ہمیں ڈرایا جا رہا ہے اور ادھر زقوم کے درخت کی نشو ونما آگ میں بتائی جا رہی ہے جو چیز انسان کو جلا دے گی وہ درخت کو کیسے چھوڑ سکتی ہے اسے عقل نہیں مانتی۔

حالانکہ وہ آگ جو دنیا میں انسان کو جلا دیتی ہے اس میں سمندل کیڑا پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی میں رہتا ہے۔ بلاد ترک میں اس کی اون کے تولیے بناتے ہیں جو میلے ہونے پر آگ میں صاف کر لئے جاتے ہیں۔

شتر مرغ کے متعلق مشہور ہے کہ انگارے کھاتا ہے اور وہ اس کی غذا ہوتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے کشف المحجوب میں آتش فشاں پہاڑوں کا تذکرہ فرما کر لکھا ہے کہ اس آتش فشاں پہاڑ میں چوہا دیکھا گیا جو آگ میں زندہ رہتا ہے اور باہر نکالو تو مر جاتا ہے (کشف الحجاب احد عشر)۔ تو آگ میں درخت کی نشو ونما کر دینا قادر قیوم کی قدرت کاملہ سے کیا بعید ہے۔

تو ارشاد ہے ہم نے انہیں دینی و دنیوی امور سے ڈرایا تو ان کی سرکشی بڑھتی ہی گئی۔ اور ہدایت قبول نہ کی۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْيَا مَا عَايَنَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِهٖ مِنَ الْعَجَائِبِ السَّمَاوِيَّةِ وَالْاَرْضِيَةِ كَمَا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِىُّ وَالتِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ وَ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ رویا سے مراد وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ اسراء میں عجائبات سماویہ وارضیہ کا معاینہ فرمایا۔

وَ هِىَ عِنْدَ كَثِيْرٍ بِمَعْنَى الرُّؤْيَةِ مُطْلَقًا۔ اکثر کے نزدیک رویا بمعنی مطلق رویت ہے۔

وَقَالَ بَعْضٌ هِىَ حَقِيْقَةٌ فِى رُؤْيَا الْمَنَامِ وَ رُؤْيَا الْيَقْظَةِ لَيْلًا وَالْمَشْهُوْرُ اخْتِصَاصُهَا لُغَةً بِالْمَنَامِيَةِ وَ بِذٰلِكَ تَمَسَّكَ مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْاِسْرَاءَ كَانَ مَنَامًا وَ فِى الْاٰيَةِ مَا يَرِدُ عَلَيْهِ وَالْقَائِلُوْنَ بِهٰذَا الْمَشْهُوْرِ الذَّاهِبُوْنَ اِلٰى اَنَّهٗ كَانَ يَقْظَةً كَمَا هُوَ الصَّحِيْحُ۔

بعض نے کہا یہ حقیقت ہے کہ رویا منام اور رویا یقظہ کے ساتھ رات کے اقل قلیل حصہ میں ہے اور مشہور از روئے لغت رویا مخصوص منام کے لئے ہے اس سے ان لوگوں نے تمسک کیا جن کا یہ گمان ہے کہ اسراء نومی تھی اور آیت اس پر رد کر رہی ہے۔

اور بڑی جماعت مشہور یہی کہتی ہے کہ یہ سیر جاگتے ہوئے ہی ہوئی اور یہی صحیح ہے۔

اور شجر ملعونہ کا عطف رویا پر ہے اور اس سے مراد كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَ خَلْقٌ كَثِيْرٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ وَالْمُرَادُ بِلَعْنِهَا لَعْنُ طَاعِمِيْهَا مِنَ الْكَفَرَةِ كَمَا رُوِىَ عِنْدَ الْبُخَارِىِّ۔ اور تھوہر کے درخت کو ملعون کہنے سے مراد کافر ہیں جو اسے کھائیں گے۔

وَ يُرَادُ بِاللَّعْنِ مَعْنَاهُ اللُّغَوِىُّ وَ هُوَ الْبُعْدُ فَهِىَ لِكَوْنِهَا فِىْ اَبْعَدِ مَكَانٍ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ هُوَ اَصْلُ

www.waseemziyai.com

الْجَحِيْمِ الَّذِیْ نَبَتَ فِيْهِ مَلْعُوْنَةٌ حَقِيْقَةٌ۔

اورلعنت سے یہاں مراد معنی لغوی ہیں اور وہ بعد ہے تو وہ چونکہ رحمت سے بعید ترین ہوں گے اور وہ جہنم میں ہوں گے تو وہ ملعون حقیقی ہوئے۔

وَ قِيْلَ تَقُوْلُ الْعَرَبُ لِكُلِّ طَعَامٍ مَكْرُوْهٍ ضَارٍّ مَلْعُوْنٌ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ محاورہ عرب میں ہر بدذائقہ مضر ومکروہ چیز کو ملعون بول دیتے ہیں اس لئے اسے بھی ملعون کہا گیا۔

اور اس سے بعض ضعیف الایمان گمراہ اور مرتد ہو گئے وہ عقلی مکابرہ کرنے لگ گئے باآنکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ اَلنُّعَامَةُ تَبْتَلِعُ الْجَمَرَ وَ قِطَعَ الْحَدِيْدِ الْمُحْمَاةِ الْحُمْرِ فَلَا تَضُرُّهَا۔ شترمرغ انگارے نگل جاتا ہے اور لوہا سرخ ٹکڑے کر کے کھا جاتا ہے اور اسے وہ نقصان نہیں دیتا۔

وَالسَّمَنْدَلُ يَتَّخِذُ مِنْ وَبَرِهٖ مَنَادِيْلُ تُلْقٰى فِى النَّارِ اِذَا اتَّسَخَتْ فَيَذْهَبُ الْوَسْخُ وَ تَبْقٰى سَالِمَةً وَ مِنْ اَمْثَالِهِمْ فِىْ كُلِّ شَجَرَةٍ نَارٌ۔ اور سمندل آگ میں پیدا ہو کر پرورش پاتا ہے اس کی اون لے کر تولیہ بنایا جاتا ہے اور جب وہ میلا ہو جاتا ہے تو اسے آگ میں ڈال دیا جاتا ہے تو اس سے میل جل جاتا ہے اور وہ صاف ستھرا نکال لیا جاتا ہے اور مثل اس کی ہر درخت میں آگ ہوتی ہے۔ اور یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے فرمایا ہے۔

اور بعض اس طرح تاویل کرتے ہیں کہ اَلرُّؤْيَا بِمَا رَاٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَنَامِ مِنْ مَّصَارِعِهِمْ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِىْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ وَ صَحَّ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَرَدَ مَاءَ بَدْرٍ كَانَ يَقُوْلُ وَاللّٰهُ لَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى مَصَارِعِ الْقَوْمِ وَ هُوَ يَضَعُ يَدَهُ الشَّرِيْفَةَ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا وَ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَ هُوَ ظَاهِرٌ فِىْ كَوْنِ ذَالِكَ مَنَامًا۔

صحیح روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ بدر پر تشریف لائے تو فرما رہے تھے خدا کی قسم گویا میں دیکھ رہا ہوں کفار کے مصارع اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دست اقدس زمین پر رکھ کر فرما رہے تھے یہ فلاں کے تڑپنے کا مقام ہے یہ فلاں کے تڑپنے کا اور وہ بظاہر ایسا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ملاحظہ فرمایا ہو۔ چنانچہ

يُرْوٰى اَنَّ قُرَيْشًا سَمِعَتْ بِمَا اُوْحِىَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ شَانِ بَدْرٍ وَ مَا رَاٰى فِىْ مَنَامِهٖ مِنْ مَصَارِعِهِمْ فَكَانُوْا يَضْحَكُوْنَ وَ يَسْخَرُوْنَ وَ هُوَ الْمُرَادُ بِالْفِتْنَةِ۔ مروی ہے کہ قریش نے سنا جو وحی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بدر کے معاملہ میں اور وہ خواب نہ تھا جس میں مشرکین کے تڑپنے کے مقامات ملاحظہ فرمائے تو مشرکین ہنستے اور تمسخر کرتے تھے۔ تو فتنہ سے یہ مراد ہے۔

اس کے علاوہ اور روایات بھی جو بنی امیہ کے متعلق ہیں بخوف طوالت وہ نہیں لکھی گئیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِىْ رُوْحِ الْمَعَانِىْ۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾

اور یاد کرو جب ہم نے فرمایا فرشتوں کو کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا سجدہ کروں میں اسے جسے تو نے پیدا کیا مٹی سے۔

www.waseemziyai.com

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾

بولا دیکھ تو نے یہ جو مجھ سے معزز کیا تو نے اگر تو نے مجھے مہلت دی قیامت تک تو ضرور میں پیس ڈالوں گا اس کی اولاد کو مگر تھوڑے۔

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾

فرمایا چلتا بن جو تیرے پیرو ہوں ان میں سے تو بے شک جہنم ان کا بدلہ ہے بدلہ پورا۔

وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾

اور انہیں پھسلا جس پر تو قدرت پائے ان میں سے اپنی آواز سے اور کھینچ لا ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھی ہو ان کے مالوں میں اور اولاد میں اور وعدہ دے انہیں اور نہیں شیطان کا وعدہ مگر نرا فریب۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

بے شک میرے بندے ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کارساز۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾

تمہارا رب وہ ہے کہ رواں کرتا ہے کشتی دریا میں تمہارے لئے تاکہ تلاش کرو اس کا فضل بے شک وہ ہے تم پر مہربان۔

وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾

اور جب پہنچے تمہیں دریا میں مصیبت تو بھول جاتے ہو اسے جسے پوجتے ہو مگر اسی کو تو جب نجات دیتا ہے وہ تمہیں خشکی کی طرف تو منہ پھیر لیتے ہو اور آدمی بڑا ناشکرا ہے۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾

کیا تم بے خوف ہو اس سے کہ دھنسا دے تمہیں خشکی کے کنارے پر یا بھیجے تم پر پتھروں کا مینہ پھر تم اپنے لئے کارساز نہ پاؤ گے۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾

یا تم بے خوف ہو کہ پھیر لے جائے تمہیں دوبارہ دریا میں تو بھیجے توڑنے والی آندھی تم پر ہوا سے تو غرق کر دے تمہیں کفر کے سبب پھر نہ پاؤ اپنے لئے کوئی ایسا جو ہمارا پیچھا کرے۔

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾

اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور سوار کیا انہیں خشکی اور تری میں اور رزق دیا انہیں پاک چیزوں سے اور افضل کیا ہم نے انہیں بہت سی مخلوق سے فضیلت والا۔

www.waseemziyai.com

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَاِذْ - اور جب
لِاٰدَمَ - آدم کو
اِبْلِیْسَ - ابلیس نے
خَلَقْتَ - پیدا کیا تو نے
ھٰذَا - اس
عَلَیَّ - مجھ پر
اِلٰی - طرف
پیس ڈالوں گا
قَالَ - فرمایا
مِنْھُمْ - ان میں سے
جَزَآءً - بدلہ
اسْتَطَعْتَ - تو طاقت رکھتا ہے
عَلَیْھِمْ - ان پر
ان سے
ھُمْ - ان کو
الشَّیْطٰنُ - شیطان
عِبَادِیْ - میرے بندے
سُلْطٰنٌ - کوئی غلبہ
رَبُّکُمْ - تمہارا رب
الْفُلْکَ - کشتیاں
اِنَّهٗ - بے شک وہ
وَاِذَا - اور جب
ضَلَّ - بھول جاتے ہو
اِیَّاهُ - خاص اس کو
الْبَرِّ - خشکی کی
کَفُوْرًا - ناشکرا
بِکُمْ - تمہیں

قُلْنَا - کہا ہم نے
فَسَجَدُوْٓا - تو سجدہ کیا انہوں نے
قَالَ - بولا
طِیْنًا - مٹی سے
قَالَ - بولا
الَّذِیْ - شخص کو جو
لَئِنْ - اگر
یَوْمِ - دن
ذُرِّیَّتَهٗٓ - اس کی اولاد کو
اِذْهَبْ - چلا جا
فَاِنَّ - تو بے شک
جَهَنَّمَ - دوزخ
مَّوْفُوْرًا - پورا
مِنْھُمْ - ان میں سے
بِخَیْلِكَ - اپنے سوار
وَرَجِلِكَ - اور اپنے پیادے
فِی الْاَمْوَالِ - مالوں میں
وَمَا - اور نہیں
اِلَّا - مگر
لَیْسَ - نہیں ہے
وَکَفٰی - اور کافی ہے
الَّذِیْ - وہی ہے
فِی الْبَحْرِ - دریا میں
کَانَ - ہے
مَسَّکُمُ - پہنچتی ہے تمہیں
مَنْ - جسے
فَلَمَّا - پھر جب
اَعْرَضْتُمْ - منہ پھیرتے ہو تم
اَفَاَمِنْتُمْ - کیا مطمئن ہو تم
جَانِبَ - کنارے

لِلْمَلٰٓئِکَةِ - فرشتوں کو کہ
اسْجُدُوْا - سجدہ کرو
اِلَّآ - مگر
ءَاَسْجُدُ - کیا سجدہ کروں میں
قَالَ - بولا
کَرَّمْتَ - بزرگی دی تو نے اس کو
اَخَّرْتَنِ - مہلت دی تو نے مجھے
الْقِیٰمَةِ - قیامت
اِلَّا - مگر
فَمَنْ - پھر جو
جَهَنَّمَ - دوزخ
وَاسْتَفْزِزْ - اور پھسلا
بِصَوْتِكَ - اپنی آواز سے
وَرَجِلِكَ - اور اپنے پیادے
وَالْاَوْلَادِ - اور اولاد میں
یَعِدُ - وعدہ دیتا
غُرُوْرًا - فریب کا
لَكَ - تیرا
بِرَبِّكَ - تیرا رب
یُزْجِیْ - جو چلاتا ہے
لِتَبْتَغُوْا - تا کہ تلاش کرو
بِکُمْ - تم پر
الضُّرُّ - کوئی تکلیف
تَدْعُوْنَ - پکارتے ہو تم
نَجّٰکُمْ - نجات دیتا ہے تمہیں
وَکَانَ - اور ہے
اَنْ - یہ کہ
الْبَرِّ - خشکی پر

اسْجُدُوْا - سجدہ کرو
اِلَّآ - مگر
لِمَنْ - اس کو جسے
اَرَءَیْتَكَ - کیا دیکھا تو نے
لَئِنْ - تو میں ضرور
قَلِیْلًا - تھوڑے لوگوں کو
تَبِعَكَ - پیچھے لگے گا تیرے
جَزَآؤُکُمْ - بدلہ ہے تمہارا
مَنِ - جسے
وَاجْلِبْ - اور کھینچ لا
وَشَارِکْھُمْ - اور شرکت کر
وَعِدْ - اور وعدے دے
ھُمْ - ان کو
اِنَّ - بے شک
عَلَیْھِمْ - ان پر
وَکِیْلًا - کارساز
لَکُمْ - تمہارے لئے
مِنْ فَضْلِهٖ - اس کا فضل
رَحِیْمًا - مہربان
فِی الْبَحْرِ - دریا میں
اِلَّآ - مگر
اِلَی - طرف
الْاِنْسَانُ - انسان
یَّخْسِفَ - غرق کر دے
اَوْ - یا

www.waseemziyai.com

يُرْسِلَ۔ بھیجے عَلَيْكُمْ۔ تم پر حَاصِبًا۔ پتھروں کا مینہ ثُمَّ۔ پھر
لَا تَجِدُوْا۔ نہ پاؤ گے تم لَكُمْ۔ اپنے لئے وَكِيْلًا۔ کارساز اَمْ اَمِنْتُمْ۔ یا تم مطمئن ہو
اَنْ۔ یہ کہ يُّعِيْدَكُمْ۔ لوٹائے تمہیں فِيْهِ۔ اس میں تَارَةً۔ ایک مرتبہ
اُخْرٰى۔ اور فَيُرْسِلَ۔ پھر بھیجے عَلَيْكُمْ۔ تم پر قَاصِفًا۔ توڑنے والی
مِّنَ الرِّيْحِ۔ ہوا فَيُغْرِقَكُمْ۔ تو غرق کر دے گا تم کو بِمَا۔ بہ سبب
كَفَرْتُمْ۔ کفر تمہارے کے ثُمَّ۔ پھر لَا تَجِدُوْا۔ نہ پاؤ گے تم لَكُمْ۔ اپنے لئے
عَلَيْنَا۔ ہم پر بِهٖ۔ اس کا تَبِيْعًا۔ پیچھا کرنے والا وَلَقَدْ۔ اور بے شک
كَرَّمْنَا۔ بزرگی دی ہم نے بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ آدم کی اولاد کو وَحَمَلْنٰهُمْ۔ اور اٹھایا ہم نے ان کو
فِي الْبَرِّ۔ خشکی میں وَالْبَحْرِ۔ اور دریا میں وَرَزَقْنٰهُمْ۔ اور رزق دیا ہم نے ان کو
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ۔ پاکیزہ چیزوں سے وَفَضَّلْنٰهُمْ۔ اور بزرگی دی ہم نے ان کو
عَلٰى كَثِيْرٍ۔ بہتوں پر مِّمَّنْ۔ ان سے جو خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے تَفْضِيْلًا۔ بزرگی دینا

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

''وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا اور جب ہم نے فرمایا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم (علیہ السلام) کو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں سجدہ کروں اسے جسے تو نے پیدا کیا مٹی سے''۔

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تَحِيَّةً وَ تَكْرِيْمًا لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ یہ سجدہ تحیت تھا اور تکریم آدم علیہ السلام اس میں مقصود تھی۔

وَقِيْلَ الْمَعْنٰى اجْعَلُوْهُ قِبْلَةَ سُجُوْدِكُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدم علیہ السلام کو اپنے سجدہ کا قبلہ بناؤ اور بناؤ اپنے سجدہ کو اللہ تعالیٰ کے لئے۔

فَسَجَدُوْٓا۔ تو سجدہ کیا تمام فرشتوں نے سوا ابلیس کے امتثال امر الٰہی میں اور ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا اور بولا میں کیسے سجدہ کروں اسے جسے تو نے مٹی سے پیدا فرمایا۔ گویا اس نے قیاس فاسد کر کے کہا: ءَ اَسْجُدُ لَهٗ وَ هُوَ طِيْنٍ اَیْ اَصْلُهٗ طِيْنٌ یعنی مٹی کو سجدہ کیسے کروں۔

''قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا۔ بولا اے میرے رب یہ جو تو نے اسے عزت بخشی مجھ پر اگر تو مہلت دے مجھے قیامت تک تو ضرور میں پیس ڈالوں اس کی اولاد کو مگر تھوڑوں کو''۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَخْبِرْنِيْ عَنْ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَهٗ عَلَيَّ لِمَ كَرَّمْتَهٗ عَلَيَّ وَاَنَا اَكْرَمُ مِنْهُ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ شیطان نے بارگاہ حق میں عرض کی کہ الٰہی مجھے اس حقیقت سے تو مطلع فرما کہ یہ پتلۂ خاکی ہے جسے تو نے عزت بخشی مجھ پر تو کس وجہ میں عزت بخشی تو نے مجھ پر باآنکہ میں اس سے عزت والا ہوں۔ اس لئے کہ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ

www.waseemziyai.com

نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ۔ میں آدم سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔

آگے فرماتے ہیں: وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الْمُقَرَّرَ فِیْ اَرَاَیْتَ بِمَعْنٰی اَخْبِرْنِیْ۔ یعنی اَرَاَیْتَ بمعنی اَخْبِرْنِیْ ہے یعنی مجھے بتا کے معنی میں۔

لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ اگر تو مجھے مہلت دے قیامت تک۔ اور لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَهٗٓ یعنی انہیں جڑ سے اکھاڑ ڈالوں گا۔

خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ لَئِنْ اَخَّرْتَنِیْ اَبْقَیْتَنِیْ حَیًّا اور اَخَّرْتَ مَوْتِیْ اگر تو مجھے زندہ چھوڑ دے قیامت تک یا زندہ باقی رکھے یا میری موت مؤخر کر دے لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَهٗٓ تو آدم کی ذریت کو لَاَسْتَاْصِلَنَّهُمْ وَ اَهْلِکَنَّهُمْ بِالْاِغْوَاءِ جڑ سے اکھاڑ دوں گا اور اسے ہلاک کر ڈالوں گا گمراہ کر کے۔

محاورہ میں بولتے ہیں: اِحْتَنَکَ الْجَرَادُ الْاَرْضَ اِذَا اَهْلَکَ نَبَاتَهَا۔ فنا کر دیا ٹڈی نے زمین کو جبکہ وہ کھیت چاٹ جائے وَاحْتَنَکَ فُلَانٌ مَالَ فُلَانٍ اِذَا اَخَذَهٗ وَاَکَلَهٗ۔ ہلاک کر دیا فلاں نے فلاں کا مال جب کہ اسے لے کر سب کھائے۔ شعراء نے بھی کہا:

نَشْکُوْ اِلَیْکَ سَنَةً قَدْ اَجْحَفَتْ جُهْدًا اِلٰی جُهْدٍ بِنَا فَاَضْعَفَتْ
وَاحْتَنَکَتْ اَمْوَالَنَا وَ اَجْفَلَتْ

''اِلَّا قَلِیْلًا۔ سے مراد اَمِنْهُمْ وَ هُوَ الْعِبَادُ الْمُخْلَصُوْنَ الَّذِیْنَ جَاءَ اسْتِثْنَاؤُهُمْ فِیْ اٰیَةٍ اُخْرٰی۔ اس سے مراد اللہ کے مخلص بندے ہیں جَعَلَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَ اِیَّاکُمْ مِنْهُمْ۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان لعین کے اس کلام پر بے نیازی کا مظاہرہ فرمایا اور جواب دیا:

''قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا۔ فرمایا چلتا بن (تجھے نفخۂ اولیٰ تک مہلت دی گئی) تو جو تیری پیروی کرے گا تو بے شک ان سب کا بدلہ جہنم ہے پوری سزا''۔

آیہ کریمہ میں اذْهَبْ بمعنی ذہاب نہیں بلکہ اس سے تخلیہ واہانت مراد ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا: فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ۔ نکل تو دھتکارا ہوا ہے یہ خروج بمعنی طرد وتخلیہ ہے اور ارشاد ہوا:

''وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ اور بہکا پھسلا دے ان میں سے جس پر تو قدرت پائے اپنی آواز سے اور جمع کر ان پر اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کو اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں اور انہیں وعدے دے اور وعدہ نہیں دیتا انہیں مگر نرا فریب''۔

اسْتَفْزِزْ۔ فز سے ہے وَاَصْلُ مَعْنَی الْفَزِّ الْقَطْعُ وَ مِنْهُ تَفَزَّرَ الثَّوْبُ اِذَا انْقَطَعَ۔ فز کے اصل معنی قطع کرنے کے ہیں محاورہ میں بولتے ہیں: تَفَزَّزَ الثَّوْبُ جبکہ وہ قطع کر دیا جائے اور یُقَالُ اِسْتَفَزَّهٗ اِذَا اسْتَخَفَّهٗ فَخَدَعَهٗ وَ اَوْقَعَهٗ فِیْمَا اَرَادَ مِنْهُ — اِسْتَفَزَّهٗ۔ اس جگہ بولتے ہیں جب کسی کو مخفی کر کے دھوکہ دیں اور جو اس سے ارادہ رکھیں اس میں اسے ڈال دیں۔

www.waseemziyai.com

اور بِصَوْتِكَ کے معنی بِدُعَائِکَ اِلٰی مَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَوَسْوَسَتِکَ وَ غُوِّضَ الدُّعَاءُ بِالصَّوْتِ تَحْقِیْرًا لَهٗ حَتّٰی کَاَنَّهٗ لَا مَعْنٰی لَهٗ کَصَوْتِ الْحِمَارِ۔ بِصَوْتِكَ۔ کے یہاں معنی ہیں اس بے معنی آواز کے جو خدا تعالیٰ کی معصیت کی طرف بلائے اور اس سے تحقیر وتوہین مراد لے کر صوت حمار یعنی گدھے کے رینگنے کے معنی میں فرمایا گیا۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ غَیْرُهُمَا عَنْ مُجَاهِدٍ تَفْسِیْرُهٗ بِالْغِنَاءِ وَالْمَزَامِیْرِ وَاللَّهْوِ وَاللَّعِبِ وَالْبَاطِلِ۔ یہاں صوت سے مراد گانا بجانا اور لہو ولعب ہے۔

وَذَکَرَ الْغَزْنَوِیُّ اَنَّ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَسْکَنَ وُلْدَ هَابِیْلَ عَلٰی جَبَلٍ وَوُلْدَ قَابِیْلَ اَسْفَلَهٗ وَ فِیْهِمْ بَنَاتٌ حِسَانٌ فَزَمَّرَ الشَّیْطَانُ فَلَمْ یَتَمَالَکُوْا اَنِ انْحَدَرُوْا وَ اقْتَرَنُوْا۔ غزنوی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے ہابیل کو پہاڑ کی بلندی پر ٹھہرایا اور دوسرے بیٹے قابیل کو نچلے حصہ پر اور ان میں حسین لڑکیاں تھیں تو شیطان نے مزامیر شروع کیا تو وہ بلندی سے نیچے اترنے اور اس کے قریب ہونے پر قادر نہ ہو سکے۔ چنانچہ ارشاد ہوا: وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ جمع کر ان پر۔

ابن اعرابی کہتے ہیں: اَیْ صِحْ عَلَیْهِمْ مِنَ الْجَلْبَةِ وَ هِیَ الصِّیَاحُ۔ یعنی چیخ ان پر اپنی چیخ سے اور اونچی آواز سے۔

وَ قَالَ الزَّجَّاجُ اَجْلِبْ عَلَی الْعَدُوِّ جَمَعَ عَلَیْهِ الْخَیْلَ۔ یعنی دشمن پر اپنے گھوڑے جمع کئے۔

وَ قَالَ ابْنُ السَّکِیْتِ جَلَبَ عَلَیْهِ اَعَانَ عَلَیْهِ۔ ابن سکیت کہتے ہیں جلب علیہ یعنی مدد کی ان پر۔

وَ قَالَ ابْنُ الْاَعْرَابِیِّ اَجْلَبَ عَلَی الرَّجُلِ اِذَا تَوَاعَدَهُ الشَّرَّ وَ جَمَعَ عَلَیْهِ الْجَمْعَ۔ اجلب کے معنی کسی پر شر کی تیاری کرنا اور جماعتوں کو مجتمع کرنا ہے۔

بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ وَالْخَیْلُ یُطْلَقُ عَلَی الْاَفْرَاسِ۔ خیل کا اطلاق گھوڑوں پر ہوتا ہے جیسے بعض غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا: یَاخَیْلَ اللّٰهِ ارْکَبِیْ۔ جس کے معنی یہ ہوئے اے خدا کے لشکر یو سوار ہو جاؤ۔ اور وَ رَجِلِكَ۔ پیادہ چنانچہ مروی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَ قَتَادَةَ قَالُوْا اِنَّ لَهٗ خَیْلًا وَ رَجِلًا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فَمَا کَانَ مِنْ رَاکِبٍ یُقَاتِلُ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَهُوَ مِنْ خَیْلِ اِبْلِیْسَ وَ مَا کَانَ مِنْ رَاجِلٍ یُقَاتِلُ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَهُوَ مِنْ رَجِلِ اِبْلِیْسَ۔

شیطان کے سوار اور پیادہ جن وانس سے ہیں تو جو سوار معصیت الٰہی میں مقابلہ کریں وہ خیل ابلیس ہیں اور جو پیادہ پا معصیۃ اللہ میں مقاتلہ کریں وہ پیادہ فوج شیطان سے ہیں۔

چنانچہ بعض نے صاف فرما دیا کہ لَیْسَ لِشَیْطَانَ خَیْلٌ وَلَا رِجَالَةٌ وَ اِنَّمَا هُمَا کِنَایَةٌ عَنِ الْاَعْوَانِ وَالْاَتْبَاعِ مِنْ غَیْرِ مُلَاحَظَةٍ لِکَوْنِ بَعْضِهِمْ رَاکِبًا وَ بَعْضِهِمْ مَاشِیًا۔

شیطان کے سوار اور پیادہ نہیں بلکہ اس میں کنایہ ہے اس کے مددگار اور پیروکاروں کی طرف بلا لحاظ تو سوار بھی ان میں ہیں اور پیادہ پا بھی۔

وَشَارِکْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ سے مراد یہ ہے کہ انہیں آمادہ کر کسب مَا لَا یَنْبَغِیْ کی طرف اور خرچ میں

www.waseemziyai.com

بھی مَا لَا یَنْبَغِیْ کی طرف مائل کر۔ کَسْبِ مَا لَا یَنْبَغِیْ سود، جوا، چوری، ڈاکہ، رشوت، دھوکے بازی اور تمام حرام طریقہ سے کمانا اور مال جمع کرنا ہے۔

اور صَرْفِ مَا لَا یَنْبَغِیْ۔ زنا، گانا بجانا، کنجریاں نچانا، سینما میں روپیہ برباد کرنا۔ غیر خدا کے نام پر ذبح کرنا، سوائب و بجائر بنا کر چھوڑنا وغیرہ وغیرہ مَا لَا یَنْبَغِیْ خرچ کرنا ہے اور یہ سب بقول زجاج رحمہ اللہ شیطان لعین کی شرکت سے ہیں۔

اولاد میں شرکت اس طرح کہ حرام طریقے سے اولاد حاصل کرنا۔

اور عِدْهُمْ۔ انہیں وعدہ دینا اپنی پیروی کے معاوضہ میں۔

''وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ اور نہیں شیطان کے وعدے مگر نرے فریب''۔

کہ آج وہ سبز باغ دکھا کر گمراہ کر رہا ہے۔ میدان حشر میں کہہ دے گا: فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنی جانوں کو ملامت کرو کہ تم نے میری مانی اور قرآن کی اور صاحب قرآن کی نہ مانی۔ اب آگے ارشاد ہے:

''اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا۔ بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور اے محبوب آپ کا رب کام بنانے والا ہے وہی آپ کو کافی ہے''۔

وہی خاص بندوں کو محفوظ رکھے گا اور مکائد شیطانی اور مکائد دفع فرمائے گا۔

سلطان کے معنی تسلط وقدرت کے ہیں اور

وَكِیْلًا۔ میں کاف تخاطب کا اَیُّهَا النَّبِیُّ اور اَیُّهَا الْاِنْسَانُ وَكِیْلًا کے معنی دیتا ہے فَهُوَ جَلَّ جَلَالُهٗ یَدْفَعُ كَیْدَ الشَّیْطَانِ وَ یَحْفَظُ مِنْهُ۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَاسْتِدْلَالٌ بِالْاٰیَةِ عَلٰی اَنَّ الْمَعْصُوْمَ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَنَّ الْاِنْسَانَ لَایُمْكِنُهٗ اَنْ یَتَحَرَّزَ بِنَفْسِهٖ عَنْ مَوَاقِعِ الضَّلَالِ وَاِلَّا لَقِیْلَ وَ كَفٰی بِالْاِنْسَانِ وَكِیْلًا لِنَفْسِهٖ۔

اس آیت سے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ معصوم عصمت الٰہی عزوجل سے ہی ہے اور انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اپنے نفس امارہ سے بچ سکے اور گمراہی سے محفوظ رہے اور اگر ایسا ہوتا تو یوں کہا جاتا: كَفٰی بِالْاِنْسَانِ وَكِیْلًا لِنَفْسِهٖ۔ انسان کے لئے اس کا نفس ہی وکیل کافی ہے۔ لیکن ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ارشاد ہوا۔ آگے ارشاد ہے:

''رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۔ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے رواں کرتا ہے کشتی دریا میں کہ ڈھونڈو اس کے فضل سے بے شک وہ تم پر مہربان ہے''۔

یُزْجِیْ۔ ازجاء سے ہے وَاَصْلُ الْاِزْجَاءِ السَّوْقُ حَالًا بَعْدَ حَالٍ وَالْمُرَادُ بِهِ الْاِجْرَاءُ۔ ازجاء ایک حال سے دوسرے پر چلانا ہے۔

تو اس کے حاصل معنی یہ ہوئے: هُوَ الَّذِیْ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰی الْقَادِرُ الْحَكِیْمُ الَّذِیْ یُجْرِیْ لِنَفْعِكُمُ السُّفُنَ فِی الْبَحْرِ بِالرِّیْحِ اللَّیِّنَةِ وَبِالْاٰلَاتِ۔ وہ ذات پاک قادر حکیم جاری کرتی ہے تمہارے نفع کے لئے کشتیاں دریا میں نرم ہوا سے اور آلات سے۔ جیسے کشتی بادبانی، لانچ، دخانی جہاز وغیرہ۔

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ۔ تاکہ اس سے دریا عبور کر کے اپنے تجارتی منافع ڈھونڈو اور فراخی حاصل کرو اور حج اور غزوات

www.waseemziyai.com

میں جاؤ۔

اِنَّهٗ كَانَ۔ وہ ازل سے ابد تک تم پر مہربان ہے حتیٰ کہ ہر وہ چیز تمہارے لئے مہیا فرماتا ہے جس کی تمہیں ضرورت ہو اور اس کا فضل اس کی صفات سے ایسا عام ہے کہ رحیم اور رحمٰن دنیا میں ہے یا رحمان دنیا میں اور رحیم آخرت میں۔

''وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا۔ اور جب تمہیں پہنچے مصیبت دریا میں تو بھول جاتے ہو انہیں جنہیں پوجتے ہو مگر وہی ایک اللہ تو جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو اور آدمی بڑا ناشکرا ہے''۔

ضَلَّ۔ کا محاورہ عرب میں متعدد معنی کے اندر استعمال ہوتا ہے۔ اس کی تصریح ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اور یہاں بھی مختصراً پھر بیان کر دیتے ہیں۔

ضَلَّ – اَیْ ذَهَبَ عَنْ خَوَاطِرِكُمْ كُلَّ مَنْ تَدْعُوْنَهٗ وَ تَرْجُوْنَ نَفْعَهٗ فَلَا تَذْكُرُوْنَهٗ۔ یعنی تمہارے ذہنوں سے وہ سب نسیاً منسیاً ہو جاتے ہیں جنہیں اللہ کے سوا پوجتے پکارتے تھے اور ان سے امید نفع رکھتے تھے ایسی مصیبت کے وقت وہ یاد نہیں آتے اِلَّآ اِيَّاهُ مگر صرف وہی جل وعلا یاد رہتا ہے تو ضَلَّ کے معنی بھولنے، گم کرنے، بے خبر ہونے، رائیگاں اور عبث ہونے، گمراہ ہونے وغیرہ کے ہوتے ہیں ایسے ہی۔

دَعَا، دَعْوٰی، تَدْعُوا، اَدْعُوْا، نَدْعُوْا۔ کی تصریح بھی گزر چکی ہے جو پکارنے، پوجنے، جمع کرنے، بلانے وغیرہ کے معنی میں مستعمل ہے تو اس مصیبت سے جب تمہیں نجات مل جاتی ہے اور خشکی میں آ جاتے ہو تو پھر وہی پتھر کے بت تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور انہیں جو پوجنے لگتے ہو۔ اور یہ انسان کی جبلی ناشکری ہے۔

''اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا۔ کیا تم بے خوف ہو اس سے کہ وہ تمہیں خشکی کے کسی کنارہ کے ساتھ دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ بھیجے پھر تم اپنا حمایتی نہ پاؤ''۔

خسف کہتے ہیں اعماق ارضیہ میں غائب ہونے کو۔ كَمَا قَالَ الْاَلُوْسِیُ اَنْ يُغِيْبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ يُذْهِبَ بِهٖ فِي اَعْمَاقِ الْاَرْضِ۔

وَ فِي الْقَامُوْسِ خَسَفَ اللّٰهُ بِفُلَانِ الْاَرْضَ غَيَّبَهٗ فِيْهَا۔ فلاں کو اللہ نے دھنسا دیا زمین میں یعنی غائب کر دیا اس میں۔

وَ هُوَ الْخَسْفُ لِاَنَّهٗ تُغِيْبُ تَحْتَ التُّرَابِ كَمَا اَنَّ الْغَرْقَ تُغِيْبُ تَحْتَ الْمَاءِ۔ خسف میں انسان مٹی میں غائب ہو جاتا ہے جیسے غرق ہونے والا پانی میں غائب ہو جاتا ہے۔

''وَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا۔ اور بھیجے تم پر کنکریوں کی بارش''۔

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ هُوَ مَطَرُ الْحِجَارَةِ اَیْ مَطَرًا يَحْصِبُكُمْ اَیْ يَرْمِيْكُمْ بِالْحَصْبَاءِ وَ هُوَ صِغَارُ الْحِجَارَةِ۔ ابن عباس فرماتے ہیں حاصب کنکروں کی بارش ہے یعنی وہ بارش جو کنکریاں مارے اور حصباء چھوٹے کنکروں کو کہتے ہیں۔

وَ قَالَ الْفَرَّاءُ الْحَاصِبُ الرِّيْحُ الَّتِيْ تَرْمِيْ بِالْحَصْبَاءِ۔ فراء حاصب اس آندھی کو کہتے ہیں جو کنکریاں پھینکتی چلے۔

www.waseemziyai.com

وَ قَالَ الزُّجَاجُ هُوَ التُّرَابُ الَّذِیْ فِیْهِ الْحَصْبَاءُ۔ اس سے وہ مٹی مراد ہے جس میں چھوٹے چھوٹے سنگریزے ہوں۔

فرزدق ابوالفراس رحمہ اللہ کہتا ہے:

مُسْتَقْبِلِیْنَ شِمَالَ الشَّامِ تَضْرِبُهُمْ بِحَاصِبٍ كَنَدِیْفِ الْقُطْنِ مَنْثُوْرُ

وہ شام کی شمالی ہوا کے رخ چلتے ہیں تو وہ ان پر کنکریاں پھینکتی ہے جیسے کپاس کے بنولے جو پھیلے ہوئے ہوں۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ اوپر سے ایسی آندھی کا آنا جس میں سنگریزے اڑ کر آئیں وہ غرق سے بھی زیادہ شدید ہے۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فِیْ وَصْفِ الرِّیْحِ بِالرَّمْیِ بِالْحَصْبَاءِ اَنَّهٗ عِبَارَةٌ عَنْ شِدَّتِهَا۔ ریح سے مراد وہ شدید آندھی ہے جو کنکر اڑا کر مار رہی ہو۔

جیسے قارون کو دھنسایا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ خشکی و تری سب تحت قدرت الٰہی عزوجل ہے جیسے وہ سمندر میں غرق کرنے اور بچانے پر قادر ہے خشکی میں بھی زمین کے اندر دھنسا دینے اور محفوظ رکھنے پر قادر ہے۔ قوم لوط کا عذاب بھی اس کی نظیر ہے۔ بہرحال خشکی اور تری ہر جگہ بندہ اس کی رحمت کا محتاج ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰی فَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا۔ یا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ لے جائے تمہیں دوبارہ اسی دریا میں پھر تم پر آندھی توڑنے والی بھیجے تو غرق کر دے تمہیں تمہارے کفر کے سبب پھر نہ پاؤ تم ہمارے مقابلہ میں کوئی اپنا ناصر و مددگار''۔

قَاصِفٌ – وَهِیَ الرِّیْحُ الشَّدِیْدَةُ الَّتِیْ تَقْصِفُ مَا تَمُرُّ بِهٖ مِنَ الشَّجَرِ۔ قاصف وہ ہوا ہے جو اپنی شدت کے سبب درختوں کو توڑ دیتی ہے۔

اَوِ الَّتِیْ لَهَا قَصِیْفٌ وَ هُوَ الصَّوْتُ الشَّدِیْدُ كَاَنَّهَا تَقْصِفُ اَیْ تَتَكَسَّرُ۔ یا اسے قاصف کہتے ہیں جس ہوا میں سخت مہیب آواز ہوتی ہے اور وہ توڑ ڈالتی ہے ہر چیز کو ٹکرا کر۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ الْقَاصِفُ مِنَ الرِّیْحِ الرِّیْحُ الَّتِیْ تُغْرِقُ۔ قاصف اس طوفانی آندھی کو کہتے ہیں جو غرق کر دے۔

وَقِیْلَ الرِّیْحُ الْمُهْلِكَةُ فِی الْبَرِّ حَاصِبٌ وَالرِّیْحُ الْمُهْلِكَةُ فِی الْبَحْرِ قَاصِفٌ وَالْعَاصِفُ كَالْقَاصِفِ۔

ایک قول یہ ہے کہ خشکی میں ہلاک کرنے والی آندھی عاصف ہے اور دریا میں غرق کر دینے والا طوفان قاصف اور عاصف اور قاصف ہم معنی ہیں۔

ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا۔ ای نصیرا۔ ہمارے مقابل تمہیں تمہارا کوئی ناصر نہ ملے۔

''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۔ اور بے شک عزت دی ہم نے اولاد آدم کو اور سوار کیا ہم نے انہیں خشکی اور تری میں اور رزق دیا ہم نے انہیں پاک چیزوں سے اور افضل کیا ہم نے انہیں بہت سی مخلوق سے فضیلت میں''۔

www.waseemziyai.com

كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ پر بارہ اقوال ہیں:

۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَرَّمَهُمْ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی بِالْعَقْلِ۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو عقل کے ساتھ عزت دی۔

۲- وَ فِیْ رِوَایَةٍ بِتَنَاوُلِهِمُ الطَّعَامَ بِاَیْدِیْهِمْ لَا بِاَفْوَاهِهِمْ۔ ہاتھ سے کھانا کھانے سے عزت دی کہ انسان منہ سے نہیں کھاتا جانوروں کی طرح۔

۳- وَعَنِ الضَّحَاكِ بِالنُّطْقِ۔ کلام سے عزت دی۔

۴- وَعَنْ عَطَاءٍ بِتَعْدِیْلِ الْقَامَةِ وَامْتِدَادِهَا۔ قد کا اعتدال پر رکھنا اور اس کے بڑھنے سے عزت دی۔

۵- وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ بِالْمَطَاعِمِ وَاللَّذَّاتِ۔ کھانے اور لذیذ اشیاء سے عزت دی۔

۶- وَعَنْ یَمَانٍ بِحُسْنِ الصُّوْرَةِ۔ اچھی صورت عطا فرما کر عزت دی۔

۷- وَعَنِ ابْنِ جَرِیْرٍ بِالتَّسَلُّطِ عَلٰی غَیْرِهِمْ مَعْنَی الْخَلْقِ وَتَسْخِیْرِهٖ۔ اپنے سے غیر پر تسلط اور اس کے مسخر کرنے سے عزت دی۔

۸- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ بِجَعْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو انسان میں سے بنا کر عزت دی۔

۹- وَقِیْلَ بِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَبَاهُمْ اٰدَمَ بِیَدَیْهِ۔ آدم علیہ السلام ابوالبشر کو ید قدرت سے تخلیق فرما کر عزت دی۔

۱۰- وَقِیْلَ بِتَدْبِیْرِ الْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ۔ تدبیر معاش و معاد سکھا کر عزت دی۔

۱۱- وَقِیْلَ بِالْخَطِّ۔ چہرہ پر خط مزین فرما کر عزت دی۔

۱۲- وَقِیْلَ بِاللِّحْیَةِ لِلرِّجَالِ وَالذَّوَابَةِ لِلْمَرْاَةِ۔ مرد کو داڑھی سے اور عورت کو گیسوؤں سے عزت دی۔

وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ قِیْلَ الْمُرَادُ مَنْ حَمَلَهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ جَعَلَهُمْ قَارِیْنَ فِیْهِمَا بِاَنْ لَّمْ یَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ وَ لَمْ یُغْرِقْهُمْ بِالْمَاءِ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ خشکی اور تری زمین اور دریا میں انہیں ایسے گزارا کہ زمین میں خسف نہیں ہوتے اور دریا میں غرق نہیں ہوتے۔

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اَیْ فُنُوْنِ النِّعَمِ وَ ضُرُوْبِ الْمُسْتَلَذَّاتِ مِمَّا یَحْصُلُ بِصَنْعِهِمْ وَ بِغَیْرِ صَنْعِهِمْ مِنَ الْمَاكُوْلَاتِ وَالْمَلْبُوْسَاتِ وَالْمَفْرُوْشَاتِ الْمُقْتَنِیَاتِ وَ غَیْرِ ذَالِكَ۔ یعنی نعماء الٰہی اور انعمۂ لذیذہ سے رزق دیا گیا جس میں وہ اپنی صنعتوں سے اور بلا صنعت کھانے کی، پہننے کی، بچھانے کی، سجانے کی اشیاء حاصل کرتا ہے اور اسے تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

اس آیہ کریمہ میں پہلے تکریم پھر تفضیل فرمائی گئی۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان دونوں لفظوں کے بیان فرمانے سے

فَلَا بُدَّ مِنْ فَرْقٍ بَیْنَ التَّكْرِیْمِ وَالتَّفْضِیْلِ لِئَلَّا یَلْزَمَ التَّكْرَارَ۔ لازمی فرق ہونا چاہئے تکریم اور تفضیل میں تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔ پھر اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ تَعَالٰی فَضَّلَ الْاِنْسَانَ عَلٰی سَائِرِ الْحَیَوَانَاتِ بِاُمُوْرٍ خَلْقِیَّةٍ طَبْعِیَّةٍ ذَاتِیَّةٍ مِثْلَ الْعَقْلِ وَ النُّطْقِ

www.waseemziyai.com

وَالْخَطِّ وَالصُّوْرَةِ الْحَسَنَةِ وَالْقَامَةِ الْمَدِيْدَةِ ثُمَّ اِنَّهٗ عَزَّوَجَلَّ عَرَضَهٗ بِوَاسِطَةِ الْعَقْلِ وَالْفِعْلِ لِاِكْتِسَابِ الْعَقَائِدِ الْحَقَّةِ وَالْاَخْلَاقِ الْفَاضِلَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام حیوانات پر امور خلق طبعی ذاتی میں فضیلت عطا فرمائی۔ عقل، نطق اور خط اور صورت حسن قامت موزون کے ساتھ اور بواسطہ عقل وفہم اسے اکتساب عقائد حقہ اور اخلاق فاضلہ کی توفیق دی۔

وَالثَّانِیْ هُوَ التَّفْضِیْلُ۔ اور دوسری تفضیل ہے جس کے ذریعہ وہ نجات اخروی اور قرب حق حاصل کرتا ہے تو اس نعمت کے سبب اس پر لازم ہے کہ شکر گزار ہو اور شرک سے اجتناب کرے اور اس امر پر غور کرے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا کیوں پیدا فرمایا پھر اللہ تعالیٰ کی توحید میں رہے اور شرک سے اجتناب رکھے۔ انتہیٰ مختصراً

''عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۔ انہیں اکثر مخلوق سے افضل کیا''۔

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہاں کثیر سے مراد کل ہے اس لئے کہ اکثر کا لفظ کل کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کی نظیریں موجود ہیں: وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ اور مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا۔ یہاں بھی اکثر بمعنی کل ہے۔ لہٰذا ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں اور خواص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور صلحاء بشر عوام ملائکہ سے۔

حدیث میں ہے کہ مومن اللہ کے نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے اطاعت پر محمول ہیں کیونکہ ان کی جبلت اور سرشت ہی اطاعت ہے۔ ان میں نہ عقل ہے نہ شہوت اور بہائم میں شہوت ہے عقل نہیں اور آدمی شہوت وعقل دونوں کا جامع ہے تو جس نے عقل کو شہوت پر غالب کیا وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس نے شہوت کو عقل پر غالب کیا وہ بہائم سے بدتر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ پ ۱۵

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۷۱﴾

جس دن ہم بلائیں گے ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ تو جو دیا گیا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں تو یہ لوگ پڑھیں گے اپنا اعمال نامہ اور نہ ظلم کیا جائے گا ان پر دھاگے برابر۔

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۷۲﴾

اور جو ہو اس زندگی میں اندھا تو وہ آخرت میں اندھا ہے اور بہت زیادہ گمراہ۔

وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ﴿۷۳﴾

اور وہ تو قریب ہے کہ تمہیں لغزش دیتے اس سے جو وحی کی ہم نے تمہیں کہ تم ہماری طرف افتراء کرو اس کے سوا اور اگر ایسا ہوتا تو وہ تمہیں اپنا دوست بنا لیتے۔

وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْـًٔا قَلِیْلًا ﴿۷۴﴾

اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف تھوڑے جھکتے۔

www.waseemziyai.com

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

اور اگر ایسا ہوتا تو تم کو دو چند زندگی اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر نہ پاتے تم ہم پر اپنا کوئی مددگار۔

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾

اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں لغزش دیتے اس زمین سے تاکہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾

طریقہ ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم نہ پاؤ گے ہمارا دستور بدلتا ہوا۔

حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

يَوْمَ - جس دن
نَدْعُوْا - بلائیں گے ہم
كُلَّ - ہر
اُنَاسٍ - آدمی کو
بِاِمَامِهِمْ - ان کے امام کے ساتھ
فَمَنْ - پھر جو
اُوْتِيَ - دیا گیا
كِتٰبَهٗ - اپنا اعمال نامہ
بِيَمِيْنِهٖ - اپنے دائیں ہاتھ میں
فَاُولٰٓئِكَ - تو یہ لوگ
يَقْرَءُوْنَ - پڑھیں گے
كِتٰبَهُمْ - اپنی کتاب
وَلَا - اور نہ
يُظْلَمُوْنَ - ظلم کئے جائیں گے
فَتِيْلًا - دھاگے برابر
وَمَنْ - اور جو
كَانَ - ہے
فِيْ هٰذِهٖٓ - اس دنیا میں
اَعْمٰى - اندھا
فَهُوَ - تو وہ ہوگا
فِي الْاٰخِرَةِ - آخرت میں
اَعْمٰى - اندھا
وَاَضَلُّ - اور گمراہ تر
سَبِيْلًا - رستے میں
وَاِنْ - اور بے شک
كَادُوْا - قریب ہے
لَيَفْتِنُوْنَكَ - کہ آپ کو
بچلا دیں
عَنِ الَّذِيْٓ - اس سے
اَوْحَيْنَآ - جو وحی کی ہم نے
اِلَيْكَ - تیری طرف
لِتَفْتَرِيَ - تاکہ افتراء کرے تو
عَلَيْنَا - ہم پر
غَيْرَهٗ - اس کے سوا
وَاِذًا - اور اس وقت
لَّاتَّخَذُوْكَ - بنالیں تجھے
خَلِيْلًا - دوست
وَلَوْلَآ - اور اگر نہ ہوتا
اَنْ - یہ کہ
ثَبَّتْنٰكَ - ثابت رکھتے ہم تجھے
لَقَدْ - تو یقیناً
كِدْتَّ - قریب تھا تو کہ
تَرْكَنُ - مائل ہو جاتا
اِلَيْهِمْ - ان کی طرف
شَيْـًٔا - کچھ
قَلِيْلًا - تھوڑا سا
اِذًا - تو اس وقت
لَّاَذَقْنٰكَ - چکھاتے ہم تجھے
ضِعْفَ - دگنا عذاب
الْحَيٰوةِ - زندگی میں
وَضِعْفَ - اور دگنا
الْمَمَاتِ - موت میں
ثُمَّ - پھر
لَا تَجِدُ - نہ پائے گا تو
لَكَ - اپنے لئے
عَلَيْنَا - ہم پر
نَصِيْرًا - کوئی مددگار
وَاِنْ - اور بے شک
كَادُوْا - قریب تھے
لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ - کہ پھسلا دیں تجھے
مِنَ الْاَرْضِ - زمین سے
لِيُخْرِجُوْكَ - تاکہ نکالیں تجھے
مِنْهَا - اس سے
وَاِذًا - اور اس وقت
لَّا يَلْبَثُوْنَ - نہ ٹھہریں گے
خِلٰفَكَ - تیرے پیچھے
اِلَّا - مگر
قَلِيْلًا - تھوڑا
سُنَّةَ - طریقہ ہے
مَنْ - ان کا جن کو
قَدْ - یقیناً
اَرْسَلْنَا - بھیجا ہم نے
قَبْلَكَ - تجھ سے پہلے
مِنْ رُّسُلِنَا - اپنے رسولوں سے

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَلَا۔اور نہ تَجِدُ۔پائے گا تو لِسُنَّتِنَا۔ہمارے طریقہ میں تَحْوِيْلًا۔کوئی تبدیلی

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع۔سورۃ بنی اسرائیل۔پ ۱۵

''يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا۔جس دن بلائیں گے ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ تو جو دیا گیا اپنا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں تو یہ لوگ پڑھیں گے اپنا نامہ عمل اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے دھاگے برابر''۔

قیامت کے دن تمام جماعتیں ان کے ساتھ بلائی جائیں گی جن کی اتباع وہ دنیا میں کرتے تھے۔حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاٰيَةِ يُدْعٰى كُلُّ قَوْمٍ بِاِمَامِ زَمَانِهِمْ وَ كِتَابِ رَبِّهِمْ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِمْ۔یعنی ہر قوم کو بلایا جائے گا ان کے زمانہ کے امام اور ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت کے ساتھ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَيْرُهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اِمَامُ هُدًى وَاِمَامُ ضَلَالَةٍ۔ اس سے وہ امام زمان مراد ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت دی ہو یا باطل کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر قوم اپنے اس سردار کے پاس جمع ہوگی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انہیں اس کے نام سے پکارا جائے گا جیسا کہ ابن جریر بہ طریق ابن عوفی رحمہم اللہ راوی ہیں اِمَامُهُمْ كِتَابُ اَعْمَالِهِمْ فَيُقَالُ يَا اَصْحَابَ كِتَابِ الْخَيْرِ يَا اَصْحَابَ كِتَابِ الشَّرِّ۔یعنی اے فلاں کی اتباع کرنے والو اے کتاب الخیر والو۔اے کتاب الشر والو۔

تو وہ جو نیک ہوں گے اور دنیا میں صاحب بصیرت تھے اور راہ راست پر رہے انہیں ان کا اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ اس میں نیکیاں اور طاعتیں دیکھیں گے اور شوق سے پڑھیں گے۔

اور جو بدعمل کفار ہیں ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ انہیں دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور خوف عذاب سے اتنے بدحواس ہوں گے کہ پوری طرح پڑھنے پر بھی قادر نہ ہوں گے۔

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا۔اور وہ دھاگے برابر یا کھجور کی گٹھلی کی جھلی برابر ظلم نہ کئے جائیں گے یعنی ان کے ثواب اعمال میں ان سے ذرہ بھر کمی نہ ہوگی۔

فتیل کی تعریف آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هُوَ الْقِشْرُ الَّذِيْ فِيْ شَقِّ النَّوَاةِ سُمِّيَ بِذٰلِكَ عَلٰى هَيْئَةِ الشَّيْءِ الْمَفْتُوْلِ وَ قِيْلَ هُوَ مَا تَفْتِلُهٗ بَيْنَ اَصَابِعِكَ مِنْ خَيْطٍ اَوْ وَسْخٍ وَ يُضْرَبُ بِهِ الْمَثَلُ فِي الشَّيْءِ الْحَقِيْرِ۔وہ کھجور کی گٹھلی پر جو جھلی سی ہوتی ہے اسے فتیل بولتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ دھاگے جو انگلی سے سیتے وقت نوچ کر پھینکتے ہیں یا میل اور یہ مثال میں شے حقیر کے لئے مستعمل ہے۔

اور بِاِمَامِهِمْ پر جو اقوال مختلفہ ہیں وہ یہ ہیں:

وَ لَعَلَّ وَجْهَ كَوْنِ ذَالِكَ اِمَامُهُمْ اَنَّهُمْ مُتَّبَعُوْنَ لِمَا يُحْكَمُ بِهٖ مِنْ جَنَّةٍ اَوْ نَارٍ۔جنت و دوزخ کے حکم پر اتباع کرنے والے مراد ہیں۔

وَ قَالَ الضَّحَّاكُ وَ ابْنُ زَيْدٍ هُوَ كِتَابُهُمُ الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِمْ۔اس سے مراد وہ متبعین کتاب ہیں جو ان پر

www.waseemziyai.com

نازل ہوئی۔

وَاخْتَارَ ابْنُ عَطِيَّةَ عُمُوْمَ الْاِمَامِ۔عام ائمہ مراد ہیں۔

وَقِيْلَ الْمُرَادُ الْقُوَى الْحَامِلَةُ لَهُمْ عَلٰى عَقَائِدِهِمْ وَ اَفْعَالِهِمْ كَالْقُوَّةِ النَّظَرِيَّةِ وَالْعَمَلِيَّةِ وَ الْقُوَّةِ الْغَضَبِيَّةِ وَالشَّهْوِيَّةِ سَوَاءٌ كَانَتِ الشَّهْوَةُ شَهْوَةَ النُّقُوْدِ اَوِ الضِّيَاعِ اَوِ الْجَاهِ وَالرِّيَاسَةِ وَ لِاَتْبَاعِهِمْ لَهَا دُعِيَتْ اِمَامًا۔اس سے مراد وہ قوتیں ہیں جو ان کو عقائد و افعال پر آمادہ کرتی ہیں جیسے قوت نظر و عملی اور قوت غضبی و شہوی۔ برابر ہے کہ وہ شہوت روپے پیسے کی ہو یا زمین کی یا جاہ اور ریاست کی چونکہ وہ اس کا اتباع کرتے ہیں اس لئے اسے امام کہا گیا۔

وَ فِي الْكَشَّافِ اَنَّ مَنْ يُدْعَى التَّفَاسِيْرُ اَنَّ الْاِمَامَ جَمْعُ اُمٍّ كَخُفٍّ وَ خِفَافٍ وَاَنَّ النَّاسَ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاُمَّهَاتِهِمْ۔ماؤں کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے وغیر ذالک۔

ایک حدیث میں ہے: اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَ اَسْمَاءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَ كُمْ۔ قیامت کے دن تم اپنے نام اور اپنے باپ دادا کے نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے نام رکھا کرو۔یعنی غلام محمد، غلام حسین، غلام نبی، عبدالرحمٰن، عبدالنبی، عبدالسلام، عبدالمنان، عبدالحمید اور خلیل احمد وغیرہ اور منھا، چنا، ساجہ، مہاجہ، عیدا، جھنگا، منگا وغیرہ نام رکھ کر اپنے کو ذلیل نہ کرو۔

''وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔اور جو ہو اس زندگی میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور زیادہ گمراہ ہے''۔

یعنی جو دنیا میں معائنہ حق سے اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور گمراہی کی راہ پر اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دنیا میں کافر اور گمراہ رہا وہ آخرت میں بھی گمراہ ہوگا کیونکہ دنیا میں توبہ مقبول ہوتی ہے اور آخرت میں بدلہ اور جزاء عمل ہی ہے تو جیسا دنیا سے گیا ویسا ہی آخرت میں اسے بدلہ ملے گا۔

''وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا۔اور وہ (یعنی مشرک) قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے ہماری وحی سے جو ہم نے تمہیں وحی کی کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا دوست بنا لیتے''۔

شان نزول اس آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ

قبیلہ بنی ثقیف کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اور کہنے لگا اگر آپ تین باتیں منظور کر لیں تو ہم لوگ آپ کی بیعت کر سکتے ہیں۔

اول نماز میں سجدہ بھی نہ ہو اور رکوع بھی نہ ہو محض قیام رہے۔

دوسرے یہ کہ اپنے بت ہمارے ہاتھوں توڑے جائیں۔

تیسرے یہ کہ لات کو اگرچہ ہم نہ پوجیں گے مگر ایک سال تک اس پر جو چڑھاوے آئیں انہیں حاصل کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دین میں سجدہ اور رکوع نہیں اس میں کچھ بھلائی نہیں۔

www.waseemziyai.com

اور بتوں کو تم توڑو یا نہ توڑو میں تمہیں مجبور نہیں کرتا مگر
لات وعزیٰ کے چڑھاوے لے کر نفع حاصل کرنے کی میں اجازت ہرگز نہ دوں گا۔
پھر وہ بولے حضور! صلی اللہ علیہ وسلم ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسا اعزاز ملے جو دوسروں کو نہ ملا ہو تا کہ ہم فخر کر سکیں۔

اس میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہو کہ عرب شکایت کریں گے تو آپ انہیں فرما دیں کہ اللہ کا حکم ہی ایسا تھا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس کے شان نزول میں چند روایتیں نقل فرماتے ہیں۔

وَنَقَلَهُ الزَّمَخْشَرِیُ بِزِیَادَةٍ وَ نَقَلَ غَیْرُهُ اَنَّهُمْ طَلَبُوْا ثَلَاثَ خِصَالٍ عَدَمَ التَّحِیَّةِ فِی الصَّلٰوةِ وَ كَسْرًا اَصْنَامَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ تُمَتِّعُهُمْ بِاللَّاتِ سَنَةً مِنْ غَیْرِ اَنْ یَعْبُدُوْهَا بَلْ لِیَاْخُذُوْا مَا یُهْدٰی لَهَا ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا رُكُوْعَ فِیْهِ وَلَا سُجُوْدَ وَ اَمَّا كَسْرُ اَصْنَامِكُمْ بِاَیْدِیْكُمْ فَذَالِكَ لَكُمْ وَ اَمَّا الطَّاغِیَةُ اللَّاتُ فَاِنِّیْ غَیْرُ مُمَتِّعُكُمْ بِهَا ۔

یہاں تک تو وہ مضمون ہے جو بیان ہو چکا اس کے آگے یہ امر ہے۔

وَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا بَالُكُمْ اٰذَیْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَا یَدَعُ الْاَصْنَامَ فِیْ اَرْضِ الْعَرَبِ فَمَا زَالُوْا بِهٖ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

یہ جواب دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے ہو یہ کہہ کر کہ ارض عرب میں تم بتوں کو نہ چھوڑو گے آخرش وہ اسی حال میں رہے۔ اور یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ قِیْلَ نَزَلَتْ فِیْ ثَقِیْفٍ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَانَدْخُلُ فِیْ اَمْرِكَ حَتّٰی تُعْطِیَنَا خِصَالًا نَفْتَخِرُ بِهَا عَلَی الْعَرَبِ لَا نَعْشُرُ وَلَا نَجِیْئُ فِی الصَّلٰوةِ وَكُلُّ رِبًّا لَنَا فَهُوَلَنَا وَكُلُّ رِبًّا عَلَیْنَا فَهُوَ مَوْضُوْعٌ عَنَّا وَ تُمَتِّعُنَا بِاللَّاتِ سَنَةً وَ اَنْ تَحْرُمَ وَادِیْنَا وَجَا كَمَا حُرِّمَتْ مَكَّةُ فَاِنْ قَالَتِ الْعَرَبُ لِمَ فَعَلْتُ ذَالِكَ فَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَنِیْ۔

قبیلہ بنی ثقیف نے کہا کہ ہم تمہارے دین میں اس وقت تک داخل نہ ہوں گے جب تک آپ ہمارے لئے چند ممتاز خصلتیں نہ دیں جن پر ہم عرب کے مقابلے میں فخر کریں نہ ہم عشر دیں نہ نمازوں میں آئیں اور ہمارا رب ہمارا رہے اور جو ہم پر رب مقرر ہو وہ ہمیں موضوع ہو اور ہم ایک سال لات سے متمتع رہیں اور ہمارے جنگلوں کو ایسے محفوظ کیا جائے جیسے مکہ کی حرمت رکھی ہے اگر آپ سے عرب کہیں ایسا آپ نے کیوں کیا تو فرما دیجئے اللہ کا ایسا ہی حکم ملا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

''وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْـًٔا قَلِیْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

www.waseemziyai.com

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا۔ اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھک جاتے اور ایسا ہوتا تو ہم تمہیں دگنی عمر اور دوچند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے''۔

یعنی ان خبثاء حمقاء مشرکین کے مقابل آپ کا ثابت قدم رہنا ہماری طرف سے توفیق دینے سے تھا ورنہ انہوں نے تو اپنا داؤ چلا لیا تھا۔

تَرْكَنُ۔ رکون سے ہے جو ادنیٰ میلان کے معنی دیتا ہے تو اس کے حاصل معنی یہ ہوئے اَیْ لَوْلَا ذَالِکَ لَقَارَبْتَ اَنْ تُمِيْلَ اِلَيْهِمْ شَيْئًا يَسِيْرًا مِنَ الْمَيْلِ الْيَسِيْرِ لِقُوَّةِ خَدْعِهِمْ۔ اگر ہماری طرف سے حفاظت نہ ہوتی تو تم قریب تھا کہ ان کی طرف تھوڑے سے ضرور مائل ہو جاتے ان کی دھوکہ بازی کی قوت سے کہ وہ بڑی زبردست تھی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ عصمت الٰہی عزوجل کا ہی یہ اثر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف قطعاً مائل نہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شایان شان بھی یہی تھا۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں: وَاسْتُدِلَّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى اَنَّ الْعِصْمَةَ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ وَعِنَايَتِهٖ۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا کہ عصمت انبیاء علیہم السلام بتوفیق الٰہی عزوجل اور اس کی عنایت سے ہے جب اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔

اور ضِعْفَ الْحَيٰوةِ اور ضِعْفَ الْمَمَاتِ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ فِيْ هٰذِهِ الشَّرْطِيَّةِ اِجْلَالٌ عَظِيْمٌ بِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَنْبِيْهٌ عَلٰى اَنَّ الْاَقْرَبَ اَشَدُّ خَطَرًا وَ ذَالِکَ اَنَّهٗ اَوْعَدَ بِضِعْفِ الْعَذَابِ عَلٰى مُقَارَبَتِهٖ اَدْنٰى رُكُوْنٍ۔

خلاصہ یہ کہ قرب کے اعتبار سے ادنیٰ میلان الی الغیر بھی موجب عتاب ہوتا ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ کے شایان ہے جیسے امہات المومنین سے خطاب ہو: يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ فرمایا۔ بقول شاعر

غصہ میں بھی مرتبہ دانی وہی ان کی وہ مجھ پہ ستم ہے جو ستم سب کے سوا ہو

''وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے اتنا تنگ کر دیں اور اکھاڑ دیں کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔ دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے''۔

لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ۔ کے معنی ہیں: يُزْعِجُوْنَكَ وَ سَتُخْفُوْنَكَ بِعَدَاوَتِهِمْ وَ مَكْرِهِمْ۔

لغت میں صاحب منجد لکھتے ہیں: زَعْجَهٗ زَعْجًا اَقْلَعَهٗ وَ قَلَعَهٗ مِنْ مَكَانِهٖ طَرَدَهٗ۔ یعنی اکھاڑ دینا اور نکال دینا اس کے معنی ہوتے ہیں۔ گویا زمین عرب سے نکال دینے کی طرف اشارہ فرمایا گیا اور وہ مکہ معظمہ کی زمین مراد ہے۔

وَكَانَ هٰذَا الْاِسْتِفْزَازُ بِمَا فَعَلُوْا مِنْ حَصْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْبِ وَالتَّيْضِيْقِ عَلَيْهِ

www.waseemziyai.com

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَقَعَ ذَالِکَ بَعْدَ نُزُوْلُ الْاٰيَةِ كَمَا فِي الْبَحْرِ وَ صَارَ سَبَبًا لِخُرُوْجِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهَاجِرًا۔

اور یہ استفز از وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں گھیر کر تنگ کیا اور یہ بعد نزول آیۃ کریمہ ہوا اور یہی سبب ہجرت ہوا۔

چنانچہ اس کا شان نزول خازن میں یوں ہے کہ مشرکین نے اتفاق کر کے یہ فیصلہ کیا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرزمین عرب سے باہر کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا ارادہ پورا نہ ہونے دیا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت بحکم الٰہی عزوجل ہوئی چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں: وَقَدْ خَرَجَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهَاجِرًا بِاَمْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ هٰذَا هُوَالتَّفْسِيْرُ الْمَرْوِىُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اَرَادَتْ قُرَيْشٌ ذَالِکَ وَ لَمْ تَفْعَلْ لِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ اَرَادَ اسْتِبْقَاءِ هَاوَعَدَمِ اِسْتِيْصَالِهَا لِيَسْلَمَ مِنْهَا وَ مِنْ اِعْقَابِهَا مَنْ يُّسْلِمُ فَاُذِنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهِجْرَةِ فَخَرَجَ بِاِذْنِهٖ لَا بِاِخْرَجِ قُرَيْشٍ وَ قَهْرِهِمْ۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت بحکم الٰہی ہوئی اور یہی تفسیر مجاہد سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا ارادہ کیا مگر وہ نہ نکال سکے اس لئے کہ مشیت الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی رکھنے اور وہاں سے قریش کے ہاتھوں نہ نکالنے کی تھی۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تو حضور بہ حکم الٰہی مکہ سے مدینہ تشریف لائے نہ کہ قریش کے نکالنے اور ان کے قہر کرنے سے۔

''وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا''۔

خِلٰفَكَ۔ يَعْنِىْ بَعْدَكَ اِلَّا قَلِيْلًا اَىْ زَمَانًا قَلِيْلًا۔ یعنی تھوڑے دن بعد ہی وہ ہلاک کر دیئے جاتے رہے جنہوں نے اپنے رسول کا استفز از کیا یعنی استیصال مقام کیا۔

اور یہاں چونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا نہ کر سکے بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ حکم الٰہی عزوجل مکہ سے مدینہ تشریف لائے اس لئے ان کی ہلاکت نہیں ہوئی۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَىْ لَوْ اَخْرَجُوْکَ لَاسْتَوْصَلُوْا عَلٰى بُكْرَةِ اَبِيْهِمْ لٰكِنْ لَمْ يَقَعِ الْمُقَدَّمُ لِاَنَّ الْاِكْرَاهَ عَلَى الْخُرُوْجِ مُبَاشَرَةً وَ قَدْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهَاجِرًا بِاَمْرِ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ فَلَمْ يَصِحَّ الثَّانِىْ۔ آگے ارشاد ہے:

''سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم نہ پاؤ گے ہمارا قانون بدلتا ہوا''۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَهِىَ اَنْ لَا نَدَعَ اُمَّةً تَسْتَفِزُّ رَسُوْلَهَا لِتُخْرِجَهٗ مِنْ بَيْنِ ظُهْرَانِيْهَا تَلْبَثُ بَعْدَهٗ اِلَّا قَلِيْلًا۔ قانون الٰہی یہ ہے کہ اس جماعت کو جو اپنے رسول کو نکلنے پر مجبور کرے وہ چند دن میں ہلاک کر دی گئی یا وہاں سے نکالی گئی۔

اور اس قانون کے متعلق فرمایا: لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا اَىْ لَاتَجِدُ لِمَا اَجْرَيْنَا بِهِ الْعَادَةَ تَغْيِيْرًا اَىْ لَا يُغَيِّرُهٗ اَحَدٌ۔ یعنی جو قانون ہم نے جاری کیا ہے اس میں تم تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔

www.waseemziyai.com

اس بیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دی گئی کہ

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾

قائم رکھو نماز سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ زیادہ ہے تمہارے لئے قریب ہے کہ کھڑا کرے تمہارا رب ایسی جگہ تمہیں جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾

اور عرض کرو اے میرے رب داخل کر مجھے سچائی کے طور پر اور نکال مجھے سچائی سے اور کر میرے لئے اپنی طرف سے مددگار غالب۔

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

اور فرما دیجئے حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

اور اتارتے ہیں ہم قرآن سے وہ چیز جو شفا ہے اور رحمت ایمان والوں کے لئے اور نہیں بڑھتا ظالموں کو مگر نقصان۔

وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾

اور جب ہم انعام کریں انسان پر منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے برائی پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾

فرما دیجئے سب اپنے اپنے طریقہ پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے۔

حل لغات نواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

اَقِمِ - قائم کر	الصَّلٰوةَ - نماز	لِدُلُوْكِ - واسطے ڈھلنے	الشَّمْسِ - سورج کے
اِلٰى - طرف	غَسَقِ - اندھیرے	الَّيْلِ - رات کے	وَقُرْاٰنَ - اور قرآن پڑھنا
الْفَجْرِ - فجر کا	اِنَّ - بے شک	قُرْاٰنَ - قرآن پڑھنا	الْفَجْرِ - فجر کا
كَانَ - ہے	مَشْهُوْدًا - حاضر کیا گیا	وَمِنَ الَّيْلِ - اور رات کے کچھ حصہ میں	
فَتَهَجَّدْ - بیدار ہو	بِهٖ - قرآن کے ساتھ	نَافِلَةً - یہ زیادہ ہے	لَّكَ - تیرے لئے

www.waseemziyai.com

عَسٰٓی۔قریب ہے
اَنۡ۔یہ کہ
یَّبۡعَثَکَ۔کھڑا کرے تجھے
رَبُّکَ۔تیرا رب
مَقَامًا۔مقام
مَّحۡمُوۡدًا۔محمود میں
وَقُلۡ۔اور کہہ
رَّبِّ۔اے میرے رب
اَدۡخِلۡنِیۡ۔داخل کر مجھے
مُدۡخَلَ۔داخل کرنا
صِدۡقٍ۔سچائی کا
وَّاَخۡرِجۡنِیۡ۔اور نکال مجھے
مُخۡرَجَ۔نکالنا
صِدۡقٍ۔سچائی کا
وَّاجۡعَلۡ۔اور بنا
لِّیۡ۔میرے لئے
مِنۡ لَّدُنۡکَ۔اپنی طرف سے
سُلۡطٰنًا۔مددگار
نَّصِیۡرًا۔غالب
وَقُلۡ۔اور کہہ
جَآءَ۔آیا
الۡحَقُّ۔حق
وَزَهَقَ۔اور مٹ گیا
الۡبَاطِلُ۔باطل
اِنَّ۔بے شک
الۡبَاطِلَ۔باطل
کَانَ۔ہے
زَهُوۡقًا۔مٹنے والا
وَنُنَزِّلُ۔اور اتارتے ہیں ہم
مِنَ الۡقُرۡاٰنِ۔قرآن سے
مَا۔جو
هُوَ۔وہ
شِفَآءٌ۔شفاء
وَّرَحۡمَةٌ۔اور رحمت ہے
لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔مومنوں کے لئے
وَلَا۔اور نہیں
یَزِیۡدُ۔زیادہ کرتا
الظّٰلِمِیۡنَ۔ظالموں کو
اِلَّا۔مگر
خَسَارًا۔نقصان
وَاِذَآ۔اور جب
اَنۡعَمۡنَا۔انعام کرتے ہیں ہم
عَلَی۔اوپر
الۡاِنۡسَانِ۔انسان کے
اَعۡرَضَ۔منہ پھیرتا ہے
وَنَاٰ۔اور دور کرتا ہے
بِجَانِبِهٖ۔اپنی کروٹ
وَاِذَا۔اور جب
مَسَّهُ۔پہنچے اسے
الشَّرُّ۔برائی
کَانَ۔تو ہوتا ہے
یَـُٔوۡسًا۔ناامید
قُلۡ۔کہہ
کُلٌّ۔ہر ایک
یَّعۡمَلُ۔عمل کرتا ہے
عَلٰی۔اوپر
شَاکِلَتِهٖ۔اپنی طرز کے
فَرَبُّکُمۡ۔تو رب تمہارا
اَعۡلَمُ۔خوب جانتا ہے
بِمَنۡ۔اس کو
هُوَ۔جو وہ
اَهۡدٰی۔زیادہ ہدایت والا ہے
سَبِیۡلًا۔راہ میں

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

''اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا۔ قائم رکھو نماز سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں''۔

اس حکم میں ظہر سے عشاء تک چار نمازیں اور قرآن الفجر سے صبح کی نماز مراد ہے۔ اسے قرآن اس لئے فرمایا گیا کہ قرأت ایک رکن ہے جو جز نماز ہے اور جز سے کل تعبیر کیا جاتا ہے جیسے قرآن کریم میں رکوع وسجود سے پوری نماز مراد لی گئی ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قرأت رکن نماز ہے۔

''اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا۔ سے یہ مراد ہے کہ نماز فجر میں رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی آجاتے ہیں۔

اَخۡرَجَ اَحۡمَدُ وَالنَّسَائِیۡ وَ ابۡنُ مَاجَةَ وَالتِّرۡمَذِیۡ وَالۡحَاکِمُ وَ صَحَّحَاهُ وَ جَمَاعَةٌ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِیۡ تَفۡسِیۡرِ ذَالِکَ تَشۡهَدُهٗ مَلٰئِکَةُ اللَّیۡلِ وَ مَلٰئِکَةُ النَّهَارِ وَ فِی الصَّحِیۡحَیۡنِ تَجۡتَمِعُ مَلَائِکَةُ اللَّیۡلِ وَ مَلَائِکَةُ النَّهَارِ فِیۡ صَلٰوةِ الۡفَجۡرِ – ثُمَّ قَالَ اَبُوۡهُرَیۡرَةَ اقۡرَءُ وۡا اِنۡ شِئۡتُمۡ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ وَالۡمَلَائِکَةُ الۡمُرَادُ بِهٰؤُلَاءِ الۡکَتَبَةِ وَالۡحَفَظَةِ فَتَنۡزِلُ مَلَائِکَةُ النَّهَارِ وَ تَصۡعَدُ

www.waseemziyai.com

مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَ تَلْتَقِي الطَّائِفَتَانِ فِيْ ذَالِكَ الْوَقْتِ۔

اس سے مراد نامۂ اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے مراد ہیں جو صبح کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں رات کے فرشتے جو جانے والے ہیں اور دن کے فرشتے جو ڈیوٹی پر حاضر ہوتے ہیں۔

وَ اَصْلُ مَادَةِ "د ل ک" تَدُلُّ عَلَى الْاِنْتِقَالِ مَعَ الزَّوَالِ اِنْتِقَالٌ مِنْ دَائِرَةِ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى مَا يَلِيْهَا وَ فِي الْغُرُوْبِ اِنْتِقَالٌ مِنْ دَائِرَةِ الْاُفُقِ اِلٰى مَا تَحْتَهَا۔ مادۃ دل ک انتقال پر دلالت کرتا ہے تو زوال میں انتقال دائرہ نصف النہار سے اس کے قریب تک ہے۔ اور غروب میں انتقال دائرہ افق سے اس کے ماتحت تک ہے۔

وَ قَالَ الْمُبَرِّدُ دُلُوْكُ الشَّمْسِ مِنْ لَدُنْ زَوَالِهَا اِلٰى غُرُوْبِهَا فَالْاَمْرُ بِاِقَامَةِ الصَّلٰوةِ لِدُلُوْكِهَا اَمْرٌ بِصَلٰوتَيِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔ مبرد کے نزدیک دلوک شمس زوال کے قریب سے غروب شمس تک ہے تو نماز قائم کرنے کا حکم دلوک سے دو نمازوں ظہر و عصر کا ملتا ہے۔

اور اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ کے معنی ہیں: اَیْ اِلٰى شِدَّةِ ظُلْمَةٍ كَمَا قَالَ الرَّاغِبُ وَغَيْرُهٗ وَ هُوَ وَقْتُ الْعِشَاءِ۔ یعنی شدت ظلمت شب تک نماز کا حکم ہے۔ جیسا کہ راغب وغیرہ رحمہم اللہ نے کہا کہ وہ وقت عشاء ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ الْاَنْبَارِيُ فِي الْوَقْفِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَافِعَ بْنَ الْاَزْرَقِ قَالَ لَهٗ اَخْبِرْنِيْ مَا الْغَسَقُ فَقَالَ دُخُوْلُ اللَّيْلِ بِظُلْمَتِهٖ وَ هُوَ عِنْدَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ۔

نافع بن ازرق نے ابن عباس سے پوچھا غسق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا رات کا ظلمت کے ساتھ داخل ہو جانا اور وہ وقت مغرب سے ہے۔

وَ قِيْلَ الْمُرَادُ مِنْ غَسَقِ اللَّيْلِ مَا يَعُمُّ وَقْتَ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ وَ هُوَ مُمْتَدٌّ اِلَى الْفَجْرِ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مراد غسق اللیل سے عموماً دونوں وقت مغرب اور عشاء سے ہے اور وہ ممتد فجر تک ہے تو چار وقت یہ ہو گئے اور پانچواں قرآن فجر تو یہ پانچوں اوقات مفصل آ گئے۔

"وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ اور کچھ رات کے حصہ میں تہجد کرو یہ خاص آپ کے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب اس مقام پر کھڑا کرے جہاں سب آپ کی حمد کریں"۔

تہجد کہتے ہیں نماز کے لئے نیند چھوڑ کر اٹھنے یا بعد نماز عشاء سونے کے بعد جو نماز پڑھی جائے اسے تہجد کہتے ہیں۔ اور مِنَ الَّيْلِ میں من تبعیضیہ ہے رات کے کچھ گزرنے کے معنی دیتا ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالتَّهَجُّدُ عَلٰى مَا نُقِلَ عَنِ اللَّيْثِ الْاِسْتِيْقَاظُ مِنَ النَّوْمِ لِلصَّلٰوةِ وَ يُطْلَقُ عَلٰى نَفْسِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْقِيَامِ مِنَ النَّوْمِ لَيْلًا يُقَالُ تَهَجَّدَ اَیْ صَلّٰى فِي اللَّيْلِ بَعْدَ الْاِسْتِيْقَاظِ وَكَذَا هَجَدَ وَ هٰذَا يَقْتَضِيْ سَابِقِيَّةَ النَّوْمِ فِيْ تَحْقِيْقِ التَّهَجُّدِ فَلَوْ لَمْ يَنَمْ وَ صَلّٰى مَاشَاءَ لَا يُقَالُ لَهٗ تَهَجُّدٌ وَ هُوَ الْمَرْوِيُ عَنْ مُجَاهِدٍ۔

لیث کا قول ہے کہ تہجد سو کر نماز کے لئے اٹھنے کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق مطلقاً اس نماز پر ہوتا ہے جو سونے کے بعد اٹھ کر رات میں ادا کی جائے۔ محاورہ میں بولتے ہیں تَهَجَّدَ یعنی رات میں سو کر اٹھ کر نماز پڑھی گویا تہجد میں مقدم سونا لازمی

www.waseemziyai.com

ہے اور اگر سویا ہی نہ ہو اور جتنی چاہے نماز پڑھتا رہے تو اسے تہجد نہیں کہیں گے البتہ وہ نوافل کہے جا سکتے ہیں۔

اور مبرد رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ السَّهْرُ لِلصَّلٰوةِ اَوْ لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ وہ نماز یا ذکر الٰہی کے لئے جاگنا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے: اَسْهَرَ لِلطَّاعَةِ وَ ظَاهِرُهٗ عَدَمُ اِشْتِرَاطِ سَابِقِيَّةِ النَّوْمِ فِيْ تَحَقُّقِهٖ۔ وہ رات کا جاگنا ہے اطاعت الٰہی کے لئے اور ظاہر ہے کہ اس سے پہلے سونا شرط نہیں۔

اور مشہور قول یہ ہے کہ اِنَّ ذَالِكَ يُسَمّٰى قِيَامًا وَ مَا بَعْدَ النَّوْمِ يُسَمّٰى تَهَجُّدًا۔ بغیر سوئے ہوئے جو شب بیداری کرے نفلیں پڑھے اسے قیام لیل کہا جاتا ہے اور سونے کے بعد اٹھ کر جو نوافل ادا کرے وہ تہجد ہے۔

اور حجاج بن عمر مازنی رحمہ اللہ نے صاف فیصلہ دے دیا وہ فرماتے ہیں: اَيَحْسِبُ اَحَدُكُمْ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى حَتّٰى يُصْبِحَ اَنَّهٗ قَدْ تَهَجَّدَ اِنَّمَا التَّهَجُّد الصَّلٰوةُ بَعْدَ الرُّقَادِ ثُمَّ صَلٰوةٌ اُخْرٰى بَعْدَ رُقْدِهٖ ثُمَّ صَلٰوةٌ اُخْرٰى بَعْدَ رُقْدِهٖ هٰكَذَا كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ شام سے صبح تک نفلیں پڑھنے والا تہجد ادا کرنے والا ہے۔ تہجد تو وہی نماز ہے جو سونے کے بعد ادا کی جائے پھر لیٹے پھر نماز پڑھے پھر لیٹے پھر نماز کرے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تھی۔

اور قاموس میں ہے

بِاَنَّهٗ مِنَ الْاَضْدَادِ اَيْضًا۔ تہجد لغات ذات الاضداد میں سے ہے۔

چنانچہ اَلْهَجُوْدُ النَّوْمُ وَ يَتْبَعُهٗ اسْتَيْقَظَ۔ ہجود سونے کو بھی کہتے ہیں اور تہجد جاگنے کو بھی۔

ابن اعرابی رحمہ اللہ بھی اسی طرف ہیں وہ کہتے ہیں: تَهَجَّدَ الرَّجُلُ صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ وَ هَجَدَ نَامَ بِاللَّيْلِ هَجَدَ الرَّجُلُ کے معنی رات میں نماز پڑھنے کے بھی ہیں اور ہجد کے معنی سونے کے بھی ہیں۔

ابوعبیدہ بھی یہی کہتے ہیں: اَلْهَاجِدُ النَّائِمُ وَالْمُصَلِّيْ۔ ہاجد سونے اور رات میں نماز پڑھنے میں مستعمل ہے۔

وَ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ اَنَّ الْمَعْرُوْفَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ كَوْنُ الْهُجُوْدِ بِمَعْنَى النَّوْمِ وَفَسَّرَ التَّهَجُّدَ بِتَرْكِ الْهُجُوْدِ اَيِ النَّوْمِ عَلٰى اَنَّ التَّفْعُلَ لِلسَّلْبِ كَالتَّاَثُّمِ وَالتَّحَنُّثِ۔ بعض نے کہا کلام عرب میں ہجود بمعنی نوم یعنی سونے میں مستعمل ہے اور تہجد ترک ہجود یعنی سونا چھوڑ دینے کے معنی دیتا ہے اس لئے کہ باب تفعل سلب کے لئے ہے جیسے تاثم اور تحنث۔

وَ يَجُوْزُ اَنْ يُقَالَ اَنَّ التَّفَعُّلَ لِلتَّكَلُّفِ اَيْ تَكَلَّفَ الْهُجُوْدَ بِمَعْنَى الْيَقْظَةِ۔ یہ بھی جائز ہے کہ کہا جائے کہ تفعل تکلف کے لئے ہے تو تکلف ہجود بمعنی یقظہ یعنی جاگنے کا فائدہ دے گا۔ انتہی مختصراً

احادیث میں نماز تہجد کے بہت سے فضائل ہیں۔

بقول جمہور نماز تہجد ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور امت مرحومہ کے لئے سنت۔

چنانچہ ابن عطیہ فرماتے ہیں: هُوَ عَائِدٌ عَلَى الْوَقْتِ الْمُقَدَّرِ فِي النَّظْمِ الْكَرِيْمِ اَيْ قُمْ وَقْتًا مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ فِيْهِ نَافِلَةً لَّكَ فَرِيْضَةً زَائِدَةً عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ الْمَفْرُوْضَةِ خَاصَةً لَكَ دُوْنَ الْاُمَّةِ۔

تہجد کی کم از کم دو رکعتیں ہیں، متوسط چار اور زیادہ آٹھ۔

www.waseemziyai.com

سنت یہ ہے کہ تہجد دو دو رکعت کی نیت سے ادا کی جائے۔

اور یہ پانچ وقت نمازوں کے وہی ہیں جو اوقات عبادت انبیاء رہے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ فَاِنَّهٗ ظَاهِرٌ فِيْ اَنَّهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَانُوْا يُصَلُّوْنَهَا۔ یہ اوقات انبیاء علیہم السلام ہیں تم سے پہلے انبیاء علیہم السلام عبادت کرتے تھے لیکن پانچوں وقت کسی نبی نے مجتمع صورت میں نہیں ادا کئے سوا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ حیث قال۔

غَايَةُ مَا فِي الْبَابِ اَنَّهٗ عَلَى الْقَوْلِ بِاَنَّهَا لَمْ يَجْتَمِعْ لِغَيْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّحِيْحُ۔ بلکہ ان میں ہر نبی کا ایک وقت عبادت تھا حیث ورد۔

اَنَّ الصُّبْحَ لِاٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ صبح کی نماز آدم علیہ السلام کے لئے تھی۔

وَالظُّهْرَ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اور ظہر حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے تھی اور ایک روایت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ظہر تھی۔

وَالْعَصْرَ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِيُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اور عصر حضرت سلیمان علیہ السلام یا یونس علیہ السلام کے لئے تھی۔

وَالْمَغْرِبَ لِيَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اور مغرب کی نماز حضرت یعقوب یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تھی۔

وَالْعِشَاءَ لِيُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اور عشاء حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھی۔

تو یہ پانچوں نمازیں امت مرحومہ کے لئے باتباع کتب انبیاء مقرر ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص تہجد چھٹی فرض ہوئی جو کسی نبی پر نہیں تھی۔

اس کے متعلق چند مسائل یاد رکھنے ضروری ہیں۔

اگر آدمی شب کی ایک تہائی عبادت کرنا چاہے اور دو تہائی سونا تو شب کے تین حصے کرے۔ درمیانی تہائی میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

اور اگر چاہے کہ آدھی رات سوئے اور آدھی رات عبادت کرے تو نصف آخر افضل ہے۔

اور جو شخص نماز تہجد کا عادی ہو اس کے لئے تہجد ترک کرنا مکروہ ہے۔ كَمَا فِي الْبُخَارِيْ وَ مُسْلِمٍ۔ وَ رَدِّالْمُحْتَارِ۔ اور مقام محمود مقام شفاعت ہے۔

اس مقام پر حضور فائز ہو کر تمام اولین و آخرین سے اپنی حمد سنیں گے۔ كَمَا عَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ۔ یہ وہ مقام رفیع ہے کہ اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اذان کے بعد اپنی امت کو دعا تعلیم فرمائی جو بعد اذان اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

www.waseemziyai.com

وَ اَخْرَجَ النَّسَائِیُ وَالْحَاکِمُ وَ صَحَّحَهٗ وَ جَمَاعَةٌ عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ یُجْمَعُ النَّاسُ فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ یَسْمَعُهُمُ الدَّاعِیْ وَ یَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ حُفَاةً عُرَاةً کَمَا خُلِقُوْا قِیَامًا لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَیُنَادِیْ یَا مُحَمَّدُ فَیَقُوْلُ۔

لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَ الْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَالْمَهْدِیُ مَنْ هَدَیْتَ وَ عَبْدُکَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَ بِکَ وَ اِلَیْکَ لَا مَلْجَا وَ لَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبُّ الْبَیْتِ فَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ۔

قیامت کے دن سب عریان حالت میں ایک مٹی سے جب اٹھائے جائیں تو وہ ایک ندا دینے والے کو سنیں مگر بلا اذن الٰہی کوئی نہ بول سکے پھر ندا ہوا اے محمد تو حضور اس کا جواب دیں۔

''میں حاضر ہوں اور بھلائی تیری حاضری میں ہے اور بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور برائی تیرے طرف سے نہیں ہے اور ہدایت والا وہ ہے جسے تو ہدایت دے اور تیرا بندہ تیرے سامنے کھڑا ہے اور تیرے ساتھ (قائم) ہے اور تیری طرف (رجوع) ہے کوئی پناہ کی جگہ تجھ سے نہیں مگر تیری ہی جناب تو برکت والا اور بلند ہے اے بیت اللہ کے رب تو پاک ہے''۔

تو یہ ہے مقام محمود

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْاٰیَةِ فِیْ مَا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ یَشْفَعُ لِاُمَّتِهٖ فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی امت کی شفاعت فرمائیں تو وہ مقام محمود ہے۔

''وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔ اور کہو کہ اے میرے رب مجھے سچائی میں داخل کر اور سچائی میں ہی باہر لے جا اور کر میرے لئے اپنی طرف سے غلبہ مددگار کا''۔

مفہوم آیہ کریمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تعلیم دی گئی کہ الٰہی جہاں بھی میں ہوں اور جہاں داخل ہوں اور جہاں سے بھی باہر آؤں وہ کوئی مکان ہو یا منصب یا کام ہر جگہ مجھے صداقت پر قائم رکھ۔ علاوہ اس کے سات قول ہیں وَ هُوَ هٰذَا۔

۱- اَخْرَجَ الزُّبَیْرُ بْنُ بِکَارٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ الْمُرَادَ اِدْخَالُ الْمَدِیْنَةِ وَالْاِخْرَاجُ مِنْ مَکَّةَ۔ اس سے مراد مدینہ میں داخل ہونا اور مکہ سے نکلنا ہے۔

۲- دوسرا قول یہ ہے کہ جو اسی کا موید ہے: اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُ وَ التِّرْمِذِیُ وَ حَسَّنَهٗ وَالْحَاکِمُ وَ صَحَّحَهٗ وَ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَکَّةَ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَبَدَا بِالْاِدْخَالِ لِاَنَّهٗ اَهَمُّ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تھے کہ ہجرت کا حکم ہوا اور یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور اس میں شروع دخول سے کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ اہم تھا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اَنَّهُ الْاِدْخَالُ فِی الْقَبْرِ وَ الْاِخْرَاجُ مِنْهُ۔ اس سے مراد قبر میں داخل کرنا اور اس سے نکالنا ہے۔

www.waseemziyai.com

۴- چوتھا قول یہ ہے جو محمد بن منکدر سے ہے: اِدْخَالُهُ الْغَارَ وَ اِخْرَاجُهُ مِنْهُ۔ غار میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی طرف اشارہ ہے۔

۵- پانچواں قول یہ ہے ادخال جنت اور اخراج مکہ مراد ہے۔

۶- چھٹا قول نماز میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی طرف ارشاد ہے۔

۷- ساتواں قول مامورات کی اتباع میں داخل ہونے اور منہیات سے نکلنا مراد ہے۔

''وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ اور فرمائیں حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والا ہے''۔

یعنی اسلام آیا جو حق ہے اور کفر مٹ گیا جو باطل ہے یا قرآن آیا اور شیطان ہلاک ہوا اور یہ حقیقت ہے کہ باطل اگرچہ کسی وقت صولت و فروغ کسی وقت تک حاصل کر لیتا ہے لیکن اسے پائیداری حاصل نہیں ہوتی اس کا انجام بربادی و خواری ہوتا ہے۔ چنانچہ

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ سِتُّوْنَ وَ ثَلٰثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَ يَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روز فتح مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت قائم تھے (جو لوہے اور رانگ سے مضبوط کئے گئے تھے) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ایک لکڑی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آیہ کریمہ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ پڑھتے جاتے تھے اور اس لکڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ گرتا جاتا تھا۔

دوسری روایت طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ وَ مَعَهٗ قَضِيْبٌ فَجَعَلَ يَهْوِيْ بِهٖ اِلٰى كُلِّ صَنَمٍ فَيَخِرُّ لِوَجْهِهٖ فَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الخ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهَا كُلِّهَا۔

''وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں وہ چیز جو شفا اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے''۔

آیہ کریمہ کے ایک معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ اس قرآن کریم میں سورتیں اور آیتیں وہ بھی ہیں جو امراض ظاہرہ مثل بخار و درد وغیرہ کو شفا دیتی ہیں اور وہ بھی ہیں جو امراض باطنیہ گمراہی، جہالت، حسد، کینہ، بغض، عناد، اخلاق رذیلہ اور اعتقاد باطلہ کو شفا دیتی ہیں اور معارف الٰہیہ، عقائد حقہ، صفات حمیدہ، اخلاق پسندیدہ پیدا کرتی ہیں اس لئے کہ یہ کتاب مجید ایسے دلائل اور علوم پر مشتمل ہے جو تمام ظلمتوں کو خواہ وہ وہمانی ہوں یا شیطانی اپنے انوار سے نیست و نابود کر دیتے ہیں اور اس کا ایک ایک حرف برکات کا خزینہ اور شفا کا گنجینہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: مَنْ لَمْ يَسْتَشْفِ بِالْقُرْاٰنِ فَلَاشَفَاهُ اللّٰهُ۔ جو قرآن کریم سے شفا نہ حاصل کرے اسے اللہ شفا نہ دے۔

www.waseemziyai.com

مِنَ الْقُرْاٰنِ میں من تبعیض کے لئے ہے وَمَعْنَاهُ عَلٰى مَا فِي الْكَشْفِ وَ نُنَزِّلُ مَا هُوَ شِفَاءٌ اَیْ تُدْرِجُ فِيْ نُزُوْلِهٖ شِفَاءً فَشِفَاءً۔یعنی تدریجاً اس کے نزول میں شفاء ہی شفاء رکھی گئی روحانی، جسمانی، اخلاقی، وہمانی اور شیطانی تمام امراض کے لئے شفاء ہے۔

چنانچہ مِنَ الْبَعْضِ الْاَوَّلُ الْفَاتِحَةُ۔اول ہی میں سورۃ الفاتحہ ہے جس کے لئے ارشاد ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شِفَاءٌ لِكُلِّ دَاءٍ۔الحمد شریف تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے جسے ہم تفسیر فاتحہ میں لکھ چکے ہیں۔

اور آیات شفاء کے متعلق بھی احادیث موجود ہیں۔وہ آیات شفا چھ ہیں۔

وَ يُشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ - شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ - فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ - وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ - وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ - قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ۔

قَالَ السُّبْكِيُّ وَ قَدْ جَرَّبْتُ كَثِيْرًا۔علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا۔

علامہ قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّهٗ مَرِضَ لَهٗ وَلَدٌ اٰيِسَ مِنْ حَيَاتِهٖ فَرَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَنَامِهٖ فَشَكٰى لَهٗ سُبْحَانَهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ اِجْمَعْ اٰيَاتِ الشِّفَاءِ وَ اقْرَاْهَا عَلَيْهِ اَوِ اكْتُبْهَا فِيْ اِنَاءٍ وَاسِعَةٍ فِيْهِ مَا مُحِيَتْ بِهٖ فَفَعَلَ فَشَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

علامہ قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کا ایک بچہ بیمار ہوا حتیٰ کہ اس کی زندگی سے مایوسی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب دکھایا۔انہوں نے اس بیماری کا شکوہ کیا تو انہیں کہا گیا کہ آیات شفاء جمع کر کے مریض پر پڑھو یا ایک پلیٹ پر لکھ کر دھو کر پلاؤ۔چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمائی۔

وَالْاِطِبَّاءُ مُعْتَرِفُوْنَ بِاَنَّ مِنَ الْاُمُوْرِ وَالرُّقٰى مَا يَشْفِيْ بِخَاصِيَّةٍ رُوْحَانِيَّةٍ كَمَا فَصَّلَهُ الْاُنْدَلُسِيُّ فِيْ مُفْرَدَاتِهٖ وَ كَذَا دَاوٗدُ فِي الْجِلْدِ الثَّانِيْ مِنْ تَذْكِرَتِهٖ۔

اور معالجین اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ امراض میں دم جھاڑ سے روحانی طریقہ پر موجب شفاء ہوتے ہیں جیسے کہ علامہ اندلسی رحمہ اللہ اپنی مفردات میں اور حکیم داؤد انطا کی رحمہ اللہ اپنے تذکرہ کی دوسری جلد میں بیان کر چکے ہیں۔

وَقَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِتَعْلِيْقِ الْكُتُبِ الَّتِيْ فِيْهَا اَسْمَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى اَعْنَاقِ الْمَرْضٰى عَلَى التَّبَرُّكِ بِهَا۔حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ مریض کے گلے میں اسماء الٰہیہ لکھ کر ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔اس کے علاوہ اور بھی تصریح ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيْ رُوْحِ الْمَعَانِيْ۔

''وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔اور اس قرآن کریم سے ظالموں کو کچھ نہیں مگر نقصان ہی زیادہ ہوتا ہے''۔آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَیْ لَا يَزِيْدُ الْقُرْاٰنُ كُلُّهٗ اَوْ كُلُّ بَعْضٍ مِنْهُ الْكَافِرِيْنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الْوَاضِعِيْنَ لِلْاَشْيَاءِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهَا مَعَ كَوْنِهٖ فِيْ نَفْسِهٖ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ مِنْ اَدْوَاءِ الرَّيْبِ وَاَسْقَامِ الْاَوْهَامِ اِلَّا خَسَارًا اَیْ هَلَاكًا بِكُفْرِهِمْ وَ تَكْذِيْبِهِمْ وَ زِيَادَتِهِمْ مِنْ حَيْثُ اِنَّهُمْ كُلَّمَا جَدَّدُوا الْكُفْرَ وَالتَّكْذِيْبَ بِالْاٰيَةِ النَّازِلَةِ تَدْرِيْجًا زَادُوْا بِذٰلِكَ هَلَاكًا۔

www.waseemziyai.com

یعنی خلاصہ یہ سمجھئے کہ کافروں کو جو اس قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہیں وہ اس کی آیتوں سے بجائے فائدہ اٹھانے کے اس میں تحریف کر کے انواع واقسام کے وہم پیدا کر کے ہلاکت ہی کی طرف جاتے ہیں اور بجائے طاعت وشکر کے کفر کی طرف ہی مائل ہوتے ہیں۔

''وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا۔ اور جب ہم انعام فرماتے ہیں انسان پر منہ پھیر لیتا ہے اور ہٹ جاتا ہے اپنی طرف اور جب پہنچتی ہے اسے برائی تو ناامید ہو جاتا ہے۔ فرما دیجئے ہر ایک اپنے اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ پر ہے''۔

یعنی انسان میں یہ عیب ہے کہ جب ہم اسے صحت اور وسعت رزق سے نوازتے ہیں تو ہماری طرف سے منحرف ہو کر ایسا مستغنی ہو جاتا ہے کہ گویا اسے ہم سے کبھی واسطہ ہی نہ تھا۔ عربی میں نَاٰی کے معنی بعد کے ہیں تو نَاٰی کے معنی ہوئے دور ہو جاتا ہے یہ کنایہ ہے تکبر سے۔

اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس پر انتہا درجہ کا مایوس ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مومن کو چاہئے کہ اگر قبولیت دعا میں تاخیر ہو تو مایوس نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْخَيْرَ بِيَدِكَ وَالشَّرَّ لَيْسَ اِلَيْكَ۔

غرضکہ انہیں اے محبوب فرما دیجئے کہ ہم اپنے طریقہ پر ہیں۔ تم اپنے طریقہ پر رہو۔ جس کا جوہر شریف وطاہر ہے اس سے افعال جمیلہ اور اخلاق شریفہ صادر ہوں گے اور جس کا نفس خبیث ہے اس سے افعال خبیثہ خسیسہ رذیلہ سرزد ہوں گے۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

اور پوچھتے ہیں آپ سے روح کو فرما دیجئے روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا سا۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾

اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ ہم پر تمہارے لئے وکالت کرتا۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾

مگر تمہارے رب کی رحمت بے شک اس کا فضل تم پر بڑا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

فرما دیجئے اگر آدمی اور جن سب جمع ہوں اس بات پر کہ لے آئیں مثل اس قرآن کے تو نہ لا سکیں گے اس کا مثل اگرچہ ان میں سے ایک دوسرے کا مددگار رہو۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

اور بے شک ہم نے طرح طرح سے انسان کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال رکھی ہے تو انکار کرتے ہیں اکثر

www.waseemziyai.com

آدمی مگر ناشکری۔

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾

اور بولے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے تم پر حتیٰ کہ تم ہمارے لئے زمین سے چشمہ بہاؤ۔

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾

یا ہو تمہارے لئے باغ کھجور اور انگور کا تو بہتی ان میں نہریں ہوں۔

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾

یا گرادو آسمان جیسا تم دعویٰ کرتے ہو ٹکڑے ٹکڑے کر کے یا لاؤ اللہ اور فرشتوں کو ضامن بنا کر۔

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾

یا ہو تمہارے پاس گھر سونے کا یا چڑھو تم آسمان میں تو ہم ہرگز ایمان نہ لائیں تمہارے چڑھنے پر بھی جب تک ایک کتاب ہم پر نہ اتارو جو ہم پڑھیں۔ فرما دیجئے پاک ہے میرا رب نہیں ہوں میں مگر آدمی رسول۔

حل لغات دسواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ۔ اور پوچھتے ہیں تجھ سے
الرُّوْحِ۔ روح
اُوْتِيْتُمْ۔ دیئے گئے تم
وَلَئِنْ۔ اور اگر
اَوْحَيْنَآ۔ وحی کی ہم نے
لَكَ۔ اپنے لئے
اِلَّا۔ مگر
فَضْلَهٗ۔ اس کا فضل
قُلْ۔ کہہ
وَالْجِنُّ۔ اور جن
بِمِثْلِ۔ مثل
يَاْتُوْنَ۔ لاسکیں
بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا
صَرَّفْنَا۔ طرح طرح سے بیان کیں ہم نے
الْقُرْاٰنِ۔ قرآن میں
عَنِ الرُّوْحِ۔ روح کے متعلق
مِنْ اَمْرِ۔ حکم ہے
مِّنَ الْعِلْمِ۔ علم
شِئْنَا۔ چاہیں ہم
اِلَيْكَ۔ تیری طرف
بِهٖ۔ اس کے متعلق
رَحْمَةً۔ رحمت
كَانَ۔ ہے
لَّئِنْ۔ اگر
عَلٰٓى۔ اوپر
هٰذَا۔ اس
بِمِثْلِهٖ۔ اس کی مثل
لِبَعْضٍ۔ بعض کے لئے
مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کی
قُلِ۔ کہہ
رَبِّيْ۔ میرے رب کا
اِلَّا۔ مگر
لَنَذْهَبَنَّ۔ تو لے جائیں
ثُمَّ۔ پھر
عَلَيْنَا۔ ہم پر
مِّنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب کی
عَلَيْكَ۔ تجھ پر
اجْتَمَعَتِ۔ جمع ہوں
اَنْ۔ اس بات کے کہ
الْقُرْاٰنِ۔ قرآن کی
وَلَوْ۔ اگرچہ
ظَهِيْرًا۔ مددگار
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
مَثَلٍ۔ مثالیں
وَمَآ۔ اور نہیں
قَلِيْلًا۔ تھوڑا
بِالَّذِيْ۔ وہ جو
لَا تَجِدُ۔ نہ پائے تو
وَكِيْلًا۔ کوئی وکیل
اِنَّ۔ بے شک
كَبِيْرًا۔ بڑا
الْاِنْسُ۔ انسان
يَّاْتُوْا۔ لائیں
لَا۔ تو نہ
كَانَ۔ ہو
وَلَقَدْ۔ اور بے شک
فِيْ هٰذَا۔ اس
فَاَبٰٓى۔ تو انکار کیا

www.waseemziyai.com

اَكْثَرُ۔اکثر
وَقَالُوْا۔اور بولے
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
يَنْۢبُوْعًا۔چشمہ
جَنَّةٌ۔باغ
الْاَنْهٰرَ۔نہریں
تُسْقِطَ۔گرائے تو
عَلَيْنَا۔ہم پر
بِاللّٰهِ۔اللہ
يَكُوْنَ۔ہو
اَوْ۔یا
نُّؤْمِنَ۔ایمان لائیں گے ہم
عَلَيْنَا۔ہم پر
سُبْحَانَ۔پاک ہے
اِلَّا۔مگر

النَّاسِ۔لوگوں نے
لَنْ۔ہرگز نہیں
تَفْجُرَ۔پھاڑے تو
اَوْ۔یا
مِّنْ نَّخِيْلٍ۔کھجور
خِلٰلَهَا۔اس میں
السَّمَآءَ۔آسمان
كِسَفًا۔ٹکڑے کرکے
وَالْمَلٰٓئِكَةِ۔اور فرشتوں کو
لَكَ۔تیرا
تَرْقٰى۔چڑھے تو
لِرُقِيِّكَ۔تیرے چڑھنے پر
كِتٰبًا۔کتاب
رَبِّيْ۔میرا رب
بَشَرًا۔آدمی

اِلَّا۔مگر
نُّؤْمِنَ۔ایمان لائیں گے ہم
لَنَا۔ہمارے لئے
تَكُوْنَ۔ہو
وَّعِنَبٍ۔اور انگور کا
تَفْجِيْرًا۔جاری کرنا
كَمَا۔جیسے
اَوْ۔یا
قَبِيْلًا۔سامنے
بَيْتٌ۔گھر
فِي السَّمَآءِ۔آسمان میں
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
نَّقْرَؤُهٗ۔جو پڑھیں ہم اس کو
هَلْ۔نہیں
رَّسُوْلًا۔رسول

كُفُوْرًا۔ناشکری کا
لَكَ۔تجھ پر
مِنَ الْاَرْضِ۔زمین سے
لَكَ۔تیرے لئے
فَتُفَجِّرَ۔پھر جاری کرے تو
اَوْ۔یا
زَعَمْتَ۔تو خیال کرتا ہے
تَاْتِيَ۔لائے تو
اَوْ۔یا
اَوْ۔یا
مِّنْ زُخْرُفٍ۔سونے کا
وَلَنْ۔اور ہرگز نہ
تُنَزِّلَ۔اتارے تو
قُلْ۔کہہ
كُنْتُ۔ہوں میں

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔سورۃ بنی اسرائیل۔پ ۱۵

''وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔اور آپ سے پوچھتے ہیں روح کے متعلق فرمادیجئے روح میرے رب کے امر سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا''۔

آیہ کریمہ کا شان نزول علامہ آلوسی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ فَسَاَلُوْهُ فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ مَا الرُّوْحُ فَمَا زَالَ مُتَّكِئًا عَلَى الْعَسِيْبِ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ (وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ)۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ویرانہ میں چل رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر ایک کھجور کے تنہ پر تشریف فرما ہوئے ایک جماعت یہودیوں کی ادھر سے گزری اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگی ان سے روح کے متعلق پوچھو۔ چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ روح کیا ہے ابھی حضور تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ وحی آرہی ہے جب وحی آچکی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔ آخر تک آیت تلاوت فرمائی۔

www.waseemziyai.com

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِقُرَيْشٍ كَمَا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُ وَالتِّرْمَذِیُ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَاهُ وَابْنُ حَبَّانَ وَ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلْيَهُوْدِ اَعْطُوْنَا شَيْئًا نَسْأَلُ هٰذَا الرَّجُلَ فَقَالُوْا سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَاَلُوْهُ فَنَزَلَتْ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے یہود سے کہا ہمیں کچھ بتاؤ کہ ہم ان سے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں تو یہودیوں نے کہا ان سے روح کے متعلق سوال کرو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔ الآیہ

ایک روایت سیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ اَنَّ قُرَيْشًا بَعَثَتِ النَّضْرَ بْنَ الْحَارِثِ وَ عُقْبَةَ ابْنَ اَبِیْ مُعَيْطٍ اِلٰی اَحْبَارِ الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ وَ قَالُوْا لَهُمْ سَلُوْهُمْ مُحَمَّدًا فَاِنَّهُمْ اَهْلُ كِتَابٍ عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَيْسَ عِنْدَنَا فَخَرَجَا حَتّٰی قَدِمَا الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلُوْهُمْ فَقَالُوْا سَلُوْهُ عَنْ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ وَ عَنْ ذِی الْقَرْنَيْنِ وَ عَنِ الرُّوْحِ فَاِنْ اَجَابَ عَنْهَا اَوْ سَكَتَ فَلَيْسَ بِنَبِيٍّ وَ اِنْ اَجَابَ عَنْ بَعْضٍ وَ سَكَتَ عَنْ بَعْضٍ فَهُوَ نَبِیٌّ – فَجَاءُ وْا وَ سَاَلُوْهُ فَبَيَّنَ لَهُمْ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَّتَيْنِ وَاَبْهَمَ اَمْرَ الرُّوْحِ وَ هُوَ مُبْهَمٌ فِی التَّوْرَاةِ۔

کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو احبار یہود کی طرف مدینہ بھیجا اور کہا ان سے دریافت کرو چند سوال جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں اس لئے کہ وہ اہل کتاب ہیں ان کے پاس وہ علم ہے جو ہمارے پاس نہیں یہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور یہود کے احبار یعنی علماء سے پوچھا انہوں نے کہا اصحاب کہف کا قصہ، ذوالقرنین کا حال اور روح کی کیفیت ان سے پوچھو اگر یہ اس کے جواب سے عاجز ہوں یا سکوت کریں تو پھر یہ نبی نہیں ہیں اور اگر یہ بعض کا جواب دیں اور بعض میں سکوت کریں تو وہ نبی ہیں چنانچہ یہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضور نے اصحاب کہف اور ذی القرنین کے متعلق جواب دے دیا اور روح کے جواب میں ابہام فرمایا اور مسئلہ روح تورات میں بھی مبہم تھا۔

تعریف روح

اَلظَّاهِرُ عِنْدَ الْمُنْصِفِ اَنَّ السُّوَالَ كَانَ عَنْ حَقِيْقَةِ الرُّوْحِ الَّذِیْ هُوَ مَدَارُ الْبَدَنِ الْاِنْسَانِیْ وَ مَبْدَأُ حَيَاتِهٖ لِاَنَّ ذَالِكَ مِنْ اَدَقِّ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ لَا يَسَعُ اَحَدًا اِنْكَارُهَا۔

روح بظاہر یہ ہے کہ یہ وہ شے ہے جس پر مدار بدن انسان ہے اور وہ مبداء حیات ہے اور روح کی حقیقت معلوم کرنا مشکل ترین کام ہے لیکن اس کا انکار نہیں ہوسکتا۔ مختصراً

وَ زَعَمَ ابْنُ الْقَيِّمِ اَنَّ الْمَسْئُوْلَ عَنْهُ الرُّوْحُ الَّذِیْ اَخْبَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِیْ كِتَابِهٖ اَنَّهٗ يَقُوْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ لِاَنَّهُمْ اِنَّمَا يَسْأَلُوْنَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ اَمْرٍ لَا يُعْرَفُ اِلَّا بِالْوَحْیِ وَ ذَالِكَ هُوَ الرُّوْحُ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا يَعْلَمُهُ النَّاسُ۔

ابن قیم رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ جس روح کے متعلق سوال ہوا وہ وہی روح ہے جس کی خبر قرآن کریم میں ہے کہ وہ ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ کھڑی ہوگی (يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا) وہ کہتے ہیں کہ سوال جو حضور ﷺ سے کیا گیا وہ

www.waseemziyai.com

اسی سے تھا جسے کوئی نہ جانتا تھا مگر وحی کے ذریعہ اور یہ وہی روح ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں جسے لوگ نہیں جانتے وَاَمَّا اَرْوَاحُ بَنِیْ اٰدَمَ فَلَیْسَتْ مِنَ الْغَیْبِ۔ اور ارواح بنی آدم یہ غیب سے نہیں ہے اس پر طویل بحث کی گئی ہے۔

اور ابن قیم رحمہ اللہ نے جو کہا وہ بعض سلف سے مروی بھی ہے: فَقَدْ اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَ اَبُوْالشَّیْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ الرُّوْحُ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ صَوَّرَهُمْ عَلٰی صُوْرَةِ بَنِیْ اٰدَمَ وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكٌ اِلَّا وَمَعَهٗ وَاحِدٌ مِنَ الرُّوْحِ ثُمَّ تَلَاهٰذِهِ الْاٰیَةَ – یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا۔

روح ایک مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اور اس کی صورت ہے بنی ادم کی صورت پر اور آسمان سے جو فرشتہ نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک روح ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا۔

وَاَخْرَجَ اَبُوالشَّیْخِ وَغَیْرُهٗ عَنْ عَطَاءٍ عَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ الرُّوْحُ الْمَسْئُوْلُ عَنْهُ هُوَ مَلَكٌ وَاحِدٌ لَهٗ عَشَرَةُ الَافِ جَنَاحٍ جَنَاحَانِ عَنْهَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَهٗ اَلْفُ وَجْهٍ لِكُلِّ وَجْهٍ لِسَانٌ وَ عَیْنَانِ وَ شَفَتَانِ یُسَبِّحُ اللّٰهَ تَعَالٰی بِذٰلِكَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔

روح مسئول ایک فرشتہ ہے جس کے دس ہزار بازو ہیں دو بازو اس میں سے مابین مشرق ومغرب ہیں اس کے ہزار منہ ہیں ہر منہ میں زبان اور دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں وہ اللہ کی تسبیح اس سے کرتا رہتا ہے قیامت تک۔

ان روایتوں پر یہ بھی کہا گیا کہ یہ صحیح نہیں اور اس پر امام علیہ الرحمۃ نے سب کچھ فرمایا ہے جو فرمایا ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ الْاَنْبَارِیْ فِیْ كِتَابِ الْاَضْدَادِ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ قَالَ الرُّوْحُ خَلْقٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لَا یَرَاهُمُ الْمَلٰئِكَةُ كَمَا لَا تَرَوْنَ اَنْتُمُ الْمَلَائِكَةَ۔

روح ایک ایسی مخلوق ہے ملائکہ علیہم السلام سے کہ انہیں ملائکہ نہیں دیکھ سکتے جیسے تم ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے۔

اور حسن وقتادہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں: اَلرُّوْحُ هُوَ جِبْرِئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ قَدْ سُمِّیَ رُوْحًا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰی قَلْبِكَ۔ روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں انہیں کا نام روح قرآن کریم میں رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰی قَلْبِكَ۔

اور بعض نے کہا: هُوَ الْقُرْاٰنُ وَقَدْ سَمّٰی رُوْحًا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔

اور فلسفۂ الٰہیات کی روشنی میں روح کے مفہوم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عالم کی دو قسم ہیں: عالم امر اور عالم کون (خلق)

عالم امر وہ ہے جو مخلوق ضرور ہے۔

اور اسی میں روح ہے۔

اور عالم کون میں زمین، آسمان، درخت، حجر، طیور وبحور ہیں مگر یہ ابدی نہیں بلکہ حادث ہیں تو سوال یہود پر جواب میں الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ فرمایا گیا۔

گو روح عالم امر سے ہے اور عالم امر کی حقیقت پر تمہارا علم حاوی نہیں۔ کیونکہ تمہیں علم کم دیا گیا ہے تو روح حادث ہے اور تم ابدی نہیں مگر حادث ہو۔

لہٰذا باقتضاء ابدیت اس کا قیام وبقاء ابدی ہے یہی وجہ ہے کہ جسم حادث حدوث میں آکر اگرچہ فنا ہو جائے لیکن روح

www.waseemziyai.com

موجود رہتی ہے اسی وجہ میں عذاب قبر سوال و جواب نکیرین سب اس پر مرتب ہوتے ہیں۔

اور جسم چونکہ حادث ہے لہٰذا جو جسم حادث ہے اس پر حدوث و تغیر ہوتا رہے گا۔ مگر جواب طلبی سے وہ آزاد نہیں اس لئے کہ روح ابدی موجود ہے۔ بنابریں قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ کا مفہوم منقول و معقول دونوں صورتوں میں صحیح ہوگا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی قریب قریب یہی فلاسفی بیان فرما رہے ہیں:

وَ مَآ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا وَ مَبۡنِیٌّ ھٰذَا اَیۡضًا الۡفَرۡقُ بَیۡنَ عَالَمِ الۡاَمۡرِ وَ عَالَمِ الۡخَلۡقِ وَ قَدۡ سَمِعۡتُ مَا فِیۡہِ وَ حَاصِلُ الۡجَوَابِ عَنِ الثَّانِیۡ اَنَّہٗ حَادِثٌ حَصَلَ بِفِعۡلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ تَکۡوِیۡنُہٗ وَ اِیۡجَادُہٗ وَ جَعَلَ قَوۡلَہٗ تَعَالٰی وَمَآ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا۔ یہ بیان اس فرق پر مبنی ہے جو عالم امر اور عالم خلق کے مابین ہے۔

پھر فرماتے ہیں: مَعۡنٰی کَوۡنِ الرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِہٖ تَعَالٰی اَنَّہٗ مِنَ الۡاِبۡدَاعِیَّاتِ الۡکَائِنَۃِ بِالۡاَمۡرِ التَّکۡوِیۡنِیِّ مِنۡ غَیۡرِ تَحَصُّلِ مَادَّۃٍ وَ تُوۡلُّدٍ مِنۡ اَصۡلٍ کَالۡجَسَدِ الۡاِنۡسَانِ فَالۡمُرَادُ مِنَ الۡاَمۡرِ وَاحِدُ الۡاَوَامِرِ اَعۡنِیۡ کُنۡ وَالسُّوَالُ عَنِ الۡحَقِیۡقَۃِ وَالۡجَوَابُ اِجۡمَالٌ وَمَا لَہٗ اَنَّ الرُّوۡحَ مِنۡ عَالَمِ الۡاَرۡضِ مُبۡدَعَۃٌ مِنۡ غَیۡرِ مَادَّۃٍ لَا مِنۡ عَالَمِ الۡخَلۡقِ وَ ھُوَ مِنَ الۡاُسۡلُوۡبِ الۡحَکِیۡمِ۔

معنی یہ ہیں کہ روح امر سے ہے امر الٰہی سے بایں طور پر کہ وہ پیدا ہے امر سے نہ کہ وہ تحصیل مادہ سے ہو اور اس کا تولد مثل انسان کے نہیں۔

تو عالم امر سے مراد یہ ہے کہ او امر الٰہی سے ایک حکم کن میں اس کا وجود ہے۔

اب سوال یہود حقیقت سے تھا تو اس کا جواب اجمال دیا گیا۔

خلاصہ یہ نکلا کہ روح عالم ارض سے بغیر مادہ پیدا شدہ ہے اور وہ عالم خلق سے نہیں ہے بلکہ اسلوب حکیم مطلق پر اس کی تخلیق ہے اور۔

اِنَّمَا ھُوَ فِی الۡاَکۡثَرِ مِنۡ اِحۡسَاسِ الۡجُزۡئِیَاتِ وَ لِذَالِکَ قِیۡلَ مَنۡ فَقَدَ حِسًّا فَقَدۡ فَقَدَ عِلۡمًا وَ لَعَلَّ اَکۡثَرَ الۡاَشۡیَاءِ لَا یُدۡرِکُہُ الۡحِسُّ لِکَوۡنِہٖ غَیۡرَ مَحۡسُوۡسٍ اَوۡ مَحۡسُوۡسًا مَنَعَ مِنۡ اِحۡسَاسِہٖ مَانِعٌ کَالۡغَیۡبَۃِ مَثَلًا۔ اور اکثر احساس جزئیات ہوتے ہیں اس بناء پر کہا گیا جس کا حس مفقود ہو گیا یقیناً اس کا علم بھی مفقود ہو جاتا ہے اور شاید اکثر اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا ادراک حس نہیں کر سکتا اس وجہ میں کہ وہ غیر محسوس ہیں یا محسوس ہیں لیکن ان کا احساس ممنوع عقلی ہوتا ہے جیسے غیب۔

وَ فَرَّقَ الۡخِفَاجِیۡ بِاَنَّ بَیَانَ الرُّوۡحِ مُمۡکِنٌ بِخِلَافِ کُنۡہِ الذَّاتِ الۡاَقۡدَسِ وَ فِی الۡکَشۡفِ اَنَّ سَبِیۡلَ مَعۡرِفَۃِ الرُّوۡحِ اِزَالَۃُ الۡغِشَاءِ عَنۡ اَبۡصَارِ الۡقُلُوۡبِ بِاجۡتِلَاءٍ کَحِلِ الۡجَوَاھِرِ مِنۡ کَلَامِ عَلَّامِ الۡغُیُوۡبِ فَھُوَ عِنۡدَ الۡمُکۡتَحِلِیۡنَ اَجۡلٰی جَلِیٍّ وَ عِنۡدَ الۡمُشۡغِلِیۡنَ اَخۡفٰی خَفِیٍّ۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ بیان روح کو ممکن فرماتے ہیں بخلاف کنہ ذات اقدس کے۔ اور کشف میں ہے کہ معرفت روح کی راہ ابصار قلبی سے پردہ ہٹانے کے بعد ملتی ہے اور وہ پردہ کلام علام الغیوب کا کحل جواہر لگانے سے ہٹتا ہے تو وہ مکتحلین کے لئے

www.waseemziyai.com

روشن تر ہے اور مشتغلین کے لئے خفی تر ہے۔

عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے مگر روح کا علم نہ ملا اس پر آلوسی فرماتے ہیں:

لَعَلَّ عَبْدَاللّٰهِ هٰذَا يَزْعَمُ اَنَّهَا يَمْتَنِعُ الْعِلْمَ بِهَا وَاِلَّا فَلَمْ يُقْبَضْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى عَلِمَ كُلَّ شَيْءٍ يُمْكِنُ الْعِلْمَ بِهٖ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ مَا اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُ وَ قَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَ سُئِلَ الْبُخَارِىُ عَنْهُ فَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنِّىْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِىْ فَنَعِسْتُ فِىْ صَلٰوتِىْ حَتّٰى اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّىْ عَزَّوَجَلَّ فِىْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِىْ رَبِّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِىْ رَبِّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَااَدْرِىْ رَبِّ فَرَأَيْتُهٗ وَ ضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَىَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ صَدْرِىْ وَ تَجَلّٰى لِىْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ اَلْحَدِيْثَ۔ (آلوسی رحمہ اللہ)

فرماتے ہیں کہ عبداللہ کا شاید یہ گمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کے علم سے منع کیا گیا ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت نہ فرمائی حتیٰ کہ ہر شے کا علم جو ممکن العلم ہے حاصل فرما لیا جیسا کہ احمد ترمذی اور بخاری سے حدیث صحیح مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں نے قیام فرمایا اور جتنی میرے مقدر میں تھی نماز پڑھی کہ نماز میں نیند غالب ہوئی تو میں نے اپنے رب کو احسن ترین صورت میں دیکھا اور مجھے تین بار فرمایا اے محمد صلی اللہ علیک وسلم وہ کون سے عمل ہیں جنہیں لے جانے میں ملائکہ جھگڑتے ہیں میں نے تینوں بار عرض کیا اے میرے رب میں نہیں جانتا تو میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کف رحمت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ اس کی برودت میں نے اپنے سینہ میں پائی اور ہر شے مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ جان لیا۔ الی آخر الحدیث۔

مفصل شان نزول یہ ہے کہ

قریش نے مشورہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں رہے کبھی انہیں صدق و امانت میں کمزور نہ پایا اور کبھی ان پر تہمت لگانے کا ہمیں موقعہ نہ ملا۔ اب انہوں نے دعویٰ نبوت کر ڈالا ہے اس دعوے کے جھٹلانے کے لئے ان کی سیرت ان کے کردار اور روزمرہ کی زندگی میں تو ہمارے پاس کوئی ایسا حربہ نہیں جس سے ہم یہ کہہ سکیں کہ نبی کے شایان شان یہ چیز نہیں لہٰذا ان کا دعویٰ غلط ہے۔ صدوق الامین وہ ہیں اور صاحب خلق عظیم وہ۔ رؤف و رحیم ان کی صفت جو قرآن نے بیان کی وہ پوری ہے کریم و حلیم وہ ہیں۔ لہٰذا اب یہود سے ہی مدد لیں وہ صاحب کتاب ہیں اور ہم سے زیادہ علم بھی رکھتے ہیں اگرچہ وہ بھی ہمارے خلاف ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہیں تو اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ کے اعتبار سے ہمیں ان سے کوئی ایسی بات معلوم کرنی چاہئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے میں ساکت کر دے۔ چنانچہ یہ یہود کے احبار سے ملے انہوں نے کہا تم ان سے تین سوال کرو اگر وہ تینوں کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لینا کہ وہ نبی نہیں ہیں۔

اور اگر تینوں سوالوں کا جواب دے دیں تو بھی سمجھ لینا وہ نبی نہیں ہیں۔

اور اگر دو کا جواب دے دیں اور ایک کا نہ دیں تو سمجھ لینا وہ یقیناً نبی ہیں۔

www.waseemziyai.com

وہ تین سوال یہ ہیں:

اصحاب کہف کا واقعہ کیا ہے؟

ذوالقرنین کا قصہ کیونکر ہے؟

اور روح کیا چیز ہے؟

چنانچہ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کئے۔

آپ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے حالات وواقعات تو بیان فرما دیئے اور روح کا معاملہ ابہام میں رکھا جیسا کہ توریت میں مبہم رکھا گیا تھا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس پر فرماتے ہیں: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ میں سوال کے دو پہلو تھے:

اَلْاَوَّلُ كَوْنُهٗ سُوَالًا عَنِ الْمَاهِيَّةِ۔ پہلا یہ کہ یہود کا سوال ماہیت روح کے متعلق ہو۔

وَالثَّانِیْ سُوَالًا عَنِ الْقِدَمِ وَالْحُدُوْثِ۔ دوسرا یہ کہ ان کا سوال قدم وحدیث روح سے ہو۔

وَ حَاصِلُ الْجَوَابِ عَلَى الْاَوَّلِ اَنَّهَا جَوْهَرٌ بَسِيْطٌ مُجَرَّدٌ مُحْدَثٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ تَكْوِيْنِهٖ وَ تَاثِيْرِهٖ زَمَانَ الْحَيٰوةِ لِلْجَسَدِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ الْعِلْمِ بِحَقِيْقَةِ الْمَخْصُوْصَةِ فَاِنَّ اَكْثَرَ حَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ مَاهِيَّاتُهَا مَجْهُوْلَةٌ وَلَمْ يَلْزَمْ مِنْ كَوْنِهَا مَجْهُوْلَةً نَفْيُهَا وَاُشِيْرَ اِلَيْهِ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

پہلے سوال کا حاصل جواب یہ ہے کہ روح جوہر بسیط مجرد محدث ہے جو بامر الٰہی عزوجل وجود میں آئی۔ اور اس کے وجود میں آنے اور اس کی تاثیر کا یہ فائدہ ہے کہ وہ جسد کے حیات کا موجب ہے۔

اس کے علاوہ روح پر اور بھی اقوال ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وَ قِيْلَ اِنَّ الْاِنْسَانَ هُوَ الرُّوْحُ الَّذِیْ فِی الْقَلْبِ۔ ایک قول یہ ہے کہ انسان کے قلب میں جو ہے وہی روح ہے۔

وَ قِيْلَ اِنَّهٗ جُزْءٌ لَا يَتَجَزَّأُ فِی الدِّمَاغِ۔ ایک قول ہے کہ وہ دماغ میں ایک جزو لا یتجزأ ہے۔

وَقِيْلَ اِنَّهٗ اَجْزَاءٌ نَارِيَّةٌ مُخْتَلِطَةٌ بِالْاَرْوَاحِ الْقَلْبِيَّةِ وَالدِّمَاغِيَّةِ وَ هِیَ الْمُسَمَّاةُ بِالْحَرَارَةِ الْغَرِيْزِيَّةِ۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اجزاء ناریہ ہیں جو مخلوط بالا روح قلب ودماغ ہیں اور ان کا نام حرارت غریزیہ ہے۔

پھر ایک قول ہے کہ هُوَ الدَّمُ الْحَالُّ فِی الْبَدَنِ۔ وہ خون جو جسم میں حلول کئے ہوئے ہے اسی کا نام روح ہے۔

اور کیا کیا اقوال ہیں جن کی تعداد ہزار تک ہے۔

البتہ محققین کے دو قول ہیں:

اَلْاَوَّلُ اَنَّ الْاِنْسَانَ عِبَارَةٌ عَنْ جِسْمٍ نُوْرَانِیٍّ عُلْوِیٍّ حَیٍّ مُتَحَرِّكٍ مُخَالِفٍ بِالْمَاهِيَّةِ لِهٰذَا الْجِسْمِ الْمَحْسُوْسِ سَارَ فِيْهِ سَرَيَانَ الْمَاءِ فِی الْوَرْدِ وَالدُّهْنِ فِی الزَّيْتُوْنِ وَالنَّارِ فِی الْفَحْمِ لَا يَقْبَلُ التَّحَلُّلَ وَالتَّبَدُّلَ وَ التَّفَرُّقَ وَالتَّمَزُّقَ يُفِيْدُ لِلْجِسْمِ الْمَحْسُوْسِ الْحَيَاةُ وَتَوَابِعُهَا مَادَامَ صَالِحًا لِقُبُوْلِ الْفَيْضِ لِعَدَمِ حُدُوْثِ مَا يَمْنَعُ مِنَ السَّرَيَانِ كَالْاِخْلَاطِ الْغَلِيْظَةِ وَ مَتٰى حَدَثَ ذَالِكَ حَصَلَ الْمَوْتُ لِاِنْقِطَاعِ السَّرَيَانِ۔

www.waseemziyai.com

وَالرُّوحُ عِبَارَةٌ عَنْ ذَالِکَ الْجِسْمِ۔

وَالثَّانِیْ اَنَّهٗ لَیْسَ بِجِسْمٍ وَلَا جِسْمَانِیٍّ وَ هُوَ الرُّوْحُ وَ لَیْسَ بِدَاخِلِ الْعَالَمِ وَلَا خَارِجِهٖ وَلَا مُتَّصِلٌ لَهٗ وَلَا مُنْفَصِلٌ عَنْهُ وَ لٰکِنَّهٗ مُتَعَلِّقٌ بِالْبَدَنِ تَعَلُّقَ التَّدْبِیْرِ وَ التَّصَرُّفِ وَهُوَ قَوْلُ اَکْثَرِ اِلٰهِیِّیْنَ مِنَ الْفَلَاسَفَةِ۔

پہلا قول یہ ہے کہ انسان عبارت ہے ایک نورانی، علوی، زندہ اور متحرک جسم سے جو اس ظاہری جسم کی ماہیت کے مخالف ہے وہ اس جسم میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے جیسے پانی گلاب کے پھول میں اور تیل زیتون میں اور آگ کوئلے میں نہ تو وہ تحلیل ہوتا ہے نہ تبدیل نہ متفرق ہوتا ہے نہ ٹکڑے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ ظاہری جسم کو زندگی اور اس کے لوازمات بخشتا ہے جب تک کہ اس میں فیض قبول کرنے کی صلاحیت ہو اور کوئی ایسی چیز پیدا نہ ہو جو سرایت کرنے کے منافی ہو مثلاً اخلاط غلیظہ اور جب یہ رکاوٹ پیدا ہو تو اس وقت موت واقع ہو جاتی ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ

وہ نہ جسم ہے اور نہ جسمانی اور وہ روح ہے جو نہ عالم میں داخل ہے نہ اس سے خارج اور نہ اس سے متصل ہے نہ علیحدہ جیسے تدبیر اور تصرف کا تعلق ہوتا ہے ویسے ہی اس کا تعلق بدن سے ہے اور فلاسفہ میں سے اکثر الٰہیین کا یہی قول ہے۔

اور حدوث وقدم روح پر اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّهٗ حَادِثٌ حُدُوْثًا زَمَانِیًّا کَسَائِرِ اَجْزَاءِ الْعَالَمِ اِلَّا اَنَّهُمُ اخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّهٗ هَلْ هُوَ حَادِثٌ قَبْلَ الْبَدَنِ اَمْ بَعْدَهٗ فَذَهَبَ طَائِفَةٌ اِلَی الْحُدُوْثِ قَبْلَ الْبَدَنِ مِنْهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِیْ وَ اَبُو مُحَمَّدِ بْنِ حَزَمِ الظَّاهِرِیْ وَ حَکَاهُ اِجْمَاعًا وَ قَدِ افْتَرٰی۔

وَ اسْتَدَلَّ لِذٰلِکَ بِمَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَرْوَحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ روح حادث زمانی ہے مثل اجزاء عالم کے مگر اس میں اختلاف ہے کہ آیا وہ قبل بدن حادث ہے یا بعد بدن تو ایک جماعت تو قبل بدن حدوث کی قائل ہے۔ ان میں محمد بن نصر مروزی اور ابو محمد بن حزم ظاہری ہیں اور انہوں نے تو اس پر اجماع بتایا ہے کہ یہ محض افتراء ہے۔

اور اس پر صحیحین کی حدیث سے استناد کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روحیں لشکر کے لشکر منظم ہیں تو جو روح ان میں سے متعارف ہے وہ مانوس ہوتی ہے اور جو عالم ارواح میں ہی اجنبی رہے وہ دنیا میں بھی اختلاف کرتی ہے۔

اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قصۃ الراس میں جو بیان ہے وہ ہمارے بیان کا مؤید ہے اور علامہ نسفی رحمہ اللہ بحر الکلام میں بھی فرماتے ہیں:

جَعَلَ الْاَرْوَاحَ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ اَرْوَاحُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ تَخْرُجُ مِنْ جَسَدِهَا وَ یَقْبُرُ مِثْلُ صُوْرَتِهَا مِثْلَ الْمِسْکِ وَالْکَافُوْرِ وَ تَکُوْنُ فِی الْجَنَّةِ تَاْکُلُ وَ تَشْرَبُ وَتَتَنَعَّمُ وَ تَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مُعَلَّقَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

وَ اَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ تَخْرُجُ مِنْ جَسَدِهَا وَ تَکُوْنُ فِیْ اَجْوَافِ الطَّیْرِ الْخُضْرِ فِی الْجَنَّةِ تَاْکُلُ وَ

www.waseemziyai.com

تَتَنَعَّمُ وَ تَاْوِی اِلٰی قَنَادِیْلَ کَاَرْوَاحِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔

وَ اَرْوَاحُ الْمُطِیْعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِرَبْضِ الْجَنَّةِ لَا تَاْکُلُ وَ لَا تَتَمَتَّعُ وَ لٰکِنْ تَنْظُرُ اِلَی الْجَنَّةِ۔

وَ اَرْوَاحُ الْعُصَاةِ مِنْهُمْ تَکُوْنُ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فِی الْهَوَاءِ۔

وَ اَمَّا اَرْوَاحُ الْکُفَّارِ فَفِیْ سِجِّیْنٍ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ سُوْدٍ تَحْتَ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ وَ هِیَ تَحْتَ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ وَ هِیَ مُتَّصِلَةٌ بِاَجْسَادِهَا فَتُعَذَّبُ الْاَرْوَاحُ وَ تَتَاَلَّمُ مِنْ ذَالِکَ الْاَجْسَادِ۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ارواح چار قسم پر ہیں۔

ارواح انبیاء علیہم السلام اجسام سے نکل کر اپنی صورت میں مشک اور کافور کی طرح ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتی پیتی ہیں اور نعمتوں میں متمتع رہتی ہیں اور ان قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرش کے نیچے معلق ہیں۔

اور ارواح شہداء جسم سے نکل کر سبز پرندوں کے جوف میں جنت میں کھاتی اور نعمتوں سے متمتع رہتی ہیں اور قنادیل میں مثل ارواح انبیاء علیہم السلام رہتی ہیں۔

اور ارواح مطیعین مومنین جنت کے کناروں یا جھولوں میں بغیر کھانے اور بغیر متمتع ہونے کے رہتی ہیں لیکن جنت دیکھتی رہتی ہیں۔

اور ارواح سیاہ کاران امت محمدیہ ان میں سے آسمان کے اور زمین کے مابین ہوا میں رہتی ہیں۔

اور ارواح کفار وہ سجین میں سیاہ پرندوں کے جوف میں زمین کے نیچے ساتویں طبقہ میں اپنے اجسام کے ساتھ رہتی ہیں اور ان پر عذاب اور تکلیف انہیں جسموں پر ہوتا ہے۔

قریش یہ سوال کر کے نادم ہوئے۔

اس میں اختلاف ہے کہ ان کا سوال حقیقت روح سے تھا یا اس کی مخلوقیت سے چنانچہ مذکورہ روایات میں دونوں باتیں بہ تفصیل بیان ہو چکیں۔

پھر آیہ کریمہ میں اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ مخلوق کا علم، علم الٰہی عزوجل کے سامنے قلیل ہے با آنکہ مَآ اُوْتِیْتُمْ کا خطاب صرف یہود کے ساتھ خاص ہے۔ آگے ارشاد ہے:

''وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ضرور لے جاتے اسے جو وحی فرمائی ہم نے تمہاری طرف پھر تم نہ پاتے اپنے لئے اس میں ہم پر وکیل مگر یہ رحمت ہے تمہارے رب کی بے شک تم پر اس کا فضل بڑا ہے''۔

یعنی قرآن کریم جو بذریعہ وحی نازل کیا گیا اور اسے تمہارے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کیا گیا ہے وہ محو بھی کیا جا سکتا ہے مگر چونکہ اللہ کا فضل تم پر ہے اس وجہ میں وہ قیامت تک تم میں رکھا جائے گا اور ہر قسم کے تبدل و تغیر سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پاک خوب پڑھو اس سے پہلے کہ قرآن اٹھا لیا جائے کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک قرآن کریم نہ اٹھا لیا جائے۔ آگے ارشاد ہے:

''قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ

www.waseemziyai.com

لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ فرما دیجئے اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگر چہ آپس میں ایک دوسرے کا مددگار ہو جائے''۔

شان نزول میں یہود یا قریش کے اس امر کا تذکرہ ہے جو

رُوِیَ اَنَّ طَائِفَةً مِنَ الْاَوَّلِیْنَ قَالُوْا اَخْبِرْنَا یَا مُحَمَّدُ بِهٰذَا الْحَقِّ الَّذِیْ جِئْتَ بِهٖ اَحَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاِنَّا لَا نَرَاهُ مُتَنَاسِقًا كَتَنَاسُقِ التَّوْرَاةِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْرِفُوْنَهٗ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ تَعَالٰی قَالُوْا اِنَّا نَجِیْئُکَ بِمِثْلِ مَا تَاْتِیْ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذِهِ الْاٰیَةَ۔

ایک جماعت یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آ کر عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ بتائیے کہ جو آپ لائے ہیں کیا وہ اللہ کی طرف سے ہے ہم تو اس میں توریت کا سانسق نہیں دیکھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم بہ خدا تم ضرور سمجھتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بولے ہم خود بھی اس جیسا قرآن بنا سکتے ہیں اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

ایک روایت میں ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا کہ ہم قرآن کے علاوہ آیت لائے ہیں اور ہم یقیناً اس آیت لانے پر قادر ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اور فرمایا اگر تم سب اس امر پر متفق ہو جاؤ تو اس کے مثل نہیں لا سکو گے اگر چہ ثقلین جن وانس سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔

چنانچہ مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کے بعد اپنی وحیوں میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کلام الٰہی کے مقابل پیش کرے لیکن ہمیشہ منہ ہی کی کھاتا رہا۔ چنانچہ اس کی وحی میں والعادیات کے مقابل یہ آیتیں بنائی گئیں جو بلاغت کلام پاک کے مقابل رکھی گئیں اور ذلت اٹھائی۔

وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَ الْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَ الزَّارِیَاتِ قَمْحًا وَ الطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَ الْخَابِزَاتِ خُبْزًا وَ الثَّارِدَاتِ ثَرْدًا وَاللَّاقِمَاتِ لُقْمًا اِهَالَةً وَ سَمْنًا لَقَدْ فُضِّلْتُمْ عَلٰی اَهْلِ الْوَبَرِ وَمَا سَبَقَكُمْ اَهْلُ الْمُدَرِ رَتْعُكُمْ فَامْنَعُوْهُ وَالْمُعِیْنَ فَاوُوْهُ وَالْبَاغِیْ فَتَاوُّوْهُ۔

(ترجمہ) قسم کھیتی کرنے والوں کی اور قسم کھیتی کاٹنے والوں اور بھوسہ نکالنے والوں کی جو گندم ہوا میں اڑاتے ہیں اور قسم ہے آٹا پیسنے والوں اور روٹی پکانے والوں کی اور قسم ہے سالن پکانے والوں اور تیل گھی کے لقمہ کھانے والوں کی تمہیں پشم پہننے والے جنگل میں رہنے والے عربوں پر فضیلت دی گئی اور مٹی کے مکان بنانے والے شہری عرب بھی تم سے بڑھ کر نہیں۔ تم اپنی روکھی سوکھی روٹی کی پوری حفاظت کرو، عاجز و درماندہ کو پناہ دو اور ضرورت مند مانگنے والے کو اپنے پاس ٹھہراؤ۔

سورۃ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ کے کے مقابل یہ وحی بنائی گئی۔

اَلْفِیْلِ مَا الْفِیْلِ لَهٗ ذَنَبٌ ذَلِیْلٌ وَ خُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ اِنَّ ذَالِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِیْلِ۔

ہاتھی اور وہ ہاتھی کیا ہے۔ اس کی بدنما دم ہے اور لمبی سونڈ ہے بے شک یہ ہمارے رب جلیل کی مخلوق ہے۔

ایک وحی مینڈک والی بھی گھڑ ڈالی۔

www.waseemziyai.com

يَا ضِفْدَعُ بِنْتُ ضِفْدَعٍ نَقِّيْ مَا تُنَقِّيْنَ اَعْلَاكِ فِي الْمَاءِ وَاَسْفَلَكِ فِي الطِّيْنِ لَا لِلشَّارِبِ تَمْنَعِيْنَ وَلَا لِلْمَاءِ تُكَدِّرِيْنَ۔

اے مینڈکی! بیٹی صاف مینڈکی کی تو کتنی پاک وصاف ہے تیرا بالائی حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ مٹی میں نہ تو پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی گدلا کرتی ہے۔

اس قسم کی بہت سی خرافات بھی سامنے لانے کی جرأتیں ہوئی مگر کلام حق کلام حق ہی رہا۔

مختصر یہ کہ وہ زمانہ وہ تھا کہ بلاغت وفصاحت کے میدان میں کوس لمن الملک بجانے والا گھر گھر میں موجود تھا اور انہیں میں لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ کا اعلان ہوا انہیں میں کہا گیا کہ تم سب مل کر ایک آیت ہی بنالاؤ مگر نہ لا سکے اور اس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور آج چودھویں صدی گزر رہی ہے آج تک بھی کوئی مقابلہ کے لئے نہ اٹھ سکا۔ آگے ارشاد ہے:

''وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا۔ اور بے شک ہم نے طرح طرح کے بیان لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر مثال سے واضح کئے تو انکار کیا اکثر آدمیوں نے مگر ناشکری ہی کا''۔ اور ہر پہلو سے منکر ہی رہے۔

شان نزول

جب قرآن کریم کا اعجاز ظاہر و باہر ہو گیا اور معجزات واضحہ سے حجت قائم ہو گئی اور کفار کا ہنجار کے لئے کوئی عذر کا موقعہ باقی نہ رہا تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے اور بہانہ سازی کرنے کے لئے طرح طرح کی نشانیاں طلب کرنے لگے اور کہنے لگے جو آئندہ آیات کریمہ میں مذکور ہے:

''وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾۔

اور بولے مشرک ہم ایمان ہرگز نہ لائیں گے تم پر حتیٰ کہ بنا دو ہمارے لئے زمین میں چشمہ یا ہو تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ پھر تم رواں کرو اس کے اندر بہتی نہریں یا تم ہم پر آسمان گرا دو جیسا تم دعویٰ کرتے ہو ٹکڑے ٹکڑے یا چڑھ جاؤ تم آسمان میں تو بہرحال ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے تمہارے چڑھ جانے پر حتیٰ کہ نہ اتارو ہم پر کتاب جو ہم پڑھیں فرما دیجئے پاکی ہے میرے رب کو میں کیا ہوں مگر ایک آدمی اللہ کا رسول''۔

یعنی مشرکین کی ضد وقدح اتنی بڑھی کہ کہنے لگے ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمارے مطالبات پورے نہ ہوں۔ مروی ہے کہ

نَزَلَ فِيْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ۔ یہ آیت عبداللہ بن ابی امیہ کے معاملہ میں نازل ہوئی۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اِسْحَاقَ وَ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عُتْبَةَ وَ شَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيْعَةَ وَ اَبَاسُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَالْاَسْوَدَ بْنَ مُطَّلِبٍ وَ زَمْعَةَ بْنَ الْاَسْوَدِ وَالْوَلِيْدَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ وَاَبَاجَهْلٍ وَ عَبْدَاللّٰهِ

www.waseemziyai.com

بْنَ اَبِیْ اُمَیَّۃَ وَ اُمَیَّۃَ بْنَ خَلْفٍ وَ نَاسًا اٰخَرَ اجْتَمَعُوْا بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اِبْعَثُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ فَکَلِّمُوْہُ حَتّٰی تُعَذِّرُوْا فِیْہِ فَبَعَثُوْا اِلَیْہِ فَجَاءَ ھُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَرِیْعًا وَ ھُوَ یَظُنُّ اَنَّھُمْ قَدْ بَدَا لَھُمْ فِیْ اَمْرِہٖ بَدَاءٌ وَکَانَ عَلَیْھِمْ حَرِیْصًا یُحِبُّ رُشْدَھُمْ وَ یَعَزَّ عَلَیْہِ عَنَتَھُمْ حَتّٰی جَلَسَ اِلَیْھِمْ فَقَالُوْا۔الخ

مذکورہ سرداران قریش جمع ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آخری فیصلے کے لئے جمع ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جمع ہوکر آنا پسند فرمایا اور فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہدایت پر آنے کو بہت پسند فرماتے تھے چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ

ہم نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آج گفتگو کر کے آپ سے معاملہ طے کرلیں تا کہ ہم پھر آپ کے حق میں معذور سمجھے جائیں۔عرب میں کوئی ایسا نہیں جس نے قوم پر وہ شدائد اکٹھے کئے ہوں جو آپ نے کئے ہیں آپ نے ہمارے باپ دادا کو برا کہا، ہمارے دین میں عیب نکالے، ہمارے دانش مندوں کو کم عقل اور بے وقوف کہا، ہمارے معبودوں کی توہین کی، ہماری جماعتوں میں تفرقہ ڈالا، غرضیکہ کوئی ایسا الزام نہیں جو آپ نے ہم پر نہ لگایا ہو۔ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس سے آپ کی غرض کیا ہے؟

اگر آپ اس طریقہ سے مال حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ رویہ چھوڑ دیجئے ہم آپ کو مال جمع کر دیتے ہیں اور اتنا مال دیتے ہیں کہ آپ ہماری قوم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں۔

اگر آپ اعزاز چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنانے کو تیار ہیں۔

اگر ملک وسلطنت کی خواہش ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کئے لیتے ہیں ہم ہر طرح آپ سے مصالحت کے متمنی ہیں۔

اگر آپ کو کوئی دماغی عارضہ ہے تو ہم آپ کا علاج اپنے خرچ پر کرنے کو موجود ہیں۔

یہ سب کچھ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا بِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ مَا جِئْتُکُمْ بِمَا جِئْتُکُمْ بِہٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَکُمْ وَلَا اَشْرَفَ فِیْکُمْ وَلَا الْمُلْکَ عَلَیْکُمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا وَ اَنْزَلَ عَلَیَّ کِتَابًا وَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَکُوْنَ لَکُمْ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا فَبَلَّغْتُکُمْ رِسَالَۃَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَکُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّیْ مَا جِئْتُکُمْ بِہٖ فَھُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَنْ تَرُدُّوْہُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰہِ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ۔

ان میں سے کوئی بات نہیں اور میں مال وسلطنت وسرداری کسی چیز کا طلب گار نہیں۔بات صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا اور مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں اس کے ماننے پر بشارت دوں اور انکار کرنے پر عذاب الٰہی کا خوف دلاؤں میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی اگر تم اسے قبول کرو تو یہ تمہارے لئے دنیا وآخرت کی خوش نصیبی ہے اور نہ مانو تو صبر کروں گا حتیٰ کہ اللہ میرے تمہارے مابین فیصلہ کر دے۔

اس پر وہ بولے کہ اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ ہماری پیشکش قبول نہیں کرتے تو ان پہاڑوں کو ہٹا دیجئے اور میدان صاف نکال دیجئے، نہریں جاری کر دیجئے، ہمارے مرے ہوئے آباء واجداد کو زندہ کر دیجئے تا کہ ہم ان سے پوچھیں کہ

www.waseemziyai.com

آپ جو کچھ فرما رہے ہیں کیا وہ سب کچھ سچ ہے اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم مان لیں گے۔

اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا اور فرمایا:

مَا بِهٰذَا بُعِثْتُ اِنَّمَا جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَا بَعَثَنِىْ بِهٖ فَقَدْ بَلَّغْتُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَيْكُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْهُ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَىَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان باتوں کیلئے نہیں بھیجا گیا جو پہنچانے کے لئے میں بھیجا گیا تھا وہ میں نے پہنچا دیا اب اگر تم مان لو تو تمہارا نصیب اور اگر نہ مانو تو میں صبر کر کے خدائی فیصلہ کا اپنے اور تمہارے لئے انتظار کروں گا۔

اس پر کفار نے کہا پھر آپ اپنے رب سے عرض کر کے ایک فرشتہ ہی بلوا لیجئے جو آپ کی باتوں کی تصدیق کرے۔

اور اپنے لئے باغ اور محل اور سونے چاندی کے خزانے طلب کیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں بھی یہی فرمایا کہ میں اس لئے نہیں آیا میں تو صرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

تو آخر برہم ہو کر کہنے لگے کہ اچھا پھر ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیجئے اور بعض کہنے لگے کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ اور فرشتے ہمارے سامنے نہ لے آئیں۔

اس پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے اٹھ آئے تو عبداللہ بن امیہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھا اور بکنے لگا خدا کی قسم! میں کبھی آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک سیڑھی لگا کر آپ آسمان پر نہ چڑھیں اور میری نظروں کے سامنے وہاں سے ایک کتاب اور فرشتوں کی ایک جماعت لے کر نہ آئیں اور خدا کی قسم اگر ایسا بھی آپ کر دیں تو میں پھر بھی ایمان نہ لاؤں گا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عناد اور ضد کو اس درجہ پر دیکھا کہ حق سے دشمنی حد سے گزر گئی ہے تو قلب اقدس کو صدمہ ہوا اس پر یہ آیۃ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا:

''قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ اے محبوب فرما دیں میں کیا ہوں مگر ایک آدمی اور اللہ تعالیٰ کا رسول''۔

میرا کام اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے وہ میں پہنچا چکا۔ معجزات و آیات یقین و اطمینان کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ دکھا دیئے۔ میں معاذ اللہ بازی گر یا تماشہ دکھانے والا نہیں کہ تمہارے مطالبہ کی تعمیل ہی کرتا رہوں۔ اب حجت الٰہی قائم ہو چکی اب اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کرو اور دیکھو اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

اور کسی نے نہ روکا لوگوں کو یہ کہ ایمان لائیں جبکہ ان کے پاس ہدایت آئی مگر یہ کہ بولے کیا بھیجا اللہ نے بشر کو رسول۔

www.waseemziyai.com

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

فرما دیجئے اگر ہوتے زمین میں فرشتے چلتے پھرتے چین سے اطمینان سے تو اتارتے ہم ان پر تبھی رسول فرشتے۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾

فرما دیجئے کافی ہے اللہ گواہ میرے تمہارے مابین بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾

اور جو ہدایت پر اللہ کی طرف سے وہی راہ پر ہے اور جو گمراہ ہو تو نہیں پاؤ گے ان کے لئے کوئی حمایتی اس کے سوا اور ہم انہیں اٹھائیں گے قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اندھا، گونگا، بہرا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب بھی وہ بجھنے پر آئے ہم اسے دھکا دیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾

یہ ان کی سزا ہے اس کی کہ انہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے اور کہا کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں اور ریزہ ریزہ تو سچ مچ ہم اٹھائے جائیں گے نئے پیدا ہو کر۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین وہ قادر ہے اس پر کہ پیدا کر دے ان کی مثل اور کی ہے ان کے لئے ایک میعاد مقرر کہ جس میں شبہ نہیں تو انکار کرتے ہیں ظالم مگر ناشکری کا۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع

فرما دیجئے اگر تم مالک ہو جاؤ خزانوں میرے رب کی رحمت کے تو یقیناً بخل کرتے تم اس خوف سے کہ خرچ ہو جائے اور انسان بڑا بخیل ہے۔

حل لغات گیارہواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَمَا - اور نہیں	مَنَعَ - روکا	النَّاسَ - لوگوں کو	اَنْ - یہ کہ
يُؤْمِنُوْٓا - ایمان لائیں	اِذْ - جب	جَآءَهُمُ - آئی ان کے پاس	الْهُدٰٓى - ہدایت
اِلَّآ - مگر	اَنْ - یہ کہ	قَالُوْٓا - کہا انہوں نے	اَبَعَثَ - کیا بھیجا
اللّٰهُ - اللہ نے	بَشَرًا - آدمی	رَّسُوْلًا - رسول	قُلْ - کہہ
لَّوْ - اگر	كَانَ - ہوتے	فِي الْاَرْضِ - زمین میں	مَلٰٓئِكَةٌ - فرشتے
يَّمْشُوْنَ - چلتے پھرتے	مُطْمَئِنِّيْنَ - آرام سے	لَنَزَّلْنَا - تو اتارتے ہم	عَلَيْهِمْ - ان پر
مِّنَ السَّمَآءِ - آسمان سے	مَلَكًا - فرشتہ	رَّسُوْلًا - رسول	قُلْ - کہہ

www.waseemziyai.com

كَفٰى۔کافی ہے
وَبَيْنَكُمْ۔اور تمہارے درمیان
خَبِيْرًا۔خبردار
اللّٰهُ۔اللہ
يُّضْلِلْ۔گمراہی میں چھوڑے
اَوْلِيَآءَ۔کوئی دوست
يَوْمَ۔دن
عُمْيًا۔اندھے
جَهَنَّمُ۔جہنم ہے
گے ان کو
بِاَنَّهُمْ۔کہ انہوں نے
اَءِذَا۔کیا جب
اَءِنَّا۔کیا ہم
جَدِيْدًا۔نئی میں
اللّٰهَ۔اللہ
وَالْاَرْضَ۔اور زمین کو
يَّخْلُقَ۔پیدا کرے
اَجَلًا۔ایک مدت
الظّٰلِمُوْنَ۔ظالموں نے
لَّوْ۔اگر
رَحْمَةِ۔رحمت
خَشْيَةَ۔ڈر
قَتُوْرًا۔بخیل

بِاللّٰهِ۔اللہ
اِنَّهٗ۔بے شک وہ
بَصِيْرًا۔دیکھنے والا
فَهُوَ۔تو وہی
فَلَنْ۔تو ہرگز نہ
مِنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سوا
الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
وَّبُكْمًا۔اور گونگے
كُلَّمَا۔جب بھی
سَعِيْرًا۔بھڑکانا
كَفَرُوْا۔کفر کیا
كُنَّا۔ہو جائیں گے ہم
عِظَامًا۔ہڈیاں
لَمَبْعُوْثُوْنَ۔اٹھائے جائیں گے
اَوَلَمْ۔کیا نہ
الَّذِيْ۔وہ ہے جس نے
قَادِرٌ۔وہ قادر ہے
مِثْلَهُمْ۔ان کی مثل
لَا رَيْبَ۔جو نہیں شک
اِلَّا۔مگر
اَنْتُمْ۔تم
رَبِّيْٓ۔رب میرے کے
الْاِنْفَاقِ۔ختم ہونے سے
وَكَانَ۔اور ہے

شَهِيْدًا۔گواہ
كَانَ۔ہے
وَمَنْ۔اور جسے
الْمُهْتَدِ۔ہدایت والا ہے
تَجِدَ۔پائے گا تو
وَنَحْشُرُهُمْ۔اور اٹھائیں گے ہم ان کو
عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔ان کے مونہوں کے بل
وَّصُمًّا۔اور بہرے
خَبَتْ۔وہ بجھے گی
ذٰلِكَ۔یہ
بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کا
يَرَوْا۔دیکھا انہوں نے
خَلَقَ۔پیدا کیا
عَلٰٓى۔اوپر
وَجَعَلَ۔اور بنائی
فِيْهِ۔اس میں
كُفُوْرًا۔ناشکری کا
تَمْلِكُوْنَ۔مالک ہوتے
اِذًا۔تو تب
وَكَانَ۔اور ہے

بَيْنِيْ۔میرے
بِعِبَادِهٖ۔اپنے بندوں سے
يَّهْدِ۔ہدایت دے
وَمَنْ۔اور جسے
لَهُمْ۔ان کے لئے
وَنَحْشُرُهُمْ۔اور اٹھائیں گے ہم ان کو
عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔ان کے مونہوں کے بل
مَاْوٰىهُمْ۔ان کا ٹھکانہ
زِدْنٰهُمْ ۔ ہم زیادہ کریں
جَزَآؤُهُمْ۔بدلہ ہے ان کا
وَقَالُوْٓا۔اور کہنے لگے
وَّرُفَاتًا۔اور بوسیدہ
خَلْقًا۔پیدائش
اَنَّ۔کہ بے شک
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
اَنْ۔اس کے کہ
لَهُمْ۔ان کے لئے
فَاَبٰى۔تو انکار کیا
قُلْ۔کہہ
خَزَآئِنَ۔خزانے
لَاَمْسَكْتُمْ۔روک لیتے تم
الْاِنْسَانُ۔انسان

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

''وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ اور نہیں روکا لوگوں کو ایمان لانے سے جب آئی ان کے پاس ہدایت مگر یہ ہی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو بھیجا رسول بنا کر''۔

یعنی وہ رسولوں علیہم السلام کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے مناصب کو نہیں جانا اور عطیات الٰہیہ عزوجل اور کمالات کے مقر اور معترف نہ ہوئے۔ یہی ان کے کفر کی اصل تھی اور اسی لئے وہ کہتے تھے کہ ہم پر کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا اس پر اللہ تعالیٰ کی

www.waseemziyai.com

طرف سے جواب عطا ہوا جو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ دیا گیا۔

''قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔ فرما دیجئے اگر زمین میں فرشتے ہوتے وہی چلتے پھرتے اطمینان سے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ بنا کر بھیجتے''۔

اس لئے کہ زمین میں جو قوم ہے جو چلتی پھرتی ہے اس کی مجانست کے لحاظ سے ہی ہم نے رسول بھیجے۔ موسیٰ و عیسیٰ، نوح و یحییٰ بھی تو انسان ہی تھے کیونکہ انسانوں میں مبعوث ہوئے۔ معلوم ہوا کہ رسول کا قوم کی جنس سے ہونا ضروری ہے۔ جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان میں رسول ملائکہ کی جنس سے طلب کرنا ان کی بے عقلی ہے۔ بنابریں یہ مطالبہ ہی بے معنی ہے۔

''قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا۔ فرما دیجئے کافی ہے اللہ گواہ میرے تمہارے مابین بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے''۔

اور وہ ہی جانتا ہے میرے صدق اور ادائے فرض رسالت کو اور تمہارے کذب و عداوت کو۔

''وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔ اور جسے اللہ ہدایت دے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز نہ پاؤ گے ان کے لئے حمایتی اس کے سوا اور ہم انہیں قیامت کے دن اٹھائیں گے ان کے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جب بھی وہ بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے''۔

''ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا۔ یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور کہنے لگے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو واقعی ہم نئے بن کر اٹھائے جائیں گے''۔

ہدایت من جانب اللہ عزوجل جسے ملی وہ تو اپنی منزل مقصود کو پہنچا اور جو جبلی گمراہ ہوا وہ اپنا مددگار سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ پائے گا جو اسے طریق حسن کی طرف رہنمائی کرے یا اسے مطالب دنیوی و اخروی یا طریق نجات پر عذاب کے راستہ سے لائے اور فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مبالغۃً فرمایا گیا اس لئے کہ جب اولیاء اسے نفع نہ پہنچا سکیں گے تو ایک مددگار کے وجود کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے اور نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی قبور سے جب اٹھیں گے قیامت کے دن تو منہ کے بل چلیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ النَّاسِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قَالَ الَّذِىْ اَمْشَاهُمْ عَلٰى اَرْجُلِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگ کس طرح منہ کے بل اٹھیں گے فرمایا وہ جو انہیں پیروں کے بل چلا رہا ہے اس امر پر قادر ہے کہ انہیں چہروں کے بل چلائے اور یہ حشر کفار کے لئے مخصوص ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں ہے:

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمَذِىْ وَ حَسَّنَهٗ وَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ غَيْرُهُمْ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَصْنَافٍ صِنْفٌ مَشَاةٌ اَىْ عَلَى الْعَادَةِ وَ صِنْفٌ رُكْبَانٌ وَ صِنْفٌ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔

www.waseemziyai.com

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ كَيْفَ يَمْشُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِىْ اَمْشَاهُمْ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَنَّهُمْ يَتَّقُوْنَ بِوُجُوْهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَ شَوْكٍ وَ اَمَّا سَحْبَانُ تَجُرُّهُمُ الْمَلَائِكَةُ مُكِبِّيْنَ عَلَيْهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جو لوگ محشور ہوں گے وہ تین قسم کے ہوں گے:

ایک وہ ہوں گے جو اپنے طریقہ پر چلیں گے۔

ایک وہ ہوں گے جو سواریوں پر جا رہے ہوں گے۔

ایک وہ ہوں گے جو منہ کے بل چل رہے ہوں گے۔

عرض کیا گیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم منہ کے بل کیسے چل رہے ہوں گے؟

فرمایا جس نے پیروں سے چلایا وہ اس امر پر قادر ہے کہ منہ کے بل چلائے وہ اپنے منہ بچاتے ہوئے چلیں گے ٹیلے اور کانٹے سے۔

اور سحبان وہ ہوں گے جنہیں فرشتے گھسیٹیں گے اوندھا جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ

اسی کی موید دوسری حدیث ہے:

مَا اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِىُّ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ اَنَّهُ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ فَقَالَ حَدِّثْنِى الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَفْوَاجٍ:

فَوْجٌ طَاعِمِيْنَ ، كَاسِيْنَ، رَاكِبِيْنَ۔

وَ فَوْجٌ يَمْشُوْنَ وَ يَسْعَوْنَ۔

وَ فَوْجٌ تَسْحَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔

اور كُلَّمَا خَبَتْ میں خَبَتْ پر لغوی تحقیق یہ ہے:

خَبَتِ النَّارُ – سُكُوْنُ اللَّهَبِ۔ آگ مرجھانے کے معنی میں مستعمل ہے۔

قَالَ فِى الْبَحْرِ – يُقَالُ خَبَتِ النَّارُ تَخْبُوْا اِذَا سَكَنَ لَهَبُهَا وَ صَارَ عَلَيْهَا خَبَاءٌ مِنْ رَمَادٍ اَىْ غُشَاءً خَبَتِ النَّارُ کا معنی ہے شعلے ختم ہو گئے اور آگ پر راکھ کی جھلی چڑھ گئی۔

وَ فِى الْقَامُوْسِ تَفْسِيْرُ خَبَتْ بِسَكَنَتْ وَ طَفِئَتْ وَ تَفْسِيْرُ طَفِئَتْ يَذْهَبُ لَهَبُهَا۔

خَبَتْ۔ آگ ٹھنڈی ہونے اور آگ پر بھوبل چڑھ آنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور سَعِيْرٌ کا معنی لَهَبٌ ہے حَيْثُ قَالَ وَالسَّعِيْرُ اللَّهَبُ – سَعِيْرٌ لَهَبٌ۔ (شعلہ) کو کہتے ہیں۔

ابن جریر۔ ابن منذر وغیرہما رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں:

www.waseemziyai.com

اَنَّهٗ قَالَ فِی الْاٰیَةِ اَنَّ الْکَفَرَةَ وَقُوْدُ النَّارِ فَاِذَا حَرَّقَتْهُمْ فَلَمْ یَبْقَ شَیْءٌ صَارَتْ جَمْرًا تَتَوَهَّجَ فَذَالفکَ خَبُوْهَا فَاِذَا بُدِّلُوْا خَلْقًا جَدِیْدًا عَادَتْهُمْ۔

کافر آگ کا ایندھن ہیں جب آگ ان کو جلا دے گی اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی تو وہ چمکتے انگارے بن جائے گی تو یہ ہے آگ کا ٹھنڈا ہونا ہے تو پھر جب ان کو نئی پیدائش ملے گی تو شعلے اٹھیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا۔ کہنے لگے کیا جب ہم ہڈی ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم واقعی نئی پیداوار میں اٹھائے جائیں گے''۔

رفات کی لغوی تحقیق اول بھی بیان ہو چکی ہے مزید یہ کہ قَالَ الرَّاغِبُ کَالْفَتَالِتُ مَا تَکْسُرُ وَ تَفْرُقُ۔ راغب اصفہانی رحمہ اللہ رفات بروزن فتات بتاتے ہیں۔ جو چیز ٹوٹ کر علیحدہ علیحدہ ہو جائے۔ تو ریزہ ریزہ ہی حاصل معنی ہوئے۔

''اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے آسمان و زمین بنائے قادر ہے اس پر کہ ان لوگوں کی مثل بنا دے اور اس نے ان کے لئے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس میں کوئی شک نہیں تو ظالم نہیں مانتے ناشکری کئے بغیر''۔

یعنی منکروں کو معلوم ہے کہ خالق مطلق اپنی شان تخلیق جیسے چاہے دکھا سکتا ہے ان کا ہڈی اور ریزہ ریزہ جمع کر کے بنا دینا کیا مشکل ہے جبکہ وہ آسمان و زمین بنانے والا ہے تو وہ انہیں بھی جیسے چاہے بنا سکتا ہے۔

تو جو سب اشیاء کو نیست سے ہست کر سکتا ہے تو کَیْفَ لَا یَقْدِرُ عَلٰی اِعَادَتِهِمْ وَ هِیَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ جُلُّ وَ عَلَا۔ وہ کیسے انہیں پھر پیدا کرنے پر قادر نہیں بلکہ یہ تو اس سے آسان تر ہے۔

''قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۔ فرما دیجئے اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک بھی ہو جاتے تو اسے بھی امساک کے ساتھ روک رکھتے اس خوف سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ایسے آدمی بڑے بخیل ہوتے ہیں''۔

یعنی اگر مکہ کی زمین پر نہریں اور باغات اور سونا چاندی سب کچھ بھی ہو جائے تو بھی تمہاری کنجوسی اور بخل بدستور رہے گا تمہیں اس میں سے بھی خرچ کرنے کی ہمت نہ ہوگی تم تو پیدا ہی کئے گئے ہو بخیل، کنجوس، ممسک۔ تمہارے لئے وسعت رزق اور تنگی دونوں برابر ہیں تم اپنی جبلت نہیں بدل سکتے۔

قتور مبالغہ ہے بخل میں وَجَاءَ الْقَتْرُ بِمَعْنَی تَقْلِیْلِ النَّفْعَةِ۔ قتر۔ خرچ میں کمی کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ یُقَالُ قَتَرَةُ الشَّیْءِ وَاقْتَتَرَ بِهٖ وَ قَتَّرَ بِهٖ اَیْ قَلَّلَتْهُ وَ فُلَانٌ مُقْتِرٌ فَقِیْرٌ وَ قَالَ الرَّاغِبُ مِنَ الْقِتَارِ وَالْقَتْرِ وَ هُوَ الدُّخَانُ۔ اسی طرح کنجوسی اور بخل اس کے حاصل معنی ہیں۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع -سورۃ بنی اسرائیل- پ ۱۵

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

اور بے شک ہم نے دیں موسیٰ کو نو نشانیاں کھلی ہوئی تو پوچھ بنی اسرائیل سے جب وہ ان کے پاس آئے تو ان سے فرعون بولا اے موسیٰ میرا گمان ہے کہ تم پر جادو ہوا ہے۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

فرمایا موسیٰ نے تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے دل کی آنکھیں کھولنے کو اور میں خیال کرتا ہوں تجھے اے فرعون ہلاک ہونے والا۔

فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ۙ

تو فرعون نے ٹھانا کہ انہیں نکال دے زمین سے تو ہم نے غرق کر دیا اسے اور جو اس کے ساتھی تھے سب کو۔

وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ؕ

اور فرمایا ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل کو کہ رسو بسو اس زمین میں تو جب آئے گا وعدہ آخرت تو لائیں گے ہم تم کو ملا جلا۔

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۱۰۵﴾

اور ہم نے حق کے ساتھ قرآن اتارا اور وہ حق کے ساتھ ہی اترا اور (اے محبوب) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر بشیر و نذیر۔

وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾

اور قرآن جدا جدا کر کے ہم نے اس لئے اتارا کہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں پر پڑھو اور اسے اتارا ہم نے اتارنے کے طریقہ پر بتدریج۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ۙ

فرما دیجئے تم لوگ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے قبل علم ملا جب وہ ان پر پڑھا جاتا ہے گر پڑتے ہیں ٹھوڑی کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔

وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک وعدہ ہمارے رب کا پورا ہونا ہی تھا۔

وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾

اور گرتے ہیں وہ ٹھوڑی کے بل روتے ہوئے اور بڑھاتا ہے یہ قرآن ان کے خشوع اور عاجزی کو۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

فرما دیجئے تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جس نام سے پکارو سب اسی کے نام پاکیزہ ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ ان دونوں کے درمیان راہ رکھو۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع

اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بتانے کو تکبیر کہو۔

حل لغات بارہواں رکوع - سورۃ بنی اسرائیل - پ ۱۵

وَلَقَدْ۔ اور بے شک
اٰيٰتٍ۔ نشانیاں
اِذْ۔ جب
فِرْعَوْنُ۔ فرعون نے
مَسْحُوْرًا۔ جادو کیا ہوا
مَآ۔ کہ نہیں
رَبُّ۔ پروردگار
وَاِنِّيْ۔ اور بے شک میں
مَثْبُوْرًا۔ ہلاک ہونے والا
ان کو
وَمَنْ۔ اور ان کو جو
مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد
الْاَرْضَ۔ زمین میں
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا
وَبِالْحَقِّ۔ اور حق کے ساتھ
وَمَآ۔ اور نہیں
وَّنَذِيْرًا۔ اور ڈرانے والا
لِتَقْرَاَهٗ۔ تاکہ پڑھے تو اسے

اٰتَيْنَا۔ دیں ہم نے
بَيِّنٰتٍ۔ کھلی
جَآءَهُمْ۔ آئے ان کے پاس
اِنِّيْ۔ بے شک میں
قَالَ۔ فرمایا
اَنْزَلَ۔ اتارا
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
لَاَظُنُّكَ۔ خیال کرتا ہوں تجھے
فَاَرَادَ۔ پھر ارادہ کیا
مِّنَ الْاَرْضِ۔ زمین سے
مَّعَهٗ۔ اس کے ساتھ تھے
لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ بنی اسرائیل کو
فَاِذَا۔ تو جب
جِئْنَا۔ لائیں گے ہم
اَنْزَلْنٰهُ۔ ہم نے اسے اتارا
اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے تجھ کو
وَقُرْاٰنًا۔ اور قرآن
عَلٰى۔ اوپر

مُوْسٰى۔ موسیٰ کو
فَسْـَٔلْ۔ تو پوچھ
فَقَالَ۔ تو کہا
لَاَظُنُّكَ۔ خیال کرتا ہوں تجھے
لَقَدْ۔ یقیناً
هٰٓؤُلَآءِ۔ ان کو
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کے نے
يَا۔ اے
اَنْ۔ یہ کہ
فَاَغْرَقْنٰهُ۔ تو غرق کر دیا ہم نے اس کو
جَمِيْعًا۔ سب کو
لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ بنی اسرائیل کو
جَآءَ۔ آیا
بِكُمْ۔ تم کو
وَبِالْحَقِّ۔ اور حق کے ساتھ
اِلَّا۔ مگر
فَرَقْنٰهُ۔ جدا جدا کیا ہم نے اسے
النَّاسِ۔ لوگوں کے
عَلٰى۔ اوپر

تِسْعَ۔ نو
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ بنی اسرائیل کو
لَهٗ۔ ان کو
يٰمُوْسٰى۔ اے موسیٰ
عَلِمْتَ۔ تو جانتا ہے
اِلَّا۔ مگر
بَصَآئِرَ۔ آنکھیں کھولنے کو
فِرْعَوْنُ۔ فرعون
يَّسْتَفِزَّهُمْ۔ وہ بچلا دے
وَّقُلْنَا۔ اور کہا ہم نے
اسْكُنُوا۔ بسو تم
وَعْدُ۔ وعدہ
لَفِيْفًا۔ لپیٹ کر
نَزَلَ۔ اترا
مُبَشِّرًا۔ خوشخبری دینے والا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مُكْثٍ۔آہستگی کے
قُلْ۔کہہ
لَا تُؤْمِنُوْا۔نہ ایمان لاؤ
الْعِلْمَ۔علم
عَلَيْهِمْ۔ان پر
وَيَقُوْلُوْنَ۔اور وہ کہتے ہیں
كَانَ۔ہے
وَيَخِرُّوْنَ۔اور گرتے ہیں
ہے ان کو
اللّٰهَ۔اللہ کو
اَيًّا مَّا۔جس کو بھی
الْحُسْنٰى۔اچھے
وَلَا۔اور نہ
بَيْنَ۔درمیان
الْحَمْدُ۔سب تعریف
وَلَدًا۔اولاد
شَرِيْكٌ۔کوئی شریک
لَّهٗ۔اس کا
تَكْبِيْرًا۔پوری بڑائی

وَنَزَّلْنٰهُ۔اور اتارا ہم نے اسے آہستہ آہستہ
اٰمِنُوْا۔ایمان لاؤ
اِنَّ۔بے شک
مِنْ قَبْلِهٖٓ۔اس سے پہلے
يَخِرُّوْنَ۔تو گرتے ہیں
لِلْاَذْقَانِ۔ٹھوڑیوں پر
سُبْحٰنَ۔پاک ہے
وَعْدُ۔وعدہ
لِلْاَذْقَانِ۔ٹھوڑیوں پر
خُشُوْعًا۔عاجزی
اَوِ۔یا
تَدْعُوْا۔پکارو
وَلَا۔اور نہ
تُخَافِتْ۔آہستہ کر
ذٰلِكَ۔ان کے
لِلّٰهِ۔اللہ کی ہے
وَّلَمْ۔اور نہیں
فِي الْمُلْكِ۔ملک میں
وَلِيٌّ۔کوئی حمایتی
مِّنَ الذُّلِّ۔کمزوری سے

بِهٖ۔اس پر
الَّذِيْنَ۔وہ جو
اِذَا۔جب
رَبِّنَآ۔ہمارا رب
رَبِّنَا۔ہمارے رب کا
يَبْكُوْنَ۔روتے ہوئے
قُلِ۔کہہ
اُدْعُوا۔پکارو
فَلَهُ۔تو اس کے
تَجْهَرْ۔بلند کر کے پڑھو
بِهَا۔اس کو
سَبِيْلًا۔راہ
الَّذِيْ۔جس نے
يَكُنْ۔ہے
وَلَمْ۔اور نہیں
يَكُنْ۔ہے

تَنْزِيْلًا۔اتارنا
اَوْ۔یا
اُوْتُوْا۔دیئے گئے
يُتْلٰى۔پڑھی جاتی ہیں
سُجَّدًا۔سجدہ کرتے
اِنْ۔بے شک
لَمَفْعُوْلًا۔پورا ہونے والا
وَ يَزِيْدُهُمْ۔اور زیادہ کرتا
اُدْعُوا۔پکارو
الرَّحْمٰنَ۔رحمٰن کو
الْاَسْمَآءُ۔نام ہیں
بِصَلَاتِكَ۔اپنی نماز
وَابْتَغِ۔اور چاہو
وَقُلِ۔اور کہہ
لَمْ يَتَّخِذْ۔نہ پکڑی
لَّهٗ۔اس کا
يَكُنْ۔ہے
وَكَبِّرْهُ۔اور بڑائی کر اس کی

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع۔سورۃ بنی اسرائیل۔پ ۱۵

''وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا۔اور بے شک دیں ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں کھلی ہوئی تو پوچھ بنی اسرائیل سے جب وہ ان کے پاس آئے تو ان سے فرعون بولا اے موسیٰ میرا گمان ہے کہ تم پر جادو ہوا ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں:

عصا ید بیضا وہ عقدہ جو آپ کی زبان میں لکنت کراتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے کھولا
دریا کا پھٹنا اور اس میں سے راستے نکلنا طوفان ٹڈی جوئیں مینڈک خون۔

ان میں سے چھ نویں پارہ کے آخر میں فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ۔چھٹے رکوع میں یہ آیت موجود ہے۔

www.waseemziyai.com

فرعون نے آپ کے معجزات باہرہ دیکھ کر بجائے ایمان لانے کے کہا کہ معاذ اللہ عزوجل آپ کا دماغ جادو سے خراب ہو گیا ہے اور عقل بجا نہیں رہی ہے یا مسحور بمعنی ساحر ہے یعنی آپ یہ عجائبات جو دکھلا رہے ہیں یہ سب جادو کے کرشمے ہیں اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا:

''قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے دل کی آنکھیں کھولنے کو اور میں خیال کرتا ہوں تجھے اے فرعون ہلاک ہونے والا''۔

مَثْبُوْرًا۔ اَیْ هَالِكًا كَمَا رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ وَ مُجَاهِدٍ عَلٰی اَنَّهٗ ثُبُرُ اللَّازِمِ بِمَعْنٰی هَلَكَ۔ مثبور کا معنی ہلاک ہونے والا ہے اور حسن و مجاہد رحمہم اللہ کہتے ہیں ثبر بمعنی ہلک آتا ہے۔

یہ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ اس نے آپ کو مسحور کہا تھا جو سراسر کذب و افتراء تھا اور وہ خود بھی جانتا تھا مگر اس کے عناد نے اسے یہ کہلایا اور آپ کا جواب حق تھا اور ایسا ہی ہوا۔

اور نو معجزات جو موسیٰ علیہ السلام کو ملے ان میں بھی اختلاف ہے وہ کہتے ہیں: لِاَنَّ تَخْصِیْصَ الْعَدَدِ بِالذِّكْرِ لَایَدُلُّ عَلٰی نَفْیِ الزَّائِدِ كَمَا حُقِّقَ فِی الْاُصُوْلِ۔ تخصیص عدد کے ساتھ ذکر نفی زائد پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ اصول والوں کے یہاں محقق ہے۔

فَفِیْ بَعْضِ التَّفَاسِیْرِ هِیَ كَمَا فِی التَّوْرَاةِ۔ بعض تفاسیر میں ہے اور توراۃ میں بھی ہے:

اَلْعَصَا ثُمَّ الدَّمُ ثُمَّ الضِّفْدَعُ ثُمَّ الْقُمَّلُ ثُمَّ مَوْتُ الْبَهَائِمِ ثُمَّ نُزُوْلُ النَّارِ الْمُضْطَرِمَةِ اَهْلَكَتْ مَا مَرَّتْ بِهٖ مِنْ نَبَاتٍ وَ حَیَوَانٍ ثُمَّ جَرَادٌ ثُمَّ ظُلْمَةٌ ثُمَّ مَوْتُ مُعَمَّرٍ كِبَارِ الْاٰدَمِیِّیْنَ وَ جَمِیْعِ الْحَیَوَانَاتِ۔

عصا، خون، مینڈک، جونک، پھر جانوروں کی موت، پھر آگ کا نزول جس میں ہلاک ہو گئے ہر وہ چیز جس پر وہ گزری وہ سبزہ ہو یا حیوان، پھر ٹڈی، پھر ظلمت عام، پھر تمام معمر لوگوں کی موت اور حیوانات کی ہلاکت۔

اور عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ متعدد طریقہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ

اَنَّهَا الْعَصَا وَالْیَدُ الْبَیْضَاءُ وَالطُّوْفَانُ وَالْجَرَادُ وَ الْقُمَّلُ وَالضَّفَادِعُ وَالدَّمُ وَالسِّنِیْنُ وَ نَقْصٌ مِنَ الثَّمَرَاتِ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ نو آیات بینات یہ ہیں۔ عصا، ید بیضا، طوفان، جراد یعنی ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون، قحط، ہلاک جان و مال۔

''فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا۔ تو فرعون نے ٹھانا کہ انہیں زمین سے نکال دے تو ہم نے غرق کر دیا اسے اور جو اس کے ساتھی تھے سب کو اور فرمایا ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل کو رسو بسو زمین میں تو جب آئے گا وعدۂ آخرت تو لائیں گے ہم تم کو ملا جلا''۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا الٹا اثر فرعون نے یہ لیا کہ آپ کو معہ آپ کی قوم کے زمین سے نکالنا چاہا

www.waseemziyai.com

چنانچہ اَنْ یَّسْتَفِزَّھُمْ کے معنی نکالنے کے ہوتے ہیں حَیْثُ قَالَ الْاَلُوْسِیْ اَصْلُ الْاِسْتِفْزَازِ الْاِزْعَاجُ وَ ھُوَ کِنَایَۃٌ اِخْرَاجِھِمْ۔ استفزاز اصل میں ازعاج ہے اور یہ کنایہ ہے اخراج سے اور ارض سے مراد ارض مصر ہے۔

چنانچہ اجمالاً بیان فرما دیا گیا کہ تمام قصہ کے بعد اسے معہ اس کے لشکریوں کے ہم نے بحیرۂ قلزم میں غرق کر دیا اور اس کے بعد امت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا جو بنی اسرائیل کہلاتے تھے کہ اسْکُنُوا الْاَرْضَ اب تم اس زمین شام میں رہو کما فی الخازن وقرطبی۔

اور جب وعدۂ آخرت یعنی قیامت آئے گا تو تم سب کو ملا جلا کر اٹھا کر موقف قیامت میں سعداء اور اشقیاء کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیں گے۔

لفیف پر آلوسی فرماتے ہیں: اَیْ مُخْتَلِطِیْنَ اَنْتُمْ وَ ھُمْ ثُمَّ نَحْکُمُ بَیْنَکُمْ وَ نُمَیِّزُ سُعَدَاءَ کُمْ مِنْ اَشْقِیَاءِ کُمْ۔ یعنی مخلوط اور ملا جلا اٹھا کر پھر ہم تم میں اور ان میں محاکمہ فرمائیں گے اور سعید و شقی علیحدہ علیحدہ کر دیں گے پھر فرماتے ہیں: اَللَّفِیْفُ الْجَمَاعَۃُ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰی۔ لفیف وہ جماعت ہے جو مختلف قبائل پر مشتمل ہو۔ آگے ارشاد ہے:

''وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا۔ اور ہم نے حق کے ساتھ قرآن اتارا اور وہ حق کے ساتھ اترا اور (اے محبوب) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر بشیر و نذیر اور قرآن جدا جدا کر کے ہم نے اس لئے اتارا کہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں پر پڑھو اور اسے اتارا ہم نے اتارنے کے طریقہ پر بتدریج''۔

''قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝۔ فرما دیجئے تم لوگ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے قبل علم ملا جب وہ ان پر پڑھا جاتا ہے گر پڑتے ہیں ٹھوڑی کے بل اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک وعدہ ہمارے رب کا پورا ہونا ہے اور گرتے ہیں وہ ٹھوڑی کے بل روتے ہوئے اور بڑھاتا ہے یہ قرآن ان کے خشوع اور عاجزی کو''۔

یعنی قرآن کریم حق ہی کے ساتھ نازل ہوا اور حق ہی کے لئے اترا یعنی شیاطین کے اختلاط سے محفوظ رہا اور کسی تغیر و تبدل نے اس میں باہر سے راہ نہ پائی یہ شان قرآن بیان فرما کر اپنے حبیب لبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے اور آیہ کریمہ میں بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ فرما کر بِالْحَقِّ نَزَلَ جو فرمایا اس میں بھی حق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خواص آیہ کریمہ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ الآیۃ

حضرت محمد بن سماک رحمہ اللہ بیمار ہوئے۔ آپ کے متوسلین قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس بہ غرض علاج گئے راہ میں ایک بزرگ ملے جو نہایت نورانی چہرہ اور خوش لباس تھے ان کے جسم سے نہایت پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی انہوں نے فرمایا کہاں جا رہے ہو؟

انہوں نے عرض کیا ابن سماک بیمار ہے ان کا قارورہ فلاں نصرانی طبیب کو دکھانے جا رہے ہیں۔

www.waseemziyai.com

انہوں نے فرمایا اللہ کے ولی کے لئے اللہ کے دشمن کے پاس مدد لینے جا رہے ہو پھینک دو قارورہ اور واپس جا کر مقام درد پر ہاتھ کر رکھ کر پڑھو وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ یہ فرمایا اور وہ بزرگ نظروں سے غائب ہو گئے۔

ان لوگوں نے حسب ہدایت قارورہ پھینک کر خدمت ابن سماک رحمہ اللہ میں حاضر ہو کر سب حال سنا دیا۔

حضرت محمد بن سماک رحمہ اللہ نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھنا شروع کیا علی الفور آرام ہو گیا۔

معتقدین نے پوچھا حضور وہ بزرگ کون تھے؟

فرمایا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

صاحب تبیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیات قرآن شفاء للناس ہیں اور یہ آیت یقینی طور پر شفاء امراض ہے۔

اور آگے فرمایا اے محبوب ہم نے آپ کو بشیر مبشر خوشی سنانے والا اور نذیر ڈرانے والا عذاب الٰہی سے بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ مطیع کو ثواب کی بشارت دیں اور عاصی کو عذاب سے ڈرائیں فَلَا عَلَيْكَ اِلَّا التَّبْشِيْرُ وَالْاِنْذَارُ لَا هِدَايَةُ الْكَفَرَةِ الْمُقْتَرِحِيْنَ وَ اِكْرَاهُهُمْ عَلَى الدِّيْنِ۔

''وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۔ اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے نازل فرمایا تا کہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے بتدریج اتارا''۔

چنانچہ تیئس سال کے عرصہ میں اس کا نزول ہوا کہ سننے والے اس کے مضامین بہ آسانی سمجھ کر یاد کر لیں اور مصالح و حکمت بھی اسی تدریج کی مقتضی تھے۔

نزول قرآن کریم کے متعلق چند ایک روایات ہیں

وَ قَدْ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ ابْنُ الْاَنْبَارِیْ وَ غَیْرُهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نُزِّلَ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اِلَی السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ فِی السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَنَجَمَتْهُ السَّفَرَةُ عَلٰی جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَ نَجَمَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ سَنَةً۔

وَ فِیْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ اُنْزِلَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِیْ رَمَضَانَ وَوُضِعَ فِیْ بَيْتِ الْعِزَّةِ فِی السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ اُنْزِلَ نُجُوْمًا فِیْ عِشْرِيْنَ۔

وَ فِیْ رِوَايَةٍ فِیْ ثَلَاثٍ وَّ عِشْرِيْنَ سَنَةً۔

وَ فِیْ اُخْرٰی فِیْ خَمْسٍ وَ عِشْرِيْنَ وَ هٰذَا الْاِخْتِلَافُ عَلٰی مَا فِی الْبَحْرِ مَبْنِیٌّ عَلَى الْاِخْتِلَافِ فِیْ سَنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

قرآن من عند اللہ عزوجل لوح محفوظ سے سفرۃ الکرام کی طرف سماء دنیا میں نازل ہو کر بیس رات میں روح الامین علیہ السلام پر آیا پھر بہ حکم رب العالمین روح الامین علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس سال میں پیش کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں نازل ہو کر بیت العزۃ میں آسمان دنیا پر نازل ہوا پھر نجماً نجماً بیس سال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا۔

www.waseemziyai.com

ایک روایت ہے کہ تیئس سال میں نازل ہوا۔

ایک روایت ہے کہ پچیس سال میں نازل ہوا۔

اور یہ اختلاف بر بناء سن مبارک ہے کما فی البحر۔

ایک قول ہے کہ اٹھارہ سال میں مکمل ہوا۔ اَخْرَجَ ابْنُ الْفَرِیْسِ مِنْ طَرِیْقِ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ کَانَ یَقُوْلُ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَمَانِ عَشَرَةَ سَنَةً ثَمَانِ سِنِیْنَ بِمَکَّةَ وَ عَشَرَ بَعْدَ مَا هَاجَرَ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اٹھارہ سال میں نازل فرمایا۔ آٹھ سال مکہ معظمہ میں اور دس بعد ہجرت۔

لیکن صحیح یہی ہے کہ تیئس سال میں پانچ پانچ آیتیں نازل ہوئیں کَمَا قَالَ الْآلُوْسِیُ۔

وَاعْتَمَدَ جَمْعٌ اَنَّ بَیْنَ اَوَّلِهٖ وَ اٰخِرِهٖ ثَلَاثًا وَ عِشْرِیْنَ سَنَةً وَ کَانَ یَنْزِلُ بِهٖ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی مَا قِیْلَ خَمْسَ اٰیَاتٍ۔

اور اسی کی تائید علامہ بیہقی رحمہ اللہ بھی شعب الایمان میں فرماتے ہیں۔ حَیْثُ قَالَ:

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ خَمْسَ اٰیَاتٍ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَنْزِلُ بِهٖ خَمْسًا خَمْسًا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانچ پانچ آیتیں قرآن کریم سے پڑھا کرو اس لئے کہ جبریل علیہ السلام بھی پانچ پانچ آیتوں کے ساتھ نازل ہوتے تھے۔

عَلٰی مُکْثٍ۔ کے معنی پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ تَئُوْدَةٍ وَ تَاَنٍ فَاِنَّهٗ اَیْسَرُ لِلْحِفْظِ وَاَعْوَنُ عَلٰی اُلْفِهِمْ۔

یعنی محبت اور آرام سے کہ وہ حفظ میں آسان ہو اور سمجھنے میں مدد دے۔

وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا۔ علی حسب الحوادث والمصالح اس کو ہم نے نازل فرمایا حسب ضرورت۔

''قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ۔ فرما دیجئے تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ اس پر بے شک وہ جنہیں علم دیا گیا اس سے پہلے جب ان پر پڑھا جاتا ہے یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا تو گر جاتے ہیں ٹھوڑی کے بل وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۔ اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا''۔

یعنی تم اپنے لئے نعمت آخرت اختیار کرو یا عذاب جہنم۔ جو ایمان لانے اور منکر ہونے پر وہ اہل کتاب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے اور آپ کی جستجو میں تھے جیسے سلمان فارسی، زہیر بن عمرو بن نضیل، ابو ذر وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو وہ آیات قرآنی سنتے ہی ٹھوڑی کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں (اذقان ذقن کی جمع ہے۔ جو ٹھوڑی کو کہتے ہیں) اور کہتے ہیں سبحان اللہ یہ تو وعدہ تھا توریت و انجیل میں پیش گوئی تھی وہ آیا اور آنا ہی تھا بلکہ

''وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾۔ اور وہ ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں روتے ہوئے اور ان

www.waseemziyai.com

کے خشوع وخضوع کو (قرآن) زیادہ کرتا ہے"۔

خرور کے معنی سقوط بسرعت ہیں اور وَالظَّاهِرُ هٰهُنَا خُرُوْرًا وَ سُجُوْدًا عَلَى الْحَقِيْقَةِ۔ خرور بھی درحقیقت سجدہ کے ہی معنی دیتا ہے۔

اور اس بکاء کی مدحت میں جو خشیۃ الٰہی عزوجل سے ہوا احادیث وارد ہیں:

اَخْرَجَ الْحَكِيْمُ التِّرْمَذِىُ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ عَبْدًا بَكٰى فِىْ اُمَّةٍ لَاَنْجَى اللّٰهُ تَعَالٰى تِلْكَ الْاُمَّةَ مِنَ النَّارِ بِبُكَاءِ ذَالِكَ الْعَبْدِ وَ مَا مِنْ عَمَلٍ اِلَّا لَهٗ وَزْنٌ وَ ثَوَابٌ اِلَّا الدَّمْعَةُ فَاِنَّهَا تُطْفِى بُحُوْرًا مِنَ النَّارِ وَمَا اغْرَوْرَقَتْ عَيْنٌ بِمَائِهَا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَسَدَهَا عَلَى النَّارِ فَاِنْ فَاضَتْ عَلٰى خَدِّهٖ لَمْ يُرْهِقْ وَ جْهَهٗ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ۔

اگر امت کا کوئی بندہ جب بھی روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نجات دیتا ہے اور جو آنکھ آنسوؤں سے اللہ تعالیٰ کی خشیۃ میں تر ہو اس کے جسم پر اللہ آگ جہنم حرام فرما دیتا ہے اور اس کے آنسو ثواب میں وزن نہیں کیا جاتا۔ بلکہ وہ آتش جہنم ٹھنڈی کرتا ہے اور وہ آنسو جو رخساروں پر بہے اس کی برکت سے اللہ اسے ذلت وخواری سے محفوظ رکھتا ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ دو آنکھیں وہ ہیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی ایک آنکھ جو خوف الٰہی میں روئے اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں رات کے اندر پاسبانی کرے۔ آگے ارشاد ہے۔

"قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

فرما دیجئے تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جس نام سے پکارو سب اسی کے نام پاکیزہ ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ ان دونوں کی درمیانی راہ رکھو اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بتانے کو تکبیر کہو"۔

شان نزول آیہ کریمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل سجدہ فرمایا اور اپنے سجدہ میں یا اللہ یا رحمٰن فرماتے رہے کہ ابو جہل نے بھی سن لیا کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تو کئی معبودوں کی پوجا سے منع فرماتے ہیں اور خود دو معبودوں کو پکارتے ہیں ایک اللہ کو ایک رحمٰن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ اللہ اور رحمٰن دونوں ایک ہی معبود برحق کے نام پاک ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔

اصل روایت علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے نقل کی ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلّٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ذَاتَ

www.waseemziyai.com

يَوْمٍ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى فَقَالَ فِيْ دُعَائِهٖ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ يَنْهَانَا اَنْ نَدْعُوَ اِلٰهَيْنِ وَ هُوَيَدْعُوْ اِلٰهَيْنِ۔

اور دوسری روایت یہ ہے:

عَنِ الضَّحَاكِ قَالَ قَالَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لِلرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَتَقِلُّ ذِكْرَ الرَّحْمٰنِ وَ قَدْ اَكْثَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي التَّوْرَاةِ هٰذَا الْاِسْمَ فَنَزَلَتْ۔

یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ رحمٰن کا بہت کم ذکر فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے توریت میں اکثر اس نام کا ذکر فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالْمُرَادُ عَلَى الْاَوَّلِ التَّسْوِيَةُ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ بِاَنَّهُمَا عِبَارَتَانِ عَنْ ذَاتٍ وَاحِدٍ وَاِنِ اخْتَلَفَ الْاِعْتِبَارُ وَ التَّوْحِيْدُ اِنَّمَا هُوَ لِلذَّاتِ الَّذِيْ هُوَ الْمَعْبُوْدُ وَ هُوَ يُلَايِمُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى فِيْمَا بَعْدُ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ۔

اللہ اور رحمٰن دونوں سے عبارت ذات واحد ہی ہے اور یہ باعتبار توحید صرف اسی ذات کے لئے ہے جو معبود مطلق ہے۔

وَ عَلَى الثَّانِيْ التَّسْوِيَةُ فِيْ حُسْنِ الْاِطْلَاقِ وَالْاِفْضَاءِ اِلَى الْمَقْصُوْدِ فَاِنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ فَهِمُوْا اَحْسَنِيَةَ الرَّحْمٰنِ لِكَوْنِهٖ اَحَبَّ اِلَيْهِ تَعَالٰى اِذْ اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ فِيْ كِتَابِهِمْ وَ قَالَ حِكْمَةُ ذَالِكَ اَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ غَضُوْبًا كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْاٰثَارُ فَاَكْثَرَ لَهٗ مِنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ لِيُعَامِلَ اُمَّتَهٗ بِمَزِيْدِ الرَّحْمَةِ لِاَنَّ الْاَنْبِيَاءَ يَتَخَلَّقُوْنَ بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

دوسری توجیہ یہ ہے اس نام پاک سے حسن اطلاق وافضاء الی المقصود مراد ہے اس لئے کہ اہل کتاب احسنیۃ الرحمٰن کو سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ محبوب ہے اس نام کا زیادہ ذکر اور اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت غضب ناک مزاج رکھتے تھے جیسا کہ آثار سے ثابت ہے تو اللہ تعالیٰ نے ذکر رحمٰن زیادہ فرمایا تا کہ آپ رحمت ومحبت کے ساتھ عمل فرمائیں اس لئے کہ انبیاء کرام متخلق باخلاق اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

''اور اپنی نماز بہت بلند آواز سے نہ پڑھو''۔ یعنی متوسط آواز سے پڑھو جسے مقتدی بآسانی سن سکیں۔

شان نزول آیہ کریمہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں جب اپنے اصحاب علیہم رضوان کی امامت فرماتے تو قرأت بلند آواز سے فرماتے مشرکین سنتے تو قرآن پاک کو اور اس کے نازل فرمانے والے کو اور جس پر نازل ہوا ان سب کو گالیاں دیتے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا:

''اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا اور اس کی سلطنت و بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو''۔

وَيَدُلُّ عَلٰى تَخْصِيْصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الْاَسْمَاءِ بِاَنَّهُ الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ فَقَدْ رُوِيَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا وَ هُوَيَدْعُوْ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ

www.waseemziyai.com

اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ سَالَ اللّٰهَ تَعَالٰی بِاِسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ وَ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی۔

بعض اسماء الٰہی کی تخصیص پر یہ دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ ورحمٰن کو اسم اعظم فرمایا اور روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے دیکھا تو وہ اپنی دعا میں وہ الفاظ کہہ رہا تھا جو ذکر ہو چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی جو ایسے ہیں کہ جو ان کے ساتھ دعا کرے مستجاب ہوتی ہے اور جب ان سے مانگا جائے تو ملتا ہے۔

وَ رُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ - وَالٓمّٓ ۟ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہیں۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور شروع آل عمران کی آیت میں۔

اس آیہ کریمہ کے اثرات پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ مِنْ طَرِیْقِ نَهْشَلِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنِ الضَّحَاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ الایۃ هُوَ اَمَانٌ مِنَ السَّرِقِ وَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ حِیْنَ اَخَذَ مَضْجَعَهٗ فَدَخَلَ عَلَیْهِ سَارِقٌ فَجَمَعَ مَا فِی الْبَیْتِ وَ حَمَلَهٗ وَالرَّجُلُ لَیْسَ بِنَائِمٍ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَی الْبَیْتِ فَوَجَدَهٗ مَرْدُوْدًا فَوَضَعَ الْكَارَهٗ وَ فَعَلَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَضَحِكَ صَاحِبُ الدَّارِ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ اَحْصَنْتُ بَیْتِیْ۔

آیہ کریمہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ یہ امن میں رکھتی ہے سرقہ سے۔

چنانچہ ایک شخص مہاجرین میں سے تھے وہ جب سونے لگے تو چور آیا اور تمام گھر کا سامان باندھ کر گٹھڑ اٹھا کر لے چلا اور یہ شخص جاگ رہا تھا جب وہ دروازہ پر آیا تو مہاجر نے دیکھا واپس لوٹ رہا ہے تین بار وہ چور گیا آیا آخر وہ گٹھڑ رکھ کر چلا تو صاحب خانہ ہنسا اور کہا میاں میں نے اپنے گھر کو قلعہ بنالیا تھا۔

اور وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا۔ اس کا شان نزول احمد، بخاری، مسلم وترمذی، نسائی، ابن حبان وغیرہ رحمہم اللہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ اِذَا صَلّٰی بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَ مَنْ اَنْزَلَهٗ وَ مَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ تَعَالٰی لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تھے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو تلاوت میں آواز اونچی ہو جاتی تو جب مشرکین سنتے تو قرآن اور صاحب قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے

www.waseemziyai.com

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِی الْمُصَنَّفِ عَنْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ کَانَ مُسَیْلَمَۃُ قَدْ سَمّٰی الرَّحْمٰنَ فَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ اِذَا سَمِعُوْا ذَالِکَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا قَدْ ذَکَرَ مُسَیْلَمَۃَ اِلٰہَ الْیَمَامَۃِ ثُمَّ عَارَضُوْا بِالْمُکَاءِ وَ التَّصْدِیَۃِ وَالصَّفْرِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہ آواز بلند پڑھتے اور مسیلمہ کذاب نے اپنا نام رحمٰن رکھا ہوا تھا تو مشرکین جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تو کہتے آپ نے یمامہ کے خدا کا ذکر کیا پھر تالیاں سیٹیاں بجاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا۔

اور ایک روایت میں ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الرَّبِیْعِ قَالَ کَانَ اَبُوْبَکْرٍ اِذَا صَلّٰی مِنَ اللَّیْلِ خَفِضَ صَوْتَہٗ جِدًّا وَ کَانَ عُمَرُ اِذَا صَلّٰی مِنَ اللَّیْلِ رَفَعَ صَوْتَہٗ جِدًا فَقَالَ عُمَرُ یَا اَبَابَکْرٍ لَوْ رَفَعْتَ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَا عُمَرُ لَوْ خَفَضْتَ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا فَاَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَاہُ بِاَمْرِھِمَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْاٰیَۃَ فَاَرْسَلَ اِلَیْھِمَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ یَا اَبَابَکْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا وَ قَالَ لِعُمَرَ اخْفِضْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رات میں جب نماز ادا فرماتے تو نہایت ہی دبی آواز سے پڑھتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب رات میں نماز ادا کرتے تو بلند آواز سے قرأت کرتے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اگر آپ قرأت میں کچھ اونچی آواز کریں تو بہتر ہے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ اپنی قرأت کچھ نیچی آواز سے کریں تو بہتر ہے۔

پھر دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور اپنا اپنا خیال ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی جس میں صدیق و فاروق دونوں کی رائے صائب ظاہر کی گئی۔

چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اونچی اور فاروق کو کچھ نیچی قرأت کا حکم دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ اتنی آہستہ قرأت کیوں کرتے ہیں تو عرض کیا:

اُنَاجِیْ رَبِّیْ وَ قَدْ عَرَفَ حَاجَتِیْ میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہوں اور وہ میری حاجت سے واقف ہے۔

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ آپ اتنی بلند آواز سے کیوں قرأت کرتے ہیں عرض کیا: اَطْرُدُ الشَّیْطَانَ وَ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ۔ حضور شیطان کو بھگاتا ہوں اور سوتوں کو بیدار کرتا ہوں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نقشبندی جو ذکر و مراقبہ کرتے ہیں وہ سنت صدیقی پر کرتے ہیں اور چشتی قادری فاروقی پر ہیں اور عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ کے ماتحت تینوں مطابق سنت سنیہ ہیں ان پر اعتراض معترض محض زائد ہے۔

وَ قِیْلَ اَلصَّلٰوۃُ بِمَعْنَی الدُّعَاءِ لِمَا اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ وَ غَیْرُھُمَا عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا

www.waseemziyai.com

قَالَتْ اِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا فِي الدُّعَاءِ۔

ایک قول یہ ہے کہ صلوٰۃ بمعنی دعا ہے چنانچہ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ دعا کے حکم پر نازل ہوئی ہے۔

اوراس کے علاوہ بہت روایتیں ہیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيْ رُوْحِ الْمَعَانِيْ۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

اس میں یہود ونصاریٰ کا رد ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا عزوجل کا بیٹا کہتے تھے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ مانتے ہیں اور ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

اور كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالتَّكْبِيْرُ اَبْلَغُ لَفْظَةً لِلْعَرَبِ فِيْ مَعْنَى التَّعْظِيْمِ وَالْاِجْلَالِ۔ تکبیر عرب کے محاورہ میں تعظیم واجلال کے موقع پر بلیغ ترین لفظ ہے۔

آیات متلوہ کے فضائل میں چند حدیثیں

رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُ الْغُلَامَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِذَا اَفْصَحَ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا سَبْعَ مَرَّاتٍ وَ سَمَّاهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيْ اٰيَةَ الْعِزِّ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کے ایک بچے کو تعلیم دی کہ سات مرتبہ روزانہ پڑھا کرے اور اس کا نام آیت عزت رکھا۔ گویا تسخیر خلائق کے لئے یہ بہترین عمل ہے۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ يَعْلٰى وَ ابْنُ السِّنِّيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدِيْ فِيْ يَدِهٖ۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ایک طرف نکلا تو ایک ضعیف وکمزور پر سے گزرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں تجھے کیا ہوا؟ عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوں۔ فرمایا لے ہم تجھے چند کلمات بتاتے ہیں وہ پڑھا کر تمام تکالیف اور مرض دفع ہو جائیں گے پھر حضور! صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتایا: تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ پھر اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ حالت اچھی ہوگئی۔ فرمایا اب کیسا حال ہے۔ عرض کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دن سے برابر میں وہ آیتیں پڑھتا ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ السِّنِّيْ وَالدَّيْلَمِيْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سونے لگو تو پڑھا کرو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِيْ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْاَعْلٰى حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ كَفٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ قَضٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ مِنَ اللّٰهِ مَلْجَاً وَ لَا وَرَاءَ اللّٰهِ الْمُلْتَجٰى تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

پھر فرمایا جو کوئی مسلمان سوتے وقت یہ پڑھ کر سوئے تو شیاطین وہوام اسے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

www.waseemziyai.com

سورۃ الکہف نمبر ۱۸

قَالَ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیْ فِیْ ذَالِکَ اِنَّ الْیَھُوْدَ وَالْمُشْرِکِیْنَ سَاَلُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلٰثَۃِ اَشْیَاءَ عَنِ الرُّوْحِ وَ عَنْ قِصَّۃِ اَصْحَابِ الْکَھْفِ وَ عَنْ قِصَّۃِ ذِی الْقَرْنَیْنِ۔

یہود ومشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزوں کے متعلق سوال کیا۔ روح، قصہ اصحاب کہف، قصہ ذوالقرنین۔

تو جواب سوال اول اس سے پہلے سورت کے دسویں رکوع میں دے دیا گیا۔

باقی رہے دو سوال ان کا جواب اس سورۃ مبارکہ میں دیا گیا ہے اس بنا پر اس کا اتصال سورۃ بنی اسرائیل سے مناسب متصور ہوا۔

فضائل سورۃ الکہف

وَ قَدْ اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مِنْ قِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ سَطَعَ لَہٗ نُوْرًا مِنْ قَدَمِہٖ اِلٰی عَنَانِ السَّمَاءِ یُضِیْئُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَ غُفِرَلَہٗ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ۔

جو اس سورہ مبارکہ کو جمعہ کے روز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے قدموں سے عنان سما تک نور چمکاتا ہے اور وہ قیامت تک منور رہتا ہے اور اس کے دو جمعوں کے مابین کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ مَرْفُوْعًا اَلْبَیْتُ الَّذِیْ تُقْرَأُ فِیْہِ سُوْرَۃُ الْکَھْفِ لَا یَدْخُلُہٗ شَیْطَانٌ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ۔ جس گھر میں سورۃ کہف پڑھی جائے اس گھر میں اس رات شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔

وَاَخْرَجَ التِّرْمَذِیْ وَ صَحَّحَہٗ عَنْہُ مَرْفُوْعًا اَنَّ مَنْ قَرَأَ الْخَمْسَ الْاَوَاخِرَ مِنْھَا عِنْدَ نَوْمِہٖ بَعَثَہُ اللّٰہُ اَیَّ اٰیَۃٍ شَاءَ وَ قَدْ جَرَّبْتُ مِرَارًا فَلْیَحْفَظْہُ۔ جو آخر کہف کی پانچ آئتیں سوتے وقت پڑھے اللہ کوئی نشانی جو چاہے دکھائے۔

اس سورۃ مبارکہ کا نام سورۃ کہف ہے

یہ سورۃ مبارکہ مکی ہے اور بہ اختلاف رواۃ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ جو آیت ہے وہ مدنی ہے (قتادہ) لیکن باخبار مشہورہ تمام کی تمام سورۃ مکی ہے۔

اور مقاتل رحمہ اللہ کے نزدیک یہ سورۃ مکی ہے مگر اول سے جُرُزًا تک اور اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا سے آخر سورۃ تک مدنی ہے۔

اس سورۃ مبارکہ میں بصریوں کے نزدیک ۱۱۱ آیتیں ہیں۔

اور کوفیوں نے ۱۱۰ مانی ہیں۔

اور شامیوں کے نزدیک ۱۰۶ ہیں۔

اور حجازیوں کے نزدیک ۱۰۵ ہیں۔

اس میں ایک ہزار پانچ سو ستتر کلمے اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حروف ہیں اور بارہ رکوع۔

www.waseemziyai.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ﴿۱﴾

سب خوبیاں اس اللہ کو ہیں جس نے اپنے بندے پر نازل کی کتاب اور اس میں کچھ کجی نہ رکھی۔

قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَ یُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾

عدل والی ڈرانے والی کتاب اللہ کی سخت عذاب سے اور بشارت دینے والی ایمان والوں کو جو نیک کام کریں کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے۔

مَّاکِثِیۡنَ فِیۡہِ اَبَدًا ۙ﴿۳﴾

رہیں گے اس میں ہمیشہ۔

وَّ یُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ؕ﴿۴﴾

اور انہیں ڈرائے جو کہتے ہیں اللہ نے اولاد بنائی۔

مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِہِمۡ ؕ کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ؕ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا ﴿۵﴾

نہیں انہیں کچھ علم اور نہ ان کے آباء و اجداد کو بڑا بول نکالتے ہیں اپنے مونہوں سے نہیں بولتے مگر نرا جھوٹ۔

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِہِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا ﴿۶﴾

تو شاید کھیل جاؤ گے تم جان سے ان کے پیچھے اگر نہ ایمان لائیں اس بات پر غم سے۔

اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّہَا لِنَبۡلُوَہُمۡ اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾

بے شک ہم نے جو زمین پر آرائش کی تاکہ انہیں آزمائیں کہ کون ان میں اچھے عمل والا ہے۔

وَ اِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَیۡہَا صَعِیۡدًا جُرُزًا ؕ﴿۸﴾

اور ہم بے شک جو اس پر ہے ضرور کریں گے اسے پٹ پر میدان۔

اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَہۡفِ وَ الرَّقِیۡمِ ۙ کَانُوۡا مِنۡ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾

کیا تمہیں معلوم ہے کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔

اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَۃُ اِلَی الۡکَہۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ہَیِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾

جب آئے یہ جوان غار میں تو بولے اے ہمارے رب ہمیں دے اپنے پاس سے رحمت اور پیدا کر دے ہمارے لئے ہمارے کام میں راہ نیک۔

فَضَرَبۡنَا عَلٰۤی اٰذَانِہِمۡ فِی الۡکَہۡفِ سِنِیۡنَ عَدَدًا ۙ﴿۱۱﴾

تو ہم نے ان کے کانوں میں غار کے اندر گنتی کے کئی برس لگا دیئے۔

ثُمَّ بَعَثۡنٰہُمۡ لِنَعۡلَمَ اَیُّ الۡحِزۡبَیۡنِ اَحۡصٰی لِمَا لَبِثُوۡۤا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ ع

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ دیکھیں کہ کون سا گروہ دونوں میں ٹھہرنے کی مدت صحیح بتاتا ہے۔

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

اَلْحَمْدُ۔ سب تعریفیں
عَلٰی۔ اوپر
یَجْعَلْ۔ بنائی
لِّیُنْذِرَ۔ تاکہ ڈرائے
وَیُبَشِّرَ۔ اور خوشخبری دے
الصّٰلِحٰتِ۔ نیک
حَسَنًا۔ اچھا
وَّیُنْذِرَ۔ اور ڈرائے
اللّٰہُ۔ اللہ نے
مِنْ عِلْمٍ۔ کوئی علم
کَلِمَۃً۔ بات ہے
اِنْ۔ نہیں
فَلَعَلَّكَ۔ پھر شاید تو
اٰثَارِھِمْ۔ ان کے قدموں کے
الْحَدِیْثِ۔ بات کے
مَا۔ جو کچھ
لَّھَا۔ اس کے لئے
عَمَلًا۔ عمل میں
عَلَیْھَا۔ اس پر ہے
حَسِبْتَ۔ خیال کیا تو نے
کَانُوْا۔ تھے
اَوَی۔ جگہ پکڑی
فَقَالُوْا۔ تو بولے
رَحْمَۃً۔ رحمت
رَشَدًا۔ بھلائی
فِی الْکَھْفِ۔ غار میں
بَعَثْنٰھُمْ۔ اٹھایا ہم نے ان کو

لِلّٰہِ۔ اللہ کے لئے ہیں
عَبْدِہِ۔ اپنے بندے کے
لَّہٗ۔ اس میں
بَاْسًا۔ عذاب
الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کو
اَنَّ۔ بے شک
مَّاکِثِیْنَ۔ رہنے والے ہیں
الَّذِیْنَ۔ ان کو جو
وَلَدًا۔ اولاد
وَّلَا۔ اور نہ
تَخْرُجُ۔ جو نکلتی ہے
یَّقُوْلُوْنَ۔ کہتے
بَاخِعٌ۔ ہلاک کرنے والا ہے
اِنْ۔ اگر
اَسَفًا۔ افسوس سے
عَلٰی۔ اوپر
لِنَبْلُوَھُمْ۔ تاکہ آزمائیں ان کو
وَاِنَّا۔ اور بے شک ہم
صَعِیْدًا۔ میدان
اَنَّ۔ کہ بیشک
مِنْ اٰیٰتِنَا۔ ہماری نشانیوں سے
الْفِتْیَۃُ۔ جوانوں نے
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
وَّھَیِّئْ۔ اور تیار کر
فَضَرَبْنَا۔ تو لگایا ہم نے
سِنِیْنَ۔ کئی سال
لِنَعْلَمَ۔ تاکہ ہم جانیں

الَّذِیْ۔ وہ جس نے
الْکِتٰبَ۔ کتاب کو
عِوَجًا۔ کوئی کجی
شَدِیْدًا۔ سخت سے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو
لَھُمْ۔ ان کے لئے
فِیْہِ۔ اس میں
قَالُوْا۔ بولے
مَا۔ نہیں
لِاٰبَآئِھِمْ۔ ان کے باپ دادا کو
مِنْ اَفْوَاھِھِمْ۔ ان کے مونہوں سے
اِلَّا۔ مگر
نَّفْسَكَ۔ اپنی جان کو
لَّمْ یُؤْمِنُوْا۔ نہ ایمان لائیں
اِنَّا۔ بے شک ہم نے
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
اَیُّھُمْ۔ کون ان میں سے
لَجٰعِلُوْنَ۔ بنانے والے ہیں
جُرُزًا۔ صاف
اَصْحٰبَ الْکَھْفِ۔ غار والے
عَجَبًا۔ عجیب
اِلٰی۔ طرف
اٰتِنَا۔ دے ہم کو
لَنَا۔ ہمارے لئے
عَلٰٓی۔ اوپر
عَدَدًا۔ گنتی کے
اَیُّ۔ کون

اَنْزَلَ۔ اتارا
وَلَمْ۔ اور نہیں
قَیِّمًا۔ عدل والی
مِّنْ لَّدُنْہُ۔ اس کی طرف سے
یَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے ہیں
اَجْرًا۔ اجر ہے
اَبَدًا۔ ہمیشہ
اتَّخَذَ۔ بنائی
لَھُمْ بِہٖ۔ ان کو اس کا
کَبُرَتْ۔ بڑی
کَذِبًا۔ جھوٹ
عَلٰٓی۔ اوپر
بِھٰذَا۔ ساتھ اس
جَعَلْنَا۔ بنایا ہے
زِیْنَۃً۔ زیبائش
اَحْسَنُ۔ اچھا ہے
مَا۔ جو کچھ
اَمْ۔ کیا
وَالرَّقِیْمِ۔ اور جنگل والے
اِذْ۔ جب
الْکَھْفِ۔ غار کی
مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی طرف سے
مِنْ اَمْرِنَا۔ ہمارے کام میں
اٰذَانِھِمْ۔ ان کے کانوں کے
ثُمَّ۔ پھر
الْحِزْبَیْنِ۔ دونوں فریق سے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اَحْصٰی۔زیادہ گننے والا ہے لِمَا۔اس کو لَبِثُوْا۔جو ٹھہرے اَمَدًا۔مدت سے

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔سورۃ کہف۔پ ۱۵

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۙ وَّ یُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۚ''۔

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے نازل فرمائی اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکھی اس میں اصلاً کجی عدل والی کتاب کہ ڈرائے سخت عذاب سے اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے مومنین کو جو نیک کام کریں اس کی کہ ان کے لئے ثواب اچھا ہے جس میں رہیں گے ہمیشہ اور ڈرائے انہیں جو کہتے ہیں پکڑا اللہ نے اپنے لئے بچہ''۔

اس سورۃ مبارکہ کو حمد سے شروع کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حمد ہمیشہ کسی خوبی اور نعمت محمود پر ہوتی ہے تو اس سورۃ مبارکہ میں چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اظہار فرمایا کہ ہم نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں اس کی صفات کمال میں سے بہت سی صفات مذکور ہیں اور بندوں کے لئے نجات ابدی کی بشارت ہے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے۔بنابریں حمد سے اس سورۃ کی ابتدا فرمائی اور لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا فرما کر اس سے مطمئن کیا کہ یہ کتاب اپنے کمال ذاتی میں اتنی اکمل و مکمل ہے کہ اس میں کسی طرف سے بھی اعوجاج کو گنجائش نہیں۔

عوج کہتے ہیں کسی اس شے کو جس میں اختلاف لفظ اعراب کی جہت سے یا فصاحت و بلاغت کے خلاف ہونے سے مضمون ناہموار ہو جائے اور اس سے معنی متناقض پیدا ہوں۔

اور لغوی اعتبار سے عوج اِنْحِرَافٌ عَنِ الْاِسْتِقَامِ الْمَعْنَوِیِّ کو بھی کہتے ہیں جیسے کہ عوج الدین اور عوج کلام وغیرہ۔

اور اِنْحِرَافٌ عَنِ الْاِسْتِقَامَةِ الْحِسِّیَّةُ کو بھی عوج کہتے ہیں جسے نظر سے انسان محسوس کرے جیسے عوج حائط دیوار کا ٹیڑھا ہونا، عوج العود لکڑی میں بل ہونا جیسے قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے: لَا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا۔

تو خلاصہ مضمون آیت یہ ہوا کہ سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب یعنی قرآن نازل فرمایا جس میں کسی قسم کی کچھ کجی نہیں اس کی ہر بات عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اور اس میں صرف یہی وصف نہیں ہے بلکہ وہ قیم بھی ہے یعنی بنی آدم کی سعادت دارین کے لئے کسوٹی اور راہ راست اور ان کے تمام مصالح اخروی و دنیوی کی متکفل، اس لئے کہ قیم اسے ہی کہا جاتا ہے کہ جو مصالح انسان کا متکفل ہو۔اور قیم کے لئے دو باتیں ضرور ہونی چاہئیں۔

اول یہ کہ جس کا وہ قیم ہوا سے اس کے مستقبل کی ہلاکت و بہبود سے مطلع کرے اور ڈرائے۔

دوسرے اس کے فوائد و ثمرات، اعمال حسنہ اور تدابیر برجستہ کا نیک بدلہ بھی بتا دے تا کہ وہ اعمال مذمومہ سے متنفر ہو کر تدابیر حسنہ اور اعمال محمودہ کی طرف راغب ہو۔

قیم کی تعریف میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ چھ قول نقل فرماتے ہیں:

۱۔ اَیْ مُسْتَقِیْمًا كَمَا اَخْرَجَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ الضَّحَّاكِ وَرُوِیَ اَیْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ابن عباس اور ضحاک اس کا ''سیدھی'' بتاتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

۲- وَالْمُرَادُ مِمَّا قِيْلَ اِنَّهٗ لَا خَلَلَ فِيْ لَفْظِهٖ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں کوئی خلل نہیں۔

۳- وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا اَنَّهٗ مُعْتَدِلٌ لَا اِفْرَاطَ فِيْمَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ مِنَ التَّكَالِيْفِ حَتّٰى يَشُقَّ عَلَى الْعِبَادِ وَلَا تَفْرِيْطَ فِيْهِ بِاِهْمَالِ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ حَتّٰى يُحْتَاجَ اِلٰى كِتَابٍ اٰخَرَ كَمَا قَالَ سُبْحٰنَهٗ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ وَلِذَا كَانَ اٰخِرُ الْكُتُبِ الْمُنَزَّلِ عَلٰى خَاتَمِ الرُّسُلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

قیم سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے اعتدال پر ہے کہ اس میں افراط نہیں ہے جس سے بندوں کو تکلیف ہو حتیٰ کہ شاق گزرے بندوں پر اور نہ ایسی تفریط و اہمال ہے کہ کسی دوسری کتاب کی احتیاج رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس کتاب میں کچھ کمی نہ چھوڑی۔ اسی لئے یہ آخری کتاب ہے جو آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتاری گئی۔

۴- وَ قِيْلَ الْمُرَادُ مِنْهُ مَا اُرِيْدَ مِمَّا قَبْلَهٗ۔ اس سے مراد وہی ہے جو پہلی کتابوں میں ہے۔

۵- وَ قَالَ الْفَرَّاءُ الْمُرَادُ قَيِّمًا عَلٰى سَائِرِ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ شَاهِدًا لِلصُّحُفِ۔ قیم تمام کتب سماویہ اور صحف پر گواہ۔

۶- وَ قَالَ اَبُوْ مُسْلِمٍ اَلْمُرَادُ قَيِّمًا لِمَصَالِحِ الْعِبَادِ مُتَكَفِّلًا بِهَا۔ یہ کتاب قیم ہے تمام کتب سماویہ اور مصالح کے قیام پر۔ چنانچہ آیہ کریمہ میں۔

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ اور وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ۔ فرمایا۔ یعنی یہ قرآن لوگوں کو برے اعمال سے جو ہلاکت وعذاب کا موجب ہے ڈراتا اور عاد وثمود اور لوط کے انجام بتا کر عبرت دلاتا ہے اور ایمان والوں کو بشارت دیتا ہے لیکن چونکہ ایمان محض بلا اعمال صالح سعادت اخرویہ کا مستحق نہیں بناتا اس لئے الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ آگے بڑھایا۔

لیکن ایمان اور اعمال صالح دو امور کا چونکہ اظہار فرمایا تھا اس وجہ میں ان کے دو ثواب بھی علیحدہ علیحدہ ہونے ضرور تھے اس لئے فرمایا: اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ان کے لئے اچھا بدلہ ہے جو حیات ابدی بہشت کی ہے۔ دوسری مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ہے یعنی وہ اس اجر کی بدولت ہمیشہ بہشت میں رہیں گے یہ نہیں کہ چند روز رہ کر وہاں سے نکال دیئے جائیں۔

''وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۔ اور ڈرائے انہیں جو کہتے ہیں کہ پکڑا اللہ نے بیٹا، نہیں انہیں اس معاملہ میں کچھ علم نہ ان کے آباء واجداد کو کتنا بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے، وہ نہیں کہتے مگر نرا جھوٹ''۔

سیاق مضمون سے یہ واضح ہے کہ اول عوام کو عام معصیت شعاری سے خائف کیا اور لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا فرمایا۔ اور مشرکین عرب فرشتوں اور ارواح غیر مرئیہ کو اپنے عقائد فاسدہ کاسدہ میں اللہ تعالیٰ کی اولاد تصور کر کے ان کی پرستش کیا کرتے تھے، ان کی منتیں مانتے، نذر نیاز کرتے، عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے اور اب تک بھی اسی عقیدہ پر قائم ہیں۔ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق ابنیت کی نسبت کا عقیدہ رکھتے ہیں تو مشرکین عرب، عیسائی اور یہودی ہر سہ فرق ضالہ کے رد میں وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا فرما کر سرزنش کی۔

اور یہ بھی بتایا کہ اس عقیدہ باطل پر ان کے پاس تو کیا ان کے آباء واجداد کے پاس بھی کوئی سند نہیں محض تو ہم عاطل

www.waseemziyai.com

ہے۔ چنانچہ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ فرما کر تہدید کی محاورہ عرب میں یہ لفظ بڑے اور سخت بیان کی تہدید پر استعمال ہوا ہے پھر فرمایا: اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۔ ان کی یہ بکواس کچھ نہیں مگر نرا جھوٹ۔

اور چونکہ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے رحمت ہو کر تشریف لائے تو آپ باوجود اس امر کے ان لوگوں کو اس عقیدہ فاسدہ پر اڑے دیکھ کر ان کا انجام خراب ملاحظہ فرما کر رحمت وشفقت کے مقتضیات سے ان پر غم فرماتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے ارشاد فرمایا گیا:

''فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا تو شاید آپ اپنی جان پر کھیل جائیں گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں افسوس کرتے ہوئے''۔

بَاخِعٌ۔ کے معنی میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بَاخِعٌ اَیْ قَاتِلٌ وَ فِیْ مَعْنَاهُ مَا فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ مُهْلِكٌ بَاخِعٌ کے قَاتِلٌ معنی ہیں اور صحیح بخاری میں ہلاک ہونے والے کے معنی ہیں۔

وَ هُوَ مِنْ بَخَعَ الْاَرْضُ بِالزِّرَاعَةِ جَعَلُهَا ضَعِیْفَةً كَمَا قَالَ الْكِسَائِیْ۔ بخع ارض کے معنی میں کہتے ہیں کھیتی کے اندر پیداوار کمزور ہونے کے جیسا کہ کسائی نے کہا۔

اور زمخشری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَنَّ الْبَخْعَ اَنْ يَّبْلُغَ الذِّبْحُ الْبَخْعَ وَ هُوَ عِرْقٌ مُسْتَبْطِنُ الْقَفَاءِ۔ بخع یہ ہے جو ذبح میں شہ رگ کٹنے میں پیدا ہو۔

''عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ يَعْنِیْ مِنْ بَعْدِ تَوَلِّيْهِمْ عَنِ الْاِيْمَانِ وَ تَبَاعُدِهِمْ عَنْهُ۔ یعنی کفار کے انحراف اور بعد پر غم کھانا اس کے حاصل معنی ہوتے ہیں۔

چنانچہ ابن مردویہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں جس میں شان نزول اس طرح لکھتے ہیں:

اَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَ اَبَاجَهْلِ بْنَ هَشَّامٍ وَالنَّضْرَ بْنَ الْحَارِثِ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلْفٍ وَالْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ وَالْاَسْوَدَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَ اَبَاالْبُخْتَرِیْ فِیْ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ اِجْتَمَعُوْا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَبُرَ عَلَيْهِ مَا يَرٰى مِنْ خِلَافِ قَوْمِهٖ اِيَّاهُ وَ اِنْكَارُهُمْ مَا جَاءَ بِهٖ مِنَ النَّصِيْحَةِ فَاَحْزَنَهٗ حُزْنًا شَدِيْدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

عتبہ بن ربیعۃ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل، نضر بن حارث اور امیہ بن خلف، عاص بن وائل اور اسود بن عبدالمطلب، ابوالبختری قریش کی ایک جماعت کے ساتھ جمع ہوئے اور جب وہ اسلام وایمان کے خلاف ہی رہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا یہ انکار بار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغایت غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

''فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا یعنی شاید آپ جان پر کھیل جائیں گے اگر وہ ایمان نہ لائے تو ان کے پیچھے غم میں رہیں گے کہ وہ اس کلام پاک پر کیوں نہیں ایمان لائے''۔

آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ ہدایت ہمارے ہاتھ ہے آپ کا جو کام تھا وہ آپ کر چکے۔

دوسرے ان کی بے ایمانی کے باوجود اور اس اعتقاد پر رہتے ہوئے کہ عیسیٰ وعزیر علیہم السلام خدا عزوجل کے بیٹے ہیں۔ ملائکہ بنات اللہ ہیں۔ وہ دولت مند ہیں ان میں ہر طرح کی فراخی ہے باغ اور بلند عمارتیں اور ہر قسم کی سواریاں موجود

www.waseemziyai.com

ہیں اور شراب کباب میں محو اور مخمور رہتے ہیں۔ نعمتوں سے متمتع ہیں اور جو متقی پرہیز گار ہیں، جو اہل طہارت ہیں، اللہ عزوجل کے ماننے اور اس کی عبادت کرنے والے ہیں وہ تنگ دست و نادار ہیں۔ اس آیہ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے بعد انہیں بھی تسلی دی گئی۔ اور فرمایا:

''اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا۔ بے شک ہم نے کیا جو زمین پر ہے زینت اس کے لئے تا کہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کس کے کام بہتر ہیں اور بے شک ہم نے کرنا ہے جو کچھ اس پر ہے ایک دن چٹیل میدان چھوڑیں گے''۔

عربی میں جرز کے معنی لا نبات فیه جس زمین پر سبزہ نہ ہو وہ ارض جرز ہے اور صعید خاک کے معنی میں مستعمل ہے كَمَا قَالَ الرَّاغِبُ اَلصَّعِيْدُ وَجْهُ الْاَرْضِ۔

اور اَحْسَنُ عَمَلًا پر ایک حدیث ہے: سَاَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَحْسَنِ عَمَلًا كَمَا اَخْرَجَ ذَالِكَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَ الْحَاكِمُ فِي التَّارِيْخِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَحْسَنُكُمْ عَقْلًا وَ اَوْرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اَسْرَعُكُمْ فِيْ طَاعَتِهٖ سُبْحٰنَهٗ۔

احسن عمل وہ ہے جو عقیل و فہیم ہو اور محارم اللہ تعالیٰ سے مجتنب اور اطاعت الٰہی میں سرعت کرنے والا۔

درمنثور میں ہے: اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَقْلًا وَ اَوْرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ۔ جو تم میں سے عقیل ہو اور حرام سے بچنے والا۔

خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر جو سامان ہم نے پیدا کیا یہ سب دنیا کی زینت ہے اور دنیا اور اس کی زینت چند روزہ ہے یہ زینت ہم نے ہمیشہ کے لئے نہیں کی بلکہ چند روز کے لئے ہے اس میں اچھے اور برے کا نکھار ہوتا ہے پھر یہ سب زینت مٹ جائے گی اور صعید جرز بن کر رہ جائے گی یعنی سب مٹ کر چٹیل میدان رہ جائے گا۔

نہ وہ عمارات رفیعہ رہیں گی نہ وہ دیدہ زیب باغات نہ وہ نعمتیں اور مال و منال ہوگا نہ اسباب عیش و عشرت۔ آج ان کا نام خلد منزل رکھو یا کاشانۂ عبرت یا خلوت کدۂ عشرت اس دن وہی کامیاب و کامران اور فائز المرام نظر آئیں گے جو اصحاب کہف علیہم رضوان کی طرح دنیا کی چند روزہ عیش و عشرت سے منہ موڑ کر اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوئے۔

وہ اس دن پریشان و پشیمان ہوں گے جو دقیانوس بادشاہ کو دنیا طلبی میں خدا مانتے اور اسے پوجتے تھے اور وہ جنہیں اصحاب کہف کہا گیا وہ اللہ عزوجل کی امان اور حفاظت میں اس غار کے اندر ہیں اور بروز قیامت وہ فائز المرام و شاد کام اٹھیں گے۔

اب یہاں تک تمہیدی بیان فرما کر قصہ اصحاب کہف کا بیان شروع ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ پہاڑ کی غار اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک انوکھی اور عجیب و غریب نشانی تھے''۔

رقیم اس آبادی کا نام ہے جو کہف کے ساتھ ہو۔

اس قصہ کے بیان فرمانے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ یہود نے تین سوال مشرکین کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے تھے روح، غار اور ذوالقرنین۔

اس بنا پر اصحاب کہف کے واقعہ کو كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا فرما کر بیان کیا اور بتایا کہ بعض پڑھے لکھے آزاد چھوٹے دماغ

www.waseemziyai.com

کے سفہاء احلام کو خوش کرنے کے لئے اپنے کلام میں آیات عجیبہ الٰہیہ کو معمولی حیثیت دے کر بیان کر چکے ہیں حالانکہ یہ معمولی حیثیت کا واقعہ نہیں بلکہ ہماری نشانیوں سے ایک عجیب وغریب واقعہ ہے جس کے سمجھنے کے لئے محض افہام عوام کافی نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے لئے ایمان اور صحیح ایمان کی ضرورت ہے اور احسن عقل اور اورع عن محارم اللہ کی حاجت ہے۔

یہ صرف اتنا واقعہ نہیں ہے کہ چند نیک لوگ اپنی جان ایمان ومحافظت کے لئے اس غار میں جا چھپے اور ان کا فرمانبردار کتا بھی ان کے ہمراہ جا سویا۔

نہیں بلکہ وہ ایک اجنبی کتا تھا اور ان کے پر توصحبت سے ان کا ہم سفر ہوا اور ان کے ساتھ ہولیا۔ سعدی نے خوب کہا ہے:

سگ اصحاب کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت مردم شد

جیسے نضر بن حارث کہ اپنی قوم کے بے وقوف نوجوان اشقیاء کو رستم واسفندیار کے قصہ سنا کر محو حیرت کیا کرتا تھا۔ ایسے ہی آج کل کے اکثر نضر بن حارث اور مغربی مفکرین بے معنی مؤرخین کے مضامین سنا کر قرآن کریم کے مفسروں محققوں پر زبان دراز کر کے کہہ دیتے ہیں کہ رازی اسے نہ سمجھ سکا۔ ابن کثیر، درمنثور میں صحیح تحقیق نہیں ہوئی۔

میں اس کی صحیح تحقیق بتاتا ہوں ادھر ادھر کے چند تاریخی نمکین چٹپٹی سطریں لکھ ماریں اور تمام محققین پر حرف زنی کی جرأت کر ڈالی۔ آیات کے مفہوم غلط نکال کر سفہاء قوم کے دماغ کی حد تک مضمون کا نقشہ کھینچ دیا اور بس یہ خیال نہ کیا کہ آیات بینات کا مضمون واقعہ کی کیا اہمیت دکھلا رہا ہے چند اوچھے خیال کے بوالہوسوں کو خوش کر لینے سے قرآن کریم پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ اور محققین تو ایک طرف رہے خود جناب باری تعالیٰ عزاسمہ کی آیات کی کیا اہمیت باقی رہ جائے گی۔

اور ایک وجہ یہ ہے کہ انسان زینت دنیا میں منہمک ہو کر عقبیٰ کو بھول جاتا ہے اور اللہ عزوجل کے خاص بندوں کو اپنا ہم خیال نہ سمجھ کر گری نظر سے دیکھنا ان کی ایذا رسانی کے لئے موذی منصوبے بھی گانٹھتا ہے۔ اور اصحاب کہف علیہم رضوان پر ایسا ہی واقعہ گزرا تو کفار قریش کو غیرت دلانے کے لئے یہ قصہ بیان کیا۔

خلاصہ تمام قصہ کا یہ ہے کہ جو قوی اقوال سے اقتباس کیا گیا ہے!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اہل انجیل کی حالت ابتر ہوگئی حتیٰ کہ وہ بت پرستی اور شرک میں مبتلا ہو گئے اور جو لوگ ان کے اوہام باطلہ سے متفق نہ ہوتے انہیں سنگسار کر دیتے۔

ان میں دقیانوس بادشاہ ملک شام میں بڑا جابر تھا اور ان بت پرستوں میں اپنے مذہب شرک پر سخت گیر تھا۔ چنانچہ جو اس کے مذہب سے متفق نہ ہوتا اسے قتل کر ڈالتا۔ اصحاب کہف علیہم رضوان شہر افسوس کے شرفاء اور بادشاہ کے خواص تھے اور ایک روایت میں شہر طرطوس ملتا ہے۔ یہ نہایت درجہ ایمان میں کامل تھے۔

دقیانوس نے انہیں مجبور کیا اور قتل کی دھمکی دی۔ آخرش اپنا ایمان اور اپنی جان بچانے کو طرطوس یا افسوس شہر سے نکل پڑے۔ اور آبادی سے علیحدہ پہاڑ میں ایک غار کے اندر جسے عربی میں کہف کہتے ہیں چلے گئے وہاں جاتے ہی اللہ تعالیٰ نے فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ کا مظاہرہ فرمایا حتیٰ کہ سو گئے اور اسی حالت میں انہیں تین سو برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔

دقیانوس ان کی جستجو میں رہا سے معلوم ہوا کہ غار کے اندر چلے گئے ہیں۔

www.waseemziyai.com

دقیانوس نے حکم دیا کہ اس غار کے دہانے پر ایک سنگین دیوار کھینچ کر انہیں بند کر دو تا کہ وہ اس میں مر کر رہ جائیں اور یہ غار ان کی قبر ہو جائے۔ یہی ان کی سزا ہو جائے گی۔

انجینئروں میں سے جس کے سپرد یہ کام ہوا وہ نیک آدمی تھا اس نے دیوار تو چنی مگر ان کے نام معلوم کر کے ایک تختی پر کندہ کرائے اور تانبہ کے صندوق میں رکھ کر دیوار کی بنیاد میں رکھ کر چن دیا یہ بھی روایت ہے کہ ایک تختی خزانہ شاہی میں بھی رکھ دی۔

انقلاب لیل ونہار نے دقیانوس کی گردن دبوچی اور سلطنت بدلی اور اسی طرح کئی سلطنتیں تبدیل ہوئیں۔ حتیٰ کہ تاجدار سلطنت بیدروس نامی حکمران ہوا اور مسلسل آڑسٹھ سال حکومت کرتا رہا یہ نیک دل حکمران تھا اسی حالت میں رعایا میں فرقہ بندی کی بیماری پھوٹ پڑی ایک جماعت کا یہ تصور ہو گیا کہ مرنے کے بعد اٹھنے کا خیال خام اور لغو ہے قیامت کا اعتقاد غلط اور بے اصل ہے۔

ایک جماعت اس کے خلاف کھڑی ہو گئی۔

بیدروس تاجدار طرطوس یا افسوس جو ملک شام میں ہے، نے یہ کیفیت دیکھ کر افسوس کیا اور ایک تنہا مکان میں ٹاٹ پہن کر در بند ہو کر خاک پر بیٹھا اور رب حقیقی عزوجل کے حضور تضرع وزاری سے دعا شروع کر دی اور عرض کیا الٰہی مجھ پر میری رعایا پر ایسی نشانی فرما کہ جس سے ان کے توہمات باطلہ دفع ہو جائیں اور سب بعث ونشر تسلیم کر لیں۔

اس دعا کی قبولیت اس طرح ظہور میں آئی کہ ایک چرواہے نے اپنی بکریوں کے لئے دوپہر گزارنے کو یہ غار منتخب کیا اور یہاں آ کر وہ دیوار گرا دی۔ دیوار منہدم ہوتے ہی اس پر معہ اس کے ہمراہیوں کے ایک نفسیاتی خوف طاری ہوا۔ گرانے والے بھاگ گئے۔ ادھر کرشمۂ قدرت یوں رونما ہوا کہ وہ خوابیدگان کہف فرحان وشاداں اٹھے ان کے چہرے شگفتہ طبیعتیں بشاش اور زندگی میں تروتازگی موجود۔

ایک نے دوسرے کو سلام کیا نماز کے لئے کھڑے ہوئے بعد الفراغ انہوں نے یملیخا سے کہا آپ جائیں اور بازار سے کچھ کھانے کو لائیں اور اس امر کا پتہ بھی لگائیں کہ او قیانوس یا دقیانوس ظالم بادشاہ کا ہم لوگوں کی نسبت کیا خیال ہے۔

یملیخا بازار گئے اور مکسلمینا، مرطونس، بینوس، ساری نوس، ذونوانس، کشفیط، طنوئسن غار میں ٹھہرے رہے ان کے کتے کا نام قطمیر تھا۔

یملیخا ساتویں ساتھی شہر پناہ کے دروازے پر پہنچے تو اسلامی علامتیں دیکھیں اور نئے نئے لوگ نظر آئے اور انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیتے سنا انہیں تعجب ہوا اور سوچنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ کل تو یہاں جو اپنا ایمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ظاہر کرتا قتل کر دیا جاتا تھا آج اسلامی علامتیں شہر پناہ پر ظاہر ہیں لوگ بے خطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت یملیخا نانبائی کی دکان پر پہنچے اور اسے کھانا خریدنے کے لئے وہی دقیانوسی سکہ دیا اور آج اس سکہ کا رواج صدیوں سے بند ہو چکا تھا۔ بلکہ اس سکے کا دیکھنے والا بھی کوئی نہیں رہا تھا۔

بازار کے لوگوں نے خیال کیا اس شخص کے ہاتھ کوئی پرانا خزانہ آ گیا ہے۔ انہیں پکڑ لیا اور حاکم وقت کے پیش کر دیا۔

www.waseemziyai.com

حاکم نیک تھا اس نے بیان لیتے ہوئے پوچھا کہ خزانہ کہاں ہے۔ حضرت یملیخا نے جواب دیا کہ خزانہ کہیں نہیں۔ یہ روپیہ ہمارا اپنا ہے حاکم بولا تمہارے اس بیان پر کیسے یقین ہوسکتا ہے۔ اس سکے پر جو سنہ ہے وہ تین سو برس کا ہے تم نوجوان ہو ہم لوگ معمر ہیں ہم نے تو یہ سکہ کبھی دیکھا نہیں اور تم کہتے ہو یہ سکہ ہمارا اپنا ہے۔

حضرت یملیخا نے فرمایا میں آپ سے جو دریافت کروں اس کا جواب مجھے صاف صاف دو تا کہ یہ عقدہ حل ہو جائے۔

حاکم نے کہا کہو کیا دریافت طلب امور ہیں۔

حضرت یملیخا نے فرمایا پہلے یہ بتائیں کہ دقیانوس کس حال وخیال میں ہے۔

حاکم نے کہا آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں۔ صدیاں گزر گئیں کہ ایک ظالم جابر بے ایمان حکمران اس نام کا گزرا تھا۔

حضرت یملیخا نے فرمایا مجھے آپ کے بیان پر تعجب ہے کل کی بات ہے کہ ہم لوگ اس کے خوف سے اپنی جان بچا کر بھاگے ہیں اور شب گزار کر بازار میں اپنے ساتھیوں کے لئے کھانا لینے آئے ہیں آپ صدیاں گزرنا فرما رہے ہیں۔

ہمارے ساتھی قریب کے اس پہاڑ میں ایک غار کے اندر روپوش ہیں چلئے میں آپ کو ان سے ملائے دیتا ہوں۔

یہ سنتے ہی حاکم اور شہر کے عمائدین معہ انبوہ کثیر ان کے ہمراہ اس غار کی طرف چلے جب یہ لوگ سر غار پر آ گئے تو یملیخا کا انہیں انتظار تھا۔ لوگوں کی آوازیں سن کر خوفزدہ ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یملیخا گرفتار ہو گئے ہیں اور یہ دقیانوسی فوج ہماری جستجو میں آئی ہے۔

یہ لوگ سربسجود ہو کر رحمٰن ورحیم کے حضور دست بدعا ہوئے اور شکر بجالائے۔

اتنے میں حاکم وعمائدین وعوام اندر پہنچ گئے اور حضرت یملیخا بھی ساتھ ہی پہنچے اور سرگذشت سنانے لگے۔ اصحاب کہف کو قصہ سن کر یقین ہوا کہ جس مدت کو ہم یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ سمجھ رہے تھے وہ بحکم الٰہی عزوجل اتنے طویل زمانہ کے گزرنے پر اس قادر وقیوم نے ہمیں دکھائی۔

اور حاکم افسوس یا طرطوس سمجھا کہ حکمران ملک کی دعا اللہ نے قبول فرمائی اور عملی صورت میں ثابت کر دیا کہ اتنی طویل مدت سلا کر جو اٹھانے پر قادر ہے وہ بعد موت بعثت ونشر وحشر پر کیوں نہ قادر ہو۔ یہ مرنے کے بعد اٹھانے کی بین دلیل اور واضح برہان ہے۔

حاکم سر غار آیا تو اسے ایک صندوق مسی ملا اسے کھولا تو اس میں سے ایک تختی نکلی جس پر ان سب کے نام اور کتے کا نام لکھا تھا اور

یہ بھی لکھا کہ یہ جماعت اپنے دین کی حفاظت اور ایمان کی حمایت میں دقیانوس کے خوف سے اس غار میں پناہ گزین ہے۔

اور دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار کے ذریعہ انہیں اس غار میں بند کر دینے کا حکم دیا تھا ہم یہ حال اس لئے لکھتے ہیں کہ جب کبھی یہ غار کھلے تو اس وقت کے لوگ ان کے حال سے مطلع ہو جائیں۔

یہ لوح پڑھ کر لوگ متعجب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بجالائے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لئے یہ نشانی ظاہر فرمائی

www.waseemziyai.com

جس سے موت کے بعد اٹھنے کا ہمیں یقین ہوا۔

حاکم نے اپنے تاجدار بیدروس کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ معہ امراء سلطنت حاضر ہوا اصحاب کہف نے بادشاہ سے معانقہ کیا اور وصیت کی کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں وہ تیری اور تیرے ملک کی حفاظت فرمائے۔

ابھی بیدروس کھڑا ہوا ان کی دعا سن رہا تھا کہ وہ حضرات اپنی خوابگاہوں کی طرف واپس ہو کر مصروف خواب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ بادشاہ نے انہیں سونے کے صندوقوں میں دفنانا چاہا مگر اصحاب کہف نے بذریعہ بشارت منع کر دیا۔

پھر بادشاہ نے انہیں سال کے صندوقوں میں محفوظ کر کے وہیں دفنا دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی محافظت کے لئے رعب مسلط کیا اب کسی کی ہمت نہیں کہ سرغار تک پہنچ سکے۔

بادشاہ نے ان کی یادگار میں مسجد بنوائی اور ایک دن مقرر کیا کہ لوگ وہاں آئیں اور عید کی طرح ہر سال اجتماع ہو کما فی الخازن وروح اور یہ تو تھا قصہ اصحاب کہف کا خلاصہ اور

اب مفصل تفسیر آیہ کریمہ کے ماتحت بیان ہوگی جس کی ابتداء ان کی دعا سے ہے آلوسی رحمہ اللہ نے اسے روح المعانی میں اس طرح بیان فرمایا جس کی اصل عبارت یہ ہے:

وَ رُوِیَ اَنَّهٗ بَعْدَ اَنْ ضَرَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی اٰذَانِ الْفِتْیَةِ وَ مُضِیِ دَهْرٍ طَوِیْلٍ لَمْ یَبْقَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِهِمُ الَّذِیْنَ اعْتَزَلُوْهُمْ وَجَاءَ غَیْرُهُمْ وَ کَانَ مَلِکُهُمْ مُسْلِمًا فَاخْتَلَفَ اَهْلُ مَمْلَکَتِهٖ فِیْ اَمْرِ الْبَعْثِ حَسْبَمَا فَصَّلَ فَشَقَّ ذَالِکَ عَلَی الْمَلِکِ فَانْطَلَقَ فَلَبِسَ الْمَسُوْحَ وَ جَلَسَ عَلَی الرَّمَادِ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ اَیْ رَبِّ قَدْ تَرٰی اِخْتِلَافَ هٰؤُلَاءِ فَابْعَثْ لَهُمْ اٰیَةً تُبَیِّنُ لَهُمْ۔

فَقَیَّضَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَاعِیَ الْغَنَمِ اَدْرَکَهُ الْمَطَرُ فَلَمْ یَزَلْ یُعَالِجُ مَا سَدَّ بِهٖ دَقْیَانُوْسُ بَابَ الْکَهْفِ حَتّٰی فَتَحَهٗ وَ اَدْخَلَ غَنَمَهٗ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ بَعَثُوْا مِنْ نَوْمِهِمْ فَبَعَثُوْا اَحَدَهُمْ لِیَشْتَرِیَ لَهُمْ طَعَامًا فَدَخَلَ السُّوْقَ فَجَعَلَ یُنْکِرُ الْوُجُوْهَ وَ یَعْرِفُ الطُّرُقَ وَ رَاَی الْاِیْمَانَ ظَاهِرًا بِالْمَدِیْنَةِ فَانْطَلَقَ وَ هُوَ مُسْتَخْفٍ فَاُتُّهِمَهٗ بِکَنْزٍ وَ قَالَ لَتَدُلَّنَّ عَلَیْهِ اَوْلَاَدْ فَعَنَّکَ اِلَی الْمَلِکِ فَقَالَ هِیَ مِنْ ضَرْبِ الْمَلِکِ اَلَیْسَ مَلِکُکُمْ فُلَانًا۔

فَقَالَ الرَّجُلُ لَا بَلْ مَلِکُنَا الْفُلَانُ وَ کَانَ اسْمُهٗ یَنْدُوْسِیْسَ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ وَ ذَهَبُوْا بِهٖ اِلَی الْمَلِکِ وَ هُوَ خَائِفٌ فَسَاَلَهٗ عَنْ شَانِهٖ فَقَصَّ عَلَیْهِ الْقِصَّةَ وَ کَانَ قَدْ سَمِعَ اَنَّ فِتْیَةً قَدْ خَرَجُوْا عَلٰی عَهْدِ دَقْیَانُوْسَ فَدَعَا مَشِیْخَةَ اَهْلِ مَدِیْنَتِهٖ وَ کَانَ رَجُلٌ مِنْهُمْ عِنْدَهٗ اَسْمَاؤُهُمْ وَ اَنْسَابُهُمْ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِکَ وَ سَالَ الْفَتٰی فَقَالَ صَدَقَ ثُمَّ قَالَ الْمَلِکُ اَیُّهَا النَّاسُ هٰذِهٖ اٰیَةٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَکُمْ۔

ثُمَّ خَرَجَ هُوَ وَاَهْلُ الْمَدِیْنَةِ وَ مَعَهُمُ الْفَتٰی فَلَمَّا رَاَوُا الْمَلِکَ الْفِتْیَةُ اعْتَنَقَهُمْ وَ فَرِحَ بِهِمْ وَرَاَهُمْ جُلُوْسًا مُشْرِقِیَّةً وُجُوْهُهُمْ لَمْ تَبْلَ ثِیَابُهُمْ فَتَکَلَّمُوْا مَعَهٗ وَاَخْبَرُوْهُ بِمَا لَقُوْا مِنْ دَقْیَانُوْسَ

www.waseemziyai.com

فَبَيْنَمَا هُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالُوْا لَهٗ نَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ حَفِظَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ حَفِظَ مُلْكَكَ وَ نُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ شَرِّ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ فَتَوَفَّاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

یہاں تک کے مضمون کو ہم اردو میں لکھ چکے ہیں آگے یہ ہے:

فَقَامَ الْمَلِكُ اِلَيْهِمْ وَ جَعَلَ ثِيَابَهٗ عَلَيْهِمْ وَ اَمَرَ اَنْ يُّجْعَلَ كُلٌّ مِنْهُمْ فِيْ تَابُوْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ وَ نَامَ اَتَوْهُ فِي الْمَنَامِ فَقَالُوْا اَرَدْتَّ اَنْ تَجْعَلَ كَلَا مَنَا فِيْ تَابُوْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فَلَا تَفْعَلْ وَ دَعْنَا فِيْ كَهْفِنَا فَمِنَ التُّرَابِ خَلَقْنَا وَاِلَيْهِ نَعُوْدُ فَجَعَلَهُمْ فِيْ تَوَابِيْتَ مِنْ سَاجٍ وَ بَنٰى عَلٰى بَابِ الْكَهْفِ مَسْجِدًا۔

بادشاہ کھڑا ہوا اور ان پر کپڑے ڈال کر حکم دیا کہ سونے کے تابوت بنوا کر ان میں انہیں علیحدہ علیحدہ رکھا جائے۔ جب شام ہوئی اور وہ سویا تو خواب میں اصحاب کہف کی زیارت کی انہوں نے فرمایا سونے کے تابوتوں میں ہمیں نہ رکھ بلکہ ہماری لاشیں غار میں رہنے دے کہ ہم مٹی سے ہی پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں جائیں گے۔ آخرش بادشاہ نے سال کے تابوت بنوا کر ان میں انہیں رکھایا اور دروزاۂ غار پر یا بالائے غار ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے:

فَلَمَّا اَتَوْا بَابَ الْكَهْفِ قَالَ الْفَتٰى دَعُوْنِيْ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى اَصْحَابِيْ فَاُبَشِّرُهُمْ فَاِنَّهُمْ اِذَا رَاَوْاكُمْ مَعِيْ رُعِبُوْا فَدَخَلَ فَبَشَّرَهُمْ وَ قَبَضَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ وَ عُمِيَ عَلَى الْمَلِكِ وَ مَنْ مَعَهٗ اَثَرُهُمْ فَلَمْ يَهْتَدُوْا اِلَيْهِمْ فَبَنَوْا عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا۔

جب وہ غار کے دروازے پر آئے تو یملیخا نے کہا آپ مجھے اپنے ساتھیوں کے پاس جانے دیں تا کہ میں انہیں خوشخبری سناؤں کیونکہ اگر وہ تم کو میرے ساتھ دیکھ لیں گے تو خوفزدہ ہو جائیں گے چنانچہ وہ اندر گیا اور ان کو بشارت سنائی اس کے بعد اللہ نے ان کی روحیں قبض کر لیں اور بادشاہ اور ان کے ساتھیوں کو ان کا نشان نہ ملا نہ وہاں پہنچ سکے تو انہوں نے وہاں ایک مسجد بنا دی۔

''اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝١١ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا۔ جب آئے جوان غار میں تو عرض کرنے لگے اے ہمارے رب دے ہمیں اپنے پاس سے رحمت اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہنمائی فرما تو تھپک دیا ہم نے ان کے کانوں کو غار میں کئی برس گنتی کے پھر اٹھایا ہم نے انہیں تا کہ جانیں دو گروہوں میں کون ٹھیک ان کے ٹھہرنے کی مدت بتاتا ہے''۔

ضَرَبَ عَلَى الْآذَانِ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَیْ ضَرَبْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا يَمْنَعُ السِّمَاعَ وَالْمُرَادُ اَنَمْنَاهُمْ اِنَامَةً ثَقِيْلَةً لَا تُنَبِّهُهُمْ فِيْهَا الْاَصْوَاتُ بِاَنْ يَجْعَلَ الضَّرْبَ عَلَى الْاٰذَانِ كِنَايَةً عَنِ الْاِنَامَةِ الثَّقِيْلَةِ۔ یعنی ان کے کانوں پر ایسا حجاب کر دیا کہ سماعت کو مانع ہو اور اس سے مراد یہ ہے کہ انہیں سلا دیا نوم ثقیل میں تا کہ باہر کی آوازیں انہیں بیدار نہ کر سکیں۔

www.waseemziyai.com

فتیۃ۔ جمع قلت ہے فتیٰ کی اور ابن سراج رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّهٗ اِسْمُ جَمْعٍ ابن سراج فتیۃ کو اسم جمع کہتے ہیں۔ یعنی جوان لوگ انہوں نے غار میں داخل ہو کر یہ دعا کی۔ ''الٰہی ہمیں اپنے پاس سے رحمت عظیم عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کر''۔

تو ہم نے انہیں نوم ثقیل کے ساتھ سلا دیا۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ اَیْ اَیْقَظْنَاهُمْ وَاَثَرْنَاهُمْ مِنْ نَوْمِهِمْ۔ پھر جگایا ہم نے انہیں اور انہیں نیند سے بیدار کیا۔

لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ ای منهم و هم القائلون لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ و القائلون رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ۔ کہ دیکھیں کون دو گروہوں میں ان کے ٹھہرنے کی مدت ٹھیک بتاتا ہے اس لئے کہ ان میں سے ایک گروہ کہتا تھا ہم ایک دن رہے یا دن سے کم۔ اور دوسرا گروہ کہنے لگا تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے جتنی مدت تم یہاں رہے۔

اس لئے کہ وہ غار میں طلوع کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب اٹھے تو آفتاب غروب ہونے کو تھا تو انہوں نے ایک دن یا کم مدت سمجھی۔ دوسروں نے ناخن بڑھتے دیکھ کر۔ بالوں کو بڑھا ہوا پا کر قیاس کیا کہ صبح سے اس وقت تک ایک دن میں ناخنوں کا اتنا نمو اور بالوں کی اتنی درازی کیوں کر ممکن ہے۔ تو انہوں نے سمجھا کہ مدت دراز ہو چکی ہے تو کہنے لگے رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ۔

اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا۔ اَیْ ضَبْطَ مُدَّةِ قِیَامٍ۔ یعنی مدت قیام کی مقدار

اَمَدًا۔ کی تعریف میں علامہ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ مدت جس کی حد ہو۔ یعنی اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت بتانے والا۔

شروع قصہ اصحاب کہف

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ کہف۔ پ ۱۵

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾

ہم ان کا قصہ سناتے ہیں تم پر صحیح وہ کچھ جوان تھے کہ ایمان لائے اپنے رب پر اور بڑھائی ہم نے ان کو ہدایت۔

وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾

اور مضبوط کیا ہم نے ان کا دل جب کھڑے ہوئے اور بولے ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے ہم ہرگز نہ پوجیں گے کسی کو سوا اس کے اور اگر ایسا ہو تو ہم کہنے والے ہوں گے حد سے زیادہ بات کہنے والے۔

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾

یہ وہ ہماری قوم ہے کہ اس نے پکڑے اللہ کے سوا اور خدا کیوں نہیں لاتے اس پر کوئی دلیل بین تو کون ظالم ترین ہے اس سے جو جھوٹ باندھے اللہ پر۔

www.waseemziyai.com

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

اور جب تم علیحدہ ہو جاؤ ان سے جو اللہ کے سوا پوجتے ہیں تو آؤ تم غار کی طرف تو پھیلا دے گا تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت اور سامان کرے گا تمہارے لئے تمہارے معاملہ میں آسانی۔

وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾

اور (اے محبوب) تم سورج کو دیکھو گے کہ جب طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے بچ جاتا ہے دہنی طرف اور جب غروب ہوتا ہے تو کترا جاتا ہے بائیں طرف حالانکہ وہ کھلے میدان میں ہیں اس غار کے یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے جسے اللہ ہدایت دے وہ ہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز نہ پاؤ گے اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا۔

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

نَحْنُ - ہم	نَقُصُّ - بیان کرتے ہیں	عَلَیْكَ - تجھ پر	نَبَاَهُمْ - ان کی خبر
بِالْحَقِّ - ساتھ حق کے	اِنَّهُمْ - بے شک وہ	فِتْیَةٌ - جوان تھے	اٰمَنُوْا - جو ایمان لائے
بِرَبِّهِمْ - اپنے رب پر	وَزِدْنٰهُمْ - اور زیادہ دی ہم نے ان کو		هُدًى - ہدایت
وَّرَبَطْنَا - اور مضبوط کیا ہم نے	عَلٰى - اوپر	قُلُوْبِهِمْ - دل ان کے	اِذْ - جب
قَامُوْا - وہ کھڑے ہوئے	فَقَالُوْا - تو بولے	رَبُّنَا - ہمارا رب	رَبُّ - رب ہے
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	وَالْاَرْضِ - اور زمین کا	لَنْ نَّدْعُوَا - کبھی نہ پکاریں گے ہم	
مِنْ دُوْنِهٖۤ - اس کے سوا	اِلٰهًا - کوئی خدا	لَّقَدْ - بے شک	قُلْنَا - کہی ہم نے
اِذًا - اس وقت	شَطَطًا - بات زیادتی کی	هٰۤؤُلَآءِ - یہ	قَوْمُنَا - ہماری قوم ہے
اتَّخَذُوْا - کہ بنائے انہوں نے	مِنْ دُوْنِهٖۤ - اس کے سوا	اٰلِهَةً - اور خدا	لَوْلَا - کیوں نہیں
یَاْتُوْنَ - لاتے	عَلَیْهِمْ - ان پر	بِسُلْطٰنٍ - کوئی دلیل	بَیِّنٍ - روشن
فَمَنْ - پھر کون	اَظْلَمُ - ظالم تر ہے	مِمَّنِ - اس سے جو	افْتَرٰى - باندھے
عَلَى - اوپر	اللّٰهِ - اللہ کے	كَذِبًا - جھوٹ	وَاِذِ - اور جب
اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ - تم ان سے الگ ہو جاؤ		وَمَا - اور ان سے جو	یَعْبُدُوْنَ - پوجا کرتے ہیں
اِلَّا - سوا	اللّٰهَ - اللہ کے	فَاْوٗۤا - تو جگہ پکڑو	اِلَى - طرف
الْكَهْفِ - غار کی	یَنْشُرْ - پھیلائے گا	لَكُمْ - تمہارے لئے	رَبُّكُمْ - تمہارا رب

MARKAZ-UL-GLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِّنْ رَّحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت	وَ یُهَیِّئْ۔ اور تیار کرے گا	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	مِّنْ اَمْرِكُمْ ۔ تمہارے
کام میں	مِّرْفَقًا۔ آسانی	وَتَرَى۔ اور دیکھے گا تو	الشَّمْسَ۔ سورج کو
اِذَا۔ جب	طَلَعَتْ۔ چڑھتا ہے	تَّزٰوَرُ۔ کتراجاتا ہے	عَنْ كَهْفِهِمْ۔ ان کی غار سے
ذَاتَ الْيَمِيْنِ۔ دائیں جانب	وَ اِذَا۔ اور جب	غَرَبَتْ۔ غروب ہوتا ہے	تَّقْرِضُهُمْ۔ کاٹ جاتا ہے ان کو
ذَاتَ الشِّمَالِ۔ بائیں جانب	وَهُمْ۔ اور وہ	فِيْ فَجْوَةٍ۔ کھلے میدان میں ہیں	
مِّنْهُ۔ اس سے	ذٰلِكَ۔ یہ ہے	مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ۔ اللہ کی نشانیوں سے	
مَنْ۔ جسے	يَّهْدِ۔ ہدایت دے	اللّٰهُ۔ اللہ	فَهُوَ۔ تو وہی ہے
الْمُهْتَدِ۔ ہدایت پانے والا	وَمَنْ۔ اور جسے	يُّضْلِلْ۔ گمراہ کرے	فَلَنْ۔ تو کبھی نہ
تَجِدَ۔ پائے گا تو	لَهٗ۔ اس کے لئے	وَلِيًّا۔ حمایتی	مُّرْشِدًا۔ راہ دکھانے والا

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

''نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾''

ہم سناتے ہیں تمہیں ان کی خبر صحیح وہ چند نوجوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے زیادہ کیا ان پر ہدایت کو اور مضبوط کیا ان کا دل جبکہ وہ کھڑے ہوئے اور بولے ہمارا رب رب السماء والارض ہے ہم ہرگز نہ پوجیں گے اس کے سوا کسی خدا کو اگر ایسا ہو تو ہم حد سے گزرے ہوئے ہوں گے یہ لوگ ہماری قوم کے وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور خدا پکڑے کاش یہ لاتے اپنے دعویٰ پر کوئی روشن دلیل تو کون ظالم ہے زیادہ اس سے جو افترا کرے اللہ پر جھوٹا''۔

اول قصہ اصحاب کہف اجمالاً بیان فرما کر اب تفصیلی طور پر ارشاد ہے۔ یہ فصاحت و بلاغت کے لوازم سے ہے۔

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ۔ یہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور بت پرستی جو اس عہد میں عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی اس سے بیزار ہوئے وَزِدْنٰهُمْ هُدًى۔ ہم نے ان کی ہدایت کو زیادہ کیا تاکہ وہ امتحان میں ثابت قدم رہیں۔ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ اور مضبوط کیا ہم نے ان کا دل۔ اب اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ

اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وہ جب کھڑے ہوئے تو بولے ہمارا رب رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔ یہ بت ہمارے خدا نہیں ہمارا خدا تو وہی ہے جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔

''لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا۔ ہم ہرگز اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے اگر ایسا کریں تو ہم حد سے گزری بات کہنے والے ہوں''۔

لہٰذا ہم توحید کے سوا کسی اصولی مذہب کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ شطط پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قَوْلًا ذَا شَطَطٍ اَیْ بَعْدَ عَنِ الْحَقِّ مُفْرِطٌ اَوْ قَوْلاً هُوَ عَيْنُ الشَّطَطِ وَالْبُعْدُ الْمُفْرِطُ عَنِ الْحَقِّ۔

''هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً۔ اس ہماری قوم نے اللہ کے سوا جو خدا بنائے ہیں''۔ وہ دعویٰ بلا دلیل

www.waseemziyai.com

ہیں محض وہم پرستی ہے۔

''لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَیِّنٍ۔ کیوں نہیں لاتے یہ کوئی روشن دلیل''۔ ان کی حقیقت واضح ہے کہ یہ انہیں ہاتھوں کی تراشی ہوئی صورتیں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شریک ماننا کسی طرح معقول نہیں۔

''فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء باندھے''۔ وہ ذات تو وہ ہے کہ نہ اس کا کوئی رشتہ دار نہ شریک نہ اس بے چون و بے چگون کے لئے کوئی صورت پھر ان صنم کدوں کی تصاویر سے اس کا کیا تعلق ہے۔ اس تقریر پر بادشاہ جو جابر وظالم تھا ان پر غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ تقریر کرنا فضول ہے پس ہمارا حکم ہے کہ بتوں کو سجدہ کرو یا پھر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس زمانہ میں قیصران روم اپنے احکام کی مخالفت پر یا قتل کر دیتے تھے یا روئی میں لپیٹ کر جلا دیتے تھے۔ ان نوجوانوں پر جب یہ جابرانہ حکم لگا تو انہوں نے مہلت طلب کی۔ بادشاہ نے مہلت کی منظور کر لی۔ تو یہ ایک جگہ آ کر جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے۔

''وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَی الْكَهْفِ۔ تو جب وہ ان سے علیحدہ ہوئے اور جسے وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے ان سے بیزار رہے تو آ گئے وہ غار کی طرف''۔

آپس میں بولے کہ جب ہم اس قوم اور اس کے معبودوں سے علیحدہ ہو چکے تو ہمیں چاہئے کہ ہم کسی غار میں پناہ گزین ہو جائیں۔

''یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلائے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان مہیا کرے گا''۔ اس پر انہیں کامل یقین تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال و یقین کے مطابق ایسا ہی کیا۔

اب باقتضاء بلاغت قصہ آئندہ چھوڑ کر وَتَرَی الشَّمْسَ سے قصہ شروع کیا۔

درمیانی واقعہ یہ ہے کہ وہ اس غار میں آ کر روپوش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی نیند طاری فرمائی کہ کئی سو برس تک سوتے رہے۔

ادھر بادشاہ اور ارکان دولت ان کی تلاش میں مصروف ہوئے آخرش پتہ چلا کہ کئی میل آبادی سے دور جو غار ہے اور وہ نہایت تنگ و باریک ہے اس میں یہ چلے گئے ہیں اور ان کے اندر جا کر ان کا پکڑنا مشکل ہے بادشاہ نے کہا ہمارا مقصد ان کا قتل ہے وہ اب بھی حاصل ہے اس غار کا منہ بند کر دیا جائے تا کہ وہ اندر کے اندر ہی مر کھپ جائیں اور ان کے نام رجسٹر میں لکھ لئے جائیں اور ان کی سرکشی کا حال بھی درج کیا جائے۔

چنانچہ غار کے آگے ایک مستحکم دیوار چنی گئی اور بادشاہ مطمئن ہو گیا۔

جس انجینئر نے دیوار چنوائی اس نے اس دیوار میں ان کے نام کی تختی مس یا رصاص یعنی سکہ کی کندہ کرا کر رکھ دی۔

اور علاوہ اس کے روایات مختلفہ ہیں جو بخوف طوالت نقل نہ کی گئیں۔

بہرحال سر غار دیوار چنانا سب مان رہے ہیں اختلاف صرف اس میں ہے کہ وہ کس طرح دیوار چننے کی طرف مائل ہوا

www.waseemziyai.com

اور یہ امر بھی متفق علیہ ہے کہ شہر افسوس یا طرسوس کا اس وقت بادشاہ دقیانوس تھا اور بڑا جابر و ظالم تھا۔

مختصر یہ کہ وہ جو اصحاب کہف کے نام سے مشہور ہیں یہی اہل ایمان ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْمُرَادُ وَقُوْفُهُمْ بَيْنَ يَدَيِ الْجَبَّارِ دَقْيَانُوْسَ وَ ذَالِكَ اَنَّهُمْ قَامُوْا بَيْنَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَعَاهُمْ اِلٰى عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ۔ الخ وہ اس ظالم دقیانوس کے سامنے کھڑے ہوئے جبکہ اس نے بت پرستی کی طرف انہیں دعوت دی اور انہوں نے صاف جواب دیا کہ ہم توحید الٰہی میں کسی کو شریک ماننے کو تیار نہیں پھر جب اس نے ان کو قتل کی دھمکی دی تو انہوں نے مہلت مانگی۔ دقیانوس نے مہلت دے دی یہ الگ جگہ جمع ہوئے اور فیصلہ کر کے غار میں روپوش ہو گئے۔

اِعْتِزَالٌ عربی محاورہ میں تَجَنُّبُ الشَّيْءُ بِالْبَدَنِ اَوْ بِالْقَلْبِ کے معنی دیتا ہے یعنی جسم یا دل سے کسی سے علیحدہ ہونا۔

ابونعیم، عطا خراسانی رحمہم اللہ سے راوی ہیں: كَانَ قَوْمُ الْفِتْيَةِ يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَ يَعْبُدُوْنَ مَعَهُ اِلٰهَةً شَتّٰى فَاعْتَزَلَتِ الْفِتْيَةُ۔ یہ نوجوانوں کا ایک گروہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اور دوسرا گروہ متعدد خداؤں کا پرستار تھا تو موحد گروہ ان سے معتزل و مجتنب ہو گیا۔

اور مِّرْفَقًا کے معنی آلوسی رحمہ اللہ کرتے ہیں: مَا تَرْتَفِقُوْنَ وَ تَنْتَفِعُوْنَ۔ جس سے رفاقت کرے یا نفع حاصل کرے۔ آگے ارشاد ہے:

''وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا۔ اور اے محبوب آپ دیکھیں گے سورج کو کہ جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے جسے اللہ ہدایت کرے وہ ہی راہ یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے تو نہ پائیں گے آپ کوئی رہنما حمایتی اس کے لئے''۔

تَّزٰوَرُ۔ زور سے ہے جس کے معنی میل کے ہیں مِنَ الزَّوْرِ بِفَتْحَتَيْنِ مَعَ التَّخْفِيْفِ وَ هُوَ الْمَيْلُ وَ مِنْهُ زَارَهُ اِذَا مَالَ اِلَيْهِ۔

اور تَّقْرِضُهُمْ۔ اَیْ تَعْدِلُ عَنْهُمْ۔ پلٹ جاتا ہے۔

وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ۔ حَالًا مَبْنِيَةً تَكُوْنُ مَا ذُكِرَ اَمْرًا بَدِيْعًا كَاَنَّهٗ قِيْلَ تَرَى الشَّمْسَ تَمِيْلُ عَنْهُمْ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا وَلَا تَحُوْمُ حَوْلَهُمْ مَعَ كَوْنِهِمْ فِيْ مُتَّسِعٍ مِنَ الْكَهْفِ مُعْرِضٌ لِاِصَابَتِهَا۔

فَجْوَا۔ فراخ میدان کے معنی میں مستعمل ہے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ امور بدیعہ سے تھا کہ سورج ان سے دائیں بائیں کترا کر گزرتا تھا اور ان کے ماحول کو گرم نہ کرتا تھا با آنکہ وہ غار کے کھلے اور وسیع میدان میں تھے۔

اَیْ فِيْ مُتَّسَعٍ مِنَ الْكَهْفِ وَ هِيَ عَلٰى مَا قِيْلَ مِنَ الْفَجَاءِ وَ هُوَ تَبَاعُدُ مَا بَيْنَ الْفَخِذَيْنِ يُقَالُ رَجُلٌ اَفْجٰى وَ امْرَاَةٌ فَجْوٰى وَ تَجْمَعُ عَلٰى فَجَاءٍ وَ فَجَا وَ فَجَوَاتٍ وَ حَاصِلُ الْجُمْلَتَيْنِ اَنَّهُمْ كَانُوْا لَا

www.waseemziyai.com

تُصِيبُهُمُ الشَّمْسُ اَصْلًا فَتُؤْذِيهِمْ وَ هُمْ فِيْ وَسْطِ الْكَهْفِ بِحَيْثُ يُنَالُهُمْ رُوْحُ الْهَوَاءِ وَلَا يُؤْذِيهِمْ كُرْبُ الْغَارِ وَ لَا حَرُّ الشَّمْسِ۔

یعنی وہ کھلے حصہ میں غار کے تھے۔محاورہ میں فجا دونوں رانوں کے مابین حصہ کو بولتے ہیں۔رجل افجی اور امرأۃ فجواء وغیرہ بولتے ہیں تو اس کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ وہ ایسے حال میں غار کے اندر تھے کہ انہیں سورج قطعاً پہنچ کر ایذا نہ دے سکتا تھا گویا وہ وسط غار میں تھے کہ لطیف ہوا پہنچتی تھی اور غار کی تنگی اور سورج کی تمازت انہیں نہ ستاتی تھی۔

اور عبداللہ بن مسلم اور ابن عطیہ رحمہم اللہ کہتے ہیں: كَانَ فِيْ مُقَابَلَةِ بَنَاتِ النَّعْشِ وَ اَقْرَبَ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِلٰى مُحَاذَاتِهٖ مَشْرِقُ رَاْسِ السَّرْطَانِ وَ مَغْرِبِهٖ وَ الشَّمْسُ اِذَا كَانَ مَدَارُهَا مَدَارَهٗ تَطْلُعُ مَائِلَةً عَنْهُ مُقَابَلَةً لِجَانِبِ الْاَيْمَنِ۔وہ غار بنات النعش کے مقابلہ میں تھی اور قریب ترین مشرق اور مغرب اس کے برابر میں تھے یعنی برج سرطان کا مشرق اور مغرب اور جب سورج کا مدار سرطان کا مدار ہوتو وہ دائیں جانب جھک کر طلوع ہوتا ہے۔

اسی بناء پر فرمایا کہ مادہ پرست تو اس میں اوندھی سیدھی وہم پرستی کو دخل دیں گے مگر مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ۔ جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت یافتہ ہوئے۔ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ اس کو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے سمجھے گا۔

اور اگر ظاہری معنی بھی لئے جائیں تو بھی یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ایک نشان یقینی ہے یعنی یہ سمجھ لیا جائے کہ اصحاب کہف غار میں ایسے موقعہ پر جا کر سوئے کہ طلوع کے وقت آفتاب کی دھوپ ان کی داہنی طرف سے ہو کر گزر جاتی اور غروب کے وقت بلکہ پچھلے پہر بائیں طرف رہ جاتی اور وہ اس غار میں آرام سے لیٹے رہے اور کروٹیں بدلتے رہے۔

اس قسم کے مکان کا نقشہ جس میں دھوپ دائیں بائیں سے گزر جائے علماء نے چند طریقہ سے بتایا ہے۔

اول یہ کہ غار کا منہ شمالی جانب ہو کہ طلوع کے وقت ان کے دائیں سے دھوپ گزر جائے اور غروب کے وقت بائیں سے ڈھل جائے اور یہ شمال رو یہ مکانوں میں ہوتا ہے۔

دوسرے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے دروازۂ غار کو بنات النعش ستاروں کے نیچے قرار دے کر بقواعد ہیئت ثابت کیا ہے کہ ایسے موقعہ پر دھوپ نہیں آسکتی جیسا کہ ہم ابھی ابن عطیہ رحمہ اللہ کے اقوال سے نقل کر چکے ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ غار کا رخ کسی طرف ہی ہو اور کسی برج کے مقابلہ میں مانا جائے جب یہ معاملہ آیات الٰہیہ عزوجل سے تھا تو وہ قادر مطلق ہر پہلو سے دھوپ روکنے پر قادر ہے۔

اسی وجہ میں ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فرما کر منکروں، عقلی سواروں، مادہ پرستوں، کوتاہ بینوں کو تہدیداً فرما دیا۔

''مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا۔ جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کے لئے تو نہ پائے گا حمایتی راہنما كَمَا قَالَ الزُّجَاجُ۔

آئندہ رکوع میں ان کی کروٹیں بدلنا اپنا فعل ظاہر کیا گیا جو اہل مادہ کے لئے اور بھی حیرت ناک ہے۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع -سورۃ کہف- پ ۱۵

وَ تَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ ۚ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾

اور تم انہیں گمان کرو گے جاگتا حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم بدلتے ہیں ان کی دائیں بائیں کروٹیں اور ان کا کتا اپنے بازو پھیلائے درۂ غار پر ہے اے سننے والے اگر تو انہیں جھانکے تو ضرور منہ پھیر کر ان سے بھاگے اور بھر جائے تو ان سے رعب میں۔

وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا بَیْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَ لْیَتَلَطَّفْ وَ لَا یُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾

اور ایسے ہی ہم نے انہیں جگایا تا کہ پوچھیں آپس میں بولا ان میں سے ایک بولنے والا تم کتنی دیر یہاں رہے بولے رہے ہم ایک دن یا دن سے کم، دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے تو بھیجو ایک کو یہ سکہ دے کر شہر کی طرف تو دیکھ کر اچھا کھانا لائے ہمارے تمہارے کھانے کو اور چاہئے کہ نرمی کرے اور نہ اطلاع دے تمہاری کسی کو۔

اِنَّهُمْ اِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ یَرْجُمُوْكُمْ اَوْ یُعِیْدُوْكُمْ فِیْ مِلَّتِهِمْ وَ لَنْ تُفْلِحُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾

بے شک اگر وہ تم پر غالب آ گئے تو تمہیں پتھروں سے مار دیں گے یا پھیر لیں گے تمہیں اپنے دین میں اور ایسا ہوا تو ہرگز کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔

وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَیْهِمْ لِیَعْلَمُوْۤا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَیْبَ فِیْهَا ۚ اِذْ یَتَنَازَعُوْنَ بَیْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْهِمْ بُنْیَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾

اور ایسے ہی اطلاع کر دی ہم نے ان کی کہ جان لیں کہ بے شک وعدۂ الٰہی حق ہے اور بے شک قیامت میں کوئی شبہ نہیں جب جھگڑنے لگے لوگ آپس میں ان کے معاملہ پر تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ۔ ان کا رب خوب جانتا ہے انہیں بولے وہ جو غالب آئے اس معاملہ میں قسم ہے ہم تو ضرور ان پر مسجد بنائیں گے۔

سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَیْبِ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّ لَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

اب کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے بے دیکھے غائبانہ تیر چلاتے ہیں اور کچھ کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ آپ فرما دیجئے میرا رب ان کی تعداد خوب جانتا ہے انہیں سب نہیں جانتے مگر کم لوگ تو نہ بحث کرو ان میں مگر اتنی جو تم پر ظاہر ہو چکی اور نہ سوال کرو کسی کتابی

www.waseemziyai.com

سے ان کے متعلق۔

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

وَتَحْسَبُهُمْ۔اور خیال کرے گا تو ان کو
رُقُوْدٌ۔سوئے ہوئے ہیں
وَذَاتَ الشِّمَالِ۔اور بائیں جانب
ذِرَاعَيْهِ۔اپنے بازو
عَلَيْهِمْ۔ان پر
وَّلَمُلِئْتَ۔اور بھر جائے تو
بَعَثْنٰهُمْ۔ہم نے ان کو اٹھایا
قَآئِلٌ۔ایک بولنے والا
قَالُوْا۔بولے
بَعْضَ۔کچھ حصہ
اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے
اَحَدَكُمْ۔اپنے ایک کو
الْمَدِيْنَةِ۔شہر کی
طَعَامًا۔کھانے والا ہے
مِّنْهُ۔اس سے
يُشْعِرَنَّ۔بتائے
اِنْ۔اگر
گے تمہیں
وَلَنْ۔اور کبھی نہ
وَكَذٰلِكَ۔اور اسی طرح
اَنَّ۔کہ بے شک
وَّاَنَّ۔اور بے شک
اِذْ۔جب
فَقَالُوا۔تو بولے
قَالَ۔بولے

بِالْوَصِيْدِ۔غار کے در پر
لَوَلَّيْتَ۔تو منہ پھیرے
مِنْهُمْ۔ان سے
مِنْهُمْ۔ان سے
لِيَتَسَآءَلُوْا۔تا کہ پوچھیں
مِّنْهُمْ۔ان میں سے
لَبِثْنَا۔ہم ٹھہرے
يَوْمٍ۔دن کا
بِمَا۔جتنا
لَبِثْتُمْ۔تم ٹھہرے
بِوَرِقِكُمْ۔اپنا روپیہ دے کر
فَلْيَنْظُرْ۔تو چاہئے کہ دیکھے
فَلْيَاْتِكُمْ۔تو چاہئے کہ لائے تمہارے پاس
وَلْيَتَلَطَّفْ۔اور چاہئے کہ نرمی برتے
بِكُمْ۔تمہارے متعلق
يَّظْهَرُوْا۔غالب آ گئے
اَوْ۔اور یا پھر
تُفْلِحُوْٓا۔خلاصی پاؤ گے تم
اَعْثَرْنَا۔خبر دی ہم نے
وَعْدَ۔وعدہ
السَّاعَةَ۔قیامت
يَتَنَازَعُوْنَ۔وہ جھگڑتے تھے
ابْنُوْا۔بناؤ
الَّذِيْنَ۔وہ جو

اَيْقَاظًا۔جاگتے
وَّنُقَلِّبُهُمْ۔اور بدلتے ہیں ہم ان کی کروٹیں
وَكَلْبُهُمْ۔اور ان کا کتا
لَوِ۔اگر
رُعْبًا۔ڈر میں
بَيْنَهُمْ۔آپس میں
كَمْ۔کتنا
يَوْمًا۔ایک دن
قَالُوْا۔بولے
لَبِثْتُمْ۔تم ٹھہرے
هٰذِهٖٓ۔یہ
اَيُّهَآ۔کون سا
فَلْيَاْتِكُمْ۔تو چاہئے کہ لائے تمہارے پاس
وَلْيَتَلَطَّفْ۔اور چاہئے کہ نرمی برتے
اَحَدًا۔کسی کو
عَلَيْكُمْ۔تم پر
يُعِيْدُوْكُمْ۔لوٹا لیں گے تمہیں
اِذًا۔اس وقت
عَلَيْهِمْ۔ان کی
اللّٰهِ۔اللہ کا
لَا رَيْبَ۔نہیں شک
بَيْنَهُمْ۔آپس میں
عَلَيْهِمْ۔ان پر
غَلَبُوْا۔غالب آئے

وَّهُمْ۔حالانکہ وہ
ذَاتَ الْيَمِيْنِ۔دائیں جانب
بَاسِطٌ۔پھیلائے ہوئے ہے
اطَّلَعْتَ۔تو جھانکے
فِرَارًا۔بھاگتے ہوئے
وَكَذٰلِكَ۔اور اسی طرح
قَالَ۔بولا
لَبِثْتُمْ۔ٹھہرے تم
اَوْ۔یا
رَبُّكُمْ۔تمہارا رب
فَابْعَثُوْٓا۔تو بھیجو
اِلٰى۔طرف
اَزْكٰى۔زیادہ پاکیزہ
بِرِزْقٍ۔کھانا
وَلَا۔اور نہ
اِنَّهُمْ۔یقیناً وہ
يَرْجُمُوْكُمْ۔تو سنگسار کریں
فِيْ مِلَّتِهِمْ۔اپنے دین میں
اَبَدًا۔ہمیشہ تک
لِيَعْلَمُوْٓا۔تا کہ وہ جانیں
حَقٌّ۔سچا ہے
فِيْهَا۔اس میں
اَمْرَهُمْ۔اپنے کام میں
بُنْيَانًا۔ایک عمارت
عَلٰى۔اوپر

www.waseemziyai.com

اَمْرِهِمْ۔اپنے کام کے	لَنَتَّخِذَنَّ۔کہ ضرور بنائیں گے ہم	عَلَيْهِمْ۔ان پر
مَّسْجِدًا۔مسجد	سَيَقُوْلُوْنَ۔جلدی کہیں گے	ثَلٰثَةٌ۔تین ہیں	رَّابِعُهُمْ۔چوتھا ان کا
كَلْبُهُمْ۔ان کا کتا ہے	وَيَقُوْلُوْنَ۔اور کہیں گے	خَمْسَةٌ۔پانچ ہیں	سَادِسُهُمْ۔چھٹا ان کا
كَلْبُهُمْ۔ان کا کتا ہے	رَجْمًا۔پتھر پھینکتے ہیں	بِالْغَيْبِ۔بن دیکھے	وَيَقُوْلُوْنَ۔اور کہیں گے
سَبْعَةٌ۔سات ہیں	وَّثَامِنُهُمْ۔اور آٹھواں ان کا	كَلْبُهُمْ۔ان کا کتا ہے	قُلْ۔آپ کہہ دیں
رَبِّيْ۔میرا رب	اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے	بِعِدَّتِهِمْ۔ان کی گنتی	مَّا۔نہیں
يَعْلَمُهُمْ۔جانتے ان کو	اِلَّا۔مگر	قَلِيْلٌ۔تھوڑے	فَلَا۔تو نہ
تُمَارِ۔جھگڑا کر	فِيْهِمْ۔ان میں	اِلَّا۔مگر	مِرَآءً۔بحث
ظَاهِرًا۔کھلی ہوئی	وَّلَا۔اور نہ	تَسْتَفْتِ۔پوچھ	فِيْهِمْ۔ان کے متعلق
مِّنْهُمْ۔ان میں سے	اَحَدًا۔کسی کو		

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

''وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ۔اور تم انہیں گمان کرو گے جاگتا حالانکہ وہ سوتے ہیں''۔

رُقُوْدٌ۔راقد کی جمع ہے اور یہ نائم سونے والے کو کہتے ہیں۔ كَمَا قَالَ الْآلُوْسِیُ رُقُوْدٌ۔جَمْعُ رَاقِدٍ اَیْ نَائِمٍ۔

اور حسبان کی تعریف پر فرماتے ہیں: يَحْتَمِلُ اَنْ يَحْسِبَ الرَّائِیْ ذَالِکَ لِشِدَّةِ الْحِفْظِ الَّذِیْ كَانَ عَلَيْهِمْ وَقِلَّةِ التَّغَيُّرِ وَ ذَالِکَ لِاَنَّ الْغَالِبَ عَلَى النِّيَامِ اسْتِرْخَاءٌ وَ هَيْئَاتٌ يَقْتَضِيْهَا النَّوْمُ فَاِذَا لَمْ تَكُنْ لِنَائِمٍ يَحْسَبُهُ الرَّائِیْ يَقْظَانَ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایسی ہیئت سے حفاظت فرمائی کہ ان کے قریب کوئی جا ہی نہیں سکتا وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا کے معنی پر دیکھنے والے کو مخاطب کرنا ہے کہ اے دیکھنے والے تو جب انہیں دیکھے بیدار ہی جانے اس لئے کہ ان کی کروٹیں بدلنے اور آنکھیں کھلی رہنے سے ہر ایک کا گمان یہی ہوگا کہ وہ جاگ رہے ہیں۔

اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے جو تاریخی تتبع کے ماتحت بعض آزاد اہل کلام کر گئے کہ وہ اس غار میں گوشہ نشین رہ کر مر گئے اور جس حال میں مرے اس شکل میں ان کے ڈھانچے محفوظ رہے اور ان کی کروٹیں دائیں بائیں ہوا سے بدلتی رہیں۔ یہ مفہوم قرآن کریم کے بالکل مغایر ہے۔قرآن تو یہ فرماتا ہے کہ تو انہیں جاگتا محسوس کرے گا اگر دیکھے گا مگر وہ سو رہے ہیں۔

رُقُوْدٌ کے معنی میت کسی مفسر نے نہیں کئے اور اہل عرب بھی رُقُوْدٌ سے میت ہرگز مراد نہیں لیتے بہر حال جو قادر علی الاطلاق مردہ خاک کو زندگی بخشنے پر قادر ہے وہ بے خورد و نوش جسے جب تک چاہے زندہ بھی رکھ سکتا ہے۔ پھر آگے صاف ارشاد ہے کہ ان کے ڈھانچے ہوا سے نہیں ہلتے بلکہ وہ زندہ سو رہے ہیں

''وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ۔اور ہم بدلتے ہیں ان کی دائیں بائیں کروٹیں اور ان کا کتا اپنے بازو پھیلائے چوکھٹ پر پڑا ہے''۔

یعنی غار کے منہ پر ہے۔وصید کے معنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com

بِمَوْضِعِ الْبَابِ وَ مَحَلِّ الْعُبُوْرِ مِنَ الْكَهْفِ۔ وصید سے دروازہ اور غار میں جانے کا راستہ مراد ہے۔

اور یہ کروٹیں ڈھانچوں کا ہلنا نہیں بلکہ ہم انہیں دائیں بائیں کروٹ دلاتے ہیں۔

اور ان کا کتا بازو پھیلائے غار کے دھانہ پر پڑا ہے وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ نَامَ كَمَا نَامُوْا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ بھی سو رہا ہے جیسے وہ سو رہے ہیں۔

اور ان کے تنگ و تاریک غار میں رہنے سے بال اور ناخون اتنے بڑھ گئے کہ مہیب شکل ہو چکی ہے دیکھنے والا ڈر کر بھاگ جاتا ہے اور انسانی فطرت کا مقتضا بھی یہی ہے کہ اس کی روح منور مہیب نقشے سے گھڑتی ہے۔

''لَوِاطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا۔ اگر تو دیکھے انہیں تو پیٹھ دے کر بھاگنے کی ٹھانے اور ہیبت زدہ ہو جائے''۔

اس میں فصاحت کے لحاظ سے ایک طرف خطاب فرما کر عام مراد لی ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ کر کے یہ بتایا ہے کہ معاذ اللہ عزوجل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ڈر کر بھاگ جائیں۔

چنانچہ عہد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روم پر چڑھائی کرنے لگے اور اس غار کے پاس پہنچے تو اس غار کے اندر آدمی بھیجنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مشورہ دیا کہ آپ آدمی نہ بھیجیں اور لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا۔ فرمان حق کا خیال کریں مگر آپ نہ مانے اور چند آدمی اندر بھیجے وہ جیسے ہی اندر گئے ایک سخت لپٹ گرم ہوا کی ایسی آئی کہ وہ جل کر مر گئے۔

ان کی مدت قیام کہف پر صاف قرآن کریم کا ارشاد ہے: وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ یعنی وہ اپنے غار میں تین سو برس اور نو سال زائد ٹھہرے جس کی تفسیر اس سے اگلے رکوع میں آئے گی۔

یہاں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ پر آلوسی رحمہ اللہ فرما رہے ہیں: اَحْيَاءً مَضْرُوْبًا عَلٰى اٰذَانِهِمْ۔ اصحاب کہف تین سو سال مَضْرُوْبٌ عَلٰى اٰذَانِهِمْ زندہ رہے۔ مَضْرُوْبٌ عَلٰى اٰذَانِهِمْ کے معنی ہم اول لکھ چکے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ وہ تین سو نو سال تک زندہ سوتے رہے آئندہ رکوع میں اس آیہ کریمہ کے ماتحت مفصل تفسیر بیان ہوگی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی اصلی روایت یہ ہے جس کا خلاصہ ہم اول بیان کر چکے ہیں:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ مُعَاوِيَةَ غَزْوَةَ الْمَضِيْقِ نَحْوَ الرُّوْمِ فَمَرَرْنَا بِالْكَهْفِ الَّذِيْ فِيْهِ اَصْحَابُ الْكَهْفِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْ كُشِفَ لَنَا عَنْ هٰؤُلَاءِ فَنَظَرْنَا اِلَيْهِمْ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَ ذَالِكَ لَكَ قَدْ مَنَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذَالِكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فَقَالَ لَوِاطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَعْلَمَ عِلْمَهُمْ فَبَعَثَ رِجَالًا وَ قَالَ اذْهَبُوْا فَادْخُلُوا الْكَهْفَ وَ انْظُرُوْا فَذَهَبُوْا فَلَمَّا دَخَلُوْهُ بَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رِيْحًا فَاَخْرَجَتْهُمْ۔

اتنا اس میں اور ہے کہ جب وہ غار میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا بھیجی جس نے انہیں غار سے نکال دیا۔

www.waseemziyai.com

فَاَخْرَجَتْهُمْ کے یہ معنی ہیں اور فَاَحْرَقَتْهُمْ اگر پڑھا جائے تو جلانے کے معنی ہوں گے۔

اور ابن ابی حاتم شہر بن حوشب رحمہم اللہ سے ایک دوسری روایت بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں ایک شخص ضدی تھا جب وہ غار کی طرف سے گزرا تو بولا میں کبھی باز نہ آؤں گا جب تک انہیں نہ پھیر لوں اسے کہا گیا ایسا نہ کر قرآن کریم میں تو نے لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ کیا نہیں پڑھا اس نے انکار کیا اور اس غار میں جھانکا تو اس کی آنکھیں سپید ہو گئیں اور اس کے بالوں کا رنگ بدل گیا اس نے لوگوں سے کہا وہ سات اصحاب تھے۔

''وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ اور ایسے ہی ہم نے انہیں جگایا کہ وہ سوال کریں تو بولا ان میں سے ایک بولنے والا تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ بولے ایک دن رہے یا دن سے کم'' دوسرے بولے تمہارا رب ہی جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے جو آئندہ آیتوں میں بیان ہوگا۔

یعنی جیسے ہم نے ایک مدت طویل انہیں سلایا ایسے ہی جگایا تو آپس میں پوچھنے لگے چنانچہ ان میں سب سے بڑے مکسلمینا تھے اور خورد و نوش کے منتظم بھی تھے تو مکسلمینا نے فرمایا: كَمْ اَقَمْتُمْ نَائِمِيْنَ اور یہ سوال اپنی حالت کے تغیر کی وجہ سے کیا ایک قول میں نمازیں جو قضا ہوئیں ان کے ادا کرنے کے خیال سے سوال کیا۔

تو بعض بولے کہ ایک دن یا اس سے بھی کم ہم ٹھہرے ہیں اس لئے کہ جب ہم آئے تھے تو طلوع کا وقت تھا اور اب غروب قریب ہے۔ ان میں بعض نے اپنے ناخن اور بال بڑھے دیکھ کر کہا کہ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ ہم یہاں کتنی مدت رہے۔

وَاِنَّمَا يَعْلَمُهَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، مگر بھوک لگ رہی ہے لہٰذا

''فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ تو اپنے میں سے ایک کو بھیجو اپنے سکوں کے ساتھ اس شہر میں''۔

بِوَرِقِكُمْ – اَیْ بِدَرَاهِمِكُمُ الْمَضْرُوْبَةِ۔ یعنی ٹھپے ہوئے سکوں کے ساتھ۔

وَ قِيْلَ الْوَرَقُ الْفِضَّةُ مَضْرُوْبَةٌ اَوْ غَيْرَ مَضْرُوْبَةٍ۔ ورق چاندی ہے خواہ سکے والی ہو یا سادہ اور اس ترجمہ کی سند حدیث عرفجہ سے بھی ملتی ہے۔

اَنَّهٗ لَمَا قُطِعَ اَنْفُهٗ اِتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ وَرَقٍ فَاَنْتَنَ فَاَتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ۔ حضرت عرفجہ کی ناک کٹ گئی تھی تو آپ نے چاندی کے پترہ کی ناک بنوائی۔ مگر وہ متعفن ہو گئی تو آپ نے سونے کی ناک بنوا کر لگوائی۔

تو اس سے ظاہر ہوا کہ ورق کا اطلاق بغیر ٹھپے ہوئے نقرئی پترے پر بھی ہوتا ہے اور ٹھپے ہوئے پر بھی اور یہ دقیانوسی سکے وہ چلتے وقت اپنے ہمراہ لائے تھے۔

''فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔ تو وہ دیکھے کہ کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے تو لائے تمہارے لئے اس سے کھانا''۔ یعنی ازکی طعام وہ ہے جس میں شبہ حرمت نہ ہو۔

چنانچہ یملیخا اس کام کے لئے منتخب ہوئے یہ اس غار سے تقریباً تین میل شہر طرسوس جسے شہر افسوس بھی کہتے ہیں چل کر پہنچے انہیں چلتے وقت یہ بھی سمجھا دیا گیا تھا کہ

''وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ اور لازمی ہے کہ نہایت نرمی سے جائے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے۔ بے شک اگر وہ تمہیں جان

www.waseemziyai.com

گئے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور اگر ایسا ہوا تو تم کبھی بھی فلاح نہ پاؤ گے''۔

اصحاب کہف نے یہ گفتگو بایں خیال کی کہ ان کے نزدیک ابھی تک عہد دقیانوسی تھا اور وہی اس کی رعایا تھی جو شرک وکفر کرتی تھی۔

غرضکہ یملیخا بچتے بچاتے شہر کے دروازہ پر آئے تو دیکھ کر حیران رہ گئے اس لئے کہ شہر کی حالت ہی اور تھی۔ رعایا کی کیفیت بھی بدلی ہوئی تھی۔ دوسرے دروازہ پر آئے تو نقشہ ہی بدلا ہوا پایا۔ بازار دیکھا تو دکاندار بھی نئے تھے اور مذہب بھی وہ ہی ظاہر ہوا جو دقیانوس کے بالکل خلاف تھا یعنی دقیانوسی حکومت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لینے والے کو قتل کر ڈالتی تھی اور یہ سب مسیحی مذہب کے لوگ تھے اور غار کے قرب و جوار میں اور کوئی شہر بھی نہ تھا جس سے خیال ہوتا کہ راستہ بھول کر ادھر آ نکلے ہوں۔

مختصر یہ کہ ایک دکاندار کے پاس جا کر اسے وہ سکہ دیا اور کھانا مانگا۔

یا بروایت دیگر کسی کے ہاتھ سکہ دے کر کھانا منگایا۔

دکاندار سکہ دیکھ کر متحیر ہوا اور کہنے لگا یہ سکہ کس زمانہ کا ہے۔ پھر اس نے دوسرے دکان والے کو دکھایا اس نے دو چار کو آواز دی سب جمع ہو کر سکہ دیکھنے لگے غرضکہ اچھا خاصہ اجتماع ہو گیا۔

لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس شخص کے ہاتھ کوئی دفینہ لگا ہے اس کا یہ سکہ ہے۔

ایک اجنبی کو جیسے انوکھی صورت میں دیکھ کر تنگ کیا کرتے ہیں حضرت یملیخا کو بھی تنگ کرنا شروع کیا اور بھانت بھانت کی بولیاں ٹھولیاں بولی جانے لگیں۔

مجمع دیکھ کر پولیس بھی آ گئی۔ واقعہ سن کر انہیں پکڑ کر حاکم کے روبرو لے گئے۔

حاکم نے نہایت متانت سے بیان لیا اس میں حضرت یملیخا نے اپنی سرگزشت سنا دی اور بتا دیا کہ ہم دقیانوس کے خوف سے اس غار میں روپوش ہوئے ہیں اور یہ سکہ کسی دفینہ کا نہیں ہمارا اپنا ہے۔

ہم لوگوں کے یہ یہ نام ہیں ہماری ابھی آنکھ کھلی ہے تو ہم کھانا لینے بازار کی طرف آئے تھے۔

لوگوں نے مجھے اجنبی دیکھا اور سکہ بھی غیر متعارف آخر پکڑ کر آپ تک پہنچا دیا۔

بادشاہ نے تسلی دی اور کہا دقیانوس اگرچہ اس ملک کا ایک ظالم جابر بادشاہ تھا مگر اسے کئی سو برس گزر چکے ہیں اب میں مذہب عیسوی کا بادشاہ ہوں۔

حکم دیا پرانے کاغذات میں سے ان کا حال نکالو چنانچہ نکلا اور ان کے نام بھی ملے بادشاہ نے سمجھ لیا کہ یہ سچے ہیں۔

میری قوم میں چونکہ مرنے کے بعد اٹھنے میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے اس اختلاف کو مٹایا اور دکھایا کہ مرنے کے بعد ایسے ہی زندہ کیا جائے گا جیسے صدیوں سلانے کے بعد ان کو اٹھا دیا۔

پھر بادشاہ معہ اعیان دولت اور ارکان سلطنت اس غار پر آیا۔

حضرت یملیخا نے فرمایا پہلے مجھے جانے دو تا کہ وہ مجمع دیکھ کر خوفزدہ نہ ہوں۔

چنانچہ یملیخا غار میں گئے اور ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ پھر وہ باہر نہ آئے اور بادشاہ نے ہر چند کوشش کی مگر اندر نہ

www.waseemziyai.com

جاسکا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ بیدروس بادشاہ ان سے ملا، معانقہ کیا اور پھر رخصت ہوکر واپس آیا جیسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کے بعد ان کا انتقال غار ہی میں ہوگیا۔

چنانچہ ان کے غار میں تشریف لے جانے اور صدیوں بعد سلا کر اٹھانے میں جو حکمت تھی اسے واضح فرمایا جاتا ہے۔

''وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا۔ اور اسی طرح اطلاع کر دی ہم نے کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کچھ شبہ نہیں جب جھگڑ رہے تھے ان کے معاملہ میں لوگ تو کہنے لگے ان کی غار پر کوئی عمارت بناؤ''۔

اَیْ كَمَا اَنَمْنَاهُمْ وَ بَعَثْنَاهُمْ فَالْاِشَارَةُ فِيْهِ اِلَى الْاِنَامَةِ وَالْبَعْثِ۔

وَقَالَ الْعِزُّ بْنُ عَبْدِالسَّلَامِ فِيْ اَمَالِيْهِ الْاِشَارَةُ اِلَى الْبَعْثِ الْمَخْصُوْصِ وَ هُوَ الْبَعْثُ بَعْدَ تِلْكَ الْاِنَامَةِ الطَّوِيْلَةِ۔

وَاَصْلُ الْعُثُوْرِ كَمَا قَالَ الرَّاغِبُ السُّقُوْطُ لِلْوَجْهِ يُقَالُ عَثَرَ عُثُوْرًا وَ عِثَارًا اِذَا سَقَطَ لِوَجْهِهٖ۔

وَ جَعَلَهُ الْغَوْرِیْ حَقِيْقَةً فِي الْاِطِّلَاعِ عَلٰى اَمْرٍ كَانَ خَفِيًّا۔

اَیْ وَ كَذَالِكَ اَطْلَعْنَا النَّاسَ عَلَيْهِمْ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ سلانے کے بعد جگا کر لوگوں کو کسی کے حال سے مطلع کرنا عثور ہے اور لغوی حیثیت سے عثر منہ کے بل گرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ اور یہ گرنا اپنی جگہ کی اطلاع دینا ہوتا ہے اس لئے حاصل معنی اطلاع دینے کے لئے ہی لئے گئے۔

تو حاصل معنی یہ ہوئے کہ جس طرح اپنی قدرت کاملہ سے انہیں سلا کر اٹھایا اسی طرح انہی لوگوں پر ہم نے ظاہر فرما دیا تا کہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

اس لئے کہ ان کی اتنی طویل مدت تک سو کر جاگنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مر کر زندہ ہو۔ چنانچہ قوم نے اس امر کا منشاء معلوم کر لیا کہ تین سو نو برس بعد جو روح کو جسم کے متعلق کر دینے پر قادر ہے تمام عالم کو ایک مدت مدید کے بعد اٹھانے پر کیوں نہ قادر ہو۔

اور یہ مشاہدہ اسی موقعہ پر کرایا گیا جب وہ اس امر میں جھگڑ رہے تھے کہ حشر ابدان ہوگا یا حشر ارواح بعض تو اس تصور پر قائم تھے کہ روح جو ایک جوہر لطیف ہے، محشور ہوگی بعض کا اعتقاد تھا کہ جسم معہ روح اٹھیں گے۔

ایک قول یہ ہے کہ اصحاب کہف کے متعلق بھی یہ خیال تھا کہ وہ غار میں مر چکے ہیں۔ بعض کہتے تھے وہ ابھی تک سو رہے ہیں۔

ایک قول ہے کہ وہ اس امر پر جھگڑ رہے تھے کہ اس غار پر عمارت بنے کہ لوگ اس میں آ کر ٹھہریں۔

بعض کہتے تھے کہ عبادت گاہ بنائی جائے۔

بہر حال آگے کا مضمون بتاتا ہے کہ عمارت والے کامیاب نہ ہوئے اور بیدروس اور اس کے ارباب سلطنت جو عبادت

www.waseemziyai.com

گاہ بنانے کی رائے رکھتے تھے وہ کامیاب ہوگئے جیسا کہ ارشاد ہے:

''رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا۔ ان کا رب خوب جانتا ہے کہ وہ سو گئے یا مر گئے۔ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو غالب رہے ان کے اس کام میں کہ ہم ضرور ان پر مسجد بنائیں گے''۔

یعنی اس امر کا علم اللہ ہی کو ہے کہ وہ سو رہے ہیں یا کیا۔

اور ان کی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت کی تجویز میں اختلاف ہوا اور شاہ طرطوس بیدروس اور اس کے اعیان دولت غالب رہے انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے تا کہ لوگ نمازیں پڑھیں اور اصحاب کہف کے قرب کی برکت حاصل کریں۔ (مدارک)

فائدہ

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگوں کے مزارات پر نہیں بلکہ ان کے قریب مسجدیں بنانا پہلے مسلمانوں کا طریقہ مستمرہ ہے اور قرآن کریم اس کا ذکر لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا فرما کر کرنا اور اس سے اول یا آخر اس طریقہ کا رد نہ فرمانا اس فعل کے مباح اور جائز ہونے کی دلیل ہے۔

دوسرے یہ امر بھی اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کا قرب و جوار حاصل کرنے سے برکت حاصل ہوتی ہے تو اہل اللہ عزوجل کے مزارات پر عوام مسلمین کا اجتماع بغرض حصول برکت جانا جائز اور زیارت قبور سنت اور موجب ثواب ہے۔

چنانچہ حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اول ابتداء اسلام میں مصلحتاً زیارت قبور کی ممانعت فرما دی تھی کہ کہیں بت پرستی کرتے کرتے قبر پرستی نہ کرنے لگ جائیں لیکن جب قبر و مقبور اور مسجود و معبود میں عوام کی نظریں امتیاز کرنے لگ گئیں تو فرمایا نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ الَا فَزُوْرُوْهَا۔ ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع فرمایا تھا۔ خبردار رہو اب زیارت کو جایا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

اور اس میں صاحب سعادت رحمہ اللہ لکھتے ہیں: زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ مُسْتَحَبٌّ فَاِنَّهٗ يُوْرِثُ رِقَّةَ الْقَلْبِ وَ يُذَكِّرُ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى اِلٰى غَيْرِ ذَالِكَ مِنَ الْفَوَائِدِ وَالْعُمْدَةُ فِيْ ذَالِكَ الدُّعَا لِلْمَيِّتِ وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ وَ بِذَالِكَ وَرَدَتِ السُّنَّةُ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ بِالْبَقِيْعِ وَ يُسَلِّمُ عَلٰى اَهْلِهَا وَ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ وَاَمَّا الْاِسْتِمْدَادُ بِاَهْلِ الْقُبُوْرِ فِيْ غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوِالْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدْ اَنْكَرَهٗ كَثِيْرٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَاَثْبَتَهُ الْمَشَائِخُ الصُّوْفِيَّةُ قَدَّسَ اللّٰهُ اَسْرَارَ هُمْ وَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ ذَالِكَ اَمْرٌ مُقَدَّرٌ عِنْدَ اَهْلِ الْكَشْفِ وَالْكَمَالِ مِنْهُمْ۔

وَلَا شَكَّ فِيْ ذَالِكَ عِنْدَهُمْ حَتّٰى اَنَّ كَثِيْرًا مِنْهُمْ حَصَلَ لَهُمُ الْفُيُوْضُ مِنَ الْاَرْوَاحِ وَ تُسَمّٰى هٰذِهِ الطَّائِفَةُ اُوَيْسِيَّةٌ فِيْ اِصْطِلَاحِهِمْ۔

زیارت قبور مستحب ہے اس سے رقت قلب اور موت کی یاد حاصل ہوتی ہے اس کے علاوہ اور بہت سے فائدے ہیں سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ میت کے واسطے دعا اور استغفار ہو جاتی ہے اسی وجہ سے احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ

www.waseemziyai.com

علیہ وسلم بقیع تشریف لاتے اور اہل قبور پر سلام فرماتے ان کے لئے استغفار بھی فرماتے۔

لیکن استمداد اہل قبور سوا ذات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کے اس سے بہت سے فقہاء نے انکار کیا ہے لیکن مشائخ صوفیہ قدس اسرارہم اور بعض فقہاء نے اسے ثابت کیا اور اپنے مکاشفات کے ذریعہ فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ کافی مدد چاہنے والے فیض حاصل کرتے ہیں اور ان کی روحیں یقیناً مدد کرتی ہیں اس طبقہ کو اویسی طبقہ کہتے ہیں۔

قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَبْرُ مُوْسَی الْکَاظِمِ تَرْیَاقٌ مُجَرَّبٌ لِاِجَابَةِ الدُّعَاءِ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر امام موسیٰ کاظم مقبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے۔

قَالَ حُجَّةُ الْاِسْلَامِ مُحَمَّدُنِ الْغَزَالِیْ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَنْ یُسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِهٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مِمَّاتِهٖ وَ اٰدَابُ الزِّیَارَةِ اَنْ یَقُوْمَ مُسْتَقْبِلَ الْقَبْرِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ حِذَاءَ الْوَجْهِ وَاَنْ یُسَلِّمَ وَلَا یَمْسَحَ الْقَبْرَ وَلَا یُقَبِّلَهٗ وَلَا یَنْحَنِیَ۔

حضرت شیخ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس سے زندگی میں مدد ہو وہ بعد وفات بھی مدد کرے گا اور زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف پشت کرے، قبر کی سمت رخ کرے اور میت کے چہرے کے برابر کھڑا ہو اور سلام کرے۔ قبر کو ہاتھ نہ لگائے۔ نہ اسے چومے نہ جھکے۔

وَالزِّیَارَةُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَفْضَلُ خُصُوْصًا فِیْ اَوَّلِهٖ۔ زیارت قبور جمعہ کے روز قبل از نماز جمعہ افضل ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ یُعْطٰی لِلْمَیِّتِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ الْاِدْرَاکُ اَکْثَرَ مِمَّا لَایُعْطٰی فِیْ سَائِرِ الْاَیَّامِ۔

میت کو جمعہ کے دن ادراک اور ایام سے زیادہ ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث ہے جو ابن ماجہ سے مشکوٰۃ میں منقول ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِی الدُّنْیَا وَ تُذَکِّرُهُ الْاٰخِرَةُ۔

ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع فرمایا تھا تو اب زیارت کیا کرو کہ اس سے زہد فی الدنیا حاصل ہوتا ہے اور آخرت کی یاد بڑھتی ہے۔ اور لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ پر فرماتے ہیں:

قَدْ رَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ هٰذَا کَانَ قَبْلَ اَنْ یُرَخِّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِیْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ۔

جو عورتیں زیارت قبور کریں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

اس پر بعض اہل علم کی یہ رائے ہے کہ یہ حکم اجازت سے اول تھا اور جب اجازت دے دی تو اس اجازت میں عورت مرد سب داخل ہیں۔ ایسا ہی مرقاۃ میں ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا پر فرماتے ہیں:

وَاسْتِدْلَالٌ بِالْاٰیَةِ عَلٰی جَوَازِ الْبِنَاءِ عَلٰی قُبُوْرِ الصُّلَحَاءِ وَاتِّخَاذِ مَسْجِدٍ عَلَیْهَا وَ جَوَازُ الصَّلٰوةِ فِیْ ذَالِکَ۔ (روح المعانی) اس آیت کریمہ سے جواز بناء اور تعمیر مسجد قبور صلحاء پر جائز ہونے کا استدلال کیا ہے اور اداء نماز

www.waseemziyai.com

علی القبور کی اباحت مانی ہے۔

اس کے بعد علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے احادیث واقوال فقہا سے مقابر پر نماز ادا کرنے اور مقابر پر چراغ وغیرہ جلانے کی ممانعت کر کے آخر میں لکھا ہے:

اَنَّ اتِّخَاذَهُمُ الْمَسْجِدَ عَلَيْهِمْ لَيْسَ عَلٰى طَرْزِ اِتَّخَاذِ الْمَسَاجِدِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ الْمَلْعُوْنُ فَاعِلُهُ وَاِنَّمَا هُوَ اِتِّخَاذُ مَسْجِدٍ عِنْدَهُمْ وَ قَرِيْبًا مِنْ كَهْفِهِمْ وَقَدْ جَاءَ التَّصْرِيْحُ بِالْعِنْدِيَّةِ فِيْ رِوَايَةِ الْقِصَّةِ عَنِ السُّدِّيْ وَ وَهْبٍ وَ مِثْلُ هٰذَا الْاِتِّخَاذِ لَيْسَ مَحْظُوْرًا اِذْ غَايَةُ مَا يَلْزَمُ عَلٰى ذَالِكَ اَنْ يَّكُوْنَ نِسْبَةُ الْمَسْجِدِ اِلَى الْكَهْفِ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ كَنِسْبَةِ الْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ اِلَى الْمَرْقَدِ الْمُعَظَّمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وَ يَكُوْنُ قَوْلُهُمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا اَىْ ذَالِكَ الْاِتِّخَاذُ كَانَ عَلَى الْكَهْفِ فَوْقَ الْجَبَلِ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ۔

ان اصحاب کہف پر مسجد بنانا اس طرح نہیں تھا جیسے کہ قبروں پر مسجدیں بنانا منع ہے اور ایسی مسجد بنانے والا لعنتی ہے بلکہ یہ مسجد ان کے غار کے قریب بنائی گئی تھی کیونکہ وہب اور سدی کی روایت میں صاف لفظ ہیں کہ وہ ان کے قریب بنائی گئی تھی اور اس طرح مسجد بنانا منع نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس مسجد کی نسبت غار کی طرف ہے جیسا کہ مسجد نبوی کی نسبت قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف ہے۔

اور ان کا یہ کہنا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے یعنی مسجد بنانا غار پر پہاڑ کے اوپر جس پہاڑ کی غار میں اصحاب کہف تھے۔

اور اس طرح مسجد کا بنانا محظور وممنوع نہیں اس لئے کہ یہ مسجد غار کے پاس ایسی ہی بنائی گئی تھی۔ جیسے مسجد نبوی قبر مطہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بنائی گئی تھی۔

وَ يَكْفِيْكَ فِيْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ تَتَبُّعُ مَا صَنَعَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَبْرِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ هُوَ اَفْضَلُ قَبْرٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ بَلْ اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ۔

حق بات سمجھنے کے لئے کافی ہے اس امر کا تتبع جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر اطہر پر کیا اور وہ روئے زمین کی قبروں سے افضل ہے بلکہ عرش عظیم سے بھی برتر ہے۔

چنانچہ قبر پر مجرد اسم مقبور لکھنا خصوصاً قبور انبیاء وصلحاء مستحب ہے کیونکہ یہ طریقہ یادگار کے لئے مستحب ہے۔

وَنَدْبَ كِتَابَةُ اسْمِهِ الْمُجَرَّدِ وَالتَّعْرِيْفِ بِهٖ عَلٰى طُوْلِ السِّنِيْنَ لَا سِيَّمَا قُبُوْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ لِاَنَّهٗ طَرِيْقٌ لِلْاِعْلَامِ الْمُسْتَحَبِّ۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ غار کہاں ہے اس پر آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّهُمُ اخْتَلَفُوْا فِيْ تَعْيِيْنِ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ وَالْكَهْفِ وَ قَدْ مَرَّتْ عَلَيْكَ بَعْضُ الْاَقْوَالِ۔ موضع مسجد کہف میں اختلاف ہے اس پر اول بھی کچھ بیان ہو چکا ہے۔

وَفِي الْبَحْرِ اَنَّ فِي الشَّامِ كَهْفًا فِيْهِ مَوْتٰى وَ يَزْعَمُ مُجَاوِرُوْهُ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ الْكَهْفِ وَ عَلَيْهِمْ

www.waseemziyai.com

مَسْجِدٌ وَ بِنَاءٌ يُسَمَّى الرَّقِيْمُ – وَ مَعَهُمْ كَلْبٌ رَمَّةٌ۔

شام میں ایک غار ہے جس میں کچھ میتیں ہیں اس کے مجاور گمان کرتے ہیں کہ یہی اصحاب کہف ہیں ان پر مسجد اور عمارت ہے جسے رقیم کہتے ہیں اور ان کے ساتھ کتا بھی ہے۔

وَبِالْاُنْدُلُسِ فِیْ جِهَةِ الْغَرْنَاطَةِ بِقُرْبِ قَرْيَةٍ تُسَمّٰى لُوْشَةُ كَهْفٌ فِيْهِ مَوْتٰى وَ مَعَهُمْ كَلْبٌ رَمَّةٌ وَاَكْثَرُهُمْ قَدِ انْجَرَدَ لَحْمُهٗ وَ بَعْضُهُمْ مُتَمَاسِكٌ وَ قَدْ مَضَتِ الْقُرُوْنُ السَّالِفَةُ وَلَمْ نَجِدْ مِنْ عِلْمِ شَانِهِمْ وَ يَزْعَمُ نَاسٌ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ الْكَهْفِ۔

غرناطہ جہت میں اندلس کے قریب ایک گاؤں ہے جسے لوشہ کہف کہتے ہیں ان میں کچھ میتیں ہیں اور ان کے ساتھ کتا بھی ہے اور ان میں سے اکثر لاشوں کا گوشت الگ ہو چکا ہے اور بعض کا گوشت ساتھ ان پر کتنی صدیاں گزر چکی ہے اور ہمیں کوئی ایسا نہ ملا جو ان کی تحقیق جانتا ہو اگر چہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہی اصحاب کہف ہیں۔

اس قسم کی اور مختلف روایات ہیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِيْ رُوْحِ الْمَعَانِيْ۔

اور یہ واقعہ کب ہوا اس پر حسن وغیرہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

اَنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ بِعْثَةِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِدَلَالَتِهٖ اَنَّ لَهُمْ عِلْمًا فِي الْجُمْلَةِ بِاَحْوَالِهِمْ وَهُوَ يَسْتَلْزِمُ اَنْ يَكُوْنَ لَهُمْ ذِكْرٌ فِي التَّوْرَاةِ۔ یہ بعثت موسیٰ علیہ السلام سے قبل کا واقعہ معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ یہود کو اس کا علم تھا اس لئے لازم آتا ہے کہ یہ ذکر توریت میں ہے۔

لیکن جب ان کا ذکر ہوتا ہے تو ایک قول بیان نہیں کرتے بلکہ

کوئی کہتا ہے کہ وہ تین تھے اور چوتھا کتا تھا اور کوئی کہتا ہے پانچ تھے چھٹا کتا ہے یہ اٹکل کے جھاڑے ہیں جسے عربی محاورہ میں رَجْمًا بِالْغَيْبِ کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ۔ اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے''۔ یہ نصاریٰ نجران میں سید اور عاقب کا قول تھا۔

''وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ۔ اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے''۔ بے دیکھے رَجْمًا بِالْغَيْبِ اٹکل کے جھاڑے دیتے ہیں یہ قول عرب نصاریٰ کا تھا۔ دونوں قولوں کا رد رَجْمًا بِالْغَيْبِ فرما کر دیا گیا اور بتا دیا کہ یہ محض قیاس آرائی ہے۔

اور تیسرا قول اہل اسلام کا جو تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے تھا۔ چنانچہ فرمایا:

''وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ۔ اور مسلمان کہتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا ہے''۔

ان پر ارشاد ہوا کہ اے حبیب فرما دیجئے کہ جہانوں کی تفصیل اور ماضی و مستقبل کے حالات تو میرا رب ہی خوب جانتا ہے اور تھوڑے بندے اس کی تعلیم سے جانتے ہیں انہی میں اہل اسلام ہیں قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے نام بتلائے اور فرمایا یہ بادشاہ کے دائیں بائیں کے خواص اور مصاحب تھے۔

دائیں طرف کے خواص میں یملیخا، مکشملینا، شلینا تھے۔

www.waseemziyai.com

اور بائیں طرف کے خواص میں زمرنوش، برنوش، شاذنوش تھے۔

اور ساتواں وہ چرواہا تھا جو راستہ میں ان کے ساتھ ہولیا تھا جس کا نام کشفیط طونوس تھا اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا اور اس شہر کا نام جس میں یہ غار ہے افسوس یا طرطوس تھا۔ (بیضاوی)

خلاصہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا حال بیان ہو چکا تو اب کسی کہنے والے یا رَجْمًا بِالْغَیْبِ کرنے والے سے تحقیق کرنا تحصیل حاصل ہے۔ چنانچہ فرمادیا یہ اختلاف اقوال محض اٹکل کے جھاڑے ہیں۔

''فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا۔ تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی جو تم پر ظاہر ہو چکی اور ان کے متعلق کسی کتابی نصرانی و یہودی سے کچھ نہ پوچھو''۔

جو آپ سے سوال کرے اسے قرآن کے بیان کردہ حالات سنا دو اور یہود و نصاریٰ کی تجہیل و تردید نہ کرو اور کسی سے ان کا حال دریافت نہ کرو۔ یہ بحث و تمحیص مکارم اخلاق نبوت کے شایان نہیں۔ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْمُحَاجَةُ فِيمَا فِيهِ مِرْيَةٌ اَیْ تَرَدُّدٌ۔

مزید توضیح و تشریح تاریخی روشنی میں

شہر افسوس یا افس جسے طرطوس بھی کہتے ہیں ایشیائے کوچک کا ایک شہر ہے اسی شہر میں ارتیمس ایک دیوی کا مندر تھا جو عجائبات عالم میں شمار کیا جاتا تھا اس مندر کو کسی شخص نے اس رات جلا ڈالا جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا۔

پھر اس مندر کو دوبارہ اسی طرح بنا دیا گیا۔

اس شہر میں تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے اس کے اندر وہ غار ہے جس میں اصحاب کہف روپوش ہوئے یہ غار کئی میل عریض ہے اس میں کئی شاخیں اور ہیبت ناک درے ہیں۔

یہ شہر قیاصرۂ روم کے عہد میں بہت بارونق تھا۔ اب ویران ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسے عیسائی اور مسلمان دونوں عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں تواریخ منطبق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی خانقاہ ہے جس کے لئے فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا اور لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا۔ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

اور یہ بیدروس کے عہد میں اصحاب کہف کے ظاہر ہونے کے بعد بنائی گئی معلوم ہوتی ہے۔

اور اصحاب کہف کا واقعہ ڈیشیش یعنی دقیانوس کے عہد میں ہوا۔

یہ قیصر روم کے عہد میں ہوا ہے۔ چنانچہ مؤرخین بتاتے ہیں کہ ۲۴۹ء کے بعد جب قیصر فیلبوس کی جگہ ڈیشیش یعنی دقیانوس تخت نشین ہوا تو یہ سخت ظالم اور سفاک تھا۔

سلطنت روم اس زمانہ میں بہت وسیع تھی ان کا پایۂ تخت ملک روم تھا۔

یہ لوگ بت پرست تھے اور بالخصوص چوپڑ کی پرستش ان کے یہاں قانوناً فرض تھی اس حکم کے خلاف کرنے اور عدول حکمی میں اول فہمائش ہوتی تھی پھر قتل کیا جاتا یا درندوں کے آگے ڈالا جاتا یا آگ میں جلایا جاتا یا لوہے کے گرم ستون سے باندھ دیا جاتا۔ یہ عیسائیوں کی تواریخ کلیسا میں تصریح موجود ہے۔

www.waseemziyai.com

واقعہ اصحاب کہف لارڈ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چھٹے باب کے حاشیہ پر لکھتا ہے۔

کہتے ہیں افس کے رہنے والے سات جوان ڈیشیش (یعنی دقیانوس) کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے وہاں دوسو برس تک برابر سوتے رہے پھر جب جاگے اور ان میں سے ایک شہر میں گیا تو وہاں تمام حاکم ومحکوم کو پورا عیسائی دیکھ کر نہایت تعجب میں آیا یہ نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت سی خیالی باتوں کے ساتھ مل کر مذکور ہے۔

اس میں اس خواب کے ایام بجائے دوسو برس کے تین سونو برس لکھے ہیں پس اس کو جس طرح بھی سمجھیں مبالغہ صاف ہے۔

غرض کہ واقعہ کی ابتداء دوسوانچاس عیسوی میں ہے۔

اور تین سونو برس سوتے رہے تو ان کی بیداری ۵۵۷ء میں ہوئی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۵۷۳ء میں ہے۔

اس حساب سے اصحاب کہف کی بیداری تخمیناً بارہ تیرہ سال پیشتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ہوئی۔

اور مزید تاریخی تحقیق برائے وسعت معلومات

تفسیر ابن جریر، جغرافیۂ بائیبل، ارض قرآن، طبری، نیو انسائیکلو پیڈیا ایچ، جی لنڈن، معجم البلدان، احسن التفاسیر للمقدسی کے اقتباس کر کے ہم پیش کر رہے ہیں۔

جس سے ناظرین کرام سمجھ سکیں گے کہ واقعہ اصحاب کہف کتنا مشہور اور مہتم بالشان ہے۔

اصحاب الکہف والرقیم، رقیم ایک سلاع یا پڑاؤ۔ عقبہ سے ۹۰ میل مسافت پر واقع ہے۔ نیو انسائیکلو پیڈیا، ایچ، جی او سٹیل لنڈن۔

۲- رقیم اس وادی کا نام ہے جو عسفان اور ایلہ کے مابین فلسطین کے اوپر واقع ہے یہ وادی ایلہ کے قریب ہے کما قال ابن جریر جلد ۱۰۔ اَلرَّقِیْمُ وَادٍ بَیْنَ عَسْفَانَ وَاِیْلَۃَ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنْھُمَا۔

۳- رقیم کے شمالی رخ بیس میل پر بحرمیت کی جھیل ہے اور شرقی جانب شمالی عرب کا ریگستان ہے اور سامنے ارض اودم اور سلسلۂ جبال ہے۔ جغرافیہ بائیبل

۴- رقیم بیضوی شکل پر ہے اور نشیب میں واقع ہے یہاں کی عمارتیں پہاڑ تراش کر بنائی گئی ہیں اور نہایت شاندار ہیں۔ رقیم تک جانے کے لئے ایک سنگ درہ ہے۔ جس کا نام شق ہے۔ جغرافیہ بائیبل

۵- اس کی ابتدائی تاریخ چوتھی صدی سنہ ق م سے شروع ہے اس کا بانی مدین کا بادشاہ رقیم تھا۔ ارض القرآن۔ یوسیفوس یہودی مؤرخ ۱۰۰ء

۶- مدیانی قوت کے اضمحلال کے بعد بنو ادوم مسلط ہو گئے اور عرصہ تک حکمران رہے۔ آخر ش ادومی شاہ ہدار کے زمانہ میں رومیوں اور بنی اسرائیل میں سخت معرکہ آرائی ہوئی ۹۰۰ ق م میں اموحیا شاہ یہود نے رقیم فتح کیا پھر بعد چندے یہود کو زوال ہوا تو اہل سیر یا برسر اقتدار آئے مگر میڈیا کے غلبہ سے فائدہ اٹھا کر انباط بنو اسماعیل نے اس پر قبضہ کر لیا اور رقیم ان کا صدر مقام ہوا۔ یہ تجارت عالم کا مرکز بھی تھا اور وادیٔ موسیٰ دنیا کی مشہور ترین شاہراہ امام المبین کے نام سے مشہور

www.waseemziyai.com

تھی۔یہی ارض ثمود کے مرکز حجر پر بھی قابض تھے اور یہیں کے لوگ اصحاب الحجر کہلاتے تھے۔

رقیم کا آخری بادشاہ انباط حارث رابع جو معاصر حضرت یحییٰ علیہ السلام تھا، ہوا۔اس نے یہودی بادشاہ ہیروڈ ٹس قاتل حضرت یحییٰ پر فوج کشی کی اور اسے مار بھگایا اور دولت انباط ادومہ کی قوت سے تاب مقاومت نہ لا سکے اور ہمیشہ کے لئے اپنی آزادی کھو بیٹھے۔(طبری جلد اول)

۷- ۱۵۰ ق م میں اصحاب کہف کا واقعہ ہوا۔۱۰۶ ق م عہد دقیانوس تھا۔سکندر مقدونی نے بھی اس جگہ حملہ کیا اور ۱۰۶ ق م میں قیصر ٹراجن شاہ روم کے زیر نگین آیا۔

۵۴۰ء میں اصحاب کہف سو کر دو سو برس بعد شاہ تھوڈس کے زمانہ میں جاگے یا دوبارہ زندہ ہوئے پھر اسلام کے عہد میں رقیم کو عروج نہ ہوا اب وہاں کھنڈرات ہیں علامہ یعقوب حموی کہتے ہیں کہ لوگ اسی مقام کو اصحاب کہف کا وطن بتاتے ہیں۔(معجم البلدان جلد ۴)

۸- رقیم کا حال اسطخری متوفی ۳۴۰ھ اور علامہ بشاری مقدسی متوفی ۳۷۰ھ نے لکھا ہے۔احسن التقاسیر للمقدسی۔

۹- کہف (غار) جو شہر افسوس دریائے ایجیسن کے کنارے پر واقع تھا اس شہر سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔

۱۰- قزوینی آثار البلاد میں کہتے ہیں شہر افسوس روم میں مشہور شہر ہے۔یہ دقیانوس ظالم بادشاہ کا شہر ہے جس کے خوف سے اصحاب کہف روپوش ہوئے کہف اور شہر میں چھ میل کا فاصلہ ہے۔

اور کہف کا منہ بنات النعش ستاروں کی طرف تھا اس میں دھوپ نہیں جاتی تھی۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع-سورۃ کہف-پ ۱۵

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾	اور ہرگز نہ کہنا کسی بات کے لئے کہ میں یہ کل کروں گا۔
اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾	مگر یہ کہ انشاء اللہ کہو اور یاد کرو اپنے رب کو جب بھول جاؤ اور کہو قریب ہے کہ اللہ مجھے راہ دے نزدیک اس سے راستے کی۔
وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾	اور وہ ٹھہرے اس غار میں تین سو برس اور نو اوپر۔
قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۫ وَّ لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾	فرما دیجئے اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنی مدت ٹھہرے اسی کے لئے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا۔وہ خوب دیکھتا اور سنتا ہے نہیں ان کا اس کے سوا کوئی ولی اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو۔
وَ اتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾	اور پڑھو وہ جو وحی ہوئی تمہاری طرف تمہارے رب کی کتاب نہیں بدلنے والا کوئی اس کی باتوں کو اور ہرگز نہ پاؤ گے تم اس کے سوا پناہ۔

www.waseemziyai.com

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

اور رابطہ رکھو اپنی جان کا ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام چاہتے ہیں اس کی رضا اور نہ تجاوز کریں تمہاری آنکھیں ان سے کیا چاہتے ہو زینت حیات دنیا اور نہ پیروی کرو اس کی جسے ہم نے غافل دل دیا اپنے ذکر سے اور جو متبع ہوا اپنی حرص کا اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز ہو گیا۔

وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

اور فرما دیجئے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے ہم نے تیار کی ہے ظالموں کے لئے وہ آگ جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر وہ پکاریں پانی کے لئے تو دیا جائے گا انہیں وہ پانی جو کھولتا ہوا ہو جھلس دے گا ان کے منہ بہت برا پینا ہے اور ٹھہرنے کی جگہ بہت بری ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾

بے شک وہ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے بے شک ہم نہیں ضائع کریں گے بدلہ اس کا جو اچھے عمل کرے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾

یہ ہی ہیں کہ ان کے لئے جنت میں باغ ہیں جس کے نیچے نہریں رواں ہیں اس میں کنگن سونے کے اور پہنیں کپڑے سبز کریب اور قناویز کے بیٹھے ہوں گے تکیہ لگائے ان میں تختوں پر اچھا بدلہ ہے اور بہترین جگہ ہے آرام کی۔

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

وَلَا - اور نہ	تَقُوْلَنَّ - کہہ	لِشَایْءٍ - کسی چیز کے متعلق	اِنِّیْ - کہ میں
فَاعِلٌ - کرنے والا ہوں	ذٰلِكَ - یہ کام	غَدًا - کل	اِلَّآ - مگر
اَنْ - یہ کہ	یَّشَآءَ - چاہے	اللّٰهُ - اللہ	وَاذْكُرْ - اور یاد کر
رَّبَّكَ - اپنے رب کو	اِذَا - جب	نَسِیْتَ - تو بھول جائے	وَقُلْ - اور کہہ
عَسٰی - قریب ہے	اَنْ - یہ کہ	یَّهْدِیَنِ - راہ دکھائے مجھے	رَبِّیْ - میرا رب
لِاَقْرَبَ - قریب	مِنْ هٰذَا - اس سے	رَشَدًا - بھلائی کی	وَلَبِثُوْا - اور ٹھہرے وہ
فِیْ كَهْفِهِمْ - اپنی غار میں	ثَلٰثَ مِائَةٍ - تین سو	سِنِیْنَ - برس	وَازْدَادُوْا - اور زیادہ کئے

www.waseemziyai.com

انہوں نے
أَعْلَمُ۔بہتر جانتا ہے
غَيْبُ۔غیب
وَأَسْمِعْ۔اور سنتا ہے
وَّلَا۔اور نہیں
وَاتْلُ۔اور پڑھ
مِنْ كِتَابِ۔کتاب
لِكَلِمٰتِهٖ۔اس کی باتوں کو
مُلْتَحَدًا۔کوئی پناہ
الَّذِيْنَ۔ان کے
وَالْعَشِيِّ۔اور شام
تَعْدُ۔پھیر
زِيْنَةَ۔زینت
تُطِعْ۔کہا مان
عَنْ ذِكْرِنَا۔اپنی یاد سے
أَمْرُهٗ۔اس کا کام
مِنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب کی طرف سے
فَلْيُؤْمِنْ۔ایمان لائے
إِنَّآ۔بے شک ہم نے
أَحَاطَ۔گھیر لیں گے
يَّسْتَغِيْثُوْا۔وہ پانی مانگیں گے
يَشْوِي۔جھلس دے گا
وَسَآءَتْ۔اور برا ہے
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
لَانُضِيْعُ۔نہیں ضائع کرتے
عَمَلًا۔عمل
عَدْنٍ۔جنت کے
يُحَلَّوْنَ۔پہنائے جائیں گے

تِسْعًا۔نو برس
بِمَا۔جتنا
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
مَالَهُمْ۔نہیں ان کے لئے
يُشْرِكُ۔شریک کرتا
مَآ۔جو
رَبِّكَ۔تیرے رب کی
وَلَنْ۔اور کبھی نہ
وَاصْبِرْ۔اور روک
يَدْعُوْنَ۔جو پکارتے ہیں
يُرِيْدُوْنَ۔چاہتے ہیں
عَيْنٰكَ۔اپنی آنکھیں
الْحَيٰوةِ۔زندگی
مَنْ۔اس کا کہ
وَاتَّبَعَ۔اور پیچھے لگا
فُرُطًا۔حد سے گزرنا

وَّمَنْ۔اور جو
أَعْتَدْنَا۔تیار کی
بِهِمْ۔ان کو
يُغَاثُوْا۔تو دیئے جائیں گے
الْوُجُوْهَ۔چہروں کو
مُرْتَفَقًا۔ٹھکانا
وَعَمِلُوا۔اور عمل کئے
أَجْرَ۔اجر
أُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
تَجْرِيْ۔چلتی ہیں
فِيْهَا۔اس میں

قُلِ۔کہہ
لَبِثْتُمْ۔وہ ٹھہرے
وَالْأَرْضِ۔اور زمین کا
مِّنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سوا
فِيْ حُكْمِهٖٓ۔اپنی حکومت میں
أُوْحِيَ۔وحی کی گئی
لَا۔نہیں
تَجِدَ۔پائے گا تو
نَفْسَكَ۔اپنی جان کو
رَبَّهُمْ۔اپنے رب کو
وَجْهَهٗ۔اس کی رضا
عَنْهُمْ۔ان سے
الدُّنْيَا۔دنیا کی
أَغْفَلْنَا۔غافل کر دیا ہم نے
هَوٰىهُ۔اپنی خواہش کے
وَقُلِ۔اور کہہ
فَمَنْ۔پھر جو
شَآءَ۔چاہے
لِلظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کے لئے
سُرَادِقُهَا۔اس کے شعلے
بِمَآءٍ۔پانی
بِئْسَ۔برا ہے
إِنَّ۔بے شک
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے
مَنْ۔اس کا
لَهُمْ۔ان کے لئے ہے
مِنْ تَحْتِهِمُ۔ان کے نیچے
مِنْ أَسَاوِرَ۔کنگن

اللّٰهُ۔اللہ ہی
لَهٗ۔اسی کے لئے ہے
أَبْصِرْ بِهٖ۔وہ کتنا اچھا دیکھتا
مِنْ وَّلِيٍّ۔کوئی حمایتی
أَحَدًا۔کسی کو
إِلَيْكَ۔تیری طرف
مُبَدِّلَ۔کوئی بدلنے والا
مِنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سوا
مَعَ۔ساتھ
بِالْغَدٰوةِ۔صبح
وَلَا۔اور نہ
تُرِيْدُ۔تو چاہتا ہے
وَلَا۔اور نہ
قَلْبَهٗ۔اس کے دل کو
وَكَانَ۔اور ہے
الْحَقُّ۔حق ہے
شَآءَ۔چاہے
فَلْيَكْفُرْ۔کفر کرے
نَارًا۔آگ
وَإِنْ۔اور اگر
كَالْمُهْلِ۔کھولتا
الشَّرَابُ۔پینا
الَّذِيْنَ۔وہ جو
إِنَّا۔بے شک ہم
أَحْسَنَ۔جو اچھے کرے
جَنّٰتُ۔باغ
الْأَنْهٰرُ۔نہریں
مِنْ ذَهَبٍ۔سونے کے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَّيَلْبَسُوْنَ۔اور پہنیں گے	ثِيَابًا۔کپڑے	خُضْرًا۔سبز رنگ کے	مِّنْ سُنْدُسٍ۔کریب
وَّاِسْتَبْرَقٍ۔اور مخمل کے	مُّتَّكِـِٕيْنَ۔تکیہ لگائے ہونگے	فِيْهَا۔اس میں	عَلَى الْاَرَآئِكِ۔تختوں پر
نِعْمَ۔اچھا ہے	الثَّوَابُ۔بدلہ	وَحَسُنَتْ۔اور اچھا ہے	مُرْتَفَقًا۔ٹھکانہ

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔سورۃ کہف۔پ ۱۵

''وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۲۳ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا۔اور ہرگز نہ کہنا کسی بات پر کہ میں کرنے والا ہوں یہ کل مگر یہ کہ انشاء اللہ کہہ کر اور اپنے رب کو یاد کرو جب بھول جاؤ اور کہو کہ عنقریب میرا رب مجھے اس سے نزدیک تر راہ دکھائے گا راستی کی''۔

مفہوم آیت صاف ہے کہ مسلمان کو اس امر کی ہدایت کی کہ وہ کسی بات پر کل کا دعویٰ اور فائدہ بغیر انشاء اللہ کہے نہ کرے۔

شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے کہ

اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کا حال جب دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بامید وحی فرمایا کل بتاؤں گا اور انشاء اللہ نہیں فرمایا۔

اس کے بعد کئی روز وحی نہ آئی اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا جب آپ کسی سے کل کے لئے وعدہ فرمائیں تو انشاء اللہ ضرور فرمایا کریں۔

اور اگر یاد نہ رہے تو بقول حسن رحمہ اللہ جب یاد آئے اس وقت کہہ لے۔

ایک قول یہ ہے کہ جس مجلس میں وعدہ کیا ہو اس سے برخاست ہونے سے پہلے کہہ لے۔

آیۂ کریمہ کی چند تفاسیر ہیں:

بعض مفسروں نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر نماز بھول گیا تو یاد آتے ہی ادا کر لے۔(بخاری و مسلم)

ایک شان نزول یہ ہے کہ جب

قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کا حال دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ان شاء اللہ کہے کل کا وعدہ فرما لیا اس پر پندرہ روز تک وحی نہ آئی اور بقول بعض چالیس روز تک وحی نہ ہوئی پھر یہ حکم نازل ہوا۔

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حال سنایا تو قریش متعجب ہوئے آپ کو حکم ہوا فرما دیجئے۔

''وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا۔فرما دیجئے یہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ مجھے خبریں دے گا''۔

چنانچہ بے گنتی اسرار غیبیہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی شان نزول بیان فرماتے ہیں۔ حَيْثُ قَالَ:

فَاِنَّ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ حِيْنَ سَاَلَتْ قُرَيْشٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ وَ اَصْحَابِ الْكَهْفِ وَ ذِي الْقَرْنَيْنِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ غَدًا اُخْبِرُكُمْ وَلَمْ يَسْتَثْنِ فَاَبْطَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى

www.waseemziyai.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ الْوَحْیُ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا عَلٰی مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ وَ قِیْلَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَ قِیْلَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَشَقَّ ذَالِکَ عَلَیْہِ وَ کَذَّبَتْہُ قُرَیْشٌ وَحَاشَاہُ۔

جب قریش نے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی خبر کل دوں گا اور انشاء اللہ نہ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی پندرہ دن تک رک گئی بقول ابن اسحاق اور ایک قول ہے تین دن رکی رہی۔

ایک قول ہے کہ چالیس دن رک گئی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شاق ہوا اور کفار قریش جھٹلانے لگ گئے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اس سے مبرا ہے۔ پھر یہ حکم آیا، جس میں اس امر کی ہدایت کی گئی کہ ان شاء اللہ کہے بغیر وعدۂ فردا نہیں ہونا چاہئے۔

اور عَسٰٓی اَنْ یَّھْدِیَنِ رَبِّیْ قریب ہے کہ میرے رب نے صرف اصحاب کہف کے ہی حالات سے مجھے سرخرو نہیں فرمایا بلکہ عنقریب وہ مجھے وہ وہ معجزات عطا فرمائے گا جو میری نبوت پر اس سے بھی زیادہ دلالت ظاہر کریں گے۔

منجملہ ان کے انبیاء کرام کے احوال کا بیان اور علوم غیبیہ اور وہ علوم جو قیامت تک پیش آئیں گے اور حوادث و وقائع کا بیان اور شق القمر اور حیوانات کا شہادت دینا وغیرہ (خازن۔ جمل) اور جب اس کے بعد آیۂ کریمہ

''وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ نازل ہوئی جس کے یہ معنی ہیں'' اور وہ غار میں ٹھہرے تین سو برس اور نو برس زائد''۔ تو نجرانی نصاریٰ بولے تین سو تو ٹھیک ہیں لیکن یہ نو سال کی زیادتی کی گئی ہے اس کا ہمیں علم نہیں اس پر ارشاد ہوا:

''قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَہٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِہٖ وَاَسْمِعْ مَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا۔ اے محبوب آپ فرمادیں اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے اس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کے تمام غیب وہ خوب دیکھتا ہے اور خوب سنتا ہے اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم و سلطنت میں کسی کو شریک نہیں کرتا''۔

وَلَبِثُوْا۔ پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَحْیَاءً مَضْرُوْبًا عَلٰی اٰذَانِھِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ یعنی وہ ٹھہرے سوتے ہوئے زندہ تین سو نو سال۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ مر گئے تھے جیسے کہ بائیبل اور عیسائی کتابوں میں ہے یا جیسے بعض آزاد منش لکھ گئے اور لبث کا اطلاق مردہ پر نہیں ہوسکتا۔ علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں فرماتے ہیں:

لَبِثَ بِالْمَکَانِ اَقَامَ بِہٖ مُلَازِمًا لَہٗ۔ لبث کسی جگہ ٹھہرنے کے معنی دیتا ہے۔

فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ۔ وہ رہے اس قوم میں ایک ہزار سال اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا مگر پچاس برس کم حضرت نوح علیہ السلام کے حال میں ارشاد ہے۔

فَلَبِثَ سِنِیْنَ – قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ – قَالُوْا رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ – لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا

www.waseemziyai.com

عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا – لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ – مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔

منجد میں ہے لَبِثَ لُبْثًا بِالْمَكَانِ مَكَثَ وَ اَقَامَ فِيْهِ وَ يُقَالُ مَا لَبِثَ اَنْ فَعَلَ كَذَا اَيْ مَا اَبْطَاءَ اَوْ مَا تَاَخَّرَ عَنْ غَفْلَةٍ – لَبِثَ لُبْثًا۔ کسی مکان میں ٹھہرنا اور اس میں قیام کرنا محاورہ میں کہا جاتا ہے ما لبث یعنی نہ ٹھہرا اور تاخیر نہ کی اپنے فعل میں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے لبث حین حیات پر ہی مستعمل ہے۔

آلوسی تین سو نو سال پر تحقیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَقِيْلَ هُوَ الْاِشَارَةُ اِلٰى اَنَّهَا ثَلٰثُ مِائَةٍ بِحِسَابِ اَهْلِ الْكِتَابِ وَ اعْتِبَارِ السَّنَةِ الشَّمْسِيَّةِ وَ ثَلٰثِ مَائَةٍ وَ تِسْعٍ بِحِسَابِ الْعَرَبِ وَاعْتِبَارِا لسَّنَةِ الْقَمْرِيَّةِ۔

تین سو سال اہل کتاب کے یہاں سن شمسی کے اعتبار سے ہے۔

اور تین سو نو عرب میں بحساب سن قمری ہے۔

اور اس پر منجمانہ تحقیق سے ایک لاکھ ستاسی دن اور تیرہ ساعت اور چار دقیقہ ظاہر کئے ہیں۔ جو تین سو سال چوبیس دن اور گیارہ ساعات سولہ دقیقہ ہوتے ہیں۔

اور ایک حساب سے تین سو نو سال تہتر دن نو ساعات اڑتالیس دقیقہ بنتے ہیں۔

اور یہ تمام حساب شمسی ہے قرآن کریم قمری حساب سے تین سو نو سال فرما رہا ہے۔ (روح المعانی)

''وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۔ اور تلاوت فرمائیے جو تمہارے رب کی کتاب تم پر وحی ہوئی کوئی بدلنے والا نہیں اس کے کلمات اور ہرگز تم نہ پاؤ گے اس کے سوا پناہ''۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جس میں تبدل وتغیر کی کسی میں قوت نہیں۔

اُتْلُ۔ صیغہ امر ہے تلوا سے بمعنی اتباع یعنی وَاتْلُ اَیْ اِتَّبِعْ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَالْزَمِ الْعَمَلَ بِهٖ۔ پیروی کرو اس کی جو آپ کی طرف وحی ہوئی اور اس پر عمل لازم رکھو۔

اور بعض اس طرف گئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا۔ فرما کر منع فرما دیا کہ اصحاب کہف کے قصہ میں یہود ونصاریٰ سے مستغنی رہئے ان سے کچھ نہ پوچھئے۔ فَكَاَنَّهٗ قِيْلَ اِقْرَاْ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِهِمْ وَاسْتَغْنِ بِهٖ وَلَا تَتَعَرَّضْ لِاَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ۔ گویا حکم دے دیا گیا کہ جو وحی ہوئی ہے اس کی پیروی فرمائیے اور باقی معاملہ میں مستغنی ہو کر اس سے زیادہ تعرض نہ کیجئے۔

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ اَیْ لَا يَقْدِرُ اَحَدٌ عَلٰى تَبْدِيْلِهَا وَ تَغْيِيْرِهَا غَيْرُهٗ۔ یعنی کوئی اس پر قادر نہیں جو ہمارے فرمان میں تبدل وتغیر کر سکے۔

وَاَمَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ فَقُدْرَتُهٗ شَامِلَةٌ لِكُلِّ شَيْءٍ۔ اور حضرت جلت مجدہ عز اسمہ کی قدرت ہر شے پر حاوی ہے۔ اور

وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۔ ملتحداً کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قَالَ الْاِمَامُ فِي الْبَيَانِ وَالْاِرْشَادِ وَاَصْلُهٗ مِنَ الْاِلْتِحَادِ بِمَعْنَى الْمَيْلِ۔

www.waseemziyai.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِذَا کَانَ الْمَعْنٰی بِالْخِطَابِ سَیِّدَ الْمُخَاطِبِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ فَالْکَلَامُ مَبْنِیٌّ عَلَی الْفَرْضِ وَالتَّقْدِیْرُ اِذْ ھُوَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بَلْ خَلَّصَ اُمَّتَہٗ لَا تُحَدِّثُھُمْ اَنْفُسُھُمْ بِطَلَبِ مَلْجَاٍ غَیْرِہٖ تَعَالٰی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس میں مخاطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر کے امت مراد لی ہے اور فرمایا ہے کہ کسی کا ملجا و ماویٰ غیر خدا نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی طرف رجوع رکھو۔

''وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

اور اپنی جان کو انہی سے وابستہ رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری نظریں انہیں چھوڑ کر اور طرف متجاوز نہ ہوں کیا زینت دنیا چاہو گے اور نہ پیروی کرنا ان کی جن کا دل ہم نے غافل کر دیا اپنی یاد سے اور وہ اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور ان کا کام حد سے گزر گیا ہے''۔

شان نزول آیہ کریمہ جو

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

ابونعیم حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں سلمان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

قَالَ جَاءَ تْ مُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُھُمْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ عُیَیْنَةُ بْنُ بَدْرٍ وَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ جَلَسْتَ فِیْ صَدْرِ الْمَجْلِسِ وَ تَغَیَّبْتَ عَنْ ھٰؤُلَاءِ وَاَرْوَاحُ جُبَابِھِمْ یَعْنُوْنَ سَلْمَانَ وَ اَبَاذَرٍّ وَ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ کَانَتْ عَلَیْھِمْ جُبَابُ الصُّوْفِ جَالَسْنَاکَ اَوْ حَدَّثْنَاکَ وَ اَخَذْنَا عَنْکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ – اِلٰی قَوْلِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا – یَتَھَدَّدُھُمْ بِالنَّارِ۔

عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس مؤلفۃ القلوب کے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور اگر آپ سلمان اور ابوذر اور فقراء مسلمین کو علیحدہ کر کے ہم میں تشریف فرما ہوں تو ہم آپ کی سنیں اور تعلیم لیں ان کے منہ اور کپڑوں کی بو ہمیں تکلیف پہنچاتی ہے۔

اس پر یہ آیہ کریمہ وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ سے اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا تک نازل ہوئی جس میں انہیں جہنم کی آگ سے تہدید فرمائی گئی۔

چنانچہ ابوالشیخ سلمان رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اَنَّھَا لَمَّا نَزَلَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ یَلْتَمِسُھُمْ حَتّٰی اَصَابَھُمْ فِیْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَمُتْنِیْ حَتّٰی اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَ رِجَالٍ مِنْ اُمَّتِیْ مَعَکُمُ الْحَیَاتُ وَالْمَمَاتُ۔

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقراء صحابہ کو ڈھونڈنے کے لئے اٹھے تو انہیں مسجد کے پیچھے اللہ کا ذکر کرتے پایا فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے موت سے قبل حکم دیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ وابستہ رہوں اور میری

www.waseemziyai.com

موت وحیات تمہارے ساتھ ہے۔

ابن عمر اور مجاہد فرماتے ہیں: هِیَ شُهُوْدُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ۔اس سے مراد پانچوں نمازوں میں حاضر ہونا مراد ہے

وَعَنْ قَتَادَةَ شُهُوْدُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَ الْعَصْرِ۔اس سے مراد صبح اور عصر کی نمازوں میں حاضری دینا مراد ہے۔

وَ فِیْمَا تَقَدَّمَ مَا یُؤَیِّدُ نَا فِی الْاَقْوَالِ وَ فِیْمَا بَعْدَ مَا یُؤَیِّدُ ظَاهِرُهٗ اَوَّلُهَا فَتَدَبَّرْ جِدًّا۔

وَالْمُرَادُ بِالْمَوْصُوْلِ فُقَرَاءُ الصَّحَابَةِ عَمَّارٌ وَ صُهَیْبٌ وَ سَلْمَانُ وَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَ بِلَالٌ وَ اَضْرَابُهُمْ قَالَ كُفَّارُ قُرَیْشٍ كَاُمَیَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَغَیْرِهٖ مِنْ صَنَادِیْدِ اَهْلِ مَكَّةَ لَوْ اَبْعَدْتَّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَفْسِكَ لَجَالَسْنَاكَ فَاِنَّ رِیْحَ جُبَابِهِمْ تُؤْذِیْنَا فَنَزَلَتِ الْاٰیَةُ۔

فقراء صحابہ مثل حضرت عمار وصہیب وسلمان وابن مسعود اور بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین بارگاہ رسالت مآب میں حاضر رہتے تھے تو امیہ بن خلف وغیرہ صنادید مکہ نے عرض کیا ان لوگوں کو اگر علیحدہ فرما دیں تو ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر آ کر بیٹھیں اس لئے کہ ان کے جبوں کی بو ہمیں اذیت پہنچاتی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور حکم ہوا کہ غرباء قوم کو امراء قوم کی خاطر ہرگز نہ چھوڑیں اور اس سے بلیغ تر حکم سورۂ انعام میں آ چکا ہے: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ اَیْ بِذَالِكَ الدُّعَاءِ یُرِیْدُوْنَ رِضَاهُ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰی دُوْنَ الرِّیَاءِ وَالسُّمْعَةِ۔

''وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ- اَیْ لَا تَصْرِفْ عَیْنَاكَ النَّظْرَ عَنْهُمْ اِلٰی اَبْنَاءِ الدُّنْیَا۔یعنی آپ کی نظریں ان غرباء سے ہٹ کر امراء قوم کی طرف نہیں اٹھنی چاہئیں کہ وہ دنیا کی سبزی ہیں''۔

''تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔کیا آپ بھی زینت دنیا چاہتے ہیں''۔ تو تَعْدُ کے معنی یہ ہی ہوئے فتکون بمعنی جاوز وترک۔

قاموس میں ہے: یُقَالُ عَدَا الْاَمْرُ وَ عَنْهُ جَاوَزَهٗ وَ تَرَكَهٗ۔

اور مفردات راغب میں ہے: عَدَا حَقِیْقَةُ مَعْنَاهُ تَجَاوَزَ۔

تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اَیْ تَطْلُبُ مُجَالَسَةَ مَنْ لَمْ یَكُنْ مِثْلُهُمْ مِنَ الْاَغْنِیَاءِ وَاَصْحَابِ الدُّنْیَا۔

یعنی ان کی مجالست کا خیال جوان غرباء کے برابر خدا ترس نہیں مثل اغنیاء واہل دنیا کے ایسا نہ کریں

''وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔اور ان کی پیروی نہ کرو جن کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور متبع حرص وہوا ہیں اور ان کا کام حد سے گزر گیا ہے''۔

یعنی جو اتنے بعید ہو چکے ہیں کہ ان کے دلوں کو ہم نے غافل کر دیا اپنی یاد سے اور ان میں استعداد ہی نہیں رہی قبول حق کی۔اور ابلہ وبے وقوف ہو چکے ہیں۔چنانچہ اَغْفَلْنَا کے معنی اَغْفَلَ فُلَانٌ اَبَلَهٗ۔کے ہیں۔

''وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فِیْ طَلَبِ الشَّهَوَاتِ۔اور پیرو ہوا اپنی خواہشات کا طلب شہوات میں۔

''وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز ہو چکا ہے''۔فُرُطًا اَیْ ضَیَاعًا عَلٰی مَا قَالَهُ ابْنُ زَیْدٍ مُخَالِفًا لِلْحَقِّ۔

www.waseemziyai.com

''وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ۔اور فرما دیجئے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے''۔جو اس نے وحی نازل فرمائی ہے اور حق وباطل واضح ہو چکا۔تو

''فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے''۔میں ان فقراء مسلمین کو اپنی مجلس سے ہرگز جدا نہ کروں گا اور ان کی محض غربت کے باعث تمہاری دلجوئی مجھے منظور نہیں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کے پردے انہیں گھیر لیں گے اور اگر وہ فریاد کریں پانی کے لئے تو ان کی فریادرسی اس پانی سے ہوگی جو دھات کی طرح چرخ دیا ہوا ہوان کے منہ جھلس دے گا برا پینا ہے اور بری جگہ ٹھہرنے کی''۔

سرادق پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:اَیْ فُسْطَاطُهَا شَبَّهَ بِهٖ مَا يُحِيْطُ بِهِمْ مِنْ لَهَبِهَا الْمُنْتَشِرِ مِنْهَا فِى الْجِهَاتِ۔سرادق سے مراد خیمہ کے پردے ہیں جو آگ کی لپیٹ سے ہر سمت سے ان کو گھیرے ہوئے ہوں۔

وَقِيْلَ السُّرَادِقُ الْخُمُرُ الَّتِىْ تَكُوْنُ حَوْلَ الْفُسْطَاطِ۔سرادق سے وہ گھیرا مراد ہے جو خیمہ کو گھیرے ہو۔

وَالْمَرْوِىُّ عَنْ قَتَادَةَ بِمَجْمُوْعِ الْاَمْرَيْنِ اللَّهَبِ وَالدُّخَانِ۔آگ کی لپٹ اور دھواں مراد ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ حَائِطٌ مِنْ نَارٍ۔وہ آگ کی دیوار ہے۔

وَ حَكَى الْكَلْبِىُّ اَنَّهٗ عُنُقٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ فَيُحِيْطُ بِالْكُفَّارِ۔وہ ایک گردن ہوگی جو جہنم سے نکل کر کفار کو گھیر لے گی۔

عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْبَحْرَ هُوَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ تَلَا نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دریا جہنم کا ہوگا پھر تلاوت فرمایا: نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا۔

ارباب لغت لکھتے ہیں: وَالسُّرَادِقُ قَالَ الرَّاغِبُ فَارِسِىٌّ مُعَرَّبٌ۔سرادق فارسی معرب ہے اس لئے کہ عربی میں ایسا اسم مفرد نہیں جس کا تیسرا حرف الف ہو اور اس کے بعد دو حرف ہوں وَلَيْسَ مِنْ كَلَامِهِمْ اِسْمٌ مُفْرَدٌ ثَالِثُهٗ اَلِفٌ وَ بَعْدَهٗ حَرْفَانِ۔

ثُمَّ اِنَّهٗ مُعَرَّبٌ سَرَا پَرْدَهْ اَیْ سَتْرُ الدِّيْوَانِ۔یہ سراپردہ سے معرب ہوا ہے جو دیوانخانہ کے پردہ کو کہتے ہیں۔

ابوحیان اور بعض رحمہم اللہ نے کہا: مُعَرَّبٌ سَرَادِرُ وَ هُوَ الدِّهْلِيْزُ۔

وَ فَسَّرَهٗ فِى النِّهَايَةِ بِكُلِّ مَا اَحَاطَ بِمُوْضِعٍ مِنْ حَائِطٍ۔سرادق ہر وہ پردہ جو دیوار کی طرح احاطہ کر لے۔

اور بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ پر ابن جریر وغیرہ رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں: مَاءٌ غَلِيْظٌ كَدُرْدِى الزَّيْتِ مہل وہ غلیظ پانی ہے جو تیل یا تلچھٹ کی طرح ہو۔

بیہقی، احمد، ترمذی رحمہم اللہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَالْمُهْلِ قَالَ

www.waseemziyai.com

كَعَكْرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قَرُبَ اِلَيْهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ هُوَ مَا اُذِيْبَ مِنَ النُّحَاسِ۔

تیل کی تلچھٹ آگ میں پکتی ہوئی کو مہل کہتے ہیں جب وہ منہ کے قریب کی جائے گی تو چہرے کے رخسارے اس میں گر جائیں گے۔اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پگھلے ہوئے تانبے کو مہل کہتے ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ تانبہ جب چرخ دیا جائے تو اسے مہل کہتے ہیں۔

يَشْوِي الْوُجُوْهَ – يَنْضِجُهَا اِذَا قَدِمَ لِيَشْرَبَ مِنْ فَرْطِ حَرَارَتِهٖ حَتّٰى اَنَّهٗ يَسْقُطُ جُلُوْدُهَا وجوہ۔

وجہ کی جمع ہے۔جب وہ پینے کو منہ کے قریب کیا جائے تو فرط حرارت سے اس کے منہ کی تمام جلد گر جائے۔

''وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا – اَیْ متکأ۔وہ براتکیہ ہے''۔

قَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ وَ رُوِيَ عَنِ السُّدِّيْ اَصْلُ الْاِرْتِفَاقِ كَمَا قِيْلَ الْاِتِّكَاءُ۔سہارا لینے اور تکیہ لگانے کے معنی میں مستعمل ہے۔

اس کے بعد بموجب اسلوب بیان قرآن ان جہنمیوں کا ذکر فرمایا گیا تو جنتیوں کا بیان ضروری تھا۔چنانچہ ارشاد ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝''

بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ان نیک عملوں کا بدلہ ضائع نہیں کریں گے ان کے لئے باغ بسنے والے ہیں۔ان کے نیچے نہریں رواں ہیں۔زیور ہیں اس میں کنگن سونے کے پہنائے جائیں گے اور پہنیں گے کپڑے سبز کریب اور قناویز کے تکیہ لگائے ہوں گے تختوں پر کیا ہی اچھا ثواب ہے اور بہترین آرام گاہ''۔

جَنّٰتُ۔جنت کی جمع ہے یہ ایسے باغ کے معنی میں مستعمل ہے جس کے چاروں طرف دیوار ہو۔

عَدْنٍ – اِنَّ الْعَدْنَ بِمَعْنَى الْاِقَامَةِ وَالْاِسْتِقْرَارِ يُقَالُ عَدَنٌ بِالْمَكَانِ اِذَا اَقَامَ فِيْهِ وَاسْتَقَرَّ۔

عدن۔اقامت واستقرار کے معنی میں مستعمل ہے محاورہ میں عدن بالمکان بولتے ہیں جب کوئی اس مکان میں جا رہے اور قرار پکڑے۔

يُحَلَّوْنَ۔آراستہ کے معنی میں ہے یعنی وہ مزین ہوں گے مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَالْاَسَاوِرُ جَمْعُ اَسْوِرَةٍ جَمْعُ سُوَارٌ بِالْكَسْرِ وَ بِالضَّمِّ وَ هُوَ مَا فِي الذِّرَاعِ مِنَ الْحُلِيِّ وَ هُوَ عَرَبِيٌّ۔

اساور اور اسورہ جمع ہے سوار کی بکسر سین اور بضم سین یہ عربی ہے اسے بازو میں پہنتے ہیں۔اس کی اردو کنگن ہے۔

قاموس میں ہے: اَلسِّوَارُ كَكِتَابٍ۔

ابن مردویہ سعد سے راوی ہیں: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَطْلَعَ فَبَدَتْ اَسَاوِرُهٗ لَطَمِسَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جنت کا کوئی جھانکے (یعنی دنیا کی طرف آسمان سے) اور اس کا کنگن ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی کے مقابل سورج کی چمک ماند پڑ جائے جیسے سورج سے ستارے ماند پڑ جاتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

ابن منذر رحمہ اللہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يُحَلَّوْنَ اَسْوِرَةً مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُوءٍ وَ فِضَّةٍ هِيَ اَخَفُّ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّمَا هِيَ نُوْرٌ۔ جنتی لوگ سونے، موتی اور چاندی کے زیورات پہنیں گے وہ ہر شے سے وزن میں ہلکے ہوں گے اس لئے کہ وہ نورانی ہوں گے۔

''وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا۔ وہ سبز لباس پہنیں گے''۔

لِاَنَّ الْخُضْرَةَ اَحْسَنُ الْاَلْوَانِ وَالرُّوْحُ تَنْبَسِطُ بِهَا اَكْثَرَ مِنْ غَيْرِهَا۔ اس لئے کہ سبز رنگ تمام رنگوں سے بہتر ہے اور اس سے روح منبسط ہوتی ہے۔

وَ رُوِيَ فِيْ اَثَرٍ اَنَّهَا تَزِيْدُ فِيْ ضَوْءِ الْبَصَرِ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سبز رنگ آنکھ کی روشنی بڑھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنکھ بنانے کے بعد سبز پردہ ہی آنکھ پر رکھا جاتا ہے۔ سبز چشمہ بھی آنکھ کے لئے مفید ہے۔

ایک قول ہے: ثَلَاثَةٌ مُذْهِبَةٌ لِلْحُزْنِ اَلْمَاءُ وَالْخُضْرُ وَالْوَجْهُ الْحَسَنُ۔ تین چیزیں غم دور کرتی ہیں پانی، سبز رنگ اور حسین صورت۔

مِنْ سُنْدُسٍ هُوَ رَقِيْقُ الدِّيْبَاجِ بِالْفَارِسِيَّةِ فَهُوَ مُعَرَّبٌ – سندس دیبا باریک ہے اور یہ فارسی کا لفظ معرب کر لیا گیا ہے اور یہی صاحب قاموس نے تعریف کی ہے۔ اسی کو کریب کہتے ہیں۔

وَ اِسْتَبْرَقٍ – اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ قَتَادَةَ وَ عِكْرِمَةَ اَنَّهُ غَلِيْظُ الدِّيْبَاجِ۔ استبرق وہی دیبا ہے لیکن یہ غف (موٹا) ہوتا ہے۔

اور ابن بحر رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ دِيْبَاجٌ مَنْسُوْجٌ بِذَهَبٍ۔ دیبا وہ دیبا ہے جو سونے کے تاروں سے بنا ہوا ہو جسے کمخواب کہتے ہیں۔

وَ فِي الْقَامُوْسِ هُوَ الدِّيْبَاجُ الْغَلِيْظُ اَوْ دِيْبَاجٌ يُعْمَلُ بِالذَّهَبِ۔ وہ غف (موٹا) کپڑا ہے جو سونے سے بنا ہو۔ اَوْ ثِيَابُ حَرِيْرٍ اَوْ حَمْرَاءَ۔ یا وہ ریشمی کپڑا ہے جس سے سرخی جھلکتی ہو جسے قناویز کہتے ہیں۔

''مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ۔ تکیہ لگائے تخت پر بیٹھے ہوں گے''۔

اَرَآئِكِ جَمْعُ اَرِيْكَةٍ وَهُوَ السَّرِيْرُ فِي الْحُجْلَةِ۔ اریکہ وہ تخت ہے جو حجلہ میں ہو۔ اور ارائک اریکہ کی جمع ہے۔

''نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا۔ بہترین ثواب ہے اور بہترین آرام کی جگہ ہے اور وہ جنت ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع – سورۃ کہف – پ ۱۵

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّ جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾

اور دیں انہیں مثال دو مردوں کی کہ ان میں ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے اور ڈھانپ لیا انہیں کھجوروں نے اور کی ہم نے ان کے درمیان کھیتی۔

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّ فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾

یہ دونوں باغ لائے پھل اور اس سے کچھ کمی نہ کی اور جاری کی ہم نے دونوں کے بیچ میں نہر۔

www.waseemziyai.com

وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾

اور تھا وہ پھل والا تو بولا اپنے ساتھی سے اور وہ اس سے رودر ہو کر لڑتا تھا کہ میں زیادہ ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ عزت والا ہوں کنبہ کی وجہ سے۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ﴿۳۵﴾

اور گیا اپنے باغ میں اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا میں نہیں سمجھتا یہ کہ فنا ہو یہ کبھی۔

وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾

اور نہیں گمان کرتا میں قیامت کا اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو ضرور پاؤں اس سے اچھی پلٹنے کی جگہ۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾

بولا اس کا ساتھی اس سے اور وہ جواب سوال کر رہا تھا کہ کیا تو کفر کرتا ہے اس کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر ٹھیک کیا تجھے مرد۔

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

لیکن میں تو اسی اللہ کو اپنا رب کہتا ہوں اور نہیں شریک کرتا میں اس کا کسی کو۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾

اور کیوں نہ ہوا جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں تو کہتا جو چاہے اللہ کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے اگر دیکھتا ہے تو مجھے اپنے سے کمزور مال اور اولاد میں۔

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۙ﴿۴۰﴾

تو قریب ہے میرا رب مجھے دے بہتر تیرے باغ سے اور بھیجے تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں تو وہ رہ جائے صبح کو مٹی کا چوپٹ میدان۔

اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾

یا ایسی صبح کرے کہ اس کا پانی زمین میں دھنس جائے تو ہرگز تو اسے لانے کی طاقت نہ رکھے۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾

اور گھیر لئے جائیں اس کے پھل تو صبح اپنے ہاتھ ملتا رہ جائے۔ اس لاگت پر جو خرچ کی اس میں اور وہ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا ہو اور کہے اے کاش میں شریک نہ کرتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو۔

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾

اور نہ ہوئی اس کے لئے کوئی جماعت جو مدد کرے اس کی اللہ کے سوا اور نہیں وہ بدلہ لینے والا۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾

یہاں کھلتا ہے کہ اختیار اللہ کو ہے سچا وہ سب سے بہتر بدلہ دیتا ہے اور بہترین انجام۔

www.waseemziyai.com

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

وَاضْرِبْ۔اور بیان کر
جَعَلْنَا۔بنائے ہم نے
مِنْ اَعْنَابٍ۔انگوروں سے
وَّجَعَلْنَا۔اور بنائی ہم نے
الْجَنَّتَيْنِ۔دونوں باغ
تَظْلِمْ۔کم کرتا
خِلٰلَهُمَا۔ان دونوں کے درمیان
ثَمَرٌ۔پھل
يُحَاوِرُهٗٓ۔اس سے جھگڑتا تھا
مَالًا۔مال میں
جَنَّتَهٗ۔اپنے باغ میں
قَالَ۔بولا
تَبِيْدَ۔ہلاک ہو
اَظُنُّ۔خیال کرتا میں
رُدِدْتُّ۔میں لوٹایا گیا
خَيْرًا۔بہتر
لَهٗ۔اس کو
اَكَفَرْتَ۔کیا کفر کیا تو نے
ثُمَّ۔پھر
رَجُلًا۔مرد
رَبِّيْ۔میرا رب ہے
اَحَدًا۔کسی کو
جَنَّتَكَ۔اپنے باغ میں
اللّٰهُ۔اللہ
اِنْ۔اگر
مِنْكَ۔تجھ سے
رَبِّيْٓ۔میرا رب

لَهُمْ۔ان کے لئے
لِاَحَدِهِمَا۔ان میں سے ایک کے لئے
وَّحَفَفْنٰهُمَا۔اور گھیرا ہم نے ان دونوں کو
بَيْنَهُمَا۔ان کے درمیان
اٰتَتْ۔لاتے
مِّنْهُ۔اس سے
نَهَرًا۔نہر
فَقَالَ۔تو کہا اس نے
اَنَا۔میں
وَّاَعَزُّ۔اور عزت والا ہوں
وَهُوَ۔اور وہ
مَآ۔نہیں
هٰذِهٖٓ۔یہ باغ
السَّاعَةَ۔قیامت کو
اِلٰى۔طرف
مِّنْهَا۔اس سے
صَاحِبُهٗ۔اس کے ساتھی نے
بِالَّذِيْ۔اس کا جس نے
مِنْ نُّطْفَةٍ۔نطفہ سے
لٰكِنَّا۔لیکن
وَلَآ۔اور نہ
وَلَوْلَآ۔اور کیوں نہ
قُلْتَ۔کہا تو نے
لَا قُوَّةَ۔نہیں طاقت
تَرَنِ۔تو دیکھتا ہے مجھے
مَالًا۔مال
اَنْ۔یہ کہ

مَّثَلًا۔مثال
لِّرَجُلَيْنِ۔دو مردوں کی
جَنَّتَيْنِ۔دو باغ
مِنْ نَّخْلٍ۔کھجوروں سے
كِلْتَا۔یہ
وَلَمْ۔اور نہ
وَّفَجَّرْنَا۔اور پھاڑی ہم نے
لَهٗ۔اس کے لئے
وَهُوَ۔اور وہ
مِنْكَ۔تجھ سے
وَدَخَلَ۔اور گیا
لِّنَفْسِهٖ۔اپنی جان پر
اَنْ۔یہ کہ
وَّمَآ۔اور نہیں
وَّلَئِنْ۔اور اگر
لَاَجِدَنَّ۔تو ضرور پاؤں گا میں
قَالَ۔کہا
يُحَاوِرُهٗٓ۔جھگڑتا تھا اس سے
مِنْ تُرَابٍ۔مٹی سے
سَوّٰىكَ۔برابر کیا تجھے
اللّٰهُ۔اللہ
بِرَبِّيْٓ۔اپنے رب کے ساتھ
دَخَلْتَ۔تو داخل ہوا
شَآءَ۔چاہے
بِاللّٰهِ۔اللہ سے
اَقَلَّ۔بہت کم ہوں
فَعَسٰى۔تو قریب ہے
خَيْرًا۔بہتر

زَرْعًا۔کھیتی
اُكُلَهَا۔اپنا پھل
شَيْـًٔا۔کچھ بھی
وَّكَانَ۔اور تھا
نَفَرًا۔کنبہ میں
ظَالِمٌ۔ظلم کرنے والا تھا
اَظُنُّ۔خیال کرتا میں
اَبَدًا۔کبھی بھی
قَآئِمَةً۔قائم ہونے والی
رَبِّيْٓ۔اپنے رب کی
مُنْقَلَبًا۔جگہ پلٹنے کی
وَهُوَ۔اور وہ
خَلَقَكَ۔تجھ کو پیدا کیا
ثُمَّ۔پھر
هُوَ۔وہ
اُشْرِكُ۔شریک کروں گا میں
اِذْ۔جب
مَا۔جو
اِلَّا۔مگر
اَنَا۔کہ میں
وَّوَلَدًا۔اور اولاد میں
يُّؤْتِيَنِ۔دے مجھے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مِّنْ جَنَّتِكَ۔ تیرے باغ سے
مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
اَوْ۔ یا
فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ
وَاُحِيْطَ۔ اور گھیرا گیا
كَفَّيْهِ۔ اپنی ہتھیلیاں
فِيْهَا۔ اس میں
عُرُوْشِهَا۔ اپنے چھتوں کے
اُشْرِكُ۔ شریک بناتا میں
تَكُنْ۔ ہوئی
مِنْ دُوْنِ۔ سوا
مُنْتَصِرًا۔ بدلہ لینے والا
الْحَقِّ۔ سچی
وَّخَيْرٌ۔ اور بہتر ہے

وَيُرْسِلَ۔ اور بھیجے
فَتُصْبِحَ۔ تو ہو جائے وہ
يُصْبِحَ۔ ہو جائے
تَسْتَطِيْعَ۔ طاقت رکھے تو
بِثَمَرِهٖ۔ اس کا پھل
عَلٰى۔ اوپر
وَهِيَ۔ اور وہ
يَقُوْلُ۔ اور کہتا تھا
بِرَبِّيْٓ۔ اپنے رب سے
لَّهٗ۔ اس کی
اللّٰهِ۔ اللہ کے
هُنَالِكَ۔ اس جگہ
هُوَ۔ وہ
عُقْبًا۔ انجام میں

عَلَيْهَا۔ اس پر
صَعِيْدًا۔ میدان
مَآؤُهَا۔ اس کا پانی
لَهٗ۔ اس کو
فَاَصْبَحَ۔ تو ہو گیا وہ
مَآ۔ اس کے جو
خَاوِيَةٌ۔ گری تھی
يٰلَيْتَنِيْ۔ ہائے افسوس
اَحَدًا۔ کسی کو
فِئَةٌ۔ کوئی جماعت
وَمَا۔ اور نہ
الْوَلَايَةُ۔ بادشاہی
خَيْرٌ۔ بہتر ہے

حُسْبَانًا۔ بجلی
زَلَقًا۔ چٹیل
غَوْرًا۔ گہرا
طَلَبًا۔ ڈھونڈنے کی
يُقَلِّبُ۔ ملتا تھا
اَنْفَقَ۔ خرچ کیا
عَلٰى۔ اوپر
لَمْ۔ نہ
وَلَمْ۔ اور نہ
يَّنْصُرُوْنَهٗ۔ جو مدد کرے اس کی
كَانَ۔ ہوا وہ
لِلّٰهِ۔ اللہ کی ہے
ثَوَابًا۔ ثواب میں

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

''وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾۔

اور دو انہیں مثال ان دو آدمیوں کی کہ دیئے ہم نے ان میں سے ایک کو دو باغ انگوروں کے اور ڈھانپ لیا انہیں کھجوروں نے اور کی ہم نے ان کے درمیان کھیتی اور دونوں باغ لائے پھل اور ان میں سے کچھ کمی نہ کی اور دونوں کے درمیان جاری کی ہم نے نہر اور تھا وہ پھل والا تو بولا اپنے ساتھی سے اور وہ جھگڑ رہا تھا میں تجھ سے مال اور اولاد میں زیادہ ہوں''۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کا ایک بیان تو یہ ہے: وَ ضَرْبُ الْمَثَلِ لَا يَقْتَضِيْ وُجُوْدَهُمَا۔ مثال دینے میں یہ لازم نہیں کہ ان دو آدمیوں کا وجود بھی ہو۔ مثال تو مثال ہی ہوتی ہے۔

اور اگر دونوں موجود بھی مانے جائیں تو اس پر چھ قول مفسرین کے ہیں:

۱- فَقِيْلَ هُمَا اَخَوَانِ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَحَدُهُمَا كَافِرٌ اِسْمُهٗ خُرْطُوْسُ وَ قِيْلَ اِسْمُهٗ قِطْفِيْرَ وَالْاٰخَرُ مُؤْمِنٌ اِسْمُهٗ يَهُوْذَا فِيْ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ پہلا قول یہ ہے کہ وہ دونوں بھائی بنی اسرائیل سے تھے ایک کافر تھا اس کا نام خرطوس یا قطفیر تھا۔ اور دوسرا مومن تھا اس کا نام بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما یہوذا تھا۔

۲- دوسرا قول مقاتل رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ اس کا نام یملیخا تھا۔

www.waseemziyai.com

۳- تیسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے کہ اَنَّهُمَا اَبْنَاءُ مَلِكٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنْفَقَ اَحَدُهُمَا مَالَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ كَفَرَ الْاٰخَرُ وَاشْتَغَلَ بِزِیْنَةِ الدُّنْیَا وَ تَنْمِیَةِ مَالِهٖ۔ یہ دونوں بنی اسرائیل کے بادشاہ کی اولاد تھے ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور دوسرا کافر تھا اس نے زینت دنیا اور اس کے بڑھانے میں مال لگایا۔

۴- چوتھا قول یہ ہے: اِنَّهُمَا كَانَا حَدَّادَیْنِ كَسَبَا مَالًا۔ یہ دونوں لوہار تھے اور مال کما کر ایک نے دنیا میں لگایا دوسرے نے اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کیا۔

۵- اور پانچواں قول مفصل یہ ہے: اِنَّهُمَا وَرِثَا مِنْ اَبِیْهِمَا ثَمَانِیَةَ اٰلَافِ دِیْنَارٍ فَتَشَاطَرَاهَا فَاشْتَرَی الْكَافِرُ اَرْضًا بِاَلْفٍ فَقَالَ الْمُؤْمِنُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا اشْتَرَیْ مِنْكَ اَرْضًا فِی الْجَنَّةِ بِاَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهٖ۔ یہ دونوں اپنے باپ کے متروکہ سے آٹھ ہزار دینار کے مالک ہوئے دونوں نے آدھا آدھا تقسیم کرلیا۔

کافر نے ایک ہزار دینار میں زمین خریدی اور مومن نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں عرض کیا یا اللہ میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار دینار کی زمین خریدتا ہوں اور ایک ہزار دینار صدقہ کردیئے۔

ثُمَّ بَنٰی اَخُوْهُ دَارًا بِاَلْفٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْكَ دَارًا فِی الْجَنَّةِ بِاَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهٖ۔ پھر اس کافر بھائی نے ایک ہزار دینار میں مکان بنایا تو مومن بھائی نے کہا الٰہی میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار دینار کے بدلہ مکان لیتا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کردیئے۔

ثُمَّ تَزَوَّجَ اَخُوْهُ اِمْرَأَةً بِاَلْفٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ جَعَلْتُ اَلْفًا صَدَاقًا لِلْحُوْرِ فَتَصَدَّقَ بِهٖ۔ پھر کافر بھائی نے ایک ہزار دینار میں شادی کی تو مومن بھائی نے ہزار دینار صدقہ کر کے عرض کیا الٰہی میں ہزار دینار جنت کی حور کا مہر ادا کرتا ہوں۔

ثُمَّ اشْتَرٰی اَخُوْهُ خَدَمًا وَ مَتَاعًا بِاَلْفٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْكَ الْوِلْدَانَ الْمُخَلَّدِیْنَ بِاَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهٖ۔ پھر کافر بھائی نے خادم اور سامان ایک ہزار دینار کا خریدا تو مومن بھائی نے عرض کیا الٰہی میں تجھ سے ولدان مخلدین ہزار دینار میں خریدتا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کردیئے۔

ثُمَّ اَصَابَتْهُ حَاجَةٌ فَجَلَسَ لِاَخِیْهِ عَلٰی طَرِیْقِهٖ فَمَرَّ فِیْ حَشَمِهٖ فَتَعَرَّضَ لَهٗ فَطَرَدَهٗ وَ وَبَخَهٗ عَلَی التَّصَدُّقِ بِمَالِهٖ۔ پھر اسے متروکہ اَبْ تصدق کردینے کے بعد ضرورت لاحق ہوئی تو وہ اپنے بھائی کے لئے راستہ میں بیٹھ گیا تو وہ معہ اپنے جاہ وحشم کے گزرا اس نے اسے روکا اس نے جھڑک دیا اور سب مال صدقہ کردینے کی ملامت کی۔

۶- اور چھٹا قول یہ ہے: هُمَا اَخَوَانِ مِنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ كَافِرٌ هُوَ الْاَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ وَ مُؤْمِنٌ هُوَ اَبُوْسَلَمَةَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ۔ قبیلہ بنی مخزوم سے دو بھائی تھے ایک کافر تھا اسود بن عبدالاسد اور ایک مومن تھا ابوسلمہ عبداللہ بن عبدلاسد۔

اور بعض کی یہ رائے ہے کہ یہ مثال دو فریقوں کی۔ مومن اور کافر کی۔ اور یہ کسی خاص آدمی کے متعلق واقعہ نہیں ہے۔

آگے ارشاد ہے:

www.waseemziyai.com

''جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ وَ هُوَ الْكَافِرُ۔ ان دو میں سے ایک کو ہم نے دو باغ دیئے اور یہ کافر تھا''۔

اسے جو دو باغ دیئے اس کی جگہ متعین نہیں فرمائی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمثیلاً ہی بیان فرمایا گیا ہے۔

وَ ذَكَرَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْقَاسِمِ الْكَاتِبُ فِيْ كِتَابِهٖ عَجَائِبِ الْبِلَادِ اَنَّ بُحَيْرَةَ كَانَتَا هَاتَيْنِ الْجَنَّتَيْنِ فَجَرٰى مَا جَرٰى فَفَرَّقَهُمَا اللّٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ۔ یہ دونوں باغ حیرہ میں تھے تو پھر وہ واقعہ گزرا جو گزرا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باغوں کو ایک ہی رات میں تباہ کر دیا۔

مِنْ اَعْنَابٍ۔ دونوں باغ انگوروں کے تھے۔

وَحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ۔ اور دونوں کو کھجوروں نے ڈھانپ رکھا تھا۔

اَیْ جَعَلْنَا النَّخْلَ مُحِيْطَةً بِهَا مُطِيْفَةً لِجَعَافِيْهِمَا اَیْ جَانِبَيْهِمَا مُؤَزَّرًا بِهَا كَدَوْمِهِمَا يُقَالُ حَفَّهُ الْقَوْمُ اِذَا طَافُوْا بِهٖ وَ حَفَفْتُهُ بِهِمْ اِذَا جَعَلْتَهُمْ حَافِّيْنَ حَوْلَهٗ۔ یعنی وہ باغ کھجوروں سے گھرا ہوا تھا۔ حف کے معنی ہوتے ہیں چھانے کے، گھیرنے کے اور لدا ہونے کے۔

اور قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے: وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ۔ اور آپ ملائکہ کو دیکھیں گے کہ انہوں نے عرش کو گھیر رکھا ہے۔

''وَّ جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا۔ اور کیا ہم نے ان کے بیچ میں کھیتی کو''۔ یعنی چاروں طرف انگور کے کھجور چھائی ہوئی تھی اور باغ کے درمیانی حصہ میں کھیتی تھی۔

''كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّ فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا۔ دونوں باغ بار آور اور پھل دیتے تھے اور ان میں کسی قسم کی کمی نہ تھی اور بیچ میں ان باغوں کے نہر جاری تھی''۔

''وَّ كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ۔ اور اس کے اندر فراوانی تھی ہر قسم کے پھلوں کی''۔

قاموس میں ہے: يُقَالُ ثَمَرٌ اِذَا تَمَوَّلَ۔ ثمر مالدار ہونے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

''فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا۔ تو بولا کافر اپنے بھائی مسلمان سے ردوقدح کرتے ہوئے کہ میں زیادہ ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ زوردار ہوں حشمت وعزت اور اولاد میں''۔

یہ بیان اس کا تکبر ونخوت سے تھا اور يُحَاوِرُهٗٓ کے معنی يُخَاصِمُهٗ کے ہیں یعنی جھگڑا کرتے ہوئے بات کرنا۔

''وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ۔ اور داخل ہوا وہ کافر اپنی جان پر (غرور ونخوت سے اتراتا) جو اپنی جان پر ظلم کرنے کے مترادف تھا''۔ اور اپنے مسلمان بھائی کا ہاتھ پکڑ کر بطریق استکبار ہر طرف لے گیا اور

''قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ﴿۳۵﴾ وَّ مَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ لَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا۔ کہنے لگا مجھے گمان نہیں کہ یہ (باغ وبہار) کبھی فنا ہو اور میں یقین نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر میں لوٹایا جاؤں اپنے رب کی طرف تو یقیناً اس باغ سے بہتر جگہ پاؤں گا''۔

تَبِيْدَ اَیْ تُهْلِكَ وَ تُفْنِيَ يُقَالُ بَادَ يَبِيْدُ بَيْدًا وَبُيُوْدًا وَ بَيْدُوْدَةً اِذَا هَلَكَ۔ اَنْ تَبِيْدَ۔ کے معنی، یہ کہ ہلاک وفنا ہو یہ باغ، کے ہیں۔ اس لئے کہ تبید کے معنی ہلاک ہونے کے ہیں۔

www.waseemziyai.com

یعنی اس نے تکبر کرتے ہوئے کہا کہ یہ باغیچہ کبھی ہلاک اور فنا نہیں ہوسکتا اور قیامت کا جو تصور مسلمانوں میں ہے میں اسے صحیح نہیں جانتا اور اگر صحیح ہو بھی تو میرا یہاں سے لوٹنا ہی بہتر رہے گا جیسے دنیا میں مجھے بہتر جگہ ملی ہے آخرت اگر ہے تو وہاں بھی مجھے بہتر ہی مقام ملے گا۔

اَبَدًا۔ تابید سے ہے جس کے معنی طول حیات یا تابید سے طول مکث یعنی ایک معین مدت تک رہنے کے ہیں۔

''قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ۔ بولا اس کا ساتھی (جو مومن تھا) اس سے مخاطبہ ومخاصمہ کرتے ہوئے اور اس کی بات کا رد کرتے''۔

''اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا۔ کیا تو کفر کرتا ہے اس کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر تجھے سڈول مرد کیا''۔

اور عقل وبلوغ اور قوت وطاقت عطا کی اور ان نعمتوں سے سرفراز کیا۔ تو اس کا شکر نہیں کرتا بلکہ کافر ہو گیا۔

''لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا۔ لیکن میں تو اسی اللہ کو اپنا رب کہتا ہوں اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا''۔

یہاں لٰكِنَّا۠ دراصل لکن انا ہے۔

تحقیق لکنَّ

قَالَ الْفَرَّاءُ لٰكِنَّ مُرَكَّبَةٌ مِنْ لَاكِنْ وَاَنَا فَطُرِحَتِ الْهَمْزَةُ لِلتَّخْفِيْفِ وَ قِيْلَ مِنْ اَلَا وَاِنَّ وَالْكَافُ زَائِدَةٌ۔

وَ قِيْلَ اَصْلُهٗ اِنْ وَالْكَافُ وَاللَّامُ زَائِدَتَانِ۔

وَ قَدْ يُحْذَفُ نُوْنُهٗ لِلضَّرُوْرَةِ وَ هُوَ قَبِيْحٌ كَقَوْلِهٖ وَلَاكَ اسْقِنِيْ اِنْ كَانَ مَاؤُكَ ذَافَضْلٍ۔

وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ – يُقَالُ اَصْلُهٗ لٰكِنْ اَنَا فَحُذِفَتِ الْاَلِفُ فَالْتَقَطَتِ النُّوْنَانِ فَجَاءَ التَّشْدِيْدُ لِذٰلِكَ وَ يُحْذَفُ اِسْمُهَا كَقَوْلِهٖ۔ ع

فَلَوْ كُنْتَ حَبَشِيًّا عَرَفْتَ قَرَابَتِيْ وَ لٰكِنْ زَنْجِيٌّ عَظِيْمُ الْمَشَافِرِ

اَیْ وَلٰكِنَّكَ زَنْجِيٌّ۔

وَ لٰكِنْ سَاكِنَةُ النُّوْنِ ضَرْبَانِ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ وَ هِيَ حَرْفُ اِبْتِدَاءٍ لَا لِعَمَلٍ لِاَنَّهَا تَقَعُ عَلَى الْاَسْمَاءِ وَالْاَفْعَالِ خِلَافًا لِلْاَخْفَشِ وَ يُوْنُسَ فَاِنْ وَلِيَهَا كَلَامٌ فَهُوَ حَرْفُ اِبْتِدَاءٍ لِمُجَرَّدِ اِفَادَةِ الْاِسْتِدْرَاكِ وَ لَيْسَتْ عَاطِفَةً بِالْوَاوِ اسْتُعْمِلَتْ نَحْوَ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ اَوْ بِدُوْنِهَا كَقَوْلِ زُهَيْرٍ۔ ع

اِنَّ ابْنَ وَرْقَاءَ لَا تُخْشٰى بَوَادِرُهٗ لٰكِنْ وَقَائِعُهٗ فِي الْحَرْبِ يُنْتَظَرُ

وَ قِيْلَ بِالْوَاوِ عَاطِفَةٌ وَاِنْ وَلِيَهَا مُفْرَدٌ فَهِيَ عَاطِفَةٌ بِشَرْطَيْنِ اَحَدُهُمَا اَنْ يَتَقَدَّمَهَا نَفْيٌ اَوْ نَهْيٌ نَحْوُ مَا قَامَ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو وَلَا يَقُمْ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو۔

www.waseemziyai.com

وَالثَّانِیْ اَنْ لَایَقْتَرِنَ بِالْوَاوِ وَقَالَ قَوْمٌ لَا یَکُوْنُ مَعَ الْمُفْرَدِ اِلَّا بِالْوَاوِ ۔

بقول فراء لکن مرکب ہے لکن اور انا سے۔ ہمزہ تخفیف کے لئے گرایا گیا ہے۔

یہ کلمہ الا اور ان سے مرکب ہے اور کاف زائد ہے۔

اس کا اصل ان ہے اور کاف اور لام زائد ہے۔

اور کبھی نون ضرورت کے وقت حذف کر دیا جاتا ہے اور وہ معیوب ہے جیسے وَلَاکَ اَسْقِنِیْ الخ اگر تیرے پاس زائد پانی ہو تو مجھے پلا دے۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول لٰکِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ کا اصل بقول بعض لٰکِنْ اَنَا ہے۔ الف حذف ہوا تو دونوں اکٹھے ہوئے اس لئے مشدد ہو گیا اور اس کا اسم مخذوف ہوتا ہے جیسا کہ اس شعر میں ہے۔

اگر تو حبشی ہوتا تو تو میری قرابت کو جانتا لیکن تو زنگی ہے کھلی باچھوں والا۔

یہاں لٰکِنَّکَ کی بجائے لٰکِنْ آیا ہے اور کاف اسم لٰکِنْ محذوف ہے۔

اور لٰکِنْ ساکن نون والا دو قسم ہے ایک ثقیلہ سے مخففہ اور یہ حرف ابتداء ہے یہ عمل نہیں کرتا کیونکہ وہ اسماء و افعال دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ اخفش اور یونس کا اس میں اختلاف ہے۔ اگر اس کے ساتھ کلام آ کر ملے تو وہ حرف ابتداء ہے اور صرف استدراک کا فائدہ دیتا ہے اور عاطفہ نہیں رہتا خواہ واو کے ساتھ استعمال ہو جیسے وَلٰکِنْ کَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ خواہ واو کے سوا جیسے زہیر کا یہ شعر

ابن ورقاء کی تباہ کاریوں کا ڈر نہیں لیکن میدان جنگ میں اس کی لڑائی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔

بقول بعض واؤ کے ساتھ عطف کے لئے ہے اگر کلمہ مفرد آ کر ملے تو دو شرطوں کے ساتھ عطف کے لئے ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے نفی ہو یا نہی جیسے مَا قَامَ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو۔ اور لَا یَقُمْ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ واؤ کے ساتھ نہ ہو۔

اور بقول بعض مفرد کے ساتھ واؤ کے بغیر استعمال نہیں ہوتا۔

ابن مسعود رحمہ اللہ کہتے ہیں: نُقِلَ حَرْکَةُ هَمْزَةِ اَنَا اِلٰی نُوْنِ لٰکِنْ فَحُذِفَتِ الْهَمْزَةُ ثُمَّ حُذِفَتِ الْحَرْکَةُ ثُمَّ اُدْغِمَتِ النُّوْنُ فِی النُّوْنِ۔ ہمزہ انا کی حرکت نون لکن کی طرف نقل کی گئی اور ہمزہ حذف کر دیا پھر حرکت حذف کر کے نون کو نون میں مدغم کر دیا۔ اور یہ تکلف خلاف قیاس ہے۔

اور مسلمان بھائی اپنے کافر بھائی سے کہنے لگا:

''وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝۳۹۔

اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہتا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یعنی اگر تو باغ میں جا کر اس کی فراوانی دیکھ

www.waseemziyai.com

''اِنْ تَرَنِ۔ اگر تو مجھے اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے تو دیکھ مگر اس وجہ میں تکبر نہ کر اور اپنے کو مغرور نہ بنا اس لئے کہ

''فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا۔ قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے (دنیا میں یا عقبیٰ میں) تیرے باغوں سے اور تیرے باغ پر عذاب اتارے آسمان سے (بجلیوں کا) تو وہ باغ و بہار چٹیل میدان ہو کر صبح تجھے ملے۔

حسبان پر ابن جریر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نافع بن ازرق نے پوچھا: اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى حُسْبَانًا فَقَالَ نَارًا وَ اَنْشَدَ قَوْلَ حَسَّانٍ۔

بَقِيَّةُ مَعْشَرٍ صَبَّتْ عَلَيْهِمْ شَابِيْبٌ مِنَ الْحُسْبَانِ شَبَّ

آپ سے سوال ہوا کہ حسبان کے معنی بیان فرمایئے۔ فرمایا آگ ہے اور حضرت حسان کا شعر سنایا جس میں حسبان دھکتے شعلے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور

زَلَقًا۔ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ اَرْضًا لَیْسَ فِیْهَا نَبَاتٌ۔ صعید زلق اس زمین کو کہتے ہیں کہ جس میں گھاس نہ ہو۔

وَ قِیْلَ الزَّلَقُ مِنْ زَلَقَ رَاْسَهٗ بِمَعْنٰی حَلَقَهٗ۔ ایک قول میں زلق منڈے ہوئے سر کے معنی دیتا ہے۔

''اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا۔ یا اسے صبح ایسے حال میں ہو کہ اس باغ کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو ہرگز اس کی تلاش بھی نہ کر سکے''۔

یعنی آسمانی بلا سے ہلاکت ہو تو بجلی کی آگ آئے اور آفت ارضی اگر آئے تو وَهُوَ غَوْرُ مَائِهَا فَيُتْلَفُ كُلُّ مَا فِيْهَا مِنَ الشَّجَرِ وَ الزَّرْعِ۔ وہ پانی کا نیچے اتر جانا ہے جو ہر درخت اور کھیتی کو تلف کر دے۔

یہ دونوں قسم کے عذاب ایسے ہیں کہ انسان ان کے دفع کی طاقت نہیں رکھتا تو جو سبزہ جل گیا یا خشک ہو گیا اسے دوبارہ سرسبز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے تکبر و غرور کا بدلہ اس کافر کو اس طرح ملا کہ

''وَ اُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا۔ اس کے پھل گھیر لئے گئے اور صبح وہ ہاتھ ملتا رہ گیا اس سے جو اس نے اس باغ میں خرچ کیا تھا اور وہ انگور کے درخت گرے پڑے تھے اپنی ٹٹیوں پر اور وہ کافر کہہ رہا تھا کاش میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو''۔

اُحِیْطَ کے معنی ہیں اَهْلَكَ اَمْوَالَهٗ۔ جب اس نے اپنے کفر کی سزا پائی تو اسے اپنے مومن بھائی کی نصیحت یاد آئی اب افسوس کرنے لگا۔ لیکن کسی کا ہندی دوہڑا ہے اور خوب ہے:

آگے کے دن پاچھے گئے اور پی سے کیا نہ ہیت اب پچھتاوے کا ہوت ہے جب چڑیا چگ گئی کھیت

عروش جمع عرش کی ہے ٹٹی جس پر انگور کی بیلیں چڑھی ہوتی ہیں۔

یہی حال قیامت کے دن عام کفار کا ہوگا يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔ ہر ایک کافر کہے گا کاش میں مٹی ہوتا۔ گویا انسان بنا کے کیوں میری مٹی خراب کی۔

www.waseemziyai.com

''وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا۔ اور نہ تھی اس کے لئے کوئی جماعت جو اللہ کے حضور اس کی مدد کرتی اللہ کے سوا اور نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا ایسے وقت کھلتا ہے کہ اختیار تام اللہ کو ہے جو سچا ہے اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام ہی بہتر ہے''۔

اس میں واضح فرمایا کہ کافر کی مدد اور سفارش وشفاعت کوئی نہیں کرسکتا برخلاف مومنین کے کہ ان کی سفارش وشفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے اور مصائب وآلام میں مقربین خاص اعانت فرماتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ قوت عطا فرمائی ہے۔

اور اگر اولیاء مقربین کی کسی قوت کو ان کی ذاتی قوت بلا عطا حق کوئی مانے تو یہ بھی شرک خالص ہے اور اگر بعطائے الٰہی عزوجل بھی نہ مانے تو قدرت کاملہ کا منکر ہونے کی بنا پر کافر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾

اور مثال بیان کرو انہیں دنیا کی زندگانی کی جیسے ایک پانی ہم نے نازل کیا آسمان سے تو اس سے مل کر سبزہ اگا زمین سے تو صبح سوکھی گھاس ہوگیا جسے اڑا دیا ہواؤں نے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾

مال اور بیٹے یہ زینت ہیں زندگی دنیا کی اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تمہارے رب کے پاس ان کا ثواب ہے اور بہتر امید والا ہے۔

وَ يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ ۚ

اور جس دن چلائیں ہم پہاڑوں کو اور تم دیکھو زمین کو کھلی ہوئی اور ہم اٹھائیں گے انہیں تو نہ چھوڑیں گے کسی کو ان میں سے۔

وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾

اور پیش کئے جائیں گے تمہارے رب کے حضور صفیں باندھے ہوئے بے شک تم آئے ہمارے حضور ویسے ہی جیسے پہلے پیدا کیا تمہیں بلکہ تمہارا گمان تھا کہ تم ہرگز کسی وعدہ پر نہیں۔

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع

اور نامۂ اعمال رکھا جائے گا تو تم دیکھو گے مجرموں کو کہ ڈرتے ہوں گے اس سے جو اس میں ہوگا۔ اور کہیں گے ہائے افسوس کیا ہے یہ لکھا ہوا کہ نہ چھوڑا کوئی چھوٹا نہ بڑا گناہ مگر اس میں جمع ہے۔ اور پایا انہوں نے جو عمل کیا سامنے اور نہیں ظلم کرتا تمہارا رب کسی پر۔

www.waseemziyai.com

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

وَاضْرِبْ - اور بیان کر
الدُّنْيَا - دنیا کی
فَاخْتَلَطَ - تو مل گئی
فَاَصْبَحَ - تو ہوگئی
وَكَانَ - اور ہے
شَيْءٍ - شے کے
زِيْنَةُ - زیبائش ہیں
الصّٰلِحٰتُ - نیکیاں
ثَوَابًا - بدلہ میں
نُسَيِّرُ - ہم چلائیں گے
بَارِزَةً - کھلی ہوئی
چھوڑیں گے
جائیں گے
لَقَدْ - بے شک
تم کو
زَعَمْتُمْ - خیال کیا تم نے
مَّوْعِدًا - کوئی وعدہ
الْمُجْرِمِيْنَ - مجرموں کو
وَيَقُوْلُوْنَ - اور کہیں گے
الْكِتٰبِ - کتاب کو
كَبِيْرَةً - بڑا
مَا - جو
يَظْلِمُ - ظلم کرے گا

لَهُمْ - ان کے لئے
كَمَآءٍ - جیسے پانی
بِهٖ - اس کے ساتھ
هَشِيْمًا - چورا چورا
اللّٰهُ - اللہ
مُّقْتَدِرًا - قادر
الْحَيٰوةِ - زندگی
خَيْرٌ - بہتر ہیں
وَّخَيْرٌ - اور بہتر ہیں
الْجِبَالَ - پہاڑوں کو
وَّحَشَرْنٰهُمْ - اور ہم ان کو اکٹھا کریں گے
مِنْهُمْ - ان میں سے
عَلٰى - اوپر
رَبِّكَ - تیرے رب کے
جِئْتُمُوْنَا - آئے تم
اَوَّلَ - پہلی
اَلَّنْ - یہ کہ ہرگز نہ
وَوُضِعَ - اور رکھی جائے گی
مُشْفِقِيْنَ - ڈرتے
يٰوَيْلَتَنَا - ہائے افسوس ہم پر
لَا يُغَادِرُ - نہیں چھوڑتی
اِلَّآ - مگر
عَمِلُوْا - عمل کئے انہوں نے
رَبُّكَ - تیرا رب

مَّثَلَ - مثال
اَنْزَلْنٰهُ - اتارا ہم نے اس کو
نَبَاتُ - سبزی
تَذْرُوْهُ - اڑاتی ہیں اسے
عَلٰى - اوپر
اَلْمَالُ - مال
الدُّنْيَا - دنیا کی
عِنْدَ - نزدیک
اَمَلًا - امید میں
وَتَرَى - اور دیکھے گا تو
اَحَدًا - کسی کو
رَبِّكَ - تیرے رب کے
كَمَا - جیسے
مَرَّةٍ - بار
نَّجْعَلَ - بنائیں گے ہم
الْكِتٰبُ - کتاب
مِمَّا - اس چیز سے جو
مَالِ - کیا ہے
صَغِيْرَةً - کوئی چھوٹا گناہ
اَحْصٰهَا - گن رکھا اس کو
حَاضِرًا - حاضر
اَحَدًا - کسی پر

الْحَيٰوةِ - زندگی
مِنَ السَّمَآءِ - بلندی سے
الْاَرْضِ - زمین کی
الرِّيٰحُ - ہوائیں
كُلِّ - ہر
وَالْبَنُوْنَ - اور بیٹے
وَالْبٰقِيٰتُ - اور باقی رہنے والی
رَبِّكَ - تیرے رب کے
وَيَوْمَ - اور جس دن
الْاَرْضَ - زمین کو
فَلَمْ نُغَادِرْ - پھر ہم نہ
وَعُرِضُوْا - اور وہ پیش کئے
صَفًّا - صف بنا کر
خَلَقْنٰكُمْ - پیدا کیا ہم نے
بَلْ - بلکہ
لَكُمْ - تمہارے لئے
فَتَرَى - تو دیکھے گا تو
فِيْهِ - اس میں ہے
هٰذَا - اس
وَّلَا - اور نہ
وَوَجَدُوْا - اور پائیں گے
وَلَا - اور نہیں

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

''وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ اور بیان کر واسطے ان کے مثال زندگی دنیا کی مانند پانی کے کہ اتارا ہم نے اس کو آسمان سے پس ملا ساتھ اس کے سبزہ زمین کا پھر ہو گیا چورا چورا کہ اڑاتی ہیں اس کو ہوائیں اور ہے اللہ اوپر ہر چیز کے قادر

www.waseemziyai.com

آسمان سے تو مخلوط ہو کر اس سے سبزہ اگا زمین میں تو صبح کی سبزہ نے اس حال میں کہ خشک گھاس ہو کر ہوائیں اسے اڑانے لگیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک شے پر قادر ہے''۔

یعنی دنیا کی نضارت اور اس کی خزاں کی کیفیت انہیں مثال میں فرمائیں کہ حیات دنیا بھی ایسی ہی دل آویز اور دیدہ زیب ہے لیکن اسے پائیداری اور ثبات نہیں اور بالکل اس حقیقت کے مشابہ ہے جیسے آسمان سے بارش ہوئی۔ سبزہ پر تازگی آ گئی۔ سبزہ زار آنکھوں کو تازگی بخشنے لگا پھر

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ یَعْنِیْ فَاشْتَبَکَ وَ خَالَطَ بَعْضُهَا لِکَثْرَتِهٖ۔ وہ پانی گھاس میں گیا اور اس سے ایک قسم کا سبزہ نہیں اگا بلکہ مخلوط سبزہ زمین سے اگا۔ بیلا، چنبیلی، گلاب، نسرین و نسترن۔ اسی سبزہ میں نرگس، شہلا، نسترن، گیندہ بھی جھک پڑا۔ ہر طرف رنگ برنگ کے پھول سبزہ پر کھل گئے کہ

فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا۔ اچانک لو کے جھونکے آئے۔ رات بھر باد سموم چلی صبح جو دیکھا تو وہی سبزہ زار جس میں بہجت و نضارت تھی سب خشک ہو کر رہ گیا۔

تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ۔ ہوا کے جھونکے اسے علیحدہ علیحدہ اڑا رہے ہیں تَذْرُوْهُ یَعْنِیْ تُطِیْرُهٗ۔ هَشِیْمٌ۔ خشک۔

''وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ اللہ کی قدرت ہر شے پر کامل متصرف ہے۔

اب آگے مال و منال اور اولاد وغیرہ کی حقیقت کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ جو بھی مال و منال دنیا پر فخر کرتا ہے جیسے اس مومن کے کافر بھائی نے فخر کیا تھا جس کا ذکر ہم بیان کر چکے ہیں۔ وہی حقیقت پھر بیان فرمائی جاتی ہے اور اسے دوسری مثال میں سمجھایا جاتا ہے۔

''اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ مال اور اولاد یہ زندگی دنیا کی زینت ہے''۔

اور حیوٰۃ دنیا کی زینت سریع الزوال ہے تو اس کا صغریٰ کبریٰ یوں ہوا: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ سَرِیْعُ الزَّوَالِ وَ کُلُّ مَا کَانَ سَرِیْعَ الزَّوَالِ یَقْبُحُ لِلْعَاقِلِ اَنْ یَفْتَخِرَ بِهِمَا یُنْتَجُ الْمَالُ وَالْبَنُوْنَ یَقْبُحُ لِلْعَاقِلِ اَنْ یَفْتَخِرَ بِهِمَا۔ مال و اولاد سریع الزوال ہے اور ہر وہ چیز جو سریع الزوال ہو عاقل کے لئے قبیح ہے کہ اس پر فخر کرے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مال و اولاد پر عاقل کے لئے فخر کرنا قبیح ہے۔ اور

''وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا۔ اور باقی رہنے والے نیک عمل ان کا ثواب تیرے رب کے پاس بہتر اور امید میں سب سے بھلا ہے''۔

اَلْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے اعمال خیر مراد ہیں جن کے ثمرے انسان کے لئے باقی رہتے ہیں جیسے صلوٰۃ پنجگانہ اور تسبیح و تحمید۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَکْثِرُوْا مِنَ الْبَاقِیَاتِ الصَّالِحَاتِ قِیْلَ وَ مَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ التَّکْبِیْرُ وَ التَّهْلِیْلُ وَالتَّسْبِیْحُ وَالتَّحْمِیْدُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باقیات صالحات زیادہ جمع کرو عرض کیا گیا وہ کیا ہے فرمایا تکبیر، تہلیل، تسبیح، تحمید اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا

www.waseemziyar.com

اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ باقیات صالحات ہیں اور یہ خطاؤں کو مٹا دیتے ہیں اور ایسے گرا دیتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں اور یہ جنت کے خزانوں سے ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین ہے۔

اور خَيْرٌ اَمَلًا کے معنی ہیں: حَيْثُ يَنَالُ بِهَا صَاحِبُهَا فِي الْاٰخِرَةِ مَا يُؤَمِّلُهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا۔ خیر امل وہ ہے جس کا بدلہ آخرت میں بندہ حاصل کرے۔

''وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم دیکھو گے زمین کو صاف کھلی ہوئی اور ہم انہیں محشور کریں گے اور ہرگز نہ چھوڑیں گے ان میں سے کسی کو''۔

اس میں نقشہ قیامت کا دکھایا گیا ہے چنانچہ يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ کے معنی یہ ہیں: يَوْمَ نَقْلَعُ الْجِبَالَ مِنْ اَمَاكِنِهَا وَ نُسَيِّرُهَا فِي الْجَوِّ كَالسَّحَابِ۔ جس دن ہم پہاڑوں کو ان کی جگہ سے اکھاڑ ڈالیں گے اور فضاء ہوائی میں وہ ابروں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

اور اسی کے ہم معنی دوسری جگہ بھی ارشاد ہے: وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ۔ اور ایک مقام پر وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا۔ بھی فرمایا گیا ہے اور فَلَمْ نُغَادِرْ کے معنی لَمْ نَتْرُكْ ہیں یعنی نہ چھوڑیں گے ہم۔

''وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا۔ اور سب پیش ہوں گے تمہارے رب کے حضور صف باندھے ہوئے بے شک تم ہمارے حضور ویسے ہی پیش ہو گے جیسے پہلی بار ہم نے پیدا فرمایا تھا۔ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا وقت نہ رکھیں گے''۔

یعنی ہر امت کی جماعتیں صف بستہ علیحدہ علیحدہ پیش ہوں گی اور وہ برہنہ تن ہوں گی جیسی کہ پیدا ہونے والے دن تھیں۔ اور جو حشر کے قائل نہ تھے انہیں فرمایا جائے گا کہ تم اس گمان میں تھے کہ تمہارے لئے حشر کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ آج دیکھو تم ہمارے سامنے موجود ہو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُنَادِيْ يَا عِبَادِيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَاَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ وَاَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ احْضُرُوْا حُجَّتَكُمْ وَ يَسِّرُوْا جَوَابًا فَاِنَّكُمْ مَسْئُوْلُوْنَ مُحَاسَبُوْنَ يَا مَلَائِكَتِيْ اَقِيْمُوْا عِبَادِيْ صُفُوْفًا عَلٰى اَطْرَافِ اَنَامِلِ اَقْدَامِهِمْ لِلْحِسَابِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ندا فرمائے گا اے میرے بندو میں تمہارا خدا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں سب سے بڑا حاکم ہوں اور جلدی حساب لینے والا ہوں لاؤ اپنی عذر خواہی اور تم پر جواب آسان ہوگا تم سوال کئے جاؤ گے حساب لئے جاؤ گے۔

اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی صفیں ان کے پیروں کے بل حساب کے لئے کھڑی کرو۔

وَ فِيْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ اَهْلُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِائَةٌ وَ عِشْرِيْنَ صَفًّا اَنْتُمْ مِنْهَا ثَمَانُوْنَ۔ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی اور اسی صفیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کی ہوں گی۔

www.waseemziyai.com

''وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۴۹

اور اعمال نامہ رکھا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے ڈرتے ہوں گے اس سے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے ہائے افسوس اس اعمال نامہ کو کیا ہوا کہ نہ چھوڑا اس نے کوئی گناہ چھوٹا اور نہ بڑا مگر سب پر حاوی ہے اور پائیں گے ہر وہ عمل جو کیا تھا اپنے سامنے اور نہیں ظلم کرتا تمہارا رب کسی پر۔

کتاب سے مراد صحیفۂ اعمال ہے۔ مُشْفِقِيْنَ یعنی خَائِفِيْنَ ڈرتے ہوئے دیکھ کر کہیں کہ یہ اعمال نامہ تو عجیب ہے جس میں ہمارے چھوٹے بڑے تمام جرائم جمع ہیں۔ اَحْصٰهَا۔ اس نے ہمارے سب عمل گھیر لئے ہیں۔

اور وہ اپنے اعمال اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع۔سورہ کہف۔پ ۱۵

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۵۰

اور یاد کرو جب ہم نے ملائکہ کو فرمایا سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے، قوم جن سے تھا تو نکل گیا اپنے رب کے حکم سے تو کیا بناتے ہو اسے اور اس کی اولاد کو دوست میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں اور برا ہے ظالموں کا بدلہ۔

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۵۱

نہ میں نے انہیں موجود رکھا آسمانوں اور زمین کے بناتے وقت اور نہ خود ان کے اپنی جانوں کے پیدا کرتے وقت اور نہیں میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنی قوت بازو کروں۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۵۲

اور جس دن فرمائے گا پکارو میرے شریکوں کو جنہیں تم گمان کرتے تھے تو پکاریں گے انہیں تو نہ جواب دیں گے انہیں اور ہم ان کے مابین ایک ہلاکت کا میدان کردیں گے۔

وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۵۳

اور دیکھیں گے قوم مجرم آگ کو تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور نہ پائیں گے اس سے بھاگنے کی راہ۔

حل لغات ساتواں رکوع۔سورۃ کہف۔پ ۱۵

وَاِذْ۔اور جب	قُلْنَا۔کہا ہم نے	لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتوں کو	اسْجُدُوْا۔سجدہ کرو
لِاٰدَمَ۔آدم کو	فَسَجَدُوْٓا۔تو سجدہ کیا انہوں نے	اِلَّآ۔مگر	

www.waseemziyai.com

اِبْلِیْسَ۔ابلیس نے | کَانَ۔تھا وہ | مِنَ الْجِنِّ۔جنوں سے | فَفَسَقَ۔تو نکل گیا
عَنْ اَمْرِ۔حکم | رَبِّهٖ۔اپنے رب سے | اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ۔کیا تم اسے بناتے ہو
وَذُرِّیَّتَهٗٓ۔اور اس کی اولاد کو | اَوْلِیَآءَ۔دوست | مِنْ دُوْنِیْ۔میرے سوا | وَهُمْ۔اور وہ
لَكُمْ۔تمہارے | عَدُوٌّ۔دشمن ہیں | بِئْسَ۔برا ہے | لِلظّٰلِمِیْنَ۔ظالموں کے لئے
بَدَلًا۔بدلہ | مَآ۔نہیں | اَشْهَدْتُّهُمْ۔موجود رکھا ان کو میں نے
خَلْقَ۔پیدائش | السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں | وَالْاَرْضِ۔اور زمین کے وقت
وَلَا۔اور نہ | خَلْقَ۔پیدائش | اَنْفُسِهِمْ۔ان کی جانوں کے وقت
وَمَا۔اور نہیں | كُنْتُ۔ہوں میں | مُتَّخِذَ۔بنانے والا | الْمُضِلِّیْنَ ۔ گمراہ کرنے
والوں کو | عَضُدًا۔مددگار | وَیَوْمَ۔اور جس دن | یَقُوْلُ۔کہے گا
نَادُوْا۔بلاؤ | شُرَكَآءِیَ۔میرے شریکوں کو | الَّذِیْنَ۔وہ جنہیں | زَعَمْتُمْ۔تم نے گمان کیا
فَدَعَوْهُمْ۔تو وہ ان کو پکاریں گے | فَلَمْ۔تو نہ | یَسْتَجِیْبُوْا۔جواب دیں گے
وہ ان کو | لَهُمْ۔ان کو | وَجَعَلْنَا۔اور بنائیں گے ہم | بَیْنَهُمْ۔ان کے درمیان
مَّوْبِقًا۔ہلاکت کا میدان | وَرَاَی۔اور دیکھیں گے | الْمُجْرِمُوْنَ۔مجرم | النَّارَ۔آگ کو
فَظَنُّوْٓا۔تو یقین کریں گے کہ | اَنَّهُمْ۔وہ | مُّوَاقِعُوْهَا۔گرنے والے ہیں اس میں
وَلَمْ۔اور نہ | یَجِدُوْا۔پائیں گے | عَنْهَا۔اس سے | مَصْرِفًا۔پھرنے کی جگہ

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع ۔سورۃ کہف ۔پ ۱۵

''وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ۝۵۰ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ۝۵۱۔

وَ اِذْ قُلْنَا اَیْ اُذْكُرْ وَقْتَ قَوْلِنَا۔یعنی وہ وقت یاد فرمائیں جب ہم نے فرمایا لِلْمَلٰٓئِكَةِ كُلِّهِمْ تمام ملائکہ کو عام اس سے کہ ملائکہ سماویہ ہوں یا ملائکہ ارضیہ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سُجُوْدَ تَحِیَّةٍ وَاِكْرَامٍ۔سجدہ کرو آدم کو سجدۂ تحیۃ واکرام اواسْجُدُوْا

تَحِیَّةً عَلٰی مَعْنَی اتَّخِذُوْهُ قِبْلَةً لِسُجُوْدِكُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰی۔یا آدم علیہ السلام کو قبلہ کے قائم مقام بنا کر ان کی طرف سجدہ کرو اور وہ تمہارا سجدہ خالص اللہ تعالیٰ کو ہو۔

فَسَجَدُوْا كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ امْتِثَالًا لِلْاَمْرِ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ۔تو تمام ملائکہ بموجب حکم الٰہی سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اس لئے کہ وہ ملائکہ سے نہ تھا۔بلکہ كَانَ مِنَ الْجِنِّ وہ قوم جن سے تھا۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَكَاَنَّهٗ قِیْلَ مَا لَهٗ لَمْ یَسْجُدْ فَقِیْلَ كَانَ اَصْلُهٗ جِنِّیًّا وَ هٰذَا ظَاهِرٌ فِیْ اَنَّهٗ لَیْسَ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ۔گویا یہ فرمایا کہ اس کے سجدہ نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی اصل جنی تھی اور یہ ظاہر

www.waseemziyai.com

ہے کہ وہ ملائکہ علیہم السلام سے نہ تھا۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: كَانَتِ الْمَلٰئِكَةُ تُقَاتِلُ الْجِنَّ فَسُبِيَ اِبْلِيْسُ وَكَانَ صَغِيْرًا فَكَانَ مَعَ الْمَلٰئِكَةِ فَتَعَبَّدَ بِالسُّجُوْدِ مَعَهُمْ۔ ملائکہ نے جن قتل کر دیئے اور ابلیس کو قید کر دیا یہ چھوٹا تھا۔ ملائکہ کے ساتھ مل کر عبادت کرنی شروع کر دی۔ ان کی معیت میں سجدہ بھی کرتا رہا۔

اور جو لوگ ابلیس کو قوم ملائکہ علیہم السلام سے ماننے والے ہیں ان کے لئے ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ فرماتے ہیں: قَاتَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَقْوَامًا زَعَمُوْا اَنَّ اِبْلِيْسَ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ۔ اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جن کا یہ گمان ہے کہ ابلیس ملائکہ سے تھا وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جن تھا۔

اور ابن جریر اور ابن الانباری اور ابوالشیخ رحمہم اللہ فرماتے ہیں: مَا كَانَ اِبْلِيْسُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاِنَّهُ لَاَصْلُ الْجِنِّ كَمَا اَنَّ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَصْلُ الْاِنْسِ۔ ابلیس کبھی ایک پل کے لئے بھی ملائکہ سے نہ ہوا بلکہ وہ جنی الاصل تھا جیسے حضرت آدم علیہ السلام اصل انسان تھے۔

فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَیْ فَخَرَجَ عَنْ طَاعَتِهٖ سُبْحٰنَهٗ۔ یعنی وہ اطاعت حکم سے سرتابی کر بیٹھا با آنکہ وہ مامور بالا طاعت تھا۔ مگر سجدہ نہ کیا تو اس واقعہ کو سنا کر ارشاد ہے کہ اے بنی آدم!

''اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔ کیا تم اسے اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بناتے ہو میرے سوا حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں کتنا برا ہے ظالموں کا یہ بدلہ''۔

یعنی ایسے سرکش کا اتباع کرتے ہوا پنے رب حقیقی کے سوا یہ برا بدلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی بجائے شیطان کے مطیع بنتے ہو حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ

''مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا۔ نہیں میں نے انہیں اپنے پاس بٹھایا زمین آسمان بناتے وقت اور نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میری یہ شان کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا بازو بناؤں''۔

یعنی اشیاء کے پیدا کرنے میں صرف اور صرف میں ہی خالق منفرد اور یگانہ ہوں نہ میرا کوئی شریک عمل نہ مشیر کار پھر میرے سوا کسی کی عبادت وولایت کس طرح صحیح ہو سکتی ہے۔

''وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا۔ اور جس دن فرمائے گا (اللہ تعالیٰ) کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے تو انہیں پکاریں گے تو وہ جواب نہ دیں گے اور کر دیں گے ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان اور دیکھیں گے مجرم جہنم کو تو یقین کر لیں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور نہ پائیں گے اس سے بچنے کی کوئی جگہ''۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں موبق جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اور ارباب لغت کہتے ہیں کہ موبق اسم مکان ہے وَبَقَ وُبُوْقًا سے جیسے وَثَبَ وُثُوْبًا اِذَا هَلَكَ اَیْ مُهْلِكًا۔ ہلاکت کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور ابن عمر اور انس بن مالک اور مجاہد فرماتے ہیں: اَنَّهٗ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَجْرِيْ بِدَمٍ وَصَدِيْدٍ۔ موبق یہ جہنم میں

www.waseemziyai.com

ایک وادی ہے جس میں خون اور پیپ بہتی ہے۔

وَعَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ نَهْرٌ فِي النَّارِ يَسِيْلُ نَارًا عَلٰى حَافَتَيْهِ حَيَّاتٌ اَمْثَالُ الْبِغَالِ الدُّهْمِ۔ وہ ایک نہر ہے جہنم میں جس میں آگ چلتی ہے اور کناروں پر اژدھے مثل سیاہ خچروں کے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔سورۃ کہف۔پ ۱۵

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

اور بے شک ہم نے پھیر پھیر کر اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں اور آدمی ہر شے سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَ يَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾

اور کس چیز نے روکا آدمیوں کو اس سے کہ ایمان لائیں جب آ چکی ان کے پاس ہدایت اور بخشش مانگیں اپنے رب سے مگر یہ کہ آئے ان کے اوپر وہی طریقہ پہلوں کا یا آئے ان پر عذاب قسم قسم کا۔

وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ وَ يُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾

اور نہیں بھیجتے ہم رسول مگر خوشی سناتے اور ڈراتے اور جھگڑتے ہیں وہ جو کافر ہیں باطل کے ساتھ تاکہ ہٹائیں اس سے حق کو اور پکڑا انہوں نے آیتوں کو جو ڈرانے والی باتیں ہیں تمسخر۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾

اور اس سے ظالم تر کون ہے جس کے آگے ذکر کی جائیں آیتیں ان کے رب کی تو منہ پھیریں ان سے اور بھول جائے وہ جو اپنے عمل آگے بھیج چکا ہم نے کر دیئے ان کے دلوں پر غلاف کہ نہ سمجھ سکیں ان کو اور ان کے کانوں میں ثقل سماعت ہے اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو ہرگز ہدایت نہ پائیں گے کبھی۔

وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾

اور تمہارا رب بخشنے والا رحم والا ہے اگر وہ انہیں پکڑے ان کے کئے پر تو جلد بھیجے ان پر عذاب بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے ہرگز نہ پائیں گے اس کے مقابل اس کے سوا پناہ۔

وَ تِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾

اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ رکھا ہے۔

www.waseemziyai.com

حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

وَلَقَدْ۔اور بے شک
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
الْاِنْسَانُ۔انسان
وَمَا۔اور نہ
يُؤْمِنُوْٓا۔ایمان لائیں
وَيَسْتَغْفِرُوْا۔اور بخشش مانگیں
اَنْ۔یہ کہ
اَوْ۔یا
وَمَا۔اور نہیں
مُبَشِّرِيْنَ۔خوشخبری دینے والے
وَيُجَادِلُ۔اور جھگڑتے ہیں
لِيُدْحِضُوْا۔تاکہ ہٹائیں
اٰيٰتِيْ۔میری آیتوں کو
وَمَنْ۔اور کون
بِاٰيٰتِ۔ساتھ آیات
وَنَسِيَ۔اور بھول گیا
اِنَّا۔بے شک
اَكِنَّةً۔پردہ
كانوں میں
اِلٰى۔طرف
اِذًا۔اس وقت
ذُوالرَّحْمَةِ۔رحمت کرنے والا ہے
بِمَا۔ساتھ اس کے
الْعَذَابَ۔عذاب
لَّنْ۔ہرگز نہ
وَتِلْكَ۔اور یہ
لَمَّا۔جب

صَرَّفْنَا۔طرح طرح سے بیان کیں ہم نے
مِنْ كُلِّ۔ہر طرح کی
اَكْثَرَ۔اکثر
شَيْءٍ۔چیزوں سے
مَنَعَ۔روکا
النَّاسَ۔لوگوں کو
اِذْ۔جب
جَآءَهُمُ۔آئی ان کے پاس
رَبَّهُمْ۔اپنے رب سے
تَاْتِيَهُمْ۔آئے ان کے پاس
يَاْتِيَهُمْ۔آئے ان کے پاس
نُرْسِلُ۔بھیجتے ہم
الْمُرْسَلِيْنَ۔پیغمبروں کو
كَفَرُوْا۔کافر ہیں
الْحَقَّ۔حق کو
بِهٖ۔اس کے ساتھ
وَمَآ۔اور جس سے
اُنْذِرُوْا۔ڈرائے گئے
مِمَّنْ۔اس سے جو
فَاَعْرَضَ۔تو منہ پھیرا
قَدَّمَتْ۔آگے بھیجا
عَلٰى۔اوپر
اَنْ۔یہ کہ
يَّفْقَهُوْهُ۔سمجھیں اس کو
وَقْرًا۔بوجھ ہے
وَاِنْ۔اور اگر
فَلَنْ۔تو ہرگز نہ
اَبَدًا۔کبھی بھی
وَرَبُّكَ۔اور تیرا رب
الْغَفُوْرُ۔بخشنے والا
لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ۔اگر ان کو پکڑے
كَسَبُوْا۔جو کمایا انہوں نے
بَلْ۔بلکہ
يَّجِدُوْا۔پائیں گے
الْقُرٰٓى۔بستیاں ہیں
ظَلَمُوْا۔ظلم کیا انہوں نے

فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ۔اس قرآن میں
مَثَلٍ۔مثالیں
وَكَانَ۔اور ہے
جَدَلًا۔جھگڑالو
اَنْ۔یہ کہ
الْهُدٰى۔ہدایت
اِلَّآ۔مگر
سُنَّةُ۔طریقہ
الْعَذَابُ۔عذاب
قُبُلًا۔سامنے
اِلَّا۔مگر
وَمُنْذِرِيْنَ۔اور ڈرانے والے
الَّذِيْنَ۔وہ جو
بِالْبَاطِلِ۔باطل کے ساتھ
وَاتَّخَذُوْٓا۔اور پکڑا انہوں نے
هُزُوًا۔ٹھٹھا
ذُكِّرَ۔نصیحت کیا گیا
عَنْهَا۔اس سے
يَدٰهُ۔اس کے ہاتھوں نے
قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے
وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ۔اور ان کے
تَدْعُهُمْ۔تو انہیں بلائے
يَّهْتَدُوْٓا۔ہدایت پائیں
وَرَبُّكَ۔اور تیرا رب
الْغَفُوْرُ۔بخشنے والا
لَعَجَّلَ۔تو جلدی کرے
لَّهُمْ۔ان کے لئے
مَّوْعِدٌ۔وعدہ ہے
مِنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سوا
مَوْئِلًا۔پناہ کی جگہ
اَهْلَكْنٰهُمْ۔کہ ہم نے ہلاک کیا ان کو
وَجَعَلْنَا۔اور بنایا ہم نے
لِمَهْلِكِهِمْ۔ان کی ہلاکت

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

کے لئے مَّوْعِدًا۔وعدہ کا وقت

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع -سورۃ کہف- پ ۱۵

''وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَ یَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾۔

اور بے شک ہم نے لوٹ پھیر کر اس قرآن میں لوگوں کے لئے بہت سی مثالیں بیان فرمائیں۔اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے اور کس چیز نے روکا انسان کو ایمان لانے سے جب آ چکی اس کے پاس ہدایت اور بخشش مانگتا اپنے رب سے مگر یہ کہ ان پر طریقہ پہلوں کا آئے یا ان پر قسم قسم کا عذاب''۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا۔کا مفہوم كَرَّرْنَا وَ اَوْرَدْنَا عَلٰى وُجُوْهٍ كَثِیْرَةٍ ہے یعنی بار بار متعدد مثالوں سے ہم نے اس قرآن کریم میں بیان فرمایا لیکن انسان اپنی جبلت سے ہر شے پر جھگڑالو ہی وقع ہوا ہے۔

حَیْثُ قَالَ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا۔اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَیْسَ الْمُرَادُ اِنْسَانًا مُعَیَّنًا۔ظاہر آیت سے بھی مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ہر انسان کے لئے فرمایا گیا اس میں انسان معین مراد نہیں اور

وَ قِیْلَ الْمُرَادُ بِهِ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ۔ایک قول ہے اس سے مراد نضر بن حارث ہے۔

وَ قِیْلَ ابْنُ الزِّبَعْرٰی۔ایک قول ہے کہ اس سے مراد ابن زبعری ہے۔

وَ قَالَ ابْنُ السَّائِبِ اُبَیُّ بْنُ خَلْفٍ وَكَانَ جِدَالُهٗ فِی الْبَعْثِ بِعَظْمٍ قَدْ رَمَّ فَقَالَ اَیَقْدِرُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی اِعَادَةِ هٰذِهٖ وَ فَتَّهٗ بِیَدِهٖ۔اور ابن سائب کا قول ہے کہ وہ ابی بن خلف ہے ان کا جھگڑا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر تھا۔چنانچہ یہ ایک گلی ہوئی ہڈی لایا اور چٹکی سے مل کر بولا کیا اللہ تعالیٰ اس کے زندہ کرنے پر قادر ہے۔

''وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی۔اور کس بات نے روکا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لائیں جب کہ ان کے پاس ہدایت آ گئی''۔

یعنی قرآن کریم اور نبی رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہدایت اور فنون معانی سے آ چکے تو ان پر لازم تھا کہ یہ ایمان لاتے۔ یہاں ما استفہامیہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اَیُّ شَیْءٍ مَنَعَهُمْ کیا چیز ہے جس نے انہیں ایمان لانے سے روکا۔

''وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ۔اور توبہ کر کے اپنے رب سے خطاؤں کی معافی مانگتے۔

''اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ۔مگر یہ کہ پہلے ہی طریقہ کا انتظار کر رہے ہیں یعنی وَهُمْ مَنْ هَلَكَ مِنَ الْاُمَمِ السَّالِفَةِ۔وہی ہلاکت جس سے پہلی امتیں ہلاک ہوئیں۔سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ سے مراد اِهْلَاكٌ بِعَذَابِ الْاِسْتِیْصَالِ ہے۔

''اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا۔یا آئے ان پر عذاب قسم قسم کا''۔قُبُلًا۔قبل سے ہے اَیْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ اَنْوَاعًا وَ اَلْوَانًا۔قبلا کے معنی ہیں انواع والوان کا عذاب آنا۔

www.waseemziyai.com

''وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ۔ اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر خوشی سناتے اور ڈراتے''۔
یعنی مومنین کو بشارت جنت دیتے ہیں اور کافر وعصیاں شعار کو عذاب کا ڈر سناتے۔

''وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ۔ اور جھگڑتے ہیں وہ جو کافر ہیں باطل پر تا کہ ہٹا دیں ان سے حق''۔

لِيُدْحِضُوْا۔ کے معنی ہیں: لِيُزِيْلُوْا اَوْ يُبْطِلُوْا۔ تا کہ وہ ہٹا دیں حق سے باطل پرستی کر کے اور اس کی اصل یعنی ادحاض کی ازلاق ہے یعنی پھسلا دینا وَالدَّحْضُ الطِّيْنُ الَّذِيْ يُزْلَقُ فِيْهِ۔ دحض کیچڑ میں پھسلنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

''وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا۔ اور وہ میری آیتوں کا اور ان احکام کا جو ڈر سنانے والی ہیں مذاق بناتے ہیں''۔
کہیں انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہہ کر استہزاء کرتے ہیں کہ بشر نہ کہیں تو کیا کہیں۔ مشرکین یہی کہتے تھے: مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ۔ وغیرہ وغیرہ اور اس امر پر غور نہ کیا کہ نبی من حیث النبی نبی ہے۔ اور وہ تمام غیوب پر خبردار ہی نہیں بلکہ خبر دینے والا ہے اس لئے کہ نبی نبا سے ہے اور نبا خبر کو کہتے ہیں تو نبی خبر دینے والا ہوا تو اگر سمجھتے تو یہی فرق ایمان والے کے لئے کم نہیں۔

علاوہ ازیں خود نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرق ظاہر فرمایا: اَيُّكُمْ مِثْلِيْ اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ۔ تم میں میرا مثل کون ہے۔ میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔
لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ۔ بھی فرمایا کہ میرے رب کے ساتھ میرا وقت خاص ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل کی رسائی نہیں۔ چہ جائے کہ جاہل اپنی جہالت سے لوگوں کو جہالت کا شکار بنا کر حق سے ادحاض وازلاق چاہتے ہیں اور مجنونانہ استہزاء کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کو وعید شدید فرمایا۔

''وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ۔ اور کون ظالم ترین ہے اس سے جسے اس کے رب کی آیتیں یاد کرائی جائیں تو وہ ان سے اعراض وانحراف کرے اور بھول جائے وہ جو اس کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں''۔
یعنی اس سے ظالم تر کون ہوسکتا ہے جو آیات کلام الٰہی عزوجل سن کر اعراض کرے اور اپنا کفر اور بداعمالیاں بھول جائے جن کا بدلہ اس کے نامۂ اعمال میں جمع ہے۔

''اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا۔ ہم نے کر دیئے ان کے دلوں پر غلاف تا کہ قرآن نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں ثقل ہے''۔
اَكِنَّةً۔ کے معنی اَغْطِيَةٌ کے ہیں یہ کنان کی جمع ہے اور اَغْطِيَةٌ۔ غطا کی جمع ہے۔ اور غطا پردہ یا غلاف کو کہتے ہیں اور وَقْرٌ۔ ثقل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی بہرے پن کو وقر کہتے ہیں۔

''وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ اور اگر آپ انہیں بلائیں ہدایت کی طرف تو ہرگز راہ نہ پائیں گے کبھی''۔

www.waseemziyai.com

بلکہ اپنی گمراہی پر ہی جمے رہیں گے اس لئے کہ ان کی جبلت ہی کفر پر ہے یہ ان کافروں کے لئے وعید شدید ہے جن کا علم اللہ عزوجل میں ایمان قبول کرنا ہی مقدر نہیں ہے۔ حَیْثُ قَالَ الْآلُوْسِیُ:

وَالْاٰیَۃُ فِی اُنَاسٍ عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُوَافَاتِھِمْ عَلَی الْکُفْرِ مِنْ مُشْرِکِیْ مَکَّۃَ۔

اب قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایسے مشرکوں کا اسی وقت قلع قمع کیوں نہ فرمایا گیا اس کا جواب بطور دفع دخل مقدر ارشاد ہے:

''وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا۔ اور تمہارا رب بخشنے والا رحم والا ہے اگر وہ انہیں ان کے کرتوت پر گرفت کرتا تو جلد ان پر عذاب لاتا بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے۔ جب ہرگز وہ اس کے سوا کوئی پناہ نہ پائیں گے''۔

مَوْئِلًا۔ کے معنی ہیں فراء کہتے ہیں: اَیْ مَلْجَاً۔ یعنی نجات۔ محاورہ میں کہتے ہیں: وَالَتْ نَفْسُ فُلَانٍ اَیْ نَجَتْ۔ فلاں کی جان بچ گئی یعنی نجات پا گئی۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ھُوَ الْمَلْجَا یُقَالُ وَالٰی فُلَانٍ اِلٰی کَذَا یَئِلَ وَالاً وَ وُؤْلًا اِذَا لَجَا وَ تَفْسِیْرُہٗ بِالْمَلْجَا۔ بہرحال نجات اور خلاصی کے معنی میں اس کا استعمال ہے۔

''وَتِلْكَ الْقُرٰى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا۔ اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ رکھا تھا''۔

جیسے قوم لوط، ثمود، عاد، ایکہ، قوم نوح وغیرہ وغیرہ۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع۔ سورۃ کہف۔ پ ۱۵

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾	اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے خادم سے میں باز نہ رہوں گا جب تک نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں یا گزرتا چلا جاؤں گا قرنوں۔
فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾	تو جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے بھول گئے اپنی مچھلی اور پکڑی اس نے اپنی راہ دریا میں سرنگ بنا کر۔
فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾	تو جب وہاں سے گزر گئے فرمایا اپنے خادم کو لاؤ ہمارا ناشتہ بے شک پایا ہم نے اپنے اس سفر میں مشقت کو۔
قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾	تو بولا خادم دیکھئے جب ہم آئے اس چٹان کے پاس تو بھول گئے ہم مچھلی اور نہیں بھلایا مجھے مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے سمندر میں اپنی راہ حیرت ناک صورت میں بنالی۔

www.waseemziyai.com

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾

فرمایا یہی تو ہم چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں پر نشان دیکھتے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾

تو پایا دونوں نے ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾

کہا موسیٰ نے اسے کیا میں تمہاری اتباع میں رہوں اس شرط پر کہ تم سکھاؤ مجھے اس سے جو تعلیم ہوئی تمہیں نیکی کی۔

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾

بولا تم ہرگز نہیں طاقت رکھتے میرے ساتھ صبر کی۔

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾

اور کیسے صبر کریں گے آپ اس پر جس پر آپ کا علم محیط نہیں۔

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾

کہا عنقریب پائیں گے آپ اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا اور نہ خلاف کروں گا آپ کے کسی حکم میں۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾

کہا آپ اگر میری پیروی کریں تو نہ پوچھیں مجھ سے کچھ جب تک کہ میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔

حل لغات نواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

وَاِذْ - اور جب
قَالَ - کہا
لَآ اَبْرَحُ - میں ہمیشہ چلوں گا
حَتّٰى - یہاں تک کہ
الْبَحْرَيْنِ - دو سمندروں کے
اَوْ - یا
فَلَمَّا - پھر جب
بَلَغَا - پہنچے وہ دونوں
نَسِيَا - تو بھول گئے
حُوْتَهُمَا - اپنی مچھلی
فِي الْبَحْرِ - سمندر میں
سَرَبًا - سرنگ بنا کر
قَالَ - کہا موسیٰ نے
لِفَتٰىهُ - اپنے خادم کو
لَقَدْ - بے شک
لَقِيْنَا - پہنچی ہمیں
نَصَبًا - مشقت
قَالَ - بولا
اَوَيْنَآ - جگہ پکڑی ہم نے
اِلَى - طرف
نَسِيْتُ - بھول گیا
الْحُوْتَ - مچھلی کو
اِلَّا - مگر
الشَّيْطٰنُ - شیطان نے
وَاتَّخَذَ - اور پکڑا اس نے
سَبِيْلَهٗ - اپنا رستہ
مُوْسٰى - موسیٰ نے
اَبْلُغَ - میں پہنچوں
اَمْضِيَ - چلا جاؤں میں
مَجْمَعَ - جگہ ملنے
فَاتَّخَذَ - اور بنایا اس نے
فَلَمَّا - پھر جب
اٰتِنَا - لاؤ ہمارے پاس
مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا - اپنے اس سفر سے
اَرَءَيْتَ - کیا دیکھا آپ نے
الصَّخْرَةِ - پتھر کی
وَمَآ - اور نہ
اَنْ - یہ کہ
فِي الْبَحْرِ - سمندر میں
لِفَتٰىهُ - اپنے خادم سے
مَجْمَعَ - ملنے
حُقُبًا - کئی حقبے
بَيْنِهِمَا - ان دونوں کے
سَبِيْلَهٗ - اپنا رستہ
جَاوَزَا - گزرے
غَدَآءَنَا - ہمارا کھانا
اِذْ - جب
فَاِنِّيْ - تو بے شک میں
اَنْسٰنِيْهُ - بھلائی مجھے وہ مچھلی
اَذْكُرَهٗ - میں ذکر کروں اس کا
عَجَبًا - عجب طرح

MARKAZ-UL-ILOOM ISLAMIA ACADEMY

قَالَ۔فرمایا ذٰلِكَ۔یہی تھی مَا۔وہ جگہ كُنَّا۔جس کو ہم
نَبْغِ۔ڈھونڈتے تھے فَارْتَدَّا۔تو واپس ہوئے عَلٰٓى۔اوپر اٰثَارِهِمَا۔اپنے قدموں کے
قَصَصًا۔کھوج لگاتے فَوَجَدَا۔تو پایا ان دونوں نے عَبْدًا۔ایک بندہ مِّنْ عِبَادِنَآ۔ہمارے بندوں
سے اٰتَيْنٰهُ۔کہ دی ہم نے اس کو رَحْمَةً۔رحمت مِّنْ عِنْدِنَا۔اپنے پاس سے
وَعَلَّمْنٰهُ۔اور سکھایا ہم نے اس کو مِنْ لَّدُنَّا۔اپنے پاس سے عِلْمًا۔علم
قَالَ۔فرمایا لَهٗ۔اسے مُوْسٰى۔موسیٰ نے هَلْ۔کیا
اَتَّبِعُكَ۔پیروی کروں میں تیری عَلٰٓى۔اس پر اَنْ۔یہ کہ
تُعَلِّمَنِ۔سکھائے تو مجھ کو مِمَّا۔اس چیز سے جو عُلِّمْتَ۔تو سکھایا گیا رُشْدًا۔بھلائی
قَالَ۔بولا اِنَّكَ۔یقیناً آپ لَنْ۔کبھی نہ تَسْتَطِيْعَ۔کرسکیں گے
مَعِيَ۔میرے ساتھ صَبْرًا۔صبر وَكَيْفَ۔اور کیسے تَصْبِرُ۔صبر کریں گے آپ
عَلٰى۔اوپر مَا۔اس کے لَمْ تُحِطْ۔جو نہ گھیرا تم نے بِهٖ۔اس کو
خُبْرًا۔علم سے قَالَ۔فرمایا سَتَجِدُنِيْٓ۔جلدی پاؤ گے تم مجھ کو
اِنْ۔اگر شَآءَ۔چاہا اللّٰهُ۔اللہ نے صَابِرًا۔صبر کرنے والا
وَّلَآ۔اور نہ اَعْصِيْ۔نافرمانی کروں گا لَكَ۔تیری اَمْرًا۔کسی کام میں
قَالَ۔بولا فَاِنِ۔تو اگر اتَّبَعْتَنِيْ۔آپ پیروی کریں میری
فَلَا۔تو نہ تَسْـَٔلْنِيْ۔سوال کرنا مجھ سے عَنْ شَيْءٍ۔کسی چیز کا حَتّٰٓى۔یہاں تک کہ
اُحْدِثَ۔میں بیان کروں لَكَ۔آپ کے لئے مِنْهُ۔اس کا ذِكْرًا۔تذکرہ

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع۔سورۃ کہف۔پ ۱۵

''وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾۔

اور یاد کیجئے جب کہا موسیٰ نے اپنے خادم سے میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں گا۔تو جب دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اس مچھلی نے سمندر میں راہ پکڑی سرنگ بناتے ہوئے تو جب دونوں وہاں سے آگے نکلے تو موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ بے شک ہمیں اس سفر میں مشقت ہوئی''۔

یہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں جو بقول اصح بنی اسرائیل کے نبی تھے۔اگرچہ اہل کتاب یہودی اور عیسائیوں نے اختلاف کیا ہے۔

اور فتیٰ سے مراد خادم ہے اس لئے کہ عرب خادم کو فتیٰ بولتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

ایک قول ہے وہ یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام تھے۔

ایک قول ہے ابن اخت یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے۔

ایک قول ہے کہ وہ یوشع علیہ السلام کے بھائی تھے۔

بہرحال یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کرتے تھے اور آپ کے شاگرد بھی تھے۔ ان سے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

لَآ اَبْرَحُ۔ میں کبھی باز نہ رہوں گا۔ مَا بَرِحَ افعال ناقصہ سے ہے جیسے زَالَ یَزَالَ۔ اس کے معنی لَا اَزَالَ یعنی ہمیشہ کوشش کروں گا ہوتے ہیں۔

''حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا۔ یعنی میں اپنا سفر ختم نہ کروں گا حتی کہ مجمع البحرین تک نہ پہنچوں چاہے اس کوشش میں حقب ہی کیوں نہ گزر جائیں''۔

حقب۔ زمان طویل کو بھی کہتے ہیں گویا اس کے معنی یہ ہوئے: اَیْ لَا زِلْتُ اَسِیْرُ فِیْ کُلِّ حَالٍ حَتّٰی اَبْلُغَ اِلَّا اَنْ اَمْضِیَ زَمَانًا اَتَیَقَّنُ فَوَاتَ الْمَجْمَعِ۔ یعنی ہمیشہ سفر کرتا رہوں گا جب تک نہ پہنچوں یا یہ کہ زمانہ طویل گزر جائے۔

وَالْحُقُبُ بِضَمَّتَیْنِ یعنی ح ق۔ دونوں پر پیش ہے۔

اور ایک قول ہے کہ ح مضموم اور ق ساکن ہے۔

وَ فِی الْقَامُوْسِ جَمْعُهٗ اَحْقَابٌ وَ اَحْقُبٌ وَ فِی الصِّحَاحِ اَنَّ الْحُقُبَ بِالضَّمِّ یَجْمَعُ عَلٰی حِقَابٍ مِثْلُ قِفٌ وَ قِفَافٍ۔

وَ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ ثَمَانُوْنَ سَنَةً۔ حقب اسی برس کا ہوتا ہے۔

وَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ سَبْعُوْنَ سَنَةً۔ حسن کے نزدیک ستر سال کا حقب ہے۔

اور قاموس میں ہے: اَلْحِقْبَةُ بِالْكَسْرِ مِنَ الدَّهْرِ مُدَّةٌ لَا وَقْتَ لَهَا۔ حقبہ بالکسر وہ زمانہ ہے جس کی مدت کے اختتام کا کوئی وقت نہ ہو۔

اور اس واقعہ کی وجہ یہ ہوئی: کما قال ابن عباس عن ابی بن کعب

اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يُرِدِ الْعِلْمَ اِلَيْهِ سُبْحٰنَهٗ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ اَنَّ لِيْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ اَلْحَدِيْثَ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے کہ آپ سے سوال ہوا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا میں۔

تو اس پر آپ کے مرتبہ کے موافق عتاب ہوا اس لئے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

چنانچہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ ایک ہمارا بندہ مجمع البحرین میں تم سے زیادہ عالم ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا اور عرض کی:

www.waseemziyai.com

اَیْ رَبِّ اِنْ کَانَ فِیْ عِبَادِکَ اَحَدٌ هُوَ اَعْلَمُ مِنِّیْ فَدُلَّنِیْ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ نَعَمْ فِیْ عِبَادِیْ مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْکَ ثُمَّ نَعَتَ لَهٗ مَکَانَهٗ وَ اَذِنَ لَهٗ فِیْ لَقِیِّهٖ۔

الٰہی! اگر تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ دے تو جناب باری عزوجل کی طرف سے ارشاد ہوا ہاں میرے بندوں میں تجھ سے زیادہ عالم ہیں پھر ان کا پتہ دیا اور ملاقات کی اجازت ہوئی۔

ایک روایت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ خیال تھا کہ ان سے زیادہ عالم ان کے زمانہ میں کوئی نہیں تو آپ نے بارگاہ حق عزوجل میں عرض کی: یَا رَبِّ فَهَلْ فِی الْاَرْضِ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنِّیْ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَیْنَ هُوَ قِیْلَ لَهٗ عِنْدَ الصَّخْرَةِ الَّتِیْ عِنْدَهَا الْعَیْنُ فَخَرَجَ مُوْسٰی یَطْلُبُهٗ حَتّٰی کَانَ مَا ذَکَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

آپ نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں عرض کی الٰہی زمین میں کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہے؟ ارشاد ہوا ہاں۔ عرض کی وہ کہاں ہے۔ ارشاد ہوا اس چٹان کے پاس جس کے قریب چشمہ ہے چنانچہ آپ اس کی تلاش میں نکلے جیسا کہ ارشاد ہے:

''فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا۔ تو جب دونوں پہنچے دو سمندروں کے ملنے کی جگہ اپنی مچھلی بھول گئے اور راہ لی مچھلی نے دریا میں سرنگ بنا کر''۔

اور اس کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ موسیٰ وہ میرا بندہ جو زیادہ عالم ہے وہ مجمع بحرین میں ہے تو آپ نے عرض کی: یَا رَبِّ کَیْفَ لِیْ بِهٖ الٰہی تو کس طرح میری اس سے ملاقات ہوگی تو ارشاد ہوا:

تَاْخُذُ مَعَکَ حُوْتًا فَتَجْعَلُهٗ فِیْ مِکْتَلٍ فَحَیْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ۔ تم اپنے توشہ دان میں ایک مچھلی رکھ لو اور چلو تو جہاں وہ مچھلی تمہارے توشہ دان سے نکل جائے وہی اس بندے کا مقام ہے۔

فَاَخَذَ حُوْتًا وَ جَعَلَهٗ فِیْ مِکْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَ انْطَلَقَ مَعَهٗ فَتَاهُ حَتّٰی اَتَیَا الصَّخْرَةَ وَ کَانَتْ عِنْدَ مَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ وَضَعَا رُءُوْسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِی الْمِکْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِی الْبَحْرِ۔

تو آپ نے مچھلی توشہ دان میں رکھی اور روانہ ہوئے اور وہ خادم یا شاگرد حضرت یوشع علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ ہو لئے حتیٰ کہ اس صخرہ کے پاس آئے اور دونوں مجمع بحرین کے پاس سو گئے اور مچھلی توشہ دان سے تڑپ کر دریا میں چلی گئی۔

اور ایک روایت میں ہے: رَوَاهُ الشَّیْخَانِ وَغَیْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ لِمُوْسٰی خُذْ نُوْنًا مَیِّتًا فَحَیْثُ هُوَ یُنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحُ فَاَخَذَ ذَالِکَ فَجَعَلَهٗ فِیْ مِکْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا اُکَلِّفُکَ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنِیْ بِحَیْثُ یُفَارِقُکَ الْحُوْتُ قَالَ مَا کَلَّفْتُ کَثِیْرًا فَبَیْنَمَا هُمَا فِیْ ظِلِّ صَخْرَةٍ اِذَا اضْطَرَبَتِ الْحُوْتُ حَتّٰی دَخَلَ الْبَحْرَ وَ مُوْسٰی نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا اُوْقِظُهٗ حَتّٰی اِذَا اسْتَیْقَظَ نَسِیَ اَنْ یُخْبِرَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک مچھلی رکھ لو تو جب اس میں جان آجائے تو وہاں تمہیں وہ بندہ ملے گا۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اپنے خادم کو فرمایا کہ میں تمہیں زیادہ تکلیف نہیں دیتا مگر یہ کہ مچھلی کا خیال رکھو جب یہ زندہ ہو کر تم سے علیحدہ ہو جائے تو مجھے خبر دو۔

حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ بھی کوئی تکلیف ہے۔ میں ضرور اس کی نگرانی کروں گا۔

تو جب وہ دونوں اس چٹان کے پاس پہنچے تو وہ مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی اور موسیٰ علیہ السلام اس وقت خواب

www.waseemziyai.com

استراحت میں تھے۔حضرت یوشع علیہ السلام نے خیال کیا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو جب بیدار ہوں گے کہہ دوں گا۔

لیکن جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت یوشع علیہ السلام اس کا تذکرہ کرنا بھول گئے۔

اور مسلم شریف کی روایت میں اس طرح ہے کہ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لَهٗ اٰيَةُ ذَالِكَ اَنْ تَزَوَّدَ حُوْتًا مَالِحًا فَهُوَ حَيْثُ تَفْقِدُهٗ فَفَعَلَ حَتّٰى اِذَا انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ وَ انْطَلَقَ مُوْسٰى يَطْلُبُ وَ وَضَعَ فَتَاهُ الْحُوْتَ عَلَى الصَّخْرَةِ فَاضْطَرَبَ وَ دَخَلَ الْبَحْرَ فَقَالَ فَتَاهُ اِذْ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ تَعَالٰى حَدَّثْتُهٗ فَاَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس بندہ کی نشانی معلوم کرنے کے لئے اپنے ناشتہ دان میں ایک مچھلی نمکین تل کر رکھو جہاں وہ مچھلی ناشتہ دان سے نکل جائے وہی اس کا مقام ہے۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔جب وہ اس چٹان کے پاس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بندہ کی تلاش کے لئے نکلے اور خادم نے وہ مچھلی چٹان پر رکھ دی وہاں سے وہ مچھلی تڑپ کر دریا میں چلی گئی۔خادم نے کہا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان سے عرض کردوں گا پھر شیطان نے اسے بھلا دیا۔۔

اور اس مقام پر اس مچھلی کے زندہ ہونے کا سبب یہ تھا جو آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَسَبَبُ حَيٰوةِ الْحُوْتِ مَا فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ الصَّخْرَةِ مَاءُ الْحَيٰوةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ خَلَدَ وَلَا يُقَارِبُهٗ مَيِّتٌ اِلَّا حَيِيَ فَاَصَابَ شَيْءٌ مِنْهُ الْحُوْتَ فَحَيِيَ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس چٹان کے پاس چشمۂ ماء الحیات تھا جو اس سے پی لیتا وہ ہمیشہ زندہ رہتا اور اس چشمہ کے پاس سے کوئی میت نہیں گزری مگر زندہ ہوگئی تو اس مچھلی کو بھی کچھ اس پانی سے پہنچا تو وہ زندہ ہوگئی۔

چنانچہ ایک روایت ہے کہ حضرت یوشع نے اس پانی سے وضو کیا تو اس کا چھینٹا اس مچھلی کو پہنچ گیا جس سے وہ زندہ ہوگئی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ اور یوشع علیہم السلام نے اس مچھلی میں سے دو وقت کھایا باقی جو بچی وہ زندہ کر ''فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا۔اس نے اپنا راستہ سرنگ کی صورت میں پکڑا''۔

اور اس کی تشریح حدیث شیخین اور ترمذی اور نسائی وغیرہ میں اس طرح ہے: اِنَّ اللّٰهَ اَمْسَكَ عَنْ جَرْيَةِ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ۔اللہ تعالیٰ نے دریا کے بہاؤ کو روکا اور محراب نما راستہ بنا دیا۔

اس مچھلی کی نسل سے ابو حامد اندلسی رحمہ اللہ نے ملاحظہ فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں:

رَاَيْتُ سَمَكَةً بِقُرْبِ مَدِيْنَةِ سَبْتَةَ مِنْ نَسْلِ الْحُوْتِ الَّذِيْ تَزَوَّدَهٗ مُوْسٰى وَ فَتَاهُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ اَكَلَا مِنْهُ وَهِيَ سَمَكَةٌ طُوْلُهَا اَكْثَرُ مِنْ ذِرَاعٍ وَ عَرْضُهَا شِبْرٌ وَاحِدٌ جَنْبَيْهَا شَوْكٌ وَ عِظَامٌ وَ جِلْدٌ رَقِيْقٌ عَلٰى اَحْشَائِهَا وَلَهَا عَيْنٌ وَاحِدٌ وَرَاْسُهَا نِصْفُ رَاْسٍ مَتٰى رَاٰهَا مِنْ هٰذَا الْجَانِبِ اسْتَقْذَرَهَا حَيْثُ اِنَّهَا مَاكُوْلَةٌ مَيْتَةٌ وَ نِصْفُهَا الْاٰخَرُ صَحِيْحٌ وَالنَّاسُ يَتَبَرَّكُوْنَهَا وَ يَهْدُوْنَهَا اِلَى الْاَمَاكِنِ الْبَعِيْدَةِ۔

میں نے یہ مچھلی سبتہ شہر کے قریب دیکھی جو اسی نسل سے تھی جسے حضرت موسیٰ اور یوشع علیہما السلام نے تل کر ناشتہ میں رکھا تھا اس کا طول شرعی گز یعنی ۱۲ گرہ تھا اور عرض ایک بالشت تھا۔

www.waseemziyai.com

ایک پہلو میں ہڈی اور کانٹے تھے اور ایک طرف باریک کھال آنتوں پر تھی، اس کی ایک آنکھ اور نصف سر تھا، اسے دیکھنے والا مری ہوئی گمان کر سکتا تھا۔ لیکن آدھا حصہ صحیح ہے لوگ اسے تبرکاً ہدیوں میں دور دور بھیجتے ہیں۔

اور ایسا ہی ابو شجاع رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

''فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۔ تو جب وہاں سے گزر گئے تو فرمایا اپنے خادم کو لاؤ ہمارا ناشتہ بے شک آج کے اس سفر میں ہمیں بہت تکان ہوئی''۔

اس لئے کہ یہاں سے بقیہ دن اور رات چلے جب دوسرے دن صبح ہوئی اور دن چڑھ گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھوک محسوس فرمائی۔ تو اٰتِنَا غَدَآءَنَا فرمایا یعنی وہ ناشتہ لاؤ جو ہمارے ساتھ توشہ دان میں ہے۔ نصب کے معنی تعب، محنت اور تکان کے ہیں۔ اس لئے کہ اس سے پہلے جتنا سفر کیا اس میں تکان نہیں ہوئی تھی۔ حَيْثُ قَالَ۔

فَقَدْ صَحَّ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَجِدْ مُوْسٰى شَيْئًا مِنَ النَّصَبِ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِىْ اُمِرَ بِهٖ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس صخرہ تک قطعاً تکان نہیں ہوئی جہاں تک کا ان کو حکم تھا۔ اور اس صخرہ تک آپ چالیس روز میں تشریف لائے اس مدت میں آپ کو بھوک بھی نہیں لگی۔ كَمَا قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ غَالِبِ بْنِ عَطِيَّةَ۔

تو اس وقت حضرت یوشع علیہ السلام کو وہ مچھلی کا نکلنا اور پانی میں جانا یاد آیا تو عرض کیا:

''قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا۔ دیکھئے جب ہم آئے اس چٹان کے پاس تو میں بھول گیا مچھلی اور نہیں بھلایا مجھے مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور راہ لی دریا میں اس مچھلی نے عجیب طرح۔

اَوَيْنَآ۔ کے معنی اِلْتَجَانَا اِلَيْهِ وَاَقَمْنَا عِنْدَهَا۔ یعنی سہارا لینا اور اس کے پاس قیام کرنا ہیں۔

اور اِذْ اَوَيْنَآ کے ساتھ گزشتہ مقام اس لئے یاد دلایا کہ اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواب فرمایا تھا۔ وَ ذَكَرَ هٰذِهِ الصَّخْرَةُ قَرِيْبَةٌ مِنْ نَهْرِ الزَّيْتِ وَ هُوَ نَهْرٌ مَعِيْنٌ عِنْدَهٗ كَثِيْرٌ مِنَ الشَّجَرَةِ الزَّيْتُوْنَةِ۔ اور یہ صخرہ نہر زیت کے قریب ہے اور وہ نہر میٹھے پانی کی ہے جس کے نزدیک زیتون کے درخت ہیں۔

تو حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب آپ استراحت میں تھے اس وقت وہ مچھلی تڑپی اور دریا میں چلی گئی میں نے خیال کیا کہ آپ کو نہ جگاؤں بعد میں عرض کر دوں گا پھر شیطان نے ایسا بھلایا کہ یاد ہی نہ رہا یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا۔ فرمایا یہی وہ ہے جو ہم چاہتے تھے۔ فَارْتَدَّا اَیْ رَجَعَا تو پلٹے اپنے پیروں پر یعنی الٹے لوٹے اپنی اسی راہ''۔ جس سے آگے آئے تھے۔

قَصَصًا۔ کے معنی يَتْبَعَانِهَا اِتْبَاعًا فَهُوَ مِنْ قَصَّ اَثَرَهٗ اِذَا تَبِعَهٗ۔ یعنی جن قدموں سے صخرہ سے آگے آئے تھے انہیں قدموں کے نشان پر واپس لوٹے۔

www.waseemziyai.com

''فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ۔تو پایا ان دونوں نے ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے''۔

جمہور کی یہی تحقیق ہے کہ وہ خضر علیہ السلام تھے۔

ایک قول ہے کہ وہ حضرت یسع علیہ السلام تھے۔

ایک قول ہے کہ وہ حضرت الیاس علیہ السلام تھے۔

ایک قول ہے کہ وہ فرشتہ تھا فرشتوں میں سے۔لیکن یہ تمام اقوال غریب ہیں بلکہ باطل ہیں۔ کَمَا فِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَالْحَقُّ الَّذِیْ تَشْهَدُ لَهُ الْاَخْبَارُ الصَّحِیْحَةُ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْخَضِرُ لَقِبَهٗ۔روایات صحیحہ اس پر شاہد ہیں کہ پہلا قول صحیح ہے۔

خَضِرٌ۔بِفَتْحِ خَاءَ وَ قَدْ تُكْسَرُ وَ كُسِرَ الضَّادُ وَ قَدْ تُسْكَنُ۔

كَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِیُ وَغَیْرُهٗ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَیْضَاءَ۔آپ تشریف فرما تھے فروہ پر اور فروہ وجہ ارض کو کہتے ہیں تو وہ زمین لہلہا کر سرسبز وشاداب ہوگئی۔اس وجہ میں آپ کو خضر کہا گیا۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَ جَمَاعَةٌ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ لُقِّبَ بِذٰلِكَ اِذَا صَلّٰی اَخْضَرَ مَا حَوْلَهٗ۔آپ کو خضر اس لئے کہا گیا کہ آپ جہاں نماز ادا فرماتے تو ماحول سبز ہو جاتا۔

وَاَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ ذَالِكَ لِاَنَّهٗ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِیْ مَكَانٍ اَخْضَرَ مَا حَوْلَهٗ وَ كَانَتْ ثِیَابُهٗ خُضْرًا۔جہاں آپ تشریف فرما ہوتے اس کا ماحول سبز ہو جاتا اور آپ کا لباس بھی سبز ہی ہوتا تھا۔

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔آپ کی کنیت ابوالعباس ہے اور اسم شریف بلیا بموحدہ مفتوحہ ولام ساکنہ۔

ایک قول ہے کہ آپ کا نام عامر ہے۔

ایک قول ہے کہ آپ کا نام احمد ہے۔اور ابن دحیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں احمد ہرگز نام نہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل یہ نام کسی کا نہیں ہوا۔

سعید بن مسیّب فرماتے ہیں: اِنَّ اُمَّهٗ رُوْمِیَّةٌ وَ اَبَاهُ فَارِسِیٌّ وَ لَمْ یَذْكُرِ اسْمَهٗ۔آپ کی والدہ روم کی تھیں اور آپ کے والد فارس کے اور نام کا ذکر نہیں کیا۔

اس کے متعلق اور بھی متعدد روایات علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے نقل کی ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کی گئیں۔

اب اس بحث پر تبصرہ ضروری ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا ولی اور آپ کی ملاقات کس حال میں ہوئی۔

چنانچہ حدیث بخاری سے ثابت ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور یوشع علیہما السلام واپس ہوئے اور صخرہ تک آئے تو ایک بزرگ چادر اوڑھے ملے جس کا ایک کنارہ سر کے نیچے اور دوسرا کنارہ پیروں کے نیچے تھا۔

اور مسلم شریف میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس اس جزیرہ پر آئے تو حضرت خضر علیہ السلام کو نماز پڑھتے پایا جو ایک سبز بوریئے پر تھے۔طنضۃ خضراً کے معنی سبز بوریئے کے ہوتے ہیں اور یہ سبز بوریا پانی کی سطح پر تھا اور آپ سبز لباس میں تھے۔

www.waseemziyai.com

ایک روایت میں ہے کہ اِنَّ سَبِیْلَ الْحُوْتَ عَادَ حَجَرًا مچھلی جس راستے سے پانی میں گئی تھی وہ راستہ پتھر کا ہو گیا تھا۔ جب یہاں تشریف لائے تو وہاں چٹان پر چلے یہاں تک کہ اس جزیرہ پر پہنچ گئے جہاں حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اور جب وہاں پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سَلَامٌ عَلَیْکَ فرمایا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: وَاَنّٰی بِاَرْضِکَ السَّلَامُ۔ تمہاری زمین میں سلام کہاں؟ پھر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اَنَا مُوْسٰی خضر علیہ السلام نے فرمایا: مُوْسٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ فرمایا جی ہاں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وَمَا اَدْرَاکَ بِیْ وَمَنْ اَخْبَرَکَ اَنِّی نَبِیُّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ آپ نے کیسے جانا اور کس نے آپ کو یہ خبر دی کہ میں نبی بنی اسرائیل ہوں۔

حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا: اَلَّذِیْ اَدْرَاکَ بِیْ وَدَلَّکَ عَلَیَّ۔ جس نے تمہیں میرا پتہ دیا۔

پھر فرمایا: یَا مُوْسٰی اَمَا یَکْفِیْکَ اَنَّ التَّوْرَاۃَ بِیَدِکَ وَ اَنَّ الْوَحْیَ یَاتِیْکَ۔ موسیٰ علیہ السلام کیا آپ کو یہ کافی نہ ہوا کہ توریت آپ کے ہاتھ میں ہے اور وحی آپ پر آتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ رَبِّیْ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ لِاَتَّبِعَکَ وَ اَتَعَلَّمُ مِنْ عِلْمِکَ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ میں آپ کی پیروی کروں اور آپ کے علم سے کچھ سیکھوں۔

عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ پر جو تنوین ہے وہ تفخیم کے لئے ہے اور عِبَادِنَآ سے تشریف اور اختصاص مراد ہے گویا اس کے معنی یہ ہوئے:

اَیْ عَبْدًا جَلِیْلَ الشَّانِ مِمَّنِ اخْتَصَّ بِنَا وَشَرَّفَ بِالْاِضَافَۃِ اِلَیْنَا۔ یعنی وہ بندہ ایسا جلیل الشان ہے جسے ہم نے اپنے ساتھ مختص کر کے شرافت عطا کی ہے۔

''اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا۔ جسے ہم نے رحمت اپنے پاس سے عطا کی۔

اس سے مراد رزق حلال اور خاطر خواہ عیش ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اَلْعُزْلَۃُ عَنِ النَّاسِ وَ عَدَمُ الْاِحْتِیَاجِ اِلَیْھِمْ لوگوں سے عزلت اور ان سے استغنا مراد ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ طُوْلُ الْحَیَاۃِ مَعَ سَلَامَۃِ الْبُنْیَۃِ۔ طول حیات کے ساتھ سلامتی مقام مراد ہے۔

وَالْجُمْھُوْرُ عَلٰی اَنَّھَا الْوَحْیُ وَالنُّبُوَّۃُ۔ جمہور کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام پر رحمت نبوت اور وحی تھی۔

وَاَخْرَجَ ذَالِکَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ھٰذَا قَوْلُ مَنْ یَقُوْلُ بِنُبُوَّتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ فِیْہِ اَقْوَالٌ ثَلٰثَۃٌ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق آپ نبی علیہ السلام تھے۔ اس پر تین قول ہیں:

پہلا قول۔ فَالْجُمْھُوْرُ عَلٰی اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیٌّ وَ لَیْسَ بِرَسُوْلٍ۔ جمہور اس طرف ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے رسول نہ تھے۔

دوسرا قول ھُوَ رَسُوْلٌ۔ وہ رسول تھے۔

تیسرا قول ھُوَ وَلِیٌّ وَ عَلَیْہِ الْقُشَیْرِیُ۔ وہ ولی تھے۔ علامہ قشیری رحمہ اللہ اسی تحقیق پر ہیں۔

آگے فرماتے ہیں کہ کَمَا وَقَعَ الْخِلَافُ فِیْ نُبُوَّتِہٖ وَقَعَ الْخِلَافُ فِیْ حَیَاتِہِ الْیَوْمَ جیسے اختلاف حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں ہے ایسے ہی آپ کے آج تک زندہ ہونے میں بھی اختلاف ہے۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ اول ہم وہ دلائل نقل کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ آج زندہ نہیں ہیں اس کے بعد وہ دلائل صوفیاء نقل کریں گے جن سے ثابت ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام آج تک زندہ ہیں فَاَقُوْلُ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

حضرت خضر علیہ السلام آج زندہ نہیں ہیں

۱- فَذَھَبَ جَمْعٌ اِلٰی اَنَّہٗ لَیْسَ بِحَیِّ الْیَوْمَ۔ایک جماعت اس طرف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام آج زندہ نہیں ہیں۔

۲- وَ سُئِلَ الْبُخَارِیُ عَنْہُ وَ عَنْ اِلْیَاسَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ ھَلْ ھُمَا حَیَّانِ فَقَالَ کَیْفَ یَکُوْنُ ھٰذَا وَ قَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ قَبْلَ وَفَاتِہٖ لَایَبْقٰی عَلٰی رَاْسِ الْمِائَۃِ مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمُ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت خضر والیاس علیہما السلام زندہ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آپ نے قبل وفات فرمایا کہ سو سے اوپر روئے زمین پر جو بھی پیدا ہوا ہے کوئی عمر نہیں پائے گا۔

۳- وَالَّذِیْ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِہٖ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَۃٍ یَاْتِیْ عَلَیْھَا مِائَۃُ سَنَۃٍ وَ ھِیَ یَوْمَئِذٍ حَیَّۃٌ وَ ھٰذَا اَبْعَدُ عَنِ التَّاوِیْلِ۔صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے انتقال سے قبل کہ کوئی جان سانس لینے والی نہیں کہ اس پر سو سال آئے ہوں اور وہ آج تک زندہ ہو۔اور یہ قول تاویل سے بہت دور ہے۔

۴- وَ سُئِلَ عَنْ ذَالِکَ غَیْرُ مِنَ الْاَئِمَّۃِ فَقَرَأَ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔اور علاوہ ان کے دیگر ائمہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔اور نہیں بنائی ہم نے کسی بشر کے لئے دنیا میں ہمیشگی تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو کیا یہ ہمیشہ رہیں گے۔

اگر چہ اس کا شان نزول کفار مکہ کے رد میں ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم حوادث وانقلاب کا انتظار کر رہے ہیں وہ وقت دور نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرمائیں پھر ہم جو چاہیں گے کریں گے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ جو انتظار کر رہے ہیں تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے لیکن بہر حال بشر کی زندگی دوامی نہیں اس اعتبار سے حضرت خضر علیہ السلام کی حیات پر یہ آیت وارد ہو سکتی ہے۔

۵- وَ سُئِلَ عَنْہُ شَیْخُ الْاِسْلَامُ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ فَقَالَ لَوْ کَانَ الْخَضِرُ حَیًّا لَوَجَبَ عَلَیْہِ اَنْ یَّاْتِیَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ یُجَاھِدُ بَیْنَ یَدَیْہِ وَ یَتَعَلَّمُ مِنْہُ۔ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق سوال ہوا تو کہا اگر خضر زندہ ہوتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر آتے اور آپ کے ماتحت جہاد میں شرکت کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم لیتے۔

۶- وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃُ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ وَ کَانُوْا ثَلٰثَ مِائَۃٍ وَثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا مَعْرُوْفِیْنَ بِاَسْمَائِھِمْ وَ اَسْمَاءِ اٰبَائِھِمْ وَ قَبَائِلِھِمْ

www.waseemziyai.com

فَاَیْنَ کَانَ الْخَضِرُ حِیْنَئِذٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر والے دن بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا الٰہی اگر یہ چھوٹی سی جماعت تو نے ہلاک کر دی تو روئے زمین پر تو نہ پوجا جائے گا اور یہ جماعت تین سو تیرہ مردان حق کی تھی جن کے نام بھی مشہور ہیں ان کے آباء واجداد اور قبائل بھی معلوم ہیں تو اس وقت حضرت خضر علیہ السلام کہاں تھے۔

۷- اور قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ آپ کی موت کے ثبوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ علیہم رضوان کے اقوال نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: کَیْفَ یُعْقَلُ وُجُوْدُ الْخِضْرِ وَلَا یُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَۃَ وَالْجَمَاعَۃَ وَلَا یَشْھَدُ مَعَہُ الْجِھَادُ مَعَ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ۔ تو کیسے عقل مان سکتی ہے حضرت خضر کے وجود کو حالانکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جمعہ میں شریک ہوئے نہ جماعت میں اور نہ کسی جہاد میں حاضر آئے با آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بلا میری اطاعت کے گنجائش نہ تھی۔

۸- وَ قَوْلُہٗ عَزَّوَجَلَّ - وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ﴿۸۱﴾۔

اور یاد کیجئے جب اللہ نے لیا عہد تمام نبیوں سے جو میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

تو آیۂ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب ہر جنس نبی کو اتباع مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء لازم تھی تو حضرت خضر علیہ السلام اس سے کیونکر مستثنیٰ ہو سکتے تھے اور جب مستثنیٰ نہیں تو انہیں اتباع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری تھا۔

۹- وَ ثُبُوْتُ اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ یُصَلِّیْ خَلْفَ اِمَامِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَلَا یَتَقَدَّمُ عَلَیْہِ۔ اور یہ بھی ثبوت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زمین کی طرف نازل ہوں گے تو وہ اس امت کے امام کی اقتداء کریں گے اور خود امام نہ ہوں گے۔

۱۰- وَ عِنْدَنَا مِنَ الْمَعْقُوْلِ وُجُوْہٌ عَلٰی عَدَمِ حَیَاتِہٖ۔ اور ہمارے پاس بہت سی وجوہات عدم حیات خضر پر ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جو حیات خضر علیہ السلام کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور یہ خیال دو وجہ سے باطل ہے:

اول یہ کہ اگر مان لیا جائے تو آپ کی عمر چھ ہزار سال سے زیادہ ہونی چاہئے اور یہ عادات بشریہ کے خلاف ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر آپ کے بیٹے صلبی یا چوتھے درجہ میں اولاد سے ہوں جیسا کہ بعض کا خیال ہے کہ وہ ذوالقرنین کے وزیر تھے تو ان کا قد وقامت عام مخلوق سے زیادہ ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

www.waseemziyai.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا:

اَنَّهٗ قَالَ خَلَقَ اٰدَمَ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهٗ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ذراع تھا اور ایک ذراع ۱۲ گرہ کا ہوتا ہے تو ۴۰ گز لمبا قد ہونا ضروری ہے پھر پیداوار میں قد کم ہوتے چلے جائیں گے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اگر قبل نوح علیہ السلام تھے تو لازمی طور پر کشتی میں سوار ہوئے ہوں گے مگر اس کا کہیں ذکر نہیں۔

۱۱- حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی ساڑھے نو سو سال قرآن پاک میں مذکور ہے تو حضرت خضر علیہ السلام کا تذکرہ کیوں نہیں۔ اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر بھی خارق عادات امور سے تھی اور حضرت خضر علیہ السلام کی عمر اس سے زیادہ خارق عادت ہے۔

۱۲- پھر نوح علیہ السلام کی عمر مبارک جیسے قرآن کریم سے ثابت ہے ایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام کی عمر مبارک قرآن یا حدیث یا اجماع سے ثابت ہونی چاہئے۔ فَهٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاَيْنَ فِيْهِ حَيَاةُ الْخَضِرِ وَ هٰذِهٖ سُنَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ فِيْهَا مَا يَدُلُّ عَلٰى ذَالِكَ بِوَجْهٍ وَ هٰؤُلَاءِ عُلَمَاءُ الْاُمَّةِ فَمَتٰى اَجْمَعُوْا عَلٰى حَيَاتِهٖ۔ تو کتاب وسنت سے اور اجماع امت سے کہیں بھی حیات خضر علیہ السلام پر کوئی دلیل نہیں۔

۱۳- اب غایت مافی الباب یہ ہے کہ حیات خضر علیہ السلام پر جو تمسک کیا گیا ہے وہ حکایات منقولہ سے ہے کہ ایک آدمی نے کہہ دیا کہ میں نے حضرت خضر کی زیارت کی۔

لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ دیکھنے والا حضرت خضر علیہ السلام پر کوئی علامت نہیں بتا سکتا۔ تو جسے دیکھا اس نے اگر کہہ دیا کہ میں خضر ہوں اس بیان سے خضر کا یقین کیسے ہوسکتا ہے اور دیکھنے والے کو اس خبر سے کیونکر یقین ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے بیان میں صادق ہے۔

۱۴- پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے تو هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ فرما کر مفارقت اختیار کی تو وہ کسی غیر سے ملنا کیسے گوارا فرما سکتے تھے۔

۱۵- اکثر جہال کے یہ دعوے ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: قَالَ لِيَ الْخَضِرُ، جَاءَ نِيَ الْخَضِرُ - اَوْصَانِيَ الْخَضِرُ فَيَا عَجَبًا لَهٗ يُفَارِقُ الْكَلِيْمَ وَ يَدُوْرُ عَلٰى صُحْبَةِ جَاهِلٍ لَا يَصْحَبُهٗ اِلَّا الشَّيْطَانُ الرَّجِيْمُ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

عام طور پر جاہل لوگ یہ کہتے ہیں کہ مجھے خضر علیہ السلام نے کہا۔ خضر میرے پاس آئے۔ خضر نے مجھے وصیت کی وغیرہ۔ تو وہ خضر جو موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ نہ رہے اور الگ ہوگئے وہ ان جاہلوں کے ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں۔ ان کے ساتھ تو شیطان ہی رہتا ہوگا۔ بہر حال یہ حضرت خضر کی ملاقات ایک بہت بڑا بہتان ہے۔

مندرجہ بالا پندرہ اقوال کے علاوہ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اور بھی احتمالات نقل کئے ہیں اور روایات بھی نقل کی ہیں۔

اب اقوال صوفیائے کرام نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔

www.waseemziyai.com

۱- وَ ذَهَبَ جَمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّهٗ حَیٌّ مَوْجُوْدٌ بَیْنَ اَظْهُرِنَا وَ ذَالِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ عِنْدَ الصُّوْفِیَّةِ قُدِّسَتْ اَسْرَارُهُمْ۔ اور جمہور علماء صوفیہ اس طرف ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں ہمارے اندر موجود ہیں اور یہ دعویٰ متفق علیہ ہے صوفیائے کرام قدست اسرارہم کا کَمَا قَالَهُ النَّوَوِیُ۔

نقل اقوال صوفیاء کرام رحمہم اللہ حیات خضر علیہ السلام پر

۲- وَ نُقِلَ عَنِ الثَّعْلَبِیُ الْمُفَسِّرُ اَنَّ الْخَضِرَ نَبِیٌّ مُعَمَّرٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَقْوَالِ مَحْجُوْبٌ عَنْ اَبْصَارِ اَکْثَرِ الرِّجَالِ۔ ثعلبی کہتے ہیں کہ حضرت خضر نبی معمر موجود ہیں صوفیاء کے تمام اقوال کے مطابق لیکن عوام کی نظروں سے محجوب ہیں۔

۳- قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ هُوَ حَیٌّ اَلْیَوْمَ عِنْدَ جَمَاهِیْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْعَامَةِ مَعَهُمْ فِیْ ذَالِکَ وَ اِنَّمَا ذَهَبَ اِلٰی اِنْکَارِ حَیَاتِهٖ بَعْضُ الْمُحَدِّثِیْنَ وَاسْتَدَلُّوْا عَلٰی ذَالِکَ بِاَخْبَارٍ کَثِیْرَةٍ مِنْهَا مَا اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِیُ فِی الْاِفْرَادِ وَ ابْنُ عَسَاکِرٍ عَنِ الضَّحَاکِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ۔

اَلْخَضِرُ ابْنُ اٰدَمَ لِصُلْبِهٖ وَ نَسِیَ لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ حَتّٰی یُکَذِّبَ الدَّجَّالَ وَ مِثْلُهٗ لَا یُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّاْیِ۔

جماہیر علماء کے نزدیک حضرت خضر زندہ ہیں آج تک۔

اور جو انکار حیات کرنے والے ہیں وہ بعض محدثین ہیں اور وہ دار قطنی اور ابن عساکر کی روایتوں پر فیصلہ دیتے ہیں جو ضحاک سے مروی ہیں۔

۴- اور ابن عساکر ابن اسحاق سے راوی ہیں کہ ہمارے اصحاب راوی ہیں:

اَنَّ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ جَمَعَ بَنِیْهِ فَقَالَ یَا بَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی مُنَزِّلٌ عَلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَلْیَکُنْ جَسَدِیْ مَعَکُمْ فِی الْمَغَارَةِ حَتّٰی اِذَا هَبَطْتُمْ فَابْعَثُوْا بِیْ وَ ادْفُنُوْنِیْ بِاَرْضِ الشَّامِ فَکَانَ جَسَدُهٗ مَعَهُمْ فَلَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْحًا ذَالِکَ الْجَسَدَ وَاَرْسَلَ اللّٰهُ بِطُوْفَانٍ عَلَی الْاَرْضِ فَغَرِقَتْ زَمَانًا فَجَاءَ نُوْحٌ حَتّٰی نَزَلَ بَابِلَ وَ اَوْصٰی بَنِیْهِ الثَّلَاثَةَ اَنْ یَذْهَبُوْا بِجَسَدِهٖ اِلَی الْمَغَارِ الَّذِیْ اَمَرَهُمْ اَنْ یَدْفُنُوْهُ بِهٖ فَقَالُوْا الْاَرْضُ وَحْشَةٌ لَا اَنِیْسَ بِهَا وَلَا نَهْتَدِی الطَّرِیْقَ وَلٰکِنْ کُفَّ حَتّٰی یَاْمَنَ النَّاسُ وَ یَکْثُرُوْا فَقَالَ لَهُمْ نُوْحٌ اِنَّ اٰدَمَ قَدْ دَعَا اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یُطِیْلَ عُمُرَ الَّذِیْ یَدْفُنُهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَمْ یَزَلْ جَسَدُ اٰدَمَ حَتّٰی کَانَ الْخَضِرُ الَّذِیْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ فَاَنْجَزَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ مَا وَعَدَهٗ فَهُوَ یَحْیَا اِلٰی مَا شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ اَنْ یَحْیٰی وَ فِیْ هٰذَا سَبَبُ طُوْلِ بَقَائِهٖ۔

خلاصہ یہ ہے کہ دعاء نوح علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام کی عمر طویل ہوئی۔

۵- فَالْمَشْهُوْرُ فِیْهِ اَنَّهٗ شَرِبَ مِنْ عَیْنِ الْحَیٰوةِ حِیْنَ دَخَلَ الظُّلْمَةَ مَعَ ذِی الْقَرْنَیْنِ۔ آپ نے حضرت ذوالقرنین کے ساتھ بحر ظلمات میں پہنچ کر آب حیات نوش فرمایا تھا اس وجہ میں عمر طویل ہوگئی۔

۶- اور ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے جسے حضرت علی شیر خدا اسد اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو غلاف کعبہ میں لپٹے ہوئے دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے۔

www.waseemziyai.com

يَا مَنْ لَا يُشْغِلُهُ سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ وَ يَا مَنْ لَا تُغْلِطُهُ الْمَسَائِلُ وَ يَا مَنْ لَا يَتَبَرَّمُ بِالْحَاحِ الْمُلْحِيْنَ اَذِقْنِیْ بَرْدَ عَفْوِکَ وَ حَلَاوَةَ رَحْمَتِکَ۔

میں نے کہا اے اللہ کے بندے اپنے کلمات پھر لوٹا۔ وہ بولے کیا آپ نے میرے کلمات سن لئے میں نے کہا ہاں تو وہ بولے: وَالَّذِیْ نَفْسُ الْخَضِرِ بِیَدِهٖ وَ کَانَ الْخَضِرُ لَا یَقُوْلُهُنَّ عَبْدٌ دُبُرَ الصَّلٰوةِ الْمَکْتُوْبَةِ اِلَّا غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ وَ اِنْ کَانَ مِثْلَ رَمْلٍ عَالِجٍ وَ عَدَدِ الْمَطَرِ وَوَرَقِ الشَّجَرِ۔ قسم اس کی جس کے ید قدرت میں جان خضر ہے اور وہ حضرت خضر تھے۔ بندہ ہر فرض نماز کے بعد یہ جملے نہ کہے گا مگر اللہ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ اگر چہ وہ ریت کے ذرات کے برابر اور قطرات بارش کی مقدار اور اوراق اشجار کی گنتی میں ہوں''۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حج بھی فرمایا۔

۸- اور ثعلبی رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم لوگ غسل کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لائے تو ہاتف غیبی پکارا اور بلند آواز سے کہنے لگا: لَا تَغْسِلُوْا مُحَمَّدًا فَاِنَّهٗ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ فَوَقَعَ فِیْ قَلْبِیْ شَیْءٌ مِنْ ذَالِکَ قُلْتُ وَ یْلَکَ مَنْ اَنْتَ فَاِنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا اَمَرَنَا وَ هٰذِهٖ سُنَّتُهٗ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہ دو وہ پاک کرنے والے پاک ہیں تو میرے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوا میں نے کہا تجھے خدا کی مار تو کون ہے منع کرنے والا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسم نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے اور یہ ان کی سنت سنیہ ہے کہ

اِذَا بِهَاتِفٍ اٰخَرَ یَهْتِفُ بِیْ مِنْ زَاوِیَةِ الْبَیْتِ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ اغْسِلُوْا مُحَمَّدًا فَاِنَّ الْهَاتِفَ الْاَوَّلَ کَانَ اِبْلِیْسُ الْمَلْعُوْنُ حَسَدَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُدْخَلَ قَبْرَهٗ مَغْسُوْلًا فَقُلْتُ جَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا قَدْ اَخْبَرْتَنِیْ بِاَنَّ ذَالِکَ اِبْلِیْسُ فَمَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا الْخَضِرُ حَضَرْتُ جَنَازَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

کہ اچانک دوسری آواز بہ ندائے بلند آئی باب عالی کے ایک گوشہ سے ضرور غسل دو پہلا پکارنے والا ابلیس ملعون تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسد میں وہ چاہتا تھا کہ بلا غسل دفنایا جائے۔

میں نے کہا اللہ تمہیں جزاء خیر دے کہ آپ نے بتا دیا کہ وہ ابلیس تھا اب یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں فرمایا میں خضر ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں آیا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت خضر جنازہ مبارک میں بھی شریک تھے۔

۹- حاکم رحمہ اللہ مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور صحابہ جمع ہو گئے تو ایک شخص چمکتی ریش والے بھاری جسم نمکین حسین، گورے رنگ کے تشریف لائے تو سب کی گردنیں ان کے آگے جھک گئیں وہ روئے پھر صحابہ کرام کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کا بدلہ اور عوض دیتا ہے اور ضائع شدہ کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

لیکن یہ مصیبت وہ ہے کہ اس کا جبر نقصان نہیں۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

www.waseemziyai.com

۱۰- اور ابن عساکر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: اِنَّ اِلْیَاسَ وَالْخَضِرَ یَصُوْمَانِ شَهْرَ رَمَضَانَ فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ وَ یَحُجَّانِ فِیْ کُلِّ سَنَةٍ وَ یَشْرَبَانِ مِنْ زَمْزَمَ شُرْبَةً تَکْفِیْهِمَا اِلٰی مِثْلِهَا مِنْ قَابِلٍ۔

حضرت الیاس وخضر علیہما السلام رمضان شریف بیت المقدس میں گزارتے اور ہر سال حج کرتے ہیں اور زمزم سے اتنا پانی نوش فرماتے ہیں کہ آئندہ سال تک کو کافی ہو۔ اس روایت سے حج اور صوم بھی ثابت ہو گیا۔

۱۱- ابن عساکر، عقیلی، دار قطنی افراد میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خضر اور الیاس ہر سال موسم حج میں ملتے ہیں اور حلق آپس میں ایک دوسرے کا کر کے متفرق ہو جاتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اس روایت سے حلق بھی ثابت ہو گیا۔

۱۲- ابن عساکر اپنی سند سے ابن منکدر سے راوی ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک جنازہ پر تھے کہ غیبی آواز آئی: لَا تَسْبِقْنَا بِالصَّلٰوةِ یَرْحَمُکَ اللّٰهُ۔ اللہ تم پر رحم کرے نماز جنازہ میں تم جلدی نہ کرو چنانچہ آپ منتظر رہے حتیٰ کہ صف اول میں ایک صاحب آ کر ملے پھر تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی پھر غیبی آواز آئی: اِنْ تُعَذِّبْهُ فَکَثِیْرًا عَصَاکَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهٗ فَفَقِیْرٌ اِلٰی رَحْمَتِکَ۔ تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور صحابہ نے انہیں دیکھا جب دفن میت کر چکے اور مٹی برابر کر دی تو وہ فرمانے لگے: طُوْبٰی لَکَ یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ اِنْ لَمْ تَکُنْ عَرِیْضًا اَوْ جَابِیًا اَوْ خَازِنًا اَوْ کَاتِبًا اَوْ شُرْطِیًّا فَقَالَ عُمَرُ خُذُوْا لِیَ الرَّجُلَ نَسْاَلُهٗ عَنْ صَلٰوتِهٖ وَ کَلَامِهٖ هٰذَا عَمَّنْ هُوَ فَتَوَارٰی عَنْهُمْ فَنَظَرُوْا فَاِذَا اَثَرُ قَدَمَیْهِ ذِرَاعٌ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا وَ اللّٰهُ حَدَّثَنَا عَنْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْاِسْتِدْلَالُ بِهٰذَا مَبْنِیٌّ عَلٰی اَنَّهٗ عَنٰی بِالْمُحَدَّثِ عَنْهُ الْخَضِرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

مبارک اے قبر والے اگر تو منجم نہیں ہے یا شہوت پرست یا کاتب یا پولیس والا نہیں ہے۔ تو حضرت فاروق نے فرمایا اس شخص کو روکو ہم اس سے دریافت کریں کہ وہ نظروں سے غائب ہو گئے تو ان کے جانے کی راہ پر نظر کی تو نشان قدم ایک گز کا تھا تو حضرت فاروق نے فرمایا خدا کی قسم ان کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں اور اس سے استدلال حضرت خضر علیہ السلام کا کیا۔ اس حدیث سے عام نماز جنازہ میں شرکت ثابت ہو گئی۔

۱۳- حضرت شہاب الدین سہروردی سر المکتوم میں فرماتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام سے تین سو احادیث مروی ہیں جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

۱۴- اِنَّ الْخَضِرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَاْتِیْهِ وَ یَتَعَلَّمُ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لٰکِنْ عَلٰی وَجْهِ الْخِفَاءِ لِعَدَمِ کَوْنِهٖ مَاْمُوْرًا بِاِتْیَانِ الْعَلَانِیَةِ لِحِکْمَةٍ اِلٰهِیَةٍ اِقْتَضَتْ ذَالِکَ۔

حضرت خضر علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور تعلیم بھی حاصل کی لیکن خفیہ طور پر کہ حکمت الٰہی کا مقتضا ہی ایسا تھا۔

۱۵- ابن بشکوال کتاب المستغیثین باللہ میں عبداللہ بن مبارک سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں تھا تو میرا

www.waseemziyai.com

گھوڑا مر کر گر گیا۔

تو میں نے ایک حسین طیب الرائحۃ بزرگ کو دیکھا کہ مجھے فرماتے ہیں: اَتُحِبُّ اَنْ تَرْکَبَ فَرَسَکَ۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اپنے گھوڑے پر سواری کرے میں نے عرض کیا ہاں۔

تو انہوں نے اس مرے ہوئے گھوڑے کے منہ سے دم تک ہاتھ پھیرا اور یہ پڑھا: اَقْسَمْتُ عَلَیْکَ اَیَّتُهَا الْفَرَسُ بِعِزَّةِ عِزَّةِ اللّٰهِ وَ بِعَظْمَةِ عَظْمَةِ اللّٰهِ وَ بِجَلَالِ جَلَالِ اللّٰهِ وَ بِقُدْرَةِ قُدْرَةِ اللّٰهِ وَ بِسُلْطَانِ سُلْطَانِ اللّٰهِ وَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ بِمَا جَرٰی بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلَّا انْصَرَفْتَ ۔

تو وہ گھوڑا کودا اور اللہ کے حکم سے کھڑا ہو گیا۔ پھر ان بزرگ نے اس کی باگ تھامی اور مجھے فرمایا سوار ہو جائیں میں سوار ہو کر اپنے ساتھیوں میں جا ملا۔

جب دوسرا دن ہوا اور ہم دشمن پر غالب آئے تو وہ بزرگ ہمارے آگے تھے میں نے عرض کیا: اَلَسْتَ صَاحِبِیْ بِالْاَمْسِ قَالَ بَلٰی۔ کیا آپ کل والے نہیں فرمایا بے شک تو میں نے عرض کیا۔ میں آپ سے اللہ کے لئے سوال کرتا ہوں آپ کون ہیں۔

فَوَثَبَ قَائِمًا فَاهْتَزَّتِ الْاَرْضُ تَحْتَهٗ خَضْرَاءَ۔ تو وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے تو ان کے پیروں کی زمین لہلہا کر سرسبز ہو گئی اور فرمایا میں خضر ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام جہاد میں بھی شریک ہوئے ہیں۔

۱۶- اور قرن سابع میں رتنی بابا ابن عبداللہ الہندی تبریزی ظاہر ہوئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے مدعی ہیں اور ان سے صوفیاء میں حدیثیں بھی مروی ہیں۔

۱۷- اور اگر حضرت خضر علیہ السلام سے کوئی حدیث بھی مروی نہ ہوتی تو اس سے یہ لازم نہیں آ سکتا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے۔ چنانچہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ آ سکے اور جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ کچھ تعلیم نہ پا سکے اور ایسا ہی حضرت نجاشی کا حال ہے کَمَا نَقَلَ الْاَلُوْسِیُّ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔ گویا ایسے بہت سے مومنین صحابہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پانے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے مستفید نہ ہو سکے۔

اصل عبارت علامہ آلوسی کی یہ ہے جو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں ہے: فَکَمْ مِنْ مُؤْمِنٍ بِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ زَمَانِهٖ لَمْ یَاْتِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَهٰذَا خَیْرُ التَّابِعِیْنَ اُوَیْسُ نِ الْقَرَنِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ یَتَیَسَّرْ لَهُ الْاِتْیَانُ وَالْمُوَا فَقَةُ فِی الْجِهَادِ وَلَا التَّعْلِیْمِ مِنْ غَیْرِ وَاسِطَةٍ وَ کَذَا النَّجَاشِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی اِنَّا نَقُوْلُ اِنَّ الْخَضِرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَاْتِیْهِ وَ یَتَعَلَّمُ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اب اس کے آگے ارشاد ہے:

''وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ اور سکھایا ہم نے اسے اپنے پاس سے علم''۔

اَیْ عِلْمًا لَا یَکْتَنِهُ کُنْهَهٗ وَلَا یُقَادِرُ قَدْرَهٗ وَهُوَ عِلْمُ الْغُیُوْبِ وَ اَسْرَارُ الْعُلُوْمِ الْخَفِیَّةِ۔ یعنی وہ علم جس کنہ معلوم کرنے پر کوئی قادر نہیں اور وہ علم غیوب اور اسرار علوم خفیہ ہیں۔

www.waseemziyai.com

تو اس کے معنی یہ ہوئے: عِلْمًا يَخْتَصُّ بِهَا وَ لَا يَعْلَمُ اِلَّا بِتَوْفِيْقِنَا ۔ہم نے وہ علم اس بندے کو سکھایا جو ہمارے ساتھ مختص ہے اور اسے کوئی نہیں جانتا مگر ہماری طرف سے جب توفیق ہو جائے۔

یہ علم خفی یا تو بواسطۂ وحی ملتا ہے جو زبان ملک سے مسموع ہوتا ہے اور اقسام وحی کی پہلی قسم ہے جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اخبار غیب میں بذریعہ قرآن کریم وغیرہ ہوئیں۔

اور کبھی اس طرح وحی ہوتی ہے کہ ملکی اشارہ بغیر بیان بالکلام ہو یہ قسم ثانی وحی کی ہے اسے نفث بالروع کہتے ہیں۔ جیسے حدیث میں مذکور ہے: اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رَوْعِيْ اَنَّهٗ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى۔

دل میں القاء ہونا اسے نفث فی الروع کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا:

''قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اسے کیا میں آپ کی اتباع میں رہوں اس بات پر کہ آپ سکھائیں مجھے اس علم سے جو سکھایا گیا آپ کو نیکی سے''۔

گویا یہ استیذ ان موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے بشرط تعلیم تھا۔

اور وہ اس علم کی تعلیم حاصل کرنا مقصود تھی جو حضرت خضر علیہ السلام کو حاصل تھا اور موسیٰ علیہ السلام من حیث النبی اس کے عالم نہ تھے۔

وَ مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِلْمًا لَيْسَ عِنْدَ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمَذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اَنَّ الْخَضِرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يَا مُوْسٰى اِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُ اَنْتَ وَ اَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا عَلَّمَكَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ لَا اَعْلَمُهٗ۔

بخاری و مسلم، ترمذی اور نسائی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ وہ علم جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تھا وہ حضرت خضر کو نہ تھا اور جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھا۔ چنانچہ خضر علیہ السلام نے بھی عرض کیا حضور میں اس علم پر ہوں جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا آپ اس کو نہیں جانتے اور ایسے ہی وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا وہ میں نہیں جانتا۔

چنانچہ حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ کسی نبی کو حقیقت و شریعت کا علم مکمل نہیں دیا گیا سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء کو ایک علم عطا ہوا۔

حضور چونکہ مامور بہ تبلیغ حقیقت و شریعت تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں علوم مکمل عطا ہوئے۔ حَيْثُ قَالَ السُّيُوْطِيُّ۔

مَا جَمَعَتِ الْحَقِيْقَةَ وَالشَّرِيْعَةَ الْاَنْبِيَّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ لِلْاَنْبِيَاءِ اِلَّا اَحَدُهُمَا۔

اسی بناء پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

''قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا۔ خضر نے کہا آپ ہرگز طاقت

www.waseemziyai.com

نہیں رکھتے میرے ساتھ صبر کی اور آپ کیسے صبر کریں گے اس پر جس پر آپ کا علم محیط نہیں''۔

اس لئے کہ آپ صاحب شریعت ہیں اور احکام شرعیہ اعمال ظاہری پر وارد ہوتے ہیں: لَا سِيَّمَا صَاحِبُ الشَّرِيْعَةِ لَايَتَمَالَكُ اَنْ يَشْئَمِزَّ عِنْدَ مُشَاهَدَتِهَا۔ اس وجہ میں کہ صاحب شریعت اعمال حقیقت کے مشاہدہ پر چشم پوشی نہیں کرسکتا۔

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا۔ فرمایا قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہ کروں گا''۔ تو خضر علیہ السلام نے جواب دیا:

''قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْئَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا۔ فرمایا اگر آپ میری پیروی کریں تو نہ پوچھیں مجھ سے کچھ جب تک میں خود اس کا ذکر آپ سے نہ کروں''۔

یعنی مجھ سے جو افعال سرزد ہوں آپ خاموشی سے ملاحظہ کریں اور اس کے متعلق کچھ نہ پوچھیں حتیٰ کہ میں خود آپ سے اس کی حکمت بیان کروں۔ بقیہ واقعہ آئندہ رکوع میں آتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع۔سورہ کہف۔پ ۱۵

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾

تو دونوں چلے حتیٰ کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس کشتی کو (خضر نے) پھاڑ ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا چیر ڈالا تم نے اسے اس لئے کہ اس کے سواروں کو ڈبا دے بے شک کی تم نے یہ بری بات۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾

کہا خضر نے کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے کہ تم ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے۔

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾

فرمایا موسیٰ نے نہ گرفت کرو میری اس پر جو میں بھول گیا اور نہ مشکل ڈالو میرے کام میں۔

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

تو دونوں چلے حتیٰ کہ جب ملے دونوں ایک لڑکے کو تو قتل کر ڈالا اسے۔ موسیٰ بولے کیا قتل کر ڈالی تم نے ایک ستھری جان بغیر کسی جان کے قصاص کے بے شک تم نے بہت بری بات کی۔

حل لغات دسواں رکوع۔سورۃ کہف۔پ ۱۵

فَانْطَلَقَا۔ تو وہ دونوں چلے
حَتّٰٓى۔ یہاں تک کہ
اِذَا۔ جب
رَكِبَا۔ وہ دونوں سوار ہوئے
فِي السَّفِيْنَةِ۔ کشتی میں
خَرَقَهَا۔ چیر دیا اس کو
قَالَ۔ کہا
اَخَرَقْتَهَا۔ کیا پھاڑ دیا تو نے

www.waseemziyai.com

اس کو	لِتُغْرِقَ۔ تا کہ غرق کردے تو	اَهْلَهَا۔ کشتی والوں کو	لَقَدْ۔ بے شک
جِئْتَ۔ لایا تو	شَيْئًا۔ چیز	اِمْرًا۔ بری	قَالَ۔ کہا
اَلَمْ۔ کیا نہیں	اَقُلْ۔ کہا تھا میں نے	اِنَّكَ۔ کہ یقیناً تو	لَنْ۔ ہرگز نہ
تَسْتَطِيْعَ۔ طاقت رکھے گا تو	مَعِيَ۔ میرے ساتھ	صَبْرًا۔ صبر کی	قَالَ۔ کہا
لَا تُؤَاخِذْنِيْ۔ نہ گرفت کر تو مجھ پر	بِمَا۔ اس کی جو		نَسِيْتُ۔ میں بھول گیا
وَلَا۔ اور نہ	تُرْهِقْنِيْ۔ مشکل ڈال مجھ پر	مِنْ اَمْرِيْ۔ میرے کام میں	عُسْرًا۔ تنگی سے
فَانْطَلَقَا۔ تو وہ دونوں چلے	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب	لَقِيَا۔ ملے
غُلٰمًا۔ ایک لڑکے کو	فَقَتَلَهٗ۔ تو قتل کر ڈالا اسے	قَالَ۔ کہا	اَقَتَلْتَ۔ کیا قتل کیا تو نے
نَفْسًا۔ ایک جان	زَكِيَّةً۔ پاک کو	بِغَيْرِ۔ بغیر	نَفْسٍ۔ کسی جان کے
لَقَدْ۔ بے شک	جِئْتَ۔ لایا تو	شَيْئًا بات	نُكْرًا۔ بری

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۵

''فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔا اِمْرًا ①

تو دونوں چلے حتیٰ کہ جب سوار ہوئے کشتی میں تو چیر ڈالا کشتی کو تو موسیٰ نے کہا کیا تم نے اس کشتی کو اس لئے چیرا کہ اس کے اہل غرق ہو جائیں۔ یہ کام آپ نے برا کیا''۔

یعنی باہمی گفتگو کر کے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام چلے۔ دریا کے کنارے آئے۔ کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بلا کسی معاوضہ کے کشتی میں سوار کر لیا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوار ہوتے ہی بسولے یا کلہاڑے سے اس کا ایک تختہ یا دو تختے اکھاڑ ڈالے۔ اس کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ کشتی غرق ہو جاتی لیکن باوجود اس کے اس کشتی میں پانی نہ آیا۔ مگر شرعی حکم کے اعتبار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام حق گوئی کے بغیر نہ رہ سکے اور فوراً اعتراض کر بیٹھے کہ ایک تو کشتی والوں نے یہ احسان کیا کہ بلا معاوضہ آپ کو کشتی میں سوار کیا اس کا بدلہ آپ نے یہ دیا کہ ان کی کشتی شکستہ کر دی تا کہ وہ غرق ہو جائیں۔ آپ نے یہ کام اخلاقاً اور شرعاً اچھا نہیں کیا۔

شَيْـــًٔا اِمْرًا۔ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ وَاهِيًا مُنْكَرًا۔ بمعنی زیادتی اس کا استعمال ہے۔

اور آیہ کریمہ میں فَانْطَلَقَا فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خضر و موسیٰ علیہما السلام ہی روانہ ہوئے اس کی وجہ یہ ہے جو آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَانْطَلَقَا اَیْ مُوْسٰى وَ الْخَضِرُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ لَمْ يَضُمَّ يُوْشَعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَنَّهٗ فِيْ حُكْمِ التَّبَعِ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت یوشع علیہ السلام بہ حیثیت خادم تھے اس لئے ان کا تذکرہ ضروری نہ تھا۔

تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کا یہ فعل دیکھا تو نہ رہا گیا اور فرما ہی دیا: اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا۔ آپ نے یہ کشتی اس لئے پھاڑ دی کہ اس کے مالک غرق ہو جائیں۔

تو حضرت خضر علیہ السلام نے یاد دلایا:

www.waseemziyai.com

''اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ برداشت نہ کرسکیں گے''۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کی اور فرمایا:

''قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا۔ فرمایا میری گرفت نہ فرمائیں میں بھول گیا۔ اور میرے معاملہ میں سختی سے کام نہ لیں۔

اَیْ لَا تَغَشَّنِیْ وَلَا تَحْمِلْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ وَ هُوَ اِتِّبَاعُهٗ اِيَّاهُ عُسْرًا اَیْ صَعُوْبَةً۔

اس کے معنی یہ ہوئے: لَا تُعَسِّرْ عَلَیَّ مُتَابَعَتَکَ وَ یَسِّرْهَا عَلَیَّ بِالْاِغْضَاءِ۔ یعنی آپ میری بھول پر اتنا تشدد نہ کریں کہ آپ کا اتباع مجھ پر مشکل ہو جائے بلکہ آسانی اور چشم پوشی فرمائیں۔

پہلا معاملہ تو یوں ختم ہوا۔ اب دوسرا معاملہ یہ ہوا:

''فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا۔ تو حضرت موسیٰ و خضر معہ حضرت یوشع علیہم السلام کے چلے۔ یہاں تک کہ ملے ایک لڑکے سے تو اسے قتل کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا قتل کر دیا آپ نے ایسی جان کو جو گناہ سے پاک تھی اور اس پر کوئی قصاص نہ تھا یہ کام تو بہت ہی برا آپ نے کیا''۔

واقعہ یہ ہے کہ کشتی سے دونوں اترے اور دریا کے کنارے کنارے چلے حتیٰ کہ ایک گاؤں میں آئے تو ایک غلام یعنی لڑکے کو دیکھا۔

بخاری شریف میں ہے: اِنَّ اِسْمَهٗ جَيْسُوْرُ۔ اس کا نام جیسور تھا۔

اور ایک روایت سے حیسور تھا۔

اور ایک روایت ہے کہ اس کا نام جنبتور تھا۔

اور ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک جگہ بچے کھیل رہے تھے اور یہ دس بچے تھے جس بچے کو آپ نے قتل کیا وہ سب سے زیادہ حسین تھا۔ آپ نے پکڑ کر مار دیا۔

بخاری میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے پکڑا اور گردن توڑ دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ اسے پکڑ کر لٹایا اور چھری سے ذبح کر ڈالا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا سر دیوار سے ٹکرا کر مار دیا۔

ایک قول ہے کہ اس کے سر پر پتھر مارا اور وہ مر گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنی انگلیاں اس کی ناف میں ڈال کر کھینچا تو وہ مر گیا۔

اور بعض نے کہا اس کا سر دیوار پر مارا اس پر اسے لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا پھر اس کا سر اکھاڑ لیا۔

اور یہ لڑکا بالغ نہ تھا۔

ایک قول ہے کہ بالغ تھا۔

اور ابن ابی حاتم سعید بن عبدالعزیز سے راوی ہیں: اَنَّهٗ كَانَ ابْنَ عِشْرِيْنَ سَنَةً۔ وہ بیس سال کی عمر کا لڑکا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمانا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَیْ طَاهِرَةً مِنَ الذُّنُوْبِ۔ اور بِغَيْرِ

www.waseemziyai.com

نَفْسٍ سے یہ مراد ہے کہ اَیْ بِغَیْرِ حَقِّ قِصَاصٍ لُکَ عَلَیْهَا فَاِنَّ الصَّبِیَّ لَا قِصَاصَ عَلَیْهِ آپ نے بلاقصور اس لڑکے کو مار ڈالا۔

''لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُّکْرًا مُنْکَرًا جِدًّا۔ یہ کام آپ نے بہت ہی بے جا کیا۔

تَمَّتْ جُزْ خَمْسَةَ عَشَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ

فقیر قادری ابوالحسنات

سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی عفی عنہ (رحمۃ اللہ علیہ)

۳ مارچ ۱۹۵۵ء

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

پارہ (۱۶)

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۶

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾

کہا (خضر نے) میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ بے شک آپ ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے۔

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

(موسیٰ نے) کہا اگر سوال کروں میں کسی شے کا تو نہ رہنا میرے ساتھ بے شک پہنچ گیا میری طرف سے پورا عذر۔

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

تو دونوں چلے حتیٰ کہ جب آئے ایک گاؤں والوں کے پاس کہ کھانا مانگا اس گاؤں کے رہنے والوں سے تو انکار کیا انہوں نے مہمان نوازی سے تو دونوں نے پائی اس (گاؤں) میں ایک دیوار کہ گرا چاہتی تھی تو اسے (خضر نے) قائم کردیا۔ (موسیٰ) بولے اگر آپ چاہتے تو لیتے ان سے اس محنت پر مزدوری۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

(خضر) بولے بس اب یہ میری آپ کی جدائی ہے۔ اب میں بتاتا ہوں تمہیں ان تمام باتوں کی حکمت جن سے آپ صبر نہ کرسکے۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾

وہ جو کشتی تھی وہ تھی چند مساکین کی کہ کام کرتے تھے دریا میں تو میں نے چاہا کہ اس کشتی کو عیب دار کردوں اور تھا ان کے پیچھے ایک بادشاہ کہ ہر سالم کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾ ۚ

اور وہ لڑکا تو تھے والدین اس کے مومن تو ہمیں خوف ہوا کہ وہ چڑھا دے انہیں سرکشی اور کفر پر

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾

تو ہم نے چاہا کہ بدل دے ان دونوں کو رب بہتر اس سے ستھرا اور مہربانی میں قریب ہونے والا۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ

اور وہ دیوار بستی کے دو یتیم لڑکوں کی تھی گاؤں میں اور اس کے نیچے خزانہ تھا ان دونوں کا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو

www.waseemziyai.com

كَنْزُهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۸۲

پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور نہیں کیا میں نے اپنے حکم سے، یہ ہے تاویل ان کی جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

حل لغات دسواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۶

قَالَ۔ کہا
اَلَمْ۔ کیا نہیں
اَقُلْ۔ کہا تھا میں نے
لَّكَ۔ آپ سے
اِنَّكَ۔ کہ بے شک آپ
لَنْ۔ ہرگز نہ
تَسْتَطِيْعَ۔ طاقت رکھیں گے
مَعِيَ۔ میرے ساتھ
صَبْرًا۔ صبر کی
قَالَ۔ کہا
اِنْ۔ اگر
سَاَلْتُكَ۔ میں نے آپ سے
سوال کیا
عَنْ شَيْءٍ۔ کسی چیز کے متعلق
بَعْدَهَا۔ اس کے بعد
فَلَا۔ تو نہ
تُصٰحِبْنِيْ۔ ساتھ رہنا میرے
قَدْ۔ بے شک
بَلَغْتَ۔ پہنچا تو
مِنْ لَّدُنِّيْ۔ میری طرف سے
عُذْرًا۔ عذر کو
فَانْطَلَقَا۔ تو چلے دونوں
حَتّٰٓى۔ یہاں تک کہ
اِذَآ۔ جب
اَتَيَآ۔ آئے
اَهْلَ قَرْيَةٍ۔ ایک بستی والوں کے پاس
اسْتَطْعَمَآ۔ تو کھانا مانگا
انہوں نے
اَهْلَهَا۔ بستی والوں سے
فَاَبَوْا۔ تو انکار کیا انہوں نے
اَنْ۔ یہ کہ
يُّضَيِّفُوْهُمَا۔ مہمان بنائیں ان کو
فَوَجَدَا۔ تو پایا دونوں نے
فِيْهَا۔ اس میں
جِدَارًا۔ ایک دیوار کو
يُّرِيْدُ۔ جو چاہتی تھی
اَنْ۔ یہ کہ
يَّنْقَضَّ۔ گر جائے
فَاَقَامَهٗ۔ تو اسے کھڑا کر دیا
قَالَ۔ کہا
لَوْ۔ اگر
شِئْتَ۔ تو چاہتا
لَتَّخَذْتَ۔ تو لے لیتا
عَلَيْهِ۔ اس پر
اَجْرًا۔ مزدوری
قَالَ۔ کہا
هٰذَا۔ یہ ہے
فِرَاقُ۔ جدائی
بَيْنِيْ۔ میرے
وَبَيْنِكَ۔ اور آپ کے درمیان
سَاُنَبِّئُكَ۔ جلدی بتاؤں گا میں آپ کو
بِتَاْوِيْلِ۔ مقصد
مَا لَمْ۔ ان کا کہ نہ
تَسْتَطِعْ۔ طاقت رکھی آپ نے
صَبْرًا۔ صبر کرنے کی
اَمَّا۔ وہ جو
السَّفِيْنَةُ۔ کشتی تھی
فَكَانَتْ۔ وہ تھی
لِمَسٰكِيْنَ۔ کچھ مسکینوں کی
يَعْمَلُوْنَ۔ جو کام کرتے تھے
فِي الْبَحْرِ۔ دریا میں
فَاَرَدْتُّ۔ تو ارادہ کیا میں نے
اَنْ۔ یہ کہ
اَعِيْبَهَا۔ عیب دار کروں اسے
وَكَانَ۔ اور تھا
وَرَآءَهُمْ۔ ان سے آگے
مَّلِكٌ۔ ایک بادشاہ
يَّاْخُذُ۔ جو پکڑ لیتا
كُلَّ۔ ہر ایک اچھی
سَفِيْنَةٍ۔ کشتی
غَصْبًا۔ چھین کر
وَاَمَّا۔ اور وہ جو
الْغُلٰمُ۔ لڑکا تھا
فَكَانَ۔ سو تھے
اَبَوٰهُ۔ اس کے ماں باپ
مُؤْمِنَيْنِ۔ مومن
فَخَشِيْنَآ۔ تو ڈرے ہم
اَنْ۔ یہ کہ
يُّرْهِقَهُمَا۔ چڑھ جائے ان پر
طُغْيَانًا۔ سرکشی
وَّكُفْرًا۔ اور کفر سے
فَاَرَدْنَآ۔ تو ارادہ کیا ہم نے
اَنْ۔ یہ کہ
يُّبْدِلَهُمَا۔ بدل دے ان کو
رَبُّهُمَا۔ ان کا رب
خَيْرًا۔ بہتر
مِّنْهُ۔ اس سے
زَكٰوةً۔ ستھرا

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَّاَقْرَبَ۔اور بہت قریب
فَكَانَ۔وہ تھی
وَكَانَ۔اور تھا
وَكَانَ۔اور تھا
رَبُّكَ۔تیرے رب نے
وَيَسْتَخْرِجَا۔اور نکالیں
وَمَا۔اور نہیں
تَاْوِيْلُ۔مقصد تھا
صَبْرًا۔صبر کی

رُحْمًا۔مہربانی میں
لِغُلٰمَيْنِ۔دو لڑکوں
تَحْتَهٗ۔اس کے نیچے
اَبُوْهُمَا۔ان کا باپ
اَنْ۔یہ کہ
كَنْزَهُمَا۔اپنا خزانہ
فَعَلْتُهٗ۔کیا میں نے اس کو
مَالَمْ۔ان کا جو نہ

وَاَمَّا۔اور وہ جو
يَتِيْمَيْنِ۔یتیم کی
كَنْزٌ۔خزانہ
صَالِحًا۔نیک
يَّبْلُغَآ۔پہنچیں وہ
رَحْمَةً۔رحمت تھی
عَنْ اَمْرِيْ۔اپنی مرضی سے
تَسْطِعْ۔طاقت رکھی تو نے

الْجِدَارُ۔دیوار تھی
فِي الْمَدِيْنَةِ۔شہر میں
لَّهُمَا۔ان کا
فَاَرَادَ۔تو ارادہ کیا
اَشُدَّهُمَا۔اپنی جوانی کو
مِّنْ رَّبِّكَ۔تیرے رب کی
ذٰلِكَ۔یہ
عَّلَيْهِ۔اس پر

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔سورۃ کہف۔پ ۱۶

''قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا۔کہا خضر نے میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے''۔

یہ تیسری بار کا واقعہ ہے۔اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے تاکید کے لئے لام کاف بڑھایا اور برہم ہو کر جواب دیا۔غالبًا اس سے اردو محاورہ میں لام کاف اس وقت بولتے ہیں جب کسی سے گفتگو میں شدت اور برہمی کی نوبت آجائے تو بولتے ہیں کہ لام کاف تک بات بڑھ گئی۔چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر معذرت کی اور فیصلہ کن عہد فرمایا اور

''قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا۔کہا موسیٰ نے اگر کچھ پوچھوں آپ سے اس کے بعد تو پھر مصاحبت نہ کرنا بے شک میری طرف سے عذر پورا ہو چکا''۔

یہاں سے آگے چلے جیسا کہ ارشاد ہے:

''فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا۔پھر دونوں چلے حتیٰ کہ آئے ایک گاؤں میں اور ان سے کھانا مانگا انہوں نے دعوت دینے سے انکار کر دیا''۔

اس قریہ کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْجُمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّهَا اِنْطَاكِيَةُ وَحَكَاهُ الثَّعْلَبِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ابن عباس اور جمہور کی تحقیق یہ ہے کہ وہ انطاکیہ تھا۔

اور ابن ابی حاتم بطریق قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَنَّهَا بَرْقَةٌ وَ هِيَ كَمَا فِي الْقَامُوْسِ اِسْمٌ لِمَوَاضِعَ وَ فِي الْمَوَاهِبِ اَنَّهَا قَرْيَةٌ بِاَرْضِ الرُّوْمِ۔وہ گاؤں برقہ تھا۔اور قاموس میں ہے کہ یہ نام ہے کسی موضع کا اور مواہب میں ہے کہ ارض روم میں ایک قریہ تھا۔

اور ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ گاؤں نواحی آرمینیہ میں تھا۔

اور محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ اَبلّہ تھا۔یعنی ہمزہ اور باء موحدہ اور لام مشددہ سے۔

اور ایک قول ہے کہ وہ ساحل بحر پر ایک گاؤں تھا جس کا نام ناصرہ تھا اور اس کا والی ایک نصرانی تھا۔

www.waseemziyai.com

ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ یہ گاؤں جزیرہ خضراء میں تھا جو ارض اندلس میں تھا۔

''فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ۔ تو پائی دونوں نے اس قریہ میں ایک دیوار کہ گرا ہی چاہتی ہے''۔

اَنْ يَّنْقَضَّ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَیْ یَسْقُطَ، وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهُ السُّقُوْطُ بِسُرْعَةٍ كَانْقِضَاضِ الْكَوَاكِبِ وَالطَّيْرِ يَنْقَضُّ۔ کے معنی گرنے والی کے ہیں اور مشہور معنی ہیں جلدی گرنا جیسے ستارہ ٹوٹنے پر انقضاض کوکب اور پرندہ کے گرنے پر انقضاض طیر بولتے ہیں تو حضرت خضر علیہ السلام نے اسے کرامت سے قائم فرمادیا۔

رُوِیَ اَنَّهُمَا الْتَجَا اِلَيْهِ حَيْثُ لَمْ يَجِدَا مَاْوٰى وَ كَانَتْ لَيْلَتُهُمَا لَيْلَةً بَارِدَةً وَ كَانَ عَلٰى شَارِعِ الطَّرِيْقِ۔

خضر وموسیٰ اور یوشع علیہم السلام کوئی پناہ کی جگہ کے متلاشی تھے اس لئے کہ یہ رات ٹھنڈی تھی اور شارع عام تھا۔

''فَاَقَامَهٗ۔ تو آپ نے اسے قائم فرمادیا''۔

مَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَقَامَ۔ آپ نے اسے ہاتھ پھیر کر قائم فرمادیا۔ كَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ جُبَيْرٍ وَ قَالَ الْقُرْطُبِیُّ اِنَّهٗ هُوَ الصَّحِيْحُ وَ هُوَ اَشْبَهُ بِاَحْوَالِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ احوال انبیاء علیہم السلام سے اشبہ تر ہے کہ مس ید سے قائم فرمادیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس گراؤ دیوار کو منہدم کر کے پھر اسے قائم فرمایا۔

وَ كَانَ طُوْلُ هٰذَا الْجِدَارِ اِلَى السَّمَاءِ عَلٰى مَا نَقَلَ النَّوَوِیُّ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ مِائَةَ ذِرَاعٍ۔ وہ دیوار سو گز تھی شرعی گز کے حساب سے۔

اور ثعلبی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کا طول پانچ سو گز تھا اور عرض پچاس گز اور لوگ جب اس کے سایہ میں گزرتے تو خائف رہتے۔

بہرحال جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ گاؤں والوں نے ضیافت بھی نہیں کی اور ٹھہرنے کو جگہ بھی نہ دی اور ان کی دیوار بھی تعمیر کر دی تو اپنا جائز حق کیوں نہ لیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

''قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔ اگر آپ چاہیں تو ان سے اس دیوار کی مزدوری وصول فرمالیں''۔

اس لئے کہ اس وقت ضرورت ہے اور یہ کام مفت کیوں کیا جائے تو اس پر خضر علیہ السلام نے جواب دیا:

''قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِیْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا۔ کہا خضر نے یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ عنقریب میں آپ کو ان باتوں کی تاویل بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا''۔

یعنی مجھ سے جو ہر سہ امور ظاہر ہوئے ان کے راز سے آپ کو مطلع کروں گا۔ اور وہ یہ ہے:

''اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا۔ کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند مساکین کی تھی جو دریا میں اس سے مزدوری کرتے تھے تو میں نے اسے عیب دار اس لئے کر دیا کہ ان کے پیچھے ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر ایک سالم کشتی کو غصب کر لیتا تھا''۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کشتی جسے میں نے چیر دیا وہ چند مساکین کی تھی جن میں پانچ تو اپاہج تھے اور پانچ اس میں کام کرنے والے اور نابالغ تھے۔

www.waseemziyai.com

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لِمَسٰكِيْنَ کی جگہ بہ تشدید لمسّاکن پڑھا ہے۔ مسّاک عربی میں ملاح کو کہتے ہیں۔

ایک قول کے مطابق مسّاک دباغ جلود کو بھی کہتے ہیں یعنی کھال رنگنے والے۔

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ۔ کے معنی ہیں: يَتَعَيَّشُوْنَ بِمَا يَحْصُلُ لَهُمْ۔ یعنی وہ دریا میں ملاحی کر کے معاش حاصل کرتے تھے۔ تو میں نے یہ چاہا کہ ان کی معاش بادشاہ کے غضب کر لینے سے بند نہ ہو جائے۔

''فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا۔ تو میں نے اسے عیب دار کر دینا پسند کیا''۔ تا کہ کشتی غرق تو نہ ہو۔ مگر اس کا تختہ اکھڑا ہوا دیکھ کر بادشاہ غصب نہ کرے جو اس تاک میں رہتا تھا۔

''وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا۔ یعنی ان کے پیچھے ایک بادشاہ لگا ہوا تھا اس کا نام معدور بن بدر تھا اور یہ کافر تھا''۔

ایک قول ہے کہ غسان کا بادشاہ تھا اس کا نام جلندی ابن کرکر تھا۔

ایک قول ہے کہ اس کا نام مغواد بن الجلندی بن سعید ازدی تھا اور یہ جزیرہ اندلس کا تھا۔

''يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا۔ وہ ہر سالم اور صحیح کشتی پر بطور غصب قبضہ کر لیتا تھا''۔

اور پھر واپس نہ دیتا تھا۔ اور اس کا علم حضرت خضر علیہ السلام کو تھا اور موسیٰ علیہ السلام ظاہر فعل پر معترض تھے اور کشتی کے جو مالک تھے انہیں آپ نے بتا دیا تھا کہ کشتی کے عیب دار کرنے میں تمہاری بہتری ہے اور آپ سے اتنی عقیدت رکھتے تھے کہ اس پر وہ راضی بھی تھے انہیں اول اس بادشاہ کا علم بھی نہ تھا کہ وہ صحیح وسالم کشتی پر قبضہ کر لیتا ہے اور عیب دار کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو گویا آپ کا یہ فعل محمود تھا جو بظاہر اچھا معلوم نہ ہوتا تھا۔

دوسرے واقعہ کی حقیقت یہ ہے:

''وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا۔ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے والدین مسلمان تھے تو ہمیں خوف ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر نہ چڑھا دے تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر اور پاکیزہ اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا فرمائے''۔

اور اس لڑکے کا حال یہ ہے کہ ہمیں بہ اعلام الٰہی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ لڑکا کافر پیدا ہوا ہے تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی محبت میں اس کے والدین دین سے پھر کر گمراہ نہ ہو جائیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ وہ کافر ہی پیدا ہوا تھا۔

علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احوال باطن جان کر قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص تھا۔ انہیں اس کی اجازت تھی برخلاف کسی ولی کے اگر وہ باطن کا حال بذریعہ کشف والہام جان لے تو اسے قتل جائز نہیں۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بموجب احکام ظاہر ناگوار گزرنا ہی تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کندھا توڑ کر دیکھا تو لکھا ہوا تھا۔ کافر ہے کبھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے گا۔ (جمل)

اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اَنَّهُمَا اَبْدَلَا جَارِيَةً وَاَتَتْ نَبِيًّا۔

www.waseemziyai.com

پھران سے ایک لڑکی ہوئی جواللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کے بدلے میں عطا کی جس سے نبی پیدا ہوا۔

اور ثعلبی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے عہد یونس بن متی میں اس لڑکی کا نبیوں میں سے کسی نبی کے ساتھ رشتہ کر دیا اس سے نبی پیدا ہوا جس سے اللہ تعالیٰ نے ایک امت کو ہدایت دی۔ بہر حال اور بھی روایتیں ہیں۔

یہاں اس امر پر ہمارا ایمان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ فرمانا بھی صحیح تھا۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے مشیت الٰہی عزوجل میں یہ قتل اپنی حکمت بالغہ کے ماتحت کرانا تھا اس کی تاویل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر نے سنائی صحیح ہے۔ اور صرف اور صرف انہیں کے ذریعہ ایسا کرانا مقدر تھا یہ وہ مشروع فعل نہیں جس پر اہل باطن سند پکڑ کر آج بھی ایسا کریں اگر کوئی اس سے سند لے کر آج بھی کرے گا تو شرعاً ضرور مجرم ہوگا۔

اب تیسری بات دیوار والی اس کی تاویل فرمائی گئی:

''وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۧ﴿۸۲﴾۔

اب رہی وہ دیوار وہ دو یتیم بچوں کی اس شہر سے تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ جو کچھ میں نے کیا اپنی مرضی سے نہیں کیا یہ ہے تاویل ان کی جس پر آپ صبر نہ کر سکے''۔

یہ دونوں غلام احرم اور حریم تھے۔

بخاری میں ہے وہ مال سونا چاندی مدفون تھا۔

ابن جبیر ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً اور بزار رحمہ اللہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اور خرائطی رحمہ اللہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً راوی ہیں کہ

اَنَّهٗ كَانَ لَوْحًا مِنْ ذَهَبٍ مَكْتُوْبًا فِيْهِ:

عَجِبْتُ لِمَنْ يُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ كَيْفَ يَحْزَنُ۔

وَ عَجِبْتُ لِمَنْ يُؤْمِنُ بِالرِّزْقِ كَيْفَ يَتْعَبُ۔

وَ عَجِبْتُ لِمَنْ يُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ كَيْفَ يَفْرَحُ۔

وَ عَجِبْتُ لِمَنْ يُؤْمِنُ بِالْحِسَابِ كَيْفَ يَغْفَلُ۔

وَ عَجِبْتُ لِمَنْ يَعْرِفُ الدُّنْيَا وَ تَقَلُّبَهَا بِاَهْلِهَا كَيْفَ يَطْمَئِنُ اِلَيْهَا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ – (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)۔

وہ سونے کی تختی تھی اس پر کندہ تھا:

اس کا حال عجیب ہے جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے تو کیسے غمگین ہوتا ہے۔

اور اس کا حال عجیب ہے جو اپنے مقررہ رزق پر ایمان رکھتا ہے وہ کیسے تعب میں پڑتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اوراس کا حال عجیب ہے جوحساب پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے غفلت میں رہتا ہے۔
اوراس کا حال عجیب ہے جوموت کو یقینی جانتا ہے وہ کیسے فرح وسرور میں ہے۔
اوراس کا حال عجیب ہے جود نیا اوراس کے تغیرات کو جانتا ہے کیونکر مطمئن ہے۔
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔
اور بروایت عطار حمہ اللہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت میں ہے:
اِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ فِیْ اَحَدِ شِقَّیْهِ۔اس کے ایک پہلو پر تھا۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔اوراوپر والی عبارت۔
وَ فِیْ شِقِّ الْاٰخَرِ۔اوردوسرے پہلو پر لکھا تھا:
اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْکَ لِیْ خَلَقْتُ الْخَیْرَ وَ الشَّرَّ فَطُوْبٰی لِمَنْ خَلَقْتُهٗ لِلْخَیْرِ وَ اَجْرَیْتُهٗ عَلٰی یَدَیْهِ وَالْوَیْلُ لِمَنْ خَلَقْتُهٗ لِلشَّرِّ وَ اَجْرَیْتُهٗ عَلٰی یَدَیْهِ۔
میں اللہ ہوں کوئی معبود نہیں مگر میں، میں ایک ہوں میرا کوئی شریک نہیں، میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا، مبارک ہے وہ آدمی جسے میں نے بھلائی کے لئے پیدا کیا اور میں نے اس کے ہاتھوں پر اس کو جاری کیا، اور تباہی ہے اسے جسے شر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر کو جاری کیا۔
اوران لڑکوں کے باپ کا نام کاشح تھا اور ماں کا نام دہن۔
اَنْ یَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا قِیْلَ اَیِ الْحُلُمَ وَ کَمَالَ الرَّاْیِ وَ فِی الصِّحَاحِ الْقُوَّةَ وَ هُوَ مَا بَیْنَ ثَمَانِیْ عَشَرَ اِلٰی ثَلَاثِیْنَ۔اپنی جوانی کو پہنچیں اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنی رائے میں کامل ہو جائیں۔
اور صحاح میں ہے کہ وہ اپنی قوت پر آئیں اور اٹھارہ سال سے تیس سال تک کی عمر ہے۔
وَ یَسْتَخْرِجَا کَنْزَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجِدَارِ وَلَوْلَا اَنِّیْ اَقَمْتُهٗ لَانْقَضَّ وَ خَرَجَ الْکَنْزُ مِنْ تَحْتِهٖ قَبْلَ اقْتِدَارِهِمَا عَلٰی حِفْظِهٖ وَالْاِنْتِفَاعِ بِهٖ۔
اور وہ دونوں اپنا خزانہ نکال لیں اور اگر میں اس دیوار کو قائم نہ کرتا تو وہ گر جاتی اور خزانہ نکل جاتا اس دیوار کے نیچے سے ان کے اقتدار پر آنے سے پہلے۔
''رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی جو آپ کا، میرا، سب کا رب ہے''۔
''وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ۔اور میں نے یہ کام اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں کیا بلکہ بامر الٰہی کیا''۔
''ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا۔یہ تاویل ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا''۔

تَوْضِیْح مَزِیْد لِاِفْهَامِ الْبَلِیْدِ

واقعہ مذکورہ کو پڑھ کر اکثر بلید الذہن نافہم لوگ ولی کو نبی پر فضیلت دے کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔اور یہ خیال نہیں کرتے کہ نبی پر ایمان لانے کے بعد مرتبہ ولایت ہوتا ہے۔پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ولی نبی پر فائز ہو جائے۔
پھر حضرت خضر علیہ السلام کے نبی اور ولی ہونے میں اختلاف ہے جمہور اسی طرف ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں

www.waseemziyai.com

جیسا کہ ہم اول بیان کر چکے ہیں تو یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ

کسی ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے اور اَلْوَلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ کے معنی ہیں کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت کو بلند کر دیتی ہے نہ کہ ولی نبی پر بلند ہو۔

علاوہ برایں اہل کتاب کی تحقیق تو یہ بتاتی ہے کہ یہ حضرت موسیٰ ابن عمران نبی نہ تھے بلکہ جو حضرت خضر کے پاس حاضر آئے وہ موسیٰ بن ماثان تھے۔ (مدارک)

اور حضرت خضر و الیاس علیہما السلام کا زندہ ہونا پہلے بیان میں ہم ثابت کر چکے ہیں اور اس پر جمہور علماء و صلحاء کا اتفاق ہے۔

رکوع متعلقہ میں جو تین فعل حضرت خضر علیہ السلام کے ہیں اس میں امت کے لئے عبرت کی تعلیم ہے۔

اول کشتی کا تختہ توڑ کر عیب دار بنا دینا تا کہ ظالم غاصب بادشاہ کی دستبرد سے حفاظت ہو جائے اس میں امت کو تعلیم دی گئی ہے کہ تھوڑا نقصان بسا اوقات عظیم مفاد کا موجب ہوتا ہے اور بے صبری اور ناشکری سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حکمت پر نظر رکھنا چاہئے۔

دوسرے غلام کا قتل اس میں یہ حکمت الٰہیہ عزوجل ہے کہ ایسے بد بخت کی ہلاکت جو دنیا و آخرت میں ننگ کا موجب ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک بدلہ کی امید رکھنا چاہئے۔ جیسے اَللّٰھُمَّ اخْلُفْنِیْ خَیْرًا مِنْھَا کی تعلیم ہر صدمہ اور فوتیدگی پر تعلیم دیا گیا۔

اس غلام کے بعد جو صاحبزادی ملیں وہ نہایت مبارک تھیں جیسا کہ ہم اول بیان کر چکے ہیں۔

تیسرے دیوار سے واضح ہے کہ گر جاتی تو ان بچوں کا حق ضائع ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی یا نبی کے ہاتھ سے اس کی حفاظت کرا دی۔

اب تیسرے قصہ حضرت ذوالقرنین کا خلاصہ بیان فرمایا جاتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۶

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾	اور سوال کرتے ہیں آپ سے ذوالقرنین کے متعلق فرما دیجئے میں پڑھ کر سناتا ہوں اس کا ذکر۔
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَ اٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾	بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر قسم کا سامان عطا فرمایا۔
فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾	تو وہ پیچھے لگا اسباب کے۔
حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ	یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ تو اسے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا پایا اور پائی وہاں ایک قوم
قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾	ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین یا تو تم اسے سزا دو یا یہ کہ کرو ان کے اندر بھلائی۔

www.waseemziyai.com

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾

عرض کی وہ جس نے ظلم کیا اسے تو ہم سزا دیں گے پھر پھیرا جائے گا اپنے رب کی طرف وہ اسے عذاب دے گا برا عذاب۔

وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۚ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾

اور وہ جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو اس کے لئے بدلہ بھلا ہے۔ اور ہم اسے کہیں گے آسان کام۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾

پھر ایک سامان کے پیچھے چلا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾

حتیٰ کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا اسے نکلتا ہوا ایسی قوم پر کہ نہیں کیا ہم نے ان کے لئے سورج سے کوئی آڑ۔

كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾

اور یہی بات ہے اور ان کے حال پر ہمارا علم محیط ہے۔ ہمیں سب کی خبر ہے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾

پھر ایک سامان کے پیچھے لگا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾

حتیٰ کہ پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ پائی وہاں ہر دو سے پرے کچھ ایسی قوم کہ نہیں سمجھتے تھے کوئی بات۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾

انہوں نے کہا ذوالقرنین بے شک یاجوج ماجوج زمین میں فساد کر رہے ہیں تو کیا ہم کر دیں آپ کے لئے خرچ کا نظام اس شرط پر کہ آپ ہم میں اور ان میں ایک دیوار بنا دیں۔

قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾

فرمایا جتنا مجھے قابو دیا ہے میرے رب نے بہتر ہے تو میری مدد کرو طاقت سے میں بنا دوں گا تم میں اور ان میں آڑ۔

اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

لاؤ میرے پاس لوہے کے تختے یہاں تک کہ برابر ہو جائے یہ دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک۔ فرمایا اب دھونکو حتیٰ کہ جب ہو گیا وہ آگ فرمایا لاؤ میں اس پر گھلا ہوا تانبہ انڈیل دوں۔

فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

تو نہ چڑھ سکے یاجوج ماجوج اس پر اور نہ نقب ہی لگا سکے۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

فرمایا یہ رحمت ہے میرے رب کی تو جب آئے وعدہ میرے رب کا اسے کر دے گا پاش پاش اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

www.waseemziyai.com

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾

اور چھوڑ دیں گے ہم ان کے بعض کو ایک دن کہ ریلا کرتا آئے گا ایک گروہ پر اور صور پھونکا جائے گا تو جمع کریں گے ہم سب کو۔

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾

اور لائیں گے ہم جہنم کو اس دن کافروں کے لئے واضح وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات نہ سن سکتے تھے۔

حل لغات گیارہواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۶

وَيَسْئَلُوْنَكَ - اور پوچھتے ہیں آپ سے
قُلْ - کہہ
ذِكْرًا - ذکر
فِي الْاَرْضِ - زمین میں
فَاَتْبَعَ - تو پیچھے لگا وہ
بَلَغَ - پہنچا
تَغْرُبُ - غروب ہوتا
عِنْدَهَا - اس کے پاس
اِمَّآ - یا تو
اَنْ - یہ کہ
قَالَ - کہا
فَسَوْفَ - تو جلدی
اِلٰى - طرف
نُّكْرًا - بڑی سخت
وَعَمِلَ - اور عمل کئے
الْحُسْنٰى - اچھا
يُسْرًا - آسانی
حَتّٰٓى - یہاں تک کہ
الشَّمْسِ - سورج کی تو
لَمْ نَجْعَلْ - کہ نہیں بنایا ہم نے

عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ - ذوالقرنین کے متعلق
سَاَتْلُوْا - جلدی پڑھوں گا
اِنَّا - بے شک ہم نے
وَاٰتَيْنٰهُ - اور دیا اس کو ہم نے
سَبَبًا - اسباب کے
مَغْرِبَ - جگہ غروب ہونے
فِيْ عَيْنٍ - چشمہ
قَوْمًا - ایک قوم
اَنْ - یہ ہے کہ
تَتَّخِذَ - پکڑے تو
اَمَّا - پھر
نُعَذِّبُهٗ - سزا دیں گے ہم اسے
رَبِّهٖ - اپنے رب کی
وَاَمَّا - اور وہ
صَالِحًا - اچھے
وَسَنَقُوْلُ - اور ہم کہیں گے
ثُمَّ - پھر
اِذَا - جب
وَجَدَهَا - پایا اس کو

عَلَيْكُمْ - تم پر
مَكَّنَّا - قابو دیا
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ - ہر طرح کا
حَتّٰٓى - حتیٰ کہ
الشَّمْسِ - سورج کی تو
حَمِئَةٍ - سیاہ کیچڑ میں
قُلْنَا - ہم نے کہا
تُعَذِّبَ - سزا دے تو
فِيْهِمْ - ان میں
مَنْ - جس نے
ثُمَّ - پھر
فَيُعَذِّبُهٗ - تو وہ سزا دے گا اسے
مَنْ - جو
فَلَهٗ - تو اس کے لئے
لَهٗ - اس کے لئے
اَتْبَعَ - پیچھے لگا
بَلَغَ - پہنچا
تَطْلُعُ - چڑھتا
وَجَدَهَا - پایا اس کو
مِنْ دُوْنِهَا - اس کے آگے

مِنْهُ - اس کا
لَهٗ - اس کو
سَبَبًا - سامان
اِذَا - جب
وَجَدَهَا - پایا اسے
وَّوَجَدَ - اور پائی
يٰذَا الْقَرْنَيْنِ - اے ذوالقرنین
وَاِمَّآ - اور یا
حُسْنًا - بھلائی
ظَلَمَ - ظلم کیا
يُرَدُّ - لوٹایا جائے گا
عَذَابًا - سزا
اٰمَنَ - ایمان لایا
جَزَآءَ - بدلہ ہے
مِنْ اَمْرِنَا - اپنے کام میں
سَبَبًا - سامان کے
مَطْلِعَ - جگہ چڑھنے
عَلٰى قَوْمٍ - ایسی قوم پر
سِتْرًا - آڑ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

كَذٰلِكَ۔اسی طرح
لَدَيْهِ۔جو اس کے پاس ہے
سَبَبًا۔راستے کے
بَيْنَ۔درمیان
قَوْمًا۔ایک قوم کو
قَالُوْا۔بولے
اور ماجوج
فَهَلْ۔تو کیا
عَلٰٓى۔اوپر
وَبَيْنَهُمْ۔اوران کے درمیان
مَكَّنِّيْ۔طاقت دی ہے مجھے
فَاَعِيْنُوْنِيْ۔تو تم مدد کرو میری
وَبَيْنَهُمْ۔اوران کے درمیان
الْحَدِيْدِ۔لوہے کی
بَيْنَ۔درمیان
حَتّٰٓى۔یہاں تک کہ
قَالَ۔تو کہا
قِطْرًا۔گلا ہوا تانبہ
يَّظْهَرُوْهُ۔چڑھیں اس پر
لَهٗ۔اس کو
رَحْمَةٌ۔رحمت ہے
وَعْدُ۔وعدہ
وَكَانَ۔اور ہے
وَتَرَكْنَا۔اور چھوڑا ہم نے
فِيْ بَعْضٍ۔بعض پر
ہم ان کو
جَهَنَّمَ۔جہنم
الَّذِيْنَ۔وہ جو

وَقَدْ۔اور بے شک
خُبْرًا۔خبر سے
حَتّٰٓى۔یہاں تک کہ
السَّدَّيْنِ۔دو دیواروں کے
لَا يَكَادُوْنَ۔نہیں قریب تھے
يٰذَا الْقَرْنَيْنِ۔اے ذوالقرنین
مُفْسِدُوْنَ۔فساد کرنے والے ہیں
نَجْعَلُ۔بنائیں ہم
اَنْ۔اس کے کہ
سَدًّا۔دیوار
فِيْهِ۔اس میں
بِقُوَّةٍ۔قوت سے
رَدْمًا۔روک
حَتّٰٓى۔یہاں تک کہ
الصَّدَفَيْنِ۔دو پہاڑوں کے
اِذَا۔جب
اٰتُوْنِيْٓ۔لاؤ میرے پاس
فَمَا۔تو نہ
وَمَا۔اور نہ
نَقْبًا۔نقب لگانے کی
مِّنْ رَّبِّيْ۔میرے رب کی
رَبِّيْ۔میرے رب کا
وَعْدُ۔وعدہ
بَعْضَهُمْ۔ان کے بعض کو
وَّنُفِخَ۔اور پھونکا جائے گا
جَمْعًا۔سب کو
يَوْمَئِذٍ۔اس دن
كَانَتْ۔تھیں

اَحَطْنَا۔گھیر لیا ہم نے
ثُمَّ۔پھر
اِذَا۔جب
وَجَدَ۔پایا
يَفْقَهُوْنَ۔کہ سمجھیں
اِنَّ۔بے شک
لَكَ۔تیرے لئے
تَجْعَلَ۔بنا دے تو
قَالَ۔بولا
رَبِّيْ۔میرے رب نے
اَجْعَلْ۔بناؤں گا میں
اٰتُوْنِيْ۔دو مجھے
اِذَا۔جب
قَالَ۔کہا
جَعَلَهٗ۔بنایا اس کو
اُفْرِغْ۔ڈالوں میں
اسْطَاعُوْا۔طاقت رکھی
اسْتَطَاعُوْا۔طاقت رکھی انہوں نے
قَالَ۔کہا
فَاِذَا۔تو جب
جَعَلَهٗ۔کر دے گا اسے
رَبِّيْ۔میرے رب کا
يَوْمَئِذٍ۔اس دن
فِي الصُّوْرِ۔کرنا میں
وَعَرَضْنَا۔اور پیش کریں گے ہم
لِّلْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کے لئے
اَعْيُنُهُمْ۔ان کی آنکھیں

بِهَا۔اس کو
اَتْبَعَ۔پیچھے لگا
بَلَغَ۔پہنچا
مِنْ دُوْنِهِمَا۔ان کے سوا
قَوْلًا۔بات کو
يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ۔یاجوج
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
خَرْجًا۔خرچ
بَيْنَنَا۔ہمارے درمیان
مَا۔جو
خَيْرٌ۔وہ بہتر ہے
بَيْنَكُمْ۔تمہارے
زُبَرَ۔چادریں
سَاوٰى۔برابر کیا
انْفُخُوْا۔دھونکو
نَارًا۔آگ کی طرح
عَلَيْهِ۔اس پر
اَنْ۔یہ کہ
اسْتَطَاعُوْا۔طاقت رکھی انہوں نے
هٰذَا۔یہ
جَآءَ۔آئے گا
دَكَّآءَ۔ریزہ ریزہ
حَقًّا۔سچا
يَمُوْجُ۔غلبہ کرتے
فَجَمَعْنٰهُمْ۔تو جمع کریں گے
عَرْضًا۔سامنے لاکر
فِيْ غِطَآءٍ۔پردے میں

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

عَنْ ذِكْرِيْ۔ میری یاد سے وَكَانُوْا۔ اور تھے وہ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ۔ نہ طاقت رکھتے تھے
سَمْعًا۔ بات سننے کی

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع ۔سورۃ کہف۔ پ ۱۶

خلاصہ تعارف ۔حضرت ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ

ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ انہوں نے اسکندریہ بنایا اور اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور صاحب لوا تھے۔ دنیا میں اس شان کے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران ہوئے۔

ان میں دو مومن اور دو کافر تھے۔

مومن تاجدار حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔

اور کافروں میں نمرود اور بخت نصر بابلی ہے۔

اور پانچویں بادشاہ مومن اس امت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم گرامی حضرت امام مہدی ہے ان کی حکومت بھی تمام دنیا پر ہوگی۔

حضرت ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ وہ نبی نہیں تھے اور فرشتے بھی نہ تھے البتہ اللہ سے محبت کرنے والے بندے تھے اللہ نے انہیں محبوب بنایا۔

اور مفصل حالات و تحقیق یہ ہے

جسے علامہ آلوسی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: قِيْلَ هُوَ اِسْكَنْدَرُ الْيُوْنَانِي ابْنُ فَيْلَقُوْسَ۔ ذوالقرنین کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ اسکندر یونانی فیلقوس کا بیٹا ہے۔

اور ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ ابْنُ فَيْلَبَسَ بْنَ مُعْوَيْمَ بْنَ هَرْمَسَ ہے اور ہرمس میطون کا بیٹا ہے اور ابن رومی بن لیلی بن یونان بن یافث بن نونہ ابن شرخون بن توالط بن یوفیل بن رومی بن اصفر بن عزیز بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم الخلیل علیہما السلام ہے۔

یہ تینتیس سال زندہ رہے اور ان کی حکومت بارہ سال رہی۔

ایک قول ہے کہ چھتیس سال زندہ رہے اور حکومت ۱۶ سال کی۔

بہرحال اسکندر ذوالقرنین جنہوں نے اسکندریہ بنایا یہی ہیں اور یہ ارسطو کے شاگرد تھے اور ارسطو کے پاس انینہ میں ان کے والد چھوڑ آئے تھے۔ یہاں یہ ارسطو کے پاس پانچ سال رہے اور فلسفہ وغیرہ علوم حاصل کئے۔

اسی بنا پر مؤرخین ارسطو کو بھی مذہب حق کا متبع کہتے ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں: لَمْ يَكُنْ مَبْعُوْثًا اِلَيْهِ رَسُوْلٌ فَاِنَّهٗ كَانَ قَبْلَ مَبْعَثِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِنَحْوِ ثَلٰثِ

www.waseemziyai.com

مِائَةِ سَنَةٍ وَ كَانَ الْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اِذْ ذَاكَ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ وَ مَبْعُوْثِيْنَ اِلَيْهِمْ وَلَمْ يَكُنْ هُوَ مِنْهُمْ فَكَانَ حُكْمَهُ حُكْمَ اَهْلِ الْفَتْرَةِ۔

ان کی طرف کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے تین سو سال قبل تھے اور اس وقت انبیاء کرام بنی اسرائیل سے ہو کر انہیں میں مبعوث ہوتے تھے اور ذوالقرنین بنی اسرائیل سے نہ تھے تو ان کا حکم اہل فترۃ کے حکم میں تھا۔ (روح المعانی)

بعض کا خیال ہے کہ وہ اسکندر یہ جو غالب آیا اور ملک فارس بھی جس کا تابع فرمان ہوا وہ اسکندر ذوالقرنین ہیں۔

اور جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے اس پر بعض کا خیال ہے کہ وہی ہیں اور بعض کہتے ہیں وہ نہیں ہیں۔

اور وہ جسے اسکندر یہ ملوک سالفہ سے کہتے ہیں وہ دو ہیں اور ان دونوں کے مابین دو ہزار سال کا فرق ہے اور ان میں وہ اسکندر رومی ذوالقرنین کے نام سے مشہور ہیں اور اسکندر یونانی یہ وہ ہے جو ایک زمانہ طویل تک زندہ رہا۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں ایک ہزار چند سو سال زندہ رہا اور بعض کہتے ہیں دو ہزار اور بعض کے نزدیک تین ہزار سال زندہ رہا مگر ان روایتوں میں سے کوئی بھی صحیح روایت نہیں ہے۔

البتہ ابوریحان بیرونی منجم اپنی کتاب میں جو لکھتے ہیں اس میں ذوالقرنین کا نام هُوَ اَبُوْ كَرْبٍ سَهْمِی بْنُ عُمَيْرِ بْنِ اَفْرِيْقَسِ الْحِمْيَرِیْ۔ عمیری بتا کر لکھتے ہیں کہ یہ وہ ہیں جن پر تبع یمانی فخر کرتے ہیں اور اپنی رباعی میں لکھتے ہیں۔ منقول از اِكْتِسَابُ اٰثَارِ الْبَاقِيَةِ عَنِ الْقُرُوْنِ الْخَالِيَةِ۔

قَدْ كَانَ ذُوالْقَرْنَيْنِ جَدِّیْ مُسْلِمًا مَلِكًا عَلَا فِی الْاَرْضِ غَيْرَ مُفَنَّدِ
بَلَغَ الْمَغَارِبَ وَالْمَشَارِقَ يَبْتَغِیْ اَسْبَابَ مُلْكٍ مِنْ حَكِيْمٍ مُرْشِدِ
فَرَاٰی مَغِيْبَ الشَّمْسِ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فِیْ عَيْنٍ ذِیْ خَلَبٍ وَ ثَاطٍ حُرْمَدِ

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ذوالقرنین یہی ہوں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔

اور ان کا دارالخلافہ مقدونیا تھا۔

وَ كَانَ سَرِيْرُ مُلْكِهٖ مَقْدُوْنِيَا وَ هِیَ بَلْدَةٌ مِنْ بِلَادِ الرُّوْمِ الْغَرْبِیْ دَارُ السَّلْطَنَةِ السَّنِيَّةِ قُسْطُنْطُنِيَّةُ الْمُحْمِيَةُ بَيْنَهُمَا مِنَ الْمُسَافَةِ قَدْرَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا اَوْ نَحْوَ ذَالِكَ عِنْدَ مَدِيْنَةِ شِيْرُوْزَ۔

ذوالقرنین کا دارالخلافہ مقدونیہ تھا اور وہ بلاد روم کا ایک شہر ہے جو غربی دارالسلطنت قسطنطنیہ کا ہے۔ مقدونیہ اور قسطنطنیہ کے مابین پندرہ دن کا بعد مسافت ہے اور ایسے اس کے قریب شہر شیروز ہے۔ روح المعانی

ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ

وَ اِنَّمَا سُمِّیَ ذُوالْقَرْنَيْنِ لِمُلْكِهٖ طَرَفَیِ الْاَرْضِ اَوْ شُجَاعَتِهٖ وَاسْتَدَلَّ بِهٰذَا الْقَوْلِ بِاَنَّ الْقُرْاٰنَ دَلَّ عَلٰی اَنَّ الرَّجُلَ بَلَغَ مُلْكُهٗ اِلٰی اَقْصَی الْمَغْرِبِ وَاَقْصَی الْمَشْرِقِ وَ جِهَةِ الشِّمَالِ وَ ذَالِكَ عَلٰی تَمَامِ الْمَعْمُوْرِ مِنَ الْاَرْضِ۔

ذوالقرنین نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کی حکومت تمام اطراف زمین پر ہوئی۔ مشرقی سمت کی انتہا تک اور مغربی حصہ کی

www.waseemziyai.com

انتہا تک اور شمال کے تمام حوالی پر۔ یہ گویا تمام معمورات ارضی پر مسلط ہوئے۔ (روح المعانی)

اور وہ بادشاہ جو کتب تواریخ میں مشہور ہے کہ اس کی سلطنت اتنی وسیع ہو چکی تھی وہ یہی اسکندر ہیں۔ اس لئے کہ جب ان کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے ملوک مصر اور مغربی بادشاہوں کو فتح کر کے سب کو اپنی زیر سلطنت کیا اور بحر اخضر تک حکومت قائم کر کے واپس ہوئے اور مصر آ کر اسکندریہ شہر تعمیر کیا پھر شام میں داخل ہو کر بنی اسرائیل کی طرف رخ کیا اور بیت المقدس پر آ کر قربانی دی۔ پھر آرمینیا اور باب الابواب کی طرف پہنچ کر عراقیوں اور قبطیوں اور قوم بربر پر قبضہ کیا پھر ہند کی طرف رخ کرتے ہوئے چین اور دور دور کی جماعتوں کو فتح کرتے ہوئے خراسان پہنچ کر یہاں بہت سے شہر آباد کئے پھر عراق کی طرف واپس آئے۔

اور پھر شہر شیروز میں بیمار ہو کر انتقال کیا۔

ایک قول ہے کہ رومیۃ المدائن میں انتقال کیا اور ان کی لاش کو سونے کے تابوت میں رکھ کر شہر اسکندریہ لے گئے۔

اور یہ تیسرے سوال کا جواب ہے جو اہل کتاب کے سمجھانے سے قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ چنانچہ روح پر ارشاد ہوا وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ جس کی تفصیل بیان ہو چکی۔ اب ارشاد ہے:

''وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا۔ اور آپ سے (ابوجہل و کفار مکہ) ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں۔ فرما دیجئے میں تمہیں عنقریب پڑھ کر سناتا ہوں اس کا ذکر''۔

''اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا۔ بے شک ہم نے اسے زمین پر متمکن کیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا''۔

جس کی دنیا میں دنیا کو حاجت ہوتی ہے اور فاتحوں کو دیار و امصار فتح کرنے اور دفاع میں دشمن سے محاربہ کرنے میں ضرورت ہوتی ہے وہ سب عطا کیا جس کے ذریعہ وہ مشرق سے مغرب تک فتح کرتے چلے گئے اگرچہ اس امر کی تاریخ تفصیل نہیں دیتی کہ وہ سامان کیا کیا دیا گیا۔

مگر ظاہر ہے کہ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا کا مفہوم کہہ رہا ہے کہ اس وقت کے تمام اسباب ان کے لئے مہیا تھے۔ آج کے دور میں ریل، انجن، موٹر سائیکل، ایروپلین جہاز، غوطہ زن کشتیاں، مشین گن، توپ، ٹینک، ایٹم بم ہیں۔ ایر کرافٹ گن، انواع و اقسام کے گیس جیسے برگیس، سوئی گیس، سنون گن وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اس زمانہ کے لحاظ سے بھی بہت سی چیزیں حرب وضرب کی ہوتی ہوں گی وہ سب مہیا تھیں۔ چنانچہ اس وقت کی عجیب وغریب صنعتیں جتنی بھی تھیں وہ ایسی ہیں کہ آثار قدیمہ کے خرابات کھودنے سے ان کے نشان ملتے ہیں۔

تو فَاَتْبَعَ سَبَبًا فرما کر ظاہر کیا کہ وہ ان اسباب کے پیچھے لگا اور سفر کا سامان تیار کیا۔ چنانچہ وہ پہلے سمت مغرب چلا تو چلتے چلتے وہاں پہنچا جہاں آفتاب سمندر کے گرم اور سیاہ پانی میں ڈوبتا نظر آیا جیسا کہ ارشاد ہے:

''حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا۔ حتیٰ کہ جب وہ پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ تو پایا اس سورج کو ڈوبتا ہوا ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں اور اس کے پاس ایک قوم ملی''۔

حَمِئَةٌ ذَاتُ حِمَاتٍ اَلْحِمَاتُ اَلطِّيْنُ الْاَسْوَدُ حَامِيَةٌ اَیْ حَارَّةٌ۔ یعنی گرم اور سیاہ کیچڑ۔

www.waseemziyai.com

آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں: اَیْ ذَاتَ حِمَاتٍ وَهِیَ الطِّیْنُ الْاَسْوَدُ مِنْ حَمِئَتِ الْبِئْرُ۔یعنی حمئہ کے معنی گرم کے ہیں اور حمات کالے کیچڑ کو کہتے ہیں جو کنویں کے اندر سے نکلتی ہے۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آفتاب آسمان پر ہے۔

مگر غروب کے وقت پانی کے کنارے کھڑے ہونے والے کو پانی میں اور پہاڑ کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہوتا معلوم ہوتا ہے اور حمئۃ اور بقرأۃ ابن عامر وحمزہ حامئۃ کا فرق یہی بتاتا ہے کہ شاہ ذوالقرنین جہاں تک پہنچے وہ ظلمات کی حد تھی اور سیاہ دلدل وہاں غروب شمس یقیناً اسی دلدل میں معلوم ہوا ہوگا۔

تو وہاں آپ کو ایک قوم ملی جس کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَیْ عِنْدَ تِلْکَ الْعَیْنِ عَلٰی سَاحِلِ الْبَحْرِ قَوْمًا لِبَاسُهُمْ عَلٰی مَا قِیْلَ جُلُوْدُ السِّبَاعِ وَطَعَامُهُمْ مَا لَفَظَتْهُ الْبَحْرُ۔وہاں چشمہ کے پاس ساحل بحر پر ایک قوم تھی جس کا لباس درندوں کی کھالوں کا تھا اور ان کی غذا جو سمندر سے موجوں کے ذریعہ باہر آتا تھا وہ تھی۔

قَالَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ هُمْ قَوْمٌ یُقَالُ لَهُمْ نَاسِکٌ لَا یُحْصِیْهِمْ کَثْرَةً اِلَّا اللّٰهَ تَعَالٰی۔وہ ایک قوم تھی جسے ناسک کہا جاتا تھا ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قَالَ اَبُوْزَیْدِنِ السُّهَیْلِیُ هُمْ قَوْمٌ مِنْ نَسْلِ ثَمُوْدَ کَانُوْا یَسْکُنُوْنَ جَابِرْسَا وَهِیَ مَدِیْنَةٌ عَظِیْمَةٌ لَهَا اثْنَا عَشَرَ بَابًا وَ یُقَالُ لَهَا بِالسُّرْیَانِیَةِ جَرْجِیْسَا۔

ابوزید سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ قوم ثمود کی نسل سے تھی جو جابرسا میں رہتی تھی یہ ایک بڑا شہر ہے جس کے بارہ دروازے ہیں اسے سریانی زبان میں جرجیسا کہتے ہیں۔

اور ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی روایت ہے اور ابن سائب رحمہ اللہ کا خیال ہے: اِنَّهُ کَانَ فِیْهِمْ مُؤْمِنُوْنَ وَ کَافِرُوْنَ وَالَّذِیْ عَلَیْهِ الْجُمْهُوْرُ اَنَّهُمْ کَانُوْا کُفَّارًا فَخَیَّرَاللّٰهُ تَعَالٰی بَیْنَ اَنْ یُعَذِّبَهُمْ بِالْقَتْلِ وَاَنْ یَدْعُوَهُمْ اِلَی الْاِیْمَانِ۔اس آبادی میں مومن اور کافر دونوں آباد تھے۔

اور جس طرف جمہور گئے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ سب کافر تھے تو اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ وہ یا انہیں قتل کر دیں یا دعوت ایمان دیں۔

واقعہ یوں ہے جو مفسرین نے لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولاد سام میں سے ایک شخص چشمۂ حیات سے پانی پئے گا اسے موت نہ آئے گی۔یہ دیکھ کر وہ چشمۂ حیات کی جستجو میں مشرق ومغرب میں پھرے آپ کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام بھی تھے۔وہ تو چشمۂ حیات تک پہنچ گئے اور انہوں نے پی بھی لیا۔مگر ذوالقرنین کے مقدر میں نہ تھا انہیں وہ چشمہ نہ ملا باآنکہ اس سفر میں جانب مغرب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی ہے اس کے سب منازل قطع کر ڈالے اور سمت مغرب میں وہاں تک پہنچے جہاں سے آگے آبادی کا نام ونشان ہی نہ تھا وہاں انہوں نے آفتاب کو غروب کے وقت اس حال میں دیکھا کہ گویا وہ سیاہ چشمہ میں ڈوب رہا ہے جیسے دریائی سفر کرنے والوں کو پانی میں سورج ڈوبتا معلوم ہوتا ہے یہاں سے آگے وہ قوم پائی جو جانور کے چمڑے پہنے ہوئے تھی اور ان کی غذا مردہ جانور تھے یہ لوگ سب کافر تھے۔اب آگے ارشاد ہے:

www.waseemziyai.com

''قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا۔ ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین اگر تو چاہے انہیں سزا دے یا ان کے ساتھ احسان کر''۔

یعنی جو اسلام نہ لائے اسے قتل کر دے اور جو ایمان لے آئے اسے احکام شرعی کی تعلیم دے یہ تو دنیا کے ساتھ معاملہ ہے۔ اور آخرت میں بے ایمانوں کے لئے جہنم اور ایمان والوں کے لئے جنت مقرر ہے چنانچہ حضرت ذوالقرنین نے بھی یہی فیصلہ کیا اور کہا:

''قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۚ الْحُسْنٰی ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا۔ عرض کی ذوالقرنین نے کہ وہ جس نے ظلم کیا اسے تو عنقریب میں سزا دوں گا پھر وہ پھیرا جائے گا اپنے رب کی طرف تو وہ اسے سخت عذاب دے گا اور جو ایمان لایا اور نیک کام کئے تو اس کا بدلہ اچھا ہے اور عنقریب میں بھی اسے آسان کام کہوں گا''۔

یعنی جس نے شرک پر اصرار کیا اور ایمان قبول نہ کیا اسے دنیا کی سزا دے کر اللہ تعالیٰ کے عذاب اخروی کی طرف پھیر دوں گا اور جو ایمان قبول کرے گا اور نیک عملوں کی طرف مائل ہوگا اسے ایسے احکام دوں گا جو اس پر آسان ہوں اس کے بعد حضرت ذوالقرنین کی نسبت ارشاد ہے:

''ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۚ وَ قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَیْهِ خُبْرًا۔ پھر ذوالقرنین ایک سامان کے پیچھے چلا حتیٰ کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اسے ایسی قوم پر نکلتا پایا جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی۔ بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب کو ہمارا علم محیط ہے''۔

یعنی اپنے ساز و سامان کے ساتھ دوسرا سفر بلاد مشرقیہ کی طرف شروع کیا حتیٰ کہ ایسی قوم تک پہنچے جن کے پاس آفتاب سے بچنے کے لئے کوئی خیمہ پہاڑ وغیرہ نہ تھا نہ وہاں کوئی عمارت قائم ہو سکتی تھی۔ ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ طلوع کے وقت غاروں میں گھس جاتے اور زوال کے بعد نکل کر اپنا کاروبار کرتے اور ان کے حالات پر بھی ہمارا ہی علم محیط ہے کیونکہ ہم علام الغیوب ہیں۔

كَذٰلِكَ فرما کر گویا فرمایا کہ حق بات یہی ہے۔

اور ایک قول لفظ كَذٰلِكَ پر یہ بھی ہے کہ ذوالقرنین نے جیسا مغربی قوم کے ساتھ کیا ایسا ہی مشرقیوں کے ساتھ بھی کیا۔ کیونکہ وہ لوگ بھی مغربیوں کی طرح کافر تھے تو جو ان میں سے ایمان لائے ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور جو مصر علی الکفر رہے انہیں تعذیب کی۔

اب تیسرا سفر ذوالقرنین کا بیان ہے:

''ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ پھر اپنے ساز و سامان کے ساتھ چلے حتیٰ کہ جب پہنچے دو پہاڑوں کے بیچ میں ان سے ادھر کچھ ایسی قوم پائی کہ نہیں سمجھ سکتی تھی کوئی بات''۔

www.waseemziyai.com

کیونکہ ان کی زبان عجیب وغریب تھی ان کے ساتھ اشاروں کی مدد سے بہ مشکل بات کی جا سکتی تھی۔ انہوں نے اشاروں سے کہا:

''قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا۔ بولے اے ذوالقرنین بے شک یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں تو کیا ہم آپ کو کچھ خرچ دے دیں اس شرط پر کہ آپ ہم میں اور ان میں ایک دیوار بنا دیں''۔

یاجوج وماجوج کی تحقیق

یاجوج و ماجوج یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ایک فسادی گروہ ہے اور اس کی تعداد بہت ہے۔ زمین میں فساد کرتے کرتے موسم ربیع میں نکلتے تو کھیتیاں اور سبزہ زار تمام کھا جاتے اور خشک اشیاء لاد کر لے جاتے حتیٰ کہ آدمیوں اور درندوں اور وحشی جانوروں سانپ اور بچھوؤں تک کو کھا جاتے تو ان لوگوں نے حضرت ذوالقرنین سے شکوہ کیا اور کچھ مال جمع کر کے دینا چاہا۔

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا۔ پر آلوسی ابن جبیر انطا کی اور حمزہ و کسائی رحمہم اللہ سے نقل فرماتے ہیں:

خَرَاجًا بِاَلْفٍ بَعْدَ الرَّاءِ وَ قِیْلَ الْخَرْجُ الْمَصْدَرُ عَلَی الْخَرَاجِ اُطْلِقَ۔ خرج خراج کے معنی میں مستعمل ہے اور خرج دینے کے معنی دیتا ہے۔

اور سد۔ حاجز کے معنی میں مستعمل ہے یَعْنِیْ حَاجِزًا یَمْنَعُهُمْ مِنَ الْوُصُوْلِ اِلَیْنَا۔ یعنی ایسا پردہ جو انہیں ہماری طرف آنے سے روکے اس پر ذوالقرنین نے فرمایا:

''قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا ۙ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ۔ فرمایا جتنی قوت اس معاملہ میں میرے رب نے مجھے دی ہے وہ بہتر ہے تم میری اعانت کرو قوت سے میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں گا''۔

رَدْمًا اَیْ حَاجِزًا حَصِیْنًا وَ حِجَابًا مَنِیْعًا۔

آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس کے معنی مضبوط آڑ اور پردہ کے ہی ہوتے ہیں۔

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ۔ لاؤ میرے پاس لوہے کے پترے یا تختے۔

زُبَرَ۔ جمع زبرہ ہے وَهِیَ الْقِطْعَةُ الْعَظِیْمَةُ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَافِعَ ابْنَ الْاَزْرَقِ سَاَلَهٗ عَنْ زُبَرِ الْحَدِیْدِ فَقَالَ الْقِطْعَةُ۔ ابن عباس سے نافع بن ازرق نے زبر الحدید کا مطلب پوچھا تو فرمایا قطعات حدید مراد ہے۔

حضرت ذوالقرنین مستغنی اور رعایا پرور تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری درخواست منظور کرتا ہوں مال معاونت کی حاجت نہیں مجھے خدا نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ ایسی سلطنتیں بھی آئندہ وجود میں آئیں گی جو ٹیکس پر ٹیکس لگا کر رعایا کا خون بھی پی جائیں گی۔ میرے ساتھ تم اتنی مدد کرو کہ جنگل سے لوہا جمع کر دو۔ چنانچہ وہ لوہا لے آئے اس کی چادریں بنائی گئیں اور دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک درے کو لوہے اور پتھر سے بند کر دیا۔ پھر کیا ہوا

www.waseemziyai.com

''حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝۹۶۔

حتیٰ کہ جب دونوں پہاڑوں کے کناروں کے برابر کر دیا فرمایا اسے دھونکو حتیٰ کہ جب اسے آگ کر دیا فرمایا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبہ انڈیل دوں''۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ آپ نے بنیاد پانی تک کھدوائی پھر اس میں پتھر پگھلائے ہوئے تانبہ سے جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے بیچ میں لکڑی اور کوئلہ بھروا دیا اور آگ دے دی اس طریق سے یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے مابین کوئی خلا نہ چھوڑا۔ اس کے اوپر تانبہ پگھلا کر دیوار کو پلا دیا یہ سب مل کر ایک جسم ہوگئی۔

سَاوٰی کے معنی فَاَخَذَ يَبْنِيْ شَيْئًا فَشَيْئًا حَتّٰى اِذَا جَعَلَ مَا بَيْنَ جَانِبَى الْجَبَلَيْنِ مِنَ الْبُنْيَانِ مُسَاوِيًا لَهُمَا فِي الْعُلُوِّ کرتے ہیں۔ یعنی تھوڑا تھوڑا چننا شروع کر دیا جب دونوں پہاڑوں کے مابین دیوار برابر ہوگئی اور بلندی میں اس کے مساوی بن گئی تو فرمایا:

اب آگ دھکاؤ۔ جب وہ پگھل کر مثل آگ ہوگیا۔ تو وہ پگھلا ہوا تانبہ اس پر انڈیل دیا۔ آگے ارشاد ہے:

''فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۔ تو یاجوج و ماجوج کو استطاعت نہ ہوئی کہ وہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت ہوئی کہ اس میں سوراخ کر کے نکل آئیں''۔

فَمَا اسْطَاعُوْٓا۔ بہ حذف تاء استعمال کیا گیا یہ بھی باب افتعال سے ہے لیکن تخفیفاً اور حذراً عن تلاقی متقاربین بلا تاء استعمال ہوا۔

تتمہ تحقیق یاجوج و ماجوج

قَبِيْلَتَانِ مِنْ وُلْدِ يَافِثَ بْنِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ بِهٖ جَزَمَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَغَيْرُهٗ۔ یہ دو قبیلے ہیں یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے اور اسی پر وہب بن منبہ وغیرہ نے جزم کیا ہے۔ اور اسی پر متاخرین نے اعتماد کیا ہے۔

اور کسائی عرائس میں فرماتے ہیں: اَنَّ يَافِثَ سَارَ اِلَى الْمَشْرِقِ فَوُلِدَ لَهٗ هُنَاكَ خَمْسَةُ اَوْلَادٍ، جَوْمَرُ وَ بَنْرَشُ وَ اَشَارُ وَ اسْقَوِيْلُ وَ مَيَاشِحُ۔

یافث مشرق کی طرف گیا تو اس سے پانچ بیٹے ہوئے جو بیان ہو چکے۔

تو جومر سے تمام اقوام صقالیہ اور روم اور ان کے ہم جنس پیدا ہوئے۔

اور میاشح سے تمام اصناف عجم ہوئے۔

اور اشار سے یاجوج و ماجوج اور ان کے ہم جنس ہوئے۔

اور اسقویل سے تمام ترک ہوئے۔

اور نبرش سے فقجق اور یونان والے پیدا ہوئے۔

اور ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

اس میں اس طرح ہے: وُلِدَ لِنُوْحٍ سَامٌ وَ حَامٌ وَ يَافِثُ۔

www.waseemziyai.com

تو سام سے عرب، فارس اور روم ہوئے۔

اور حام سے قبط اور بربر اور سوڈان ہوئے۔

اور یافث سے یاجوج و ماجوج اور ترک اور صقالیہ ہوئے۔

پھر حضرت ذوالقرنین نے فرمایا:

''قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا۔ یہ میرے رب کی رحمت ہے تو جب آئے گا وعدہ میرے رب کا تو کر دے گا اس دیوار کو پاش پاش اور میرے رب کا وعدہ حق ہے''۔

دَكَّآءَ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ اَرْضًا مُسْتَوِیَةً۔ ہموار زمین ہو جائے گی۔

خلاصہ یہ کہ یاجوج و ماجوج کے خروج کا وقت جب آ پہنچے گا تو یہ دیوار پاش پاش ہو کر زمین ہموار ہو جائے گی اور ایسا قرب قیامت پر ہوگا۔

اب یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ دیوار کہاں ہے اور اس کے علاوہ ایسی اور دیواریں بھی ہیں یا نہیں؟

اس کی تحقیق حال کے جغرافیہ اور کرۂ زمین کے ان نقشوں سے تو نہیں ملتی جو سرکاری مدارس میں پڑھاتے ہیں اور نہ ان میں یاجوج و ماجوج کا تذکرہ ہے۔

ممکن ہے آج ان کے نام متعارف لفظوں میں بدلے ہوئے ہوں جیسے ملکوں اور شہروں کے نام ہی بدلے ہوئے نہیں بلکہ قوموں کے نام بھی بدلے ہوئے ملتے ہیں۔

اس دیوار کے متعلق مؤرخین اسلام لکھتے ہیں کہ یہ دیوار تخمیناً ڈیڑھ سو گز کی ہے جو نہایت بلند اور مستحکم دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔

اور قدیم جغرافیے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بطلیموس کے جغرافیہ سے لے کر اپنے سفرنامہ میں دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح سے بیان کیا ہے۔

اور انہیں پر موجودہ جغرافیوں کی بنیاد اور تقسیم اقالیم و جزائر ہے۔

اگرچہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو سہولتیں سفر کرنے کی آج مہیا ہیں اور جو ذرائع ممالک کے حالات معلوم کرنے کے لئے آج موجود ہیں وہ پہلے نہ تھے۔

مگر دوسری تیسری صدی میں جبکہ مسلمانوں کی فتوحات مشرق و مغرب تک پھیلیں اور فاتحان اسلام باوجود صعوبت سفر کے اندلس اور جبل الطارق سے لے کر چین کے کناروں تک پہنچ گئے اور وہاں کے حالات نہایت احتیاط سے قلمبند کر گئے تو ان کی لکھی ہوئی تاریخوں میں اس قسم کے بہت سے جغرافیے اب تک موجود ہیں جن سے ایشیاء اور افریقہ کے ملکوں کا، مقاموں کا اور شہروں کا بڑی تشریح سے حال معلوم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ کتاب السالک و الممالک۔ مؤلفہ ابوالقاسم بن حوقل مطبوعہ لیڈن۔ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء اس کے لئے قابل مطالعہ ہے اور میں بھی جو تحقیق پیش کر رہا ہوں وہ ایسی ہی کتابوں سے مستنبط ہوگی۔

''الآثار الباقیه عن القرون الخالیه'' تالیف ابوریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء یہ شخص

www.waseemziyai.com

بڑا حکیم ومنجم گزرا ہے عہد محمود غزنوی میں تھا۔

''مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع''۔مؤلفہ یاقوت حموی مطبوعہ فرانس۔

''مسالک الممالک''۔تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد انصاری کرخی ۱۸۷۰ء

''مقدمہ ابن خلدون''۔آٹھویں صدی کا مؤرخ اور محقق حکیم ہے۔اس نے اپنے جغرافیہ میں بطلیموس کے جغرافیہ کی تمام روشنی داخل کی ہے۔چنانچہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں چند مقامات پر اس دیوار کا ذکر کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے:

وَ فِی الْجُزْءِ التَّاسِعِ مِنْ هٰذَا الْاَقَالِیْمِ الْخَامِسِ فِی الْجَانِبِ مِنْهُ بَلَدَ خَفْشَاخُ وَ هُمْ قَفْجَقُ بِجَوَارِهَا جَبَلُ قَوْقَیَا حِیْنَ یَنْعَطِفُ مِنْ شِمَالِهٖ عِنْدَالْبَحْرِ الْمُحِیْطِ وَ یَذْهَبُ فِیْ وَسْطِهٖ اِلَی الْجُنُوْبِ بِانْحِرَافٍ اِلَی الْمَشْرِقِ فَیَخْرُجُ فِی الْجُزْءِ التَّاسِعِ مِنَ الْاَقَالِیْمِ السَّادِسِ وَ یَمُرُّ مُعْتَرِضًا فِیْهِ وَ فِیْ وَسْطِ هُنَاکَ سَدُّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ وَ قَدْ ذَکَرْنَاهُ۔

وَ فِی النَّاحِیَةِ الشَّرْقِیَّةِ مِنْ هٰذَا الْجُزْءِ اَرْضُ یَاْجُوْجَ وَرَاءَ جَبَلِ قَوْقَیَا عَلَی الْبَحْرِ قَلِیْلَةَ الْعَرْضِ مُسْتَطِیْلَةً اَحَاطَتْ بِهٖ مِنْ شَرْقِهٖ وَ شِمَالِهٖ اِنْتَهٰی۔

یعنی اس اقلیم خامس کے نویں حصہ میں ایک گوشہ پر خفشاخ کی آبادی اور شہر ہے جسے قفچاق کہتے ہیں اس پر سے جبل قوقیا گزرتا ہے اور وہ بحر محیط کے پاس سے ہو کر شمال کی طرف مڑ جاتا ہے۔

اور تھوڑا مشرق کی طرف مائل ہو کر وہ پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک نکل جاتا ہے اور یہیں سے مڑتا ہوا وہاں تک پہنچتا ہے جس کے وسط میں یاجوج وماجوج والی دیوار ہے۔جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

اور اس حصہ کے مشرقی کنارہ پر ملک یاجوج وماجوج ہے یہ جبل قوقیا کے بڑے سمندر کے رخ ایک مستطیل ٹکڑا ہے۔

قوقیا جس پہاڑ کا نام ہے غالبًا اسی کو جبل الطائی کہتے ہیں۔

اور اسی کے موڑ پر ایک جگہ ایسی ہے جہاں وہ دیوار ہے اور کوہ طے کی پرلی طرف منچولیا اور منگولیا مغلوں کی قومیں ہیں انہیں کو یاجوج وماجوج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ لوگ سخت خونخوار اور وحشی درندے اور کافر تھے ان کا پیشہ شکار تھا۔

کسی زمانہ میں یہ لوگ چین کے ملک پر تاخت وتاراج کیا کرتے تھے جن کے روکنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمینًا ۲۳۵ سال قبل فغفور چین نے دیوار بنائی تھی۔اس دیوار کی لمبائی اندازہ بارہ سو میل سے لے کر پندرہ سو میل کی تھی۔

اس دیوار کی پوری کیفیت تاریخ چین سے معلوم ہوتی ہے اور وہ اب تک موجود ہے۔اور عجائبات میں شمار کی جاتی ہے۔

دوسری طرف یہ سفاک قوم اس پہاڑ کے درہ سے گزر کر ترکستان پر دھاوا کرتی تھی۔

اس بیان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ اس قسم کی دیواریں کئی ہیں۔

۱- اول ملک چین کے شمالی حصہ میں ہے جسے دیوار چین کہتے ہیں۔اسے مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ دیوار فغفور چین چی وانگٹی نے بنائی تھی۔

۲- دوسری دیوار جبل طے کے درے کو بند کرنے کے لئے بنائی گئی اسی کو ابن خلدون اور دیگر مؤرخین نے سد یاجوج وماجوج لکھا ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کی تحقیق خلفاء عباسیہ کے عہد میں کی گئی۔

چنانچہ ابوریحان البیرونی اپنی کتاب آثار الباقیہ مطبوعہ جرمن میں لکھتے ہیں:

فَاَمَّا الرَّدْمُ الْمَبْنِیُ بَیْنَ السَّدَّیْنِ فَاِنَّ ظَاهِرَ الْقِصَّةِ فِی الْقُرْاٰنِ لَا یَنُصُّ عَلٰی مَوْضِعِهٖ مِنَ الْاَرْضِ وَ قَدْ نَطَقَتِ الْکُتُبُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلٰی ذِکْرِ الْبِلَادِ وَالْمُدُنِ بِجُغْرَافِیَا وَمَا کُتُبُ الْمَسَالِکِ وَ الْمَمَالِکِ عَلٰی اَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اَعْنِیْ یَا جُوْجَ وَ مَاجُوْجَ هُمْ صِنْفٌ مِنَ الْاَتْرَاکِ الْمَشْرَقِیَّةِ السَّاکِنَةِ فِیْ مَبَادِی الْاَقَالِیْمِ الْخَامِسِ وَالسَّادِسِ۔

وَ مَعَ هٰذَا حُکِیَ مُحَمَّدُ بْنُ الْجَرِیْرِ الطَّبْرِیُ فِیْ کِتَابِ التَّارِیْخِ اَنَّ صَاحِبَ اذْرَبِیْجَانَ اَیَّامَ فَتْحِهَا وَجَّهَ اِنْسَانًا اِلَیْهِ مِنْ نَاحِیَةِ الْخَزَرِ فَشَاهَدَهٗ وَوَصَفَهٗ بِبِنَاءِ مَا سَبَقَ سَامَ اَسْوَدَ وَرَاءَ خَنْدَقٍ وَثِیْقٍ مَنِیْعٍ۔

وَ حَکٰی عَبْدُاللّٰهِ بْنُ خَرَادٍ عَنِ التَّرْجُمَانِ الْبَابِ الْخَلِیْفَةِ اَنَّ الْمُعْتَصِمَ رَاٰی فِی الْمَنَامِ اَنَّ هٰذَا الرَّدْمَ قَدْ فُتِحَ فَوَجَّهَ بِخَمْسِیْنَ نَفَرٍ اِلَیْهِ لِیُعَایِنُوْهُ فَسَلَکُوْا مِنْ طَرِیْقِ بَابِ الْاَبْوَابِ وَاللَّانِ وَالْخَزَرِ حَتّٰی بَلَغُوْا اِلَیْهِ وَ شَاهَدُوْهُ مَعْمُوْلًا مِنْ لِبَنٍ حَدِیْدٍ وَ مُشَدَّدًا بِالنُّحَاسِ الْمُذَابِ وَ عَلَیْهِ بَابٌ مُقَفَّلٌ وَ حَفَظَةٌ مِنْ اَهْلِ الْبُلْدَانِ الْقَرِیْبَةِ مِنْهَا وَاِنَّهُمْ رَجَعُوْا فَاَخْرَجَهُمْ اِلَی الْبُقَاعِ الْمُحَاذِیَةِ بِسَمَرْقَنْدَ۔

ردم کا حال جو سدین میں ہے اس کا قصہ تو ظاہر ہے مگر قرآن کریم میں اس کا مقام ومحل بیان نہیں ہوا البتہ کتب تواریخ و جغرافیہ کہتی ہیں کہ یاجوج و ماجوج مشرقی علاقہ کے ترکوں سے ہیں ان کے نام یاجوج و ماجوج من حیث القوم ہے جو اقلیم خامس وسادس کے مشرق میں آباد ہیں۔

اور محمد بن جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ والی آذربائیجان نے جب یہ ملک فتح کیا تو کسی کو اس کو دیکھنے کو بھیجا جو بحیرۂ خزر کی راہ سے دیکھنے گیا اور واپس آیا اور مفصل بیان کیا۔

اور عبداللہ بن خراد نقل کرتے ہیں کہ خلیفہ معتصم نے خواب میں اس دیوار کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو اس کی تحقیق کے لئے پچاس آدمی روانہ کئے یہ باب الابواب اور لان اور خزر کی راہ سے گئے واپس آ کر انہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک دیوار مستحکم ہے جو لوہے کی اینٹوں سے بنائی گئی ہے اور اسے تانبہ پگھلا کر اس کے جوڑ مضبوط کئے گئے ہیں اور اس میں ایک دروازہ بھی ہے جس پر قفل لگا ہوا ہے اور اس دروازے پر قریبی شہروں کے لوگ نگرانی پر مامور تھے۔

پھر یہ رہبر کی رہبری سے سمرقند کے محاذ پر آ نکلے۔

اور احسن التقسیم فی معرفة الاقالیم میں یہی حال بڑی تفصیل سے مذکور ہے مگر معتصم کی جگہ انہوں نے واثق باللہ عباسی کی طرف اس قصہ کو منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ واثق نے اس جماعت کا سرکردہ محمد بن خوارزم منجم کو بنایا تھا اور سامان سفر بھی انہیں کافی دیا تھا اور راستہ میں جو بادشاہ پڑتے تھے ان کے نام فرمان بھی لکھ دیئے تھے۔

پھر یہ جماعت طرخان کے ملک سے ہوتی ہوئی اس مقام پر پہنچی جہاں یہ دیوار ہے۔

انہوں نے واپس آ کر بتایا اور مفصل بیان کیا کہ ڈیڑھ سو گز درہ دو پہاڑوں کے مابین ہے۔

اس کے دونوں طرف پندرہ پندرہ گز کے دو پائے لوہے کی اینٹوں کے چن کر اس پر تانبہ پگھلا کر ان کی درزیں ملائی ہیں۔

www.waseemziyai.com

بیچ میں ایک مستحکم دروازہ بنا کر لوہے کے مضبوط کواڑ لگائے ہیں۔

اور کتاب المسالک والممالک مؤلفہ ابوالقاسم بن حوقل میں ترمذ و بخارا کی مسافت بیان کر کے قراجون، میان کال، ماتیرغ، لنف، سونج، ویرکی، کندک، باب الحدید کی منازل بیان کی ہیں۔

اس کے علاوہ تاریخ تیمور میں تیمور کا کسی جنگ میں جانا اور باب الحدید تک پہنچنا بھی مذکور ہے۔

اس سے زائد اور سیاحوں نے بھی اس پہاڑ پر اس در بند کا معائنہ کیا ہے۔

اور نقشہ سے بھی یہ امر واضح ہوتا ہے کہ جبل الطے منگولیا اور منچوریا میں حائل ہے۔ اور اس پہاڑ کے درمیان ایک درہ تھا جسے ذوالقرنین نے بند کرایا جو اب تک موجود ہے۔

اور یقیناً وہ یہی سد ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔

اور حضرت ذوالقرنین کا حمیری ہونا بھی کتاب المسالک والممالک سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

وَ یَزْعَمُ النَّاسُ اَنَّ تُبَّعًا بَنٰی مَدِیْنَتَهَا وَاَنَّ ذَا الْقَرْنَیْنِ تَمَّ بَعْضَ بِنَائِهَا وَرَأَیْتُ عَلٰی بَابِهَا الْکَبِیْرِ صَحِیْفَةً مِنْ حَدِیْدٍ وَ عَلَیْهَا کِتَابَةٌ زَعَمَ اَهْلُهَا الْحِمْیَرِیَّةَ۔

بعض مؤرخوں کا خیال ہے کہ تبع حمیری نے شہر سمرقند آباد کیا اور اس کے بعد ذوالقرنین نے اس کی بعض عمارتیں مکمل کیں اور اس کے بڑے دروازے پر لوہے کی تختی دیکھی جس پر کچھ لکھا ہوا ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حمیری خط ہے۔

۳- پھر تیسری دیوار آذربائیجان میں بحیرۂ طبریہ کے کنارہ جبل قبق کی گھاٹیاں بند کرنے کے لئے بنائی گئی چنانچہ مراصد الاطلاع میں ہے: وَ بَابُ الْاَبْوَابِ فَهُوَ دَرْبَنْدُ اَنُوْشِیْرَوَانَ وَ بَابُ الْاَبْوَابِ مَدِیْنَةٌ عَلٰی بَحْرِ طَبْرِسْتَانَ وَ بَحْرِ الْخَزَرِ۔ الخ

وَ سُمِّیَتْ بَابُ الْاَبْوَابِ لِاَنَّهَا اَفْوَاهُ شِعَابٍ فِیْ جَبَلِ الْقَبْقِ فِیْهَا حُصُوْنٌ کَثِیْرَةٌ وَلَهَا حَائِطٌ بِنَاهُ اَنُوْشِیْرَوَانَ بِالصَّخْرِ وَالرَّصَاصِ وَ عَلَاهَا ثَلٰثُ مِائَةِ ذِرَاعٍ وَ جَعَلَ عَلَیْهِ اَبْوَابًا مِنْ حَدِیْدٍ لِاَنَّ الْخَزَرَ کَانَتْ تُغِیْرُ فِیْ سُلْطَانِ فَارِسٍ حَتّٰی تَبْلُغَ هَمْدَانَ وَالْمُوْصِلَ فَبَنَاهُ لِیَمْنَعَهُمُ الْخُرُوْجَ مِنْهُ۔

باب الابواب یہ در بند نوشیرواں ہے اور باب الابواب در بند بحر خزر پر ایک شہر ہے اور اسے بحر طبرستان اور بحر الخزر سے تعلق ہے۔

اور اس کا نام باب الابواب اس لئے رکھا گیا کہ یہاں جبل قبق کی بہت سے گھاٹیاں ہیں اور بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار ہے جو پتھر اور سیسے سے بنی ہے جس کی بلندی تین سو گز ہے اس میں لوہے کے دروازے ہیں اسے انوشیرواں نے اس لئے بنایا کہ قوم خزر اس کے ملک میں آ کر ہمدان و موصل تک غارتگری کرتی تھی ان کے روکنے کے لئے یہی طریقہ احسن تھا۔

اس کا تذکرہ کتاب البلدان کا مصنف ابن الفقیہ بھی کئی جگہ کرتا ہے۔

۴- چوتھی دیوار تبت کے پہاڑوں میں بمقام راست بنائی گئی اس کی نسبت نزہۃ المشتاق میں اس کا اس طرح ذکر ہے:

وَالرَّاسْتُ اَقْصٰی خُرَاسَانَ مِنْ ذَالِکَ الْوَجْهِ وَ هِیَ مَدِیْنَةٌ بَیْنَ جَبَلَیْنِ کَانَ هُنَا مَدْخَلٌ لِلتُّرْکِ

www.waseemziyai.com

اِلَی الْغَارَۃِ فَاَغْلَقَ الْفَضْلُ بْنُ یَحْیٰی ابْنِ خَالِدِ ابْنِ بَرْمَکَۃَ ھُنَاکَ بَابًا۔

راست یہ وہ شہر ہے جو خراسان کے اخیر کنارہ پر دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے یہاں ایک راستہ ہے جہاں سے ترک دھاوا کر کے لوٹ اور غارت کیا کرتے تھے۔ اسے فضل بن یحییٰ بن خالد بن برمکی نے دروازہ لگا کر بند کر دیا۔

یہ دیوار بالاتفاق وہ دیوار نہیں ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اس لئے کہ نزول قرآن کے بعد یہ بنائی گئی ہے۔

۵- پانچویں دیوار بحر شامی یا بحر روم کے مشرقی کنارہ پر ہے جو شام سے ملا ہوا ہے اس میں چند جزیرے ہیں جو ایشیائے کوچک سے مل جاتے ہیں۔

ان میں ایک جزیرہ روڈس اور ایک پلونس ہے جسے ہزار میل کی دوری سے دریا گھیرے ہوئے ہے اس کا ایک راستہ خشک چھ میل لمبا ہے۔

اسے کسی قیصر روم نے دیوار بنا کر بند کر دیا ہے۔ چنانچہ نزھتہ المشتاق میں ہے:

اَلْجُزْءُ الرَّابِعُ مِنَ الْاِقْلِیْمِ الرَّابِعِ تَضَمَّنُ قِطْعَۃٌ مِنَ الْبَحْرِ الشَّامِیْ فِیْھَا اَعْدَادُ جَزَائِرَ مِنْ جَزَائِرِ الرُّمَانِیَۃِ وَ جَزِیْرَۃُ بَلْیُوْنُسَ جَزِیْرَۃٌ یُحِیْطُ بِھَا الْبَحْرُ اَلْفَ مِیْلٍ وَ لَیْسَ لَھَا مَنْفَذٌ اِلَی الْبَرِّ اِلَّا فَمٌ ضِیْقٌ مِقْدَارُہٗ سِتَّۃُ اَمْیَالٍ وَ قَدْ کَانَ اَحَدُ الْقَیَاصِرَۃِ مِنَ الرُّوْمِ بَنٰی عَلَیْہِ سُوْرًا طُوْلُہٗ ھٰذِہِ الْمُسَافَۃِ وَ ھِیَ سِتَّۃُ اَمْیَالٍ۔

جزء رابع اقلیم رابع کا ایک ٹکڑا بحر شامی سے ملا ہوا ہے۔ اس میں متعدد جزیرے ہیں جزائر رومانیہ اور جزیرہ بلیونس یہ جزیرہ ایسا ہے اس کے چاروں طرف ایک ہزار میل تک دریا گھیرے ہوئے ہے اور اس میں کوئی راہ نہیں جس سے خشکی پر آیا جائے مگر ایک چھوٹا سا منہ چھ میل کا ہے تو قیاصرہ روم نے اس پر ایک دیوار بنادی جو چھ میل لمبی ہے۔

اب معلوم نہیں کہ یہ دیوار اب بھی ہے کہ نہیں۔ لیکن یہ بھی بالاتفاق مسلم ہے کہ یہ وہ دیوار نہیں جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔

۶- اور چھٹی دیوار جسے بعض علماء نے ملک اندلس کے پہاڑوں میں لکھا ہے۔ یہ بھی وہ نہیں جس کا تعلق ہماری تفسیر سے ہے۔

اب کلام ہے تو صرف اول اور دوم اور سوم دیوار میں ہے کہ ان میں کون سی دیوار ہے۔

اخبار علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۷ / جون ۱۸۹۰ء میں کسی مشہور مفکر و محقق نے ایک مضمون شائع کیا تھا جس کا عنوان تھا۔

''اِزَالَۃُ الْغَیْنِ عَنْ قِصَّۃِ ذِی الْقَرْنَیْنِ''

اس میں اول تو اس نے امام رازی رحمہ اللہ پر بہت کچھ لے دے کی تھی۔ اور

وجہ تسمیہ پر خوب الجھا ہے حالانکہ رازی رحمہ اللہ نے وجہ تسمیہ پر چند اقوال نقل کئے ہیں مگر ان کی صحت کا ذمہ نہیں لیا اور ان اقوال کو انہوں نے اپنا قول بھی نہیں بتایا۔

مگر آزاد منش مغربی مفکرین اسی کو اپنا شاہکار سمجھتے ہیں کہ مقتدمین کا مذاق اڑا کر استہزاء کر کے اپنے قول کو محقق قرار دیں۔

چنانچہ انہوں نے اس تغلیط میں بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور صاف بلا دلیل حکم لگایا ہے کہ ذوالقرنین کے نام کو

www.waseemziyai.com

سکندر بن فیلقوس کہنا بھی غلط ہے۔

اور اسے حمیری بادشاہ ماننا بھی لغو ہے۔

اور سکندر رومی کو ذوالقرنین تسلیم کرنا بھی غلط کہہ دیا ہے۔

اور لطف یہ کہ مفسرین پر عتاب کرتے ہوئے اپنے دعویٰ پر بھی کوئی صحیح دلیل پیش نہیں کی اب سب کی تغلیط کرنے کے بعد ان پر لازم تھا کہ وہ صحیح چیز پیش کرتے۔

تو ادھر ادھر دیکھ کر آدھر کی بات منہ سے کہہ دی کہ

''وہ دیوار چین کے سوا اور کوئی دیوار نہیں''

حالانکہ تاریخ چین کو جب دیکھا گیا تو اس دیوار کا بانی چی وانگٹی فغفور ملتا ہے۔

مگر ''ہمچوں من دیگرے نیست'' کا جرثومہ جب دماغ میں پڑ جاتا ہے تو پھر چھوٹے بڑے کا لحاظ بھی نہیں رہتا۔ گویا اس کے نزدیک چی وانگٹی ہی ذوالقرنین ہیں۔

چنانچہ ذوالقرنین سے اس کے دو زمانے مراد لئے۔

ایک اسباب و ذرائع جمع کرنے کا اور دوسرا فتوحات کا۔

اور اس کا مشرقی سفر برہما اور ملایا پہنچانا قرار دیا اور غربی سفر خلیج بنگال میں آفتاب کو چشمۂ سیاہ میں ڈوبنا قرار دے دیا۔

اور ایمان لانا جو قرآن کریم میں مذکور ہے: اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ الخ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ سے مراد فرمانبرداری کرنا اور ظلم سے نافرمانی قرار دے دیا۔

مختصر یہ کہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی کچھ نہ کر سکا۔ اور

بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ۔ کی کچھ توجیہ نہ بن پڑی۔

تو سَاوٰی کی توجیہ کر ڈالی کہ اس سے مراد سیدھا پن ہے نہ کہ دونوں پہاڑوں کی چوٹیاں۔

حالانکہ آیۂ قرآنی سے صاف واضح ہے کہ وہ دیوار پہاڑوں کی چوٹی کے برابر بنائی گئی۔

پھر یہ دیوار چین تو بارہ سو میل یا تخمیناً پندرہ سو میل طویل ہے۔

پھر دیوار چین پہاڑوں پر اور میدانوں اور دریاؤں پر برابر بٹتی چلی گئی ہے۔

اور حضرت ذوالقرنین والی صرف دو پہاڑوں کے درمیان بنی ہے۔

اور یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ وانگٹی فغفور مسلمان نہ تھا اور ذوالقرنین ایک باخدا اور موحد تھے جو قرآن کریم کے متعدد لفظوں سے واضح ہوتا ہے۔

دوسرے سد ذوالقرنین کا بانی جمہور اہل اسلام کے نزدیک وہی ہے جس کا بانی فغفور چین نہیں۔

اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ ذوالقرنین حمیر کے بادشاہ نہ تھے بلکہ وہ عرب کے رہنے والے تھے سکندر رومی بھی نہیں تھے۔

اور ذوالقرنین عربی لفظ ہے اور زمانۂ قدیم میں ذو کے معنی یمنی بادشاہ ملقب ہوتے رہے ہیں جیسے ذونواس، اور

www.waseemziyai.com

ذوالنون، ذورعین، ذویزن، ذوجدن وغیرہ۔

اورقرن عربی لفظ ہے یہ سینگ کے معنی دیتا ہے اورقرن زمانہ کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

اب ہم تفسیر سورۂ کہف کے ماتحت تمام واقعات کا خلاصہ اوراس کا تجزیہ یہ کر سکتے ہیں کہ سورہ کہف میں تیسرا واقعہ جو بیان کیا گیا ہے وہ ذوالقرنین کا ہے۔

اوراس پر تمام مفسرین متفق ہیں کہ

روح اوراصحاب کہف اورذوالقرنین، یہ تینوں سوال یہودیوں نے مشرکین مکہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے یا کروائے۔اورسورۂ مبارکہ بھی مکی ہے۔

پہلے دوسوالات پر سیر حاصل بحث ہوچکی۔اب ہمیں ذوالقرنین کی نسبت وہ خلاصہ بیان کرنا ہے جوقرآن کریم نے فرمایا۔

اس پر من حیث المجموع اگرنظر ڈالی جائے تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

اول یہ کہ جس شخصیت کی نسبت سوال کیا گیا وہ یہودیوں میں ذوالقرنین کے نام سے مشہور تھا۔جس کے صاف معنی یہ نکلتے ہیں کہ ذوالقرنین قرآن کریم نے کسی کا نام نہیں رکھا بلکہ سوال کرنے والوں نے اس نام سے سوال کیا۔اس لئے فرمایا گیا وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ۔

دوسرے یہ کہ جس کے متعلق سوال کررہے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حکمران تھا اوراس کے پاس ہرقسم کے ساز وسامان مہیا تھے اور جو کچھ ایک حکمران کے لئے ہوسکتے تھے سب ہی کچھ اس کے پاس تھے کوئی کمی نہ تھی۔

تیسرے یہ کہ اس کی بڑی تین مہمیں تھیں۔

پہلی ممالک مغربی کی فتح، دوسری ممالک مشرقی کی فتح اور تیسری ایسی فتوحات جو اس مقام پر ختم ہوئیں جہاں پہاڑی درہ تھا اوراس کی دوسری طرف سے یاجوج وماجوج آکر لوٹ مار کیا کرتے تھے۔

چوتھے اس مقام پر پہنچ کر ذوالقرنین نے ایک مضبوط ومستحکم سد تعمیر کی جس سے یاجوج وماجوج کی راہ آمد ورفت بند ہوگئی۔

پانچویں ذوالقرنین عام حکمرانوں کی طرح ظالم جابر نہیں تھے بلکہ ایک عادل خداترس حکمران تھے جب وہ مغرب کی طرف فتوحات حاصل کرتے دور تک چلے گئے تو ایک قوم ملی جس نے خیال کیا کہ دنیا کے عام بادشاہوں کی طرح ذوالقرنین بھی ظلم وتشدد کریں گے۔لیکن ذوالقرنین نے اعلان کردیا کہ بے گناہ قوم کے لئے کوئی اندیشہ نہیں بلکہ ان کے لئے میری طرف سے ان کی نیکیوں پر انعام واکرام ہوگا۔

البتہ انہیں خوفزدہ ہونا ضروری ہے جو بداعمال اور مجرم ہیں۔

چھٹے یہ کہ ذوالقرنین خداپرست راست باز آدمی تھے انہیں حیات اخروی پر یقین وایمان تھا۔

ساتویں وہ نفس پرست بادشاہوں کی طرح طامع اورحریص نہ تھا اسے جوع الارض کا مرض نہ تھا وہ محکوم رعایا کا خون پینے والا اورٹیکس پر ٹیکس لگا کر رعایا کو کمزور کرنے والا حکمران نہ تھا بلکہ رعایا کی آواز پر غور کرنے اوراس کی تکلیف رفع کرنے کا خوگر تھا۔چنانچہ جب ایک قوم نے یاجوج وماجوج کا شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوتے اور ہماری کھیتیاں

www.waseemziyai.com

اجاڑ جاتے اور ہمیں پریشان کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمارے اور ان کے مابین ایک سد یعنی فصیل تعمیر کر دیں ہم آپ کو خراج دیں گے۔

تو حضرت ذوالقرنین نے عام حریص حکمرانوں کی طرح ان پر خراج مقرر نہ کیا بلکہ فرمایا: مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ۔ جو کچھ میرے رب نے مجھے دیا ہے وہی میرے لئے بہتر ہے میں تمہارے خراج کا طامع نہیں۔ اور تمہارا مطالبہ خراج کے لالچ میں نہیں پورا کروں گا بلکہ اپنا فرض سمجھ کر جو تم چاہتے ہو وہ کروں گا اس لئے کہ رعایا پروری میرے فرائض سے ہے۔

البتہ میں تم سے جسمانی مدد لوں گا تا کہ لیبر میں مجھے آسانی رہے تو فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ اور وہ خدمت یہ ہے کہ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ لوہے کے ٹکڑے جمع کرو اور لاؤ۔

آٹھویں ذوالقرنین نے اپنے لفظوں میں مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فرما کر بتا دیا کہ میرے عقیدہ میں میرے رب نے جو کچھ دیا ہے وہی بہتر ہے علل واسباب کا میں بندہ نہیں ہوں۔

نویں جو اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں ان پر میری طرف سے کوئی زیادتی نہیں کیونکہ میں خود اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ ہوں۔

دسویں نافرمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بھی غضب ہے میں بھی اسے معاف نہ کروں گا۔

یہ ہے خلاصہ شخصیت ذوالقرنین کا

اسی لئے مفسرین نے سب سے پہلے تو ذوالقرنین پر بحث کی ہے کہ یہ لقب عربی زبان کا ہے یا عبرانی کا۔ تو چونکہ قرن کے صاف معنی سینگ کے ہیں اور استعاری معنی زمانہ اور مدت کے بھی لے لئے۔

اور تاریخ میں کسی ایسے بادشاہ کا سراغ نہیں ملتا جس کا یہ لقب ہو اس بناء پر بعض مفسرین تتبع کرتے کرتے وسعت فتوح اور مشرقی ومغربی حکمرانی دیکھ کر کہہ گئے کہ ذوالقرنین سکندر مقدونی ہے۔

حتیٰ کہ امام رازی رحمہ اللہ بھی ذوالقرنین سکندر مقدونی کو مان چکے ہیں۔ اگرچہ مؤرخین کے اعتراضات بھی نقل کر دیئے ہیں جو سکندر مقدونی کے ماننے میں ہوتے ہیں۔

حالانکہ تاریخ کی روشنی میں سکندر مقدونی کی طرح ذوالقرنین نہیں ہے۔ اس لئے کہ سکندر مقدونی نہ تو خدا پرست تھا نہ عادل اور نہ مفتوح اقوام کے لئے فیاض اور اس نے کوئی سد بھی تعمیر نہیں کی۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کریم یہودیوں کے سوال کی حد تک جواب دے چکا ہے۔ اور اس سے اسے بحث نہ تھی کہ وہ بلا وجہ یہ بھی بتائے کہ وہ کون تھا اور کہاں کا رہنے والا تھا۔

اس کی تحقیق میں اور بھی بہت سے محقق سرگرداں ہیں۔

چنانچہ ایک مفکر زمانہ دانیال نبی علیہ السلام کے خواب سے تعبیر لے کر کتاب دانیال کو سامنے رکھ کر حضرت دانیال علیہ السلام کا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہ آپ نے ندی کے کنارے ایک مینڈھا دو سینگ والا دیکھا اور وہ سینگ اونچے تھے اور ایک سینگ دوسرے سینگ سے بڑا تھا اور وہ پچھم، اتر اور دکھن کی طرف سینگ مار رہا ہے اور اس کے سامنے کوئی جانور نہیں ٹھہرتا۔ مختصر یہ کہ حضرت جبریل

www.waseemziyai.com

علیہ السلام نے آ کر تعبیر دی کہ دو سینگوں سے مراد ماوہ اور فارس کی سلطنت ہے۔

اس خواب میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر سوچ رہا تھا کہ پچھم کی طرف سے ایک بکرا آیا جو تمام روئے زمین میں پھر گیا اس بکرے کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک عجیب قسم کا سینگ ہے وہ اس سینگوں والے مینڈھے کے سامنے آیا اور غضب ناک ہوا اور اس کے ٹکر ماری جس سے اس کے دونوں سینگ ٹوٹ گئے۔

تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ بکرا حکومت یونان ہے''۔

اس سے واضح ہوا کہ ماوی یعنی میڈیا اور فارس کی مملکتوں کو دو سینگوں سے تشبیہ دی گئی تھی اور چونکہ یہ دونوں مملکتیں مل کر ایک شہنشاہی بننے والی تھیں اس لئے شہنشاہ میڈیا اور فارس کو دو سینگوں والے مینڈھے کی شکل میں ظاہر کیا گیا۔

پھر جس بکرے نے اس مینڈھے کو شکست دی وہ یونان کا سینگ سکندر مقدونی تھا۔ جس نے فارس پر حملہ کر کے کیانی شہنشاہی کو ختم کر دیا۔

اسی بناء پر میڈیا اور فارس کی دو مملکتوں کو دو سینگوں سے تشبیہ دے کر خیال کیا کہ فارس کے شہنشاہ کے لئے یہودیوں میں ذوالقرنین کا تصور پیدا ہو گیا ہو گا۔

اور اسی بنا پر اسے ذوالقرنین کہا گیا

لیکن اس کی تائید میں تاریخ کی شہادت نہیں ملتی۔ تو اس فیصلہ کو قیاسی تخیل سے زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی تھی۔

لیکن ۱۸۳۸ء کے ایک انکشاف نے اس قیاسی تخیل کو تاریخی حقیقت بنا دیا۔

اور معلوم ہو گیا کہ درحقیقت شہنشاہ سائرس کا لقب ہی ذوالقرنین تھا اور یہ یہود کا کوئی مذہبی تخیل نہ تھا بلکہ خود سائرس اور باشندگان فارس کا یہ مجوزہ و پسندیدہ نام تھا۔

چنانچہ سائرس کا جو مجسمہ اصطخر میں دستیاب ہوا اس میں سائرس کا جسم اس طرح دکھایا گیا ہے کہ اس کے دونوں طرف عقاب کی طرح پر نکلے ہوئے ہیں اور سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں۔

اس کے اوپر جو کتبہ تھا اس کا زیادہ حصہ ٹوٹ چکا ہے مگر جتنا باقی ہے وہ بھی تمثال کی شخصیت واضح کرنے کو کافی ہے۔

اس سے واضح ہو گیا کہ میڈیا اور فارس کی مملکتوں کو دو سینگوں سے تشبیہ دینے کا تصور ایک مقبول اور دیرینہ تخیل تھا۔

اور سائرس ہی وہ تھا جسے ذوالقرنین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

اور تمثال میں دونوں پہلوؤں پر پروں کا بھی نقشہ دکھایا گیا ہے۔

اس سے ذوالقرنین کی ملکوتی صفات اور ان کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔

اور ذوالقرنین کا شہنشاہ فارس سے ہونا یوں بھی یقین دلاتا ہے کہ سابقہ شاہان فارس انبیاء بنی اسرائیل سے عقیدت رکھنے والے تھے۔

بنا بر ایں یونانی مؤرخوں کے بیان کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کا جو حال قرآن کریم نے بیان کیا وہ ہو بہو یہی ہے۔

www.waseemziyai.com

محققین تاریخ نے فارس کی تاریخ کو تین زمانوں پر تقسیم کیا ہے۔

پہلا زمانہ حملۂ اسکندر سے پہلے کا ہے۔

دوسرا پارتھوی یا ملوک الطوائف کا ہے۔

تیسرا زمانہ سلاطین ساسان کا ہے۔

فارس کی شہنشاہی کی عظمت کا اصلی عہد وہی ہے جو حملۂ اسکندر سے قبل گزر چکا۔

اور اس کی تاریخ سائرس کے ظہور سے شروع ہوتی ہے اور انہی کو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔

لیکن آج اس عہد کے حالات مکمل معلوم کرنے کے ذرائع مفقود ہیں۔

سوا تین انگریز مؤرخوں کے

جو یونانی تحریروں سے ماخوذ کر کے کچھ لکھ گئے ہیں اور وہ تین مؤرخ یہ ہیں: ہیروڈوٹس، ٹی سیاڑ، زینوفن۔

تو تمام مباحث سے نتیجہ یہ نکلا کہ سائرس ہی ذوالقرنین تھے اور سکندر اعظم ذوالقرنین نہیں ہے۔

اور یہ مسلم ہے کہ سکندر اعظم کو ارسطو کی تعلیم و تربیت نے تیار کیا تھا اور بلاشبہ بڑا فاتح تھا مگر وہ اپنے فاتحانہ اقدام میں انسانیت و اخلاق کا کوئی گوشہ فتح نہ کر سکا۔

برخلاف سائرس کے کہ اس نے کسی ارسطو سے تعلیم نہیں پائی اور ملک فتح کرنے کے ساتھ ساتھ انسانیت و مملکت کے فضائل کو بھی مسخر کیا۔

سکندر کی تمام فتوحات کی عمر اتنی ہی تھی جتنی خود اس کی عمر تھی۔

لیکن سائرس کی فتوحات نے جو بنیادیں جمائی تھیں وہ دو سو برس تک نہ ہل سکیں۔

سکندر کے دم توڑتے ہی اس کی مملکت کے ٹکڑے ہو گئے۔

لیکن سائرس نے جب دنیا چھوڑی تو اس کی مملکت روز بروز وسیع و مستحکم ہوتی رہی۔

سکندر کی فتوحات صرف جسم کی فتوحات تھیں جو قہر و طاقت سے سر ہوئی تھیں۔

لیکن سائرس کی فتوحات روح و دل کی فتوحات تھیں جنہیں انسانیت و فضیلت نے سر کیا تھا۔

سائرس فتح بابل کے بعد دس سال تک زندہ رہا اس کی حکومت عرب سے لے کر بحر اسود تک اور ایشیائے کوچک سے بلخ تک پھیلی ہوئی تھی اور ایشیاء کی تمام قومیں اس کے ماتحت آ چکی تھیں۔

پھر تاریخی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تمام عرصہ میں بغاوت اور سرکشی کا ایک حادثہ بھی نہیں ہوا۔ چنانچہ زینوفن لکھتا ہے:

''وہ صرف بادشاہ ہی نہ تھا بلکہ انسانوں کا شفیق اور مربی اور قوموں کا رحیم باپ تھا اور رعایا سخت گیر حکمرانوں سے بغاوت کر سکتی ہے لیکن اولاد اپنے شفیق باپ سے باغی نہیں ہو سکتی''۔

بہرحال ہماری تمام تر تحقیق سے یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ ذوالقرنین سائرس ہیں اور سکندر اعظم وغیرہ کی جو روایتیں ہیں وہ ذوالقرین کی صفات پر منطبق نہیں اس لئے ان کے تسلیم کی طرف ہمارا میلان نہیں۔ آگے ارشاد ہے:

www.waseemziyai.com

''وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾۔

اور چھوڑیں گے ہم ان (یاجوج و ماجوج) کے ایک گروہ کو اس دن جو ریلے کی طرح دوسرے پر آئے گا۔ اور صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو جمع کریں گے یکجا اور سامنے لائیں گے ہم جہنم ان کافروں کے جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور حق بات سن ہی نہ سکتے تھے''۔

آیۂ کریمہ کے مفہوم سے اول یہ امر ثابت ہوا کہ یاجوج و ماجوج کا خروج قرب قیامت میں ہوگا اور نفخ صور کے وقت وہ ظاہر ہوں گے اور وہی وہ وقت ہوگا جب تمام خلق عذاب وثواب کے لئے جمع کی جائے گی اسی کو روز قیامت کہتے ہیں۔

اور اس دن سرکش منکر اور کفار مشرک جہنم کو صاف دیکھیں گے جو آیات الٰہیہ عزوجل اور قرآن وہدایت اور بیان ودلائل اور قدرت الٰہی عزوجل پر ایمان لانے سے اندھے بنے ہوئے تھے اور آواز حق سے بہرے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۶

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

تو کیا گمان کرتے ہیں وہ جو کافر ہیں کہ بنا لیں گے میرے بندوں کو حمایتی میرے سوا بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے جہنم ان کی مہمانی کو۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ؕ

فرما دیجئے کیا ہم تمہیں بتا دیں سب سے زیادہ ناقص عمل والے۔

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾

جن کی رائیگاں گئی کوشش دنیا کی زندگی میں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾

یہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کی آیتوں سے اور ملنا نہ مانا تو ان کا کیا سب رائیگاں گیا تو نہ قائم کریں گے ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾

یہ بدلہ ہے ان کا جہنم ان کے کفر کا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں سے مذاق کا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ۙ

بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے باغ فردوس کے ہیں مہمانی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾

ہمیشہ رہیں ان میں بستے اور وہ جگہ بدلنا نہ چاہیں گے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

فرما دیجئے اگر ہوں سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی تو سمندر ختم ہو جائیں گے اللہ کے کلمات ختم ہونے سے پہلے اور اگرچہ ویسے ہی اس کی مدد کو اور لے آئیں۔

MARKAZ-UL-QOOMI ISLAMIA ACADEMY

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

فرما دیجئے میں (ظاہری صورت میں) بشر ہوں تمہارے جیسا وحی آتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جو امید رکھے اللہ کے ملنے کی تو چاہئے نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو۔

حل لغات بارہواں رکوع - سورۃ کہف - پ ۱۶

اَفَحَسِبَ - کیا خیال کرتے ہیں
اَنْ - یہ کہ
اَوْلِيَآءَ - حمایتی
لِلْكٰفِرِيْنَ - کافروں کی
نُنَبِّئُكُمْ - خبر دیں ہم تم کو
اَلَّذِيْنَ - وہ جو
يُحْسِنُوْنَ - اچھے کرتے ہیں
كَفَرُوْا - جو منکر ہوئے
فَحَبِطَتْ - تو ضائع ہوئے
لَهُمْ - ان کے لئے
جَزَآؤُهُمْ - ان کا بدلہ ہے
وَاتَّخَذُوْٓا - اور بنالیا
اِنَّ - بے شک
الصّٰلِحٰتِ - اچھے
الْفِرْدَوْسِ - فردوس کے
فِيْهَا - اس میں
قُلْ - کہہ
مِدَادًا - سیاہی
الْبَحْرُ - سمندر
كَلِمٰتُ - کلمات
بِمِثْلِهٖ - اس کی مثل
اَنَا - میں بھی

الَّذِيْنَ - وہ جو
يَتَّخِذُوْا - بنالیں گے
اِنَّآ - بے شک ہم نے
نُزُلًا - مہمانی
بِالْاَخْسَرِيْنَ - زیادہ خسارہ والے لوگوں کی
ضَلَّ - گم ہوئی
وَهُمْ - اور وہ
صُنْعًا - کام
بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ - اپنے رب کی آیتوں سے
اَعْمَالُهُمْ - ان کے عمل
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ - قیامت کے دن
جَهَنَّمُ - دوزخ
اٰيٰتِيْ - میری آیتوں
وَرُسُلِيْ - اور میرے رسولوں کو
اٰمَنُوْا - ایمان لائے
لَهُمْ - ان کے لئے
كَانَتْ - ہے
نُزُلًا - مہمانی
لَا يَبْغُوْنَ - نہیں وہ چاہیں گے
لَّوْ - اگر
لِّكَلِمٰتِ - واسطے کلمات
قَبْلَ - پہلے
رَبِّيْ - رب میرے کے
مَدَدًا - مدد کو
بَشَرٌ - آدمی ہوں

عِبَادِيْ - میرے بندوں کو
اَعْتَدْنَا - تیار کی
قُلْ - کہہ
خَسِرِيْنَ - زیادہ خسارہ والے لوگوں کی
سَعْيُهُمْ - ان کی کوشش
يَحْسَبُوْنَ - خیال کرتے ہیں
اُولٰٓئِكَ - یہ لوگ
بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ - اپنے رب کی آیتوں سے
فَلَا - تو نہ
وَزْنًا - تول
بِمَا - بدلہ اس کا جو
وَرُسُلِيْ - اور میرے رسولوں کو
اٰمَنُوْا - ایمان لائے
كَانَتْ - ہے
خٰلِدِيْنَ - ہمیشہ رہنے والے ہیں
عَنْهَا - اس کو
كَانَ - ہو جائیں
رَبِّيْ - رب میرے کے
اَنْ - اس سے کہ
وَلَوْ - اور اگرچہ
قُلْ - کہہ
مِّثْلُكُمْ - تمہارے جیسا

كَفَرُوْا - کافر ہیں
مِنْ دُوْنِيْٓ - میرے سوا
جَهَنَّمَ - دوزخ
هَلْ - کیا
اَعْمَالًا - عمل میں
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - دنیا کی
اَنَّهُمْ - کہ وہ
الَّذِيْنَ - وہ ہیں
وَلِقَآئِهٖ - اور اس کی ملاقات سے
نُقِيْمُ - قائم کریں گے ہم
ذٰلِكَ - یہ
كَفَرُوْا - کفر کیا انہوں نے
هُزُوًا - مذاق
وَعَمِلُوا - اور عمل کئے
جَنّٰتُ - باغ
حِوَلًا - بدلنا
الْبَحْرُ - سمندر
لَنَفِدَ - تو ختم ہو جائیں
تَنْفَدَ - ختم ہوں
جِئْنَا - لائیں ہم
اِنَّمَآ - اس کے سوا نہیں کہ
يُوْحٰٓى - وحی کی جاتی ہے

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اِلَیَّ۔میری طرف	اَنَّمَآ۔کہ بے شک	اِلٰھُکُمْ۔تمہارا خدا	اِلٰہٌ۔خدا
وَّاحِدٌ۔ایک ہے	فَمَنْ۔تو جو	کَانَ۔ہے	یَرْجُوْا۔امید رکھتا
لِقَآءَ۔ملاقات	رَبِّہٖ۔اپنے رب کی	فَلْیَعْمَلْ۔تو چاہئے کہ عمل کرے	
عَمَلًا۔عمل	صَالِحًا۔نیک	وَّلَا۔اور نہ	یُشْرِکْ۔شریک کرے
بِعِبَادَۃِ۔عبادت	رَبِّہٖٓ۔رب اپنے کی میں	اَحَدًا۔کسی کو بھی	

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع۔سورۃ کہف۔پ ۱۶

''اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِکَ جَزَآؤُھُمْ جَھَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ ھُزُوًا ﴿۱۰۶﴾۔

یعنی بطور استفہام انکاری فرمایا کہ کیا یہ کافر یہ سمجھ رہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا ولی و کارساز و حاجت روا بنا لینا ان کے لئے کافی ہے۔ حالانکہ میرے بندوں سے حاجت روائی کی دعا کرانا بھی جب ہی فائدہ مند ہو سکتا ہے جب میری رضا ہو ورنہ وہ بھی دعا نہیں کر سکتے۔ بقول شخصے

بے رضا پیروں کا کب ہلتا ہے لب

بلکہ حقیقتاً اگر دیکھا جائے تو وہ خود میری عطا کے محتاج ہیں۔ ان کا مقرب و برگزیدہ ہونا تمہارے حق میں اتنا ہی فائدہ مند ہے کہ وہ مستجاب الدعوات ہیں جیسے عیسیٰ و موسیٰ و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام لیکن انہیں مستقل بالذات بلا رضاء الٰہی کارساز ماننا یہ جہالت خالص ہے ایسے خیال والوں کے لئے ہمارے یہاں جہنم کی مہمانی ہے''۔

نزل کے معنی اترنے کی جگہ کے ہیں اور اس کے حاصل معنی مہمانی ہے اس لئے فرمایا:

''اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا۔ ہم نے ان کے لئے بجائے نجات کے جہنم تیار کر رکھا ہے۔ یہ ان کی وہاں مہمانی ہے''۔

دنیا میں جو کچھ انہوں نے میرے سوا غیر اللہ کی عبادتیں کیں، انہیں معبود بنایا، ان پر چڑھاوے چڑھائے، باآنکہ وہ پتھر کے صنم تھے اور اس پر اس قدر مصر ہوئے کہ اہل حق سے لڑے۔ حق کے مٹانے میں جان مال خرچ کئے اور اسے موجب فلاح دنیا و آخرت سمجھتے رہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ چڑھاوا چڑھانا اور ہے۔

اور بزرگوں کی فاتحہ اور، جو بزرگوں کے نام کی فاتحہ کو بھی چڑھاوا سمجھے وہ جاہل ہے یا گمراہ اس لئے کہ چڑھاوا پتھروں پر چڑھا کر رائیگاں کرنا ہے۔

اور ایصال ثواب اور فاتحہ رائیگاں کرنا نہیں بلکہ اس کا ثواب اس صاحب مزار کی روح کو پہنچتا ہے۔ اس پر مفصل بحث ہم کسی جگہ کر چکے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا:

www.waseemziyai.com

''قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا۔ ان سے فرما دیجئے کہ کیا میں بتا دوں تمہیں کہ کون زیاں کار اور خسارہ والے ہیں باوجودیکہ عمل کر رہے ہیں''۔

یعنی مسلمان ایصال ثواب جیسے کرتے ہیں مشرکین وکفار بھوگ لگاتے اور بتوں پر چڑھاتے ہیں ان میں فرق کیا ہے۔

''اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ ان کی تمام تر کوششیں رائیگاں ہیں''۔ جو دنیا میں زندہ رہ کر کر رہے ہیں۔

''وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں''۔

پاربتی اور سیتا کے بتوں پر چڑھاوا چڑھا کر ہم آخرت کے لئے ذخیرہ بنا رہے ہیں حالانکہ ضَلَّ سَعْيُهُمْ ان کی یہ سب سعی بے حاصل ہے نہ پتھر کو کچھ فائدہ نہ انہیں کچھ اس کا بدلہ۔ بلکہ

''اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں اور اس کا حکم نہ مانا''۔

اور رسول وقرآن پر ایمان نہ لائے۔ بعث وحساب وکتاب اور عذاب وثواب کے منکر ہوئے تو ''ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے۔ تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن ان کے اعمال کا کوئی وزن نہ رکھیں گے''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت مشرکین ایسے اعمال پیش کریں گے جن پر ان کا گمان ہوگا کہ مکہ کے پہاڑوں سے زیادہ وزنی ہیں لیکن میزان میں ان کا کچھ وزن نہ ہوگا۔ یہ وہی عمل ہوں گے جو اپنی رائے سے نیک تصور کر کے کئے ہوں اور اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر عمل وہی عمل ہے جو اتباع سنت سے ہو۔ ورنہ نہیں۔

چنانچہ اول مشرکین اور بت پرستوں کی عملی کیفیت اور اس کا رائیگاں ہونا بیان فرما کر حسب اسلوب بیان قرآن نیکوکاروں کی حقیقت اور ان کا مقام بیان ہوتا ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا۔ بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے ہمیشہ ان میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ سب جنتوں کے بیچ میں ہے اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرش الرحمٰن ہے اور اس سے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں۔ (روح المعانی)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فردوس جنتوں میں سب سے اعلیٰ ہے اس میں نیکیوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہوں گے۔

اور لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا کے یہ معنی ہیں کہ جیسے دنیا میں انسان بہتر سے بہترین مقام پر بھی ہو تو اسے اس سے بھی اعلیٰ و ارفع کی حرص رہتی ہے۔ یہ بات وہاں نہ ہوگی بلکہ جہاں بھی وہ ہوں گے اسے اپنے رب کا فضل جانیں گے اور اس میں خوشی خوشی رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے:

''قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝۔

www.waseemziyai.com

فرمادیجئے اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی ہوں تو ضرور سمندر ختم ہو جائیں گے اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگر چہ ہم ویسا ہی سمندر اور اس کی مدد کے لئے لے آئیں''۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت وعلم کے کلمات لکھے جائیں اور ان کے لئے سمندروں کا پانی سیاہی بنا دیا جائے اور تمام خلق لکھنے لگے تو وہ کلمات ختم نہ ہوں اور وہ تمام سمندروں کا پانی ختم ہو جائے اور اتنا ہی اور تیار کیا جائے تو وہ بھی ختم ہو جائے۔ اس بیان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت وعلم کی نہایت نہیں۔

شان نزول آیۂ کریمہ یہ ہے کہ

یہود نے بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں عرض کیا۔ حضور! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی اور آپ کی کتاب میں ہے: وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی۔

پھر اسی قرآن میں یہ ہے: وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اور تم علم نہیں دیئے گئے مگر تھوڑا۔

اور ہمیں توریت دی گئی اور اس میں ہر شے کا علم ہے۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ

انہیں فرمادیجئے کہ علم کل بھی علم الٰہی کے مقابلہ میں کم ہے۔ بلکہ اتنی نسبت بھی نہیں رکھتا جتنی سمندر کو قطرے سے۔

اب اس کے بعد ارشاد ہوا کہ

''قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ فرمادیجئے میں بشریت کے اعتبار سے تمہارا مثل ہوں''۔

اور (بظاہر) بشر ہی ہوں بلکہ مجھ پر ہی بشری امراض واعراض طاری ہوتے ہیں مگر صورت خاصہ میں کوئی بھی میرا مثل نہیں اس لئے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ اگر ہر بشر پر وحی آنا ممکن ہوتا تو مجھے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ نہ فرمایا گیا ہوتا۔

مگر چونکہ قیامت تک مجھ جیسا کوئی نہ ہوگا اسی لئے میرے سر پر تاج ختم نبوت آراستہ ہوا۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن وصورت میں بھی سب سے اعلیٰ وبالا بنایا اور حقیقت روح وباطن کے اعتبار سے بھی سب سے بلند کیا اگر چہ انبیاء کرام علیہم السلام اوصاف بشری سے اعلیٰ ہیں۔

جیسا کہ شفا قاضی عیاض رحمہ اللہ میں صراحتاً بیان ہوا۔

اور شیخ محقق علامہ مدقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی شرح مشکوٰۃ میں فرما گئے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام وظواہر تو حد بشریت پر چھوڑے گئے مگر ان کی ارواح وبواطن بشریت سے بالا اور ملأ اعلیٰ سے متعلق ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر سورۂ ضحیٰ میں فرماتے ہیں کہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ کے یہ معنی ہیں کہ

''آپ کی بشریت کا وجود اصلاً نہ رہے اور غلبۂ انوار حق آپ پر علی الدوام حاصل ہو''۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس پر بحث کرتے کرتے جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کے چند شعر لکھ کر بحث پوری فرماتے ہیں۔ حیث قال

وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ – اِشَارَةٌ اِلٰى جِهَةِ مُشَارَكَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ وَجِهَةِ اِمْتِيَازِهٖ وَلَوْلَا تِلْكَ الْمُشَارَكَةُ مَا حَصَلَتِ الْاِفَاضَةُ وَلَوْلَا ذَالِكَ الْاِمْتِيَازُ مَا حَصَلَتِ الْاِسْتِفَاضَةُ۔

www.waseemziyai.com

''قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں اور یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ میں اشارہ ہے کہ مخلوق میں مشارکت اس حد تک ہے کہ جو سب کا خدا ہے وہی میرا خدا ہے۔

اور وجہ امتیاز یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی ہے تو اگر یہ مشارکت بالمخلوق نہ ہو تو افاضۂ فیض حاصل نہ ہو اور یہ امتیاز نہ ہو تو استفاضہ کرنا بے کار ہو۔

وَ قَدْ اَشَارَ مَوْلَانَا جَلَالُ الدِّیْنِ الْقُوْنَوِیْ قُدِّسَ سِرُّهٗ اِلٰی ذَالِکَ۔

اور اسی طرح مولانا جلال الدین قونوی رومی نے اشارہ فرمایا:

گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم — راہ رواں را شمع و شیطاں را رجوم
ہر کسے را گر نظر بودے ز دور — کو گرفتے ز آفتاب چرخ نور
کے ستارہ حاجتے بود اے ذلیل — کے بدے بر نور خورشید او دلیل
ماہ میگوید بابر و خاک فے — مَنْ بَشَرٌ مَنْ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ
چوں شما تاریک بودم در نہاد — وحی خورشیدم چنین نورے بداد
ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس — نور دارم بہر ظلمات نفوس
زاں ضعیفم تا تو بابے آوری — کہ نئی مردے فتاب انوری

آگے ارشاد ہے:

''فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾۔

تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا حکم بغرض تواضع ہوا۔ (خازن)

بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ قَدْ تَمَّ الْجُزْءُ الثَّالِثُ مِنْ تَفْسِیْرِ الْحَسَنَاتِ بِاٰیَاتٍ بَیِّنٰتٍ وَ یَلِیْهِ الْجُزْءُ الرَّابِعُ وَ اَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی اِتْمَامَهٗ وَ اِنْجَاحَهٗ وَ هُوَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْهِ التُّكْلَانُ وَ اِلَیْهِ الْمَرْجَعُ وَالْمَاٰبُ وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء

وَهَا اَنَا عَبْدُهُ الضَّعِیْفُ
اَبُو الْحَسَنَاتِ غُفِرَلَهٗ (رحمة الله عليه)

تاریخ وصال

صابر و شاکر مفسر عالم دین متین — بے نظیر و بے مثال و لاجواب و لا کلام
فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو — واصل حق ہو گئے وہ ہادیٔ ذی احترام

۱۳۸۰ء

www.waseemziyai.com

مفسر قرآن فقیہ اعظم غازیٔ کشمیر امام اہل سنت رہبر شریعت حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ

جب دنیا میں جبر واستبداد کی یورش سے انسانیت پامال ہوتی ہے اور کفر وشرک کے دبیز پردے ہنگاموں کو ابدی حقیقتوں سے محجوب کر دیتے ہیں تو انسان انسان کا دشمن بھائی بھائی کا قاتل اور دوست دوست کا بدترین مخالف بن جاتا ہے ایسی فضاء میں قومیں تباہ ہوتی ہیں۔ ملک برباد ہو جاتے ہیں اور تقدیریں ذلتوں کی سیاہی سے بدنما ہو جایا کرتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو چند سفاک انسانوں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا کرتا۔ بلکہ جب بھی ظلم اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور کفر وشرک سے لوگ اندھے ہو جاتے ہیں تو ذات باری ایسے عظیم وجلیل انسانوں کو پیدا کرتی ہے جو اسلام کی آفاقی تعلیمات کے ذریعے ظلم و استبداد کے نشانات مٹا دیں اور کفر وشرک کے پردوں کو تار تار کر کے رکھ دیں۔ ایسے ہی انسان قوموں کی تقدیریں پلٹتے ہیں اور انہی کے فکر وعمل سے انسانیت کو پناہ نصیب ہوتی ہے۔ غازیٔ کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ انہی عظیم انسانوں میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان سادات مشہد سے ہجرت کر کے ہندوستان کی معروف ریاست الور میں آیا اور یہیں اقامت پذیر ہو گیا اس حسنی حسینی خاندان نے اپنی تابندہ روایات کے مطابق ریاستی عوام کو اسلام کی عظمتوں سے روشناس کرایا۔ ان کا فکری جمود توڑا اور ان کے پیراہن عمل کو جرم وگناہ کی نجاستوں سے پاک کیا۔ چنانچہ ہندوستان کے مسلم اکابرین نے ریاست الور میں اس عظیم دینی انقلاب کو دیکھ کر ہی فرمایا تھا کہ ریاست الور سیدوں کی برکت سے اسلام کا گہوارہ بن چکا ہے یہاں کے گھریلو قسم کے انسان اسلام کے سربکف مجاہد اور نکتہ دان مبلغ بن کر ہندوستان میں بہت بڑا انقلاب بپا کر دیں گے۔

حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۶ء میں ریاست الور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا قطب زمانہ حضرت شاہ سید نثار علی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنی آغوش ولایت میں لیا۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ نے استاذ الحفاظ حافظ عبدالحکیم مفتی زین الدین سے قرآن حفظ کیا اور شیخ القراء حضرت قاری قادر بخش سے تجوید وقرأت کے فنون کی تربیت حاصل کی۔ درس نظامی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ فارسی واردو ادب مرزا احمد بیگ سے پڑھا تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور منطق وفلسفہ کے فنون استاذ العلماء صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اور اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھے۔ آپ نے صرف درس نظامی کی تعلیم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ نے طب، انجینئرنگ نقاشی اور خطاطی کی تعلیم وتربیت بھی حاصل کی۔ چنانچہ عمل طب مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے دادا استاد جناب حامی الدین مرادآبادی سے دیگر فنون مشہور فنکار نواب محمد یار خان الوری سے حاصل کئے۔ ان تمام علوم وفنون کی روشنی میں دیکھا جائے تو حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ ایک متدین عالم دین، مبلغ اسلام، بے مثال مفتی، عظیم مفکر، قابل طبیب اور محقق ادیب تھے علوم ظاہری کے علاوہ آپ نے علوم باطنی میں بھی کمال حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی، اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی، حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد

www.waseemziyai.com

آبادی کی خدمت میں حاضری دی اور طویل عرصہ تک مجاہدات و چلہ کشی کے ذریعہ سلوک وطریقت کی کٹھن منزلیں طے کیں۔ چنانچہ مذکورہ مشائخ ہند نے اس عظیم طالب صادق کو سلسلہ ہائے قادریہ، چشتیہ، اشرفیہ اور رضویہ میں خلافتیں تفویض فرمائیں۔ آپ نے روحانی طور پر گم کردگان راہ کو جادۂ مستقیم پر گامزن کیا۔ جے پور، آگرہ، متھرا، گوبند پور، دہلی، فیروز پور، لاہور و دیگر علاقوں میں آپ کے مریدوں کی اکثریت ہے۔

تبلیغ اسلام

حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے الور میں تحفظ حقوق المسلمین کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ جو ایک طرف ہندوؤں کے مشرکانہ عقائد و رسوم کے خلاف جہاد کرتی اور دوسری طرف مسلمانوں پر متعصب ہنود کی ستم کاریوں کو مٹانے میں مصروف رہتی اس تنظیم کے عملی اقدامات کا یہ اثر ہوا کہ ریاست کا سخت گیر حکمران راجہ جے سنگھ بوکھلا اٹھا اور آپ کو دربار میں بلایا سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ بالآخر راجہ آپ کے ٹھوس دلائل کے سامنے جھک گیا اور اس سے مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کر کے اس کے تحفظ کا عہد کر لیا۔ آپ نے ریاستی مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے بعد اپنے والد محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آگرہ بمبئی کا رخ کیا۔ وہاں تبلیغ کا دائرہ وسیع کیا جس کے نتیجے میں ہزاروں ہندو آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ شدھی تحریک میں آپ کا مجاہدانہ کردار ناقابل فراموش ہے۔ ہندوستان کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں آپ نے اسلام کی روح پرور تبلیغ سے ہندوؤں کو مسلمان مسلمانوں کو منظم اور شدھی تحریک کی شدت کو ختم کرنے کی کامیاب کوشش نہ کی ہو۔ اسی دوران آپ دارالعلوم حزب الاحناف کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے۔ اہل پنجاب آپ کی مدلل تقریر اور شعلہ بیانی سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے آپ کو واپس جانے نہ دیا۔ جامع مسجد وزیر خاں کے متولی سر ظفر علی کی پیشکش پر آپ ۱۹۲۶ء میں مسجد وزیر خاں میں خطیب اور مفتی کی حیثیت سے فرائض تبلیغ انجام دینے میں مصروف ہو گئے۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں منعقد کی۔ جس میں برصغیر کے علماء و مشائخ شریک ہوئے اس عظیم الشان کانفرنس میں مسلم لیگ کی حمایت اور تحریک پاکستان کی واضح طور پر تائید کی گئی۔ علماء و مشائخ اہل سنت نے سنی کانفرنس کے بعد پورے ہندوستان میں طوفانی دورے کئے اور مسلمانوں کو تحریک پاکستان میں شریک کیا۔ مسلمان مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر متحد ہوئے۔ اور انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں بیش بہا قربانیاں دے کر آزاد خود مختار پاکستان حاصل کر لیا۔

جہاد کشمیر

۱۹۴۸ء میں حریت پسندوں نے کشمیر کی آزادی کے لئے جنگ شروع کی حضرت علامہ ابوالحسنات نے اس جنگ آزادی کو جہاد قرار دیا اور جہاد کا فتویٰ صادر فرما دیا۔ اپنے ملک میں دورے کئے مجاہدین تیار کئے انہیں جہاد کشمیر کے لئے تیار کیا آپ خود محاذ پر گئے وہاں ان کی راہنمائی فرمائی اور انہیں ضروری سامان فراہم کیا جس کے نتیجے میں قوم نے آپ کو غازیٔ کشمیر کا خطاب دیا آپ نے اپنی وصیت میں آزادیٔ کشمیر کی جدوجہد جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔

www.waseemziyai.com

قرارداد مقاصد

قیام پاکستان کے ابتدائی سال تو مہاجرین کی آبادکاری پر صرف ہوئے لیکن جونہی وقت فراغت نصیب ہوا آپ نے اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔ چنانچہ ۱۹۵۰ء میں آپ نے مولانا شبیر احمد عثمانی ممبر قومی اسمبلی کے تعاون سے اسلامی آئین کی منظوری کے لئے قرارداد مقاصد پاس کرائی مگر بدقسمتی سے وطن دشمن عناصر نے ملکی فضا مکدر کر ڈالی اور یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

تحریک ختم نبوت

قیام پاکستان کا مقصد ایک ایسے مثالی معاشرے کی تشکیل تھا جس کی بنیاد کتاب وسنت کے مطابق استوار ہو اس کے لئے ضروری تھا کہ حکومت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ آئے جو خدائے واحد کی توحید اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وختم المرسلینی پر کامل یقین رکھتے ہوں وہ لوگ علی وجہ البصیرت اسلامی نظام کی روح کو سمجھتے ہوں مگر بدقسمتی سے قیام پاکستان کے بعد ختم نبوت کے منکرین کلیدی اسامیوں پر براجمان ہوئے اور انہوں نے اسلامی نظام کی راہ میں جا بجا رکاوٹیں کھڑی کیں۔ آپ نے اس کو شدت سے محسوس کیا اور ملک میں تحریک ختم نبوت کا آغاز کر دیا۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ آپ کی قیادت میں جمع ہو گئے۔ تحریک چلی۔ بالآخر حکومت نے آپ کو قید کر دیا۔ حکومت نے اس کو دبانے کی کوشش کی مگر عوام کے غیظ وغضب کے سامنے پیش نہ چلی اسیری کے حوصلہ شکن ایام میں کسی نے آپ کو اطلاع دی کہ آپ کے لخت جگر امین الحسنات خلیل احمد قادری شہید ہو گئے ہیں آپ اپنے اکلوتے بیٹے کی موت کی خبر سن کر سجدے میں گر گئے اور لب کشا ہوئے کہ الٰہی میرے لخت جگر کی قربانی کو قبول فرما۔

انتقال

جیل کی چار دیواری میں ہی آپ کو ذیابیطس کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ عمر کے ساتھ ساتھ مرض بھی بڑھتا گیا۔ چنانچہ ۱۹۶۱ء میں آپ اسی مرض میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ آپ کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آغوش میں اندرونی احاطہ میں دفن کیا گیا۔ انتقال سے چند ساعتیں قبل آپ نے یہ شعر کہا تھا۔

کائنات عشق بس اتنی مریض غم کی تھی ! ایک ہچکی میں طلسم آرزو باطل ہوا

حافظ رند زندہ باش مرگ کجا و تو کجا ! تو شدۂ فنا حمد ، حمد بود بقائے تو !

www.waseemziyai.com

حضرت علامہ مرحوم ومغفور کی تصانیف

۱- کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب

سلطان اولیاء سید العارفین مرکز تجلیات حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی نایاب تصنیف کشف المحجوب کا جامع اور بے نظیر ترجمہ جس کی تکمیل کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آغوش میں ہمیشہ کے لئے چلے گئے علمی جامع معارف کا خزینہ ہے۔

۲- اوراق غم

اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء خلفاء راشدین سیدۂ زہرا شہزادہ گلگوں قبا شہید دشت کربلا کے زندگی کے واقعات پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ واقعات شہادت پر مفصل تحقیقی بحث کی گئی ہے واعظوں، خطیبوں، اہل علم کے لئے تاریخی مضامین کا بہترین ذخیرہ ہے نفیس کتابت حسین طباعت۔

۳- قصیدہ بردہ شریف

حضرت علامہ خرپوتی شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وہ ہدیۂ عقیدت ہے جو بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا گیا اس قصیدہ کو حضور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود مؤلف کی زبانی گوش گزار فرما کر اظہار مسرت فرماتے ہوئے قبول فرمایا حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول ﷺ کے جذبہ سے اس قصیدہ کا اردو میں ترجمہ و تشریح لکھی ہے حل لغات اور مفصل تشریح فرمائی ہے یہ قصیدہ عاشقان رسول ﷺ کے لئے روح کی غذا ہے۔

۴- اسلام کے بنیادی عقائد

تبلیغی سلسلہ کا یہ پہلا نمبر ہے اس میں بنیادی عقائد پر سوال و جواب کی صورت میں نہایت جامع انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۵- احوال محشر

(قیامت کے دن کیا ہوگا) حشرات محشر اور علامات قیامت پر مفصل بحث کی گئی ہے ضرور مطالعہ کیجئے تاکہ قرب قیامت کی علامات سے آگاہی ہو سکے اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے مطابق جامع بحث کی گئی ہے۔

۶- مسلم خواتین اور اسلامی پردہ

قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں پردہ پر مفصل بحث کی گئی ضرور مطالعہ کیجئے اور المعروف گریجوایٹ خاتون اور مولانا تاکہ پردہ کی حقیقت، اہمیت سے آگاہی حاصل کی جا سکے۔

ضروری گزارش

اہل علم حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگر کسی جگہ عبارت یا کتابت کی کوئی غلطی محسوس کریں تو برائے مہربانی ادارہ کو فوراً مطلع کریں اگرچہ خاصی محنت سے تصحیح کی گئی ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی مقام پر سہواً کوئی بات رہ گئی ہو تو انشاء اللہ عزوجل آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

عبدالرشید ارشد

ناظم دارالتبلیغ اہل سنت مکتبہ حسنات

www.waseemziyai.com

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145

شعبہ ناظرہ: 200

درسِ نظامی: 105

شعبہ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ

شعبہ درسِ نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2

خادم: 4

چوکیدار: 2

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:0050002565700 3 - branchcode:0050

@markazuloloom

waseem ziyai

www.waseemziyai.com

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com